بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا
باجلاس کونسل

انڈین لارپورٹ

سلسلہ بمبئی

جلد ۱۷ - بابت ۱۸۹۳ء

صفحہ بصفحہ مطابق انگریزی لارپورٹ کے

مشتمل بر مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ بمبئی و جوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل جو عدالتہائے مذکورین
بناء فی فیصلجات عدالت مذکورہ و دیگر عدالتہائے بجز ہائیکورٹ ممالک سر برٹش انڈیا فیصل ہوتی ہیں

اسمائے ججان

آنریبل سر چارلس سارجنٹ بونایٹ
" ال - ایچ بیلی رقائمقام ، جج
" ال - ایچ بیلی پائنیر "
" ایچ - ام برڈووڈ "
" جے - جارڈین "
" ایچ - جی پارسنس "

آنریبل کے - ٹی ٹیلنگ صاحب جج
" سی - الیف فیرن "
" آمی - ٹی کینڈی "
"
" ای - ام - ایچ فلٹن رقائمقام ، "
" ایم - ایچ سٹلہ لنگ "

بتجویز باوا نرائن سنگھ وکیل عدالت امرتسر
مطبوعہ قانونی ہند پریس ملکتاچ
امرتسر پنجاب +

انڈکس نام ردیف وار

اندکس ردیف وار بمبئی سنہ ۱۸۹۳ء

تمام شد

قانونی ہند

مطبوعہ امرتسر

جنرل لا ایکس ایجنسی

انڈین لارپورٹ

سلسلہ بمبئی

(۱)

پریوی کونسل

عبدالغفور وغیرہ (مدعیان) بنام نظام الدین وغیرہ (مدعاعلیہم) ٭

[برطبق اپیل از ہائیکورٹ واقع بمبئی]

شرع محمدی - وقف - تملیک (سٹلمنٹ) وصیت نامہ - ناجایز ہونا ایسی تملیک کا جسکا قصد بیان قایم کرنے وقف کے کیا گیا ہو - دستاویز جسکے روسے امانت واسطے اغراض مذہبی یا خیراتی کے کسی زمانہ مین قایم نہ کی گئی ہو بطور وقف نامہ کے ناجائز ہے -

وقف نامہ کے جائز ہونے کے لئے ضرور ہے کہ اوسکی روسے کسی نہ کسی زمانہ مین جایداد بالخصوص واسطے اغراض مذہبی یا خیراتی کے وقف کی گئی ہو -

مقدمہ محمد احسان اللہ چودہری بنام امرچند کوندو (۱) کا حوالہ دیا گیا اور اوسکی تقلید کی گئی -

جس حالت مین کہ از روے عبارت وقف نامہ کے ایک تملیک بحق ورثا رکی گئی تہی اور واقف کی نیت یہ تہی کہ کل جایداد نسلاً بعد نسلاً بلا اختیار انتقال ورثا اسکے کہ وہ صیغہ اجرا مین مواخذہ دار ہوسکے پہونچتی چلی جاوے تجویز ہوئی کہ دستاویز مذکور نہ بطور ایسی دستاویز کے قایم رہسکتی ہے جس سے وقف قایم کیا گیا نہ بطور ایسی دستاویز کے جس سے تملیک عمل مین آئی یہ بہی تجویز ہوئی کہ دستاویز مذکور کی تائید بطور وصیت نامہ کے نہین ہوسکتی کیونکہ وہ نسبت دو ثلث متروکہ کے بذریعہ رضامندی ورثا رکے جاری نہین ہوئی اور اگر دستاویز مذکور کی نسبت بطور وصیت نامہ عمل نہین ہوسکتا تو شرط مذکور العدر کالعدم ہوتی -

---

٭ اجلاس - لارڈ دوالٹن صاحب و لارڈ ڈایمس صاحب و سرآرکوچ صاحب و لارڈ وشینڈ صاحب -

(۱) لارپورٹ اپیلات ہند جلد ۲۲ صفحہ ۲۲ و انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۶۱۹ -

سنہ ۱۸۹۲ع
عبدالغفور بنام امام الدین

اپیل بارھنی ڈگری (۱) ۱۱ جون سنہ ۱۸۸۸ع) ہائیکورٹ مشعر منسوخی ڈگری (۱۷ فروری سنہ ۱۸۸۶ع) اسسٹنٹ جج ضلع تہانہ جسکی رو سے ڈگری (۴ مارچ سنہ ۱۸۸۶ع) جج ماتحت درجہ دوم پنویل بحال رکہی گئی ہتی۔

وقف نامہ جس سے اپیل ہذا متعلق ہے بتاریخ ۲۶ جنوری سنہ ۱۸۳۹ع کریم الدین شامی نے تحریر کیا تہا جو سنہ ۱۸۴۲ع مین فوت ہوا و منجملہ پانچ مدعیون کے جواب پیلانٹ ہین متولی ہین جو عدالت ضلع سے سنہ ۱۸۴۲ع مین مقرر ہوے تہے اور سب یکجدی کریم الدین کے تہے جایداد ایک قطعہ کارخانہ نمک معہ عمارات واقع تعلقہ پنویل ضلع تلابہ تہا بتاریخ ۲۲ جون سنہ ۱۸۶۶ع بعلت ایک ڈگری موسومہ مسماۃ طاہرہ دختر کریم الدین کے اوسکے حقوق موافق دفعہ ۲۴۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع بذریعہ عدالت نیلام ہوئے۔ مدعا علیہم (جواب رسپانڈنٹان ہین) اپنا حق بذریعہ خریداران نیلام کے ظاہر کرتے تہے۔

یہ بحث کہ مسماۃ طاہرہ کا کیا حق سنہ ۱۸۶۶ع مین نیلام ہوا جواز و تاثیر ایک انتظام پر منحصر ہے جو وقف نامہ سنہ ۱۸۳۸ع مین واسطے خاندان و ورثاے کریم الدین کے کیا گیا تہا۔

ایک دوسرے مقدمہ فتح صاحب بی بی بنام داسودر پریم جی (۲) مین یہی دستاویز بر پیشگاہ عدالت واسطے ایک دوسرے امر کے پیش تہی از روے عبارت دستاویز مذکور کے نصف جایداد کریم الدین کی مالک سا تہہ بعض مستثنیات کے اوسکی ہر دو زوجہ معہ اپنی اپنی دختران اور اونکی اولاد کے جبتک کہ وہ دونون سلسلہ قایم رہین کیگئی تہی اور یہ کہ جب ایک دونون سلسلون مین سے ایک سلسلہ معدوم ہوجاوے کل جایداد دوسرے سلسلہ کو دیگئی تہی اور آخر کار جو جایداد رہے وہ ورثاے جائز کو دی گئی تہی جزو جایداد صریحاً اغراض مذہبی مخصوص سے متعلق کیا گیا تہا لیکن اوسکی نسبت نزاع نتہا اور نہ نالش نسبت اُس حصہ کے محدود تہی جسکی بابت کوئی امانت مذہبی یا خیراتی ظاہر نہین کی گئی تہی منجملہ شرایط اہم کے ایک یہ تہی کہ "ہر دو زوجگان مین سے کوئی خواہ اُن دونون مین سے کسی کی اولاد دونون کے حصون مین سے کسیکے حصہ جایداد متذکرہ صدر کو بذریعہ بیع یا ہبہ یا رہن منتقل نہ کریگی"۔ وقف نامہ پورٹ اپیل ہائیکورٹ مین منقول ہے (۳)۔

فیصلجات عدالتین ماتحت مع کارروائی متعلقہ اپیل ہذا تجویز حکام عالیمقام سے ظاہر ہوتے ہین بر طبق اپیل و دیگر حکام (بپرڈ وڈ صاحب جسٹس و پارسنس صاحب جسٹس) کی یہ راے ہوئی کہ دستاویز وقف نامہ

(۱) امام الدین بنام عبدالغفور انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۱ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۸۴ — (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۲۴۴

کی تائید بطور دستاویز قایم کرنے والی وقف کے نہین ہو سکتی کیونکہ اوسمین کوئی آخری وقف جائداد کا واسطے اغراض مذہبی یا خیراتی کے نہ تہا بطور محض دستاویز تملیک نامہ کے اوسکا نفاذ نہین ہو سکتا تہا کیونکہ از روے قانون کریم الدین کو یہ اختیار نہ تہا کہ ایک سلسلہ حقیت بدے جین حیاتی کا قایم کرے اور بعد انقطاع اوس سلسلہ کے وارثون کو مالک گردانے۔ یہ تجویز بالاستیعاب انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۳ مین الصفحہ ۴۰ مندرج ہے۔

برطبق اپیل۔

مسٹر جے ڈی مین منجانب اپیلانٹان حاضر ہوے۔ تائید اوس انتظام کی جو واسطے اغراض دنیاوی کے وقف نامہ مین کیا گیا ہے اس طور پر نہین ہو سکتی کہ اوس سے وقف قایم ہو حال کے زمانہ کے مصطلحات خلاف نفاذ ایسے وقف نامہ کے ہین جسمین کوئی ایسی ہبہ نہو جو کسی زمانہ مین واسطے کارہاے مذہبی یا خیراتی کے موثر ہوگی دیکہو محمد احسان اللہ چودہری بنام امرچند کوندو (۱) لیکن اگر منجانب ورثا جنکو تعلق ہے رضامندی تہی تو دستاویز مذکور بطور وصیت نامہ قابل جواز ہو سکتی ہے اوسکے تملیک نامہ سمجہنے مین دقتین ہین لیکن ایک عورت عطیہ جین حیاتی کی اوس چند رسرکار بنام ظہور فاطمہ (۲) مین تہی بحیثیت وصیت نامہ کے ممکن ہے کہ دستاویز ہذا نافذ کیجاے اگر اوسکی نسبت رضامندی ظاہر کی گئی ہو۔

مقدمہ کہورالنسا بنام روشن جہان (۳) کا حوالہ دیا گیا۔

رسپانڈنٹان حاضر نہین ہوے۔ تجویز حکام عالیمقام ایک تاریخ مابعد (۲ جولائی) کو لارڈ واٹسن صاحب نے صادر فرمائی۔

لارڈ واٹسن صاحب ۔ اپیلانٹان مدعیان نالش ہذا ہین جنہون نے اورنگ ۴ ۱۸۸۹ع مین واسطے حصول قبضہ اون اراضیات کے دایر کیا تہا جو ۱۸۶۹ع مین بعلت اجرا ڈگری قرق ہوکر بذریعہ عدالت نیلام ہوگئی تہین اور بعد ازان پدر مدعا علیہم نے خرید لی تہین۔ وجہ مخاصمت مظہرہ عرضی نالش یہ تہی۔ کہ ظاہرہ بی بی مدیونہ اراضیات مذکور بذریعہ ایک وقف نامہ کے قابض تہی جو جنوری ۱۸۳۳ع مین اوسکے پدر کریم الدین نے تحریر کیا تہا جسکی رو سے استحقاق مدیونہ مذکورہ ایک حق وصول لگان جین حیات محدود کیا گیا تہا اور حکم نیلام صرف

(۱) لارپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۱۷ صفحہ ۲۸ و انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۹۴۹ (۲) ایضاً ہند جلد ۷ صفحہ ۱۴۱ و ایضاً ‏ ‏ صفحہ ۱۶۴ (۳) ایضاً جلد ۳ صفحہ ۴۹ و ایضاً جلد ۴ صفحہ ۱۸۴۔

سنہ ۱۸۹۴ء
عبد الغفور
بنام
نظام الدین

حقیت حین حیاتی طاہرا بی بی پر موثر تہا جو نومبر ۱۸۸۳ء مین فوت ہو گئی اور اوسکی وفات پر استحقاق قبضہ مدعا علیہم ختم ہو گیا اور اراضیات سے اول بجانب فتح صاحب بی بی ہمشیرہ طاہرہ بی بی کے لطور قالفض حین حیاتی کے عود کیا اور برطبق وفات فتح صاحب بی بی کے اپیلانٹان لطور ورثاے کریم الدین اور اوسکی دختر فتح صاحب بی بی کے مستحق اراضیات مذکور کے ہوے جو امر تنقیح طلب واسطے تجویز اوس واحد معاملہ کے جو موثر روئیداد مقدمہ تہا یعنی نوعیت اوس حق مرہونہ ڈگری کی جو اوسکو اون اراضیات مین حاصل تہا جو بالیفاے اوسکے زر منہ کے نیلام ہوئین لعبارت ذیل قایم کیا گیا تہا۔

"آیا وقف نامہ ۱۸۳۹ء بموجب شرع محمدی جائز ہے یا نہین"۔

جج ماتحت درجہ دوم بنو پل نے تجویز بحق اپیلانٹ صادر کی کیونکہ اونکی یہ راے ہوئی کہ اگرچہ دستاویز کریم الدین مورخہ ۱۸۳۹ء واسطے قایم کرنے وقف صحیح کے غیر موثر ہے تاہم وہ لطور تملیک کے جائز ہے اور جج ماتحت کی یہی راے تہی کہ طاہرہ بی بی کو محض حقیت حین حیاتی حاصل تہی اسسٹنٹ جج تہانہ نے ڈگری جج ماتحت کو بالحضل و نہین وجوہ پر اور دستاویز کو لطور تملیک موثر قرار دیکر بحال کیا مگر برطبق اپیل دوم اجلاس ہائیکورٹ بمبئی ہر دو تجویز منسوخ ہوئین اور دعوی اپیلانٹ معہ خرچہ نامنظور ہوا حکام ذیعلیم نے ہر دو عدالت ماتحت سے اتفاق کیا کہ دستاویز لطور وقف نامہ کے ناجائز ہے لیکن حکام ممدوح نے یہہ بہی تجویز کیا کہ دستاویز مذکور لطور تملیک غیر موثر ہے کیونکہ ساتہہ اوسکے حیات کریم الدین مین قبضہ نہین ہوا۔

کونسل ذیعلیم نے جو منجانب اپیلانٹان حاضر ہوے بڑی صاف دلی اور مناسبت سے یہ بات تسلیم کی کہ بعد فیصلہ حال محکمہ ہذا صادرہ مقدمہ محمد احسان اللہ چودہری بنام امر چند کونڈو (۱) وہ کامیابی کے ساتہہ یہ حجت نہین کر سکتے کہ دستاویز ۱۸۳۹ء لطور وقف نامہ قابل جواز ہے اوس مقدمہ مین لارڈ ہابہوس صاحب نے یہ فرمایا کہ حکام عالیمقام کو "کسی ایسی سند کا حوالہ نہین دیا گیا نہ حکام عالیمقام کو خود کوئی ایسی سند دستیاب ہو سکی جس سے یہ ثابت ہو کہ بموجب شرع محمدی کے ہبہ لطور وقف نامہ کے جائز ہے بجز اسکے کہ جایداد کسی نہ کسی زمانہ مین واسطے اغراض خیراتی کے بالحضل وقف کی گئی ہو" اسمقدمہ مین ازروے اوس دستاویز کے جو وقف نامہ کہا جاتا ہے کوئی ہبہ اراضیات متنازعہ کا بالفعل یا بالآخر واسطے اغراض مذہبی یا خیراتی کے نہین کیا گیا ہے۔ ظاہرا بروے سیاق عبارت دستاویز کے ایک وقف قایم کیا گیا ہے مگر فی الحقیقت ہبہ صرف بحق ورثاے قانونی کریم الدین کے کیا گیا ہے اراضیات کریم الدین کی

(۱) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۲۲ صفحہ ۲۸۔

زوجون اور اولاد کو اور اونکی اولاد کو دواماً بسلسلہ وبطابق حصص معینہ قانون وراثت اسلام کے تابع اس قید کے دی گئی ہین کہ اونمین سے کسیکو اختیار انتقال بذریعہ بیع خواہ ہبہ خواہ رہن کے حاصل نہوگا۔

کونسل نے یہ امر بھی تسلیم کیا کہ وہ کامیابی کے ساتھہ یہ حجت بھی نہین کرسکتے کہ دستاویز ایک تملیک ہے لیکن کونسل موصوف نے اس بناپر اپیل کی تائید کرنے کی کوشش کی کہ دستاویز جو وقف نامہ کہا جاتا ہے وصیت نامہ کریم الدین سمجھا جانا چاہئے کونسل موصوف نے اس باب مین حجت نہین کی کہ کوئی مسلمان خود بذریعہ وصیت نامہ کے ایسے ورثا کے حقوق کو کم یا زائل نہین کرسکتا اور ایسے وصیت نامہ اہل اسلام بقدر دو ثلث ورثہ موصی پر غیر موثر ہے بجز اسکے کہ وہ بذریعہ رضامندی اوسکے ورثا کے حقدار کے جائز ہو جاوے حکام عالیمقام کی یہ رائے ہے کہ اگر دستاویز ۱۸۳۰ع کی بطور وصیت نامہ کریم الدین تعبیر کیجاوے تو اپیلانٹان کو اوس سے کوئی فائدہ پہونچیگا مسمیٰ کریم الدین کا یہ منشا نہ تہا کہ ایک سلسلہ حقیت ہائے حین حیاتی کا قایم کرے کیونکہ اس قسم کی حقیت کا ظاہرا شرع محمدی مین کہین ذکر نہین ہے (دیکہو مقدمہ حمید او غیرہ بنام بدلن گورنمنٹ (۱)) بلکہ اوسکا یہ منشا تہا کہ حقیت ایک پشت اوسکی اولاد سے دوسری پشت کو ملا اسکے کہ اوسکو اختیار اوسکے انتقال کا ہو اور بلا اسکے کہ وہ بابت اوسکے قرضجات کے ماخوذ قرار پاسکے پہونچے اگر طاہرہ بی بی نسبت وصیت نامہ کے رضامندی بہی ظاہر کر دیتی تو بہی وہ قابض حین حیاتی نہوتی بلکہ مالک کامل بہ امتناع انتقال ہوتی اور چونکہ امتناع قانوناً کالعدم ہوتی لہذا وہ طاہرہ بی بی پرخواہ اوسکے دائنان پر موثر نہوتی اگرچہ یہ امر ہائیکورٹ مین پیش کیا گیا تہا الا اپیلانٹان اور پسر مستبداد نہ کرسکے اپیلانٹان نے اپنے کاغذات سوال وجواب مین یہ بیان نہین کیا ہے کہ طاہرہ بی بی نے ایسی رضامندی ظاہر کی اور کوئی شہادت ایسی نہین ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ طاہرہ بی بی نے ایسی رضامندی ظاہر کی علاوہ اسکے کوئی امر تنقیح طلب نسبت اسکے قرار نہین دیا گیا تہا اور بدینوجہ کوئی تجویز واقعاتی نہ تہی جسپر ہائیکورٹ بصیغہ اپیل دوم عمل کرسکتی۔

حکام عالیمقام کی دانست مین بروے تجویز ہائیکورٹ بطریق قابل اطمینان وہ وجوہ لائق طے ہوگئی ہین جو حکام عالیمقام کے حضور مین بوقت سماعت گفتگو بطرفہ اپیل ہذا کے پیش کی گئی تہین حکام عالی مقام موّدبانہ بحضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا یہ مشورہ دینگے کہ وہ تجویز ...

(۱) دیکہو رپورٹ لطایر دیوانی جلد ۷ صفحہ ۵۴۵۔

نارضی سے اپیل کیا گیا ہے بحال کیجائے اور اپیل ڈسمس کیجاوے - اپیل ڈسمس ہوئی -

سالیسٹران منجانب اپیلانٹان - مسٹران بارو و راجرس -

(۴)

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بلی صاحب جسٹس (قایم مقام چیف جسٹس) و فیرن صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۲ء ۲ جولائی و ۴ ستمبر

موتی لال بیچر داس وغیرہ (مدعیان) بنام گھیلا بھائی ہریرام وغیرہ (مدعا علیہم)

و

بہانا لالا وغیرہ (مدعیان) بنام دادا بھائی سگن بخش وغیرہ (مدعا علیہم)

شراکت - وفات شریک - نالش از طرف دکان بابت ایسے قرضہ کے جو حیات شریک مذکور مین واجب ہوا - اوسکے قایم مقامان کا فریق ہونا ضرور نہین ہے - عملدرآمد فریقین - ایکٹ معاہدہ ہند نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء دفعہ ۴۵ -

قایم مقامان شریک متوفی فریق ضروری ایسی نالش کے نہین ہین جو واسطے دلاپانے ایسے قرضہ کے رجوع کیجائے جو بحیات شریک متوفی کارخانہ شراکتی کو واجب الوصول ہوا ہے -

حالات مقدمہ جیسے ذیل سی ڈبلیو جیٹی صاحب چیف جج عدالت مطالبات خفیفہ بمبئی نے حسب دفعہ ۹ - ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ بلاد پریزیڈنسی (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء) واسطے رای ہائیکورٹ کے بیان کئے ہین در

ا - اس مقدمہ مین مدعیان پسران بیچرناگر متوفی واسطے دلاپانے مبلغ عام للعہ کے بطور بقایا ایک حساب آرہت مال خریدہ مدعیان وزر ادا کردہ مدعیان بابت مال واقع بمبئی مین ابتدا ماگھ سدی ۳ لغایتہ جیٹھ سودی ۵ سنہ ۱۹۴۲ (۸ فروری لغایت ۳ جون سنہ ۱۸۸۶ء) نالشی ہین -

۲ - مدعا علیہم نے یہ عذر ابتدائی پیش کیا ہے کہ بیچرناگر اوسوقت کہ جب قرضہ اسکو واجب ہوا شریک ایک دوکان کا تہا اور نامبردہ ایک سال للعہ کا فوت ہوگیا اور اوسکے قایم مقامان شریک نالش نہین کئے گئے اور کوئی پروبیٹ یا چیہات اہتمام یا سارٹیفکٹ بابت اسکے متروکہ کے حاصل نہین کیا گیا -

۳ - یہ ثابت ہوا کہ مدعیان جو پانچون بھائی ہین اور اونکا باپ مسٹر کا ایک کاروبار بنام بیچرناگر بمقام سورت کرتے تہے نامبردہ دوکان شرکائے ایک ہندو خاندان مشترکہ غیر منقسمہ کے تہے لیکن

بجٹ نالش عدالت مطالبہ خفیفہ نمبر ۱۵۹۹ بابت سنہ ۱۸۹۱ء - نالش عدالت مطالبہ خفیفہ نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۱ء

سنہ ۹۲ بیچرناگر ندکور کا کوئی بہائی یا بہتیجہ نہ تہا بیچرناگر ندکو سال ایک سال ہوا کہ بعد واجب لوصول ہونے زرمنہ
سونی تنازعہ کے مرگیا۔

گیلا "۴۔ امر فیصلہ طلب مقدمہ مین وہی ہے کہ جو نالش نمبر ۱۶۸ سنہ ۱۸۹۲ء مین ہے جو ہمراہ مقدمہ
کے ارسال ہے یعنی یہ کہ آیا بموجب دفعہ ۴۵۔ ایکٹ معاہدہ قایم مقام شریک متوفی فریق ضروری
ایسی نالش کا ہے جو واسطے وا پانے باقی زرمنہ کے رجوع کیجائے جو کارخانہ شراکتی کو بحیات شریک
متوفی واجب لوصول ہوا۔

"۵۔ اگر فیصلہ امر مذکورہ صدر کا بصیغہ اثبات کیا جائے تو یہ امر مزید بھی مقدمہ مین پیدا ہوتا ہے
کہ آیا ایسا قاعدہ بصورت ایک ہندو خاندان مشترکہ غیر منقسمہ کے متعلق ہوگا جو شراکت
کا روبار کرتا تہا۔

"۶۔ حالات مقدمہ کے حسب درخواست مدعاعلیہم بیان کئے گئے ہین اور مین نے سماعت
مقدمہ کی بہ انتظار فیصلہ حکام والامقام نسبت امور مذکور کے ملتوی کی ہے"

رسل منجانب مدعیان نالش نمبر ۵۰۹۹ سنہ ۱۸۹۱ء۔

اینڈرسن حسب درخواست عدالت منجانب مدعاعلیہم حاضر ہوئے۔

فریقین نالش ثانی (نمبر ۱۶۸ سنہ ۱۸۹۲ء) کی طرف سے کوئی کونسل حاضر نہ تہا۔

دلائل کونسل اور اسناد محولہ بخوبی تجویز سے ظاہر ہوتی ہین جو فیرن صاحب جسٹس نے صادر فرمائی۔

فیرن صاحب جسٹس۔ نسبت امر اول کے جو واسطے ہماری رائے کے ارسال کیا گیا ہے
فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ و ہائیکورٹ الہ آباد مین اختلاف ہے عدالت آخر الذکر نے تجویز کیا ہے
کہ شرکاے باقیماندہ دکان واسطے زرمنہ یافتنی دکان کے بلا شریک کرنے لبطور مدعیان ورثا
شریک متوفی کے نالش کرسکتے ہین گوبند پرشاد بنام چندر سیکہر (۱) مگر ہائیکورٹ کلکتہ نے
یہ تجویز کی ہے کہ قایم مقامان شریک متوفی ایسی صورت مین فریق ضروری نالش کے ہین
رام نراین بنام رامچندر (۲) یہ امر کہ استحقاق مشترکہ کے نفاذ کے لئے کون کون اشخاص
لبطور مدعیان شریک ہونے چاہئین بذریعہ قانون موضوعہ ہند کے طے نہیں ہوا ہے وہ
قواعد جنکے بموجب اس امر کا تصفیہ ہونا چاہئے وہ قواعد ہین جو ہند کے ججون نے قواعد قانون
انگلستان و ایکویٹی سے ساتہ ترمیم کے بلحاظ اس ضابطہ مختلف کے جو یہان جاری ہے اور
جزواً بلحاظ تغیر بذریعہ قانون موضوعہ کے اختیار کئے ہین عدالت ہائے انگلستان کا من لائے

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۴۸۶ (۲) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۸۶

۱۸۹۲ء
لال بھگواس
بنام
بلا بھائی ہربرام

مین قبل صدور ایکٹ ہائے جوڈیکیچر کے یہ امر ضروری تہا کہ جملہ اشخاص جنکو از روئے قانون شترکاً تعلق ہو لطور مدعیان نالش کرنے مین شریک ہون یہی قاعدہ عموماً صیغہ ایکویٹی مین جاری ہے لیکن جس حالت مین کہ کوئی وجہ صلی ایسے اشخاص مین سے بعض کے مدعی نہ بنانے کی ہتی تو اسقدر کافی تجویز ہوا ہے کہ وہ مدعا علیہ بنائے جاوین - دیکہو رسالہ دستورالعمل چانسری مولفہ ڈانیال صاحب (طبع ششم) جلد اول صفحہ ۲۱۶ و لوک بنام سوتہہ کننگٹن ہوٹل کمپنی (۱) یہ قواعد اگرچہ لطور قانون موضوعہ واجب التعمیل نہین ہین تاہم واسطے معدلت گستری مناسب ہے یہ قواعد اسغرض سے لابدی ہین کہ وجہ مخاصمت واحد کی نسبت مدعا علیہ کو اکثر تبہ سے زیادہ تکلیف نہ دیجاوے اور مدیون کو فارغخطی جایز حاصل ہو اور نالشات کی افزایش نہو مگر بموجب پورانے عملدرآمد انگلستان کے نہ صرف اس بات کی ضرورت تہی کہ جملہ اشخاص مناسب مدعی بنائے جاوین بلکہ بروئے قانون اشتمال بیجا مدعیان مسقط دعویٰ تہا قواعد اس بارہ مین کہ کون اشخاص نالش کرنے مین شریک ہوسکتے ہین سخت اور محدود تہے اکثر صحیح مدعیون کا منتخب کرنا مشکل تہا اور بوجہ سختی قانون کے اکثر غلطیان واقع ہوتی ہین اس وقت سے رفع کرنے کے لئے اور وسعت دینے کے لئے جسکا دینا اس شائع قانون ضابطہ مین مناسب تصور کیا گیا از روئے اون قواعد کے جو بموجب ایکٹ ہائے جوڈیکیچر مرتب کئے گئے یہ حکم دیا گیا کہ وہ تمام اشخاص لطور مدعیان شریک ہوسکتے ہین جنکو استحقاق دادرسی متدعویہ کا حاصل ہونا مشترکاً یا منفرداً یا علی سبیل البدل بیان کیا جاتا ہو (حکم نمبر ۱۶ قاعدہ - ۱) بعد صادر ہونے اس قاعدہ کے اشتمال بیجا مدعیان کا سوائے معاملہ خرچہ مین ایک معاملہ غیر اہم ہوگیا ان قواعد و عملدرآمد کو در باب ضرورت شریک کرنے لطور فریق نالش اون جملہ اشخاص کے جنکو مشترکاً وجہ مخاصمت سے تعلق ہو جملہ ہائیکورٹ ہائے ہند نے اختیار کیا ہے - کالیداس کیولداس بنام ناتہو بہگوان (۲) و دولارچند بنام بلرام داس (۳) و رام سیوک بنام رام لال کوندو (۴) و ارنچلا بنام وتہالنگا (۵) منفرد معمولہ اخیر ایک سند واسطے کہنے اس بات کے ہے کہ زیادہ تر وہ قاعدہ جو عدالت چانسری مین اختیار کیا گیا تہا نہ چندان وہ قاعدہ جسکی پابندی عدالتہائے کامن لا مین کیجاتی ہے ہند مین اختیار کیا گیا ہے - واضعان قانون ہند نے احکام نسبت اون اشخاص کے جو وجہ مخاصمت مشترکہ مین مدعی ہوکر نالش کرسکتے ہین اون قواعد سے لئے ہین جو بموجب جوڈیکیچر ایکٹ کے مرتب کئے گئے ہین اور

(۱) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۱۲ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۲۱۴ (۳) ایضاً ،، ،، الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۴۵۳ (۴) ایضاً ،، ،، کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۸۱۵ (۵) ،، ،، مدراس جلد ۶ صفحہ ۲۴ -

۹۲ء
موتی لال
بنام
گیلا بھائی

جنکا ہم نے حوالہ دیا ہے احکام مذکور بابت بطور دفعہ ۴۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی منضبط کئے گئے ہین یہ ایک دفعہ
مشعر اجازت ہے اور اسوجہ اور غرض سے منضبط ہوئی ہے جو اوپر مذکور ہوئی اب یہ کہا جاسکتا ہے
کہ قانون عام دربارہ درستی فریق نالش بنانے اُن جملہ اشخاص کے جنکو تعلق مشترکہ کسی وجہ مخاصمت سے
ہوا اور نسبت نتائج اتصال بیجا مدعیان کے عملاً وہی ہے جو بموجب قانون انگلستان کے اور بموجب عملدرآمد
عدالتہائے ہند کے ہے۔ اب اگر اس خاص بحث کیطرف توجہ کیجائے جسکی نسبت اس مقصود مین
ہمکو غور کرنا ہے یعنی قانون متعلق معاہدہ کنندگان مشترک تو واضح ہوتا ہے کہ بموجب کامن لا کے معاہدہ
کنندگان مشترک مین سے ایک کی وفات کے بعد استفادہ معاہدہ مشترک کا باقیماندہ اشخاص کو حاصل
ہوتا ہے یہی صورت قرضون اور فرائض وغیرہ کی ہے کیونکہ اگر چند اشخاص کے ساتھہ بابت قرضہ واجب
کے ذمہ داری کیجائے تو جو شخص زندہ باقی رہیگا کل قرضہ پا ویگا یا کل ذمہ داری اپنے اوپر لیگا اور یہی صورت
دیگر عہد و پیمانون کی ہے الخ (۱) بصورت شرکائے تجارت کے ایک استثنار کیا گیا تہا تفسیر الڈرکوک صاحب نسبت عبارت مندرجہ صفحہ
کتاب لٹلٹن صاحب کے یہ ہے "اس جگہہ باعث اثر ایکٹ کے ایک استثنار دو تاجران مشترک بابت مال و اسباب
تجارت و دیون و ذمہ داریون کے جو اونکو بطور تاجران مشترک یا شرکا کے حاصل ہین ہونا چاہئے کیونکہ اونمین حق
باقیماندگی نہوگا بلکہ وہ سب چیزین شخص متوفی کے اوصیا کو پہونچین گی اور یہ بات مطابق قانون
تجاران کے ہے جسکی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ جزو قوانین ملک ہذا واسطے ترقی و قیام تجارت کے ہے
جو واسطے رفاہ عام کے ہے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ "حق باقیماندگی تاجران مین بہ نظر فائدہ تجارت
کے نہین ہوتا" اور نسبت آخر کے الخ اس دفعہ مین اسی قسم کا استثنار سمجھنا چاہئے" ولیمس صاحب
جسٹس نے فرمایا ہے " عام قاعدہ یہ ہے کہ جو حق نالش کسی موصی کو بشرکت کسی دوسرے شخص کے
حاصل ہے وہ بجانب اوسکے وصی کے منتقل نہوگا تاہم بموجب قانون تجاران کے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا
ہے ایک استثنار بصورت تجاران کے قایم کیا گیا ہے جو تمام تجارت کرنیوالون اور اُن اشخاص سے
جو کاروبار مشترک از قسم تجارت مین مشغول ہون متعلق کیا گیا ہے" دیکہو رسالہ ولیمس صاحب متعلق اوصیا
(طبع ہشتم) صفحہ ۸۵۰۔ اسپر سلیش صاحب لارڈ جسٹس نے بمقدمہ میکلین بنام کنیارڈ (۲) بطور
صحیح تعبیر قانون کے استدلال کیا ہے اور اس کل معاملہ پر بالاستیعاب بمقدمہ بکلی بنام بابر (۳) غور

(۱) تفسیر کوک صاحب متعلق رسالہ لٹلٹن صاحب (طبع ۱۸۳۲ء) جلد ۲ دفعہ ۲۸۲ صفحہ ۱۸۲ - الف - (۲) لاء رپورٹس چانسری
جلد ۹ صفحہ ۳۳۶ بصفحہ ۳۴۲ (۳) ایکسچیکر جلد ۶ صفحہ ۱۷۸ - اسمقدمہ مین جو امتیازات قایم کئے گئے ہین اونکا سمجہنا
دشوار ہے ہنڈلی صاحب لارڈ جسٹس نے اسمقدمہ کو ملفظ حیران کرنیوالے مقدمہ کے لکہا ہے رسالہ شراکت
ہنڈلی صاحب (طبع پنجم) صفحہ ۳۴۲ (نوٹس)۔

سنہ ۱۸۹۳ع
موتی لال بحیرداس
بنام
میلا بھائی ہیرم

کیا گیا ہے ان اسناد سے عیان ہے کہ درصورت شراکت بلے تجارت کے استفادہ شریک متوفی لنسبت معاہدہ مشترکہ اوسکے اوصیاء کو بموجب قانون ایکویٹی دونون کے ازروے قانون انگلشیہ پہونچتا تہا اور یہ جزو قانون انگلشیہ ایکٹ معاہدہ ہند کے نفاذ سے بہت زمانہ پہلے اُس قانون مین داخل ہوگیا تہا جسکے بموجب ہند مین معدلت گستری کیجاتی تہی۔

لنسبت ذمہ داری مدیونان مشترک کے بموجب معاہدہ مشترک کے بہی اسی قسم کے اصول پر عمل کیا جاتا تہا جملہ مدیونان اگر زندہ ہین تو ذمہ دار ہمیشہ واجبی معاہدہ بحق داین تہے لیکن ذمہ داری ازروے قانون خواہ ایکویٹی کے قایم مقامان ایک مدیون پر جو بحیات دیگر مدیونان فوت ہوجاے عاید نہین ہوتی تہی۔ رچرڈسن بنام ہارٹن (۱) وادہر بنام ایوسن (۲) شرکا کی حالت مختلف تہی۔ متروکہ شریک متوفی بروے ایکویٹی بابت معاہدہ مشترک دکان کے ذمہ دار تہا واسطے دریافت کرلے اس امر کے کہ وہ ایکویٹی کیونکر پیدا ہوئی دیکہو تجویز کیرلس جج ۲ لارڈ جسٹس بمقدمہ کینڈل بنام ہملٹن (۳) اس ایکویٹی کا نفاذ عدالتہاے ہند مین بہی قبل نفاذ ایکٹ معاہدہ کے کیا جاتا تہا اس ہائیکورٹ مین یہ عام عملدرآمد تہا کہ بابت دیون ذمگی دکان کے شرکاے باقیماندہ قایم مقامان شریک متوفی پر نالش کیجاتی تہی۔

ایکٹ معاہدہ ہند صریحاً قانون انگلشیہ پر مبنی تہا بصورت معاہدات مشترکہ ازروے ایکٹ مذکور ایک تغیر خاص کیا گیا دفعہ ۴۵ مین جسمین تذکرہ حق متعلقہ معاہدہ مشترک کا ہے یہ حکم ہے کہ (سواے اسکے کہ معاہدہ سے منشاء خلاف اسکے ظاہر ہو) "جب کوئی شخص معاہدہ مشترک ساتہہ دو یا زیادہ اشخاص کے مشترکاً کرے تو حق ادعاء تعمیل مابین اوسکے و اشخاص مذکور کے اشخاص مذکور کو بزمانہ حیات مشترک اونکے اور بعد وفات اونمین سے کسی ایک کے قایم مقامان شخص متوفی کو مشترکاً ساتہہ شخص یا اشخاص باقیماندہ کے حاصل ہوگا" ازروے اس ایکٹ کے جملہ معاہدہ کنندگان مشترک کی حیثیت درحالیکہ کوئی منشاے مخالف نہ ظاہر ہو وہی قرار دیگئی ہے جیسی کہ سابق مین ایسے شرکا کی تہی جو مشترکاً معاہدہ کرین (جیسا کہ ہم اوپر دکہلا چکے ہین) پس ہند مین مسئلہ اب یہ ہوتا ہے کہ "وہ حق باقیماندگی مابین معاہدہ کنندگان کے نہین ہوتا بجز اسکے کہ معاہدہ مین وہ صریح بہ ظاہر کیا گیا ہو"

رپورٹ بیوان صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ (۲) رپورٹ ڈرروری صاحب جلد ۳ صفحہ ۱۷۰ (۳) مقدمات اپیل جلد ۴ صفحہ ۵۰۴ لغایتہ ۵۱۲ و ۵۴۴ انگریزی مین لفظ رلیٹ ہے۔

تغیر مشابہ اسکے بموجب دفعہ ۴۴ کے اُس ذمہ داری مین کیا گیا جو معاہدہ کنندگان مشترک پر در باب تعمیل معاہدہ مشترک کے ہے ذمہ داری مذکور قایم مقامان معاہدہ کنندہ متوفی پر پہونچائی گئی ہے اور اس طریق پر پہر قانون مطابق اُس قانون کے کر دیا گیا جو بصورت ایسے شرکا کے جو مشترکًا معاہدہ کرین جاری تہا حکم دفعہ ۴۳ جسکی رو سے داعین کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ منجملہ چند معاہدہ کنندگان مشترک کے ایک کو یا قایم مقامان ایک معاہدہ کنندہ متوفی کو تعمیل معاہدہ پر مجبور کرے ہر دو صورت مین جدید معلوم ہوتا ہے یعنی بصورت معمولی معاہدہ کنندگان مشترک کے اور بصورت معاہدہ بحق شرکا جنہون نے مشترکًا معاہدہ کیا ہو اور جہانتک ذمہ داری بر سبب معاہدہ کو علاقہ ہے ظاہرًا بموجب دفعہ مذکور جملہ معاہدات مشترکہ معاہدات مشترکًا و منفردًا کر دیے گئے ہین۔

ہم اس بارہ مین شک نہین کر سکتے کہ یہ دفعات جنکا ہمنے حوالہ دیا ہے شرکا و دیگر معاہدہ کنندگان شریک سے یکسان طور پر متعلق ہین یہی فیصلہ مقدمہ لکھمیداس کیمجی بنام پرسوتم بردیں داس[1] ہوا ہے اور ہمارے نزدیک صحیح ہوا ہے اگر واضعان قانون کا یہ منشا ہوتا کہ شرکا احکام ان دفعات سے مستثنٰی رکہے جاوین تو معلوم الیہم صریح طور پر لیا کرتے کوئی وجہ اس بات کے خیال کرنے کی نہین ہے کہ تمام قواعد مندرجہ باب چہارم ایکٹ معاہدہ شرکا سے اوسی طور پر متعلق نہین ہین کہ جس طور پر دیگر معاہدہ کنندگان سے متعلق ہین بخلاف اسکے اُن دفعات سے جو اسوقت زیر غور ہین ظاہرًا یہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ قانون متعلق معاہدات مشترک عام طور سے مطابق اُس قانون کے کر دیا جاوے جو ہمیشہ شرکا و معاہدہ کنندگان مشترک سے متعلق کیا گیا ہے۔ مگر ایکٹ معاہدہ ایک ایکٹ ضابطہ کا نہین ہے اُسکی رو سے وہ حقوق و فرایض جو معاہدات یا فرایض از قسم معاہدہ سے پیدا ہون معین کر دیے گئے اور قرار دیے گئے ہین قواعد ضابطہ بغرض نفاذ حقوق مذکور یعنی چارہ کار بصورت خلاف ورزی حقوق مذکور دوسری جگہ تلاش کیے جانے چاہیئین۔ بصورت معاہدات بین دیگرا قسام قانون متعلقہ نالشات مدعیان و مدعا علیہم بموجب قانون انگلستان عموماً وہ اشخاص تہے جنکو استحقاق نفاذ معاہدہ اور جنپر ذمہ داری معاہدہ تہی ایکٹ معاہدہ مین لفظ لیٹ استعمال کیا گیا ہے یعنی جن مین استحقاق نفاذ معاہدہ و ذمہ داری معاہدہ لیٹ کرتی ہے قواعد در باب انتخاب مناسب مدعیان و مدعا علیہم کے بصورت معاہدات مشترک ... قواعد ۱۶ و ۴۴ و ۳۴ و ۵۵ و ۵۸ و ۵۹ مین مختصرًا

(۱) انڈین لا رپورٹس سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ...

سنہ ۱۸۹۲ع
متی لال جیچرداس
بنام
میلا بہائی ہرسرام

بیان کئے ہوئے ملینگے عام طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ قایم مقامان متعاقدین مشترک فریق مناسب بطور مدعی خواہ بطور مدعا علیہ ایسی نالش مین نہین ہین جو بربناے معاہدہ مشترک ہو مگر جملہ فریق معاہدہ جو زندہ ہون فریق ضروری ہین وجہ ان قواعد کی جو قانون اصلی متعلقہ معاہدات پر مبنی ہین جنکی رو سے قایم مقامان متعاقدین متوفی استفادہ و ذمہ داری معاہدات مشترک سے خارج کر دیے گئے ہین وقت صدور ایکٹ معاہدہ ہند مین باقی نہین رہی از روے منطق کے قواعد مذکور کا نفاذ بھی باقی نہ رہنا چاہئے کیونکہ "جب وجہ باقی نہ رہی تو قانون براے خود باقی نہین رہتا"۔
دستور العمل متعلق چارہ کار بحق و بخلاف شرکاے قانون انگلشیہ مین بطور سالک عام کے تہا اگرچہ مابین شرکا "کوئی حق باقیماندگی" نہ تہا اور استحقاق شریک متوفی جایداد مشترکہ مین مع معاہدات دکان کے اوسکے اوصیا کو پہونچتا تہا تاہم اوصیا مذکور شرکاے باقیماندہ کو ایسی نالش مین جو بربناے معاہدہ مشترکہ شراکت ہو شامل نہین کر سکتے تہے۔ رسالہ ڈیسی صاحب قاعدہ ۴۱ و ۴۴ و رسالہ لینڈلی صاحب متعلق شراکت (طبع پنجم) صفحہ ۴۸۴۔ یہ بات ولیمس صاحب جسٹس نے اوس عبارت مین بیان کی ہے جسکی ہم نے اوپر نقل کی ہے۔ عبارت مذکور کے بعد یہ عبارت ہے "لیکن ان صورتون مین گو حق شریک متوفی اوسکے وصی کو پہونچتا ہے تاہم اب یہ بات طے ہو گئی ہے کہ چارہ کار بعد وفات نامبردہ اوسکے شرکا کو باقی رہتا ہے اور تنہا شرکاے مذکور نفاذ حق بذریعہ نالش کر سکتے ہین اور بعد وصولیابی روپیہ کے شرکاے مذکورہ ذمہ دار اس بات کے ہونگے کہ بابت حصہ شخص متوفی کے اوصیا یا مہتمان کو حساب سمجہا دین"۔ رسالہ ولیمس صاحب متعلق اوصیا (طبع ہشتم) صفحہ ۸۰۵۔ ایک زیادہ تر منطقی راے ایک پورانے مقدمہ مین قایم کیگئی تہی ایک شریک باقیماندہ نے واسطے اوس قرضہ کے نالش کی جو یافتنی کاروبار شراکت کا تہا مدعا علیہ نے اس بنا پر عذر کیا کہ وصی شریک متوفی کو بطور مدعی شریک ہونا چاہئے اور یہ عذر منظور ہوا۔ نال بنام ہنم دل[1] اگرچہ یہ نظیر منسوخ ہو گئی اور قبل صدور ایکٹ جوڈیکیچر کے یہ قاعدہ بخوبی قرار پا چکا تہا کہ بحالت فوت ہو جانے ایک شریک کے استحقاق نالش بابت قرضہ یافتنی شراکت تنہا باقیماندہ شرکا حی القایم کو پہونچتا تہا دیکہو رسالہ لنڈلی صاحب متعلق شراکت طبع پنجم صفحہ ۴۱۳۔ یہی عملدرآمد جو ایک عام ہے عدالتہاے ایکوئٹی مین جاری تہا جب شریک حی القایم باقیماندہ کسی دکان کا بابت تفہیم حساب یا دیگر دعاوی قانونی کے نالش کرتا تہا تو بجز خاص حالات کے قایم مقامان ذاتی شریک متوفی کا فریق نالش گردانا ضرور نہ تہا۔ ہیگ بنام گرسے (۲) در رسالہ

(۱) رپورٹ لیونگ صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۸۸ و ۳۲۸ (۲) رپورٹ دلکس و اسمتہ صاحبان جلد ۳ صفحہ ۱۴۷۔

مسٹر اینال صاحب متعلق عملدرآمد چانسری صفحہ ۱۹ام (طبع ششم) جلد اول - بموجب کیطہارے ٹیمپر و قواعد کے کوئی تغیر کارروائی مین جب شریک باقیماندہ نالش کرے نہین کیا گیا ہے پٹیڈنگس بولن ولیک صاحبان (طبع چہارم) جلد ا صفحہ ۴ ۹ ۳ - اور عدالتہاے ہند یعنی ہائیکورٹ بمبئی وسوپریم کورٹ سابق بمبئی مین ہر نہج قبل صدور ایکٹ معاہدہ ہند کے یہی عملدرآمد جاری تہا -

وقت صدور ایکٹ مذکور سے عملدرآمد ہائیکورٹ کلکتہ تبدیل ہوگیا ہے - رام نراین بنام رامچندر (۱) مگر ہائیکورٹ الہ آباد مین تبدیل نہین ہوا - گوبند پرشاد بنام چندر سیکہر (۲) ہائیکورٹ الہ آباد مین عملدرآمد عرصہ دراز بوجہ خیالات آسایش عملی پر مبنی ہے موزونی منطقی پر غالب رہا ہے لیچ صاحب چیف جسٹس نے بمقدمہ محولہ بالا گوبند پرشاد بنام چندر سیکہر (۲) اوسوقت کا نشان دیا ہے جو تبدیل ضابطہ سے پیدا ہوگی اوجسکا نتیجہ اکثر یہ ہوگا کہ لوگ انصاف سے محروم رہینگے

اُس تجویز حاکم سوم عدالت مطالبہ خفیفہ مین جو ایک مقدمہ مین صادر ہوئی ہے جو ہمراہ اس استصواب کے بہیجا گیا ہے یہ بیان کیا گیا ہے کہ عملدرآمد عدالت مطالبہ خفیفہ بہی اب تک یہ رہا ہے کہ جب واسطے قرضہ شراکت کے نالش کیجاتی ہے تو ورثاے شریک متوفی ساتہہ ورثاے باقیماندہ کے شریک نہین کئے جاتے جہانتک ہمکو واقفیت ہے اس امر کے نسبت فیصلہ عدالتی ابتک اس ہائیکورٹ سے صادر نہین ہوا اگرچہ ہم یقین کرتے ہین کہ جب سے قول عدالت بمقدمہ لکہمیداس کہیم جی بنام پرسوتم ہرداس (۳) صادر ہوا ہے زیادہ تر یہ عملدرآمد ہے کہ ورثاے شریک متوفی بطور مدعیان بوجہ زیادہ تر احتیاط کے شریک کئے جاتے ہین یہ بات صدور ایکٹ حال تک محض ضابطہ کی تہی مگر وقت صدور ایکٹ مذکور سے یہ بات ضروری قرار دیگئی ہے کہ ورثاے مذکور پروبیٹ یا چٹہیات اہتمام حاصل کرین قبل اسکے کہ سچی ادنکے تجویز صادر ہوسکے یہ بات اب نہایت درجہ اہم ہوگئی ہے -

تحریرات لیچ صاحب چیف جسٹس مین یہ بات او بڑہائی جاسکتی ہے کہ اگر قایم مقام شریک متوفی کو کوئی حق کسی قسم کا جایداد دوکان مین نہین ہوتا اور حق مذکور اکثر مقدار منفی سے ظاہر ہوتا ہے بموجب دفعہ ۳ ۲ ۴ - ایکٹ معاہدہ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ع شرکاے باقیماندہ کو یہ حق قایم

(۱) انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۶ ۸ (۲) ایضاً ؍؍ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۶ ۸ ۴ (۳) ایضاً ؍؍ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۰۰ ۷ — — ۳ ۳ ۴ ۳

سنہ ۱۸۹۰ء
موتی لال بنام دین
وتی رام
پیلا بھا بنام رام

رکھا گیا ہے کہ فرضخواہان دکان کو نالشی جایز عطا کرین کہ یہ حق اونکو بموجب قانون انگلشیہ کے حاصل تھا۔ لوکارٹ بنام ٹورلیسر (۱) وبریزیر بنام ہڈسن (۲) ورسالہ لنڈلی صاحب متعلق شرکت (طبع پنجم) صفحہ ۳۴۴۔ اس بنا رکے لحاظ سے کوئی وجہ اس بات کی تجویز کرنے کی نہین ہے کہ شرکا ریا قیماندہ مجاز نالش کرنے کے نہین ہین۔

دفعہ ۴۵ مین جو یہ الفاظ داخل کیے گئے ہین "ماہین اوسکے ونابردگان کے" اون سے بلا شبہہ وقت تعمیر دربارۂ حقیقت تنہا ظاہر ہائیکورٹ الہ آباد کے بیان ہوتی ہے ان الفاظ کا پورا منشا ہے کہ دشوار ہے اگر بصورت شرکاے معاہدہ کنندگان باقیماندہ کو تنہا نالش کرنے کی اجازت دیجاوے استحقاق تعمیل معاہدہ کا جہانتک دوسرے فریق معاہدہ کنندہ کو علاقہ ہے قایم مقام شریک متوفی کو ٹھیک اوسی قدر حاصل ہے کہ جسقدر شریک حی القایم کو حاصل ہے کیا ایسی صورت مین شریک حی القایم بلا فریق گردانے قایم مقام شریک متوفی کے نالش کر سکتا ہے صحت منطقی بجانب جواب نفی اشارہ کرتی ہے مگر صورت شرکا رکی جیسا کہ ہم نشان دیچکے ہین مشکل ہوگئی ہے اور ہماری راے مین ازانجا کہ واضعان قانون نے یہ حکم نہین دیا ہے کہ قایم مقامان شریک متوفی کو ایسی نالش مین جو بربناے معاہدہ شراکت ہو ساتھ شرکا باقیماندہ کے شریک ہونا چاہئے لہذا ہماری یہ تجویز غلط نہین ہے کہ باوجود احکام ایکٹ معاہدہ کے عملدرآمد قدیم عدالت مطالبہ خفیفہ کے تبدیل کرنے کی ضرورت نہین ہے۔

بروے فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ راگھوینیدا ماد ہو بنام بھیا (۲) جواب سوال دوم کا بصیغہ اثبات ہونا چاہئے۔

اٹرنی منجانب مدعیان۔ مسٹر ٹی اے بلبنڈ۔

صیغہ ابتدائی دیوانی (۳)

۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء

باجلاس بلی صاحب قایم مقام چیف جسٹس وفیرن صاحب جسٹس ۔ ۔ ۔ ۔

واسون جی ٹریکیم جی وکمپنی مدعیان (سایلان) بنام

سدرن مرہٹہ ریلوے کمپنی مدعاعلیہم (فریق ثانی) ۔

(۱) رپورٹ ڈیکس سیگناٹن وگارڈن صاحبان جلد ۴ صفحہ ۳۴۵ (۲) رپورٹ مسن صاحب جلد ۹ صفحہ ۱۳ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۱۶ صفحہ ۳۴۹ - ۴۔ نالش عدالت مطالبہ خفیفہ نمبر ۱۳۴۹ سنہ ۱۸۹۱ء

۱۸۹۳ء داسوانی — ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ بلاد پریزیڈنسی (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۳۸ و ۶۹ - سماعت مکرر - انصاف نہونا یا سقوط انصاف ہونا - حالات مقدمہ واسطے راے ہائیکورٹ کے بیان کئے گئے -

ایک نالش متدائرہ عدالت مطالبات خفیفہ مین جسمین مباحث متعلق قانون و واقعات پیش کئے گئے تہے مدعیان نے حاکم عدالت سے (سدرن) یہ درخواست کی کہ حالات مقدمہ واسطے راے ہائیکورٹ حسب (کمپنی) ۶۹ - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء بیان کئے جاوین حاکم موصوف اس پر راضی تہے مگر مدعیان نے اپنی درخواست سے دست برداری کی بر طبق اُسکے حاکم موصوف نے اپنی تجویز صادر کردی اور نالش کو ڈسمس کر دیا تب مدعیان نے ہائیکورٹ مین درخواست سماعت مکرر حسب دفعہ ۳۸ - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء گذرانی یہ حجت کی گئی کہ حاکم موصوف کی راے قانونی بلحاظ واقعات غلط تہی -

تجویز ہوئی کہ اگر ایسی صورت بہی تہی تاہم حسب مراد دفعہ ۳۸ "انصاف کا سقوط نہین ہوا نہ بے انصافی ہوئی" اور مدعیان مستحق سماعت مکرر کے نہین ہین -

درخواست سماعت مکرر حسب دفعہ ۳۸ - ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ بلاد پریزیڈنسی (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء)

مدعیان نے درخواست سماعت مکرر نالش ہذا کی گذرانی جکو مسٹر ڈبلیو جینی صاحب چیف جج عدالت مطالبہ خفیفہ نے بتاریخ ۱۰ اگست سنہ ۱۸۹۳ء معہ خرچہ ڈسمس کیا تہا -

مدعیان نے صاحب چیف جج سے اول یہ درخواست کی تہی کہ حسب دفعہ ۶۹ - ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ حالات مقدمہ واسطے راے ہائیکورٹ کے بیان کئے جاوین مگر بعدہ اونہون نے اس درخواست سے اس بنا پر دست برداری کی کہ اونکو یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ حسب دفعہ ۳۸ - ایکٹ مذکور سماعت مکرر کی درخواست کرین - مضمون درخواست حسب ذیل تہا -

۱ - فدویان نے ایک نالش (نمبر ۱۲۷۹ بابت سنہ ۱۸۹۳ء) عدالت مطالبات خفیفہ بمبئی مین بنام مدعا علیہم یعنی سدرن مرہٹہ ریلوے کمپنی واسطے دلاپانے مبلغ [illegible] کے نامبردگان سے بابت اُس رقم کے دایر کی تہی جو کمپنی مدعا علیہم یا اونکے کارندگان بمبئی اسٹیم نیویگیشن کمپنی نے بمقام بمبئی بابت محصولات پورٹ ٹرسٹ کے اوداش کرایہ سے زاید وصول کی تہی جسکے عوض کمپنی مدعا علیہم نے یہ اقرار کیا تہا کہ متعدد چالان روئی از ان فدویان اسٹیشن ہاے اپنی ریلوے سے براہ مرماگوا بمبئی مین پہونچا دینگے اور رقم مذکور فدویان کو مجبوراً بغرض چہوڑانے اپنے مال کے چالانون کے ادا کرنی پڑی اور فدویان نے اعتراض کے ساتہہ ادا کی -

۲ - کمپنی مدعا علیہم نے بلا داخل کرنے کسی بیان تحریری کے بامذاق اپنی جوابدہی کے تجویز مقدمہ

سنہ ۱۹۰۲ء
اسمولی ٹریکیم
وانا کمپنی بنام
سوورن مرہٹہ
ریلوے کمپنی

شروع کرائی اور تجویز باجلاس جناب صاحب جج اول عدالت مطالبات خفیفہ بمبئی کے ہوئی۔
۳۔ سماعت اس نالش کی ۳۔ اگست یوم چہارشنبہ و ۵۔ اگست یوم جمعہ سنہ حال کو ہوئی اور بتاریخ آخرالذکر تجویز نہین سنائی گئی بتاریخ ۱۔ اگست یوم چہارشنبہ جج ممدوح نے تجویز مشعر ڈسمسی نالش مذکور معہ خرچہ صادر فرمائی اور تصدیق خرچہ اہل قانون منجانب کمپنی مدعا علیہم بقدر مبلغ لعہ فرمائی۔
۴۔ رسیدین کمپنی مدعا علیہم کی جو مدعیان نے نالش مذکور مین پیش کی تہین اور جو متضمن معاہدت بابت پہونچانے مال مدعیان کے ہین مورخہ اون اسٹیشنون کی ہین جہان مال کا محصول دیا گیا اور اومین اقرار پایا نے مال مذکور کا بغرض پہونچانے اوسکے اسٹیشن بمبئی تک بذریعہ مالگاڑی" یا " اسٹیشن بمبی تک بذریعہ ریل وسمندر" ساتہہ مختلف شرحون کرایہ کے بابت اوسکے جو ایک خانہ رسیدون مین درج ہین منجانب کمپنی مدعا علیہم و ولیسٹ انڈیا پورچوگیز ریلوے و بمبئی اسٹیم نیویگیشن کمپنی جدا جدا درج ہے اور منجملہ شرائط معاہدہ کے جو رسیدون کی پشت پر ثبت ہین یہ شرائط ہین۔
(اول) سدرن مرہٹہ ریلوے کمپنی کی ذمہ داری بابت جملہ مال کے اوسوقت ختم سمجھی جائیگی کہ مال کے اُس اسٹیشن پر پہونچنے کے بعد جہان کو وہ روانہ کیا گیا ہے ۴۸ گہنٹہ گذر جاوین۔
(دوم) جو مال بمبئی کو یا دوسرے مقام کو بذریعہ سمندر براہ مرماگوا روانہ کیا جانے کا وہ تابع اون قواعد وضوابط و شرائط لیجانے مال کے و محصول وارفت (یا یہ بندرگاہ جسپر سے مال جہاز پر چڑہایا جاتا ہے) و دیگر محصولات کے ہوگا جو اون ریلون اور جہاز کے سلسلون مین جاری ہون جنپر اور جنکے ذریعہ سے مال پہونچایا جائیگا۔
(سوم) احکام حوالگی اُس مال کے جو بمبئی کو براہ مرماگوا بہیجا جاوے دفتر بمبئی اسٹیم نیویگیشن کمپنی واقع بمبئی سے برطبق پیش کرنے اس یادداشت رسید کے عطا کئے جاوینگے۔
۵۔ دفعہ ۱۴۔ اقرارنامہ تحریری مورخہ ۷ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء مدخلہ مدعیان مین جو مابین ولیسٹ انڈیا پورچوگیز ریلوے کمپنی مذکور ایک جانب سے اور بمبئی اسٹیم نیویگیشن کمپنی مذکور دوسری جانب سے بابت پہونچانے مال کے بذریعہ جہازان دخانی کمپنی آخرالذکر کے از مقام مرماگوا بمبئی ہوا یعنی ایک شرط اسمضمون کی درج ہے کہ بمبئی اسٹیم نیویگیشن کمپنی مذکور مال اپنے گودامون واقع

۱۸۹۴
داسون
و کمپنی بنام
سودرن
کمپنی

بمبئی مین اوتاری جاویگی اور وہان سے اوسکو حوالہ مرسل الیہم کے کریگی۔

۶ بعدم موجودگی کسی معاہدہ خاص کے خلاف اسکے تمام خدمات سرانجام کی قبل اُن خدمات کے جنکی بابت محصول پورٹ ٹرسٹ متنازعہ لیا گیا ہمیشہ داخل محصول ریلوے بمبئی جاتی ہین۔ اور منجانب ریلوے بلا اخذ محصول مزید انجام دیجاتی ہین۔

۷۔ برٹش انڈیا اسٹیم نویگیشن کمپنی نے جسکے جہاز مدعیان کے ذریعہ سے قبل ماہ نومبر ۱۸۹۴ء وہ مال جو ریلوے پر ہوکر آتا تہا مرماگوا سے بمبئی پہونچایا جاتا تہا کبہی کوئی محصول بالمراتہم محصول پورٹ ٹرسٹ جیسا کہ اب بمبئی اسٹیم نویگیشن کمپنی کی جانب سے مانگا جاتا ہے نہین لیا گیا اور مدعیان کو کمپنی مدعا علیہم خواہ بمبئی اسٹیم نویگیشن کمپنی نے کبہی کوئی اطلاع اس امر کی نہین دی کہ ایسے محصول کے لینے پر کسی وقت مین اصرار کیا جائیگا۔

۸۔ مدعیان تعظیم کے ساتہ اس عدالت عالیہ مین عرض پرداز ہین۔

(الف) یہ کہ حاکم ذیعلم ممدوح کو یہ تجویز کرنا چاہئے تہا کہ معاہدات کمپنی مدعا علیہم بابت نالش مذکور واسطے پہونچانے مال مدعیان اور حوالہ کرنے اوسکے بمقام اسٹیشن بمبئی بعوض کرایہ مندرجہ معاہدات مذکور بلا محصول مزید کے تہے۔

(ب) یہ کہ حاکم ذیعلم ممدوح کو یہ تجویز کرنا چاہئے تہا کہ الفاظ اسٹیشن بمبئی تک ریلوے کے رسیدون مین جن مین معاہدات مذکور مندرج ہین ایسے اہم نہین ہین کہ جیسا اونہون نے تصور کیا ہے بلکہ بخلاف اسکے الفاظ مذکور اسمقدمہ مین بدرجہ غایت اہم ہین اور اونکا صاف طور پر یہ مطلب تہا کہ کمپنی مدعا علیہم ذمہ دار ہے کہ بعوض کرایہ مندرجہ و بلا مطالبہ مزید مال کو لیجاکر بمقام بمبئی اوتارے اور مدعیان کے حوالہ کرے۔

(ج) یہ کہ حاکم ذیعلم ممدوح کو تجویز کرنا چاہئے تہا کہ جب کمپنی مدعا علیہم بذریعہ اپنے معاہدات تحریری کے اس بات کا اقرار کر چکی کہ بعوض کرایہ مندرجہ معاہدات مذکور مال کو اسٹیشن بمبئی پر پہونچاویگی اور بمقام مذکور مال کو اوتار کر حوالہ مدعیان کریگی تو کمپنی مذکور کو خود خدمات اوتارنے و قسم وار کرنے و جمع کرنے اور حوالہ مدعیان کرنے مال مذکور کی جنکی بابت محصول پورٹ ٹرسٹ متنازعہ لیا گیا ہے اور جو کرایہ مذکور مین شامل ہین انجام دینی چاہئیں تہین اور چونکہ کمپنی مذکور نے خدمات مذکور انجام نہین دین لہذا کمپنی مذکور پر لازم تہا کہ پورٹ ٹرسٹ محصول مذکور خود ادا کرتی۔

(د) یہ کہ حاکم ذیعلم ممدوح کو یہ تجویز کرنا چاہئے تہا کہ از انجا کہ بمبئی اسٹیم نویگیشن کمپنی نے کرو

سنہ ۱۸۹۳ء
مسے واسون ٹریکم جے
آئمپنی بنام
سسن مرہٹہ
ریلوے کمپنی

دفعہ ۱ اقرارنامہ مذکور کے بصراحت اس امر کا اقرار کیا تہا کہ مال حوالہ مرسل الیہم کے اپنے گودام واقع بمبئی سے کرینگے لہذا وہ مستوجب انجام دہی خدمات مذکور کے تہے یا اس بات کے مستوجب تہے کہ محصول پورٹ ٹرسٹ مذکور بابت خدمات مذکور ادا کرین۔

(ہ) یہ کہ حاکم ذیعلم ممدوح نے یہ تجویز غلط کی کہ کتاب شرح نامہ کمپنی مدعا علیہم مین محصول وارف بتناسب کرایہ یافتنی ویسٹ انڈیا پورچوگیز ریلوے کمپنی داخل ہے نہ کہ بالیکہ محصول کو کرایہ یافتنی بمبئی اپسر ہویسٹیشن کمپنی مین داخل نہین ہے ظاہر ہوتا ہے کہ مدعیان ذمہ دار ادائے محصول وارف بمقام بمبئی ہین۔

(و) یہ کہ حاکم ذیعلم ممدوح نے یہ تجویز غلط کی اوس فقرہ سے جو بدین الفاظ شروع ہوتا ہے "جو مال غیر سٹیشنون کو روانہ کیا جاوے الخ" صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ ممکن ہے کہ محصولات مزید لئے جاوین جسکے ذمہ دار مرسل الیہم ہونگے کیونکہ بموجب فقرہ مذکور کے جو رسید ہائے مذکورہ کی پشت پر ثبت ہے بلحاظ اسکے خرچہ اجرت کے جو متعلق اوس مال کے ہے جو بمبئی یا دیگر مقام کو براہ دریا گوا بہیجا جاوے مال مذکور تابع صرف اون قواعد وضوابط و شرائط لیجانے مال و محصول وارف و دیگر محصولات کے ہوگا جو اون ریلون اور سلسلہ جہازون پر جنپر ہو کر مال پہونچایا جائیگا جاری ہون اور پرنسمز ڈاک واقع ہی جہان محصول متنازعہ لیا گیا اوس سلسلہ جہاز مین داخل نہ تہا جسکے ذریعہ سے مال مدعیان کو پہونچایا گیا۔

(ز) یہ کہ حاکم ذیعلم ممدوح کو یہ تجویز کرنا چاہئے تہا کہ محصول وارف جو حسب مذکورہ بالا بتناسب کرایہ یافتنی ویسٹ انڈیا پورچوگیز ریلوے کمپنی شامل تہا اور محصول وارف متذکرہ فقرہ مذکور جو پشت رسید ہائے مذکور پر ثبت ہے ان دونون محصول وارف مین سے کوئی اوس قسم کا نہ تہا کہ جسکی بابت محصول پورٹ ٹرسٹ مذکور بمقام بمبئی لیا گیا بلکہ اوس قسم کا تہا کہ جسکی تعریف دفعہ ۴۳ مین بصفحہ ۷ کتاب شرحنامہ خود کمپنی مدعا علیہم کی گئی ہے یعنی "جو مال اوس دن کی آدہی رات کے بعد کہ جب مال آوے اڑتالیس گھنٹہ سے زیادہ عرصہ تک سکیو کے مکان مین چہوڑا جائیگا خواہ واسطے آسائش خواہ حسب خواہش خواہ بہ غفلت ارسال کنندہ یا مرسل الیہ کے تو اوسپر محصول وارف شرح ۳ پائی فی من فی چوبیس گھنٹہ لیا جائیگا"۔

(ح) یہ کہ حاکم ذیعلم ممدوح کو یہ تجویز کرنا چاہئے تہا کہ بحالت نہونے کسی اقرار خاص کے بہی ایک طرح پر یا دوسری طرح پر کمپنی مدعا علیہم پر لازم تہا کہ اوس قسم کی تمام خدمات مقام خیر کی

انجام دیتی کہ جنکی بابت محصول پورٹ ٹرسٹ مذکور لیا گیا ہے۔

(ط) یہ کہ حاکم ذیعلم ممدوح نے یہ تجویز غلط کی کہ محصول پورٹ ٹرسٹ مذکور جملہ صورتون مین قابل اخذ ہے قطع نظر اسکے کہ جملہ خدمات مذکور یا اونمین سے کوئی انجام دیجائے یا نہ دیجائے؟

کیونکہ کوئی شہادت کسی قسم کی مقدمہ مین نہین ہے جس سے فرض مذکور جائز ہو اور یہ ناممکن محض ہے کہ کوئی مرسل الیہ اپنا مال اپنے قبضہ مین لیوے بجز اسکے کہ اول درجہ خدمت قسم وار کرنے اور حوالہ کرنے مال کی پیشتر انجام ہوچکی ہو۔

(ی) یہ کہ حاکم ذیعلم ممدوح نے فرق مابین مسٹران شیپہرڈ و کمپنی لبطور کارندگان کمپنی مدعاعلیہم و مسٹران شیپہرڈ و کمپنی لبطور کارندگان پورٹ ٹرسٹیز کے غلط قایم کیا ہے کیونکہ کوئی فرق اس قسم کا فی الواقع نہین ہے اور مسٹران شیپہرڈ و کمپنی کارندگان پورٹ ٹرسٹیز کے نہین ہوسکتے تہے اگر وہ کارندے کمپنی مدعاعلیہم کے نہوتے نہ مسٹران شیپہرڈ و کمپنی لبطور کارندگان پورٹ ٹرسٹیز بابت اون خدمات کے محصول لے سکتے تہے جنکا انجام دینا اونپر لبطور کارندگان کمپنی مدعاعلیہم بلا محصول لازم تہا۔

(ک) یہ کہ حاکم ذیعلم ممدوح کا یہ خیال غلط ہے کہ ادا ے محصول پورٹ ٹرسٹ منجانب برٹش انڈیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی اونکے وقت مین "باعث اس مباحثہ سخت کے تہا جو سلسلہ جہازون مین اوسوقت درپیش تہا" اور محصول مذکور اس غرض سے ادا کیا گیا کہ "معاملہ اونکے ہاتہہ مین رہے" کیونکہ مقدمہ مین کوئی شہادت نہین ہے جس سے ایسا خیال جائز ہو۔

(ل) یہ کہ حاکم ذیعلم ممدوح نے یہ تجویز غلط کی کہ نہ تو کمپنی مدعاعلیہم پر نہ کارندگان بمبئی اسٹیم نیویگیشن کمپنی پر یہ بات لازم تہی کہ اون خدمات مذکورہ بالا کو انجام دین جنکی بابت محصول پورٹ ٹرسٹ مذکور لیا گیا تہا کیونکہ تجویز مذکور خلاف اس شہادت کے ہے جو مقدمہ مین خودگوپال بابوجی گواہ نے جو کلارک ملازم بمبئی اسٹیم نیویگیشن کمپنی کا ہے دی تہی گواہ مذکور نے یہ بیان کیا کہ "بمبئی اسٹیم نیویگیشن کمپنی پر لازم ہے کہ جب مال بمبئی مین پہونچے تو اوسکو قسم وار کرے ہم مال کا گنج لگاتے ہین ہمارے خاص ملازم اس کام کیواسطے ہین ہم خود مال حوالہ کرتے ہین اس کام کے واسطے ہم کچہہ نہین لیتے وہ ہمارے دائرہ مین داخل ہے" اور تجویز مذکور خلاف اس شہادت کے بہی ہے جو خود مسٹر مارہ مینیجر بمبئی اسٹیم نیویگیشن کمپنی نے جو منجانب کمپنی مدعاعلیہم پیش ہوئی تہی دی ہے اس گواہ نے بہی یہ بیان کیا ہے۔ مین تسلیم کرتا ہون کہ ہم پر یہ لازم

سنہ ۱۸۹۱ء داسون جی مرلیم کمپنی بنام سیسین مرچنٹ ریلوے کمپنی

کہ اپنے گودام ہائے واقع بمبئی سے مال حوالہ کرین ہمارے کوئی خاص گودام بمبئی مین نہین ہین ہم بمبئی مین گودام بنوانا چاہتے تہے لیکن ہمکو معلوم ہوا کہ ہم ڈاک کو استعمال کر سکتے ہین لہذا ہم نے اوسکو استعمال کیا خرچ تعمیر کرانے گوداموں کا ہمکو بچ رہا"

(م) یہ کہ حاکم ذیعلم ممدوح نے یہ غلط تجویز کی کہ محصول پورٹ ٹرسٹ از طرف مدعیان واجب الادا ہے باوجودیکہ اس بات کی شہادت ہے (۱) یہ کہ مسٹران شیپہرڈ وکمپنی نے بذریعہ دفعہ ۱۲ اپنے اقرار نامہ مذکور کے ساتھ ویسٹ انڈیا پورچوگیز ریلوے کے یہ اپنے ذمہ لیا تہا کہ اپنے گوداموں واقع بمبئی سے مال حوالہ مرسل الیہم کے کرینگے (۲) اور مسٹران شیپہرڈ وکمپنی نے بخلاف ورزی اس اقرار نامہ کے گودام ہائے مذکور بغرض خرچ سے بچنے کے نہین بنوائے (۳) اور اگر گودام ہائے مذکو بنوائے جاتے اور استعمال کئے جاتے تو بابت مال مدعیان کے ہرگز محصول پورٹ ٹرسٹ نہ لیا جاتا۔

(ن) یہ کہ حاکم ذیعلم ممدوح نے مقدمہ ہذا سے اون دستاویزات ورواج ہائے کے متعلق کرنے مین غلطی کی جو مال محمولہ جہاز سے جسکی بابت معمولی بل آف لیڈنگ ہو متعلق ہین جسکے بموجب مرسل الیہم پر فرض ہے کہ جہاز کے مال و ٹہیلنے کی کل سے مال لین اور جو رسید ہائے مذکور سے بالکل مختلف ہین جنکے بموجب کمپنی مدعاعلیہم یا اونکے کارندگان مقام بمبئی پر لازم تہا کہ مدعیان کے مال کو اسٹیشن بمبئی تک پہونچاوین اور وہان اوتارین اور حوالہ کرین۔

(س) اور یہ کہ تجویز مذکور خلاف وقعت شہادت موجودہ مقدمہ کے ہے اور خلاف قانون وعدل وخوش ایمانی کے ہے"

سائلان کی یہ استدعا تہی کہ حسب دفعہ ۳۸۔ ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ بلاد پریزیڈنسی بابت ۱۸۸۲ء یہ حکم صادر ہو کہ نالش کی سماعت مکرر ہائی کورٹ مین عمل مین آوے۔

الوہیری منجانب سائلان۔ صاحب چیف جج ذیعلم نے قانون اور واقعات کے سمجھنے مین غلطی کی ہے اور اس لئے اونہون نے نتیجہ غلط اخذ کیا ہے۔ یہ بات بمنزلہ الصاف نہونے کے ہے جیسا کہ مقصود دفعہ ۳۸۔ ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ (نمبرہ ۱۸۸۲ء) کا ہے کونسل نے مختلف امور قانونی مندرجہ درخواست کی نسبت بحث کی اور متعدد اسناد کا حوالہ دیا۔

اِلبرٹ صاحب جسٹس۔ یہ سب باریک مباحثات قانونی ہین اور ممکن ہے کہ یہ بات

سنہ ۹۰
داسون
جی کہیتو
سدرن
رلیوے کا

مناسب ہو کہ راے ہائیکورٹ کی نسبت اونکے بچاوے ایسی صورت مین آپ نے اپنی اس درخواست سے کیون دست برداری کی کہ حالات مقدمہ (واسطے راے ہائیکورٹ کے) بیان کئے جاوین یہ طریقہ مناسب ہوتا کیا یہ صورت نہین ہے ؟)

ہم پر یہ لازم نہین ہے کہ مقدمہ کے حالات بغرض مذکورہ بیان کراوین بموجب ایکٹ کے یہ چاہا کہ زیادہ اہم مقدمات مین جنکی مالیت الف ۔۔ سے زیادہ ہو دیا گیا ہے ایسے مقدمہ مین جیسا کہ یہ ہے یہی چارہ کار مناسب ہے ہمکو تجویزات حاکم خفیفہ متعلقہ واقعات سے اطمینان نہین ہے اور اگر ہم مقدمہ کو ہائیکورٹ مین ارسال کراتے تو ہم پابند واقعات کے ہوتے جسطور پر کہ جج ممدوح اونکو بیان کرتے ۔

بیلی صاحب چیف جسٹس ۔ (قایم مقام) ۔ مدعیان کے مقدمہ کی سماعت کسیقدر ربط کے ساتھ روبرو چیف جج خفیفہ عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہوئی جسمین مسلماً اس مقدمہ کی سب باتین دیکھی گئین اور اونپر غور کیا گیا او سعدالت سے فیصلہ صادر ہوا اور اس فیصلہ سے مدعیان اپنی ناراضی ظاہر کرتے ہین اور اس عدالت مین اس غرض سے آئے ہین کہ حسب دفعہ ۳۸ ایکٹ عدالت مطالبہ خفیفہ پہ سماعت کیجائے حاکم خفیفہ عدالت ماتحت اس بات پر راضی تھے کہ اگر مدعیان چاہین تو نسبت اُن مختلف امور قانونی کے جو مقدمہ مین ہین حالات مقدمہ (واسطے راے ہائیکورٹ کے) بیان کرین مگر اس بات سے مدعیان نے بذریعہ اپنے وکیل کے صریحاً انکار کیا ۔ مسٹر انوریرٹی نے اب یہ حجت کی ہے کہ مدعیان کو اختیار تہا کہ یا تو حالات مقدمہ حسب دفعہ ۶۹ ۔ ایکٹ مذکور بیان کراتے یا عدالت ہذا مین حسب دفعہ ۳۸ درخواست پیش کرتے جیسا کہ اونہون نے کیا ہے ۔

اب بموجب دفعہ ۳۸ ۔ یہ ضرور ہے کہ جو شخص سماعت مکرر کی استدعا کرے وہ یہ ثابت کرے کہ "انصاف نہین ہوا" یا "دیگر وجوہ سماعت مکرر" ثابت کرے مسٹر انوریرٹی کی دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ حاکم خفیفہ کی راے نسبت قانون کے جسطور پر کہ وہ واقعات مقدمہ سے متعلق ہے غلط تہی ممکن ہے کہ اگر مقدمہ پر بالاستیعاب غور کیا جائے تو راے مذکور کا غلط ہونا ثابت ہو لیکن کیا یہی معنی الفاظ "نہونے یا سقوط انصاف کے" دفعہ ۳۸ مین ہین میری یہ راے ہے کہ نہین ہین اور اس لئے میری راے مین یہ درخواست نامنظور ہونی چاہئے

فیرن صاحب جسٹس ۔ مجکو اتفاق ہے وکیل مسٹر انوریرٹی سے اگرچہ وہ بہت زور

سنہ ۱۸۹۲ء
اسوجی تریکم جی
پیتی بنام
مدن مرجی جیو
بہتی۔

سامنے پیش کیگئی میری یہ راے نہین ہوئی کہ اسمقدمہ مین سقوط الضاف یا بے الضافی ہوئی ہے یا آنکہ غلطی قانونی ہوئی ہے نہ میری دانست مین دیگر وجوہ کافی سماعت مکرر کی ہین اپنی طرف سے مین یہ کہتا ہون کہ سماعت مکرر کی اجازت بموجب دفعہ مذکور کے جب فریقین نے اس بات پر قناعت کی کہ راے عدالت مطالبہ خفیفہ کی لنسبت باریک امور قانونی یا باریک مباحثات متعلق استنباط مناسب کے جو دستاویزات تحریری و واقعات غیر متنازعہ سے ہونا چاہیئے لی محض اسوجہ سے نہونی چاہیئے کہ بر طبق دلیل یکطرفہ ہائیکورٹ ایسی راے قایم کرنے کی طرف مایل ہے جو راے حاکم عدالت مطالبہ خفیفہ سے مختلف ہے لنسبت امور قانونی کے واضعان قانون نے بنا رضتی تجویز عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہائیکورٹ مین اجازت اپیل کرنے کی نہین دی ہے لیکن واضعان قانون نے دفعہ ۶۹ مین وہ وسائل قرار دیے ہین جنکے ذریعہ سے وہ فریق جو لنسبت امور مذکورہ کے بجاے راے حاکم عدالت مطالبہ خفیفہ کے راے ہائیکورٹ کی حاصل کرنا چاہین حاصل کرسکتے ہین اس بات کا سمجہنا دشوار ہے کہ ایسی حالت مین کہ جب کوئی فریق بجاے حاصل کرنے راے ہائیکورٹ کے جملے وسائل اوسکو حاصل تہے قصداً اس بات کو پسند کرے کہ قانون متعلقہ مقدمہ ہذا کا فیصلہ منجانب عدالت مطالبہ خفیفہ سے عمل مین آوے یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ "سقوط الضاف ہوا یا الضاف نہین ہوا" میری راے مین غلطی قانونی اور سقوط یا نہونا الضاف کا الفاظ قابل تبدیل نہین ہین مگر صورت حال مین اس بابت کے فیصلہ کرنے کی ضرورت نہین ہے مین اس امر کو صرف اس خیال سے بیان کرتا ہون کہ یہ امر غایت درجہ خلاف آسایش ہے کہ ایسے باریک امور قانونی کی لنسبت یکطرفہ ہمارے سامنے بحث کیجاوے اور مجکو اس بات مین اشتباہ عظیم ہے کہ آیا واضعان قانون کا یہ منشا تہا کہ ہمکو ایسے امتحان سخت مین ڈالین۔

اٹرنیان منجانب مدعیان۔ مسٹران آردشیر دہرمزجی وولنٹا۔

سنہ ۱۸۹۲ء
یکم جنوری

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و بیٹنگ صاحب جسٹس

مکند ہرشیٹ نتونی (ابتداءً مدعی) اپیلانٹ بنام ہرداس کہیم جی و یک کسن دیگر (ابتداءً مدعا علیہما) ریسپانڈنٹان

ڈگری - اقرار متضمن اسکے کہ ڈگری جاری نہ کرائی جائیگی - نالش واسطے روکنے اجراء کے مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۴۴ - امر تجویز شدہ - بمنزلہ ایفاء ڈگری متصور کرنا ایسے اقرار کا کہ ڈگری جاری نہ کرائی جائیگی - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۵۷ - الف و ۲۵۸ و ۲۴۴ و ۳۷۴ -

مکند و انتاجی شریک (کاروبار) تھے اور اُس حیثیت سے مقروض ہرداس کے تھے انتاجی فوت ہوگیا بعدہ مابین ہرداس از یکجانب مکند و بیوہ انتاجی بحیثیت ولیہ اپنے پسران نابالغ کے بجانب دیگر بابت قرضہ کے تصفیہ ہوگیا بابت نصف قرضہ کے مکند نے ایک تمسک بنام ہرداس لکھدیا اور بابت بقیہ نصف کے بیوہ انتاجی نے تمسک لکھدیا ہرداس نے مکند پر نالش کی اور ڈگری حاصل کی جسکا ایفا ہوگیا تب ہرداس نے بیوہ پر بروے تمسک نالش کی عدالت نے بیوہ کے اس عذر کو منظور کیا کہ وہ ایسے تمسک کے تحریر کرنے کی مجاز نہ تھی جو اوسکے پسران کی ذات پر قابل پابندی ہو اور عدالت نے اپنی خوشی سے مکند کو مدعا علیہ بنایا اور ڈگری بمقابلہ مکند و متروکہ انتاجی کے صادر کی ہرداس نے اس ڈگری کو بجانب رام چندر کے منتقل کردیا اور رام چندر نے اسکو بمقابلہ مکند جاری کرانا چاہا برطبق اسکے مکند نے یہ نالش بنام ہرداس و رام چندر باستدعاے صدور حکمنامہ امتناعی مشعر ممانعت اجراے ڈگری مذکور اور واسطے ہرجہ کے بمقابلہ ہرداس دائر کی نامبردہ نے یہ بیان کیا کہ اثناے دوران اُس نالش میں جسمیں ڈگری مذکور صادر ہوئی ہرداس نے یہ اقرار کیا تھا کہ وہ بمقابلہ اوسکے ڈگری حاصل نہ کریگا اور اگر ڈگری بمقابلہ اوسکے صادر ہوجائیگی تو وہ اوسکو جاری نہ کراویگا عدالت اپیل ماتحت نے عرضی دعوی کو بدین تجویز نامنظور کیا (اولاً) یہ کہ مابین مکند مدعی و رام چندر مدعا علیہ کے امر متنازعہ فیہ تجویز شدہ ہے (ثانیاً) یہ کہ بمقابلہ ہرداس مدعا علیہ کوئی وجہ مخاصمت نہ تھی - برطبق اپیل ہائیکورٹ نے - یہ تجویز کی کہ مابین مکند و رام چندر کے نالش

اپیل نمبر ۳۱ سنہ ۱۸۹۱ء ... سنہ ۱۸۹۱ء

سنہ ۱۸۹۳ء
مکند ہرشیٹ متوفی
بنام
ہریداس کیم جی

امر تجویز شدہ نہین ہے خود اقرارنامہ مظہرہ کی شرائط کے بموجب اوس صورت کے واسطے اقرار ہوا تہا کہ ڈگری صادر ہوجائے اور اوسکا مقصد صرف یہ تہا کہ اوسکے اجرا کا انسداد کیا جائے۔

مقدمہ چین ولد اپا بنام بٹا پا (۱) ممیز کیا گیا۔ نسبت اوس اپیل کے یہ امر ایسا تہا کہ جسکا فیصلہ بصیغہ اجرا ڈگری ہوسکتا تہا اور بموجب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) نالش حال نہین ہوسکتی۔ تجویز ہوئی کہ الفاظ متعلق "اجرا ڈگری" مندرجہ دفعہ ۲۴۴ صرف مضمون حکم صادر شدہ پر یا اس امر پر کہ حکم مذکور کی تعمیل کہانتک ہوچکی ہے" محدود ہونے چاہئین اور اسلئے الفاظ مذکور مین اقرار متعلق اسکے کہ ڈگری جاری نہ کرائی جائیگی داخل نہین ہے۔

جب یہ حجت مزید کی گئی کہ اقرارنامہ مذکورہ سے ایک بحث نسبت ایفاے ڈگری کے پیدا ہوتی ہے اور اقرارنامہ مذکور بلا منظوری عدالت کالعدم تہا تو تجویز ہوئی کہ ایفاے مقصودہ دفعہ ۲۴۴ کسی معاہدہ مابین فریقین مابعد ڈگری سے پیدا ہونا چاہئے۔

یہ اپیل دوم بنا راضی فیصلہ آر ایس ٹیپس صاحب قایم مقام جج ضلع رتناگری کے تہی۔

مکند و انتاجی شریک کاروبار تہے اور اس حیثیت سے مقروض ہریداس اکیم جی مدعا علیہ کے تہے انتاجی فوت ہوگیا اور اوسکی وفات کے بعد مابین ہریداس ایک جانب سے و مکند و بیوہ انتاجی بحیثیت ولی اپنے پسران نابالغ کے دوسری جانب سے تصفیہ قرضہ کا ہوا بعوض نصف زرقرضہ کے مکند نے ہریداس کو تمسک لکہدیا اور بعوض بقیہ نصف کے بیوہ انتاجی نے تمسک جداگانہ تحریر کردیا ہریداس نے بنام مکند بربناے تمسک نوشتہ اوسکے نالش دایر کرکے ڈگری پائی اور روپیہ اوس ڈگری کا وصول ہوگیا بعدہ ہریداس نے بیوہ پر بربناے تمسک نوشتہ اوسکے نالش دایر کی بیوہ نے یہ حجت کی کہ وہ مجاز تحریر ایسے تمسک کی نہ تہی جو اوسکے پسران کی ذات پر قابل پابندی ہو عدالت نے اس عذر کو منظور کیا اور بتجویز اپنے مکند کو اوس نالش مین مدعا علیہ بنایا اور بمقابلہ اوسکے اور متروکہ انتاجی کے ڈگری صادر کی۔ ہریداس نے اس ڈگری کو بجانب رام چند مدعا علیہ کے منتقل کردیا اور رام چند نے بمقابلہ مکند اجرا کی درخواست کی۔ برطبق اوسکے مکند نے نالش حال بنام ہریداس و رام چند باستدعاے صدور حکمنامہ امتناعی مشعر باز رکہنے رام چند کے جاری کرانے ڈگری مذکور سے بمقابلہ اوسکے اور واسطے ہرجہ کے بمقابلہ ہریداس دایر کی۔ مکند نے یہ بیان کیا کہ اثناے دوران اوس نالش مین جسمین ڈگری مذکور صادر ہوئی تہی ہریداس نے یہ اقرار کیا تہا کہ وہ بمقابلہ اوسکے ڈگری حاصل نہ کریگا اور اگر ڈگری بمقابلہ اوسکے صادر ہوگی تو وہ اسکو جاری نہ کراویگا۔ جج ماتحت نے دعوی کو منظور کیا اور حکمنامہ مستدعیہ صادر کیا اور بحالت جاری کرانے اسکے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۴۷۰۔

سنہ ۹۳ کمنڈ وشا

ڈگری کے ہرجہ دلایا برطبق اپیل عدالت نے وضعی دعوی کو اس بنا پر منظور کیا کہ مابین مکند ورام چیند وزہ بحث جو اسرو سے نالش پیدا ہوئی ہے امر تجویز شدہ ہے اور بمقابلہ ہریداس مدعا علیہ کوئی وجہ مخاصمت نہین ہے - مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا -

ہریدا

مہادیو چمناجی - آپتے منجانب اپیلانٹ - جب ہم نے اُس اقرارنامہ کو جسپر ہمکو استدلال ہے کارروائی اجرائے ڈگری مین پیش کیا تو عدالت نے یہ تجویز کیا کہ عدالت ہوقت اوسپر لحاظ نہین کرسکتی چونکہ عدالت یہ رائے قائم کرچکی تہی لہذا اب رسپانڈنٹان کو یہ کہنا جائز نہین ہے کہ ہمکو بصیغہ اجرائے ڈگری چارہ جوئی کرنی چاہئے - ہمکو یہ استحقاق حاصل ہے کہ نالش جداگانہ بربنائے اقرارنامہ مابہ البحث بغرض روکنے اجرائے ڈگری کے دایر کرین دہرنی درسین بنام آگرہ بنیک (۱) عدالت حکم غلط کو جو صیغہ اجرائے ڈگری مین صادر ہوا ہو منسوخ کرکے حکم جدید صادر کرسکتی ہے دہلی و لنڈن بنیک بنام ملیتہلسے ڈبی اپٹر (۲) احکام دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) مقدمہ حال سے متعلق نہین ہین دفعہ مذکور کارروائی اجرائے ڈگری سے متعلق ہے مگر ہماری حجت یہ ہے کہ وہ ڈگری جسکی اجرا کو ہم بند کرانا چاہتے ہین بالکل جاری ہی نہین ہوسکتی دفعہ ۲۴۴ - ایسے مقدمہ سے غیر متعلق ہے جسمین یہ بحث ہے کہ آیا ڈگری جاری کرائی جاسکتی ہے یا جاری نہین کرائی جاسکتی اس قسم کے مباحثات کارروائی اجرائے ڈگری مین نہین کہولے جاسکتے سوندرا بنام بودن (۳) تحریرات مندرجہ تجویز مقدمہ سکہارام بنام گووند (۴) سے میرے حجت کی تائید ہوتی ہے ہمارا مقدمہ یہ ہے کہ اثر اس اقرارنامہ کا جسپر ہمکو استدلال ہے جہانتک ہمکو تعلق ہے یہ ہے کہ ڈگری کالعدم ہے -

اگر عدالت کی رائے اس امر مین ہمارے خلاف ہو تو ہم یہ حجت کرتے ہین کہ اقرارنامہ مابہ البحث کا یہ اثر ہے کہ ڈگری کا ایفا ہوگیا اور اسلئے ہمارا حق نالش کرنے کا بذریعہ دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے زائل نہین ہوگیا - لولوکشن مکرجی بنام دیبناتہ رائے چودہری (۵) دنجیم ملک بنام عرفان ملا (۶) وچکر دسنگہ بنام جواہر سنگہ (۷) و میر محمد بنام کہتوبی بی (۸) والیشان چند بنام اندر نرائن (۹) -

گنیش رامچندر کرلوسکر منجانب رسپانڈنٹان - جو بحث کہ اسمقدمہ مین پیدا ہوتی ہے ایسی ہے کہ جسکا

---

(۱) لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۳۸۰ (۲) لارپورٹ انڈین اپیلس جلد ۴ صفحہ ۱۳۷ (۳) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۸۰ (۴) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۱ (۵) ویکلی رپورٹر جلد ۴ صفحہ ۹۱ نظایر دیوانی (۶) ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۹۸ نظایر دیوانی (۷) ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۱۵۲ نظایر دیوانی (۸) ویکلی رپورٹر جلد ۳ صفحہ ۱۰ نظایر دیوانی - (۹) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۷۸۸ -

۱۸۹۶ع
نسمبر سیٹ
بنام
ہیراس کیمجی

لصفیہ کارروائیات اجرائے ڈگری مین ہوسکتا ہے اور جو بذریعہ نالش علحدہ کے پیش ہونی چاہیے
اس امر کی اسنادمین کہ احکام قانون متعلق اجرائے ڈگری کی تعبیر وسعت کے ساتھہ ہونی چاہیے
تاکہ متخاصمین خرچ نالش جداگانہ سے محفوظ رہین- وسیم النسا رخاتون بنام امیرالنسا رخاتون (۱)
اپیلانٹان نے تحریرات مقدمہ سکھاتم بنام گوند (۲) پر استدلال کیا ہے مگر اسمقدمہ مین یہ تجویز نہین ہوا ہے
کہ نالش جداگانہ ہوسکتی ہے چند مقدمات مین یہ تجویز ہوا ہے کہ امور متعلقہ قریب اجرائے ڈگریات کی سماعت
کارروائیات اجرائے ڈگری مین ہوسکتی ہے سباجی راؤ بنام سری نواس راؤ (۳) دویرما گہو بنام ونکٹا
چاریار (۴) وبلودیال بنام اناوی مہا باتر (۵) ویرانجے بنام کانادے (۶) الفاظ دفعہ ۲۴۴ مجموعہ
ضابطہ دیوانی کے ایسے وسیع ہین کہ ان مین یہ بحث داخل ہوسکتی ہے کہ آیا ڈگری جاری ہوسکتی ہے
یا نہین محب اللہ بنام امامی (۷)- بہ ثبوت اس دلیل کے کہ اپیلانٹان کو کارروائیات اجرائے ڈگری مین
چارہ جوئی کرنی چاہیے نہ بذریعہ نالش علیحدہ کے- ہم نظائر مقدمات اوہان تارا دیبا بنام ان پورنا دیبی
(۸) وسکھارام بنام دامودر (۹) پر استدلال کرتے ہین فیصلہ مقدمہ پرم سنگہ بنام لالجی مل (۱۰) ہمارے
خلاف ہے مگر ہماری ہائیکورٹ نے بمقدمہ وینا یاک بنام پٹا یا (۱۱) اوس سے اختلاف کیا ہے-
اگر عدالت کی راے نسبت امور معروضہ صدر کے ہمارے خلاف ہو تو ہم تائید ڈگری عدالت ماتحت
کی بربنا رامر تجویز شدہ کرینگے کالی منڈل بنام کیدار ناتہہ (۱۲)-
آخرًا ہم یہ عرض کرتے ہین کہ اگر اقرار نامہ مابہ البحث بطور صلحنامہ خواہ ایفا رخواہ تصفیہ ڈگری کے سمجھا جائے
تو اوسپر بلامنظوری عدالت حسب دفعات ۲۵۷- الف خواہ ۲۵۸- خواہ ۳۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی
کے لحاظ نہین کیا جا سکتا-

[ٹیلنگ صاحب جسٹس] لیکن تعمیل مختص کی نالش حسب دفعہ ۲۷ ہوسکتی ہے دیکھو مقدمہ
تنسی بنام پوری بائی (۱۳)] نہ تجویز عدالت سارجنٹ صاحب چیف جسٹس نے صادر فرمائی-

---

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۴ صفحہ ۱۶۲- نظائر دیوانی (۲) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۲۶۱ (۳) انڈین لارپورٹ سلسلہ
مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۶۴ (۴) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۲۱۷ (۵) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۱۴۱
(۶) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۴۸۰ (۷) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۴۲۹ (۸) بنگال
لارپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۰۸ پریوی کونسل (۹) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۴۶۸ (۱۰) انڈین لارپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد اول صفحہ ۴۰۳ (۱۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۷۸۸ (۱۲) کلکتہ لارپورٹ جلد ۹ صفحہ ۱۱۱
(۱۳) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۳۰۴-

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس - بموجب واقعات مجوزہ عدالت کے مکند و اناجی ایک تجارت
مین شریک تہے جسکی بابت ایک قرضہ یافتنی ہرپداس مدعا علیہ نمبر ا تہا بعد وفات اناجی تصفیہ قرضہ
مذکور کا باہم ہرپداس ایک جانب سے و مکند و بیوہ اناجی بحیثیت ولیہ پسران نابالغان اناجی دوسری
جانب سے ہوا جسکے ذریعہ سے زرباقی یافتنی بقدر مبلغ الف ۔ ۵۰ کے قرار پایا اور مکند و بیوہ اناجی
دونون نے پانچسو پچاس روپیہ کے تمسک ہرپداس کو لکھہ دیئے ہرپداس نے ایک ڈگری
بنام مکند بربنائے اوسکے تمسک کے حاصل کی اس ڈگری کا ایفا ہوگیا تب ہرپداس نے ورثاء
اناجی پر نالش دایر کی عدالت نے اس عذر بیوہ کو منظور کیا کہ وہ مجاز اس بات کی نہ تہی کہ ایسا
تمسک تحریر کرے جو اوسکے پسران کی ذات پر واجب التعمیل ہوا ور عدالت نے اپنی خوشی سے
مکند کو مدعا علیہ بنایا اور ڈگری بمقابلہ اوسکے و متروکہ اناجی کے صادر کی ہرپداس نے اس ڈگری کو
بحق رام چند - مدعا علیہ نمبر ۲ منتقل کردیا جس نے بمقابلہ مکند اجرا کی درخواست کی نالش حال مکند نے
بغرض روکنے مدعا علیہ نمبر ۲ کے جاری کرانے ڈگری سے بدین بیان دایر کی ہے کہ بااثناء دوران
نالش متذکرہ صدر ہرپداس نے اوس سے یہ اقرار کیا تہا کہ وہ بمقابلہ اوسکے ڈگری حاصل نہ کریگا اور اگر
ڈگری بمقابلہ اوسکے صادر ہوگی تو اوسکو جاری نہ کراویگا مدعی نے دعوی ہرجہ کا بہی بمقابلہ ہرپداس
مدعا علیہ نمبر ۱ کے کیا - جج ماتحت نے حکم امتناعی حسب استدعا صادر کیا اور حکم دیا کہ بصورت عمل مین
آنے اجرا کے مدعی وہ روپیہ جو اوس سے وصول کیا جاوے معہ سود ۱۲ سیکڑا ماہواری مدعا علیہما
سے وصول کرے عدالت اپیل ماتحت نے عرضیدعوی کو اس بنا پر نامنظور کیا کہ امر متنازعہ فیہ نالش ہذا
مابین مدعی و مدعی نمبر ۲ بذریعہ ڈگری نالش متذکرہ بالا امر تجویز شدہ ہے اور کوئی وجہ نالش بابت
ہرجہ کے بمقابلہ ہرپداس کے نہین ہے عدالت نے تجویز ولیٹ صاحب جسٹس صادرہ مقدمہ چین
ویلاپا بنام پٹاپا (۱) پر استدلال کیا اوس مقدمہ مین مدعی نے اجرا ایک ڈگری یکطرفہ حصول عمل کو جو
بربنائے ایک دستاویز انتقال کے صادر ہوئی تہی جسکی نسبت مدعی کا بیان تہا کہ اوسنے اوسکا
لکہنا قبول کرلیا تہا اس بنا پر روکنا چاہا کہ بعد تحریر دستاویز انتقال مذکور کے مدعا علیہ نے صریحاً
یہ اقرار کیا تہا کہ قبضہ مدعی بین عمل اندازی نہوگی ولیٹ صاحب جسٹس کی یہ رائے ہوئی کہ "اقرار متذکرہ
صدر کا عذر بمقابلہ دعوی مدعا علیہ کے ہونا چاہئے تہا اور بربناء اوسکے نالش جداگانہ نہین ہوسکتی"
لیکن اوس مقدمہ مین اقرار باہمی فریقین صریحاً منافی ڈگری دخل کے تہا جو مدعا علیہ نے نالش سابق
مین حاصل کی تہی اور ہر آئینہ اوسکی بنا پر نالش مذکور مین عذر ہوسکتا تہا مگر اس مقدمہ مین مدعا علیہ کا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۸ بصفحہ ۲۲

سنہ ۱۸۹۳ء
کلندرسنیٹ
بنام
ہرداس کیم جی

یہ بیان تہا "مین ڈگری بمقابلہ تمہارے جاری نہ کرا دونگا بین ڈگری کا ایفا انتاجی سے کرا دونگا بموجب مضمون خود اس اقرار کے ڈگری کا صادر ہونا مشروط تہا اور اقرار کا مقصد صرف یہ تہا کہ ڈگری کے اجرا کو روکے پس ہماری یہ رائے ہے کہ صاحب جج ضلع نے بربنا ر امر تجویز شدہ اس مقدمہ کا تصفیہ کرنے مین غلطی کی۔

ازطرف رسپانڈنٹان یہ بہی حجت کی گئی تہی کہ یہ معاملہ ایسا ہے جسکا فیصلہ صیغہ اجرا مین ہونا چاہیئے تہا اور بموجب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) نالش نہین ہو سکتی الفاظ متعلق اجراے ڈگری موقوعہ دفعہ ۲۴۴ بلاشبہہ بہت عام ہین مگر الفاظ مذکور حسب تجویز عدالت بمقدمہ سکہارام بنام گووند (۱) مضمون حکم مصدرہ یا اس بات پر کہ کس حد تک ادا سکا ایفا ہوا ہے" محدود ہونے چاہئین اور اسی لئے اوسمین ایسا اقرارنامہ جسکا اقرارنامہ حال ہے کہ ڈگری جاری نہ کرائی جائیگی داخل نہین ہے بمقدمہ نوبو کرشن مکرجی بنام دیب ناتہ رائے چودہری (۲) یہ ایما کیا گیا تہا کہ بوجہ دفعہ ۱۱ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء نالش نہو سکے گی اگرچہ اقرارنامہ مشعر اسکے کہ ڈگری جاری نہ کرائی جائیگی ڈگری سے پیچہے کا ہو ہر آئینہ یہ بہی کیا گیا تہا کہ اقرارنامہ سے ایک بحث متعلق ایفاء ڈگری کے پیدا ہوتی ہے لیکن ایفاء مقصودہ دفعہ ۲۴۴ کسی ایسے معاملہ باہمی فریقین سے پیدا ہونا چاہئے جو ڈگری سے پیچہے کا ہو۔

پس لازم ہے کہ ہم ڈگری عدالت ماتحت مشعر ڈسمسی نالش عرضیدعوی بمقابلہ مدعاعلیہ نمبر ۲ کو منسوخ کرین اور مقدمہ کو واسطے فیصلہ روداد کے بمقابلہ مدعا علیہ نمبر ۲ - واپس بہیجین چونکہ مدعی نے بروے اپنی اپیل دوم کے کوئی عذر نسبت اس جز و تجویز عدالت ماتحت کے نہین کیا جسکی روسے مدعی کا دعوی سرچہ بمقابلہ مدعا علیہ نمبر ۱ ڈسمس کیا گیا لہذا ڈگری ہر آئینہ نسبت اس دعوی کے قایم رہے گی خرچہ اپیل ہذا متعاقب نتیجہ کے ہوگا۔

ڈگری منسوخ ہوئی

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۱۔

(۲) وکیلی رپورٹر جلد ۳ صفحہ ۴ ۱۹ نظایر دیوانی

سنہ ۱۱ جنو

صیغہ اپیل دیوانی (۵)

باجلاس سر چارلس سارجینٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس و برڈوڈ صاحب جسٹس

راہم کرشن سورلیشر وغیرہ (ابتدا مدعیان) اپیلانٹان بنام راما بائی دیک کس و دیگر (ابتدا مدعا علیہما) رسپانڈنٹان

عملدرآمد۔ فریق۔ عدم اشتمال فریقین۔ درخواست شامل کرنے فریق ضروری کی عدالت مرافعہ اولی سے نامنظور ہوئی۔ اپیل درخواست مذکور بعدالت اپیل سے منظور ہوئی حکم منظوری اشتمال فریق کا اثر ابتدا وسوقت سے ہے۔ توقف بفعل عدالت۔ حد سماعت۔

مدعیان نے بطور حصہ داران بعض زندگان کے جو مدعا علیہما سے بافتنی تہا واسطے دلاپانے اپنے حصہ کے نالش کی مدعا علیہما نے یہ حجت کی کہ جملہ حصہ داران فریق ضروری ہین بوقت سماعت بتاریخ ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۹ء حصہ داران مدعیان نے بطور مدعی شامل کئے جانے کی اور قبول کرنے اس کارروائی کی جو مدعیان نے نالش مین کی تہی درخواست کی یہ درخواست نامنظور ہوئی اور نالش بوجہ عدم اشتمال فریقین ڈسمس کیگئی بر طبق اپیل جولائی سنہ ۱۹۰۹ء مین عدالت ضلع نے یہ تجویز کہ عدالت ماتحت کو چاہیے تہا کہ حصہ داران مدعی کو فریق نالش کرتی حکم متضمن اسکے صادر کیا تا ہر گاہ ان بزمرہ مدعیان داخل کئے جاوین اور بعد اوسکے ڈگری عدالت ماتحت کو اس بنا پر بحال کیا کہ جبوقت (۳ جولائی سنہ ۱۹۰۹ء) حصہ داران مدعی نالش مین بطور مدعی اضافہ کئے گئے نالش مین تمادی عارض تہی بر طبق اپیل بعدالت ہائیکورٹ۔

بوالپسی مقدمہ یہ تجویز ہوئی کہ نسبت حکم عدالت اپیل ماتحت مورخہ ۳ جولائی سنہ ۱۹۰۹ء مشعر منظوری درخواست حصہ داران مدعی کے جو بتاریخ ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۹ء پیش ہوئی تہی مگر عدالت مرافعہ اولی سے نامنظور ہوئی تہی یہ سمجھنا چاہیے کہ اوسکا اثر اوسیوقت سے ہوا کہ جب درخواست پیش ہوئی تہی اور حصہ داران مذکور کی نسبت یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ اسوقت سے فریق نالش ہوگئے تہے کہ جبکہ انہون نے درخواست کی تہی جو توقف ہوا وہ فعل عدالت سے منسوب ہونیکے لایق ہے اور اوس سے نقصان مدعیان نہونا چاہیے۔

یہ اپیل دوم بنا راضی فیصلہ خان بہادر ایم این ناناوتی جج ماتحت درجہ اول رتناگری پیش ہوئی تہی جنکو اختیارات اپیل حاصل تہے۔

نقل اپیل دوم نمبر ۸۹۷ سنہ ۱۹۰۹ء۔

۱۸۹۲ء
رام کرشن مورلیشور
بنام
راما بائی

رام کرشن مورلیشر کان وندے وغیرہ مدعیان نے بطور حصہ داران اوس زرلگان کے جو بابت ایک خاص ٹھیکہ کے مدعا علیہا سے پانا تھا ہے واسطے دلاپانے اپنے حصہ مذکور کے مدعا علیہم پر نالش کی راما بائی مدعا علیہا نمبر ایک حاضر نہین ہوئی۔

کرشناجی رام چندر رہاکر مدعا علیہ نمبر ۲ نے تسلیم کیا کہ وہ مستوجب ادا کرنے نصف زرلگان کا جملہ حصہ داران کان وندے کو ہے لیکن اوسنے یہ حجت کی کہ چونکہ حصہ داران مدعیان شریک نہین ہین لہذا نالش قابل قایم رہنے کے نہین ہے۔

بوقت سماعت نالش ماہ جنوری ۱۸۹۰ء حصہ داران مدعی حاضر آئے اور اونہون نے فریق بنائے جانے اور اس بات کی اجازت کی درخواست کی کہ جو کارروائی مدعیان نالش مین کر چکے تھے اوسکو قبول کرین عدالت مرافعہ اولی نے اس درخواست کو نامنظور کیا اور بوجہ نہ شامل ہونے فریق ضروری کے نالش کو ڈسمس کیا اپنی تجویز مین جج ماتحت نے یہ تحریر کیا۔

"درخواست واسطے شامل کرنے فریقون کے کارروائی کی بہت اخیر نوبت پر پیش ہوئی اور اونکے شریک کرنے سے قرین قیاس ہے کہ نسبت جزوی دعوی کے بحث تمادی پیدا ہوگی چونکہ کوئی وجہ قابل اطمینان اونکے فریق نہ کرنے کی خود عرضی دعوی مین درج نہی نہ وقت مناسب پر بیان کیگئی لہذا عدالت پر یہ فرض ہے کہ درخواست کو بکراہت نامنظور کرے۔

مدعیان نے عدالت ضلع مین اپیل کیا اور عدالت ضلع نے یہ تجویز کرکے کہ حصہ داران مدعی بر طبق درخواست اپنے فریق نالش بنائے جانے چاہئین تہے حکم شمول فریق کئے جانے اشخاص مذکور کے صادر کیا اور ڈگری جج ماتحت کو اس بنا پر بحال کیا کہ جسوقت حصہ داران مدعی بطور مدعی شریک کئے گئے اوسوقت نالش مین تمادی عاید تہی۔

بنا راضی ڈگری عدالت ضلع کے مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

مالک شاہ جہانگیر شاہ طالع یارخان منجانب اپیلانٹان۔ عدالت ماتحت نے اس بنا پر ہمارے دعوی کے ڈسمس کرنے مین غلطی کی کہ اوسمین اوسوقت تمادی عارض تہی کہ جسوقت دیگر حصہ داران بطور مدعی شریک کئے گئے اولاً ہماری یہ حجت ہے کہ اونکے نالش مین شریک کرنے کی کوئی ضرورت نہ تہی مدعا علیہ نمبر ۲ نے بلا شبہہ اپنے بیان تحریری مین یہ عذر کیا تہا کہ بوجہ عدم شمول فریق نالش قایم نہین رہ سکتی لیکن عدالت مرافعہ اولی نے اوسکی بابت کوئی امر تنقیح طلب قرار نہین دیا اس لئے عذر مذکور کی نسبت یہ سمجہنا چاہئے کہ اوس سے دست بردار ی کیگئی ترمبک اچہل بنام وشنو مہیشر (۱)

(۱) بمبئی ہائی کورٹ مطبوعہ بابت ۱۸۸۵ء صفحہ ۷ —

ثانیاً ہماری یہ حجت ہے کہ اگر یہ فرض بہی کیا جائے کہ کوئی دست برداری نہین ہوئی تو درخواست ابتدار اندر میعاد کیگئی تہی اور اگر وہ منظور ہوجاتی اور اشخاص بوقت پیشی درخواست مذکور فریق بنائے جاتے تو ہمارے دعوی مین تمادی عارض نہوتی ہماری درخواست اندر میعاد پیش ہوئی لیکن عدالت نے معاملہ پر غور کرنے مین توقف کیا اور جب یہ نتیجہ اخذ کیا کہ درخواست مذکور منظور ہونی چاہئے تو ہمارے نالش مین تمادی عارض تہی پس ہم یہ عرض کرتے ہین کہ حکم عدالت متعلق منظوری درخواست کی نسبت یہ سمجہنا چاہئے کہ وہ وقت پیشی درخواست صادر ہوا عدالت کو چاہئے تہا کہ حصہ داران کو اوسوقت فریق بناتی کہ جب ہم نے درخواست کی تہی عدالت سے جو توقف ہوا اوس سے ہمارے حق مین مضرت روا نہ رہنی چاہئے ہم سوائے پیش کرنے درخواست کے اور کچہہ نہین کرسکتے بہر شامل کرنا کسی فریق کا ایک کام عدالت کا ہے جسکی بابت کوئی فریق ذمہ دار نہین ہوسکتا چونکہ درخواست اندر میعاد گذری تہی لہذا ہم یہ عرض کرتے ہین کہ حصہ داران کی نسبت یہ سمجہنا چاہئے کہ وہ اندر میعاد فریق بہی کرلئے گئے ہتے -

گنیش کرشن وسیکھہ بجانب رسپانڈنٹان - اولاً ہم اس بات کو تسلیم نہین کرتے کہ درخواست اندر میعاد پیش کی گئی تہی -

[سارجنٹ صاحب چیف جسٹس - مگر معلوم ہوتا ہے کہ عدالت نے یہ فرض کیا کہ درخواست اندر میعاد پیش ہوئی تہی]

حسب اظہار مدعی جسوقت درخواست فریق بنانے کی پیش کیگئی تہی اوسوقت کل دعوی مین تمادی عارض تہی منجملہ اُن وجوہ کے جو واسطے نامنظوری درخواست کے بیان کئے گئے ہین ایک یہ ہے کہ وہ مقدمہ کے بہت اخیر نوبت مین پیش کی گئی یعنی پانچروز قبل صدور فیصلہ کے علاوہ برین یہ درخواست مدعیان ابتدائی نے پیش نہین کی تہی بلکہ خود حصہ داران نے پیش کی تہی اور جب عدالت نے اوسکو نامنظور کیا تہا تو مدعیان کو دوسری درخواست اس غرض سے پیش کرنی چاہئے تہی کہ اونکے شرکا فریق بنائے جاوین اسلئے ہم یہ عرض کرتے ہین کہ کوئی درخواست مناسب واسطے فریق بنانے کے نہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ صاحب جج ضلع نے رقم کیا ہے کہ مدعیان ابتدائی درخواست سے راضی تہے کیونکہ خود اونہین کے وکیل نے حصہ داران سے وکالت نامہ حاصل کرکے یہ درخواست پیش کی تہی - نسبت امر تمادی کے ہماری حجت یہ ہے کہ یہ تصور نہین کیا جاسکتا کہ حصہ داران شریک نالش قبل اُسوقت کے رہے کہ وہ فریق بنائے گئے اور چونکہ وہ بعد اوسکے فریق بنائے گئے کہ میعاد قانونی نالش کی گذرگئی لہذا نالش مین تمادی عارض تہی -

سنہ ۱۸۹۲ء — رام کشن پوشیر بنام رام بالی

نسبت نقص عدم شمال فریق ضروری کے کوئی دستبرداری نہین ہوئی یہ صحیح ہے کہ عدالت مرافعہ اولی مین کوئی جداگانہ امر تنقیح طلب اِس بارہ مین قرار نہین دیا گیا تا ہم عذر تمادی بیان تحریری مین کیا گیا تہا اور تجویز عدالت موصوف سے عیان ہے کہ اِس بارہ مین گفتگو ہوئی تہی۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس - عدالت ہای ماتحت نے تجویز کیا ہے کہ عرضی نالش مین اسوجہ سے تمادی عارض ہے کہ حصہ داران لگان اُس سے پہلے فریق نہین بنائے گئے کہ عدالت موصوف نے اونکو بذریعہ اپنی ڈگری ۳ جولائی سنہ ۱۸۹۰ء کے فریق بنایا لیکن ہماری یہ رائے ہے کہ از انجا کہ حصہ داران نے اپنی درخواست اتنے سماعت نالش مین اسقدر زمانہ پیشتر جیسا کہ ۴ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء مین مدین استدعا پیش کی تہی کہ اونکو یہ اجازت دیجائے کہ جو کچہہ کارروائی مدعی نے کی ہے اوسکو اختیار کرین یا برابطہ مدعیان شریک کئے جاوین لہذا حکم عدالت موصوف مشعر منظوری درخواست مذکور کی نسبت جسکو عدالت مرافعہ اولی نے نامنظور کیا تہا یہ سمجہنا چاہئے کہ اوسکا اثر اوسوقت سے ہے اور دیگر حصہ داران کی نسبت یہ سمجہنا چاہئے کہ وہ اُسوقت فریق نالش بنائے گئے کہ جب درخواست گذری تو قف مابین ۴ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء کہ جب درخواست پیش کیگئی اور فیصلہ عدالت اپیل کے فعل عدالت سے منسوب ہونے کے لائق ہے اور اسلئے اپیلانٹ کا نقصان اُس سے ہونا چاہئے (سائل قانونی بروم صاحب طبع ہشتم صفحہ ۱۱۔)

پس لازم ہے کہ ہم ڈگری کو منسوخ کرین اور مقدمہ کو واسطے فیصلہ جدید کے بلحاظ تحریرات بالا واپس بہیجین خرچہ متعاقب نتیجہ کے ہوگا۔ ڈگری منسوخ کی گئی۔

صیغہ اپیل دیوانی (۶)

سنہ ۱۸۹۳ء — ۱۴ جنوری

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس و برڈوڈ صاحب جسٹس

سیدو مدعی بنام بالی وغیرہ مدعاعلیہم *

رہن - نالش الفکاک - خرچہ یافتنی مرتہن ذمہ راہن - مجرائی زر رہن مین - زرباقی یافتنی راہن - ذمہ واری مرتہن - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ - سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۴۴ -

راہن مستحق مجرائی یا منہاکرنے اُس زرخرچہ کا جو بموجب ڈگری یافتنی اوسکا ہو اُس زر رہن سے ہے جو بذمہ اوسکے واجب الادا ہو اگر زرخرچہ تعداد زر رہن سے زیادہ ہو تو راہن مستحق اس بات کا ہے کہ فوراً جایداد مرہونہ کا دخل حاصل کرے اور زرباقی مرتہن سے وصول کرے۔

* استصواب دیوانی نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۹۱ء -

یہ استصواب راؤ صاحب نت گوپال بہادر جج ماتحت کہٹاو ضلع ستارہ نے بموجب دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) کے کیا تہا۔

وہ واقعات جن سے ضرورت اس استصواب کی پیدا ہوئی حسب ذیل تہے۔

سید و مدعی نے ڈگری انفکاک رہن بعض جایداد غیر منقولہ بشرط ادا سے مبلغ ۵۰ روپیہ مالی مدعا علیہ کو اندر چہہ ماہ کے حاصل کی اور اندر میعاد معینہ زر مذکور عدالت مین داخل کر دیا اور بذریعہ عدالت قبضہ جایداد مذکور کا حاصل کر لیا قبل اسکے کہ روپیہ مدعا علیہ کو دیا جاوے ڈگری ابتدائی عدالت اسپیشل جج سے منسوخ ہو گئی چنانچہ حسب درخواست مدعا علیہ جایداد پر اوسکو قبضہ دیدیا گیا اور زر انفکاک رہن جو مدعی نے عدالت مین داخل کیا تہا اوسکو واپس دیا گیا بعدہ ہائیکورٹ نے منسوخی ڈگری اسپیشل جج ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو بحال کیا اور یہ حکم دیا کہ مدعا علیہ خرچہ جملہ عدالتون کا ادا کرے بعد گذرنے چہہ ماہ کے تاریخ ڈگری ہائیکورٹ سے مدعی نے درخواست اجراے ڈگری پیش کی اور اُسمین زر رہن دینگی اپنے کو اُس زر خرچہ مین مجرا کرنا چاہا جو اُسکو مدعا علیہ سے پانا تہا اور اس بات کی درخواست کی کہ زر بقیہ بذریعہ قرقی جایداد منقولہ مدعا علیہ وصول کرا یا جاوے اور نیز یہ کہ جایداد مرہونہ پر اوسکو قبضہ دلایا جاوے۔

جج ماتحت کو نسبت امور ذیل کے شک ہوا جنکو اونہون نے واسطے غور کے ارسال کیا۔

(۱) آیا وہ زر رہن جو بموجب ڈگری کے مدعی سے مدعا علیہ کو ملنا چاہیئے اوس زر خرچہ مین منہا ہو سکتا ہے جو مدعی کو مدعا علیہ سے دلایا گیا ہے۔

(۲) آیا مدعی کا حق انفکاک اسوجہ سے زایل ہو گیا کہ اندر میعاد چہہ ماہ مذکور مدعی نے نہ تو زر رہن عدالت مین داخل کیا نہ حکم مجرا کئے جانے زر مذکور کا اُس زر خرچہ مین جو پانا تہا اوسکا بذمہ مدعا علیہ ہے اور مجبور کئے جانے مدعا علیہ کا کہ ڈگری پر بہر پاتی لکہدے سے حاصل کیا۔

(۳) اگر یہ تجویز ہو کہ مدعی کا حق انفکاک زایل ہو گیا تو کیا باوجود اسکے مدعی اپنا حکم خرچہ بمقابلہ مدعا علیہ کے کرا سکتا ہے یا یہ تبدیل عبارت حکم متعلق خرچہ بعد زوال حق مذکور قایم رہیگا یا نہین؟

جج ماتحت کی راے نسبت اول دو امور کے بصیغہ اثبات تہی اور نسبت امر سوم کے اونہون نے کوئی راے قایم نہین کی۔

آگے بڑہ کر امر ذیل واسطے ارسال کئے جانے کے قایم کیا گیا۔

"آیا مدعی کیواسطے اس بات کی ضرورت نہتی کہ لبقدر اس میعاد چھہ ماہ کے جو بروے ڈگری اوسکو واسطے ادائے بار رہن کے دیگئی تہی عدالت سے درخواست صدور حکم کی منشر اسکے کرتا کہ مجرائی کی اجازت دیجائے اور وہ مستحق حصول قبضہ جایداد مرہونہ کا مدعا علیہ سے کسی وقت پر بعد انقضای میعاد حد سماعت معینہ کے ہے"

نسبت امر مذکورہ بالا کے رائے جج ماتحت کی بصیغہ اثبات تہی۔

منجانب فریقین کوئی شخص ہائیکورٹ مین حاضر نہین ہوا۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس۔ ہماری راے مین دفعہ ۲۲۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) اس قسم کے مقدمے سے متعلق ہے اور ہمکو فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ مصدرہ مقدمہ برجناتہہ داس بنام جگرناتہہ داس[1] سے اتفاق ہے کہ راہن مستحق مجرائی یا منہائی اپنے خرچہ کا جو پانتی اوسکا بروے ڈگری ہے اوس زر رہن سے ہے جو بذمہ اسکے واجب الادا ہے اگر ایسی صورت ہوا اور اگر خرچہ زر رہن سے تعداد مین زیادہ ہو جیسی کہ صورت اسمقدمہ مین ہے تو راہن فوراً جایداد مرہونہ پر قبضہ پانے کا مستحق ہے اور اس بات کا مستحق ہے کہ بقیہ زر خرچہ مدعا علیہ سے وصول کرے۔

مطابق اسکے حکم ہوا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۳۴۷۔

صیغہ اپیل دیوانی (۷)

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس و ٹیلنگ صاحب جسٹس

کپڑالا چیلا (ابتدائً مدعا علیہ و فریق مخالف) اپیلانٹ بنام شاہ اوگہد بہائی ٹہاکرسی ابتدائً مدعی دوعویدار رسپانڈنٹ۔

شاہ اوگہد بہائی ٹہاکرسی (ابتدائً مدعی دعویدار) اپیلانٹ بنام کپڑالا چیلا (ابتدائً مدعا علیہ و فریق مخالف) رسپانڈنٹ ٭

ڈگری۔ اجرائے ڈگری۔ واصلات کا تحقیق کرنا۔ فرض عدالت۔ رقوم جنکی مجرائی کا دعوی کیا گیا ہو۔ امر تجویز شدہ۔

جس حالت مین کہ بروے ڈگری واصلات اراضیات متدعویہ نالش ولائی گئی تہی اور عدالت نے بصیغہ اجرائے ڈگری اون امور کے لنسبت تحقیقات کرنے سے جو متعلق رقوم مجرائی متدعویہ مدعا علیہ کے تہے اس بنا پہ انکار کیا کہ امور مذکورہ کی لنسبت تحقیقات کرنا بمنزلہ تحقیقات معاملا ماقبل ڈگری کے ہوگا اور بصیغہ اجرائے ڈگری عدالت کو ایسا کرنے کا اختیار نہین ہے۔

تجویز ہوئی کہ زرواصلات صرف اس طور پر تحقیق ہوسکتا تہا کہ آمدنی خام سے وہ سب اخراجات منہا کئے جاوین جو مدعا علیہ نے کئے ہون او جو مدعی کو اوس صورت مین کرنا پڑتے اگر وہ قابض ہوتا پس عدالت جاری کنندہ ڈگری پر یہ فرض تہا کہ اُن اخراجات کی لنسبت تحقیقات کرے جو مدعا علیہ نے بیان کئے تہے اور نیز اس امر کا تصفیہ کرے کہ آیا حسب بیان مدعی اراضیات متدعویہ نالش بلا لگانی ہین یا نہین۔ مدعا علیہ عدالت نے ڈگری ایک رقم خاص کی بطور زرواصلات سالانہ کے بلا اسکے کہ صراحت تفصیل متعلقہ رقم مذکور کی تجویز مین کرے دی اور اس وجہ سے اس بات کا کہنا غیر ممکن ہوگیا کہ آیا عدالت نے لنسبت استحقاق مجرائی کسی قسم کے زرنقد کے جسکا دعوی مدعا علیہ نے کیا ہو تجویز کی ہے یا نہین۔

تجویز ہوئی کہ قاعدہ امر تجویز شدہ جرح منظرہ مدعا علیہ سے متعلق نہین ہے۔

یہ اپیلہاے متقابلہ بنا راضی حکم مصدرہ اہی ایم ایچ فلٹن صاحب جج ضلع احمد آباد مصدرہ صیغہ اجراے ڈگری ہین۔ واقعات مقدمہ حسب ذیل ہین۔

٭ اپیلہاے متقابلہ نمبر ۳۳ و ۳۴، بابت ۱۸۹۱ء۔

سنہ ۱۸۹۰ء
لچھا لاچیلا
بنام
شاہ اوگھڈبھائی
ہتہاکرسی

شاہ اوگھڈبھائی ہتہاکرسی مدعی نے ایک نالش عدالت ضلع احمد آباد مین واسطے دلاپانے ۲۳ ۳/۴ ایکڑ ۵ اگنٹھہ ارضی واقع موضع سرا خورد تعلقہ دہندوکہ کے اس بیان سے دایر کی کہ اوسنے ارضی مذکور کو باجراے ایک ڈگری موسومہ گیگا اوگا و مدعا علیہم ہتہا کے خرید کی تہی اور دخل پایا تہا مگر مدعا علیہ نے اوسکو جبراً بیدخل کردیا مدعی نے دعوی دلاپانے مبلغ للعہ روپیہ کا بھی بطور واصلات تین سال ماقبل کے کیا۔

لچھا لاچیلا مدعا علیہ رئیس جیدن نے اس بات سے انکار کیا کہ اونہون نے مدعی کو بیدخل کیا اور یہ بیان کیا کہ ارضی آزان مدعی خواہ گیگا اوگا خواہ ہتیا گیگا کے نہ تہی نہ اونکا کبھی قبضہ تہا

صاحب جج ضلع (مسٹر ڈبلو ڈاکس) نے ڈگری مشعر ہدایت اس امر کے صادر کی کہ مدعی قبضہ بر ارضی متدعویہ اپنے کا حاصل کرے اور نیز مبلغ ... روپیہ زر واصلات بابت تین سال ماقبل نالش مع واصلات مابین ابتداے تاریخ ارجاع نالش تا زمانہ حصول دخل پاوے باقی دعوی مدعی نامنظور کیا گیا۔ بناراضی ڈگری عدالت ضلع مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا اور مدعی نے عذرات مخالف حسب دفعہ ۵۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) پیش کئے ہائیکورٹ نے ڈگری کو بحال کیا (۱) بعد بحالی ڈگری پیشگاہ ہائیکورٹ سے مدعی نے بغرض اجرا دلاپانے واصلات کی درخواست دی مدعا علیہ نے مجرائی بعض رقوم کا دعوی کیا اور ایک دستاویز پیش کی جس سے یہ ثابت ہوتا تہا کہ وہ مستحق مجرائی رقوم مذکور کا ہے صاحب جج نے کسی رقم کے مجرا دینے سے اس بنا پر انکار کیا کہ ایسا کرنے سے معاملات ماقبل ڈگری کی تجویز لازم آوے گی اور ڈگری مین کوئی حکم بابت مجرا دینے کسی رقم کے مدعا علیہ کو نہ تہا ہنگام صدور اس حکم کے صاحب موصوف نے یہ لکہا۔

"مجہپر لازم ہے کہ اس دستاویز کو بطور غیر متعلق تحقیقات حال واپس کرون عدالت معاملات ماقبل ڈگری کی تجویز نہین کرسکتی۔ مسٹر ورج راے (وکیل مدعا علیہ) یہ دلیل کرتے ہین کہ بموجب عبارت دستاویز نمبر ۱۴۸ ہتیا گیگا مستحق سنتی ویرو خراجات جو جز دارضی متنازعہ سے قابل وصول ہین نہ تہا پس وکیل موصوف یہ حجت کرتے ہین کہ چونکہ مدعی کو حق ہتیا گیگا سے حاصل ہوا ہے لہذا وہ یہ ویرو خراجات نہین پاسکتا اور حساب واصلات مین یہ رقوم مدعی کو مجرا ملنی چاہئین جواب اس دلیل کا یہ ہے کہ بروے ڈگری حقوق فریقین منقسم طور پر طے ہوگئے ہین اور بروے ڈگری مذکور ارضی مدعی کو بلاکسی استثنا کے نسبت ویرو خراجات کے دلائی گئی ہے اگر ڈگری مین کوئی غلطی تہی تو تدبیر مناسب اوسکے ترمیم کی عمل مین آنی چاہئے

(۱) [illegible] مطبوعہ سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۲۲۔

نہیں ایں بعدہ اجرائے ڈگری مین کوئی شہادت بہ ثبوت اس امر کے نہین لیجا سکتی کہ مدعا علیہ مستحق مجرائی بابت وغیرہ اوخراجات کے ہے۔

" علی ہذا القیاس کوئی منہائی بابت حصہ رسدی مالگذاری سرکاری کے جسکی نسبت یہ دلیل کی گئی ہے کہ اراضی مدعی پر عاید ہوتی ہے نہین ہوسکتی مسٹر نریمان (وکیل مدعی) یہ حجت کرتے ہین کہ بوجہ بعض حالات کے پیشیر و مدعی مستحق اس بات کا تہا کہ اپنی اراضی پر بلا ادائے حصہ رسدی مالگذاری کے قابض رہے لیکن یہ ایک ایسی بحث ہے جسکی تجویز مین بلا اسکے نہین کرسکتا کہ نسبت معاملات ماقبل ڈگری کے غور کرون جمع موضع کی مدعا علیہ یکمشت ادا کرتا ہے اور اگر مدعا علیہ مستحق وصول کرنے حصہ رسدی کا مدعی سے ہے تو اسکو اس بات کی تدبیر کرنی چاہیے تہی کہ اوسکا حق نسبت اوسکے صریحاً بذریعہ ڈگری قرار دیا جاتا بجائے اسکے جب مدعی نے اپنے عرضی دعوی مین صراحت زر واصلات کی کی تو بظاہر مدعا علیہ نے اپنے بیان تحریری مین دعوی مجرائی کسی جز و جمع کا نہین کیا۔ مدعا علیہ نے حق مدعی سے قطعی انکار کیا لیکن خاص طور پر یہ عذر نہین کیا کہ زر مالگذاری واصلات سے منہا ہونا چاہیے پس جسوقت تجویز لکہی گئی ظاہرا کوئی رقم بابت مالگذاری کے مجرا نہین کی گئی پس ان حالات پر نظر کرکے کوئی منہائی اب صیغہ اجرائے ڈگری مین نہین ہوسکتی۔

" یہی صورت لوکل فنڈس کی ہے چونکہ بروے ڈگری مدعا علیہ کو یہ حق نہین دیا گیا ہے کہ حصہ رسدی اون ابواب کا پاوے جو سرکار اوس سے لیتی ہے لہذا کوئی منہائی صیغہ اجرائے ڈگری مین نہین ہوسکتی۔ یہ امر کہ آیا مدعا علیہ بذریعہ استغاثہ مناسب اوس محصول لوکل فنڈ مین جو اوسپر موجب دفعہ ۷ ایکٹ بمبئی نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۹ء لگایا گیا ہے تخفیف کرا سکتا ہے یا نہین ایسا ہے جسکی نسبت مجکو بحث کرنے کی ضرورت نہین ہے لیکن بہرصورت اس باب مین کوئی شک نہین معلوم ہوتا کہ بروے ڈگری معدورہ واکر صاحب مدعا علیہ مستحق کسی مجرائی کا مدعی سے بابت کسی رقم کے نہین ہے جو اوسنے ادا کی ہو"۔

حکم اخیر معدورہ صاحب جج ضلع بدین عبارت تہا۔

مسٹر واکر نے زر واصلات بقدر مبلغ ۱۱۸ روپیہ سالانہ بابت سنین ماقبل نالش کے قایم کیا اور اونکا فیصلہ اپیل سے بحال رہا میرے نزدیک وہی رقم اب بتقرار دیجا سکتی ہے لہذا مین ہدایت کرتا ہون کہ بابت سمت ۱۹۴۱ و ۱۹۴۲ و ۱۹۴۳ و ۱۹۴۴ و ۱۹۴۵ مدعی

سنہ ۱۸۹۲ء
اپیلانٹ
بنام
شاہ اوگہد بہائی
ہنا کرسی

مدعی واصلات شرح للعہ روپیہ سالانہ یعنی بہمہ جہت سمت صیحانے ؍ پاوے"۔

بنا برضی حکم مذکور مدعا علیہ و مدعی نے اپیلہائے متخالف نمبر ۲۳ و ۹۷ سنہ ۱۸۹۱ء علی الترتیب پیش کین۔

لیتہم ایڈوکیٹ جنرل بمعیت الیف آر ڈبکا جی ور اوصاحب اسدیو جگناتہہ کرنیکر) انطرف گنگا اوگا اپیلانٹ بمقدمہ اپیل نمبر ۲۳ ورسپانڈنٹ بمقدمہ اپیل نمبر ۹۷۔ عدالت ماتحت نے مالگذاری سرکاری و محصول الوکال نذر کے منافع جایداد متنازعہ سے نہ منہا کرنے مین غلطی کی۔ اگر ڈگریدار قابض ہوتا تو وہ مستوجب ادائے محصول اصل مالگذاری مذکور ہوتا یہ رقوم ہم نے زمانہ اہتمام اپنے ادا کی ہین اور ہم مستحق اونکی مجرائی کے ہین سالہ مین صاحب سباب بر جہ طبع چہارم صفحہ ۳۰۴ عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ چونکہ ڈگری مین حکم بابت مجرائی ایسے رقوم کے نہین ہے لہذا ہم اوسکے مستحق نہین ہین۔ لیکن جس وقت ڈگری صادر ہوئی تھی اوسوقت بحث حال پیدا نہین ہوئی تھی اس لئے ہمکو جائز ہے کہ اس بحث کو صیغہ اجرائے ڈگری مین پیش کرین۔ یہی بات نسبت ہمارے حق متعلقہ دیگر وخراجات کے کہی جاسکتی ہے۔

برخین بمعیت گنپت سداشیوراؤ انطرف شاہ اوگہد بہائی رسپانڈنٹ۔ اپیل نمبر ۲۳ و اپیلانٹ اپیل نمبر ۹۷۔ اپیلانٹ کو اس بات کی اجازت دینا کہ صیغہ اجرائے ڈگری مین مباحثات نسبت مالگذاری و ابواب و دیگر وخراجات کے پیش کرے فعل تجویز معاملات ماقبل ڈگری ہوگا مباحثات مذکور یا تو قبل صدور تجویز پیش کئے گئے تھے یا نہین پیش کئے گئے تھے اگر پیش کئے گئے تھے تو بروئے ڈگری اونکا فیصلہ خلاف اپیلانٹ کے ہوا اور اگر پیش نہین کئے گئے تھے تو اب پیش نہین ہوسکتے ڈگری ایک تصفیہ مختتم و مکمل حقوق فریقین کا ہے اور صیغہ اجرائے ڈگری مین وہ متغیر نہین ہوسکتی واصلات کے دلانے مین عدالت ماتحت نے واصلات دو سال کی معسود بالائے اونکے نہین دلائی۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس۔ ہماری رائے مین صاحب جج ضلع نے بابت مباحثات مابین فریقین متعلقہ وضعات متدعویہ مدعا علیہ بابت مالگذاری سرکار و ابواب ادا کردہ مدعا علیہ نیز بابت رقوم دیگر وخراجات تحقیقات نہ کرنے مین غلطی کی۔ جج ذیعلم موصوف کی یہ رائے ہے کہ ان مباحثات کی نسبت تحقیقات کرنا بمنزلہ تجویز معاملات ماقبل ڈگری کے ہوگا اور اونکو ایسا کرنیکا اختیار صیغہ اجرائے ڈگری مین نہین ہے مگر بروئے ڈگری مدعی کو زر واصلات اراضیات متدعویہ نالش کا دلایا گیا اور زر واصلات مذکور صرف اس طور پر تحقیق ہوسکتا ہے کہ آمدنی خام سے وہ سب اخراجات منہا کئے جاوین جو مدعا علیہ نے کئے ہون اور جو مدعی پر

بحالت خود قابض رہنے کے کرنے لازم ہوتے اس مسئلہ کے واسطے اسناد کے حوالہ دینے کی شکل ضرورت ہے لیکن اون اسناد کا حوالہ دیا جاسکتا ہے جن پر ایڈوکیٹ جنرل نے استدلال کیا تہا۔ دیکہو رسالہ مین صاحب رباب ہر صہ طبع چہارم صفحہ ۲۰۴ اور وہ مقدمات جنکا وہان حوالہ دیا گیا ہے پس عدالت جاری کنندہ ڈگری کا یہ فرض تہا کہ نسبت اون اخراجات کے تحقیقات کرتی جنکی نسبت مدعا علیہ کا بیان تہا کہ اوسنے حسب مذکورہ بالا کئے ہین اور نیز اس بات کا تصفیہ کرتی کہ آیا حسب بیان مدعی اراضیات منشاء نالش بلا لگانی ہین۔

نسبت دوسری بحث متعلق رقوم دیرو وخراجات کے یہ نہین کہا جاسکتا کہ اوسکا تصفیہ بردے ڈگری کے ہوا مدعا علیہ کے بیان سے اس بارہ مین کوئی جوابدہی مناسب نالش کی بطور نالش بید خلی کے نہین ہوسکتی ہے کچہ شک نہین کہ عرضی دعوی مین ایک استدعا بابت واصلات کے بہی کی گئی تہی اور وہ استدعا عدالت سے منظور ہوئی تہی لیکن تفصیل متعلق رقم لاماسکے جو عدالت نے بطور زر واصلات سالانہ اراضی کے دلائی تجویز عدالت مین درج نہین ہے اور اس سے یہ کہنا غیرممکن ہے کہ نسبت استحقاق اس خاص مجرائی کے جسکا دعوی مدعا علیہ نے کیا تہا عدالت سے تصفیہ ہوا ایک نہایت حال کے مقدمہ بمعاملہ بیون و دیگر دو۔ مقدمہ بکطرفہ ایڈورڈ (۱) مین مدیونان نے جنہون نے مشترکاً ذمہ داری اداے ایکہزار پونڈ کی جو ایڈورڈ نے قرض دیا تہا مع سود کے ایڈورڈ کو کی تہی ایک درخواست دیوالیہ ہونے کی پیش کی اور برطبق اوسکے حکم تقرر ریسیور صادر ہوا اور بالآخر عدالت نے ایک انتظام ساتہہ ایتان کے منظور کیا ایڈورڈ نے بموجب انتظام مذکور ثبوت مبلغ ایکہزار پونڈ اصل و ۱۱ پونڈ ۶ شلنگ ۸ پنس سود کا لغایت تاریخ حکم تقرر ریسیور پیش کیا جو شخص بموجب انتظام مذکور ٹرسٹی یعنے امانتدار مقرر ہوا تہا اس نے نسبت سود کے ثبوت کو نامنظور کیا اور صرف نسبت زر اصل کے منظور کیا اور وجہ نامنظوری نسبت سود کے یہ تہی کہ مدیونان نے ذمہ داری اداے سود کی نہین کی تہی ایڈورڈ نے بناراضی اس حکم نامنظوری کے اپیل نہین کیا جب مقدمہ روبرو عدالت اپیل کیواسطے تجویز اس امر کے پیش ہوا کہ ایڈورڈ کس قدر رقم ثابت کرسکتا ہے اور ڈیوڈنڈ واجب الادا کا حساب کس طور پر ہونا چاہئے اوسوقت منجانب اوس شخص کے جو بردے انتظام مذکور ٹرسٹی مقرر ہوا تہا یہ دلیل پیش کیگئی کہ معاملہ دعوے

(۱) (۱۸۹۱ء) رپورٹ کوئینس بینچ جلد ۲ صفحہ ۵۷۴ لغایت ۵۷۸۔

سود بوجہ اسکے کہ ٹرسٹی نے ثبوت رقم ا پونڈ ۱۶ شلنگ ۸ پنس نا منظور کیا تہا اور اپیلانٹ نے بنا رضی حکم نامنظوری (اندر میعاد معینہ) اپیل نہین کیا" امر تجویز شدہ ہے مگر لنڈلی صاحب لارڈ جسٹس نے یہ تجویز کرکے کہ ذمہ داری اصل و سود دونون پر حاوی تہی یہ فرمایا "یہ دلیل کیگئی تہی کہ ایک حکم قبل اسکے صادر ہوچکا ہے جو اس راے کے خلاف ہے اور چونکہ بنا رضی حکم مذکورہ اپیل نہین کیا گیا لہذا اپیلانٹ مجاز نہ تہا کہ یہ حجت کرے کہ سود کی ذمہ داری عاید کی گئی تہی مگر حکم بالجملہ صرف رقم ا پونڈ ۱۱ شلنگ ۸ پنس سود تا بتاریخ حکم تقرر ریسیور سے متعلق تہا اور اپیلانٹ اوس رقم کی نامنظوری پر قانع ہے اب عدالت کے روبرو جو بحث ہے وہ قطعاً وکلیتاً تعدی کے اور اوسکا فیصلہ رو در اوپر ہونا چاہئے گو اس امر مین کلام نہین ہے کہ اس طریقہ سے تہیٹی تنازعہ تعبیر کی نسبت غور کرنے کی ضرورت ہو گی"۔ بہ نسبت مقدمہ یکطرفہ ایڈورڈ کے مقدمہ حال مین قاعدہ امر تجویز شدہ کے متعلق کرنے کی اور بہی اہم وجہ ہے کیونکہ ہم مقدمہ مین کوئی شہادت بہ ثبوت اس امر کے نہین ہے کہ رقوم متنازعہ کی بابت مسٹر واکر نے فی الواقع تصفیہ کیا تہا۔ ہر آئینہ اب منجانب مدعا علیہ کوئی کوشش اوس حکم سے عقب گذاری کرنے کی نہین ہے جسکے موجب مبلغ لما روپیہ سالانہ بطور زر اصلات بابت اوس زمانہ کے دلایا گیا ہے جس سے حکم مسٹر واکر لفظاً متعلق ہے۔

پس حکم عدالت ماتحت منسوخ ہونا چاہئے اور معاملہ بغرض اس سے واپس بہیجا جانا چاہئے کہ مطابق اون اصول کے جواب قرار دیئے گئے ہین مقدار زر اصلات تحقیق کیجاوے

بلحاظ اوس راے کے جو ہم نے قایم کی ہے ہم نے نسبت دیگر عذرات اپیلانٹ متعلقہ حکم عدالت ماتحت کے دلیل سننے کی ضرورت نہین سمجہی ہے لیکن چونکہ فریقین اس طریقہ سے رضامند ہین لہذا ہم یہ ہدایت کرتے ہین کہ عدالت ماتحت حساب زر اصلات بابت سمت ۱۹۴۷ لغایت سمت ۱۹۶۷ کاروائی حال مین کرے اور (ہ) کو اوس زر اصلات پر سود دلایا جاوے جو عدالت اوسکو دلائے عدالت ماتحت نسبت خرچہ کے سو خرچہ عدالت مذکور تجویز کرے۔

حکم منسوخ کیا گیا

صیغہ اپیل دیوانی (۸)

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس و برڈوڈ صاحب جسٹس

وٹھل ہری اٹھاولے (ابتدائی مدعی) اپیلانٹ بنام گوند واسدیو ٹھوسر (ابتدائی مدعا علیہ) رسپانڈنٹ

دعوی سود سن ابتدائے تاریخ ارجاع نالش لغایت ادا۔ اسٹامپ واصلات آئندہ۔

ایکٹ رسوم عدالت (نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء) دفعہ ۷۔

کوئی اسٹامپ مزید بابت دعوی سود سن ابتدائے تاریخ ارجاع نالش لغایت ادا درکار نہین ہے دعوی مذکور کی وہی حیثیت ہے جو واصلات آئندہ کی ہے جو دفعہ ۷۔ ایکٹ رسوم عدالت (نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء) مین داخل نہین ہے۔

یہ استصواب۔ سی۔ ای۔ جی۔ کرافورڈ صاحب جج ضلع تہانہ نے بموجب دفعہ ۶۱۷۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے کیا تہا۔

واقعات مقدمہ حسب ذیل تہے۔

وٹھل ہری اٹھاولے مدعی ختما ایک شخص مسمی ہری مہادیو اٹھاولے کا ستمعادلاپلے نے مبلغ للعہ ہوصہ جو بابت ایک رہن کے واجب الادا تہے مدعا علیہ سے کی اور دعوی سود کا زر رہن پر مین ابتدائی تاریخ ارجاع نالش لغایت ادا کیا۔

گوند باسدیو ٹھوسر۔ مدعا علیہ نے رہن کو تسلیم کیا اور عذر وصول ہوصہ کا کیا اور یہ بیان کیا کہ وصول مذکور مدعی نے مجرا نہین دیا۔

جج ماتحت نے وصول ہوصہ کو ثابت قرار دیا اور ڈگری دعوی مدعی بابت لقیہ روپیہ کے معہ سود تا تاریخ ارجاع عرضی نالش صادر کی۔

مدعی نے بربناے لعض وجوہ کے جن مین سے ایک یہ تہی کہ وہ مستحق سود تا تاریخ ادا ہے عدالت ضلع مین اپیل کیا۔

وکیل رسپانڈنٹ نے امر مذکور کے پیش کئے جانے کی لنسبت عذر کیا بجز اسکے کہ بابت اُس روپیہ جسکا دعوی بربناے امر مذکور کیا جاتا ہے رسوم عدالت ادا کیا۔

بمطابق اُسکے صاحب جج ضلع نے امر ذیل واسطے راے ہائیکورٹ کے ارسال کیا۔

درست آیا اپیل ہمامین بابت دعوی اپیلانٹ متعلق سود بعد تاریخ ارجاع عرضی نالش کورٹ فی جاہ الاد ہے یا نہین ۔

صاحب جج ضلع کی یہ راے تہی کہ چونکہ ٹہیک تعداد زر سود کی جسکا دعوی کیا جا سکتا ہے اسوقت تک تحقیق نہین ہو سکتی اگر واضعان قانون کا یہ منشا ہوتا کہ ایسی صورت مین رسوم عدالت وصول کیجاے تو حکم خاص ایسی صورت کے واسطے دیا جاتا جیسا کہ لصورت واصلات کے دفعہ ۱۱ ایکٹ رسوم عدالت (نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ع) مین دیا گیا دوسری جانب جج موصوف نے یہ خیال کیا کہ صحیح طور پر یہ دلیل کیجا سکتی ہے کہ سود مذکور جزو منشا اپیل قل رجہ مقدمات مثل مقدمہ حال مین ہے جسمین زر اصل و رکسیقدر سود لغایت تاریخ ارجاع عرضی نالش دلایا گیا ہے کہ اس حالت مین صورت منشا یہ اصل دعوی سود کی حسب دفعہ ۲۰۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی نہین ہوتی ہے کیونکہ دعوی سود کا علحدہ دعوی زر اصل سے ہو جاتا ہے ۔

ہائیکورٹ مین منجانب فریقین کوئی حاضر نہین ہوا ۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس ۔ ہماری راے مین کوئی اسٹامپ مزید بابت دعوی سود من ابتداے تاریخ ارجاع نالش لغایت ادا مطلوب نہوگا سود مذکور کی وہی حیثیت ہے جو واصلات آیندہ کی ہے جسکی نسبت بمقدمہ امر کرشن بنام بہیما بائی (۱) یہ تجویز ہوا ہے کہ دفعہ ۷ ۔ ایکٹ رسوم عدالت مین داخل نہین ہے ۔ مطابق اسکے حکم ہوا

۲۸ جولائی سنہ ۱۸۹۲ع

صیغہ اپیل دیوانی (۹)

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس و برڈوڈ صاحب جسٹس

دامودر گوپال وکشت (ابتدا ٔ مدعاعلیہ) اپیلانٹ بنام **چنتامن بالکرشن کردے** وغیرہ (ابتدا ٔ مدعیان) رسپانڈنٹان

عدالت مطالبہ خفیفہ ۔ ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ مفصل (نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۷ع) ضمیمہ دوم ضمن ۱۳ (۴) و (۳۱) و دفعہ ۳۳ ضمن ۱) ۔ اختیار سماعت ۔ نالش واسطے دلاپانے حصہ منافع دیہات انعام کے ۔ روپیہ جو واسطے فائدہ مدعی کے پایا اور لیا گیا ہو ۔

نالش دلاپانے ایک خاص حصہ منافع دیہات انعام مین جسکا مدعاعلیہ مہتمم تہا چارہ کار دستدعیہ مدعیان صرف وصول پالنے روپیہ کا یعنی مبلغ ملعصہ روپیہ کا تہا ۔

(۱) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۹۱ع صفحہ ۳۶۴ نقل اپیل نمبر ۴۴ بابت سنہ ۱۸۹۱ع

سنہ ۹۲ دامودر گشن چنتامن کرو۔

تجویز ہوئی کہ نالش واسطے دلاپانے اُس روپیہ کے ہے جو واسطے فائدہ مدعیان کے پایا اور لیا گیا ہو اور قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے ہے نالش مذکور داخل ضمن ۱۳ ضمیمہ دوم ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ مفصل (نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) نہ تھی کیونکہ وہ نالش حصول قبضہ جایداد غیر منقولہ یا واسطے حصول کسی حق واقع جایداد قسم مذکور کے نہ تھی اگر مدعیان یہ بیان کرتے کہ مدعا علیہ نے مدعیان کا حصہ منافع بیجا طور پر وصول کیا تو نالش داخل ضمن دفعہ ۱۳ ضمیمہ ۲ ایکٹ مذکور ہوتی۔

یہ اپیل بنا راضی حکم واپسی مقدمہ معمد مدرلے۔ ڈی۔ پولن صاحب جج ضلع پونا کے ہے۔

نالش دلاپانے حصہ منافع دیہات انعام کی ہے۔

چنتامن بالکرشن کروے وغیرہ مدعیان کا یہ بیان تھا کہ ہر دو دیہات متنازعہ ملکیت خاندانہا فریقین بطریق انعام تھے اور مدعیان کا حصہ ۱/۲ تھا اور دامودر گوپال دکشت مدعا علیہ قابض دیہات مذکور تھا اور مدعیان دعویٰ دلاپانے مبلغ مارے روپیہ کے مدعا علیہ سے بطور اپنے حصہ منافع تین سال کے تھے۔

دامودر گوپال دکشت مدعا علیہ نے جوابدہی نالش اس بنا پر کی کہ انہیں تمادی عارض ہے اور وشنو دکشت کا جسکے وارث ہونے کے مدعیان دعویدار ہین کوئی حصہ جایداد متنازعہ مین نہ تھا اور عدالت کو کچھ اختیار سماعت نالش کا نہ تھا۔

جج ماتحت (راؤ صاحب وامن ایم پوداس) نے جسکی عدالت مین نالش ابتداً رجوع ہوئی تھی یہ تجویز کی کہ وہ قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ مقام پونا کے ہے اور نالش کو بوجہ عدم اختیار سماعت کے ڈسمس کیا۔

مدعیان نے عدالت ضلع مین اپیل کیا اور عدالت موصوف نے یہ تجویز کی کہ اختیار سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ موجب ضمیمہ دوم مدات (۴) و (۱۳) ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ مفصل (نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) کے خارج ہے اور ڈگری کو منسوخ کیا اور نالش کو واسطے تصفیہ روئداد کے واپس بھیجا۔

بنا راضی حکم واپسی کے مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

بالکرشن ناراین بہاجیکر منجانب اپیلانٹ۔ نالش بابت دلاپانے روپیہ کے ہے اور عرضیدعوے مین محض یہی استدعا تھی صاحب جج ضلع کی یہ تجویز غلط تھی کہ نالش حال مین رسپانڈنٹان اپنا حق بنسبت آمدنی جایداد کے قایم کرنا چاہتے ہین عرضی نالش مین نامبردگان نے استدعا مبلغ مارے کی بابت اپنے حصہ آمدنی کے کی ہے نہ اور کچھ چونکہ یہ صورت ہے لہذا مقدمہ

سنہ ۱۸۹۳ء
پرشوتم داس گوپال
بنام
لکشمن بالکرشن
وغیرہ

داخل اختیار سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ قائم ہونا کے ہے مدعیان کی استدعا دلاپانے یا استقرار اپنے حق کی نسبت کسی جایداد غیر منقولہ کے نہیں جسکی نسبت عدالت مطالبہ خفیفہ کو اختیار حاصل حاصل نہیں ہے۔

[برڈوڈ صاحب جسٹس نے حوالہ مقدمہ غلام نبی بنام شہاب الدین (۱) کا دیا]۔

وہ مقدمہ ہوبہو ہماری حجت کا ہے۔ وعلی ہذا القیاس مقدمہ کرشناجی بنام لنگارام (۲)۔

پرشوتم پرمانند کہرے نے جانب رسپانڈنٹان جواب صاحب جج ضلع نے قایم کی ہے صحیح ہے ہم نے اپنے عرضی دعوی مین یہ بیان کیاہے کہ پندرہواں حصہ جایداد کا اور آمدنی کا ہمارا ہے اور اپیلانٹ ہمارے حق سے نسبت جایداد کے انکار کرتاہے اس کا فیصلہ سوال وجواب مقدمہ سے بحث استحقاق پیدا ہوتی ہے جسکی سماعت کا عدالت مطالبہ خفیفہ کو اختیار نہین ہے صاحب جج نے دفعات (۳ و ۳۱) ضمیمہ دوم ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ مفصل (نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) سے بھی استدلال کیا اور اونکی یہ راے ہوئی کہ دعوی متعلق ایک حق ورثہ جایداد غیر منقولہ کے ہے۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس۔ مدعیان نے دعوی دلاپانے پندرہوین حصہ منافع دیہات النعام کا کیا جو مدعا علیہ نے بطور قایم مقام شاخ کلان خاندان النعام داران ومہتمم جایداد منجانب چند حصہ داران وصول کرلیا ہے جج ماتحت نے دعوی کو ڈسمس کیا کیونکہ اونکی یہ راے ہوئی کہ نالش قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے ہے اور اونکو اختیار سماعت حاصل نہین ہے مگر صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی ہے کہ مقدمہ داخل ضمن دفعات ۳ و ۳۱ ضمیمہ دوم ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء اور اسلئے اختیار سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ سے خارج ہے اور انہون نے مقدمہ کو واسطے تجویز جج ماتحت کے واپس کیا ہم اس فیصلہ سے اتفاق راے نہین کرسکتے نالش واسطے ایسے روپیہ کے جو واسطے مدعی کے پایا اور لیا گیا وہ داخل ضمن ۳۱ ضمیمہ دوم ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء کے نہین ہے کیونکہ وہ نالش قبضہ جایداد غیر منقولہ کی نہین ہے نہ واسطے دلاپانے حق کے کسی ایسی جایداد مین ہے چارہ کار مندعویہ صرف دلاپانا روپیہ کا ہے اگر مدعیان یہ بیان کرتے کہ مدعا علیہ نے مدعیان کا حصہ منافع بیجا طور پر وصول کرلیا تو بلاشبہ نالش داخل ضمن ۳۱ ضمیمہ دوم ہوتی ۔ لیکن مدعیان کا بیان یہ ہے کہ مدعا علیہ نے بجا طور پر منافع وصول کیا لیکن بیجا طور پر روک رکھا ایسی

(۱) انڈین لا رپورٹ مطبوعہ سنہ ۱۸۸۹ء جلد ۱۴ صفحہ ۱۴ (۲) انڈین لا رپورٹ مطبوعہ سنہ ۱۸۹۱ء صفحہ ۴۴۴۔

نالش سے ضمن ۱۳ کو کوئی تعلق نہین ہے (مقابلہ کرو کرشناجی بنام گنگارام (۱)) نالش جب طور پر وہ رجوع ہوئی ہے قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہے اگر نالش کی نسبت ایسی حالت مین کارروائی کیجائے اور مدعا علیہ حق مدعیان سے انکار کرے تو عدالت کو جایز ہوگا کہ بموجب دفعہ ۳ ضمن اول ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۰ء کے عمل کرے۔ ہم حکم عدالت اپیل ماتحت کو منسوخ کرتے ہین اور یہ ہدایت کرتے ہین کہ عرضی نالش مدعیان کو واپس ہو کہ عدالت مطالبات خفیفہ مین پیش کرے فریقین اپنا خرچہ اپیل ہذا ادا کرینگے بقیہ خرچہ داخل خرچہ مقدمہ ہوگا۔ حکم منسوخ ہوا۔

صیغہ اپیل دیوانی (۱۰)

باجلاس سرچارلس سارجنٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس و برڈوڈ صاحب جسٹس

موتی لعل پران ناتھ وغیرہ (ابتدا مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام

بائی کاشی بیوہ گوپال پران ناتھ (ابتدا مدعی) رسپانڈنٹ

دہرم شاستر۔ نان ونفقہ۔ نان ونفقہ بیوہ۔ نان ونفقہ کا روک رکہنا۔ طلب و انکار بقایا نان ونفقہ۔ عدم سماعت۔ ڈگری مشعر اس حکم کے کہ بصورت تغیر حالات اشخاص ادا کنندگان نان ونفقہ زر نان ونفقہ مین کمی کیجاوے گی۔

بائی کاشی ایک ہندو بیوہ نے اپنے شوہر برادران غیر منقسم پر نالش نان ونفقہ کی دایر کی بیوہ مذکورہ نے دعوی بقایائے زر نان ونفقہ چہہ سال ماقبل ارجاع نالش کا پیش کیا عدالت مرافعہ اولی نے ڈگری بحق اوسکے مشعر عطائے نان ونفقہ تاحیات اوسکے بشرح ۔ روپیہ سالانہ "الا تابع تغیر مطابق تغیر حالات مدعا علیہم بحالت خرابی" صادر کی عدالت موصوف نے ڈگری بقایا زر نان ونفقہ بہی بحق اوسکے بابت صرف تین سال کے (نہ کہ چہہ سال کے جیسا کہ دعوی تہا) اس بنا پر صادر کی کہ اوسکی عمر صرف بیس سال کی ہے اور وہ ہمیشہ اپنے باپ کے ساتہ رہتی ہے اور اوس نے اوسکی پرورش کی ہے او مطالبہ با ضابطہ مدعا علیہم سے صرف تین سال ہین عمل مین آیا تہا بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے شرح نان ونفقہ بڑہا کر ۔ سال کردی اور مدعیہ کو بقایا نان ونفقہ بابت چہہ سال کے بدین تجویز دلائی کہ یہ امر کہ مطالبہ صرف تین سال ہی عمل مین

(۱) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۵۵ اپیل دوم نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۰ء

آیا تھا مانع اس بات کا نہین ہے کہ مدعیہ بقایا بابت چھ سال کے وصول کرے۔

ہائیکورٹ سے تجویز ہوئی کہ اگرچہ روکنا نان و نفقہ کا جس سے وجہ نالش پیدا ہوتی ہے سوائے مطالبہ و انکار کے دوسرے طور پر بھی ثابت ہو سکتا ہے تاہم اس مقدمہ مین یہ بات ثابت نہین ہوئی کہ کوئی حالات ایسے تھے جو بمنزلہ انکار ادائے نان و نفقہ سمجھے جا سکتے پس ڈگری عدالت اپیل ماتحت بحال رکھی گئی بالائش حد تک کہ جہانتک اسکی رو سے بقایا نان و نفقہ بابت چھ سال مدعیہ کو دلائی گئی اور میعاد مذکور تبدیل کر کے تین سال رکھی گئی اور شرط نسبت کمی نان و نفقہ بصورت تغیر حالات خارج کر دی گئی۔

یہ اپیل دوم بنارضی فیصلہ اے ایچ ہوس کارڈی صاحب قائم مقام اسسٹنٹ جج بریلی با اختیارات کامل ہے۔ نالش دلاپانے نان و نفقہ کی تھی۔

بالی کاشی مدعیہ بیوہ ایک شخص گوبالی پرلن ناتہ نے جو بحالت نابالغی فوت ہو گیا تھا نالش واسطے بقایا نان و نفقہ مدعا علیہم پر جو برادران مشترکہ متوفی کے تھے بابت چھ سال ماقبل رجوع نالش وغیرہ واسطے صدور حکم بہ ہدایت اسکے کہ مدعا علیہم آیندہ اسکو نان و نفقہ سالانہ ادا کیا کرین اور بحالت عدم ادا مدعیہ نان و نفقہ جایداد مدعا علیہم سے وصول کرے دایر کی۔

موتی لال للو بھائی و پنچھوبر پرلان ناتہ مدعا علیہم نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا کہ مدعیہ بے عصمت ہے اور وقت وفات اپنے شوہر کے اپنے باپ کے ساتھ رہتی تھی اور اس لئے وہ مستحق دلاپانے نان و نفقہ کی نہین ہے۔

جج ماتحت (راؤ صاحب گلاب داس لال داس) نے تجویز کی کہ بیان نے عصمتی مدعیہ ثابت نہین اور وہ مستحق دلاپانے نان و نفقہ آیندہ و بقایا نان و نفقہ صرف بابت تین سال کے نہ زیادہ اس سے ہے لہذا جج ماتحت نے حکم ذیل صادر کیا۔

مدعیہ حکم دیا جاتا ہے کہ مدعیہ مبلغ مال للعہ بابت تین سال زمانہ دوران نالش مبلغ ... مع خرچہ زمانہ لغایت ۱۶ اگست ۱۸۸۸ء پاوے اور مدعا علیہم مدعیہ کو بحیات اسکے مبلغ ... زیادہ رو پیہ سال ہر آیندہ تاریخ تغیر حالات مدعا علیہم بجانب خود ۱۶ اگست ہر سال کو من ابتدا سے ۱۸۸۹ء ادا کرین اور اگر مدعا علیہم ادائے زر مذکور مین قاصر رہین تو مدعیہ زر مذکور جایداد خاندان مدعا علیہم سے وصول کرے گی۔

جج ماتحت نے جو وجوہ واسطے دلاپانے بقایا زر نان و نفقہ بابت صرف تین سال کے تحریر کیے وہ حسب ذیل ہے۔

...۱۸۹۰ء
...لال اپیلانٹ
بنام
...کاشی

کوئی اعتراض بربناء لاپلنے لقایا مذکور کے بابت زمانہ زاید کے بربنار مدت سماعت نہین ہے لیکن عورت
کی عمر صرف بیس سال کی ہے وہ ہمیشہ اپنے باپ کے پاس ہی ہے اور اوسکے باپ نے اوسکی پرورش
بطور اوسکے محافظ قدرتی کے کی ہے اوسکی خوراک کا کوئی حساب جدا نہین رکھا گیا ہے بموجب
قاعدہ اوس جات کے جسمین فریقین ہین عورت قبل عمر ۱۲ سال کے اپنے شوہر کے یہان
مستقل طور پر رہنے کو نہین جاتی اوسوقت تک وہ محض ایک مہمان اپنے شوہر کے خاندان میں
ہوتی ہے اور اسوجہ سے اوسکی پرورش عموماً اوسکے والدین کرتے ہین اگرچہ بطور قاعدہ مسلم شرع
کے عورت مستحق اس بات کی ہے کہ تاریخ شادی سے اوسکی پرورش اوسکا شوہر اور رشتہ دار ان
شوہر کرین مگر یہ بات محض قاعدہ کی ہے عملدرآمد مین وہ لوگ پرورش اوسکی ۱۲ سال کی عمر سے کیلئے
مین چونکہ اوسکا کوئی خرچ نہین ہوا اوسکو قرض لینے کی ضرورت ہوتی ہے بکمشت روپیہ کا دلانا فقط
اوسکے دولتمند کرنے کی غرض سے ہے اوراسی لئے رقم مذکور صرف تین برس سے زیادہ کی بابت
نہین دلائی جانی چاہئے۔

علاوہ برین بمطابق نان ولفقہ کا حسب ضابطہ صرف تین سال ہوئے کہ مدعا علیہم سے کیا گیا
تھا یہ بھی ایک خاص وجہ منجملہ اون وجوہ کے ہے کہ مدعیہ کو بکمشت لقایا نان ولفقہ زیادہ زمانہ کی
بابت نہ ملنی چاہئے۔

بنا راضی ڈگری جج ماتحت فریقین نے عدالت ضلع مین اپیل کیا اور چونکہ صاحب جج ضلع کی یہ
رائے ہوئی کہ شرح نان ولفقہ عطیہ جج ماتحت اوس سے کم ہے کہ جتنی ہونی چاہئے اور اگرچہ مدعیہ نے
دعوی لقایا نان ولفقہ صرف بابت تین سال ماقبل رجوع نالش کیا تھا تاہم وہ امر مانع اس بات
کا نہین ہے کہ اوسکو ڈگری لقایا بابت چھہ سال ملے لہذا صاحب ممدوح نے ڈگری کو بذریعہ بڑھانے
شرح لقایا اور مستقبل نان ولفقہ آیندہ کے بتعداد مبلغ سے سال و دلانے لقایا چھہ سال کے ترمیم کیا۔
مدعا علیہم نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا اور مدعیہ رسپانڈنٹ نے عذرات مخالفت حسب دفعہ
۵۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) پیش کئے۔

مانک شاہ جہانگیر شاہ طالع ہاتفان منجانب اپیلانٹان۔ اگرچہ رسپانڈنٹ نے اپنے عرضی
دعوی مین دعوی لقایا چھہ سال کا کیا تاہم لقایا صرف بابت تین سال ماقبل رجوع نالش کیا گیا تھا
پس ہم یہ حجت کرتے ہین کہ عدالت ماتحت نے لقایا تین سال ماقبل نالش کے دلانے مین غلطی کی
جج ماتحت نے لقایا صرف تین سال کی دلائی اور جج ماتحت نے ایسا کرنے کی نسبت عمدہ وجہ تحریر

کیئے ہین اس غرض سے کوئی ہندو بیوہ مستحق نان و نفقہ کی ہو ضرور ہے کہ یا تو تقاضا ہوا ہو یا بیجا طور پر اوسکا نان و نفقہ روکا گیا ہو۔ نارائن راو بنام راما بائی (۱) و چین لبا یا بنام چولاما (۲)۔ تقاضا صرف تین سال قبل نالش کے کیا گیا تہا اور یہ ثابت نہین ہوا کہ ہماری طرف سے بیجا طور پر نان و نفقہ روکا گیا۔

۱۸۹۲ع
باتوتی لعل ... بنام ... بائی ...

چمن لعل ہری لعل سیتل واد منجانب ریسپانڈنٹ۔ قطع نظر طلب و انکار کے ہندو بیوہ مستحق بقایا نان و نفقہ کی بابت چہہ سال کے ہے کہ میعاد بموجب قانون مدسماعت کے (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) قرار دیگئی ہے جیوی بنام سامی (۳) عدالتین ماتحت نے نسبت اس بحث کے تجویز نہین کی ہے کہ آیا کوئی تقاضا ہوا یا نہین یا نان و نفقہ روکا گیا یا نہین اور ہم یہ عرض کرتے ہین کہ ہر مقدمہ مین کسی ایسے تقاضا و روک رکہنے کا ثابت کرنا ضرور نہین ہے۔

عدالتین ماتحت نے طیار کی ڈگری مین مطابق عملدرآمد کے عمل نہین کیا شرط مندرجہ ڈگری دربارہ کمی نان و نفقہ بعوض تبدیلی حالات اپیلانٹ کے خراب ہو جاوین چہوڑ دی جانی چاہیئے۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس۔ فیصلہ پریوی کونسل مقدمہ نارائن راو بنام راما بائی (۱) سے ظاہر ہوتا ہے کہ نان و نفقہ کا روکا جانا جس سے وجہ نالش قائم ہوتی ہے سوائے طلب و انکار کے دوسرے طور پر ثابت ہو سکتا ہے لیکن صاحب جج ضلع نے اس تجویز جج ماتحت کے تسلیم کرنے مین جسکے بموجب بقایا صرف تین سال پر محدود کر دیگئی تہی یہ تجویز نہین کیا ہے کہ کوئی ایسے حالات تہے جو انکار نان و نفقہ کی حد تک حسب توضیح مندرجہ ڈگری پہونچتے ہون پس لازم ہے کہ ہم ڈگری کو بحال کرین الا اوس حد تک کہ جہانتک اوسکی رو سے مدعیہ کو بقایا نان و نفقہ بابت چہہ سال کے دلائی گئی ہے اور مدت مذکور کے بجائے تبدیل ہو کر تین سال رہنا چاہیئے اس بات کا معمول نہین ہے کہ ڈگری نان و نفقہ مین بعبارت صریح اشخاص دا کنندہ نان و نفقہ کا یہ استحقاق بیان کیا جائے کہ بحالت تغیر حالات کمی مقدار کی استدعا کرین پس ہماری یہ رائے ہے کہ الفاظ مذکور ڈگری سے خارج کئے جانے چاہئین۔ فریقین اپنا اپنا خرچہ اپیل ہذا کا ادا کرین۔

---

(۱) لا رپورٹ اپیلات ہند جلد ۹ صفحہ ۱۱۴ (۲) تجاویز مطبوعہ عدالت سنہ ۱۸۸۲ع صفحہ ۱۷۲ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۲۰۷۔

سنہ ۹۱
۱۱-فر

صیغہ اپیل دیوانی (۱۱)

باجلاس جارڈین صاحب جسٹس و ٹیلنگ صاحب جسٹس

گوری (ابتداءً مدعا علیہ) سائل بنام وگنیشر وغیرہ (ابتداءً مدعیان) فریق ثانیان ٭
فریقین - عملدرآمد - اپیل - اپیل منجانب بعض فریق مقدمہ - ڈگری اپیل قابل پابندی ایسے فریق نالش کے جو اپیل میں فریق نہ تہے - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۴۴ ضمن (ج) - ڈگری - اجرا -

مدعیان نے نالش بید خلی زید و بکر و خالد پر دائر کی جج ماتحت نے ڈگری دعویٰ کی صادر کی بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے دعویٰ کو نامنظور کیا تب مدعی نے اپیل دوم ہائیکورٹ میں داخل کی اور رفتہ رفتہ موصوف نے بالآخر فیصلہ بحق مدعی کیا اس اپیل دوم میں زید مدعا علیہ فریق نہیں بنایا گیا تہا بجرائے ڈگری ہائیکورٹ زید بیدخل کیا گیا لیکن جج ماتحت نے حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) اوسکا قبضہ بحال کر دیا اس حکم کو عدالت ضلع نے بطبق اپیل منسوخ کیا بر طبق اسکے زید نے ہائیکورٹ میں حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) واسطے منسوخی حکم جج ضلع کے بطور خلاف اختیار ہونے بنا پر پیش کی کہ دفعہ ۲۴۴ مجموعہ مذکور سے متعلق نہیں ہے کیونکہ مدعا علیہ اپیل میں فریق نہ تہا جسمیں ڈگری زیر اجرا صادر ہوئی تہی اور اس سبب بنا برین حکم جج ماتحت رو برو صاحب جج ضلع کے اپیل نہیں ہو سکتا ہے -

تجویز ہوئی کہ چونکہ زید فریق نالش تہا اگرچہ اوس اپیل میں فریق نہ تہا جسمیں ڈگری صادر ہوئی تہی لہذا صاحب جج ضلع کو حسب ضمن (ج) دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی اختیار سماعت اپیل کا حاصل تہا -

یہ درخواست بموجب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) تہی -

فریق ثانیان نے ابتدا نالش بنام دہنڈل وغیرہ مع سائل حال واسطے دلاپانے قبضہ بعض اراضیات کے اس بیان سے دائر کی کہ مدعا علیہم اسامیان ہیں جنکا حق اسامی بوجہ عدم ادا لگان ... فوت ہو گیا جج ماتحت نے ڈگری مشعر دلاپانے قبضہ کے مدعیان کو صادر کی -

بنا راضی اس فیصلہ کے صرف دہنڈل مدعا علیہ نے روبرو صاحب جج ضلع کے اپیل کیا انہوں نے ڈگری جج ماتحت کو منسوخ کیا -

بر طبق اوسکے مدعیان نے ہائیکورٹ میں اپیل دوم پیش کیا گوری سائل اس اپیل میں فریق نہیں بنایا گیا تہا

٭ درخواست نمبر ۲۲۹ بابت سنہ ۱۸۹۰ء بعید اختیار سماعت پیش ہوئی -

ہائیکورٹ نے یہ تجویز کیا کہ اگر دخل مدعا علیہ لغایت یا لگان اندر تین ماہ کے ادا نہ کرے تو مدعیان مستحق دلاپانے قبضہ اراضیات متنازعہ کے ہو نگے۔

دخل بموجب حکم کے دیا جائے یہ مدعا علیہ اور مدعیان نے بہ اجرائے ڈگری ہائیکورٹ قبضہ کل جایداد کا مع اراضی مقبوضہ سائل حاصل کیا۔

برطبق دیکھر گوری سائل نے حسب دفعہ ۳۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء عدالت سے درخواست بحالی قبضہ کی اس بنا پر کی کہ وہ فریق ڈگری ہائیکورٹ نہیں جسکے اجرا مین وہ بیدخل ہوا ہے جج ماتحت نے اس درخواست کو منظور کیا۔

مدعیان نے عدالت ماتحت مین اپیل کیا اور صاحب جج ضلع نے تجویز کیا کہ بنا راضی حکم حسب دفعہ ۳۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی اپیل نہین ہوسکتا لہذا اونہون نے اپیل کو نامنظور کیا نا راضی اس فیصلے کے مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہائیکورٹ نے بہ ہدایت ہونے کے حکم جج ماتحت دربات بحالی قبضہ اپیلانٹ ایک حکم حسب دفعہ ۲۴۴ تھا نہ حسب دفعہ ۳۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) اور قابل اپیل تہا اس مقدمہ واسطے فیصلہ دوبارہ کے واپس کیا گیا برطبق واپسی صاحب جج ضلع نے حکم جج ماتحت کو منسوخ کیا جسکی رو سے گوری سائل کے قبضہ بحال کئے جانے کا حکم ہوا تہا۔

بنا راضی اس حکم کے درخواست حال ہائیکورٹ مین ان وجوہ پر پیش کیگئی (اول) یہ کہ چونکہ سائل فریق ڈگری ہائیکورٹ نہین ہے لہذا وہ بہ اجرائے ڈگری مذکور بیدخل ہونی چاہئے تہی اور ثانیاً یہ کہ صاحب جج ضلع کو کچھہ اختیار سماعت اپیل بنا راضی حکم جج ماتحت حاصل نہ تہا۔

ایک حکم نالشی سائل بنام فریق ثانیان واسطے اظہار وجہ اس بات کے صادر ہوا کہ کیون حکم صاحب جج ضلع بصیغہ اپیل اس بنا پر منسوخ نہ کیا جاوے کہ وہ خلاف قانون و خلاف ضابطہ صادر ہوا۔

مانک شاہ جہانگیر شاہ نے منجانب مدعیان فریق ثانیان وجہ ظاہر کی۔ مقدمہ اصل دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) ہے سائل فریق نالش ابتدائی کی تہی اور اگرچہ وہ اس اپیل مین فریق نہ تہی جسمین ڈگری مختتم صادر ہوئی تاہم یہ امر کہ آیا وہ حسب قانون باجرائے ڈگری مختتم مذکور بیدخل ہوئی یا نہین ایک امر داخل ضمن (ج) دفعہ ۲۴۴ ہے کارروائیات اپیل محض تسلسل نالش ابتدائی مین اور نالش اوسوقت تک ختم نہین ہوئی کہ ڈگری مختتم سے

سنہ ۱۸۹۲ء گوری بنام رکنیشر

سنہ ۹۲ گوردھن بنام وگنیش

اعلی عدالت اپیل سے صادر ہولیں ڈگری مختتم مقدمہ ہذا سایلہ پر بشمول ڈگری فریق نالش قابل اپیل عدی ہے مقدمات رگھوناتھ گنیش بنام بلنا احمد (۱) ومنباہری شیٹ بنام سیتارام جی (۲) وبابو سنگہ بنام پرتاپ غلام (۳) کا حوالہ دیا گیا -

نارائن گنیش چنداوکیل نے مخاصمت سایلہ کے خلاف اسکے تقریر کی سایلہ اس اپیل مین فریق نہی جسمین ڈگری مختتم صادر ہوئی تھی لہذا وہ پابند ڈگری مذکور نہین ہے بموجب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی لیکن ریسپانڈنٹ برسبیل ایسی ڈگری کے جو بنام دوسرے ریسپانڈنٹ کے صادر ہوئی ہو ذمہ دار نہین ہے کوئی ڈگری بمقابلہ کسی فریق کے صادر نہین ہوسکتی الا اس صورت مین کہ وہ مناسب طور پر روبرو عدالت کے لایا گیا ہو دفعہ ۲۴۴ مین لفظ نالش مین اپیل داخل ہے اور بوجہ اسکے کہ کوئی شخص فریق اپیل ہو وہ پابند ڈگری اپیل نہین ہوسکتا اور مقدمہ داخل دفعہ ۲۴۴ نہین ہے مقدمہ گورکشو بنام محمد ہاشم (۴) کا حوالہ دیا -

ٹیلنگ صاحب جسٹس - سایلہ ایک منجملہ چند مدعا علیہم کے تھی جنپر اوسکے فریق ثانی نے نالش کی تھی اور دعوی دخل رہنی کا کیا تھا بر طبق اپیل بعدالت ضلع جسمین سایلہ بھی فریق تھی دعوی مذکور نامنظور ہوا مدعی نے آگے بڑھ کر ہائیکورٹ مین اپیل کیا اور ہائیکورٹ نے ڈگری دعوی کی صادر کی لیکن اس اپیل دوم مین سایلہ فریق نہین بنائی گئی تھی گر اجراے ڈگری وہ بیدخل کی گئی الا بر طبق استغاثہ اوسکے جج ماتحت نے اوسکا قبضہ بحال کیا اوسکے فریق مخالف نے روبرو صاحب جج ضلع کے اپیل کیا اور صاحب جج موصوف نے اون وجوہ پر جنکی تحقیقات کرنی کی ضرورت نہین ہے حکم جج ماتحت کو بحال کیا اب سایلہ ہمارے اختیار سماعت کو حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء بغرض منسوخی حکم صاحب جج ضلع اس بنا پر کہ وہ بلا اختیار صادر ہوا تحریک کرانا چاہتی ہے اوسکی طرف سے یہ دلیل کی گئی ہے کہ بنا رہنی حکم جج ماتحت اپیل نہین ہوسکتا تہا کیونکہ بلحاظ حالات دفعہ ۲۴۴ متعلق نہ تھی کسواسطے کہ وہ فریق اوسکی نہ تھی کہ جسمین ڈگری زیر اجرا صادر ہوئی تھی ہم سے استدعاے تعقیب مقدمہ گورکشو بنام محمد ہاشم (۴) کی گئی تھی کہ صرف یہی وہ مقدمہ رپورٹ شدہ ہے جسمین تا حد علم ہمارے اس امر کا فیصلہ ہوا ہے وہ الفاظ جنکی تعبیر کرنا ہے الفاظ ضمن (ج) دفعہ ۲۴۴ ہین دیگر امور جو مابین فریقین اوس نالش کے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۴۴۹ (۲) " " " جلد ۹ صفحہ ۸۸ (۳) " " کلکتہ جلد ...
(۴) ویکلی رپورٹر نظائر دیوانی جلد ۲۰ صفحہ ۱۹۱

پیدا ہون جنمین ڈگری صادر ہوئی تہی یا اوسکے قایم مقام ہون گے" - فحوائے اس دفعہ کا حکام عالی مقام پریوی کونسل نے مقدمہ چودہری واحد علی بنام سماۃ جمعی (۱) بیان کیا ہے حکام عالیمقام نے فرمایا ہے - "یہ دفعہ بلا شبہہ واسطے اس غرض مفید کے صادر ہوئی تہی کہ مقدمہ بازی ناحق روکی جاوے اور حکام عالیمقام عمل دفعہ مذکور کو محدود کرانا نہین چاہتے ہین" -

مقدمہ حال مین فی الاصل ہم سے یہ استدعا کیجاتی ہے کہ ہم ان الفاظ کو اس طرح پڑہین کہ گویا الفاظ یہ ہین "فریق ڈگری مصدورہ نالش یا فریق اپیل جسمین ڈگری صادر ہوئی ہو" مگر مقدمہ کلکتہ و مقدمہ شنکر داد دیوامال بنام کاراسمایا (۲) یہ بات ثابت ہوگئی تہی کہ الفاظ مستعملہ دفعہ مین نالش مین معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ اول الذکر مین جزو دعوی مدعی متعلق ایک اراضی کے منجملہ اراضیات مدعا علیہم کے عدالت سماعت کنندہ نالش سے ڈسمس ہوگیا تہا اور جب مدعی نے بضمن اجراء ان اراضیات کو قرق کرایا تو تجویز ہوا کہ مدعا علیہ اس بناء پر فریق نالش حسب مراد دفعہ مذکور نہین ہے کہ وہ اوس ڈگری سے بری ہوگیا تہا اور جہانتک اوس ڈگری کو تعلق ہے نابردہ کو اوس نالش مین شخص غیر سمجہنا چاہئے جسمین اوسکو کوئی حق یا تعلق مزید نہ تہا -

ہماری یہ رائے ہے کہ اگر واضعان قانون کا یہ منشا ہوتا کہ ایسی مستثنیات کیجاوین تو معظم الیہم اوسکی صراحت کردیتے اور ہمکو لازم ہے کہ تعبیر لفظی عبارت دفعہ ۲۴۴ ضمن (ج) کی کرین - ایسی صورت مین سائل فریق نالش ہے اور صاحب جج ضلع کو اختیار سماعت اپیل حاصل تہا -

جو تعبیر دفعہ ۱۱ - ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ع کی جو مطابق دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی حال کے ہے ہائیکورٹ کلکتہ نے مقدمہ گورکشو بنام محمد ہاشم (۳) کی ہے وہ صریحاً ایسی تعبیر تہی کہ جو الفاظ ایکٹ سے پیدا ہوتی ہے اور ہمارے نزدیک تعبیر مذکور موافق منشائے واضعان قانون کے جیسی کہ عبارت سے ظاہر ہوتی تہی نہین ہے منشائے مذکور یہ معلوم ہوتا ہے کہ کل امور کی تجویز جو مابین فریقین متعلق شے متنازعہ مقدمہ کے پیدا ہون جب ایک مرتبہ وہ باضابطہ عدالت کے روبرو آجائے تو ایک ہی نالش مین کردیجائے جو کہ پریوی کونسل نے مقدمہ چودہری واحد علی بنام سماۃ جمعی و دوبارہ صحیح طریقہ تعمیل اس قسم کے احکام کے ظاہر کی ہے اوس سے بہی

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۱۰۵ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۸ صفحہ ۲۷۷

(۳) ویکلی رپورٹر نظائر دیوانی جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۱ -

اس نتیجہ کی تائید ہوتی ہے اور اس سے اسکان اون دقتون کا بہی رفع ہو جاتا ہے کہ جو اُس صورت مین پیدا ہونگی کہ جب مختلف عدالتین ایک ہی معاملہ کی بابت مابین اونہین فریقین کے احکام متناقض صادر کرین اسواسطے اگرچہ یہ امر شبہہ سے خالی نہین ہے ہمکو ایک جانب تو کافی وجہ عام عبارت قانون سے تجاوز کرنے کی نہین معلوم ہوتی دوسری جانب ہمکو چند وجوہ تہوڑسی یا بہت وقت کے نظر آتے ہین کہ جنکی وجہ سے ہمکو اوس عبارت کا پورے طور پر نافذ کرنا چاہئے ہے۔

ہم یہ اور اضافہ کرتے ہین کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ سارجنٹ صاحب چیف جسٹس اور کینڈی صاحب جسٹس نے یہ امر اسی مقدمہ کی ایک نوبت ماقبل مین فی الاصل طے کر دیا ہے۔ اُن کاغذات کے دیکھنے سے کہ جنکا حوالہ صاحب جج ضلع کی تجویز مین دیا گیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جج ضلع نے جب اونکے روبرو اپیل پیش ہوا تہا تو اولاً یہ خیال کیا تہا کہ حکم بموجب دفعہ ۲۴۴ نہین تہا بلکہ بموجب دفعہ ۲۳۲ کے تہا اور اسوجہ سے اپیل اونکے روبرو نہین ہو سکتا تہا۔ بنا برضی ڈگری صاحب جج ضلع کے اپیل دوم ہائیکورٹ مین پیش کیا گیا اور بتاریخ ۱۷ فروری سنہ ۱۸۹۱ع ہائیکورٹ نے تجویز کیا کہ حکم جج ماتحت کا بموجب دفعہ ۲۴۴ تہا اور نہ بموجب دفعہ ۲۳۲ کے اور کہ اسوجہ سے اپیل عدالت ضلع مین ہو سکتا تہا اور اوسکے مطابق صاحب جج ضلع کو ہدایت سماعت کرنے اپیل کی بموجب دفعہ ۲۴۴ کے کیگئی لیس اب ہمارے واسطے یہ تجویز کرنا خارج از بحث ہے کہ جج ضلع نے اپیل کی سماعت کرنے مین کہ جو اونکے پاس اسواسطے سماعت کے واپس کیا گیا تہا خلاف اختیار عمل کیا۔ لیکن قطع نظر اس خیال کے اس تجویز مین کہ جسکا ہم نے حوالہ دیا ہے سارجنٹ صاحب چیف جسٹس اور کینڈی صاحب جسٹس نے وہی رائے نسبت تعبیر دفعہ ۲۴۴ کے ظاہر کی ہے کہ جو ہماری ہے اور لیس اسوجہ سے کہ یہ مقدمہ دفعہ ۲۴۴ کے اندر آتا ہے اور عدالت کے غیر معمولی اختیار سماعت کے لایق نہین ہے لہٰذا رول جو اسمقدمہ مین عطا ہوا تہا مع خرچہ منسوخ ہونا چاہئے۔

رول منسوخ ہوا

صیغہ اپیل دیوانی

٣١ - مارچ ١٨٩٢ء

با جلاس جارڈین صاحب جسٹس و ٹیلنگ صاحب جسٹس

رامہ نکوجی (ابتداءً مدعی) اپیلانٹ بنام گوپال ہونڈی (ابتداءً مدعا علیہ) ریسپانڈنٹ

نمبردار داسامی - اسامی کی ذمہ داری دربارہ ادا کرنے ابواب کے بموجب کسی ایکٹ کے بعد پٹہ کے لگائے گئے ہوں - بمبئی کا ایکٹ ۳ سنہ ١٨٦٩ء دفعہ ٨ - ابواب لوکل فنڈ -

بموجب دفعہ ٨ - بمبئی کے ایکٹ ٣ سنہ ١٨٦٩ء کے پٹہ دہندہ جسکی حیثیت ایک قابض اعلیٰ کی ہے اپنے پٹہ گیرندہ سے ابواب لوکل فنڈ وصول کرسکتا ہے -

مقدمہ لگا بنام سوبا نگدی (١) کی تائید کی گئی -

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ آر ایش جنس صاحب قائم مقام جج ضلع رتناگری متعلقہ اپیل نمبر ۴ ١٥ سنہ ١٨٩٠ء قابل عدالت ضلع -

مدعی نے نالش دلا پانے مبلغ ۔ کی بابت زر لگان و ابواب لوکل فنڈ جو بابت ابتداء سن ابتدا سنہ ١٨٨٣-٨٤ء لغایت سنہ ١٨٨٦-٨٧ء بابت بعض اراضیات مقبوضہ مدعا علیہ کے یافتنی تھا دائر کی -

مدعا علیہ انہوں نے ایک پٹہ استمراری کے جو ان کے باپ نے سنہ ١٨٦٢ء میں عمل کیا تھا لگان معینہ عہ سالانہ کے قابض تھا -

جوابدہی نالش کی یہ تھی کہ مدعی کو کوئی استحقاق اضافہ کرنے لگان یا وصول کرنے ابواب لوکل فنڈ کا بابت اراضیات مقبوضہ مدعا علیہ کے نہ تھا -

ہر دو عدالت ماتحت نے تجویز کیا ہے کہ دعویٰ اضافہ لگان امر تجویز شدہ ہے کیونکہ اسکی تجویز ایک نالش ماقبل مابین فریقین ہا بین بخلاف مدعی ہو چکی ہے -

ابواب لوکل فنڈ کی نسبت جج ماتحت نے دعویٰ ڈگری کیا مگر عدالت اپیل نے اسکو اس بنا پر منسوخ کیا کہ ابواب کا ادا کرنا ظاہراً پٹہ دہندہ کے ذمہ تھا اور کوئی اقرار پٹہ دار کیطرف سے نسبت اسکے ادا کرنے کا نہ تھا -

بنا راضی اس فیصلہ کے مدعی نے اپیل دوم ہائیکورٹ میں دائر کیا ہے -

گھنشام نیلکنٹھ منجانب اپیلانٹ - بموجب دفعہ ٨ بمبئی کے ایکٹ ٣ سنہ ١٨٦٩ء ایک قابض اعلیٰ قابل دفعہ

(١) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ١٠ صفحہ ٣٠٢

بسلسلہ رامم بنا گوپال

سے الواب لوکل فنڈ وصول کرسکتا ہے - زمیندار کی حیثیت قابض اعلی کی ہے - اسواسطے اوسکو اپنے اسامیان سے الواب وصول کرنیکا استحقاق ہے - رنگا بنام سوبا ہگڈی (۱) - داجی اباجی کہرے منجانب رسپانڈنٹ - مدعا علیہ ازروے ایک پٹہ کے قابض تہا جو مدعی کے باپ نے سنہ ۱۸۶۲ء مین بہت پیشتر اوس وقت سے کہ جب ابواب عاید کئے گئے عطا کیا تہا - پٹہ دہندہ اوس لگان سے زیادہ کہ جو پٹہ مین قرار دیا گیا تہا کچہہ وصول نہین کرسکتا یہ تجویز کرنا کہ پٹہ دار بموجب اداے ابواب کا علاوہ لگان معینہ کے ہے شرائط اقرارنامہ تحریری مابین فریقین کو تبدیل کرتا ہے - مقدمہ بالشیٹی بنام ونکٹارامن (۲) دفعہ ۳۰ بمبئی کے ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۷۹ء کی مانع اس امر کی ہے کہ پٹہ دہندہ اضافہ لگان بخلاف اقرار صریح کے کرے -

جارڈین صاحب جسٹس - ہم دربارہ بحث امر تجویز شدہ کے راے عدالت ماتحت اپیل سے اختلاف نہین کرتے -

نسبت اس تجویز عدالت مذکور کے اعتراض کیا گیا ہے کہ مدعا علیہم جنہون نے پٹہ استمراری اراضی کا سنہ ۱۸۶۲ء مین حاصل کیا مستوجب داے الواب لوکل فنڈ کے نہین ہین جو کہ بعدہ بموجب ایکٹ بمبئی کے ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۶۹ء کے عاید کئے گئے ہین - وجوہ جو صاحب جج ضلع نے لکھے ہین یہہ ہین کہ کوئی معاہدہ دربابت ادا کرنے ابواب کے ثابت نہین ہوا ہے اور ابواب مذکور بادی النظر مین زمیندار سے واجب الادا ہے - وکیل منجانب اپیلانٹ کی یہ بحث ہے کہ ایکٹ کی رو سے ٹکس پٹہ دار پر لگایا گیا ہے جیسا کہ شمالی کنارا کے مقدمہ رنگا بنام سوبا ہگڈی (۱) مین جو رپورٹ ہوا ہے تجویز ہوا ہے اسمین یہ بیان کیا گیا ہے کہ "ابواب لگان سے جدا ہے اور چونکہ اوسکا وجود تحریر پٹہ کے وقت نہ تہا اوسکی بابت کوئی شرط پٹہ مین نہین ہوسکتی - درصورت عدم موجودگی کسی معاہدہ خلاف کے ہم خیال کرتے ہین کہ یہ امر قرین انصاف و مطابق منشاے واضعان قانون کے ہوگا جیسی کہ وہ دفعہ بمبئی کے ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۶۹ء سے ظاہر ہوتی ہے کہ الواب بالآخر اسامی ادا کرے" وکیل مذکور کوئی سند تائید اس بحث کے کہ جو اصول عدل پر مبنی ہے نہین پیش کرسکا -

کوئی حوالہ مجموعہ مالگذاری اراضی یعنی بمبئی کے ایکٹ نمبرہ سنہ ۱۸۷۹ء کا نہین دیا گیا ہے لیکن جو دلیل کہ منجانب اپیلانٹ پیش کیگئی ہے وہ بمنزلہ اسکے ہے کہ ہم دفعہ ۸ - ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۹ء کی اس طور پر تعبیر کرین کہ گویا اوسکی وہ مراد تہی جو دفعہ ۵۰ - ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۶۵ء مین نہایت صاف طور پر بیان کیگئی ہے مقابلہ کرو آئین ۱۷ سنہ ۱۸۲۷ء دفعہ ۳ ضمن ۲ جواب منسوخ ہوگیا - اس دلیل مین یہ بات قبول

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۴۷۳ (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۵۴ -

سنہ ۱۸۹۲ء رام نکوجی بنام [illegible]

کیگئی ہے کہ دفعات قانون بمبئی نے برعکس قالبضان اعلی پر لگایا ہے جو مقدمہ مین پٹہ دہندگان ہین اور بحث صرف یہ ہے کہ آیا دفعہ ۸ - ایکٹ سنہ ۱۸۶۹ء سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ قالبضان اعلی زمیندار کو پٹہ دار سے وصول کرسکتا ہے یا نہین یہ بات قبول کیجا سکتی ہے کہ پٹہ دہندہ قالبض اعلی حسب مراد اپنے مندرجہ ضمن (ک) ضمن ۳ - ایکٹ سروے بمبئی نمبر ۱ سنہ ۱۸۶۵ء ہے کہ وہ قانون سنہ ۱۸۶۵ء مین جاری تہا نسبت اون حقوق کے کہ قالبضان قالبضان اعلی واسطے اغراض امداد محکومہ آئین ۱۷ سنہ ۱۸۶۵ء ابواب ۶ و ۷ تفویض کئے جاسکتے مین دیکہو دفعہ ۴۴ ایکٹ سروی -

وقت اس طور پر تعبیر کرنے دفعہ ۸ - ایکٹ بمبئی نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۹ء کی کہ اوس سے قالبض اولی آیا دا پر یہ فرض عاید کیا گیا ہے کہ ابواب دا کرے مدعا علیہ جو دگی ایسے بیان صریح سے پیدا ہوتی ہے کہ جیسے بیان کی امید قانون متضمن تشخیص مال جدید مین ہوسکتی تہی خصوصاً جب اس دفعہ کا مقابلہ ساتھ دفعہ ۱۰ - ایکٹ بمبئی نمبر ۵ سنہ ۱۸۶۲ء کے کیا جاتا ہے سنجملہ ان کے بموجب دفعہ ۸ - ایکٹ سنہ ۱۸۶۹ء احکام قانون متعلق امداد جملہ قالبضان اعلی سے متعلق کئے گئے ہین یہ بحث عام طور پر اہم ہے ہم نے اوس پر غور کرنے مین وقت صرف کیا نظر بحالات ہماری یہ راے ہے کہ دفعہ ۸ کی وہ تعبیر ہوسکتی ہے جو مقدمہ رنگا بنام سوبا بگدی (۱) وغیرہ آنریبل صاحب چیف جسٹس و میلول صاحب جسٹس نے قایم کی ہے اور اگرچہ تعبیر مذکور مراد صریحی الفاظ کی نہین ہے تاہم ہمارے نزدیک ہکو تعبیر مذکور کی طرف اس غرض سے مائل ہو چاہیے کہ حقوق مین خلل اندازی نہو کیونکہ اگر ہم اوس راے سے تجاوز کرین جو حکام ذیشان ممدوح نے قایم کی ہے تو حقوق مین خلل اندازی ہوگی اب ہم ڈگری عدالت ضلع کو منسوخ اور ڈگری جج ماتحت کو بحال کرتے ہین خرچہ ہر دو اپیل بذمہ رسپانڈنٹ حال یعنی مدعا علیہ اول عاید ہوگا -

ڈگری منسوخ کیگئی

صیغہ اپیل دیوانی (۱۳)

سنہ ۱۸۹۲ء [illegible]

با جلاس جارڈین صاحب جسٹس و ٹیلنگ صاحب جسٹس

ہرداس نگجی (اصل مدعی) اپیلانٹ بنام گنپت نگجی و دیگر مدعا علیہما [illegible]

ایکٹ ۔۔ عدالت (نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء) دفعہ ۷ ضمن ۴ ضمن فقرہ (ج) ورقم تعین اصل تعین [illegible]

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۲۷۳ - [illegible]

بابت حکمنامہ انتناعی۔ حکم نامہ انتناعی۔ اپیل حکم مشعر نا منظوری عرضی دعویٰ اس بنا پر کہ اوسپر اسٹامپ ناکافی ہے۔

نالش استقرار حق بصدور حکمنامہ انتناعی داخل فقرہ ضمن ۴ ضمنہاے تحتی (ج) و (د) ایکٹ رسوم عدالت نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء ہے تعین چارہ کار سند علیہ ایسی نالش مین باختیار مدعی ہے اور نہ اختیار عدالت۔

زید نے بکر اور خالد پر (ا) واسطے استقرار اپنے حق بنسبت بعض جایداد کے اور (۲) واسطے صدور حکمنامہ انتناعی متضمن اسکے کہ آمدنی جایداد متنازعہ سے خالد مبلغ ۱۰۰۰ سالانہ بکر کو ادا کرے اور بکر زر مذکور نہ لیوے نالش دایر کی۔ زید نے تعین چارہ کار سند علیہ کا اوپر مبلغ ۱۰۰۰ کے کیا اور کورٹ فیس اسٹامپ تعدادی ۵ عرضی دعویٰ پر لگایا۔

عدالت مرافعہ اولی نے عرضی نالش پر اسٹامپ ناکافی قرار دیکر اسکو نا منظور کیا اور یہ تجویز کیا کہ دعویٰ صدور حکمنامہ انتناعی سند علیہ کا تعین بقدر دہ گونہ اوس وظیفہ سالانہ کے ہونا چاہئے تھا جو خالد بکر کو ادا کرتا تھا جیسا کہ دفعہ ۷ ضمن ۴ - ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء مین حکم ہے۔

بر طبق اپیل بعدالت ہائیکورٹ۔

تجویز ہوئی کہ نالش داخل دفعہ ۷ ضمن ۴ ضمنہاے تحتی (ج) و (د) ایکٹ رسوم عدالت ہے اور مدعی کو یہ حق تہا کہ بنسبت چارہ کار سند علیہ کے حسب اقتضاے راے اپنے تعین کرے۔

یہ بہی **تجویز ہوئی** کہ حکم مشعر نا منظوری عرضی نالش اس بنا پر کہ اوسکا اسٹامپ ناکافی ہے قابل اپیل ہے۔

اپیل بنا راضی فیصلہ ایف ایچ موسکارڈی صاحب قایم مقام اسسٹنٹ جج سورت ابتدا مرجوعہ صادرہ نالش نمبر ۱ بابت سنہ ۱۸۹۱ء۔

یہ نالش ابتداءً محض واسطے استقرار اس امر کے رجوع کی گئی تہی کہ مدعی تنہا وارث اور جانشین ناشی باپکا بحیثیت سردودنتا کے ہے مدعی کا یہ بیان تہا کہ مدعا علیہ نمبر ۱ ایک طفل نمایشی ہے جسکو مدعی کی سوتیلی ماں نے بغرض زوال حق وراثت مدعی متبنیٰ لیا ہے اور حقیقت مذکور زیر اہتمام مدعا علیہ نمبر ۲ مہتمم بندوبست تعلقہ داری بموجب ایکٹ بمبئی نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۸ء ہے اور منجملہ وس الگذاری کے جو مہتمم موصوف وصول کرتے ہین مبلغ ۱۰۰ ماہواری مدعا علیہ نمبر ۱ کو بطور پرورش بابت اوسکے نان و نفقہ کے دیا جاتا ہے۔

عرضی نالش ۵ کی اسٹامپ پر پیش ہوئی تہی۔

عدالت مرافعہ اولی نے نالش کو حسب دفعہ ۴ - ایکٹ دادرسی خاص (نمبر ۱ بابت سنہ ۱۸۷۷ء) ڈسمس کیا۔

سنہ ۱۸۹۵ء سدوا رنگ جی بنام بینت سنگ جی

بمطابق اس کے ہائیکورٹ نے بہی یہ تجویز کی کہ نالش محض واسطے استقرار حق کے نہیں ہو سکتی الا ہائیکورٹ نے مدعی کو یہ اجازت دی کہ عرضی نالش کو بذریعہ اضافہ کرنے اسندعا سے چارہ کارستلزمہ کے ترمیم کرے اور مقدمہ کو عدالت ماتحت مین اس غرض سے واپس کیا کہ مدعی ترمیم (۱) ضروری کر سکے۔

برطبق واپسی مدعی نے عرضی نالش کو بذریعہ داخل کرنے استدعا مزید حکمنامہ امتناعی بمضمون آنکہ مدعا علیہ نمبر ۲ آمدنی جایداد تنازعہ سے مبلغ ما رہا ہوا ہی نہ دے اور مدعا علیہ نمبر ۱ از مذکور نہ لے ترمیم کیا۔ مدعی نے تعین دعوی حکمنامہ امتناعی کا لبقدر مبلغ ما ہے کے کیا اور رسوم عدالت عے کا ادا کیا۔ برطبق اسکے عدالت نے امر ذیل تنقیح طلب قایم کیا۔

"آیا عرضی نالش مرمہ کا اسٹامپ صحیح ہے یا نہین"۔

عدالت موصوف نے تجویز کیا کہ عرضی نالش کا تعین صحیح نہیں ہے اور تعین اوسکا للعہ ہونا چاہئے تہا۔ وجوہ اس تجویز کے حسب ذیل بیان کیے گئے۔

"درغرض اس نالش مرمہ کی یہ ہے کہ وہ وظیفہ جو مدعا علیہ نمبر ۲ متہم بندولبت تعلقہ داری مدعا علیہ نمبر ۱ کو جسکی جایداد کا انتظام وہ بموجب ایکٹ بندولبت تعلقہ داری کے کرتے ہیں دیتے ہیں اس بنا پر بند کر دیا جاوے کہ مدعی اور مدعا علیہ نمبر ۱ وارث حقدار جایداد کا ہے۔ بالفاظ دیگر مدعی اوس روپیہ کا دعوی کہ جو مدعا علیہ نمبر ۲ مدعا علیہ نمبر ۱ کو بطور وظیفہ کے دیتا ہے اس بنا پر کرتا ہے کہ وہ اور نہ مدعا علیہ نمبر ۱ جایز طور پر اوسکا مستحق ہے۔ لہذا میری یہ رائے ہے کہ مدعی کے دعوی کا تعین بموجب دفعہ ۷ ضمن ۲ - ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء کے لبقدر دہ گونہ تعداد اوس وظیفہ سالانہ کے جو مدعا علیہ نمبر ۲ مدعا علیہ نمبر ۱ کو دیتا ہے ہونا چاہئے چونکہ یہ وظیفہ ما ماہواری یعنی للعہ سالانہ ہے لہذا میری یہ رائے ہے کہ تعین چارہ کارستدعیہ کا لبقدر للعہ کے ہونا چاہئے"۔

بدینوجہ عدالت نے مدعی کو یہ ہدایت کی کہ اندر دو ماہ کے تعین عرضی نالش کی تصحیح کر کے للعہ قایم کرے۔

مدعی نے رسوم عدالت مزید کے داخل کرنے سے انکار کیا اور عرضی دعوی نامنظور کیا گیا۔

بنا برہنی اس حکم نامنظوری کے مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

گنپت سداشیو راؤ منجانب اپیلانٹ - یہ نالش واسطے ایک ڈگری استقراریہ اور ایک حکمنامہ امتناعی کے ہے اس صورت مین مدعی کو اختیار ہے کہ اپنی رائے سے تعین چارہ کار مستدعیہ کا قایم کرے بصورت اندر دفعہ ۷ ضمن ۴ ضمنہائے تحتی (ج) و (د) ایکٹ رسوم عدالت ۷ سنہ ۱۸۷۰ء کی آتی ہے

(۱) دیکھو انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۳۹۵۔

یہ نالش واسطے کسی وظیفہ سالانہ کے یا کسی اور ایسے روپیہ کے نہین ہے کہ جو اوقات معین پر ادا کیا جاتا ہو مدعی نے اس نالش مین کسی روپیہ کا دعوی نہین کیا ہے۔ پس ضمن ۲ دفعہ ۷ متعلق نہین ہے مقدمہ گہناتہ گنیش بنام گنگا دہر بہکاجی (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

راؤ صاحب واسدیو جگنناتہ کرتیکر منجانب رسپانڈنٹ ان تعین دعوی حکمنامہ امتناعی مستدعیہ کا صحیح نہین کیا گیا ہے تعین اوسیقدر ہونا چاہیئے کہ گویا نالش واسطے زر نقد کے تہی اور تعداد کا حساب بموجب ضمن ۴ دفعہ ۷ ایکٹ رسوم عدالت کے ہوسکتا ہے یہ معمولی صورت حکمنامہ امتناعی کی نہین ہے کہ جہان چارہ کار مستدعیہ ایسا ہے کہ اوسکا تعین تقریباً بہی نہین ہوسکتا۔ مقدمہ مراو مرزا بنام جونز کا حوالہ دیا گیا۔ (۲)۔

جارڈین صاحب جسٹس۔ یہ مقدمہ جو کہ ایک نوبت ماقبل (۳) مین ہائیکورٹ کے پیش ہوچکا ہے ایسا ہے کہ جسمین عدالت ہذا کو اختیار سماعت کرنے اپیل کا بنا ہی حکم نامنظوری عرضی دعوی بر بناے بحث تعین ہے۔ دیکہو فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ وٹہل کرشن بنام بالکرشن جنانرو (۴)

مدعی نے نالش واسطے استقرار حق اور ایک حکمنامہ امتناعی کے اسغرض سے کہ مدعا علیہ نمبر ۲ کو مدعا علیہ نمبر ۳ سے جو مہتمم بند وبست تعلقہ داری ہے روپیہ ایک وظیفہ سالانہ کا پانے کی ممانعت کیجاوے دایر کی، ایسی نالش ہماری راے مین داخل الفاظ دفعہ ۷ ضمن ۴ ضمنہاے تحتی (ج) و (د) ایکٹ رسوم عدالت ۷ سنہ ۱۸۷۰ء کے ہے اور حساب تعداد رسوم عدالت قابل ادا کا بموجب اوس دفعہ کے مطابق اوس تعداد کے ہونا چاہیے جسپر تعین چارہ کار مستدعیہ کا عرضی دعوی مین کیا گیا ہے اور یہ تعداد مدعی کو بیان کرنی چاہیئے۔ یہ ممکن ہے کہ نتیجہ اس نالش کا اگر اوسمین کامیابی ہو آخر کار بعد اوس چارہ کار کے ہو جو اوس قسم کی نالش مین عطا ہوسکتا ہے جسکا ذکر ضمن ۲ مین ہے جسمین طریقہ محسوب کرنے رسوم عدالت کا "اون نالشات مین جو بابت نان ونفقہ و وظیفہ ہاے سالانہ اور ایسی دیگر قوم کے ہون جو اوقات معین پر ادا کیجاتی ہون" بیان کیا گیا ہے اور اسسٹنٹ جج نے عرضی دعوی کو اسی بنا پر خارج کیا ہے کہ تعین نالش کا حساب بموجب اوس ضمن کے لگانا چاہیئے مگر ایکٹ مالی کی تعبیر ٹہیک ٹہیک ہونی چاہیئے اور ہمکو کوئی ایسی سند نہین دکہلائی گئی کہ جس سے یہ تجویز کیجا سکے کہ ضمن ۲ متعلق ہے۔ مقدمہ بیدیا ناتہ آدیا بنام ماکہن لال آدیا (۵) جسکا ہم نے بوقت سماعت حوالہ دیا تہا

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۲۰ (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۵۹۹ (۳) دیکہو انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۳۹۹ (۴) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۶۱۰ (۵) ” ” ” کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۶۸۰۔

سنہ ۱۸۹۳ع
درسنگہجی
بنام
پت سنگہجی

بابت تعین نالش بٹوارہ کے ہے اور مقدمہ حال کے مطابق نہین ہے۔ فیصلجات مقدمات اوسٹوجی بنام ہریداس (۱) وجوگل کشور بنام طالع سنگہ (۲) اوس دفعہ اور ضمن کی بابت ہین جسکی ہمکو تعبیر کرنی ہے اومین یہ تجویز ہوا تہا کہ تعین چارہ کار مستدعیہ کا باختیار مدعی ہے اور نہ باختیار عدالت وجوہ جن سے ابظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کیون واضعان قانون نے اختیار تعین کرنے کا اوس قسم کی نالشات مین جنکا ذکر ضمن ۴ دفعہ ۷ مین ہے بذمہ مدعی چہوڑا ہے وڈیبرن صاحب چیف جسٹس نے مقدمہ سنو سر گنیش بنام بابا رام بہر نداس (۳) بیان کیے ہین چونکہ ہماری یہ راے ہے کہ اسسٹنٹ جج پر فرض تہا کہ اس نالش کو لطور نالش داخل ضمن ۴ ضمنہاے تحتی (ج) و (د) کے تجویز کرے لہذا ہم اونکے حکم کو منسوخ کرتے ہین اور مقدمہ کو واسطے تجویز روداد کے واپس کرتے ہین۔ خرچہ کا تصفیہ اوسوقت ہونا چاہیے جب کہ ڈگری جدید صادر ہو کر خرچہ اس اپیل کے جو ہم مدعا علیہ نمبر ۲ کو ادا کرنے کا حکم دیتے ہین۔

ٹیلنگ صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔ مدعی اسمقدمہ مین عبارتاً صرف واسطے ایک استقرار اور ایک حکمنامہ امتناعی کے استدعا کرتا ہے اور اس لیے مقدمہ ہذا کی نسبت بظاہر بموجب دفعہ ۷ ضمن ۴ ضمنہاے تحتی (ج) و (د) ایکٹ رسوم عدالت کے عمل کرنا چاہیے۔ مگر جج عدالت ماتحت نے ضمن ۲ دفعہ ۷ کو مقدمہ ہذا سے متعلق کیا ہے کیونکہ وہ یہ کہتے ہین کہ ”مدعی دعوی اوس روپیہ کا جو مدعا علیہ نمبر ۲ مدعا علیہ نمبر ۱ کو لطور وظیفہ کے دیتا ہے اس بنا پر کرتا ہے کہ وہ اور نہ مدعا علیہ نمبر ۱ جائز طور پر اوسکا مستحق ہے“ لیکن یہ راے صریحاً صحیح نہین ہے کیونکہ مدعی نے فی الواقع ”دعوی روپیہ کا“ بمعنی معمولی اون الفاظ کے نہین کیا اور اسمقدمہ مین وہ امکاناً اوسکی ڈگری نہین پاسکتا تہا فی الحقیقت تجویز جارڈین صاحب جسٹس مین اسمقدمہ مین بوقت واپسی سابق یہ صریح طور پر فیصلہ کیا گیا تہا (کینڈی صاحب جسٹس نے ظاہر اوس راے سے اختلاف نہین کیا تہا) کہ ”مدعی نالش واسطے قبضہ جایداد کے نہین کرسکتا کیونکہ وہ بتعمیل ایک حکم قانون خاص کے زیر اہتمام ہے“۔ اور مقدمات گنپت گر بنام گنپت گر (۴) وچوک لنگا پیٹا نا بنام اپپار (۵) سے اس بنا پر امتیاز کیا گیا تہا پس اگر دعوی قبضہ کل جایداد کا یا اوس حصہ کا جسکا حوالہ عدالت ماتحت نے دیا ہے

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۸۶۹ (۲) ” ” ” جلد ۴ صفحہ ۳۴۰ (۳) ” ” ” بمبئی جلد ۴ صفحہ ۴۱۹- لغایت ۴۲۲ و ۴۴۷ (۴) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۳۲ (۵) ” ” ” مدراس جلد ۴ صفحہ ۳۴۰-

نہین ہوسکتا تو نیز قطع نظر عبارت واقعی ایکٹ رسوم عدالت کے کہ یہ جائز نہین ہوسکتا کہ مدعی سے رسوم عدالت اس طرح پر وصول کیجاوے کہ گویا نالش واسطے تنفیذ کے تھی باوجود اسکے یہ بھی نتیجہ حکم عدالت ماتحت کا ہے - مسٹر واسدیو نے اوس حکم کی تائید کرنے کی کوشش اس بنا پر کی کہ یہ ایک معمولی مقدمہ حکم امتناعی کا نہ تھا کہ جہان چارہ کار مستدعیہ کا تعین نہین ہوسکتا - مگر مین نہین خیال کرتا کہ الفاظ ایکٹ سے جائز طور پر کوئی فرق اس قسم کا کہ جیسے مسٹر واسدیو نکالنا چاہتے ہین پیدا ہوتا ہے اور پھر ہیچ مین یہ نہین دیکھتا کہ کیون ایک قانون مالی کی تعبیر کرنے مین ہمکو ایک ایسا فرق تسلیم کرنا چاہئے کہ جس سے بلا اسکے کہ کوئی صاف سند اسکے لئے عبارت مستعملہ قانون مین ہو ایک ایسی نالش مین کہ جسمین مدعی درخواست اس امر کی نہین کرتا کہ کوئی روپیہ اسکو دیا جاوے یا کوئی جایداد اسکے حوالہ کیجاوے وہی عمل کیا جاوے کہ گویا وہ ٹھیک اوسی قسم کی نالش ہے کہ جسمین مدعی ایسے چارہ کار کی درخواست کرتا ہے -

پس اگر ضمن ہائے ماتحتی (ج) و (د) اس مقدمہ سے متعلق ہین تو یہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ آیا بروے ان الفاظ کے یعنی تعداد زر کہ جسپر عرضی دعوی مین تعین چارہ کار مستدعیہ کا کیا گیا ہے" مدعی کو ایک خود اختیاری تعین پیش کرنے کی اجازت ہے - بادی النظر مین اون سے ضرور یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدعی کو ایسی آزادی ہے اور چند وجوہ معقول ایسی آزادی دیئے جانے کی واسطے آپ صاحب چیف جسٹس نے مقدمہ منوہر گنیش بنام باوا رامچرن داس (۱) بیان کئے ہین لیکن بلا اسکے کہ اسموقع پر اس عام بحث کی نسبت تجویز کیجاوے میری راے ہے کہ اسمقدمہ مین جو ہمارے روبرو پیش ہے تعین کرنا کوئی بزدخت بات عدالت نہ تھا بلکہ مدعی حسب راے اپنے تعین کرسکتا تھا پس حکم صاحب جج دربارہ ترمیم تعین و حکم مابعد جج موصوف دربارہ ڈسمس نالش بوجہ انکار ترمیم دونون غلط تھے پس ڈگری عدالت ماتحت منسوخ ہونی چاہئے اور نالش واسطے تجویز رو دادی کے واپس جانی چاہئے میرے نزدیک مدعا علیہ کو خرچہ اپیلانٹ بابت اپیل ہذا ادا کرنا چاہئے - بقیہ تمام خرچہ کے نسبت عدالت ماتحت اپنی ڈگری مین برطبق تجویز جدید حکم دیگی -

حکم منسوخ کیا گیا -

---

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۲۱۹ -

صیغہ ابتدائی دیوانی ۱۴

باجلاس فیرن صاحب جسٹس

٥ نمبر ٣ - اکتوبر سنہ ١٨٩٦ء

لیلادھر جیرام نارنجی وغیرہ مدعیان بنام جارج ریفورڈ وغیرہ مدعا علیہم

فروخت مال۔ مشتری کے واسطے مخصوص ہونا۔ منتقل ہونا جایداد کا مشتری کو۔ دیوالیہ ہونا خریداران خریداری کا۔ بائع جسکو روپیہ ادا نہ کیا گیا ہو۔ روانگی مین روکنا۔ اختتام روانگی۔ مال کا ڈاک (بندرگاہ) مین اوتارا جانا اور حکام ڈاک کے قبضہ مین رہنا۔ ایکٹ بمبئی نمبر ٦ سنہ ١٨٧٩ء دفعات ۴۳ و ۴۲ و ۹۲۔ اسناد بندرگاہ بمبئی۔ قاعدہ امانت بندرگاہ نمبر ۹ کے قوانین۔

اگست سنہ ١٨٩٥ء مین مدعیان نے بذریعہ مین اشلی و کمپنی بمبئی کے ہوس رسل و کمپنی ساکن لنڈن سے ... گٹھریان خاکی کرتون کا کپڑا بحساب ... شلنگ ... فی تہان نشانی حرف الف و او۔ آی روانگی جہاز نومبر و دسمبر طلب کین بغرض تکمیل اس حکم کے ہوس رسل و کمپنی نے مال قسم مطلوبہ میسرس ڈیوہرسٹ و کمپنی مقام منچسٹر سے خریدا عنوان اوس مال کے بیجک مین جو ڈیوہرسٹ و کمپنی نے دیا تھا یہ الفاظ مندرج تھے قیمت مال مسٹران ہوس رسل و کمپنی مقام لنڈن کو بغرض کرواسطے حفاظت سکارنے اوس ہنڈی کے بھیجدیا ہے جو جارج آر ڈیوہرسٹ کی اس مال یا اون مالون مین سے کسی مال پر جو جہاز کے ذریعے سے روانہ کیا جائے کرین" اور اوس خط مین جو ڈیوہرسٹ و کمپنی نے ہوس رسل کمپنی کو لکھا تھا اور جس مین ہنڈوی بھیجی تھی فقرہ ذیل مندرج تھا۔ "یہ بھیجا جاتا ہے کہ قیمت مال تمہارے پاس خاص کرواسطے حفاظت بل مسلکہ یا سکارنے کسی اور ہماری ہنڈی بابت کے جو مال روانہ شدہ جہاز پر ہون رکہنے کے لیے بھیجی جاتی ہے آپ امرکو براہ مہربانی منظور فرمائیے"۔ ہوس رسل و کمپنی نے اس چٹھی کا یہ جوابدیا۔ "ہم ہنڈوی بستہ خط ہذا مین اپنے اور آپ کے متعلق بطرف رقوم مرسلہ بابت مال روانہ شدہ جہاز کے منظور کرتے ہین" گٹھریون پر باضابطہ نشان مدعی کی علامت کا بہ ہدایت ہوس رسل کمپنی کے لگایا گیا اور یہ قرار پایا کہ اونکی روانگی لورپول مین بطریق الف اولی کیجاویگی چنانچہ ڈیوہرسٹ کمپنی نے گٹھریان لورپول کو روانہ کین اور وہان سے ہوس رسل و کمپنی نے اونکو آٹھ مختلف جہازون مین یعنی ۱۳ مال ہر ایک جہاز مین منجملہ چار جہازان موسومہ "ہنوبیا" "دو کلین ڈنڈس" "... انکلو" "و رومینیا" کے ۱۲۵ گٹھریان ہر ایک جہاز مین منجملہ جہازان "ہسپنیاڈ" "ایڈل مال ریشمی آف ایڈنبرا" و "سٹوماٹا" کے

سنہ ۹۳ رونہ کیا ۱۰ گٹھریون کو ہیوس رسل وکمپنی نے خاص اپنے نام سے بمبئی روانہ کیا اور بلس آف لیڈنگ
لیلاد (یعنی کرایہ نامجات جہاز) بحکم ناخدا گان یا اونکے یا اونکے منتقل الیہم کے مرتب کئے گئے ہیوس رسل وکمپنی نے
بنام جا کرایہ جہاز لوریول مین ادا کیا اور منجانب مدعیان بیمہ کرا دیا کل حال قبل یکم دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء کے بجز ۲۱ گٹھریون
"دستوبال" کے جو اوسی زور جہاز پر لادی گئی تہین روانہ کیا گیا متعدد جہازون مین مال روانہ ہو
ہیوس رسل وکمپنی نے ہنڈیات دیوہرسٹ وکمپنی کی جو تین ماہ بعد اونکی تاریخ کے واجب الادا تہین
سکاریہ اون بلہای لیڈنگ کی لشت پر جو بابت ان گٹھریون کے تہے جو جہاز "نیوبیا" وکلین ڈرمنڈ
و "ہیپنیا" مین روانہ کی گئی تہین دستخط سادہ منجانب ہیوس رسل وکمپنی کے ہوئے اصاونکو مدراس لائک
مین شلی وکمپنی مقام بمبئی کے پاس روانہ کیا "نیوبیا" نومبر مین بمبئی پہونچا اور مدعیان نے ۳۱ گٹھریان جو
اوسپر روانہ کی گئی تہین یا لبن بین شلی وکمپنی نے بل اسے لیڈنگ بر حق مدعیان دستخط کر دیے کوئی
خاص ، بیمہ مدعیان نے نسبت ان گٹھریون کے نہین ادا کیا لیکن اسوقت کچہہ روپیہ یعنی اونکا بہی جا
بین شلی وکمپنی مین جمع تہا جسکے بابت ۵۴ گٹھریون مزید یعنی ۲۱ گٹھریون محمولہ کلین ڈرمنڈ "و ۲۱۳
گٹھریون محمولہ "ہیپنیا" کے کسیقدر دیر سے نومبر مین بمبئی پہونچے اور مدعیان کو دیئے گئے یکم دسمبر
سنہ ۱۸۹۰ء کو مدعیان نے مبلغ صہ عہ ۔ سہ بین شلی وکمپنی کو ادا کئے اسوقت نہ تو کلین ڈرمنڈ "اور
نہ "ہیپنیا" بمبئی مین پہونچا تہا ۔ ۴ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء کو ہیوس رسل وکمپنی نے روپیہ دینا بند کر دیا اور اسی
روز ایک حکم منشور لیتر رسیور صادر ہوا جسکی رو سے اونکا سرمایہ زیر دفعہ ۶ علیہ اول کے سپرد ہوا اور دوسر
روز یکسلی مہتمم خاص جایداد اونکا حسب دفعہ ۱ ایکٹ بنکرپسی انگلستان (اسٹیٹیوٹ سنہ ۱۸۶۹ء جلوس
وکٹوریا باب ۷۱) کے مقرر کیا گیا اوسوقت بل ہاے لیڈنگ بابت باقیماندہ ۹۳ گٹھریون کے ہنوز
ہیوس رسل وکمپنی کے پاس تہے جنے اونکو بعد ازان یکسلی کو دیا اوسی تاریخ ۵ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء کو مین شلی و
کمپنی نے روپیہ کا دینا بمبئی مین بند کیا ۱۳ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء کو ڈیوہرسٹ وکمپنی نے اپنے کارکنان مسٹران
رچی اسٹوارٹ وکمپنی کو بمبئی مین تار دیا اور اونکو مال روانہ شدہ کے اثنائے راہ مین روکنے کی ہدایت
کی جسمین ۵۴ گٹھریان کلین ڈرمنڈ و "ہیپنیا" کی شامل تہین ۱۵ دسمبر کو رچی اسٹوارٹ وکمپنی
نے منجانب ڈیوہرسٹ وکمپنی کے نوٹس کارتاتی "ہیپنیا" کو واسطے روکنے اون ۲۱ گٹھریون کے
دی جو جہاز مذکور پر تہین لیکن قبل نوٹس مذکور کے گٹھریات مذکور بابت بمقام بمبئی اتاری گئی تہین
بعد ازان اونہون نے نوٹس اونکا مسند گودام کو دیا لیکن اسوقت کارکنان جہاز نے مدعیان کو حکم جوالگی
مال دے چکے تہے اوسی روز یعنی ۱۵ دسمبر کو رچی اسٹوارٹ وکمپنی نے نوٹس کارتاتی کلین ڈرمنڈ

سنہ ۱۸۹۲ء
لیلادہر رام نارائن
بنام
مابیج رلیفورڈ

کے واسطے روکنے تیرہ گٹھریون جہاز کے دی اوسوقت تک یہ گٹھریان اوتاری نہین گئی تہین اوراسوقت جہاز پر تہین دیگر پانچ جہاز معہ باقیماندہ ۱۲ گٹھریون کے وقت پر بمبئی پہونچے اور بندرگاہ مین داخل ہوئے ۲۲ جنوری سنہ ۱۸۹۱ء کو کل گٹھریان جو "روبینا" و "سیٹی آف استہ ڈنبرا" و "سیو ہال" پر تہین اوتاری گئین "ایڈن ہال" سے ۹ گٹھریان بجملہ ۱۲ کے جو ٹہیرائی تہین اوتاری گئین اور ۳ گٹھریان ہنوز اوتارنیکو باقی تہین اور "انکلوا" سے کوئی گٹھری نہین اوتاری گئی کل ۱۳ گٹھریان ہنوز جہاز پر تہین اوسی تاریخ ۲۲ جنوری سنہ ۱۸۹۱ء کو رچی اسٹوارٹ وکمپنی نے منجانب ڈیورسٹ وکمپنی کے چند کارکنان جہازان دخانی متذکرہ بالا کو نوٹس روکنے گٹھریون مذکورہ کی اثنائے راہ مین بجز دہبابی اسٹو ہال کے کہ جسکو کوئی نوٹس نہین بہیجی گئی یہ سب نوٹس ۳۰ جنوری سنہ ۱۸۹۱ء کو دیگئین۔

تجویز ہوئی (اول) بربنائے شہادت کے مبلغ . . . . جو مدعیان نے مین اشلی وکمپنی کو بمبئی مین ادا کئے وہ . . ا گٹھریون کی بابت ادا کئے بنسبت معاملات قبل دیوالیہ نکلنے کے مین اشلی وکمپنی ادا کرنا بعوض اوا کرنے ہوس سل وکمپنی کے تہا لیکن اگرچہ اسطور پر نہو تو مین اشلی وکمپنی روپیہ وصول پانیکے لئے کارندہ تہے۔

(دوم) یہ کہ لورپول سے مال جہازون مین روانہ ہونے پر اگراسکے پیشتر نہین ملکیت مال ڈیوہرسٹ وکمپنی سے بجانب ہوس رسل وکمپنی منتقل ہوئی اور اشخاص مزالذکر سے بوجہ معاہدہ مابین ہوس رسل وکمپنی و مدعیان کے بجانب مدعیان منتقل ہوئی ہوس رسل وکمپنی کو بوجہ بل آف لیڈنگ کے اونکے قبضہ مین ہونیکے قبضہ تعبیری مال مذکور پر حق قانونی قبضہ واقعی مال و مال کو اپنے پاس رکہنے کا جبتک کہ مدعیان اوسکی قیمت معہ اخراجات کے ادا نکردین حاصل ہوگیا۔

(سوم) یہ کہ مدعیان بمقابلہ قایم مقامان ہوس رسل وکمپنی و مین اشلی وکمپنی کے بصیغہ دیوالیہ مستحق بلہائے لیڈنگ مال متذکرہ بلہائے مذکور بالا ادا مزیدتہے لہذا رچی اسٹوارٹ وکمپنی کو بحیثیت کارکنان فیشل سروس کے کوئی استحقاق نہ تہا کہ بلہائے لیڈنگ بابت کسی گٹھری کے ان گٹھریون سے روک رکہین۔

(چہارم) بربنائے شہادت یہ **تجویز ہوئی** کہ ڈیوہرسٹ وکمپنی نے مال ہوس رسل وکمپنی کو بمقام لورپول بہیجا اور کمپنی مذکور نے واقعی مال مذکور کو بذریعہ جہاز بمبئی روانہ کیا اور روانگی اوسوقت تک قایم رہی کہ گٹھریان مذکور اپنے مقام مقصود یعنی بمبئی کو پہونچگئین اوسوقت تک استحقاق ڈیوہرسٹ وکمپنی کا بنسبت روکنے مال کے اثنائے راہ مین قایم رہا۔

(پنجم) یہ کہ نوٹس دراصل منجانب ڈیوہرسٹ وکمپنی کے واسطے روکنے مال کے اثنائے راہ مین بابت ۳ گٹھریان محمولہ "روبینا" کے بذریعہ اوس نوٹس کے دیگئی جو رچی اسٹوارٹ وکمپنی نے ۱۵ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء

سنہ ۱۹۱۵ء لیلاودی بمقابلہ بناء جارج ریلف

کو بہیجا تہا وہ عام نوٹس جو اوس روز کارکنان "رومینیا" کو نہ صرف بابت گٹہریان خاص کے بلکہ بابت دیگر گٹہریون کے جو جارج وار ڈیو ہرسٹ کے حساب مین مسٹران بین اشلی و کمپنی کو بذریعہ جہاز روانہ کی گئی ہون دیگئی تہی گو غیر معین تہی تاہم تہین مال محمولہ "رومینیا" داخل تہا اور وہ ایسے وقت پر دیگئی کہ گٹہریان جو جہاز مذکور پر تہین بمبئی پر پہونچنے سے روکدیجاوین۔

(ششم) یہ کہ ریچی سٹواسٹ و کمپنی کی قرار واقعی نوٹس منجانب ڈیو ہرسٹ و کمپنی واسطے رکنے مال کے اثنائے راہ مین بابت ۳ گٹہریون محمولہ "انکلو" اور ۳ گٹہریان (منجملہ ۱۲) محمولہ ایڈن ہال کے دی گئین جو منوز جہاز پر تہین اور جو تاریخ نوٹس ۲۔ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء تک اوتاری نہین گئی تہی۔

(ہفتم) یہ کہ نسبت ۱۲ گٹہریون محمولہ "ہسپینیا" کے جو قبل نوٹس ۱۵ دسمبر کے اوتاری گئی تہین اور نسبت ۲ گٹہریون محمولہ سٹی آف ایڈنبرا" و ۹ گٹہریون (منجملہ ۱۲ گٹہریون محمولہ "ایڈن ہال" کے جو قبل نوٹس ۲۔ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء کے اوتاری گئی تہین اور نسبت ۱۵ گٹہریان محمولہ "وسٹوہال" کے جنکی بابت مطلقاً کوئی نوٹس قطعی نہین دیگئی تہی مدعیان مستحق ہین۔

(ہشتم) یہ کہ مال اوسوقت اثنائے راہ مین نہین رہا جب وہ بندرگاہ بمبئی مین اوتارا گیا۔

بین اشلی و رسل بمبئی مین بطور سوداگران کے بین اشلی کمپنی کے لقب سے اور لندن و منچسٹر مین ہیوس رسل و کمپنی کے لقب سے کاروبار کرتے تہے ٹملو سیکلڈ و نیلڈ بین اشلی و کمپنی کا بمبئی مین مہتمم تہا لیکن حصہ دار نہ تہا۔ مدعیان سوداگران تہے جو بمبئی مین جیرام نانجی ولیلاوتی کے نام سے کاروبار کرتے تہے وے پورے تہانون کا کاروبار کرتے تہے جنکو وے انگلستان سے ہیوس رسل و کمپنی سے بذریعہ دکان بمبئی مین اشلی و کمپنی کے طلب کیا کرتے تہے۔ اگست سنہ ۱۹۱۴ء مین مدعیان نے ہیوس رسل و کمپنی ساکن لندن سے معرفت بین اشلی و کمپنی بمبئی کے ۱۰۰ گٹہریان خاکی کرتون کے کپڑون کی بحساب ۔۔ شلنگ دس پنس فی تہان نشانی حرف الف اور بی روانگی جہاز نومبر و دسمبر طلب کین بغرض تعمیل کرسکنے اوس حکم کے ہیوس رسل و کمپنی نے مال قسم مطلوبہ کا ڈیو ہرسٹ و کمپنی منچسٹر سے خریدا۔

منجملہ اوس مال کے بیجک مین جو ڈیو ہرسٹ و کمپنی نے دیا تہا یہ الفاظ مندرج تہے "قیمت مسٹران ہیوس رسل و کمپنی مقام لندن کو خاص کر واسطے حفاظت ہمارے ان ہدایات کے بہیجدیجاوے جو جارج وار ڈیو ہرسٹ اوس مال یا ان جہازی مالون مین سے کسی مال پر جسکی نسبت ڈیو ہرسٹ کمپنی نے ہیوس رسل و کمپنی کو لکہا تہا اور جسمین ہنڈوی بہیجی گئی تہی فقرہ ذیل مندرج تہا یہ سمجہا جاتا ہے کہ قیمت مال ہمارے پاس خاص کر واسطے حفاظت بلا لحاظ یا مکاسبے کسی اور ہماری ہدایات

سنہ ۱۹۰۱ع
لیلا چند ہیرا لال نارنجی
بنام
جاج ریلفورڈ

کے جو مال روانہ شدہ جہاز پر ہون رکہنے کے لیے بہیجی جاتی ہے اس امر کو براہ مہربانی منظور فرمائیے"۔
ہیوس رسل و کمپنی نے اس چٹہی کا جواب حسب ذیل دیا "ہم بندوبست نیا مین اپنے اور آپکے متعلق تصرف رقوم مرسلہ بابت مال روانہ شدہ جہاز کے منظور کرتے ہین"۔
یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۰ع کو ہیوس رسل و کمپنی نے ۰۰ اگٹہریان کی نسبت یہ ہدایت کی کہ اونپر علامت یا مارکہ مدعی کا نشان ڈالدیا جائے مال بمقام لورپول ایف او بی دیا جائے چنانچہ ڈیوہرسٹ اینڈ کمپنی نے ۰۰ اگٹہریون کو جنپر نشانی مدعی کی لگی ہوئی تہی لورپول کو مختلف لاٹون مین روانہ کیا بمقام لورپول ہیوس رسل و کمپنی نے اونکو آٹہہ مختلف جہازون مین یعنی ۱۳ گٹہریان ہر ایک جہاز مین منجملہ جہازان موسومہ "نیوبیا" "کلین ڈم منڈ" "انکلوا" اور "رومینیا" کے و ۱۲ گٹہریان ہر ایک جہاز مین منجملہ جہازان موسومہ "ہسپینیا" "ایڈمن ہال"
"وعسٹی آف ایڈنبرا" و "سٹو ہال" کے روانہ کیا ۰۰ اگٹہرین کو ہیوس رسل و کمپنی نے خاص اپنے نام سے بمبئی روانہ کیا اور بل آف لیڈنگ مطابق اونکے خاص حکم یا منتقل الیہم نامبردہ یا نامبردگان کے مرتب کیے گئے ہیوس رسل و کمپنی نے کرایہ جہاز لورپول مین منجانب مدعیان ادا کیا اور اونہون نے بہی مدعیان بیمہ بہی کرا دیا کل مال قبل یکم دسمبر سنہ ۱۹۰۰ع کے بجز ۱۲ گٹہریون "وسٹو ہال" کے جو اوسی روز جہاز پر لادی گئی تہین روانہ کیا گیا جب متعدد ولایتی جہازون پر روانہ ہوگئین ہیوس رسل و کمپنی نے ہنڈیات ڈیوہرسٹ و کمپنی کی جو تین ماہ بعد تاریخ کے واجب الادا تہین سکار ین- بل آف لیڈنگ کی پشت پر جو بابت گٹہریان محمولہ "نیوبیا" "وکلین ڈومنڈ" و "ہسپینیا" کے تہے ہیوس رسل و کمپنی نے دستخط سادہ کیے تہے اور اونکو بذریعہ ڈاک کے مین اشلی و کمپنی مقام بمبئی کے پاس بہیجا تہا "نیوبیا" نومبر مین بمبئی مین آیا اور مدعیان نے ۱۳ گٹہریان جو اوس جہاز پر روانہ کی گئی تہین بائین مسٹران مین اشلی و کمپنی نے دستخط بل آف لیڈنگ پر بہی مدعیان کر دیے مدعیان نے یہ گٹہریان بغیر ادا سے کسی خاص رقم بابت اونکے پائین لیکن اوسوقت کچہہ روپیہ بنام اونکے بہی جات بین اشلی و کمپنی مین جمع تہا جیکہ بابت ۲۵ گٹہریون مزید یعنی ۱۳ گٹہریون محمولہ "کلین ڈم منڈ" و ۱۲ گٹہریون محمولہ "ہسپینیا" ملک کے کسیقدر دیر سے نومبر مین بمقام بمبئی آئے اور مدعیان کو دیے گئے یکم دسمبر سنہ ۱۹۰۰ع کو مدعیان نے مبلغ ۔۔۔۔ بین اشلی و کمپنی کو ادا کیے اوسوقت نہ تو "کلین ڈم منڈ" اور "ہسپینیا" بمبئی مین پہونچا تہا۔
۴۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ع کو ہیوس رسل و کمپنی نے روپیہ دینا بند کر دیا اور اوسی روز ایک حکم مشعر تقرر ریسیور صادر ہوا جسکی روسے اونکا سرمایہ مدعا علیہ اول ریلفورڈ کے سپرد ہوا دوسرے روز ایف ڈبلیو کمیلی ہتمم خاص

جائداد کا حسب دفعہ ۱۳ - ایکٹ بنکرپسی انگلستان سنہ ۱۸۸۳ء کے مئوثر کیا گیا اوسوقت بلہاے لیڈنگ بابت باقیماندہ ۲۶ گٹھریون کے ہنوز بیوس رسل وکمپنی کے پاس انگلستان مین تہے جنہون نے بعد ازان اونکو کمپلی کو دیدیا اوسی تاریخ (۵- دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء) کو مین شلی وکمپنی نے بمبئی مین روپیہ دینا بند کردیا -

۶- دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء کو بالیعان ڈیو ہرسٹ وکمپنی نے رسیو ررلیفورڈ کو یہ نوٹس دی کہ ہم کل دستاویزات جہاز و مال وقیمت مال وزر قوم مرسلہ بنام مین شلی وکمپنی مقام بمبئی کے دعویدار ہین جنکی بابت ڈیو ہرسٹ وکمپنی نے ہنڈویات لکہی تہین اور اوس سے یہ درخواست کی کہ وہ قیمت مذکور ورقوم مرسلہ کو واسطے اداے بلہاے مذکور مطابق عنوان چکون کے کام مین لاوے - ۱۰- دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء کو ڈیو ہرسٹ وکمپنی نے ایک تار اپنے کارندگان مسٹران رچی اسٹوارٹ وکمپنی کو بمبئی مین بہ مضمون بہیجا کہ ہم ودمال مذکور بذریعہ اونکے فروخت کرانے اور قیمت کو خاص کر واسطے اداکرنے بلہاے مال مذکور لگانے جانے کے " دعویدار ہین اس امر کی اطلاع مین شلی وکمپنی کو دی گئی -

۱۱- دسمبر کو درمیان اوفیشل رسیور و ڈیو ہرسٹ وکمپنی کے یہ انتظام ہوا کہ مال اشیاء آخر الذکر کا جو اسامیان ملک ہند کو بہیجا گیا تہا بذریعہ مسٹران رچی اسٹوارٹ وکمپنی مقام بمبئی کے فروخت کردیا جاوے اور قیمت مال مذکور اوسکے پاس حساب مشترکہ رسیور و ڈیو ہرسٹ وکمپنی مین رہے اس انتظام کے ہونے پر ایک تار مشترکہ رچی اسٹوارٹ وکمپنی کو بتاریخ ۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء بعبارت ذیل بہیجا گیا - براہ مہربانی بانندگان ہند کے مانند مال فروخت کرڈالو اور مال صرف بعوض زر نقد کے حوالہ کرو اور قیمت کو مشترکہ کمپلی اور ڈیو ہرسٹ کے نام انگلستان بہیجدو" بہ تعمیل اس انتظام کے کمپلی نے بلہاے لیڈنگ بابت ۲۶ گٹھریون کے رچی اسٹوارٹ وکمپنی مقام بمبئی کے پاس بہیجدیے -

۱۳- دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء کو ڈیو ہرسٹ وکمپنی نے یہ سنکر کہ افیشل اسینی بمبئی مین اوس کل مال کا دعوی کرتا ہے جو مین شلی وکمپنی کے پاس روانہ کیا گیا تہا ایک تار رچی اسٹوارٹ وکمپنی کو بدین ہدایت بہیجا کہ وہ مال کو اثناے راہ مین بشمول ۵۶ گٹھریان محمولہ کلین ڈرم سنڈو " ہیپنا " کے روکدین ۱۵- دسمبر کی صبح کو رچی اسٹوارٹ وکمپنی نے منجانب ڈیو ہرسٹ وکمپنی کے نوٹس گریہم وکمپنی کارکنان " ہیپنا " کو واسطے روکنے ۲۱ گٹھریون کے دی جو جہاز پر تہین مگر قبل نوٹس مذکور کے مال بندرگاہ مین بمقام بمبئی اوتار لیا گیا تہا بعد ازان اونہون نے حکام بندرگاہ کو نوٹس اونکے روکنے کیواسطے دی لیکن اوسوقت گریہم وکمپنی مدعیان کو حکم حوالگی مال دیچکی تہی اوسی روز صبح یعنی ۱۵ دسمبر کو

سنہ ۱۸۹۲ع لیلادہر رام بنجی بنام جارج ریفورڈ

اسٹوارٹ وکمپنی نے نوٹس کارکنان "کلین ڈرم ہنڈ" کو واسطے روکنے ان ۱۳ گٹھریون کے دیجو جہاز مذکور پر تہین اوسوقت تک یہ گٹھریان اوتاری نہین گئی تہین اور منونا وسوقت تک بہجا نہین گیا۔ باقیماندہ ۲۵ گٹھریان وقت پر بمبئی پہونچین جیسا کہ بیان ہوچکا ہے بکیلی نے بلہا لیڈنگ کرچی اسٹوارٹ وکمپنی کے پاس بہیجدیئے تہے از روے انتظام ۱۱۔ دسمبر فیما بین ڈیو ہرسٹ وکمپنی و رسیور کے یہ سند البت ہوا کہ رچی اسٹوارٹ وکمپنی ان مالون کو (معہ دیگر مالون کے) فروخت کردیئے اور قیمت اپنے پاس رکہے ۳۱ دسمبر کو رچی اسٹوارٹ وکمپنی نے منجانب فشل رسیور بکیلی کے نوٹس بنام کپتانان پانچ مختلف جہازون کے جنمین ۶۲ گٹھریان روانہ ہوئین تہین اس غرض سے دین کہ وے مال کو منجانب انکے قبضہ مین رکہین اور انہون نے یہ بیان کیا کہ بلہاے لیڈنگ ہمارے پاس ہین اسوقت منجملہ جہاز مذکور کے چار جہاز بندرگاہ مین تہے ۲۔ جنوری سنہ ۱۹۸۱ع کو منجملہ ۶۲ گٹھریون کے جو آئی تہین ۴۶ اوتار لیگئی تہین اور حکام بندرگاہ کے قبضہ مین تہین اور ۱۶ انہین جہاز پر تہین اوسی روز ۶۲ گٹھریان اس طرح پر ملی تہین جسطرح پر کہ نقشہ ذیل مین ظاہر کیگئی ہین۔

جہاز	تعداد گٹھریان جو اوتاری گئی تہین	تعداد گٹھریان جو نہین اوتاری گئی تہین
"ایلین ہال"	۹	۳
"انگلوا"	+	۱۳
"روسینیا"	۱۳	×
"سٹی آف ایڈنبرا"	۱۲	×
"وسلو ہال"	۱۲	×
کل جو اوتارلی گئین	۴٦	۱٦

۲۔ جنوری سنہ ۱۹۸۱ع مذکور کو رچی اسٹوارٹ وکمپنی نے منجانب ڈیوہرسٹ وکمپنی کے کپتانان جہازان دخانی مذکورہ بالا کو علیحدہ علیحدہ نوٹس واسطے روکنے اثناے راہ مین گٹھریان مرقوم الصدر کے دین بجز درباره وسلو ہال" کے کہ جسکی بابت کوئی نوٹس نہین دیگئی یہ سب نوٹس ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۸۱ع دیگئین۔ نالش ۸ دسمبر سنہ ۱۹۸۱ع کو دائر ہوئی تہی عرضی دعوی مین (منجملہ دیگر امور کے) یہ بیان کیا گیا کہ قبل نوٹس لکہنے ہیوس رسل وکمپنی وبین ٹلی وکمپنی کے ۔۔ اکتوبر یا ان ہیوس رسل وکمپنی نے مدعیان کے حساب مین ہو ادنکی ذمہ داری پر جہاز مین روانہ کردی تہین اور ۱۳ گٹھریان "نیوبیا" کی مد عیان نے باضابطہ پائین اور ایک لاٹ مزید ۴۰ گٹھریون (یعنی ۱۳ گٹھریون کلین ڈرم ہنڈ" و ۱۳ گٹھریان

”ہیپنہا“، کی آئی تہی اور انمین سے ۳۰ پر مدعیان کا قبضہ بحیثیت رسیوران کے ہوگیا مگر ایجنٹان ایس ایس ”ہیپنہا“ نے جسمین ۱۲ اگہڑیان مذکور آئی تہین ان گہڑیون آخر الذکر کو مدعیان کے حوالہ کرنے سے انکار کیا اور بعد ازان ۶۲ گہڑیون (باقیماندہ منجملہ ۱۰۰ گہڑیان کے) بمبئی مین آئین اور اونپر قبضہ مسٹران رچی اسٹوارٹ و کمپنی مدعا علیہم نے کر لیا جو جیسا کہ نامہ نگارون نے بیان کیا مطابق ہدایات مدعا علیہ اول رلیفوڈ آفیشل رسیور انگلستان کے ہیوس رسل و کمپنی کے سرمایہ کا و نیز منجانب مسٹران ڈیو ہرسٹ و کمپنی منیجر یا ایجان سینہ ۱۰۰ گہڑیان مذکور کے کام کرتے ہین مسٹران رچی اسٹوارٹ و کمپنی نے گہڑیون مذکور کو مدعیان کے حوالہ کرنے سے انکار کیا الا اس شرط پر کہ مدعیان پوری قیمت مندرجہ اونکے بیک کی و اخراجات متعلقہ اونکے ادا کرین۔

عرضی نالش مین (منجملہ دیگر امور کے) یہ استدعا کی گئی کہ مدعیان مستحق ۲ لاٹ ۵۰ گہڑی و ۲۶ گہڑیون کے قرار دیے جاوین اور مدعا علیہم مسٹران رچی اسٹوارٹ و کمپنی کو حکم دیا جاے کہ ۲۶ گہڑیون کو حوالہ کرین اور مبلغ الف ... بطور ہرجہ بابت اونکے ناجائز طور پر روکنے کے ادا کرین۔

مدعا علیہم مسٹران رچی اسٹوارٹ و کمپنی نے ایک بیان تحریری داخل کیا اونہون نے بیان کیا کہ نسبت ان معاملات کے جنکی بابت دعوی کیا گیا ہے ہم بطور کارندگان منجانب مدعا علیہ ... لیفوڈ آفیشل رسیور انگلستان منجانب ہیوس رسل و کمپنی و نیز بطور کارندگان ایک شخص ایف ڈبلیو بی سی لندن کے جو منجانب آفیشل رسیور کے درخواست دہندگان پر مہتمم خاص سرمایہ کا انسالونٹ (دیوالیہ) کا حسب دفعہ ۱۰ ایکٹ بینکرپسی انگلستان (اسٹیٹیوٹ ۴۶ و ۴۷ جلوس وکٹوریا باب ۵۲) کے مقرر کیا گیا تہا و نیز بطور ایجنٹان مسٹران جارج و آر ڈیو ہرسٹ و کمپنی بائع مال مذکور کے کام کرتے تہے اونہون نے عرض کیا کہ استحقاق رلیفوڈ و مکیلی و مسٹران جارج و آر ڈیو ہرسٹ یا اونمین سے بعض کا نسبت ۹ گہڑیون کے استحقاق مدعیان سے اگر کوئی ہو بہتر ہے مزید بران اونہون نے یہ بیان کیا کہ بہت سال سے مسٹران جارج و آر ڈیو ہرسٹ مسٹران ہیوس رسل و کمپنی سے حسب ذیل کاروبار کرتے تہے دکان آخر الذکر بروقت حاصل کرنے احکام طلبی مال باشندگان بمبئی سے مال جارج و آر ڈیو ہرسٹ سے خریدنے کا معاہدہ کر لیتی تہی جو اسکو اس شرط صریح پر فروخت کرتے تہے کہ مال مذکور مین اشلی و کمپنی بمقام بمبئی کو روانہ کیا جاویگا اور اثنا مین مال مذکور خاص کر واسطے حفاظت سکار سے جانے منجانب ہیوس رسل و کمپنی ان ہنڈویات جارج و آر ڈیو ہرسٹ کے رہیگا جو بمقابلہ ہر روانگی مال بذریعہ جہاز جسکو جارج و آر ڈیو ہرسٹ بدست

سنہ ۱۸۹۳ع
ادہر جے رام ناگجی
بنام
برج ریلیوں ڈو

جیوس رسل وکمپنی فروخت کرین کیجا دین۔ وہ ہنڈیات جنکو جارج و آرڈیو ہرسٹ نے بمقابلہ ۷۸ گٹھریان مذکور کے کیا اور جنکو ہیوس رسل وکمپنی نے منظور کیا نہین سکاری گئین اور ہیوس رسل وکمپنی کی منظور شدہ ہنڈویات جارج و آرڈیو ہرسٹ پر جو اثنا سے معاملہ مذکور مین تعدادی قریب مبلغ ۶ ۷ ۶ ۲ ۲ پونڈ ۱۴ شلنگ و ۲ پنس کے کی گئی تہین لقبا یا تہی ہو سکاری نہین گئی تہی مدعا علیہم نے یہ عرض کیا کہ ربلحاظ طریق کاروبار فیمابین جارج و آرڈیو ہرسٹ و ہیوس رسل کمپنی کے کل مال جو دے طریق متذکرہ بالا فروخت کرتے تہے ہیوس رسل وکمپنی مابین شلی وکمپنی کے پاس بحیثیت امنا منجانب جارج و آرڈیو ہرسٹ مذکور کے رہتا تہا اور مال مذکور وضمن مال مذکور کوئی جزو جایداد ہیوس رسل وکمپنی مابین شلی وکمپنی کا نہ تہا بلکہ وہ خاص علیحدہ دیا گیا تہا اور اوسپر نشان مہر لگا دیا گیا تہا کہ وہ واسطے حفاظت نہ صرف اون ہنڈویات کے مخصوص ہے جو کسی خاص مال محمولہ جہاز پر کیجاوین بلکہ اُس کل لقبا ہنڈویات جارج و آرڈیو ہرسٹ کے جنکو ہیوس رسل وکمپنی نے سکارا اونہون نے یہ بحث کی کہ لصورت اُن حالات کے جو واقع ہوئے جارج و آرڈیو ہرسٹ مذکور مستحق کفالت و مواخذہ لنسبت ۷۸ گٹھریون مال مذکور کے تہے یا ۷۸ گٹھریون مذکو پر امانت بحق جارج و آرڈیو ہرسٹ واسطے تتمہ کل لقبا سکاری ہوئی یا بہرحال واسطے تتمہ اُن ہنڈویات کے منقش ہے جو بمقابلہ ۷۸ گٹھریان مذکور کی گئین اور جنکو ہیوس رسل وکمپنی نے نہین سکارا یا دیگر طور پر جارج و آرڈیو ہرسٹ کا دعوی ۷۸ گٹھریون پر مدعیان کے دعوی سے مقدم ہے۔ مزید بران بیان تحریری مین یہ مندرج ہے کہ جارج و آرڈیو ہرسٹ نے بحیثیت فروشندگان جنکو روپیہ نہین ملا تہا مال مذکور کو اثنا سے روانگی مین ٹہرا دیا تہا اور وے ایسا کرنے کے مستحق تہے۔

مدعا علیہم نے اِس بیان تحریری کے ساتہہ نقول نمونہ بیجک و چٹہی جس مین ہنڈوی بمقابلہ مال محمولہ جہاز واسطے سکارے جانے کے بہیجی گئی تہی جسکو جارج و آرڈیو ہرسٹ اپنے کاروبار ہیوس رسل وکمپنی کے ساتہہ کرنے مین استعمال کرتے تہے اور اُس چٹہی کو جو ہیوس رسل وکمپنی کے پاس سے جواب مین آئی تہی منسلک کیا بیان تحریری مین یہ مندرج تہا کہ "نمونہ جات مذکور ہمیشہ استعمال کئے جاتے تہے اور ہنڈویات بابت مال مندرجہ عرضی دعوی متذکرہ بالا اوسی نمونہ مین ہین" پیشانی بیجک کی حسب ذیل ہے۔

"بیجک بابت ۵ گٹھریون مال کے جنپر نشان وغیرہ لگائے گئے اور جو بذریعہ ایس ایس بمبئی کو جہاز پر روانہ کئے گئے اور جو مسرس مابین شلی وکمپنی کو حساب سے روانہ کئے گئے زیر ضمن مسرس ہیوس رسل وکمپنی لندن کو مکر

واسطے حفاظت اونکے سکار نے جارج ڈبلیو آر ڈیوہرسٹ کی ہنڈویات کے بمقابلہ اس مال یا ان مالون مین سے
کسی مال کے بہیجا جاتے"۔
نمونہ اوس چٹھی کا مسرس ہیوس رسل کمپنی کو لکھی گئی تہی اور جسمین ہنڈوی ارسال کیگئی تہی حسب ذیل تہا۔
"مسرس ہیوس رسل وکمپنی لندن
مہربان صاحبان۔ ہم اپنی ہنڈوی ۳ مہینہ کی تاریخ سے تعدادی پونڈ بمقابلہ مال محمولہ جہاز مطابق
فردبالا بغرض عنایت تمہارے سکار نے وہمارے دفتر لندن کو واپس کرنے کے بہیجتے ہین۔
یہ مفہوم ہے کہ زرِ ضمن مال تمہارے پاس بہیجا جاوے گا اور وہ تمہارے پاس خصوصاً بغرض حفاظت ہنڈوی
منسلکہ یا کسی دیگر ہماری ہنڈویات کے رہیگا جو تم بمقابلہ مال جہاز مذکور کے سکارو اسکو براہ مہربانی منظور فرمایئے۔
آپکا نیازمند۔ (دستخط) جی و آر ڈیو ہرسٹ"
نمونہ ہیوس رسل وکمپنی کی چٹھی جوابی کا حسب ذیل ہے۔
"مسرس جارج وارڈیو ہرسٹ
"مہربان صاحبان۔ منیجر آپ کے عنایت نامجات ویروزہ جسمین آپکی ہنڈوی ہمارے اوپر تعدادی
پونڈ ——— جو ۳۰۔ اکتوبر کو واجب الادا ہے موصول ہوئے اونکو ہمنے آپکی دکان پر یہان باضابطہ منظور
کرکے بہیجدیا ہے اور ہم انتظامات فیمابین خود کو نسبت انتظام رقوم مرسلہ و بمقابلہ مال محمولہ جہازان مذکور
کے منظور کرتے ہین۔ آپکے نیازمند۔ (دستخط) ہیوس رسل وکمپنی"
۴ فروری ۱۸۹۱ء کو فریقین کی رضامندی سے ایک یہ حکم صادر کیا گیا تہا کہ مدعیان اون کل
گہٹرلون کا جنکو وے نہین پاچکے ہین اپنی ذمہ داری پر قبضہ حاصل کرین (اوس صورت مین جبکہ
مدعا علیہم یا اونمین سے کوئی مستحق گہٹرلون یا اونمین سے کسی کے یا اوسپر یا اونمین سے کسی پر
کفالت یا مواخذہ یا امانت کے تجویز کئے جاوین بمقابلہ مدعیان) کہ اون مدعا علیہم کو جو اس طور پر
مستحق تجویز کئے جائین قیمت بحیثیت بابت گہٹرلون یا رقم کفالت یا مواخذہ مذکور وغیرہ وغیرہ کے ادا کرین۔
لینگ (قایم مقام ایڈوکیٹ جنرل) و انڈرسن منجانب مدعیان۔
الوہیریٹی و جارڈین منجانب مدعا علیہم مسرس جی اسٹوارٹ وکمپنی۔
اسکاٹ منجانب آفیشل ریسیور ریفوروڈ (مدعا علیہ نمبر ا)۔
لینگ (قایم مقام ایڈوکیٹ جنرل) و انڈرسن منجانب مدعیان مستحق مال مذکور کے ہین ڈیوہرسٹ
وکمپنی کو کوئی استحقاق نہین ہے علاوہ بحث السند او اثنائے روانگی کے مال از ان مدعیان

۲ لیلاء نارنج جارج

۱۸۹۲ء
بیرام نارنجی
بنام
رلیفورڈ

ہوگیا تہا مدعیان نے مبلغ ۵۰۰۰ روپیہ بطور انکی قیمت کے ادا کر دئے تہے اور گہریان مذکور باضابطہ انکے واسطے مخصوص ہوگئی تہین کرایہ جہاز وغیرہ بہی منجانب ونکے ادا کر دیا گیا تہا یہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ ہیوس رسل و کمپنی کے دیوالیہ ہونے پر گہڑیان مذکور انکی ملکیت معروف مین حسب دفعہ ۴۴ - ایکٹ دیوالیہ انگلستان سنہ ۱۸۸۳ء و اسٹیٹوٹ سنہ ۴۶ و ۴۷ جلوس وکٹوریا باب ۵۲ کے تہین مسئلہ مذکور اس قسم کے مقدمہ سے متعلق نہین ہے دیکہو کتاب لنڈلی صاحب متعلقہ شراکت (طبع پنجم) صفحہ ۶۸۰ - مگر اس مقدمہ مین مال دیوالیہ کے قبضہ مین نہین ہے اونکے پاس صرف بل لدائی کے تہے اور اونکے پاس وے امانتاً واسطے مالکان مال کے رہتے جو قیمت ادا کرنے پر اونکے مستحق ہوگئے دیکہو کتاب لنڈلی صاحب متعلقہ شراکت (طبع پنجم) صفحہ ۶۸۳ - نسبت انسداد ایتلاف روانگی کے ہم بحث کرتے ہین کہ روانگی جسکے اثنا مین ڈیوہرسٹ و کمپنی اپنا استحقاق ٹہہرانے کا استعمال کر سکتی تہی صرف لورپول تک تہی نہ کہ بمبئی تک - ایکٹ معاہدہ ہند (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۹۹ و مقدمہ یکطرفہ بائیس (۱) و مقدمہ یکطرفہ والٹن (۲) و مقدمات ہیٹیل بنام کلارک (۳) و لائین بنام ہانٹنگ (۴) و برنٹسن بنام اسٹرنگ (۵) ملاحظہ طلب - اگر یہ امر اس طور پر ہے تو صاف طور پر کوئی انسداد نہین ہوا نہ کوئی معقول انسداد ہوا اگر یہ بہی فرض کر لیا جائے کہ روانگی بمبئی تک قایم رہی - کتاب بنجمن صاحب متعلقہ معاملات بیع (طبع چہارم) صفحات ۸۷۱ لغایت ۸۸۴ و مقدمہ یکطرفہ فاک (۶) ملاحظہ طلب -

انورییرٹی و جارڈین منجانب مدعاعلیہم مسرس رچی اسٹوارٹ و کمپنی - یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ڈیوہرسٹ و کمپنی فروشندگان کو روپیہ ادا نہین ہوا لہذا اونکو استحقاق روکنے گہڑیوں کے ٹہہرانیکا اثنائے روانگی مین ہے روانگی اسوقت تک قایم رہی جب تک کہ مال بمبئی پہونچا ہیوس رسل و کمپنی کو بمبئی اور صرف بمبئی تک جہاز پر روانہ کرنا لازم تہا دیکہو قانون سوداگری مولفہ اسمتہ صاحب (طبع دہم) صفحہ ۶۹۰ و مقدمات لائین بنام ہانٹنگ (۴) و ہیٹیل بنام کلارک (۳) و مقدمہ یکطرفہ والٹن (۲) ملاحظہ طلب - مزید براں ہم یہ بحث کرتے ہین کہ ہم نے فی الواقع گہڑیوں کو روانگی مین روکا وہ گہڑیان بہی جو بندرگاہ مین اوسوقت اتار دی گئی تہین جب کہ نوٹس دیگئی تہی اوسوقت

(۱) رپورٹ کومنس بنچ ڈویژن جلد ۵ صفحہ ۳۹ (۲) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۵ صفحہ ۳۵ (۳) رپورٹ کومنس بنچ ڈویژن جلد ۴ صفحہ ۶۱۵ (۴) مقدمات اپیل جلد ۱۵ صفحہ ۳۹۱ (۵) لا جرنل (چانسری) جلد ۳۲ صفحہ ۶۶۰ (۶) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۴ صفحہ ۴۴۶ (۷) مقدمات اپیل جلد ۱۵ صفحہ ۳۹۱ (۸) رپورٹ کومنس بنچ ڈویژن جلد ۴ صفحہ ۶۱۵ (۹) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۵ صفحہ ۳۰ -

تک ہنوز واگی ہین تہین کتاب مولفہ بنجمین متعلقہ معاملات بیع (طبع چہارم) صفحہ ۱۷ ملاحظہ طلب
بائی لا نمبر ۹۵ پورٹ ٹرسٹ مین یہ حکم ہے کہ مال جو اوتارا گیا ہو صرف بل لدائی و حکم حوالگی منجانب
ماسٹر یا ایجنٹ جہاز کے پیش ہونے پر دیا جاویگا گہہ بان کلین ورمنڈ "مہینیا" کے بیجا طور پر
حوالہ کیگئی تہین اور ایسی حوالگی سے ہمارے استحقاق پر اثر نہین ہو سکتا ہے بنسبت ۹۲ گہٹرون
کے ہمارے پاس بل ہائے لدائی تہے اور یہ کافی تہا۔ مقدمہ مکیلزنہ ولٹن (۱) ملاحظہ طلب۔
لیکن علاوہ اسکے ہم نے مالکان جہاز کو نوٹس دی۔ کتاب مولفہ بنجمین صاحب متعلقہ معاملات
بیع (طبع چہارم) صفحہ ۸۴۲ مقدمہ فیلیس اسٹوکس دکمپنی بنام کومبر (۲)، ملاحظہ طلب ہم یہ بہی بحث
کرتے ہین کہ مدعیان نے مال کی بابت روپیہ ادا نہین کیا مبلغ ۔۔۔ جو اونہون نے یکم دسمبر کو
ادا کئے ایک مانت تہی مقدمہ برنٹ سن بنام اسٹرننگ (۳) و مقدمہ مکیلزنہ میمن (۴) و بمعاملہ
رولینڈ (۵) ملاحظہ طلب۔

فیرن صاحب جسٹس۔ یہ نالش دائرہ کانات ہیوس رسل و کمپنی مقام لندن و دیگر مقامات
وہین اشی و کمپنی مقام بمبئی سے پیدا ہوئی ہے جیساکہ ان مقدمات مین خلاف دستور نہین ہے
بحثین جو اوسمین منفصل ہونی چاہئین کسی قدر باریک ہین اختتام مقدمہ پر مین نے خیال کیا کہ مین نے
خاطرخواہ اون سب کی تجویز کردی اور اسی طور پر مین نے اپنی رائے ظاہر کردی تہی غور مزید سے
میری آرائے بعض امور مین مبہم ہوئی ہین اور یہ معلوم ہوا ہے کہ مشکلات کسیقدر زیادہ ہین بہ نسبت
اوسکے جو مین نے اوسوقت خیال کی تہین۔

واقعات اگرچہ وہ کسی قدر پیچیدہ ہین مگر زیادہ زیر بحث نہین ہین مدعیان ایک کان سوداگران
تہوک فروش مقام بمبئی یہ استدعا کرتے ہین کہ اونکا استحقاق ۷۸ گہٹرون خاکی پارچہ کرتون کی
نسبت قرار دیا جائے جنکو اونہون نے ہیوس رسل و کمپنی سے خریدا اور جسکی نسبت وے بیان کرتے
ہین کہ اونہون نے قبل دوالہ نکلنے دکان مذکور کے روپیہ ادا کیا مگر اپنے عرضی دعوے کی روسے
وے یہ اقرار کرتے ہین کہ جو کچہہ کہ نسبت گہٹرون مذکور کے ہنوز واجب الادا ہو ادا کرینگے گہٹریان
مذکور بعد نالش کے بذریعہ اوس انتظام فیمابین فریقین کے فروخت کردیگئی ہین جو حکم عدالت
مورخہ ۴ ۴ فروری سنہ ۱۸۹۱ء مین مندرج ہے ڈگری سے یہ تجویز کیجاویگی کہ از روے انتظام مذکورہ

---

(۱) رپورٹ چانسری ڈویزن جلد ۵ صفحہ ۳۰ (۲)، ؍؍ ؍؍ ؍؍ جلد ۲۹ صفحہ ۸۲۳ (۳)، لا جرنل چانسری
جلد ۷ صفحہ ۶۶۵ (۴)، ؍؍ ؍؍ ؍؍ جلد صفحہ ۱۱ (۵)، لا رپورٹ چانسری اپیل صفحہ ۱۲۱۔

حکم مذکور کے کیا کیا جانا چاہئے - مدعا علیہم جنکے نام بالفعل مسل مین مندرج ہین مسٹر کاسٹے
دکان ریچی اسٹوارٹ وکمپنی و جارج ربیفورڈ چیف آفیشل ریسیور عدالت دیوالیہ لندن وجے دنی
این جایداد ہوپس رسل وکمپنی کے ہین آفیشل اسینی سی اے ٹرنر بہی مدعا علیہ ہے لیکن کسی
چیز کا منجانب اوسکے یا بمقابلہ اوسکے اب دعوی نہین کیا گیا ہے اور اوسکی موجودگی مسل
مین بہت عرصہ سے غیر ضروری ہو گئی ہے دکان ریچی واسٹوارٹ وکمپنی مختاران دکان
جارج وآر ڈیوہرسٹ مقام منچسٹر کے ہین جو دعوی گٹھرلون کی بابت بحیثیت ایسے فروشندگان
کے کرتے ہین جنکو قیمت وصول نہوئی ہو اور جنہون نے اونکو روانگی مین روک دیا ہے اور
ازروے اوس انتظام کے بہی دعوی کرتے ہین جسکی بابت وے بیان کرتے ہین کہ اونہون نے
ربیفورڈ وکمپلی ودنی کے ساتھ جو ہوپس رسل وکمپنی کے قایم مقام ہین کر لیا ہے ریچی اسٹوارٹ
وکمپنی بہی مختاران مدعا علیہ ربیفورڈ کے ہین اونکو بذات خود معاملہ مین کچھ واسطہ نہین ہے
ربیفورڈ وریچی اسٹوارٹ وکمپنی فریق نالش ۹ اجنوری ۱۸۹۱ء کو کئے گئے تھے بمقابلہ اونکے
نالش اوسی روز شروع ہوئی - یہ مناسب ہوگا کہ اول حقوق مدعیان مین لسنبت ۸۷
گٹھرلون کے بمقابلہ دکان ہوپس رسل وکمپنی اور اونکے قایم مقامان حالت دیوالیہ کے غور
کیا جاوے دوم ڈیوہرسٹ وکمپنی کو کیا حقوق ان قایم مقامان سے حاصل ہوئے ہین اور
بحیثیت ایسے فروشندگان گٹھرلون کے جنکو قیمت نملی ہووے کن حقوق کے اجرا کرانے کے
مستحق ہین اور کسقدر فی الواقع اونہون نے ان حقوق آخر الذکر کو استعمال کیا -
۱۲ و ۱۴ - اگست ۱۸۹۰ء کو مدعیان نے بذریعہ تار کے ہوپس رسل وکمپنی سے ۱۰۰ گٹھریان خام کی
پارچہ کرلون کیواسطے حکم دیا ٹھیک الفاظ حکم کے چٹھی مدعیان بنام ہوپس رسل وکمپنی مورخہ
۱۵ - اگست مین مندرج ہین یہان صرف یہ تجویز کرنا ضرور ہے کہ قیمت ۷ شلنگ ۱۰ اپنس فی تہان
الیف آو بی روانگی جہاز نومبر دسمبر تہی اور قیمت مذکور پر روانگی جہاز سے بہر حال سود بشرح
۵ فیصدی تہا ہوپس رسل کمپنی نے اس حکم کو منظور کیا بغرض اس حیثیت مین ہونے کے کہ حکم
مدعیان کی تعمیل کرین ہوپس رسل وکمپنی نے مال قسم مطلوبہ ڈیوہرسٹ وکمپنی سے طلب کیا یادداشت
بکری منجانب ڈیوہرسٹ بدست ہوپس رسل وکمپنی پر تاریخ ۱۵ - اگست ۱۸۹۰ء ہے ہوپس رسل
وکمپنی نے ۱۸ - اگست کو خریداری منظور کی اور ستمبر کو بہ ترمیم ہدایت سابق کے یہ ہدایت
کی کہ ۱۰۰ گٹھرلون مذکور پر نشان (جے این ایس) لگایا جاوے بہ حروف ابتدائی دکان
جہبی

۱۸۹۶ء
ہیرالال نانجی
بنام
بنفیلڈ
...

مدعیان جیرام ... و پسران کے ہین متعلق دعوی ڈیو ہرسٹ سبت روکنے مال کے یہ
ضرور اثنائے روانگی مین ہوگا کہ صحت کے ساتھ ان الفاظ کی جانچ کیجاوے جنپر یہ بحث ہوئی ہے
غرض حال کیواسطے صرف یہ بیان کیا جانا ضرور ہے کہ مال کی حوالگی ایف او بی بمقام لورپول کیجاے۔
چنانچہ ڈیو ہرسٹ و کمپنی نے ۱۰۰ گٹھر یان جنپر نشان مدعی کا لگا ہوا تھا لورپول مختلف لاٹون مین
روانہ کیا وہان سے ہیوس رسل و کمپنی نے اونکو آٹھہ مختلف جہاز مین حسب ذیل روانہ کرایا۔

۱۳ گٹھریان بذریعہ "نیوبنیا" کے ۱۳ گٹھریان کلین ڈرمنڈ" کے
۱۲ گٹھریان بذریعہ ہسپنیا" کے ۱۲ گٹھریان بذریعہ "ایڈن ہال" ۱۳ گٹھریان بذریعہ "انگلوا"
۱۳ گٹھریان بذریعہ روبینیا"۔ ۱۲ گٹھریان بذریعہ سٹی آف ایڈنبرا"۔ ۱۲ گٹھریان بذریعہ "وسٹو ہال"

یہ جہازان دخانی وہ جہاز تھے جو کالفرلس جہازان دخانی کہلاتے تھے از روے اقرار فیمابین اونکے مالکان و انجمن تہوک فروش مال بمبئی کے اشخاص اول الذکر مال شرکاے انجمن) کا بشرح معین کرایہ لیجاتے ہین مدعیان اشخاص انجمن ہین اور ہیوس رسل و کمپنی کے پاس احکام واسطے روانہ کرنے مال مدعیان بذریعہ "کالفرلس" جہازون کے موجود تھے۔

ہیوس رسل و کمپنی نے ۱۰۰ گٹھریان مذکور بمبئی کو خاص اپنے نام سے روانہ کین اور بلہاے لیڈنگ مطابق اونکے خاص "حکم یا اونکے یا اونکے منتقل الیہم" کے مرتب کئے گئے کرایہ جہاز ہیوس رسل و کمپنی نے لورپول مین بجانب مدعیان ادا کیا اور بیمہ ہیوس رسل و کمپنی نے بجانب مدعیان کرا دیا مختلف تواریخ روانگی مال بذریعہ جہاز کے بیان کرنا غیر ضروری ہے دو کل قبل یکم دسمبر ۱۸۹۹ء کے بجز ۱۲ گٹھریون وسٹو ہال کے جو اوسی روز جہاز پر لادی گئی تہین روانہ کیا گیا تہا جب مختلف لاٹ ہاے مذکور جہاز پر روانہ ہوگئین ہیوس رسل و کمپنی نے ہنڈویات ڈیو ہرسٹ و کمپنی کو جو بدالنت میعاد تین ماہ بعد تاریخ اونکی قیمت بحیک الیف آو بی کے واجب الادا تہین سکارا۔

مین خیال کرتا ہون کہ کوئی شبہہ نہین ہوسکتا ہے لیکن مال مذکور کے جہازون مین روانہ ہونے پر اگر اوس سے پیشتر نہین ملکیت مال ڈیو ہرسٹ و کمپنی سے بجانب ہیوس رسل و کمپنی منتقل ہوئی (دیکھو رسالہ بیع مولفہ بنجمین صاحب طبع چہارم صفحہ ۳۲۲) اور اشخاص آخر الذکر سے بوجہ معاہدہ مابین ہیوس رسل و کمپنی و مدعیان کے بجانب مدعیان منتقل ہوئی شرائط معاہدہ مدعیان سے ظاہر ہے کہ فریقین کا یہی منشا تہا اگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ بوجہ ہیوس رسل و کمپنی کے بل لیڈنگ خاص اپنے نام سے لینے کے جو اونکے حکم پر واجب الادا تہا ملکیت قانونی مال مذکور بعد اوسکے جہاز پر لادے جانے کے

لگائی تہی (جبکہ ان گہٹریون کے جو ہنڈ لیکلین ڈرمنڈ و ہینیا" کے آئی تہین ٹہیک چہارم کل مال کے تہی) اور مبلغ ... روپیہ سے کل لاگت پوری کرنے کے واسطے ادا کئے تہے مسٹر میگڈ نیلڈ مہتمم دکان مقام بمبئی کہ جو اوسمین بظاہر ایک شریک ہے اگرچہ فی الواقع نہین ہے شہادت مدعیان کی تائید اس امر کی نسبت کرتا ہے طریق عمل مابعد شرکا کا اوسی جانب کو اشارہ کرتا ہے۔ مسٹر میگڈ نیلڈ و فنشل ایجنسی نے ... دلوا لیکا نے میگڈ انیلڈ کے حساب بسکہہ انگلستان اُس روپیکو لگایا جسکو مدعیان نے بابت خرید کردہ کے ادا کیا تہا اور اونہون نے رقم مذکور کو بمد خرچ مدعیان کتاب حساب ہنڈوی طلب کنندگان مال بین ڈالا اور اوسکو اونکے حق مین لیکہا ہی طلب کنندگان مال مین جمع کردیا ممکن ہے کہ یہ امر ناجائز ہو بعد اسکے کہ میگڈ انیلڈ کے پاس نوٹس دیوالہ نکلنے دکان انگلستان کی پہونچگئی تہی لیکن جب کہ اس امر کی اطلاع تاہم مقامات صیغہ دیوالیہ دکان انگلستان کو ہوئی تہی رقم مذکور کو مدعیان کے حق مین کہان ... کی ہی جانب مین جمع کردیا مدعیان کے حق مین اب ... سال ... کی بہی جانب مین ... گہڑیون کی ... انگلستان ... جمع ... مدعیان نے اس فعل میگڈ انیلڈ سے انکار نہین کیا ہے۔ مقابلہ اس ... شہادت کے ہمارے پاس تحریر میگڈ انیلڈ ... کے خط مورخہ ۱۰ جنوری ۱۸۹۱ء کی ہے ... شرح ... کئے تاجران نے روپیہ نہین بہیجنا چاہا بلکہ اُسکو ہمارے پاس امانت مین چہوڑ دیا۔

یہ شہادت بمقابلہ مدعیان نہین ہے لیکن مجہے اوسپر غور کرنا چاہئے کیونکہ محاسب دکان نے بجواب ایک سوال ... جواب کے یہ کہا کہ مقامین ... درست مین میگڈ انیلڈ کی توجہ اوسوقت نہین دلائی گئی تہی جب کہ اُس سے سوالات جرح کئے گئے تہے درحقیقت وہ کسی کام کی نہین ہے کیونکہ تحریر مذکور قریب سے پاس تاجران سے متعلق ہے ممکن ہے کہ وہ اُنہین سے اونکے پاس کی نسبت صحیح ہو تاہم مدعیان کی نسبت صحیح نہو ... مین اشلی و کمپنی پر غور کرنے سے مجہکو معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت زرہائے نقد مین اشلی و کمپنی کے پاس جمع کئے جاتے تہے یہ امر اس طور پر اندراج زرنقد مین مع شرح سود کے بیان کیا گیا ہے طریق سابق تجارت فیمابین مدعیان و دکان مین اشلی و کمپنی کا حوالہ دینے سے اور اس امر پر غور کرنے سے کہ مدعیان نے روپیہ غالباً بابت مال مذکور ادا نہین کیا شہادت مدعی کیمرجی پر اعتراض کئے جانے کی کوشش کی گئی ہے کیونکہ اُن مالون مین سے بعض مال کی بابت وے نہین جانتے تہے کہ آیا وے جہاز پر لادے گئے یا نہین مین خیال کرتا ہون کہ شہادت مثبت متعلقہ ادائے زر کا بابت مال متنازعہ کو یقین نہ کرنا نامناسب ہوگا اگر اوسمین وجہ کہ یہ ظاہر کیا جا سکتا ہے کہ صورت ہائے سابق مین مدعیان نے روپیہ مین اشلی و کمپنی کے پاس امانتاً جمع کیا تہا اور بابت مال کے ادا نہین کیا تہا کیونکہ زر امانت بعض اوقات

۱۹۲ بابت مال کے روپیہ ادا کرنے مین صرف کیا گیا تہا لیکن اس قسم کا کوئی امر ظاہر نہین کیا گیا ہے اس غرض سے
لیلا... کہ بحث مذکور کو کسیقدر وقعت دیجاوے ہمکو ہر صورت خاص متعلقہ اون تمام حالات پر غور کرنا چاہئے جو اسکے
متعلق ہون اور اگر بعد ایسے غور کرنے کے ہمکو معلوم ہو کہ بہت سی صورتون مین مدعیان نے روپیہ امانتاً جمع
جابح کیا اور اول مرتبہ وصول نہین دیا تو کوئی ایسا نتیجہ امر مذکور سے اخذ کیا جاسکتا ہے جو بحث مدعیان کے مقدمہ کے نمبر
ہو مگر جہانتک کہ مین تجویز کرسکتا ہون مدعیان کا یہ دستور تہا کہ بہت سا روپیہ اوسوقت ادا کردیتے
تہے جب کہ کوئی ہجک شروع مین اونکے طلب کردہ مالون سے کسی مال کی بابت پہونچتا تہا اور بٹہ
طے کرلیا کرتے تہے یعنی حساب ٹہیک کرلیتے تہے جب کہ فہرست کا مال پورا ہوجاتا تہا یا قریب قریب پورا
ہوجاتا تہا کیمجی کا بیان بہت درست نہین ہے فی الجملہ مین اوسکو ایک دیانتدار و ہوشیار گواہ خیال
کرتا ہون جب کہ وہ یہ کہتا ہے کہ بٹہ ہمیشہ اندر ایک ہفتہ یا ۱۵ یوم بعد ادا سے اوس رقم کے مقرر ہوجاتا تہا
جو وہ بابت مال کے ادا کرتا تہا اس سے زیادہ وقفہ وقوع مین آتا تہا سب سے زیادہ قوی مثال جسپر
مدعاعلیہم نے استدلال کیا ہے اوس صورت معاملہ مین ہے جو عین معاملہ حال کے ماقبل ہے ۔
۱۹ جولائی و ۲۴ اگست کو کیمجی نے مبلغ ... و مبلغ ... بالترتیب ادا کئے قیمت انگلستان سے
۱۲ ستمبر تک مقرر نہین ہوئی مگر ٹہیک جسوقت اونہون نے روپیہ ادا کیا دستاویز نشانی حرف ح سے
یہ معلوم ہوگا کہ ہجک بابت مال مدعیان کے بہ لندا کو لئے آرہے تہے اور اونکی رقم کا خرچ مدعیان کے ذمہ ڈالا
جاتا تہا کتابون سے مجہے یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہئے (جیسا کہ مقدمہ حال مین) کہ مبلغان ... روپیہ
جو ادا کئے گئے بابت مال کے ادا کئے گئے گو حساب بہت عرصہ تک بعد روپیہ ادا کئے جانے کے ٹہیک نہین
ہوا تہا برخلاف اسکے مین خود کوئی امر خلاف قیاس مدعیان کے روپیہ متنازعہ کے ادا کرنے مین نہین دیکہتا
ہون اگرچہ اونکو یہ یقین بہی نہو کہ مال جہاز پر لادا گیا ہے مگر کیمجی ہم سے کہتا ہے کہ میگڈانیلڈ نے اوس سے
کہا تہا کہ مال آویگا (یعنی آرہا تہا) اور اس لئے اوسنے روپیہ ادا کردیا مین نے یہ ایک بہت صریح نتیجہ
اخذ کیا ہے کہ مدعیان کا منشا مبلغ ... روپیہ بابت مال مذکور کے ادا کرنے کا تہا اور میگڈانیلڈ نے وہ
روپیہ حساب مذکور مین وصول پایا ۔ میری بہی یہ رائے ہے کہ روپیہ قانوناً بابت مال مذکور کے ادا کیا گیا یہ بحث
کیگئی ہے کہ زر مذکور جو روپیون مین ادا کیا گیا وصول بابت اوس مال کے نہین ہے اور نہ ہوسکتا ہے
جسکی قیمت سکہ انگریزی مین مقرر ہوئی ہے یہ امر اسطور پر نہین ہے روپیہ کسی طریق سے ادا کیا جاسکتا ہے
جسکی دینے و لینے پر فریقین باہم راضی ہون ہندوستان مین مہاجن اپنے ہنڈی کا بل بذریعہ انگلستان
کی اشرفیون کے ادا کرسکتا ہے اگر مہاجن اوسکو قبول کرے مقدمہ حال بہت زیادہ قوی ہے کیونکہ مدعیان

۱۸۹۴ء — ۲ — ۶ — مسٹر جیمز میلا دہر — بنام — یارس رلیف فنڈ

نے کبہی کسی موقعہ پر بابت اپنے مال کے بجز روپیون کے ادرکچہہ ادا نہین کیا بلحاظ طریق کاروبار کے معاہدہ فی الواقع یہ تہا کہ مین شلی وکمپنی کو منجانب ہوس رسل وکمپنی کے اوسقدر روپیہ ادا کیا جاے جس سے قیمت ۰۰ گٹھریون کی بہ سکہ انگلستان پوری ہوجاوے۔

بعدازان یہ کہا گیا ہے کہ کوئی روپیہ ادا نہین ہوا جب تک کہ شرح بٹہ کی مقرر نہین ہوئی پہر مین خیال کرتا ہون کہ یہ امر اسطور پر نہین ہے روپیہ ادا کیا گیا تہا لیکن جب تک کہ شرح بٹہ کی مقرر نہین ہوئی یہ نہین جانا جاسکتا تہا کہ کسقدر روپیہ بہٹہ کا مدعیان واپس پانے کے مستحق ہین جب تک کہ یہ امر نہ کیا جاوے صحیح اندراجات واسطے اختتام معاملہ کے نہین کئے جاسکتے ہین ٹہیک اوسی طرح رجسٹر فیان انگلستان کی کلارک کے ہوٹل کو بابت بل ہوٹل کے دیکہین بالآخر یہ کہا گیا ہے کہ وصول مین شلی وکمپنی کو روپیون مین دیا گیا تہا حالانکہ وصول سکہ انگلستان مین ہوس رسل وکمپنی کو ہونا چاہئے تہا اور یہ بحث کیگئی ہے کہ ہر دو دکان علحدہ تہین کیونکہ مسٹر گیڈ انیلڈ کا دخانہ مین شلی وکمپنی مین بظاہر ایک شریک تہا گو حقیقت مین نہ تہا ممکن ہے کہ یہ امر بصورت دیوالہ نکلنے کے ہوجاے ہو کہ تقسیم سرمایہ کی درست کیجاوے لیکن بنسبت معاملات قبل دیوالہ نکلنے کے مجہکو بیشک معلوم ہوتا ہے کہ مین شلی وکمپنی کو ادا ہونا روپیہ کا بمنزلہ ادا ہونے ہوس رسل وکمپنی کے تہا لیکن اگر یہ امر اسطور پر نہو تو مین شلی وکمپنی بیشک اوس طریقہ مین وصول پانے کے لئے کارندہ تہے جسمین مدعیان نے وصول دیا اندراجات روکڑ بہی کے ہر ہفتہ ہوس رسل وکمپنی کے پاس ولایت بہیجی جاتی تہی کہ اونکو یہ معلوم ہو کہ کسطرح حسابات ہو رہے ہین ہوس رسل وکمپنی کو یہ اختیار تہا کہ وصول جو بابت مال طلب کردہ کے روپیون مین دیا گیا نہ لیتی جب تک کہ شرح بٹہ بنسبت سلفات اداکردہ کے فوراً مقرر ہوجاتی لیکن بوجہ آسایش باہمی کے طریق دیگر ہوس رسل وکمپنی کی رضامندی سے اختیار کیا گیا تہا مدعی کا وصول میری راے مین قانوناً جائز ہے بوقت روپیہ ادا کرنے کے مسٹر گیڈانیلڈ کے پاس بلہاے لیڈنگ بابت اوس مال کے تہے جو بذریعہ کلین ورمنڈ و سینیا کے روانہ کئے گئے تہے وہ بالکل اس بات پر آمادہ تہا کہ اونکو بعد لکہنے عبارت ظہری بحق مدعیان کے حوالہ کرے لیکن مدعیان نے اونکو طلب نہین کیا کیونکہ جہاز نہین پہونچے تہے روپیہ ادا ہونے پر مین شلی وکمپنی مقام بمبئی نے ان بلہاے لیڈنگ کو امانتاً مدعیان کیواسطے بطریق مواخذہ یا دعوی سے منجانب اپنے رکہا اسی طرح لندن مین ہوس رسل وکمپنی نے بلہاے لیڈنگ بنسبت اون ۲۲ گٹھریون کے اپنے پاس رکہے جو جہاز دخانی "ایڈن ہال" و انگلو اور "وینیا" و سٹی آف ایڈنبرا و "سٹومال"

مین امانتاً مدعیان کیواسطے روانہ کیگئی تہین۔

۴ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو ہوبس رسل و کمپنی نے روپیہ دینا بند کردیا اور اوسی روز ایک حکم مشعر تقرری ریسیور صاحب ہوا جسکے روسے اونکا سرمایہ مدعا علیہ بلیفورڈ کے تفویض ہوا دوسرے دن الیف ڈبلیو کیپلی مہتمم خاص جائداد کا مقرر ہوا ۲۲ عدد گٹہرون کے کرایہ نامجات اوسوقت ہوبس رسل و کمپنی کے کیپلی کے حوالہ کردیے تہے میرے روبرو یہ بحث نہین کیگئی ہے اور میری دانست مین کامیابی کے ساتہہ یہ حجت نہین کیجاسکتی ہے کہ ازروے حکم وضمن انتظامی مندرجہ ایکٹ دیوالیہ انگلستان سنہ ۱۸۸۳ء (دہ سٹیٹیوٹ سنہ ۴۶ و ۴۷ جلوس وکٹوریا باب ۵۲) یا دیگر نہج پر بلیفورڈ یا کیپلی کو ازروے حکم سپردگی نسبت کرایہ نامجات ۲۲ گٹہرون کے جواونکے پاس لندن مین تہین یا نسبت کرایہ نامجات ۴۵ گٹہرون کے جومین شلی کمپنی کے پاس تہین یا نسبت اُس مال کے جسکی بابت یہ کرایہ نامجات ہین کوئی دیگر یا مختلف استحقاق علاوہ اُس استحقاق کے جسکی بنا پر ہوبس رسل و کمپنی و مین شلی و کمپنی مال پر قبل اپنی معطلی یا دیوالیہ کے قابض تہے حاصل تہا یہ صراحت طور پر منظور یا تسلیم نہین کیا گیا ہے لیکن برعکس اسکے اوسکی نسبت صاف طور پر حجت نہین کی گئی ہے لہذا مین اسکا ذکر زیادہ تفصیل کے ساتہہ نہین کرتا ہون اگر یہ صورت ہے تو نسبت ان کرایہ نامجات کے اور اون گٹہرون کے جو مندرج بلٹیہاے مذکور تہین بلیفورڈ یا کیپلی بجانب مدعیان امانتدار ان تہے ۲۲ گٹہرون کے کرایہ نامجات پر اوسوقت عبارت ظہری ہوبس رسل و کمپنی کے نام کی تہی۔

سیگڈ انیلڈ نے اپنی درخواست بعنوان السالونسی ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو بمبئی مین گذرانی اور ازروے حکم سپردگی کے جو بمطابق درخواست مذکور صادر ہوا تہا سی اے ٹرنر مدعا علیہ نے یہ دعوی کیا تہا کہ نامبردہ مستحق رکہنے مال مین شلی و کمپنی کا بمقام بمبئی ہے سیگڈ انیلڈ نے کرایہ نامجات نسبت کلین ڈرممنڈ و ہسپینیا کے سی اے ٹرنر کے حوالہ کئے ظاہر جنپر عبارت ظہری دیا لی تہی۔

۸ - دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو مدعیان نے نالش ہذا بنام ہوبس رسل و کمپنی و مین شلی و کمپنی و سیگڈ انیلڈ کیواسطے استقرار اپنے حق نسبت ۴۵ و ۲۲ گٹہرون کے و دادرسی مستلزمہ کے دایر کی بمطابق لئے جانے ضمانت کے کہیم جی جیرام مدعی دوران مقدمہ کے لئے ان گٹہرون کا دمیانی ریسیور مقرر کیا ۱۶ دسمبر کو مسٹر ٹرنر نے کلین ڈرممنڈ اور ہسپینیا کے کرایہ نامجات پر انتقال ظہری بنام کہیم جی جیرام کیا قبل انتقال کے یہ جہاز بمبئی پہونچ گئے تہے کہیم جی جیرام مدعی کو ازروے انتقال ظہری کے

۲۳ دسمبر سنہ ۱۹۱۸ء کو کلین ڈرم منڈ جہاز سے ۱۳ گٹھریان ملین لیکن ہسپینا جہاز کی گٹھریان بہت عرصہ کے بعد ملی تہین - ۹ - دسمبر سنہ ۱۹۱۸ء کو رلیفورڈ نیشل رسیور نے رچی اسٹوارٹ و کمپنی کو تار دین مضمون بہیجا کہ ہیوس رسل و کمپنی و بین شلی و کمپنی کا مال منجانب نامبردہ بمبئی مین محفوظ رکہا جاوے - چنانچہ رچی اسٹوارٹ و کمپنی نے سی اے ٹرنر سے ۱۰ دسمبر کو مال طلب کیا -

زمانہ مذکور کے بعد رچی اسٹوارٹ و کمپنی آفیشل رسیور دکانات دیوالیہ بمبئی کے قایم مقام تہے قبل ۴ دسمبر سنہ ۱۹۱۸ء کے نامبردگان نے ۲۶ گٹھریون کے کرایہ نامجات مکیلی سے پائے - ۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۸ء کو مدعیان نے بذریعہ چٹھی اپنے سالیسٹران (دستاویز نشانی حرف سی) کے رچی اسٹوارٹ و کمپنی سے کرایہ نامجات مذکور طلب کئے اس خط کے جواب مین رچی اسٹوارٹ و کمپنی نے بذریعہ اپنے سالیسٹران کے خط مورخہ ۳۱ دسمبر کے یہ جواب دیا کہ نامبردگان کے پاس مکیلی نے کرایہ نامجات بہیجے ہین اور یہ ہدایت کی ہے کہ تاوقتیکہ روپیہ پورا ادا نہ کیا جاوے حوالگی عمل مین نہ آوے چنانچہ نامبردگان نے کرایہ نامجات کو مدعیان کے حوالہ کرنے سے انکار کیا اوسی روز رچی اسٹوارٹ و کمپنی نے مدعیان سے یہ اقرار تحریری کیا کہ ۲۶ گٹھریان بمبئی پہونچنے پر بادا ے قیمت مندرجہ بیجک کے مدعیان کے حوالہ کیجاینگی ۱۲ جنوری کو نامبردگان نے مدعیان سے ۱۰ ہزار پونڈ طلب کئے -

بلحاظ اس راے کے جو کہ مین نے مقدمہ کی نسبت قایم کی ہے مدعیان بمقابلہ قایم مقامان ہیوس رسل و کمپنی و بین شلی و کمپنی دیوالیون کے مستحق کرایہ نامجات و مال مندرجہ کرایہ نامجات کے بلا ادا ے قیمت مزید کے تہے لہذا رچی اسٹوارٹ و کمپنی کو بحیثیت اڈمنسٹریان آفیشل رسیور کے یہ استحقاق نہ تہا کہ نامبردگان کے کرایہ نامجات یا گٹھریون کو مدعیان کے حوالہ کئے جانے سے روکتے -

دکانات ہیوس رسل و کمپنی و بین شلی و کمپنی ۱۴ - فروری سنہ ۱۹۱۸ء کو دیوالیہ قرار دیگئین اور بیجے دتی مدعا علیہ دکانات مذکور کا امانت دار ۱۶ - فروری سنہ ۱۹۱۸ء کو مقرر کیا گیا بعد ازان نامجرہ نالش ہذا مین مدعا علیہ بنایا گیا تہا دیوالیون نے اپنے داینان کے ساتہہ ایسا بندوبست کیا کہ جسکی رو سے نامبردگان نے فی پونڈ ۶ شلنگ کا حصہ رسدی داینان کو ادا کیا یا ادا کرنے کا بندوبست کیا لہذا ۵ - اگست سنہ ۱۹۱۸ء کو نامبردگان کے دیوالیہ ہونیکا حکم منسوخ کیا گیا ہے وتی مدعا علیہ نے نسبت کسی گٹھری کے منجملہ ۲۶ گٹھریون مذکور یا اونکی قیمت کے کوئی دعوی نہین کیا ہے کل مال و اسباب جو سی اے ٹرنر نے بطور ملکیت بین شلی کمپنی کے بمبئی مین جمع کیا تہا نامبردہ جے وتی مدعا علیہ کے حوالہ کر دیا -

۴
۶
۱۹۱۸ء
ستمبر ۱۹۱۸ء
دیالجی ہیرا رام تارا چند
بنام
فاریج ریلفورڈ

سنہ ۱۸۹۲ع
لیلا دھر جیرام نارائن
بنام
جارج رلیفورڈ

جو کچھ کہ مین نے اوپر بیان کیا ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قایم مقامان ہوس رسل و کمپنی و مین شلی و کمپنی دیوالیون کو کوئی حقوق نسبت ۷۰ گٹھری مال متنازعہ کے حاصل نہ تھے جو جارج مے آر ڈیوہرسٹ کو عطا کرتے اور دکان مذکور نسبت ان گٹھریون کے کسی حقوق کا دعوی نہین کر سکتی جو قایم مقامان مذکور سے نے عطا کئے ہون مگر نامبردگان نے کوئی حقوق ڈیوہرسٹ و کمپنی کو عطا نہین کئے ہین یا کوئی حقوق بحق دکان مذکور منتقل نہین کئے ہین لہذا میری رائے مین دعوی ڈیوہرسٹ و کمپنی نسبت ۷۰ گٹھریون کے نامبردگان کو (یا انکو جنکو کچھ ادا نہین کیا گیا) کے محض اس استحقاق پر مبنی ہے کہ مال کو اثنائے روانگی مین روک دین۔

قبل اسکے کہ مین نامبردگان کے ان حقوق کی نسبت لحاظ کرون مین سد راہ کو بذریعہ اس اظہار کے رفع کرتا ہون کہ میری دانست مین نامبردگان نے نالش کے بعد سے حقوق (اگر کوئی ہون) جو نامبردگان کو وقت ارجاع نالش موسومہ بنے کے حاصل تھے یعنی بوجہ اس اقرارنامہ کے جو نامبردگان نے ولی مدعا علیہ سے ۱۳ جولائی سنہ ۱۸۹۱ع کو کیا تھا زائل نہین کئے ہین جہانتک کہ مدعیان اور ۸۷ گٹھریون کو تعلق ہے اقرارنامہ حسب ذیل ہے۔

ڈیوہرسٹ و کمپنی ۷۰ گٹھریان یا انکی قیمت مدعیان سے وصول کرے اگر سکتی ہو و مبلغ ... روپیہ کی نسبت اپنا دعوی متروک کر دے اور جو کچھ نسبت ۷۰ گٹھریون کے وصول ہو مجرا دے اور دیوالیہ ہونے مین یا ازروے دستاویز ہذا جسقدر روپیہ کا فرق ہوا وسکو پورا کرے اسقدر الفاظ مین ایک امر بطور تمہید نہین ہے کیونکہ ۷۰ گٹھریون متنازعہ منجملہ بہت سے اسبابون کے جو ڈیوہرسٹ و کمپنی نے حال مین نہایت کثرت سے روانہ کئے ہین تنہا ایک روانگی کا اسباب ہے او اقرارنامہ مذکور متعلق اس کل مال کے ہے جو ڈیوہرسٹ و کمپنی نے ہوس رسل و مبیی کے ہاتھ فروخت کیا جسکی قیمت کمپنی مذکور کو ادا نہین کیگئی لیکن دراصل یہ بندوبست نسبت ۷۰ گٹھریون مذکور کے ہے میرا ایک مرتبہ یہ خیال تھا کہ اگر ولی ... روپیہ بطور امانت کے منجانب ڈیوہرسٹ و کمپنی بموجب شرائط ان ہنڈویون کے قابض تھا جسکے بموجب ڈیوہرسٹ و کمپنی نے گٹھریان جو فروخت کر دی تہین تو یہ انتظام مدعیان کے مقابلہ مین داخل فریب تھا کیونکہ ڈیوہرسٹ و کمپنی نے ایسی رقم چھوڑ دی تھی کہ جسمین سے ۷۰ گٹھریون کی قیمت خود لینی کی مستحق تہی لیکن مجکو اب اطمینان ہے کہ قبل دیوالیہ ہونے کے ... مذکور ساتھہ دیگر رقوم نقد کے دکان دیوالیہ مین ملا دیا گیا تھا اور اوسکا کچھ نشان و پتہ نہین معلوم ہوسکتا تھا لہذا اول رلیفورڈ کے پاس اور بعد ازان ولی کے پاس کوئی رقم امانت مین نہ تہی جو ڈیوہرسٹ و کمپنی کو ۷۰ گٹھریون کی بابت ادا کیجاتی اسلئے امر پر غور کرنا ضرور نہین ہے کہ اگر نامبردگان ایسا کرتے تو کیا ظہور مین

۱۸۹۵ء
نیا
سنہ ۱۸۹۵ء
خاں الیلا ... بنام جارج ایڈورڈ

۳۔ آیا ممکن ہے کہ وہ صورت ہوتی کہ جسمین ایک شخص کی جگہ دوسرا شخص آجاتا ہے مین اسکی لسبت کوئی رائے ظاہر نہین کرتا میرا یہی خیال ہے کہ ڈلیوہرسٹ وکمپنی کو فی پونڈ ۴ شلنگ یا چھ شلنگ قیمت ۸۷ گٹھریون پر دادنی کئے گئے ہین باوجود اس امر کے کہ ادا کیا جانا چاہئے شلنگ پونڈ کا پشت کرایہ نامجات پر تحریر ہے صحیح واقعہ یہ ہے کہ یہ رقم اس بقایا کی بابت ادا ہوئی تھی جو ڈلیوہرسٹ وکمپنی کو بعد وصول ہوجانے اونکی ضمانت معہ ۸ گٹھریون متنازعہ کے تخمیناً واجب الادا تھی یہ بقایا ایسی ہے کہ جو ہنوز قطعی طور پر طے کرلینے کے قابل ہے۔

لحاظ اس رائے کے اس امر پر غور کرنا ضرور ہے کہ نالش ہذا مین ڈلیوہرسٹ وکمپنی کے فریق ہونیکی کیا وجہ ہے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ ڈلیوہرسٹ وکمپنی نے بروقت دیوالیہ ہونے ہیوس رسل وکمپنی کے، گٹھریان بلا ثبت قیمت کے فروخت کردی تہین اور تحقق عمل مین لانے اون جملہ حقوق کے جو بائعان بلاقیمت کو حاصل ہوتے ہین دوران انتقال کے تہیہ کہ گٹھریون کو اثناء سفر مین روک دین اول بحث جو پیدا ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ آیا استحقاق مذکور اوسوقت زائل ہوگیا تہا یا نہین کہ جب ہیوس رسل وکمپنی نے گٹھریان لورپول مین لین (اگر کوئی گٹھریان لین) اور جہاز پر لادین تہین امر بحث طلب مذکورہ اُن شرائط پر منحصر ہے جن پر کہ ڈلیوہرسٹ وکمپنی نے مال ہیوس رسل کمپنی کے ہاتھ فروخت کیا تہا اور اونکو سفر مین روانہ کیا تہا۔ یادداشت ہائے خرید و فروخت مال متنازعہ متذکرہ بالا محض یادداشت معمولی ہین اور نہ کچھ نہیں ... شرائط بیع فروخت عمل مین آئی ایسی معمولی شرائط تصور کرنی چاہئین جنپر ہیوس رسل وکمپنی ڈلیوہرسٹ وکمپنی سے مال خرید کرتی تہی۔ بہیکیون مین یہ شرائط مندرج ہین جہاز پر اسباب روانہ کرنے کی ہرصورت مین شرائط مذکور ہمشکل ہین منجملہ شرائط مذکور کے ایک شرط کی یہ عبارت ہے۔

"وہ نمبر وار گٹھری مال نشان ان حروف ہے رائن والیس ۱۵۹-۱۶۰-۱۶۵ ایڈن مال جہاز پر بمبئی روانہ کیا گیا یا بہیں اسکی رسید بابت حساب اُن اشخاص کے جنکو تعلق ہے بہیجا گیا۔ قیمت مال ہیوس رسل وکمپنی لندن کے پاس خصوصاً ... برائے حفاظت کے بہیجی جائے کہ جو آرڈلیوہرسٹ کی ہنڈویات نسبت اس مال یا کسی مال کے مبنی مذکور ہوسکا ہے۔

چہٹی ڈلیوہرسٹ وکمپنی مین جسمین کمپنی مذکور کی ہنڈوی واسطے سکارنے لسبت قیمت مال کے ملفوف تہی قیمت کے لفظ خاص کی لسبت شرائط مندرج مین ہیوس رسل وکمپنی کی چہٹی سے جسمین سکار جانے ہنڈوی کی اطلاع ہے انتظام مذکورہ منظوری ہوئی ہے ان دستاویزات سے وشہادت لسانی سے جو روبرو کمیشن دیگئی ہے مجکو یہ واضح ہوتا ہے کہ جب ڈلیوہرسٹ وکمپنی نے ہیوس رسل وکمپنی کے پاس

سنہ
لیلاءہرچید
بنام
جارج ولفو

مال لیورپول روانہ کیا اور بلٹی بزد مال مع نام جہاز کے جسپر مال روانہ ہونیوالا تہا بھیجین تو کمپنی مذکور نے واقعی مال بمبئی کے لئے پاس ہن شلی وکمپنی کے روانہ کیا اور گو ہیوس رسل وکمپنی کو بمقام لیورپول یہ اختیار تہا کہ استحقاق مال کی دستاویزیں قابض ہونے کیوجہ سے اوسکے منزل مقصود کو تبدیل کردیتی اوس مال کو دوسری طرف کو روانہ کرتی مگر بوجہ اس فعل کے کمپنی مذکور کی طرف سے ڈیوہرسٹ وکمپنی کے مقابلہ مین بددیانتی ہوتی اگر خلاف ورزی صریح شرائط معاہدہ بائعان کی ہوتی بمقام لیورپول ہیوس رسل کمپنی کا کبہی قبضہ واقعی مال پر حاصل نہ تہا مال مذکور ہمیشہ درمیانی شخصون کے قبضہ مین اغراض سفر کے لئے رہا اور گو ہیوس رسل کمپنی نے مال کو اپنے نام سے جہاز پر روانہ کیا تہا مگر کمپنی مذکور نے یہ فعل بموجب اوس معاہدہ کے کیا تہا جو مابین اوسکے اور ڈیوہرسٹ کمپنی کے تہا کمپنی مذکور نے مال کے اوتارے جانے کے لئے کوئی منزل جدید ظاہر نہین کی تہی اس امر سے مابین مقدمہ حال و مقدمہ یکطرفہ مالیس (۱) کے فرق ظاہر ہوتا ہے اور مقدمہ حال سے سند نظر یکطرفہ والٹس (۲) متعلق ہوتی ہے اس واقعہ سے کہ ہیوس رسل وکمپنی کی دکان سے لیورپول مین جہاز پر مال روانہ کرنے کا انتظام ہوا تہا یہ لازم نہین آتا ہے کہ سفر جو ابتداً بمبئی کے لئے مقصود تہا اول سفر لیورپول تک و بعدازان لیورپول سے بمبئی تک کیا جاتا یہ کہنا کافی نہین ہے کہ سلسلہ سفر شکست ہوا۔ مقدمہ لاین بنام ہنونگ (۳) جسمین مقدمہ بیتہل بنام کلارک (۴) لیا گیا ہے میری راے مین روانگی اوسوقت تک قایم رہی کہ جب تک گٹھریان اپنی منزل مقصود کو بمبئی پہونچین کہ یہی عبارت وکلی نسبت بعض صورتون مین مستعمل ہوئی ہے اوسوقت تک ڈیوہرسٹ وکمپنی کا حق مال کو راستہ مین روک دینے کا برقرار رہا۔

لبعدازین مجکو اس امر پر لحاظ کرنا ہے کہ آیا ڈیوہرسٹ وکمپنی نے مال مذکور کو یا کسی جزو مال کو ایسے کامل طور پر اثناے روانگی مین روک دیا تہا کہ جس سے مال مذکور کی نسبت مدعی کی حق تلفی ہوئی۔

۲۔ دسمبر کو ڈیوہرسٹ وکمپنی نے رسیور کو تحریری نوٹس دی جسمین اوسنے نسبت جملہ دستاویزات متعلقہ جہاز و مال و قیمت اشیاء رقوم بابت اوس مال کے جو ہن شلی وکمپنی کے نام بمبئی کو جہاز پر روانہ ہوا تہا اور جسکی نسبت جارج وفا ڈیوہرسٹ نے سندرطیات لکہی تہین دعوی پیش کیا

(۱) بلو ۔ ٹ کو بنیس بنیچ ڈویزن جلد ۹ صفحہ ۳۹ (۲) رپورٹز چانسری ڈویزن جلد ۵ صفحہ ۳۵ -
(۳) مقدمات اپیل جلد ۲ صفحہ ۳۹۱ - (۴) رپورٹز کوئینس بنیچ ڈویزن جلد ۴ صفحہ ۶۱۵ -

رچی اسٹوارٹ و کمپنی نے یہ اطلاع تحریری افشیل اسینی کو دی کہ کمپنی موصوف نے بارہ گٹھریان جو "ہسپنیا" جہاز پر تہین لعذبنہ پورٹ ٹرسٹ کے روک دی ہین وہ نیز اُن کارروائیون کی اطلاع دی جو کمپنی موصوف نے نسبت ۱۳ گٹھری محمولہ جہاز کلین ڈرمنڈ کے جبکے آنے کی امید تہی کی تہین اس خط سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قبل تاریخ خط مذکور کے گریہم و کمپنی نے تیرہ گٹھریان محمولہ جہاز "ہسپنیا" کی حوالگی کا حکم دیا تہا - نوٹس مال روکنے کی جو افشیل اسینی کو دی گئی تہی وہ بنفسہ لغو یا ایک سدا ثنا سے راہ کے بے سود تہی نوٹس مذکور سمجھا بعد اُن نوٹسون کے تحریر ہوئی تہی جنکا مین ابہی ذکر کرونگا۔ علی الصباح ۱۵ - دسمبر کو رچی اسٹوارٹ و کمپنی نے گریہم و کمپنی گماشتگان جہاز "ہسپنیا" کو یہ اطلاع دی کہ ۱۲ گٹھریان جو بذریعہ جہاز مذکور کے لائی گئی تہین روک دیجا ئین مگر یہ واضح ہوتا ہے کہ قبل نوٹس مذکور کے مال فرودگاہ (ڈاک) مین اوتار لیا گیا تہا۔ مسٹر کرمنجانب رچی اسٹوارٹ و کمپنی بحیثیت کارکن ڈیوہرسٹ و کمپنی کے فرودگاہ موسومہ پرنس کو گیا اور یہ دیکھا کہ گٹھریان اوتار لی گئین ہین۔ برطبق اوسکے نامبردہ نے اہلکاران فرودگاہ کو نوٹس اونکے روکنے کی دی اوسوقت گریہم و کمپنی نے حکم حوالگی مال کا دیدیا تہا بلحاظ اون وجوہ کے جو مین ابہی بیان کرونگا مین نے یہ رائے قایم کی ہے کہ اِن خاص گٹھریون کے روکنے کی یہ کوشش غیر موثر تہی اور استحقاق مدعیان نسبت مال مذکور بمقابلہ استحقاق گماشتگان ڈیوہرسٹ و کمپنی کے مرجح ہے۔ مال قبل پہونچنے اطلاع روکنے کے "منزل مقصود" پر پہونچگیا تہا دیگر خطوط کا جو اُس جزو مقدمہ کے متعلق داخل ہوئے ہین ذکر کرنا غیر ضروری ہے اس فعل بیجا مال کے لیجانے والے سے مال کے منزل پر پہونچنے کے بعد استحقاق خریدار زائل نہین ہوسکتا ہے مقدمہ برو بنام برون (۱)۔

۱۵ - دسمبر کی صبح کو رچی اسٹوارٹ و کمپنی نے فنلے میو کمپنی گماشتگان جہاز کلین ڈرمنڈ کو یہ نوٹس دی کہ ۱۳ گٹھریان جو جہاز مذکور پر باثنائے راہ مین تہین روک دیجائین شہادت مسٹر کر سے یہہ واضح ہوتا ہے کہ لوقت دینے اس نوٹس کے یہ گٹھریان جہاز کلین ڈرمنڈ پر موجود تہین نامبردہ فرودگاہ معروف بہ پرنس ڈاک پر گیا اور اس امر کو تحقیق کیا نامبردہ نے اہلکاران فرودگاہ مذکور کو بہی مال روکنے کی اطلاع دی تہی اسوقت بلاشبہہ مال لقبضہ ناخدا کلین ڈرمنڈ کے تہا اور اسلئے مال مذکور اوسوقت تک مال لیجانے والے کے قبضہ مین تہا اور روک یا جاسکتا تہا سیری رائے مین گماشتگان کا یہ کار منصبی تہا کہ فوراً اس نوٹس کی خبر کلین ڈرمنڈ کے ناخدا کو دیتے لہذا نوٹس جو گماشتگان کو دیگئی ہے بمنزلہ نوٹس بنام نامبردہ کے ہے مقدمہ کیمپ بنام خاک (۲)،

پیرا ۱۰ سنہ ۱۸۹۰ع
بلادیہ جیرام مثارعی
بنام
لیپانج رلیف

جا

(۱) رپورٹ اسپیکر جلد ۴ صفحہ ۲۷۱ (۲) مقدمات اپیل جلد ۱ صفحہ ۵۸۵۔

سنہ ۱۹۰۲
لیلا مہر جی
بنام
جارج رلیفو

ملاحظہ طلب اسوقت تک کرایہ نامہ جہاز کیمرجی مدعی کے پاس منتقل یا حوالہ نہین کیا گیا تہا بلکہ بیکلمنبڈ کے فیشل اسینی کے قبضہ مین تہا جو بین اشلی وکمپنی کے استحقاق سے بہتر استحقاق کی بنا پر قابض نہ تہا اور یہ ایسا استحقاق تہا جسکو وہ بائعان جنکو قیمت ادا نہین ہوئی زائل کرنے کے مستحق تہے لہذا میری عدالت مین یہ نوٹس روکنے مال کی ایسے کافی وقت مین دیگئی تہی کہ مدعیان کا استحقاق ۳ گہٹریون کی نسبت زائل ہوجا تا مراسلات مزید کا جو اس بارہ مین ہوئے تذکرہ کرنا غیرضروری ہے ۳ دسمبر کو فیشل اسینی نے مدعی کیمرجی کو کسبقدر رسید روانہ سے تحریر ٹہری کرایہ نامہ کے ۳ گہٹریان حوالہ کین میری عدالت مین یہ قاعدہ صاف ہے کہ اثنائے راہ مین مال روکنے کی نوٹس دینے کے بعد اگر مال لیجانیوالا مال کو بیجا طور پر حوالہ کردے تو استحقاق بائع کا جسکو قیمت ادا نہین کیگئی ہے زائل نہین ہوتا ہے مقدمہ سیبٹ بنام کوئی (۱) ملاحظہ طلب ـ

اب مین اُن ۲۶ گہٹریون کا ذکر کرتا ہون جو ۱۳ - دسمبر کو مدعیان کو بشرط ادا کرنے انکی قیمت کے پکیلی حوالہ کرنے پر آمادہ تہے از روے اقرارنامہ مورخہ ۱۱ - دسمبر متذکرہ بالا کے جو مابین ڈیوہرسٹ کمپنی و فیشل رسیور کے عمل مین آیا تہا رچی اسٹوارٹ وکمپنی میری عدالت مین بحیثیت گماشتگان فیشل رسیور و پکیلی کے نہ کہ بحیثیت گماشتگان ڈیوہرسٹ کمپنی کے گہٹریون پر قابض تہی مسٹران کانڈاے وبرٹون کے خط مورخہ ۸ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء مین یہ امر غلط تحریر ہے کہ مال مذکور پر قبضہ منجانب ڈیوہرسٹ کے ہی تہا مبنیت مال پر نہ کہ پلٹی پر قبضہ بحساب مشترکہ مقصود تہا یہ قبضہ فیشل رسیور پکیلی کا جو منجانب مدعیان کرایہ نامجہانکے امانت دار تہے بمقابلہ ڈیوہرسٹ کمپنی کیواسطے فائدہ مدعیان کے تہا ـ ۱۳ دسمبر کو رچی اسٹوارٹ وکمپنی نے منجانب فیشل رسیور پکیلی کے پانچ مختلف جہازون کے گماشتون کے نام جن جہازون پر کہ ۲۶ گہٹریان روانہ ہوئی تہین نوٹس اس مضمون کی بہیجین کہ منجانب کمپنی موصوف گماشتگان مال پر قابض رہین اور یہ تحریر کیا کہ نامبردگان کے پاس کرایہ نامجات ہین یہ جملہ اطلاعنامجات ڈیوہرسٹ وکمپنی کی طرف سے اطلاعنامجات کے روانہ ہونے سے قبل جنکا ذکر مین آیندہ کرونگا پہونچے تہے اوسوقت اقل درجہ چار جہاز ڈاک یعنی فرودگاہ مین موجود تہے ـ تواریخ جہازپر سے گہٹریان مذکورہ اتارنے کی حسب ذیل ہین ـ

---

(۱) رپورٹ ٹامٹن صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۲۹ ـ

۹۰۰ ۴ ۶

اڈین ہال پر سے	۲-جنوری ۱۹۰۱ء کو		۹	گٹھریان اوتاری گئین	۳	گٹھریان اوتارنے سے باقی ہین
انکلوا پر سے	ایضاً	ایضاً	،،	ایضاً	۱۳	ایضاً
رومینیا	ایضاً	ایضاً	۱۳	ایضاً	۹	ایضاً
سٹی آف اڈنبرا	ایضاً	ایضاً	۱۲	ایضاً	۸	ایضاً
وسٹونال	ایضاً	ایضاً	۱۲	ایضاً	۸	ایضاً
میزان ۴۶ گٹھریان جو اوتاری گئین					۴۱ گٹھریان جو اوتاری نہین گئین	

لہذا ۳ جنوری ۱۹۰۱ء کو ۴۶ گٹھریان حکام فرودگاہ کے قبضہ مین تہین اور ۴۱ گٹھریان انکلوا اڈین ہال جہازون پر تہین۔

۲- جنوری کو رچی اسٹوارٹ وکمپنی نے منجانب ڈیوہرسٹ کمپنی کے مختلف گماشتگان جہازہا سے مذکور کو اطلاعنامجات تحریری بہیجے کہ گٹھریان ہاے مذکور کو بجز گٹھری ہاے محمولہ وسٹونال جہاز کے جنکی لسنبت کوئی نوٹس نہین دیگئی تہی اثناے راہ مین روک دیا وین چٹہی کے اخیر مین منجانب افیشل ریسیور کے اثناے راہ مین مال روکنے کی بابت نوٹس تہی لیکن چونکہ ان خاص گٹھریون کو نامبردہ نے بلا وصول قیمت کے فروخت نہین کیا تہا لہذا نوٹس منجانب نامبردہ قابل نظرانداز کرنے کے ہے

یہ جملہ اطلاعجات ۳ جنوری کو دیئے گئے تہے لسنبت اون ۱۶ گٹھریون کے جو جہازون پر اوسوقت تہین بنظر اون وجوہ کے جو مین نے کلین ڈرمنڈ کے معاملہ مین ظاہر کئے ہین مین یہ تجویز کرتا ہون کہ جو نوٹس منجانب ڈیوہرسٹ کے اثناے راہ مین مال کے روکنے کے لئے دی گئی تہین وہ وقت مناسب پر دیگئی تہین استحقاق ڈیوہرسٹ کمپنی کا لسنبت ان گٹھریون کے مرجح ہونا چاہئے اور یہی ذات مین استحقاق مذکور لسنبت ۱۳ گٹھری محمولہ رومینیا جہاز کے بہی مرجح ہونا چاہئے جو نوٹس کہ ہم و کمپنی گماشتگان رومینیا جہاز کو ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو دیگئی تہی وہ نہ صرف متعلق گٹھریون محمولہ "رومینیا" جہاز کے تہی بلکہ دیگر گٹھریون کے متعلق بہی تہی جو بحساب جارج وارڈیوہرسٹ کے بنام مین شلی وکمپنی کے روانہ ہوئی تہین" یہ نوٹس بلاشبہ غیر محدود تہی لیکن تاہم وہ متعلق مال محمولہ رومینیا کے ہے اور ایسے وقت پر دیگئی تہی کہ گٹھریان محمولہ رومینیا منزل گاہ پر پہونچنے سے روک دیجا تین لسنبت ۱۲ گٹھریون محمولہ وسٹونال منجملہ بقیہ ۳۰ گٹھریون کے جو نیلام گاہ معروف پرلن ڈاک مین ۲ جنوری کو موجود تہین کوئی اطلاع منجانب ڈیوہرسٹ کمپنی کے ثابت نہین ہوئی ہے اور ان گٹھریون کے مستحق مدعیان ہین۔

۱۹۰۲ء
بنام
جارج رلیفورڈر

سنہ ۹۲ء
لیلا دہر جیرا
بنام
جارج رلیفورڈ

بقیہ ان گہٹریون کے معاملہ سے نہایت مشتبہ اور مشکل امور بحث طلب پیدا ہوتے ہین افسوس کرتا ہون کہ ان گہٹریون کی نسبت مقدمہ مین اور زیادہ بحث نہین کیگئی سوال یہ ہے کہ کس حیثیت سے ٹرسٹیان پورٹ مال مذکور پر قابض تہے بمبئی کے ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۷۹ء کی رو سے نامبردگان جماعت عام ہین اور اونکے ذمہ چند کار ہائے منصبی عاید کئے گئے ہین منجملہ دیگر امور کے نامبردگان از روے ایکٹ مذکور مالک و منتظم قیامگاہ جہازات کے ہین اور واسطے انجام دینے اپنے فرائض کے نامبردگان حسب دفعہ ۴۳ محصول ابواب وصول کرتے ہین چونکہ نامبردگان جماعت عام ہین لہذا اونپر یہ پابندی ہے کہ جملہ مال کو جو ٹہیک طور پر اونکے سامنے پیش کیا جائے اپنے مال رکہنے کی جگہ اور گوداموں مین رکہین دفعہ ۶۱ مین یہ حکم ہے کہ اگر ناخدا یا مالک جہاز قبل اسکے کہ مال کسی بورڈ کے گودام مین اوتارا جائے بورڈ کو یہ نوٹس تحریری دے کہ مال تابع مطالبہ کرایہ یا دیگر ابواب کے ہے جو مالک جہاز کو واجب الادا ہون تو مال مذکور بابت اون ابواب کے مواخذہ مذکور کے (اگر کوئی ہو) اوسی طور پر تابع رہیگا جیسا کہ قبل اوتارے جانے کے تہا اگر مال بورڈ کے گودام اور مکانات مین مالکان کی ذمہداری اور خرچ سے رہتا ہے تاکہ بغرض ادائے مطالبہ مذکور و ابواب بورڈ کے فروخت کردیا جائے دفعات مندرجہ ایکٹ بمبئی دربارہ اس امر کے مشتمل اون دفعات کے ہین جنکے بموجب مال لندن و دیگر مقامات مین گودام سفرنشٹ مین اوتارا جاتا ہے۔

اس قسم کے گوداموں مین مال وتارنے کے اثر کی نسبت مقدمہ بار بر بنام میرسٹن (۱) و گلین بلس کمپنی بنام لسبٹ والیٹ انڈیا ڈاک کمپنی (۲) مین بہت لحاظ کیا گیا ہے مقدمہ آخر الذکر مین مابین حکام کے جنکے روبرو مقدمہ پیش ہوا تہا نسبت اس امر کے کہ آیا مال پر قبضہ تابع کسی معاہدہ کے تہا یا نہین

اور اگر ایسا تہا تو کسکے ساتہہ معاہدہ ہوا تہا بہت اختلاف راے تہی اس امر مین بریٹ صاحب لارڈ جسٹس کی بعدالت اپیل میری دانست مین وہی راے تہی جو ہوس آف لارڈس مین قرار دیگئی تہی یعنے یہ کہ مال حسب احکام اسٹیٹوٹ کے جہاز پر سے اوتارا جاتا ہے اور اوسپر قبضہ بموجب احکام اسٹیٹوٹ مذکور کے ہوتا ہے اور کسی شخص کے ساتہہ معاہدہ نہین ہوتا ہے اس اسٹیٹوٹ مین جسکی نسبت مقدمہ مذکور مین و نیز مقدمہ حال مین لحاظ کیا گیا ہے کوئی حکم اس بارہ مین نہین ہے کہ کس طرح سے اور کس شخص کو مال حوالہ کیا جائے اور یہ تجویز ہوئی ہے کہ اس بارہ مین مال کے اوتارنے سے کوئی فرق نہین ہوتا ہے اور غرض مذکور کے لئے مہتممان بندرگاہ کی حیثیت و ناخدا کی حیثیت واحد ہے اور نامبردگان کو بلحاظ ضرورت بل آف لیڈنگ کے جو بعد تحریر ظہری کے اونکے حوالہ کیا گیا ہو مال حوالہ کرنا چاہئے تہا نیز مصدرہ ہوس آف لارڈس

(۱) مقدمات اپیل انگلینڈ و آیرلینڈ جلد ۲ صفحہ ۲۱ (۲) مقدمات اپیل جلد ۲ صفحہ ۵۹۱۔

سے ایک یہ مقولہ ہی میری دانست مین اخذ ہوتا ہے کہ جب تک مال تابع حکم شعر روکنے مال بعوض کرایہ کے ہو بل آف لیڈنگ کا کام ختم نہین ہوتا ہے اور مال ان مراتب لازمی کے تابع ہوتا ہے جو اصلی معاہدہ مندرجہ بل آف لیڈنگ سے پیدا ہوتے ہین۔

اس سے یہ نتیجہ ظاہر نکلتا ہے کہ جب تک مال پر مواخذہ کرایہ کا ہو روانگی ختم نہین ہوتی ہے مال مقام مقصود پر نہین پہونچا ہے مگر مقولہ برعکس بہی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ جب مالک جہاز مال ازروے اسٹیٹیوٹ اوتارتا ہے اور اوسکا کرایہ ادا ہوجاتا ہے تو نامبردہ کا استحقاق حکومت اور مواخذہ کا مال پر جاتا رہتا ہے اور اوسکے بعد سے مال پر قبضہ مالکان گودام کا ازروے اسٹیٹیوٹ تنہا منجانب اوس شخص کے جسکے پاس مال بہیجا جائے ہوتا ہے۔ مقدمہ حال مین چونکہ کرایہ ہر حالت مین پیشگی ادا ہوگیا تہا ناخدایان جہازان کا اوسوقت کہ جب مدعیان کا مال فرودگاہ برلس مین اوتار اگیا تہا مال پر کوئی مواخذہ یا اختیار باقی نہ تہا حکام فرودگاہ مال پر ازروے احکام اسٹیٹیوٹ منجانب قابضان بلہاے لیڈنگ یعنی فیل رسیورو مکسیلی کے جنکے قایم مقامان رچی اسٹوارٹ و کمپنی تہے قابض تہے اور اشخاص آخر الذکران بلہاے لیڈنگ یعنی کرایہ ناجات پر بحیثیت امانتداران منجانب مدعیان قابض تہے اگر یہ صحیح راے ہو تو مال اوتارے جانے کیوقت اثناے راہ مین نہ تہا۔

مگر قاعدہ ۔ ۵۹ قواعد پورٹ ٹرسٹ کیوجہ سے جو حسب ذیل ہے نہایت دقت واقع ہوئی۔ "جو مال کہ فرودگاہ مین اوتارا جائے اوسکی حوالگی صرف اوس صورت مین عمل مین آویگی کہ جب بلہاے لیڈنگ مع حکم حوالگی ناخدا یا کارکن جہاز کے پیش کئے جائین" اسمین شک نہین ہے کہ اس حکم حوالگی سے یہ مقصود تہا کہ وہ بطور رسید کے سمجہا جائے کہ کرایہ ادا ہوگیا ہے لیکن یہ کہ حسب دفعہ ۲۴ ایکٹ مذکور کوئی مواخذہ نہین ہے درحالیکہ کوئی کرایہ واجب الادا نہو اور ناخدا کا کوئی مواخذہ نہو تو کیا یہ لازم آتا ہے کہ قابض بل آف لیڈنگ کے ایسے حکم کے حاصل نہ کرنے سے مال تا حصول حکم مذکور اثناے راہ مین ہے یعنے فی الجملہ یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مال اثناے راہ مین نہین رہتا ہے میری دانست مین اس قاعدہ سے یہ مقصود نہ تہا اور نہ ہے کہ حقوق ان اشخاص پر جنکے پاس مال بہیجا جائے کچہ اثر ہو بلکہ محض ایک قاعدہ سررشتہ کا ہے تاکہ ملازمان بورڈ اس مال کے حوالہ کرنے سے جسپر ناخدا جہاز کا مواخذہ ہو باز رہین مجکو اس امر کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی ہے کہ کارکن جہاز حکم حوالگی دینے پر کیون مجبور کیا جاسکتا ہے جیسا کہ مین ثابت کرچکا ہون جب کہ مال جسکا کرایہ واجب ہو اوتارا جائے تو نامبردہ کے زیر اختیار نہین ہوتا ہے بلکہ عہدہ داران فرودگاہ کی معلوم

۱۸۹۰ء
نجی
جیرام
بنام
رلیفورڈ

سنہ ۹۲

لیلا دہر جیرام

جارج لیفورڈ

ہوئی ہے - میری دانست مین مہتمم گودام نے سوالات جرح کے دباؤ سے حکم حوالگی کو ایک بہت اعلی درجہ پر قایم کیا ہے مگر سپنیا کی بابت یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بل آف لیڈنگ کی پشت پر حکم حوالگی ایجنٹان لکہا گیا تہا پیشتر اسکے کہ ڈیوہرسٹ وکمپنی نے ۱۳ دسمبر کو اطلاع روکنے کی دی - نیز ۱۲ گٹہریوں کی بابت مین خیال کرتا ہون کہ جب فیشل رسیو نے ۳۱ دسمبر کو نوٹس دین تو معاملہ کو اس طور پر تصور کرنا چاہیے کہ گویا نامبردہ نے اسوقت احکام حوالگی حاصل کیے تہے -

خواہ یہ بات ہو یا نہو میری یہ راے ہے بابت اس مال کے جو پیشتر اس سے کہ ڈیوہرسٹ وکمپنی نے روکنے کی نوٹس ۳ جنوری کو دی اوتار لیا گیا تہا کوئی نوٹس اثنا ر راہ مین مال روکنے کی اشخاص مناسب کو دیے جانے کا ثبوت نہین ہوا ہے - عہدہ داران فرودگاہ اُن متعدد ایجنٹان کے ملازم نہ تہے جنکو نوٹس دیگئی تہین - اور نہ ایجنٹان مذکور پر یہ فرض عاید کیا گیا تہا کہ عہدہ داران فرودگاہ کو اطلاع دین از روے احکام قانون مال کے بابت ایجنٹان کے فرایض اوسوقت ختم ہوگئے تہے جبکہ مال مذکور جہاز سے اوتارا گیا - چنانچہ جب اشخاص آخر الذکر نے اس بات کو مارچ مین بموجب تحریر ظہری ثبتہ بلہا ے لیڈنگ جی اسٹوورٹ وکمپنی جو مرتہنا مبردگان کبحیثیت ایجنٹان فیشل رسیو پکلی کے متصور ہونے چاہئین چہوڑ دیا - یہ ظاہر نہین ہوتا کہ اونہون نے اثنا سے راہ مین کوئی اطلاع مال روکنے کی پائی تہی اور اسلیے استحقاق مدعیان کا ۱۲ گٹہریون کیواسطے جسپر کہ مین اب غور کر رہا ہون بہ نسبت استحقاق ڈیوہرسٹ وکمپنی کے فایق ہے -

نتیجہ یہ ہے کہ بموجب مضمون حکم رضامندی مورخہ ۲۴ فروری سنہ ۱۸۹۱ء مدعیان کو بذریعہ جی اسٹوارٹ وکمپنی کے ڈیوہرسٹ وکمپنی کو قیمت بابت ۱۴ گٹہریون کی (نوٹ ملاحظہ طلب) معہ سود بحساب پانچ روپیہ فیصدی سالانہ من ابتداے تواریخ معینہ لغایت وصول ادا کرنی چاہیے -

کل فریق اپنا اپنا خرچہ برداشت کرین -

اٹرنیان منجانب مدعیان - مسٹران ٹہاکرداس دہرمسی وکاما -

اٹرنیان منجانب مدعاعلیہم - مسٹران کانزلے وبراؤن -

(نوٹ) ۲۴ گٹہریان جنکی بابت یہ تجویز ہوئی تہی کہ اطلاع بابت اثنا ر راہ مین اونکے روکنے کی دیدی گئی تہی اولاسلیے مدعیان کو انکی بابت روپیہ دینا پڑا (دیکہو حکم ۲۴ فروری مذکورہ بالا صفحہ ۱) حسب ذیل قایم ہوئی تہی ۳ - گٹہریان محمولہ کلین ڈرمنڈ ا وہ ۱۶ گٹہریان محمولہ وینیاجو بذریعہ نوٹس مورخہ ۱۵ - دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء روک دیگئی تہین اور ۱۲ گٹہریان محمولہ پچوا دا ا ور ۳ (منجملہ ۱۲) محمولہ ایڈن مال جو ۳ جنوری سنہ ۱۸۹۱ء تک ہنوز جہاز پر سے نہین اوتاری گئی تہین -

صیغہ اپیل دیوانی (۱۵)

باجلاس جارڈین صاحب جسٹس و پارسنس صاحب جسٹس

۱۹ - اکتوبر ۱۸۹۱ء

شیخ آدم یوسف بہائی (ابتداءً مدعاعلیہ) اپیلانٹ بنام جمناداس ورنچھورداس وغیرہ (ابتداءً مدعیان) رسپانڈنٹان ٭.

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۸۳ - نالش - اثبات حق قرقی بار ثبوت - استحقاق مدعاعلیہ ایسی نالش مین نسبت پیش کرنے حق ایک شخص ثالث کے جب کہ خود مدعاعلیہ کے حق پر کہ جو بذریعہ اشخاص مذکور کے حاصل ہوا الزام فریب کا ہے - ڈگری - اجرا - رجسٹری - ایکٹ جسٹری نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء دفعات ۲۱ و ۶۰ - تفصیل جایداد جو دستاویز انتقال مین نہین داخل ہے مگر نوٹ ذیل مین درج ہے -

فیض اللہ مالک ایک مکان کا سورت مین تہا ۲۰ - اگست سنہ ۱۸۸۲ء کو اوسکو عدالت سپریم کورٹ مقام اسٹریٹس سٹلمنٹ نے کہ جسکے علاقہ حد اختیار سماعت کے اندر وہ اوسوقت کاروبار بطور تاجر کے کرتا تہا دیوالیہ قرار دیا - ۲۰ فروری سنہ ۱۸۸۴ء کو اوسنے ایک دستاویز انتقال مکان مذکور کی بحق مسٹر کیرو امین صیغہ دیوالیہ کے واسطے فائدہ اوسکے قرضخواہان مندرجہ فہرست کے جن مین سے مدعاعلیہ ایک تہا تحریر کی مدعاعلیہ کے پاس وہ مکان بعوض اُن رقوم کے کہ جو اوسنے فیض اللہ کو دی تہین رہن تہا - کیرو کا ایک گماشتہ مسمی لطف محمد ہندوستان مین تہا جسکے ساتہ مدعاعلیہ شریک کاروبار تہا - ۲ نومبر سنہ ۱۸۸۴ء کو مدعیان نے ایک ڈگری مبلغ ..... کی بمقابلہ فیض اللہ اور ایک شخص دیگر کے حاصل کی اور اس ڈگری کے اجرا مین اونہون نے مکان متنازعہ کو بطور ملکیت فیض اللہ کے قرق کرایا - قبل قرقی کے مدعاعلیہ بعوض زر رہن باقیمی اپنے کے مکان مذکور کا انتقال منجانب کیرو سے حاصل کر چکا تہا وقت انتقال کے اوسنے کچھہ اور معاوضہ نہین دیا تہا - جب قرقی منجانب مدعیان کے کرائی گئی تو مدعاعلیہ نے مکان کا دعوی بہ حیثیت خریدار کیرو کے پیش کیا اور قرقی اوٹہالی گئی - تب مدعیان نے یہ نالش بموجب دفعہ ۲۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء واسطے اثبات اپنے حق نسبت قرق کرنے مکان بطور جایداد اپنے مدیون ڈگری کے دایر کی - مدعیان (رسپانڈنٹان) نے یہ بحث کی کہ انتقال مکان منجانب کیرو موسومہ مدعاعلیہ فریبی ہے کیونکہ مدعاعلیہ شریک کیرو کے گماشتہ کا ہے اور کوئی معاوضہ بعوض انتقال کے نہین ادا کیا گیا مدعاعلیہ

٭ اپیل نمبر ۸۸ سنہ ۱۸۸۹ء -

(اپیلانٹ) نے یہ حجت کی کہ اوسکا فقط یہ دکہلانا کافی تہا کہ استحقاق کیرو کا جایز تہا اگر یہ مکان جایز طور پر کیرو کے پاس آیا تو وہ من بعد بعوض دین فیض اللہ کے قرق نہین ہو سکتا تہا۔ مدعیان (رسپانڈنٹان) نے برعکس اسکے یہ حجت کی کہ مدعا علیہ کو کیرو کا استحقاق پیش کرنے کی اجازت نہین ملنی چاہئے تہی اور جو انتقال کہ کیرو نے اوسکے پاس کیا وہ فریبی تہا اور اسکو خود اپنے فریب سے فایدہ اوٹہانے کی اجازت نہین ملنی چاہئے تہی۔ **تجویز ہوئی** کہ مدعا علیہ مجاز تہا کہ کیرو کے استحقاق کو بطور جواب دعوی کے پیش کرے باوجودیکہ وہ اپنے کاروبار ما بعد مین کیرو کے ساتہہ فریب ہی کا مجرم ہوا ہوئے۔ اگر کیرو کا استحقاق مبنی اوپر کسی فریب مدعا علیہ کے نہ تہا اور نہ مدعا علیہ کے کسی فریب کے ذریعہ سے قایم رہا اور اگر دعوی مدعی کا محض بثبوت استحقاق کیرو کے ساقط ہوا تو مدعا علیہ خود اپنے فریب سے نہین بلکہ بوجہ ثبوت ایسے استحقاق کے جو مدعیان اور مدعا علیہ دونون کے استحقاق پر مقدم تہا فایدہ اوٹہاویگا۔ ایک نالش مین جو از روے دفعہ ۲۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) کیواسطے اثبات حق قرقی جایداد کے دایر ہو یہ امر مدعی کو ثابت کرنا چاہیے کہ جایداد متنازعہ ملکیت مدیونان ڈگری کی ہے بار ثبوت نامبردہ پر ہے اور اسکو کوئی حق اوس جایداد کے قرق کرانیکا نہین ہے کہ جسکی نسبت یہ ثابت ہو کہ وہ کبہی اوسکے مدیونان ڈگری کی نہ تہی یا یہ کہ وہ اونکی تہی مگر اونکی ملکیت اور قبضہ سے نکلکر قانونا قبل اوس وقت کے کہ جب اوسکی قرقی چاہی گئی دوسرے اشخاص کی جایداد ہوگئی تہی۔ اسلئے مدعا علیہ جو ایسی نالش کی جوابدہی کرے شخص ثالث کے استحقاق پر استدلال کرسکتا ہے۔ ایک دستاویز انتقال جایداد غیر منقولہ کے متن مین تفصیل جایداد کی اس طور پر نہین داخل تہی کہ جو اوسکی شناخت کیواسطے کافی ہو۔ مگر اوسکے نوٹ ذیلی مین تفصیل مذکور درج ہوئی تہی اور اوسپر فقط مفوض الیہ کے دستخط تہے۔ دستاویز کو رجسٹرار نے منظور کیا اور اوسکی رجسٹری ہوئی اور ایک سارٹیفکٹ اوس مضمون کا حسب دفعہ ۶۹ قانون رجسٹری (ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ع) کے دیا گیا جب دستاویز شہادت مین پیش ہوئی تو اوسکے بہ نسبت اس بنیاد پر اعتراض ہوا کہ اوسکو بمنزلہ غیر رجسٹری شدہ کے سمجہنا چاہئے کیونکہ رجسٹرار نے اوسکو نامناسب طور پر رجسٹری کے لئے منظور کیا تہا۔ **تجویز ہوئی** کہ غلطی جو اوسکے منظور کرنے مین ہوئی اگر کوئی غلطی تہی تو وہ رجسٹری کو ناجایز نہین کرتی۔ دیکہو مقدمہ ساہ مکہن لعل بنام شاہ کندن لعل (۱)۔

---

(۱) لا رپورٹ اپیلاے ہند جلد ۲ صفحہ ۲۱۰۔

سنہ ۱۸۹۲ء — شیخ آدم یوسف ... بنام ... اواس بیکجو ...

اپیل بنا برحکم فیصلہ خان بہادر بی ای مودی جج ماتحت درجہ اول مقام سورت بمقدمہ نمبر ۲۳۷ سنہ ۱۸۸۸ء ایک شخص فیض اللہ نامی مالک ایک مکان واقع سورت کا تہا - ۱۴- اگست سنہ ۱۸۸۲ء کو وہ عدالت سپریم کورٹ اسٹریٹس سٹلمنٹ سے دیوالیہ تجویز ہوا کہ جسکے علاقہ اختیار سماعت کے اندر وہ کاروبار تجارت کا کرتا تہا - ۱۵- ۴- فروری سنہ ۱۸۸۳ء کو اوسنے ایک دستاویز انتقال نسبت مکان مذکور کے بحق کیرو امین جایداد دیوالیہ کے واسطے قرضخواہان مندرجہ فہرست کے تحریر کی کہ جن مین سے شیخ آدم یوسف علی ہے مدعا علیہ ایک تہا کیرو کا ایک گماشتہ مسمی نظر محمد ہندوستان مین تہا جسکے ساتہ مدعا علیہ کاروبار مین شریک تہا - ۴- نومبر سنہ ۱۸۸۴ء کو مدعیان نے ایک ڈگری بمقام سورت بمقابلہ فیض اللہ وایک شخص عبد العلی کیواسطے مبلغ معینہ کے حاصل کی اور اس ڈگری کے اجرا مین اونہون نے مکان متنازعہ کو بطور جایداد فیض اللہ کے قرق کرایا - اس قرقی سے پہلے مدعا علیہ نے کہ جو حسب مذکرہ بالا ایک قرضخواہ فیض اللہ کا تہا اور جو اس مکان کا رہندار بعوض اون رقوم کے تہا کہ جو اوسنے قرض دی تہین اوس مکان کا انتقال کیرو سے بہ حیثیت امین بمعاوضہ اپنے زر رہن کے حاصل کیا تہا - تاریخ انتقال کو اوسنے کوئی اور معاوضہ نہین دیا - جب قرقی منجانب مدعیان کے کرائی گئی تو مدعا علیہ نے دعوی اس مکان کا بہ حیثیت خریدار کیرو کے کیا اور قرقی اوٹہا لی گئی - تب مدعیان نے یہ نالش ازروئے دفعہ ۲۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) بدین استدعا دایر کی کہ یہ قرار دیا جائے کہ وہ مکان جایداد فیض اللہ کی ہے اور وہ اوسکے قرق کرانے کے مجاز ہین - عدالت مرافعہ اولی نے ایک ڈگری بحق مدعیان اس تجویز سے صادر کی کہ خریداری مدعا علیہ بمقابلہ کل قرضخواہان فیض اللہ معہ مدعیان کالعدم تہی -

اپیل مین یہ بحث کیگئی کہ آیا مکان کبہی فیض اللہ کا تہا یا نہین - عدالت نے بربناے شہادت یہ تجویز کی کہ وہ جایداد اوسکی تہی - ڈگری جج (دعوی گوکل داس کاہنداس پاریکہ) منجانب اپیلانٹان -

برمنین منجانب رسبانڈنٹان -

جارڈین صاحب جسٹس - نے بربناے شہادت یہ تجویز کرکے کہ مکان فیض اللہ کی جایداد تہی یہ فرمایا) مکان کہ جو اصل میں مملوکہ فیض اللہ ہے وہ اوسنے بذریعہ کیرو کے پاس منتقل کیا - کاغذ نمبر ۳۲ سے ظاہر ہے کہ فیض اللہ کو عدالت سپریم کورٹ اسٹریٹس سٹلمنٹ نے بتاریخ ۱۴ اگست سنہ ۱۸۸۲ء دیوالیہ تجویز کیا اور اسکی تجویز کے بعد مکان کی بابت فیض اللہ نے ۴- فروری سنہ ۱۸۸۳ء کو دستاویز انتقال بحق کیرو کے تحریر کی کہ جو شیرف سنگاپور اور امین جایداد دیوالیہ واسطے قرضخواہان

سنہ ۱۸۹۲ء
شیخ آدم یوسف
بنام
جمنا داس

مندرجہ فہرست کے تہا۔ (کاغذ ۵ ۸)۔
یہ دستاویز انتقال قبل قرقی جایداد منجانب مدعیان کے لکہی گئی (بلکہ قبل ونکی ڈگری کے) اور اس ملک کے قانون کے بموجب وہ ایک تمامتر جایز اور قانونی دستاویز انتقال ہوتی۔ اوسکے جواز کی نسبت صرف یہ عذر کیا گیا ہے کہ اوسکو بطور غیر رجسٹری شدہ کے سمجہنا چاہئے کیونکہ سکوتہ ہائر بمبئی نے نامناسب طور پر رجسٹری کے لئے منظور کیا تہا۔ یہی امر حجت کی تہی مگر اونہون نے (جیسا کہ یہاں تسلیم کیا گیا ہے) اس بات کے کہنے مین غلطی کی ہے کہ اوسکی رجسٹری مین نامناسب توقف ہوا اسلئے مقدمہ راجا بہلم پہورنا بالی (۱) کو جسپر کہ اونہون نے استدلال کیا ہے کوئی تعلق نہین ہے لیکن اونکی دوسری تحریر صحیح ہے یعنی یہ کہ سپردگی مین کوئی تفصیل جایداد غیر منقولہ کی تن دستاویز مین نہین ہے جو اوسکی شناخت کے لئے کافی ہو گو نوٹ ذیلی مین تفصیل درج کر دی ہوئی ہے دفعہ ۲۱ قانون رجسٹری ہند ۱۸۷۷ء مین لکہا کہ کوئی نوشتہ بابت کسی متعلقہ جایداد غیر منقولہ واسطے رجسٹری کے منظور نہ کیا جاویگا الا اوسوقت کہ اوسمین جایداد مذکور کا حلیہ واسطے شناخت کافی جایداد کے مندرج ہو۔ اوسمین خاص کرکے یہ نہین لکہا ہے کہ کس جگہہ تفصیل مندرج ہونی چاہئے اور مقدمہ حال مین رجسٹرار نے خیال کیا ہوگا کہ احکام قانون کی کافی طور پر تعمیل ہوگئی اسوجہ سے کہ مناسب تفصیل نوٹ ذیلی مین کہ جسپر فقط مفوض الیہ کے دستخط ہے دی ہوئی تہی اور خاصکر اسوجہ سے کہ فیض اللہ نے دستاویز کی تحریر اور اصلیت کو اوسکے سامنے قبول کیا اور ایک عبارت ظہری اوس مضمون کی لکہکر اوسپر دستخط کر دیئے یہ امر چاہے جس طور پر ہو مگر دستاویز کی رجسٹری ہو گئی اور بموجب دفعہ ۶۰ کے اس امر کا سارٹیفکٹ دیا گیا غلطی جو اوسکے منظور کرنے مین ہوئی اگر کوئی غلطی فی الواقع ہوئی تو اوس سے ہماری راے مین اب رجسٹری ناجائز نہین قرار دیجا سکتی مقدمہ ساہ مکہن لال پانڈے بنام شاہ کندن لال (۲) مین پریوی کونسل کی جوڈیشل کمیٹی نے یہ تحریر کی ہین " اس بات کا خیال کرنا مشکل سے قرین عقل ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا تہا کہ ہر دستاویز کی رجسٹری بوجہ عدم تعمیل احکام دفعات ۱۹ و ۲۱ یا ۲۲ یا دیگر احکام متعلقہ کے کالعدم ہوگئی۔ بلکہ یہ قیاس کرنا چاہئے کہ واضعان قانون کا منشا تہا کہ ایسی غلطیون یا نقایص کو ازروے عام الفاظ دفعہ ۸۷۔ ایکٹ مذکور کے نقص ضابطہ مین شمار کرنا چاہئے تاکہ بیگناہ اور ناواقف اشخاص بوجہ کسی غلطی یا سہو کسی افسر سرکاری کے کہ جسپر وہ لوگ بالطبع بہروسہ ہو اپنی جایداد سے محروم نہو وین دفعہ ۸۷۔ اوس ایکٹ کا جسکا حوالہ اوسمین دیا گیا ہے

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۹۸۔ (۲) بنگال لا رپورٹ پریوی کونسل جلد ۵ صفحہ ۴۸ صفحہ ۲۴۴ و مقدمہ مذکور لا رپورٹ اپیلات ہند جلد ۲ صفحہ ۱۰ الصفحہ ۲۱۲۔

ءءءء۱۸۹۲
آدم یوسف بیگ
بنام
ناملاس وسنگھو

دوم سنہ ۱۸۶۶ء ویسی ہی ہے جیسی کہ دفعہ ۱۴ ایکٹ نافذ الحال ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ء کی اس امر متعلقہ تعبیر کی نسبت ہم نے فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ ہردئی بنام رام لعل (۱) کو بھی اور ان اسناد کو جنپر اوسکا مدار ہے دیکھا اور ہماری یہ رائے ہے کہ دستاویز مذکور بمطابق احکام ایکٹ کے رجسٹری شدہ تجویز ہونی چاہئے (دیکھو دفعہ ۴۹) اسلئے امر دوم کی تجویز اثبات مین کیجاتی ہے۔

عدالت ماتحت نے خریداری مدعا علیہ کو جو کیرو سے ہوئی بمقابلہ کیرو و دیگر کل فرزندان فیض اللہ کے جن مین مدعیان شامل ہین ناجائز تجویز کیا ہے کیونکہ مدعا علیہ جس نے جایداد کو خرید کیا کیرو کے گماشتہ نظر محمد کا شریک تہا اور بابتہ انتقال مذکور کے کوئی معاوضہ نہین ادا کیا گیا۔ اس عدالت مین بحث کے ذریعہ سے اسبات کی کوشش نہین کی گئی کہ اس امر کی نسبت حجت کرین اور کونسل اپیلانٹ نے اسپر اکتفا کیا کہ اپنے مقدمہ کا مدار سپردگی موسومہ کیرو پر کرے جسکے ذریعہ سے قانونی حق جایداد متدعویہ کا فیض اللہ سے پہونچا تہا۔

مگر جانب رسپانڈنٹان یہ بحث کی گئی کہ مدعا علیہ کو یہ اجازت دینا کہ وہ اسطرح اپنی جوابدہی کا مدار اوپر ثبوت کیرو کے استحقاق کے کرے اوسکے لئے ایک نیا مقدمہ پیدا کرتا ہے اور اسکے ذریعہ سے وہ اپنے فریب سے فائدہ بھی اوٹھا سکے گا۔ ان مین سے کوئی بحث ہماری رائے مین معقول نہین ہے اسبات کا بیان کرنا مدعا علیہ کے لئے ایک امر جدید نہین ہے کہ جایداد ورق نہین ہوسکتی تہی کیونکہ وہ کیرو کے پاس منتقل ہو چکی تہی اور اسلئے فیض اللہ کی ملکیت نہین رہی تہی۔ ایسا عذر عدالت ابتدائی مین کیا گیا تہا اور ایک تنقیح مین درج ہو کر فیصل ہوا تہا۔ اپیل ہذا مین اس امر مزید کو بحث سے ترک کرنا یا اس سے گریز کرنا کہ آیا مدعا علیہ نے کیرو سے خریداری کی یا نہین مقدمہ کو ایک مقدمہ جدید نہین کر سکتا کیونکہ مقدمہ وہی قایم رہتا ہے صرف بوجہ ترک ایک اخیر سلسلہ کے وہ مختصر کیا گیا ہے کہ وہ سلسلہ اگر زاید تہا تو اوسکا اضافہ ہرگز نہین ہونا چاہئے تہا لیکن اوسکا ترک اگر وہ ضروری ہو تو سخت مضر ہوگا۔ یہ بحث کہ مدعا علیہ کو کیرو کے استحقاق پر استدلال کرنے کی اجازت دینے سے اوسکو موقع اپنے فریب سے فائدہ اوٹھانیکا ملیگا مبنی اوپر غلط فہمی کے ہے یہ ظاہر ہے کہ اگر کیرو کا استحقاق مبنی اوپر کسی فریب مدعا علیہ کے تہا اور نہ وہ مدعا علیہ کے کسی فریب کے ذریعہ سے قایم رہا اور اگر دعوی مدعی کا محض بوجہ استحقاق کیرو کے ساقط ہوتا ہے تو مدعا علیہ خود اپنے فریب سے نہین بلکہ بوجہ ثبوت ایسے استحقاق کے فائدہ اوٹھائیگا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۳۱۹۔

سنہ ۱۸۹۲ء
شیخ آدم ابو سعد
بنام
جمنا داس وغیرہ

جو مدعیان اور خود مدعا علیہ دونون کے استحقاق پر مقدم ہے اور جو اسلئے ایسا ہی مضر مدعا علیہ کیلئے ہے جیسا کہ مدعیان کے لئے لہذا ہماری یہ راے ہے کہ اگر مدعا علیہ معمولی حالات مین استحقاق ایک شخص ثالث کا بمقابلہ دعوی مدعیان کے پیش کر سکتا ہے تو وہ صریحی طور پر یہ استحقاق کیرو کا مقدمہ موجودہ مین پیش کر سکتا ہے گو وہ اپنے کاروبار مابعد مین کیرو کے ساتھ مجرم فریب کا ہوا ہووے -

اب ہم اس بحث پر پہونچے کہ آیا کوئی مدعا علیہ کسی مقدمہ کی جوابدہی مین کہ جو مثل مقدمہ حال کے ہوا ور جو از روے دفعہ ۲۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رجوع کیا گیا ہو شخص ثالث کے استحقاق پر استدلال کر سکتا ہے یا نہین الفاظ اس دفعہ کے یہ ہین کہ وہ فریق ایک نالش واسطے ثابت کرانے اس حق کے جسکا وہ جایداد متنازعہ کی نسبت دعویدار ہو کر سکتا ہے" حق جسکے نسبت مدعیان اس مقدمہ مین دعویدار ہین وہ واسطے قرق کرانے جایداد متنازعہ باجراے اس ڈگری کے ہے کہ جو اونہون نے بتاریخ ۳۰ نومبر ۱۸۸۲ء بمقابلہ عبد العلی او رفیض اللہ کے بتعداد مبلغ [illegible] روپیہ اور کسر زاید کے حاصل کی ہماری راے مین یہ ظاہر ہے کہ فقط اگر وے یہ ثابت کر دین کہ یہ جایداد اونکے مدیونان ڈگری کی ہے تو اونکی نسبت یہ تجویز کیجا سکتی ہے کہ اونہون نے اپنا حق واسطے قرق کرانے اس جایداد کے از روے ڈگری مذکور کے ثابت کر دیا - اونکو کچھہ حق قرق کرانے جایداد کا نہین ہو سکتا کہ جسکے نسبت یہ ثابت ہے کہ یا تو وہ کبھی اونکے مدیونان ڈگری کی نہین تھی یا یہ کہ وہ انکی تھی مگر اونکے قبضہ اور ملکیت سے نکلکر قانوناً قبل اس وقت کے کہ جب اوسکی قرقی چاہی گئی دیگر اشخاص کی جایداد ہو گئی - بار ثبوت اس امر کا کہ جایداد اونکے مدیونان ڈگری کی ہے ضرور مدعیان پر ہے اور چاہے مدعا علیہ کا کوئی حق ہو یا نہو مدعیان کو اپنا استحقاق قرقی کرنیکا ضرور ثابت کرنا چاہئے (یعنی حق اپنے مدیونان ڈگری کا) مقدمہ حال مین یہ ثابت نہین کیا گیا ہے کہ عبد العلی کو کبھی کوئی حق جایداد متدعویہ مین تھا بلکہ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فیض اللہ اوسکا مالک تھا - یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ ۱۰ فروری ۱۸۸۲ء کو فیض اللہ نے جایداد کو کیرو کے پاس منتقل کیا اور یہ کہ کیرو اوسوقت اوسکا مالک جایز تھا جب کہ قرقی اوسکی منجانب مدعیان کے ہو گئی اور یہ کہ کیرو اب تک مالک جایز جایداد کا ہے اگر کوئی انتقال جایز اوسکا منجانب اوسکے بدست مدعا علیہ کے نہین ہوا - یہ بات کہ آیا کوئی انتقال جایز ہوا یا نہین امر تجویز طلب اس تنازع مین ہے جو درمیان اوسکے او رکیرو کے ہے نہ کہ اس تنازع مین کہ جو درمیان مدعیان اور مدعا علیہ کے ہے - فی الحقیقت یہ امر کسیطرح مقدمہ حال مین ضروری نہین ہے کیونکہ کوئی فریب مدعا علیہ کا بمقابلہ کیرو کے ایسا نہین ہو سکتا تھا کہ کیرو کے استحقاق کو معدوم کرے اور جایداد کو

مدعیان کے مدیونڈگری فیض اللہ کو پہونچاوے - بدینوجوہ ہماری یہ رائے ہے کہ اس امر کا فیصل کرنا غیر ضروری ہے کہ آیا جایداد کو مدعا علیہ نے کیرو سے خرید کیا یا نہین - ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ کیرو کے استحقاق پر مدعا علیہ استدلال کرسکتا ہے اور چونکہ یہ ثابت ہے کہ مدعیان کو کوئی حق قرق کرانیکا مکان کا باجراے اپنی ڈگری کے نہین ہے لہذا ہم ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ کرتے ہین اور یہ حکم دیتے ہین کہ نالش ہذا ڈسمس ہووے اور کل خرچہ ذمہ مدعیان کے ہے -

ڈگری منسوخ کیگئی

صیغہ اپیل دیوانی (۱۶)

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نایٹ چیف جسٹس و ٹیلنگ صاحب جسٹس ۱۸ نومبر ۱۸۹۲ء

گریاپا (ابتداءً مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام تنگاپا (ابتداءً مدعی) رسپانڈنٹ۔

دہرمشاستر - وراثت - حصہ پسر متبنی کا جب کہ بعدہٗ بیٹا پیدا ہوا - ہند مغربی - متاکشرا - میوہ ہر میوکہ - بحث جو اپیلانٹ نے اپیل دوم مین پیش کی اور اپیل اول مین پیش نہین کی تھی عملدرآمد -

ہند مغربی مین اضلاع تابع متاکشرا اور ان اضلاع مین جو خاص کر میوہ ہر میوکہ کے تابع حکومت ہین حق پسر متبنی کا جب کہ پسر صحیح النسب بعد تبنیت کے پیدا ہوا ایک خمس جایداد پدری مین ہوتا ہے ایک نالش مین جو پسر متبنی نے واسطے دلایا نے اپنے حصہ جایداد و پدر تبنیت کنندہ کے دایر کی تھی جب کہ بعد تبنیت مدعی کے ایک لڑکا پدر تبنیت کنندہ کے پیدا ہوگیا تھا عدالت مرافعہ اولی نے مدعی کو ایک ربع حصہ جایداد متنازعہ کا دلایا تھا - مدعا علیہ نے عدالت ضلع مین اپیل کیا لیکن اپیل مین کوئی بحث نسبت مقدار حصہ کے کہ جو مدعی کو دلایا گیا تھا نہین کیگئی - بر طبق اپیل دوم بحضور عدالت ہائیکورٹ کے یہ بحث کیگئی کہ ہر صورت مین مدعی صرف ایک خمس حصہ کا مستحق ہے - تجویز ہوئی کہ بلحاظ حالات و لومیت امر متنازعہ کے مدعا علیہ کی جانب سے بحث اپیل دوم مین کیجاسکتی ہے اور ہائیکورٹ نے بذریعہ لانے مدعی کو ایک خمس بجاے ایک ربع کے ڈگری کو ترمیم کیا لیکن اپیلانٹ (مدعا علیہ) کو اپنا خرچہ اپیل کا برداشت کرنیکا حکم دیا -

یہ ایک اپیل دوم بنا راضی فیصلہ مسٹر ڈیوس صاحب اسسٹنٹ جج دھاروار کے تھا -

٭ اپیل دوم نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۹۲ء

سنہ ۱۸۹۲ء
گریاپا
بنام
ننگاپا

نالش ایک پسر متبنی کی طرف سے ہے مدعی ننگاپا نے یہ بیان کیا کہ ۳۲ برس قبل وسکو ایک شخص بہیماپا بہکشیتی نے متبنی کیا تہا اور بعد تبنیت کے اوسکے پدر تبنیت کنندہ نے اوسکے حق مین ایک دستاویز لکہی تہی جسمین یہ شرط تہی کہ اگر اوسکے پدر تبنیت کنندہ کے پسران صحیح النسب بعدکو پیدا ہون تو مدعی کو ایک نصف حصہ اوسکی کُل جایداد کا ملیگا۔ بعدہٗ جسوقت کہ مدعی اپنے پدر تبنیت کنندہ کے ساتہہ رہتا تہا مدعا علیہ پیدا ہوا۔

جب مدعی کو مدعا علیہ نے بیدخل کر دیا تو اوسنے نالش واسطے دلاپانے اپنے نصف حصہ جایداد کے دایر کی۔ مدعا علیہ گریاپا بہیما نے مدعیکی تبنیت اور دعوی سے انکار کیا اور تمادی کا عذر کیا۔ جج ماتحت دراؤ صاحب بابا جی لکشمن نے تجویز کی کہ مدعی کی تبنیت ثابت ہے اور اوسکے دعوی مین تمادی عارض نہین ہے ممدوح الیہ نے مدعی کو جایداد متنازعہ مین ایک ربع حصہ دلوایا۔ عدالت ضلع نے بر طبق اپیل ڈگری بحال رکہی۔ بعدازان مدعا علیہ نے ہیکورٹ مین اپیل کی

مانک شاہ جے طالع یار خان منجانب اپیلانٹ۔ منجانب رسپانڈنٹ کوئی حاضر نہین ہوا۔

تلنگ صاحب جٹس۔ جو بحث کہ اس اپیل کی تقریر مین پیش کیگئی ہے وہ پسر متبنی کے حصہ کی نسبت ہے درحالیکہ بعد تبنیت کے پدر تبنیت کنندہ کے لڑکا پیدا ہو۔ اصل مقولہ جسکی طرف جملہ اسناد متعلقہ بحث ہذا رجوع ہوتی ہین وششٹ (۱) کا ایک مقولہ ہے جسکی نقل حال کی مختلف ڈوا اسچٹون مین ہم پاتے ہین مقدمہ حال مین اس امر کی ضرورت نہین ہے کہ جن مختلف طریقون سے مقولہ مذکور اون کتابون مین مندرج ہے اوسپر غور کیا جائے (۲) تمام اصلی کتب مستند مسئلہ تبنیت کے ”متعلق جو مغربی ہند مین رایج ہین اونمین مقولہ مذکور کی تاویل بایں معنی کیگئی ہے کہ جب بعد تبنیت کوئی پسر صحیح النسب“ پیدا ہو تو پسر متبنی ایک ربع کا حصہ دار ہوتا ہے (۳) اور جو بحث

(۱) دیکہو کتاب مقدس مشرقی جلد ۱۴ صفحہ ۷۶۔ بولر صاحب کی کتاب وششٹ اور نیز بودہاین اوسی جلد مین صفحہ ۳۳۶ مجموعہ پیدہ الفاظ جو ڈاکٹر بولر صاحب نے خطوط وحدانی کے اندر درج کئے ہین قابل تحریر ہین (اسکاٹ صاحب کا دہرم شاستر صفحہ ۵۹ کا مقابلہ کرنا چاہئے) ونول ادرکا بیتا ہن کے مقولے جو اس امر کی نسبت مین ونک چندرکا مین منقول ہین اسٹوک صاحب کا دہرم شاستر صفحہ ۶۵ لغایت ۶۸ (۲) دیکہو کولبروک صاحب کے نوٹ متعلق دہرم شاستر اسٹوک صاحب صفحہ ۱۴۲ (۳) متاکشرا صفحہ ۲۰۴ (اسٹوک صاحب کا دہرم شاستر) ومیوکہ صفحہ ۲۷ (ایضاً) و بیر متر اودے مولفہ جی سی سرکار صفحہ ۱۴۳ اسنسکار کوستبہ صفحہ ۴۹ (طبع مقام بمبئی سنہ ۱۸۶۱ء جس مین بودہاین کی نقل ہے) ونک مہان صفحہ ۴۹ (اسٹوک صاحب کا دہرم شاستر) ونک چندرکا صفحہ ۶۵ (اسٹوک صاحب کا دہرم شاستر)

اسوقت ہمارے سامنے ہے اِس دومعنی فقرہ کے معنی پر منحصر ہے مختلف معانی جو اِس فقرہ کے ہو سکتے ہین اونکی شرح زمانہ حال کی مستند کتابون مین (۱) بیان کی گئی ہے لیکن بغیر اسکے کہ ان مختلف تعبیرات کی وجوہ کی جانچ کیجائے یہ کہدینا کافی ہے کہ مغربی ہند مین اسناد کا وزن قوت کے ساتھہ اِس راے کی تائید کیطرف ہے کہ جب تبنیت کے کوئی پسر صحیح النسب پیدا ہو تو پسر صحیح النسب باپ کی جایداد کا ہ۳ اور پسر متبنیٰ پانچوان حصہ لیتا ہے جو اسناد مغربی ہند مین مسئلہ تبنیت کی نسبت رائج ہین اور جنکا چیف جسٹس ویسٹراپ صاحب نے مقدمہ نراین باباجی بنام نانا منوہر (۱) تذکرہ فرمایا ہے اونکو تسلیم کرکے ہم دیکھتے ہین کہ متاکشرا مین مقولہ وشسٹ درج کیا گیا ہے مگر فقرہ ایک ربع حصہ کی تعبیر کا کچھہ ذکر نہین ہے الا یہ امر قابل تحریر ہے کہ جو نوٹ کولبروک صاحب نے اِس فقرہ کے متعلق حاشیہ پر لکھا ہے اوسمین چہارم حصہ کا ذکر ہے جس سے غالباً ایک ایسی تعبیر ظاہر ہوتی ہے یہ بالکل وہی ہے جو بیوہار میوک مین اِس فقرہ کی کی گئی ہے جیساکہ اخیر مین ظاہر ہوگا ایک فقرہ کسیقدر اسکا ہمشکل ناکتخدا لڑکیون کے انتظام ازدواج کے متعلق واقع ہوا ہے جب کہ خاندان مشترکہ قریب علیحدگی کے ہو اور جو فقرہ اُس موقع پر استعمال کیا گیا ہے اوسکی تعبیر کی نسبت متاکشرا مین ایک طولانی بحث موجود ہے مگر جو الفاظ اُس موقع پر استعمال ہوئے ہین (دیکھو دہرم شاستر مولفہ سٹوک صاحب صفحہ ۳۹۸) وہی نہین ہین جو یہان مستعمل ہوئے ہین کیونکہ اون الفاظ مین اُس جایداد یا سرمایہ کی تصریح ہے جن مین سے ایک ربع لیا جانا چاہیے اور جیساکہ متاکشرا کے مباحثہ سے جو اون الفاظ کی نسبت ہے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اِن الفاظ سے بھی راے مین اختلافات عظیم پیدا ہو گئے ہین مگر اُس فقرہ کی نسبت اب زیادہ بحث کرنا غیر ضروری ہے کیونکہ بسبب اختلافات عبارت مستعملہ کے جیساکہ اوپر تذکرہ ہو چکا ہے اِس بحث مین اُس فقرہ کے مطلب سمجھنے مین جسکی تعبیر کرنا یہان مقصود ہے کچھہ مدد نہین ملسکتی - بیوہار میوکھہ جسکا تذکرہ ہمکو بعدازان کرنا لازم ہے وشسٹ کے مقولہ کے معنی کی نسبت بہت واضح ہے باب چہارم دفعہ ۵ - اشلوک ۸۴ مین بیان کیا گیا ہے اوسکو اپنے پدر تبنیت کنندہ کے پسر صحیح النسب کے حصہ معینہ کا ایک ربع پانا چاہیے اور وشسٹ کے فقرہ (ذیل) کی روسے جب کہ ایک پسر متبنیٰ کیا گیا ہو اور اوسکے بعد ایک پسر صلبی پیدا ہو تو پسر متبنیٰ ایسے حصہ کا حصہ دار ہوگا جو ایک ربع کے برابر ہو لہذا اِس راے کے موافق ربع حصہ کے معنی کل جایداد کا

(۱) دیکھو ربع کمارہ سرباد ہیکاری کے ٹاگور لا لیکچر صفحات ۳۷۰ لغایت ۳۹۰ مسٹر جسٹس بنرجی کے ٹاگور لیکچر صفحات ۳۶۷ و ۳۶۸ و ڈاکٹر جولی صاحب کے ٹاگور لا لیکچرس صفحات ۱۸۲ لغایت ۱۸۴ (۲) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۴ اپیل

سنہ ۱۸۹۳ء
گریا پا
بنا بر

چوتہائی نہین بلکہ پسر "صحیح النسب" کے حصہ معینہ کا چوتہائی ہوگا ویرترا ومت سے اس امر کی لنسبت کچہ مدد نہین ملتی اور نہ دتک چندرکا سے دونون مین صرف وشسٹ کا مقولہ درج ہے اور اسمین اس فقرہ کی تشریح نہین ہے دتک ممانسا مین صرف اسقدر مندرج ہے کہ پسر متبنی چہارم پاتا ہے نہ کہ کل حصہ مگر یہ تشریح بنفسہ خوب صاف نہین ہے اور مسٹر سدرلینڈ کی راے ہے کہ اسکی دو مختلف تعبیرات ہین جن مین ایک بیوہار میوکہہ کی راے کے موافق ہے اور دوسری نہین ہے (۱) مگر جب ہم اصل مقولہ ذٹک پر نظر ڈالتے ہین جس طور پر کہ وہ طبع مطبوعہ ۱۸۳۴ء مقام کلکتہ مین اور دو نیز طبع مطبوعہ ۱۸۷۵ء مقام بنارس مین چہپا ہے تو ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ایک کل حصہ بالکل ٹہیک ترجمہ اون الفاظ کا نہین ہے جو نند پنڈت نے استعمال کئے ہین صحیح ترجمہ یہ ہے نہ ایک حصہ مساوی شاید یہ پہلا فقرہ بہی امر زیر بحث کو پورے طور پر صاف نہین کرتا۔ اسمین اون مقولون کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے جو بظاہر درمیان پسر متبنی اور پسر صحیح النسب کے جو بعد کو پیدا ہو تقسیم مساوی قرار دیتے ہین۔ ایسے مقولون کا حوالہ پایا جاتا ہے مثلاً سمنکار کوستبہ مین دیکہو فقرہ محولہ ذیل دتو و دتک ممانسا مین (دیکہو کتب دہرم شاستر مولفہ اسٹوک صاحب صفحہ ۹۵ اور مقابلہ کرو کتاب وسٹ و بولر صاحبان صفحہ ۱۱۸۷ و نوٹ (۵) مندرجہ کتاب مذکور) مگر بہر صورت فقرہ نہ ایک حصہ مساوی سے زیادہ تر یہی ظاہر ہوتا ہے کہ نند پنڈت کی راے مین لفظ چوتہائی کا اشارہ اُس لنسبت کی طرف ہے جو درمیان حصص پسر زائیدہ و پسر متبنی کے ہے نہ کہ اُس لنسبت کی طرف جو درمیان حصہ پسر آخر الذکر و کل جایداد کے ہے لہذا کہا جاسکتا ہے کہ یہ امر کم از کم بہت قرین قیاس ہے کہ نند پنڈت کی راے نیلکنٹہہ کی راے کے موافق ہے اور مصنف سمسکار کوستبہہ (۲) کی راے بہی وہی معلوم ہوتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ سمرتی چندرکا مین ایک مقولہ جو بصورت نظم ہے نہ کہ مثل فقرہ زیر بحث (۳) کے بطور ضرب المثل کے ہے بطور مقولہ وشسٹ کے

---

(۱) دیکہو دہرم شاستر مولفہ اسٹوک صاحب صفحہ ۶۷۸ - سدرلینڈ صاحب کی دوسری تعبیر متاکشرا کی راے سے جو بابت انتظام دختران کے ہے مقابلہ کیجاسکتی ہے جو دہرم شاستر مولفہ اسٹوک صاحب کے صفحہ ۳۹۸ مین درج ہے - اسٹوک صاحب کا دہرم شاستر صفحات ۵۵ و ۲۲۶ بہی دیکہنا چاہئے - (۲) اس کتاب کی لنسبت رسالہ مولفہ اسٹیا صاحب مین جو رسالہ وسٹ و بولر صاحبان مین بصفحہ ۱۱۸۷ منقول ہے بیان کیا جاتا ہے کہ اوسمین خیالات راے ہے لیکن جو فقرہ اُس موقع پر استعمال کیا گیا ہے گو شاید بہت خوشنما نہین ہے اوسکے معنے بروے تاویل طبع بمبئی کے صرف یہی ہوسکتے ہین "ایک چوتہائی اوسکے حصہ کا" جو معنی کہ اُس تعبیر کے مطابق ہین جو مقولہ وشسٹ کی بیوہار میوکہہ نے کی ہے (۳) دیکہو اسکے متعلق ویسٹ و بولر صاحبان کی ڈائجسٹ صفحہ ۱۰۴۴

سنہ ۱۸۹۱ء
گریا یا
بنام
ننگایا

مندرج ہے جسمین یہ بات قرار دیگئی ہے اگر بعد ازان کہ وہ (متبنیٰ مین) قبول کرلیا گیا ہے ایک پسر صحیح النسب پیدا ہو تو وہ وراثت مین ایک ربع کا حصہ دار ہوتا ہے (۱) اور یہ بھی صحیح ہے جیسا کہ ہمنے اثناے بحث مین اشارہ کیا ہے اور جیسا کہ مین خیال کرتا ہون کہ پروفیسر ایچ ایچ ولسن صاحب ظاہر کرچکے ہین (جسکی نقل مین صاحب نے کی ہے اور نیز ڈائجسٹ مولفہ وسٹ و بلر صاحبان مین ہوئی ہے) کہ اگر فقرہ ایک چوتھائی حصہ کی تعبیر بمعنی حصہ چہارم کل وراثت کے کیجائے تو وسسٹ کے مقولہ ضرب المثل کے دونون معانی یکے بعد دیگرے مطابق ہو جاینگے اور نیز ساتھہ مقولہ منظومہ کے جسکا ابھی حوالہ دیا گیا ہے مطابق ہو جاینگے یعنی جس مقام پر ایک ثلث واقع ہے اوسکا یہ مطلب سمجھین کہ ایک ثلث حصہ اوس پسر کا جو بعد کو پیدا ہوا اور جہان ایک ربع واقع ہے اوسکا یہ مطلب سمجھین کہ ایک ربع کل ترکہ کا یہ صحیح ہے گو اس تعبیر مین بھی مشکلات مین ۔ مثلاً اُس صورت مین کہ بعد تبنیت کے چار یا زیادہ پسران پیدا ہون مگر قطع نظر ان دیگر مشکلات کے یہ بخوبی ظاہر ہے کہ بموجب اُس اصول کے جو پریوی کونسل نے بمقدمہ کلکٹر مدورا بنام موتو رام لنگا سیتھوپتی (۲) طے فرمایا ہے عدالت کو لازم ہے کہ جو تعبیر مقولہ وشسٹ کی اسوقت در اصل رائج یا دے جیسا کہ حال کی ڈائجسٹون سے جو عام استعمال مین ہین ظاہر ہوتا ہے اوسی کو نفاذ پذیر کرے نہ کہ بطور قانون کے ایک ایسے مشتبہ نتیجہ کو نافذ کرے جو سمرتی کے قدیم مصنفون کے الفاظ سے پیدا ہو ۔ جب ہم زمانہ حال کی انگریزی مستند کتابون کی طرف رجوع ہوتے ہین تو دیکھتے ہین کہ سر ٹامس اسٹرینج صاحب نے اس مسئلہ کو مشتبہ حالت مین چھوڑا ہے ۔ ڈائجسٹ مولفہ وسٹ و بولر صاحبان مین ایک مقام پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ "اگر پسر صحیح النسب بعد وقوع تبنیت کے پیدا ہو تو بموجب سوال ماقبل کے پسر متبنیٰ متوفی کی جایداد کا خمس حصہ پاتا ہے ۔ بموجب متاکشرا باب ۱ دفعہ ۱۱ اشلوک ۲۴ کے پسر متبنیٰ ربع پاتا ہے (۳) چنانچہ جو عبارت ذی علم مصنفان رسالہ مذکور نے استعمال کی ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اثر پیدا کرنا مقصود ہے کہ حصہ چہارم جسکا حوالہ متاکشرا مین دیا گیا ہے اوس سے مراد ایک چہارم ترکہ متوفی سے ہے مگر جیسا کہ ہم ملاحظہ کرچکے ہین جو الفاظ اسموقع پر استعمال کئے گئے ہین اونمین کوئی ایسی بات نہین پائی جاتی ہے جو اس مسئلہ کی نسبت قطعی خیال کیجائے اور نہ کوئی ایسی بات ہے جو بیوہار میوکھہ کی راے کے متناقض ہو (رسالہ ولیسٹ و بولر

(۱) دیکھو سمرتی چندرکا صفحہ ۳ (طبع کلکتہ) ترجمہ مسٹر کرشن سامی آیار (صفحہ ۱۴۶) مین الفاظ ورانت مین جو مقولہ منظومہ مین واقع ہین متروک ہین (۲) اپلیپ انڈیا مولفہ مورصاحب جلد ۱۲ صفحہ ۱ (۳) رسالہ ولیسٹ و بولر صاحبان صفحہ ۳۷۳

سنہ ۱۸۹۲ع

گریا یا
بنام
نگا یا

صاحبان کے دوسرے فقرہ مین یہ بیان کیا گیا ہے (۱) کہ "پسر متبنی کا حق حصہ پسر چہارم ہے" یا یہ کہ ایک حصہ کا چہارم ہے" یا یہ کہ "ایک ربع ایک حصہ کا بمقابلہ پورے حصہ کے جو پسر صلبی پاتا ہے"۔ مسٹر مین نے اس معاملہ مین مختلف رایون کو جو قایم کیگئی ہین بیان کیا ہے اور بابتہ لال رسالہ ویسٹ وبولر صاحبان صفحہ ۳۷۳ کے اسقدر اور اضافہ کیا ہے کہ بمبئی مین قاعدہ مذکور کی بدین معنی تعبیر کیگئی ہے کہ پسر متبنی پسر صحیح النسب کے حصہ کا چہارم پاتا ہے۔ مسٹر گوکند چند سیر دمنی نے اپنی شرح دہرم شاستر مین چہارم کے معنی یہ بیان کئے ہین کہ پسر صحیح النسب کے حصہ کا چہارم۔ ڈاکٹر جالی صاحب کی راے بہی اس تعبیر کی تایید مین ہے اور ٹاگور لا لیکچرس مین جو مسٹر جی سی سرکار نے بہت ہی حالمین چہپواے ہین یہی راے قایم کیگئی ہے کتاب مولفہ اسٹیل صاحب مین بیان کیا گیا ہے کہ حصہ رواج قوم کے مطابق بدلتا رہتا ہے لیکن جو مقدمہ ہمارے روبرو ہے اسمین کوئی بحث بنسبت کسی رواج کے نہین پیدا ہوئی ہے۔ دیگر اسناد کی بنسبت جو اس معاملہ کے متعلق ہین شاستری کا جواب موجود ہے جسکا تذکرہ رسالہ ویسٹ وبولر مین (۳) وغیرہ کے مقدمہ مین کیا گیا اور مقدمہ مذا کے پریزیڈنسی کے اوسی حصہ سے آیا ہے۔ ایک دوسرے شاستری کا جواب بہی اسی مضمون کا ہے جسپر ظاہرا صدر عدالت دیوانی نے عمل کیا تہا اور ویسٹ وبولر صاحبان (۴) نے بہی اوسکا ذکر کیا ہے اور بالآخر مدراس ہائیکورٹ کا فیصلہ بمقدمہ ایادوریا نابنام نیلادوچی ل (۴) ہے جو بالتخصیص ستی ولاس کی سند پر مبنی ہے یہ تمام اسناد عدالتانہ اور شل عدالتانہ اس راے سے متفق ہین کہ پسر متبنی کا حق کل جایداد کے صرف ایک خمس پر حاوی ہے بشرطیکہ ایک پسر صحیح النسب بعد تبنیت پیدا ہو۔ جملہ اسناد محولہ بالا پر نظر ڈالنے کے بعد ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ہمین یہ تجویز کرنا چاہئے کہ مغربی ہند مین یعنی اون اضلاع مین جہان متاکشرا جاری ہے اور بالخصوص اون اضلاع مین جو تابع حکومت بمبئی رہیکہ ہین پسر متبنی کا حق ایسی حالت مین جب کہ ایک پسر صحیح النسب بعد تبنیت کے پیدا ہو صرف پنجم حصہ ترکہ مدعی پر حاوی ہوتا ہے۔ مقدمہ ہذا مین جج ماتحت نے مدعی کو ایک ربع حصہ دلوایا ہے اور مدعا علیہ نے اپنے اپیل مین عدالت ضلع کے حضور مین اس فیصلہ کی صحت کی بنسبت کوئی اعتراض نہین پیش کیا مگر اس عدالت مین مسٹر مانک شاہ نے یہ عذر کیا ہے اور فقرہ منقولہ بالا مندرجہ دہرم شاستر مولفہ مسٹر مین"

(۱) دیکہو صفحات ۸ ، ۳۸ و ۷۷۳ و ۳۵ ۹ و نیز صفحہ ۱۱۸۷ (۲) صفحہ ۳۷۲ (طبع سوم) (۳) صفحہ ۳۷۳ (طبع سوم) صفحہ ۳۷۳ (۴) رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۵۰۔

استدلال کیا ہے جسکا تذکرہ ہوچکا ہے۔ بلحاظ حالات و نوعیت بحث کے ہم خیال کرتے ہین کہ مدعا علیہ کو ہماری راے سے فائدہ حاصل کرنے کی اجازت ملنی چاہئیے مگر اسکو خرچہ اپیل ہذا نہین دلایا جاسکتا۔ لہذا ڈگری اس طور پر ترمیم ہونی چاہیے کہ بجاے ربع حصہ کے خمس حصہ قایم کیا جائے اور اپیلانٹ اپنا خرچہ عدالت ہذا خود برداشت کرے۔

ڈگری ترمیم کیگئی

سنہ ۱۸۹۲ء

صیغہ اپیل دیوانی (۱۷)

اجلاس کامل

اجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس و بیلی صاحب جسٹس برڈوڈ صاحب جسٹس و جارڈین صاحب جسٹس و فیرن صاحب جسٹس

عمر خان محمد خان دلشیکھہ (ابتداءً مدعی) اپیلانٹ بنام

صالح خان وغیرہ (ابتداءً مدعا علیہم) رسپانڈنٹان

سود۔ شرح زاید بحالت عدم ادا۔ تاوان۔ ہرجہ مشخصہ۔ ایکٹ معاہدہ (۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۷۴۔

شرط بابت اضافہ سود زمانہ گذشتہ بحالت عدم ادائے سود کے تاریخ واجب الادا پر بالعموم ایک تاوان ہے جس سے حفاظت ہونی چاہئیے لیکن شرط بابت اضافہ سود آیندہ بطور تاوان کے نہین متصور ہوسکتی تاوقتیکہ شرح اضافہ شدہ ایسی ہو جس سے یہ نتیجہ پیدا ہو کہ یہ منشا نہ تہا کہ مابین فریقین کے وہ بطور جزو معاہدہ اصلی کے قرار پاوے۔

یہ اپیل دوم راؤ بہادر گنپت امرت مانکر جج ماتحت درجہ اول مقام تہانہ کے فیصلہ کی نارضی سے ہے جسکو اختیارات اپیل حاصل تہے۔

مدعی عمر خان محمد خان دلشیکھہ نے بنام مدعا علیہم دلاپانے روپیہ کی جو بروے رہن نامہ واجب الادا تہا نالش کی۔ جزو رہن نامہ جو اغراض رپورٹ ہذا کے لئے ضروری ہے حسب ذیل ہے۔ اور بابت جمع و حقوق سرکار مع ابواب زمینداری کے جو اسوقت واجب الادا

سنہ ۱۸۹۲ء
عمر خان محمد
ولشمکہہ بنام
صالح خان

ہین جو بروے پیمائش بعدازین گہٹاے یا بڑہاے جائین وہ میرے ہین جیسے کہ مین اونکو اسوقت تک ادا کرتا رہا ہون مین ادا کرتا رہونگا۔ تمکو (ادا سے) دہار (یعنی جمع کے) کچہ تعلق نہین ہے کاش تمکو اتفاقیہ جمع دینی پڑے تو جو رقم بابت دہارا کے تمکو دینی پڑے اوسپر بشرح ایک وپیہ فیصد ماہوار کے سود لگایا جاے گا اور اگر منجملہ سود بہات کے باقی غیر سودی رہجاے تو سود بہات (دہان) بحساب چوتہائی اوس مقدار کے یعنی ۴ فیصدا دہ سوائی پرہان کے محسوب ہوگا۔ اونکی نسبت معہ زر اصل کے جو کچہ حساب کرنے پر تمہارا باقی نکلے ہین فوراً ادا کردونگا۔

مدعا علیہ صالح خان نے تحریر دستاویز کو تسلیم کیا مگر مدعی کے حق دلا پانے زر مندعویہ کی نسبت حجت پیش کی۔ ہائیکورٹ نے مقدمہ کو بغرض تجویز چند تنقیحات کے جن مین تنقیح ذیل شامل ہے" واپس کیا۔ آیا "شرح سود سے جسکی نسبت معاہدہ تہا کہ بالاے سود ادا کیا جاے گا اگر کسی سال خاص مین نہ ادا کیا جاے اور جو شرح سود زر اصل سے زیادہ ہے معاہدہ کا وہ جزو تاوانی ہو جائیگا۔ عدالت ماتحت نے اس تنقیح کو بجانب اثبات تجویز کیا اور مدعی نے بنا راضی اس تجویز کے اپیل کیا۔

مہادیو چمناجی آپٹے۔ منجانب اپیلانٹ۔ گہنشام نیلکنٹھ نادکرنی منجانب رسپانڈنٹان۔

بعد مباحثہ کے عدالت اپیل (سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و برڈوڈ صاحب جج) نے حسب ذیل حکم استصواب صادر فرمایا۔

بلحاظ اختلاف فیصلہ جات بمقدمہ لوابنام گووند (۱) ورگہوناتہہ راؤ بنام نسوت (۲) ایک جانب و دلبہہ داس بنام لکشمنداس (۳) جانب دیگر ہم مناسب سمجہتے ہین کہ یہ اپیل بغرض انفصال اجلاس کامل کے سپرد ہو۔

آیا شرط مندرجہ تمسک مشعر اضافہ شرح سود بحالت وعدہ خلافی ادائے اصل زر قرضہ و سود بوقت مقررہ بطور تاوان کے متصور ہونی چاہیے یا نہین۔

بعدازان مقدمہ مباحثہ کے لئے اجلاس کامل کے روبرو جسمین سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و بلی صاحب جسٹس و برڈوڈ صاحب جارڈین صاحب فیرن صاحب جسٹسان شریک تہے پیش ہوا

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۴۸۲ (۲) تجاویز مطبوعہ بابت سنہ ۱۸۸۲ء صفحہ ۲۲۳۔
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۴۰۰۔

سنہ ۱۸۹۲ء
عمر خان محمد خان
ولیتھہ بنام
صالح خان

دھاد لوجھناجی آپنے منجانب اپیلانٹ - شرط مندرجہ دستاویز بابت اداے سود بالا سے
سود تاوان نہین ہے - دستاویز مذکورہ خود ایک ایسی تعداد کے لئے تحریر ہوئی جو بابت رقم
یافتنی بروے تمسک سابق کے واجب تہی شرط مذکور ایک معاہدہ اداے سود درسود کی حد
تک پہونچتی ہے دعوی سود زاید کا بالاے تھا یا سود جو بصورت حبس واہو نیوالا تہا او
نہ نقد بطور ہرجہ کے کیا گیا ہے اور نہ بطور تاوان کے - ہم یہ امر تسلیم کرتے ہین کہ اگر شرح سود
اضافہ شدہ کا دعوی تاریخ تمسک سے کیا جائے تو یہ تاوان ہوگا لیکن جب تاریخ وعدہ
خلافی سے دعوی کیا جائے تو یہ صورت نہوگی معاہدہ زیر بحث قسم آخر الذکر کا ہے
جہانتک امر اول کو تعلق ہے اوسکی نسبت فیصلہ جات بمبئی مین اختلاف نہین ہے
لیکن امر دوم کی نسبت اختلاف ہے - ہماری یہ حجت ہے کہ اگر شرح زاید کسی تاریخ مابعد سے
شمار کیجائے تو وہ بلحاظ احکام قانون معاہدہ مجریہ ہند (۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۷۴ کے
تاوان نہین ہے مقدمہ رساجی بنام صابا (۱) منفصلہ قبل نفاذ قانون معاہدہ ہند و
مقدمات پوا بنام گوومدر (۲) وولبھداس بنام اکشمنداس (۳) رگھوناتھہ راؤ بنام
لیثونت (۴) مبکنٹاش بنام کرو (۵) ننجاپا بنام ننجاپا (۶) ملاحظہ طلب دو آخر الذکر
نظایر سے مقدمہ بھیناتہہ بنام شاہ علی (۷) صریحاً اختلاف کیا گیا ہے جس مین یہ بات
قرار دیگئی ہے کہ زاید شرح سود کسی حالت مین از قسم تاوان نہین ہے - یہی اصول
بمقدمات لبا زیا بنام بیاراز و (۸) وراے بالکنداس بنام راجہ رن بہادر سنگہ
(۹) ٹآپارا و بنام سورج نارائن (۱۰) وساجاجی بنہاجی بنام ماروتی (۱۱) قرار پایا ہے مقدمہ
جوشی کا ایداس بنام کالی دادا بہے سنگہ (۱۲) متعلق نہین ہے کیونکہ اوسمقدمہ مین معاہدہ
یہ تہا کہ بحالت عدم اداے ایک قسط کے کل قرضہ کا دو چند ادا کیا جائے گا اور اسلئے

---

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی صیغہ اپیل دیوانی جلد ۶ صفحہ ۷ (۲) " " " جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۲ -
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۲۰ (۴) تجاویز مطبوعہ بابت سنہ ۱۸۸۲ء صفحہ ۲۲۳ -
(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۶۸۹ (۶) " " " مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ -
(۷) " " " کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۸۴۲ (۸) " " " مدراس جلد ۱ صفحہ ۴۹
(۹) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۲ (۱۰) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۳
(۱۱) " " " بمبئی جلد ۴ صفحہ ۳۴۴ (۱۲) " " " جلد ۳ صفحہ ۵۵۵ -

سنہ ۱۸۹۲ع
عمرخان محمد خان
بنگھہ بنام
صالح خان

یہ تجویز ہوئی تھی کہ وہ از قسم تاوان ہے مقدمات ارولو بنام وکوٹھو (۱) کی ادانہ کی رامچندر راؤ بنام
نرو کوری (۲) ملاحظہ طلب مقدمہ آخر الذکر مین شرح سود اضافہ شدہ فیصدی ۵ روپیہ تھی اور پہر بھی
یہ تجویز ہوئی تھی کہ تاوان نہین ہے۔

گنپنام این نادکرنی منجانب رسپانڈنٹان۔ یہ تاوان ہے اور سود بالاے سود نہین ہے۔
نیت سود بالاے سود دینے کی دستاویز کی صورت سے ضرور ظاہر ہونی چاہیے کوئی عدالت انصاف
اس امر مین شرط مذکور کو نافذ نہ کرے گی۔ مقدمہ ہچی بنام ڈیوک آف سمرسیٹ (۳) ملاحظہ طلب۔ تمسک
مین یہ شرط ہے کہ ایک خاص شرح سے سود اصل پر ادا کیا جائے گا لیکن اگر سود ادا نہو تو سود بشرح زاید
بقایا۔ سود پر کہ جو غیر مودی رہجاوے ادا کیا جاویگا یہ سود بالاے سود نہین ہے۔ شرط تمسک کی مدیون کے
لئے دہمکی اس غرض سے ہے کہ زر سود برابر وصول ہوتا رہے اور اس سے حفاظت ہونی چاہیے مقدمات
ہنسی دہر بنام بوعلیخان (۴) وخرم سنگہ بنام بہوانی بخش (۵) ودیپ نراین راے بنام دہین راے
(۶) وساساجی بنام سیانا (۷) ملاحظہ طلب فریقین نے فی الحقیقت یہ ارادہ نہین کیا کہ زاید شرح مذکور
وصول کیجاوے گی جو قاعدہ انصاف کہ بمقدمہ سلومن بنام والٹر (۸) قایم ہوا ہے اوسکی پیروی کرنی
چاہیے دفعہ ۷۴ قانون معاہدہ مجریہ ہند (۹ سنہ ۱۸۷۲ع) سے تائید ہماری بحث کی ہوتی ہے۔
مقدمات سابق منفصلہ عدالت بمبئی کی رو سے کوئی فرق اوس شرط مین کہ جو واسطے ادا
شرح زاید ابتدائی تاریخ دستاویز سے ہو اوس شرط مین کہ جو واسطے ادا ے ایسی شرح کے تاریخ مابعد سے
ہو پیدا نہین ہوتا۔ مقدمات پاوا بنام گوبند (۹) رگہونا تہہ راؤ بنام جسونت (۱۰) در رسالہ رہن مولفہ
کوٹ صاحب صفحہ ۹۰۷ مقدمات ڈکس بنام لانگہہ (۱۱) ڈیکم داس بنام گنگا (۱۲) ملاحظہ طلب
سب سے پہلے خیال فرق کرنے کا نسبت اس امر کے کہ شرط تاوانی ہے یا اور طرح کی ہے بمقدمہ
دولبہ داس بنام لکشمنداس (۱۳) پیدا کیا گیا۔ دفعہ ۷۴ قانون معاہدہ مجریہ ہند (۹ سنہ ۱۸۷۲ع)
عدالت کے اختیار سماعت صیغہ ایکوٹی مین مخل نہین ہے۔ فیصلہ جلاس کامل کا سارجنٹ صاحب چیف جسٹس نے

---

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۴۵ (۲) " " " جلد ۴ صفحہ ۴۵۱ (۳) مقدمات ہداتیی مولفہ ویٹ
وٹیوڈر صاحبان جلد ۱ صفحہ ۲۴۵ (۴) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۲۶۰ (۵) انڈین لارپورٹ سلسلہ
الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۴۴ (۶) " " جلد ۵ صفحہ ۱۸۵ (۷) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی صیغہ اپیل دیوانی جلد ۱ صفحہ ۷ (۸) مقدمات
ہداتیی مولفہ ویٹ وٹیوڈر صاحبان جلد ۲ صفحہ ۲۵۷ (۹) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۳۱۸ (۱۰) تجاویز مطبوعہ بابت سنہ ۱۸۹۲ع
صفحہ ۲۲۳ (۱۱) رپورٹ آیرلینڈ جلد ۵ صفحہ ۱۹۱ (۱۲) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۰۳ (۱۳) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۲۰

سنہ ۱۸۹۲ع
عمرخان محمدخان وسیگمہ بنام صالح خان

صادر فرمایا۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس۔ اس استصواب کے ذریعہ سے جو بحث پیدا ہوتی ہے وہ ایسی بحث ہے کہ جسپر ہندوستان کی مختلف عدالتہاے ہائیکورٹ کی عدالتی تجویزا ورایون مین بڑا اختلاف ہے لیکن نسبت اُس عدالت کے ہم اِس بات مین کوئی شبہہ نہین کرسکتے کہ تا وقتیکہ اون حکام نے جنہون نے مقدمات وولبھداس بنام لکشمنداس (۱) اورساجاجی بنام ماروتی (۲) کو تجویز کیا فیصلہ مقدمات راساجی بنام سایانا (۳) دھونوجی بنام شیخ حسین (۴) وپادا بنام گوبند (۵) کی نظرثانی بموجب منشاے فیصلہ جات زمانہ حال دیگر عدالتہاے ہائیکورٹ کے نہین کی یہ ہمیشہ خیال کیا گیا ہے کہ زائد کرنا شرح سود کا درصورت عدم اداے زراصل وسود تاریخ معینہ دستاویز کے از قسم تاوان تہا چاہے وہ بیشی زمانہ ماضی کی بابت تاریخ قرضہ سے نفاذ پذیر رہی ہو خواہ زمانہ اٰیندہ کی بابت تاریخ عدم اداسے نفاذ پذیر ہو۔ واقعات مقدمات دھونوجی بنام شیخ حسین وپادا بنام گوبند کے ملاحظہ سے ہماری راے مین کوئی شک باقی نہین رہسکتا کہ عدالت نے دونون مقدمات مین اوس بیشی سود کی بابت عمل کیا ہے جو زمانہ آیندہ کی بابت تہی اور بمقدمہ رگھوناتہ راو بنام خسوبت راو (۶) جسمین یہ ظاہر ہے کہ بحث نسبت بیشی سود کے اوس تاریخ سے تہی جو واسطے اداے اقساط کے مقرر تہی میلول صاحب جسٹس اور ولیٹ صاحب جسٹس نے بروے فیصلہ جات مقدمات راساجی بنام سایانا وپادا بنام گوبند وٹیکم داس بنام گنگا (۷) کے اِس امر کو بخوبی طے شدہ سمجہا ہے کہ اقرار اداے ایسی بیشی سود کا تاوانی تہا اور اوسکا نفاذ نہونا چاہئے۔

نتیجہ جدید فیصلہ جات کا بمقدمات وولبھداس بنام لکشمنداس وساجاجی بنام ماروتی بلاشبہہ یہ ہے کہ درمیان شرح زاید بابت زمانہ آیندہ وبابت زمانہ گذشتہ کے فرق سمجہا جائے اور یہ تجویز ہو کہ فقط بیشی آخرالذکر از قسم تاوانی ہے۔ یہ وہ فرق ہے کہ جو صریحاً عدالت کو فیصلہ ولسن صاحب جسٹس صادرہ مقدمہ میکنٹاش بنام کرو (۸) سے ظاہر ہوا ہے جسمین کہ فیصلہ کیمب صاحب جسٹس او'کنیفلکس صاحب جسٹس بمقدمہ سہجیک ناتہ بنام رام لوچن (۹) نا پسند کیا گیا ہے ذلعلیم حاکم موصوف نے اِس بحث

---

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۰ (۲) " " جلد ۱۴ صفحہ ۳۴۴ (۳) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی ضمیمہ اپیلہ دیوانی جلد ۶ صفحہ ۷ (۴) " " " جلد ۹ صفحہ ۸ (۵) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۳۹ (۶) تجاویز مطبوعہ بابت ۱۸۸۲ء صفحہ ۲۲۳ (۷) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۰۳ (۸) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۶۸۹ (۹) بنگال لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۳۵۔

سنہ ۱۸۶۸ع
عمرخان محمد خان دلسکھ بنام صالح خان

کو ایسا سمجھا ہے کہ وہ فقط دفعہ ۴ ۷ قانون معاہدہ سے طے ہو سکتی ہے اور سا تہہ تسلیم کرنے اس امر کے کہ شی سود کی بابت زمانہ ماضی کے تا وانی ہو سکتی ہے یہ فرمایا کہ جب معاہدہ فقط یہہ ہو کہ اگر سود تاریخ وعدہ پر ادا نہ کیا جاوے تو اوس وقت سے سود زیادہ شرح سے لگایا جاوے اونہون نے یہ نہین ملاحظہ کیا کہ کیسطرح کہا جا سکتا ہے کہ کسی تعداد کا ذکر کیا گیا ہے کہ جو بصورت خلاف ورزی کے دیجا وے گی۔ کوئی شخص بوقت خلاف ورزی یہہ نہین کہہ سکتا کہ وہ تعداد کیا ہوگی"۔ مقدمہ سکینا تش بنام ہنٹ (۱) مین گارتہہ صاحب چیف جسٹس اور سیکفرسن صاحب جسٹس یہ فیصل کر چکے تہے کہ دفعہ ۴ ۷ قانون معاہدہ کو تعلق مقدمہ مبنی سود زمانہ آیندہ سے نہین ہے لیکن بمقدمہ بجیا نہہ بنام شاہ علی (۲) مذ صاحب جسٹس و سیکفرسن صاحب جسٹس کی ہم یہ تجویز پاتے ہین کہ قانون معاہدہ کو کسی قسم کے مقدمات سے تعلق نہین ہے چاہے سود بابت زمانہ گذشتہ کے تاریخ قرضہ سے ہو یا بابت زمانہ آیندہ کے بعد تاریخ تصور کے ہو کیونکہ حکام موصوف فرماتے ہین کہ کسی حالت مین معاہدہ مین وہ رقم نامزد نہین ہوتی ہے جو بصورت خلاف ورزی کے دینی ہوگی"۔ قانون معاہدہ کی دفعہ مذکور کی نسبت اس راے سے ہمکو اتفاق ہے جسکا محض منشاے اوس قسم کے مقدمات کی نسبت حکم دینے کا معلوم ہوتا ہے کہ جو مقدمہ کمبل بنام فیرن (۳) سے تعلق رکہتے ہین اور اوسمین اوس فرق کیوجہ سے جو درمیان ہرجہ مشخصہ اور تاوان کے ہے اسقدر اختلاف راے عدالتہاے انگلستان مین پیدا ہوا ہے اونپر بخوبی مباحثہ سرجی جیسل صاحب اور دیگر حکام عدالت نے بمقدمہ ولیس بنام سمتھہ (۴) کیا ہے۔ پس بغرض اسکے کہ امر غورطلب بلاتعلق دفعہ ۴ ۷ قانون معاہدہ کے فیصل ہونا چاہئے جیسا کہ ہم خیال کرتے ہین کہ ضرور ہونا لازم ہے تو کیا بروے دفعہ ۲ ایکٹ ۲۸ سنہ ۱۸۵۵ع عدالت کسی مقدمہ مین دادرسی دینے سے ممنوع ہے۔ عدالت کلکتہ نے بمقدمہ بجیا نہہ بنام شاہ علی (۵) یہ راے ظاہر کی ہے کہ قانون متعلقہ فقط دفعہ ۲ ایکٹ ۲۸ سنہ ۱۸۵۵ع ہے جس مین یہ لکہا ہے کہ کسی نالش مین جسمین سود قابل وصول ہو عدالت تعداد کو اوس شرح سے (اگر کوئی ہو) کہ جو باہم فریقین کے قرار پائی ہو تجویز یا ڈگری کر یگی" اور یہ کہ فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ بالکشن داس بنام راجہ رن بہادر سنگہ (۶) سے تائید اوس راے کی ہوتی ہے۔ اوسمقدمہ مین بحث اوپر تعبیر ایک صلحنامہ مندرجہ ڈگری کے منحصر تہی جو بتراضی صادر ہوئی تہی اور پریوی کونسل نے عدالت ہائیکورٹ سے

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۲۱۲ (۲) " " جلد ۴ صفحہ ۴۴۸ (۳) رپورٹ بنگہیم صاحب جلد ۹ صفحہ ۱۴۱ (۴) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۱ صفحہ ۲۴۳ (۵) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۴۵۴ (۶) لارپورٹ اپیلہاے جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۲۔

۱۹۰۹ء
ن محمد خان
بنام
خان

اختلاف کرکے (دیکھو صفحہ ۱۹۶) یہ رائے ظاہر کی کہ نہ تو یہ شرط کہ سود زائد بشرح مبلغ ۵ روپیہ سیکڑا بجائے مبلغ ۔ روپیہ سیکڑا کے تاریخ صلحنامہ سے درصورت عدم ادائے قسط اول قرضہ کی تاریخ وعدہ پر دیا جائیگا تاوانی تھی اور نہ شرط مبنی مذکور سود کی کل زرڈگری پر تاریخ عدم ادائے کسی قسط سے کہ جو علاوہ قسط اول کے ہو تا تاریخ وصول کے تاوانی تھی کہ جس سے مدیون کو محفوظ کہنا چاہئے لیکن ہم عدالت کلکتہ سے اتفاق نہین کرسکتے کہ اُس سے تائید رائے عدالت موصوف کی نسبت متعلق ہونے دفعہ ۲ ایکٹ ۴۴ سنہ ۱۸۹۱ء سے ہوتی ہے پریوی کونسل نے اپنے فیصلہ مین ایکٹ مذکور کا ذکر نہین کیا لیکن ممدوح الیہم اس کیس کو صرف واحد سمجھتے ہین خواہ شرط متعلقہ مبنی ایک تاوان ہو جس سے حفاظت ہونی چاہئے یا ایک شرط علی سبیل البدل ہو مگر نتیجہ ایکٹ مذکور پر سر ایم ویسٹراپ صاحب نے مقدمہ یادا بنام گوبند (۱) غور کیا جس مین وہ فرماتے ہین کہ اختیار سماعت صیغہ انگوٹی تاوانات سے حفاظت عطا کرنیکا ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۱ء کے ذریعہ سے نہین لیا گیا یہ رائے متعلقہ ایکٹ مذکورہ مطابق اوس رائے کے ہے کہ جسکو پاٹیفکس صاحب جسٹس نے مقدمہ بھیک نانہ بنام رام لوچن (۲) مین ظاہر کیا ہے اور جسپر ہمیشہ اس عدالت نے عملدرآمد کیا ہے ۔ پس اب ہم اس امر پر غور کرتے ہین کہ آیا عدالت کو دربن انصاف وادہی برخلاف ایک شرط کے کہ جو نسبت مبنی ہر درصورت عدم ادائے زرصلح کے ہے عطا کرنے چاہتے ہین چنانچہ ہم اُس رائے سے اتفاق نہین کرسکتے کہ جو عدالت کلکتہ نے مقدمہ بجیا نہہ بنام شاہ علی ظاہر کی ہے کہ فیصلہ ولسن صاحب جسٹس کو اور اُس قسم کے دیگر کل مقدمات کو جسکا حوالہ اونہون نے اپنے فیصلہ مین بمقدمہ میکناٹن بنام گرد (۳) دیا ہے ضرور سمجھنا چاہئے کہ گویا خواہ مخواہ منسوخ ہوگئے اس قسم کے ہر مقدمہ کا مدار جیسا کہ پاٹیفکس صاحب جسٹس نے بمقدمہ بھیک نانہ بنام رام لوچن (۴) ظاہر کیا ہے ضرور اُس مقدمہ کے خاص حالات پر ہونا چاہئے حکام ممدوح کو جس دستاویز کی تعبیر بمقدمہ بالکشن داس رائے بنام راجہ رن بہادر سنگھ (۵) کرنی تھی وہ ایک نہایت خاص قسم کی تھی اور (الف) یہ تجویز کہ شرائط متضمن مبنی شرح سود بابت زمانہ ماضی و زمانہ آئندہ از قسم تاوان نہین تھین بلکہ بطور شرائط علی سبیل البدل کے تھین صرف بطور ایک تجویز کے بربنائے عبارت اُس خاص دستاویز کے سمجھی جاسکتی ہے ۔ مقدمات انگلستان

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۳۸۴ (۲) بنگال لارپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۰ (۳) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۶۸۹ (۴) بنگال لارپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۰ ۔

(۵) لارپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۱۰ صفحہ ۶۲ ۔

سنہ ۱۸۹۱ء ورثہ عمر خان محمد خان بنام صالح خان

سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لطور قانون طے شدہ کے خیال کیا جاتا ہے کہ جب کسی تاریخ پر کوئی متحقق و محدود رقم کم تعداد کی ادا ہونیکو ہو جسکے عدم ادا کی صورت مین ایک زاید رقم قابل واہونواس زاید رقم کو عدالت لطور تاوان کے سمجہے گی حکام نے اسی طرح بمقدمہ سٹیلی بنام ویلڈن (۱) بیان کیا ہے۔ سر جی جیسل صاحب نے اسکو بمقدمہ والیس بنام سمتہ (۲) اسی طور پر طے شدہ سمجہا ہے اور لارڈ لینڈلی صاحب جسٹس نے اپنی تجویز مین اوس مقدمہ کی یہ تحریر فرمایا ہے "جاہے دادرسی اوپر قیاس ظلم کے عطا کی گئی ہو یا اوپر اس قیاس کے کہ فریقین نے جو کچہہ لکہا تہا اوسکو نہین سمجہہ سکے ہونگے یا چاہے بوجہ قانون سود کے عطا کیگئی ہو لیکن عرصہ سے طے ہوچکا ہے کہ جہان کوئی شخص یہ اقرار کرے کہ درصورت نہ دینے کم تعداد کے وہ ایک رقم کثیر دیگا وہ نہین سمجہتا کہ وہ کیا کہتا ہے اور اوس معاہدہ کا وہ اثر نہوگا کہ جو کوئی شخص خیال کرے کہ ایسا ہی ارادہ کیا گیا تہا" بوجہ اسی قاعدہ کے بمقدمات ہولس بنام والیس (۳) واشرڈ بنام پارکر (۴) یہ تجویز ہوئی تہی کہ جب کسی رہن مین سود کسی شرح سے اوقات مقررہ پر واجب الادا ہو تو یہ شرط کہ اگر سود وقت پر ادا نہو تو ایک زاید شرح لگائی جاویگی ایک تاوانی شرط ہے اور نافذ نہین کیجاویگی لیکن بمقدمہ برٹن بنام سلاٹری (۵) اصل قرضہ بذریعہ اقساط کے معہ سود پانچ روپیہ سیکڑا کے ساتہہ اس شرط کے واجب الادا تہا کہ اگر وہ وقت پر ادا نہووے تو بیون ہے سیکڑا دیگا اور ہاوس آف لارڈس نے یہ ہدایت کی کہ حساب اوپر اقساط نا بابتہ تاریخ وعدہ بر بنائے ۵ روپیہ سیکڑا کے اور بعدہ تا ادا بر بنیاد ہے روپیہ سیکڑہ کے لیا جاویگا۔ ہاوس آف لارڈس نے اپنے فیصلہ کی کوئی وجوہ نہین تحریر کی ہین اور اسلئے یقین کے ساتہہ یہ نہین کہا جاسکتا کہ آیا اونہون نے اوس شرط کو کہ جو لسبت مبشی سود بابت زمانہ آیندہ تہی یہ سمجہا کہ وہ از قسم تاوانی نہین ہے یا یہ سمجہا کہ وہ معقول ہے جس سے حفاظت نہونی چاہئے۔ فیصلہ مقدمہ مسکنٹاش بنام کرو (۶) کی تائید جس مین کہ سود بعد عدم ادا تاریخ وعدہ پر اشوقت سے ۱۰ سیکڑا قرار پایا تہا آخر الذکر بنیاد پر ہوسکتی ہے با اگر شرط لطور تاوان کے بہی سمجہی جاوے۔

نظر بلحاظ اس راے متعلقہ اسناد کے ہم خیال کرتے ہین کہ زیادہ محفوظ نتیجہ یہ ہے کہ یہ شرط درصورت عدم ادائے سود تاریخ وعدہ پر سود بابت زمانہ ماضی کے اضافہ کیا جاویگا عموماً تاوانی ہے جس سے حفاظت ہونی چاہئے لیکن یہ کہ کوئی شرط واسطے مبشی سود بزمان آیندہ لطور تاوان کے خیال نہین کیجاسکتی سجز

(۱) رپورٹ بوزنکی و پولر صاحبان جلد ۳ صفحہ ۳۴۶ (۲) رپورٹ چانسری ڈویزن جلد ۱۴ صفحہ ۴۹۴ لغایت ۵۰۴۔ (۳) رپورٹ ورن صاحب جلد ۱ صفحہ ۲۸۹ (۴) رپورٹ ورنن صاحب جلد ۲ صفحہ ۳۱۶ (۵) براؤن صاحب کے مقدمات پارلیمنٹ جلد ۵ صفحہ ۲۳۳ (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۶۹۹۔

اسلیے کہ وہ شرح زاید ایسی ہو کہ جس سے یہ نتیجہ اخذ ہو سکے کہ اُس سے یہ منشا نہیں تھا کہ وہ جزو اوس معاہدہ اصلی کا ہو تا کہ جو درمیان فریقین کے ہوا تھا جیسا کہ بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ ایسی ہی حالت مین مقدمات بھیک ناتھ بنام رام لوچن (۱) و پاپا بنام گوبند (۲) تھی۔

جارڈین صاحب جسٹس - مجکو اُس عام نتیجہ سے اتفاق ہے جو زیلعم چیف جسٹس صاحب کے فیصلہ کے آخر مین بطور جواب اُس امر کے ہے کہ جسکو عام الفاظ مین ڈویزن بنچ نے غور کرنے پیش کیا ہے مین بحیثیت ایک جج منجملہ اون ججون کے جنہون نے مقدمات وولبھ داس بنام لکشمی داس (۳) و سا جاجی بنام ماروتی (۴) فیصل کیا ہے اسقدر اور کہنا چاہتا ہون کہ میری راے مین یہ نتیجہ اون فیصلون سے مختلف نہین ہے مقدمہ آخر الذکر مین ہم نے یہ کہا ہے بموجب تجویز پریوی کونسل بمقدمہ ڈیمپچ بنام کورلیٹ (۵) وہ قلاعہ کہ جسپر ہر خاص مقدمہ مین فیصلہ پڑتا ہے وہ نیت فریقین کی ہے کہ جو الفاظ مستعملہ اونکے سے مستنبط ہو" اسناد کی نسبت عمل کرنے مین تحریرات ہر جج کی بلحاظ اوس صورت کے جسپر وہ فیصلہ صادر کرتا ہے سمجھنی چاہئین۔ مقدمہ رچرڈسن بنام ملیپا (۶) ملاحظہ طلب - مزید بران مین اُس راے سے اپنا اتفاق ظاہر کرونگا جو سطر جیر ظاہر کیگئی ہے کہ اختیار سماعت صیغہ ایکوٹی نا واثات سے حفاظت دینے کا بروے ایکٹ ۲۸ سنہ ۱۸۵۵ء کے نہین لیا گیا ہے مقدمہ پاپا بنام گوبند (۷) ملاحظہ طلب۔ اور مین نشاے دفعہ ۷۴ قانون معاہدہ مجریہ سنہ ۱۸۷۲ء پر قطعی راے ظاہر کرنا غیر ضروری سمجھتا ہون - ڈگری بحال کیگئی

صیغہ اپیل دیوانی (۸)

۴-اپریل سنہ ۱۸۹۲ء

باجلاس جارڈین صاحب جسٹس و ٹیلنگ صاحب جسٹس

گوجابائی و یک کس دیگر (ابتدا مدعا علیہا) اپیلانٹان بنام شریمتی ساہاجیراو مالوجی راجی بھوسلے (ابتدا مدعی) رسپانڈنٹ

دہرم شاستر - وراثت - استری دہن - توریث استری دہن جو مملوکہ کسی لاولد بیوہ کا ہو - پوتا سوت بیوہ - شوہر کا بھتیجہ - سپنڈ لوگ -

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۳۵ (۲) رپورٹ ہائیکورٹ بمبی جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۲ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۲۰۰ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۱۴ صفحہ ۴۷ (۵) مقدمات پریوی کونسل مولفہ مور صاحب جلد ۱۳ صفحہ ۲۲۹ (۶) رپورٹ بنگھیم صاحب جلد ۲ صفحہ ۴۸۴ (۷) رپورٹ ہائیکورٹ بمبی جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۲ (۸) اپیل

نمبر ۲۷۵ سنہ ۱۸۹۱ء -

سنہ ۱۸۹۰ء
گوجا بائی
بنام
سہمنت شاہا
جیرا دالوجی
راجی ہوسی

ایک لاولد ہندو بیوہ جسکے قبضہ مین استری دہن تہا جس مین وہ زیورات داخل تہے کہ جو اوسکو اوسکی شادی کے وقت دیئے گئے تہے اور جس مین ایک مکان داخل تہا جو اوسنے اپنی علحدہ آمدنی سے خرید کیا تہا فوت ہوئی اپنے بعد اوسنے (اول) ایک سوت بیوہ و (دوم) مدعی کہ جو پوتا ایک دوسرے سوت بیوہ کا تہا و (سوم) ایک بہتیجہ (یعنی بہائی کا بیٹا) اپنے شوہر کا زندہ چہوڑا۔

اوسکی شادی ایک طریقہ سے منجملہ طریق ہاے پسندیدہ کے ہوئی تہی۔

تجویز ہوئی - کہ مدعی متوفی کا سپنڈ قریب تر بہ نسبت اوسکی سوت بیوہ یا اوسکے شوہر کے بہتیجہ کے تہا اور اسوجہ سے بمقابلہ اوسکے دونون متوفی کے استری دہن کی وراثت سے خارج ہوگئے۔

اپیل بنارامنی ڈگری اپل جے فرنڈیز صاحب جج ماتحت درجہ اول بمقام پونا بمقدمہ نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۸۹ء

مدعی نے واسطے دلاپانے ایک جایداد کے بحیثیت وارث اندی بائی بیوہ شاہاجی راجی ہوسلے خرد کال ہائیکورٹ کے نالش دائر کی مدعی اندبائی کی سوت بیوہ کا پوتا تہا۔

جایداد مین وہ زیورات کہ جو اندی بائی کو بوقت اوسکی شادی کے دیئے گئے تہے اور ایک مکان کہ جسکو اوسنے اپنی خاص علحدہ آمدنی سے خرید کیا تہا داخل تہے۔

اندی بائی نے پونا مین بتاریخ ۱۹- اپریل سنہ ۱۸۸۸ء وفات پائی اور اپنے بعد (اول) ایک سوت بیوہ کمل جابائی بیوہ (دوم) مدعی کہ جو حسب بیان صدر ایک دوسری سوت بیوہ کا پوتا تہا (سوم) ایک شخص تلاجی راؤ کو جو اوسکے شوہر کا بہتیجہ تہا زندہ چہوڑا۔

مدعاعلیہم نے ایک ہبہ نامہ و نیز ایک وصیت نامہ پیش کیا کہ جو اندی بائی متوفی کی طرف سے بحق اونکے تہا اور یہ بہی بحث کی کہ مدعی بہ ترجیح کمل جابائی یا تلاجی راؤ کے مستحق وراثت استری دہن متوفی کا نہین تہا۔

جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ ہبہ نامہ و وصیت نامہ دونون مستدلہ مدعاعلیہم فریبی تہے اور یہ کہ مدعی وارث اندی بائی متوفی کا تہا۔ اسلئے اونہون نے دعوی مدعی کا ڈگری کیا۔

بنارامنی اس ڈگری کے مدعاعلیہم نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

واسدیوجی بہنڈارکر منجانب اپیلانٹان۔ جایداد متنازعہ اندی بائی کا استری دہن ہے چونکہ وہ لاولد مرگئی اسلئے بحث یہ ہے کہ اوسکا وارث کون ہے۔ ہم یہ بحث کرتے ہین کہ یا تو اوسکی سوت بیوہ یا اوسکے شوہر کا بہتیجہ وارث قریب تر بہ نسبت مدعی کے ہوتا جو کہ ایک دوسری بیوہ کا پوتا ہے متاکشرا باب ۲ فصل ۱۱- اشلوک ۲ مین یہ مندرج ہے کہ لاولد عورت کا استری دہن پہلے شوہر کو اور درصورت

نہ ہونے اوسکے نت پرتیہ منا تاکو پہونچتا ہے اس عبارت کے یہ معنی ہو سکتے ہین کہ بیوہ کے رشتہ داران "قریب تر کو" یا "شوہر کے رشتہ داران قریب تر کو" - اگر ہم سیاق عبارت کو دیکھین تو اس عبارت کے پہلے معنی لگائے جاینگے اور یہی معنی ان الفاظ کے میوکہہ کے باب ۴ فصل ۱۰-۱ اشلوک ۲۸ مین لگائے گئے ہین چونکہ عبارت متاکشرا کی مہمل و ذو معنے ہے پس جو قاعدہ کہ میوکہہ کے ذریعہ سے قایم ہوا ہے کہ جس مین ہمعاملہ مین متاکشرا کی پیروی کیگئی ہے اوسکو اختیار کرنا چاہئے از روے میوکہہ کے بصورت نہونے شوہر کے لاولد عورت کا استری دہن اوس عورت کے قریب تر رشتہ داران کے پاس اوسکے شوہر کے خاندان مین جاتا ہے - باب ۴ فصل ۱۰- اشلوک ۳۰ مین میوکہہ کے یہ مندرج ہے کہ کون کون اوس بیوہ کے قریب تر رشتہ داران ہین اشلوک ۳۰ کو اشلوک ۲۸ کے ساتھ پڑھنے سے جو قاعدہ حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کسی بیوہ لاولد کے استری دہن کے وارث شوہر کے بعد وہ رشتہ داران ہین کہ جنکی تفصیل اشلوک ۳۰ مین ہے جو شوہر کے خاندان سے علاقہ رکھتے ہین اس تعبیر کے بموجب تلاجی راو کہ جو شوہر کا بھتیجا ہے اندی بائی کے استری دہن کا وارث ہے نہ کہ مدعی اگر الفاظ نت پرتیہ سنا تا سے مراد شوہر کے رشتہ داران سے لیجاوے تو اونکو اوس معنی مین لینا چاہئے کہ جس معنی مین شارح نے منڈلک کے اونکو سمجھا ہے یعنی وہ وارثان کہ جنکا متاکشرا مین ذکر ہے دیکھو رسالہ مولفہ ویسٹ و بولر صاحبان صفحہ ۵۱۸ یہ تعبیر معقول معلوم ہوتی ہے کیونکہ مصنف متاکشرا نے مہمل الفاظ "وناسے شوہر" استعمال نہ کئے ہوتے بجز اسکے کہ اون سے مراد وارثون کے اوس "شوہر سلسلہ سے نہونی کہ جو اونکو ہی ودانا - امرت چند کا بہی اوسی طرح کا قاعدہ وراثت باب ۹ فصل ۲ - اشلوک ۲۸ مین مندرج ہے اس تعبیر کے بموجب اندی بائی کی سوت بیوہ وارث ہوگی"

مسٹر لینہیم اڈوکیٹ جنرل (معیت گہنشام نیلکنٹھ) منجانب رسپانڈنٹ - متاکشرا کی نسبت جس تعبیر کی کوشش کیگئی ہے وہ بالکل جدید ہے - قاعدہ جو عام طور پر سمجھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی عورت لاولد مرے تو اوسکے استری دہن کے وارثان اوسکے شوہر کے سپنڈ ہونگے - سوتیلے پسر کو سوت بیوہ پر سبقت ہے رسالہ مولفہ ویسٹ و بولر صاحبان صفحہ ۵۱۲ و مین صاحب کا دہرم شاستر دفعہ ۶۴۴ و بنرجی صاحب کا ٹگور لا لکچرس صفحات ۳۷۵ - ۳۷۷ ملاحظہ طلب - اسلئے اندی بائی کے استری دہن کا وارث مدعی ہے-

سنہ ۱۸۹۹ء
گوجا بائی
بنام
ہمنت شاہ
پرارماؤجی
بھی بہلے

سنہ ۱۸۹۲ع
گوجابائی
بنام
سیتہ نیت شاہ
جیراو مالوجی راؤ
بہوسلے

واسدیوجی بہنڈارکر نے جواب مین مقدمہ بچاجہا بنام گلمن جہا (۱) کا حوالہ دیا مقدمہ حال مین سوتیلا پسر اندی بہائی کے پیشتر مرگیا اس بحث کے متعلق کوئی سند نہین ہے۔

تیلنگ صاحب جسٹس۔ صرف امر قانونی جو مقدمہ ہذا مین پیدا ہوا ہے نسبت توریث جایداد اندی بائی بعد اوسکی وفات کے ہے عدالت ماتحت مین جایداد مذکور بطور جزو استری دہن اندی بائی کے سمجہی گئی اور اسیطور سے ہمارے روبرو اثناے مباحثہ مین سمجہی گئی لہذا ہمکو چاہیے کہ اوسکو اوسیطور پر خیال کرین و نیز یہ سمجہنا چاہیے جیسا کہ بحالت عدم موجودگی جملہ شہادت کے جج ماتحت نے اوسکو صحیح طور سے سمجہا تہا کہ اندی بائی کی شادی ایک طریقہ مین بتجملہ طریقہاے (۲) پسندیدہ کے ہوئی تہی۔

بعد ازان مقدمہ کو اس بنیاد پر دیکہہ کر جو امور غور طلب پیدا ہوتے ہین یہ ہین اولاً آیا مدعی کو بطور پوتہ شوہر اندی بائی کے کوئی استحقاق کسی طرح سے اندی بائی کے استری دہن مین حاصل ہے یا نہین اور ثانیاً آیا اگر اوسکو ایسا استحقاق حاصل ہے تو حق مذکور اندی بائی کی سوت بیوہ کمل جابائی یا اوسکے شوہر کے بہتیجہ تولاجی راؤ کے حق پر مرجح ہے یا نہین۔

چنانچہ قاعدہ عام وہ ہے جو منا کشر کے باب دوم فصل ۱۱۔ اشلوک ۵ ۲ مین مندرج ہے "بحالت نہونے پوتہ کے شوہر اور دیگر رشتہ داران مذکرہ بالا بہی وارث (۳) دولت کے ہوتے مین" دیگر رشتہ داران جو اسی طرح پر مجملاً اسموقع پر بیان کیے گئے مین زیادہ صراحت کے ساتہہ اشلوک ۶ مین بیان کیے گئے ہین جسمین یہ لکہا ہے کہ بحالت اوسکے نہونے کے اوسکے قریب ترین رشتہ داران سپنڈون کو جو پنڈدان مین شریک ہون پہونچتی ہے (۴) مطابق اوس قاعدہ کے جیسا کہ ظاہر کیا گیا امور تجویز طلب مقدمہ ہذا مین یہ ہین کہ آیا مدعی اندی بائی کے شوہر کا سپنڈ ہے یا نہین اور اگر ہے تو آیا بہ نسبت کمل جابائی یا تولاجی راؤ کے وہ قریب تر سپنڈ ہے ہر دو امور کی نسبت کوئی شک نہین ہوسکتا تعریف سپنڈ مین جسکا اس احاطہ سے سمجہنا ضروری ہے صریحاً

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۸ (۲) رسالہ ویسٹ صاحب بوہلر صاحب طبع سوم صفحہ ۱۰۶ - ۱۰ و نیز مقدمہ سنگارام بنام بالیا تجا و مطبوعہ بابت سنہ ۱۸۷۸ع صفحہ ۱۳ ملاحظہ طلب ہے (۳) کتاب دہرم شاستر مولفہ ہٹوک صاحب صفحہ ۴۴۴ (۴) دہرم شاستر مولفہ ہٹوک صاحب صفحہ ۴۴۶ مین نے کولبروک کے الفاظ بیان قایم رکہے ہین لیکن سپنڈون کے معنی جو بیان ہاسی کیے گئے ہین اس احاطہ کے لئے صحیح نہین ہین مقدمہ للو بہائی بنام مانکنوبائی انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحات ۴۴۳ و مابعد و مقدمہ مذکور بر طبق اپیل مندرجہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۱۱۰۔

[illegible] حقیقت تولیت اقتدار کورٹ سے وہ خارج نہین ہوتا اور یہ ظاہر ہے
شخص کی (۱) اوا سلسلہ ستیقی اوسکے ترتیب از سپنڈ یہ نسبت کسی ہندی رشتہ داران کے
مین لہذا مطابق اصول متاکشرا کے جیسا کہ عبارت منتخب شدہ بالا مین بیان کیا گیا یہ نتیجہ نکلتا ہے
کہ مسمی کمل جا بائی و تولاجی راؤ کو انندی بائی کے استری دہن کی وراثت سے خارج کرتا ہے
لیکن یہ حجت کی گئی کہ صحیح معنی متاکشرا کے فقرہ محولہ صدر مین اسکے خلاف سمجھنے چاہئین تو ترجمہ
دلیروک صاحب مین بیان کئے گئے ہین اور یہ کہ جب اوسکی صحیح طور سے تعبیر کیجائے تو متاکشرا موید
اسکے نہین ہے کہ شوہر کے رشتہ داران قریبی عورت کی جایداد مین ورثہ پاوین بلکہ عورت کے
وہی رشتہ داران کے موید ہے جو شوہر کے خاندان مین ہون اور تیاید اس تعبیر کے فقرہ بیوہار میوکہ (۲)
پر جو ہمسداملہ کی نسبت ہے استدلال کیا گیا اگرچہ جیسا کہ ابھی واقع ہوگا اس امر کا فیصل کرنا اسمقدمہ
مین جو ہمارے روبرو پیش ہے بالکل ضروری نہین ہے اس حجت پر لحاظ کرکے جو پیش کیگئی ہے مین
کہہ سکتا ہون کہ میری راے کا رجحان جانب حجت مسٹر وی جی بھنڈارکر کے ہے کیونکہ مین خیال کرتا ہون
کہ ہمارا عاصہ اصول متاکشرا اور میوکہ کی تعبیر کرنے مین ایسا ہونا چاہئے کہ ایک دوسرے سے جس جس جگہہ
اور اس قدر کہ معقول طور سے ممکن ہو موافقت ہو مقدمہ کرشناجی ونکٹیش بنام پانڈورنگ (۳) متعلقہ
مطلب ہے اور نسبت اس امر کے جو بالفعل غور طلب ہے اونکا موافق کرنا ممکن ہے اگر متاکشرا اور میوکہہ
دونون سے ایک ہی ورثا مراد ہین تو صرف باختلاف تعریفات کے۔ کیونکہ متاکشرا مین اونکا بیان
رشتہ داران شوہر کے اور میوکہہ مین بطور سپنڈان زوجہ کے خاندان شوہری مین ہے لیکن اس
امر کی نسبت مسٹر بھنڈارکر کی تمام و کمال حجت کے تسلیم کرنے پر بھی اور متاکشرا کے وہ معنی لینے پر جو
سلکنٹیا اوسکی عبارت (۴) کی نسبت قرار دیتا ہے مین نہین دیکھتا کہ ہم اس نتیجے کے خلاف جو اوپر
بیان کیا گیا کیونکر صحیح طور سے ایک نتیجہ اخذ کرسکتے ہین چونکہ زوجہ تو بذریعہ شادی کے دوبارہ اپنے شوہر کے
خاندان مین جنم لیتی ہے۔

(۱) دیکھو مقدمہ للوبھائی بنام مانکنوربائی انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۲۳۴ ملاحظہ طلب ہے (۲) دہرم شاستر مولفہ ہلوک صاحب صفحہ ۱۰۰ (وہ دہرم شاستر مولفہ منڈلیک صاحب صفحات ۹۷ و ۹۸ ملاحظہ طلب ہے (۳) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۶ (۴) مسٹر اوسے نے گنیشو کے طرز بیان ورثا کو اختیار کیا ہے اسسالہ ولیٹ صاحب و بوہلر صاحب صفحہ ۵۱۷ و شرح ملاحظہ طلب ہے اور کتاب ن پاٹہ چاہ صفحہ ۲۶۶ مطبوعہ ببلوتھیکا انڈیکا مین وہی طریقہ پسند کیا گیا ہے جو میوکہ مین ہے

سنہ ۱۸۹۳ع
گنگا بائی
بنام
سدا سیت تناناجی
راؤ نولی اسا جی
ہوپیے

(۱) اور شوہر کی نصف جسم ہو جاتی ہے (۲) لہذا سپنڈان شوہر بالضرور سپنڈان زوجہ ہو جاتے ہین اور اونکے درجہ قربت شوہر اور زوجہ کے ایکہی (۳) تجویز ہونے چاہئین بجز اسکے کہ کوئی خاص وجہ خلاف اسکی ظاہر کیجاوے چنانچہ ہم دیکھہ چکے ہین کہ مدعی قریب ترین سپنڈان نندی بائی کے شوہر کا ہے لہذا یہ بحث ہے کہ آیا کوئی خاص وجہ اس بات کی ظاہر کیجا سکتی ہے کہ کیون وہ قریب ترین سپنڈا نندی بائی کا تجویز نہ کیا جائے یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک ایسی وجہ قول سمرتو مین پائی جاتی ہے جو دہرم شاستر مولفہ راؤ صاحب منڈلیک مرحوم مین منقول ہے (۴) لیکن مجکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر ہنڈارکر کی دلیل بر زبانت مین اس امر کی بابت صریحاً مغالطہ ہے اولاً یہ یاد رکہنا چاہئے کہ خود قول مذکور مین کوئی ذکر نسبت رشتہ داری سپنڈ کے بالکل نہین ہے اور نہ اوسکی تعریف کے رد و بدل کرنے کا اظہار اوس قول مین کیا گیا ہے صرف اوسمین ذکر چند رشتہ داران کا ہے اور لکہا ہے کہ رشتہ داران مذکور شادی کے اغراض کے لئے اندر ممنوع درجون کے ہین یہ درست ہے جیسی کہ مسٹر ہنڈارکر نے حجت کی کہ لفظ سپنڈ کی تعریف جو قواعد وراثت سے متعلق کیگئی ہے وہ خود ابتدا از دفعہ متعلقہ شادی مین کیگئی ہے لیکن اسوجہ سے اوس سے یہ نتیجہ نہین نکلتا کہ خاص قاعدہ بابت خاص رشتہ دارون کے جس مین لفظاً حوالہ صرف شادی کا ہے لیکن عام طور پر کوئی بات نسبت سپنڈون کے نہین ہے یا نسبت بنیاد رشتہ داری سپنڈ کے نہین ہے سپنڈ کی تعریف کو جملہ اغراض کے لئے محدود کرنے کیواسطے استعمال کیا جا سکتا ہے سوا اسکے قول متنازعہ فیہ کے مسٹر منڈلیک نے ایک رائے ظاہر کی ہے کہ کثرت سند کی بہرحال ہندوستان کے اس نواح مین اس رائے کے مفید ہے کہ رشتہ داری سپنڈ سوتیلی مان کی حالت مین سوتیلی مان کے ذریعہ سے صرف اون رشتہ داران تک جا سکتی ہے جنکا بالخصوص تذکرہ مقولہ بالا مین ہے" مقدمہ ہذا کی اغراض کے لئے اسنادِ محولہ شکل ہذا کے جانچنے کی بالکل ضرورت نہین ہے بالفرض وہ صحیح ہو

---

(۱) مقابلہ کرو مقدمہ سری رگہونادہ بنام سری برجو کیشور لا رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۳ صفحہ ۱۹۱ و مقدمہ مذکور انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۱۸) و مقدمہ للو بہائی بنام کاشی بائی انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۱۱۰ و نیز مہ صاحب جسٹس کے ٹاگور لیکچرس صفحہ ۱۴۴ ملاحظہ معاینہ قول ابہرتی متعلقہ امر مذا ملاحظہ طلب (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۲۴ - بنرجی صاحب کے ٹیگور لیکچرس صفحہ ۱۳۸ مقابلہ طلب و سمین ظاہر کوئی غلطی کتاب منو سے نقل کرنے مین ہوئی لیکن واسطے اغراض حال کے وہ اہم نہین ہے (۳) صاحب ویسٹ صاحب بوہلر کتاب صفحہ ۵۱۸ و نیز انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۱۱۳ و بنرجی صاحب کا لیکچر صفحہ ۲۳۶ مقابلہ کیجاوین (۴) صفحہ ۳۵۲ -

سنہ ۱۸۹۲ء
گوجا بائی
بنام
شریمنت شاہو جی

جیسا کہ میرا خیال اوسکی نسبت ہے یہ ظاہر ہے کہ مسٹر منڈلیک نے خود اوسکے متعلق کرنے کا ارادہ معاملات وراثت سے نہین کیا بلکہ صرف شادی سے (۱) اور جب کہ یہ امر ذہن مین رہتا ہے کہ مثلاً سوتیلے بھائی (۲) مقولہ سومنتو مین نامزد نہین کئے گئے ہین تو یہ سمجھنا آسان ہے کہ مقولہ مذکور وراثت کی اغراض کے لئے رشتہ داری سپنڈ کا بذریعہ سوتیلی مان کے جامع ہونا ۔ صحیح طور سے سمجھا نہین جا سکتا بعد ازان منو نے ایک مشہور مقولہ (باب ۹ ۔ اشلوک ۱۸۳ (۱) مین لکھا ہے کسی شخص کی زوجگان مین سے ایک زوجہ کا لڑکا اوسکی کل زوجگان کا لڑکا ہے خود سومنتو کے مقولہ مین بھی لکھا ہے کہ ایک شخص کے پدر کی زوجگان سب مادر ہین اور وے سب اوسکی مادر نہین ہو سکتی ہین بغیر اسکے کہ وہ اون سب کا پسر ہو اور اوسکا پسر اونکا پوتہ ہوا اور چونکہ صحیح حیثیت رشتہ داری کی یہ ہے لہذا مسٹر بھنڈارکر کی حجت کا کچھہ اثر پذیر ہونا صریحاً غیر ممکن ہے گو کہ وہ خود کسیقدر جائز بھی ہو علاوہ برین ہمارے پاس مجموعہ مقدمات مندرجہ رسالہ مولفہ ولیٹ صاحب و بولر صاحب صفحہ ۱۲۵ مابعد مین موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوتیلا پسر (۳) سوتیلے پسر کی زوجہ اور سوتیلا برادر شوہر رشتہ داری سپنڈ مین داخل ہین اور بمقدمہ موتی رام بنام مبارام (۵) بیوہ کی سوتیلی دختر کا پسر بیوہ مذکور کا وارث تجویز کیا گیا بالآخر مسٹر بھنڈارکر کی خود حجت اس بنا پر مبنی ہے کہ سوت بیوہ ایک سپنڈ ہے اسلئے یہ تجویز کرنا غیر ممکن ہے کہ پوتے کی بیوہ کی سوت بوجہ داخل ہونے اندر حدود شمار یہ رشتہ داری سپنڈ کے ایک سپنڈ بھی نہین ہے ۔

اور فی الجملہ میری یہ راے ہے کہ سوت کے پوتہ کو سپنڈ تجویز کرنے کے وجوہ ایسے قوی ہین کہ اوسکے خلاف تجویز کرنے سے ایک تمثیل مقولہ سر جے کالول صاحب کی حاصل ہوگی جسکا یہ مضمون ہے کہ ایک خاص مسئلہ گو دلیل بیہودہ ہو لیکن تاہم وہ بروے دہرم شاستر جائز ہو سکتا ہے مجکو یہ کہنا لازم ہے کہ مین اُس مقولہ کی صحت اور اوسکے منشا سے بالکل منکر ہون اور مین اُس اصول کو منظور نہین کر سکتا جس سے دیگر قواعد ثبتہ کے ملانے سے وہ عمدہ طور سے چسپان ہوگا ۔

---

(۱) دہرم شاستر مولفہ منڈلیک صاحب صفحات ۳۴۶ و ۳۵۰ لغایت ۳۹۱ ملاحظہ طلب ہے ۔

(۲) دربارہ انکے حقوق وراثت کے دہرم شاستر مولفہ اسٹوک صاحب صفحہ ۴۴۰ و صفحہ ۹۸ ملاحظہ طلب ہے ۔

(۳) رسالہ منو مولفہ بولر صاحب درباب کتب مقدس مشرقی صفحہ ۳۶۵ و شرح نسک مولفہ ولیٹ صاحب و بولر صاحب صفحہ ۵۲۲ (۴) بمقدمہ منیکور لری چٹرجی بنام دینا نانتہ بنرجی ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۹۴ بحق سوتیلے پسر کے ازروے تبنیت کے عورت کے استری دہن کے مستحق ہونے کی نسبت راے ظاہر کیگئی ہے (۵) تجاویز مطبوعہ بابت سنہ ۱۸۸۱ء صفحہ ۱۱۶ ۔

سنہ ۱۸۹۲ع گوجابائی بنام سرکنیت شاماجی راؤ مالوجی راجے بہوسلے

اس امر کے نسبت ایسے پورے طور سے بحث کیگئی ہے کہ دوسری حجت جو منجانب مدعاعلیہم کے پیش کیگئی بہت مختصر طور سے طے ہوسکتی ہے یہ کہا گیا ہے کہ کملاکر مصنف نندو کی راے نسبت تسلیم کرنے رشتہ داری سپنڈا مین عورت اور اوسکے سوت کے پوتہ کے خلاف ہے اور یہ حجت خلاصہ اسے کملاکر مین جیسا کہ ڈاکٹر جیٹ ولیٹ صاحب و بولر صاحب (۱) مین مندرج ہے تذکرہ پسر یا پوتہ سوت کی عدم موجودگی پر مبنی ہے مگر میری راے مین کل بحث سے وہان ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مطابق خیال مصنفان ڈاکٹر جیٹ کے نہین ہے اور اس امر کا خیال رکہنا چاہئیے کہ مصنفان موصوف نے بعدہ بموجب اصول مظہرہ اپنے کے سوتیلے لڑکے کو بطور وارث کے داخل کیا ہے نہ یہ خیال ڈاکٹر گرو داس بنرجی کا (جواب جسٹس گرو داس ہین) ہے جیسا کہ فقرہ مندرجہ ٹاگور لیکچر (۲) ممدوح الیہ سے معلوم ہوتا ہے جسپر ایڈوکیٹ جنرل نے ہماری توجہ کو رجوع کیا ہے وہ فقرہ ایسا ہے جسکے مطلب کو اور بعض حصون مین کنبہ وہین الفاظ کو مسٹر جے الیس سرومتی نے اپنی شرح دہرم شاستر (۳) مین قایم کیا ہے اور جب ہم خاص پوا ڈبد کو دیکہتے ہین تو فروگذاشت کیوجہ جسپر مسٹر بہنڈارکر نے اپنی حجت قایم کی ہے صاف ظاہر ہوجاتی ہے مصنف موصوف نے حقوق اولاد سوت کا مباحثہ تشریح الفاظ خاوند کے سپنڈ ون" مین تحریر نہین کیا ہے بلکہ اوس سے پہلے حصہ مین جس مین عورت کی خاص اولاد کا ذکر ہے۔ اونہون نے فی الواقع اوس موقع پر منو کے مقولہ باب ۹ شلوک ۱۸۳ کا حوالہ دیا ہے جسکا حوالہ ہم دیکہ چکے ہین اور خواہ مخواہ اوس راے کے لحاظ سے فوراً بعد بیان کرنے حقوق خود عورت کی اولاد کے سوت کی اولاد کا ذکر کیا ہے اور مدن پارجات (۵) کے مصنف نے (جو مشہور شرح متاکشرا موسومہ سبودہنی کا مصنف بہی ہے) اسمضمون کی اوسی طرح سے (۶) بیان کیا ہے۔

اس لئے خاص نتیجہ کل بحث کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحیح تعبیر متاکشرا کو ویسا ہی فرض کرنے سے جو بیوہار میوکہہ مین تحریر ہے اور بدینوجہ یہ فرض کرکے کہ نزدیک ترین سپنڈان جنکو لاولد عورت کی جایداد پہونچنی چاہئیے نزدیک ترین سپنڈان نہ صرف اوسکے خاوند کے بلکہ خود اوس عورت کے خاندان شوہری مین ہین اسمین بہی کچہ شک نہین ہوسکتا کہ سوت کا پوتہ قسم بینہ بالامین داخل ہے اور یہ کہ

(۱) صفحات ۵۱۷ - ۵۱۸ (۲) صفحات ۳۷۵ تا ۳۷۷ - نیز دیکہو وہی مقدمہ سرکار ولیوستہا چیندرکالو بہی جلد ۲ صفحہ ۵۱۴ (۳) صفحہ ۳۹۶ (۴) دیکہو اوسکی بابت سٹوک صاحب کا دہرم شاستر صفحہ ۱۷۷ دیکہو اور نیز دیکہو شڈلیک صاحب کے دہرم شاستر کی تمہید صفحات ۶۰ و ۶۴ و ۶۷ و ۷۲ -

(۵) دیکہو صفحہ ۶۶۲ -

سنہ ۱۹۱۲ع
گوجا بائی
بنام
شریمنت شاہجی
راؤ مالوجی بھوسلے

بموجب آراے بعض مصنفان کے وہ بعد اولاد خود عورت کے اور قبل اوسکے خاوند کے داخل ہوتا ہے
اور یہ کہ بموجب راے دیگر مصنفان کے وہ بعد خاوند کے لیکن قبل اوسکی ہمشیرزادگان اور دیگر زوجگان کو
کی دختران اور خواہ مخواہ قبل دیگر ورثا بعید تر کے جن مین خاوند کا بھتیجہ داخل ہے داخل ہوتا ہے مگر یہ کہا گیا
تھا کہ چونکہ ورثا اول نزدیک ترین رشتہ داران عورت مذکور کو اوسکے خاندان شوہری مین پہونچتا ہے جسکی
جایداد متنازعہ ہے اسلئے ہمکو وہ ترتیب منظور نہین کرنی چاہیے جس مین وارثان شوہر کے جانشین ہوتے
ہین۔ کیونکہ وہ ترتیب اوس قرب رشتہ داری پر مبنی نہین ہے کہ یہی معنی قرب مذکور کے واسطے
اغراض قاعدہ زیر تجویز کے لایق مفہوم ہونے چاہین دلایل جو اس مباحثہ کی نسبت پیش کیگئی ہین
ولیسٹ و بولر صاحبان نے بیان فرمائی ہین اور ان دلائل پر اونکی راے مین یہ دلیل غالب آتی
ہے جو زوجہ وشوہر کے واحد ہونے سے اخذ ہوتی ہے جسکو وے صحیح طور پر ایک مشہور اصول
شاستر"" کا کہتے ہین اور وہ کل دہرم شاستر کا بھی ایک مشہور اصول کہلایا جاسکتا ہے جو راے ویسٹ
و بولر صاحبان نے ظاہر کی ہے اوس سے ٹاگور لیکچرس مین ڈاکٹر بنرجی (۱) نے و نیز مسٹر جے
ایس سرومنی (۲) نے اتفاق کیا ہے اور میرے نزدیک وہ قابل مقبولی ہے اور یہ بھی مین کہتا
ہون کہ اگر اس ہدایت کو بھی ہم نا منظور کرین جو اصول وحدت زوجہ وشوہر سے پیدا ہوتی ہے
تو میرے خیال مین اوس اصول قرب رشتہ داری کا تعلق جایز رکھنا مشکل ہوگا جسکی رو سے سوت
بیوہ یا خاوند کا بھتیجہ بہ نسبت خاوند کے پوتہ کے قریبی رشتہ دار قایم ہوگا۔
لیکن مسٹر مینڈارکر نے ایک امر مزید پیش کیا ہے وہ برہسپتی (۳) کے قول کا حوالہ دیتے ہین

(۱) صفحہ ۳۴۷ (۲) شرح متعلقہ دہرم شاستر صفحہ ۳۰۶ ملاحظہ طلب نیز اوسی مقدمہ و پوستھا چندہ کا مولفہ سرکار کو دیکھو جلد ۲ صفحہ ۴۰ (۳) اوس مقولہ کی نسبت دیکھو نوٹ مندرجہ کتاب دہرم شاستر مولفہ اسٹوک صاحب صفحہ ۱۰۲۔ و نیز بنرجی صاحب کے ٹاگور لیکچرس صفحہ ۳۴۴۔ اوس مقولہ کی بابت چند تحریرات رسالہ پروفیسر گولڈسٹکر صاحب مرحوم مین بھی ہین جو دربارہ نقائص علدرآمد دہرم شاستر کے ہے اور دیکھو باقیات تصنیفات گولڈسٹکر صاحب جلد ۲ صفحہ ۷۰۱) یہ واضح ہوگا کہ پروفیسر گولڈسٹکر کا ترجمہ باوڈول یا راہو صاحب منڈلیک کے ترجمہ سے مطابقت نہین رکھتا ہے غالباً بلاشبہ پروفیسر گولڈسٹکر صاحب نے جب فقرہ حوالہ داے بھاگ دیکھو کتاب دہرم شاستر مولفہ اسٹوک صاحب صفحہ ۷۰ کا ترجمہ کیا تو اوسکی شرح مولفہ جیموت واہن کو خواہ مخواہ قبول کیا دیگر ادوے کی تعبیر کا جیموت واہن کی تعبیر سے مطابقت رکھنی ہے حوالہ آیندہ دیا گیا ہے رسالہ مذکور مین بتاکید یہ مندرج ہے کہ یہ امر رواج خلاف زمانہ قدیم کے ہوگا بجائے موجودگی بیٹیون کے بہن بھتیجہ و غیرہ داخل ورثا سمجھین جائین (صفحہ ۳۴۴) دیکھو رواج مولفہ بلین صاحب صفحہ ۱۰ اور بیرپتھا چندرکا صفحہ [illegible]

١٨٩٦ء
گوجابائی بنام
سرکنیت شاہاجی
رانا لوجی راجی بہونسلے

جسکا ہیوہارمیوکہہ مین ذکر ہے اور مدعی ہین کہ عدالت قول مذکور سے یہ نتیجہ اخذ کرے
کہ برادرزادہ شوہر کو تقدم دیگر رشتہ داران شوہری پر و نیز رشتہ داران بیوہ پر خاندان
شوہری مین جیسا کہ مدعی ہے حاصل ہے مگر یہ امر قابل تحریر ہے کہ قول مذکور کا منا کشرا مین
کسی جگہہ حوالہ نہین دیا گیا ہے اور قاعدہ بینہ دگنیشر کا اوس سے مطابق نہین ہے
درحقیقت وہ قاعدہ بہی جو خود نیلکنٹہ عام مقولہ یاگ و لک سے لکالا ہے مطابق اوس
شمار ورثا کے نہین ہے جو قول برہسپتی غور طلب حال مین مندرج ہے اور تاہم میوکہہ مین
یہ مندرج نہین ہے کہ یہ دونون امور کس طرح ایک دوسرے کے ساتہہ قایم رکہے جا سکتے
ہین مصنفان ذی علم ڈاہیجبٹ نے ورثا شمار کردہ برہسپتی کو بعد شوہر کے اور قبل سپنڈان
عورت کے اوسکے خاندان شوہری مین قایم کیا ہے یہ درحقیقت بروے الفاظ صریح
میوکہہ مندرجہ شلوک ٣٠ (١) کے جائز معلوم ہوتا ہے تاہم یہ امر مضمون سابق مندرجہ
اشلوک ٢٨ سے کہ اگر شوہر نہو تو جو عورت سے قریب تر خاندان شوہری مین ہو" عورت کی
جایداد پاتا ہے مطابقت کامل نہین رکہتا ہے یہ صاف ظاہر ہے کہ بعض اشخاص مندرجہ
قول برہسپتی اس تعریف مین بالکل داخل ہی نہین ہوتے اور منجملہ اُن اشخاص کے جو داخل
ہوتے ہین برادرزادہ شوہر ظاہرا بمقابلہ برادر خورد شوہر کے قریب تر نہین ہے مگر تاہم بموجب
قول برہسپتی کے قبل شخص اول الذکر آخرالذکر کے رہیگا لہذا بموجب اس مندرجہ میوکہہ (٢)
کے یہ امر بالکل ظاہر نہین تصور کیا جا سکتا کہ برہسپتی کی فہرست مین ٹہیک ترتیب وراثت
فیمابین ورثاے شمار کردہ کے مندرج ہے یا یہ کہ جملہ ورثاے مذکور او نپر تقدم رکہتے ہین جو اس
تعریف مین داخل ہین اوسکے خاندان شوہری مین اوسکے قریب ترین" بلکہ مسٹر جے الیس
سروٹنی اپنی شرع دہرم شاستر مین فرماتے ہین (صفحہ ٣٨٩)" جو کچہہ مصنف موصوف نے
باب مذکور مین لکہا ہے اوس کل پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فہرست مذکورہ بالا مین
رشتہ داران پدری وارث بجدورت ایسی عورت کے ہوتے ہین جسکا ازدواج غیر پسندیدہ

---

(١) رسالہ مسٹر کاک صاحب صفحہ ١٠٦ (٢) برجی صاحب جنکو زیادہ تر مایل جانب راے مخالف کے ہین وہ
یہ بہی ظاہر فرماتے ہین (صفحہ ٣٨٦) کہ مقننان بنگالہ قول مذکور کو محض ایسا تصور کرتے ہین کہ
اوسکی رو سے بالعموم استحقاق وراثت قرار دیا گیا ہے نہ کہ ترتیب وراثت (نیز دیکہو صفحات
٣٣٩ لغایت ٣٤٣ -

طریقون ازدواج مین ہوا ہو اور درصورت ایسی عورت کے جسکا ازدواج کسی طریقہ پسندیدہ ازدواج مین ہوا ہو تو وراثت رشتہ داران شوہری مندرجہ فہرست مذکورہ صدر کو پہونچتی ہے ۱۱ لیکن وہ خود یہ اور فرماتے ہین کہ ''یہ امر بہی خالی شک سے نہین ہے اور علاوہ برین یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ جو اصول یہان ظاہر کیا گیا ہے اوسپر جو تقسیم عمل مین آوے اوس مین وا ماد کے لئے انتظام کرنا آسان نہین ہے -

مسٹر ہنڈارکر نے براہ اپنے جواب کے ایک مقدمہ بچا بنام ٹلبن (۱) کا ہمکو حوالہ دیا جس مین عدالت نے اون چند سوالات کے نسبت بحث کی ہے جو بلحاظ اس مقولہ برہسپتی کے پیدا ہوتے ہین مقدمہ مذکور مین عدالت ''یہ خیال کرنے کی طرف رجوع تہی کہ جو کچہہ مصنف کا منشا رہا ہو یہ قرار دیتے کا تہا وہ یہ تہا کہ ترتیب وارثان متذکرہ مقولہ برہسپتی کو تابع اوس قاعدہ قانون کے تصور کرنا چاہئے جو اونہون نے مطابق متاکشرا کے قایم کیا ہے (دیکہو بیوستہا چندرکا مولفہ شاما چرن جلد ۲ صفحات ۵۳۷ و ۵۳۸)'' - اگر ایسا ہے تو مقولہ مذکورہ بابت بحث ہنڈارکر مین قاصر رہتا ہے - اگر فقرہ سابق بحونیکا یہ مضمون تہا کہ خود بوہارمیوکہہ کے باب ۴ فصل ۱ اشلوک ۲۲ و ۸) پر دہیان غور کرنے سے یہ امر مشکوک معلوم ہوتا ہے کہ آیا مصنف کا مطلب فی الحقیقت یہ تہا کہ ورثہ مطابق اوس ترتیب کے ہو جسمین کہ وارثان مذکور قول برہسپتی مین مندرج ہین'' اگر یہ راے صحیح ہے اور مطابق اس راے کے معلوم ہوتی ہے'' جو ابہی رسالہ مسٹر جے ایس سروئی سے نقل کیگئی ہے تو نتیجہ قریب قریب وہی ہے جیسا کہ وہ بلحاظ بغیر اوس مقولہ کے ہے جو طریقہ بنگال حسب قایم کردہ ڈاکٹر بنرجی کے رائج ہے (دیکہو لیکچرس صفحات ۳۸۶ و ۲۸۴ لغایت ۴۳۳) اور موید اپیلانٹان روبرو ہمارے کا نہین ہے ۔لیکن مسٹر ہنڈارکر نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ وارثان بالخصوص متذکرہ مقولہ برہسپتی کو دیگر اشخاص پر جو عام تعریف مین داخل ہوتے ہین تقدم ہونا چاہئے اور یہ کہ اونکے ہر ایک گروہ اوس جماعت (یعنی رشتہ داران شوہر یا رشتہ داران والدین) پر جس سے اونکو تعلق ہے تقدم ہونا چاہئے ۔مگر اس راے کی کوئی سند نہین ہے رسالہ ڈاکٹر جیٹ مصنفہ ولیٹ و بولر صاحبان مین کل وارثان مندرجہ کو تقدم دیا گیا ہے اور اس تقدم کیوجہ بیان ہو چکی ہے اگر وے سب ایک قسم مین تصور نہ کئے جائین تو اس ترجیح کی ظاہرا اور کوئی وجہ نہین ہے سواے اسکے جو بوہارمیوکہہ کے اصول

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۵۵۳ -

سنہ ۱۸۹۰ء
گوجا بائی
بنام
سریمنت شاہاجی
راو مارجی راو
بہونسلے

سنہ ۱۸۹۹ء
گوجا بائی
بنام
سرگنیت شاہاجی
راؤ مالوجی سے یا بہوسلے

باب ۴ فصل ۸ اشلوک ۸ مین ظاہر کیگئی ہے۔ مگر یہ قول جیسا کہ وہان مندرج ہے ظاہرا صرف اوسی صورت سے متعلق معلوم ہوتا ہے جہان ایک جماعت یکجائی ہے عدالت ہا لے نے مقدمہ ہوسہنا اس بنام کرشنا بائی (۱) اسکو بندہوؤن کے معاملہ مین متعلق کرنے سے انکار کیا تاکہ اون بندہوؤن کو جنکا صراحتاً تذکرہ ہے اون اشخاص پر ترجیح دیجائے جو کہ عام تعریف کے اندر داخل ہین۔ مین خیال کرتا ہون کہ یہی سند ہے جو اوس معاملہ سے جو ہمارے سامنے ہے زیادہ تر متعلق ہوگی اور اس لئے اس معاملہ مین اشخاص بیئہ کو کوئی ایسی ترجیح نہین دیجا سکتی۔

یہ امر بہی قابل تحریر ہے کہ اس نظر سے کہ مقولہ بریہسپتی کو ٹہیک طور پر متعلق ہوا ایسے قیود کے ساتھ مخصوص کیا جانا چاہئے جنکا تذکرہ اوسمین نہین ہے۔ نیلکنٹہ نے ایک ایسی قید بہم پہونچائی ہے جسکی نسبت تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ معنوی طور پر خود مقولہ مذکور کے احکام مین موجود ہے۔ لیکن درحالیکہ وہ ایک ہی قسم کی اور قید اضافہ کرکے شوہر اور والدین کو بمقابلہ ان ورثا کے جنکا شمار کیا گیا ہے ترجیح دینے مین تو کوئی سند ایسے عمل کرنیکی اوس مین نہین ہے جو قول مذکور مین ظاہر کیا گیا ہے بلکہ اوسمین یہی نہین ہے جو مفہوم ہوا ہے اس طرح پر فقرہ میوکہہ کے عملی طور پر متعلق کرنے مین جیسا مسٹر مینڈارکر نے استدلال کیا ہے بہت ہی دقت ہے جس طور سے کہ دیر مترادے نے اس مقولہ بریہسپتی کو بیان کیا ہے اوس سے ایک امر مزید پیدا ہوتا ہے بموجب اوس تعبیر کے جو اوس موقع پر مندرج ہے سوت کا پوتا اسی مقولہ مین درحقیقت بطور ایک وارث کے بیان کیا گیا ہے یہ ضرور نہین ہے کہ جس عمل سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے اوسکی جانچ کیجائے۔ مگر مقولہ بریہسپتی کی مبالغہ آمیز شرح لکہنے کے بعد مترجم نے خود نتیجہ کو اس طور پر وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے پس بحالت عدم موجودگی دختر کے نواسہ تک سب سے پہلے اور مین وارث ہوتا ہے زان بعد اوسکے بیٹے اور پوتے اونکی عدم موجودگی مین سوت کا بیٹا یعنی اوسکا بیٹا اور پوتا (علی الترتیب وتا ہوئین) کیونکہ نظر بحالات وے پنڈ دینے اور دیون ادا کرنیوالے ہین بوجہ مقولہ منو کے جو اوپر درج ہے (۱) میری دانست

(۱) بنرجی صاحب بیشک فرماتے ہین کہ ترتیب وراثت و یر متراد ے دمیوکہہ وسمرتی چندرکا مین واحد ہے (ٹیگور لا لیکچر صفحہ ۲۴۲ (یہ امر مشتبہ ہے) مترجم سمرتی چندرکا (صفحہ ۳۵) مقولہ بریہسپتی کا حوالہ دیتا ہے جیسا کہ جلد ۲ ڈائجیسٹ کولبروک صاحب مین صفحہ ۱۲۶ ترجمہ کیا گیا ہے وہ ترجمہ بلا ہم امور مین اوس ترجمہ کے مطابق ہے جو بنرجی صاحب ٹیگور کے لکچرون مین صفحات ۲۴۳ و ۲۴۴ سے موجود ہے اور یہ دونون ترجمے و دیگر مصنفون کی تعبیر مقولہ مذکور پر مبنی ہین نہ کہ اون اضافون پر جنکی تصدیق سنسکرت مقولہ سے نہین ہوتی جیسا کہ مسٹر کرشنا سوامی ایا نے خیال کیا ہے خود سمرتی چندرکا کے تعلق جیسا مسٹر مینڈارکر نے استدلال کیا ہے دیکہو میو ستہا چندرکا صفحات ۴۱۵ و ۴۴۵ و مقدمہ اوماد ی بنام گوکلانند داس انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۵۸۷

سنہ ۱۸۹۲ء
گنگا بائی بنام
سرسنیت شاہ جی
و مالوجی بھائی بھوسلے

مین یہ امر قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ نیلکنٹھہ نے مقولہ مذکور کو اوسی طور پر نہین سمجھا جیسا کہ مترجمون نے سمجھا
لیکن چونکہ وہ صرف مقولہ کو بلا کسی شرح اوسکے الفاظ کے بیان کرتے ہین لہذا اس امر کی نسبت بہت اعتماد
کے ساتھہ راے دینا ممکن نہین ہے۔ علاوہ مشکلات کے جنپر ابھی نگاہ ڈالی گئی ہے یہ امر قابل تحریر ہے
کہ یہ خاص فقرہ مندرجہ مقولہ اور مقولہ بہتنی جسپر وہ مبنی ہے جہانتک کہ مین دیکھہ سکا ہون انپر کسی پوتھا مین
منجملہ اون پوتھون کے جو ویسٹ اور بولر صاحبان کی ڈائجسٹ (۱) مین جمع کیے گئے ہین کہین نہین تسلیم
کیا گیا ہے۔ داماد جو اس فقرہ کی رو سے داخل ہوتا ہے اور جو دوسرے قواعد کی رو سے بمشکل داخل ہو سکتا ہے
اور بنابران جسکا معاملہ اس امر کی نسبت ایک معقول جانچ ہے سپنڈون کی فہرست مین داخل نہین
جنکی صورتین رسالہ مولفہ ویسٹ و بولر صاحبان مین بیان کیگئی ہین۔ مختلف حالات جو اسوقت زیر بحث
مین اونپر غور کرنے سے جو کچھہ نتیجہ حاصل ہو سکتا ہو وہ یہ ہو کہ قاعدہ اون صورتون سے متعلق نہ ہونا چاہیے
جہان میوکہہ ایک نہ قابل انباع ہو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اسقدر معنی تجویز کرنے مین جو ایک ایسے منبع سے
آیا ہے جہان مناکحہ اندعظم ہے ہم ایسے مجبور نہین ہین کہ میوکہہ کے اس استثنائی اور متناقض قاعدہ
کو متعلق کرین اور بالخصوص اسوجہ سے اور یہی کہ قاعدہ مذکور تواعد متعلقہ وراثت استری دھن کا ایک
جزو ہے جو کہ نہایت اہم امور مین قاعدہ مناکحہ کے بالکل خلاف ہے۔ بموجب اس قاعدہ آخر الذکر کے
جیسا کہ بیان ہو چکا ہے انندی بائی کا مدعی بہ نسبت گنگا بائی یا تولاجی راو دونون کے زیادہ قریبی
رشتہ دار ہے اور بنابران اس غرض سے کہ دعوی مدعی مین جو بابت جایداد نندی بائی کے ہے تعرض
کرین مدعا علیہم حق شخص ثالث سے مستفید نہین ہو سکتے۔ جج ماتحت نے دعوی مذکور کو مناسب
طور پر منظور کیا ہے اور ڈگری ممدوح الیہ معہ خرچہ کے بحال رہنی چاہیے۔

جارڈین صاحب جج - سوال دھرم شاستر پر ہمارے سامنے تقریر کیگئی اوسکا تصفیہ
میرے ہمجلیس تیلنگ صاحب نے ایک جامع تجویز سے کیا ہے جسکے ساتھہ مین متفق ہون۔
اب مین فیصلہ عدالت نسبت امور واقعات کے جن مین سے دو کی بابت بحث ہوئی ہے صادر کرتا
ہون (ازان بعد حاکم ممدوح نے واقعات مقدمہ کی نسبت بحث کی جو اس رپورٹ کے لیے ضروری
نہین ہین)

(۱) دیکھو متعلق مقابلہ کرو مقدمہ مالو بھائی بنام بالن انوربائی مندرجہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲
صفحہ ۴۱۹۔

۸-اپریل ۸۲ء

صیغہ نظر ثانی فوجداری (۱۹)

باجلاس برڈاوڈ صاحب جسٹس و پارسنس صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام **باباجی +**

مجموعہ تعزیرات (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) دفعہ ۵۰۰ ازالہ حیثیت عرفی - بیان گواہ - مستثنی -

کسی گواہ پر ازالہ حیثیت عرفی کے لیے بابتہ ایسے بیانات کے جو اوسنے اوس وقت کیے ہون کسی کارروائی عدالتی مین اظہار دیتے رہا ہو مقدمہ قایم نہین ہو سکتا -

ملزم کا اظہار بحیثیت گواہ کے ایک نالش مین جو عدالت معاملہ مین دایر تھی ہوا تہا اپنے اظہار مین اوسنے بیان کیا کہ مستغیث ایک مرتبہ کسی جرم مین عدالت فوجداری سے سزایاب ہو چکا ہے -

اس بیان کی بابت مستغیث نے ملزم پر بجرم ازالہ حیثیت عرفی حسب دفعہ ۵۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند بینچ مجسٹریٹان مقام پونا کے روبرو استغاثہ دایر کیا -

ملزم مجرم ازالہ حیثیت عرفی کا قرار پایا اور یہ حکم سزا صادر ہوا کہ مبلغ ۵ جرمانہ ادا کرے بابحالت عدم ادائے جرمانہ ۱۵ روز قید محض رہے -

ہائیکورٹ بہ استعمال اپنے اختیار صیغہ نظر ثانی کے اسمقدمہ کی مسل و رکارروائی طلب کی -

منجانب سرکار یا ملزم کے کوئی حاضر نہین ہوا -

تجویز عدالت (برڈاوڈ صاحب و پارسنس صاحب جسٹسان) حسب ذیل صادر ہوئی -

بمقدمہ بابو گنیش دت بنام مگنی رام (۱) پریوی کونسل نے یہ تجویز فرمایا کہ گواہان پر عدالت دیوانی مین نالش ہرجہ بابت ایسی شہادت کے جو اونہون نے بحلف ایک عدالتانہ کارروائی مین دی ہو نہین ہو سکتی - فیصلہ مقدمہ مذکور مین تحریرات ذیل ہین -

حکام عالیمقام یہ تجویز فرماتے ہین کہ یہ مسئلہ جسکو درحقیقت اس ملک کی تمامی عدالتون نے تسلیم کیا ہے ایسا ہے جو اصول مصلحت عامہ پر مبنی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اسکا تعلق عامہ خلایق و معدلت گستری سے ہے کہ ایسے گواہان کے پیش نظر جو عدالت انصاف مین شہادت بحلف دین اس امر کا خوف نہونا چاہیئے کہ نالشات ہرجہ سے وے حیران کئے جاینگے لیکن اگر وے گواہی جھوٹی دین تو صرف ایک اس تعزیر کے مستوجب ہونگے کہ اونپر دروغ بیانی کا الزام قایم ہو -

(۱) صیغہ نظر ثانی فوجداری نمبر ۱۳۰ سنہ ۱۸۸۲ء (۲) بنگال لاء رپورٹ (پریوی کونسل) جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۱ -

سنہ ۱۸۹۹ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
تاباجی

بحوالہ اس فیصلہ کے سیر وصاحب جسٹس نے بمقدمہ منجایا بنام شیشا شیٹی (۱) تحریر فرمایا کہ مصلحت
عامہ کا یہ اقتضا ہونا چاہیئے کہ گواہان علاوہ مقدمہ دروغ حلفی کے کسی اور مقدمہ فوجداری کے
خوف مین نہ ڈالے جائین۔ اور مدراس ہائیکورٹ کے قابل چیف جسٹس نے اوسمقدمہ مین
(جو سلسلہ مقدمہ ایک ایسا مقدمہ تہا جس مین ایک گواہ پر مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی بابت لیسے
بیان کے قایم ہوا تہا جو اوسنے بوقت اپنے اظہار کے ایک کارروائی عدالتانہ مین کیا تہا)
تحریرات کاکہرن صاحب چیف جسٹس بمقدمہ سی ہین بنام نیہہ رکافٹ (۲) اور تحریرات
قبلہ صاحب جسٹس بمقدمہ گافن بنام ڈونیلی (۳) کو بابتہ قواعد مصلحت عامہ کے متعلق کیا
جس سے شخص غرض ایک اعلی درجہ کی غرض یعنی معدلت عامہ کے تابع ہوگئی۔
بحوالہ مقدمہ ہینڈی بنام بوڈہی (۴) سر آرتہر کالنس صاحب نے یہ تحریر فرمایا۔
"صاحبان جج نے اوسمقدمہ مین یہ فرمایا کہ اصول متعلق مصلحت عامہ خلایق گواہ کے بیانات
کو نالش سے محفوظ رکہتا ہے عام اس سے کہ بیانات عمداً اوتا ہون یا نہون۔ مین خیال کرتا
ہون کہ یہی تحریر متعلق ہوگی اگر قانون فوجداری متحرک کیا جائے اور کارروائیات حسب
دفعہ ۵۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند کیجائین۔ اگر سائل نے جہوٹی گواہی دی تو اوسکی سزا اوس جرم
کے لئے ہوسکتی ہے۔ لہذا مین تجویز کرتا ہون کہ سائل بجرم ازالہ حیثیت عرفی بیجا طور پر مجرم قرار
دیا گیا۔"
باتباع اس نظیر و نیز بلحاظ مقدمات دون سنگہ بنام مہیپ سنگہ (۵) پہیکم سنگہ بنام
بیجا بنام سرکار (۶) کے ہم تجویز ثبوت جرم او حکم سزا کو منسوخ کرتے ہین اور ملزم کو جرم ازالہ حیثیت
عرفی سے جسکا وہ مجرم قرار دیا گیا ہے بری کرتے ہین اور اگر یہ ہدایت کرتے ہین کہ جرمانہ اگر ادا ہوگیا ہو
تو اوسکو واپس دیا جائے۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۳۷۔
(۲) رپورٹ کامن پلیز ڈویزن جلد ۴ صفحہ ۳۵۔
(۳) رپورٹ کوئینس بنچ ڈویزن جلد ۹ صفحہ ۳۰۷۔
(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۳۔
(۵) " " الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۵۲۴۔
(۶) " " کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۴۲۷۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس بیلی صاحب جسٹس قائم مقام چیف جسٹس و فیرن صاحب جسٹس

۱۸۹۱ء ۱۵-جولائی

جے جی اسمتھ وغیرہ (مدعیان) بنام **لدھا کھیلا دامودر** (مدعاعلیہ)

معاہدہ - تعبیر - دستور یا رواج جس سے معاہدہ کی ترمیم ہو - شہادت - قانون شہادت ۱۸۷۲ء دفعہ ۹۲ شرط ۵ - معنی روانگی بذریعہ جہاز - ثالثی تقرر - ثالث بذریعہ ثالثان - طریقہ تقرر جو بذریعہ معاہدہ کے قائم کیا گیا - تفویض منجانب ثالثان بابت اپنے حق تقرر کرنے سرپنچ کے -

۱۸ - اپریل ۱۸۹۰ء کو مدعاعلیہ نے ایک معاہدہ (نمبر ۳۰۵۲) پر جو نسبت خریداری ۵۰ گٹھریون خاکی دھوتیون کے مدعیان سے ہوا دستخط کئے جون مین مال جہاز پر مال لاٹ کرکے بہ تفاوت چار ہفتہ کے چڑھایا جاوے یہ اشیا مہیا نہین کی گئین کیونکہ وے قیمت مندرجہ پر مل نہین سکتی تھین ۲۹ ستمبر ۱۸۹۰ء کو مدعاعلیہ نے مدعیان کو ایک خط باضافہ حد قیمت کے ان الفاظ مین دیا مہربانی کرکر اپنے احباب منچسٹر کو تار دیجئے کہ میرے حساب مین ۵۰ گٹھریان خاکی دھوتیون متعلقہ نمبر ۳۰۵۲ کو بشرح ... کل مال پانچ ... فی جوڑا اصلی قیمت معینہ بابت مال جو نومبر و دسمبر و جنوری مین جہاز پر سہ ماہی بانٹ چڑھایا جاوے اور قریب آٹھ گٹھریون کے ہر ماہ مین روانہ کی جاوین خرید کرین الیہ حکم تعمیل کیا گیا اور مال حسب ذیل جہاز پر چڑھایا گیا - ۶ گٹھریاں ۲۸ نومبر ۱۸۹۰ء کو منچسٹر مین باربرداران جنوبی اور شمالی مغربی ریلوے کمپنی کو دی گئین اور ۹ - دسمبر ۱۸۹۰ء کو برکن ہیڈ جہاز پر چڑھائی گئین اور ۶ گٹھریان انہین باربرداران کو ۴ دسمبر ۱۸۹۰ء کو دیگئین اور ۱۳ دسمبر ۱۸۹۰ء کو جہاز پر چڑھائی گئین اور ۱۰ گٹھریان باربرداران کو ۲۳ دسمبر ۱۸۹۰ء کو اور ایک گٹھری ۲۴ دسمبر کو دیگئین اور یہ گیارہ گٹھریان ۷ جنوری ۱۸۹۱ء کو جہاز پر چڑھائی گئین مدعاعلیہ نے مال لینے سے انکار کیا اُس نے یہ بحث کی کہ دستاویزات ۱۸ - اپریل و ۲۹ ستمبر کو ایک ساتھ پڑھنا چاہئے اور قطعی معاہدہ یہ تھا کہ نومبر و دسمبر و جنوری مین سہ ماہی لاٹ کرکے بہ تفاوت چار ہفتہ کے مال جہاز پر چڑھایا جاوے اُس نے یہی بحث کی کہ روانگی جہاز ۹ - دسمبر ۱۸۹۰ء کی بے ضابطہ ہوئی اور اسلئے مین اندروے اُس معاہدہ کے مال کے لینے کا پابند نہین ہون نسبت اس بحث آخری کے مدعیان نے بیان کیا کہ اندروے رواج بمبئی کے درصورت ہونے معاہدہ ساتھ ممبران نیٹو پیس گوڈس ایسوسی ایشن کے اوس تاریخ کو جو باربرداری کی یادداشت دلنا مین ہو بطور تاریخ روانگی جہاز کے سمجھنا چاہئے اور بموجب ایسے معاہدہ کے کہ جسکا نشاء یہ ہے کہ روانگی ریلوے کمپنی یا دوسرے باربردار خشکی کو بمنزلہ روانگی جہاز کے ہے تسلیم کیا گیا اور اس

۱۸۹۱ء
جے جی اسمتھ
بنام
دا گیلڈا داموودر

رواج کی بنا بوجہ اس اقرار ایسوسی ایشن مذکور کے پڑی کہ کل مال بہتان جو اوسکے ممبران بذریعہ حکم طلب کرین بمبئی مین صرف بذریعہ بعض جہازان دخانی کے دیا جاوے نہ کہ بذریعہ دوسرے جہازون کے یہ بیان کیا گیا کہ اگر ایسا رواج جاری نہوتا تو سوداگران بمبئی کے لئے اپنے معاہدون کی تعمیل بہتسی صورتوں مین ناممکن ہوتی کیونکہ اُس منتخب قسم کے کوئی جہاز دستیاب ہوسکتے جج عدالت مطالبہ جات خفیفہ نے بوقت سماعت یہ تجویز کی کہ رواج مظہرہ موجود تہا اور عموماً تاجران بمبئی اور وہان کے کاروبار کرنیوالے اُسے قبول کرتے اور سمجھتے تہے۔ برطبق استصواب بعدالت ہائیکورٹ۔

تجویز ہوئی۔

(اول) یہ کہ معاہدہ جو قطعی طور پر منعقد ہوا وہ یہ تہا کہ ۵۰ گٹھریان متعلقہ نمبر ۱۰۵ ۲ (یعنی دستاویز ۱۸ اپریل) مدعا علیہ کے حساب مین بشرح مشخصہ کل مال پر ایک پنس فی جوڑا اصلی قیمت معینہ پر خریدی جاوین وہ گٹھریان اسطور پر اور اُن اوقات پر جہاز پر روانہ کی جانی چاہئے تہین جو دستاویز ۴ ستمبر ۱۸۹۰ء مین مذکور ہین۔

(دوم) یہ کہ حسب دفعہ ۹۲ و شرط ۵ قانون شہادت (۱۸۷۲ء) شہادت بلنسبت دستور یا رواج مظہرہ تجارت واسطے توضیح یا تبدیل کرنے اصلی و معمولی معنی الفاظ معاہدہ کے قابل مقبولی نہین ہے۔ فریقین نے واسطے روانگی بذریعہ ایک جہاز یا جہاز دخانی کے معاہدہ کیا اور ایسے رواج کی شہادت کے لئے اجازت دیتا کہ جو انگی کسی ریلوے کمپنی کو خشکی کے شہر مین بمنزلہ روانگی جہاز بمقام شہر بندر سمجھی جانی چاہئے گویا ایسے رواج کی شہادت کی اجازت دینا ہے جو معاہدہ کی شرائط صریح کے تناقض اور برخلاف ہے۔

معاہدہ تنازعہ مین یہ شرط ہے کہ جو تنازعات درمیان فریقین کے ہونگے وہ دو تاجران کی ثالثی مین سپرد کئے جاوینگے اور اگر ثالثون مین اتفاق راے نہووے تو وے ایک سرپنچ مقرر کرینگے۔ مدعیان اور مدعا علیہ نے اپنا تنازعہ دو ثالثون کے سپرد کیا۔ ان ثالثون نے اپنی رپوٹ مین اختلاف کیا اور مقدمہ کو واسطے تقرر ایک سرپنچ کے بمبئی چیمبر آف کامرس کے سپرد کیا۔ اُس چیمبر آف کامرس نے ایک سرپنچ مقرر کیا جسنے اپنا فیصلہ صادر کیا۔

تجویز ہوئی کہ تقرر سرپنچ کا ناجائز تہا۔ ثالثان اپنا اختیار تقرر جو اونکو ازروے معاہدہ کے ملا تہا دوسرے کو نہین دے سکتے تہے۔

حالات مقدمہ واسطے راے ہائیکورٹ کے مسٹر ڈی بلیو چیٹی صاحب چیف جج عدالت مطالبہ خفیفہ نے حسب دفعہ ۶۹ ایکٹ ۱۵ ۱۸۸۲ء متعلقہ عدالت مطالبہ خفیفہ پریزیڈنسی بیان کئے۔

حالات مقدمہ اسطرحپر بیان کئے گئے۔

اسااس مقدمہ مین مدعیان واسطے دلاپانے مبلغ ۔ روپیہ ۔ [illegible] ایک قسم ... بطور ہرجہ کے

سنہ ۱۸۹۳ء
بنیے جی امتہ
بنام
ادہا گھیلا داس

جو ادنکا مدعا علیہ کے دینے اور قیمت مذ ادا کرنیکے ۵۰ گٹھریون خاکی دہوتیونکے کہ جنکے خریدنے کا اُنسے مدعیان سے اقرار کیا تہا ہوا نالش کرتے ہین -

۲ - مدعا علیہ نے معاہدہ مدعیان کے ساتہہ ہونیکا اقرار کیا گو بحث نسبت تعبیر مناسب اُسکے کیگئی ۱۸ - اپریل ۱۸۹۰ء کو مدعا علیہ نے ایک معاہدہ رقمی نمبر ۲۰۵۲ پر جو مدعیان کے دفتر کے چہپے ہوئے فارم پر واسطے خرید کرنے ۵۰ گٹھریان خاکی دہوتیون کے دستخط کئے جون مین مال جہاز پر چار لاٹ کرکے بتفاوت چار ہفتہ کے روانہ کیا جائے" - یہ مال مدعا علیہ کی قیمت معینہ پر نہین مل سکا اور اسوجہ سے مہیا نہین کیا گیا ۴ ستمبر ۱۸۹۰ء کو مدعا علیہ نے مدعیان کو ایک حکم باضافہ شرح قیمت ان الفاظ مین دیا "مہربانی کرکے اپنے احباب منچسٹر کو تار دیجئے کہ میرے حساب مین ۵۰ گٹھریان خاکی دہوتیوں متعلقہ نمبر ۲۰۵۲ کو بشرح بڑہتی کل مال پر ایک پنس فی جوڑا اصلی قیمت معینہ بابت مال جو نومبر و دسمبر و جنوری مین جہاز پر سہ ماہی لاٹ کرکے روانہ کیا جائے اور قریب آٹہہ گٹھریون کے ہر ماہ مین روانہ کیجیاوین خرید کرین - ۱۰ روز مین جواب دیجئے" -

۳ - حکم طلبی آخر الذکر تسلیم کیا گیا اور مال حسب ذیل مہیا کیا گیا اور جہاز پر چڑہایا گیا ۲۸ گٹھریان ۲۸ - نومبر ۱۸۹۰ء کو منچسٹر مین باربرداران جنوبی اور شمالی و مغربی ریلوے کمپنی کو دی گئین اور ۹ - دسمبر ۱۸۹۰ء کو برکس ہیڈ مین بذریعہ الیس الیس "کلین گریسم" کے جہاز پر چڑہائی گئین - ۱۶ گٹھریان انہین باربرداران کو ۴ - دسمبر ۱۸۹۰ء کو دی گئین اور ۱۳ - دسمبر ۱۸۹۰ء کو بذریعہ الیس الیس "برانکسم ہال" کے جہاز پر چڑہائی گئین ۱۰ گٹھریان انہین باربرداران کو ۲۴ دسمبر ۱۸۹۰ء کو اور ایک گٹھری ۲۴ - دسمبر ۱۸۹۰ء کو دی گئیں اور یہ گیارہ گٹھریان بذریعہ الیس الیس "وربہ ہال" کے ۶ - جنوری ۱۸۹۱ء کو جہاز پر چڑہائی گئین -

۴ - مدعا علیہ نے یہ بحث کی کہ دستاویزات ۱۸ - اپریل و ۴ ستمبر کو ایک ساتہہ پڑہنا چاہئے اور قطعی معاہدہ یہ تہا کہ نومبر و دسمبر و جنوری مین تین ماہواری لاٹ کرکے بتفاوت چار ہفتہ کے جہاز پر مال روانہ کیا جاوے یہ ناممکن ہے کہ ایسا ارادہ کیا گیا ہو کیونکہ دونون انتظامات متناقض ہین اور ایک سے دوسرے کی مطابقت ہو سکتی ہے جاتیکے لائق نہین ہین مثلاً اگر مال یکم نومبر کو جہاز پر چڑہایا جاتا (جس سے شرط نومبر مین جہاز پر چڑہایا جاوے پوری ہو جاتی) تو دوسری دفعہ ۲۹ نومبر کو مال جہاز پر روانہ کرنا پڑتا اور نہ کہ دسمبر مین اور تیسری دفعہ دسمبر مین اور نہ کہ جنوری مین - علاوہ اسکے مدعا علیہ کی طرف سے یہ بہی بحث کی گئی ہے کہ جہاز پر روانگی مال بذریعہ الیس الیس "کلین گریسم" کے بتوقف ہوئی اور اسوجہ سے مدعا علیہ پر یہ فرض نہین تہا کہ ازروے اُس معاہدہ کے مال کو لیتا -

سنہ ۱۸۹۲ء
جے جی سمتھ
بنام
لداگیلو داسمد

یہ بحث کہ آیا مال جہاز پر بیرین چڑھایا گیا یا نہین اس دوسری بحث پر منحصر ہے کہ آیا ازروی رواج بمبی کے درصورت اسکے کہ حکم ممبران بنٹیویس گوڈس السوسی ایشن نے دیا ہو اور مال کسی کانفرنس کے جہاز پر روانہ ہوا ہو تو وہ تاریخ جو باربردار کی یادداشت وزن مین ہو بطور تاریخ روانگی جہاز کے سمجھنی چاہئے یا نہین مقدمہ مین یہ اصل امر تنقیح طلب تہا اور میری تجویز بنسبت اس کے فقرات ذیل مین مندرج ہے۔

۵ میرے روبرو یہ ثابت ہوا کہ قریب ۶ برس پیشتر ٹیپڈمیس گوڈس السوسی ایشن نے اول مرتبہ بنسبت اپنے باربرداری کے معاہدون کے انتظام کرنا شروع کیا اور بذریعہ ایک اقرارنامہ ساتھ چار قسم کے جہازون کے (جو وقتاً فوقتاً عندالضرورت اوس وقت کے بعد سے تبدیل کیا گیا ہے) اونہون نے یہ اقرار کیا کہ تمام مال جو اوس السوسی ایشن کے ممبران بذریعہ حکم طلب کرینگے وہ بمبی کو فقط اوسی قسم کے جہازون کے ذریعہ سے پہونچائے جاوین گے اور نہ کسی دوسرے کے ذریعہ سے رواج مظہرہ بعد اور بوجہ اس فعل تاجران مال کے پیدا ہوا وجہ اس کی ظاہر ہے کیونکہ اگر ایسا کوئی رواج نہ ہوتا یا اگر ہوبھی شرط مقدمہ کے اغراض کے لئے نہ کی گئی ہوتی تو بہت سی حالتون مین تاجران کے لئے بمبی مین اپنے معاہدون کی تعمیل کرنا ناممکن ہوتا مثلاً جس مال کی بنسبت جنوری کی مین جہاز پر روانگی کے لئے حکم دیا گیا ہو وہ بکن ہیڈ کو مہینہ کے شروع مین بہیجا جا سکتا ہے اور برکن ہیڈ مین فروری تک بوجہ اس کے قبل ۱۴ تاریخ کے کوئی جہاز کانفرنس تیار نہین ہتا روکا جا سکتا ہے اور اس طرح پر معاہدہ کی تعمیل ممکن ہے کہ نہو اس دقت کے رفع کرنے کے لئے یہ بیان کیا گیا [illegible] بازمانہ قریب آنے سے یہ رواج رہا ہے کہ سمجھا جاتا ہے جو تاریخ یادداشت وزن [illegible] وہ بغرض تعمیل ایسے معاہدون کے بطور تاریخ روانگی جہاز کے سمجھی جاتی ہے [illegible] رواج کے میرے روبرو بہت سی شہادت تاجرون و [illegible] یا مددگارون کارخانہ [illegible] بمبی کی دی گئی سا تکی شہادت [illegible] ہوئے ایسے رواج کے بمبی مین متعلق ہے اور [illegible] کوئی گواہ اسکی تردید مین [illegible] نہین کیا گیا [illegible] ثبوت ایسے طریق کا جس پر اونکو استدلال ہے [illegible] مدعیان کے ہے لیکن یہ امر تعجب انگیز ہے کہ اگر ایسا کوئی رواج نہین ہوتا تو بمقابلہ شہادت جانب [illegible] بکثرت شہادت [illegible] ملتی۔

بمقدمہ ہمارے طرف سے یہ بحث کی گئی ہے کہ کوئی خاص مثالین نہین دکہائی جا سکتین جنمین ایسے رواج پر اعتراض کیا گیا ہو اور جنمین ایسے رواج کا لفظ بمقابلہ فریق تنازعہ کے کیا گیا ہو گو کچھ شک نہین کہ ایسی شہادت پیش ہوئی مگر مین اوسکو بدرجہ غایت ضروری نہین خیال کیا اگر ایسا رواج ہوتا کچہ بنفسہ ایسا معقول

علت ۱۸۹۶ء جے جی اہیتہ بنام ادمالبیلا دامودر

ہوتا اور ایسا عموماً قبول کیا گیا ہوتا کہ کوئی اُسپر کبہی اعتراض نکرتا تو وہ ہرگز عدالت قانون مین ثابت ہوسکتا اوسی کے ساتہہ قریب قریب کل گواہون نے بیان کیا ہے کہ عرصہ مین مال جہاز پر روانہ کرنیکی بابت تاجرون نے اون کے دفتر مین شکایتین کی ہین لیکن تاریخین جو یادداشت وزن باربرداری مین ہوتی ہین اون کو ہمیشہ ایسے تاجران بمنزلہ تاریخ روانگی جہاز کے قبول کرتے ہین تب پہریہ بحث کی گئی کہ یہ امر کہ بعض کارخانجات اپنے معاہدون مین ایک فقرہ درج کرتے ہین جس مین صاف یہ شرط ہوتی ہے کہ وہ تاریخ جو یادداشت وزن باربرداری مین درج ہو وہ بمنزلہ تاریخ روانگی جہاز کے شمار کی جاوے گی اس سے ظاہر ہے کہ کوئی ایسا رواج نہین ہے لیکن شہادت جو میرے روبرو ہے اُس سے ظاہر ہے کہ ایسا عملدرآمد عموماً ہرگز نہین تہا اور جب یہ درج ہوتا تہا تو بنظر احتیاط مزید درج ہوتا تہا نہ کسی طور سے بوجہ ناواقفیت یا عدم لحاظ عام رواج کے۔ اس لئے بنظر اُس شہادت کے جو میرے روبرو ہے میری صاف یہہ رائے ہے کہ رواج جیسا کہ وہ بیان کیا گیا ہے فی الحقیقت موجود ہے اور چند سال گذشتہ سے ہے اور عام طور پر سوداگران اور کاروبار کرنے والے دونون اسکو بمبئی مین قبول کرتے اور سمجہتے رہے ہین۔

۷۔ مدعا علیہ کی جانب سے اُسکے کونسل نے یہہ بہی بحث کی مگر اُس وقت تک نہین کہ مدعی اپنا مقدمہ بیان کرنا شروع کیا کہ شہادت ایسے رواج کی حسب دفعہ ۹۲ قانون شہادت کے ناقابل قبول ہے یہ سچ ہے کہ یہ اعتراض وکیل مدعا علیہ نے ۱۴۔ جنوری ۱۸۹۶ء کو اثناے اظہار ایک بقیہ گواہ مدعی مین کیا لیکن اُسوقت اسپر زور نہین دیا گیا اور درمیان سماعت مقدمہ کے کبہی نہین کیا گیا مین خیال کرتا ہون کہ دفعہ ۹۲ کے سیاق کے ساتہہ نہین قایم کیا جاسکتا اور اگر نہین کیا جاسکتا تو اسکا نتیجہ یہ ہے کہ ادل روانگی جہاز الیہ ون الیس کلیئرین گریہم کی بین المیعاد تہی اور مدعا علیہ کا مال سے انکار کرنا جایز نہین تہا۔

۸۔ مال بمبئی پہونچنے پر معمولی طریقہ سے مدعا علیہ کے روبرو پیش کیا گیا اور اوس نے اوسکے قبول کرنے سے اس بنا پر انکار کیا کہ جہاز پہ دیر مین روانہ کیا گیا۔ بہت کچہہ خط وکتابت ہوئی اور مدعیان اس امر پر اصرار کرتے رہے بموجب شرائط اون کے معاہدہ کے پنچایت کیجاوے درحقیقت بلیک صاحب نے منجانب مدعیان کے مال کا ملاحظہ یکطرفہ کیا لیکن بعدہ مدعیان اوس رپورٹ کے منسوخ کرنے پر راضی ہوئے اور معاملات متنازعہ یعنی نقص قسم اور بیرروانگی جہاز دو ثالثون کے سپرد کئے گئے یعنی مسٹر اوشلیر منجانب مدعیان اور مسٹر پرشوتم کوہیرجی منجانب مدعا علیہ ۳۔ اگست ۱۸۹۵ء کو بعد اسکے کہ ان صاحبان نے ملاحظہ کیا لیکن قبل اون کے رپورٹ کرنے کے مدعا علیہ نے یہہ لکہا کہ اطلاع ثالثی کی بہت ناوقت

۱۹۱۸ء
جے جی ہتھ
بنام
لوئی گھیلا دامودر

ہوئی اور بخلاف انتظام کے مسٹر بلیک کی رپورٹ ثالثون کو دکھائی گئی اور اُس نے کارروائیات ثالثی سے انکار کیا ۔ مین کہہ سکتا ہون کہ کوئی شہادت ایسے کسی انتظام کی جیسا بیان کیا گیا ہے نہین ہے ۔

۵ ۔ اگست ۱۹۱۸ء کو ثالثون نے اپنی رپورٹ شایع کی مگر چونکہ باہم اون کے اختلاف تھا لہذا اونہون نے اُسکو حسب رواج کامرس کے معمولی طریقہ پر واسطے مقرر کرنے ایک سرپنچ کے سپرد کیا چنانچہ فنلے میور کمپنی کے یہان کے مسٹر جے ایس سمنس مقرر کئے گئے اور اوس نے بعد ملاحظہ کے یہ رپورٹ کی کہ مال مناسب طور پر بمقابلہ معاہدہ کے پیش کیا گیا تھا اور تاریخیں جو یادداشت مین برابر درج تھین اونہین بطور تاریخ ہائے روانگی جہاز کے سمجھنا چاہئے اور جو تھوڑی سی بیضابطگی ہے وہ بذریعہ اُس تصفیہ کے جو مدعیان کے خط مورخہ ۲۷ ۔ اپریل ۱۹۱۸ء مین کیا گیا ہے ۔ یعنی دینا سود در بٹہ کا اور بلا دینے جہاز کے لب مسلہ ۔ سولوم کے رفع ہوگی میرے روبرو یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بہ نسبت مرتبہ جو جہاز کی روانگی بہت جلد ہوئی اوس کی وجہ سے مدعاعلیہ کا کسی طرح پر نقصان نہ ہوگا خاص کر اگر بموجب ایماسیمنس صاحب کے اوس کو حسب مضمون خط مدعی مورخہ ۲۷ ۔ اپریل ۱۹۱۸ء بابت سود و بٹہ کے کچھ روپیہ دیا جاتا ۔

۹ ۔ مدعاعلیہ نے فیصلہ ثالثی مذکور کے پابند ہونے سے انکار کیا چنانچہ مدعیان نے یہ نالش دایر کی ۔

۱۰ ۔ نسبت تعداد خسارہ کے ہمارے روبرو درحقیقت کوئی بحث نہین کی گئی سہو بھی ظاہر ہوا کہ اگر حساب اوس بناء پر کیا جاتا جو بذریعہ خط مورخہ ۲۷ ۔ اپریل ۱۹۱۸ء و فیصلہ ثالثی سمنس صاحب بوجہ فرق بٹہ کے ظاہر کیا گیا تھا ۔ تو نتیجہ یہ ہوگا کہ کسی قدر بیشی اوس تعداد مین ہوگی جو یافتنی مدعیان ہے اور اس لئے وہ اون کی تعداد متدعویہ نالش ہذا پر موثر نہ ہوگی کہ جو مبلغ ایک سو روپیہ سے زیادہ نہین ہوسکتی ۔

۱۱ ۔ کونسل مدعاعلیہ نے مجھسے درخواست کی کہ ایک مقدمہ واسطے راے حکام ہائی کورٹ کے اور اون امور قانونی کے کہ جو مقدمہ مین پیدا ہوتے مین بیان کرون ۔ مطابق اوس عملدرآمد کے کہ جس کو مسٹر ہارٹ نے حال مین اختیار کیا تھا مین اون امور کو جو منجانب مدعاعلیہ کے پیش کئے گئے ہین بیان کرتا ہون کہ جو حسب ذیل ہین ۔

(۱) آیا مناسب تعبیر ہر دو دستاویزات مورخہ ۱۰ اپریل و ۲۴ ستمبر ۱۹۱۸ء کے کیا ہے ؟ ۔

(۲) آیا مدعیان نے بذریعہ روانہ کرنے مال جہاز پر بتاریخ ۹ و ۲۱ دسمبر و ۶ جنوری ۱۹۱۹ء کے تعمیل معاہدہ کی کی نہین ؟ ۔

(۳) آیا شہادت اس امر کے ثابت کرنیکی قابل مقبولی ہے یا نہین کہ الفاظ معانی بذریعہ جہاز " وہ جہاز پہلا کی

۱۸۹۲ء — جے جی سمتھ بنام لدگیلانو

کے لینے کے کوئی اور معنی علاوہ اونکے صاف اور معمولی اور مقبولہ معنی کے ہین ؟ -

(۴) اگر ہین تو آیا رواج تجارت بمبئی میں جسکی رو سے مدعیان بحث کرتے ہین کہ منچسٹر کے مال کے معاہدون مین روانگی بذریعہ جہاز کے معنی اور اوسمین حوالگی بار بردار کو بمقام منچسٹر داخل ہے درصورت عدم موجودگی ثبوت خاص مثالون کے ثابت کیا گیا ہے یا نہین ؟ -

(۵) اگر از روے معاہدہ کے اول روانگی جہاز اندر وقت کے نہین ہتی تو آیا مدعاعلیہ دو دفعات مابعد کا مال جو جہاز پر چڑہایا گیا ہتا لینے کا پابند ہتا یا نہین ؟ -

(۶) اگر شہادت رواج کی قابل مقبولی ہتی اور وہ تاریخ جو باربردار کی یادداشت وزن مین درج ہے رو سے بطور تاریخ روانگی جہاز کے سمجھی جاے تو آیا مدعاعلیہ تیسری مرتبہ کا مال جہاز پر سے لینے کا پابند ہتا یا نہین کیونکہ وہ مال مسماۃ باربردار کو ۳۰ وہم ۳۱ دسمبر ۱۸۹۰ء کو حوالہ کیا گیا ہتا ؟ -

(۷) آیا فقرہ ثالثی مندرجہ معاہدہ مدعاعلیہ کو کسی جوابدہی قانونی سے جو وہ نسبت نالش کے رکہتا ہو ممنوع کرتا ہے یا نہین ؟ -

(۸) آیا شرائط فقرہ ثالثی کے بموجب ثالثان نے امور تنازعہ کو مہبرآف کامرس کے سپرد کیا یا نہین ؟ -

(۹) آیا مدعاعلیہ فیصلہ ثالثی مصدرہ سمس صاحب کا پابند ہے یا نہین -

(۱۰) آیا کسی وقت قبل فیصلہ ثالثی کے مدعاعلیہ کو استحقاق ثالثی سے دست برداری کرنے کا حاصل ہتا یا نہین اور اگر ہتا تو آیا اوس کے مختار کا خط مورخہ ۴ اگست ۱۸۹۱ء بطور دست برداری کے موثر ہوا یا نہین ؟ -

(۱۱) چونکہ مدعیان نے یہ نالش اوپر اوس فیصلہ ثالثی کے نہیں دایر کی ہے تو آیا فریقین نے اپنے ان حقوق قانونی کیطرف عود کیا ہے یا نہین جو اونکو از روے معاہدہ کے حاصل تہے -

(۱۲) ان مین سے چند بحثیں مجکو ایسی معلوم ہوتی ہین کہ جنپر اعتراض وارد ہوتا ہے اور وے ٹہیک طور پر امور تجویز طلب کو ظاہر نہین کرتی ہین پہلی بحث کو یہ سمجہنا چاہئے کہ گویا وہ صرف تاریخون اور روانگی جہاز کے طریقہ سے متعلق ہے دوسری بحث ایک امر واقعاتی کے بارہ مین ہے جو میری تجویز متعلقہ رواج متذکرہ صدر پر منحصر ہے تیسری بحث بدیہ کی گئی مگر اوسپر کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا ہے چوتہی بحث واقعاتی ہے جواب پانچوین بحث کا ایسا ظاہر ہے کہ محتاج توضیح کا نہین ہے - آخری پانچ بحثیں نسبت امر ثالثی کے ہین اونکے بارہ مین یہ بیان کیا جا سکتا ہے کہ مدعاعلیہ نے بذریعہ اپنے خط مورخہ ۴ اگست ۱۸۹۱ء کے پابند ہونے فیصلہ ثالثی سے انکار کیا اور نیز یہ بات کہ اگرچہ معاہدہ مین یہ شرط ہتی کہ سرپنچ بذریعہ ثالثان کے منتخب کیا جاویگا مگر

درحقیقت اوسکو جیمبرآف کامرس نے منتخب کیا کہ جسکے ثالثان نے وہ امر معمولی طریقہ پر اُس غرض کے لئے سپرد کیا۔ ۱۸۹۱ء بی جی ہاتہ بنام لاء کیلا ہامور

(۳) امور قانونی جو واقعات متذکرہ صدر سے پیدا ہوتے ہین اور جو تجویز طلب ہین وہ مجکو حسب ذیل معلوم ہوتے ہین۔

(۱) آیا مناسب تعبیر بر دو دستاویزات مورخہ ۱۰ اپریل ۱۸۹۰ء و ۲۴ ستمبر ۱۸۹۰ء کی اور خاصکر نسبت وقت اور طریقہ روانگی جہاز کے کیا ہے؟

(۲) آیا شہادت نسبت ثابت کرنے اس امر کے قابل مقبولیت ہے یا نہین کہ الفاظ روانگی بذریعہ جہاز و جہاز پر روانگی کے لئے ایک کوئی اور معنی علاوہ انکے صاف اور معمولی اور مقبولہ معنی کے ہین۔

(نمبر ۳) اگر ایسی شہادت قابل مقبولیت ہے اور وہ تاریخ جو بار بردار کی یادداشت وزن مین درج ہے تاریخ روانگی مال جہاز شمار کیجاوے تو آیا مدعاعلیہ تیسری مرتبہ مال جہاز پر سے لینے کا پابند تہا یا نہین کیونکہ وہ مال مسلمًا بار برداران کو ۲۳ و ۲۴ دسمبر ۱۸۹۰ء کو حوالہ کیا گیا تہا۔

(۴) آیا مدعاعلیہ فیصلہ ثالثی مسٹر جے الیس کنس کا پابند بلحاظ بضابطگی اونکی تقرری ہے یا بلحاظ کیفیت مدعاعلیہ مندرجہ اُسکے خط مورخہ ۴ اگست ۱۸۹۱ء کے ہے یا نہین۔

(۵) آیا مدعیان فیصلہ ثالثی پر استدلال کرنیسے بدین وجہ کہ انکے مراتب دعوی اوس بنیاد پر شمار نہین کئے گئے ہین جو اس طور پر درج فیصلہ ثالثی ہے ممنوع ہین یا نہین۔

۴ مین نے اوسوقت تک کہ فیصلہ حکام ہائی کورٹ کا اوپر امور متذکرہ صدر کے موصول ہو تجویز اسمقدمہ کی ملتوی رکہی ہے۔

مسٹر پوٹ کارنیک منجانب مدعاعلیہ۔ جہاز پر مال کی روانگی سے یہ مراد ہے کہ مال جہاز پر رکہا جاوے نہ کہ باربردار کو حوالہ کیا جاوے انہون نے مقدمہ اوس بنام شینڈ (۱) ایکٹ معاہدہ ۱۸۷۲ء (۲) دفعہ ۸۳ صفحہ ایک کا حوالہ دیا۔

اسکاٹ صاحب منجانب مدعیان مرافعہ گذار۔ اُنہون نے ایکٹ دادرسی خاص (نمبر ۱ ۱۸۷۷ء) دفعہ ۲۱ و ایکٹ معاہدہ (نمبر ۹ ۱۸۷۲ء) و مقدمہ روس بیرنز (۳) کو گلر بنام ورنگا آئیل کمپنی (۴) دبعاملہ اپر (۵) و آیرلینڈ بنام لیونگسٹن (۵) و بنجمن صاحب کا رسالہ متعلقہ بیوع طبع چہارم صفحہ ۵۸۰ کا حوالہ دیا۔

(۱) اسمقدمات اپیل جلد ۱ صفحہ ۵۵۴ (۲) لاء رپورٹ خاص بینچ جلد ۸ صفحہ ۲۱۲ (۳) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۴۴ (۴) لاء رپورٹ کوئنس بنچ جلد ۲ صفحہ ۳۳۶ (۵) مقدمات اپیل انگلینڈ و آیرلینڈ جلد ۵ صفحہ ۳۹۵

۱۸۹۲ء
جے جی اسمتھ
بنام
لیپاگہیلا والمگوا

مقدمہ اسپا لیسر بنام کوپر (۱) ومقدمات ہدایتی مولفہ اسمتھ صاحب (طبع نہم جلد ۱ صفحہ ۵۸۹) ومقدمات سمس بنام کریپس (۲) وبرانٹ بنام لارنس (۳) ملاحظطلب۔

بیلی صاحب چیف جسٹس

برطبق استصواب نا حسب دفعہ ۶۹ - ایکٹ عدالتہاے معاملات خفیفہ پریزیڈنسی (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء) کے اول بحث قابل غور یہ ہے کہ ہر دو دستاویزات مورخہ ۱۸ اپریل سنہ ۱۸۹۰ء و ۲۷ ستمبر سنہ ۱۸۹۰ء کی درست تعبیر کیا ہے جن کی روسے مدعا علیہ نے ۴۵ گٹھریان خاکی دہوتیون کے خریدنے کا اقرار کیا اور جن کے بمقام بمبئی آنے پر مدعا علیہ نے اون کی حوالگی لینے اور اون کی قیمت ادا کرنیسے انکار کیا۔

۱۸ - اپریل سنہ ۱۸۹۰ء کو مدعا علیہ نے بدستخط ایک معاہدہ نمبر ۳۰۵۴ پر ایک چہپے ہوئے نمونہ دفتر مدعیان پر واسطے خریداری ۴۵ گٹھرلوین خاکی دہوتیون کے جون مین مال جہاز پر بار لادون مین چار ہفتہ کے وقفہ سے چڑہایا جاے ثبت کئے مقدمہ مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ مال مدعا علیہ کی شرح قیمت پر حاصل نہ ہوسکا اور اس وجہ سے نہین بہیجا گیا ۲۷ - ستمبر سنہ ۱۸۹۰ء کو مدعا علیہ نے ایک حکم مدعیان کو بشرح برنکر عبارت ذیل مین دیا۔ "براہ مہربانی اپنے دوستان مین چسٹر کو تار واسطے خریدنے میرے حساب مین ۴۵ گٹھرلوین خاکی دہوتی متعلقہ نمبر ۳۰۵۴ بشرح بیشی ایک پنس فی جوڑا اول قیمت اصلی پر واسطے روانگی نومبر و دسمبر و جنوری کے بذریعہ جہاز یعنی ماہواری لاٹ قریب ۱۵ گٹھرلوین ہی جو ہر ماہ مین جہاز پر روانہ کی جاوینگی بہیجو اصلی دستاویز مورخہ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء مین جو ہمکو اثناے بحث مین دی گئی ہے لفظ "ایک" مندرجہ فقرہ مذکور کے نیچے خط ہے۔

حکم طلبی متذکرہ اخیر منظور کیا گیا اور مال بہیجا گیا اور حسب ذیل جہازمین روانہ کیا گیا۔ ۲ گٹھریان باربرداران (جنوبی رشمالی مغربی ریلوے کمپنی) کو منچسٹر مین ۲۸ - نومبر سنہ ۱۸۹۰ء کو دی گئین اور بمقام برکن ہیڈ ۹ - دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء کو بذریعہ الیس الیس "کلین گرہیم" کے جہاز پر روانہ کی گئین اور ۸ گٹھریان باربرداران مذکور کو بتاریخ ۴ - دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء دی گئین اور بذریعہ الیس الیس برنیکم ہال" کے ۱۳ - ماہ مذکور کو جہاز پر روانہ کی گئین اور ۱۰ گٹھریان باربرداران مذکور کو بتاریخ ۲۳ - دسمبر اور ایک گٹھری ۲۴ - دسمبر کو دی گئی اور یہ ۱۱ گٹھریان بذریعہ الیس الیس "ورہنتہ ہال" کے ۷ - جنوری سنہ ۱۸۹۱ء کو جہاز پر روانہ کی گئین۔

---

(۱) رپورٹ کوئنس بنیچ جلد ۱ صفحہ ۴۴۴۔

(۲) لا رپورٹ کوئنس بنیچ جلد ۸ صفحہ ۱۴۱

(۳) رپورٹ کوئنس بنیچ ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۳۴۴۔

۱۸۹۲ع
جے می اسمتھ
بنام
لڈاگھیلا داموور

مقدمہ مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ مدعاعلیہ کی یہ حجت ہے کہ دستاویزات مورخہ ۱۸ اپریل و ۲۴ ستمبر ایک ساتھہ پڑہی جانی چاہیئن اور معاہدہ اخیر لونمبر و دسمبر و جنوری مین روانگی مال کا تین ماہواری لاٹون مین چار ہفتہ کے وقفہ کا تہا۔

مین خیال کرتا ہون کہ حجت مذکور بالکل غیر قابل پذیرائی ہے شرط نسبت وقفہ چار ہفتہ سے غرض تہا روانگی ماہ جون مدنظر تہی جو دستاویز اول مین مندرج ہے جس کے واسطے مال مدعاعلیہ کی شرح پر حاصل نہ ہوسکا اور اسواسطے نہین بہیجا گیا اوقات و طریق روانگی ۵۰۰ گٹھریون کے وہ تہے جنکی تصریح دستاویز مورخہ ۲۴ ستمبر مین ہے یعنی واسطے روانگی لونمبر و دسمبر و جنوری کے تین ماہواری لاٹون مین قریب ۱۶۶ گٹھرلون کے جو ہر مہینہ مین بہیجی جاوینگی دستاویز دوم مین تذکرہ اول دستاویز کا ہے اور معاہدہ جو آخر مین قرار پایا مدعاعلیہ کے حساب مین ۵۰۰ گٹھریان متعلقہ نمبر ۵۳-۳۰۰ (یعنی دستاویز ۱۸ اپریل) بشرح بیشی ایک پنس فی جوڑا اصلی شرح پر خریدنے کا تہا یہ گٹھریان اوس طریق مین اور اون اوقات پر جہاز پر لادی جاوینگی جو دستاویز ۲۴ ستمبر مین مندرج ہین۔

ہوس آف لارڈس مین بمقدمہ بوز بنام شینڈ (۱) یہ امر بخوبی طے شدہ بیان کیا گیا ہے کہ تعبیر معاہدہ کی الا اوس صورت مین کہ کوئی امر خاص نسبت الفاظ کے بوجہ دستور تجارت کے ہو جس کے متعلق معاہدہ ہے واسطے عدالت کے ہے یعنی جو علیحدہ اہل جوری سے۔

معاہدات فروخت سوداگری مین اکثر ایسی شرط ہوتی ہے کہ مال اندر خاص میعاد کے یا ایک خاص میعاد مین جسکی تصریح معاہدہ مین ہے جہاز پر لادا جاوے گا اور حاکم اعلی ترین نے یہ تجویز کیا ہے کہ یہ ایک شرط مقدم ہے کہ مال اس طور پر روانہ کیا جاویگا کیونکہ میعاد روانگی قسم مال کا ایک جزو ہے کچھ وقت تعبیر عبارت "جہاز پر روانہ کیا جاویگا" یا "روانگی" اندر خاص میعاد مین پائی جاتی ہے لیکن اوس مقدمہ مین جس کا ابہی حوالہ دیا گیا ہے یہ امر قطعی طے ہوچکا ہے کہ ایسے جملون کے معنی بموجب معنی لازمی الفاظ کے بعدم موجودگی کسی دستور تجارتی کے جس سے معنی مذکور مین تبدیل واقع ہو یہہ ہین کہ مال جہاز پر اندر میعاد مصرحہ کے لادا جاویگا۔

یہہ رائے بمقدمہ بوز بنام شینڈ (۱) ۱۸۷۷ع مین قایم کی گئی تہی لیکن اوس وقت تک نہین قایم کی گئی تہی جب تک کہ بہت مشہور صاحبان جج نے قبل اس کے نتیجہ مختلف نسبت درست تعبیر معاہدہ متنازعہ مقدمہ مذکور کے نہین اخذ کر لیا تہا اوس مقدمہ مین دو معاہدہ لندن مین واسطے

(۱) مقدمات اپیل جلد ۲ صفحہ ۴۵۵ بصفحہ ۴۶۳

سنہ ۱۸۹۲ع
جے جی سمتھ
بنام
لدہا گہیلا دامودا

فروخت ۶۰۰ ٹن چانول (ہر ایک واسطے فروخت ۳۰۰ ٹن چانول) کے جو بمقام مدراس یا کنارہ پر ماہ مارچ یا اپریل سنہ ۱۸۹۱ع مین بذریعہ راجہ لو چین (کے بہیجے جاوینگے کئے گئے تہے کل چانول جہاز پر لادے گئے تہے اور بلہاست لیڈنگ یعنی کرایہ نامجات اوس کی بابت فروری مین دیدیے گئے تہے بجز بابت ۴۰ ٹن چانول کے جو مارچ مین جہاز پر لادے گئے تہے اوس نالش مین جو چانولون کے لینے کے انکار کی بابت تہی جوابدہی یہہ ہوئی تہی کہ وے ماہ مارچ یا اپریل مین جہاز پر روانہ نہین کئے گئے ہاؤس آف لارڈس نے بمنسوخی تجویز عدالت اپیل (مطبوعہ رپورٹ کوئینس بینچ ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۱۱) یہ تجویز کی کہ معاہدہ کی تعمیل نہین کی گئی اور اوسکے الفاظ کی تعبیر اون کے صاف و معمولی معنی مین ہونی چاہئے اور شہادت نسبت کسی دستور کے تجارت خاص مین کہ جس سے اون کے معنی پر اثر ہو بہت صاف و غیر متناقض ہونی چاہئے اور چونکہ ایسی شہادت نہین دیگئی ہے لہذا مدعیان برنبا معاہدہ ڈگری نہین پاسکتے ہین۔

مقدمہ حال مین مدعاعلیہ نے یہ بحث کی ہے کہ مال جو اول تین ماہواری لاٹون مین بذریعہ الیس الیس گلین گریہم کے بمقام برکن ہیڈ ۲۹ - دسمبر سنہ ۱۸۹۰ع کو روانہ ہوا دیر سے روانہ کیا گیا تہا کیونکہ وہ نومبر مین روانہ نہین کیا گیا اور اسلئے نامبردہ پر مال حسب معاہدہ لینا لازم نہ تہا۔

مدعیان نے بذریعہ بیان کرنے اس امر کے و شہادت طلب کرانے بنا بر ثبوت اس امر کے عذرداری مذکور کی نسبت یہ جوابدہی کی یا جوابدہی کرنے کی کوشش کی کہ چہہ سال گذشتہ یا اسکے قریب سے بمبئی مین دربارہ ایسے مال نہان کے جسکو اشخاص جماعت مال نہان ہندوستانی (جسمین جیساکہ اثنا بحث روبرو ہمارے مین تسلیم کیا گیا ہے مدعاعلیہ داخل تہا) طلب کرتے تہے اور جو ایک جہاز دخانی منجملہ جہازان دخانی کانفرنس پر روانہ کیا جاتا تہا یہ رواج تہا کہ تاریخ باربردار کے یادداشت وزن بمقام منچسٹر کو بطور تاریخ روانگی جہاز کے بغرض تعمیل کرنے ایسے معاہدات کے تصور کرتے تہے چیف جج یہ بیان کرتے ہین کہ بہت شہادت میرے روبرو اشراف آدمیون و شرکا ریا مددگاران دوکانات تجارت مقام بمبئی نے دی ہے اور اونکی شہادت نسبت رواج مذکور مروجہ بمبئی کے یکسان ہے حالانکہ برخلاف اسکے ایک گواہ واحد بہی منجانب مدعاعلیہ واسطے تردید اُسکے طلب نہین کرایا گیا ہے چیف جج کی رائے برنبا شہادت کے جو اونکے روبرو ہوئی تہی صاف طور پر یہہ تہی کہ رواج مظہرہ موجود تہا اور چند سال گذشتہ سے موجود تہا اور اوس کو عموماً ہر دو سوداگران و تجارت کنندگان بمبئی منظور کرتے تہے اور سمجہتے تہے۔

میری صاف طور پر یہ رائے ہے کہ شہادت نسبت رواج مذکور یا دستور تجارت کے قابل تسلیم نہین ہے کہ جس سے لازمی و معمولی معنی الفاظ مندرجہ معاہدہ کے مقدمہ حال مین واضح یا تبدیل کئے جاوین ۔

۱۸۹۲ء
جے جی اسمتھ
بنام
لدہا کہیلا داسور

ازروے دفعہ ۹۲ شرط (۵) ایکٹ شہادت ہند (نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء) کے جایز ہے کہ ہر رسم یا رواج ثابت کیا جاوے جسکے ذریعہ سے وہ لوازم جو کسی دستاویز معاہدہ مین صراحتاً رقم نہ ہوئے ہون اس قسم کے معاہدات مین معمولاً لاحق ہوتے ہون مگر شرط یہ ہے کہ لاحق ہونا کسی ایسے لوازم کا اُس دستاویز کی شرائط صریح کے خلاف یا مغایر نہو ۔

جیسا کہ تحریر ہو چکا ہے دستاویز ۲۴ ستمبر مین مذکرہ دستاویز ۱۸ اپریل کا ہے اور ازروے ایک نقرہ منجملہ فقرہ لمبے مندرجہ جزو مطبوعہ دستاویز ۱۸ اپریل کے کل مال بجز دہاتون کے بذریعہ جہاز ان دخانی مطابق معاہدات کرایہ طلب کنندگان مال کے جہاز پر روانہ کیا جاویگا مین خیال کرتا ہون کہ روانگی جہاز مندرجہ دستاویز ۲۴ ستمبر سے وہی مراد ہے جو بذریعہ جہاز ان دخانی کے روانہ کیا جاویگا" مندرجہ دستاویز سابق سے ہے فریقین نے میری راے مین معاہدہ واسطے روانگی جہاز یا دخانی جہاز کے کیا تہا اور مال مذکور کے ریلوے کمپنی کو کسی خشکی کے شہر مین دیے جانے کی استدعا کرنا مساوی روانگی جہاز کسی شہر واقع بندرگاہ کے تصور کیا جاسکتا ہے اور یہ میری راے مین دستاویز معاہدہ کی شرائط صریح کے خلاف یا مغایر ہے اور شہادت نسبت کسی ایسے رواج یا دستور تجارت کے ایک معاہدہ مثل حال مین صاف طور پر غیر قابل پذیرائی ہے ۔

اس عدالت مین حوالہ اثناے بحث مین دفعہ ۹۸ ایکٹ شہادت کا دیا گیا ہے جسمین یہ مندرج ہے کہ شہادت بہ ثبوت معنی عبارات مختص المقام و مستعملہ ملک خاص کے اور ایسے الفاظ کے جو کسی خاص معنی مین مستعمل ہون داخل ہو سکتی ہے الخ

شہادت مقدمہ حال کی نسبت بیان صاحب چیف جج سے یہ معلوم نہین ہوتا ہے کہ وہ یہ ظاہر کرنے کی غرض سے دی گئی تہی کہ لفظ روانگی جہاز ایک خاص معنی مین استعمال ہوا تہا بلکہ واسطے ثابت کرنے ایک رواج کے دی گئی تہی کہ جس سے تاریخ باربرداران کے یاد داشت ہاے وزن مقام مینچسٹر کے بطور تاریخ روانگی مقام برکن ہیڈ یا لورپول بغرض تعمیل کرنے ایسے معاہدات کے جیسا کہ معاہدہ حال ہے تصور کیجاوے ۔

اس مقدمہ مین مدعاعلیہ ایک ہندو نے ازروے ایک دستاویز کے جو زبان انگریزی

۱۸۹۶ء
جے جی اسمتہ
بنام
لداگہیلا دا

مین تحریر کی گئی تہی یہ شرط کی تہی کہ مال تین ماہواری لاٹون مین تین ماہ مہرحہ مین جہاز پر روانہ کیا جاوے گا اور اسکا نامبردہ مستحق تہا جیسا لارڈ چانسلر (لارڈ کیرنس) نے مقدمہ لوز بنام شینڈ (۱) مین بیان کیا ہے وہ ایک معاہدہ سوداگری ہے اور سوداگران کی یہ عادت نہین ہے کہ وے اپنے معاہدات کے متعلق ایسی شرایط قایم کرین جن کو وے کوئی وقعت ومنزلت نہین دیتے مین۔

ایکٹ شہادت ہند کے اون حصون مین جن کو مین نے نقل کیا ہے محض قانون انگلستان متعلقہ امر مذکور کا اعادہ کیا گیا ہے خود ایکٹ مذکور (اگر عبارت سر جیمس الیف اسٹیفن صاحب کی جنہون نے اوسکو بنایا تہا استعمال کی جاوے) اُس سے زیادہ نہین ہے کہ وہ ایک کوشش اس امر کی ہے کہ قانون شہادت مجریہ انگلستان بصورت مسایل صریح کہ جنکا سلسلہ حسب ترتیب اصلی ہو اون بعض ترمیمات کے ساتہہ بیان کیا جاوے جو بوجہہ حالات خاص ہند کے ضروری ہوگئی ہون (دیباچہ ایکٹ شہادت مجریہ ہند صفحہ ۲)

دوسرا امر غور کرنے کے واسطے یہ ہے جو بحث چہارم مین جو چیف جج نے کی ہے پیش کیگئی ہے یعنی کیا مدعاعلیہ پر فیصلہ ثالثی مسٹر جے الیس سائی منس کی بلحاظ اُس بیضابطگی کے جو اوسکی تقرری مین بطور سرپنچ کے ہوئی یا بلحاظ بحث مدعاعلیہ مندرجہ اوس کے خط مورخہ ۴۔ اگست ۱۸۹۱ء کے پابندی ہے۔

دستاویز مورخہ ۱۸ اپریل مین یہ شرط ہے کہ تنازعات ہر قسم کے سپرد بہ ثالثی دو سوداگران کے ہونے چاہیین اور اگر ثالثان کی اتفاق رائے نہو تو وے ایک سرپنچ مقرر کرینگے۔

ثالثان نے اپنی رپورٹ شایع کی لیکن چونکہ وے اتفاق نکرسکے لہذا اونہون نے اوس کو چیمبر آف کامرس کے سپرد (چیف جج کہتے ہین معمولی طور پر) ایک سرپنچ مقرر کرنیکے لئے کیا چنانچہ مسٹر سائی منس مقرر کیا گیا اور اُس نے اپنا فیصلہ ثالثی صادر کیا۔

مین خیال کرتا ہون کہ ایسی تقرری صاف طور پر ناجایز ہے از روے دستاویز ۱۸۔ اپریل کے ہر ایک سوداگر کو منجملہ دو سوداگرون کے جنکو بطور ثالثان کے کام کرنا تہا ہر ایک فریق کی جانب سے مقرر کیا جانا چاہیئے تہا اور ثالثان مذکور کو اگر اونکی راے متفق نہو تو ایک سرپنچ مقرر کرنا چاہیئے تہا خود ثالثان کو یہ اختیار جو اونکو اسطرح دیا گیا ہے استعمال کرنا چاہیئے تہا اور اختیار مذکور کسی اور

(۱) مقدمات اپیل جلد ۲ صفحہ ۴۶۳

۱۸۹۰ء
جے جی اسمتھ
بنام
لالہ گہیلا رام ودر

شخص کو تفویض نہین کرسکتے لہذا تقرری سرپنچ کی اوس طریقہ مین جو بالکل اوس طریقہ سے مختلف ہے جس کی نسبت فریقین نے رضامندی دی تہی میری راے مین ایک تقرری ناجائز ہے مقدمہ بعاملہ ہوپر (۱) جسپر مسٹر اسکاٹ نے منجانب مدعیان بحث مین روبرو ہمارے استدلال کیا ہے کسی سند کا بتائید جواز تقرری مسٹر سائمنس منجانب چیمبر آف کامرس کے نہین ہے اوس مقدمہ مین دو ثالثان نے بوجہ اتفاق نہ کرنے تقرری ایک سرپنچ مین قرعہ نسبت اس امر کے ڈالے کہ دو اشخاص مین سے جنکو اونہون نے نامزد کیا ہے کون سرپنچ مقرر ہونا چاہئے لہذا جیسا کا کبرن صاحب چیف جسٹس نے اپنی تجویز (صفحہ ۳۴۷) مین فرمایا ہے تجویز تقی نسبت قابلیت اوس شخص کے ہے جو بالآخر مقرر کیا گیا اور جبکہ ثالثان مین ایسا اتفاق ہوجاوے اور سرپنچ انتخاب درمیان اونکے یہ ہو کہ ان دونون مین سے کون مقرر کیا جاوے اور تقرری بذریعہ قرعہ کے طے ہوجاوے تو ایسی صورت صریح فیصلہ مقدمہ نیل بنام ہیچ (۲) مین داخل ہے جو ایک ایسا مقدمہ ہے جسکو کورٹ آف کامن پلیز نے بمقدمہ ... مین اسٹیم نیوی گیشن کمپنی بنام کروسکی (۳) مین بحال رکہا تہا۔

مقدمہ حال مین ثالثان نے کسی شخص کو بطور سرپنچ کے مقرر نہین کیا بلکہ فرض مذکور کی تعمیل فریق ثالث یعنی چیمبر آف کامرس کے ذمہ چہوڑی۔

چونکہ میری یہ راے ہے لہذا پانچوین بحث کے لئے جو جیف جج سے پیش کی ہے کسی جواب کی ضرورت نہین ہے۔

لہذا جواب امور قانونی کا جنکو چیف جج نے ہمارے فیصلہ کیواسطے ارسال کیا ہے مین اسطرح پر دونگا۔

نسبت امر

۱- یہ کہ تعبیر درست دو دستاویزات مورخہ ۱۸ اپریل و ۴ ستمبر ۱۸۹۰ء کی یہ ہے کہ ۵۴ گٹھریان خاکی دہوتی متعلقہ ۳۰۵۴۲ (یعنی دستاویز مورخہ ۱۸ اپریل) کے بشرح ... ایک پنس فی جوڑا اصلی شرح پر جہازان دخانی مین بماہ نومبر دسمبر و جنوری تین ماہواری لاٹون مین روانہ کیجاوینگی یعنی قریب ۱۸ گٹھریان ہر ایک مہینہ مین منجملہ اون مہینون کے جہاز پر روانہ کیجاوینگی۔

۲- یہ کہ بلحاظ اس خاص معاہدہ کے شہادت واسطے ثابت کرنے اس امر کے قابل پذیرائی نہین ہے

(۱) لا رپورٹ کوینس بنچ جلد ۲ صفحہ ۳۴۷۔ (۲) رپورٹ الیسٹ صاحب جلد ۱۶ صفحہ ۵۱

(۳) لا رپورٹ کامن بنچ اسقد حدود جلد ۱۵ صفحہ ۳۴۷۔

سنہ ۱۸۹۲ء
جے جی اسمتھ
بنام
لدہاگھیلا راٹھور

کہ الفاظ "روانگی جہاز" اور "جہاز پر روانہ کیا جائے" کے دوسرے معنی بجز اونکے صاف و معمولی معنی کے ہین۔

۳- اس بحث کا جواب دینا ضرور نہین ہے۔

۴- یہ کہ مدعا علیہ پر فیصلہ مسٹر جے ایس سائی منس بلحاظ اوس بے ضابطگی کے جو اوسکی تقرری مین بطور سرپنچ کے ہوئی ہے قابل پابندی نہین ہے۔

۵- یہ بحث پیدا نہین ہوتی ہے۔

فیرن صاحب جسٹس مین ان جوابات سے اتفاق کرتا ہون جو صاحب چیف جسٹس اس مقدمہ کی بحثون کا دینا تجویز کرتے ہین اور نسبت بحث اول کے مین کوئی امر اسمین جو انہون نے فرمایا ہے اضافہ کرنا نہین چاہتا ہون۔

بحث دوم ایک بہت اہم بحث ہے اور مین چند الفاظ واسطے ظاہر کرنے اپنے وجوہ نسبت اوس رائے کے اضافہ کرنے کی خواہش کرتا ہون جو مینے نسبت اوسکے قائم کی ہے بحث مذکور جیسی کہ وہ پیش کی گئی ہے مین خیال کرتا ہون کہ اسقدر وسیع ہے کہ جس سے ہمکو اوسکا جواب دینا اوس کے الفاظ واقعی مین جایز نہین ہے وہ بحث ان واقعات کے ساتھ پڑھی جانی چاہئے جو مقدمہ مین بیان کئے گئے ہین جسکی وجہ سے وہ تنگ ہوکر صرف اس قدر رہ جاتی ہے۔ آیا شہادت نسبت کسی دستور کے تجارت مال تھوک مقام بمبئی مین واسطے توضیح کرنے فقرہ "نومبر دسمبر و جنوری کی روانگی جہاز و گٹھریان ہر ایک ماہ مین روانہ کیجاوینگی" قابل پذیرائی ہے کہ جس سے اوس کے معنی جاوینگی "نومبر دسمبر و جنوری بدست باربرداران ریلوے مقام منچسٹر" و گٹھریان اس طور پر ہر ایک ماہ مین حوالہ کی جاوینگی مین تبدیل ہو جائین۔ ایسی شہادت صرف حسب دفعہ ۹۲ شرط (۵) یا حسب دفعہ ۹۸ ایکٹ شہادت کے پیش کی جاسکتی ہے بموجب دفعہ و شرط ماقبل کے دستاویز اوسکے معمولی معنی مین پڑھی جاتی ہے لیکن رواج یا دستورات تجارت خاص کی وجہ سے کوئی لوازمہ معاہدہ مین اضافہ کیا جاسکتا ہے یہ مطابق قانون انگلستان کے ہے قاعدہ اور اوسکی وجہ کو پارک صاحب بیرن نے تجویز ایکسچیکر چیمبر مقدمہ سٹن بنام وارن (۱) صادر کرنیکے وقت نہایت صاف طور پر بیان کیا ہے اور اوسکی توضیح فرمائی ہے یہ بہت عرصہ سے طے ہوگیا ہے (حاکم عالیمقام نے فرمایا) کہ معاملات تجارت مین شہادت بیرونی نسبت رسم و رواج کے اس غرض سے قابل پذیرائی ہے کہ اوسکی وجہ سے وہ لوازمات معاہدات تحریری مین ایسے معاملات مین لاحق ہوجائین جنکی بابت اونمین کوئی تذکرہ نہین ہے یہی قاعدہ معاہدات سے دیگر معاملات زندگی مین متعلق کیا گیا ہے

(۱) رپورٹ میزن و ویلزبی صاحبان جلد ۱ صفحہ ۴۶۶۔

سنہ ١٨٩٢ء
جے جی اسمتھ
بنام
لکھیلا دامودر

جنہیں مشہور دستورات قایم و مروج ہین اور یہ اس اصول قیاس پر کیا گیا ہے کہ ایسے معاملات مین فریقین کا منشا کل معاہدہ کو بذریعہ تحریر ظاہر کرنیکا نہین تہا جسکی رو سے اونکا منشا پابند ہونیکا تہا بلکہ بلحاظ ان مشہور دستورات کے معاہدہ کرنیکا تہا" یہ شہادت صرف اسوقت لینے کے قابل ہے جبکہ لوازمہ جسکے معاہدہ مین داخل کرنے کی استدعا کیگئی ہے مطابق الفاظ دستاویز تحریری کے ہو اگر مطابق ہو تو شہادت قابل لینے کے نہین ہے اور مطابق ہونا (الف) الفاظ صریح دستاویز تحریری یا (ب) انکے مفہوم سے ثابت کیا جاسکتا ہے (دیکہو تجویز بلیکبرن صاحب جسٹس بمقدمہ میرس بنام ہرل (١)) یہ قواعد ایکٹ شہادت مین شرط پنجم (کے وضع کرنیمین اختیار کئے گئے ہین کہ لاحق ہونا کسی ایسے لوازمہ کا اس دستاویز معاہدہ کی شرائط صریح کے خلاف یا مغایر نہوگا مقدمہ روبرو ہمارے مین یہ دستور ثابت کرنا کہ از روے معاہدہ کے جسمین صریحاً یہ شرط ہے کہ ایک خاص مہینہ مین مال جہاز پر روانہ کیا جاویگا اور باربردار خشکی کو مال حوالہ کرنیسے معاہدہ کا ایفا ہوجاویگا ایک ایسا دستور ثابت کرنا ہے جس سے کوئی لوازمہ معاہدہ مین اضافہ نہین ہوتا ہے جسکی بابت معاہدہ مین کوئی تذکرہ نہین ہے لیکن ایسا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تعمیل اس طریق سے مختلف طریق مین کہ جسکی بابت شرط ہے بمنزلہ اسکی تعمیل کے ہے یہ امر خلاف صریح الفاظ دستاویز تحریری کے ہے لہذا شہادت نسبت ایسے دستور کے قابل پذیرائی حسب شرط پنجم دفعہ ٩٢ کے نہین ہے ۔

تو کیا شہادت حسب دفعہ ٩٨ کے قابل پذیرائی ہے جسمین یہ حکم ہے کہ شہادت واسطے ظاہر کرنے معنی اون الفاظ کے دیجاسکتی ہے جو ایک خاص معنی مین استعمال کئے گئے ہین دستور تجارتی ایسی صورت مین لغت تجارتی ہے جسمین تمکو تجارتی معنی ان الفاظ کے دریافت کرنے پڑینگے جو استعمال کیئے گئے ہین" از لارڈ کیرنس ایل سی بمقدمہ بوز بنام شینڈ (٢) ایسے مقدمہ مین شہادت کی نسبت درست طور پر تبدیل کرنا معاہدہ کا نہین کہا جاسکتا اوس سے صرف اوس معنی کی تصریح ہوتی ہے جس مین الفاظ تجارتی جو اوس مین مندرج ہین استعمال کئے گئے ہین اس مقدمہ مین وقت یہ ہے کہ یہ نتیجہ شہادت کا نہین ہے جیسا کہ مقدمہ مین بیان کیا گیا ہے رواج جو پیش کیا گیا ہے یہ ہے کہ تاریخ باربردار کے یادداشت وزن کی بطور تاریخ روانگی جہاز کے تصور ہونی چاہئیے یہ نہین بیان کیا گیا ہے کہ لفظ روانگی جہاز کو جو مساوی جہاز پر رکہنے کے ہے (دیکہو مقدمہ بوز بنام شینڈ مذکورہ بالا) تجارت بمبئی مال ہتان مین اصطلاحی معنی قرار پائے ہین یا وہ ایک خاص معنی مین استعمال کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ حوالگی ایک باربردار عام کی بصورت معاہدات کے جو میمبران نیٹیو پیس گڈس ایسوسی ایشن (جسمین عاعلیہ داخل ہین) بمنزلہ تعمیل معاہدہ جہاز پر روانہ کرنیکے ہے

(١) رپورٹ ایلس و ایلس صاحبان جلد ٣ صفحہ ٣٠٦ صفحہ ٣٢٢ - (٢) مقدمات اپیل جلد ٣ صفحہ ٤٨٨

سنہ ۱۸۹۶ء؛ جے جی سمتھ بنام لداگھیلا دامو

یہ نہین بیان ہوا ہے کہ الفاظ اپوشیپ کے اصطلاحی یا خاص معنی ریل گاڑی مین لادنے کے ہین مین اس بات کے کہنے کے واسطے تیار نہین ہون کہ الفاظ "جہاز پر روانہ کرنا" اور "روانگی جہاز" کسی خاص تجارت مین خلاف اپنے صاف معمولی اور مروجہ معنی کے اور دوسرے معنی حاصل نکرین اور ایسے معنی کی شہادت بموجب دفعہ ۹۰ ایکٹ شہادت کے نہین دیجا سکتی لیکن مین خیال کرتا ہون کہ شہادت جو مقدمہ مین دیگئی ہے (چونکہ وہ اُس قسم کی ہے جو موجود ہے) اُس مقصد کیواسطے قابل نامنظوری ہے۔

تیسرا سوال پیدا نہین ہوتا۔

مین چوتھے سوال کی بابت اتفاق کرتا ہون اور اوسکا جواب نفی مین ہونا چاہئے ثالثون کیواسطے معاہدہ مین شرط ہے کہ بحالت اختلاف ایک سرپنچ مقرر کرلین ثالثون کا معاملہ سپرد چیمبر تجارت کے کرنا اور جماعت آخر الذکر کا ایک شخص کو واسطے تصفیہ تنازعہ کے منتخب کرنا داخل تعمیل شرط مذکور کے نہین ہے امور پیش نظر ہمارے اور مقدمہ معاملہ ہوپر (۱) سے کچھ تعلق نہین ہے اُس مین ثالثون نے سرپنچ مقرر کیا تھا اُس تقرر کو اس بنا پر ناجائز ٹھہرانے کی کوشش کی گئی تھی کہ ثالثون نے یہ بات چٹھی ڈالکر طے کی تھی کہ اون دو اشخاص مین سے جنکو تقرری کے واسطے ثالثان نے منتخب کیا ہے کس شخص کو مقرر کرنا چاہئے عدالت نے تجویز کی کہ ایسے حالات مین سرپنچ کی تقرری قابل اعتراض نہین ہے اس مقدمہ مین ثالثون نے کوئی تقرری نہین کی۔ اونہون نے کل معاملہ چیمبر تجارت کے سپرد کردیا اور جماعت مذکور کا اوسین معمولی کارروائی کرنا بیان ہوا ہے یہ معاہدہ نہین ہے فریقین مین یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ثالثون کو ایک سرپنچ مقرر کرنا چاہئے اس صورت مین مجھے رائے نسبت مدعاعلیہ کے حق دستکش ہونے پنچایت سے یا آیا درحقیقت اُسنے ایسا کیا ظاہر کرنا ضروری نہین ہے مین بطور خود یہہ کہنا چاہتا ہوں کہ مین اتفاق نہین کرتا کہ ہندوستان مین ایسا قانون ہے کوئی فریق بغیر کسی سبب کے قبل صدور فیصلہ ثالثی کے تحریری اقرار نامہ ثالثی سے منحرف ہوسکے مقدمہ لسٹن جی بنام مانک جی (۲) سند خلاف ہے نظیر کو لیگر بنام کارنگا ایل کمپنی (۳) کا اس بحث سے کچھ تعلق نہین ہے اوس مین درحقیقت ایک فریق نے کوئی ثالث مقرر نہین کیا تھا۔

اٹرنیان منجانب مدعیان۔ مسرس آر۔ الیس۔ بردن وشیڈ کمپنی۔

اٹرنیان منجانب مدعاعلیہ۔ مسرس بالکرشن و مسٹر فیروز شاہ۔

(۱) لا رپورٹ کوئنس بنچ جلد ۳ صفحہ ۴۲۶۔ (۲) ایپلیہاسے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۲

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۴۴۔

عدالت ازدواج پارسی[۱]

باجلاس جارڈین صاحب جسٹس

۲۹ جولائی ۱۸۹۲ء

ہیرابائی مدعیہ بنام **دہن جی بہائی بومن جی** مدعا علیہ

شوہر و زوجہ۔ عدالت ازدواج پارسی۔ ایکٹ ۱۵ ۱۸۶۵ء۔ نالش زوجہ براے علیحدگی بتوسط عدالت۔ نان و نفقہ۔ نان و نفقہ بعد صدور ڈگری مشعر ڈسمسی نالش زوجہ دوران اپیل۔ نان و نفقہ دوران درخواست تجویز ثانی۔ رواج بابت تقسیم نان و نفقہ۔

ایک زوجہ نے عدالت ازدواج پارسی مین واسطے علیحدگی بتوسط عدالت اپنے شوہر پر نالش دایر کی نان و نفقہ بذریعہ حکم مورخہ ۱۱ جولائی ۱۸۹۱ء کے عطا ہوا جس مین مدعا علیہ کو ہدایت کی گئی کہ مدعیہ کو نان نفقہ ۱۵ اپریل ۱۸۹۱ء سے تا صدور ڈگری قطعی مقدمہ کے دے۔ ۱۸ جولائی ۱۸۹۱ء کو نالش ڈسمس ہو گئی اور بعد اُس تاریخ کے مدعا علیہ نے نان و نفقہ بند کر دیا۔ مدعیہ نے فیصلہ کی تجویز ثانی کرنیکے واسطے حکم حاصل کیا جو ۴ جنوری ۱۸۹۲ء کو خارج کر دیا گیا اور ۱۸ مارچ ۱۸۹۲ء کو مدعیہ نے اپیل بنا راضی ڈگری مشعر ڈسمسی دعوی بنا راضی حکم نامنظوری تجویز ثانی کے دایر کیا۔ مدعیہ نے اب درخواست واسطے ایک حکم کے گذرانی کہ مدعا علیہ کو ہدایت کی جاے کہ وہ مدعیہ کو جملہ بقایا سے نان و نفقہ دوران مقدمہ تاریخ رجوع ہونے نالش سے یا جسقدر نہین ادا کیا گیا ہے ادا کرے اور مدعا علیہ نان نفقہ مزید مدعیہ کو تا قطعی فیصلہ اپیل کے ادا کرے۔

تجویز ہوئی۔

(اول) بنا منظوری درخواست یہ کہ الفاظ ڈگری قطعی مقدمہ مندرجہ حکم مورخہ ۱۱ جولائی ۱۸۹۱ء سے بروے جسکے نان و نفقہ عطا ہوا تہا مراد ڈگری نالش سے ہے اور نہ ڈگری اپیل سے۔

(دوم) عدالت ازدواج پارسی کو جو بموجب ایکٹ ۱۵ ۱۸۶۵ء کے مقرر کیگئی ہے نان و نفقہ دوران مقدمہ بعد ڈگری دوران اپیل کے دلانیکا اختیار نہین ہے۔

(سوم) ایک ناکامیاب زوجہ کو دعوی نان و نفقہ کا بعد صدور ڈگری قطعی دوران اپیل کے استحقاق نہین ہے نہ اُس زمانہ کا ہے جبکہ مدعیہ تجویز ثانی کی کوشش مین مصروف رہی ہو۔

سوال۔ آیا عدالت کو جبکہ درخواست تجویز ثانی کیواسطے دایر ہے دوران مقدمہ مین نان و نفقہ دینے یا جاری کرنے کا اختیار ہے یا نہین۔

---

[۱] مقدمہ نمبر ۴ ۱۸۹۱ء

۱۸۹۱ء
ہیرابائی
بنام
رتنجی بومن جی

الفاظ دوران مقدمہ مندرجہ دفعہ ۴۴ ایکٹ ۱۵ ۱۸۶۵ء سے وہ زمانہ جبتک کہ ڈگری قطعی یا کامل صادر ہو مراد ہے۔

عدالت ازدواج پارسی کو تقسیم نان ونفقہ مین ڈگری نالی سانی کے زمانہ کے بعد مقدمات ایلس بنام ایلس (۱) روزن بنام ڈن (۲) کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

مدعیہ نے بعد ڈسمسی نالش دوران اپیل مین درخواست گذرانی کہ واسطے دلاپانے نان ونفقہ تاریخ ڈسمسی نالش سے تا فیصلہ اپیل ہدایت کیجاے۔

۴ مارچ ۱۸۹۱ء کو زوجہ نے یہ نالش اپنے خاوند پر واسطے علیحدگی بتوسط عدالت دایر کی ۱۱۔مئی ۱۸۹۱ء کو مدعیہ نے نان ونفقہ کے واسطے درخواست گذرانی اور نان ونفقہ بذریعہ حکم مورخہ ۱۱۔جولائی ۱۸۹۱ء منظور ہوا اس حکم مین یہ ہدایت تہی کہ مدعا علیہ رتنجی بہائی بومن جی ہیرابائی مدعیہ کو بطریق نان ونفقہ دوران نالش مبلغ ما ۵ ماہواری ۱۳۔اپریل ۱۸۹۱ء سے تا صدور ڈگری قطعی ادا کرتا رہے۔

۱۸۔جولائی ۱۸۹۱ء کو نالش ڈسمس ہوئی بعد اُس تاریخ کے مدعا علیہ نے مدعیہ کو نان ونفقہ دینا جو بذریعہ حکم بالا منظور ہوا تہا موقوف کردیا۔

مدعیہ نے حکم نالی سانی واسطے تجویز ثانی کے حاصل کیا جو کہ ۴۔جنوری ۱۸۹۲ء کو خارج ہوا اور تجویز ثانی نامنظور ہوئی۔

مدعیہ نے اپیل بنا راضی ڈگری منظوری ڈسمسی دعوی و حکم نامنظوری تجویز ثانی تاریخ ۱۸ مارچ ۱۸۹۲ء کو دایر کیا۔

مدعیہ ۲۸۔جون ۱۸۹۲ء کو درخواست گذرانکر مستدعی اس حکم کی ہوئی کہ مدعا علیہ کو یہ ہدایت کی جاے کہ مدعیہ کو کل بقایاے نان ونفقہ دوران نالش جو ابتداے تاریخ دایر ہونے نالش ہذا سے یا اسقدر جو واجب الادا ہو ادا کرے اور نیز یہ کہ مدعیہ کو مبلغ ما ۵ ماہواری جو بطریق نان ونفقہ دوران مقدمہ کے مقرر ہو چکا ہے نامبردہ تا فیصلہ اپیل ادا کرتا رہے۔

اب معاملہ واسطے بحث کے پیش ہوا۔

جارڈین نے طبعیت جے۔ڈی۔نیمچ والا) منجانب مدعا علیہ وجہ ظاہر کی۔کوئی نان ونفقہ اب نہین دلایا جا سکتا۔دعوی ڈسمس ہوا اور ختم ہو گیا۔بموجب دفعہ ۳۴ ایکٹ ۴ ۱۸۵۹ء کی نان ونفقہ صرف دوران مقدمہ مین ملسکتا ہے لفظ مقدمہ مندرجہ دفعہ مذکور مین اپیل شامل نہین ہے

(۱) رپورٹ پیری وڈیولیسن صاحبان جلد ۸ صفحہ ۱۸۸ (۲) رپورٹ پیری وڈیولیسن صاحبان جلد ۱۳ صفحہ ۹۱۔

شوہر پر یہ بات لازم نہین ہو سکتی کہ اپنی زوجہ کو عدالت مرافعہ ثانی سے ڈگری حاصل کرنے مین مدد دے علاوہ برین یہ عدالت اس امر کی سماعت نہین کر سکتی۔ اگر درخواست گذر سکتی ہے تو عدالت اپیل مین گذرنی چاہئے۔ اپیل بناراضی ڈگری و حکم نامنظوری تجویز ثانی کے ہے لیکن کوئی اپیل ایسے حکم کی ناراضی سے نہین ہو سکتا روئداد کی نسبت تجویز ثانی نامنظور ہوئی کیونکہ عدالت کی راے مین اندرونی بیانات کے مدعیہ کا کوئی حق نہتا یہ درخواست بہت دیر بعد گذری۔ درخواست ۱۰۔ جولائی ۱۸۹۱ء کو نامنظور ہوئی تھی پس کوئی ضرورت شدید نہین ہو سکتی۔ صفحہ ۴ کتاب بیکر صاحب دربارہ طلاق مقدمہ ویلس بنام ویلس (۱) ملاحظہ طلب۔

اس سوٹ رپورٹ صاحب نے بجانب مدعیہ حکم کی تائید مین بحث کی۔ حکم دربارہ نان ونفقہ تا صدور ڈگری قطعی مین ڈگری اپیل بھی ضرور داخل ہے نسبت رواج انگلستان کے مقدمات لوڈن بنام لوڈن (۲) و جونس بنام جونس (۳) و نکلسن بنام نکلسن (۴) کہ جن مقدمات مین الفاظ دوران مقدمہ سے اُس عرصہ سے مراد ہے جبتک کہ فریقین مین حقوق کی بابت نزاع رہے اور مقدمہ ولسن بنام ولسن (۵) و براؤن صاحب کی کتاب دربارہ طلاق طبع پنجم صفحات ۳۰۲، ۳۰۹، ۴۰۰ و ۴۰۳ ملاحظہ طلب اور مقدمہ جونس بنام جونس (۳) مین یہ طے ہو چکا ہے کہ نان ونفقہ جاری رہتا ہے الاجبکہ کارروائیات مابعد بہ نیت ایذا رسانی رسکی کے نہوئی ہون۔ اس مقدمہ مین اپیل عدالت نے منظور کیا ہے لہذا وہ فضول تصور نہین کیا جا سکتا توقف کی نسبت واضح ہو کہ اسلہ عدالت سے یہ بات ظاہر ہے کہ مدعیہ کسی توقف کی مجرم نہین ہے۔

جارڈین صاحب جسٹس۔ مدعیہ نے اس عدالت مین نالش واسطے علیحدگی بتوسط عدالت دایر کی اور اوسکا دعوی اجلاس برڈوڈ صاحب جسٹس سے ۱۰۔ جولائی ۱۸۹۱ء کو ڈسمس ہوا ۲۴۔ مارچ کو نالش دایر ہوئی۔ ۱۱۔ مئی کو مدعیہ نے نان ونفقہ کے واسطے درخواست کی اور ۱۱۔ جولائی کو اجلاس صاحب جج سے یہ حکم صادر ہوا کہ نان ونفقہ دوران مقدمہ تا صدور ڈگری قطعی ادا کیا جاوے۔ مدعیہ نے تاریخ ۹ ستمبر کو درخواست واسطے تجویز ثانی کے گذرانی اور ۲۷۔ جنوری ۱۸۹۲ء کو صاحب جج ذیعلم نے بعد حکم نائی سائی اور سماعت کے تجویز ثانی نامنظور کی اور مدعیہ کو حکم ادا کرنے خرچہ کا دیا۔ مدعیہ نے اپیل بناراضی حکم ڈسمسی دعوی و نامنظوری تجویز ثانی دایر کیا

(۱) رپورٹ سوالی و ٹریٹرین صاحبان جلد ۳ صفحہ ۳۰۵ و مقدمہ مذکور لاجرنل ریپین سیہ صاحبان جلد ۳۲ صفحہ (۱۵۱) (۲) رپورٹ فلپس صاحب جلد ۱ صفحہ ۴۰ (۳) لا جرنل ریپین سیہ صاحبان جلد ۱۳ صفحہ ۵۲ (۴) رپورٹ سوالی و ٹریٹرین صاحبان جلد ۳ صفحہ ۲۱۴۔

(۵) ہیوسٹلیٹ ہیگارڈ صاحب جلد ۲ صفحہ ۳۲۹

۱۸۹۲ء
پیرابائی
بنام
مانیکجی لوٹن جی؛

اور اوسکا اپیل عدالت ہائیکورٹ مین ۱۰ مارچ ۱۸۹۲ء کو داخل ہوا اور اب زیر سماعت تجویز ہے یہ امر مسلمہ ہے کہ مدعاعلیہ نے ڈسمسی دعوی تک نان ونفقہ ادا کیا ہے۔

مدعیہ نے تاریخ ۲۴ جون کو اس عدالت مین درخواست بدین مضمون گذرانی کہ مدعاعلیہ کو یہ ہدایت کیجاے کہ مدعیہ کو کل البقایاے نان ونفقہ ادا کرے اُسی شرح سے نان ونفقہ دوران مقدمہ مین تا قطعی فیصلہ اپیل کے ادا کرے مسٹر جارڈین نے منجانب مدعاعلیہ یہ بحث کی کہ اپیل بہ نیت ایذارسانی اور راہ سبکی کے دایر ہوا ہے اور مدعیہ غفلت اور توقف کی مجرم ہے لہذا عدالت کو چاہئے کہ اگر اوس کو نان ونفقہ بعد ڈسمسی نالش کے دلا دینے کا کچھ اختیار حاصل ہے تو ایسے حکم کے دینے سے بوجہ اپنے انکار کرنا چاہئے اور یہ بھی بحث پیش کی کہ اس عدالت کو اختیار سماعت حاصل نہین ہے اور یہ کہ درخواست عدالت ہائیکورٹ مین گذرنی چاہئے تھی جس مین اپیل دایر ہے مسٹر لوپورٹ منجانب مدعیہ اس بات پر زور دیتے ہین کہ صاحب جج کے حکم کی شکل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اونکی منشا تھی کہ نان ونفقہ تا فیصلہ مقدمہ پیشگاہ عدالت اپیل کے قایم رہے۔

میری راے مین الفاظ "ڈگری قطعی" سے مراد ڈگری نالش سے ہے نہ کہ ڈگری اپیل سے "الفاظ ڈگری قطعی" اس معنی مین قاعدہ ۱۰۰-۱۴ مین منجملہ قواعد انگلستان (جنکا براون صاحب کی کتاب بابت طلاق طبع پنجم صفحہ ۴۴۳ مین ذکر ہے) استعمال ہوئے ہین اور ان الفاظ سے بعض اوقات ڈگری کامل بمقابلہ ڈگری نالش ثانی سے مراد ہوتی ہے جیسا کہ بمقدمہ ایلس بنام ایلس (۱) مین کالٹن صاحب لارڈ جسٹس نے تجویز کی ہے۔ دفعہ ۴۴ ایکٹ ۵ ۱۸۶۹ء مین ڈگری قطعی اور حکم درمیانی کے معنی مین اختلاف ہے۔

اثناے بحث مین یہ امر تسلیم ہوچکا ہے کہ عدالت اپیل کو نان ونفقہ دوران اپیل مین دلانے کا اختیار حاصل ہے مسٹر لوپورٹ نے مقدمہ لوڈن بنام لوڈن (۲) متدایرہ عدالت ارچیز و مقدمہ جونس بنام جونس (۳) کا جسمین وہ اجلاس کامل سے بحال رہا بطور اسناد متعلقہ رواج انگلستان اور حق زوجہ بالعموم نسبت نان ونفقہ دوران اپیل کے ذکر کیا ہے لیکن نہ اس عدالت کی کوئی نظیر اور نہ کسی رپورٹ یا کتاب قانون کی کوئی سند پیش کی گئی ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ نان ونفقہ دوران اپیل اُس عدالت کے حکم سے مل سکتا ہے جسکے فیصلہ کی ناراضی سے اپیل دایر ہوا ہو۔

(۱) رپورٹ پیری وڈولیسن صاحبان جلد ۸ صفحہ ۱۸۸۔ (۲) رپورٹ فلپس صاحب جلد ۱ صفحہ ۲۰۸

(۳) لارپورٹ پیری وڈولیسن صاحبان جلد ۸ صفحہ ۴۴۳ مشتہرہ انکوایل رپورٹ پی ڈی صاحبان جلد ۱۴ صفحہ ۵۲

۱۸۹۲ء
امیرا ہالی
بنام
وتیں یونس جی

دوسری حجت منجانب مدعیہ یہ ہے کہ دفعہ ۳۴-ایکٹ ۱۵ ۱۸۶۵ء کی اس طرح پر تعبیر ہونی چاہئے گویا کہ لفظ نالش مین نسبت شرطنان ونفقہ دوران مقدمہ مین اپیل بھی شامل ہے درحالیکہ طلاق علیحدگی کی بتوسط عدالت درخواست کی گئی ہو یہ بحث پیش ہوئی ہے کہ بعد منظور ہونے اپیل کے عدالت ہذا کو اور عدالت ہائی کورٹ کو نان ونفقہ کے دلانے مین یکسان اختیارات حاصل ہین میری راے مین یہ معنی ضروری یا مناسب نہین ہین۔ لفظ "نالش یا نالش کرنا" اس ایکٹ کی کسی دفعہ مین ضرورتاً ایسے معنی مین مستعمل نہین ہوا ہے جسمین اپیل داخل ہو ایسے معنی دفعات ۱۵ و ۱۶ متعلقہ اختیار سماعت و دفعہ ۴۴ متعلقہ حراست اطفال کے متناقض ہونگے یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ اگر واضعان قانون کا منشا یہ ہوتا کہ عدالت ہذا کو بعد ارجاع اپیل نان ونفقہ دلا دینے کا اختیار حاصل ہو تو ایسے ہی صاف الفاظ استعمال فرماتے جیسے کہ دفعہ ۳-۶ ایکٹ طلاق مجریہ ہند نمبر ۴ ۱۸۶۹ء مین استعمال کئے ہین۔

دفعہ ۳۴ ایکٹ ۱۵ ۱۸۶۵ء کی رو سے عدالت ہذا کو دوران مقدمہ مین اداے نان ونفقہ کا حکم شوہر کو دینے کا اختیار حاصل ہے اور طلاق کے حکم پر عدالت ہذا مین ڈگری نائی سائی دینے کا رواج ہے جب سے یہ عدالت قایم ہوئی ہے قبل اس کے کہ مین نے بمقدمہ الیس بنام بی (۱) حکم صادر کیا چھ مقدمون مین کالعدم کرنے کا حکم دیا گیا تھا ان مقدمات مین سے چار مقدمات مین عدالت نے غالباً بوجہ ایکٹ مرقومہ مصدرہ پارلیمنٹ کے جسکی رو سے ضابطہ انگلستان متعلقہ مقدمات طلاق کے ہوگیا ہے کارروائی بذریعہ ڈگری نائی سائی کے کی مین نے ان نظائر کی پیروی مقدمہ الیس بنام بی (۱) مین کی کلارک عدالت سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ صرف ایک نالش علیحدگی بتوسط عدالت مین کامیابی ہوئی ہے (نمبر ۳ بابت ۱۸۸۱ء) اور اُس مین اول ڈگری "نائی سائی" صادر ہوئی تھی اور بعد تین ماہ کے وہ قطعی ہونے والی تھی۔

چونکہ اس مقدمہ مین مجھے رواج پر لحاظ کرنا پڑا ہے لہذا مین اپنی راے اب بیان کرتا ہون "دوران مقدمہ" مین وہ زمانہ بھی جبتک ڈگری مختتم یا قطعی ہو شامل تصور کیا جاے بوجہ اس راے کے ہمارا عملدرآمد مطابق انگلستان کے ہوجاویگا بمقدمہ ایلس بنام ٹوورز (۲) آردینری جج نے یہ تحریر کیا ہے "دو ڈگریان مذکورہ اسی ایکٹ کی آغاز وانجام مین ایک ابتدائی اور دوسری پوری یا مکمل ہے اور ایک زمانہ درمیان مین حائل ہوتا تاکہ گنجائش تحقیقات کی رہے یہی راے بمقدمہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۶۳۹ (۲) لا رپورٹ پیری ڈولیس صاحبان جلد ۲ صفحہ ۱۶۲

نارمن بنام ویلرس (۱) قایم کی گئی تہی عدالت اپیل کی دو تجویزون سے یہ معاملہ طے ہوچکا ہے بمقدمہ | سنہ ۱۸۹۲ع
ایلس بنام ایلس (۲) زوجہ کو ڈگری نالی سائی حاصل ہوئی تہی اور بنا راضی اُسکے اپیل نہین ہوا | ہیرا بائی
بنو خی نظیر لیتھم بنام لیتھم (۳) یہ تجویز ہوئی کہ جج آرڈنری کو دوران مقدمہ مین نان ونفقہ دلانیکا اختیار | بنام
ہے باوجودیکہ ڈگری نالی سائی واسطے انفساخ ازدواج کے صادر کیگئی ہو اوس کی وجہ مندرج ذیل | دہنجی بہائی بوہرہ
ہے تا صدور ڈگری قطعی عدالت کوئی انتظام دایمی واسطے زوجہ کے نہین کرسکتی لہذا یہ مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ عدالت کو اختیار کسی انتظام عارضی کے کرنے کا حاصل ہونا چاہئیے۔ مقدمہ ایلس بنام ایلس
اون مقدمات سے ممیز کیا گیا ہے جنمین زوجہ مجرم ثابت ہوئی ہے بمقدمہ ڈن بنام ڈن (۴) کاٹن
صاحب لارڈ جسٹس فرماتے ہین مقدمہ ایلس بنام ایلس ایک بالکل مختلف مقدمہ تہا اوس مقدمہ
مین زوجہ نے اپنے شوہر کے خلاف کارروائی کی اور اُسکے حقوق بمقابلہ نامبردہ کسیطور پر زایل نہین
ہوئے وہ مقدمہ ایسا تہا کہ جسمین نان ونفقہ ہمیشہ کے واسطے بالآخر دلانا مناسب تہا اور ہمنے یہ
مناسب سمجہا کہ اس اثنا مین اوسکو نان ونفقہ درمیانی ملنا چاہئیے"۔

حسب منشاے دفعہ ۴۰۔ ایکٹ طلاق مجریہ ہند نمبر ۴ سنہ ۱۸۶۹ء صاحب جج کو ایسے مقدمات مین جنمین
ڈگری نالی سائی صادر ہوئی ہو مقابلہ قانون انگلستان کے کم اختیار تمیزی حاصل ہے اوس مین کوئی قاعدہ
ایسی صورتون مین محکوم نہین ہے جنمین علیحدگی بتوسط عدالت ہوئی ہو لیکن مقدمات انفساخ
ازدواج یا کالعدم کی نسبت یہ مندرج ہے کہ نان ونفقہ دوران مقدمہ تا وقتیکہ ڈگری قطعی یا بحال کی
جاے جاری رہیگا مسٹر مکرے نے اپنے چہاپے ہوے ایکٹ مذکور کے صفحہ ۱۱۱ مین یہ تصور کیا ہے کہ قاعدہ
مروجہ ہندوستان بربناے مقدمہ ویلس بنام ویلس (۵) قایم ہے لیکن مقدمہ ڈن بنام ڈن کی تجویز سے
ظاہر ہے کہ مقدمہ ویلس بنام ویلس مین لسبت وقفہ درمیان ڈگری نالی سائی و ڈگری قطعی کے کوئی قاعدہ
قابل پابندی نہین قرار دیا گیا کاٹن صاحب لارڈ جسٹس فرماتے ہین۔

مقدمہ ویلس بنام ویلس مین درخواست واسطے تجویز از سر نو کے نہین ہتی مقدمہ موجودہ مین
درخواست تجویز جدید کی نامنظور ہوئی ہے ہمکو تحقیقات سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ مقدمہ ویلس بنام
ویلس کو عدالت طلاق نے ایسا تصور کیا ہے کہ اوسکی رو سے ایسا عام قاعدہ ثابت ہوتا ہے جسکی بابت
بحث کی گئی ہے یعنی یہ کہ باوجود ثابت ہونے جرم کے زوجہ کا نان ونفقہ تا فیصلہ قطعی مقدمہ کے

(۱) رپورٹ ایکسچیکر ڈیویژن جلد ۴ صفحہ ۴۵۱ (۳) رپورٹ پروبیٹ ڈیویژن صاحبان جلد ۵ صفحہ ۱۰۹
(۲) رپورٹ سوابی ٹرسٹرس صاحبان جلد ۳ صفحہ ۱۹۹ (۴) " " " " جلد ۱۳ صفحہ ۹۲
(۵) " " " جلد ۴ صفحہ ۲۴۵

۱۸۹۲ء — اماہ بائی بنام رنجی بھائی بھون جی

قایم رہنا چاہئے جبتک کہ زوجہ پر جرم زنا ثابت ہو مستحق امداد کی ہے اور عدالت اوسکو نان ونفقہ دوران مقدمہ دلاتی ہے لیکن درصورت ثابت ہونے اُسکی زناکاری کے گو کہ وہ ہنوز زوجہ ہو مگر اوسکا وہ حق زایل ہوجاتا ہے۔ کیا اُس فیصلہ پر نان ونفقہ بند نہین ہونا چاہئے پس قاعدہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب جوری کی راے مین زوجہ مرتکب جرم زنا ہو تو اوسکا حق نان ونفقہ مسدود ہوجاتا ہے تابع اس شرط کے کہ اگر صاحب جج اوسکا جاری رکہنا مناسب خیال فرماوین تو اوسکو وہ جاری رکھ سکتے ہین مثلاً صاحب جج کا یہ خیال ہو کہ زوجہ کو غالباً مقدمہ کی ازسرنو تجویز کا حکم عطا ہوجائیگا اور وہ اپنی بے جرمی ثابت کرینمین بالآخر کامیاب ہوگی ایسی حالتمین بخوبی ممکن ہے کہ اونکو نان ونفقہ جاری رکہنا مناسب معلوم ہو اگر یہ تجویز کیجاے کہ نان ونفقہ تا فیصلہ درخواست واسطے تجویز مقدمہ ازسرنو استحقاقاً جاری رہے تو درخواستین فضول واسطے تجویز جدید کے پیش کرنیکا حوصلہ لوگون کو ہوگا"۔

لنڈلی ولوپون صاحبان لارڈ جسٹسان متفق ہین اور لنڈلی صاحب کی یہ راے ہے ایسی حالت مین جب جوری عورت کو مجرم قرار دے نان ونفقہ جاری رکہنا خلاف قاعدہ معلوم ہوتا ہے اگر جوری کی تجویز عورت کے خلاف ہو تو بار ثبوت نسبت جاری رکہنے نان ونفقہ کے ذمہ عورت کے ہونا چاہئے صاحب جج کو عورت کے نان ونفقہ دلانیکا اختیار ہونا چاہئے مگر میرے خیال مین عورت کا نان ونفقہ بعد صدور تجویز خلاف کے جاری رکہنا بہت نامناسب ہے" چونکہ ازروے دفعہ ۳۴ - اُسی ایکٹ کے جسپر مجہے عمل کرنا ہے (ایکٹ ۵ اسٹہ ۱۸۶۹ء) صاحب جج کا اختیار تمیزی اسقدر محدود نہین ہوتا ہے جسقدر دفعہ ۲۶ - ایکٹ طلاق مجریہ ہند کی روسے ہوتا ہے لہذا میری یہ راے ہے کہ بابت زمانہ مابعد ڈگری "نائی سائی" کے نان ونفقہ دلاپانے کے طریقہ مین مقدمات ایلس بنام ایلس وڈن بنام وڈن سے رہنمائی ہونی چاہئے۔

اس امر سے کہ ڈگری قطعی تک نان ونفقہ دلاپانیکا دعوی کرانیکی ناکامیاب زوجہ استحقاقاً مستحق نہین ہے، یہ نتیجہ منطقی نکلتا ہے کہ مدعیہ اسکا دعوی بعد صدور ڈگری قطعی کے نہین کرسکتی ہے (میرا مطلب دوران اپیل سے ہے) نہ بابت اُس زمانہ کے جسمین درخواست واسطے تجویز ثانی کے اُسنے گذرانی ہو۔ مقدمہ بیلس بنام ویلس جسپر مسٹر جارڈین استدلال فرماتے ہین اس بات کے قایم کرنیکے لئے کہ جب عدالت ماتحت کسی مقدمہ مین تجویز قطعی صادر کرے اوسکو نان ونفقہ دوران مقدمہ دلانے کا اختیار نہین رہتا انگلستان مین مقدمہ ہے جو کچھ اُس مقدمہ مین نسبت طلاق زوجہ کے بیان کیا گیا ہے زوجہ کی نالش علیحدگی بتوسط عدالت سے متعلق ہوتا ہے درحالیکہ مقدمہ کی تجویز روبرو خود عدالت کے ہو تو وہ نتیجہ قطعی اُسوقت اخذ کیا جائیگا جب کہ عدالت اپنی تجویز نسبت واقعات کے صادر کرے کیونکہ عدالت ہاے ماتحت ما بین تجویز مذکور قطعی ہے اور اگر اپیل مقدمہ

سنہ ۱۸۹۲ء
ہیرابائی
بنام
دہنجی بہائی

کو آگے بڑہاتا ہے تو وہ مقدمہ کو ایک دوسرے عدالت مجاز دلانے نان ولفقہ مین اگر اوس کی خوشی ہووے جاتا ہے" اختیار تقسیم کرنے کا وہ عدالت بہ نسبت عدالت ابتدائی کے بہتر طور پر استعمال کرسکتی کہ جہان اپیل دایر ہو۔ جیسا لارڈ پیر ہینس صاحب بمقدمہ جونس بنام جونس رپورٹ مندرجہ جلد ۱۴ لا جرنل پروبیٹ ۵۳ مین فرماتے ہین۔ "اگر اپیل کے لئے اچھی وجہ تھی تو یہ مناسب ہوگا کہ نان ولفقہ دیا جاوے لیکن اگر زوجہ جملہ مقدمات میں دوران اپیل مین مستحق نان ولفقہ کی ہو تو بڑی برائی پیدا ہوسکتی ہے کوئی زوجہ جو زنا کی مجرمہ پائی جاوے وہ محض بغرض پانے نان ولفقہ کے اپیل کرسکتی ہے" اب یہہ ظاہر ہے کہ جج عدالت جس کی ناراضی سے اپیل ہوا ہے مناسب طور پر اوس اختیار عدالتی کو جس کا اس کیفیت مین ذکر ہے استعمال نہین کرسکتا۔ میری یہہ راے ہے کہ بعد صادر ہونے فیصلہ قطعی کے عدالت ہذا سے مقدمہ مین مجھے دوران مقدمہ مین نان ولفقہ دلانے کا اختیار نہین ہے۔

مگر یہ بحث کی گئی ہے کہ جو وقت کارروائی تجویز ثانی مین صرف ہوا اُس سے بمشابہت مقدمہ نکلس بنام نکلس (۱) کے بموجب اس نظیر سے مستثنی کرنا چاہئے اُس مقدمہ مین نئی تجویز کی اجازت دینے پر جج آرڈزری نے کہا کہ دوران مقدمہ مین نان ولفقہ نافذ رہا۔ اب جیسا کہ کتاب میکرے صاحب صفحہ ۸۰ مین ظاہر کیا گیا ہے کسیقدر مشابہت درمیان وجوہ اور ضابطہ متعلقہ تجویز جدید اور تجویز ثانی کے ہے۔ مین یہہ کہنے کے لئے تیار نہین ہون کہ اس عدالت کو اوس وقت کہ جب تجویز ثانی کے لئے درخواست اوسکے روبرو ہنوز دایر ہے اختیار بتذری تقسیم یا قایم رکھنے نان ولفقہ کا دوران مین نہ ہوگا۔ مین اون صورتون کو بخوبی خیال کرسکتا ہون جن سے دلایل مندرجہ مقدمہ ڈن بنام ڈن صحیح طور پر متعلق ہوسکتی ہین درحالیکہ صاحب جج یہہ خیال کرین کہ زوجہ آخرکار کامیاب ہووے لیکن کوئی درخواست واسطے قایم رکہنے نان ولفقہ کے بروڈ صاحب جسٹس کو نہین دی گئی تہی اور دعوی حال اوسوقت ہوا ہے کہ جب ذیعلم صاحب جج ممدوح نے قطعی طور پر تجویز ثانی معہ خرچہ نامنظور کردی اور اوسوقت کہ جب وہ جج اس عدالت کے نہین رہے۔ دلایل مندرجہ مقدمہ ویلس بنام ویلس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ مجھکو دست اندازی سے پرہیز کرنا چاہئے خاصکر جبکہ زوجہ نے بناراضی حکم مشعر نامنظوری تجویز ثانی کے اپیل کیا ہے وہان جج آرڈزری نے یہ تجویز کیا ہے اُس مقدمہ مین کہ ایسا نان ولفقہ صرف اُسوقت دلایا جاسکتا ہے اگر دیا گیا یا نافذ کیا گیا ہو جبکہ کیفیت نئی تجویز کی ہنوز باقی ہوا۔ چونکہ تجویز عدالت ہذا کی جہانتک کہ اس عدالتکو تعلق ہے قطعی ہے لہذا مین زمانہ کارروائیات تجویز ثانی کا نان ولفقہ نامنظور کرتا ہون۔

(۱) رپورٹ سوائی ٹریسٹرین صاحبان جلد ۲ صفحہ ۱۴۹

۱۸۹۲ء ہیرابائی بنام بھائی بونجی

ایسی درخواست پر کہ جوالیے توقف سے گذرے نان ولفقہ کو عطا کرنا ایسی حالت مین کہ شوہر کو پہلے سے اطلاع نہتی اور اسلئے کوئی خاص وجہ امر تجویز ثانی کے جلد طے کرنیکی نہتی گویا مقدمہ کرانیکی ایسی کوشش فضول کو جو شوہر کے خرچ سے کرایا جاوے ہمت دلانا ہے نان ولفقہ دو ان مقدمہ کا شوہر کی حفاظت کے لئے دیا گیا ہے تاکہ زوجہ شوہر کا اعتبار استعمال کرنیسے باز رہے لیکن رسمی نالش کے بعد سے جو کارروائی کی گئی ہے اُس سے وہ بغیر اس حفاظت کے رہگیا ہے۔ بنا زوجہ کے درخواست کی یہ ہے کہ اسکو کوئی استطاعت حاصل نہین ہے مین مثل مقدمہ لو بلٹ بنام لو بلٹ (۱) کے یہ پوچھتا ہون کہ اگر مدعیہ ایسی حالت مین تہی تو اُسنے اور جلد درخواست کیون نہین دی مقدمہ ٹو نیسلٹن بنام ٹو نیسلٹن (۲) کو بھی دیکھو۔ مین ضرور بربنا توقف کے نان ولفقہ اثنائے کارروائی تجویز ثانی کا نامنظور کرتا ہون۔ اب مین درخواست خرچہ کے ڈسمس کرتا ہون۔

صیغہ ابتدائی دیوانی ۴۲

باجلاس بیلی صاحب جسٹس قائم مقام چیف جسٹس و فیرن صاحب جسٹس

فرامجی مانک جی پونجا جی و یکسن دیگر مدعیان بنام سکرٹری آف اسٹیٹ ہند باجلاس کونسل (مدعاعلیہ) +

ستمبر ۱۸۹۱ء

ایکٹ آبکاری (بمبئی ۵ ۱۸۷۸ء) دفعہ ۵۵ - تعبیر "ایک ماہ" تا حکم ضبطی۔

دفعہ ۵۵ ایکٹ آبکاری بمبئی ۵ ۱۸۷۸ء مین یہ حکم ہے کہ حکم ضبطی تا انقضائے ایک ماہ تاریخ گرفتاری اُن اشیاء سے جنکی ضبطی کا ارادہ کیا گیا ہے یا بغیر سماعت اُس شخص کے جو اُن کی نسبت کسی حق کا مدعی ہو اور اُس شہادت کے اگر کوئی ہو جو وہ بتائید اپنے دعوے کے پیش کرتا ہے صادر نہ کیا جائیگا کلکٹر بمبئی نے مدعی کے چند پیپے سرکہ کے بتاریخ ۵ - نومبر ۱۸۹۱ء گرفتار کئے اور ۱۷ - نومبر ۱۸۹۱ء کو حکم ضبطی کا صادر ہوا حکم بعد سماعت بیان مدعیان کے صادر ہوا تہا۔

تجویز ہوئی کہ از روے احکام دفعہ ۵۵ ایکٹ آبکاری کے صاحب کلکٹر قبل انقضائے ایک ماہ تاریخ گرفتاری سے جایز حکم ضبطی کا صادر نہین کرسکتے تہے۔

استصواب از عدالت مطالبہ جات خفیفہ بمبئی بروے دفعہ ۶۹ ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ پریزیڈنسی ۱۵ ۱۸۸۲ء

صاحب جج نے حالات مقدمہ حسب ذیل بیان کئے۔

+ نالش عدالت مطالبہ خفیفہ نمبر ۲۴ ، ۵ ، ۱۸۹۲ء

(۱) لا رپورٹ پربیری و پرلوبیس صاحبان جلد ۱ صفحہ ۴۵ (۲) لا رپورٹ سری نز لوبیس صاحبان جلد ۲ صفحہ ۲۰۴

۱۸۹۲ء فرام جی و بلونجی جو بنام سکرٹری آف ہند با جلاس

۱۔ اس مقدمہ مین مدعیان نے جو بمبئی مین ہندوستانی مصالحون کی تجارت کرتے ہین مبلغ ماسی قیمت ۵۴ پیپے تاڑی کے سرکہ کی کہ جو ادن کے مملوکہ تھے اور ۔ فروری ۱۸۹۱ء کو گوا سے آئے تھے مدعاعلیہ سے دلا پانے کی استدعا کی ۔ مدعیان اپنے بیان دعوی مین یہ کہتے ہین کہ سرکہ کے پیپون مذکور کو صاحب کلکٹر پرمٹ مقام بمبئی نے بوقت اونکے اوترنے کے ، ۔ فروری مذکور کو غلط طور پر اور بلا وجہ جایز کے روکا اور بعدہ بتاریخ ۵ ۔ نومبر ۱۸۹۱ء کلکٹر نے اونکو خلاف قانون اور بلا وجہ مناسب کے گرفتار کیا اور بے ضابطہ اور ناواجبی طور پر ۱۷ ۔ نومبر ۱۸۹۱ء کو ضبط کئے گئے ۔

۲۔ ایک نقل سمن کی اور ایک نقل فہرست اشیاے مدعی کی اسکے ساتھ منسلک ہین ۔

۳۔ جوابدہی نالش کی یہ تھی کہ از روے ایکٹ آبکاری بمبئی ۵ ۱۸۷۸ء ۔ ے یہ امر جایز ہے اس عذر کی تائید مین خاص کر دفعات ۷ و ۹ و ۳۷ و ۴۳ و ۵۵ و ۶۷ (۱) پر استدلال کیا گیا ہے ۔

---

(۱) دفعات ایکٹ ۵ بمبئی ۱۸۷۸ء جنکا حوالہ دیا گیا ہے حسب ذیل ہین ۔

دفعہ ۷ ۔ بہ تبعیت ایسے احکام متذکرہ صدر کے صاحب کمشنران بعد اسکے کہ تحقیقات ضبط تحریر مین آوے

سزا اہلکاران ماتحت کی بداعمالی کیلئے

اپنے کسی ماتحت افسر مقرر شدہ پر یا کسی اہلکار پر جسکو اُنہون نے از روے احکام دفعہ آخر متذکرہ بالا کے کوئی اختیارات زاید عطا کئے ہون یا کوئی خدمات سپرد کی ہون بوجہہ تعمیل کرنے کسی قواعد سررشتہ یا ادب کے یا بوجہ بے پروائی یا نا قابلیت یا غفلت کام یا دوسری بداعمالی کے جرمانہ موقوف معطل یا تنزل کر سکتے ہین ۔

شراب یا نشی چیزون کا اور جگہہ سے لے آنا ۔

دفعہ ۹ ۔ کوئی شراب یا نشی چیز بذریعہ خشکی یا سمندر کے پریزیڈنسی بمبئی کے کسی حصہ مین نہ لائی جاویگی بجز اسکے کہ ۔

(الف) وہ ذمہ دار ادائے کل محصول حسب ایکٹ ٹارف مجریہ ہند ۱۸۷۵ء یا کسی دوسرے قانون نافذ الوقت متعلق رسوم پرمٹ اوپر اوس مال کے جو برٹش انڈیا مین لایا جاوے ہو اور وہ محصول مقررہ قانون مذکور اوسپر ادا ہوا ہو یا ۔

(ب) ایسے مال کے لانے کے لئے بموجب اُس اختیار کے جو معاً اسکے بعد عطا کیا گیا ہے اجازت ہو ۔ بپابندی احکام گورنمنٹ صاحب کلکٹر کو وقتاً فوقتاً جایز ہے ۔

(ج) کہ وہ اجازت دین کہ شراب یا شے نشی یا کسی قسم کی شراب یا اشیاے نشی کے کہ جو حسب قانون متذکرہ صدر کے ذمہ وار ادائے محصول کی ہون بادائے اُس محصول کے اگر کوئی ہو کہ جسکی وہ حسب ایکٹ

۱۸۹۵ء
...ی مانک جی
...لو نجابی
بنام
...ی آف اسٹیٹ
...لاس کونسل

۴۔ گرفتاری اور ضبطی اشیاء بہ تواریخ بیان کردہ مراتب دعوی سے انکار نہین کیا گیا ہے۔
دفعات ۵ و ۹ مقدمات متذکرہ کیواسطے اغراض اس رپورٹ کے ضروری نہین ہین اور اسلئے ترک کئے گئے۔

۴۴ بذا ذمہ دار ہو اور اون دوسری شرطون پر کہ جو مشار الیہ مناسب سمجھیں لگائی جاوے اور
(د) ایسی اجازت کو منسوخ کرسکتے ہین۔

دفعہ ۴۔ کسی کلکٹر یا کلکٹر یا درسرے افسر آبکاری کو جسکو اس بارہ مین حسب ضابطہ اختیار حاصل ہو جایز ہے کہ۔

اختیار رفتی شراب وغیرہ عام جگہ ہوا ہین اور اوسکو روکنا تلاشی لینا اور گرفتار کرنا

(الف) کسی عام جگہ یا رستہ مین کوئی شراب یا نشئی چیز یا کوئی دوسری شی جسکی نسبت باور کرنیکی وجہ ہو کہ حسب قانون ہذا یا کسی دوسرے قانون نافذ الوقت متعلق مالگذاری آبکاری کے قابل ضبطی ہے گرفتار کرے۔

(ب) کسی شخص کو جسکو کہ وہ باور کرنیکی وجہ رکھتا ہو کہ حسب قانون ہذا یا کسی دوسرے قانون کے جرم کسی جرم کا مرتکب ہوا روک سکتا ہے یا تلاشی لے سکتا ہے اور اگر اس شخص کے قبضہ مین کوئی شراب یا نشئی چیز یا کوئی دوسری شی ہو تو اوسے گرفتار کرسکتا ہے

دفعہ ۴۵۔ تمام شراب یا نشئی چیزین جو برخلاف ایکٹ ہذا یا کسی قاعدہ یا حکم حسب ایکٹ ہذا کے یا کسی لیسنس یا روانہ یا پاس کیا چیزین قابل اسکے جو از روئے ایکٹ ہذا کے حاصل کیا گیا ہو لائی جاوین یا روانہ کیجاوین یا باہر بھیجی جاوین یا تبدیل جاوے ضبطی ہین۔ [لیجاوے یا بنائی جاوے یا فروخت کیجاوے یا قبضہ مین رکھی جاوے اور کل تاڑی جو کسی درخت سے بخلاف ورزی ایکٹ ہذا یا کسی قاعدہ یا حکم یا لیسنس یا روانہ یا پاس حسب متذکرہ بالا نکالی جاوے اور۔

کل شراب اگرچہ ہو اور کل اشیاے نشئی اگرچہ ہون جو جایز طور پر ملک کے اندر لائی گئی یا دوسری جگہہ کو روانہ کیگئی ہون یا ایک جگہہ سے دوسری جگہہ منتقل کی گئی ہون یا علیحدہ کی گئی ہون یا بنائی گئی ہون یا فروخت کی گئی ہون یا قبضہ مین ہون اور وہ کل تاڑی اگرچہ ہو جو جایز طور پر یا علاوہ کسی شراب یا اشیا کے نکالی گئی ہو یا ملک مین لائی گئی ہو یا ملک سے باہر بھیجی گئی ہو یا منتقل کی گئی ہو یا علیحدہ کی گئی ہو یا فروخت کی گئی ہو یا قبضہ مین ہو یا جو ہمراہ یا معہ کسی تاڑی کے جو حسب متذکرہ صدر کشید ہوئی ہو اور۔

کل مقامات کشید یا ظروف یا آلات یا اوزار جو واسطے بنانے شراب یا کسی نشئی چیز کے برخلاف ایکٹ ہذا یا کسی قاعدہ یا حکم حسب ایکٹ ہذا یا کسی لیسنس متعلقہ حسب ایکٹ ہذا کے استعمال کئے جاوین یا رکھے جاوین یا قبضہ مین پائے جاوین اور۔

سنہ ۱۸۹۲ء
فرامجی مانکجی
پونجاجی
بنام
سکرٹری آف اسٹیٹ
ہند باجلاس کونسل

حکم ضبطی بعد سماعت بیان مدعیان کے صادر ہوا تہا۔

۱۰۔ امور تجویز طلب یہ ہین ۔

(۱) آیا یہ سرکہ حسب منشا ایکٹ آبکاری بمبئی ۵ سنہ ۱۸۷۸ء کے شراب تہا یا نہین ۔

(۲) اگر تہا تو آیا وہ ذمہ دار ادائے رسوم حسب ایکٹ ٹارف ہند ۱۰ سنہ ۱۸۷۵ء یا کسی دوسرے قانون نافذ الوقت متعلق محصول پرمٹ اوپر اُس مال کے جو برٹش انڈیا مین لایا جاوے ہے یا نہین ۔

(۳) آیا ۵ ۔ نو ۔ ۱۸۹۱ء کو گرفتاری مناسب طور پر ہوئی تہی یا نہین ۔

(۴) آیا حکم ضبطی ۷ ۔ نومبر سنہ ۱۸۹۱ء سے تعمیل احکام دفعہ ۵۵ کی ہوئی یا نہین اور آیا وہ جایز ہے یا نہین گو قبل انقضاے ایک ماہ تاریخ گرفتاری سے مگر بعد سماعت بیان مدعیان اور لینے اُس ثبوت کے جو انہون نے پیش کرنا چاہا صادر ہوا تہا۔

تمام سامان جو بغرض ناجایز طور پر بنانے شراب یا کسی نشی چیز کے جمع لیا گیا ہو یا قبضہ مین رکہا جاوے اور ظروف اور گیلے اور سرپوش جنمین کوئی شراب یا نشی چیز یا آلہ کشید برتن یا آلہ یا اوزار یا سامان مذکور الا یا جاوے اور دوسری چیزین اگر کوئی ہون جو اُس ظروف یا گیلے مین پائی جاوین اور جانور اور گاڑیان اور برتن یا دوسری بار برداریان جو اُنکے لیجانے کے لیئے کام مین لائے جاوین۔

قابل ضبطی ہونگے ۔

حکم ضبطی کون صادر کریگا	دفعہ ۵۵ ۔ تمام ضبطیان از روے ایکٹ ہذا بذریعہ صاحب کلکٹر کے کیجاویگی۔

مگر شرط یہ ہے کہ کوئی حکم ضبطی کا تا وقت گذر جانے ایک ماہ تاریخ گرفتاری اشیاے ضبطی طلب سے یا بلا سماعت کسی شخص کی جانکی نسبت کسی حق کا دعویدار ہو اور شہادت کے اگر کوئی ہو جو وہ اپنے دعوی کی تائید مین پیش کرے صادر نہ کیا جاویگا ۔

اجازت انفکاک دیجاویگی	جب حسب مراد ایکٹ ہذا کے حکم ضبطی کا دیا جاوے تو مالک اُس شے کو کہ جسکی ضبطی کا حکم ہوا ہو بجاے

انفصال صاحب کلکٹر کے اختیار واگذاشت کرانے اُس شے کا بادا اُس جرمانہ کے جو صاحب کلکٹر مناسب سمجہیں دیا جا سکتا ہے ۔

دفعہ ۷۶ ۔ کوئی نالش متعلق دیوانی مین بمقابلہ گورنمنٹ یا کسی افسر آبکاری کیواسطے خسارہ اُس فعل کے کہ جسکو انہون نے بپابندی

کوئی امر مانع نالش	ایکٹ ہذا یا کسی قانون نافذ الوقت متعلقہ مالگذاری آبکاری کے نیک نیتی سے کیا ہو یا کیئے جانیکا حکم دیا ہو دایر ہوگی

اور تمام استغاثہ جات نسبت کسی افسر آبکاری کے اور تمام نالشات جو جایز طور پر بمقابلہ گورنمنٹ یا کسی افسر آبکاری کے بسبب کسی فعل کے بپابندی ایکٹ ہذا کے کیجاوین یا جنکا کیا جانا بیان کیا جاوے رجوع کیجاوین وہ چار مہینے کے اندر تاریخ اُس فعل سے کہ جسکی شکایت کی گئی ہے دایر ہونگی اور نہ بعد اوسکے ۔

اور ہر ایسی نالش ڈسمس کیجاویگی

سنہ ۱۸۹۶ع
نرائجی مالک جی پونجی
بنام
سکرٹری آف اسٹیٹ
ہند باجلاس کونسل

(۵) اگر وہ حکم ناجایز ہتا تو بنظر حالات مقدمہ کے مدعیان مستحق کسقدر خسارہ کے (اگر کوئی ہوا ہے) ہیں۔

۱۱- نسبت دفعہ ۶۰ کے میری یہ رائے ہے کہ جن افعال کی شکایت کی گئی ہے وہ اوسکی رو سے محفوظ نہ تہے علاوہ اسکے یہ نہین کہا جا سکتا ہتا کہ صاحب کلکٹر نے باعتبار معنی قانونی ان الفاظ کے نیک نیتی سے عمل کیا۔

۱۲- بلحاظ اُس رائے کے جو مین نے دفعہ ۶۰ کی نسبت قایم کی امور اول و دوم و سوم کا فیصلہ غیر ضروری ہو گیا۔

۱۳- وہ حسب ذیل ہے۔ تمام ضبطیان حسب ایکٹ ہذا بذریعہ صاحب کلکٹر کے عمل مین آوینگی مگر شرط یہ ہے کہ صاحب کلکٹر بغیر گذرنے ایک ماہ کے تاریخ گرفتاری اشیاے ضبطی طلب سے یا بغیر سماعت کسی شخص کے جو نسبت اُنکے کسی حق کا دعویدار ہو اور شہادت کے اگر کوئی ہو جو وہ اپنے دعوی کی تائید مین پیش کرے کوئی حکم تصفیہ کا نہ دینگے" یہ کارروائی نہایت نادانی ہے اگر اوسکو بہت ملامت سے بیان کرین تو اوسکی رو سے ایک فریق خود اپنے مقدمہ مین جج ہو جاتا ہے اُسکے معنی یہ سخت لینے چاہین پہلے اوسین یہ حکم ہے کہ کل ضبطیان بذریعہ صاحب کلکٹر کے کیجاوینگی۔ اور تب اوسکے بعد ایک حکم ہے جو عبارت نفی مین ظاہر کیا گیا ہے اور اسلیے حکمی ہے اوسمین یہ مندرج ہے کہ کوئی حکم بغیر گذرنے ایک ماہ کے نہ دیا جاویگا۔ یہ پہلی حد نسبت استعمال اختیارات صاحب کلکٹر کے ہے اوسکی رو سے بغیر گذرنے ایک ماہ کے قطعی طور پر کسی صورت مین حکم دینے سے موی الیہ کو ممانعت کی گئی ہے۔ اگر وہ کوئی حکم اندر میعاد مقررہ کے دیوین تو وہ بالکل باطل و بے اثر اور محض کالعدم ہے۔ تب اُس شرط کی رو سے آیندہ ایک دوسری شرط قایم ہوئی ہے اور نسبت ایک بالکل علیحدہ امر کے اونکو اپنے اختیار کے استعمال کرنیکی بابت قید لگائی گئی یعنی یہہ کہ بغیر سماعت دعویدار یا عذردار کے وہ حکم صادر نہ کرینگے۔ منجانب مدعاعلیہ کے اس امر پر اصرار کیا گیا ہے کہ اُس شرط کے بموجب صاحب کلکٹر کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ بر طبق وقوع منجملہ دو صورتون کے یعنی خواہ بعد ایکماہ کے خواہ بعد سماعت دعویداران کے ضبطی کی نسبت تصفیہ کرین اگر یہ بحث صحیح ہو تو صاحب کلکٹر پر لازم نہوگا کہ سماعت کرین۔ وہ یقیناً سماعت سے قطعی انکار کر سکتے ہین اور ایک مہینے تک انتظار کر کے

(الف) اگر مدعی یہ ثابت نکرے کہ قبل رجوع کرنے اوس نالش کے اوس نے کل اپیلہای مذکورہ جو اندروے ایکٹ ہذا یا کسی دوسرے قانون نافذ الوقت کے جایز ہین اور جنکا چار مہینہ متذکرہ صدر کے اندر پیش کرنا ممکن ہتا دایر کر دی ہین یا۔

(ب) درصورت کسی نالش خسارہ کے اگر قبل ہونے نالش کے کافی معاوضہ دینے کے لیے پیش کیا گیا ہو یا اگر بعد ارجاع نالش کے ایک کافی رقم زر نقد عدالت مین معرفت مدعاعلیہ نے یا مدعاعلیہ کیطرف سے ادا کی گئی ہو۔

مگر شرط یہ ہے کہ اس دفعہ کا کوئی حکم ملک معظمہ کی عدالت العالیہ ہائیکورٹ یا عدالت مطالبات خفیفہ مقام بمبئی کے

کے اختیارات یا اختیار سماعت مین مخل نہوگا۔

سنه ۱۸۹۱ء فرامجی مانکجی بنام ... سنکھاجی ...

پہر مال کو منضبط کر سکتے ہین اگر دونون فقرے علی سبیل البدل پڑہے جاوین تو منجر در رہ نتیجہ ہوگا اون کو دوین سے ایک امر کے کرنے کا اختیار ہے اور وہ ایک امر کو ترجیح دوسرے امر کے کرتا ہے چاہے کسی وجہ سے ہو۔ یہ تعبیر طبائع قانونی کو متنفر کرے گی۔ مسٹر لیٹل اس اعتراض کا اثر ہوا اور اس اثر کو اونہون نے اس اشارہ سے کالعدم کرنا چاہا کہ دونون فقرون کی جگہہ تبدیل کی جاے جس سے اونہون نے یہ سمجہا کہ "سماعت" لازمی ہو جاویگی۔ اول تو ایسی تبدیل جگہہ کی تاوقتیکہ حال مین ناقابل قبول ہے لیکن ثانیاً وہ فی الحقیقت اُس دقت کے دور کرنے مین مدد نہین دیتی۔ ظاہر ہے کہ کوئی حکم تصفیہ کا بغیر سماعت کسی شخص کے بابت اشیاے گرفتار شدہ کی نسبت کسی حق کا دعویدار ہو یا بغیر گذرنے ایک تاریخ گذرنے کی سے نہ دیا جائیگا اوسکی رو سے صاحب کلکٹر کے اختیار مین کچہہ دست اندازی نہین ہوتی اونکو صبر بہی اختیار ہے کہ بجاے سماعت کرنے فریق ستم رسیدہ کے ایک مہینے تک عملدرآمد کرنا ملتوی رکہین۔ اگر جملہ متعلقہ "سماعت" کو فقرہ کے اول مین جگہہ پانیکی وجہ سے اثر لازمی حاصل ہو جاے تو کیون بر بناے اُس جملہ کے جو متعلق مہینے کے ہے صاحب کلکٹر پر اُسی طرح سے یہ بات لازمی نہ ہو جاویگی کہ وہ اپنے ہاتہہ کو تا گذرنے ایک ماہ کے روکے رہین۔ وہ در حقیقت اول قائم ہے۔

۱۴۔ جو معنی عدالت نے دفعہ اور اوسکی شرط کے لگاے ہین اونکی بہت مضبوط تائید خیالات ذیل سے ہوتی ہے وہ فیصلہ عاجلانہ کے نتیجہ سے بذریعہ دینے آزادی صاحب کلکٹر کو پورے ایک ماہ تک واسطے تبدیل کرنے اپنے ارادہ یا ترمیم کرنے اپنی راے کے محفوظ رکہتی ہے اُسی کے ساتہہ اُس فریق کیلئے جو اپنے تئین ستم رسیدہ خیال کرے ایک پورا مہینا ملتا ہے جس مین وہ اپنی شہادت پیش کرے۔ مسودہ نویس علاوہ بہتا مالذت نسبت وقت کے کرکے وہ اس بات کے خیال کرنیکے لئے نہین ٹہرا کہ آیا جملہ مذکور مین استعمال حرف عطف "نہ" بجاے "یا" کے صرف نحو کے لوازمات کو کبہی پورا کریگا یا نہین بدین وجہ عدالت نے عذر جواز یا صحت کو نامنظور کیا۔

۱۵۔ ابقی عذر نسبت تعداد خسارہ کے ہے جس غرض کے واسطے کل حالات متعلقہ پر فروری سے ضرور نظر کرنا چاہیے تقاضے متعدد ہوئے درمیان اپنے اسباب کے قبضہ اور استعمال سے محروم ہے صاحب کلکٹر نے بعض اسباب و صف منقولات مدعیان کے اسباب کے حوالہ کرنے سے انکار کیا بعد اسکے کہ صاحب کلکٹر کو موقع اپنے تئین نسبت قسم اسباب کے مطمئن کرنیکا واسطے اغراض متذکرہ صدر کے ملا دسکا رو کنا خلاف انصاف تہا مین نے اسلئے قیمت اسباب کی تبدیل ہے کہ وہ اسقدر پر خراب ہو گیا اور بلحاظ ان وجوہ کے کہ جا بتفصیل اوپر بیان کی گئی ہین دلوائی۔

[illegible]

جھگڑے کی ... ایک لڑکی ... [illegible] ... اور ... ایک ... [illegible]

(۱) مقدمے کے اختتام پر مسٹر [illegible] نے مجھے یہ خواہش کی [illegible]

[illegible] حاصل ہو جائے۔

کرون کرچکے استدعا کی گئی ہے بابت امور ذیل کے [illegible] صاحب کلکٹر [illegible]

(۱) آیا حسب منشا دفعہ ۵۵ ایکٹ آبکاری [illegible]

تاریخ قرقی اشیاء سے ضبطی طلب ہے لیکن بعد سماعت بیان اس شخص کے جو ان کی بابت کسی حق کا دعویٰ

ہو حکم ضبطی کا صادر کر سکتے ہیں۔

(۲) آیا مدعیان مستحق اس خسارہ کے ہیں یا نہیں کہ جو بسبب ان کے اس اشتہار کے کہ اشیاء [illegible]

قرقی اور ضبطی کی مدت [illegible] نہیں دلایا گیا۔

مسٹر اللہ دین منجانب مدعیان۔ بابت تعبیر دفعہ ۵۵ کے انہوں نے یہ بحث کی کہ [illegible] جانا چاہیے

مسٹر [illegible] قائم مقام ایڈووکیٹ جنرل منجانب مدعا علیہ۔

اسناد ذیل کا حوالہ دیا گیا۔ میکسویل صاحب کی شرح قوانین صفحہ ۴۴۴ [illegible] ایڈیشن [illegible]

بیلی صاحب چیف جسٹس (قائم مقام)۔ اس مقدمہ میں میری یہ رائے ہے [illegible]

حقیقی کی بابت اس بارہ میں کہ دفعہ ۵۵ ایکٹ [illegible]

رکھنا چاہیے کہ اس ایکٹ کے احکام سے مراد حفاظت رعایا کی ہے [illegible]

تاوانی قسم کے ہیں۔ اس لئے عدالت کسی ایسے امر سے جو [illegible] معنی لگانے [illegible]

ایسی ہے کہ جس سے وہ حفاظت جو عوام کو دینی منظور ہے کم ہو جاتی ہے نہایت خلاف

ہو گی۔

واضح ہو کہ یہ دفعہ [illegible] مسطور ہے۔

[illegible] جب ایکٹ [illegible] صاحب کلکٹر کے [illegible] ہو گی کہ [illegible]

ضبطی کا وقت گزرنے ایک مہینہ کے تاریخ قرقی اشیاء سے ضبطی طلب [illegible]

سماعت بیان کسی شخص کے جو نسبت ان کے کسی حق کا دعویٰ [illegible]

[illegible] اگر کوئی ہو جو وہ اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کرے صادر ہو گا

(۱) [illegible] پنجاب [illegible]

سنہ ۱۸۹۲ء
فرامجی مانک جی
پیجا جی
بنام
سکرٹری آف
ہند با اجلاس کو

تب جب ایکٹ ہذا ضبطی کا حکم ہو تو مالک کو اُس شے کے جسکی ضبطی کا حکم ہوا ہو حسب انقضائے رائے صاحب کلکٹر کے یہ اختیار دیا جاسکتا ہے کہ وہ اُس چیز کو بادائے اوس جرمانہ کے جو صاحب کلکٹر مناسب سمجھیں چھوڑا لیوے"۔

میرے خیال مین یہ عبارت کافی طور پر صاف اور سریع الفہم ہے یہ ہوسکتا ہے کہ اس جملہ مین لفظ "نہ" بجائے لفظ "یا" کے استعمال کرنے سے وہ بہت زیادہ قاعدہ کے موافق ہوتا۔ لیکن معنی اس دفعہ کے ہماری سمجھ مین صاف ہین وہ یہ ہین کہ قبل اسکے کہ حکم ضبطی کا صادر کیا جاسکے یہ دولون شرطین ضرور پوری ہونی چاہئین اور مین بخوبی یقین کرسکتا ہون کہ واضعان قالون کا یہہ منشا بالقصد تھا قبل اسکے کہ ایسی سنگین کارروائی کرنے کی اجازت دیجاوے جیساکہ حکم ضبطی کا ہے ایک مہینے کی شرط لگانا بہت زیادہ زمانہ نہین معلوم ہوتا۔ یہہ بات نہایت پسندیدہ ہے کہ ایسا کوئی حکم عجلت مین نہ صادر ہونا چاہئے۔

جس تعبیر کی نسبت اڈوکیٹ جنرل نے بحث کی ہے وہ ہمارے خیال مین ایک بہت دشوار تعبیر ہے جس سے عبارت دفعہ مذکور کے بہت تنگ اور بعید معنی پیدا ہوتے ہین جو کیفیت موجودہ جیساکہ مین کہہ چکا ہون بہت صاف اور سریع الفہم معلوم ہوتی ہے پہر کیون عدالت عبارت دفعہ مذکور کی اس طرح پر کشمکش کرے میرے خیال مین کوئی وجہ اور فی الحقیقت کوئی کافی وجہ وہ طریقہ اختیار کرنے کی اگر ہم کو وہ طریقہ اختیار کرنے کے لئے آزادی ہو نہین دکھلائی گئی ہے۔

ان وجوہ سے مین خیال کرتا ہون کہ جواب پہلی بحث کا جو ہمارے پاس ذلیعلم جج چہارم عدالت مطالبہ خفیفہ نے ارسال کی ہے نفی مین ہونا چاہئے۔

فیرن صاحب جسٹس۔ میری بالکل وہی رائے ہے اب پہلی شرط دفعہ ۵۵ کی یہ ہے۔

کوئی حکم ضبطی کا بغیر گذرنے ایکماہ کے۔ تاریخ قرقی اشیائے ضبطی طلب سے ندیا جاویگا۔

وہ بہت وسیع اور نہایت حکمی الفاظ مین ہے۔ وہ ایک ایسی شرط ہے جو وقت کی حالت سے تعلق رکھتی ہے۔ شرط دوم یعنی یا بغیر سماعت بیان کسی شخص کے جو نسبت اوس کے کسی حق کا دعویدار ہو وغیرہ" کو کوئی تعلق وقت کی بحث سے نہین ہے کسی ایسی دفعہ مین جیسی کہ یہ ہے یعنی ایک دفعہ کہ جو ان شرائط سے تعلق رکھتی ہے جن کا لحاظ قبل صادر کرنے حکم ضبطی

کے رکہنا چاہئے ہر شخص کو یہ امید ہوگی کہ ان دونون معاملات کی نسبت اوسمین حکم ہوگا یعنی شرط نسبت وقت کے کہ جو قبل صادر ہونے حکم کے ضرور گذرنے دینا چاہئے اور نیز شرط نسبت دعویدار کے استحقاق مسموع ہونے اپنے بیان کے اسلئے قیاس یہ ہوتا ہے کہ شرط دوم زاید کی گئی ہے اور نہ بجاے شرط اول کے رکہی گئی ہے۔ جو الفاظ استعمال کئے گئے ہین کیا اونمین کوئی بات ایسی ہے کہ جو اس قیاس پر غالب آوے بلکہ فقط اس دفعہ کے پڑہنے سے یہ بات ہے جیسا کہ کوئی ٹہیک معنی لگانیوالا اوسکو پڑہتا کہ کوئی دوسرے معنی لگانے کی گنجایش باقی ہے عبارت کو اوس طرحپر استعمال کرنے سے جیسا کہ وہ عموماً استعمال کی جاتی ہین لفظ "یا" کسی جملہ مین جیسا کہ یہ جملہ بنایا گیا ہے اُسیقدر زیادہ استعمال کیا جاتا ہے جسقدر کہ لفظ "نہ" جسکے مساوی یہان پر میری راے مین وہ صاف طور پر ہے۔ جو تشریح بحث مین بیان کی گئی ہے اوس سے مثال ایسی صورت کی پیدا ہوتی ہے کوئی شخص ایک لڑکے سے کہہ سکتا ہے کہ "تم ایک گہنٹہ تک یا بغیر اپنے بڑے کوٹ کے مکان کو نہ چہوڑنا"۔ کیا اس جگہہ کوئی شبہہ کا عکس بہی اوسکے معنی کی نسبت پیدا ہوسکتا ہے یہ خاصیت لفظ "یا" کی کسی جملہ مین جو اسطرح بنایا گیا ہو خصوصیت زبان کی دکہلاتی ہے جیسا کہ گرو صاحب جسٹس نے مقدمہ مٹرڈ پولٹین بورڈ آف ورکس بنام ہیٹڈر (۱) بخوبی ظاہر کیا ہے کسی جملہ مین جو ایک نفی کے ساتہہ مثل اس جملہ کے شروع ہوتا ہے لفظ "یا" یہ سمجہا جاتا ہے کہ گویا اوس نفی کا اعادہ کرتا ہے یا بڑہاتا ہے یعنی گویا برابر نہ کے ہے۔

فی الحقیقت اگر منشا واضعان قانون کا دوسرے نہج پر ہوتا تو آپ یہ امید کرتے کہ اس منشا اور حکمی شرط مین کہ ایک مہینے کے اندر کوئی حکم نہ دیا جاویگا کچہہ کمی یا قید اسیطرح کے صاف اور صریح الفاظ سے عمل مین آئی ہوتی اور ہم ایسی مشکل اور وقت طلب طریق بحث سے وہ منشا نکالنے کے لئے مجبور ہوتے کہ جیسی اون الفاظ کے ذریعے سے جو کہ اب موجود ہین ضرورت ہے۔

(۲۳)
صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس و برڈوڈ صاحب جسٹس

۱۸۹۲ء ۱۴ فروری

غوث خان (راجند اُسمی) اپیلانٹ بنام **عبدالروف خان** و دیگر (دیگر راجند اُسمیہا) رسپانڈنٹان +

ڈگری بمقابلہ ایک سردار کے عدالت پولٹیکل ایجنٹ۔ وفات سردار۔ درخواست اجرا بمقابلہ ورثا کے تبدیل حالت۔ اختیار سماعت۔ عدالت دیوانی۔ دفعہ ۲۴۹ فقرہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء)

چونکہ ایک سردار جسکے مقابلہ مین ڈگری عدالت پولٹیکل ایجنٹ سے صادر ہوئی تہی مرگیا لہذا ڈگری دار نے بذریعہ درخواست

(۱) رپورٹ کوئنس بنچ ڈیویژن جلد ۵ صفحہ ۴۴۵ و صفحہ ۴۴۷ + اپیل نمبر ۱۱۱ ۱۸۹۱ء

۱۸۹۲ء

...جی مانک جی
پنجاجی
بنام
...ی آف اسٹیٹ
...ر باجلاس کونسل

۱۸۹۲ء
غوث خان
بنام
عبدالرؤف خان

اجرا کی بمقابلہ اُسکے ورثا کے دی پولٹیکل اجنٹ نے درخواست بدین تجویز نامنظور کی کہ اسکو کوئی اختیار اُن وارثان پر حاصل نہین ہے جو سردار نہین ہین بعد ازان ڈگریدار نے درخواست اجرا بحضور عدالت جج ماتحت درجہ اول دہاروار کے گذرانی جنکو اختیار نالش کی بابت تجویز کرنیکا حاصل ہوتا اگر مدعا علیہ متوفی سردار نہوتا لیکن عدالت موصوف نے بھی درخواست کو اس بنا پر منظور کر دیا کہ دفعہ ۹۴ نقرہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) اُن مقدمات سے متعلق ہے جنمین حدود اراضی عدالت کی تبدیل ہوگئی ہون اور نہ اون مقدمات سے جنمین حالت فریقین تبدیل ہوگئی ہو اور ڈگریدار کو یہ استقرار حاصل کرنا چاہئے کہ ڈگری بمقابلہ اون وارثان کے جو سردار نہین ہین قابل پابندی ہے۔

تجویز ہوئی بمنسوخی حکم مذکور کے یہ کہ الفاظ دفعہ مذکور کے عام ہین اور اونمین کوئی فرق نسبت نوعیت اس وجہ کے نہین ہے جس سے اختیار سماعت ختم ہوتا ہے۔

یہ ایک اپیل بنا راضی فیصلہ راو بہادر کاشی ناتھ بالکرشن مراٹھے جج ماتحت دہاروار درجہ اول کے ہے۔ ایک ڈگری عدالت پولٹیکل ایجنٹ مقام کولاپور سے بنام ایک شخص عبدالرؤف خان جو ایک سردار جاگیردار باد کا ضلع دہاروار مین ہے صادر ہوئی تھی بعد صادر ہونے ڈگری مذکور کے عبدالرؤف خان فوت ہوگیا اور سایل غوث خان جاگیردار باد نے درخواست اجرائے ڈگری بمقابلہ حسن و محمد خان پسران و وارثان مدیون ڈگری عبدالرؤف خان کے پیش کی پولٹیکل اجنٹ نے درخواست اس بنا پر نامنظور کی کہ اوسکو کوئی اختیار اون پسران پر جو سردار نہین ہین حاصل نہین ہے بر طبق اسکے سایل نے درخواست بحضور عدالت جج ماتحت دہاروار درجہ اول گذرانی جنہون نے حکم اجرا کے صادر کرنے سے انکار کیا کیونکہ اونکی یہ رائے ہوئی کہ دفعہ ۹۴ نقرہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کی رو سے کوئی اختیار اون مقدمات مین نہین دیا گیا ہے جنمین کوئی تبدیلی حالت فریقین ڈگری مین ہوئی ہو دفعہ مذکور اون صورتون مین کامل طور سے متعلق ہے جنمین کہ حدود اراضی عدالت کی تبدیل ہوگئی ہون اور نہ وہ صورتین جنمین حالت فریقین کی تبدیل ہوگئی ہو میرا میلان یہ خیال کرنیکی طرف ہے کہ ڈگریدار کو یہ استقرار حاصل کرنا چاہئے کہ اوسکی ڈگری بمقابلہ پدر کے جو ایک سردار تھا وارثان پر قابل پابندی ہے گو وے سردار نہون" چنانچہ جج ماتحت نے درخواست نامنظور کی۔

سایل نے اپیل بحضور ہائیکورٹ دایر کیا۔

شام راو وٹھل منجانب اپیلانٹ۔

مہادیو وامن بھٹ منجانب رسپانڈنٹان۔

سنہ ۱۸۹۲ء
...وش خان
بنام
...روف خان

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس۔ جج ماتحت نے یہ خیال کیا ہے کہ دفعہ ۲۴۹ فقرہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ (نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) اس مقدمہ سے متعلق نہین ہے اسوجہ سے کہ پولٹیکل ایجنٹ کا اختیار ڈگری جاری کرنیکا بوجہہ تبدیلی حالت وارثان کے جاتا رہا ہے لیکن الفاظ دفعہ مذکور کے عام ہین اور اُنمین کوئی فرق نسبت نوعیت اُس وجہہ کے نہین ہے جس سے اختیار سماعت ختم ہوتا ہے ہم یہ تحریر کرسکتے ہین کہ یہ دفعہ مقدمہ وشنو بنام کرشنا راو (۱) مین متعلق اسی قسم کے مقدمہ سے تجویز ہو چکی ہے چونکہ وکیل منجانب رسپانڈنٹان نے یہ تسلیم کیا ہے کہ جج ماتحت دہارواڑ درجہ اول کو نالش کی تجویز کرنیکا اختیار حاصل ہوتا اگر مدعا علیہ متوفی سردار ہوتا لہذا ہمکو حکم منسوخ کرنا چاہئے اور مقدمہ اسواسطے واپس بہیجا جائے کہ عدالت ماتحت درخواست اجراے کا فیصلہ کرے خرچہ نتیجہ پر عاید ہوگا۔

حکم منسوخ و مقدمہ واپس بہیجا گیا۔

(۱۳۴)

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس و برڈووڈ صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۲ء
فروری

کرشنا راو ترمبک پہنس (ابتداءً مدعی) اپیلانٹ بنام **شنکر راو ونایک پہنس** و یک کس دیگر (ابتداءً مدعا علیہما) رسپانڈنٹان +

دہرم شاستر- تبنیت- تبنیت منجانب مادر جو جانشین بطور وارث اپنے پسر کے بعد وفات اوسکی بیوہ کے ہوئی۔

تبنیت بناءً اپنے واپنے شوہر متوفی ایک ایسی مادر کے جو جانشین بطور وارث اپنے پسر کے بعد اوسکی وفات اور وفات اوسکی بیوہ کے ہوئی ہے مطابق دہرم شاستر کے ناجایز ہے۔

یہ اپیل بناراضی فیصلہ خان بہادر ایل جی نرمنڈرین جج ماتحت درجہ اول مقام پونا کے ہے۔

ایک شخص ترمبک ایک بیوہ گنگا بائی وایک پسر سداشیو اپنے بعد حین القایم چہوڑکر فوت ہوگیا بعد ازان سداشیو ایک بیوہ ان پورنا بائی چہوڑکر لاولد فوت ہوگیا اور وہ بہی فوت ہوگئی اوسکی وفات پر اوسکی خوشدامن گنگا بائی بطور وارث سداشیو کے جانشین ہوئی ۴ ماکتوبر سنہ ۱۸۸۵ء کو اُسنے مدعی کرشنا راو کو خود اپنے شوہر متوفی ترمبک کے واسطے متبنیٰ کیا کرشنا راو نے اب نالش بحیثیت ایسے پسر متبنیٰ کے واسطے دلاپانے قبضہ جایداد کے دایر کی۔

(۱) انڈین لاٌ رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۱۵۴ + اپیل نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۹۱ء

۱۸۹۳ء
کرشنا راو ... بنام
شنکر راو ونایک ...

عدالت مرافعہ اولی نے اوسکا دعوی بدین تجویز نامنظور کیا کہ اوسکی تبنیت منجانب گنگا بائی بعد وفات ان پورنا بائی کے ناجایز ہے۔

مدعی نے اپیل دایر کیا۔

مسٹر جارڈین رالبعیت مہادیو چمناجی اپٹے) منجانب اپیلانٹ۔

تبنیت مدعی جایز ہے گنگا بائی نے اوسکو بعد اپنے پسر سداشیو اور اوس کی بیوہ دونوں کے فوت ہونے کے متبنی کیا وہ بطور وارث اپنے پسر سداشیو کے جانشین ہوئی تھی لہذا تبنیت سے مضرت صرف اوس کی خاص حقیت کے تھی اور نہ حقیت کسی دیگر شخص کے نظیر مقدمہ تہایل بنام ونیکٹا رام (۱) جسپر عدالت ماتحت نے استدلال کیا ہے اس مقدمہ سے متعلق نہین ہے اُس مقدمہ مین بیوہ پسر کی بوقت تبنیت زندہ تھی اور اس لئے تبنیت کا اثر یہ تھا کہ اُس سے اوس کی حقیت لے لی جاے اسوجہ سے تبنیت اوس مقدمہ مین ناجایز تجویز کی گئی تھی مقدمہ راجہ ویلنکی ونیکٹا بنام ونیکٹا رام (۲) زیادہ تر قریب مقدمہ حال کے ہے چونکہ وہ ایک مقدمہ مدراس کا تھا لہذا اجازت سپنڈون کی ضرورتھی اس جانب ہندوستان کے نہ تو اختیار شوہر کا نہ اجازت سپنڈون کی تبنیت کیواسطے ضرور ہے۔

جبکہ ایک حقیت ایک مرتبہ کسی شخص کو پہونچ جاتی ہے تو وہ بذریعہ اُس تبنیت مابعد کے جو کسی دوسرے شخص نے کی ہو واپس نہین لی جاسکتی ہے لیکن ایک مادر اپنے آپکو بذریعہ متبنی کرنے پسر کے اپنی حقیت سے محروم کرسکتی ہے مقدمہ کیشورام کرشن بنام گوبند گنیش (۳) متعلق نہین ہے کیونکہ اوس مقدمہ مین تبنیت خوشدامن و بیوہ دونون نے کی تہین اور تبنیت جو بیوہ نے کی تھی جایز تجویز کی گئی تھی کوئی فرق مادر کے استحقاق متبنی کرنے مین نہین ہے آیا وہ جانشین بطور وارث اپنے پسر کے مرگیا ہو خواہ وہ اوسکی جانشین بعد وفات اوس (کی) بیوہ کے ہو۔

لیتہم (ایڈوکیٹ جنرل مع گنیش رامچندر کرلوسکر) منجانب سپانڈنٹان۔ دو بحثین مقدمہ حال مین ہین (اول) یہ کہ آیا گنگا بھائی کو اختیار متبنی کرنیکا حاصل تھا اور (دوم) اگر یہ فرض کیا جاے کہ اوسکو حاصل تھا تو کیا تبنیت کا اثر محرومی حقیت سے ہو سکتا ہے ہم بحث کرتے ہین کہ مقدمہ حال مین گنگا بائی کا اختیار متبنی کرنے کا زایل ہو گیا درمیان ایک مادر تبنیت کنندہ بعد وفات

(۱) لا رپورٹ اپیلہاے سند جلد ۴ صفحہ ۲۶ -   (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۹۹
(۲) " " جلد ۴ صفحہ ۱

۱۸۹۲ء
لاودیبک سنبس
بنام
راو ونایک سنبس

اپنے پسر دتبنیت کنندہ بعد وفات بیوہ پسر مذکور کے فرق ہے - دہرم شاستر مولفین صاحب دفعہ ۱۰ رطبع چہارم) ملاحظہ طلب ہے پریوی کونسل نے یہ تجویز کی ہے کہ جبکہ حقیقت بیوہ کے پاس بعد پہونچنے اوسکے پسر زادگان و دیگر اولاد کے واپس آجاتی ہے تو بیوہ کا اختیار متبنیٰ کرنیکا جاتا رہتا ہے چونکہ اختیار متبنیٰ کرنے کا زایل ہوجاتا ہے لہذا تبنیت ناجایز ہوجاتی ہے مقدمہ راجہ ویلینکی دنیکٹنا بنام دنیکٹا (۱) متعلق نہین ہے کیونکہ اوس مقدمہ مین پسر بغیر ازدواج فوت ہوگیا تھا اور اس لئے تبنیت منجانب مادر درست تجویز کی گئی تھی ہم نظایر ذیل پر استدلال کرتے ہین مقدمات بھوبن منی دیبیا بنام رام کشور (۲) و پدم کماری بنام کورٹ آف وارڈس (۳) و بھتا مل بنام دنیکٹا رام (۴) و تارا چرن چیٹرجی بنام سریش چندر مکرجی (۵) و چیندا بنام گنگا بائی (۶) و کتاب مولفہ ویسٹ و بولر صاحبان رطبع سوم) صفحات ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۵ -

مہادیو چمناجی اپیلانٹ نے جواب دیا فیصلجات مقدمہ پدم کماری بنام کورٹ آف وارڈس (۳) و بھوبن منی دیبیا بنام رام کشور (۲) مین یہ قرار نہین دیا گیا ہے کہ تبنیت منجانب مادر جیسی کہ مقدمہ حال مین ہے عام اغراض کیواسطے ناجایز ہے جو کچھ کہ اونمین قرار دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ تبنیت نسبت امور مذکور بلحاظ خاص امور کے جو اونمین داخل تھے ناجایز ہین تبنیت بغرض وراثت کے ناجایز ہوسکتی ہے گو وہ اغراض روحانی کے واسطے جایز ہو مقدمہ گلودا بنام بلاپا (۷) ملاحظہ طلب ہے پتوہ کے پاس حقیقت پہونچنے سے اختیار خوشدامن متبنیٰ کرنے کا زایل نہین ہوتا ہے پتوہ کے پاس حقیقت پہونچنے سے اختیار خوشدامن تبنیت کرنے کا صرف ملتوی ہوجاتا ہے اگر پتوہ نے تبنیت کی ہو تو کوئی ضرورت خوشدامن کے واسطے متبنیٰ کرنے کی نہین ہے کیونکہ اس صورت مین پسر پتوہ بخوبی انتظام واسطے فایدہ روحانی بین شوہر والدین ماقبل کے کردیتا چونکہ گنگا بائی بطور وارث اپنے پسر کے جانشین ہوئی ہے لہذا وہ متبنیٰ کرنے کی مستحق ہے - مقدمہ بیکنٹھ منی راے بنام کسٹو سندری راے (۸) ملاحظہ طلب ہے ابتدائی اقبال اہل ہنود مین واسطے ظاہر کرنے اس امر کے کچھ نہین ہے کہ اختیار ہندو بیوہ متبنیٰ کرنے کا محدود ہے -

(۱) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۴ صفحہ ۱
(۲) اپیلہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۹
(۳) " " " جلد ۸ صفحہ ۲۲۹
(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۴۶۴
(۴) " " جلد ۴ صفحہ ۱۶۷
(۷) " " " " جلد ۱ صفحہ ۸۴۴
(۵) " " " جلد ۱۶ صفحہ ۱۶۶
(۸) ریکلی رپورٹر جلد ۷ صفحہ ۴۹۲

سنہ ۱۸۹۲ء
کرشنا راو ترمبک بنام شنکر راو وناٸک

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس۔ مدعی کرشنا راو ترمبک دعوی اپنے حصہ جایداد کے متذکرہ عرضی دعوی کا بحیثیت پسر متبنی ایک شخص ترمبک کے کرتا ہے جو ایک بیوہ گنگا بائی رایک پسر سداشیو کو چھوڑکر فوت ہوا کہ جو لبعدازان ایک بیوہ ان پورنا بائی چھوڑکر فوت ہوگیا ان پورنا بائی لاولد فوت ہوگئی اور اوسکی ساس گنگا بائی نے جو بطور وارث سداشیو کے جانشین ہوئی مدعی کو واسطے اپنے واپنے شوہر کے ۴۔ اکتوبر ۱۸۸۵ء کو متبنی کیا۔

جج ماتحت نے اس قیاس پر کارروائی کرکے کہ ترمبک اپنے برادر سے علیحدہ تہا جس کی بابت ہمارے روبرو حجت نہین کی گئی ہے یہ تجویز کی کہ تبنیت بہ سند فیصلہ پریوی کونسل مقدمہ بہتا میل بنام دنیکٹا رام (۱) کے ناجایز ہے حکام عالی مقام نے اوس مقدمہ مین یہ تجویز کی کہ تبنیت سپنڈون کی اجازت سے منجانب ایک ہندو بیوہ لبعد پہونچنے حقیت شوہری اوس کے پسر کی بیوہ کو ناجایز ہے یہ نتیجہ پریوی کونسل نے بطور ایک نتیجہ لازمی فیصلہ مقدمہ پدم کماری (۲) کے اخذ کیا تہا جس مین حکام عالی مقام نے بطور نتیجہ فیصلہ مقدمہ بہوبن مئی دیبیا بنام رام کشور (۳) کے یہ فیصلہ کیا تہا کہ بیوہ پسر کے پاس حقیت پہونچنے سے اختیار تبنیت کا جو متوفی نے اپنی بیوہ کو دیا تہا خاتمہ ہوتا ہے اور قابل نفاذ نہین ہے" اس مقدمہ مین پسر کی بیوہ فوت ہوگئی تہی جب کہ تبنیت منجانب گنگا بائی وقوع مین آئی اور ایسی تبنیت سے ہرگز گنگا بائی کی خاص حقیت جاتی رہیگی یہ ایک ایسا فرق ہے جو بنا فیصلہ مقدمہ بیکنٹہ منی رائے بنام کسٹو سندری رائے (۴) کی بحق تبنیت مادر کے قرار دی گئی تہی لیکن ہم نہین خیال کرتے ہین کہ عبارت فیصلہ پریوی کونسل مصدرہ مقدمہ بہوبن مئی دیبیا بنام رام کشور سے امر مذکور روا رکہا گیا ہے جیسا کہ پریوی کونسل نے مقدمہ پدم کماری (۵) مین توضیح فرمائی ہے ممدوح الیہم فرماتے ہین "وارث جدید کا بجاے بیوہ کے قایم ہونا بلاشک ایک بحث قابل فیصلہ ہے اور تقرری ایسے عوض کی نامنظور کی جا سکتی ہے کیونکہ تبنیت دیگر اغراض کے واسطے جایز ہے اور یہ ایک ایسی راے ہے جو عدالت ہاے ماتحت نے تجویز کی بابت قایم کی ہے لیکن حکام عالی مقام نہین خیال فرماتے ہین کہ یہ مدنظر تہا ممدوح الیہم فیصلہ ہونا خیال فرماتے ہین کہ بہوانی بیوہ کے پاس حقیت

(۱) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۱۴ صفحہ ۲۶ (۳) اپیلہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۶
(۲) " " جلد ۸ صفحہ ۲۲۹ (۴) کلکتہ ویکلی رپورٹر جلد ۷ صفحہ ۳۹۲
(۵) " " " صفحہ ۴۵۴

۱۸۹۳ء
...نا اور سبا بیس
بنام
...کراو ونلیک سنبس

پہونچنے پر اختیار تبنیت "ختم" ہوگیا اور غیر قابل نفاذ ہے" پہر مقدمہ بہتا یمل بنام وینکٹا رام (۱) مین حکام عالی مقام یہ فرماتے ہین ہم اوس راے سے بالکل اتفاق کرتے ہین اور ہماری یہ راے ہے کہ مقدمہ حال مین سپنڈون کی اجازت سے تبنیت کا کوئی زیادہ اثر دربارہ استحقاق جایداد کے لسنبت تبنیت از روے اجازت نامہ کے اون صورتون مین نہین ہوسکتا جنکا ذکر کیا گیا ہے" یہ عبارت ہمکو بالکل خلاف ہر ایسے خیال کے معلوم ہوتی ہے کہ استحقاق تبنیت کرنے کا محض بزمانہ حیات بیوہ کے معرض التوا مین رہتا ہے یہ بہی تحریر کرنا چاہیے کہ دلایل عدالت مندرجہ مقدمہ بہوبن مئی دیبیا بنام رام کشور (۲) مین بظاہر ایسے فرق کا کیا جانا داہنین ہے حکام عالی مقام فرماتے ہین قاعدہ دہرم شاستر کا یہ ہے کہ بصورت وراثت مین وہ شخص جو جانشین ہونیوالا ہو وارث مالک کامل اخیر کا ہونا چاہیے اس مقدمہ مین بہوانی کشور اخیر مالک کامل تہا اور اوس کی زوجہ بطور اوس کے وارث کے حقیت بیوہ پاتی ہے اوس کی دفات پر وہ شخص جو جانشین ہوگا پہر وارث اوس وقت بہوانی کشور کا ہوگا" اس کے معنی جو ہم سمجھتے ہین یہ ہین کہ پسر متبنی مادر کا جانشین نہین ہوسکتا کیونکہ وہ بحیثیت مذکور اولاً وارث اوسکے شوہر کا ہوگا اور نہ اوسکے پسر کا۔

مضمون تبنیت منجانب مادر کی لسنبت جو سلسلہ مین بہ لسنبت پسر کے اوپنی ہو کتاب مولفہ ولیسٹ و بیولر صاحبان (طبع سوم صفحہ ۹۸۴) مین بحث بنظر رسوم کے کی گئی ہے اور تبنیت مذکور اس بنا پر ناجایز تصور کی گئی ہے کہ پسر ایک حالت بدترین بہ لحاظ باضابطہ ادا ے اوس کے سرادہون کے ہوجاویگا بہ لسنبت اس کے کہ اگر کوئی تبنیت ہوتی اور صاحبان موصوف بطور ایک نتیجہ راے مذکور کے بہہ قرار دیکر ختم کرتے ہین کہ مادر جو جانشین اپنے پسر کی بعد جنیو پسر کے ہو زیادہ اس قابل نہین ہے کہ ایک پسر واسطے پسر مذکور کے متبنی کرے کیونکہ وہ کوئی حقیت بجز خاص اپنی کے زایل نہین کرتی ہے" اس پریزیڈنسی مین بلاشک سپنڈرن کی اجازت درکار نہین ہے لیکن امر مذکور سے کوئی اثر تعلق قاعدہ مذکورہ بالا پر نہین ہوتا ہے جسطرحپر کہ وہ مقدمہ بہتا یمل بنام وینکٹا رام (۱) مین متعلق کیا گیا ہے اور اوسکی توضیح کی گئی۔

(۱) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۴ صفحہ ۷؛ (۲) اپیلہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۰ صفحہ ۳۱۱

۱۸۹۲ء
جیمناجی
بنام
بالکشن

نالش متدایرہ بلا سارٹیفکٹ ابتدا سے ناجایز ہے اور ڈسمس ہونی چاہئے اگر مین مہلت دینے پر آمادہ ہوتا تو بیفایدہ ہوتا اسوجہ سے کہ چونکہ نالش کا صرف اُسوقت صحیح طور پر دایر ہونا کہا جا سکتا ہے جبکہ سارٹیفکٹ پیش کیا جاے لہذا ب عوی مین تمادی عارض ہوگی مگر چارہ کار مدعیان کا بذریعہ نالش کے بالکل نہین ہتا بلکہ بذریعہ درخواست بحضور حکام مال کے ہتا لہذا ڈگری عدالت متضمن ڈسمسی ف تجویز اس امر پر بحال رہنی چاہئے جو مین نے پیش کیا ہے"۔

مدعیان نے اپیل بحضور ہائیکورٹ دایر کیا۔

مہادیو چمناجی آپٹے منجانب اپیلانٹان (مدعیان)۔ ہماری نالش کو عدالت ماتحت نے اس وجہ سے ڈسمس کیا تہا کہ سارٹیفکٹ کلکٹر از روے ایکٹ پنشن کے پیش نہین کیا گیا تہا کیونکہ جائیداد متنازعہ سر انجام تہی عدالت نے کوئی موقع سارٹیفکٹ کے پیش کرنیکا نہین دیا کیونکہ اوسکی یہ راے ہوئی کہ نالش کا اُس روز دایر ہونا تجویز ہونا چاہئے جبکہ سارٹیفکٹ پیش کیا جاے اور اوسوقت اوس مین تمادی عارض ہوگی عدالت ماتحت کی راے غلط ہے اور ہمکو اُسے موقع سارٹیفکٹ پیش کرنے کا دینا چاہئے تہا نالش اُس روز دایر نہین ہوتی ہے جبکہ سارٹیفکٹ پیش کیا جاتا ہے مقدمہ نواب محمد عظمت علیخان بنام سماۃ للی بیگم (۱) ملاحظہ طلب ہم نے سارٹیفکٹ ضروری حاصل کر لیا ہے اور ہم اوسکو پیش کرتے ہین۔

برنیس رمعیت مہادیو بہاسکر چوبل منجانب رسپانڈنٹان نمبر ۲ و ۳ و داجی اباجی کہرے منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۱۔ از روے احکام ایکٹ پنشن کے عدالت نالش کی صرف اُسوقت سماعت کر سکتی ہے جبکہ سارٹیفکٹ پیش کیا جاے اور نہ کہ اسکے قبل نالش متدایرہ بلا سارٹیفکٹ کلکٹر بطور ایک نالش کے تسلیم نہین کیجا سکتی ہے نالش بر وقت دایر ہونے کے صحیح طور پر مرتب نہین ہوئی تہی مقدمہ کالیداس کیول داس بنام ناتہو بہگوان (۲) ملاحظہ طلب۔

مہادیو چمناجی آپٹے نے جواب دیا۔ نالش اُسوقت رجوع ہوئی جبکہ وہ اول داخل کیگئی اور ممنوع السماعت نہین ہے نالش بجز از روے احکام ایکٹ تمادی (نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء) دفعہ ۴ کے ممنوع السماعت نہین ہو سکتی ہے لیکن تشریح دفعہ مذکور مین یہ بیان ہے کہ نالش اُسوقت دایر ہو جاتی ہے جبکہ عرضیدعوی حاکم مجاز کے روبرو پیش کیا جاے لہذا بحث یہ ہے کہ آیا عرضیدعوی حاکم مجاز کے روبرو پیش کیا گیا تہا اور نہ کہ یا آیا

(۱) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۹ صفحہ ۸
(۲) " " " جلد ۴ صفحہ ۷۱

اوسکے ساتہہ سارٹیفکٹ تہا ایسے احکام خاص ایکٹ تمادی مین ہین جنکی روسے نالشات ممنوع السماعت وغیرہ ہین لیکن کوئی دفعہ نسبت احکام ایکٹ پنشن کے نہین ہے نہ اسمین یہ قرار دیا گیا ہے کہ عرضی دعوی مین تعمیل احکام کسی خاص قانون کی ہونی چاہئے بغرض التفات احکام ایکٹ تمادی کے عرضی دعوی حاکم مجاز کے روبرو اندر میعاد معینہ کے پیش ہونی چاہئے اور بجز اسکے کچہہ نہین ہونا چاہئے ایک صورت متشابہ یہہ ہیکہ نابالغ نالش دایر کرے اور ولی دوران مقدمہ لبعد ازان مقرر کیا جاوے اس صورت مین نالش کا اوس روز دایر ہونا تجویز ہوتا ہے جس روز کہ عرضی دعوی پیش کیا جاوے اور نہ اوسوقت جبکہ ولی دوران مقدمہ مقرر کیا جاوے اسی طرح جبکہ ایک نالش ناکافی رسوم عدالت پر دایر کیجاوے تو اوسکا اوس روز دایر ہونا تجویز ہوتا ہے جس روز کہ عرضی دعوی پیش کیا گیا ہو اور نہ اوس روز جس روز کہ رسوم عدالت کی پوری کی گئی ہو اب ہم سارٹیفکٹ کلکٹر کا پیش کرتے ہین اور اوسکے مثل مین شامل کرنیکی استدعا کرتے ہین۔

سارٹیفکٹ مثل مین شامل کیا گیا۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس۔ ہم صاحب جج ممدوح سے اتفاق کرتے ہین کہ یہ نالش ایک ایسی نالش ہے جو اندر ایکٹ پنشن کے متعلق مطالبہ مالگذاری اراضی کے داخل ہوتی ہے اور یہی امر گو سرکار فریق نالش نہین ہے۔ (مقدمہ بالاجی بنام راجہ رام (۱) ملاحظہ طلب) لیکن صاحب جج ضلع کی راے نالش کو ابتداسے ناجایز بوجہ اسکے دایر ہونے بلا سارٹیفکٹ کے تصور کرنے مین ذیلطف تحریرات پریوی کونسل بمقدمہ نواب محمد عظمت علیخان بنام مسماۃ لعلی بیگم (۲) سے ظاہر کیا امر اس طور پر نہین ہے اور عدالت اوسکی سماعت کرنیسے صرف اوسوقت تک ممنوع ہے جب تک کہ سارٹیفکٹ پیش کیا جاوے لہذا صاحب جج ضلع کو ایسی استدعا کئے جانے پر مقدمہ کو واسطے پیش کئے جانے سارٹیفکٹ کے ملتوی کرنا چاہئے تہا۔

اب سارٹیفکٹ پیش کیا گیا ہے اور اسلئے ہمکو ہردو ڈگریات عدالت ہاے ماتحت منسوخ کرنی چاہئین اور مقدمہ کو واسطے تجویز جدید کے واپس بہیجنا چاہئے کیونکہ جو کچہہ کہ اب تک جج ماتحت نے بلا سارٹیفکٹ کے کیا ہے بلا اختیار کے کیا ہے۔

نسبت بحث متعلقہ قانون تمادی کے ہماری یہ راے ہے کہ نالش ایسی تصور ہونی چاہئے گویا کہ اوسکو مدعی نے بنبرانے دایر کیا تہا خرچہ نتیجہ پر عاید ہوگا۔

ڈگری منسوخ و مقدمہ واپس بہیجا گیا۔

(۱) انڈین لاءرپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۹۷ (۲) لاءرپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۹ صفحہ ۴۰

۱۸۹۵ء
بھاجی پرتاب بھی باجی
بنام
نکرشن بہادیو

صیغہ اپیل دیوانی (۲۶)

باجلاس جارڈین صاحب جسٹس و ٹلنگ صاحب جسٹس

۳۰ مارچ سنہ ۱۸۹۲ع

بہوگی لال (ابتدا مدعی) اپیلانٹ بنام **امرت لال** (ابتدا مدعا علیہ) رسپانڈنٹ +

ایکٹ مدسماعت (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) دفعہ ۱۴ - اقرار - اقرار منجانب ایک مرتہن کے منجملہ متعدد مرتہنان بحیثیت کارکن منجانب دیگران - اقرار منجانب ایک وارث کے منجملہ متعدد وارثان مرتہن کے کافی نہین - رہن انفکاک بموجب دفعہ ۱۴ ایکٹ تمادی (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) کے اقرار نسبت استحقاق راہن منجانب ایک مرتہن منجملہ متعدد مرتہنان کے بحیثیت کارکن دیگر مرتہنان کے بالکل غیر موثر ہے اور اشخاص باقیماندہ پر قابل پابندی نہین ہے اسی طرح ایک اقرار بھی منجانب ایک وارث منجملہ متعدد وارثان مرتہن ابتدائی کے بے اثر ہے عبارت کوئی شخص جو بذریعہ اُسکے دعویدار ہو مندرجہ دفعہ ۱۴ ایکٹ مذکور کی مراد اُس شخص سے ہے جو بذریعہ مبرہ کے تمام و کمال حقوق مرتہن کا دعویدار ہو۔

جایداد متنازعہ کو ہری بھگتی نے کوٹھی کشن داس بیچر داس کے پاس سنہ ۱۸۱۶ع مین رہن کیا تھا سنہ ۱۸۲۳ع مین جگجیونداس نے جو یکے از پسران و وارثان کشن داس تھا اور جو اُسوقت منتظم کوٹھی مذکور کا منجانب کل خاندان کے تھا جایداد متنازعہ کو بدست فریق ثالث از روے ایک تمسک کے رہن در رہن کر دیا جس مین رہن ابتدائی منجانب ہری بھگوتی بدست کشن داس کا تذکرہ کیا گیا تھا سنہ ۱۸۸۵ع مین مدعا علیہ نے جو کشن داس کی اولاد مین تھا اُس رہن در رہن کا انفکاک کرایا جو جگجیونداس نے کیا تھا سنہ ۱۸۸۶ع مین مدعی نے اولاد ہری بھگتی سے حق راہنی نسبت انفکاک کے خرید کرکے نالش حال واسطے انفکاک رہن سنہ ۱۸۸۶ع کو دایر کی مدعی نے اُس اقرار پر جو جگجیونداس نے سنہ ۱۸۲۳ع مین کیا تھا یہ استدلال کیا کہ اُس سے ایک جدید میعاد سماعت شروع ہوتی ہے۔

تجویز ہوئی کہ نالش مین تمادی عارض ہے اقرار منجانب جگجیونداس خواہ بحیثیت منتظم کوٹھی یا بحیثیت یکے از ورثاے مرتہن ابتدائی کے حسب دفعہ ۱۴ ایکٹ تمادی (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) کے کافی نہین ہے۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ڈسٹرکٹ جج آر الغا مدار قایم مقام جنٹ جج احمد آباد مشعر بحالی فیصلہ راو بہادر چنی لال مانک لال جج ماتحت درجہ اول بنالش نمبر ۱۴۲۴ سنہ ۱۸۸۶ع۔

یہ نالش واسطے انفکاک ایک جایداد کے ہے جسکو سنہ ۱۸۱۶ع مین کارخانہ ہری بھگتی نے کارخانہ کشن داس بیچر داس کے پاس رہن کیا تھا۔

کشنداس بیچر داس کے تین پسران تھے گنگا داس و جگجیونداس و رگھناتھ۔ کشنداس کی وفات پر

+ اپیل دوم نمبر ۱۹۲ سنہ ۱۸۹۱ع

۱۸۹۱ء
بھوگی لال
بنام
ٹھلمرت لال

جگجیونداس منتظم کارخانہ و نیز منتظم حقیت خاندانی کا ہوا اور سنہ ۱۸۳۰ء مین اوسنے جایداد متنازعہ کو بذریعہ ایک رہننامہ کے بدست زبہیرام سکھمل کے رہن در رہن کیا جسمیں واقعہ رہن منجانب ہری بھگتی موسومہ کشنداس بیچرداس کا تذکرہ تہا۔

سنہ ۱۸۸۵ء مین مدعاعلیہ نے جو پسرزادہ رگہناتہہ پسر سوم کشنداس کا تہا اُس رہن در رہن کا انفکاک کرایا جو جگجیونداس نے سنہ ۱۸۳۰ء مین کیا تہا۔

سنہ ۱۸۸۷ء مین مدعی نے حق راہنی اولاد ہری بھگتی سے خرید کرکے نالش حال واسطے انفکاک رہن سنہ ۱۸۱۶ء کے دایر کی۔

مدعی نے یہ بحث کی کہ اقرار استحقاق راہن ابتدائی کی روسے جو جگجیونداس نے رہننامہ سنہ ۱۸۳۰ء میں کیا میعاد جدید تمادی کی قایم ہوئی ہے اور اس لئے نالش اندر میعاد ہے۔

مدعاعلیہ نے (منجملہ دیگر امور کے) یہ بحث کی کہ نالش مین تمادی عارض ہے اور اقرار متنازعہ اوپر قابل پابندی) یا واسطے بچانے عارضہ تمادی کے کافی نہین ہے۔

ہردو عدالتہاے ماتحت نے دعوی مدعی نامنظور کیا کہ وہ ازروے ایکٹہا۔ ے تمادی نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء و ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کے ممنوع السماعت ہے۔

بنارامنی اس فیصلہ کے مدعی نے اپیل دوم بحضور ہائیکورٹ دایر کیا۔

گوکل داس کاہنداس پارکہہ منجانب اپیلانٹ - اقرار جگجیونداس متعلقہ استحقاق مرتہن واقع از حسب دفعہ ۱۴ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کے یہ ہے کہ میعاد جدید تمادی کی حاصل ہو بوقت اقرار کے جگجیونداس منتظم شریک اوس کارخانہ مین تہا جہان جایداد متنازعہ رہن کی گئی تہی اور بحیثیت ایک شریک کارخانہ مجاریہ کے جگجیونداس کی نسبت یہ قیاس کرنا چاہئے کہ اوسکو اختیار ضمنی اقرار مذکور کے منجانب کل کارخانہ کے کرنیکا حاصل تہا لہذا اقرار مذکور کارخانہ پر قابل پابندی ہے مقدمہ پریم جی لدہا بنام دوساڈونگرسی (۱) ملاحظہ طلب علاوہ برین جگجیونداس منتظم خاندان کا تہا اور اس حیثیت سی بہی اوسکو اختیار اقرار مذکور کے اس طرح کرنیکا حاصل تہا کہ اوسکے شرکا پر پابندی ہو - مقدمہ چنایا بنام گروناتہم (۲) ملاحظہ طلب۔

[**تیلنگ صاحب جسٹس** نے مقدمہ چرڈسن بنام ینگ (۳) کا حوالہ دیا کہ اُس سے یہ ظاہر ہے کہ بصورت رہن مشترکہ موسومہ دو اشخاص کے اقرار مشترک ہونا چاہئے]

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۸۔

(۲) ” ” مدراس جلد ۵ صفحہ ۱۶۹

(۳) لارپورٹ چانسری اپیل جلد ۶ صفحہ ۴۴۰۔

۱۸۹۶ع
بہولی لال
بنام
امرت لال

بموجب دفعہ ۱۴۸ ۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع کے یہ ضرور نہین ہے کہ اقرار منجانب تمام وارثان مرتہن کی ہو یہ کافی ہے اگر اوسکو کسی ایسے شخص نے جو بذریعہ مرتہن کے دعویدار ہوگیا ہو جگجیونداس مسلمانکی از ورثاے مرتہن اول کے تہا اس لئے اوسکا اقرار کافی ہے ۔

گنپت سداشیوراو منجانب رسپانڈنٹ ۔ یہ نالش ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ع سے متعلق ہے مقدمہ پیم جی لدا بنام درساڈونگرسی (۱) متعلق نہین ہے کیونکہ اوسکا فیصلہ حسب ایکٹ حال نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع کے کیا گیا تہا جسکی رو سے تبدیلی اہم قاعدہ متعلقہ اقرار مین ہوگئی ہے از روے ایکٹ سابق نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ع کے اقرار منجانب ایک کارکن نسبت استحقاق راہن اس مقصد کیواسطے قطعی غیر موثر ہے کہ اوس سے میعاد جدید پیدا ہو مقدمہ رحمانی بی بی بنام ہلاس کنور (۲) ملاحظہ طلب ۔ بحیثیت منتظم شریک کارخانہ کے اقرار جگجیونداس کا بمقابلہ اقرار ایک کارکن کے زائد متصور نہین ہو سکتا ہے لہذا وہ غیر موثر ہے بحیثیت منتظم خاندان کے اوسکی اقرار مساوی طور پر ناجائز ہے مقدمہ نانجی بنام بہگوانداس (۳) ملاحظہ طلب مقدمہ ریچرڈسن بنام ینگ (۴) متعلق ہی اوسمین صاف طور پر قرار دیا گیا ہی کہ منجملہ چند مرتہنان ایک مرتہن کو کوئی اختیار نہین ہے کہ دیگر اشخاص کو بذریعہ اپنی تنہا اقرار کی پابند کرے اور یہی اصول وہ ہے جو دفعہ نمبر ۱۵ ۔ ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ع مین اختیار کیا گیا ہے اونہون نے حوالہ مقدمہ مسماۃ ماہ بی بی بنام موتی لال (۵) کا دیا ہے جیسا کہ اس مقدمہ میں قرار دیا گیا ہے عبارت کوئی شخص جو بذریعہ اوسکے دعویدار ہو مندرجہ دفعہ ۱۴۸ ۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع سے وہ شخص مراد ہے جو تمام و کمال استحقاق مرتہن کا دعویدار ہو جگجیونداس چونکہ وہ ایک وارث منجملہ ۲ وارثان مرتہن اصلی کے ہے لہذا وہ ایک ایسا شخص نہین کہا جا سکتا ہی جو تمام و کمال استحقاق مرتہن کا دعویدار ہو لہذا یہ اقرار غیر موثر ہے ۔

جارڈین صاحب جسٹس ۔ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ رہن بدست کشنداس سنہ ۱۸۱۶ع مین وقوع مین آیا اور نالش حال بابت انفکاک بوجہ منقضی ہونے سنہ ۱۸۷۶ع مین ساٹہہ سال میعاد تمادی کے جو ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع دفعہ ۱۴۸ مین محکوم ہے ممنوع السماعت ہوگی بجز اسصورت کے کہ اوس اقرار سے جو جگجیون نے سنہ ۱۸۳۰ع مین کیا میعاد جدید کی پیدا ہو عدالت ماتحت نے ان واقعات پر تجویز کی ہے کہ جگجیون پسر کشنداس تہا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۸ ۔

(۲) " " " الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۶۴۳

(۳) تجاویز مطبوعہ بابت سنہ ۱۸۸۱ع صفحہ ۳۰۳

(۴) لا رپورٹ چانسری اپیل جلد ۶ صفحہ ۴۷۸ ۔

(۵) پنجاب ریکارڈس جلد ۱۴ صفحہ ۱۶۲ ۔

۱۸۹۱ء
بھولی لال
بنام
مرت لال

جیکے سلسلۂ دیگر دستاویزات تھے اور جگجیون اُسوقت منتظم کارخانہ مرتہن کا منجانب اُس خاندان ہندو کے تہا جسکا وہ کارخانہ تہا اور تنہا مالک اوسکا نہ تہا بلکہ مثل مدعاعلیہ حال کے صرف ایک شریک منجملہ چند شرکا کے یعنی ایک شریک اپنے خاص استحقاق کی روسے تہا۔

بموجب ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۵۹ء دفعہ ۴ ضمن ۱۵ کے ایک میعاد جدید شروع ہوتی ہے اگر اثنا رہن کوئی اقرار نسبت استحقاق امانت کنندہ یا راہن یا رہن کنندہ یا نسبت اُسکے استحقاق انفکاک کے تحریری کیا جاویگا جسپر امانتدار یا مرتہن یا رہن دار یا کسی ایسے شخص کے دستخط ہوں جو بذریعہ اُسکے دعویدار ہو۔ اور روے ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۱ء دفعہ ۴ کے تاریخ اقرار ہی میعاد کی ابتدا ہے درحالیکہ کوئی اقرار نسبت استحقاق راہن یا نسبت اُسکے استحقاق انفکاک کے قبل انقضاے میعاد محکومہ کے تحریری کیا گیا ہو جسپر مرتہن یا کسی ایسے شخص کے دستخط ہوں جو بذریعہ اُسکے دعویدار ہو۔

صرف بحث کی بابت تقریر کیگئی ہے یہ ہے کہ آیا اقرار تحریری جسپر ۱۸۷۲ء مین جگجیون نے دستخط کئے کافی ہے بحیثیت مدعی کی وہ مین اول یہ کہ چونکہ جگجیون منتظم کارخانہ تہا جو ایک کارخانہ مشترکہ تہا لہذا اوسکا اقرار مدعاعلیہ پر واجب التعمیل ہے اور نسبت اسکے مقدمہ پریم جی لدھا بنام دوسا ونگرسی (۱) کا حوالہ دیا گیا تہا مین تحریر کرتا ہوں کہ اس مقدمہ سے بتغیر احکام ایکٹ تمادی نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء کی ہوتی ہے اور اسی طرح مقدمات راجی بنام نراین داس (۲) رگلو بی بی بنام پرسوتم (۳) سے ہوتی ہے جنمین نقلیہ مقدمہ بمبئی کی ہوئی ہے عدالت ہاے ماتحت نے یہ خیال کیا ہے کہ دفعہ ۱۹ ایکٹ حال کی زد سے قانون اس طور پر تبدیل ہوگیا ہے کہ اوس مین وہ اقرار شامل ہوجاے جسپر منتظم مرتہن کے کارکن کے ہوں حالانکہ احکام مشابہ نسبت کارکنان مندرجہ دفعہ ۴ قانون ۱۸۷۱ء متعلق صرف قرضجات و تمسکات کے ہیں مقدمہ رحمانی بی بی بنام ہولاس کنور (۴) مین یہ تجویز کی گئی تھی کہ ازروے ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۱ء کے دستخط کارکن کے کافی نہیں ہیں یہ فیصلہ پریوی کونسل کے فیصلہ مقدمہ لچھمی بخش راے بنام رنجیت رام پانڈے (۵) پر مبنی ہے جس مین ایسے ہی الفاظ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۳۵۰ (۲) تجاویز مطبوعہ ۱۸۸۵ء صفحہ ۱۳۴۔
(۳) " " " الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۴۱۰
(۴) " " " " جلد ۱ صفحہ ۳۴۶
(۵) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۷۔

۱۸۹۳ء بھوگی لال بنام امرت لال

ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء کی توضیح کی گئی تھی دیکھو نیز مقدمہ نارنجی بنام بھگوانداس (۱) جس مین مقدمہ کمارسوامی نادن بنام پالاناگپا (۲) کا حوالہ نسبت اختیارات منتظم خاندان ہنود و بحث مندرجہ کتاب مولفہ ویسٹ و بولر صاحبان صفحہ ۶۱۴ و ۱۳۱۶ کا دیا گیا ہے مین خیال کرتا ہون کہ اسناد بحث اول کے خلاف ہین دوم یہ بحث کی گئی ہے کہ مدعاعلیہ اب مالک تنہا حقوق مرتہن کا ہے اور چونکہ اوس کی وہ حیثیت بوجہ وارث ہونے حقیت جگجیون و دیگر اشخاص کے ہو گئی ہے جو سنہ ۱۸۴۳ء مین تھے لہذا وہ ایک ایسا شخص ہے جو دعویدار بذریعہ مرتہن کے ہو اور چونکہ وہ نسبت جزو حقوق مرتہن کے جانشین جگجیون کا ہے لہذا وہ یہ انکار کرنیسے ممنوع ہے کہ اقرار جگجیون کا اوسپر واجب التعمیل ہے۔

مقدمہ حال ایک مقدمہ اول خیال کرینگا ہے اور بصورت عدم موجودگی فیصلہ جات ہند متعلقہ الفاظ دفعہ ۱۴ ایکٹ مجریہ سنہ ۱۸۷۱ء بابتہ اقرار منجانب مرتہن یا کسی ایسے شخص کے جو بذریعہ اوسکے دعوی دار ہو مین حوالہ مقدمہ رچرڈسن بنام ینگ (۳) کا دیسکتا ہون وایس چانسلر سیلنس صاحب نے صفحہ ۷۰۲ مین یہی قرار دیا جبکہ اونہون نے اسٹیٹوٹ تمادی سنہ ۱۸۳۷ء جلوس ولیم چہارم باب ۲۷ دفعہ ۴۰ کی تعبیر کی کہ جو ایک سند کتاب کوٹ صاحب متعلقہ رہن مین اس مسئلہ کے واسطے دی گئی ہے کہ درحالیکہ کوئی رہن بدست دو اشخاص کے مشترکہ ہو تو اقرار مشترک ہونا چاہیے" مقدمہ مذکور مقدمہ حال سے مختلف ہے کیونکہ دو مرتہنان مشترک امنا تھے اور فیصلہ مذکور کو لارڈ جسٹس جیمس صاحب نے صورت مرتہنان پر جو امنا ہین محدود کیا ہے نیز بدینوجہ کہ دو امنائے شریک بطور مدعاعلیہما کے روبرو عدالت موجود تھے حالانکہ اس مقدمہ مین کل استحقاق مرتہنان کا اب ایک مدعاعلیہ کو پہونچ گیا ہے اس لئے بظاہر وہی وقت پورے حساب کے لینے مین نہین ہے دلیل جو متعلق کی گئی ہے مجکو باوصف ان اختلافات کے تعبیر ایکٹ سنہ ۱۸۷۱ء سے متعلق معلوم ہوتی ہے اور وہ حسب ذیل ہے۔ دیکھو مقدمات اپیل چانسری صفحہ ۸۰ حکم متعلقہ اقرار کی روسے جس مین صرف حوالہ ایک اقرار مرتہن کا ہے اگر وہ تنہا ہوتا تو اقرار جملہ مرتہنان کی ضرورت ہوتی اور جبکہ ایک سے زیادہ اشخاص ہون کیونکہ ایکٹ عبارات عامہ نمبر ایک سنہ ۱۸۶۸ء مین یہ حکم ہے کہ الفاظ واحد مین جمع شامل ہونگے اُس فرق سے جو درمیان ذریعہ دیگر کے (۲) بابتہ قرضہ جات متروکہ جات کے دفعہ ۴ مین کیا گیا ہے یہ ظاہر ہے کہ بحث نسبت حیثیت ... ن کے

(۱) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۷۸ء صفحہ ۳۴۴ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۳۸۹ (۳) لا رپورٹ ایکوٹی جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۵

۱۸۹۱ء بھوگی لال بنام امرت لال

واضعان قانون کے پیش نظر تھی لیکن کوئی حکم دفعہ ۴ مین یا اور کسی جگہہ نسبت دستخط کارکن منجانب مرتہن کے نہین ہے لہٰذا دستخط منجانب ایک مرتہن منجملہ متعدد مرتہنان کے بہ حیثیت کارکن منجانب دیگر مرتہنان غیر موثر ہونگے اور یہ تجویز کرنا خطرناک معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص کے اقرار کی پابندی تمام دیگر اشخاص پر ہو اس نتیجہ کی تصدیق کہ واضعان قانون نے ۱۸۷۱ء مین نسبت دستخط کارکن مرتہن کے حکم صادر کرنا متروک کیا اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ یہ امر ۱۸۷۷ء مین از روے حکم عام دفعہ ۱۹- ایکٹ مصدرہ سنہ مذکور کے کیا گیا تھا دلائل بالا اوسی نتیجہ کی طرف تحریک کرتی ہین جس طرف کہ فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ لچھمی بخش راے بنام رنجیت راے پانڈے (۱) تحریک کرتا ہے جس مین حکام عالی مقام تقلید تجویز ٹنڈل صاحب چیف جسٹس مصدورہ مقدمہ ہائیڈ بنام جالنس (۲) کی کرتے ہین اور ایکٹ ۱۸۷۱ء کی تعبیر مطابق اوسکے الفاظ صاف کے کرتے ہین اور دستخط کارکن مرتہن کو مستثنیٰ کرتے ہین ۔

مگر نتیجہ بالا واسطے تجویز مقدمہ حال کے کافی نہین ہے یہ بحث کی گئی ہے کہ بوجہ استحقاق جگجیون بحیثیت شریک ۱۸۳۰ء کے وہ اندر الفاظ "ایسے شخص کے جو بذریعہ اوس کے دعوی دار ہو" داخل ہوتا ہے یعنی بذریعہ اپنے پدر کشن داس مرتہن کے اور اس لئے اقرارنامہ جس پر جگجیون نے دستخط کئے بموجب ایکٹ ۱۸۷۱ء کے کافی ہے چونکہ یہ بطور ایک امر واقعہ کے تجویز کیا گیا ہے کہ جگجیون صرف ایک وارث منجملہ وارثان متعدد کے تھا اور تنہا مالک حقوق مرتہن کا نہین تھا لہٰذا بحث مذکور سے یہہ لازم آتا ہے کہ الفاظ مذکور اس طور پر پڑھے جائین کہ ان کے یہہ معنی ہون "کوئی ایک یا زیادہ اشخاص منجملہ اشخاص کے جو بذریعہ اوسکے دعوی دار ہون" یا "کوئی شخص یا زیادہ اشخاص منجملہ اون اشخاص کے جو دعوی بذریعہ مرتہن نسبت کل یا کسی جز و اون حقوق کے رکھتا ہو جو اوسکو از روے رہن کے دئے گئے ہون" - بعد ازان ہم کو یہہ تجویز کرنی ہے کہ آیا ان توضیحات لفظی مین تعبیر درست داخل ہے یا آیا فقرہ کے یہہ معنی ہین "کوئی شخص یا اشخاص جو دعوی بذریعہ اوس کے کل حقوق مرتہن کا کرتے ہون" - غور کرنے نسبت بحثون کے مین یہہ راے قایم کرتا ہون کہ اخیر معنی درست ہین مین صورت قابضان شریک کو نظر انداز کرتا ہون جن کی بابت مقدمہ ریچرڈسن بنام ینگ مندرجہ صفحہ ۴۱۸ رپورٹ مین بیان کیا گیا ہے "اگر ایک قابض شریک فوت ہو جاتا ہے تو کوئی استحقاق منتقل نہین ہوتا ہے اور کوئی شخص دعوی کسی چیز کا بذریعہ اوس کے نہین کرسکتا ہے" اگر جیسا کہ مقدمہ مذکور مین طے ہوا ہے کوئی رہن بنام دو اشخاص غیر شریک کے ہو تو اقرار مشترک

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۷ (۲) لا رپورٹ ... [illegible]

۱۸۹۶ع
بھوگی لال
بنام
امرت لال

ہونا چاہئے میرے نزدیک بصورت عدم موجودگی ٹھیک الفاظ کے یہہ بیقاعدہ ہوگا کا قرار دستخطی ایک شخص منجملہ بہت سے اشخاص کے جو مجملاً لحقوق مرتہن پر قابض ہون کافی ہو مین اس راے پر زیادہ زور دیتا ہون کیونکہ اس مسئلہ کو کہ ایک مرتہن بطور کارکن منجانب دیگر اشخاص کے معاملہ اقرار مین تصور کیا جاسکتا ہے جیسا کہ اسناد محولہ بالا مین تجویز ہوا ہے ایکٹ ہاے ۱۸۵۹ع و ۱۸۷۱ع میں کوئی جگہہ نہین دی ہے اسٹیٹوٹ کی تعبیر کرنے مین ہم کو ایسے مقدمات پر لحاظ نہین کرنا چاہئے جو بہت شاذو نادر واقع ہون بلکہ اون مقدمات پر جو روزمرہ تجربہ مین آتے ہون مقدمہ ہائیڈ بنام جانسن (۱) ملاحظہ طلب اور ہم کو یہہ یاد رکھنا چاہئے کہ اسٹیٹوٹ ہاے تمادی اپنی نوعیت مین قوانین سخت وغیرملائم ہین جن مین یہہ مدنظر ہے کہ قبضہ عرصہ دراز قایم کردیا جاوے اور مطالبہ جات پرینہ معدوم کردیئے جائین مقدمہ لچھمی بخش راے بنام رنجیت راے پانڈے (۲) ملاحظہ طلب ہے مین خیال کرتا ہون کہ یہ اصول خطرہ مین پڑ جاوینگے اگر کوئی مالک محض جزو حقوق مرتہنی کا بذریعہ اقرار کے مرتہن شریک یا ایک کارکن کے اختیارات سے اس مین زیادہ اختیارات حاصل کرے کہ ان کو میعاد جدید اوسکے دعوی کیواسطے دیجاوے۔

نسبت بحث حال کے کسی مقدمہ انگلستان کا حوالہ نہین دیا گیا ہے نہ کوئی فیصلہ ہائیکورٹ واقع ہندوستان کی نسبت پایا جاتا ہے بالامکان وہ پیش ہوسکتی تہی مگر درحقیقت وہ مقدمہ دیاچند بنام سرفراز (۳) مین پیش نہین کی گئی تہی واقعات صاف نہین ہین اور یہ امر قابل لحاظ ہے کہ (صفحہ ۴۴) امین یہ بیان کیا گیا ہے کہ اصلی فریق مدعا علیہم اپیلانٹان نے اقرارنامہ جات پر دستخط کئے تہے اور یہہ منضبط نہین کیا جاسکتا ہے کہ کوئی اور دیگر مالکان استحقاق مرتہن کے تہے مگر اس بحث کی نسبت تجویز چیف کورٹ پنجاب نے بمقدمہ مساۃ ماہ بی بی بنام موٹن مل (۴) کی ہے وہ اراے جو نیر میجر کی صاحب جسٹس سنٹ ریوار نامے صاحب جسٹس متفق الراے) نے بیان کی ہین صاف طور پر اور مین خیال کرتا ہون کہ درست طور پر ظاہر کی گئی ہین وہ فرماتے ہین۔

بحث مذکور ایک بڑی دقت طلب ہے اور مین اپنی راے اوسکی نسبت بڑی پس و پیش کر ساتہہ ظاہر کرتا ہون لیکن بعد غور کامل کے جو مین اوسپر کرسکا ہون مین یہ نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ نالش قطعی ممنوع السماعت ہے ... ایکٹ تمادی ہند ۱۸۷۷ء جدید نہین ہے وہ چند تبدیلات کے ساتہہ جو واسطے اغراض بحث حال سے غیرضروری ہین ضمن ۱۵ دفعہ ا قانون سابق ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۵۹ء سے نقل کی گئی ہے

(۱) لارپورٹ نیکہم صاحب مقدمات جدید جلد ۲ صفحہ ۷۰ (۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۷۷ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۱۱ (۴) پنجاب ریکارڈس جلد ۱۴ صفحہ ۱۶۴

اور وہ پر چھپنہ تمہیدات رمتہ رکات کے ساختہ ہیں سے ایک بدرجہ اتم مجکو واسطے اغراض بحث حال کے اسمہ معلوم ہوتی ہے دفعہ ۴۰ سٹیٹیوٹ ۳ و ۴ جلوس ولیم چہارم باب ۲۷ سے لیگئی ہے دفعہ ۴۰ سٹیٹیوٹ ۳ و ۴ جلوس ولیم چہارم باب ۲۷ مین یہ حکم ہے کہ نالش راہن بنا بر انفکاک اندر ایک خاص میعاد کے ممنوع السماعت ہوگی جو اوس تاریخ سے شمار کیجاوے گی جس تاریخ کو مرتہن نے قبضہ حاصل کیا تہا الا اس صورت مین جبکہ اسی اثنا رمین کوئی اقرار نسبت استحقاق راہن یا نسبت اوسکے استحقاق انفکاک کے ایسا تحریری دیا جاویگا جسپر دستخط مرتہن یا ایسے شخص کے ہون جو بذریعہ اوسکے دعویدار ہو جس صورت مین میعاد تاریخ ایسے اقرار سے شمار کیجاویگی

ایک ۱۵ سے ایکٹ ۱۵ مطابق ہیگ انگلستان کے ہین لیکن یہان فرق اہم آتا ہے ایکٹ انگلستان مین بمد ہر باب ایک اقرار بجانب ایک شخص منجملہ چند مرتہنان یا ایسے اشخاص کے جو دعویدار بذریعہ مرتہن کے ہون یہ مضمون پایا جاتا ہے کہ اقرار مذکور قابل پابندی صرف بمقابلہ شخص اقرار کنندہ کے ہوگا اور اس مین منظور ہے تقسیم قرضہ رہن بمابین دیگر اشخاص کے ہے لیکن کوئی ایسا حکم ہمارے ایکٹ ۱۵ سے مین نہین پایا جاتا ہے یہ مشکل ترین قیاس ہے کہ واضعان قانون ہند ایکٹ انگلستان کی نقل کرلیے جہانتک کہ وے کرسکے اوسکی تقلید نکرتے اگر اونکا یہ منشا تہا کہ اقرار منجانب ایک مرتہن منجملہ چند مرتہنان کا ایسا خاص اثر ہو جس سے رہن مذکور کے اجزا ہو جائین مین کہتا ہون کہ یہ مشکل ترین قیاس ہے کہ وے یہان بہی ایکٹ انگلستان کی تقلید نکرے اور کوئی عبارت کم یا بیش مطابق اوسکے احکام کے اس امر پر وضع نکرتے مجکو کوئی شبہ نہین ہے کہ ایسے امر کا متروک کرنا دیدہ و دانستہ تہا اور مین خوبی سمجھ سکتا ہون کہ یہ بہی خیال کیا گیا ہو کہ اون مشکلات و پیچیدگیون سے احتراز کیا جاے جنکے پیدا ہونے کے اندیشہ کی وجہ بہت سی صورتون مین ہوگی اگر منجملہ چند مرتہنان کے ایک مرتہن کے اقرار کو اثر مذکور دیا جاوے مگر یہ چاہے جسطرح ہو مجکو ایکٹ ۱۵ سے ہند سے جیسے کہ وے ہین کوئی عبارت ہممضمون احکام قانون انگلستان متعلقہ اس امر کے کسی کوشش تعبیر سے ملنی غیر ممکن معلوم ہوتی ہے ممکن ہے کہ ایک ایسا معاملہ ہوا اور ایسے معاملات اس ملک مین شاذ نہین ہین اگرچہ وہ بطور ایک رہن واحد کے کہا جاتا ہے فی الواقع ایسے چند رہن جایداد ہاے مختلف کے بدست اشخاص مختلف داخل ہین جو ایک ہی تختہ کاغذ پر تحریر کیئے گئے ہین مین قیاس کرتا ہون کہ ایسا معاملہ بنا بر اغراض دفعہ ۱۴۸ ایکٹ تمادی کے جیسا کہ مین یقین کرتا ہون کہ وہ معمولی طور پر دیگر اغراض کیواسطے ہے اپنی حیثیت مناسب پر یعنی بطور مختلف رہنہاے متعدد کے متصور ہوگا اور اگر منجملہ مرتہنان کے ایک مرتہن نے اقرار نسبت جایداد

۱۸۹۴ء
ہوگی لال
بنام
... لال

۱۸۹۲ء
بھوگی لال
بنام
امرت لال

مرہونہ بدست نامبردہ کے کیا ہو تو اِس اقرار مذکور سے یہ فائدہ اوٹہا سکتا ہے کہ جایداد مذکور کو نامبردہ سے
فک کرائے کیونکہ رہن نسبت اوسکے ایک رہن دیگر جایدادات سے قابل علیحدگی بلکہ علیحدہ ہے ۔
"لیکن درحالیکہ صرف ایک رہن واحد متعدد اشخاص کے نام ہو تو اقرار منجانب ایک شخص منجملہ
اشخاص مذکور کی روسے بموجب دفعہ ۴ کے میعاد جدید تمادی کی نسبت جزو یا حصہ جایداد مرہونہ کے نہین
دیجا سکتی ہے وہ یا تو قطعی بے اثر ہونا چاہئے یا اوسکی روسے میعاد جدید تمادی کی نسبت تمام جایداد کے
دیجانی چاہئے ۔

جیسا کہ مین کہہ چکا ہون مین نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ وہ قطعی بے اثر ہے مقدمہ ریچرڈسن بنام ینگ
(۱) مین یعنی ایک ایسا مقدمہ جسمین منجملہ مشکلات کے بعض مشکلات قانون انگلستان کی پیش کی گئی
تہین لارڈ جسٹس میلش نے ایکٹ مذکور (صفحہ ۵۰۴) کی توضیح کرنے مین بدین مضمون ایک تحریر کی ہے
کہ اگر وہ اوس مقام پر ٹہر جاتا جہانتک حسب مذکورہ بالا ہمارے ایکٹ ہے مین اُسکی تقلید ہوئی ہے تو
یہ بحث نہین کیجا سکتی تہی کہ منجملہ چند مرتہنان کے ایک مرتہن کے اقرار کی پابندی دیگر اشخاص پر
ہو گی ۔

اُسکی بابت مین خیال کرتا ہون کہ کمتر شبہ ہو سکتا ہے لیکن ذرا سا فرق عبارت ایکٹ ہائے مجریہ
ہندمین ہے جسپر مین نے بیشتر لحاظ نہین کیا ہے اور جسکی روسے یہ بحث ہو سکتی ہے کہ وجہ واسطے تمیز
کے پیدا ہو گی" ۔

"اقرار جس کی ایکٹ انگلستان کی روسے ضرورت ہے ایک اقرار تحریری دستخطی مرتہن یا اوس شخص کا
جو بذریعہ اُسکے دعوی دار ہو ہے حالانکہ ایکٹ مجریہ ہند کی روسے جسکی ضرورت ہے وہ ایک اقرار تحریری
دستخطی مرتہن یا کسی شخص کا جو بذریعہ اُسکے دعویدار ہو ہے ۔

"یہ مشکل سے حجت کی جاویگی جیسا کہ میلش صاحب لارڈ جسٹس نے اُس مقدمہ مین جسکا مین نے
ابہی حوالہ دیا ہے تحریر فرمایا ہے کہ مرتہن مندرجہ ایکٹ انگلستان کی مراد مرتہن یا مرتہنان سے ہے اور
اسی طرح شخص جو بذریعہ اُسکے دعویدار ہو مندرجہ ایکٹ مذکور کی مراد شخص یا اشخاص دعویدار وقت بذریعہ
اوسکے سے ہے" ۔

"اسی طرح یہ مشکل سے حجت کیجاویگی کہ مرتہن مندرجہ ایکٹ مجریہ ہند کی مراد مرتہن یا مرتہنان سے
ہے لیکن بالامکان یہ بیان کیا جاسکتا ہے کہ واضعان قانون ہند کا منشا الفاظ کوئی شخص
جو دعویدار بذریعہ اوس کے ہو استعمال کرنیمین اقرار شامل اقرار مقدمہ حال کے شامل کرنیکا تہا جو

(۱) لا رپورٹ اپیلہائے چانسری جلد ۶ صفحہ ۴۴۴ ۔

ایک شخص نے منجملہ متعدد وارثان یا مشتریان کے کیا ہو جنکے پاس مختلف حصص استحقاق مرتہن واقع جایداد کے یا استحقاق مرتہن نسبت اجزا مختلف جایداد کے منتقل ہو گئے ہون" -

"لیکن اولاً یہ قرین قیاس نہین ہے کہ اسطرف کوئی تبدیلی واضعان قانون ہند نے کی ہو کیونکہ نہ پائی جاے اقرارات سے یقیناً ایسی سازش جیسی کہ مقدمہ حال مین وقوع مین آئی بیان کی گئی ہے نہ مابین راہن یکے از وارثان یا مشتریان کے پائی جاویگی اور پھر یہہ مشکل سے سمجھ مین آسکتا ہے کہ یا سے مرتہن منجملہ متعدد مرتہنان کے جو باہم معاملہ رہن مین شریک تھے ایک دوسرے کو پابند نکرسکے اور ایک شخص کو منجملہ چند اشخاص کے جنہون نے مرتہن سے خریدا اختیار دیگر اشخاص کو پابند نہ کیا جاے جو اوسکے نزدیک بالکل اجنبی ہون اگر اس قسم کے نتیجہ کا منشا ہوتا تو ہم کو لوازن ہت کہ بہت صاف الفاظ استعمال کئے جاتے"

"چنانچہ کسی دیگر تعبیر الفاظ مستعملہ کی امید کرنا ایک امر لازمی ہے اور مین نہین خیال کرتا ہون کہ کوئی وقت ایک بہت معقول تعبیر کے ملنے مین ہے مین خیال کرتا ہون کوئی شخص جو بذریعہ مرتہن کے دعویدار ہو کی مراد کوئی شخص منجملہ اشخاص یا منجملہ اشخاص سے ہے جو وقتاً فوقتاً بذریعہ خریداری یا وراثت یا دیگر طور پر ایسی حیثیت مین ہون کہ دعوی بذریعہ مرتہن کے کرین یعنی مرتہن کے قائم مقام ہون"

"مین خیال کرتا ہون کہ جیسا کہ مین کسیقدر تامل کے ساتھ بیان کرچکا ہون کہ یہی تعبیر صحیح ایکٹ مذکور کی ہے اور مین اسکے مطابق تجویز کرتا ہون کہ ایک اقرار جیسا کہ اقرار مقدمہ حال مین ہے ایک وارث منجملہ متعدد وارثان مرتہن کے بالکل بے اثر ہے" -

"میرے نزدیک اگر واضعان قانون ہند کا منشا ۱۸۷۱ء یا ۱۸۵۹ء مین ایسے اقرارات کے اثر پذیر ہونیکا ہوتا جو منجانب ان اشخاص کے ہون جو دعویدار صرف ایک جزو حقوق مرتہنی کے ہون تو ممدوح الیہم الفاظ صاف و صریح مثل دفعہ ۳۳ و ۳۴ ستک جلوس ولیم چہارم باب ۲۷ کے بدین غرض استعمال فرماتے کہ حقوق کی نسبت دست اندازی اور مطالبہ جات دیرینہ کی تجدید سے اجتناب کیا جاے و نیز غرض دیگر ممدوح الیہم کی حاصل ہو جاے"

مین بوجوہ مذکورہ میری یہ راے ہے کہ ڈگری زیر اپیل معہ خرچہ بحال رہنی چاہیے -

ٹیلنگ صاحب جسٹس - مین نہین کہہ سکتا کہ میرا پورا اطمینان دلائل مندرجہ تجویز فرینک صاحب جسٹس جسکے ساتھ لولنات صاحب جسٹس نے اتفاق کیا ہے مصدرہ مقدمہ مسماۃ مالی بی بنام موہن لال (۱) سے ہوا ہے جسکا ہمکو مسٹر گنپت راو نے حوالہ دیا ہے - مین یہہ خیال کرتا ہون

(۱) انڈین لا رپورٹس مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۱۶۴

سنہ ۱۸۹۲ع
بہوگی لال
بنام
امرت لال

کہ مقدمہ ریچرڈسن بنام نیگ جس کا مین نے اشنا ر بحث مین حوالہ دیا بجز ایک مقدار معین کے کچھ زیادہ تعلق اس مقدمہ سے رکہتا ہے جب کہ عبارت ایکٹ پر جسکی ہم کو تعبیر کرنی ہے لحاظ کیا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ عبارت مذکور کی تعبیر فی الحقیقت دو ذیعلم ججون نے ایک طرح پر کی ہے اور چونکہ چارڈین صاحب جسٹس کا اوس تعبیر سے اطمینان ہوگیا ہے لہذا مین خیال کرتا ہون کہ مجکو اُسکی پیروی کرنا درست ہوگا۔ خاص کر یہ صورت ایسے ایکٹ کے جواب نافذ نہین ہے۔ اور مین ایسا زیادہ مستعدی کے ساتھ کرتا ہون کیونکہ مین نہین کہہ سکتا کہ خود مین نے کوئی مستحکم یا صاف راے نسبت کسی دوسری تعبیر کے قایم کی ہے۔ پس بموجب اُس تعبیر کے جو ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کی نسبت قایم کی گئی ہے۔ دعوی مدعی مقدمہ ہذا مین درحالیکہ ایکٹ مذکور نافذ تہا ممنوع السماعت تہا اور اس لئے ایکٹ سنہ ۱۸۷۱ء کی روسے از سر نو قایم نہین ہوسکتا لہذا عدالت ماے ماتحت نے خلاف مدعی کے صحیح طور پر فیصلہ کیا اور ڈگری معہ خرچہ کے بحال رہنی چاہئے۔

ڈگری بحال رہی۔

استصواب (۲۷) صیغہ فوجداری

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و تیلنگ صاحب جسٹس

۲۰ ستمبر ۱۸۹۲ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کانجی بہیم جی

ایکٹ ۳ سے قمار بازی بمبئی (۴ء ۱۸۸۷ء و ۱۸۹۰ء) دفعہ ۳۔ قمارخانہ عام۔ "آلہ قمار بازی" استعمال کیا گیا"۔ ایکٹ کے دفعہ ۳ مین معنی ان الفاظ کے۔

بمبئی مین قریب ایک سڑک سرکاری کے ملزم نے ایک جگہہ بشرح مبلغ ۹۵ ماہواری کرایہ پر لی وہان پر انہون نے ایک سائبان جسمین گیارہ پیڑھی ہر یار دکانین تہین بنایا۔ اس سائبان کے بیچ مین اُنہون نے ایک مقام نمایان پر ایک گہڑی الغرض کہنے صحیح وقت کے رکہی۔ وہ دوکانین چند آدمیون کو بشرح فی دوکان مبلغ ما ماہواری کرایہ پر دیگئین متعدد مکانات ملحق کی چہتین اسجگہ کے روبرو تہین۔ ان مین سے ایک چہت کا پانی اُسجگہہ پر گرتا تہا۔ بہت سے آدمی اس جگہہ پر واسطے لگانے شرط بارش کے آتے جاتے تہے۔

قماربازان بارش چند رقوم زرنقد کی بازی اس شرط پر لگاتے تہے کہ آیا ایک خاص وقت کے اندر مینہ پڑیگا یا نہین پڑیگا بعد لگانے بازیون کے بازی لگانیوالے لوگ اپنی سے ایک دوکاندار کے پاس جاتے تہے اور اُس سے مراتب بازی کے ایک کتاب مین کہ جو اسغرض سے رکہی رہتی تہی لکہوا دیتے تہے اور ہر شخص اُس دوکاندار کے پاس روپیہ شرط کا جمع کردیتا تہا۔ بازیان نسبت مینہ برسنے کے وہ اشخاص اُسجگہہ پر طے کرتے تہے جو دیکہتے تہے کہ مینہ مکانات ملحق کی اُن چہتون سے دار ہوکر گرا ہے یکو بازی لگانیوالون نے بوقت بازی لگانیکے پسند کیا تہا اور اگر وقت کی نسبت کچہہ شبہہ ہوتا تہا تو وقت بہی گہڑی سے دیکہہ لیتے تہے بعد اسکے کہ بازی طے ہوجاتی تہی جیتنے والا اُس دوکاندار سے روپیہ شرط کا لے لیتا تہا۔

اندرین حالات مظہر چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کے روبرو حسب دفعہ ۴ ضمنہا (الف) (ب) (ج) قانون قمار بازی بمبئی ۴ ۱۸۸۷ء جیساکہ وہ ایکٹ ۱۸۹۰ء کی رو سے ترمیم کیا گیا ہے الزام ارتکاب جرم رکہنے ایک قمارخانہ عام کا لگایا گیا۔

بر طبق استصواب منجانب مجسٹریٹ حسب دفعہ ۴۳۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۸۸۲ء۔

تجویز ہوئی کہ مکانے متنازعہ کو قمارخانہ عام کی تعریف مندرجہ دفعہ ۳ ایکٹ قمار بازی بمبئی ۴ ۱۸۸۷ء مین جیساکہ وہ بذریعہ ایکٹ بمبئی ۱۸۹۰ء کے ترمیم کیا گیا داخل کرنیکے لیئے آلہ قمار بازی یا اسکو لگانیکا اُس خاص جگہہ پر واسطے منفعت اور فائدہ کے ضرور ہونا چاہیئے خواہ وہ اسجگہہ رکہا ہوا ہو خواہ اُسجگہہ لایا گیا اور استعمال کیا گیا ہو یہ کافی نہیں ہے کہ اسجگہہ پر لوگ باہر کی کسی چیز پر کہ جو اسجگہہ سے باہر ہو لگائی گئی ہون۔ اسلئے چہتین اُن مکانات کی جو جائے متنازعہ کے گرد مین ہین یہ نہین سمجہی جاسکتین کہ آلات قمار بازی اُسجگہہ مین خواہ رکہے ہوئے یا استعمال کئے گئے حسب مراد دفعہ ۳ ایکٹ مذکور کے ہین۔

سنہ ۱۸۹۲ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
کانجی بہیم جی

یہی **تجویز ہوئی** کہ اوس ایکٹ کی دفعہ ۳ مین جیسا کہ وہ بذریعہ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۹۰ء کے ترمیم کیا گیا ہے لفظ "استعمال تحقیق کیا گیا" کے معمولی معنی ضرور لینے چاہئین گویا کہ اوس کے معنی یہ ہین کہ فی الحقیقت استعمال کیا گیا کوئی چیز جو بطور ذریعہ داؤ لگانے کے فی الحقیقت استعمال کی گئی ہو وہ لتعریف "آلات قماربازی" مین داخل ہوتی ہے گو وہ خاص کر اوس غرض کے لئے موضوع یا مقصود نہ ہو۔

تجویز ہوئی از ٹیلنگ صاحب جسٹس کہ دکانات اور وہ کتابین جنمین کہ بازیان لکھی جاتی ہتین اور روپیہ جو شرط پر لگایا گیا اور دکاندار کے پاس جمع کیا گیا آلات قماربازی یا داؤ نہین ہین۔

استصواب سی پی کوپر صاحب چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے حسب دفعہ ۴۳۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) کے کیا تہا۔

استصواب عبارت ذیل تہا۔

۱۔ ملزمان پر میرے روبرو ۳ اگست سنہ ۱۸۹۲ء کو الزام ارتکاب جرم بمقام بمبئی بتاریخ ۱۳ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء یا قبل اسکے حسب فقرات الف و ب و ج دفعہ ۴ ایکٹ بمبئی ۴ سنہ ۱۸۸۷ء و ایکٹ بمبئی ۱ سنہ ۱۸۹۰ء کے لگایا گیا۔

۲۔ اونہون نے ارتکاب جرم سے انکار کیا۔

۳۔ واقعات جو ثابت ہوئے ہین وہ یہ ہین کہ ملزمان نے جنکا نام چند شخصون نے لیا ہے ماہ جون گذشتہ مین پرشوتم داس ہرکشن داس سے ایک جگہہ کیتہہ ڈرن روڈ بہولیشر پر دو مہینے کے لئے بشرح مبلغ ۱۷۵ روپیہ ماہواری کرایہ پرلی اور آئیندہ دہ ماہ تک اون کا مبلغ ۱۷۵ روپیہ ماہواری پر دخیل رہنا ٹہہرا۔

۴۔ ملزمان اوس جگہہ پر قابض ہوئے اور بعدہ اونہون نے اوسکے ایک جزو پر ایک سائبان بنوایا جس مین گیارہ چہوٹی چہوٹی دکانین تہین اور قریب وسط سائبان کے ایک مقام نمایان پر ایک معمولی گہڑی امریکہ کی جو صحیح وقت رکہتی تہی رکہی وہ گہڑی راموشیون کی سپردگی مین رکہی گئی جنکو ملزمان نے لوگون کو اوس کے ساتہہ خفیہ دست اندازی کرنے سے روکنے کے لئے مقرر کیا تہا۔

۵۔ ملزمان نے وہ دکانین چند آدمیون کو بشرح فی دکان مبلغ ۴ روپیہ ماہواری کرایہ پر دین۔ وہ جگہہ ملزمان کی حفاظت اور انتظام مین تہی جسکو اکثر اشخاص بغرض لگاتے پانی بارش کے کام مین لاتے تہے۔ وہ جگہہ ہر شخص کے لئے جو وہان جانا چاہتا تہا کہلی رہا کرتی تہی۔

۱۸۹۲ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کانجی بہیم جی

۷- اوس جگہہ کے گرد مین متعدد چہتین مکانات ملحقہ کی ہین جنین سے ایک کا مینہہ اوس جگہہ مین گرتا تہا۔

۸- اشخاص جو مینہ برسنے کی نسبت بازی لگاتے تہے وہ چند رقوم زر نقد بمقابلہ ایک دوسرے کے اس شرط پر بدتے تہے کہ آیا اندر ایک خاص وقت کے مینہ پڑیگا یا نہین پڑیگا وہ وقت مین گھنٹے سے کم نہین ہوتا تہا اور اس سے زیادہ زمانہ کے لئے ہر دن مین ۶ بجے صبح سے ۶ بجے شام تک ہو سکتا تہا

۹- بعد لگانے بازیون کے بازی لگانیوالے لوگ اونمین سے ایک دکاندار کے پاس جاتے تہے اور اُس سے مراتب بازی کے ایک کتاب مین جوکہ وہ محض اس غرض کے لئے رکہتا اور استعمال کرتا تہا لکہوا لیتے تہے اور اکثر حالتون مین اون مین سے ہر شخص دکاندار کے پاس بد اہوا روپیہ (یعنی شرطون کا) جمع کردیتا تہا۔

۱۰- بازیان نسبت مینہہ برسنے کے وہ اشخاص اُس جگہہ پر طے کرتے تہے جو دیکہتے تہے کہ مینہ ملحقہ مکانات کی چہتون سے دہار ہوکر گرا جنکو اون خاص بازی لگانیوالون نے بوقت بازی لگانے کے پسند کیا تہا اور جو وقت کو اوس گہڑی مین اگر ضرورت ہوتی تہی دیکہتے تہے لیکن درصورت نہونے کسی شبہہ کے بغیر دیکہنے اوس گہڑی کے طے کرتے تہے۔

۱۱- بعد طے ہوجانے بازی کے جیتنے والا اُس دکاندار سے خواہ ہارنے والا موجود اور راضی ہویا نہو روپیہ شرطون کا فی روپیہ دو پیسہ کم کہ جو وہ دکاندار بطور اپنے کمیشن کے اوس جیتی ہوئی تعداد مین سے وضع کرلیتا تہا وصول پاتا تہا

۱۲- اوس سائبان مین سوائے قمار بازی بارش کے اور کوئی کام نہین ہوتا تہا۔

۱۳- گہڑی جو اوس سائبان مین تہی اوسے وہ لوگ جو اوس جگہہ پر دوسرے کامون کے لئے علاوہ طے کرنے وقت نسبت بازی کے آتے تہے دیکہہ سکتے تہے اور شہادت سے ثابت ہے کہ وہ اسطرح پر استعمال کیجاتی تہی۔

۱۴- ایک نقشہ اوس جگہہ کا اور گہڑی ہمراہ اُسکے ارسال کیجاتی ہے۔

۱۵- مسٹر انسٹیل نے منجانب مدعی یہہ بحث کی کہ وہ جگہہ بغرض قمار خانہ عام حسب مراد دفعہ ۳- ایکٹ مذکور کے استعمال کیجاتی تہی اور گہڑی و چہتین مکانات ملحق کی دالو یا نرد ہائے مجتمعہ دکتابین یعنی ہر ایک اونمین سے ایسی چیزین ہین جو اوس جگہہ پر بطور شئے یا ذریعہ قمار بازی مع دالو کے استعمال کیجاتی تہی اور مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گوبند (۱) اور خاصکر فیصلہ از جیل بر ڈ وڈ صاحب جسٹس اور پارسنز

(۱) انڈین لا رپورٹ [illegible]

۱۸۹۲ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
کانجی بہیم جی

صاحب جسٹس کا حوالہ دیا۔

۱۶ مسٹر الونیپلی نے منجانب ملزمان کے یہ بحث کی کہ حسب دفعہ ۳ قبل مجرم قرار دینے کے اس بات کا ثابت کرنا ضروری تھا کہ وہ جگہہ حسب دفعہ ۱ بطور قمارخانہ عام کے استعمال کیجاتی تھی اور یہ کہ کل آلات یا سامان جو واسطے قماربازی یا داؤ لگانے کے استعمال کیجاتی تہین یا جو واسطے منفعت یا فائدہ اون اشخاص کے رکھی یا استعمال کیجاتی تہین جو اوس جگہہ کو رکھتے یا استعمال کرتے تہے ضرور ایسی ہونی چاہیئن کہ جو اُس غرض کے لئے موضوع و مقصود ہون اور یہ کہ اوس ایکٹ کے بموجب عدالت کو آلات قماربازی کے ضائع کئے جانیکا حکم دینے کا اختیار رہتا اور یہ کہ جو امر فی الحقیقت فیصلہ کیلئے ہی اوسکی نسبت از ہل عبارڈین صاحب جسٹس نے بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گوبند یہ صواب کیا ہے کہ آلات قماربازی کیا ہین اور اوس کے بعد یہ غور کیا جاے کہ آیا اوین سے کوئی شے کہ جو مکان پر رکھی یا استعمال کیجاتی تھی اوس تعریف مین داخل ہوتی ہے یا نہین اور آیا ذریعہ داؤ سے درحقیقت کیا مراد ہے اور انہون نے یہ بحث کی کہ چہتین الات قماربازی نہین ہین اور یہ ظاہر ہے کہ وہ چہتین صرف معمولی چہتین مکانات ملحق کی ہین گو چہت چال ملحق کی کہ جو دوسرے اشخاص کی ہے چنانچہ اوس جگہہ پر آگے نکلی ہوئی ہے۔

۱۷ انہون نے اس امر پر استدلال کیا کہ یہ حجت نہین کیجا سکتی کہ وہ چہتیں اوس جگہہ پر استعمال کی جاتی ہین اور یہ کہ کسی حالتیں وے الات قماربازی یا داؤن نہین ہین۔

۱۸ نسبت داؤ کے اوس پر فیصلہ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گوبند حاوی ہے۔

۱۹ کتب ہاے حساب پر مقدمہ لولٹ بنام تامس (۱) حاوی ہے۔

۲۰ نسبت گھڑی کے کوئی کوشش اس بات کے ثابت کرنیکی نہین کی گئی کہ کوئی خاص بات اوسکی نسبت ایسی تھی کہ وہ بعض اوقات فقط بازی لگانے کے لئے استعمال کیجاتی تھی اور دیگر اوقات پر وہ لوگ جو وہان آتے تہے دوسری اغراض کے لئے استعمال کرتے تہے۔

۲۱ اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کوئی شہادت نہین ہے کہ کوئی شخص اون اندراجات کا پابند ہے جو کتابون مین کئے جاتے اور انہون نے یہ بحث کی کہ کسی حالت مین بموجب اُس ایکٹ کے اینن سے کوئی چیز آلات قماربازی نہین ہین۔

۲۲ نسبت لفظ "استعمال" کے۔ اُس سے استعمال واقعی وہان پر مراد نہین ہے۔ بموجب اُس دفعہ کے یہ سمجہا جانا مقصود ہے کہ کوئی شے جو ذرا بھی بازی لگانے یا بازی ختم کرنیمین مدد دیتی ہے وہ ایک آلہ قماربازی ہے لیکن وہی آلات جو درحقیقت داؤ لگانے مین استعمال کئے جاتے ہین جو کوئی ایسی چیز ہے جو فی الحقیقت

(۱) لا رپورٹ کوئنس بینچ جلد ۷ صفحہ ۱۴۵

۱۸۹۴ء ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کانجی بھیم جی

اوس غرض کے لئے کیجاتی ہے یا کوئی ایسی چیز ہے جو اوسکے لئے موضوع کیجاتی ہے۔
۴۳۔ انگلستان مین ایک خاص قانون بازی لگانے کے مکانون کیواسطے ہے جو ہملوگون کے یہان نہین ہے اور اونہون نے قوانین انگلستان متعلقہ مکانات قماربازی کا حوالہ دیا۔

۴۴۔ جو امور واسطے رائے ہائیکورٹ کے ہین وہ یہ ہین۔

اول۔ آیا ملزمان جنکی حفاظت اور انتظام مین وہ جگہہ تہی اوسے حسب منشاے دفعہ ۳۔ ایکٹ بمبئی نمبر ۳ سنہ ۱۸۸۷ء جیسا کہ ترمیم کیا گیا ہے بغرض قمارخانہ عامہ رکہتے یا استعمال کرتے تہے یا نہین اور۔
دوم آیا اونمین سے کوئی چیز یعنی کہڑی اور رجسٹر داؤ کا اور رسیدی یادداشتین اور کتابین یا چہتین مکانات ملحق کی ایسے آلات تہے جو حسب مراد دفعہ ۳۔ ایکٹ مذکور کے بطور اشیا یا وسایل قماربازی مع داؤ کے استعمال کئے جاتے تہے یا نہین۔

مسٹر لینگ قایم مقام ایڈوکیٹ جنرل منجانب سرکار۔ ملزمان نے وہ جگہہ بغرض قماربازی بارش کے کرایہ پر لی ہے اونہون نے وہان پر ایک گہڑی بغرض دیکہنے وقت دن کے بلکہ اوس سے بازی طے کرنیکی غرض سے رکہی ہین داؤ مالدار کے پاس رکہے اور جمع کئے جاتے ہین وہان کتابین رکہی ہین جنمین بازیان درج ہوتی ہین۔ میری یہ بحث ہے کہ گہڑی بطور ذریعہ قماربازی کے استعمال کیجاتی ہے اسیطرح چہتین مکانات ملحق کی بہی بطور ذریعہ قماربازی کے استعمال کیجاتی تہین۔

[پارسنس صاحب جج۔ تو تم یہہ بہی بحث کرسکتے ہو کہ بارش عمارت مذکور مین استعمال کیجاتی تہی۔]

یہی بحث مین کرتا ہون۔ ایک چہت ملحق سے مینہ اوس جگہہ پر گرتا تہا دفعہ ۳۔ ایکٹ بمبئی نمبر ۳ سنہ ۱۸۸۷ء مین جو لفظ استعمال کیا گیا ہے واقعی اوس سے مراد یہہ ہے کہ فی الحقیقت استعمال کیا گیا اور اوسکی پوری تعمیل ہونی چاہئے اوس ایکٹ کے دفعہ ۸ سے کوئی ایسا نتیجہ نہین اخذ کیا جاسکتا جو مجسٹریٹ کو اختیار ضایع کرنے اون اشیا کا بعد ثبوت جرم کے دے جو بطور آلات قماربازی کی استعمال کی گئی ہون۔ دفعہ ۸ اجازتی ہے۔ نظیر مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گوبند (۱) اس رائے کی مناقض نہین ہے۔

مسٹر انوریرٹی منجانب ملزمان۔ اگر واضعان قانون کا ارادہ بازی کے موقوف کرنیکا ہوتا تو وے ایک قانون اوس غرض کے لئے نافذ کرتے سٹیٹیوٹ ۱۶ و ۱۷ سنہ جلوس وکٹوریا باب ۱۱۹ صریحی طور پر مکان قماربازی کو قانونی تعریف قمارخانہ مین داخل کرتا ہے نیز دیکہو سٹیٹیوٹ ۳۱ و ۳۲ سنہ جلوس وکٹوریا باب ۱۱۹

(۱) انڈین لا رپورٹ ... [illegible]

۱۸۹۹ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
کانجی بھیم جی

اورکتاب انسکلوپیڈیا برٹانیکا مین سے لفظ گیم یا قمار بازی کا حوالہ دیا" وہ رکہنا ایک عام مکان قمار بازی کا ہندوستان مین مثل انگلستان کے داخل جرم نہین ہے - لوگون کا کسی خاص جگہہ پر واسطے بازی بارش کے جمع ہونا کچہہ خلاف قانون نہین ہے الفاظ "آلہ قمار بازی" مین کچہہ شک نہین کہ ذریعہ قمار بازی کا بہی شامل ہے - یہ دونون الفاظ مترادف ہین جیسا کہ ویبسٹر صاحب کی لغت مین ظاہر کیا گیا ہے لیکن وہ تعریف اُس گہڑی سے متعلق نہین ہے جو اس مقدمہ مین استعمال کی گئی ہے - بازیان بلحاظ گہڑی کے نہین لگائی جاتی ہین وے بہ لحاظ وقت کے لگائی جاتی ہین وے اوس گہڑی کے ذریعہ سے نہین طے کیجاتی ہین - اسلئے وہ گہڑی ایک آلہ یا وسیلہ دالونکا لگانیکا نہین ہے بازی کو گہڑی سے تعلق نہین ہے - آلہ قمار بازی وہ آلہ ہے جو خاص قمار بازی کی غرض سے موضوع ہوا ہو - مقدمات ملکہ معظمہ بنام وٹہل (۱) وملکہ معظمہ قیصر ہند بنام نروتم داس (۲) وملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گوبند (۳) و ملکہ معظمہ بنام راما (۴) وملکہ معظمہ بنام محمد (۵) ملاحظہ طلب -

ان مقدمات سے یہ ظاہر ہے کہ آلہ قمار بازی وہ آلہ ہے جو خاص قمار بازی کی غرض کے لئے موضوع یا مقصود ہو - الفاظ دیگر آلہ قمار بازی" مندرجہ دفعہ ۳ - ایکٹ بمبئی ۳ سنہ ۱۸۸۷ء سے اوسی قسم کا دوسرا آلہ مراد ہے - اس لئے گہڑی آلہ دو لون نہین ہے - دالو بغیر تعلق گہڑی کے لگایا جاتا ہے عوام کی آمد و رفت کی جگہہ مین یہ ایک آرام کی چیز ہے نسبت جہت مکان ملحق کے اوس ایکٹ مین جو تعریف لفظ "آلہ" کی ہے اُس سے ظاہر ہے کہ وہ ایک شے منقولہ قابل لمس ہے اوس مین جایداد غیر منقولہ داخل نہین ہے چہت ایک شے منقولہ قابل لمس نہین ہے اور اس لئے وہ ایک آلہ قمار بازی نہین ہے لفظ "استعمال کیا گیا" جیسا کہ ایکٹ بمبئی ۱ سنہ ۱۸۹۰ء مین تعریف آلات قمار بازی مین دیا ہوا ہے وہ ایک لفظ وسیع معنی کا نہین ہے اوس سے یہہ مراد نہین ہے کہ واقعی استعمال کیا گیا ہو - بلکہ معمولی طور پر استعمال کیا گیا ہو دالو نا سکے آلات قمار بازی نہین ہین -

مسٹر لنگ نے جواب مین کہا : مقدمات جنکا حوالہ دیا گیا ہے قبل نافذ ہونے ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۹۰ء کے فیصل ہوئے تہے - جو تعریف آلات قمار بازی" کی اس ایکٹ مین مندرج ہے وہ بہت وسیع ہے اور اسمین کوئی چیز اور ہر چیز داخل ہے جو بطور ذریعہ قمار بازی کے استعمال کیجاتی ہے -

پارسنس صاحب جسٹس - لفظ استعمال کیا گیا" سے تمہاری کیا مراد ہے -

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۹ - (۴) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی نظایر فوجداری مورخہ ۱۹ جون ۱۸۷۳ء
(۲) " " " جلد ۱۳ صفحہ ۱۸۶ (۵) " " " " " نمبر ۲۷ سنہ ۱۸۸۶ء
(۳) " " " جلد ۱۶ صفحہ ۲۸۴

۱۸۹۱ء
ملکہ معظمہ قیصرہند
بنام
کانجی بھیم جی

مین سمجھتا ہون کہ واقعی بطور ایک آلہ یا وسیلہ قمار بازی کے استعمال کیا گیا ہو گھڑی بغرض داؤ لگانیکے استعمال کی جاتی ہے مشتبہ حالت مین بازیان اوسی گھڑی کے ذریعہ سے طے کیجاتی تہین اُس مکان مین گھڑی لگانے سے یہ غرض تہی کہ بازیان طے کیجاوین بغیر ضروری ہے کہ اُس گھڑی کو لوگ اور غرض کے لئے استعمال کرتے تہے نسبت بازیون کے یہ کہنا بیکار ہے کہ بازیان مادہ شرط نہین ہین چہت بہی بغرض قمار بازی کے استعمال کیجاتی ہے۔

رانڈنگ صاحب جسٹس ۔ کیا چہت ایک شئے الہ ہے۔

مسٹر لینگ لفظ شئے کے معنی چیز کے ہین چہت بغرض سٹہ کرنے بازیون کے استعمال کیجاتی ہے لوگ اوس مکان پر کہڑے ہوتے ہین اور چہت مذکور کو بازیان سٹہ کرنے کے لئے استعمال کرتے ہین اگر ایک مکان واسطے بازی بدنے کسی چیز کے جو کہ ہی ابہمہ ہو رکہا جاوے تو وہ اندر تعریف ایک قمار خانہ عام کے داخل ہوتا ہے۔

عدالت نے غور کرنا چاہا۔

پارسنس صاحب جسٹس اس مقدمہ مین بحث سننے کے بعد سے میرے ذی علم ہمجلیس اور مین نے باہم مشورہ کیا ہے اور جو امر قانونی کہ جو پیدا ہوتے ہین اور نسبت مضمون اوس حکم کے جو برطبق استصواب کے صادر ہونا چاہئے ہماری ایک رائے باتفاق ہوئی ہم نے اس معاملہ کو اہم خیال کرکے اور اس لئے کہ اوس کی عمدہ طور پر توضیح ہوجاوے یہ طے کیا کہ تجویزین علیحدہ علیحدہ صادر کرین۔

چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے اس عدالت سے امور ذیل کی نسبت استصواب کیا ۔ اولاً ۔ آیا ملزمان کہ جن کی حفاظت اور انتظام مین وہ جگہہ تہی اوسے حسب مراد دفعہ ۳ ۔ ایکٹ بمبئی ۴ ؁ ۱۸۸۷ء جیسا کہ وہ ترمیم کیا گیا ہے بغرض قمار خانہ عام کے رکہتے یا استعمال کرتے تہے اور ثانیاً آیا کوئی شئے یعنی گھڑی اور روپیہ جو بازی لگایا گیا اور پیڑہیان یا دکانین اور کتابین یا چہتین مکانات ملحق کی ایسے آلات تہے جو حسب مراد دفعہ ۳ ایکٹ مذکور کے بطور اشیا او وسائل قمار بازی مع داؤ کے استعمال کئے جاتے تہے یا نہین اونکے استصواب سے ظاہر ہے کہ جگہہ متنازعہ بطور عام مکان بازی لگانے کے واسطے نفع شخص ذیل کے استعمال کیجاتی تہی چونکہ قمار بازی مین از روے احکام ایکٹ بمبئی ۱۸۹۰ء کے داؤ لگانا داخل ہے لہذا وہ جگہہ قمار خانہ عام ہوگا اگر تاش یا پانسے یا میزین یا دیگر الات قمار بازی یا داؤ لگانے کے وہان رکہے یا استعمال کئے گئے ہین (دیکہو دفعہ ۳ ۔ ایکٹ انسداد قمار بازی مجریہ بمبئی نمبر ۴ ؁ ۱۸۸۷ء)

۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
کانجی بھیم جی

الفاظ آلات قماربازی یا داؤ لگانے مین ازروے ایکٹ بمبئی نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۰ء کے کوئی چیز جو بطور شے یا وسیلہ قماربازی یا داؤ لگانے کے استعمال کیجاوے شامل ہوتی ہے لہذا وہ امر خود بخود اسپر محدود ہوتا ہے "آیا کوئی چیز جو بطور شے یا وسیلہ داؤ لگانے کے استعمال ہوتی ہے جگہہ متنازعہ پر رکھی یا استعمال کی جاتی ہے یا نہین۔ ایڈوکیٹ جنرل نے منجانب سرکار یہہ بحث کی کہ لفظ "استعمال کیا گیا" سے جہان کہ وہ جملہ مذکورہ بالا مین پہلے واقع ہوتا ہے۔ جو اوس تعریف مین سے لیا گیا ہے جو ایکٹ بمبئی نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۰ء مین مندرج ہے مراد واقعی استعمال کئے جانے سے ہے مسٹر الورڈی نے منجانب ملزمان یہ بحث کی کہ وہ لفظ ضرور اون چیزون پر محدود ہونا چاہئے جو خاص کر بغرض داؤ لگانے کے تجویز کی گئین اور استعمال کے واسطے مقصود ہون اور اونہون نے بتائید اپنی بحث کے مقدمات اور راے جارڈین صاحب جسٹس بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گوبندا (۱) حوالہ دیا بعد غور کامل اون کی بحث اور اون سندون کے جنکا اونہون نے حوالہ دیا مین سواے اس کے اور کوئی نتیجہ اخذ نہین کرسکتا کہ لفظ "استعمال کیا گیا" کو ضرور اوس کے معمولی معنی مین سمجھنا چاہئے اور یہہ کہ وہ واقعی استعمال سے علاقہ رکھتا ہے یعنی میری یہہ راے ہے کہ کوئی چیز جو بطور شئے یا وسیلہ داؤ لگانے کے استعمال کی جاتی ہے چاہے وہ شے کسی قسم کی ہو وہ تعریف آلات قماربازی یا داؤ لگانے مین داخل ہوتی ہے مین دفعہ ۸ مین کوئی بات ایسی نہین دیکھتا جو اس راے کے خلاف ہو کیونکہ اختیار صادر کرنے حکم نسبت ضایع کرنے اون اشیا کے جو ایک قمارخانہ عام مین پائی گئین محض اجازتی اور مجسٹریٹ صرف اُس شئے کے ضایع کرنے کا حکم دے گا جو ضایع ہونی چاہئے اور ہوسکتی ہے ایکٹ سنہ ۱۸۹۰ء مین کوئی اشارہ کسی ارادہ کا واسطے روکنے معنی لفظ "استعمال کیا گیا" کے نہین ہے اور فیصلون پر غور کرنے سے اسبات کا خیال کرنا قریب ناممکن کے ہے کہ واضعان قانون نے اگر اونکا یہہ ارادہ ہوا ہوتا کہ اشیاے محدود ہون تو اونہون نے بوقت صادر کرنے ایکٹ مذکور کے صاف طور پر ایسی شرط نہ قایم کی ہوتی اور آیا کوئی چیز بطور شئے یا وسیلہ قماربازی یا داؤ کے استعمال کی گئی ہے یا نہین یہہ ایک امر واقعاتی ہے جو ہر مقدمہ مین اوپر شہادت کے طے ہونا چاہئے یہ ایسا امر نہیں ہے جسپر مین اس قسم کے استصواب مین غور کرنا پسند کرون کیونکہ درصورت ثبوت جرم کے ملزمان کو موقع اپیل کرینگا "گا جسمین صحت تجویز کی نسبت بحث کیجا سکیگی۔

(۱) انڈین لا رپورٹس بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۲۸۳۔

۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
کانجی بھیم جی

میرے خیال مین مراتب صدر سے استصواب کے لئے کافی جواب حاصل ہوتا اگر اوسمین مکانات ملحق کی چھتون کا ذکر ہوتا اور اگر اوسکی نسبت ایڈوکیٹ جنرل کے مباحثے ہوتے اس سے ہمکو یہ ضرورت ہوئی کہ قانونی معنی الفاظ "جگہہ متنازعہ مین رکھا یا استعمال کیا گیا" کے طے کرین جو امر متذکرہ اقبال کے آخر مین واقع ہوئے ہین اور جو اصل ایکٹ کی دفعہ ۴ سے لئے گئے ہین چھتین مکانات ملحقہ کی ہر گز طور پر جائے متنازعہ پر نہین رکھی گئی ہین - لیکن ایڈوکیٹ جنرل یہہ بحث کرتے ہین اور سے چھتین وہان استعمال کی جاتی ہین کیونکہ وے بغرض داؤ لگانے کے وہان کام مین لائی جاتی ہین - اگر یہہ بحث درست ہے تو یہہ زیادہ آسان ہوتا کہ بمقابلہ ملزمان کے واسطے استعمال خود بارش کے کارروائی کی جاتی کیونکہ یہہ تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ اوس جگہہ مین بطور شے داؤ لگانے کے استعمال کیا جاتا تھا - کل بازیان بارش ہونے کے اوپر یا بارش ہونے کے خلاف لگائی جاتی تھین مگر مین کسی طور سے اس بحث کو قبول نہین کرسکتا مین خیال کرتا ہون کہ اوس جگہہ کو دفعہ کے اندر لانے کے لئے آلہ داؤ لگانے کا ضرور خود اوس جگہہ پر ہونا چاہئے خواہ وہان رکھا ہوا ہو یا وہان لایا جاوے اور وہان پر واسطے نفع یا فایدہ کے استعمال کیا جاوے اور یہہ کافی نہین ہے کہ داؤ اوس جگہہ کسی ایک یا دوسری چیز کے اوپر یا ذریعہ سے جو اوس جگہہ سے باہر ہو لگائے گئے اس کے خلاف تجویز کرنا مین خیال کرتا ہون کہ اوس دفعہ کی عبارت پر حملہ کرنا ہوگا اور نیز برخلاف احکام دفعہ ۵ لغایت ۸ کے ہوگا اس لئے چھتین مکانات ملحق کی ضرور ان چیزون کی فہرست مین سے نکال لینی چاہئے جو اس جگہہ از روے قانون بطور شے یا وسیلہ داؤ کے استعمال کئے جانے کے قابل ہین

دوسری چیز جسپر بحث مین استدلال کیا گیا ہے کہ اوس تعریف مین آتی ہے وہ گھڑی ہے بموجب ایکٹ کور کے وہ آلہ داؤ لگانیکا ہوتی اگر وہ بطور شے یا وسیلہ داؤ کے استعمال کیجاتی مثلاً اگر داؤ منحصر اوپر اوس وقت کے ہوتا یا اوس وقت کے ذریعہ سے طے ہوتا جو اوس گھڑی مین رہتا تھا تو مین خیال کرتا ہون کہ وہ بطور وسیلہ داؤ کے استعمال مین آتی مگر جیسا مین پہلے کہہ چکا ہون ایک امر اتفاقی ہے جسپر مین راے بھی ظاہر کرنا نہین چاہتا کیونکہ یہ امر ہمارے سامنے ایک دوسری شکل مین آسکتا ہے اگر مین چاہتا تو بھی مین اس استصواب مین ایسا نہین کرسکتا تھا کیونکہ ہمارے پاس شہادت نہین ہے اور صاحب مجسٹریٹ نے خود اس امر کو تجویز نہین کیا جو کچھہ انہون نے کہا ہے وہ محض یہہ ہے کہ گھڑی صحیح وقت کہتی تھی اور اوسکی حفاظت وامو شش کرتا تھا اور یہ کہ اگر ضرورت ہوتی تھی تو لوگ اوس گھڑی سے وقت دیکھکر بازیان طے کرتے تھے لیکن جن حالتون مین شک نہین ہوتا تھا تو بغیر دیکھے گھڑی کے طے کرتے تھے

سنہ ۱۸۹ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
...

میں اس سے یہ نتیجہ نہین نکال سکتا ہون کہ بازیابی بلحاظ مدت اس گہڑی کے مدعی مالک تہین اور طے ہوا کرتی تہین اور ظاہر اس امر کا ثابت کرنا بدین غرض ضرور ہے کہ گہڑی مذکور الہ داؤ لگانے کا قرار دیا جاے ۔

حکم عدالت یہ ہے کہ استصواب جوابات ذیل کے چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کی پاس واپس کردیا جاے یعنی (۱) ما حصر اثبات مین اگر کوئی چیز مثل شے یا ذریعہ داؤ کے اُسجگہہ پر رکہی یا استعمال کیجاتی ہو (۲) بجز جہت مکانات متعلقہ کے جو اُسجگہہ کے اندر نہین ہین کوئی ایک شئے اشیاے مذکورہ مین سے داؤ لگانے کی ہوسکتی ہے اگر وہ اُس جگہہ کے اندر ہو اور فی الواقع اُسجگہہ مثل ایک چیز یا ذریعہ داؤ لگانے کے رکہی گئی ہو یا استعمال کیگئی ہو مگر نہ دوسری طرح پر۔ مجسٹریٹ کو چاہیے کہ مقدمہ کی تجویز کو موجب جوابات مندرجہ بالا کے تکمیل کرے خرچہ اس استصواب کا ملزمان اگر وے بالآخر سزایاب ہون ادا کرین لیکن نتیجہ مقدمہ کا برات ہو تو سرکار ادا کرے ۔

ٹیلنگ صاحب جسٹس ۔ یہ مقدمہ عدالت کے روبرو بربنا استصواب منجانب چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ حسب دفعہ ۴۳۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری پیش ہوا ہے امور استصوابی حسب ذیل ہین ۔

(۱) آیا ملزم جسکے سپرد مقام مذکور کی خبرگیری اور انتظام تہا اُسمقام کو واسطے غرض ایک عام قمار خانہ کے حسب مراد دفعہ ۳ ایکٹ بمبئی نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۷ء ترمیم شدہ کے رکہتا یا استعمال کرتا تہا ۔

(۲) آیا کوئی اشیا یعنی گہڑی اور روپیہ جو داؤ مین رکہا گیا تہا اور رسیدیں یا دکانات اور کتب یا سکاؤٹ متعلقہ کی جہت ایسے آلات تہے جو بطور اشیا و وسایل قماربازی جس مین داؤ لگانا بہی شامل ہے حسب معنی دفعہ ۳ ایکٹ مذکور کے رکہی یا استعمال کیگئی ۔

ان سوالات مین سے نمبر ۱ کا جواب اُس جواب کو جو نمبر ۲ کا دیا جاتا طے کرتا ہے لہذا بحث جو ہمارے روبرو کی گئی ہے وہ بجانب توضیح اس امر کے راجع ہے آیا کوئی شے اون خاص اشیا مین سے جو سوال دوم مین بیان ہوئی ہین اور خاصکر گہڑی اور روپیہ جو داؤ پر لگایا گیا تہا ۔ اور جہتیں آلات یا اشیا یا وسایل داؤ لگانیکے حسب معنی دفعہ ۳ ۔ ایکٹ بمبئی نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۷ء جسطرح کہ اوسکی تعبیر بامداد ایکٹ بمبئی نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۰ء کی گئی ہین یا نہین مین پہلے اون اشیا کی نسبت تجویز کرونگا جنکی نسبت بحث ہوئی تہی یعنی رسیدہا یادکانات اور کتابین میری یہ راے ہے کہ بیانات مقدمہ محولہ پر لحاظ کرنے سے اون مین سے کسیکا بہی اندر نحواے قوانین قماربازی کے داخل ہونا تجویز نہین ہوسکتا ہے دکان متعلم لنسبت یا یون کہو کہ دفتر اس آدمی کا ہے جو ایک جسٹر اون بازیون کا رکہتا ہے جو لگائی جائیں اور کتب وہ ہین جنہیں بازیان درج رجسٹر کیجاتی ہین میری راے مین وہ زر لون ایسی زیادہ بعید طور پر داؤ لگانے سے متعلق ہین کہ صحیح طور پر مثل آلات یا وسایل یا اشیاے داؤ لگانے کے بیان نہین کیجا سکتین وے مجکو موجب بیانات شمولہ مقدمہ کے صرف امداد بغرض محفوظی شہادت متعلقہ جو معاملہ مکمل داؤ لگانے کے معلوم ہوتی ہین نسبت روپیہ کے جو داؤ پر لگایا گیا مین خیال کرتا ہون

[illegible] بیان کرین بلکہ زیادہ ... اشیار والو لگانیکے بہی ... یاوسائل [illegible]

دفعات ۵ و ۸ ... اس رائے کی تائید ... ہوتا ہے [illegible]

ظاہر کی ہے ... نے بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام گو ... جیلس ... [illegible]

اس موقع پر یہ طے کرنا ... خیال کرنا چاہئے مین ... کی نسبت [illegible]

جیسا کہ مقدمہ مین ... استعمال کیجاتی ہین ... اغراض ان بازیون کے [illegible]

لفظ اشیاء ... علاوہ برین ... یا ... ہین [illegible]

مقام مذکور ... مجکو یہ کہنا کافی معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]

اور بلحاظ احکام ... صریحاً نہین رکھی گئی ہین ... [illegible]

کی تائید ... جو مین نے اثناء بحث مین ظاہر کی تہی ... اس [illegible]

ایسے مقام مین مستعمل ... کہ اشیاء مخصوص کسی ... نہین ہوسکتا تہا [illegible]

[illegible] ہوا ہے۔

[illegible] گہڑی کی نسبت مین اقرار کرتا ہون کہ مجکو بہت بڑا شک معلوم

[illegible] کہ واقعات مندرجہ مقدمہ سے کافی طور پر کامل

[illegible] صاف ظاہر نہین ہے کہ آیا فی الحقیقت گہڑی کبہی

[illegible] بازی کے دیکہی جاتی تہی جو مقام مذکور مین ہوتے تہے کل جو کچہہ مجسٹریٹ

[illegible] بابت مینہہ برسنے کے وہ اشخاص اس جگہہ پر طے کرتے تہے جو دیکہتے

[illegible] ہوکر اجنکو ان خاص بازی لگانے والون نے

[illegible] پسند کیا تہا ... جو وقت کو اوس گہڑی مین اگر ضرورت ہوتی تہی دیکہتے تہے

[illegible] بغیر دیکہے اس گہڑی کے طے کرتے تہے" یہ امر بالکل صحیح نہین ہے

[illegible] ہوتا کہ آیا تصفیہ نسبت وقت کے اسطور پر ہوتا تہا کہ بازی لگانے

[illegible] اشخاص جو اوس مقام پر ہوتے تہے ایسا کرتے تہے یا آیا مال

[illegible] کرلیتا تہا ... گہڑی دیکہکر اس غرض سے کہ جو شخص جیتنے والا ظاہر کیا جاتا تہا

[illegible] بازیون کی نسبت تجویز کرے ایسا ہوتا ہو مین فی الحال کچہہ زیادہ نہین کہتا

[illegible] لون مین مختلف نتیجے نکلین۔

[illegible] کہ اگر ... الوریرٹی کی دلیل تمام وکمال صحیح ہے تو یہہ سب امور غیر اہم ہو جاوینگے وہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ [illegible]

بحث کرتے ہین کہ تعبیر جملہ آلات قمار بازی مندرجہ مقدمہ والسیہ بنام ... [illegible] ... نے ایک نظیر سے زیادہ نظیرون مین اختیار کیا ہے با وصف ایک ... [illegible] ... فی الحقیقت جارڈین صاحب جسٹس کی راے معلوم ہوتی ہے ... [illegible] ... متفق ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے مین بادی النظر مین کہتا ہون کہ ... [illegible] ... ردبدل کل اسناد موجود تہین ایک تعبیر جدید الفاظ آلات قمار بازی کی ... [illegible] ... منشا الفاظ کی مقصود تہی اور دوم مین خیال کرتا ہون کہ ... [illegible] ... معنی سے وسیع تر ہین جو لفظ آلہ کے بروے فیصلہ یا ... [illegible] ... داؤ لگانے کے کو اوسکے معمول با عادہ معنی سمجہکر ... [illegible] ... کہ یہ کسیقدر زیادہ وسیع بطور مناسب سمجہے جا سکتے ... [illegible] ... قانون جداگانہ کے تعریف اخرالذکر مین داخل کئے گئے ... [illegible] ... ہے کہ کسیقدر وسعت دینا منشاے قانون سابق کو ... [illegible] ... قانون سے متعلق ہین جن مین دونون الفاظ یعنی آلہ ... [illegible] ... نہ ہونگے جہان صرف لفظ آلات استعمال اول ... [illegible] ... کیگئی پیچہے سے بغرض اضافہ کرنے لفظ ذریعہ کے صادر ہوا پس ... [illegible] ... ان تمدنی نظایر کا ہنین تجویز کرسکتے جنکا حوالہ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام ... [illegible] ... ان نظایر کے بحث کو دیکہنے سے مین خیال کرتا ہون کہ ہمکو نتیجہ اخذ کرنا چاہئے کہ ... [illegible] ... یا داؤ لگانے کا ہوسکتی ہے باوجودیکہ وہ اوس غرض کے لئے ... [illegible] ... یا مقصود ہو یا اولاً اوس غرض کے لئے استعمال کی گئی ہو یا اوس کام کے لئے مقرر کی گئی ہو۔ یا یہ ثابت ... کوئی ... کام اسکا نہین ہے اوس معنی ہین کہ جس مین یہہ مختلف الفاظ اون نظایر مین استعمال کئے گئے ہین جو اس بحث کی نسبت ہین مجکو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کی ... [illegible] ... قانون ... سے جیسا کہ ہمکو دیکہنا لازم ہے ہمکو یہ تجویز کرنا چاہئے کہ کوئی شئے جو ... بطور وسیلہ داؤ لگانے کے استعمال کی گئی ہو اوس کا اوس تعریف کے اندر داخل ہونا ضرور تجویز کیا جانا چاہئے ... [illegible] ... کام یا کامون مین بہی آسکتی ہو یہ قابل لحاظ ہے کہ اس تعبیر ... متعلق ... [illegible] ... صاحب جسٹس نے مقدمہ ٹولیٹ بنام ٹامس (۳) کی ہین یعنی یہ کہ اگر ... آلات ... [illegible] ... تو ہم سب کے پاس خطرناک الات رہتے ہین سب لوگ ... فی الحقیقت ... [illegible]

(۱) لاجرنل مقدمات متفرقہ جلد ۴۳ صفحہ ۵۰ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ... (۳) ... لا رپورٹ کوئنس بنچ ... صفحہ ۵۱۴

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کانجی نہیم جی

داؤ لگانے یا قمار بازی کے بغیر استعمال کرتے ہین اور جہانتک کہ وہ استعمال کرتی ہین مین نہین جانتا کہ بموجب ہمارے قوانین کے اونکی نسبت یہ تجویز کیون نہ کی جاے کہ آلات خطرناک اونکے پاس رہتے ہین۔ مین یہ خیال کرتا ہون کہ دفعہ مذکور بر اس راے کے خلاف ہے مجکو شبہہ ہے کہ آیا بموجب فیصلہ مقدمہ جولیس بنام بشپ آف اکسفورڈ (۱) کے اس دفعہ کی حسب بحث مسٹر الوویرڈی کے یہ تعبیر کرنی چاہئے کہ وہ لازمی ہے لیکن اگر اوسکی ایسی تعبیر بھی کیجاے تو مجکو بالکل یقین نہین ہے کہ وہ تکلیف دہ اور خوفناک نتایج ضرور یا خواہ مخواہ پیدا ہونگے ۔

مجکو شاید ایک اور امر پر لحاظ کرنا چاہئے مسٹر الوویرڈی نے وبسٹر صاحب کی لغت کا یہ ظاہر کرنیکو حوالہ دیا ہے کہ "آلہ یا وسایل" ایسے الفاظ ہین کہ جو ایک بجاے دوسرے کے استعمال ہو سکتے ہین بہ تسلیم اس بات کے مین یہ خیال کرنیکی جرات کرتا ہون کہ نتیجہ مظہرہ بالا تاہم ناقص نہین ہو جاتا کیونکہ صریحاً مین یہ دلیل کرنا غلط سمجھتا ہون کہ چونکہ وسایل کے بجاے آلہ استعمال ہو سکتا ہے اور آلہ کی بروے فیصلہ جات عدالت بعض ایکٹون مین ایک معنی محدود مین تعبیر ہوئی ہے اسلئے وسایل کی بھی ضرور وہی محدود تعبیر دیگر ایکٹون مین ہونی چاہئے ۔ گو یہ دیگر ایکٹہاے مذکور بھی مساوی المواد ہین ۔ مین وجوہ واسطے اختیار کرنے دوسرے طریقہ تعبیر کے بیان کر چکا ہون اور یہان پر صرف مین یہ اور کہونگا کہ مجکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آلہ اور وسیلہ ایک دوسرے کی جگہہ استعمال ہو سکتے ہون اور بموجب لغت وبسٹر صاحب کے برابر وسعت صرف اوسوقت رکہتے ہین جبکہ معنی دونون الفاظ مذکور کے عام طور پر لئے جاوین نہ کہ محدود طور پر جیسا کہ مقدمہ والٹن بنام مارٹن (۲) اور اوس قسم کے دوسرے مقدمون مین ہے ۔

نتیجہ یہ ہے کہ میری راے مین گہڑی متنازعہ مقدمہ ہذا باوجود اسکے کہ بیشک جیسا کہ مقدمہ مین بیان کیا گیا ہے دوسرے کامون مین استعمال کی گئی ہے کیونکہ وہ فی الحقیقت قابل استعمال کئے جانیکے دوسرے کامون مین ہے تاہم از روے قانون بطور آلہ یا وسیلہ داؤ لگانیکے حسب مراد ایکٹہاے انسداد قمار بازی استعمال کیجا سکتی ہے ۔ اور آیا از روے واقعات وہ اسطور پر استعمال کیگئی یا نہین یہ ایک ایسی بات ہے کہ جسپر ہم اپنی راے مناسب طور سے حسب مراد دفعہ ۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے نہین دے سکتے ۔

اسلئے مجکو پارسنس صاحب جسٹس کے ساتھ اس بات کے خیال کرنے مین اتفاق ہے کہ چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کو ضرور یہ اختیار رہنا چاہئے کہ وہ اپنی تجویز بلحاظ اوس شہادت کے کہ جو اونکے روبرو ہے بہ نسبت امور واقعاتی کے کرین اور پہر یہ فیصلہ کرین کہ آیا شرائط مندرجہ دفعہ ۴ ایکٹ مذکور کی بلحاظ تعبیر اون شرائط کے کہ جو ہمنے اب بیان کی ہین تعمیل ہوئی یا نہین ۔

(۱) مقدمات اپیل جلد ۵ صفحہ ۱۴۱ ۔ (۲) لاجرنل مقدمات متفرقہ جلد ۳۴ صفحہ ۵

۱۸۹۲ء — بھوگی لال بنام امرت لال

کیونکہ مین خیال کرتا ہون کہ یہ بحث کرنا صاف طور پر مفید نہین ہوگا کہ وسائل ممکن التبدیل یہ از راہ زمین اور بروئے فیصلہ جوڈیشل اوزار خاص ایکٹون مین ایک محدود معنون مین تعبیر کیا گیا ہے بدینوجہ وسائل سے کبھی فی نفسہ وہی محدود معنے دیگر ایکٹون مین رکھنے ضروری ہین گو یہ ہر گز ایکٹ مانے ایک ہم منتا یہ حالت مین ہین جنسے ہمیشہ سے وجوہات نسبت اختیار کرنے ایک جداگانہ طریقہ معانی ظاہر کے ہین اور اسکے مین صرف یہ اظہار کرونگا کہ مجھے یہ واضح ہوتا ہے کہ ڈسٹرکٹ کی رائے کے مطابق اوزار یا وسائل ممکن التبدیل اور ہم مسعت بیز صرف بحکم حالی ان دو الفاظ کی محدود نہین بلکہ عام طور پر لئے گئی ہین جیسا کہ یہ بمقدمہ مسر بنام ہارٹن (۱) و دیگر مقدمات اُسی قسم مین لئے گئے ہین۔

میری رائے مین نتیجہ ہے کہ کلاک تنازعہ فیہ گو بحیثیت ہو سکتا ہو اور جیسا کہ مقدمہ مین بیان کیا گیا ہے اور واقعی اُسکو اسیطرح کام مین لایا جا سکتا ہے بغرض دیگر مطالب کام مین لایا گیا ہے گو کہ بروئے قانون وہ بطور اوزار یا وسائل صاحب منشائے ایکٹ انسداد قمار بازی کے بھی استعمال کیا گیا ہے

بدینوجہ مین پارسن صاحب جج سے اس امر کے خیال کرنے مین متفق الرائے ہون کہ چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ برطبق شہادت پیش آمدہ نسبت سوالات دفعہ مذکور خود اپنی تجویز پر کاربند رہیگا اور تب یہ امر فیصلہ کرنا چاہیے کہ آیا شرائط مندرجہ دفعہ ۳ کی بابت بلحاظ معانی شرائط جنکی بابت ہمنے حال مین بیان کیا ہے اطمینان کیا گیا ہے

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سر چارلس سرجنٹ نائٹ چیف جسٹس و بیلی صاحب جسٹس

۱۸۹۲ء — ۱۰ ستمبر

بمبئی برہما ٹریڈنگ کارپوریشن لیمیٹڈ ابتداءً مدعا علیہم (اپیلانٹان) بنام الیف پارک سمتھ ابتداءً مدعی (رسپانڈنٹ)٭

کمپنی حصہ دار حقوق وصی یا مہتمم ایک شریک حصہ دار متوفی ایک حصہ کا قابض ہونا۔ اقرارنامہ اسکی تعمیر ڈگری استقراریہ۔ ایکٹ دادرسی خاص نمبر ا سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۴۲۔ اعتراض جو پہلے مرتبہ اپیل مین اٹھایا گیا۔ عملدرآمد۔ ضابطہ۔

سنہ ۱۸۶۳ء مین پہلے ڈبلیو ویلس نے ایک وسیع کارخانہ لکڑی کا برہما مین جاری کیا۔ اس سال مین مدعا علیہ کمپنی اس کاروبار اور اُسکے متعلقہ سرمایہ وجائداد کے لینے کیلئے قائم ہوئی

٭ نالش نمبری ۴۹۲ سنہ ۱۸۹۰ء

بمبی برما ٹریڈنگ کارپوریشن لمیٹڈ
بنام
ایف یورک سمتھ

نقد سرمایہ کمپنی ۵ لاکھ روپیہ تہا جو کہ ہزار حصہ مالیتی فی ۵۰۰ روپیہ مین تقسیم کیا گیا ۲۲ جولائی ۱۸۶۳ء کو بغرض سہولت ایک اقرارنامہ مابین ڈبلیو ولیس اور مدعا علیہ کمپنی کے عمل مین آیا جسکے رو سے وہ اسباب اور جائداد کمپنی کی تفویض کیگئی جو منتقل ہونیکو تھی اور اسکی دو قسمتوں مین تقسیم کی گئی (الف) منقولہ جائداد جس مین کہ جائداد غیر منقولہ عمارات وغیرہ مالیتی ۴ لاکھ ۶۰ ہزار روپیہ یا قریب اسکے شامل نہین (ب) دیگر جائداد جس مین جنگل کے کاروبار اور معاہدات قیمتی یا دیگر بادشاہ برہما کے عطا کردہ حقوق یا بخششین وغیرہ داخل نہین پہر اسی آگے اقرارنامہ مین ذکر کیا گیا تہا جو کہ ڈبلیو ولیس کو ان ہر ایک قسم کی جائداد کے عوض مین ملتا تہا یعنی جائداد الف کے عوض مین بمطابق فقرہ ۱۱ اقرارنامہ اسکو ۱۰۰ حصہ کمپنی کے پورے ادا شدہ دینے کیلئے لکہے گئے تہے۔ اس فقرہ مین بہ احکام نسبت ادائیگی متعلق آئندہ ان حصص کے مندرج ہین اور ایک حکم سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کمپنی کے ڈائرکٹر تاریخ رجسٹری کمپنی سے تا عرصہ پانچ سال ڈبلیو ولیس یا اسکے اوصیا یا قائمقام کل حصص یا بعض حصص کے کسی انتقال کے جواز کی تسلیم کرتے ہین یا اسکی نسبت منادی دینے پر مجبور نہ ہو سکینگے دیگر جائداد کی نسبت حسب فقرہ ۱۳ یہ قرار دیا گیا کہ ڈبلیو ولیس جبتک اوصیا یا قائمقام سو حصہ کے قابض رہین ایک مرج یا زائد منفعت کا مستحق ہوگا جو کہ ایسے صریح منافع سے ادا ہوگا جو کسی سال مین بعد ادائیگی ۱۲ فیصدی کے اس تمام حصص کمپنی کو معہ ۱۰۰ حصص مذکورہ بالا کے بعد منہائی اسقدر رقم کے جو ڈائرکٹرون کی رای پر سرمایہ محفوظ مین داخل کرنے مناسب ہو۔ باقی بچ رہے مذکورہ بالا فقرہ ۱۳ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر ڈبلیو ولیس اس عرصہ پانچ سال کے درمیان مرگیا تو اسکے اوصیا یا قائمقام بعد اختتام اس عرصہ کے اس مرج یا زائد منفعت کے مستحق ہونگے لیکن باوجودیکہ وہ حصص مذکورہ پر قابض رہینگے اس اقرارنامہ کی تکمیل کے بعد ڈبلیو ولیس نے تمام کارخانہ معہ جائداد کے مدعا علیہ کمپنی کے حوالہ کردیا اور اسکو کامل اداشدہ حصص حسب فقرہ ۱۱ اقرارنامہ کے مسٹر ڈبلیو ولیس کے ہاتھ آئے اور اسکا نام رجسٹر حصہ داران مین درج ہوگیا ۱۸۸۸ء مین ڈبلیو ولیس نے انگلستان مین سکونت مستقل اختیار کی اور وہان مرگیا۔ اسنے وصیت کی جسکی رو سے اسنے تین بھائیون آر ولیس ایل اے ولیس اور اے ایف ولیس کو اپنا وصی مقرر کیا اور ہدایت کی کہ اسکے اوصیا مذکورہ بالا حصص معہ منافع حاصل کرین اور اسکے بھائیون کی مقبوضجات پر اسطرح تصرف کرین کہ گویا وہ ایکسی زیادہ بالاشتراک کاشتکاران تہے آر ولیس موصی کے حین حیات مین مرگیا اور نقطہ اے ایف ولیس نے وصیتنامہ کو ثابت کیا ۲۷ ستمبر ۱۸۸۸ء کو چٹہیات ہیتمی بک ساتہہ وصیتنامہ منسلک تہا بحکم ہائیکورٹ بمبئی بمقدمہ ہذا ایف یورک سمتھ کو بحیثیت اٹرنی لٹ ایف ولیس وصی مذکورہ بالا کے عطا کیگئین ۲۹ ستمبر ۱۸۸۹ء کو مذکورہ بالا چٹہیات ہیتمی مدعا علیہ کمپنی کے سامنے پیش ہوئین اور رجسٹر کیگئین ۱۰۰ حصہ مذکورہ موصی کے نام رجسٹر حصہ داران مین درج کیا گیا کیفیت بحث رجسٹر کے مقابل خانہ مین قلمبند اندراج ہوگیا کہ انڈیا مین *

سنہ ۹۲

بمبئی بہابڈنگ کارپوریشن لمیٹڈ

بنام

الف یورک سمتھ

اہتمام جائداد ڈبلیو ویلس کا ڈبلیو ایف ویلس کے اٹرنی مسٹر فریڈرک یورک سمتھ کو عطا کیا گیا بجز اس قدر اہتمام جسپر موصی کی وفات تک جون کا قبضہ رہا۔

مدعی نے اب اس امر کے استقرار کیلئے نالش کی کہ اقرارنامہ فقرہ ۱۳ تا حال عامل ہی اور اسلئے وہ بحیثیت مہتمم ترجیحی اندرایند منفعت واجب الادا النبت ۱۰۰ حصص مذکورہ کا مستحق ہے اور جب کبھی کہ اسقدر کافی صریح منافع جمع ہو جاویں کہ انسے حسب مذکور فقرہ ادائیگی ہوسکے کمپنی نے مدعی کے دعوی کی بابت اعتراض کیا۔ انہوں نے حجت اٹھائی کہ الف ویلس جو موصی کی وصیت کو ثابت کرنیوالا تھا بحیثیت وصی حصص کا قبضہ رکھنے سے بند ہو چکا تہا اور اسلئے وہ اسکا قبضہ فقط بحیثیت امین جیسا کہ خاص وصیت نامہ سے ظاہر ہوتا ہی رکھتا تھا لیکن وہ دسعورت مین اس ترجیحی منافعجات کا مستحق ہو گیا تہا بشرطیکہ اسوقت جبکہ ایسی منفعتون کا استقرار ہوا تہا اسکے قبضہ مین بحیثیت ہو وصی یا بطور ہو جائداد غیر منقسم موصی کے رہتی۔ انہوں نے اس امر پر اصرار کیا کہ مدعی کو قبل اسکے کہ وہ استقرار کا مستحق ہو اول یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ اُن حصص کو بحیثیت وصی قبضہ مین لیا ہی

انگلینڈ مین موصی کے نام کمیشن جاری ہوا اور اسکا اظہار لیا گیا جسپر اسنے بیان کیا کہ اسنے جائداد حاصل کی اور قرضے ادا کئے مگر جائداد کی تقسیم نہین ہوئی کیونکہ یہ امر موصی کی ذاتی خواہش کے مخالف تہا (جیسے کہ انکو اور میرے بہائی ایل ایف ویلس کو اسکی خبر ہے) علاوہ ان ذاتی خواہشون کے کوئی دلیل اس امر کی بابت نہیں کہ کیون جائداد میرے اور میرے بہائی کے درمیان تقسیم نہ ہو۔ فیرن صاحب جسٹس اور عدالت اپیل نے قرار دیا کہ مدعی استقرار مذکور کا مستحق ہے وصی اور اسکا اٹرنی مدعی مقدمہ ہذا تاحال رجسٹر شدہ قابضان حصص تہے اور فقرہ ۱۳ اقرارنامہ سے منشا ظاہر ہوتا ہی کہ ڈبلیو ویلس کے اوصیا اسکے منتظمان اس مرجح منفعت کے اُسوقت تک مستحق ہونگے جبتک کہ وہ یا اُنکے قابضان حصص کے نام سے بلا لحاظ کسی منفعت کے رجسٹر مین مندرج رہین اقرارنامہ مین کہین صریحاً یا معناً ایسا اندراج نہین کہ جسے تعین کا ارادہ کسی چیز بجز مقبوضہ بطور جائز کے متعلق ہو اور اسی تجاوز کرنا اقرارنامہ سے ایک اور شرط کا اپنی طرف بڑہانا ہی۔

اپیل مین علیہم نے یہ حجت اٹہائی کہ عدالت ایسی حق یا استقرار کی ڈگری نہیں دیسکتی جو (جیسا کہ مقدمہ حال مین ہے) محض آیندہ مستقبل مینی بر شرطیہ ہو کیونکہ جب نالش دائر ہوئی تہی تو کوئی ایسا فنڈ واقع مین موجود تہا جسمین زاید بطرح منفعت کا دعوی ہوسکے نہ اس امر کی تحقیق کیگئی تہی کہ ایسا فنڈ کبھی ہوگا عدالت اپیل نے تجویز کیا کہ مقدمہ حال ایسا ہی جسمین عدالت کو باستعمال اپنی بغیرہ اقتدار اُسکے حق متنازعہ کی استقرار کی ڈگری دینی چاہئے کیونکہ حق موجود تہا اگرچہ اسکا استعمال ان واقعات پر منحصر تہا جو بیشک ایسی شرطیہ تہی جیسا کہ فقرہ ۱۳ اقرارنامہ سے عیان ہوتا ہے مگر اس اقرارنامہ سے یہ امر بھی مسلماً معلوم ہوتا تہا کہ بحث ہوسکتی ہے اور غالباً ہو گی چنانچہ اسقدر بڑی تعداد روپیہ کی پہلے سے منفعت کی بابت متنازعہ پر صرف کیگئی مزید براں یہ بہی منشا تہا کہ ڈائرکٹر اس قسم کی بحث اپنی اقتدار کی استعمال کر سکتے ہیں جو محض مین داخل ہوگی جسپر کہ اس بحث نفع کا مدار ہے۔ جس سے مرجح منافع ادا ہوتا ہے

اسلئے مقدمہ کی اس حالت مین یہ بہت ضروری تہا کہ اس امر کو تحقیق کیا جاتا کہ آیا حق مرجع منفعت جیسا کہ اسکا مدعی نے
دعوی کیا موجود تہا یا نہ ہو گیا مزید برآن یہ اعتراض کہ عدم قید جیسا اول تجویز اپیل مین اٹہایا گیا بذات خود اپیل کا مہلک تہا
مدعی ریسپانڈنٹ ایک شخص لیم ولیس کی جائداد کا جو کہ بموجب ۲۸ جنوری ۱۸۹۰ء کو فوت ہوا ہندوستان مین
ازروئے نقل وصیت نامہ سلک کے مہتمم مقرر ہوا تہا سنہ ۱۸۶۰ء سے پہلے کچھ سال تک ولیم ولیس نے ایک
وسیع کارخانہ لکڑی کا اپنی متعلق در کہ ناٹ رنگون و دیگر مقامات برہما مین جاری کیا ہوا تہا۔
اور ایک کوٹھی ولیس اینڈ کو بمبئی مین اس کاروبار مین ایجنٹ کا کام دیتی تہی۔ سال ۱۸۶۳ء
مین مدعا علیہ کمپنی اس غرض کے لئے مہیا ہوئی کہ وہ متذکرہ بالا سوداگری اور کاروبار اور سرمایہ
اور جائداد ولیم ولیس کو کیا کرے اور اسکا نام ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۶۰ء کے رو سے درج رجسٹر ہوا۔
بروئے نقرات اور مدات مختص کمپنی ولیس اینڈ کو بمبئی سکرٹری اور خزانچی مقرر
ہوئے کمپنی کا نقد روپیہ مبلغ ۲۵ لاکہ روپیہ تہا جو کہ پانچہزار حصہ بالیتی ۵۰۰ روپیہ
مین تقسیم کیا گیا تہا۔ ۲۲ جولائی سنہ ۱۸۶۴ء کو ایک اقرارنامہ غرض مذکور کے لئے مدعا علیہ
کمپنی اور ولیم ولیس مذکور کے مابین تحریر ہوا۔ اقرارنامہ مین کمپنی کی ترتیب اور اس کے
اغراض درج تہین اور اس جائداد اور اسباب کا نقرر کیا گیا جسکا ولیم مذکور قابض تہا یا
جسکا وہ بلحاظ سوداگری برہما کے مستحق تہا۔ اس جائداد کے ایک حصہ کا حوالہ اقرارنامہ
مین بالفاظ "معینہ جائداد" درج تہا جس مین جائداد غیر منقولہ عمارات وغیرہ جو کہ بالیتی دو لاکہ
۶۷ ہزار روپیہ یا قریب اسکے تہین شامل تہین۔ باقی کی جائداد جو بنام فارسٹ کاروبار برہما
کے نامزد تہین اسمین کئی ایک معاہدات جنکا معاوضہ روپیہ مین ہو سکتا تہا
اور اور حقوق جن کا معاوضہ زر مین نہین ہو سکتا تہا۔ گورنمنٹ
ہند اور بادشاہ برہما وغیرہ کی طرف سے قیمتی حقوق
یا رعایتین شامل تہے۔

اقرارنامہ مین اس بدل کی بہی صراحت تہی جو ڈبلیو ولیس کو دونون
قسم کی جائدادون کے لئے جو کہ اس سے کمپنی نے حاصل کین واجب الادا
تہا۔ معینہ جائدادون کے لئے روپیہ کہ اقرارنامہ کے بارہوین فقرہ مین مندرج
تہا اس کو کمپنی نے ایک صد اداشدہ حصص دینے کے لئے تہے فقرہ
مذکورہ بالا مین خاص احکام نسبت ادائیگی اس منفعت معمولی کے تہے۔

سٹیڈ
بنام
ولیف پارک
ستمبر

سنہ ۱۸۹۲

بمبئی برہما وڈنگ کارپوریشن لمیٹڈ بنام الیف لیورک سمتھ

جنکا اُن حصون کے لحاظ سے وہ مستحق قرار پایا اور ایک حکم سے یہ نتیجہ نکلتا تھا کہ ڈائرکٹران کمپنی ولیم ملیس یا اسکے وصی یا ہتمان کل یا بعض حصص کے کسی انتقال کو تاریخ رجسٹری سے پانچ سال کے درمیان جائز تسلیم کرنے یا اسکی نسبت رضامندی دینے پر مجبور نہ ہونگے اقرارنامہ کا باہوان فقرہ مفصلہ ذیل تھا :

۱۲۔ ولیم ولیس مذکورہ کے جائداد کے انتقال کے بدلے مین ولیم اور اسکے وصی یا ہتمان ایکسو حصص ذکردہ کمپنی کے لینے کے مستحق ہونگے جنمین سے ہر ایک کی مالیت دو ہزار پانسو روپیہ ہوگی اور جنکی کل قیمت ادا شدہ قیاس کیجائیگی۔ لیکن ولیم ولیس مذکور یا وسکے اوصیا یا ہتمان یا منتقل علیہم ایسے ایک حصص یا انمین سے بلحاظ کسی ایک کے کسی ایسے منافع کے حصہ پانے کے مستحق نہ ہونگے جو کہ ۳۱ مئی ۱۸۶۴ء کو یا قبل منافع جات تقسیم کیا جائے نہ دلیوے وصی یا اسکے ہتمان کسی نفت پر کسی منفعت کے اس سو حصے کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ مستحق ہونگے تو اب انمین سے اسقدر حصص جنکا الگ الگ طور پر لحاظ کیا جائے جیسے کہ دوسرے ایکسو حصص اسی تمہ کے ناظ سے کمپنی مذکورہ بالا مین الگ الگ طور پر لحاظ کیا جاتا جبکہ اسوقت مین اتنی دعوی کیا گیا ہو۔ کمپنی مذکور کو علیحدہ علیحدہ واجب الادا ہون لیکن ۳۱ مئی ۱۸۶۴ء سے پہلے یا بعد کمپنی ولیم ولیس مذکور یا اسکے اوصیا یا ہتمان یا منتقل علیہم کو ۶ فیصدی فیسال کے حساب سے اُس تفاوت پر جو انمین ایکسو حصص کے رقم اور اس رقم کے جسکا دعویٰ کیا گیا ہو بلحاظ دوسرے سو حصہ اس مقدار کے کمپنی مذکورہ سے واجب الادا ہوا دا کریگی مگر اسصورت مین کہ کمپنی مذکور کا سرمایہ اصلی حصص کے پوری رقم کیلئے دعوے کرنے سے پہلے بڑھ جائے تو تب ایسی صورت مین ولیم ولیس مذکور کو ایسے حصص کے رقم غیر متدعویہ پر جو نفع (انٹرسٹ) ادا کرنا ہوگا بشرطیکہ مقدار نفع کا جو کسی سال مین کسی قسم کے حصص پر ادا کیا جاوے ۶ فیصدی تک بڑھ جاوے ایسے نفع کے مقدار کے برابر ہوگا علاوہ جسکے اس متذکرہ ایک سو حصص محصلہ ولیم ولیس کا نفع ہوگا۔ مذکورہ کمپنی اسکو یا اسکے اوصیا یا ہتمان کو اس رقم کے ادا کرنیکی ذمہ دار ہوگی جو اسے یا اسکی طرف سے ماہ فروری ۱۸۶۱ء کے شروع سے انجینیرون سے عمارت بنوانے اور دیگر مکانات و دفاتر وغیرہ معینہ جائداد مذکور کے بنانے مین یا بنانے پر یا اسکے کسی حصہ کی ترقی مین یا ترقی پر صرف کیا گیا ہے اور وہ رقم جو اسطرح واجب الادا ہوگی جیسے کہ اخیر مین بیان کیا جائیگی کہ ۳۱ مئی ۱۸۶۴ء کو واجب الادا ہوا مگر شرط یہ ہے کہ ہمیشہ کمپنی مذکور یا ڈائرکٹران کسی ایسے انتقال کے قبول کرنے یا اسکی ... دینے پر مجبور نہ ہونگے جسکو ولیم مذکور یا اسکے اوصیا یا ہتمان ان سو حصص یا ... کسیکا رجسٹری کی تاریخ سے ۵ سال کے عرصہ کے درمیان عمل مین لاسکتے تھے یا عمل مین لانا ظاہر کرسکتے تھے۔

بمبی برماہ ٹریڈنگ کارپوریشن لمیٹڈ بنام یٹ بورک سمتھ

فقرہ ۱۳ - اقرارنامہ سے وہ بدل ظاہر ہوتا ہے جو معینہ جائداد کے سوائے اور جائدادون کے لحاظ سے اور کچھ پانسو حصہ کاڑی اور ایک معقول سرمایہ کے لحاظ سے واجب الادا ہے اس قسم کی جائدادہا کے بارہ مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ ولیم ولیس یا اُسکے اوصیاء یا مہتمان جبتک کہ وہ ان سو حصص کو قبضہ مین رکھینگے ایک ترجیحی یا زائد حصے کے جو کہ ایسے صریح منفعتون سے واجب الادا ہوگا جو تمام حصص کمپنی اور ان سو حصص مین سے ۱۲ فیصدی کے حصے کے ادا کرنے اور ایسی رقم (جسکو ڈائرکٹرونکی افتاد رائے پر چھوڑ اگیا) کے سرمایہ محفوظ کیلئے وضع کرنیکے بعد باقی رہین - مذکورہ بالا زائد یا ترجیحی منافع ایسے صریح منافع کا ایک تہائی ہوگا جسکے علاوہ ولیم ولیس اور اسکے وصی و مہتمان و منتقل علیہم دوسرے حصہ داروں کے ساتھ اُس صریح منفعتون وغیرہ کے تصفیہ دو تہائی مین یکسان حیثیت سے حصہ دار ہونگے فقرہ مذکورے ایک حکم سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر ڈبلیو ولیس اس عرصہ پنچسال مین مرگیا تو اسکے وصیان و مہتمم بعد اختتام اس عرصے کے مذکورہ بالا ترجیحی یا زائد حصے کے مستحق ہونگے لیکن باوجود اسکے وہ حصص مذکورہ پر قابض رہینگے مذکورہ بالا فقرہ سیزدہم ۱۳ حسب ذیل تہا -

۱۴ - مذکورہ ولیم ولیس کمپنی کو ان مکانات کے انتقال کے بدلے مین جنکی انتقال کرنیکا اقرار کیا گیا ہے (جو کہ مذکورہ بالا معینہ جائدادہا کے علاوہ اور ان مکانات کے علاوہ ہین جنکا ذکر چہارم وساتوین ونالوین فقرات مین بیان کیا گیا ہے)

ولیم ولیس مذکور یا اُسکے اوصیا یا اُسکے مہتمان جب تک کہ اس ایکسو حصہ مذکور پر قابض رہینگے تو وہ ایک زائد یا ترجیحی حصہ کے مستحق ہونگے جو کہ کمپنی کے ایسے صریح منافع جات کے (جو) برابر ہوگا جو کسی سال میں کمپنی کے تمام حصص کے مقدار ادا شدہ پر (جسمین وہ ایکسو حصہ بھی شامل ہونگے جنکا ذکر ہوا) ایک منافع کے ۱۲ فیصدی فی سال کی شرح سے ادا ہونے کے بعد اور وقتاً فوقتاً ایسی منافع کے سرمایہ محفوظ کے طور یا اس سرمایہ محفوظ کیلئے جسکو ڈائرکٹران اپنی اقتضائے رائے کے مطابق مناسب سمجہین وضع کرنیکے بعد باقی رہین مگر شرط یہ ہے کہ ہمیشہ کوئی امر مندرجہ اقرارنامہ ہذا ولیم ولیس مذکور یا انکی اوصیاء اور مہتمان اور منتقل علیہم کے حق پر ایسے حصہ پانے کے نسبت ہو اثر نہ رکہیگا جو یکسان حیثیت سے دوسرے حصہ داران کمپنی کے ساتھ صریح منافع جات مذکورہ سے دینا پڑے اور یہ بہی شرط ہے کہ کوئی امر مندرجہ اقرارنامہ ڈائرکٹران کمپنی کو ایسی اقتضائے رائے کے استعمال نہ روک سکیگا - بلکہ وہ اسکو ان وثیقجات کے رو سے اس منافع کو بطور فنڈ محفوظ کی وضع کرنیکی لئے استعمال کر سکینگے یا وہ اُسکو کسی سرمایہ محفوظ یا اسکے کسی خرچ کی نسبت یا کسی ایسے حصہ سرمایہ کے صرف کی نسبت جو کسی پہلے سال یا سالوں مین کسی مابعد کے سال یا سالون کی منفعت یا منفعتونکی ادائیگی کیلئے جمع کیا گیا ہو استعمال کر سکینگے لیکن کوئی رقم جو کہ سرمایہ محفوظ کے واسطے ادائیگی منفعت کے لئے گئی ہو کمپنی کے تمام ان سالون کی منافع یا آمدنی کا حصہ متصور ہوگی اور ہمیشہ جمع حال کی گئی

بمبی برہما ٹریڈنگ کارپوریشن لمیٹڈ بنام ایف یو رک

مگر شرط یہ ہے جیسی کہ اس شرط پر بالتعین اتفاق ہو چکا ہے کہ متذکرہ بالا پانچ سال کے عرصہ منقضی ہونے سے پہلے ولیم ولیس کے موت واقع ہونیکی صورت مین اسکی اوصیاء یا مہتمان باوجودیکہ وہ ان ایکسو حصص مذکورہ کے قابض رہین اس زائد یا ترجیحی منافع کے زمانہ متذکرہ بالا سال کے منقضی ہونے تک مستحق نہ ہونگے۔

مذکورہ بالا اقرارنامہ کی تکمیل پر ولیم ولیس نے کمپنی کو مذکورہ بالا معینہ جائداد و دیگر جائداد اور حقوق جنکی اسطرح حوالہ کرنیکے لئے اقرار کیا مین ہوا بطور حسن منتقل کردین اور وہ تمام عمل مین آیا جوکہ اسکو شرائط اقرارنامہ کے رو سے عمل مین لانا چاہئے تہا اور ایکسو حصہ جو کمپنی مین پوری ادا شدہ تھی جنکی ہر ایک کی مالیت ۲۵۰۰ روپیہ تک تہی مطابق فقرہ مذکور الصدر اسکے حصہ مین آئے اور اسکا نام رجسٹر حصہ داران کارپوریشن بحیثیت مالک ان حصص کے درج کیا گیا۔

اس سے بعد مئی ۱۸۶۶ء مین کمپنی نے اپنی اجلاس مین ایک آرٹیکل جاری کیا جسکے رو سے تمام کاروبار اور اقرارات مندرجہ اقرارنامہ کمپنی نے تسلیم کیا اور منظور کئے۔ اور یہہ قرار دیا گیا کہ ڈائرکٹران ایسے افعال اور امورات کرنے اور ایسے کاروبار کو کمپنی کی جانب سے عمل مین لانیکی نسبت جو ان اقرارات اور کاروبار کی عمل مین لانیکی لئے ضروری ہون پورا اختیار رکہینگے۔

۲۸ جنوری ۱۸۸۰ء کو ولیم ولیس نے پھر انگلستان مین عمدہ اور اہم طور پر سکونت اختیار کی اور ایک وصیت مورخہ ۵ مئی ۱۸۸۰ء کر کے مرگیا اسکے ذریعہ سے اسنے اپنے تین بہائیون کو رچرڈ ولیس - لیوس لے ولیس - اور الیگزینڈر ایف ولیس کو اپنی وصی مقرر کیا اور ہدایت کی کہ اس کے اوصیاء یا مہتمان ان حصص کو بمعہ منافع کے ہین اور ان لوگون کے لئے امانت رکہین جو اسکے پیچھے اسکے وارث ہون - اگر وہ ایک سے زیادہ ہونگے تو مشترک کاشتکاران کی طرح قیاس ہونگے۔

وصیت نامہ حسب ذیل تہا۔

"چونکہ مین بمبئی برہما ٹریڈنگ کارپوریشن لمیٹڈ میں ایکسو پوری ادا شدہ حصص کا مستحق ہون جو میرے نام پر درج ہین اور جب تک کہ میں یا میرے اوصیاء یا مہتمان مذکورہ بالا حصص کا قبضہ رکہینگے۔ ہم ایک زائد اور ترجیحی [illegible] کے برابر مستحق ہونگے جوکہ کمپنی کے تعریج منافع جات [illegible] کے برابر ہوگا - جیسا کہ کمپنی کے آرٹیکل اور اقرارنامہ محولہ دستاویز ہذا میں پورے طور سے ظاہر ہوا۔

بمبئی برما ٹریڈنگ کارپوریشن لمیٹڈ بنام الف یورک

[illegible] ہر ایک [illegible] ظاہر کرتا ہون کہ میرے [illegible] تمام حصص اور میری حقوق کو [illegible] امانت [illegible] اور اسلئے [illegible] کہ وہ حصص حقوق [illegible] جو میرا وارث ہوگا اور اگر [illegible] وارث نہ ہو تو وہ [illegible] اور کسی قسم کے جھگڑے میں [illegible] دوسری طرف امانت دار ہون بوقت میری وفات [illegible] زیادہ کو [illegible] برادران ریچرڈ ولیس [illegible] ہو گا یا ہونگے جو بوقت میری وفات [illegible] ہون [illegible] کرتا ہون [illegible] زیادہ ہون تو وہ اپنی اپنی مطلق [illegible] حصہ [illegible] کہا جاتا ہے [illegible] کہا جاتا ہے۔

[illegible] وصیتی تحریرات کہ جنکو میں کبھی [illegible]

ان ملزمان میں سے ایک شخص ریچرڈ نامی جسکے بیان [illegible] میں مر گیا اور دو باقی برادر [illegible] [illegible] وصیتنامہ کو ۲ جون سنہ [illegible] انگلینڈ میں ثابت کیا۔ ہائیکورٹ بمبئی نے [illegible] جوکہ نالش ہذا میں مدعی ہے ۱۲ ستمبر سنہ [illegible] کو [illegible] ملک تھا۔

۲۹ ستمبر سنہ [illegible] کو کمپنی [illegible] رجسٹری کی [illegible] حصہ کو ولیم ولیس کے نام رجسٹر [illegible] رجسٹر [illegible] مقابل میں ترجمہ سرخی کیفیت مفصلہ ذیل اندراج کیا گیا تھا [illegible] کو بحیثیت اسکی اٹرنی کے دیا گیا۔ سوا اس تبدیلی کے اور طرح سے مسٹر ولیس [illegible] جدید رجسٹر میں کوئی اور فرق نہیں ہوا۔

منفصلہ ذیل فقرات [illegible] کمپنی کے آرٹیکل میں مندرج ہیں حصہ داروں کی وفات پر حصص کی [illegible] یا انتقال کا قاعدہ ظاہر ہوتا ہے۔

[illegible] حصہ دار [illegible] تسلیم کریگی لیکن کوئی شخص [illegible] یا اہتمام یا قائمقام [illegible] ایسے پروبیٹ یا چٹھی اہتمام کو پیش نہ کرے۔

دی بی برہما ٹریڈنگ کارپوریشن لمٹیڈ بنام ایف یورک سمتھ

جو اسکو ہائیکورٹ آف جوڈیکچر بمبی کیطرف سے ملا ہو

۴۰- ہر ایک شخص جسکو کسی حصہ دار کی موت یا دیوالیہ پن یا مفلسی کے باعث یا بباعث کسی عورت کے نکاح کرنیکے ایک حصہ کا استحقاق ملا ہو ایسی شہادت پیش کرنے پر رجسٹر مین حصہ دار درج ہو سکتا ہے جیسے کہ ڈائرکٹران وقتاً فوقتاً ضروری سمجھین۔

۴۱- ہر ایک شخص جو کسی حصہ دار کی موت یا دیوالیہ پن یا ناداری کے باعث ایک حصہ کا مستحق ہوا ہو۔ ڈائرکٹران کی منظوری سے بجائے اپنے نام درج کرانیکے اور کسی شخص کا نام درج کرا سکتا ہے۔ اور اسنے نامزد کیا ہو ڈائرکٹران نے اسکو بطور منتقل الیہ ایسے حصہ کے تسلیم کیا ہو۔"

نالش ہذا مین عرضیدعوی ۲۶ ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۰ء رجوع کیگئی تہی جنمین مدعی نے بحیثیت مہتمم ولیم ولیس ایک زاید یا مرجح منفعت ۱۰۰ حصص مندرجہ فقرہ ۱۳- اقرارنامہ کا دعوے کیا۔

عرضیدعوے مین بعد بیان واقعات مذکورہ کے یہہ مضمون درج تہا۔

۱۷- مدعی مانتا ہے کہ وہ مطابق حالات مذکورۃ الصدر ایک ایسا مہتمم ہے جبکا کہ پہلے بیان ہوا اسلئے وہ ایک زاید یا مرجح منفعت ۱۰۰ حصص مذکورہ کا زیر فقرہ ۱۳- اقرارنامہ مذکور کے مستحق ہے جب کبہی کہ صریح منافع کمپنی کی اس قدر بچت ہو کہ اس سے اس فقرہ کے مطابق ادائیگی ہو سکے مگر کمپنی منظور نہین کرتی کہ وہ ایسا حقدار ہے۔ بلکہ یہہ ادعا کرتی ہے کہ اب اس فقرہ کا اثر زائل ہو گیا ہے۔

عرضیدعوے مین ان امور کے استقرار کی درخواست کیگئی تہی کہ ضمن ۱۳ متذکرہ صدر تاحال نافذ ہے اور زاید یا مرجح نفع جسکا حسب فقرہ ۱۳ حکم ہے تاحال واجب الادا ہے اور مدعی کو بحیثیت مہتمم حسب متذکرہ بالا جب کبہی اس فقرہ کے مطابق ادائیگی کیلئے صریح منافع کمپنی کے مکتفی ہون) واجب الادا ہے۔

مدعاعلیہ کمپنی نے مدعی کے دعوے کی مخالفت کیا اور ایک تحریری بیان مفصلہ ذیل پیش کیا

"مدعاعلیہم باور کرتے ہین کہ ان صورتونمین جو ظاہر ہوئین [illegible] بہ عرضیدعوے مسٰی وصی ولیم ولیس متوفی کے نام سے نامزد ہوا ہے۔ اب حصص [illegible] رہ عرضیدعوی کو بحیثیت امین جسکی متذکرہ بالا وصیت کے صراحت کیگئی ہے لیتا ہے نہ کہ بحیثیت وصی۔

دی بمبئی برما ٹریڈنگ کارپوریشن لمیٹڈ
بنام
ایف یورک سمتھ

۲- مدعا علیہم مانتے ہیں کہ مدعی ان مرجع منافع کا جنکا ذکر دعوے میں کیا گیا مستحق ہے فقط اسی قیاس پر کہ جب ایسے منافع جات کا استقرار ہوگا تو مذکورہ بالا حصص کے وصی بحیثیت وصی موصی اور محض بصورت غیر منقسمہ ہونیکے حصہ لیگا نہ بصورت دیگر۔

۳- مدعا علیہ کا یہ دعوے ہے کہ مدعی کو یہ امر ثابت کرنا چاہئے کہ مذکورہ بالا حصص سطور سے حال کیگئی ہیں جسطور سے کہ ضمن مذکورہ بالا میں ذکر ہوا بمشتر اسکے کہ وہ استقرار مندعو یہ بالش کا مستحق ہو۔

وصی (ای- ایف ویلس) کا اظہار بطور گواہ مدعا علیہم ۲۲ ماہ نومبر ۱۸۹۱ء کو بذریعہ کمیشن کے لندن میں لیا گیا جسمیں اسنے منجملہ دیگر امور کے یہ بیان کیا۔

کہ تمام جائداد موصی واقعہ انگلینڈ کچھہ وقت سے میرے پاس ہے جسمیں اب ساہوکارہ کی میس نے کوٹھی کھولی ہے اور وہ اسی نام سے مشہور ہے بیشتر تمام قرضہ جات اس جائداد کے ادا کر دئیے ہیں مگر ایک قرضہ ان قانونی اخراجات کا باقی ہے جنکا میں نے مسمی پوپ ان جعودہ کا ررونیونکی عائد ہوا ہے۔

میں اور میرے بہائی لیولس ڈی نیز حسب شرائط وصیتنامہ کلیتاً مستحق ہیں لیکن ہمکو ایک خاص خیال یا علم خواہشات موصی کی نسبت حاصل ہے جائداد کی تقسیم نہیں ہوئی ہے کیونکہ ایسا کرنا موصی کی ذاتی خواہشات کے اس منشا کے مطابق نہیں ہو سکتا جسکے ہم واقف ہیں اور جو کہ نابالغان کے حق سے تعلق رکہتا ہے مگر ان ذاتی خواہشات کا ان حصص کے منافع پر اور نیز ان منافع کے حقوق پر کچھہ اثر نہیں ہے جنکا ذکر پہلے کیا گیا قطع نظر ان خواہشات موصی کے کوئی وجہ اس امر کیلئے موجود نہیں کیوں میرے اور میرے بہائی کے مابین جائداد تقسیم نہ ہو میں کوئی ایسا وقت بتلا نہیں سکتا جسمیں حساب بند ہو جائیگا اور موصی کی خواہش کے مطابق جائداد تقسیم ہو جائیگی انہیں وجوہات سے میں اور میرا بہائی خاص اشخاص سے ایسا آپکو ایسے امین سمجھتے ہیں جنکو ایسی اقتضائے کہ استعمال کا اختیار ہے کہ کن اغراض میں انکو لگایا جاتا گو وہ خاص اشخاص اب موجود ہیں مگر ہمنے اپنی اقتضا کو کسی بندوبست کی یا کسی نیوالی طریقہ ہے انکی دنیا استعمال نہیں کیا۔

سماعت کے وقت مدعا علیہم کے وکیل نے مفصلہ ذیل امور تنقیح طلب اٹہائے۔

(۱) کیا اب الگزینڈر ایف ویلس حصص متذکرہ کو بحیثیت امین کسی خاص معصے کے یا کہ بحیثیت وصی موصی کے لیتا ہے؟

(۲) کیا فقرہ ۱۳ مندرجہ اقرارنامہ محولہ عذرات تاحال نافذ ہے-؟

(۳) فقرہ مذکورہ کی صحیح تعبیر کیا ہے-؟

(۴) کیا مدعی دادرسی مندعو یہ کا یا کسی دادرسی کا یا کسی حصہ ایسی دادرسی کا مستحق ہے؟

مدعی کے وکیل نے مفصلہ ذیل امر تنقیح طلب مزید بر آں قرار دیا۔

(۵) کیا مدعا علیہم اس سوال کرنیکے مستحق نہیں جو پہلے تنقیح میں کیا گیا ہے؟-

دی بمبئی برما ٹریڈنگ کارپوریشن لمیٹڈ
بنام
ایف یورک سمتھ

کرک پیٹرک بحیثیت رسکوٹ) منجانب مدعی" اب اہتمام جاری ہے اور وصی فقرہ ۱۳۵ کی رو سے زاید منفعت کا مستحق ہے تا وقتیکہ ایک وصی قایم رہے اور حصص واقعی منتقل ہوجاوین وصی بحیثیت قایمقام جایداد کے منافع وصول لے سکتا ہے اسصورت مین بیشک ان وجوہات کے لئے کوئی وقت کی حد نہین جو وصی پر بروے اقرار نامہ فرض ہین دیکھو فقرات نمبر ۱۰ - اقرار نامہ (۱) اور نمبر کمپنی کا آرٹیکل نمبر ۱۴۵ -

(۲) اگر وصی اسکے عہدہ دار کے تو اسکے منفعت کا ہی مستحق ہے۔ فقرہ ۱۳ کی الفاظ اسصورت مین ہم کرتے ہین جسمین وصی کو منفعت نہین ملتا۔ اقرار نامہ کی منفعت فقط ولیس کی حین حیات کیلئے ہی نہ تہی کیونکہ اسکا اثر وصیون تک پہنچتا تہا۔ قابض سے مراد اقرار نامہ مین بالضرور منفعت کے قابض کے نہین ہے کیونکہ اسکے رو سے اوصیا قابض ہوسکتے ہین گو کہ وہ منفعت کے قابض نہ ہون -

سٹیٹ یا شاہ یا نیز قایمقام یا وصی کے ذریعہ سے واقعی حصص قابض گنا جاتا ہے دیکھو کتاب لکلی دربارہ کمپنی ہائے طبع ششم نوٹ

(۲) فقرہ (۹) - مگر شرط یہ ہے کہ ہمیشہ ولیم ولیس کو اور اسکے ورثاء اوصیا یا مہتممان بروقت مذکورہ بالا کمپنی کے خرچ سے ایسے تمام انتقالات یا انتقالنامے یا افعال اور کارروائیان جو انکے یا انکے اختیارات مین ہون تعمیل کرینگے یا تعمیل کئے جانیکے باعث ہونگے یا تعمیل کرنیکے لئے عمل مین لائینگے یا تعمیل کردہ شدہ تصور کرینگے سغرض کیلئے کہ ولیم ولیس مذکور کے حقوق جو رو سے ان رعایتون اور متذکرہ بالا معاہدات کے رو سے محفوظ ہوسکتے ہین اور نیز اسغرض کیلئے متذکرہ کمپنی اور اسکے جانشین اور منتقل الیہم انسے مستفید ہون -

فقرہ ۱۰ - ولیم ولیس مذکور اسکے اوصیا اور مہتممان ایسے اشخاص کی ترغیب کے لئے تاکہ وہ کمپنی مذکور کی خدمت بجالاوین مراد رو سے دیگر تحریک دینے کے لئے اسغرض سے کہ کمپنی اور انکے جانشینون کے فواید اور منافع محفوظ رہین جو ایسے عہدہ و حیثیت کے رو سے انکو حاصل ہین ان تمام امورات کو بجا لائینگے جو اسکے یا انکے اختیارات مین ہون -

آرٹیکل ۱۴۵ - ڈائرکٹرون کو اختیار ہوگا اگر وہ ایسا کرنا مناسب سمجہین تو کسی ایسے شئولصہ متذکرہ یا انمین سے کسی حصہ کا منتقل الیہ منتقل الیہم محول الیہ یا محول الیہم سے نیا معاہدہ یا معاہدات کرین یا ایسے معاہدہ یا معاہدات کرین جنسے انپر پابندی عاید ہوتی ہو جن حصص یا حصہ کا ولیم ولیس کو رکہی - فت انتقالی کردہ پانچسال کے عرصہ کے پہلے یا بعد ڈائرکٹرون کی منظوری سے جسنے ایسے منتقل الیہ یا منتقل الیہم محول لہ یا محول الیہم پر وہی فرمداریان اور پابندیان کمپنی کے سب عاید ہوتی تہین جیسے ولیم ولیس مذکور سے مطابق اینڈ نچر ۲۲ ۱۸۶۳ ان تمام امورات مین جو متعلق متذکرہ [illegible] مین مذکور ہین انتقال یا تحویل ہوسکتی تہی اور ہر ایک ایسا معاہدہ جسکا ذکر ہوا در لقیہ [illegible] بھی ڈالیگا گو کہ فقرہ یا آئین مندرجہ آرٹیکل اسکے برخلاف ہو اور باوجودیکہ اسکے احکام ان آئینون سے مخصوصاً مستثنی یا بحال یا موید کئے گئے ہون -

۱۸۹۲ء دی بمبئی برما ٹریڈنگ کارپوریشن لمیٹڈ بنام ایف ڈی بی بمنجی

اور نوٹ دفعہ ۷ صفحہ ۴۰۴ اور نوٹ آرٹیکل نمبر ۳ ایبل ۱ سے صفحہ ۴۱۶ جبکہ ایک حصون کے قابض کا نام جائز طور سے رجسٹر مین مندرج کیا جائے تو وہ جبتک ان حصونکو منتقل کرے قابض ہی رہتا ہے صورت حال مین ان حصص کا انتقال نہیں ہوا اور رجسٹر غیر مبدل جون کا تون رہا ہے اوصیا کی حیثیت کی نسبت اگر زیادہ تحقیق منظور ہو تو دیکھو مقدمہ بچن (۱) مدعا علیہم تحت اسہات ہین کہ اقرار نامہ کے مطابق وصی کو بطور وصی کے قابض ہونا چاہیئے نہ کہ بطور امین کے جیسا کہ صورت حال مین پایا جاتا ہے لیکن رجسٹر سے نہ یہ ظاہر ہوتا ہے اور نہ ہو سکتا ہے کہ وہ بطور امین کے قابض ہے از دفعات ۳۵ اور ۱۳۶ ایکٹ کمپنی ہائے ہند ۶ سنہ ۱۸۸۲ء) گو کہ رجسٹر سے ہی یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ قابض درحقیقت قابض ہے کمپنی اس حیثیت کی نسبت کوئی تنازع نہیں کرسکتی جسکے رو سے ایک شخص قابض مندرج ہو نہ وہ وصی سے اس امر کے اظہار کے لئے کہ وہ ایک امین ہے باز پرس کرسکتی ہے وہ ایک امین ہو سکتا ہے لیکن اس سے کمپنی کو کچھ سروکار نہین ہے کمپنی اپنے رجسٹر کی پابند ہے دیکھو کتاب لنکلی دربارہ کمپنی ہائے طبع ششم صفحہ ۸۰۱ بل بردک بنام رچمنڈ کونسولیڈیٹیڈ مائننگ کمپنی (۱) دیکھو فیصلہ مقدمہ بک (۲) و معاملہ پرکنس (۳) ہرکوینڈ بنام کرلی (۴) ہنڈر بنام سگنن (۵) تو بھی کمپنی اسٹیٹ کو بطور قابض ان حصص خیال کرسکتی ہے اور اسکے برخلاف دعاوی کا نفاذ کرسکتی ہے اگر ایسا ہی ہو تو اسٹیٹ کو حق منفعت حاصل ہوگا دیکھو مقدمہ - اگزیکیوٹر (۶) دیکھو فیصلہ بمقدمہ نمبر (۷) دیکھو فیصلہ بمقدمہ گوتھہ دیٹ (۸) ایک وصی ایک امین ہو سکتا ہے دیکھو کتاب ولیم دربارہ اوصیا طبع ہشتم صفحہ ۸۰۴ انسبت رضامندی وصی دیکھو ایکٹ وراثت ہند نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء دفعات ۲۹۲ و ۲۹۵ کتاب ولیم دربارہ اوصیا طبع ہشتم صفحہ ۱۳۸۶ لغایتہ ۱۳۸۸ ظاہر ہے کہ اسٹیٹ کا اہتمام کیا گیا ہے اور فرض وصی بھی ختم ہو چکا ہے وہ بحیثیت وصی قابض ہونیسے بند ہو گیا اور اب بطور امین قابض ہے اور ایسے حیثیت سے عمل کرتا ہے کتاب لیون دربارہ امانت طبع ہم صفحہ ۲۰۴ اور کتاب ولیم دربارہ اوصیا طبع ہشتم صفحہ ۱۳۸ حصص ان شخصون کے نام منتقل ہونے چاہئین جو کہ وصیت نامہ کے رو سے ان حصص کے مستحق ہون ایسا نہ کرنا بلکہ رجسٹر کو ویسا ہی رہنے دینا اس غرض سے کہ بحیثیت وصی منفعت کا دعوے کیا جاوے اقرار نامہ کے فقرہ ۱۳ کے رو سے ایک واقعی فریب کا ارتکاب کرتا ہے اس امر کا منشا نہیں ہو سکتا کہ کوئی زاید منفعت دلیس کے جائداد کو ہمیشہ تک واجب الادا ہو۔

(۱) چانسری ڈویژن جلد ۱۷ - (۲) رپورٹ فیرسلی وستھ جلد ۳ صفحہ ۴۵۲ (۳) کوئین بنچ ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۶۱۳ (۴) لا رپورٹ ایکوٹی جلد ۲ صفحہ ۔۔ (۵) ایضاً ۔۔ جلد ۹ صفحہ ۷۰ (۶) ڈی ایم جی جلد ۲ صفحہ ۲۷۰ (۷) لا جرنل چانسری جلد ۳۳ صفحہ ۶۰۹ (۸) میک اینڈ جی جلد ۳ صفحہ ۱۸۷

۱۸۹۲ء

دی بمبئی برما ٹریڈنگ کارپوریشن لمیٹڈ بنام الف یورک سمتھ

اقرارنامہ کا صریحًا یہ منشا تھا کہ زائد منفعت کا پانچ سال کا تصرف دلیس کے دعوے کے ایفا کو کافی ہوگا اس بات کو مدعی رکھا گیا ہے کہ اسکا حق اور منفعت کمپنی کیطرف سے پانچ سال تک ادا ہونا چاہیے ضمن ۱۳ مین لفظ قابض ہونا مندرجہ فقرہ "جب تک کہ وہ اس ۱۰۰ حصص کے قابض ہین" بحیثیت وصی قابض ہونیسے مراد ہے نہ کہ بحیثیت ایسے وصی کے اُنے صریحًا ان حصص کے ہبہ کی نسبت رضامندی دی ہے اور وہ دیرسے کل جائداد کی جز نہین سمجھی گئی مقدمہ منفصلہ کیطرفہ بلمر پر حصر کیا گیا لیکن اب اس مقدمہ کی سند مانی نہین جاتی۔ دیکھو مین برج بنام سمانتھ (۱) اگر کمپنی امانت سے اثر پذیر ہو سکتی ہے وہ قابل انصاف حقوق کو نہین جانتی دیکھو کتاب در بارہ کمپنی لنڈ (طبع ششم) صفحہ ۸۶ و بمبئی بنام النسی ہال کو الکینی (۲)

۱۱- مارچ ۱۸۹۲ء- فیرن صاحب جسٹس — عرضی دعوی نالش ہذا سے یہ استدعا پائی جاتی ہے کہ اس امر کا استقرار کیا جائے کہ مذکورہ بالا ضمن ۱۳ اقرارنامہ مورخہ ۲۲ جولائی ۱۸۶۴ء جو کہ درمیان ولیم ولیس کے بعد ایک حد کی- ای- الیف ولیس و دیگر چار ڈائرکٹران مدعاعلیہ کمپنی کے درمیان نسبت دوسرے حصص کے قرار پایا تا حال نافذ ہے- اور مرج منفعت واجب الادا بربنائے ان ۱۰۰ حصص کے جنکا فقرہ مذکور مین حوالہ دیا گیا ہے ابتک غیر مودی ہے اور وہ مدعی کو بحیثیت مہتمم بوجہ وصیت نامہ منسلکہ ولیم ولیس جو حال مین فوت ہوئے قابل ادا ہے عرضی دعوے مین کسی دادرسی متلازمہ کی استدعا نہین کیگئی اور نہ اس وجہ سے مدعاعلیہم نے کوئی عذر زیر دفعہ ۴۲ ایکٹ دادرسی خاص اٹھایا ہے اور نہ کسی اور ضروری آئین کا اس ترک سے نقص ہوا ہے پھر مجھے اس امر کی کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی کہ عدالت خود بخود کیون ایسا عذر اٹھائے۔

بیانات مندرجہ اقرارنامہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مدعاعلیہ کارپوریشن جو کہ پہلے برما ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ کہلاتی ہی ۱۸۶۳ء مین اسغرض سے قائم ہوئی کہ پیشہ سوداگری خصوصًا سوداگری لکڑی کو برما اور اُسکے پاس کی ریاستون مین جاری کرے اور اسغرض سے کہ وہ برما کے جنگلون اور اسکے متعلق کا ٹھیکہ کو حاصل کرے اسکے سیکرٹری خزانچی منیجر دی سٹر ولیس کی کو[illegible] ممبران سے ولیم ولیس کمپنی کے قائم ہونیسے پہلے اور تاریخ اقرارنامہ کے [illegible] مین سوداگری لکڑی کرتا تھا۔

---

(۱) چانسری ڈویژن جلد ۴۱ صفحہ ۶۲۴- (۲) لا جرنل چانسری جلد ۳۵ صفحہ ۳۶۳

دی بمبئی برہما ٹریڈنگ کارپوریشن لمیٹڈ بنام ایف یورک سمتھ

اقرارنامہ کا منشا یہ قرار پایا کہ کاروبار اور مال ولیم ولیس کا برہما مین اسطور سے حاصل کیا جائے کہ کاروبار ایسی شرائط سے جاری رہے جو دونون فریقون کیلئے مبنی برانصاف ہون جنکا آسانی سے قیمت مین مبادلہ قائم ہوسکتا ہے اور جسکا اقرارنامہ مین بلفظ جائداد معینہ ذکر کیا گیا اور کچھہ دیگر ایسی جائداد جسکا معاوضہ نقدی قائم کرنا مشکل ہے مثلاً بخششین یا قبول نامجات جنکی ملنے کی بادشاہ برہما یا گورنمنٹ ہندستان سے امید تھی اور معاہدات نافذہ جو باشندگان برہما سے اسوقت لکڑی کے کاٹنے کی نسبت جاری تھے اور قبضہ عمدہ اور خوش وضع سٹاف اور خصوصاً ایک خاص تسلیم کہ کاروبار کی نسبت حسن سلوک جو کہ ولیم ولیس کے دیگر کارکنان کے ساتھ بہتر برتاؤ کی کامیابی پر منحصر تھا۔

پہلے فقرات اقرارنامہ ولیم ولیس کی دونون اقسام کی جائداد کی حوالگی کی نسبت ظاہر کرتی ہین اور فقرات ۱۲ اور ۱۳ اُس ڈیل کو ظاہر کرتی ہین جو مسٹر ولیس کو کمپنی سے پانا تھا فقرہ ۱۲ ہدایت کرتا ہے کہ ولیم ولیس کے انتقال جائداد متفرقہ کے عوض مین وہ اور اُسکے اوصیاء اور مہتممان ۰۰ ا حصص کمپنی ہر ایک مالیتی ۲۵۰۰ روپیہ کے مستحق ہونگے جنکا تمام معاوضہ ادا شدہ سمجھا جائیگا۔ پھر اسکے بعد کچھہ اور احکام معمولی نانڈ ۵۰۰ احصص کی آمدنی کے طریقہ اور انضباط کی نسبت ہین اور فقرہ سے حسب ذیل نتیجہ نکلتا ہے مگر ہمیشہ اس شرط سے کہ کمپنی امین کے انتقال کی جس کو ولیم ولیس اُسکے اوصیاء یا اُسکے مہتممان نے اُن سو حصص یا انمین سے کسی حصہ کی نسبت تاریخ رجسٹری سے عرصہ پانچ سال کے درمیان کیا ہو یا اُسی کا ارادہ کیا ہو کسیطرح رضامندی دینی یا اُسکے تسلیم کرنے پر مجبور نہ ہوگی۔

یہ مستثنے پچھلے فقرہ کے ساتھہ ملاکر پڑہنے سے نہایت مفید معلوم ہوتا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کئی وجوہات سے فریقین معاہدہ نے کمپنی کے لئے یہہ معینہ سمجھا کہ نہ فقط ولیم ولیس اپنی حین حیات بلکہ اُسکے اوصیا یا مہتممان بھی اس کی وفات کے بعد ولیم کے حصص کو منتقل نہ کرینگے گو کہ اُس کے اوصیا اور مہتممان اُسکے حصص پر کچھہ وقت تک قابض رہین۔

دی بمبئی بیلنا ٹریڈنگ کارپوریشن لمیٹیڈ بنام الیف یورک سمتھ

بیشک اس امر مین ولیم ویلس کے حصص کے فائدہ کا لحاظ نہین رکہا گیا پھر فقرہ ۴ مین یہ لکہا ہے کہ ولیم ویلس انتقالات مکانات کے عوض مین جنکے انتقال کا اقرار نامہ مین اقرار ہوا (جو کہ اُس مقررہ جائداد مذکور اور مکانات مبینہ فقرات ۶ و ۷ و ۹ کے علاوہ بہی مثلاً کچہہ لکڑی اور ذخیرہ) ولیم ویلس مذکور اُسکے اوصیار یا مہتمان کو جب تک اس ۱۰۰ حصہ پر قابض رہین ایک زائد اور مرجح منفعت کا استحقاق ہوگا۔ جو کہ تنقدات کی ایسے صریح منافع سے ادا ہوگا۔ جو کسی سال مین بعد ادائیگی ۱۲ فیصدی کے اس تمام حصص کمپنی معہ ۱۰۰ حصص مذکورہ بالا سے اور بعد منہائی اس قدر رقم کے جو ڈائرکٹرون کی رائے مین سرمایہ محفوظ مین داخل کرنی مناسب ہو باقی بچ رہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ کسی مضمون مندرجہ دستاویز ہذا سے یہ نہ سمجہا جائیگا کہ اُسی سے حق ولیم ویلس مذکور اور اوسکے اوصیار اور مہتمان دمنتقل الیہم پر جو کمپنی سے انکو بقیہ بحیت کی باقی ۲/۱ مین کمپنی و دیگر حصہ دارون کے ساتھہ یکسان تقسیم کرانیکی نسبت حاصل ہین اثر پہنچے۔ پھر اس کے بعد ایک اور تشریحی استثنا رقائم کیا گیا ہے اور وہ یہہ ہے" مزید بران یہ قرار دیا گیا اور فریقین مذکور کے درمیان یہہ اقرار ٹہرا کہ اگر پانچون سالون کے عرصہ متذکرہ کے ختم ہونے سے پہلے ولیم ویلس مرگیا تو اوسکے اوصیار یا مہتمان باوجودیکہ متذکرہ بالا ۱۰۰ حصص کے قابض رہین۔ اُس عرصہ پنج سالہ کے اختتام کے بعد متذکرہ بالا زاید اور مرجح منفعت کے مستحق نہ ہونگے۔ اس موقع پر ایک لحظہ تک تامل کرکے مین یہ رائے ظاہر کرتا ہون کہ اوصیار یا منتظمان کا ولیم ویلس کی وفات کے بعد حصص کا قابض ہونا عملاً اپنی حیثیت رکہتا ہے۔ خواہ وہ پانچ سال کے [illegible] مری یا اس کے بعد صورت اول مین اُن کو [illegible] حصص جنکے انتقال سے منع کیا گیا ہے اور وہ اُسکی مرجح منفعت کو حاصل کرتے ہین۔

دی بمبئی برما ٹریڈنگ کارپوریشن لمیٹڈ بنام ایف یورک سمتھ

پچھلی صورت میں اوصیا یا مہتمان کا حق نسبت وصولی مرجح منفعت فقط اپنے فعل سے جاتا ہے یعنی ۱۰۰ حصہ کا قابض نہ رہنے سے وہ اسصورت مین پانچ سال کے عرصہ کے اختتام پر انکو انتقال کی اجازت ہے لیکن اگر وہ اسطرح عمل کرینگے تو انکا حق نسبت مرجح منفعت جاتا رہیگا۔

ولیم ویلیس ۸ جنوری سنہ ۱۸۸۹ء کو مرگیا جب کہ عرصہ معینہ اقرارنامہ کے مطابق پانچ سال ختم ہوچکی تہی اس نے ایک وصیت مورخہ ۲۵ مئی سنہ ۱۸۸۶ء چھوڑی جو کسیطرح سے تنسیخ شدہ نہ تہی اور اسکے ذریعہ سے آر ویلیس - ایل اے ویلیس اور ایف ویلیس کو اپنا وصی مقرر کیا جنمین سے آر ویلیس تو موصی کے پہلے مرگیا اور فقط ای - ایف ویلیس نے اس وصیت نامہ کو انگلینڈ مین ثابت کیا جسپر مدعی ایف یورک سمتھ کو بحیثیت اسکی وکیل کے چٹہیات مہتمی کل جائداد ولیم ویلیس معہ نقل وصیت نامہ عطا ہوئین۔

موصی ولیم ویلیس نے اپنے وصیت نامہ کی رو سے اُن شرائط کو جنپر ۱۰۰ حصص مدعا علیہ کارپوریشن سے انکو ملتی تہی۔ اور اُس مرجح منفعت کا جو اُس کے متعلق اسکو لینا تہا اظہار کرنے کے بعد اپنی اوصیاء یا مہتمان کو انہین حصون اور اس کی متعلقہ منافع کو بطور امانت لینے کی ہدایت کی تا کہ اسکے برادرون میں سے جائداد مذکور اُن اشخاص کو جو اسکے وارث قرار پائین مفوض ہو - اور بقیہ جائداد موصی کو ہی مطابق شرائط وصیت نامہ کے انہین منتفع لہم کو دیا گیا۔ مدعی قائم مقام کی ہدایتون کے مطابق عمل کرنے سے مدعا علیہ کمپنی نے ۱۰۰ حصہ رجسٹر مین ولیم ویلیس کے نام پر رہنے دیے جسکے ساتہہ یہ نوٹ منسلک کیا گیا کہ ولیم ویلیس کی جائداد کا اہتمام ہند مین مدعی کو بحیثیت وکیل مسٹر اے ایف ویلیس عطا ہوچکا ہے۔

اس طرح پر رجسٹر کا رکہنا خواہ درست سمجہا جاوے تاہم میری رائے مین بلحاظ اغراض اس مقدمہ کے یہ قیاس کرنا چاہیے کہ وصی ولیم ویلیس کا ابتک ۱۰۰ حصص مندرجہ رجسٹر کا قابض ہے۔ اور فریقین اقرارنامہ کے منشا مین ایک وصی کا ایک حصہ پر قبضہ ہوسکتا ہے فقرہ ۱۲ اور نیز فقرہ ۱۳ اس قسم کے قبضہ کا اظہار کرتی ہین اور اقرارنامہ سے یون معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسی آرٹیکل ایسوسی ایشن کمپنی کا ہممضمون ہے جسمین یہ ہدایت کیگئی ہے کہ کوئی حصہ دار ۲۵ حصص سے زیادہ حصص ایک وقت مین اپنے حساب مین نہین رکہہ سکتا

اور نہ کوئی حصہ دار ایک ہی وقت مین اسقدر حصون سے زیادہ اپنی قائم مقامی کی حیثیت سے رکھہ سکیگا - جو ایک ایسی ہدایت ہے کہ ولیم ویلس سے کبھی متعلق نہین ہو سکتی گو وہ حصہ دار ہی کیون نہ ہوتا ولیم ویلس کی کل جائداد پر اب دخل و تصرف ہو چکا ہے وہ اب اسطور سے منتہی ہے کہ اسمین ایک رقم زر اوصیا لہ مندرجہ کتب رجو ویلس کے برادران مین کیطرف سے انکی اعتبار قائم رکھنے کے لئے بحیثیت ساہوکار ان وصی جمع ہین ولیم ویلس کے ہند مین سوائے ان سو حصص زیر بحث کے اور انکی متعلقہ مرجع منافع راگر کوئی ہین کے جو کہ بربنا ان حصص کے واجب الادا ہون اور کوئی جائداد نہین ہے ایسی جائداد کی نسبت مدعی بیان کرتا ہے کہ ایل اے ویلس اور اے ایف ویلس مہتمم جائداد سے اپنے نام انکی انتقال کرانیکا دعوے کرنیکے خواہان ہین ان معنی مین وہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ حقوق منفعتی ان ۱۰۰ حصص کے انکو پہنچتے ہین اسلئے ولیم ویلس کی جائداد قریب ہے کہ اُسکی منافع ہم کو بربنا وصیت کے سپرد کیجائیں مگر اسپر عمل درآمد نہین ہوا کیونکہ موصی کی ایسی خواہشات نہین جنکا علم وصی کو تھا اور جنکا آخری منشا ایسا ہے جو بحالت موجودہ عمل مین نہین آسکتا - مسٹر اے - ایف ویلس وصی جائداد کی شہادت سے یہ تو ظاہر نہین ہوتا کہ آیا وہ خواہشات ۱۰۰ حصص تک وسعت پذیر ہین یا نہین - مزید بران مین یہ بھی خیال کرتا ہون کہ مسٹر اے ایف ویلس کا ان سو حصص کے بعد دیگر بقیہ جائداد مین کوئی تمیز قائم کرنے کا منشا نہین تھا -

تاہم تمام جائداد اور ان سو حصص کا وصی ابتک قابض ہے گو کہ ان سو حصص کا دخل و تصرف نہین ملا -

اگر مدعا علیہ کمپنی ان سو حصص سے اسطور پر معاملہ نہ کرتی جیسے کہ انکے مستحقین کی خواہشات تہین تو وصی کا اٹرنی مہتمم جائداد واقع ہند انکے لئے نالش کرتا اور برخلاف اُسکے اگر مدعا علیہ کار پوریشن بعدالت ان حصص کی نسبت کوئی حکم حاصل کر لینے کی خواہش رکھتی تو وہ وصی کے اٹرنی کے برخلاف ضروری کارروائیات کرتے درحقیقت وصی یا اُسکا وکیل ابتک حصص کی رجسٹر شدہ قابضان ہین میری رائے مین یہی معنی وصی کے "قابض" مندرجہ فقرہ ... امر کے لئے بولتے ہین - ایک حصہ کا قابض ہونا حصہ دار ہونیکے برابر ہے اور حصہ دار ... ہے اسکا ذکر اقرار نامہ اور یادداشت اور آرٹیکل ایسوسی ایشن آف کمپنی مین ہوا ہے انکے مقرر اور معین معنے ہین یعنے رجسٹر شدہ قابض یا حصہ دار مندرجہ رجسٹر مثلاً فقرہ ۹ - آرٹیکل آف ایسوسی ایشن مین لکھا ہے کہ ہر ایک شخص جس کا نام رجسٹر حصہ داران مین بطور

مالک کسی [illegible] کے مندرج [illegible] کمپنی [illegible]
[illegible] کیا جائیگا یہ فقرہ [illegible]
. . . . . کمپنی کی [illegible]
اس حصہ یا حصص کی [illegible]
ہوگی۔

اس لئے [illegible] فقرہ ١٣٥ مین الفاظ [illegible]
[illegible] کرتا ہون۔ پھر [illegible] کرونگا [illegible]
[illegible] کمپنی . . . . . . کے نام [illegible]
[illegible] جب تک کہ وہ [illegible]
کے [illegible] کے ایک [illegible]
[illegible] مطابق [illegible] گئے ہین اور اقرارنامہ [illegible]
[illegible] ان الفاظ کے [illegible]
اقرارنامہ سے مخالف نہین معلوم ہوتی [illegible]
سال کے انقضا مین یہ منشا رکھا گیا ہے [illegible]
کے غیر منقضی شدہ کے حصہ مین [illegible]
ملکیت [illegible] کے قبضہ رکھین گے اگر فقرہ [illegible]
مین [illegible] ہون تو یہ [illegible] رجسٹر شدہ [illegible]
نہین ہے کمپنی پر اثر نہین رکھتا۔ ملاحظہ ہو مقدمہ [illegible] نمبر (١) "الفاظ [illegible]
کو لینگے" کی ایسی کوئی قیود نہین ہے جیسے کہ الفاظ [illegible] مین سے ظاہر
ہوتی ہے اس تشریح یا قید کی نسبت کوئی ایسا سوال جیسا [illegible] بنام [illegible]
مانگ کو (٢) اور بمقدمہ [illegible] بنام [illegible] (٣) مین بحث کیگئی اس صورت مین [illegible]
ہوتا ہم ان الفاظ قیدی کا نہ ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ فریقین اقرارنامہ کا ارادہ پوری رجسٹری
شدہ مقبوضہ جات سے اور چیز کو ملحوظ نہین رکھتا"

(١) کوئین [illegible] ڈویژن جلد ٤٤ صفحہ ٦١٣

(٢) چانسری ڈویژن جلد ٤١ صفحہ ٤٦٢

کی نہ ان حالات کے رو سے جنکا مینے تفصیل وار بیان کیا [illegible]
کہ لانے تو حصص کے صریح ہبہ کو منظور کیا اور وہ انکو [illegible]
مین اشخاص [illegible] معلوم ہوتا ہے بالامکان ایسا ہی وصی [illegible]
اس امر کی نسبت کوئی رائے نہین دیتا مگر میرے خیال مین [illegible]
نہین مدعاعلیہ پورا اشن وصی یا اس جائداد کو جسکا وہ قائم [illegible]
وہی حالت صورت مین ہو گی اگر حصص [illegible]
ریاہان [illegible] سیورٹیز کسی [illegible]
زیر بحث حصص [illegible]
بیان مین جنسے ظاہرا [illegible]
مین جنکو فریقین [illegible]
مدعاعلیہ [illegible]
زیادہ قیاس [illegible]
یہ حجت پیش کرتا ہے کہ اقرارنامہ [illegible]
معنے پیدا ہوتے ہین کہ مرجع منافع [illegible]
نہ کیا گیا تھا اور نیز یہ کہ [illegible]
بھی تا بعض رہنا بر بنائے اقرارنامہ [illegible]
مین قریب سے اور موخر الذکر [illegible]
کی نسبت جبکہ اقرارنامہ مین اس زمانے کو محدود نہ کیا گیا [illegible]
ولیم ولس کے وفات کے بعد حصص کو قبضہ میں رکھہ سکتا [illegible]
ہے میں نہین خیال کرتا کہ وہ اتنی دیر تک انکو قبضہ مین رکھنے کا کیون [illegible]
مستحق ہو سکتے تھے [illegible] و قانون اسکو قبضہ رکھنے کی اجازت دیتا ہے اور بلحاظ اول [illegible]
لینے مرجع منافع جنکی نسبت دوامی ہونے کا نہین [illegible] گیا وہ ایسے زمانہ سے محدود [illegible]
ہے جسمین ولیم ولس اسکے اوصیا یا [illegible] ان حصص کو لے سکتے ہین

(۱) بی ایم اینڈجی جلد ۳ صفحہ ۴۸۴ (۲) لا ء رل جانسری جلد ۳۳ صفحہ ۶۰۹ (۳) ایم اسی اینڈجی جلد ۳ صفحہ ۱۸۷ (۴) دیکھو صفحہ مذکور ۲۰۴ کا نوٹ (۵) دیکھو صفحہ ۲۰۷ گذشتہ کا نوٹ

مہتمان کو ولیم ویلس کی جایداد کے مہتمان جایداد متوفی غیر اہتمام شدہ مقرر کرنے سے ولیم ویلس کی قایمقامی لفظی اور غیر معین ہو کر محفوظ کیا سکتی ہے مگر میرے خیال مین اقرارنامہ کے تیرہوین فقرہ کی یہ مراد لینی ضروری نہین کہ اوصیا یا مہتمان مین جایداد متوفی یا اہتمام شدہ شامل ہے دیگر فقرات مین ایسے ہی مراد ہو سکتی ہے لیکن اس فقرہ مین اس اصطلاح کو مرجح منافع کی ادائگی کے زمانہ کے محدود کرنیکے لئے استعمال کیا گیا ہے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فریقین اقرارنامہ کا ارادہ ظاہری پورا ہو جایگا اگر الفاظ سے انکے ٹھیک لغوی معنے ٹھہرا دئے جائین مین یہ فیصلہ دیتا ہون کہ مرجح منافع تب تک واجب الادا ہے جبتک کہ ولیم ویلس کا وصی ان سو حصص کا رجسٹری شدہ قابض ہے -

مین ان امورات تنقیح طلب کی نسبت قرار دیتا ہون -

(۱) کہ اس حد تک کہ مدعا علیہ کا رپوریشن سے تعلق ہے اے ایف ویلس اے جے حصص کو بحیثیت وصی کے رکہتا ہے

(۲) ہان اور مدعی کے حق کو فیصل کرتا ہون -

(۳) کہ اقرارنامہ کی اسطرح پر تعبیر کیا ہے جسطرح میرے تحریری فیصلے مین ظاہر ہوا

(۴) ہان اور مدعی کے حق مین اسکو فیصل کرتا ہون -

(۵) اسکی بابت کوئی تجویز نہین کرتا

ڈگری بحق مدعی - استقرار عرضی دعوے کے ان شرایط کا جو نمبر الف سے لفظ مذکورہ بالا تک بیان ہوئی ہین مدعی کا اپنی چیزون کو انہا نامفصلہ ذیل ڈگری کا ایک اہم حصہ تہا -

عدالت ہذا بحق مدعی فیصلہ کرتی ہے اور قرار دیتی ہے کہ اقرارنامہ مورخہ ۲۴ جولائی سنہ ۱۸۶۴ء کا فقرہ ۱۳ - اب تک اثر پذیر ہے اور کہ زاید یا ترجیحی منفعت سو حصہ کی جسکی نسبت مذکورہ بالا فقرہ ۱۳ کے رو سے حکم ہے - مدعی کو بحیثیت مہتمم ولیم ویلس جیسا کہ عرضیدعوی سے عیان ہے واجب الادا ہے عدالت ہذا اقرارنامہ کے فقرہ ۱۳ کے معنے مطابق فیصلہ تحریری عدالت ہذا کے دیتی ہے جسکی مختصر نقل نمبر الف فیصلہ ہذا سے منسلک ہے اور اس امر تنقیح کی کہ آیا جو سوالات مدعا علیہم نے اس تنقیح پر اٹہائی ہین کیا الگیزنڈر فاکنر ویلس کو حصص مذکور بحیثیت امین موصی لہ ملتے ہین یا کہ بحیثیت وصی موصی اور اسکے نیچے حقدار ہین یا نہین ہم کوئی تجویز نہین قرار دیتی وغیرہ وغیرہ -

مدعا علیہ نے اپیل کیا - انہون نے اپنی یادداشت اپیل مین منجملہ دیگر امورات کے اس امر کو پیش کیا کہ نالش قائم نہین رہ سکتی مدعی نے بھی ڈگری پر اعتراض اٹھایا بدین تفصیل اوّل - اس امر کے فیصلہ کرنیکی کچھ ضرورت نہین ہے کہ آیا متوفی کے اسباب ناہتمام یافتہ کا مہتمم الفاظ اوصیاء یا مہتمان مندرجہ فقرہ ۱۳ - اقرارنامہ کے درمیان آتا ہے یا نہین دوم اگر اس امر کا فیصلہ کرنا مناسب اور صحیح تہا تو فیصلہ مین یہہ درج ہونا چاہیے تہا کہ مذکورہ بالا الفاظ مین متوفی کے اسباب نا اہتمام یافتہ کا مہتمم شامل ہے

الوبربٹی (معیت رڈن و انڈرس کے) اپیلانٹان کیطرف سے

نالش ہذا قابل سماعت نہین - مدعی نسبت استقرار حق ایک ایسے منفعت کے دعویدار ہے جو کہ پیدا نہین ہوا ہے - اور جو کہ شاید کبھی پیدا نہ ہو سکے - ایکٹ دادرسی خاص دفعہ ۴۲ ملاحظہ طلب -

عدالت نے ایک فرضی مقدمہ مین اقرارنامہ کی تعبیر کی نسبت اظہار رائے کی استدعا کیگئی ہے کیونکہ ابتک کوئی منفعت ظاہر نہین ہوئی - اور ڈائرکٹرونکی اختیار مین ہے کہ خواہ منفعت ظاہر کرین یا نہ عرضیدعوے مین یہہ کہین بیان نہین ہوا کہ کچہہ منفعتین موجود ہین یا کبھی موجود ہونگی - درحقیقت مین الفاظ اس طرح کے ہین جو اگر اور جبکہ" ملاحظہ ہو دانئیل کا دستور العمل چانسری (مطبوعہ بار ششم) صفحہ ۷۹ - کیو بنام کرافورد (۲) برایٹ بنام ٹنڈل (۳) مستری میتھو موتھو بنام ڈوراسنگہا ٹیور (۴) اب ہم اس امر پر بحث کرتے ہین کہ گو کہ اسپر عدالت ماتحت مین راجا ہرنرائن سنگہ بنام چودہرائن بہگوانت (۵) پر بحث کیگئی ہے لیکن عدالتین مجبور ہین کہ ایکٹ کے احکام کو ملحوظ رکہین - مزید برآن ڈگری کے رو سے جو استقرار حق ہوا ہے وہ ایسا ہے جسکی درخواست ہی نہین کیگئی ڈگری مین یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ منفعتین موجود ہین حالانکہ عرضیدعوی اس قیاس سے مترتب ہے کہ کوئی ایسی منفعت نہین ہے اقرارنامہ کے فقرہ ۱۳ کی تعبیر کی رو سے ہم کہتے ہین کہ پہہ نہین کہ وصی بحیثیت وصی قبضہ رکہنے سے بند ہو گیا اور بطور امین قبضہ رکہنے لگا فقرہ ہذا کے عنوان کے لحاظ سے اسکا قبضہ رکہنا بند ہو گیا کہ وصی کا نام بحیثیت وصی رجسٹر مین مندرج نہین رکہا جا سکتا تہا - مقدمہ

(۱) اختصار محلہ بالا صفحہ ۱۵ سے تا اخیر فیصلہ الفاظ ایڈوکیٹ جنرل کو شامل سکہتا ہے (۲) چانسری ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ (۳) چانسری ڈویژن جلد ۔ صفحہ ۹۹ ارا ۱۱ لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۔ صفحہ ۱۰۱ (۵) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۔ صفحہ ۵۷ (۶) مقدمات اپیل جلد ۔ صفحہ ۹ ۸

ماتحت جج وصی کو جسٹس شدہ قابض سمجھتا ہے لیکن ایسا نہیں [illegible] جسٹس لیم
ولیس تھا لیکن اب چونکہ وہ فوت ہوگیا ہے اسلئے وہ قابض نہیں [illegible] بنام [illegible] اسٹیٹ
خود قابض نہیں ہے کیونکہ اب یہان کوئی [illegible] اسکی بابت انتظام ہو گیا ہے [illegible] ولیس
اور یا کو وہ حصص امانت مین دیتا ہے [illegible]
ہوگیا بالاخر جبکہ سب قرضجات ادا [illegible]
ہین کہ گویا اس صورت مین ہبہ جات وصیتی [illegible]
جاسکے ممکن ہے کہ قابض بحیثیت وصی [illegible]
طرح وہ صفحہ ۳۱۵ - ولیم بنام منگر [illegible]
پھر اگر [illegible] یہ سمجھا جاسکے [illegible]
فقرہ ۳ بحیثیت وصی قابض [illegible]
ہین کہ وہ قابض [illegible] مراد [illegible]
جسٹس نہین [illegible] اقرار نامہ مین اس لفظ کے یہی معنی [illegible] اُسکے معنی ایک کمپنی ہائے مین [illegible]
[illegible] فقرہ ۳ کی [illegible] کہ اگر ولیم ولیس پانچ سال کے اندر
فوت ہوگیا تو [illegible] اوصیا [illegible] کا [illegible] پانچ سال دعوے کرینگے -
لیکن [illegible] اگر [illegible] پانچ سال [illegible] زندہ [illegible] اور بعدہ فوت ہوا - تو گو [illegible]
ان [illegible] جات کو اپنی [illegible] وصول [illegible] اس [illegible] وصول کیا
[illegible] تک کہ وہ زندہ رہا [illegible] ہوگا کہ وہ ہمیشہ کے لئے
[illegible] حق رہا - ان پانچ سال کی [illegible] زندہ [illegible] فقط اس کو اپنی حین حیات مین
اسقدر [illegible] ہو [illegible] کے عوض [illegible] حق نہین ملا - بلکہ اسکے روسے
کمپنی ہمیشہ اسکی اوصیا [illegible] کو مبادلہ [illegible] لیکن غیر ممکن ہے کہ اقرارنامہ
کا ایسا منشا ہو -

اب بلحاظ تاثیر دفعہ ۳۵ - ایکٹ کمپنی ملے ہند ۶ ۱۸۸۲ء فرض کرو کہ ولیم ولیس نے حصص کو اپنی
حین حیات مین بشرائط فروخت کردیا تھا کہ اسکا نام رجسٹر مین [illegible] کے فائدہ کے لئے درج ہو

(۱) چانسری ڈویژن جلد ۱۱ صفحہ ۶۰۴ - (۲) لی جانسن جلد ۲ صفحہ ۳۱۵ (۳) بیون رپورٹ جلد ۱۹ صفحہ ۱۰۴ -
(۴) چانسری ڈویژن جلد ۲۴ صفحہ ۳۰۲ - (۵) اٹیکنسن جلد ۴ صفحہ ۷۶

[illegible] اگر جیسا کہ بحث کیا گیا ہے ولیم ولس حصص کو لے لیتا تو مشتری ضرور کمپنی پر نالش کرتا اور کمپنی اسکو ہرجانہ ادا کرتی [illegible] بنام السن ہال کول (۱) اگر مشتری کمپنی کو حکم دیتا کہ وہ ولیم ولس [illegible] ادا کرے تو وہ کبھی ایسا نہ کرتی - آیا اندرین ایسے حالات ولس قابض حصص [illegible] -

[illegible] ایڈوکیٹ جنرل ہمعیت سکاٹ منجانب ریسپانڈنٹ چونکہ نالش ہذا غیر قابل سماعت ہے کیونکہ جب وہ دائر ہوئی اسوقت کوئی نقص ظاہر نہ تھا - اپیلانٹ مستحق نہین [illegible] اس [illegible] عذر اٹھا دے - اگر وہ اسکو ماتحت عدالت مین اٹھاتا تو عرفی دعویٰ [illegible] کیونکہ بوقت سماعت مقدمہ منفعت کا استقرار ہو چکا تھا - انہون نے [illegible] (۲) کا اور ان مقدمات کو جنپر عدالت ماتحت نے حصر [illegible] پیش کیا -

[illegible] صاحب چیف جسٹس نالش ہذا بمبنا ایک اقرار نامہ کے پیدا ہوئی ہے [illegible] ان [illegible] ٹینگ کمپنی اور ولیم ولس کے اس کارخانہ لکڑی کے جسکو ولیم [illegible] اور اسکے سرمایہ حسن سلوک اور دیگر جائداد متعلقہ کے [illegible] عمل مین آیا - فقرہ ۱۱ اقرار نامہ کے روسے یہ قرار پایا تھا کہ ۱۰۰ حصے جنکا [illegible] ادا شدہ سمجھا جائیگا کمپنی کیطرف سے مسٹر ولس کو بعوض انتقال جائداد معینہ کا [illegible] - اور پھر فقرہ ۱۳ - اقرار نامہ کے روسے یہ قرار دیا گیا کہ دوسری جائداد ذیکی انتقال کے بدل مین مسمی ڈبلیو ولس اسکے وصی اور مہتمان جبتک کہ وہ یا دے ان ۱۰۰ حصص کو اپنے قبضہ مین رکھین ایک ایسی مزید اور مرجح منافع کے مستحق ہونگے جو کہ کمپنی کے اس صریح منافع کی بچت کے ½ کے برابر ہوگا جو کسی سال مین ان ۱۰۰ حصص اور دیگر تمام حصص کی ادا شدہ مالیت پر ۱۲ فیصدی فی سال کے حساب سے نفع ادا ہونیکے بعد اور بعد وضع کرنے ایسی رقم کے جو وقتاً فوقتاً بطور سرمایہ محفوظ یا ایسی سرمایہ کے ملئے ڈائرکٹران کمپنی اسوقت مناسب خیال کرین - باقی رہے - وغیرہ -

- پونٹی فین برادران آر ولس

مسٹر ولس ۲۴ جنوری کو ایک وصیت کرکے فوت ہوا

(۱) لا جرنل چانسری جلد ۳۵ صفحہ ۳۶۸

(۲) چانسری ڈویژن جلد ۴۱ صفحہ ۱

اور ایل اے ولیس اور اے ایف ولیس کو اپنا وصی مقرر کیا منجملہ جنکے مسٹر ار ولیس
موصی سے پہلے فوت ہوا۔ اور مسٹر اے ایف ولیس نے اُس وصیت نامہ کو ثابت
کیا جسکی رو سے .. ا حصص اور انکے متعلقہ ترجیحی منافع کے ظاہر کرنیکے بعد اسکے اوصیا،
یا مہتممان کو یہ ہدایت کیگئی تہی کہ وہ انکو اسطور اپنی امانتی قبضہ مین لین کہ منجملہ ان برادران
کے کسی ایسے شخص کو متعلق ہوں جو اسکے بعد وارث ہو۔ مدعی نے بحیثیت وکیل اے۔ ایف
ولیس ملک ہند میں وصیت نامہ کی چٹھیات مہتممی حاصل کین اور رجسٹر مین اس امر کی یادداشت
لکھی گئی کہ اُسکو ایسا اہتمام سپرد کیا گیا مگر رجسٹر مین .. ا حصص مذکورہ موصی کے نام پر مندرج
رہنے دئے

مدعی درخواست کرتا ہے کہ اس امر کا استقرار کیا جاوے کہ مذکورہ بالا فقرہ ۱۳
تا حال نافذ ہے اور کہ زائد یا ترجیحی منفعت جو متذکرہ بالا حصص کی نسبت اور دو
فقرہ ۱۳۔ اتک مدعی کو بحیثیت مہتمم جیسا کہ مذکور ہوا۔ واجب الادا ہے اور اگر فقرہ مذکورہ
انکی ادائیگی کے لئے کافی صریح منافع کی بابت ہو تو مدعا علیہم اپنے تحریری بیان سے
یہ حجت اٹھاتے ہین۔ اندرین حالات پیش آمدہ۔ اے ایف ولیس جو کہ
ولیم ولیس کے وصیت نامہ کا ثابت کرنیوالا وصی ہے ان حصص متذکرہ کو اب
بحیثیت امین جیسے کہ اسکی صراحت مذکورہ بالا وصیت نامہ کے سبب سے ہوتی ہے بیابیے
نہ کہ بحیثیت وصی اور کہ مدعی فقط اس قیاس پر ترجیحی منافع کا مستحق ہے کہ متذکرہ حصص
کو جبکہ ایسے منافعجات کا استقرار ہوگا موصی کا وصی بحیثیت وصی بصورت غیر منقسم
جائداد موصی کی صورت مین لیگا نہ کہ اور طرح۔ ایک ابتدائی اعتراض اس طرح کا
پیش ہوا ہے کہ عدالت کو ایسے حق کی نسبت جو کہ نیز آئندہ اور مشروطہ ہو ڈگری استقراریہ
نہیں صادر کرنی چاہیئے جیسی کہ صورت حال سے عیان ہوتا ہے جسمین اُسوقت
کوئی واقعی فنڈ موجود نہ تہا جبکہ ایسی نالش دائر کیگئی جیسے کہ ایک ترجیحی منافع کا دعوے
ہوسکے اور نہ اس امر کا یقین تہا کہ کبھی ایسا فنڈ موجود ہوگا اس امر کو ظاہر کیا گیا تہا کہ
عدالت چانسری کا انگلستان مین ایک عام قاعدہ ہے جسکی رو سے آئندہ یا مشروطہ
حقوق کی نسبت ڈگری صادر نہین کرسکتی تاہم یہان حق بذات خود موجود ہے گو کہ
اس کا استعمال بیشک کسی منفعت کی بحث پر موقوف ہے یعنی مشروط ہے

سنہ ۱۹۹۲
بمبئی بہار ٹریڈ کارپوریشن لمیٹڈ
ابتدائی مدعا
بنام
ایف پارک ہمڈ
ابتدائی مدعی

جیسا کہ فقرہ ۱۳ - اقرار نامے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اقرار نامہ کی نوعیت سے یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ ایسی بحث ہو سکتی ہے اور غالباً ہوگی اور کمپنی کی گذشتہ تاریخ سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ چار لاکھ سے زیادہ روپیہ ترجیحی منافع زیر بحث پر پہلے سے صرف آچکا ہے - مزید براں یہ امر واضح ہے کہ اس بات کا ارادہ کیا گیا تھا کہ ڈائرکٹران اپنی اقتضائے رائے کو اس زرنقد کے محفوظ سرمایہ میں داخل کرنے کے لئے استعمال کرینگے جس پر اس بحث کا انحصار ہے جس سے ترجیحی منفعت ادا ہوگی - مگر اس امر کو بھی ملحوظ رکھینگے کہ اس زر سے جائداد (جو ماسوائے جائداد معینہ کے ہو) کے انتقال کے معاوضہ ادا کرنیکا اقرار ہوا ہے - اسلئے اس مقدمہ کی صورت سے یہ امر اہم اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ڈائرکٹران اس امر کو تحقیقاً جانیں کہ آیا کوئی حق ترجیحی منافع کا فی الحال موجود ہے جسکی نسبت مدعی نے اقرار کیا ہے ؟ یا کہ ختم ہو چکا ہے - ان وجوہات سے ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ ایک ایسا مقدمہ ہے جس میں بلحاظ حقوق فریقین عدالت کو اپنے حسن اقتضائے رائے کے استعمال میں حق زیر بحث کی ڈگری عطا کرنی چاہئے -

یہ بھی بیان ہوا ہے کہ یہ عذر جو کہ ہماری دانست میں ایک اعتراض ہے اور جو اپیل کے لئے مہلک ہے اوّل مرتبہ اپیل میں پیش کیا گیا ہے

بمقدمہ ہذا مابین فریقین جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ اس معنی پر موقوف ہے جو لفظ "قابض ہو" مندرجہ فقرہ ۱۳ اقرار نامہ جسمیں یہ ہدایت ظاہر ہوتی ہے کہ ترجیحی منافع مسٹر ویلس اور اسکے اوصیاء و مہتممان کو تب تک ادا ہوتا رہیگا جبتک کہ وہ ۱۰۰ حصص کا قبضہ رکھیں گے جو اُنکو دیئے جاوینگے ہیں اور جسکی بابت از روئے فقرہ اوّل یہ قرار پا چکا ہے کہ وہ معینہ جائداد کے مبادلے میں اور اُس کو تقسیم کیا جائے گا - مقبوضیت حصص سے مفہوم یہ مراد ہے کہ حصہ کا قابض ایک ایسا شخص ہے جس کا نام حصہ داران کی فہرست میں شامل ہے یا جو اپنے نام کو اس میں مندرج کرانے کا حق رکھتا ہو - اور فقرہ ۱۳ کی آخری عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسٹر ویلس کا قبضہ ایک ایسی حیثیت میں سمجھا گیا تھا گویا کہ اس سے کوئی قیود متعلق نہیں کیگئی - بغرض اس امر کے کہ مسٹر ویلس کے مہتممان قابضان حصص سے کیا معنے سمجھے جاویں - اقرار نامہ کو مدعا علیہ کمپنی کے ان آرٹیکلوں کی دفعات سے ملا کر پڑھنا چاہئے جو کہ ان کے حصص کے انتقال سے متعلق ہیں -

۱۸۹۲ء
دی برما ٹریڈنگ
پوریشن لمٹڈ
نمائ مدعاعلیہم
بنام
نیارک سمتہہ
بمائ مدعی

اور وہ دفعات ۲۹-۳۰-۳۱ ہیں جن سے یہ پایا جاتا ہے کہ متوفی حصہ دار کے اوصیاء اور مہتمان ہی فقط ایسے اشخاص ہونگے جن کو کمپنی حصوں کا حقدار تسلیم کرسکتی ہے اور وہی رجسٹر میں حصہ دار مندرج ہو سکتے ہیں یا کسی اور شخص کو اپنی طرف سے نامزد کرسکتے ہیں تاکہ ایسے حصص کے منتقل الیہ کی حیثیت سے اسکا نام درج رجسٹر ہو انہیں آرٹیکلوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوصیاء اور مہتمان ہی گو اُن کا نام درج رجسٹر نہو فقط ایسے اشخاص ہیں جنکے حقوق کمپنی تسلیم کرسکتی ہے اور جبتک کہ کمپنی اور اُنکے درمیان ایسی حالت رہیگی تو وہ اپنی حیثیت قائمقامی سے اس معنی میں کہ کوئی ان کو منتقل نہ کرسکیگا حصوں کے قابض ہونگے اقرار نامہ میں اس امر کی نسبت کچھہ بیان نہیں کہ اوصیاء اور مہتمان کے رجسٹر میں نام مندرج کرانے سے اُن کو ذاتی ذمہ وار بنانے کی غرض تھی یا کیا؟ یہ حصص پورے اداشدہ سمجھے گئے ہتے اور وہ ایسی ہی حالت میں رہینگے تا وقتیکہ اوصیاء اور مہتمان مسٹر ولیس کیطرف سے بلحاظ تمام پابندی ہائے مجوزہ مسٹر ولیس ان پر کسی اور مواخذہ کا بار ڈالا جائے۔ اسلئے قابض ہونے سے ہماری رائے میں جبتک اقرار نامہ سے اسکے برخلاف منشا ثابت نہو اوصیاء اور مہتمان کی صورت میں یہ سمجھنا چاہئے کہ وہی فقط ایسے اشخاص کی حیثیت رکھتے ہیں جن کو کہ کمپنی حصص کے حقدار تسلیم کرسکتی ہے۔ اور وصی مسٹر اے۔ ایف ولیس کو ان حصص کے لحاظ سے اب تک وہی حیثیت حاصل ہے۔ تاہم مدعاعلیہ نے اپنے تحریری بیان میں یہ اعتراض کیا ہے کہ ایسا کبھی منشا نہیں ہوسکتا تہا کہ اوصیاء اور مہتمان بعد ازانکہ قرضہ جات جائداد مسٹر ولیس سے ادا ہوچکیں مع منافع کے مستحق رہیں جیساکہ صورت حال میں تسلیم کیا گیا۔ اور کہ مسٹر اے۔ ایف ولیس وصی جس نے کہ پروبیٹ حاصل کیا عدالت ایکوئٹی میں ایک ایسے شخص کا امین ملحوظ رکھا جائے جو کہ ان حصص کا وصیت نامہ کے رو سے مستحق ہو یعنی خود اپنے اور اپنے بہائی لیوس ولیس کا۔

اس سوال کا حل کرنا کہ آیا مسٹر اے۔ ایف ولیس کو ان حالات کے رو سے جو اسکی زبانی ظاہر ہوئے عدالت ایکوئٹی ایسا لحاظ کریگی ضروری نہیں ہے۔ ہم اس امر میں مسٹر جسٹس فیرن سے اتفاق رکھتے ہیں کہ اقرار نامہ میں کوئی ایسا امر صریحًا یا معنًا پایا نہیں جاتا

۱۸۹۲ء
بمبئی بریما ٹریڈنگ کارپوریشن لمٹڈ ابتدائ مدعاعلیہ
بنام
الف پارکسمن ابتداءً مدعی

کہ جس سے فریقین کا سوائے اس کے کچھہ اَور منشا رثابت ہو کہ اُنھوں نے مسٹر ولیس نے اوصیاء اور مہتمان کے قبضہ کو ایسوسی ایشن کے آرٹیکلوں کے مطابق جائز سمجھا اور کہ اس قیاس کے علاوہ اَور کچھہ قیاس کرنا فی الحقیقت اقرارنامہ سے ایک نئی شرط بڑھاتا ہوگا۔ ایسے کوئی صریح الفاظ نہیں ہیں جن سے قبضہ کی عبارت مندرجہ اقرارنامہ خصوصاً عبارت اُس ضمن کی جس کے اخیر فقرہ ۱۳ پر ذکر ہوا ہے تشریح ہوتی ہو۔ بالآخر دہ طرز ادائے بدل جسکا فقرہ ۱۳ میں دیگر جائداد کے معاوضہ میں دینا بیان ہوا ہے ظاہر کرتی ہے کہ وہ منشا جو کمپنی کے مدنظر تہا مسٹر ولیس اور اُسکے اوصیاء کو رجسٹر میں حصص کے قابض رہنے کے لئے ترغیب دلانے کے لئے تہا۔ یہ نتائج جو فریقین کے ارادہ کی نسبت قایم کئے گئے ہیں بدیں حالت خاص توجہ کے لائق ہیں کہ اقرارنامہ ایک ایسی بے وقعت دستاویز نہیں ہے جیسی کہ اس قسم کے معاملات میں ہوا کرتی ہے بلکہ وہ ایک نہائت باضابطہ دستاویز ہے جس کو ایک عمدہ لائق انشا پرواز نے لکہا ہے اسلئے ہماری رائے میں مسٹر اے۔ الیف ولیس بذریعہ اپنے وکیل مدعی مقدمہ حال کے اقرارنامہ کی مد ۱۳ کے منشا رکے مطابق اب تک حصص کا قابض ہے اور اسلئے مدعی حسب درخواست عرضی دعوی ڈگری استقراریہ کا مستحق ہے۔ تاہم یہ مناسب نہیں سمجہتے کہ عدالت اصطلاح "وصی اور مہتمم" کی نسبت کوئی رائے ظاہر کرے جبکہ ایک ایسا سوال ہے کہ آئندہ کبہی پیدا ہوگا اور نہ جواب سوال مقدمہ ہذا سے پیدا ہوا ہے۔ اسلئے ہم ڈگری کو اس حصہ کے حذف کرنے سے جو بعد الفاظ "و اب تک مدعی کو بحیثیت مہتمم ڈبلیو ولیس کے واجب الادا ہے" جیسا کہ عرضی دعوی میں بیان کیا گیا ترمیم کرتے ہیں لیکن بلحاظ دیگر امورات قایم رکہی گئی ہے۔ رسپانڈنٹان اپنے اخراجات اپیل خود برداشت کریں۔

اٹرنیان منجانب اپیلانٹ مسیرز کریگی ومنٹ و آوان۔ اور منجانب رسپانڈنٹان مسیرز لٹل سمتھہ فیریر و نکلسن۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر چارلس سارجنٹ نائٹ چیف جسٹس و مسٹر برڈ وڈ صاحب جسٹس

۳۰ دسمبر ۱۸۹۲ء

واجی نیل کنٹھ نگر کار و دیگران (مدعیان) اپیلانٹان بنام گنپت راؤ نیل کنٹھ نگر کار (مدعا علیہ) ریسپانڈنٹ*

اختیار سماعت - سرداران دکن کے ایجنٹ کی عدالت - مقدمہ بعدالت مذکور - ایکٹ پنشن نمبر ۲۳ ۱۸۷۱ء دفعہ ۴ ایسے مقدمہ سے متعلق ہے - سرٹیفکیٹ کلکٹر - ریگولیشن نمبر ۲۹ ۱۸۲۷ء دفعات ۴ و ۶ - معمولی قواعد - ریگولیشن نمبر ۲ ۱۸۲۷ء -

نالش جو برخلاف ایک ایسے سردار کے جسکی تصریح دفعہ ۴ ایکٹ پنشن نمبر ۲۳ ۱۸۷۱ء میں کیگئی ہے سرداران دکن کے ایجنٹ کی عدالت میں رجوع کیجائے اسمیں کلکٹر کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہے جیسا کہ اسی ایکٹ کی دفعہ ۶ کی رو سے حکم ہے -

یہ ایک اپیل بناراضی فیصلہ مصدرہ جی سی وائٹ صاحب ایجنٹ سرداران دکن واقع پونا کے تہا -

نالش حسابات اور دلاپانے آمدنی کے تہی -

مدعیان نے یہ بیان کیا کہ وے اور مدعا علیہ گنپت راؤ نیل کنٹھ نگر کار (جو دوران اپیل بعدالت عالیہ ہائیکورٹ وفات پاگیا) جو ایک سردار تیسرے درجہ کا تہا مشترک حصہ داران ایک خاص جاگیر و انعام و سرنجام و دیگر جائداد واقع ضلع احمد نگر کے تہے اور کہ حصہ داران مذکور کے مابین تقسیم اور بٹوارہ عملمیں آچکا تہا اور کہ وے حصہ داران اپنی حصص جاگیر جائداد کی آمدنی جداگانہ وصول کرتے رہے اور کہ بنظر سہولت اور آسانی کے اراضیات کی درحصل تقسیم نہیں کیگئی تہی اور کہ ان اراضیات کی آمدنی ایک کلرک گنگا رام عرف بالکرشن گاڈبول کی معرفت وصول اور جمع کیجاتی تہی اور جسکو حصہ داران نے بالاتفاق مقرر کیا تہا - کچہہ عرصہ سے اس کلرک کی مدعا علیہ کے ساتہہ جو کہ خاندان کا اعلیٰ قائم مقام تہا کشمکش ہو پڑی اور کلرک مذکور اسکے ہی ماتحت کام کرتا تہا اس نے حسابات دینے سے انکار کیا -

اسلئے مدعیان نے یہ نالش واسطے حساب وغیرہ کے رجوع کی ہے - مزید برآں مدعیان یہ بیان کرتے ہیں کہ مدعا علیہ چونکہ ایک سردار درجہ سوم ہے اسلئے تابع حکومت و اختیار عدالت ایجنٹ سرداران دکن کی تہا اور اسواسطے انہوں نے اپنی نالش برخلاف اسکے ایجنٹ کی عدالت میں دائر و پیش کی تہی - اور ایک علیحدہ نالش بنام کلرک کے جسکا نام گنگا دہر بالکرشن تہا عدالت جج ماتحت میں دائر کی -

مدعا علیہ گنپت راؤ نیل کنٹھ نگر کار نے منجملہ دیگر امور کے یہ بحث کی کہ چونکہ کچہہ حصہ منجملہ جائداد متنازعہ کے سرسرکاری تہا اسلئے ایکٹ پنشن نمبر ۲۳ ۱۸۷۱ء کے مطابق کلکٹر کی منظوری لینے کیوجہ سے نالش ضرور ناکام رہنی چاہیئے -

* اپیل نمبر ۱۴۲ بابت ۱۸۹۱ء -

۱۸۹۱ء
واجی نیل کنٹھ نگرکار
بنام
گنپت مالو نیل کنٹھ نگرکار

ایجنٹ سرداران نے فیصلہ کیا کہ نالش ممنوع السماعت تھی کیونکہ مدعی حسب دفعہ ۴ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۶۹ء سرٹیفکیٹ کلکٹر پیش نہیں کر سکا۔ بربنائے فیصلہ بمقدمہ باباجی ہری بنام راجارام پال (۱) کے عدالت ایجنٹ نے دعویٰ ڈسمس کیا۔

مدعیان نے عدالت ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔

گنیش رامچندر کرلاسکار (بمعیت پرشوتم پرشورام کہار) منجانب اپیلانٹان۔
کلکٹر کا سرٹیفکیٹ ایک ایسی نالش کیواسطے درکار نہیں جو ایجنٹ کی عدالت میں رجوع کیجائے ایسا سرٹیفکیٹ ایسی نالش کے لئے ضروری ہے جو معمولی عدالت دیوانی میں دائر کیجائے لیکن سرداران دکن کے ایجنٹ کی عدالت ایسی دیوانی عدالت نہیں ہے۔ عدالت ایجنٹ کا تقرر زیر احکام دفعہ ۳ ریگولیشن ۲۹ سنہ ۱۸۲۷ء کے ہوا ہے اور دفعات ۴ و ۵ میں یہ بیان ہوا ہے کہ کونسے مقدمات عدالت ایجنٹ کی معرفت سماعت ہونگے اور عدالت دیوانی میں اُنکی تجویز ہوگی۔ بروئے دفعہ ۴ ایکٹ مذکور کوئی عدالت دیوانی کسی نالش کی سماعت نہیں کر سکتی جبتک کلکٹر کا سرٹیفکیٹ ساتھ نہو۔ لیکن عدالت ایجنٹ چونکہ ایک ایسی عدالت نہیں ہے جو اس ایکٹ میں مُراد لی گئی ہے اسلئے ایک نالش جو ایسی عدالت ایجنٹ میں رجوع کیجائے کلکٹر کا سرٹیفکیٹ نہونیکی وجہ سے ناکام نہیں رہ سکتی کیونکہ ایجنٹ کو خاص اختیار سماعت تفویض کیا گیا ہے۔ ایکٹ مذکور کی یہ تاثیر نہیں ہو سکتی کہ اس سے وہ اختیار سماعت زائل یا معدوم ہوجائے جو بروئے قانون سابقہ ریگولیشن ۲۹ سنہ ۱۸۲۷ء کی خاص اغراض کیواسطے پیدا اور تفویض کیا گیا ہو۔ فیصلہ بمقدمہ خوشحال داس بنام کہارام جنیدر (۲) سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایجنٹ کی عدالت بروئے دفعہ ۴ مندرجہ قانون ضابطہ دیوانی ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء کے ایک دیوانی عدالت نہیں خیال کیگئی تھی۔
بہرحال ہم یہ بحث کرتے ہیں کہ ایجنٹ ہمارے مقدمہ کو بکلی خارج کرنیمیں غلطی پر تھا کیونکہ ہمارے دعویٰ میں بعض دیگر جائداد بھی شامل ہے جس سے ایکٹ مذکور قابل اطلاق نہیں ہے اور ایجنٹ کو کم از کم اُس جائداد کی بابت مقدمہ کے انفصال کی بابت کارروائی ضرور کرنی چاہئے تھی۔

مہادیو چمناجی آپٹے منجانب رسپانڈنٹ۔

ایکٹ مذکور نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۶۹ء میں یہ حکم ہے کہ کوئی عدالت دیوانی کسی مقدمہ کی سماعت بغیر سرٹیفکیٹ کلکٹر کے نہیں کریگی۔ کوئی امتیاز درمیان عدالت جج ماتحت و عدالت ایجنٹ سرداران کے نہیں کیا گیا۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد اول صفحہ ۷۵۔

(۲) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۲۱۲۔

قانون پنشن ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۷۱ء کی احکام تمام عدالتوں سے جنکو اختیارات دیوانی حاصل ہوں متعلق ہیں۔ اور جس امر کا فیصلہ ہونا ہے وہ یہ ہے کہ آیا ایک خاص عدالت بروئے ریگولیشن نمبر ۲ سنہ ۱۸۲۷ء ایک عدالت دیوانی ہے؟ اور اگر وہ عدالت دیوانی ہی ہے تو ریگولیشن کی دفعہ ۱۲۔ اور ایکٹ پنشن کی دفعہ ان نالشات سے متعلق ہیں جو ایسی عدالت میں دائر کیجائیں۔

مدعیان نے یہ نالش بزر نش دلا پانے ہر جبکو دائر کی ہے مدعا علیہ وفات پا گیا ہے اور بنا دعوی زر استحقاق نالش بر خلاف پسران مدعا علیہ قائم و باقی نہیں رہتا۔ علاوہ ازیں مدعا علیہ کی وفات کے باعث سے ایجنٹ کی عدالت کا اختیار سماعت زائل و ختم ہو جاتا ہے کیونکہ گو مدعا علیہ سردار تھا لیکن اسکے پسران سردار نہیں ہیں

سار جنٹ صاحب چیف جسٹس:۔ ریگولیشن نمبر ۹ سنہ ۱۸۲۷ء کی عام مدعا او منشا پر لحاظ او رغور کرکے ہم حکام خیال کرتے ہیں کہ الفاظ " قواعد معمولی " جو اس ریگولیشن کی دفعہ چہارم میں استعمال کئے گئے ہیں اس سے مراد اُن قواعد نافذ الوقت کی ہے جنمیں اُن ججوں کے اختیارات سماعت کا تعین کیا گیا ہے جن کا اس دفعہ (۱) میں حوالہ ہے ہم یہ قرار نہیں دے سکتے کہ ایجنٹ سرداروں کی عدالت کو صرف اُن دیوانی قسم کے مقدمات میں اختیار سماعت کا عمل میں لانا مقصود تھا جنکی سماعت و تجویز کا اختیار بروئے ریگولیشن نمبر ۲ سنہ ۱۸۲۷ء عدالتہائے دیوانی کو تھا۔ مدعا ریگولیشن کا صاف طور پر یہ تھا کہ عدالت ایجنٹ کو ایسا اختیار سماعت عطا کیا جاوے جو بلحاظ وقت موجودہ ہیکن باغراض قانون مندرجہ ریگولیشن عدالتہائے دیوانی کو مفوض کیا جاوے۔ اگر بعد منظور ہونے ایکٹ کے عدالتہای دیوانی کا اختیار سماعت کسی طرح سے بدلا جانا تھا تو عدالت ایجنٹ کا اختیار سماعت بھی ویسے ہی بدلنا ہوگا۔ اسلئے دفعہ ۴ ایکٹ نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۷۱ء جو کہ اب قواعد معمولی کا جزو ہے اور جس سے عدالتہائے دیوانی کے اختیار سماعت کا اندازہ اور تعین ہوتا ہے ایجنٹ کی عدالت سے متعلق ہے گو کہ عدالت دیوانی کے معمولی اور عام معنوں میں ایجنٹ کی عدالت ایک دیوانی عدالت نہیں ہے۔ چونکہ مدعی نے کلکٹر سے کوئی سرٹیفکیٹ حاصل نہیں کیا تو اسقدر جزو دعوے کی نسبت جس پر ایکٹ پنشن مصدرہ سنہ ۱۸۷۱ء کی تاثیر پڑتی ہے ایجنٹ نے صحیح طور پر یہ قرار دیا ہے کہ مقدمہ بہ تعلق اسقدر جزو دعوی کے ممنوع السماعت ہے۔

لیکن ایجنٹ کو دعوے کے اس جزو کی نسبت کارروائی اور فیصلہ کرنا ضروری تھا جسقدر پر ایکٹ سنہ ۱۸۷۱ء کی کوئی تاثیر نہیں پڑتی۔ اور ہمارے خیال میں

(۱) دفعہ ۴ مندرجہ ریگولیشن ۹ سنہ ۱۸۲۷ء حسب ذیل ہے:۔ ایک ایجنٹ گورنمنٹ کا خاص کر باغراض سماعت و تجویز اور انفصال جملہ مقدمات از قسم دیوانی ہوں اور بروئے معمولی قواعد قابل سماعت جج عدالت کے ہوں اور احمد نگر میں اور بر خلاف کسی ایسے شخص کے ہوں جنکا ذکر وفات ما سبق میں کیا گیا ہے مقرر کیا جاویگا۔

۱۸۸۱ء
راؤ نیل کنٹھ
نگرکار
بنام
گنپت راؤ
بل کنٹھ نگرکار

۱۸۹۱ء
داجی نیل کنٹھ نگرکار
بنام
گنپت راؤ نیل کنٹھ نگرکار

وہ مدعی کا تمام دعوی ڈسمس کرنیمیں غلطی پر تہا اسواسطی ہم حکام اسکی ڈگری منسوخ کرتی ہیں اور مقدمہ کو مکرر سماعت کیواسطی واپس بہیجتے ہیں۔ خرچہ مقدمہ کا مطابق نتیجہ کے عائد ہوگا۔

بروقت سماعت اپیل کر سپانڈنٹ کیطرف سے یہ عذر کیا گیا تہا کہ مدعا علیہ اب مرگیا ہے اور مقدمہ اسطی دلایانے ہر بانکہ ہے اسواسطی وہ برخلاف بیٹی کے بحال اور قایم نہیں رہ سکتا۔ یہ ایک ایسا سوال ہی جسکا فیصلہ عدالت ماتحت سی ہونا چاہیے جبکہ اپیل کی سماعت مکرر ہو۔

ڈگری منسوخ کیگئی اور مقدمہ واپس بہیجا گیا۔

اپیل صیغہ دیوانی

۱۱ جون ۱۸۹۲ء

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نائٹ چیف جسٹس و برڈوڈ صاحب جسٹس

کدایا (مدعی) بنام مارتنڈا (مدعا علیہ) *

مانع تقریر مخالف نالش بر بنای دستاویز جسکو مدعا علیہ نے تکمیل کیا اور جسمیں مدعا علیہ کو بحیثیت کارکن یا پیشہ ور کے بیان کیا گیا ہی عذر مقدمہ میں یہ کہ مدعا علیہ کو ایک کاشتکار تہا ایکٹ دادرسی مزارعان دکن نمبر ۱۷ مصدرہ ۱۸۷۹ء۔ صرف یہ واقعہ کہ مدعا علیہ نے اپنے آپکو دستاویز میں جسکی بنا پر مقدمہ رجوع کیا گیا ہی بطور پیشہ ور کے ظاہر کیا ہی بنفسہ مدعا علیہ کو تجویز کیوقت اس عذر کے پیش کرنیکا مانع نہیں ہے کہ وہ ایک کاشتکار تہا۔ اور نیز مستحق حفاظت کا بروی احکام ایکٹ دادرسی مزارعان دکن مصدرہ ۱۸۷۹ء کی تہا۔ اس امر ثابت کرنیکی لئی شہادت کا موجود ہونا ضرور ہے کہ اسنے اپنے آپکو پیشہ ور ظاہر کرنیمیں اپنے آپکو پیشہ ور بیان کیا اور ایسا جتانے سی اسکی یہ نیت تہی کہ اسکی بیان کی بنا پر مدعی کوئی عمل کرے۔

یہ ایک استصواب تہا جو کہ رای بہادر آر دی نگرکار جج ماتحت اسلام پور واقع ضلع ستارا نی بروی دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کیا تہا۔

حالات اور واقعات مقدمہ کے جنکی بنا پر استصواب کیا گیا تہا حسب ذیل تہی:-

مدعی کدایا نے واسطی دلایانے قبضہ ایک دوکان اور بقایای کرایہ کے بر بنای ایک دستاویز کرایہ نامہ مورخہ ۲۳ مئی ۱۸۸۹ء کے جسمیں مدعا علیہ کا پیشہ کاروبار کرنا بیان کیا گیا تہا۔ نالش کی۔ مدعا علیہ مارتنڈا نی یہ بحث کی کہ وہ ایک کاشتکار تہا اور مقدمہ بغیر سرٹفکیٹ کنسیلی ایٹر کی حسب دفعہ ۴۷ ایکٹ دادرسی مزارعان دکن نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۷۹ء کے نہیں چلسکتا تہا۔ مزید براں مدعا علیہ نے یہ بیان کیا کہ وہ بروقت تکمیل دستاویز مذکور کی جسکی بنا پر نالش کی ہی ایک کاشتکار تہا اور اسوقت تک کاشتکار رہی تہا۔ اور اسلئے اسنے ایکٹ مذکور کے احکام کی حفاظت کا دعوی کیا۔

* استصواب دیوانی نمبر ۲۳ بابت ۱۸۹۱ء۔

۱۸۹۱ء
راؤ داجی نیل کنٹھہ ناڈکرنی
بنام
گنپت ... ناڈکرنی

جج ماتحت نے دستاویز متنازعہ فیہ میں مدعاعلیہ کو جو کچھہ بیان کیا گیا تھا اُسپر لحاظ کرکے اور نیز مدعاعلیہ نے جو اپنی حیثیت کی بابت جو عذر کیا تھا اُسپر لحاظ کرکے مفصلۂ ذیل امر کی نسبت ہائیکورٹ سے استصواب کیا۔

(۱) آیا غیر کاشتکار رہونا جیسا کہ دستاویز متنازعہ فیہ میں بیان کیا گیا ہے ایک ایسا اقبال ہے جو مدعاعلیہ کو اُس دستاویز کی تکمیل کے دن ایک مختلف حیثیت کی موجودگی ثابت کرنیسے بطور اثر مانع تقریر مخالف کے منع کرے۔

(۲) کیا اگر حیثیت میں کوئی تبدیلی بیان نہ کیجاوے تو مدعاعلیہ کو اجازت اس امر کے ثابت کرنیکی ہوگی کہ وہ بعد تکمیل دستاویز ایک کاشتکار کی حیثیت رکھتا تھا۔

جج ماتحت کی رائے ان دونوں امور کی بابت مدعاعلیہ کے برخلاف تھی یعنی کہ پہلے امر کی نسبت اُسکی رائے اثبات میں اور دوسرے امر کی نسبت نفی میں تھی۔

فریقین کیطرف سے کوئی حاضر نہ تھا۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس :- صرف یہ امر کہ مدعاعلیہ نے اپنے آپ کو اُس دستاویز میں جسکی بنا پر مقدمہ رجوع کیا گیا ہے ایک بیشہ ور بیان کیا ہے۔ فی نفسہ اُسکا بروقت تجویز مقدمہ کے اس بات کے بیان کرنے سے مانع نہیں ہوگا کہ وہ ایک کاشتکار تھا۔ اور ایکٹ ۱۷ ۱۸۷۹ء کی حفاظت کا مستحق تھا۔ شہادت اس بات کے ثابت کرنیکے لئے ضرور ہونی چاہیئے کہ اُس نے اپنے آپ کو بیشہ ور ظاہر کرنیسے اپنی نسبت ایک ایسا بیان کیا جس سے پایا جاتا کہ وہ ایک بیشہ ور کارکن ہے۔ اور کہ اس بیان سے اُسکی یہ نیت تھی کہ مدعی اُسی بنا پر کوئی عمل کرے۔

حکم مطابق اسکے دیا گیا۔

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نائٹ چیف جسٹس و برڈوڈ جسٹس

۱۸۹۲ء
۱۱ فروری

کاشی ناتھہ ترمبک جوشی (اپیلانٹ سائل) بنام دومنگز ورن (مدعاعلیہ فریق مخالف) *

میعاد - مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء - دفعہ ۳۱۸ - خریداری وقت نیلام بعدالت - سرٹیفکیٹ منظوری نیلام - درخواست واسطے قبضہ دلا پانے جائداد خرید کردہ - ایسی قبضہ کیلئے درخواست دینیکا حق پیدا ہونیکی تاریخ -

ایک خریدار کا حق جو مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء کی دفعہ ۳۱۸ کے بموجب قبضہ حاصل کرنیکے لئے درخواست گذرانے کا ہے اُسوقت پیدا ہوتا ہے جبکہ سرٹیفکیٹ عطا کیا جاوے۔ یعنی

* اپیل دیوانی نمبر ۱۳۱ سنہ ۱۸۹۱ء۔

یعنی جبکہ یہ خریدار کے نام جاری کیا جاتا اور ویسی درخواست گذرانے کیلئے میعاد اس تاریخ سے شمار ہوتی ہے

سنہ ۹۲
کالنشی ناتہہ ترمبک جوشی
بنام
دوسنگر دوسان

یہ ایک استصواب تہا جو راؤ صاحب امچند روی پانگی جج ماتحت درجہ دوم مقام بسین واقع ضلع تہانہ نے حسب دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع کے کیا تہا۔

مدعی سائل، کالنشی ناتہہ ترمبک جوشی نے ۱۳ فروری سنہ ۱۸۸۰ع کو ایک خاص جائداد غیر منقولہ عدالت مین نیلام ہوتے وقت خرید کی اور نیلام کی بولی اسکے نام پر ۱۸ اپریل سنہ ۱۸۸۰ع کو منظور کیگئی تہی۔ ۷ اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ع کو خریدار مذکور نے بروئے دفعہ ۳۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع حصول سارٹیفکٹ کے لئے درخواست گزرانی۔ جو ۱۳ فروری سنہ ۱۸۹۱ع کو اُسے عطا کیا گیا اور اسی تاریخ کو وہ اسکے نام جاری کیا گیا بعد ازان اُسنے حسب دفعہ ۳۱۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایک درخواست بغرض دلاپانے قبضہ جائداد گذرانی۔ جج ماتحت نے حسب ذیل سوال کے فیصلہ کیلئے استصواب کیا ہے۔

کیا ایک درخواست جو قبضہ حاصل کرنے کے واسطے ہو اُسکی میعاد سماعت اُس تاریخ سے شمار ہونی چاہئے جس تاریخ کو سرٹیفکٹ نیلام فی الواقع سائل کے نام جاری کیا گیا تہا یا کہ میعاد مذکور اُس دن سے محسوب ہونی چاہیئے جبدن نیلام منظور کیا گیا۔

جج ماتحت کی رائے یہ تہی کہ نیلام کے منظور ہونے کی تاریخ سے ایسی درخواست کی شروع ہونی چاہیئے فریقین کی طرف سے کوئی حاضر نہین تہا۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس۔ ایک خریدار کا حق مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۳۱۸ کے بموجب قبضہ کے واسطے درخواست گزراننے کا اُسوقت اسکو پیدا ہوتا ہے جبکہ سارٹیفکٹ عطا کیا جائے یعنی جب سارٹیفکٹ اسکے نام جاری کیا جاے دیکھو حوالہ فیصلہ مقدمہ موتی چند تاراچند بنام نیک جی بن گوپال جی (۱)

حکم مطابق اسکے دیا گیا۔

---

(۱) پرنٹیل جوڈ سے سنہ ۱۸۸۶ء صفحہ ۴۶

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نائٹ چیف جسٹس و برڈوڈ صاحب جسٹس

بیتا مہر منچا رام (سائل) اپیلانٹ بنام ایشور جادو رام (مدعا علیہ) رسپانڈنٹ

اختیار سماعت - وراثت - درخواست بغرض قرار داد حق وراثت بمبی ریگولیشن نمبر ۸ سنہ ۱۸۲۷ء دفعہ ۲ - جج ماتحت جسکو بموجب ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۶۹ء ڈسٹرکٹ کورٹ کے فرائض منصبی انجام دینے کا اختیار بخشا گیا ہے - ایسے جج کا اختیار سماعت ایسی درخواست کے سماعت کرنیکا -

ایسا جج ماتحت جسکو ایکٹ سنہ ۱۸۶۹ء کی دفعہ ۲۶ کے بموجب گورنمنٹ کیطرف سے ایکٹ سنہ ۱۸۶۹ء ایک ڈسٹرکٹ کورٹ یا عدالت جج ضلع کے اختیارات منصبی عطا ہوے ہون مجاز ہے کہ ایسی درخواست کی سماعت و تجویز کرے جو حسب دفعہ ۲ ریگولیشن بمبی نمبر ۸ سنہ ۱۸۲۷ء گذرانی گئی ہو -

یہ اپیل خلاف فیصلہ جی - لیک کورکل ڈسٹرکٹ جج احمد آباد حسب دفعہ ۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تہا -

اپیلانٹ بیتا مہر منچا رام (سائل) نے مقام کیرا کے سبارڈنیٹ جج کی عدالت مین بمبی ریگولیشن نمبر ۸ سنہ ۱۸۲۷ء کے بموجب ایک درخواست گذرانی جسمین اسنے یہ استدعا کی تہی کہ نامبردہ کو موتی رام کیلا بائی کا جو ایک متوفی شخص تہا وارث قرار دیا جاے - ایکٹ سنہ ۱۸۶۹ء کی دفعہ (۲۶) کے روسے گورنمنٹ نے اس عدالت کو عدالت ضلع کے اختیارات عطا کیے تہے -

---

[illegible] دفعہ دوم ریگولیشن بمبی نمبر ۸ سنہ ۱۸۲۷ء کا فقرہ دوم حسب ذیل ہے "اگر کوئی وارث یا وصی [illegible] کا خواہان ہو کہ اسکا حق باضابطہ طور پر عدالت کی معرفت تسلیم کیا جاے اس غرض سے کہ اس حق کو ان اشخاص پر اصلی زیادہ [illegible] جو [illegible] قابض یا اسکے زیر بار ہین اور تاکہ اشخاص مذکور ایسے وارث یا مہتمم وغیرہ کے ساتھ معاملہ رکہین اور [illegible] جج کو لازم ہے کہ بروقت گذرنے درخواست کے ایک اشتہار اس نمونہ کا جو ضمیمہ ہذا مین درج ہے جاری کرے جسمین ان تمام اشخاص [illegible] عدالت مین ایک ماہ کے اندر تاریخ اشتہار سے حاضر ہونیکا حکم درج ہو جو سائل کے استحقاق کی نسبت کچہہ عذر رکہتے ہون اور عذرات داخل [illegible] اگر کوئی کافی عذر پیش نہ کیا گیا ہو تو جج سائل کے استحقاق کا ثبوت لینے کی بابت کارروائی کریگا اور اگر وہ مطمئن ہو جاوے تو اسکو [illegible] وراثت - مہتمم یا وصی ہونے کا عطا کرے (۲) ایکٹ سنہ ۱۸۶۹ء کی دفعہ ۲۶ کے فقرات ۱ و ۲ حسب ذیل ہین (۱) لوکل گورنمنٹ کو اختیار ہوگا کہ بذریعہ اشتہار مندرجہ گزٹ سرکاری کسی ایسی عدالت کو جو درجہ مین ڈسٹرکٹ کورٹ سے فروتر ہو ڈسٹرکٹ کورٹ کی خدمت مین بموجب اس ایکٹ کے نقشے اور کسی وقت ویسے اشتہار کو باطل یا متغیر کرے (۲) ہر ایک عدالت ماتحت کو جسکو اسطرح پر اختیار بخشا جاے اپنے مندرجہ اختیار کے حدود کے اندر ان اختیارات کے عمل مین لانے کے لیے جو اس ایکٹ کی رو سے ڈسٹرکٹ کورٹ کو بخشے گئے ہین ڈسٹرکٹ کورٹ سے متعلق ہین وہ عدالت ماتحت مذکور سے متعلق ہونگے جسطرح پر کہ ڈسٹرکٹ کورٹ سے متعلق ہوتے -

سنہ ۹۲ء

پنیا میز جالہم بنام اشور جلیو رام

رسپانڈنٹ اشرجا دورام مدعاعلیہ نے منجملہ دیگر امور کے یہ بحث پیش کی کہ جج ماتحت کی عدالت کو درخواست گذرانیدہ زیر احکام ریگولیشن نمبر ۸ سنہ ۱۸۲۷ء کی سماعت کرنیکا کوئی اختیار نہین تہا کیونکہ اسکے روسے صرف عدالت ضلع کو ایسا اختیار بخشا گیا ہے۔

جج ماتحت نے قرار دیا کہ درخواست کی سماعت و تجویز کرنیکا اسے بروے ریگولیشن کے یہ اختیار حاصل نہ تہا اور اسنے درخواست کو نامنظور کیا

سائل نے عدالت ضلع مین اپیل کیا اور ڈسٹرکٹ جج کو چونکہ اشتباہ تہا لہذا اسنے منصلہ ذیل سوال کا ہائیکورٹ سے فیصلہ کرانیکے واسطے استصواب کیا ہے۔

"کیا جج ماتحت کو ایک ایسی درخواست کی سماعت کرنے اور تجویز کرنے کا جو بروے دفعہ بمبئی ریگولیشن نمبر ۸ سنہ ۱۸۲۷ء کے گذرانی گئی ہو اختیار حاصل تہا۔

فریقین کیطرف سے کوئی حاضر نہ تہا۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس - ہم خیال کرتے ہین کہ ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء کی دفعہ ۴۸(۱) صریح طور پر دفعہ ۲۶ کے احکام کو اور نیز ان دیگر دفعات کے احکام کو جنکا دفعہ ۴۸ مین حوالہ ہے ان سارٹیفکٹون سے متعلق کرتی ہے جو ریگولیشن ۸ سنہ ۱۸۲۷ء کے بموجب عطا کئے جائین نیز ان درخواستون سے احکام مذکورہ کو متعلق کرتی ہے جو ایسے سرٹیفکیٹون کے حاصل کرنے کی غرض سے بعد شروع نفاذ ایکٹ مذکور کے گذرانی جائین۔

حکم مطابق اسکے۔

---

(۱) دفعہ ۴۸- ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء حسب ذیل ہے- باآنکہ ریگولیشن بمبئی نمبر ۸ سنہ ۱۸۲۷ء مین کوئی مضمون مندرج ہو اس ایکٹ کی دفعہ ۲۶ کی ماتحتی اور اسکی ضمن ۲ اور دفعات ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۵ کے احکام جو سرٹیفکیٹہا تحت ایکٹ ہذا اور ان درخواستون کے بارہ مین ہین جو ایسے سرٹیفکیٹون ... وغیرہ متعلق ہونگے ان سرٹیفکیٹون اور ان درخواستہا کے جو ایکٹ ہذا کے بموجب عطا ہون اور گذرانی جائین ... الخ

صیغہ اپیل دیوانی

۱۰ مارچ ۹۲ء

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نائٹ چیف جسٹس وبرڈوڈ صاحب جسٹس

گیتا بائی (ابتدا مدعا علیہا) اپیلانٹ بنام بالاجی کیشو شاستری نگر (مدعی) رسپانڈنٹ

تعمیل مختص - معاہدہ بیع - حق پس ماندگی - بیع ایسے حق کا - زر ثمن جو حق مذکور کی بازاری قیمت سے کم ہو - اسٹیٹیوٹ ۳۱ - جلوس وکٹوریا باب ۴ - بدل یا معاوضہ کا ناکافی ہونا -

یہ قاعدہ قانون جو ملک انگلستان میں اسٹیٹیوٹ ۳۱ وکٹوریا باب ۴ کے منظور و نافذ ہونیسے پیشتر ملحوظ رکھا جاتا تہا کہ حق پس ماندگی کے معاہدہ بیع کی تعمیل خاص کی ڈگری نہیں دینی چاہئیے جب کہ زر ثمن مقدار میں بہ نسبت بازاری قیمت حق مذکور کے کم تر ہو ملک ہند کا قاعدہ قانونی قرار نہیں دیا گیا -

یہ ایک اپیل بنا راضی فیصلہ خان بہادر ایل جے فرنندیز سب آرڈینیٹ جج درجہ اول مقام پونا تہا کے نالش بغرض تعمیل مختص معاہدہ بیع ایک مکان کے تہی -

مدعا علیہا گیتا بائی - ایک شخص متوفی مسمی نانا کی بہو اور وارثہ تہی - ۱۰ - دسمبر ۱۸۸۵ء کو نانا مذکور نے مکان متنازعہ کو مدعی کے پاس بعوض دو ہزار روپیہ بیع کرنیکا معاہدہ کیا تہا اور اوسوقت اوسنے مبلغ ۲۵ روپیہ بوجہ سخت ضرورت (بطور بیعانہ) لے لئے تہے - بروقت معاہدہ کے نانا اس مکان کے قبضہ کا مستحق نہیں تہا - اسکی منہ بولی کنندہ ماں مسماۃ رینوکا بائی مکان مذکور کی قابض اور منتظم تہی اور مطابق وصیت نامہ اپنے شوہر متوفی کے مسماۃ مذکور اسکے حین حیات تک اس مکان کی حق دار تہی اور بعد وفات رینوکا بائی کے وہ مکان نانا کو ملنا تہا -

رینوکا بائی کی وفات پر مدعی نے مطابق شرائط معاہدہ بقیہ زر ثمن نانا کو پیش کیا اور اوسے کہا گیا کہ اوسکے حق میں انتقال نامہ تحریر کر دے مگر نانا نے ایسا کرنیسے انکار کیا - بعد ازاں نانا فوت ہوا اور مدعی نے اب مدعا علیہا پر نالش کی تاکہ اوس سے بہ حیثیت قائممقام نانا کے معاہدہ بیع کی تعمیل و تکمیل کرائی جاوے -

مدعا علیہا نے یہ عذر کیا کہ نانا بہ ثبات عقل و قائمی حواس نہ تہا اور اوسکو مدعی کے خلاف بیانی سے معاہدہ کرنیکی ترغیب ہوئی تہی اور کہ اسواسطے معاہدہ ناجائز تہا اور کہ نالش زائد المیعاد اور ممنوع السماعت تہی سب آرڈینیٹ جج یعنے جج ماتحت نے یہ فیصلہ کیا کہ دعوی زائد المیعاد نہیں تہا - اور دعوے کو یہ قرار دے کر منظور کیا کہ " مدعی نے بے شک نانا جی دین کا ست

۹۲ گیتا بائی بنام بالاجی کیشو نگر

ایک عمل معاہدہ کو بغیر کسی قسم کے نقصان یا خطرہ کے اپنے پاس محفوظ کیا ہے مین نہین کہہ سکتا ہون کہ اسنے نانا کے ساتھ بہت عمدہ طور سے معاملہ اور سلوک کیا لیکن وہ معاہدہ کو نافذ اور مکمل کرانے کی کوشش کرنے مین اپنے قانونی حقوق کی حدود کے اندر ہے اور ازانجا کہ مدعا علیہا ان وجوہات کے ثابت قرار دینے مین ناکام رہی ہے جن پر معاہدہ کی نوعیت وجواز پر اعتراض کیا گیا تہا پس مدعی مستحق کامیابی ہے۔

مدعا علیہا نے اپیل کیا۔

جارڈین بمعیت دیوچمناجی ایڈوکیٹ منجانب اپیلانٹ۔ نانا کو صرف حق پس ماندگی جائداد مین حاصل تہا۔ عدالت ایک ایسے معاہدہ کی تعمیل خاص نہین کرا سکتی جبکہ ایسے حق پس ماندگی سے متعلق ہو اس معاہدہ کے رو سے نانا نے ایک مکان بعوض دو ہزار روپیہ کے بیع کیا جو شہادت کے رو سے بہ عدالت ماتحت کے خیال مین پانچ چھہ ہزار روپیہ کی قیمت کا تہا۔ بدل معاہدہ ناکافی ہے بار ثبوت بدل یا معاوضہ کے کافی ہونیکا مدعی پر ہے۔ حوالہ دیکھو وائٹ صاحب و ٹیوڈر صاحب کے لیڈنگ کیسز جلد اول صفحہ ۶۸۵۔ مزید برین یہ دکہایا گیا ہے کہ نانا بعارضہ ضعف جگر سے علیل تہا اور ثبات عقل کیجا نہین تہا اور اس سے نامناسب فائدہ حاصل کیا گیا ہی کوئی عدالت انصاف ایسے معاہدہ کی تعمیل و تکمیل نہین کرائیگی بموجب دفعہ ۲۲ قانون دادرسی خاص ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ء مدعی دادرسی کا مستحق نہین ہے کیونکہ معاوضہ بیع ناکافی بالکل ہی ناکافی ہے

برانسن (رڈ ہی) اس کا رد۔ واین دی گوکہیل منجانب رسپانڈنٹ۔

یہ ایک نیا مقدمہ اپیل پر بنایا گیا ہے۔ عدالت ماتحت مین اپیلانٹ کا مقدمہ یہ تہا کہ نانا کو فریب دیا گیا تہا۔ لیکن کوئی فریب ثابت نہین کیا گیا تہا معاوضہ یا بدل ناکافی نہین ہے بیشک بعض گواہان بیان کرتے ہین کہ مکان ۶ ہزار روپیہ کی مالیت کا ہے مگر وہ مکان بہت پرانا ہے اور مرمت طلب ہے مدعی نے نانا کو کوئی تحریک واسطے کرنے معاہدہ بیع کے نہین کی۔ برخلاف اسکے وہ اسکے فروخت کرنیکا متردد تہا۔ کوئی قیاس فریب کا نہین ہوسکتا اور کوئی شہادت واسطے ثابت کرنے فریب کے موجود نہین ہے اسلئے معاہدہ ایسا ہے جسکی تعمیل مخصوص ... حوالہ ... خاص ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ء نانا ایک سلوک جو اس شخص کو تہا ... کہ معمولی قابلیت ... بذات خود ایک ڈگری تعمیل خاص کی مزاحمت ... اگر ایسا تہا ... سارجنٹ صاحب چیف جسٹس۔ عدالت ماتحت مین مقدمہ ... بابات کی گئی تہی ... مین مندرج تہی کہ مدعی نے نانا کو فریب دیا یہ بیان کرکے ... جو نانا سے دور تہا ... ہی مکان کو دیا ...

یہہ بھی بیان کیا گیا تہا کہ نانا ایک فوت شخص تہا۔ ان دو لو عذرات کی نسبت عدالت ماتحت نے یہہ قرار دیا کہ شہادت سے انکی تائید نہیں ہوتی اور عدالت ماتحت کے فیصلہ پر اعتراض کرنیکی کوشش ہمارے روبرو نہیں کی گئی۔

مگر اس عدالت مین بیع پر اعتراض اس بنا پر کرنیکی کوشش کی گئی ہے کہ چونکہ بیع ایک حق بازگشت کی بابت تہی اسلئے عدالت تعمیل مختص کی ڈگری نہین دیسکتی تہی کیونکہ حق مذکورہ کی بازاری قیمت کی نسبت زرثمن کمتر تہا۔ بیشک ملک انگلستان مین سٹیٹوٹ ۳۱ وکٹوریا باب کے نافذ ہونے سے پہلے اسی طرح عملدرآمد ہوتا چلا آیا ہے لیکن ہمارے خیال مین ملک ہند کا یہہ قاعدہ قانونی قرار نہین دیا جاسکتا۔ ایکٹ دادرسی خاص مین اس امر کی بابت کچھہ حوالہ یا اشارہ نہین مل سکتا اور اگر ایکٹ کو یہہ تاثیر دینے کی منشا ہوتی تو ہم ضرور یہہ امید رکھتے کہ دفعہ ۲۴ ایکٹ دادرسی مین اس بات کا پتہ ملتا۔ مزید برین یہہ یاد رکہنا چاہیئے کہ ایکٹ دادرسی خاص نمبر ۱ ۱۸۷۷ء جو انگریزی ایکٹ کے نافذ ہونیکے بعد منظور کیا گیا تہا۔ اور جسکے رو سے قاعدہ مذکور منسوخ ہوگیا ایک ایسے مقنن نے تیار و مرتب کیا تہا جو کورٹ آف چانسری مین بہت مدت تک تجربہ حاصل کرتا رہا۔

صرف اور اعتراض جو شہادت کی نسبت اٹھایا جا سکتا ہے یہی کہ آیا قیمت جسکے بدلے جائداد فروخت کی گئی تہی اس قدر بہت کم اور ناکافی تہی کہ وہ بمنزلہ شہادت اور ثبوت فریب کے ہوسکے جو بائع کو دیا گیا۔ ہم خیال کرتے ہین کہ ایسی صورت نہین تہی۔ جائداد غالباً ۵۰ روپیہ ماہوار سے زیادہ متاجری پر نہین دیگئی ہوگی۔

مدعاعلیہ اس جوابدہی کے ثابت کرنے مین ناکام رہا ہے جو فی الواقع اسنے پیش کی ہے اور وہ دلائل بھی صرف جنکی بنا پر مقدمہ ہمارے روبرو بحث کی گئی ہے ثابت نہین ہوئین۔ بنابرین ہم حکام عدالت ماتحت کی ڈگری معہ خرچہ بحال رکھتے ہین۔

ڈگری بحال رکھی گئی۔

سنه ۱۸۹۲ ۱۷ مارچ

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جارڈین صاحب جسٹس و ٹیلنگ صاحب جسٹس

جواہرمل (ابتداءً مدعی) اپیلانٹ بنام **تیجرام جگروپ** (ابتداءً مدعا علیہ) رسپانڈنٹ

جسٹری۔ شراکت۔ ایک کوٹہی شراکتی کے پاس اراضی کا رہن رکہنا۔ انفساخ کوٹہی شراکتی درمیان شرکاء کے جائداد شراکتی کی تقسیم ایک شریک کی چٹہیات دوسرے شریک کیطرف جسکے ذریعہ سے وہ حصہ جو اول الذکر شخص کا جائداد ہائی کوٹہی شراکتی مین ہے آخر الذکر شخص کے نام منتقل ہوتا ہو۔ اور ایسی جائداد ہائے شراکتی مین رہن ہائے اراضی کا شامل ہونا اگرچہ چٹہیات مین ایسے رہن وغیرہ کا کچہہ اشارہ یا حوالہ نہین ایسی چٹہیات کی رجسٹری کرانیکی ضرورت۔ شہادت۔ ایکٹ رجسٹری نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۷ و ۴۹۔ الفاظ۔ نوشتہ و دستاویز مستعملہ قانون رجسٹری ایکٹ مذکور۔

دو رہن ناموں کے رو سے جنمین سے ایک مورخہ ۲۵ جولائی سنہ ۱۸۶۶ء کا اور دوسرا ۱۹ ستمبر سنہ ۱۸۷۰ء کا تکمیل شدہ تہا خاص اراضیات ایک کوٹہی شراکتی کے پاس جو مقام بہاڈکالا مین بطور تجارت ہندوان کہلاتی ہے گنگا رام اور سدارام نام پر کاروبار کرتی تہی رہن رکہی گئی تہین کوٹہی مذکور کے چار شریک حسب ذیل تہے گنگا رام۔ سیارام۔ بالاجی۔ سدارام۔ سنہ ۱۸۷۸ء مین گنگا رام کوٹہی شراکتی سے علیحدہ ہوگیا اور تین چٹہیات تحریر کین جنکی یہ تاثیر تہی کہ شراکت مین جو کچہہ رہن گنگا رام کا حصہ تہا وہ سدارام کو منتقل کیا جاے۔ سنہ ۱۸۷۹ء مین کوٹہی شراکتی کی دوکان بند ہوگئی اور جائداد ہائے کوٹہی شراکتی کو شرکاء نے باہم تقسیم کرلیا دو رہن ناموں کی اراضیات سدارام کے حصے مین آئین بعد ازان سدارام فوت ہوا اور مدعی پسر سدارام نے سکی جائداد وراثت مین حاصل کی اور اراضیات مرہونہ کا قبضہ لے لیا۔ یہ اراضیات بعد ایک ڈگری زر نقد کے اجرا مین قرق کیگئی تہین جو رہنا مین ایک شخص مدعا علیہ نمبر ۲ کے برخلاف صادر ہوئی تہی مدعی نے قرقی کی نسبت عذرداری کی مگر نامنظور ہوئی اور جائداد بعینہ اجرا نیلام کیگئی اور مدعا علیہم نمبر ۱ و ۳ نے اسکو خرید کیا تب مدعی نے یہہ نالش بغرض استقرار حق برد دو رہن ناموں کے دائر کی مدعا علیہم نے بحث کی کہ مدعی کا دو رہن نامہ اراضی مین کچہہ حق نہ تہا اور نہ وہ مستحق نالش کرنیکا تہا مدعی نے منجملہ دیگر وجوہات کے اپنے استحقاق کی تائید مین تین چٹہیات مذکورہ بالا پر حصر کیا کہ جن چٹہیون کے ذریعہ سے گنگا رام نے اپنا حصہ واقعہ جائداد شراکتی مدعی کے باپ سدارام کے نام منتقل کردیا تہا ان چٹہیون پر اعتراض کیا گیا کہ وہ ناقابل ادخال بہ شہادت مین کیونکہ انکی رجسٹری نہین ہوئی۔

تجویز ہوا کہ قطع نظر ان چٹہیات کے شہادت اس بات کے ثابت کرنیکے واسطے موجود تہی کہ مدعی کا باپ سدارام کوٹہی شراکتی کا شریک تہا اور کہ اراضیات مرہونہ اسکے حق مین بحیثیت شریک کوٹہی کے ہو جائداد کی آخری تقسیم کے وقت آئین سدارام کی حیثیت بطور ایک شریک کوٹہی کے بلا مزاحمت ثابت ہوگئی ہے اسلئے اسکا استحقاق جائداد مین قانون کی تاثیر سے پیدا ہوتا تہا اور کوئی ذریعہ ثبوت استحقاق کی بابت ضروری نہ تہا۔

جارڈین صاحب جسٹس یہ قرار دینگے کہ تینون چٹہیات متنازعہ جنمین عام طور پر جائداد ہائے منقولہ و غیر منقولہ کی صراحت کسی خاص رہن یا دیگر حق واقعہ جائداد غیر منقولہ کے تذکرہ اور حوالہ کے رجسٹری ہونی ضروری ہین مین خیال مین یہ کہا جاسکتی ہے کہ چٹہیات بطور دستاویز یا ہبہ جائداد غیر منقولہ نہین ہین بلکہ تہیک [illegible] اور کفالت ہائے رہن صرف عارضی طور پر اسمین شامل ہوگئی ہین

تب بعید و غیر ضروری مسئلہ یہ نکتہ پیدا ہوتا ہے کہ تحت [illegible] مدکا انتقال نہین کیا جسکا نام [illegible]

ٹیلنگ صاحب جسٹس ۔ گو کہ ایک شریک کا حصہ جائداد شراکتی کے کسی خاص حصہ پر مشتمل نہیں ہوتا مگر پھر بھی جس صورت میں شراکت کسی غیر منقولہ جائداد کے متعلق ہوں تو ایسا حصہ ایک شریک کا بیشک ایک حق واقعہ جائداد غیر منقولہ پر شامل ہوتا ہے اور اسی واسطے یہ کہنا جائز ہے جس کی بنا شیر ہو کہ ایک حق متعلقہ ایسے حصہ کو پیدا یا انتقال کرد ہا ہے ایکٹ رجسٹری نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء کے احکام کے بموجب رجسٹری شدہ ہونی ضروری ہے یہ سچ ہے کہ اسنادات محولہ کا مضمون صرف اس غیر منقولہ جائداد سے متعلق ہوتا ہے جو ایک کوٹھی شراکتی کی ملکیت ہو لیکن فی الجملہ میں یہ قرار دینے پر مائل ہوں کہ اصول ان اسناد کا صدور ان حقوق سے متعلق ہے جو انکو جائداد غیر منقولہ پر بابت کوٹھی شراکتی کا قبضہ ہو کامل حق ملکیت کے طور پر نہیں بلکہ صرف بطور حق رہن کے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الغرض بحالت موجودہ میں یہ قرار دینے کیلئے آمادہ ہوں کہ چٹھیات متنازعہ چونکہ رجسٹری شدہ نہیں تہیں اسواسطے عدالت تحت نے درست اور صحیح طور پر انکو ناقابل ادخال شہادت قرار دیا ہے جو بلا واسطہ ثبوت اس امر کا ہوگا کہ گنگا رام کا جو حصہ شراکت میں تہا وہ سدا رام کے نام منتقل ہوا ۔

ٹیلنگ صاحب جسٹس نے ایکٹ رجسٹری کی مختلف دفعات کو بغور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ واضعان قانون نے الفاظ "دستاویز" اور "نوشتہ" کو بطور الفاظ مترادف کے استعمال کیا ہے ۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ڈبلیو اینچ کیر صاحب ڈسٹرکٹ جج پونا اپیل نمبر ۲۰م بابتہ ۱۸۹۱ء کوٹھی واقعہ مقام کھاڈکالا موسوم گنگا رام ... جاری تہی اور فرم کے شریک حصہ داران گنگا رام دمیا رام و پنجی و سمارام (والد مدعی) تہے ۔

بتاریخ ۲۵ جولائی ۱۸۶۶ء کو بعوض اراضی نمبری خسرہ ۳۹ و ۴۰ و ۲۰۶ مسمی لچھمن اور رانجی بن لچھمن نے اس فرم کے پاس رہن کردی ہوئی تہی اور بتاریخ ۹ دسمبر ۱۸۶۸ء کو دیگر خاص اراضی نمبری خسرہ ۴۴-۴۳-۲۷-۱۱ رانجی بن لچھمن نے اس فرم کے پاس رہن کردی تہی مرتہنان دستاویزات دونو کا رگنگا رام دمیا رام درج تہی لیکن انہوں نے منجانب کل فرم رہن لیا تہا ۔

سنہ ۱۸۸۱ء میں گنگا رام شراکت سے علیحدہ ہوگیا اور اپنے گہر مقام نارودر چلا گیا وہان اسنے تین چٹھیات دستاویز (الف ب وج) بذریعہ ڈاک سدا رام کے پاس جو اسکا سابق شریک اور والد مدعی تہا ارسال کیں ۔

یہ چٹھیات حسب ذیل تاثیر کی تہیں ۔

"... میرا ... ارادہ ہے میری ایک دکان بمقام کہاڈکالا ہے ۔ اسمیں میرا حصہ بقدر ... کی ہے تمکو چاہئیے کہ میری قرضجات ... ادا کرنے میری قرضخواہان کے انتظام کرو بقدر ۳۰۰۰ روپیہ کے میرے مقروضوں کو چہوڑ دو ۔ تمام اراضیات اور ... جو تمہارے نام منتقل کئے گئے ہیں قبضہ میں لو ۔ اور یہ جائداد تمہارے اور بانکی ... کے مابین تقسیم ہوگی"

۱۸۹۲ ... اپیل ... بنام ... رام جگ ... [illegible]

۱۸۹۲ء
جواہر مل
بنام
تیجرام جگردیپ

سیارام بعد ازان کوٹھی سے برطرف ہوا اور فقط سدارام اور پانچی پسماندہ سرکار رہ گئے
۱۸۶۸ء مین دکان بند ہو گیا اور جائداد شراکتی کو تقسیم کیا گیا جسکے رو سے رہننامجات ۱۸۶۶ء و
۱۸۷۱ء سدارام مدعی کے باپ کے حاصل ہوئے سدارام کی وفات پر اسکا بیٹا مدعی مقدمہ حال
جائداد کا وارث ہوا اور اسنے مرہونہ جائداد ہا کا قبضہ حاصل کیا۔
بعد ازان یہ اراضیات ایک ڈگری کے اجرا مین جو راہمن رامجی بن لکشمی (مدعا علیہ نمبر ۱) کے خلاف
صادر ہوئی تھی قرق [illegible] مدعی نے انکی قرقی پر اعتراض کیا مگر اسکا اعتراض نامنظور ہوا اور
اراضیات ایک ڈگری کے اجرا مین قابل قرقی و نیلام نہ تہین اور کہ اگر وہ ایسی قرقی و نیلام کی ذمہ دار
نہین تو مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ (خریدار نیلام) بعد ان اسکے زر ماخذہ رہن مدعی کو جو در رہننامجات مورخہ
۱۸۶۶ء و ۱۸۷۱ء کی رو سے الگ الگ عاید ہوتا تہا ایفا کر دین پہر قبضہ کے
مستحق نہ تہے۔
مدعا علیہم نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا کہ مدعی کو رہن ہائے زیر بحث کا
کچہہ حق نہین اسلئے وہ نالش نہین کر سکتا۔ مدعی نے متذکرہ بالا چٹہیات روستاویزات
الف اور ب اور ج) کو اپنے حق کی تائید مین گذرانا۔
مدعا علیہم نے چٹہیات کی تسلیم کرنے سے انکار کیا اسوجہ سے کہ نہ تو انپر کوئی اسٹامپ لگا ہوا تہا نہ
انکی رجسٹری ہوئی تہی۔
سبارڈینیٹ جج نے اس عذر کو منسوخ کیا اور چٹہیات کو شہادت مین منظور کیا
اور مدعی کے حق مین ڈگری دی۔
بر طبق اپیل پر ڈسٹرکٹ جج کی یہ رائے ہوئی کہ چونکہ چٹہیات پر اسٹامپ پر نہین لگا یا۔
اور نہ ان کی رجسٹری ہوئی۔ اس واسطے وہ ناقابل پذیرائی ہین۔ اور چونکہ مدعی
کے دعوے کا ثبوت انہین پر منحصر تہا اس لئے نالش کامیاب نہین
ہو سکتی۔ اس لئے اسنے سبارڈینیٹ جج کی ڈگری کو منسوخ کیا
اور مدعی کے دعوے کو مسترد کر دیا۔ اس فیصلہ کے برخلاف مدعی
نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا۔
ایم بی چوبال۔ منجانب اپیلانٹ۔ چٹہیات [illegible]ت مین قابل
پذیرائی ہین۔ وہ ایسی دستاویز [illegible] نہین

سنہ ۹۲

جواہرل بنام تیجرام جگروپ

بننے کوئی حق یا منفعت جائداد غیر منقولہ مین (حسب مراد ایکٹ رجسٹری ۳ سنہ ۱۸۷۷ء) پیدا ہوتا ہو وہ تعریف لفظ دستاویزات مین شامل نہیں ہوسکتی دیکھو وارٹن صاحب کی لاءلیکسکن اس قسم کی غیر معمولی دستاویزات کی رجسٹری کی ضرورت نہیں ایکٹ مین کوئی ایسا حکم نہیں جسے اس قسم کی دستاویزات کی رجسٹری لازمی قرار دیگئی ہو - دیکھو راجچند وا بنام ہونڈی بار (۱) [illegible] بنام دگ لٹن (۲) کدارنا تھ دت بنام شام لال کہتری (۳) اگرچہ ایک شریک کے حصے کے دوسرے کے نام انتقال کے ثابت کرنیکے لئے رجسٹری ضروری ہے تاہم وہ اس امر کے ثابت کرنیکے لئے مقبول ہوسکتی ہین کہ مدعی کا باپ اس کوٹھی کا شریک تھا و نیز عدالت ہائے ماتحت [illegible] جنکے روسے [illegible] جائداد متنازعہ کو لیا کوٹھی کے نام منتقل کئے گئے تھے [illegible] کی جا [illegible] اور آخر کار [illegible] باپ کے حصہ مین آئی ان واقعات سے ہم [illegible] متفق ہین

بی - این - بیج کار منجانب سپانڈنٹ [illegible] ناقابل پذیرائی ہین یہ الفاظ [illegible] منقولہ جائداد شراکتی دوسرے شریک [illegible] ان اراضیات مزروعہ کو بھی متنازعہ [illegible] کہ انکے روسے جائداد [illegible] لازمی تھی ہم نہین تسلیم [illegible] وہ تو فقط دو [illegible] جائداد [illegible] [illegible] پیدا نہین ہوتی [illegible] ان حالات پر بحث کرنا رہا نہیں سکتے -

تدعی اراضیات متنازعہ کا بیشتر حصہ دو [illegible] سنہ [illegible] اور سنہ [illegible] مین الگ الگ لکہدیا دعوے کرنا ہے اسکا مقدمہ یہ تہا کہ وہ رہن قرضہ دینے والے کے حق مین کئے گئے تہے مگر شرکا مین کئی تبدیلیان عائد ہوئین جن موقعون پر کہ ان رہنون کو مثل شراکتی جائداد سمجہا گیا

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱۲۶ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۳ صفحہ [illegible] (۳) بنگال لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۰۵

سنہ ۱۸۹۲ء

جواہر لل
بنام
تیجرام مگروپ

اور کہ مدعی کے باپ سدا رام کو بطور ایک شریک حصہ دار کے تسلیم کیا گیا جنکی انمین چٹھیات مورخہ سنہ ۱۸۷۴ء نمبری الف۔ ب۔ ج سے شہادت ظاہر ہوتی ہے اور جسکے بعد کچھ دیر پانچی اور سدا رام فقط شرکاء باقی رہے جبکہ انکے درمیان تقسیم واقع ہوئی تو یہہ دونو رہن سدا رام کے حصہ مین آئے اور سدا رام کی موت کے بعد تقسیم واقع ہونے پر وہ فقط مدعی کی جائداد بن گئے جو کہ اب بحیثیت مرتہن بالقبضہ کے دعویدار ہے اراضیات کو اصل مدعا علیہ نے اُن ڈگریات کی اجرا مین قرق کرایا جو راہنون مین سے کسی پر صادر ہو مین اور مدعی قرقی منسوخ کرانے مین کامیاب نہو سکا۔

منجملہ دیگر عذرات کے مدعا علیہم نے جو دعویٰ اُٹھائے انمین ظاہر کیا کہ رہن اصلی نہ تھی اور انکا انتقال یا تبدیل نہوا تھا لیکن یہہ سوالات انکے برخلاف فیصل ہوئے اور اپیل مین پیش نہین کیئے گئے۔

ساب آرڈینیٹ جج کی یہ رائے معلوم ہوتی ہے کہ اُسکے واقعہ کی شہادت بیان سے معلوم ہوا کہ مرتہنان کے حقوق جو انکو جائداد مرہونہ پر حاصل تھے فقط شراکتی کاروبار کی غرض کے لئے تھے یہ معلوم ہوگا کہ فیصلہ کیا۔ دوسرا تنقیح عدالت ضلع مین پیدا ہوئی کہ آیا مدعی فقط نالش کرنیکا مستحق تھا؟ ضلع جج صاحب نے تنقیح کا جواب اثبات مین ظاہر کیا۔ اپیل ثانی مین ایک امر لمزید تحت پیش کیا گیا ہے اور واقعات سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ رہن شراکتی جائداد تھی ممکن ہے کہ اگر ہمکو تمام واقعات پر غور کرنیکا ازادی ست موقعہ ملے تو یہہ امر غور طلب ہے جیسا کہ اب مجلس حب دوبارہ شراکت طلب کیا ہو مقدمہ ۔۔۔ اگنگا ۔۔۔ رشید الدین صاحب کا ایکٹ معاہدہ ہند کی دفعہ ۲۵۴)

لیکن ہم نہین خیال کرتے کہ یہ سوال درستی اپیل پر پیدا ہوتا ہے اس کو بھی تسلیم کرنا چاہئے جیسا کہ عدالت ماتحت نے اسکو ایک واقعہ کے طور پر تجویز کیا ہے کہ مدعی فقط ایک شخص پس ماندہ شریک ہے۔

بلحاظ اس سوال کے کہ آیا ان چٹھیات کی جنسے کہ جائداد منتقل ہوتی ہے رجسٹری لازمی ہے مین اپنی رائے اسطرح ظاہر کرتا ہون۔ کہ معاملات رہن جائداد غیر منقولہ متنازعہ نالش پیشہ ساہوکارہ کے ماتحت تھے۔ بسٹ ۔۔۔ بنام بلیکو (۱) ساب آرڈینیٹ جج نے قرار دیا کہ چٹھیات ۔۔۔ ب ۔ ج شہادت مین قابل پذیرائی ہین۔ لیکن ڈسٹ ۔۔۔ قرار دیا

(۱) لاء رپورٹ چانسلری جلد ۴ صفحہ ۲۰۳۔

سنہ ۱۸۹۲

جواہرمل بنام تیھرام مکرد پ

کہ وہ مطابق قانون رجسٹری ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۱ع دفعہ ۱۷ - اور ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۶ع ضمیمہ ۱ ۱۳ ناقابل پذیرائی ہین نیز اسکی یہ راے کہ ان پر اسٹامپ بیان کرنا ضروری تہا لیکن زیر دفعہ ۳۴ قانون اسٹامپ مروجہ حال ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۹ع اس قسم کی فروگذاشت قابل بیان کرنیکی نہین اہم امر نہین ہے جبکہ دستاویزات کو سابارڈنیٹ جج نے شہادت مین منظور کر لیا ہے گو ریاداباے نام نارو (۱) پنچانند داس چودہری بنام ترا موتی چودہرانی (۲) رانانن ہمی بنام بالنامی (۳) ہمنے بعد ازین اس امر پر غور کرنا ہے کہ آیا دستاویزات ایسی ہین جنکی مطابق دفعہ ۱۷ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ رجسٹری لازمی ہے بجانب - پانڈناں بابت میشن لکی ہے کہ یہ دستاویزات ایک دستاویز ہبہ جائداد غیر منقولہ کی قسم سے ہین چنانچہ ڈسٹرکٹ جج نے صریحًا ایسا ہی قرار دیا ہے - اپیلانٹ کے پلیڈر نے ہمارے پاس ان شکوک کو ظاہر کیا ہے جنکو دسٹر ویسٹ چیف جسٹس نے بمقدمہ داس بنام دہونڈی بائی (۴) اجلاس کامل مین فیصلہ دیتے ہوئے لفظ دستاویزات مندرجہ دفعہ مذکور کے جنکی ہم تشریح کرنیکے درپے ہین ہے معنی کی توسیع کی نسبت بیان کیا تہا اس امر پر بہت قیل و قال ہو چکی ہے اور تعریف دستاویز مندرجہ و ارتہن لا لیکسی کن کو اقتباس کیا گیا ہے تفصیلات اس امر کی اطلاع ملتی ہے کہ اُس معاہدہ کی رجسٹری کرنیکی نسبت جو چٹھیات مین لکہا ہوا ہو - کوئی ایسے احکام مندرج نہین ہین جو ان احکام کی مشابہہ ہون جنکا ذکر اسٹیفن نے صاحب قرارنامہ کے بیان ہوا ہے جو چٹھیات مین لکہا ہوا یا جو ان احکام سے یکسانیت رکہتی ہون جنکا پارلیمنٹ کی ایکٹہائی رجسٹری مین ذکر ہوا انتقالنامہ یا کفالت نامہ ایک سے زیادہ تحریرات مین مندرج ہوتا ہے تاہم مین اپنی بہائی ٹیلنگ صاحب کی راے سے اسمقدمہ کے اور مقدمات سے اسوجہ پر ممیز کرنیمین اتفاق کرتا ہون کہ چٹھیات الف اور ب اور ج - ہر ایک دوسرے کے مضمون کو دوہراتی ہین زیادہ تر اس سے کہ وہ الگ الگ سلسلہ مضمون ظاہر کرین جسمین ایسا انتظام ظاہر کریگی ہر ایک دوسرے کی مدد ضروری ہے جو کہ تسریانک طرف شدہ اپنی جائداد غیر منقولہ کا جو کہ کوٹھی کی جائداد ہی کرنیکا ارادہ رکہتا ہے - انٹونک بنام مونگ ہاتزیگ (۵) اور جسمین کہ مقدمہ مدنا تہہ دت بنام شام لال کہتری کی پیروی کیگئی ہمارے روبرو بیان کیا گیا اپیلانٹ کی جانب سے یہ عذر پیش ہوا کہ تینون چٹھیات کسی کسی قدر اس امر کے ثابت کرنیکے لیے قابل پذیرائی ہین کہ رہن حقوق جو تیجا داس رکہتی ہین اپیلانٹ کی نسبت کس حصہ مین آئے ہین اس امر پر پہر غور کرونگا -

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۴۹۲ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۴۶۹ (۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۲۲۰ -

(۴) " " " جلد ۴ صفحہ ۱۳۶ (۵) " " " جلد ۱۳ صفحہ ۳۴۲ (۶) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۴۰۵

سنہ ۱۸۹۱ء
جواہر مل بنام تیجرام جگروپ

مقدمات مذکورہ بالا جنکا سوال بروقت پیش کرنے رجسٹری کے ہمکو حوالہ دیا گیا ہمکو دفعہ ۱۷ کی تعبیر مین کچھ زیادہ مدد نہیں دیتے اور نہین کوئی مقدمہ ملک سندھ کا جسکی رپورٹ کیگئی ہو متعلق نہین پاتا منگلس لی ایسٹ کا مقدمہ (۱) جسمین یہ سوال درپیش تہا کہ آیا دستاویز ایک حصہ شراکتی کا انتقال یا پٹہ کی حوالگی تہی درحقیقت مدات ۳۱ و ۶۰ - ایکٹ اسٹیمپ ۱۸۷۹ء کی ایک تعبیر ہے اسمین اس انصافی اصول پر توجہ نہین کیا گیا جسکا انگریزی مقدمات مین بیان ہوا ہے اور جسکا ہم ان فیصلجات مین حوالہ دیتے ہین اگرچہ دلائل مین انمین سے کسی کا ذکر نہین کیا گیا۔ اس اصول کا ذکر کتاب لینڈلی صاحب دربارہ شراکت طبع پنجم صفحہ ۳۴۲ مین بالفاظ مفصلہ ذیل کیا گیا ہے اس اصول سے کہ حصہ ایک شریک کا اس حصہ سے زیادہ نہین ہوتا جو اسکا جائداد شراکتی مین بعد ازانکہ انکو زرنقد مین تبدیل کیا جاے اور شراکتی قرضجات کے ایفا مین لگایا جاوے باقی رہے بالضرورت یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایکوئٹی مین حصہ جائداد شراکتی خواہ وہ از قسم اراضیات ہو یا نہو متوفی شریک کے ذاتی اور حقیقی قائم مقامان کے درمیان ذاتی جائداد قیاس کیا جائیگا نہ کہ حقیقی جائداد بجز اسکے کہ فی الواقع ایسی تبدیلی اس اقرارنامہ منعقدہ فریقین کے ناموافق ہو۔

صفحہ ۳۴۷ مین فاضل مصنف یون فرماتا ہے مگر اس اصول سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پروبیٹ اور وصیتی مواخذجات بلحاظ اس حصہ کے جو شریک متوفی کو جائداد حقیقی شراکتی مین حاصل ہوتا ہے الادا ہین اور کسی جائداد مین کسی شریک کا حصہ ہونا چارٹیبل ایکٹ ۹ جارج ۲ باب ۳۶ کی منشا مین صریحاً آجاتا ہے۔

اُن مقدمات سے جو سٹیچوٹ کے مطابق پروبیٹ اور وصیتی مواخذجات کے متعلق ہین اس اصول کے عائد کرنے مین اس بیان کی تائید مقدمات اٹارنی جنرل بنام ہبنگس (۲) فاربس بنام سٹیون (۳) اٹارنی جنرل بنام ہیک (۴) ہوتی ہے حصہ شراکتی پیروی اس اصول کے جسکو ڈربی بنام ڈربی (۵) مین بیان کیا گیا مواخذہ پروبیٹ کا اس طرح سے ذمہ دار ٹھہرتا ہے کہ اگر شریکان محض بغرض پیشہ سوداگری خریدین اور جائداد شراکتی سے اسکا معاوضہ ادا کرین تو اس معاملہ سے وہ جائداد پرسنل یعنے مال منقولہ بنجاتی ہے اور تمام سہیر تبدیلی کا اثر کرتا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۳ - (۲) مقدمات ہوس آف لارڈز جلد ۹ صفحہ ۲۴۶
(۳) لا رپورٹ ایکوئٹی جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۸
(۴) کوئین بنچ ڈویزن جلد ۱ صفحہ ۴۸۸ اور اپیل جلد ۲ صفحہ
(۵) ڈریو جلد ۳ - صفحہ ۴۹۵ -

یا جس طرح سے یون صاحب لارڈ جسٹس نے اٹارنی جنرل بنام ہیک (۱) کے مقدمہ مین بیان کیا ہے اس اصول تبدیلی سے شراکت پر اثر ہوجاتا ہے جائداد شراکتی وہ ہے جسکو شرکاء بوجہ شراکت یا کاروبار شراکتی کے جاری رکھنے کے لئے قبضہ مین لاتے ہین اور اخیر مین اسکو فروخت کے اسباب امانت کے باعث تصرف کرنا چاہئے اور اصلی وہ اصل سرمایہ یعنی پرنسپل جائداد ہے

ایک اور تعداد مقدمات ایسی ہے جنسے سٹیچوٹ مارٹ مین ۹ جارج ۲ باب ۳۶ کی تعبیر ظاہر ہوتی ہے بمقدمہ باٹس بنام ہیریگل (۲) ایک حصہ مشترکہ سرمایہ والے بنک مین جسکی جائداد مین اراضی اور رہن شامل تھے سٹیچوٹ کے منشا کے اندر یہ سمجھا گیا لارڈ کینٹ لیونلرڈس نے مفصلہ ذیل محک تجویز کی جسکی نسبت جیسے کہ اسکو کلارک اور ہمفری سیلز آف لینڈ صفحہ ۲ امین تسلیم کیا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ سٹیچوٹ آف فراڈس سے ایسا ہی متعلق ہے " اس بات کے امتحان کرنیکے لئے صحیح طریقہ یہ ہے کہ اس امر کو مانا جاوے کہ ایک حقیقی جائداد کمپنی کی موجود ہے جو کہ سب اشخاص کو مطابق احکام وثیقہ شراکتی کے حاصل ہے۔

کیا کوئی شریک ان اسباب پر قابض ہوسکتا ہے اور اپنے خاص اغراض نجکی کے لئے حقیقی جائداد کسی حصہ کا دعویٰ کرسکتا ہے۔ اسکا کل حق دراصل جائداد کمپنی بلحاظ حصص خریدکردہ کے ہے جس سے اسکے بالتناسب منافع ظاہر ہوتے ہین۔ مسٹر پرائس یون بیان کرتے ہین "مختصر یہ کہ ایک ممبر کمپنی کی حقیقی جائداد مین اسسے زیادہ حق نہین رکہتا ہے کہ ایک ممبر [illegible] کی بازیابی کا حق رکہتا ہو خواہ وہی جائداد سے خریدی گئی ہو" قیاس کیا جاتا ہے [illegible] بمقدمہ انٹوڈس بنام [illegible] (۳) جسمین سر ڈبلیو پیج وڈ وائس چانسلر نے قرار دیا کہ [illegible] کے منشا مین اراضیات مین حق کا ہونا نہین ہے وائس چانسلر [illegible] بمقدمہ باٹس بنام ہیریگل سے لیکن اسکا یہ نہین ہے کہ آیا قابضان حصص کے بعض معنی مین زمین سے سروکار ہے یا نہین بلکہ یہ کہ آیا حصہ ایسا حصہ ہے جو کہ معمولی حالات کی رو سے بحیثیت زمین اسکی تحویل مین آسکتا ہے یا دوسرے الفاظ مین یون کہو کہ کیا ایک حصہ دار کا حق محض اپنے منافع کے حصے کا نہ کہ خود زمین کے حصہ کا دعوے کرنیکا حق ہے بمقدمہ طرن بنام ہیوی (۴) ہال صاحب وائس چانسلر نے قرار دیا کہ [illegible] فیصلہ اپیل پر منسوخ کیا گیا

(۱) اکوئین بیچ ڈویژن جلد ۱۳ صفحہ ۲۸۹ (۲) [illegible] جلد ۴ صفحہ ۵۸۹۔
(۳) لا رپورٹ ایکوئٹی جلد ۴ صفحہ ۲۷۴ (۴) چانسری ڈویژن جلد ۹ صفحہ ۳۳۷

جواہر مل بنام تیجرام جگروپ

جہانکہ جیمس صاحب لارڈ جسٹس نے فیصلہ دیتے ہوئے ایکٹ کی پولیسی کو بیان کیا ہے اور مفصلہ ذیل عبارت مین اپنے فیصلہ کو ادا کیا۔

یہ قرار پاچکا ہے کہ سوداگر پیشہ کوٹھی مین کسی حصہ یا حق کا ہونا خواہ وہ سندیافتہ ہو یا غیر سندیافتہ کچھہ ممنوع نہین اگرچہ دیگر کاروبار کیطرح وہ پیشہ بھی کچھہ نہ کچھہ اُس زمین کا انتفاع رکھہ سکتا ہے جسکے ذریعہ یا جسپر وہ اپنا کاروبار کرتے ہین۔ یا اگرچہ وہ عنوان جائداد دنکا کچھہ تعدار رکھہ سکتا ہے مگر پھر سال ۱۸۶۸ء مین بمقدمہ اشورتھہ بنام من (۱) ادہی فاضل جج اس زبان کو نہایت عموم سے استعمال کرتا ہے چنانچہ یہ مقدمہ مقدمہ میرس بنام پیری گل کی اسطرح تشریح کرتا ہے کہ ادس کے اثر کو حصص وکمپنیز پر محدود کرتا ہے جو کہ سندیافتہ ہون یا نہون مگر دوامی اور برابر قیام رکھتی ہین گو کہ اُن اشخاص مین جنسے کوٹھی شراکتی بنی ہے تبدیلیان واقع ہوتی رہین اور جو حصص کہ تمام کاروبار کے بند کرنیسے نہین بلکہ انکو عام کے ہاتھہ فروخت کرنیسے ایفا کئے جاسکتے ہین معمولی اشتراک کو اسطرحسے اُس قاعدہ کا مستثنٰے کردیا گیا ہے جو ہینچ جیزتی کی نسبت بمقدمہ میرس بنام پیری گل قرار دیا گیا بمقدمہ اشورتھہ بنام من (۱) لارڈ جسٹس نے لارڈ چانسلر کے فیصلہ مقدمہ ہرڈک بنام بیڈلی (۲) کی پیروی کی جو ۱۸۶۸ء مین واقع ہوا تہا اور جسمین یہ قرار دیا گیا تہا کہ ایک ساہم دستی جو ایک شخص کی پرسنل جائداد یعنی ذاتی جائداد سے یا اسکی حقیقی جائداد کے فروخت سے واجب الادا قرار [illegible] کی منشا کے مطابق [illegible] حق قابل یا انتقال سمجھا جاتا [illegible] اور [illegible] لارڈ کیرنس نے کہا تہا کہ [illegible] کی منشا اندراج جاتا ہے [illegible] کی زمین [illegible] کئے جائینگی بعد ہونگے۔

[illegible] جسپر مجھے کرنی ہے توقف کرتا [illegible] جائداد غیر منقولہ جنکا ذکر ایسی دستاویزات شراکت مین جنکی رجسٹری ہونی لازمی ہے اور جبکہ دفعہ ۴۹ بطور شہادت [illegible] جائداد کی نسبت ناقابل قبول دفعہ [illegible] کی رو سے قرار دیتی ہے جبتک کہ مطابق احکام ایکٹ ۸ ۱۸۷۱ء کی اُسکی رجسٹری نہوگئی ہو مقدمہ اشورتھہ بنام من (۱) ایک معاہدے جو کوٹھی سوداگر پیشہ کا شریک تہا ایسی حقیقی جائداد کے جو جائداد شراکتی قرار دیگئی تہی حصہ کی فروخت کے [illegible] انتی امورات کیلئے عطا کیا

(۱) چانسری ڈویژن جلد ۵ صفحہ ۳۶۸ (۲) لارپورٹ [illegible] جلد ۳ صفحہ ۶۶۳

۱۸۹ء ہرمل بنام مجگروپ

وائس چانسلر بیکن نے قرار دیا ہے کہ اگرچہ حقیقی جائداد کو حقیقی اور ذاتی قائم مقامان کے درمیان ایک ذاتی جائداد قیاس کرنا چاہیے لیکن تاہم یہ بالکل مختلف سوال ہے کہ آیا حاصل فروختوں کا خیراتی امورات مین صرف کیا جاسکتا ہے؟ اور اسنے فیصل کیا کہ جائداد جو فری ہولڈ جائداد کی فروخت سے حاصل کیجاوے سٹیٹوٹ ارٹ مین کے منشا مین داخل ہے اور اسلئے خیراتی اغراض مندرجہ وصیت مین صرف نہین ہوسکتی"

برطبق اپیل لارڈ جسٹسون نے فیصلہ کو بحال رکھا جن دلائل کا انہون نے ذکر کیا ہے نہائت توجہ طلب ہین لارڈ جسٹس جیمز رپورٹ کے صفحہ ۲۶۷ مین بیان کرتا ہے "دلیل بیان کرنیکے وقت متذبذب رائے سے مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمین اس نتیجہ پر پہنچنا چاہئے کہ مقدمہ ان الفاظ کے موافق ہے جنکا سٹیٹیوٹ مارٹ مین مین ذکر ہے" پھر مقدمہ میرس بنام پیریگل پر بحث کرکے اس امر پر کہ ان الفاظ پر استعمال کئے "کوئی مواخذہ یا بار" زور دیتا ہے یہی الفاظ سٹیٹوٹ مین اسلئے رکھے گئے ہین کہ اس ملک مین فروگذاشت کا چارہ کرین جسکی کچھ مثالین میننے بمقدمہ اٹرنی بنام مائیوکرنیکی سعی کی ہے پھر وہ ایسے مقدمہ فرض کرتا ہے کہ جسمین ایک فریق ایسی جائداد مین حق رکھتا ہے جو کہ ایک معنی مین صریحاً ذاتی جائداد ہے تو بھی صحیح طور سے یہ امر ایسا ہے جو کہ سٹیٹوٹ کے ان الفاظ کے تحت مین آجاتا ہے لارڈ جسٹس برٹ نے اس ایکٹ کی وسعت پر نہائت تعجب ظاہر کیا وہ کہتا ہے "مجھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ایکٹ کو اسکے احکام زیر منشا یا مجوزہ کی اصل غرض سے زیادہ توسیع دیگئی ہے لیکن اسقدر وسعت اسکو ان بڑی بڑی سندات سے حاصل ہوئی ہین جو کہ ہم پر واجب التعمیل ہین اور جنکے برخلاف ہم مخاصمت کا حق نہین رکھتے اسنے اپنے آپ کو سند بروک بنام بیٹل کی پیروی پر مجبور پایا۔ اور قرار دیا کہ مستثنے صورت مین کارپوریشن کے مقدمہ ہذا سے متعلق نہین اور آخیر مین مقدمہ پیش شدہ پر یہ رائے ظاہر کی کہ یہ امر مقدمات بیڈ کے اصول کے منشا مین آجاتا ہے جہانتک زمین کا معاملہ ہے خیراتی کے عمل مین لانے کے لئے ہو تو یہ کالعدم ہے اسلئے مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک معمولی شراکت کی صورت مستثنے قواعد مین نہین آئی۔ اور اسلئے یہ فیصلہ صحیح ہے" میری دانست مین لارڈ جسٹس کاٹن کا فیصلہ انہین خیالات پر مبنی معلوم ہوتا ہے جو قریب قریب ان خیالات کے عین مطابق ان الفاظ سے پیدا ہوتے ہیں جنکی تعبیر کے ہم درپے ہین"

۱۸۹۶ اسکی رائے مین سوال یہ نہین کہ اس وصیت کے روسے خیرات مین کیا کچھہ دیا جا سکتا ہی بلکہ یہ کہ موصی کا
جائداد مین کس قدر حق تہا جسکو اُسنے خیرات کیلئے منتقل کرنیکا ارادہ کیا جو کچھہ کہ ایکٹ سے واضح ہوتا ہے وہ نسبت
انتقال کے ہے یعنی اس سے موصی کو اپنی وصیت نامجات کے ذریعہ سے زمین یا کسی حق واقع زمین کے دینے
سے ممانعت ہے۔ مگر جس امر پر کہ ہمکو واقعی غور کرنا ہے یہ ہے کہ آیا موصی کا حق زمین یا کوئی جائداد یا
حق واقعہ اراضی یا کوئی مواخذہ یا بار متعلقہ اراضی تہا یا نہین تب لارڈ جسٹس بدون حوالہ مقدمات
متعلقہ کے بحث کرتے ہوئے پہلے پہل اس امر پر غور فرماتے ہین کہ آیا کوئی حق یا مواخذہ زمین پر تہا یا
نہ تہا بلکہ اگر کوئی مواخذہ تہا تو وہ ایک حق تہا صفحہ ۴۷۳ مین اس دلیل پر بحث کرتے ہوئے وہ یون کہتے ہین
کہ تمام موقعو نپر پسماندہ شریک کا یہہ حق ہے کہ اگر وہ چاہے تو یہ کہے کہ ایک نیلام یا بیع واقع ہوگا اسلئے
میری رائے مین موصی اس شراکت یا اپنی اراضی مین سوائے خاص انتظام یا سوائے نیلام کے کوئی حق نہین
یا سوائے اسکے جبکہ بصورت مین نیلام واقع ہوا تو اراضی کے نیلام کی حاصل کا اُسکو حق ہوگا۔ اور اس امر کا
حق کہ وہ اسکو ادا کیا جاوے اور جب تک کہ اسصورت مین کوئی نیلام قایم رہے تبتک اسکا حق زمین پر اور دیگر جائداد
شراکتی پر دعویٰ کرنیکا ہوگا یا کہ اس شے کو محفوظ کرکے جو آخر اسکے حصہ مین آتی ہی۔ ہوگا تم اُسکو بار یا مواخذہ کہو یا کچھہ
میری رائے مین قطع نظر کسی فیصلہ کے وہ حق واقع زمین ہے اور ہم سوائے اسکے کچھہ نہین کہہ سکتے کہ جائداد
شراکتی سے اسکا حق کا میہ اثر بس تصور ہوتا ہے اور اسلئے وہ مطابق دفعہ سوم سٹیوٹ مارٹ مین ایک
حق واقعہ زمین ہے۔ اسکے بعد وہ مقدمہ بروک بنام بیڈلی کو سند مین پیش کرتا ہے جو کہ جائداد شراکتی پر
اُسیطرح متعلق ہوتا ہے جیسے کہ دوسری جائداد ہے۔
مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو فیصلجات کہ سٹیوٹ مارٹ مین کی بنا پر ہوئے ہین وہ عموماً
الفاظ سٹیوٹ پر اور اُس نقصان پر جو اُس سے عائد ہوتا ہے عمل کرتی ہین اور چونکہ
سٹیوٹ متعلق بہ چارہ جوئی قیاس کیا گیا ہے اسلئے ازادانہ اور انتفاعی طور پر اسکی تعبیر
اس طرح کی گئی ہے کہ وہ اس نقصان کے دور کرنے اور اُس کی چارہ جوئی دلانے
کے لئے ہو۔ جیفریز بنام الگزینڈر (۱) ہم کو ان فیصلجات کی ایکٹ رجسٹری کی
تشریح کے لئے جسکے نہایت تقید سے تعبیر کرنی چاہیئے اختیار کرنے مین
جن مین احتیاط لازم ہے۔
ایک اور قسم فیصلجات مین - پروبیٹ ڈیوٹی اور مورٹ مین عموماً ذکر کیا گیا ہے۔

(۱) ایچ ایل سی صفحات ۶۲۸ و ۶۴۶ و ۶۵ -

۱۹۱۱ء

جواہرلال

بنام

نجو رام جگدیب

میری اتنی مراد ان مقدمات سے ہے جو در بارے فری ہولڈ کے بیان ہوئے ہین جو مخصوص معانی الکٹویل فریقین کے لایق ہین یعنی مقدمہ بکسیٹر بنام ہرددن (۱) جسکا داٹسن بنام سپرٹ (۲) مین ذکر ہوا ہے نظرانداز کرتا ہون جو کہ سٹیچوٹ آف فراڈز کے متعلق مقدمہ ہے اور جسکا حوالہ داٹسن بنام بلیک (۳) مین دیا گیا ہے کہ گویا وہ ایک ایسا مقدمہ ہے جسکی نسبت کبھی تو شک کیا گیا ہے اور کبھی اسکی صراحت کیگئی ہے داٹسن بنام بلیک مین مقدمہ سینیٹ بنام ہبین (۴) کے پیروی کی گئی ہے جسمین کہ حصص کارپوریشن کی بابت بحث کیگئی ہے داٹسن بنام بلیک مین شرکا کی سوسائٹی سند یافتہ فری ہولڈر کا اپنی اعضا کو اسکے مشخصی انصافی حقوق سے جداگانہ قبضہ حوالہ کیا ان شرکا کا فقط منافعجات مین حق تھا اسلئے کالرج چیف جسٹس اور گرو اور کینو صاحبان جسٹس نے قرار دیا کہ وہ فری ہولڈ مین کوئی انصافی حق نہین رکھتی مقدمہ ہذا مین اُس قسم کی کوئی حوالگی نہ تھی اور شاید کہ مقدمہ داٹسن بنام بلیک اس طور پر مستعمل ہو سکتا ہے کہ اُس سے وہ اس امر کے ظاہر کرنیکی طرف میلان رکھتا ہے کہ ان چٹھیات سے کسی حق واقعہ جائداد غیر منقولہ کا انتقال ظاہر ہوتا ۔

مین نے انگلستان اور انگلینڈ کی کتابہائے حبری مین کوئی اس قسم کا مقدمہ متعلق امر زیر بحث فیصل شدہ نہین پایا ۔ اب مین ان مقدمات کیطرف توجہ کرتا ہون جو کہ سٹیچوٹ آف فراڈز کی تعبیر کی نسبت ہین جنکہ منطالیری مصنف لارڈ ٹونگھام جیسا کہ انہونے مقدمہ ایش بنام ایڈجی (۵) ظاہر کیا کامن لا کو محدود کرتے ہین اور اسلئے بذات خود تشریح کیلئے محدود کیے ہوئی چاہئین ۔ . . . . . . الفاظ مندرجہ دفعہ ۴ " کوئی معاہدہ یا بیع اراضیات حقیت ہا یا میراث یا انکی متعلقہ حق کی ہین ۔ بمقدمہ داٹسن بنام سپرٹ کی (۶) ایک ایسی سند سے جسمین حصص مندرجہ کا وہ جنکا کاروبار مطابق اصول کاسٹ بک زرخ نامہ کے عمل مین آتا ہے دفعہ کی مراد مین حق واقع زمین نہین متصور ہوتے تاوقتیکہ ایسی شہادت نہ ملے حصہ داران نے کوئی بلاواسطہ حق زمین فری ہولڈ مین حاصل کیا ۔

ایک غیر سند یافتہ جائنٹ سٹاک کمپنی مین شراکت کو اسیطرح سے سمجھا گیا ۔ دیکھو سڈکمن آن ایڈرسن اینڈ پرچیز جسٹس طبع ۱۴ صفحہ ۱۳۷ ۔ تشریح مقدمہ بولیس بنام گرین (۷)

گری بنام سمائتہ (۸) کی مقدمہ مین جائداد ہائے شراکتی اراضیات بیشتر مین شامل تھین ۔ کلیک ج صاحب جسٹس نے قرار دیا کہ اقرارنامہ تنسیخ شراکت دفعہ ۴ کی منشا مین داخل ہے کیونکہ فریق موانذہ کو ایک حق واقعہ زمین سے علیحدگی کرنے اور اسکو دوسرے فریق کے نام منتقل کرنا پڑتا ہے اور

(۱) ایکسیچکر جلد ۱ صفحہ ۴۴۴ (۲) لا رپورٹ کوئنز بنچ ڈویژن جلد ۱۶ صفحہ ۴۷۳ (۳) سی بی (این ایس) ۵۱۸ ایس سی ایل جی کی بی جلد ۲۳ صفحہ ۶۳ ۔ (۴) سوین جلد ۳ صفحہ ۴۶۴ (۵) ایکسیچکر جلد ۱ صفحہ ۴۲۲ (۶) نیٹ اینڈ ایچ نیرس رپورٹس ۶۰۸ (۷) لا رپورٹ چانسری ڈویژن (۸) ویسی جلد ۳ صفحہ ۶۹۶ رسم جلد ۵ ۳۰۸ ۔

سنہ ۱۸۹۲

جواہر لال بنام نتھی امام جگ دیپ

اسطرح سے اسنے اقرار زیر بحث کی اس اقرار سے تمیز کی ہے جو کہ شراکت قائم کرنیکی نسبت ہو جو کہ تقریری بھی ہو سکتا ہے فاسٹر بنام ہیل (۱) ڈیل بنام ہملٹن (۲) ملاحظہ طلب ہے بشرطیکہ شراکت مین معاملہ متعلق زمین ہو۔ لارڈ جسٹس لنڈلی نے اس مقدمہ کی تائید کی۔ لارڈ جیمس کا سن ظاہر کرتا ہے کہ اس صورت مین اس امر کی کوئی دلیل نہ تھی کہ آیا اقرارنامہ دفعہ ۴ کے اندر شامل ہے اور کہتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے اب مصلحتاً کیا مین مسٹر جسٹس ایک وچ سے اس رائے مین اتفاق کرتا ہون کہ اقرارنامہ اسطرح سے دفعہ چہارم کے منشا مین آتا ہے کہ ایک یادداشت تحریری نہایت ضروری ہے مگر لارڈ جسٹس نے اپنی رائے کے کوئی دلائل بیان نہیں کین

ممکن ہے کہ انگلستان کے فیصلجات کی رغبت اسطرف ہو کہ معاہدات شراکتی جنسے حقوق واقعہ رہن جائداد منجملہ دیگر جائداد کے منتقل ہوتی ہون یا مین منشا دفعہ ۴ سٹیچوٹ آف فراڈز کی لائی جاوین جیسا کہ سٹیچوٹ مارٹمین کے رو سے ہوا ہے لیکن سندات اسقدر کافی طور سے اور صاف طرح سے عیان نہیں ہین کہ جسسے انگوائکٹ رجسٹری ہند ۱۸۷۷ء سے متعلق کرنا آسان ہو مقدمہ فاسٹر بنام ہیل منفصلہ لارڈ چانسلر ... منسوخ نہین ہوا ہے جسمین کہ منجملہ چار شرکا مین سے ایک نے تین اشخاص کو ایک کوئلہ کی کان کا پٹہ بطور ٹیننٹ ان کامن کے لکھدیا۔ لارڈ چانسلر نے فرمایا دیکھو صفحہ ۳۰۹ ہے سوال شراکت کو واقعہ تنقیحی قرار دیکر اسکی تجویز کرنی چاہئے اگر واقعات اور حالات سے یہہ بات بطور واقعہ ثابت ہو جاوے کہ یہہ اشخاص اس کوئلہ کے کارخانہ مین شرکانہ تھے جسمین کہ پیشہ جاری کرنیکے لئے زمین ضروری تھی تو پٹہ بطور لزوم انکی ساتھ جاری رہیگا۔ جبکہ شراکت بذریعہ ایسی شہادت کے ثابت ہو جاوے جس سے یہہ شراکت مبنے ہو تو مکانات جو اس شراکت کے اغراض کے لئے ضروری ہوں اثر دالزن سے اس شراکت کی اغراض کے لئے متصور ہونگے یہہ بیان اوس اعتراض کے جواب مین کیا گیا۔ کہ سٹیوٹ آف فراڈس کے مطابق کہ تحریر پر دستخط ہونے ضروری تہی۔ وائس چانسلر وگرم نے ڈیل بنام ہملٹن مین اس اصول کو اور ترقی دی جیسا کہ لنڈلی صاحب کی کتاب شراکت اور معاہدہ سٹوری طبع پنجم دفعہ ۱۴ کے نوٹ مین اسکا حوالہ دیا گیا ہے جو مطابق رائے سر این لنڈلی کی ہے کچھہ سٹیوٹ آف فراڈز کے منسوخ کیطرف منجر ... اس امر کے فیصلہ کے نہین کہ آیا انتقالات حصص شراکتی کا حق واقعہ جائداد غیر منقولہ کے ... رجسٹری لازمی ہے

۱۹۱۳ء جواہرل بنام جیرام جگروپ

ایکٹ کی پولیسی سے جیساکہ اُسکی عبارت اور احکام اور اُس سے پہلی کی منسوخ قانون کی عبارت اور احکام سے معلوم ہوتا ہے ضرور موثر ہوگی لیکن اس مضمون پر کوئی بحث نہین ہوئی ہے احکام دفعہ ۱۷ پر جوکہ حصص جائینٹ سٹاک کمپنی کے نقرہ ۲ اور مستثنیٰ کرتی ہے توجہ دلائی گئی ہے اس امر کا قرار دینا کہ تینون چٹھیات زیر بحث کی جو عموماً جائداد ہائے منقولہ و غیر منقولہ کے معاملات سے متعلق ہو اور جسمین صراحت کسی خاص ہین یا دیگر حق واقع جائداد حقیقتی کی نہین ہوئی رجسٹری لازمی ہے میری رائے مین ایسا خیال ہے جو سندات موجود ہے کے لحاظ سے بہت دور ہے مین اس سختی سے واقف ہون جو اس حکم نہایت سوداگران خصوصاً مہاجنون کو واقع ہوگی جوکہ تمام ملک مین کوٹھیان چلاتے ہین اور کفالت رہن پر قرضہ دیتے ہین -

ایسے امر کی حجت پیش کیجا سکتی ہے (جیساکہ مقدمہ مثال چانسلر ہوا) کہ اشیاء کو اپنی صحیح نام سے پکارنا چاہئیے اور کہ ایسے چٹھیات یہ دستاویزات ہبہ جائداد غیر منقولہ" نہین ہین بلکہ زیادہ تر انتقالات حصص جائداد شراکتی مین جسکا کاروبار قرضہ دینا ہے اور کفالتہائے رہن محض اُنکے قرضہ مین ہین -

تاہم ایک اور وجہ سے جو کچھ نہ کچھ اسی خیال پر مبنی ہے میری رائے مین ڈسٹرکٹ جج کی ڈگری کو منسوخ کرنا چاہئیے مین اپنے فاضل بھائی سے جسکے فیصلہ کے پڑھنے سے مین نے فائدہ اٹھایا ہے اس امر مین اتفاق کرتا ہون کہ مدعی اس امر کی تقریری شہادت دینے کا مستحق تھا کہ دو نون رہن زیر بحث جائداد شراکتی ہے اور وہ اب تنہا پسماندہ شریک ہے دیکھو فارسٹر بنام ہیل - مزید بران ہم قرار دیتے ہین کہ مدعی نے ان واقعات کو ثابت کر دیا ہے -

بہن نوعیت دادرسی مین جسکی کہ ڈگری دیجاتی ہے اتفاق کرتا ہون اسلئے مدعی کو ڈگری استقراریہ دیتا ہون ہمکو اب عدالتہائے ماتحت کی ڈگریات منسوخ کرنی چاہئیے اور ایک نئی ڈگری صادر کرنی چاہئیے رسپانڈنٹان مدعی کے خرچہ نالش و ہر دو اپیل ادا کرین -

ٹیلنگ صاحب جسٹس - پہلا سوال جو اس اپیل پر اٹھایا گیا تھا کہ آیا دستاویزات نمبر الف ب اور ج جنکی رجسٹری نہین ہوئی - قابل ادخال شہادت ہین یا نہین - اس سوال کے فیصلہ مین کئی چھوٹے چھوٹے سوالات پیدا ہوتے ہین - دستاویزات محولہ در اصل چٹھیات ہین جیسے کہ ڈسٹرکٹ جج نے بیان کیا جنکو گنگارام نے جو اس وثیقہ رہن مین ایک مرتہن تھا جسکی رو سے مدعی دعویٰ کرتا ہے اسطرح لکھا تھا

سنہ ۱۸۹۲

جواہرل
بنام
تیجرام جگرو

مدعی اپیلانٹ کیطرف سے یہ حجت اٹھائی گئی ہے کہ رہن اس کوٹھی کے نام کئے گئے تھے جسکا گنگارام ایک ممبر تھا حالانکہ وکیل رسپانڈنٹان نے اسکا اختلاف کیا اور کہا کہ رہن کوٹھی کے نام نہیں کئے گئے تھے بلکہ وہ تو اشخاص گنگارام اور میارام اور پانچی جنکا نام رہننامجات مین مذکور ہوا ہے کئے گئے تھے۔ اس امر واقعہ پر نظر کرکے کہ مرتہن ان دستاویجات مین الگ الگ مرتہن اسطرح سے بیان کئے گئے ہین۔ گنگارام اور میارام کوٹھی کھڈکالہ اور گنگارام اور پانچی کوٹھی کھڈکالہ اور کہ گنگارام اور میارام اور پانچی رام کے پورے نام ان دستاویجات مین نہین لکھے گئے اور گنگارام اور میارام اور گنگارام اور پانچی واقع مین الگ الگ کوٹھیون کے نام ہین۔ یہ قرار دینا مشکل ہوگا کہ تعبیر پیش کردہ رسپانڈنٹان صحیح ہے۔ وہ تعبیر صریحاً وہ نہین ہے جسکو سبارڈینیٹ جج نے اختیار کیا۔ اور فیصلہ ڈسٹرکٹ جج مین اس امر کا ثابت کرنیکے لئے کوئی امر موجود نہین ہے کہ اسنے اس امر مین سبارڈینیٹ جج کا اتفاق نہین کیا بلکہ زیادہ اختلاف کیا ہے۔

مزید بران ہم اپیلانٹ کی دلائل کو تسلیم کرسکتے ہین جو اسنے ان کے رو سے موتمن لہم قرار پانیکی نسبت ظاہر کی ہین کیونکہ خود موتمن لہم نے انکو اپنے مابعد کے معاملات فیمابین مین ایک ایسے واقع کی بابت جسمین رسپانڈنٹان نے بالکل مخاصمت نہین کی ہے اور جس سے رہن جیساکہ سبارڈینیٹ جج نے بیان کیا شرکا کے درمیان لگاتار مختلف تقسیمات مین شامل ہونیکے بعد رہن آخرکار مدعی حال کے باپ کے حصہ مین آیا۔ ایسا ہی سمجھکر سلوک کیا ہے۔ اسلئے دستاویزات محولہ کی ادخال پر بحث کرتے ہین۔ اس امر کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ رہن ہائے متنازعہ کوٹھی کے پاس کی گئی تہی اور جائداد شراکتی کا جزو ہوگیا تہا۔

اب اس امر مین کچھہ شک نہین ہوسکتا کہ کوٹھی ان رہنون کے لحاظ سے ایک خاص حق واقعہ جائداد غیر منقولہ کی مالک ہے۔ سبارو لنگ شام یار کر (۱) اور گوپال نرائن بنام ٹریمبک شد شو (۲) اب سوال یہ ہے کہ آیا حصہ گنگارام بہی بحیثیت ایک ممبر کوٹھی کے اسیطرح قیاس کرنا چاہیئے کہ ایک حق واقعہ جائداد غیر منقولہ [illegible] ل رکھتا ہے۔ یا آیا کہ چٹھیات جن کے ذریعہ سے درحقیقت [illegible] ن لیا جاتا [illegible] ے۔ دلیسی جائداد ہے

(۱) بیمولی رپورٹ جلد ۹ صفحہ

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ

[redacted]

جو کہ ان حصص میں شامل ہے یا کہ نہیں۔ اخیر امر کی نسبت صریحاً شک کی زیادہ گنجایش نہیں کیونکہ ۱۸۹۲
چٹھیات اگرچہ جیسا کہ امید کی جاتی ہے سب کے سب ایک غیر معمولی زبان میں تحریر ہوئی ہیں وہ جواہر مل
حوالہ جات جو انمیں جائداد غیر منقولہ کی نسبت کئے گئے ہیں نویسندہ کے نام سے مدعی کے بنام
باپ اور پانچی کے نام اسکے انتقال کی ہدایت کی نسبت کچھ زیادہ ظاہر نہیں کرتے۔ بہرحال الفاظ تیجرام جگردیپ
اپنے آپ کوئی حق درمیان جائداد غیر منقولہ پیدا نہیں کرتے نہ صریحاً چٹھیات کا یہ منشا ہے
کہ وہ کسی ایسے حق کو پیدا کریں (سوائے اسکے کہ وہ کوٹھی کے کسی حصے کے انتقال سے نتیجہ ہو)
جو بیشک ایک اہم امر ہے جسکا کہ چٹھیات کے رو سے معاملہ کیا گیا اگرچہ انمیں کئی ایک
ایسے مبہم جملے موجود ہیں مگر ان تمام کا اثر بحیثیت مجموعی میں یہ معلوم کرتا ہوں کہ گنگا رام
نے اپنے حصہ شراکتی کو بقید ایسی ہدایات کے جو سدا رام اور پانچی کو لکھی گئی
تھی منتقل کیا اور اس غرض سے کہ اس انتقال کو پوری تاثیر حاصل ہو یہاں تک
کہ اس کا نام کوٹھی کے کسی معاملہ میں کسی طرح پر استعمال کیا جائے۔ اس نے
یہ ہدایت کی کہ تمام جائداد غیر منقولہ جو اسکے نام پر مندرج ہے بذریعہ اٹرنی کے جسکو
اس نے پہلے سے مقرر کیا ہوا ہے۔ سدا رام کے نام منتقل کی جاوے۔

اسلئے اس مقدمہ میں صریحاً یہ سوال پیدا ہوا کہ آیا حصہ جائداد شراکتی جو اور
جائداد ان کے درمیان جائداد غیر منقولہ کے رہن کو شامل رکھتا ہے۔ حق واقعہ
جائداد غیر منقولہ کو اندر منشا ایکٹ رجسٹری کے لاتا ہے۔ ایسے سوال کو
ہندوستان کی عدالت ہائے میں سے کسی نے فیصل نہیں کیا فقط ایک مقدمہ
اینوتک بنام سیونگ ٹن اور (۱) مقدمہ کے اس طرف سے دلائل پیش شدہ
کے درمیان ہمارے روبرو سند پیش کیا گیا وہ ایک ایسی کوٹھی سے متعلق ہے
اور ایک رہن انصافات کی شہادت ظاہر کرتی ہے۔ اور جس کو کہ بحضور سر آرکیبو جی صاحب
بسند مشہور مقدمہ کدار ناتھ بنام شام لال گرسی (۲) فیصل کیا گیا۔ مگر وہ مقدمہ
ہمارے روبرو کے امر متنازعہ سے متعلق نہیں ہو سکتا۔ وہ مقدمہ انری کون ڈولی لیکمنی (۳) بہ صریحاً مقدمہ
... ہے کہ مالکان کا منشا نہ کرنے کا کہ انمیں تمام مالکوں نے مشترکہ جائداد غیر منقولہ
... کو منتقل کیا تھا اور اسلئے اس بحث نے بھی اس امر جیسی کسی صورت میں بحث سے اسطرح بڑا اختلاف رکھتا ہے

(۱) ... بنگال ... ۳۲ (۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۴۰۵ - (۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۲۴۲

سنہ ۱۸۹۲

جاہرمل بنام تیجرام جگدیبا

وہ پہلا مقدمہ دینی گل بی۔ ایس ہیبٹ (۱) بہی تعلق نہیں۔ دو مقدمہ کن ٹدلی ٹی کمپنی کا بہار ایک اسٹاپ کے متعلق تہا۔ اور اسمین سوال زیر بحث فقط یہہ تہا کہ آیا دستاویز انتقال نامہ فقط خاص خاص پٹہ جات کا انتقال نامہ تہا یا کہ آیا وہ ایک شریک کے کل حصہ جائداد شراکتی کا انتقال ظاہر کرتا تہا جسے کہ پٹے متعلق تہے۔ جب مقدمات مین سے اسطرح سے کوئی بہی متعلق نہین ہوسکتا تو ہکو سوال بحث طلب عام اصولات سے اس سوال کیطرح جو اول ہی دفعہ خیال مین آیا ہو حل کرنا چاہئے۔

اب بے شک یہ امر صاف طور متحقق ہو چکا ہے کہ لارڈ جسٹس لنڈلی کی عبارت "جو کچھہ کہ حصہ شریک سے مراد ہے وہ شریک کا حصہ جائداد شراکتی مین ہے۔ بعد ازانکہ وہ تمام وصول ہوکر زر نقد مین تبدیل کیجاوے۔ اور تمام قرضہ جات اور ذمہ داریان اسکی ادا اور ایفا ہوجاوین فقط یہی حصہ ہے جو شریک کی موت پر اسکے حصہ کے قائم مقامان یا موصی لہم کیطرف منتقل ہوتا ہے اور جو کہ مطابق قانون قدیم کے ہوتا تو ٹہیلیا تہا کہ فی الحال کام سر احمیل ہر وبیت خیال کیا جاتا تہا اور جو کہ شریک کے دیوالیہ ہونے پر اسکے امین کی طرف منتقل ہوجاتا ہے اور جسکو ایک شریک ایک (فی فا) حکمنامہ کے رو سے جو کہ ایک الگ قرضخواہ (۲) کی نالش پر جاری کیا گیا ہو منتقل کر سکتا ہے۔ اور بمقدمہ فاربس بنام سٹیوس (۳) مین سر ڈبلیو جیمس صاحب نے جو اسوقت وائس چانسلر تہے کہا کہ مدت سے اس عدالت کا یہ قانون مقرر ہو چکا ہے کہ جائداد حقیقی جسکو کہ کوٹہی شراکتی نے کوٹہی کی اغراض کے لئے خریدا یا حاصل کیا بالصورت نہ ہونے اقرارنامہ یا ہدایت مخالف کے مابین شرکا اور مابین حقیقی اور ذاتی قائم مقامان شریک متوفی کے ایک ذاتی جائداد ہے اور وہ ذاتی جائداد اور قانونی جائداد کیطرح قابل انتقال اور قابل تقسیم اور قابل صرف ہے۔

اسکے بعد فاضل جج نے دربی بنام دربی (۴) اور ہیرسی بنام ہیری گل (۵) جو بتشریح اس اصول کے جسکو انہون نے بیان کیا حوالہ جات دئیے بادی النظر مین اس اصول کا ہر دو منطقی نتیجہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دستاویز جسمین ایک شریک کے حصہ کا انتقال جو کہ اسطرح سے محض ذاتی جائداد کا انتقال ہے عمل مین آیا ہو زیر احکام ایکٹ رجسٹری ادسکی رجسٹری لازم نہین ہوسکتی تاہم مجھہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نتیجہ بالکل درست نہین۔ اول ہی اول سر ڈبلیو جیمس صاحب نے فقط اس اضافی تبدیلی کی نسبت جو کہ بیرمابین شرکا یا مابین حقیقی اور ذاتی قائم مقامان شریک متوفی کے ہو

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۳ - (۲) لنڈلی کی کتاب شراکت طبع پنجم صفحہ ۳۴۴ - (۳) لا رپورٹ ایکوٹی جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۵ (۴) ڈریوز رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۴۹۵ (۵) دی ایم اینڈ جی جلد ۲ صفحہ ۵۹۹

۱۸۹۳ء
بیان کرتا ہے۔ ولینڈلی صاحب جنہون (ابنی) تصنیف کے صفحہ ۳۴۷ مین یہہ لکھا ہے کہ وہ اصول جو مختصر ۱۸۹۲ء
اس درجہ تک پہنچتا ہے کہ ایک شریک کی وفات پر اسکا حصہ واقع جائداد شراکتی زر نقد سمجھا جاتا اپریل
ہے کہ یہین مین داشت صریحًا ان امورات پر خواہ بحین حیات ایک شریک کے یا لینڈلی صاحب بنام
کی رائے کیمطابق اسقدر زیادہ الفاظ مین کہو کہ وہ اسکی موت تک کچھہ عملی اثر نہین رکھتا (۱) جرام دگو...
یا برخلاف اجنبی فریقان شراکت کے جو کہ کوٹھی کے قرضدار ہین کچھہ اثر نہین رکھتا مزید بران
ایک قضیہ رہن بھی عدالت ہائے ایکوٹی کی رائے مین مدت سے مرتہن کی ذاتی جائداد
کی طرح سمجھا گیا ہے اور ان عدالت ہائے نے پہلے وقتون سے برابر یہی قرار دیا ہے کہ
تمام رہنونات مین کہ زر نقد اوصیاء یا مہتمان کیطرف منتقل ہونی چاہیئے نہ کہ وارث مرتہن کی
طرف۔ یہی اصول پر متعلق کیا جاتا ہے جہانکہ مرتہن کو قبضہ ملگیا ہو (۲) اور یہہ بھی فیصل ہو چکا
ہے کہ اس قسم کے قبضہ ملجانے سے رہن مرتہن کی حقیقی جائداد کا جزو نہین ہوجاتا۔
ہندوستان مین وہی قاعدہ پایا گیا ہے جیسے کہ انگلینڈ مین مگر تاہم اسمین کچھہ کلام نہین کہ انتقال
رہن ایکٹ رجسٹری کے الفاظ مین ایک حق واقعہ جائداد غیر منقولہ کے انتقال یا تحویل
کا اثر ظاہر نہین رکھتا بے شک عدالت مین صریحًا یا معنًا کبھی نہ کبھی مختلف رائے
اختیار کی گئی ہے جیسے کہ دیکھو منجملہ دیگر مقدمات کے مقدمہ اسپلو بنام رامان (۳) گوپال
نرائن بنام ترائمبک (۴) سترلکمانجی بنام نبسیرام ہگا ودا (۵) اور گنپت پانڈو رنگ
بنام آدرجی دادابہائی (۶) اسلئے سوال زیر بحث حل کرنے مین ہمکو ان اصولات سے تجاوز
کرنا چاہیئے جو لینڈلی صاحب کی کتاب شراکت میں بیان کیا گیا ہے اور
اس امر پر غور کرنا کہ اول حقوق کی کیا نوعیت ہے جسکو چند شرکا جائداد شراکتی مین رکھتے
ہین ضروری ہے۔ اب عام اصول کو بزبان سر این لینڈلی ادا کیا جاتا ہے۔ بصورت
نہ ہونے کسی خاص اقرار نامہ کے جسکی تاثیر اور ہو تمام ممبران ایک معمولی کوٹھی کی تمام جائداد شراکتی
مین حقدار ہونگے بلکہ درحقیقت یہہ قیاس کیا جاتا ہے کہ کوٹھی شراکتی قانون کے نظر مین کوئی الگ چیز نہین ہے

(۱) صفحہ ۳۴۸۔ (۲) فیشر کا رہن نامہ (طبع چہارم) صفحات ۳۲۸۔ ۳۲۹ کوٹ کا رہن نامہ
(طبع پنجم) صفحہ ۱۱۲۱ (۳) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۹ (۴) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۳۱۳
(۵) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۹۰ ۔
(۶) ″ ″ ″ ″ جلد ۳ صفحہ ۳۱۳ ۔

سنہ ۱۸۹۲ء

جواہر مل بنام تیجرام جگدیپ

بلکہ وہ ایک کثیر افراد شرکا کو ایک مختصر مجموعہ میں ظاہر کرتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی حق یا منفعت واقع جائداد غیر منقولہ جسکی کوئی مالک ہی افراد شرکا سب کے درمیان تقسیم ہونی چاہئے جنکے حصوں کی کسر کل کو ہی کے سرمایہ مجموعی سے ادا ہونی چاہئے ویسا ہی بمقدمہ فرکوہر بنام ہیڈل رہا جہاں کہ موصی نے اپنے پس ماندہ شریک کو وصیت نامہ کے ذریعہ تمام اپنا حصہ منافع مع سرمایہ شرکا جسمین اسکا کاروبار جاری تھا لکھدیا سر ڈبلیو جیمس ایل جے نے کہا کہ ان الفاظ مین وہ حق جو کہ موصی کا بروقت وفات اسکی جائداد مین تھا یعنے حق نصف بلس تمام جائداد کا جو بعد ادائے قرضہ جات کے رہا شامل ہے جیسا کہ جج میلش نے اتنا اور بڑھایا ہے کہ یہ بات کہ وہ ایک صحیح تحریر ہے مین نہین معلوم کرتا کہ اسمین کوئی غلطی ہے اسکو جائداد غیر منقولہ قرضہ دار نہین ایک ایسا حق تھا جسکی بابت قرضخواہ اجرائے ڈگری نہین کر سکتا تھا یہی حق تھا جو انتقال ہوا۔ یہی وہ اپنے شریک کیلئے چھوڑتا ہے پھر مقدمہ اشورتہ بنام ...... مین ...... کہ ایک مقدمہ وصیتی انتقال کا تھا جسکو ایک شریک نام ...... کے حسن سلوک تجارتی ...... کی حقیقت سے کیا گیا تھا۔ لارڈ جسٹس جیمس نے بعد تمیز کرنے ایک ...... ہیرٹن بنام بلیرلیشن اور دیگر ...... شرکتون ...... پر ...... دی کہ اب ...... یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پرائیویٹ شراکت کی صورت ...... مشکل ہے کہ اسنے حق زمین مین حاصل نہین کیا اور ایک شریک کی جائداد کی نوعیت پر بحث کرنے اور اس امر کے ظاہر کرنیکے بعد کہ ہر ایک شریک کا حصہ کسی خاص جائداد یا کسی خاص حصہ جائداد ملے ذاتی یا حقیقی بین نہین ہے وہ یون فرماتا ہے کہ جو کچھہ رقم ایک شریک کو واجب الادا نکلتی ہے وہ شریک اس رقم کے لئے فورًا اور بلا واسطہ مواخذہ اس اراضی پر رکھتا ہے اور اسکا حق ہے کہ وہ اس مواخذہ یا بار کی ادائیگی کے لئے جسکا اسطرح سے مواخذہ عائد ہو اس اراضی کو بیچ ڈالے اور آخر کار اسنے صرف اس وجہ پر وائس چانسلر کے حکم کو بحال کہا کہ اگر یہ حق زمین مین نہ بھی سمجھا جاوے تو بھی بہرحال زمین پر ایک صریح مواخذہ ہے۔

---

(۱) لاء رپورٹ چانسلری جلد ۷ صفحہ ۱۔ (۲) بمقدمہ ہیو بنام ہیرک ۱۸۔ لاء جرنل (سی بی) صفحہ ۹۰ اجو کہ فیف مجریہ بر خلاف اسباب ...... اکتی پیدا ہوا۔

(۳) چانسری ڈویژن جلد ۱۵ صفحہ ۳۴۳ صفحات ۳۶۹ و ۳۷۰۔

(۴) مقابلہ کرو دیگر بنام بروٹن بینگ گرینگر رپورٹ جلد صفحہ ۱۹۸۔

بنرایٹ صاحب لارڈ جسٹس نے اسی مقدمہ مین بیان کیا "لیکن اگر ایک معمولی قسم کی شراکت کیطرف غور کرو جسکے قبضہ مین اراضی ہو جسکا کوئی شریک اپنے حق کو بدون رضامندی دیگران انتقال نہین کر سکتا اور اگر فرض کیا جاوے کہ وہ مرگیا اور شراکت ختم ہوگئی اور یہ ممکن نہو کہ اسکا حق واقعہ شراکت بدون اسکے کہ اراضی کا معاملہ کیا جاوے جو کہ کوٹھی کی جائداد شراکتی ہے تحقیق ہو سکے تو اسکا حق اس زمین مین ہوگا" کاٹن صاحب لارڈ جسٹس نے اپنی راے یون بیان کی ہے کہ ہمکو دیکھنا چاہیئے کہ آیا اسکا مواخذہ یا حق زمین پر ہے یا نہین اگر کوئی مواخذہ تہا تو وہ ہے اور اس امر پر بحث کرنیکے بعد کہ کسطرح شریک حق ظاہر کرنے چاہیئے اپنے بیان کو اسطرح سے جاری رکہا "میری راے مین وہ خود بخود ایک فیصلہ سے الگ ایک حق زمین مین ہے - اور ہم اسکے سوائے کچھہ نہین کہہ سکتے کہ اسکا حق واقعہ جائداد شراکتی جو از قسم اراضی ہو ہبہ کرنا حسب دفعہ ۳ سٹیچوٹ مارٹ مین کے اسکے حق واقعہ زمین کا ہبہ ہے - تمام ارکان عدالت نے لارڈ چانسلر کیرنس کے فیصلہ مقدمہ بروکس بنام بیڈلی (۱) پر اعتماد کیا - کاٹن صاحب لارڈ جسٹس نے صاف یہ ظاہر فرمایا - کہ اس فیصلہ کا تعلق ایک حصہ معمولی شراکت سے متعلق ہے - لارڈ کیرنس کی رایٹ اسوقت ایک ایسی صورت تہی جسمین موصی کی حقیقی اور ذاتی جائداد از روے وصیت نامہ اسکے اشخاص کے نام ان ہدایتون سے دیگئی تہی کہ وہ اسکو بیچین اور بعد ادائیگی چند قرضجات اور وصایا کے ۳۰۰۰ پونڈ حصہ باقیماندہ ایچ ہنٹ کو جیسے کہ وہ جائداد مسٹر پیر اگلیر نے خریدی تہی ادا کرین - لارڈ چانسلر نے لارڈ رومیلی ایم آر کے فیصلہ کو بحال رکہکر یہ قرار دیا کہ وصیت جو کہ مسٹر پیر اگلیر کی جائداد کا حصہ بنگئی مطابق منشاء سٹیچوٹ مارٹ مین کے ایک حق زمین مین ہے اور مین تعریف جائداد غیر منقولہ مندرجہ ایکٹ پر بالخصوص لحاظ کرکے فقرات جائداد غیر منقولہ یا کوئی استحقاق یا حقیت یا حق واقعہ جائداد غیر منقولہ مندرجہ ایکٹ رجسٹری کے اس سے زیادہ تشریح کرنیکی کوئی وجہ نہین پاتا جسقدر الفاظ یہ کسی جائداد یا حق واقعہ اراضیات یا حقیت یا جائداد ہاے دیگر شئی مندرجہ سٹیچوٹ مارٹ مین کیگئی ہے اور یہہ بہی کہا گیا ہے کہ ان تمام مقدمات مین بحث اسقدر زیادہ الفاظ (۲) سٹیچوٹ کی منشاء پر منحصر نہین ہے جسقدر کہ نوعیت حقیت ایک شریک جائداد شراکتی پر منحصر ہے

(۱) لا رپورٹ چانسری جلد ۳ صفحہ ۶۲۰ (۲) دیکہو کاشی ناتہ بنام سیل انسٹرکشن جلد ۸ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جسکا ذکر مین اوپر کر آیا ہون صفحہ ۱۶۲ مین اقتباس کیا گیا ہے

ہودل
جواہرلال
بنام
سیکرٹری آف اسٹیٹ

اسلئے مین خیال کرتا ہون کہ جو مقدمات سٹیچوٹ مارٹمین کی بنا پر ہوئے ہین وہ امر زیر
بحث کے لحاظ سے نہایت قابل وقعت ہین -

سب سے نیا مقدمہ جو مجھے معلوم ہے کہ اس سے اس سوال کی توضیح ہوتی ہے مقدمہ اتھینیم بنام
گرس (۱) ہے جسمین کہ لیک یا یک جج نے قرار دیا کہ ذوخت ایک حصہ جائداد معمولی کوٹھی الٹی
کی جو جائداد غیر منقولہ کی مالک ہو دفعہ ۱ سٹیچوٹ آف فرودز کے منشا کے اندر آتی ہے
جسکے الفاظ "کوئی حق درمیان یا متعلق اراضیات دعتیہائے اور جائدادہائے وراثتی
ہیں" یہ خاص امر کورٹ اپیل سے فیصلہ نہیں ہوا لیکن کاٹن صاحب لارڈ جسٹس نے رائے کہ ایک
دیگر جج سے اتفاق ظاہر کیا - مجھے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سندات اس نتیجہ کیطرف رہنمائی کرتی ہین
کہ جہانکہیں ایک معمولی کوٹھی شراکتی اغراض شراکت کیلئے زمین کی مالک ہو اسکے ہر
ایک ممبر کا حصہ اگرچہ ایک خاص جائداد یا خاص حصہ جائداد مین نہو - اور اگرچہ وہ
انگریزی قانون کے مطابق ایسے ممبر کی ذاتی جائداد کے حصہ کیطرح دست بدست منتقل
نہو سکتا ہو تاہم حق واقعہ جائداد غیر منقولہ " اکٹھائی رجسٹری کے معنو ین حق واقعہ جائداد
غیر منقولہ " تصور کرنا چاہیئے -

مقدمہ اٹارنی جنرل بنام ہیک (۲) اس رائے سے غیر متفق نہیں ہے کیونکہ وہ نتیجہ جو اسمقدمہ
مین منجانب سرکار رسوم پروبیٹ کے دعوے ہونے پر پیدا ہوا - اس حالت سے موثر نہیں ہو سکتا -
کہ ذاتی جائداد جسکا اسمقدمہ مین ہیر پھیر ہوا - جائداد حقیقی سے الیفاء کا حق ہمراہ رکھتی
نہ مابعد کی تازہ ترسند پر مقدمہ واٹسن بنام بلیک (۳) نتیجہ مذکورہ بالا کے برخلاف ہے -
بلکہ معناً اس نتیجہ کی تائید کرتی ہے کیونکہ عدالت نے اسمقدمہ مین قرار دیا کہ دستاویزات متعلقہ
جائداد متنازعہ فیہ کی صحیح تعبیر پر ممبران سٹاک ایکسچینج کمپنی نے اپنی جائداد سے دست
کشی کی اسکو ہر ایک انصافی حقوق سے آزاد امناء کے سپرد کیا - اور فقط ایک حق اُس
کاروبار کے منافع کا " اپنے پاس رکھا - وہ کوٹھی فرنیچر کی منفعت کے مستحق نہیں تھے اور اُسکا
معناً موید ہونا اس طرح سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ اگر ایسی صورت مین
ایسی کوئی دست کشی نہیں ہوئی تو ممبران ایسے انصافی حق اپنے پاس رکھتے

(۱) چانسری ڈویژن جلد ۳۴ - صفحہ ۲۰۸ -

(۲) کوئینز بینچ ڈویژن جلد ۱۳ صفحہ ۲۷۵ (۳) کوئینز بینچ ڈویژن - جلد ۱۶ صفحہ ۲۷۰

۱۸۹۲ جواہرمل بنام تیجپال [illegible]

چونکہ مدعی کی ذمہ داری ہے کہ [illegible] ثابت ہو [illegible] قسم کی کوئی دست
کشی نہین ہے برخلاف اسکے [illegible] یہ ایک ایسا امر ہے
جسکو مقدمہ [illegible] بنام [illegible] مین [illegible] قرار دیا
گیا کہ اگر [illegible] شراکتی کی جائداد [illegible] شریک حقیقی [illegible] نیت رکھتے ہون تو
[illegible] کہ شراکت حقیقی جائداد کو ذاتی جائداد مین تبدیلی کے انصافی اصول پر
لحاظ کرین یا ممبران پارلیمنٹ کے انتخاب کی رائے دہی کا حق کا دعوے جائز طور سے کرسکتے
ہین [illegible] کچھ شک نہین ہے کہ بعض اوقات یہ مقدمہ منظور نہین ہوا ہے لیکن [illegible] نے
فیصلجات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ [illegible] کی نسبت کسی امر کے متعلق مقدمہ حال نہین
ہے اور لینڈلی [illegible] صاحب نے [illegible] اسکو اپنے اخیر ایڈیشن (۲) مین عمدہ قانون سمجھکر بیان کیا ہے
اسلئے مین کلیتہً یہہ قرار دینے پر آمادہ ہون کہ اگرچہ ایک شریک کا حصہ کسی جائداد
شراکتی کے خاص رقم کی کسی خاص حصہ کو شامل نہین رکھتا ہے تو بھی چونکہ کوئی شراکتی
جائداد منقولہ کے [illegible] ایک حق [illegible] جائداد غیر منقولہ پر حاوی ہوتا ہے اسلئے
ہر ایک [illegible] کی [illegible] ہر کہ وہ اپنے حصہ کی نسبت حق پیدا کرے یا منتقل کرے ہمارے
ایکٹ [illegible] کے مطابق [illegible] ہے [illegible] مذکرہ بالا کی شرائط
فقط جائداد غیر منقولہ [illegible] متعلق [illegible] اس امر کے قرار دینے پر
آمادہ کیا گیا ہون کہ [illegible] جائداد
منقولہ کی قابض [illegible] رہن کے (دیکھو نامہ
[illegible] صفحہ [illegible] اب خاص اس مقدمہ
مین مین ظاہر کرتا ہون کہ [illegible] وقت سے ہمیشہ
حاصل [illegible]

لیکن [illegible] جسٹس [illegible] کے منشو
[illegible] جنکو اجلاس
کامل کے فیصلہ [illegible] ظاہر کیا گیا۔
تاہم یہ خیال کیا گیا کہ یہہ رائے توضیح [illegible] محض بلحاظ

(۱) [illegible] جی آر جلد ۱ صفحہ ۱۹۹ (۲) [illegible] (۳) [illegible] جلد ۲ صفحہ ۱۲۲ -

١٨٩٢ جواہرل بنام تیجرام ھگوبا

معمولی چٹھیات کی جائداد غیر منقولہ کی خرید کے عہد و پیمان مین کئے گئے ہین ہم اس قسم کی چٹھیات سے اس امر پر کوئی سروکار نہین رکھتے اور نہ کوئی امر جسکا ہم اس مقدمہ مین فیصلہ کر سکتے ہین۔ کسیطرح سے اجلاس کامل کے شکوک منظہرہ پر اثر کریگی نہ ہم دونو فریقون کے درمیان خط و کتابت سے کسی ہبہ یا معاہدہ کا ظاہر کرنا مد نظر رکھتے ہین بلکہ ہم فقط ان تینون چٹھیون سے جو ایک فریق معاملہ نے دوسرے کیطرف تحریر کی ہین جنمین ہر ایک دستاویز اصل دوسرے کے مضمون کو دوہرانیوالی ہے سروکار رکھتے ہین۔ مقدمہ مذکورہ بنام دہونڈی بائی کے بحث مین جن مقدمات کا حوالہ دیا گیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ برخلاف اس تعریف کے جو کہ وارٹن سے ظاہر ہوئی ہے اور جسکو وسٹ روپ صاحب چیف جسٹس نے حوالہ دیا بڑے بڑے ججان اور فاضلان زبان انگریزی سر جے نائٹ بروس جیسون نے اور میرے خیال مین سر ڈبلیو گرانٹ جیسون نے ان چٹھیات کو دستاویزات قرار دیا ہے مجھکو اس بات کے بیان کرنیکے درپے نہ ہونا چاہئے کہ جبکہ ایک دستاویز اس نمونہ پر لکھی ہوئی ہو کہ یہ اقرار نامہ جو ایک طرف سے الف۔ب اور دوسری طرف سے ج د کے درمیان تحریر ہوا۔ اسکی رجسٹری ہونی لازم ہے حالانکہ ایسی دستاویز کی رجسٹری لازم نہ قرار دیجاوے اگرچہ اس نمونہ پر تحریر ہوئی ہو .... بخدمت الف ب اسکوائر..... ڈیر سر..... تمہارا وفادار ج د میرے خیال مین سوال مذکور ایسے حالات کے لحاظ سے جیسے کہ موجود ہین صحیح طور سے فیصل نہین کیا جا سکتا نیز میرے خیال مین مختلف دفعات ایکٹ رجسٹری کے پڑھنے سے یہ ظاہر ہوگا۔ کہ واضعان قوانین نے الفاظ ڈاکومنٹ (دستاویز) اور انسٹرومنٹ (دستاویز) کو مرادف استعمال کیا ہے اور مزید بران یہہ امر ظاہر ہے کہ اگر کبھی یہ قرار دیا جاوے کہ اگرچہ ایک چٹھی ایک معاملہ متعلقہ جائداد غیر منقولہ جس کی نوعیت دفعہ ١٧۔ ایکٹ رجسٹری مین ظاہر کیگئی ہے شہادت مین دیگئی ہو باوجودیکہ دفعہ ٤٩ کا یہہ ادر منشا ہو ایسی حالتین بدون رجسٹری کے بھی اثر جائز رکھتی ہے محض اسوجہ سے کہ وہ ایک چٹھی کے نمونہ پر لکھی گئی ہو تو تمام ایکٹ رجسٹری نہایت آسانی سے بے تاثیر ہو جاویگا۔ ایک شخص اکثر ویسی بیعہ جات وصیت نامجات ہبہ نامہ جات [illegible] پائیگا جو کہ چٹھیات کے نمونہ پر لکھی گئی ہون مگر جنکا منشا یہہ ہوگا کہ باضابطہ قانونی دستاویز [illegible] دیکھو منجملہ دیگر مقدمات کے رامان سامی بنام رامان سمی (١) وصفدر علی خان بنام لچھمن داس (٢) مین یہ نتیجہ نکالتا ہون کہ ہم مسٹر صاحب چیف جسٹس مذکور کے ان آرا کے مطابق عمل کرے ہین

(١) مدراس جلد ٥ صفحہ ١١٥ - (٢) انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ٢ صفحہ ٥٥٤ -

یہ امر قرار دیا گیا تھا کہ چٹھیات پیش شدہ کی صرف اس وجہ سے رجسٹری ضروری نہین کہ وہ چٹھیات ہین"

کہ مزید بران یہ بحث پیش کی گئی ہے کہ چٹھیات زیر بحث کسی حق کی خواہ کسی قسم کا ہو انتقال
کا اثر نہین رکھتین کیونکہ وہ اس امر کو مکتوب الیہم کی مرضی پر چھوڑتے ہین کہ بطرح وہ پابند
ہدایات مندرجہ چٹھیات پر عمل درآمد کرین مگر مین نہین خیال کرتا کہ وہ فقرہ محولہ کے یہ صحیح معنی
نہ ملکہ ہین تو اس سے محض یہ معنی مراد لیتا ہون کہ تحریر کنندہ کی ہدایات کو عمل مین لانیکا طرز مکتوب
الیہم کی انتصاب پر چھوڑا گیا ہے مگر وہ حقوق کا واقعی انتقال جنکی وہ ہدایت کرتے ہین -
بابت خود اس حالت سے کسیطرح موثر نہین ہوتا - اسلئے اگر ضروری ہو تو مین اس امر کے
قرار دینے پر کلیتاً مائل ہون کہ چٹھیات زیر بحث کو جنکی رجسٹری نہین ہوئی عدالت ماتحت نے
صحیح طور سے ناقابل ادخال در شہادت کے سمجھا ہے جبکہ گنگا رام کے جائداد شراکتی کے
حصہ کا انتقال سدا رام کیطرف بلاواسطہ ثابت ہوا سمقدمہ مین اس امر پر غور کرنا ضروری نہین
کہ آیا انتقال کو بذریعہ چٹھیات زیر بحث کے فقط اسیطرح سے ثابت کیا جاسکتا ہے جیسے کہ انتقال
جائداد ذاتی جسکے روسے مواخذہ جائداد غیر منقولہ کو موقوف رکھا جاوے -
یہ مانا کہ ایک ڈگری کے انتقال کے مقدمہ مین جسکے روسے جائداد غیر منقولہ کی فروخت کا حکم تھا
بمقدمہ خوب لال چودہری بنام متیانند (۱) کیا گیا - اس قسم کا استعمال چٹھیات کا اگرچہ اسکی
اجازت بھی دیجاوے اس مدعی کے لئے بالکل بیفائدہ ہوگا جسکو اسمقدمہ مین کامیابی حاصل کرنیکے
لئے خود اس جائداد کا ثابت کرنا لازم ہے -
ڈسٹرکٹ جج نے چٹھیات کے تسلیم کرنیکی بارہ مین اپنی تجویز کو اس مقدمہ کے درمیان قطعی سمجھا ہے - وہ
اپنے فیصلہ مین بیان کرتا ہے کہ مدعی ان چٹھیات کے سوا کسی اور شہادت استحقاق پر بھروسہ
نہین کرتا ہے اور چونکہ مدعی کے استحقاق کی سوائے ان چٹھیات کے کوئی اور شہادت نہین میری
یہ رائے ہے کہ اسکی نالش کامیاب نہین ہو سکتی ہے لیکن اس امر کی بابت مین اسکے ساتھ اتفاق
نہین کرسکتا میرے خیال مین یہ امر صاف ہے کہ قانون انگریزی کے روسے بھی اور نیز برخلاف
دفعہ ۴ سٹیچوٹ آف فراڈز کے ایک شخص کو رکن کوٹھی شراکتی کا بغیر کسی دستاویز کے خواہ کیسی ہی ہو تسلیم کیا جاسکتا ہے
نہ بالخصوص جبکہ شراکت سے مراد (۲) زمین کی عملدرآمد کیلئے وجود مین آئی ہو - بمقدمہ گرے بنام سمائیتھ (۳)

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۹۳ - (۲) لنڈلی صاحب کی کتاب شراکت طبع پنجم ۱۸۱ - (۳) رجانکہ اہل بنام ہلمز
کی نسبت بیان ہوا ہے کہ وہ قانون نہایت وسعت کو پہنچ گیا - (۳) چانسلری ڈویژن جلد ۴۳ صفحہ ۲۰۸ -

١٨٩٢ء

جواہرل
بنام
تیجرام جگروپ

کلکتہ ہائے ذکر ہوا جسمین ایک امر زیر بحث کیلی ہے مسٹر جسٹس گیٹ کٹ نے بہ پیروی مقدمات
فاسٹر بنام ہیل (۱) اور ڈیل بنام ہملٹن (۲) صادر فرمایا مگر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسمین کچھ شک نہین
کہ واقعہ شراکت اگر مدعی ہو بدون پیش کرنے وثیقہ شراکت (۳) کی ثابت کیا جاسکتا ہے اسلیئے مجھکو
معلوم ہوتا ہے کہ مدعی کو اختیار ہے کہ وہ شہادت جسپر بارڈمینٹ جج نے اس امر کے ثابت کرنیکے لیئے
حصہ حکت کہ اسکا باپ اول تو ایک شریک تسلیم کیا گیا اور پھر بطور شریک کے اسکے ساتھ سلوک کیا گیا
چنانچہ ایسے شریک کی حیثیت سے رہن زیر بحث آخری تقسیم پر اسکے حصہ مین آیا جس امر کو
کہ مدعی بدون پیش کرنے چٹھیات معمولی مذکورہ بالا کے یا اگر ضروری ہو تو بدون پیش کرنے
ایسی چٹھیات کے جو مدعی کی سرگذشت کی تائید کیلئے یا اس امر کے اغلب ٹھہرانیکے لیئے کہ اسکا
باپ درحقیقت ایک شریک پایا گیا تھا اغلباً قابل تسلیم ہون ثابت کرسکتا ہے - اور جبکہ
مدعی کے باپ کی حیثیت اسطرح سے قائم ہوسکے تو اسکا حق جائداد خودبخود از قانون سے نتیجتاً
نکل آتا ہے جیسے کہ لارڈ چانسلر نے بمقدمہ فاسٹر بنام ہیل بیان کیا اور دیگر کسی ثبوت استحقاق
کی ضرورت نہین - اسصورت مین اس امر کی نسبت کسی شک کی گنجائش نہین رہتی کہ مدعی کا
باپ درحقیقت بطور شریک تسلیم کیا گیا تھا - یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ ڈسٹرکٹ جج اس امر کی نسبت
ویسی ہی رائے رکھتا تھا جیسا کہ سبارڈینیٹ جج اسلیئے مین خیال کرتا ہون کہ یہ ضروری نہین کہ مقدمہ
کو عدالت ماتحت مین اس امر کی تجویز کے لیئے بھیجا جاوے لیکن یہ قیاس کرکے کہ ایک شریک
ہوگیا تھا اور کہ بذریعہ اُن تقسیمات کے جو درمیان شرکا ہوئین - اور دیگر معاملات کے جنکا نسبت
جج نے حوالہ دیا مدعی اب اصل مرتہن کا صحیح اور جائز قائم مقام ہے مین خیال کرتا ہون کہ وہ صاف
صاف دادرسی متدعویہ شئی کا مستحق ہے اور دیگر امورات مین سے کسی پر غور کرنا جسکو مسٹر جوپال نے
مباحثہ کے درمیان تائید مقدمہ اپیلانٹ بیان کیا ہے بالکل غیر ضروری ہے
مگر ہمارا یہ سوال باقی رہتا ہے کہ مدعی کس دادرسی کا مستحق ہے اسکو بحیثیت مرتہن با تصفیہ خود جائداد
مرہونہ کو قرقی سے بچائیگا - حق تھا ملاحظہ ہو الیسی راؤ بنام دوالداس (۴) لیکن یہ معلوم ہوتا
کہ قرقی کو عدالت ہائے ماتحت نے موقوف نہین رکھا جسکے باعث جائداد درحقیقت بک گئی ہے

(۱) ایس جلد ۳ صفحہ ۶۹۹ ڈی ایس جلد ۵ صفحہ ۳۰۸ - (۲) کہیٹر جلد ۵ صفحہ ۳۶۹ -
(۳) ٹیلر صاحب کی قانون شہادت طبع ہشتم کے صفحات ۳۷۷-۳۷۸ و فیلڈ صاحب کی قانون شہادت طبع چہارم صفحہ
۲۳ ہم ڈکوٹ دفعہ ۱۹ صفحہ ۸۰۴ - (۴) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ -

اب ان حالات کے رو سے مدعی نہ فقط اس امر کے استقرار ڈگری کا مستحق ہے کہ جائداد متنازعہ
نالش پر اسکا مقدمہ واجب الاداء کے لئے ہے بپیروی ان ہر دو رہن کے مورخہ ۳ جولائی ۱۸۷۶ء
اور ۱۹ ستمبر ۱۸۷۶ء کے عوض ان جائداد رہن شدہ کے نیلام بذریعہ ڈگری کے لحاظ سے مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳
اس جائداد کے فقط نصف [illegible] کے مستحق ہیں اور چونکہ [illegible] بابت رہن نامے کے
کوئی درخواست نہیں کی گئی ہے اور نہ واسطے بیع قطعی [illegible] کوئی استدعا [illegible] نالش [illegible]
میں اس قسم کی کوئی دادرسی مطلوب نہیں ہو سکتی اسلئے میری یہ رائے ہے کہ عدالت ہذا کو [illegible]
صادر کرنی چاہئے کہ ڈگری ڈسٹرکٹ جج منسوخ کی جاوے اور مطابق [illegible] ڈگری کا استقرار
کیا جاوے اور [illegible] اپیلانٹ کے اخراجات نالش [illegible] اپیلانٹ ادا کریں۔

صیغہ اپیل فوجداری

[illegible]

باجلاس [illegible]

ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند — بنام — [illegible]

۱۹ دسمبر ۱۸۹۲ء

تعزیرات ہند ایکٹ [illegible]

بلوہ و ضرر شدید —

[illegible] ایک تعیین [illegible] ضرر رسانی [illegible]

ہو سکے اطلاق [illegible] تو وہ [illegible] ضرر شدید [illegible] قانون ہے لیکن

اس صورت میں [illegible] صورت [illegible] حکم [illegible] جیسا کہ [illegible]

ایک ایک مرتبہ کے عوض میں صادر [illegible] ہے تاہم چونکہ ملزم [illegible] کا مجرم ہوا اور یہ ثابت ہو چکا

کہ وہ خود [illegible] ضرر رسانی کا باعث ہو [illegible] بلوہ و ضرر کی سزا دیجا سکتی ہے [illegible] صورت میں

کل مجموعی سزا اس تعزیرات [illegible] سکتا ہے جو کہ عدالت ان جرموں میں سے ہر ایک کے لئے صادر کر سکتی ہے

ملکہ معظمہ بنام رام سروپ (۱) کو تسلیم کیا گیا تھا —

مقدمہ ہذا میں اجلاس کامل سے استصواب کیا گیا ہے —

نوٹ: اپیل فوجداری نمبر ۱۱ ۱۸۹۲ء —

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۷۵۷ —

سنہ ۱۸۹۳ء
ملکہ معظمہ
بنام
نانا بیجا
وغیرہ

[illegible] سپرد سشن [illegible] الزامات [illegible] دیگر حسب ذیل [illegible]
نانا بیجا اور بوانتخانس [illegible] تعزیرات [illegible]
(۱) بدلہ ۹ جوان [illegible]
[illegible] تعزیرات [illegible] دفعہ [illegible]
[illegible] تعزیرات ہند دفعہ ۱۴۸
(۲) [illegible] تعزیرات ہند دفعہ ۳۲۶)
[illegible] شدید [illegible] کا جرم
[illegible] سشن جج نے بیرائے تمام ملزمان [illegible]
[illegible] زیر دفعہ ۱۴۵ و ۳۲۶ تعزیرات ہند ملزم نمبر ا کی نسبت تین ماہ قید سخت کا حکم سزا
صادر کیا۔
ملزمان نمبر ۱ و ۵ و ۹ و ۱۰ نیز مہلک [illegible] بلوہ کے ارتکاب کے مجرم قرار دیئے گئے
[illegible] زیر دفعہ ۱۴۸ تعزیرات ہند ملزم نمبر ا کی نسبت تین ماہ قید سخت اور باقی کی نسبت ۱۸ ماہ قید سخت کا
حکم [illegible]
ملزمان نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ کو بلوہ کا مجرم قرار دیا گیا اور ان پر حکم سزا حسب دفعہ ۱۴۷
تعزیرات ہند ۶ ماہ قید سخت کا حکم صادر کیا گیا۔
ہر ایک جرم کا حکم سزا دوسرے حکم سزا کے اختتام پر شروع ہونا تھا۔
ان جرائم اور احکام سزا ہا کی ناراضی سے ملزم نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا اور منجملہ دیگر امورات
کے اس امر پر اصرار کیا کہ اشتمال حکم سزا ہائے جرائم زیر دفعہ ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۳۲۶ خلاف قانون
اور خلاف منشائے دفعہ ۷۱ تعزیرات ہند کے ہے۔
چٹر جی (بمعیت شیخ رام بہنڈر کار) منجانب ملزم اور سٹارلنگ (بمعیت راؤ صاحب اسد یو جی ارگاؤ
وکلائے سرکار) منجانب سرکار۔
مفصلہ ذیل سندات کا بحث میں حوالہ دیا گیا:۔
ملکہ بنام پرتاب (۱) نیل موتی پوڈر بنام ملکہ معظمہ (۲) ملکہ بنام بشیشر (۳)

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۱۲۱۔
(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۴۴۲۔
(۳) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۶۴۵۔

ملکہ بنام ساکھارام ہری نو (۱) فیراسٹ بنام ملکہ معظمہ (۲) سرکار بنام ٹرکایا (۳) ملکہ معظمہ بنام ڈنگرسنگھ (۴) ملکہ معظمہ بنام رام سروپ (۵)-

اس مقدمہ پر ایک ڈویزن بنچ میں جارڈین اور رینگٹن صاحبان جسٹس شامل نے بحث کی ہے اور انہوں نے مفصلہ ذیل علاوہ اس کا مل سی کے استصواب فرمایا:-

جارڈین صاحب جسٹس - اس اپیل پر پورے طور سے بحث کیگئی ہے اور ہم اس رائے سے اختلاف کرنیکی کوئی وجہ نہیں دیکھتے جو سشن جج اور اسیسرون نے واقعات پر قائم کی ہے۔ عذر ایسی یعنی جرم داخلی ہونیکا ثابت نہیں کیا گیا۔ جیسے کہ قیدیان مجمع خلاف قانون تھے یعنی یہ کہ ایک حق یا فرضی حق بغرض لینے خشک مٹی تالاب سے ضروری تھا۔

اور جیسے کہ جائنٹ سشن جج بیان کرتا ہے قانون کے منشا کے مطابق یہ امر بالکل غیر اہم ہے کہ یہ حق موجود تھا یا نہیں۔ گورتی لال دس بنام ملکہ (۶) ان تمام کو بلوہ کا مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔ اور قیدیان نمبر ۱ و ۵ و ۹ جنکے پاس تلواریں تھیں نمبر جس ایک تیر لگایا انکو دفعہ ۱۴۸ تعزیرات ہند کا مجرم ٹھہرایا ہے۔ ایک شخص تلوار ایک شخص جو گرفتار نہیں ہوا قتل کر دیا ہے۔ گوانان سونا اور منداس کی (افراد شہادت نمبر ۱۷ و ۲۰) ڈنگی اور جھالا (فرد شہادت نمبر ۱۹ و ۲۲) کو ایسی زخم پہنچائی ہیں جنکو اسسٹنٹ سیول سرجن زندگی کیلئے خوفناک بتاتا ہے۔ جج مذکور نے بہتر قتل کو ایک شخص کا فعل قرار دیا ہے اور اسکی رائے میں بلوہ کنندگان کی غرض مشترک میں اسکا ارتکاب نہیں ہوا۔ دیگر چار اشخاص مذکورہ بالا کو ایسی ضربیں پہنچی ہیں جو شدید نہیں اور چونکہ اکثر انہیں سے تلوار کے نہیں اور تمام قیدی دفعہ ۱۴۹ تعزیرات ہند کے مطابق بیان طور سے سزایاب قرار دیئے گئے اسلئے ان سبکا دفعہ ۳۲۶ کی رو سے سزایاب ہونا مناسب تھا۔ انپر ان مختلف ضربوں کے باعث ہونیکا الگ الگ الزام نہیں لگایا گیا۔ وہ قیدی جو ان ضربوں کے مرتکب خیال کیئے جاتے ہیں خاص طور پر ایسے عمل کے ملزم قرار پائے ہیں۔ اگرچہ اس امر کی شہادت کہ کس نے اور کیسے ان مختلف ضربوں کا ارتکاب کیا ایسی ہی موجود ہے جیسی کہ بصورت درندہ ضربوں کے جو ضرر شدید نہیں اور جو ان بلوہ کرنیوالوں کے دوسروں کو پہنچے ہیں موجود ہے۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۴۹۳ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۰۵-

(۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۴۰۴ (۴) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۲۹

(۵) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۷۵۷ (۶) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۶-

۱۸۹۴ء

ملکہ معظمہ
بنام
بانا پنجا
وغیرہ

مر کا کوئی عذر نہیں کیا گیا کہ قیدیونکو انصاف رسانی میں نقصان پونہچانہ کوئی عذر قانونی
ن سزاوں کی نسبت کیا گیا ہی مجسٹریٹ سپرد کنندہ اور جائنٹ سشن جج اس امر کو تسلیم کرتی ہیں
تہاکہ الزامات کی صراحت کیجاتی ۔

چونکہ دفعہ ۱۴۹ مقدمہ سے متعلق تہی یہ غیر ضروری تہاکہ الزامات کی صراحت کیجاتی ۔
لیکن بلحاظ احکام سزا کے مسٹر چٹ گیبی نے اپیلانٹ کیجانب سے اس امر پر زور دیا کہ اگرچہ حکم سزا
زیر دفعہ ۳۲۶ تعزیرات ہند جائز ہے اور دوسرا زیر دفعہ ۱۴۷ یا ۱۴۸ مطابق قانون ہی مگر جج
کی رائے کے مطابق جو وہ بر بنائے واقعات قائم کرتا ہی ایک ہی شخص پر دونوں دفعات دفعہ ۳۲۶
اور دفعہ ۱۴۷ یا ۱۴۸ کا جرم قرار دینا اور حکم سزا صادر کرنا خلاف قانون ہے ۔ اسنے دلیل دی
تہی کہ یہ ضابطہ اختیار کرنا کہ دفعہ ۷۱ کی جسطرح کہ اسکی ملکہ بنام رام پرتاب (۱) کے مقدمہ میں کثرت
رائے اجلاس کامل سے بمقدمہ نیلموتی لوڈر بنام ملکہ (۲) تعبیر کیگئی ہے مخالف ہے ۔
مسٹر سٹارلنگ جو کہ منجانب گورنمنٹ حاضر ہوا اسنے ملکہ بنام ابشیشر (۳) اور فیراسٹ بنام
ملکہ (۴) بیان کئی اور نیز ملکہ بنام ساکہا رام لبہائی (۵) کا حوالہ دیا ۔ سماعت کے وقت عدالت نے
فیصلہ ذیل مقدمات کا حوالہ دیا :-
رگینا بنام ترکیا (۶) ملکہ بنام ڈنگر سنگہ (۷) ملکہ بنام رام سروپ (۸) بمقدمہ بمد درخواست کالی رائے
وغیرہ بنام ملکہ (۹) ۔

مقدمہ متدائرہ میں کل سزا عائد کردہ ہر ایک قیدی کو اُس تخمینہ سے کم ہے جو حسب دفعہ ۳۲۶ عائد
کیجا سکتی ہی ۔ اب ہمکو فیصلجات مذکورہ بالا پر غور کرنا ہی ۔ رام پرتاب کے مقدمہ میں مسٹر جسٹس صاحب تہا
سمجہا کہ اسصورت میں اس امر کی کوئی شہادت نہ تہی کہ قیدیان نے خصوصیت سے کسی شخص
کی نسبت ضرر شدید کا ارتکاب کیا اور وہ بیان کرتا ہی کہ بیفقط دفعہ ۱۴۹ کے احکام کی مدد لینے سے
ہو سکتا ہے کہ ملزم کو ان ضررہائے کا ذمہ وار قرار دیا جاوے جن کا ارتکاب دوسرے
ارکان مجمع خلاف قانون کی طرف سے جن میں کہ وہ شریک تہا کیا گیا ہے اور حکم سزائے ضرر حسب دفعہ
۳۲۵ کو جائز قرار دیا لیکن خیال کیا کہ قیدی اُس ضرر کا جو دوسرے کے ہاتہہ سے پونہچا

(۱) انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۱۲۱
(۲) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۴۴۲ ۔
(۳) انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۶۴۵ ۔
(۴) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۰۵ ۔
(۵) انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۴۹۳ ۔
(۶) انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۴۴ ۔
(۷) انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۲۹ ۔
(۸) انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۷۵۷ ۔
(۹) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۷۲۵ ۔

حسب دفعہ ۱۴۹ قانون کے مطابق سزایاب ہوا - کیونکہ قیدی اُسوقت مجمع خلاف قانون کا ممبر تھا لیکن چونکہ مجمع خلاف قانون کا ممبر ہونا تعریف بلوہ میں داخل ہے اسلئے اس نے قرار دیا کہ بلوہ بجود زیر دفعہ ۱۴۷ خلاف قانون ہے اگرچہ کل مجموعہ حکم سزا اُس تخمینہ سے نہیں بڑھتا جو دفعہ ۳۲۵ مقرر ہے -

مقدمہ ملکہ بنام ڈنگر سنگھ (۱) مسٹر جسٹس براڈہرسٹ نے ان آرا سے اتفاق نہیں کیا اور ظاہر کیا کہ وہ سابق فیصلہ جات [illegible] عدالتہا کے برخلاف ہوا - ان اختلاف [illegible] دفعہ [illegible] اور دفعہ ۳۲۵ مجموعہ تعزیرات ہند [illegible] دفعہ ۷۱ مجموعہ تعزیرات ہند کو مدنظر رکھکر نتائج [illegible] دفعہ [illegible] جرم بلوہ اور جرائم [illegible] جرائم کا بمقابلہ ایک مختلف شخص [illegible] قرار دیا گیا [illegible] دفعہ ۱۴۹ و ۳۲۳ و ۳۲۶ [illegible] اس لئے ظاہر کیا کہ لفظ [illegible] اور [illegible] [illegible] پیچ تلاش کرنی چاہیئے -

یہی رائے ہائیکورٹ نے مقدمہ ملکہ بنام ساکھارام بہادر (۲) اختیار کی ہے اور اسی کی اُسوقت سے لیکر آجتک برابر پیروی ہوتی رہی ہے اور اسی کو دوسرے ہائیکورٹوں (۳) نے بھی منظور کر لیا ہے - اس مقدمہ میں ججان اجلاس کنندہ میں سے بحیثیت ایک جج کے میں اپنی رائے ظاہر کرتا ہوں کہ اس سے براڈہرسٹ جج کی رائے کی تائید ہوئی ہے - اگرچہ یہ امر توجہ طلب ہے کہ مثال زیر بحث میں زیر دفعات ۱۴۷ و ۳۲۵ و ۱۴۹ تعزیرات ہند الگ الگ سزاؤں کی اجازت ہے

---

(۱) انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۲۹-

(۲) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۳۹۴-

(۳) انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد [illegible] صفحہ ۶۴ [illegible] انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد [illegible] صفحہ ۹۴ -

ملکہ معظمہ بنام بابا پنجا وغیرہ

دونوں ضابطوں یعنے ۱۸۷۲ء اور ۱۸۸۲ء میں ایک کی تو فقرہ اوّل دفعہ ۴۵۴ کی اور دوسرے کی دفعہ ۲۳۵ کی مثال ہو۔

مقدمہ ملکہ بنام رام سروپ (۱) جہانکہ الگ الگ سزاہائے جرائم زیر دفعات ۱۴۷ و ۳۲۵ مشتمل کرنیسے انمیں سے کسی دفعہ کے تخمینہ سزا سے نہ بڑہے راڈہرسٹ صاحب جج نے اپنی رای مبینہ مقدمہ مذکورۃ الصدر سے اختلاف کی ہے کثرت رائے بنچ نے (باجلاس تہیہرام صاحب چیف جسٹس ستریٹ و ٹرل صاحب جسٹسان) احکام سزا کو قایم رکہا اور اس مقدمہ کا مقدمہ رام پرتاب سے اسطرح امتیاز کیا کہ ضرب جسکا ارتکاب سزایافتہ قیدی سے اپنے ہاتہوں سے ہوا جرم بلوہ سے بوجہ پہلے ہی پورا اور مکمل ہو چکا تہا الگ تہا۔ واقعہ بلوہ اُس شہادت کا ایک ضروری حصہ نہ تہا جو انکی فوجداری ذمہ داری حسب دفعہ ۳۲۵ مجموعہ تعزیرات ہند کے ثابت کرنیکے لئے ضروری تہی۔ ملکہ بنام لیسٹر (۲) میں جسکو سر جے ایج صاحب چیف جسٹس اور براڈہرسٹ صاحب جسٹس نے فیصل کیا چیف جسٹس نے تمام مضمون متعلقہ پر بحث کی۔ یہ مقدمہ مقدمہ حال سے ملتا جلتا ہے اسمیں کل مجموعہ سزا ہائے زیر دفعہ ۱۴۷ و ۳۲۵ تخمینہ سزائے دفعہ ۳۲۵ کے درمیان تہا یہ بہی اُسکو جایز سمجہا گیا مگر اس فیصلہ سے یہ تصور ہوتا ہے کہ سٹریٹ صاحب جسٹس نے مقدمہ رام پرتاب۔ لفظ "سزا" مشار الیہ دفعہ ۷۱ کو لفظ حکم سزا کے برابر سمجہا ہے۔ دفعہ ۳۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی طرف اشارہ کرکے وہ یوں بظاہر فرماتا ہے کہ "ایک ملزم شخص کو دو جرایم کا مجرم قرار دینا اور انکی نسبت متفرقات ادا دینا یہ ہوگا بلکہ وہ جائز طور سے قانوناً فقط ایک ہی سزا پا سکتا ہے" وہ بیان کرتا ہے کہ مقدمہ رچنا بنام ٹکایا (۳) کو اس مقدمہ سے خاص تعلق ہے نیز اگر دفعہ ۷۱ مجموعہ تعزیرات ہند متعلق ہو تو کل مجموعی سزا چونکہ وہ ضرر جائز کے اندر ہے اسلئے جائز ہے جیسا کہ بصورت مقدمہ حال مسٹر شارلنگ نے زور سے بیان کیا ہے لیکن سر جان ایج صاحب یہ قرار دیتا ہے کہ ہماری رائے میں دفعہ ۱۴۹ کوئی جرم پیدا نہیں کرتی بلکہ دفعہ ۳۴ کی مانند محض اصول کامن لاے انگلستان کی ہدایت کنندہ یعنی

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۷۵۔

(۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۶۴۵۔

(۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۱۴۔

سرکار نامدار
ملکہ معظمہ
بنام
بابا پنجا
وغیرہ

حکمی ہو اسکا اصول اصول دفعہ ۳۹۶ سے جو کہ متعلق جرم قتل عمد سے ڈکیتی کرنیکے ہے اور جس سے کہ ایک خاص اور علیحدہ جرم ظاہر ہوتا ہے بالکل مختلف ہے ملاحظہ ہو دفعہ ۱۱۴ معہ اُن دلائل کے جنکو اس اصول پر بلوڈن صاحب کی رپورٹ صفحہ ۷۹ میں ذکر کیا گیا ہے۔ میری رائے کا اسطرف مائل ہونا خصوصاً مسٹر ایچ کی رائے کی پیروی سے ہے۔ دفعہ ۱۴۹ لارڈ ہالٹ صاحب کے فیصلہ مقدمہ بیومر کا نتیجہ ہے جسکی کے لانگ میں رپورٹ اور فاسٹرس کرون لا صفحہ ۳۵۳ میں بحث کیگئی ہے۔ نیز مسٹر جسٹس فاسٹر صاحب کے چارج کا جو کہ بمقدمہ تجویز ولیم جیکس نمبری ۱۸ ہو ویل سٹیٹ ٹرائیلس صفحہ ۱۰۶۹ میں ظاہر کیا گیا۔ میری رائے میں اگر ہم سر جان ایج اور براڈ ہرسٹ لی آرائے قانونی کی پیروی کریں تو ہمکو یہ قرار دینا چاہیئے کہ لفظ ظاہر کنندہ سزا مبینہ دفعہ ۷۱ ہدایات محض احکام سزا کی برابر نہیں اور کہ دفعہ ۷۱ متعلق نہیں۔ اور اگر وہ متعلق ہی ہو اور سزا عائد شدہ تخمینہ سے بالکل کم ہو تو وہ قانون کے مطابق ہے۔ میں کوئی مقدمہ منفصلہ عدالت ہذا جسکی رپورٹ کیگئی ہو نہیں پاتا سوائے ایک مقدمہ فوجداری اپیل نمبر ۲۱۷ سنہ ۱۸۸۹ع (۱) کے جس میں کہ سکاٹ اور کینڈی ججان نے مقدمہ رام پرتاب کی پیروی کی اور حکم سزائے بلوہ کو منسوخ فرمایا اگرچہ سزا مجموعی اُس حد جائز کے درمیان نہیں جو ضرر کے لئے مقرر ہے کسی مد راس کے مقدمہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔

اب کلکتہ کے فیصلجات پر غور کرنا باقی رہتا ہے۔ بمقدمہ لوکناتھ سرکار (۲) ٹوٹنہام اور گھوس صاحبان جسٹس نے قرار دیا کہ دفعہ ۷۱ اطلاق پذیر نہیں۔ اسصورت میں بانٹنے بلوہ کئی ضرروں کا ارتکاب ہوا تھا جنکے باعث جرائم زیر دفعہ ۱۴۸- اور دفعہ ۳۲۴ جبکہ اس دفعہ کو دفعہ ۱۴۹ کے ساتھ ملاکر پڑہیں اور دفعہ ۳۲۴- ایسے ضرر کیلئے جسکا کسی خاص قیدی نے ارتکاب کیا ہو لگائی گئی۔ اپیلانٹان کی سزا کا کل مجموعہ حدود مبینہ دفعہ ۳۲۴- اور ۱۴۸ سے بڑھکر تھا علیحدہ علیحدہ احکام سزا کے بہ پیروی مقدمہ ملکہ بنام ڈنگر سنگ قایم رکہی گئی۔ صفحہ ۳۵۳ میں فاضل ججان فرماتی ہیں ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ حال دفعہ ۷۱ کی منشاء میں نہیں آتا۔ وہ جرائم جنکے قیدیان مجرم قرار پائے ہیں یہ الگ الگ ہیں (۱) مہلک اسلحہ سے مسلحہ ہوکر بلوہ کرنا (۲) خوفناک اوزاروں سے کملا کشٹ کو عمداً ضرر پوہنچانا (۳) ویسے ہی جرم کا بمقابلہ جودہر کے ارتکاب کرنا۔ چند افعال جنکی تائید سے قیدیان پر الزام

(۱) فیصلجات فوجداری نمبر ۶۳ مورخہ ۱۱ نومبر سنہ ۱۸۸۹ع کی کال صفحہ ۱۵۴ رنچولال کریمبل رونتک۔

(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۹۔

ملکہ معظمہ بنام بانا پنجا وغیرہ

لگایا گیا مگر کسی قانون کی روسے جسکے واقف ہوں کوئی اور جرم نہیں بناتے نہ وہ کسی اور شرائط دفعہ ۱۷ کو پورا کرتے ہیں جو ملزم کو ایک سے زیادہ سزاؤں سے بچائے یا اسیر حکم سزا صادر شدہ کی سختی کو کم کرے۔ اگر یہ قرار دیا جائے کہ ضرر پہونچانا ایسا دباؤ یا جبر تھا جو کہ فقط مقدمہ حال میں بلوہ کا جرم پیدا کرسکتا ہے۔ پر ہم یہ قیاس کرنے پر آمادہ ہونگے کہ قیدیان دونوں ضرر پہونچانے اور بلوہ کرنیکے لئے سزایاب نہیں ہوسکتے لیکن واقعات مقدمہ سے ایسی تجویز کی تائید نہیں ہوتی کیونکہ بلوہ کا ارتکاب ہوچکا تھا بیشتر اسکے کہ ضرر دونوں زخمی اشخاص کو پہونچائے گئے۔ ہمکو یاد ہے کہ وہ منشای قانون جو ہم نے اخذ کیا ہے ہائیکورٹ الہ آباد نے ایک نئے مقدمہ ملکہ بنام ڈنگر سنگہ میں اختیار کیا ہے۔ بمقدمہ نیل موہنی پوڈر بنام ملکہ (۱) اپیلانٹان کو زیر دفعہ ۱۴۸ تین سال قید اور زیر دفعہ ۳۲۴ و ۱۴۸ - ایک سال قید کا حکم دیا گیا تھا اور کل مجموعہ سزا اسطرح سے ہر ایک دفعہ کی حد سزا سے بڑہکر تھا۔ ملزمان نے اپنے ہاتھوں سے کوئی ضرر نہیں پہونچایا تھا کثرت رای اجلاس کامل بیتھرم صاحب چیف جسٹس ہتر پرنسپ و ولیس صاحبان جسٹسان نے پیروی مقدمہ ام پرتاب قرار دیا کہ ضمن ۱ دفعہ ۷۱ کا متعلق ہے اور حکم سزای قید ایک سال کو منسوخ فرمایا۔ وہ دفعہ ۱۴۹ کو اس جرم کا ضروری جزو سمجھتے ہیں جسکی سزا دفعہ ۳۲۴ و ۱۴۹ سے ملکر ظاہر ہوتی ہے۔ معلوم نہیں ہوتا کہ مقدمہ ملکہ بنام بشیشر عدالت کی غور میں لایا گیا ہو تو نہام صاحب جسٹس نے بغیر رفقا ہے اختلاف کیا اور قرار دیا کہ دفعہ ۱۴۹ اجرم زیر دفعہ ۳۲۴ کا کوئی قابل تقسیم حصہ نہیں بناتی اور نہ کسی خاص جرم کی تعیین کرتی ہے نہ اُسکو قابل سزا بناتی ہے۔ وہ صریحًا دفعہ ۱۴۹ کو محض اظہار کنندہ اصول قانون یا قانونی اصول بیان کرتا ہے۔

بمقدمہ موہر میر (۲) ایک قیدی کالی رام نام کو زیر دفعات ۱۴۷ و ۳۲۳ - اس سے زیادہ سزا دی گئی جسکو انمیں سے کوئی دفعہ ظاہر کرتی ہے۔ عدالت نے باجلاس ٹریویلین و بیورلی صاحبان جسٹسان ان جرائم کو نسبت مقدمہ رام سروپ قایم رکھا کیونکہ قیدیان نے بذات خود ضرر پہونچانیکا ارتکاب کیا تہا۔

(۱) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۴۴۲۔

(۲) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۷۲۵۔

۱۸۹۲ء
ملکہ معظمہ
بنام
بابا بنجا
وغیرہ

آخری مقدمہ نیراسٹ بنام ملکہ (۱) ہے جسکو بیورلی اور امیر علی صاحبان جسٹس نے فیصل کیا رپورٹ کچھہ بہت صاف نہیں ہے نہ آیا دفعہ ۴۹ کا کہیں ذکر ہوا ہے مگر جو کچھہ [illegible] اُس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ [illegible] ایک جرم ممکن ہے اگر اُس کی بذات خود ضرر سرزد ہوتا [illegible] متعلق نہیں ہو سکتی۔

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قیدیان پر زیر دفعہ ۱۴۸ و ۳۲۳ - [illegible] نہیں ہے کسی ایک جرم کیلئے بصورتیکہ اس کی بذات خود ضرر رکھا [illegible] قرار دیا کہ دفعہ ۷۱ اطلاق پذیر نہیں ہے اور کہ احکام سزا جائز نہیں [illegible] رام پرتاب کے مقدمہ کی پیروی کرتا ہے کہ بلوہ اور ضرر کے جرائم کی نسبت [illegible] سزا صادر ہو سکتے ہیں جبکہ اس شخص کی جسکی نسبت حکم سزا صادر کیا گیا ہے خود ضرر [illegible] اور اس امر کے قرار دینے میں مقدمہ لوک ناتھہ کی پیروی کرتا ہے کہ مجموعی تخمینہ جسکی آزرو دفعہ ۷۱ کے ہدایت ہے ضروری تخمینہ نہیں ہے۔

ان فیصلوں کا نتیجہ یہ معلوم ہوتا ہے سر جی ایچ صاحب چیف جسٹس براڈہرسٹ ٹاٹن ہم اور گہوش صاحبان جسٹس نے غور کیا کہ بلوہ ضرر الگ الگ جرائم ہیں اور یہ امر غیر ضروری ہے کہ آیا دفعہ ۱۴۹ کے بابت ان کے درمیان بحث ہوئی یا نہیں اور دفعہ ۷۱ کا نہ تو یہ منشا ہے کہ الگ الگ احکام سزا کو رد کرے نہ یہ کہ کوئی تخمینہ کل مجموعہ سزا کا عائد کرے بعد ازاں ڈنگر سنگا اور نشیسر اور لوک ناتھہ کے اُسکے شاہد ہیں۔

مسٹر جسٹس شیریٹ نے رام پرتاب کے مقدمہ میں الگ الگ احکام سزا کو مستوجب خلاف قانون قرار دیا جبکہ حکم سزا ضرر دفعہ ۱۴۹ پر منحصر تھا اگرچہ تخمینہ مقررہ دفعہ ۷۱ سے بھی تجاوز نہ کیا گیا تھا۔ کوئی اور مقدمہ جسکی رپورٹ ہوئی ہو اس درجہ تک نہیں پہنچتا ہے۔

سر سی پیتہرم صاحب چیف جسٹس سٹریٹ و ٹریل - مسٹر پرنسپ اور ولسن صاحبان جسٹس نے مقدمہ رام شرب [illegible] نہیں مقدمات پر محدود کر دیا ہے جنمیں دفعہ ۱۴۹ زیر بحث ہے اور انکی رائے تہی دفعہ ۷۱ اُس قیدی کو متعلق نہیں جس نے بذات خود بلوہ میں ضرر کا ارتکاب کیا مقدمہ رام شرب اور نیلمونی ملاحظہ طلب ہیں۔ ٹریولین بیورلی اور امیر علی صاحبان جسٹس دفعہ ۷۱ کو مصورتین ما متعلق ہونے میں اتفاق کرتے ہیں جہانکہ سزایاب کرنیوالے نے خود ضرر پہنچایا۔ دیکہو مقدمات سوہر میر و مقدمہ نیراسٹ۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۰۵۔

سنہ ۱۸۹۲ء

ملکہ معظمہ بنام بابا بنجا وغیرہ

لوکنا تہہ کے مقدمہ میں قانون کا منشاء اسطرح بیان کیا گیا ہے " اگر یہ معلوم ہو جاے کہ ضرر کا پونہچانا ایسا دباؤ یا جبر تہا جس نے مقدمہ حال میں بدہ کرایا یہہ ہمکو اس امر کے قرار دینے پر آمادہ ہونا چاہئے کہ قیدیان دونوں ضرر پونہچانے اور بلوہ کرنیکی نسبت سزا نہیں پا سکتے - لیکن واقعات سے اس تجویز کی تائید نہیں ہوتی کیونکہ بلوہ اُسوقت ختم ہو چکا تہا جبکہ ضرر ہر دو اشخاص زخمی پر پونہچایا گیا -

اس اصول کو موہر سر کے مقدمہ میں تسلیم نہیں کیا گیا - سر جان ایج صاحب اضافی صفحہ ۱۵۰ رپورٹ الہ آباد میں مقدمہ بشیشر ان وجوہات سے جو بصورت حال خودبخود واجب لحاظ معلوم ہوتی ہیں نا منظور کیا ہے - میں مقدمہ حال کے فیصلہ کرنیمیں اس اصول پر بحث کرنا ضروری نہیں خیال کرتا کیونکہ وہ کسی قیدی کیجانب سے بطور عذر پیش نہیں کیا گیا نہ اسپر کوئی حجت قائم ہوئی ہے - تاہم میں اسپر اتنا اور زیادہ کرتا ہوں کہ بہر اور دباؤ نہ لفظ ضرر ہبینہ تعزیرات ہند کی مراد ہیں نہ ویسی وسعت رکہتے ہیں اور ملزم کو دونوں جرایم بلوہ و ضرر کی معمولی سزا سے بریت ثابت کرنے کے واقعہ کا بار ثبوت یعنے ایسے واقعہ کا ثبوت جو مقدمہ کو دفعہ ۷۱ کی منشاء میں لائے بشرطیکہ دفعہ کا متعلق ہونا تسلیم کیا جائے حسب دفعہ ۱۰۵ قانون شہادت کے ملزم پر ٹہرتا ہے -

میری رائے اس امر کے قرار دینے پر مایل ہے کہ الفاظ سزا مندرجہ دفعہ ۷۱ تعزیرات ہند الگ الگ سزاؤں کی ممانعت کے برابر ہم معنے نہیں ہیں - اور کہ دفعہ ۷۱ نہ تو دونوں احکام سزا اوّل بعوض ضرر دوم بعوض بلوہ جاری کرنے سے روکتی ہے اور نہ اس امر کی ضرورت ظاہر کرتی ہے کہ کل مجموعہ سزا ایک جرم کی سزا کے تخمینہ سے بڑہ سکے - اور اگر اس لحاظ سے دیکہا جاوے تو کچہہ مضائقہ نہیں ہوگا خواہ قیدی نے اپنے ہاتہہ سے ضرر پونہچایا ہو کہ اصول دفعہ ۱۴۹ کے متعلق کرنیسے مجرم قرار دیا گیا ہو -

لیکن چونکہ فاضل ججان ہائیکورٹ کلکتہ اور الہ آباد نے اپنی آراے قانونی میں اختلاف کیا ہے اور سوالات نہایت وقعت رکہتے ہیں اور اکثر ایسے مقدمات میں جیسا کہ مقدمہ حال ہے واقع ہوتے ہیں ہمارے خیال میں مقدمہ کو مفصلہ ذیل امورات قانونی کے ساتہہ پیشتر اسکے کہ ہم اپیل کو منفصل کریں اجلاس کامل کے استصواب کے لئے سپرد کرنا چاہئے -

(۱) کیا جہانکہ قیدی بلوہ اور ضرر کا مجرم قرار پائے مگر جرم ضرر دفعہ ۱۴۹ تعزیرات ہند کی اطلاق پر منحصر ہو تو ایسی صورت میں دو سزاؤں کا صادر کرنا ایک تو بلوہ کیلئے اور دوسرے ضرر کیلئے خلاف قانون ہے ؟

(۲) کیا ایسی صورت میں دونوں احکام سزا جائز ہیں - اگر کل مجموعہ سزا اُس حد سے نہیں بڑہتا جس کو

سنہ ۱۸۹۲ء
ملکہ معظمہ بنام بانا پنجا وغیرہ

عدالت اُن جرایم میں ہر کسی کے لئے صادر کرسکتی ہے۔

(۳) کیا دونوں احکام سزا جائز ہیں اسصورت میں جبکہ قیدی کی جسکی نسبت حکم سزا صادر ہوا خود ضرر پہنچانا ثابت ہوگیا۔

(۴) کیا اسصورتمیں کل مجموعہ سزا جائز طور سے اس حد سزا سے بڑہ سکتا ہے جسکو عدالت کسی ایک ایسے کے لئے صادر کرسکتی ہے۔

ٹیلنگ صاحب جج :۔ میں اجلاس کامل سے مجوزہ استصواب کرنے میں اتفاق کرتا ہوں۔

فیصلہ اجلاس کامل (سرجنٹ صاحب چیف جسٹس پارسنز اور ٹیلنگ صاحبان جسٹس) سرجنٹ چیف جسٹس نے اسطرح صادر کیا :۔

ہماری رای میں پہلے اور تیسرے سوالات کا جواب بانبات ہے لیکن یہ امر اس سے بالکل مختلف ہے کہ آیا مقدمہ جسکا پہلے سوال سے قیاس پیدا ہوا دفعہ ۱۷ تعزیرات ہند کے زیر آتا ہے یا نہیں کیونکہ ہم مسٹر مین کی رای مندرجہ فقرہ ۴۴ تشریح تعزیرات ہند سے جو کہ اُسنے دفعہ ۷۱ تعزیرات ہند اور دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی متفقہ تاثیر پر ظاہر کی ہے اتفاق کرتے ہیں یعنی کہ تشخیص سزا کی ایسے مقدمات کا ... جو کہ دفعہ ۷۱ کے اندر آتی ہیں دفعہ ۷۱ سے پایا جاتا ہے۔ اور آخر کی دفعہ ۲۳۵ فقط ضابطہ ظاہر کرتی ہے اور اس عدالت نے پہلے ہی سے یہ قاعدہ جاری فرمایا ہے کہ بصورتیکہ ایک ہی مقدمہ میں دو علیحدہ علیحدہ جرایم کے الگ الگ الزامات عائد ہوں تو صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہر ایک جرم (۱) کیلئے الگ سزا صادر کیجاوے اور دوسرے اور چوتھے سوال کا جواب اُن معانی پر منحصر ہے جو دفعہ ۷۱ تعزیرات ہند کے کئے گئے ہیں۔

سوال دوم کا جواب فقط ہاں ہوسکتا ہے خواہ دفعہ ۷۱ تعزیرات ہند مقدمہ سے متعلق خیال کیجاوے جیسا کہ الہ آباد ہائیکورٹ نے بمقدمہ ملکہ بنام رام پرتاب (۲) اور کلکتہ ہائیکورٹ نے بمقدمہ نیلمنی پوڈر بنام ملکہ معظمہ (۳) قرار دیا خواہ غیر متعلق خیال کیجاوے جیسے سر جان ایج نے بمقدمہ ملکہ بنام ششیشر (۴) قرار دیا سوال چہارم کا جواب ہاں ہونا چاہئے۔ فیصلہ ملکہ بنام رام سیرپ (۵) سے ہمارا اتفاق ہے۔

(۱) کریمنل رولنگ نمبر ۱۷ مورخہ ۲۸ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء۔

(۲) انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۱۲۱۔

(۳) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۴۴۲۔

(۴) انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۶۴۵۔

(۵) انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۷۵۷۔

صیغہ اپیل دیوانی

سنہ ۱۸۹۲ء
۸- فروری

باجلاس — سر چارلس سرجنٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس و برڈوڈ صاحب جسٹس -

دمودرداس مانکلال وغیرہ ابتداءً مدعا علیہم نمبر ۱تا۴ بہیابان بنام آتمارام مانکلال وغیرہ ابتداءً مدعیان مدعا علیہم نمبر ۵و۶ - سپانڈنٹان

دہرمشاستر تقسیم مینیجر - ذمہ داری مینیجر بابت حسابات بروقت تقسیم مینیجر سے ممبران خاندان کی حساب لینے کا حق جو بروقت انتظام جائداد نابالغ تہے مینیجر بنیر گارڈین نابالغان - نوعیت حسابات جو مینیجر کو بروقت تقسیم پیش کرنی چاہئے خاندان کی بہت ان کے متعلقہ جائداد خاندان کی اعلیٰ ممبر کے نام منتقل ہوتی ہے والدہ کا حق نسبت حصہ جائداد بروقت تقسیم

مینیجر ہندو خاندان کا بروقت تقسیم اپنے حسابات بابت انتظام جائداد پیش کرنیسے انکار نہیں کرسکتا اور نہ اس امر کا ادعا کرسکتا ہے کہ دیگر ممبران خاندان جائداد زیر تقسیم کی نسبت اسکی خود رائی کو قبول کریں جو امر کہ وہ حسابات کیسے ہونے چاہئیں جسے اسکی حیثیت مینیجر حسابات کی ذمہ داری سے بریت ہو اور کہ دیگر ممبران خاندان اسکی نسبت کن کن قسم اعتراض کرسکتے ہیں مینیجر اور دیگر ارکان خاندان کے باہمی میل کی نوعیت جائداد اور حالات خاندان پر منحصر ہوگا اور اسکو خاص الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا -

جو ارکان خاندان باہمی انتظام جائداد کے نابالغ رہے ہوں انکی نسبت یہ نہیں قیاس کیا جاتا کہ وہ انتظام کی رضامند تہے اور جبکہ وہ بالغ ہو جاتے ہیں انکو مینیجر کے نقطہ انفعال کا خبر لفرض ہے بلکہ اسصورت میں بہی کہ انتظام میں سخت غفلت کیگئی ہے اور انکی حقوق کا نقص عائد ہوا ہو ذمہ دار قرار دینے کا اختیار ہوگا مگر بہرصورت بصورت نہونے ہدایت مختلف کے قیاس یہ ہوگا - کہ جائداد زیر تقسیم وہی ہے جو بروقت نالش موجود ہو -

ایک بہائی نے اپنے تین بہائیوں پر اپنے باپ کی جائداد کی جو جائداد منقولہ و غیر منقولہ کاروبار متعلقہ بینک پر مشتمل تہی تقسیم کی نالش کی نیز اسنے بحیثیت اعلیٰ ممبر خاندان کی خاندانی بت رابجسوا اور اسکی متعلقہ جائداد کا دعوی کیا پہلی تینوں مدعا علیہم کی مان رکانشی رر ماجہاجو مدعی کے متوفی بہائی کی بیوہ تہی اور نند کور اسکی چچی جو اسکے باپ کے بہائی کی بیوہ بہی فریق نالش مدعا علیہا بنائی گئیں - تینوں بہائی مدعا علیہم نمبر ۲و۳ نے بیان کہ انکا باپ مانکلال سنہ ۱۸۶۴ء میں فوت ہوا اور اسوقت وہ نابالغان تہے اور مدعی اسوقت سے برابر جائداد کا انتظام کرتا رہا ہے سنہ ۱۸۶۵ء میں اسنے سارٹیفکٹ ولایت انتظام جائداد حسب ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء حاصل کیا اور کہ مدعیان کا ایسا انتظام فریبانہ اور نامناسب تہا اور جو درحقیقت نابالغان کے حقوق کا تلف کرنیوالا اور نقصان پہونچانیوالا تہا اور انہوں نے دعوی کیا کہ وہ اپنے باپ کی وفات کی تاریخ سے بیکر باپ کی جائداد کی اور نیز تاریخ نالش سے اسکی پیداوار کی آمدنی اور منافع کے حسابات پانیکے مستحق ہیں انہوں نے اصرار کیا کہ چونکہ مدعی حسب ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء انکی جائداد کا مہتمم ہو چکا تہا اسلئے وہ بطور امین حسابات دینے کا ذمہ دار ہے - یہ ثابت کرنا اسکا فرض ہے کہ تمام بیعنامجات خرید کے اور دیگر معاملات جو اسکی معرفت عمل میں آئے - ضروری انکے فائدہ کے تہے عدالت ماتحت نے قرار دیا کہ چونکہ خاندان مشترکہ تہا اسلئے ایکٹ نابالغان متعلق نہیں ہوسکتا

اور یہ واقعہ کہ مدعی نے سارٹیفکٹ حاصل کرلیا تہا اُسکی ذمہ داری حساب دہی کو وسعت نہیں دیسکتا اور کہ بحوالہ اسناد منیجر ہندو خاندان گذشتہ معاملات کیلئے نہ حساب دہی کا اور نہ داصلات کا ذمہ دار ہوگا بجز بصورت تا ثر یا سخت بے ضابطگی کے اور خاندانی جائداد کی حالت جیسے کہ وہ بر وقت تقسیم جائداد موجود تہی تقسیم کی بنا ہونی تہی ۔

بر طبق اپیل ہائیکورٹ نے تجویز کیا کہ مدعا علیہم مدعی سے حساب لینیکے مستحق ہین اور مدعی کے اہتمام پر اعتراض کرنیکا انکو صریح اختیار تہا۔ نیز نسبت نوعیت حسابات جو مدعی کو گذشتہ معاملات کی نسبت حوالہ کرنے لازم تہی تجویز کیا گیا کہ بلحاظ حالات خاندان و نوعیت جائداد خاندانی مدعی اپنے باپ کی وفات سے لیکر کوٹہی کی کتابون کو پیش کرے جنمین تمام معاملات متعلقہ جائداد خاندانی و جائداد منقولہ و غیر منقولہ مندرج تہی جدا جدا کرچکاہے جیسے کہ کرنیکی امید تہی خواہ بحیثیت منیجر خاندان یا بحیثیت سارٹیفکٹ یافتہ نسبت حقوق مدعا علیہم واقعہ جائداد خاندانی کے

نیز تجویز کیا گیا کہ یہ حالات کہ مدعی نے نابالغان کی جائداد کے اہتمام کا سارٹیفکٹ حاصل کرکے اُنکے حقوق واقعہ چند ایک مکانات کو بدون منظوری عدالت فروخت کردیا مدعی کے برخلاف انکو مخالف دعوے کرنیکا حق نہیں عطا کرتے بجز اسکے کہ وہ ثابت کرین کہ انکی فروخت سے نقصان پہنچاہے اور زیورات کی نسبت جنکو باپ کی وفات سے پہلے خرید کیا۔ قرار دیا گیا کہ تمام فریقین کو آپس مین تقسیم کے وقت تقسیم کرلینی چاہیئے تہی ۔ اگرچہ کاشتکارون کے لگانون کی تخفیف کرنے اور نالشون مین مصالحت کرلینے سے معقول نقصان ظاہر کیا گیا مگر قرار دیا گیا کہ مدعا علیہم اس امر کو ثابت نہیں کرسکے کہ وہ نامناسب اور بلا ضرورت تہی اسلئے مدعی کو انکا ذمہ دار قرار دینے یا انکے تمام حساب مین شمار کرنیکے لئے کوئی شہادت نہ تہی ۔ تجارت کے نقصانات بہی صحیح طور سے کوٹہی کے نام کاروبار پر قرض عاید کرتے ہین ۔ اور مدعی بذات خود انکا ذمہ دار نہیں تہا ۔

نیز تجویز کیا گیا کہ مدعی کو حق نسبت راجیو (یعنی خاندانی بت) مع اُسکی جائداد متعلقہ کے باجازت ان ارکان خاندان کے جنکو پرستش کی اغراض کیلئے اُس تک رسائی ہو اور وہ مدعی سے پہنچا ہے ۔

اور یہہ بہی تجویز کیا گیا کہ کاشی جو اول تین مدعا علیہم کی ماں ہے اور مدعی کی سوتیلی ماں ہے ۲ بطیق تقسیم کے ۵ کی مستحق ہوگی ۔

یہ اپیل اول بنا راضی نیصلہ خان بہادر بی۔ اے۔ مودی صاحب سارڈینیٹ جج سورت ہے ۔

نالش واسطے تقسیم ۱۸۹۸ء مین دائر ہوئی ۔

[illegible] مانک لال کا بیٹا تہا جو جولائی ۱۸۷۶ء مین فوت ہوا مانک لال نے چہہ بیٹے چہوڑے یعنی مدعی اور جہاگن لال اور [illegible] کی رخصت کے بطن سے تہے اور مدعا علیہم ۲ و ۳ و ۴ (مدعا علیہ نمبر ۱ دوم و ۳)

دامودرداس
مانک لال
بنام
آتما رام
مانک لال

از بطن زوجہ ثانی (مدعا علیہا نمبر ۴) بوقت وفات مانک لال ہرسہ مدعا علیہم نمبر اول نابالغ تھے اور خاندان اسوقت مشترکہ رہتا تھا۔ دیا بھائی مئی ۱۸۶۸ء مین الگ ہوگیا اور ۱۸۷۲ء مین مرگیا اور جھنگا لال مئی ۱۸۸۱ء مین مرگیا اسکی بیوہ مانچھا نالش ہذا مین مدعا علیہا نمبر ۵ تھی۔

مدعی نے چہارم حصہ جائداد خاندان کا دعوے کیا جسمین جائداد منقولہ و غیر منقولہ و دیگر کارخانہ متعلقہ بنک جو گوبند رام گوسائن کے نام سے جاری تھا شامل تھے نیز اُسنے بحیثیت اعلے رکن خاندان جائداد متعلقہ خاندانی (راجسیوا) کا دعوے کیا۔

مدعا علیہم نے تقسیم کی نسبت توکچھ عذر نہ کیا مگر بیان کیا کہ ۱۸۶۴ء مین انکے باپ کی وفات کے بعد مدعی اور جھنگن لال و دیا بھائی نے جائداد خاندانی کا قبضہ حاصل کیا اور جائداد مذکور انکے زیر اہتمام رہی اور نیز انہون نے عذر کیا کہ تاوقتیکہ مانک لال کی وفات پر کل جائداد اور دیگر کاروبار و منافع کا حساب اسوقت سے تا تاریخ نالش نہ حوالہ کیا جائے کوئی تقسیم نہین ہوسکتی مزید بران انہون نے یہ الزام لگایا کہ مدعی جسنے سارٹیفکٹ دلایت اور انتظام جائداد ۱۷ مارچ ۱۸۶۵ء کو حاصل کیا قصور وار تلف کرنے جائداد اور انتظام فریبانہ و نامناسب کا ہوا ہے جسکی تفصیل انہون نے اپنے تحریری بیانات مین بیان کی۔

سبارڈنیٹ جج نے ۲۴ امور تنقیح طلب قرار دیئے منجملہ دیگر امورات کے اسنے یہ بھی تجویز کیا کہ مدعی سے انتظام جائداد مین کوئی قصور فریب یا غفلت کا ارتکاب نہین ہوا اور گذشتہ معاملات کا حساب دینا اسپر فرض نہین۔ اور کہ جائداد مدعی اور مدعا علیہم کے درمیان چار برابر حصون مین تقسیم کرلینے چاہیئے نیز اُسنے اُس طریقہ کی صراحت کی جسمین حساب لینا چاہیئے۔ اور اُسنے ہرسہ بیوگان کرشنا الیاس کالنتی۔ مانچھا و نندکور مین سے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ مبلغ ۱۰۰ روپیہ گذارہ مقرر کیا اور نیز تجویز کیا کہ مدعی (راجسیوا) اور اُس کی جائداد متعلقہ کا مستحق ہے۔

مدعا علیہم نمبر ۱ (۲ اور ۳) نے بناراضی فیصلہ مذکور اپیل کیا۔

شانتارام نرائن گورنمنٹ پلیڈر بمعیت شیورام وتھل بھنڈارکار منجانب اپیلانٹان۔ چونکہ مدعی مہتمم کی حیثیت رکھتا ہے اسلئے اسکا فرض ہے کہ گذشتہ معاملات کا حساب دے۔

سنہ ۱۸۹۲ امور داس ناتک لال بنام انا رام مانک لال

کرزراؤ بنام گورراؤ (۱) ملاحظہ طلب۔

(سارجنٹ صاحب چیف جسٹس :- کیا تکو حسب ایکٹ نابالغان) اگر نالش نہین کی جا سکتی تھی

اگرچہ نالش ہذا حسب ایکٹ نابالغان نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۶۴ء کوئی نالش نہین ہے مگر تاہم چونکہ مدعی خاندانی کاروبار متعلقہ

سوداگری ودیگر جائداد منقولہ وغیر منقولہ کا مہتمم تہا اسلئے وہ ٹہیک ٹہیک حساب دینے کا ذمہ دار ہے

مدعی ایکٹ نابالغان کی روسے مہتمم مقرر ہوا تہا اسلئے وہ اس دلیل سے بہی وہ بطور امین حساب دینے کا

ذمہ دار ہے۔

وہ بدون مرضی عدالت جائداد کو منتقل نہین کرسکتا۔

چونکہ مدعی نے خود خاندانی کاروبار کا عملی انتظام اپنے ذمہ لے لیا اسلئے اُسنے خود اپنی آپ کو اہتمام کے صحیح صحیح حسابات کا ذمہ دار بنایا ہے دیکہو بیندرائے بنام پیری موہن (۲) جگ موہن داس بنام سر منگلداس نتہو بہائی (۳)

مزید بران ہم غور کرتے ہین کہ کرشنا الیاس کالنتی۔ علیہم نمبر ۱ و ۲ و ۳ کی ماں ایک علیحدہ حصہ کی مستحق ہے سبارڈنیٹ جج نے اُسکے دعوے کی نسبت غلطی کی ہے کیونکہ اُسنے تو ایک علیحدہ حصہ جائداد کا دعوے کیا تہا نہ فقط گذارہ کا دموودر بنام سیناپتی مس رین (۴) لیکشمی بنام سینا بہاما بائی (۵) نہ فقط ماں بلکہ سوتیلی ماں بہی حصہ پانیکی مستحق ہے دیکہو متاکشرا باب اول دفعہ ۷ فقرہ اول و برامت دوا صفحہ ۸ اسی رائے کے دیادہرامیو کہا باب ۴ دفعہ ۴ ۳ فقرہ ۱۸ و ۱۹ سے بہی تائید ہوتی ہے مفصلہ ذیل اسناد کا حوالہ دیا گیا۔ ڈائیجسٹ ویسٹ اور بوہلر صفحات ۳۶۰ و ۸۳ و ۴۴۰۔ سٹیل صاحب کی کتاب لاذ آف کاسٹس صفحات ۴۸ و ۴۹ و ۵۶ اپیل دوم نمبری ۲۶۴ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۱۲ جون سنہ ۱۸۹۰ء۔ بہابیسو پرشاد بنام رامیاد سنگہ (۶) پرسیر نارائن سنگہ بنام سہومان سہائے (۷) سُندر باسو بنام منوہر لال (۸) سمرن ٹہاکر بنام چندرمان مسر (۹) کشور موہن گہوس بنام منی موہن گہوس (۱۰) لیکشمن رامچندر بنام ستیابہاما بائی (۵) بلاسو بنام دینانا تہہ (۱۱)۔

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۵۸۹ — (۶) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۹ (۷) انڈین لا رپورٹ
(۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۳۴۷ — کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۸۴۵ (۸) انڈین لا رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۶
(۳) انڈین لا رپورٹ جلد ۱۰ بمبئی صفحہ ۵۲۸ — (۹) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱۷ —
(۴) " " کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۵۳۷ — (۱۰) " " " " " ۱۶۵ —
(۵) " " بمبئی جلد ۲ صفحہ ۴۹۴ — (۱۱) " " الہ آباد " ۳ " ۸۸ —

صفحہ ۸ میں لفظ ماں میں سوتیلی ماں بھی داخل ہے

سنہ ۱۸۹۲ع

دامودرداس مانک لال بنام آتمارام مانک لال

راجبیوا اناندانی بٹ کی مدعی کے حین حیات تک رکہنے کی نسبت ہماراکوئی عذر نہین لیکن اُسکو منتقل کرنیکا اختیار نہ ہوگا۔ اسکو اسکے حصہ جائداد خاندانی سے الگ کہنا چاہئے۔

راؤ صاحب واسدیو جگنناتہ کرتکار منجانب سپانڈنٹ نمبر ا مدعی آتمرام مانک لال م:- چونکہ خاندان غیر منقسم تہا اور ہمنے جائداد کا معاملہ بحیثیت مینیجر خاندان کیا اسلئے حساب ات کی نسبت دعوٰی نہین ہوسکتا ہمارا طریق عمل نہ بانہ تہا ہمنے جائداد کا کچہہ بُرا اہتمام کیا۔ اپیلانٹ جائداد کی جیسے کہ بروقت تقسیم موجود ہے تقسیم کے مستحق ہین اور وہ حسابات کے لئے ادعا نہین کرسکتے کو زراؤ بنام کو رراؤ (ا) ملاحظہ طلب۔ یہ واقعہ استنکہ بروے ایکٹ نابالغان نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۶۴ع سارٹیفکٹ اہتمام حاصل کیا ہمارے ذمہ داری حسابات بحیثیت مینیجر ہونے کو وسعت نہین دیسکتا بمبئی پریزیڈنسی نے ماں کا اپنے بیٹوں سے تقسیم کرانیکا حق غیر مسلم سمجہا ہے کوئی ایسا فیصلہ دیکہنے مین نہین آیا جس سے اُسکو کسی حصہ کا حقدار قرار دیا گیا وہ فقط گذارہ کی مستحق ہے۔ گو سب جج الجی ٹمکسٹ اسکو ایک حصہ کا مستحق قرار دیا گیا ہے مگر اسکا حق متروک ہو چکا ہے اور بمبئی مین ماں کسی حصہ کا دعوے نہین کرسکتی دیکہو کتاب مانڈلیک دیاوا میوکہا کی طبع دریکلولر اگر ماں کا حق بابت حصہ تقسیم تسلیم کیا جائے تو سوتیلی ماں کا تو بالکل کچہہ حق نہین ہوسکتا ہاں سنہ ۱۸۴۰ع سے لیکر ماں گذارہ فقط زعم فیما بین پسران برائے تقسیم مستحق تجویز ہوگی ہے من جہا بنام برج لوکن (۲) لفظ ماں مین سوتیلی ماں داخل نہین پائی دیانا تہہ بنام ناتہا گوندلال (۳) سوتیلی ماں کے گذارہ کی نسبت کوئی اعتراض نہین ہوسکتا لیکن گذارہ کا بار اس جائداد پر عائد ہوگا جو اُسکی اولاد حقیقی کو نہ کہ سوتیلی اولاد کو ملے۔ کدارناتہہ بنام ہمن گنی داسی (۴) نتیجہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر فرض ہی کیا جائے کہ ماں ایک حصہ کی مستحق ہے تو وہ اولاد حقیقی کے ساتہہ حصہ لے گی نہ کہ سوتیلی کے ساتہہ۔ چونکہ مدعی خاندان کا لےپالک ممبر ہے۔ وہ راج سیرا کا مستحق ہے۔ وہ اپنے دعوے نسبت جائداد متعلقہ راجبیوا کو چہوڑتا ہے۔

ڈہونڈو مرد یار ترگیری منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۲ (بائی نندکور)

---

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۵۸۹ مرصفحہ ۵۹۵ -

(۲) مقدمات منفصلہ صدر دیوانی عدالت بمبئی سنہ ۱۸۱۲ع لغایت ۱۸۴۰ صفحہ ۱

(۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۲۷۹

(۴) " " کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۶

دامودرداس مانک لال بنام آتمارام مانک لال

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس :- ایک شخص مسمی مانک لال گوندرام سنہ ۱۹۲۰ ف مطابق ۲۳ جولائی سنہ ۱۸۶۴ء مین تین بیٹے مدعی وجہنگا لال اور دیا بہائی اول زوجہ کے بطن سے اور دیگر تین بیٹے دامودرداس ودرسکانداس اور پرشوتم داس جو اول تین مدعا علیہم ہین اسکی دفات پر نابالغ تہے اسکی زوجہ دوم مدعا علیہا نمبر ۴ کے بطن سے چہوڑ کر فوت ہوا تمام خاندان بروقت وفات شامل رہتا تہا اور دیا بہائی کی علیحدگی تک جو ۵ مئی سنہ ۱۸۶۱ء کو واقع ہوئی ایسا ہی رہا دیا بہائی سنہ ۱۸۷۲ء دسمت ۱۹۱۸ مین جگن لال سمت ۱۹۳۸ ۱۸ مئی سنہ ۱۸۸۲ء مین فوت ہوئے دمودرداس مدعا علیہ اول نے بہی عمر بلوغ حاصل کرنیکے بعد ۱۸ ستمبر سنہ ۱۸۶۹ء کو ایک فارغ خطی لکہدی اور جدا ہو گیا۔

مگر ۹ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ء کو اسنے ایک نالش بنا بر تنسیخ اس فارغخطی کے گذرانی مگر عدالت مرافعہ اولی سے خارج ہوئی۔

بر طبق اپیل ہائیکورٹ نے ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۷۸ء کو اسکو منظور کیا اور تجویز کیا کہ دامودرداس و مدعا علیہم نالش مذکور ہندو خاندان مشترکہ کے ارکان تہے۔

مدعی نے سنہ ۱۸۸۶ء مین نالش ہذا بغرض رائر کی کہ خاندانی جائداد کو تقسیم کیا جاوے اور مدعا علیہا نمبر ۴ و ۵ بیوگان مانک لال وجہگن لال کی گذارہ کی نسبت احکام مقرر ہو کر انکو اپنے حصہ پر قبضہ دلایا جاوے۔ مدعا علیہم نمبر ۱ و ۲ و ۳ نے اپنے تحریری بیانات کے ذریعہ بیان کیا انکی باپ کی وفات پر مدعی وکس دیگر جہگن لال و دیا بہائی کے جائداد خاندانی کا جسمین جائداد منقولہ و غیر منقولہ اور دیگر کارخانہ متعلقہ بینک جو گوندرام کے نام سے جاری تہا شامل تہے قابض و مہتمم رہتا اور اقرار کیا کہ جب تک خاندانی جائداد کا جو باپ کی وفات کے بعد باقی رہی اور اسکی پیداوار یا آمدنی جو بذریعہ خرید یا حصول سالانجات یا منافع کا جو اس کاروبار کے ذریعہ باپ کی وفات سے لیکر تا تاریخ نالش حاصل ہوئی حساب دیا جاوے تقسیم نہین ہو سکتی نیز یہ دعوے کیا کہ مدعی جسنے ۱۷ مارچ سنہ ۱۸۶۵ء کو اہتمام و حفاظت جائداد حاصل کیا اپنے اختیارات سے تجاوز کرکے ایسے افعال کا مرتکب ہوا جسے نابالغان کے حقوق کو ضرر پہنچا بلکہ انکی بلوغت کے بعد بہی انہون نے ایسے افعال کا ارتکاب کیا جو بوجہ فریب دہی اور بہ نیت ضرر کئے گئے اور جنکی نوعیت انکی تحریری بیانات سے صاف صاف تفصیل وار ظاہر ہوتی ہے بعد ازان مذکور بیوہ پرانجی وندرداس چچا فریقین بتاریخ ۱۲ اپریل سنہ ۱۸۸۹ء بطور مدعا علیہ نمبر ۶ [illegible] گئے۔

دامودرداس
مانک لال
بنام
آتمارام
مانک لال

عدالت ماتحت نے ۱۴ امور تنقیح طلب ترتیب دیئے منجملہ جنکے امور نمبر ۱۹ و ۳ و ۴ مدعی کی ذمہ داری حساب دہی بحیثیت مہتمم کارندہ جائداد خاندانی اور اسکی نوعیت اور وسعت کو شامل رکہتی تہی -

مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ و ۴ نے عذر کیا کہ چونکہ مدعی بسبب ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۶۴ع مہتمم جائداد تہا اسلئے وہ انکو بحیثیت امین حساب دینے کا ذمہ دار تہا اور اس امر کا جتلانا اسکا فرض تہا کہ تمام بیعنامجات وخریدی و دیگر معاملات ضروری العمل اور انکے فائدہ کیلئے تہے عدالت ماتحت نے بہ سند مقدمہ شیوجی بنام ڈیٹو (۱) قرار دیا کہ چونکہ خاندان مشترکہ تہا اور نابالغان سے ایکٹ نابالغان سارٹیفکٹ اہتمام حاصل کرنا اسکی ذمہ داری حساب دہی بحیثیت منیجر خاندان کو توسیع نہین دیسکتا - اس امر کی نسبت کہ وہ کس کا ذمہ وار ہے - بروئے اسناد قرار دیا گیا کہ وہ گذشتہ معاملات کیلئے حساب دینے کا ذمہ دار نہین ہو سکتا بجز اسکے کہ فریب یا نہایت فضول خرچی کا مرتکب ہو - اور نہ حساب و اصلات کا ذمہ دار ہے صرف حالت جائداد خاندانی جو بروقت تقسیم جائداد موجود تہے بنا ر تقسیم ہونی چاہئے -

اور منیجر کو حساب اس جائداد کا جیسے کہ وہ بوقت تقسیم موجود ہے دینا ہوگا اور بجز اس صورت کے کہ دوسرے ارکان خاندان کم سے کم چند ایک مثالون سے یا کسی اور طرح سے اس امر کو ثابت کرین کہ فریب کا سخت بدچلنی یا فضول خرچی کا ارتکاب ہوا ہے یا مختلف ارکان خاندان کے اخراجات مین بے اعتدالی ہوئی ہے گذشتہ معاملات کو ملحوظ نہین رکہا جاسکتا - عدالت ماتحت نے قرار دیا کہ مدعا علیہم فریب یا تصرف بیجا یا فضول خرچی کو ثابت نہین کر سکے اسلئے مدعی پر فرض نہین کہ وہ گذشتہ معاملات کی تفصیل یا حسابات و اصلات پیش کرے لیکن جہانتک ہو سکے اسکو لازم ہے کہ خود حسابات معاملات طیار کرے بلکہ اگر ممکن ہو تو باپ کی وفات سنہ ۱۸۶۴ع سے حسابات دے جس کی نسبت عدالت ماتحت نے قرار دیا ہے کہ وہ تمام کتب حسابات اور روزنامچہ ہائے وہی جات اور اسماء و دستخط اور سندس کو سمت ۱۹۲۰ ف سنہ ۱۸۶۴ع سے سمت ۱۹۴۲ - (سنہ ۱۸۸۶ع) تک پیش کرنے سے اپنے فرض کی خاطر خواہ تعمیل کر چکا ہے - اس حساب کے جواب مین مدعا علیہم نے ۱۴ بیانات مع نمونہ ہائے ن (۱) لغایت جے - لے - جو کہ انہین کتب حساب پر مبنی تہے پیش کئے جنکو سبارڈینیٹ جج نے باعتراضات مختلف جنکی تفصیل تحریری بیان کے فقرہ ۱۹ مین مندرج تہی مقبول فرمایا -

۱۸۹۲

دامودرداس
مانک لال
بنام
آنند رام
۔ لال

غیر منقسمہ خاندان کی خاص وضع کے لحاظ سے منیجر کی حیثیت بمقابلہ دیگر ممبران کی صحیح صحیح مقرر کرنی مشکل ہے اسلئے اُسکی ذمہ داری کی وسعت اور نوعیت کی نسبت بہت سی اختلاف آرائے آئی ہین بمقدمہ بیجی منی بنام کالشی ناتھ (۱) مارکبی صاحب جسٹس نے صاف صاف یہ اصول بیان کیا کہ ایک ہندو خاندان جو خاندانی جائداد کا بھاری انتظام اپنے ذمہ لیتا ہے۔ اہتمام لینے کی وجہ سے باقی ممبرون کو حساب دینے کا ذمہ دار نہین ٹھہرایا جا سکتا مگر کلکتہ ہائیکورٹ کے اجلاس کامل نے جسمین متر صاحب بھی شامل تھے مارکبی صاحب جسٹس کی رائے دربارہ منصب منیجر کو قبول کرنے سے انکار کیا اور اقرار دیا کہ منیجر بموجب ایکوٹی اور نیک نیتی سے اپنے اہتمام کا جوابدہ ہے اور اگر وہ ایسے حسابات نہ دے تو نالش ہو سکتی ہے۔ مگر اس فیصلہ سے پھر بھی یہ سوال فیصلہ طلب باقی رہا کہ ایسے منیجر کی حساب دہی کی ذمہ داری کی نوعیت کیسی ہے جسکی بابت متر صاحب جسٹس نے کہا ہے کہ اُسکی حیثیت منیجر معمولی شراکت سے مختلف ہے، بمبئی مین ویسٹ صاحب جسٹس اس امر کو بیان کرنیکے بعد کہ بعدم موجودگی کسی فریب یا سخت بد چلنی کے ایسے حساب کی غرض محض جائداد کی قیمت اور نوعیت کا فیصلہ کرنا ہے۔ بمقدمہ سکھ شام بنام ودال راؤ (۲) بیان کرتا ہے کہ "منیجر اسقسم کا امین نہین ہوتا (جیسا کہ بصورت معمولی امین کے ہوتا ہے) کہ اُسکے اخراجات اور ضروریات کا جنکو تمام سرمایہ سے نکالا گیا ہو حساب لینا ضروری ہو نہ وہ کسی ایسے معمولی ممبر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اُس کی بدعملی کا چارہ یہ ہے کہ اُسے انتقال اور تقسیم کرالیجائے جس صورت مین کہ ایک عام حساب کیا جاتا ہے" اس موقع پر ویسٹ صاحب جسٹس نے منیجر کی ذمہ داری دربارہ نالش حسابات بیان کی ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک اُس سے یہ نہین مفہوم ہوتا کہ منیجر ممبران خاندان کے درمیان تقسیم جائداد ہونے کے وقت حساب دہی کی ذمہ داری سے بالکل بری ہوتا ہے بمقدمہ کنیر راؤ بنام گاراؤ (۳) میلویل صاحب جسٹس بطور ایک معمولی اصول کے بیان کرتا ہے کہ ایک ہندو شریک جو دعویدار حصہ تقسیم ہے حساب پانیکا دعوے نہین کر سکتا

(۱) بنگال لارپورٹ (اورینٹل کیس جنرل) صفحہ اول ۔ جلد ۲۔
(۲) صدر عدالت دیوانی مقدمہ نمبر ۱۴۸ بابت ۱۸۷۱ء مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۸۷۱ء
(۳) انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۵۸۹ ۔

سنہ ۱۸۹۳ء

دمودرداس
مانک لال
بنام
آتمارام
مانک لال

لیکن جج [illegible] اس موقع پر اُس تقسیم کا ذکر کرتا ہے جو مابین اُن ارکان خاندان کے ہے جو مختلف حصص جائداد کے قابض ہوں اور اس لئے خیال کیا ہے کہ اسصورت میں وسعت جائداد مقبوضہ کسی ایک فریق میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو اسصورت کو معمولی اصول کے اطلاق سے خارج رکھے اور کہتا ہے کہ جبکہ ایک رکن خاندان کو جائداد کی احتفاظت سے مطلقاً خارج رکھا گیا ہو تو حساب کا حکم صادر کرنے کے لئے کافی وجوہ موجود ہو سکتی ہیں ہیں [illegible] صاحب جسٹس اُس رکن کی حالت پر غور نہیں کرتا جسکے ہاتھ میں خاندانی جائداد کا قطعی انتظام رہا ہو اسلئے ہماری رائے میں ہندو خاندان میں کوئی ایسا دستور نہیں جسکے روسے منیجر کا بروقت تقسیم انتظام کی نسبت خواہ کیسا ہو حسابات دینے سے انکار کرنا اور دوسرے ممبران سے اُس جائداد تقسیم ہونیوالی کی نسبت اپنی خود رائی کے مقبول کرانیکا ادعا کرنا جائز ہو۔ یہ امر کہ حساب کیسا دینا چاہئے جس سے کہ منیجر کی ذمہ داری حساب دینے کا ایفا ہو جائے اور دوسرے ممبران اُسکی نسبت کون کون سے اعتراض کر سکتے ہیں۔ ہماری قیاس میں منیجر اور دوسرے ممبران کے طریق عمل اور جائداد کی نوعیت اور خاندان کے حالات پر موقوف ہے اور اُسکو خاص الفاظ میں طے نہیں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ مگر یہ کہیں بھی پایا نہیں جاتا کہ وہ ارکان خاندان جو بزمانہ اہتمام جائداد نابالغ ہیں حسابات پانے کا دعوی نہیں کر سکتے۔ اور چونکہ اُنکی نسبت خیال نہیں ہو سکتا کہ وہ اس انتظام میں رضامندی ظاہر کر چکے ہیں اُنکی عمر بلوغت حاصل کرنے پر انکا استحقاق ہے کہ منیجر کو نہ فقط اُن افعال کا جو منیجر بہ فریب کرے ذمہ دار قرار دیں بلکہ جس صورت میں کہ اہتمام سخت غفلت سے ہوتا ہو اور اُن کے حقوق کو نقصان رساں ہو تو دلیسٹ صاحب جسٹس کی رائے کے مطابق قیاس یہ ہوگا کہ بصورت عدم موجودگی شہادت کے جائداد زیر تقسیم وہی سمجھی جائے جو بتاریخ تقسیم موجود ہو۔

صورت حال میں چونکہ مدعی نے اپنی مرضی سے اپیلانٹ کی جائداد کے سرٹیفکیٹ اہتمام کے لئے حسب ایکٹ نابالغان خود درخواست کی اور اُس کو حاصل کیا۔ تمام دلائل سے یہی قیاس پیدا ہوتا ہے کہ اُس کو بدانتظامی اور نقصان رسانی کے افعال کا جو برخلاف اُسکے ثابت ہوں ذمہ وار گردانا جائے۔

تاہم یہ کہا گیا ہے کہ چونکہ مدعا علیہم قصوروار غفلت کے ہیں جو اُسی وقت مدعی کے انتظام پر اعتراض نہیں کی گئی تھی اسلئے اب اُنکو دیسے کرنے کی اجازت نہیں مل سکتی لیکن مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ نے جبتک حسب دفعہ ۳۔ ایکٹ بلوغت (۹ سنہ ۱۸۷۵ع) ۲۱ برس کی عمر حاصل نہ کرلے جو

جیساکہ مسٹر واسدیو تسلیم کرتا ہے مدعی کی نالش حال کے دائر ہونیسے ایک سال یا تین سال سے زیادہ عرصہ پہلے حاصل ہوگی اور جبکے ہمراہ وہ رہتے رہے اور اسوقت تک برابر باہم سلوک سے رہے ایسی عمر نہ رکہتی ہتی اسلئے ہمکو بجواب امر تنقیح نمبر ۲۲ قایم کردہ سبارڈینیٹ جج باثبات یہ قرار دینا چاہئے کہ مدعا علیہم مدعی کے انتظام پر اعتراضات کرنیکے مجاز ہیں۔

بلحاظ نوعیت حساب کتاب جو مدعی کو گذشتہ معاملات کی نسبت پیش کرنا چاہئے۔ ہم سبارڈینیٹ جج سے اِس رائے سے اتفاق کرتے ہیں کہ بلحاظ حالات اُس خاندان کے اور نوعیت جائداد خاندان کے مدعی نے کتب کوٹہی بعد وفات مانک لال کے پیش کرنے میں جسمیں حساب جملہ معاملات مشترکہ جائداد کوٹہی اور کاروبار متعلقہ جائداد منقولہ و نیز غیر منقولہ کا مع متفرق کرایہ کے درج ہوتا تہا تمام جو کچہہ کہ اُس سے کرنے کی امید ہوسکتی ہتی کیا خواہ اُس نے بحیثیت مینجر خاندان کے کیا یا بحیثیت سرٹیفکیٹ یافتہ مہتمم حق مدعا علیہم واقعہ جائداد خاندان کے۔ بیشک مدعا علیہم شاکی ہیں کہ قبل وفات مانک لال کوئی کتاب پیش نہیں کیگئی ہتی۔ اور یہ اظہار کرتے ہیں کہ بلکہ کتب چہپا رکہی گئی تہیں لیکن یہ اعتراض (یہ قابل یادداشت ہے) اُسوقت جبکہ مدعی نے بروقت تجویز کے کتب پیش کیں نہیں کیا گیا تہا اور نہ اُسوقت جبکہ مدعا علیہم کو اُن کتب کی جانچ پرتال کا موقع ملا تہا اور اب اوّل مرتبہ بر طبق اپیل کیا گیا ہے۔ عدالت ماتحت میں مدعی کا اظہار نہیں لیا گیا تہا لیکن گماشتہ کوٹہی (گواہ نمبر ۶۰ ۴) بیان کرتا ہے کہ وہ کتب اُس آگ میں جل گئیں جو جلسہ میں لگی تہی۔ وہی حساب کتاب جو مدعا علیہ دمودر کے بیان بمقدمہ ہذا میں ظاہر ہوتا ہے نالش فارغخطی میں بہی دیا گیا تہا۔ اور ہماری دانست میں بوجہ عدم موجودگی شہادت تردیدی کے منظور ہونا چاہئے۔ چند پُرانی کتب کا فروخت ہونا جنکی بابت روزنامچہ جات (دستاویزات ۴۰۲ و ۴۱۰) میں ذکر ہے اور جو سنہ ۱۸۷۴ء میں فروخت ہوئیں واضح ہو جاتا بشرطیکہ گماشتہ سے اس امر کی بابت سوال کیا جاتا۔

اِس امر کی بابت کوئی نزاع نہیں ہے کہ مدعی اُتم رام اور جہانگا لال جدا جدا معاملات زر نقد کیا کرتے تھے اور دمودر نے یہ خیال کیا کہ وہ ایسا قبل وفات مانک لال کیا کرتے تھے مدعی کا مقدمہ یہ ہے کہ اُس کا اپنا جُداگانہ کاروبار اُس کی ذاتی آمدن اور اُس کی عورت کے روپیہ سے چلتا تہا۔

سنہ ۱۸۹۲ء

دمودرداس مانک لال بنام آتما رام مانک لال

چنانچہ اُس نے اُسی تاثیر کا بیان نالش فارغخطی نمبری ۲۲۵۱ بابت سنہ ۱۸۶۲ء میں ظاہر اسماء اُن اشخاص کے دیا جن کے ساتھہ وہ یہ معاملات کیا کرتا تہا اور مدعا علیہم کے سوالات کے جواب میں بمقدمہ ہذا اُس نے وہی جواب دیا۔ سب آرڈینیٹ جج نے نالش فارغخطی میں تجویز کیا کہ مدعی دمودر اس امر کے ثابت کرنے میں قاصر رہا ہے کہ خانگی معاملات اُتم رام اور چھانگا لال کے خاندانی روپیہ سے چلتے تھے۔ یہ نہائت ضروری ہے جیساکہ دمودر اُتم رام کے ساتھہ کئی سال بیشتر تقسیم واقع سنہ ۱۸۶۹ء جھگڑتا تہا اور گو کہ صرف اٹھارہ ۱۸ یا اُنیس ۱۹ اسوقت تک تہے ایسے ہونے چاہئیں تہے جنسے راستی سے تحقیق ہوسکتی۔ یہ بحث نہیں کیگئی کہ کتب کوٹھی جس میں اُتم رام اور چھانگا لال کا جداگانہ کہاتہ تہا مدعا علیہ کے مقدمہ کی کوئی تائید کرتے ہیں۔ مدعا علیہم کا یہ بیان ہونا معلوم ہوگا کہ اُتم رام اور چھانگا لال نے اُسوقت روپیہ لے لیا جبکہ مانک لال دو یا تین سال قبل از وفات خود مرض وجع المفاصل میں مبتلا تہا یا کہ اُنکی وفات کے بعد لیکن اس امر کی تائید میں کوئی شہادت موجود نہیں۔

نظر بجمیع حالات ہم سب آرڈینیٹ جج سے اس امر کے قرار دینے میں اتفاق کرتے ہیں کہ بلحاظ مدت مدید کے جو (اغلباً مانک لال کی وفات سے بیشتر شروع ہوتی ہے) باثنائے جس کے یہ جداگانہ معاملات کوٹھی کے معاملات کے ہم پہلو برابر جاری تہے یہ مدعا علیہم پر فرض تہا کہ شہادت اس امر کی دیتے کہ ان معاملات میں خاندانی سرمایہ صرف ہوتا رہا جیساکہ وہی بیان کرتے ہیں لیکن کوئی شہادت پیش نہیں کی۔ بدینوجہ سب آرڈینیٹ جج نے ہماری دانست میں اُس امر تنقیح پر جو بوجہ فقرہ ۱۹ تحریری جوابدعوے کے اُٹھایا گیا تہا اور امر تنقیح نمبر ۱۲ کا بقرار داد اس امر کے درست طور پر فیصل کیا کہ باقی زر نقد اور قرضجات متعلقہ کاروبار جو مدعی اپنے اور اپنے بہائی چھانگا لال کے نام سے کرتا تہا تقسیم میں شامل نہیں کئے جاسکتے اگر ایک رقم تعدادی اٹھارہ ۴۵۰۰ روپیہ کتب کوٹھی بابت سنہ ۱۹۳۴ میں مدعا علیہ دمودر کے نام قرض درج ہے جس کی بابت تجویز بمقدمہ فارغخطی میں قرار دیا گیا ہے کہ دمودر کو نہیں وصول دی گئی تہی پس مدعی کو اس رقم کی بابت حساب کرنا چاہئے لیکن بلا سود کے۔

قطع نظر ان الزامات بدانتظامی کے جو مدعا علیہ کے تحریری بیان کے فقرہ ۱۹ میں درج ہیں ہم خیال کرتے ہیں کہ سب آرڈینیٹ جج نے اول تین امور تنقیح کا درست فیصلہ کیا ہے۔ یہ امر کہ مدعی نے حقوق نابالغ کی بابت

ایک سرٹفکیٹ اہتمام حاصل کیا تہا اور نکے حقوق واقع مکانات کو بدون اجازت عدالت فروخت کردیا بلحاظ کسی آراے ایجنٹ نابالغان کے اور بلا اختیار کرنے آرائے مینہ عدالت بمقدمہ شوجی بنام دتو (۱) کے مدعا علیہم کو کوئی مخالف دعوی برخلاف مدعی کے بمقدمہ ہذا بلا ثبوت اس امر کے کہ انکو فروخت مذکور سے نقصان پوہنچا نہیں عطا کرتا۔ بمقدمہ ہذا یہ قیاس ہوسکتا ہے کہ جہنگا لال اور دیا بہائی مکانات اور دہ کانات کی فروخت میں رضامند ہے لیکن اس امر کے ثبوت کیلئے کوئی شہادت موجود نہیں کہ وہ بلالحاظ حقوق ممبران خاندان فروخت کئے گئے تہے یہی رائے نسبت خرید ہائے مکانات مابین سنہ ۱۹۰۱ و سنہ ۱۹۰۴ بعوض صرف مبلغ ۵۰۰۸۵ روپیہ کے اور نسبت اُس قطعہ اراضی کے جو سنہ ۱۹۰۳ میں بعوض مبلغ ۱۶۳۰۰ روپیہ خرید کیگئی تہی بعد ازاں اُسپر عمارت بنائی گئی متعلق ہوتی ہے ۔

رقم منہم متعلق خرید زیورات کے ہے ۔ یہ بیان کیا گیا تہا کہ بوقت وفات مانک لال زیورات موجود تہے اور یہ حجت کیگئی ہے کہ اس امر سے جسکو مدعی نے بغلطی فارغخطی تسلیم کیا ہے یہی نتیجہ نکل سکتا ہے یعنے کہ بروقت علیحدگی دمودر کے منجملہ اُسکے اور جہنگا لال اور دیا بہائی کے ہر ایک کے پاس زیورات مالیتی مبلغ ۳۰۰۰ روپیہ کے موجود تہے اور بعد وفات مانک لال زیورات کا اندراج کیا گیا تہا۔ مگر اس سے یہ امر ثابت ہوگا کہ پسران از بطن زوجہ اول کے پاس وہ زیورات تہے جو انکو بحیات اُنکے والد کے واسطے اُنکے پہننے کے دیئے گئے تہے اور قیاساً اُس سے بصورت عدم موجودگی شہادت برخلاف کے ایسے ہبہ جات کو معقول مقدار کے نہیں باپ جدی منقولہ جائداد سے جوز اُ انکو کرسکتا تہا۔ دیکھو متاکشرا باب اول دفعہ اول فقرہ ۲۷۔ فیصلہ بمقدمہ لکشمن بنام رامچندر (۲) جسکا مدعا علیہم نے حوالہ دیا ہے اس رائے کے برخلاف نہیں ہے خاندان مذکور ایک متمول تہا اور باپ عمدہ طرح سے اپنی بڑے بیٹے (مدعی) کو اور اپنی زوجگان کو زیورات مالیتی الف مبلغ ۱۳۰۰ روپیہ کے دیسکتا تہا۔ گو بفرض اس امر کے کہ ہبہ زیورات اسقدر مالیتی کا شہادت سے بخوبی منتج ہوسکتا ہے مگر جو مقدمہ حالات سے بعید ہے مگر نسبت اُن زیورات کے جو مانک لال کی وفات کے بعد خریدے گئے ہم خیال کرتے ہیں کہ بروقت تقسیم کل جائداد خاندان تمام فریق سے حساب میں شمار لائی جانی چاہئیں سیہ بیشک مدعا علیہ کیجانب سے بیان کیا گیا ہے کہ اس امر کا کوئی کافی ثبوت موجود نہ تہا کہ انکو وہ زیورات جنکی بابت حساب کتاب میں بیان ہے کہ انکو واسطے خریدے گئے تہے وصول ہوئے

سنہ ۱۹۰۶ع
دمودر داس
مانک لال
بنام
آتمارام
مانک لال

(۱) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۱ ۔ (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۵۶۱ ۔

سنہ ۱۸۹۲ء

دموسداس مانک لال بنام آتمارام مانک لال

کہ اس امر کا کوئی کافی ثبوت نہیں کہ اُنہوں نے یہ زیورات جو اُنکے لئے خریدے گئے تہے وصول کر لئے تہے۔ گماشتہ کا بیان ہے کہ وہ اُنکی ماں کے سپرد ہوئے تہے۔ کاشی کو کسی فریق نے نہیں طلب کیا۔ اور یہ قیاس کسیطرح نہیں پیدا ہو سکتا کہ نابالغان نے اُنکو وصول کیا۔

نظر بجمیع حالات ہماری رائے میں یہ نہایت اطمینان بخش ہوگا کہ اگر عدالت اس سوال کو کہ آیا مدعاعلیہم یا اُنمیں سے کسی نے اُن زیورات کو حاصل کر لیا ہے جنکا اُنکی حسابات یا فقنی میں ذکر ہوا ہے الگ طور پر فیصل کرتی۔ مدعی کو لازم تہا کہ وہ زیورات یا اُنکی قیمت جو فرد (ن ا) میں مالیتی ۴۸-۳۵- اور ۱۴ روپیہ الگ الگ بیان کیگئی ہے لیکن کسی خاص ممبر کے لئے نہیں درج کیگئی اور جسکا مدعی اطمینان بخش حساب نہیں دیسکتا تقسیم ہونیکے لئے موقع پر پیش کرتا۔

اگرچہ کاشتکاروں کی تخفیف لگان اور مصالحت نالشات سے خاندانی کوٹھی کو سنمت ۱۹۴۲ اور سنمت ۱۹۴۴ کے درمیان معقول رقم کا نقصان ہونا بیان کیا گیا ہے مگر مدعاعلیہم ثابت نہیں کر سکے کہ وہ بلا ضرورت اور غیر مناسب تہی اس حالت سے کہ دھنو در فریق نالشات نہ تہا کافی موقع اعتراض کا دیدیا تہا مگر وہ بذات خود بدون کسی شہادت مزید کے اس نتیجہ نکالنے کی کوئی وجہ نہیں ظاہر کرتے کہ مصالحت ہای مذکور بدون کافی سبب کے عمل میں آئیں یا کہ وہ خاندانی حقوق کے برخلاف تہیں عدالت ماتحت نے قرار دیا ہے کہ قرضداران کی تحقیقات کیلئے مدعی کا بیان اطمینان بخش ہے مگر راجارام کی تخفیف ابتک ہماری عدالت میں زیر بحث باقی ہے۔ راجارام نے مبلغ ۱۰۴۴ روپیہ کوٹھی سے قرض لئے انکی نسبت ۱۵۵ روپیہ ادا کرنے پر مصالحت قرار پائی۔ مدعاعلیہم کا بیان ہے کہ اُسی دن مبلغ ما صہ روپیہ راجارام کو دیئے گئے جو ۱۵۵ روپیہ میں داخل کئے گئے۔ اور مدعی نے راجارام کے قرضہ کا مصالحت نامہ ۱۵۰ روپیہ پر کیا جسکی منشا یہ تہی کہ ۵۰ روپیہ پیشگی راجارام کو اُسی دن ادا کئے گئے۔ مدعی بذریعہ اپنے وکیل کے بیان کرتا ہے کہ راجارام نے کوئی روپیہ ادا نہیں کیا بلکہ اُس نے اپنے قرضہ کو پستون جی بومن جی کے نام منتقل کرا دیا اور مدعی کو اُسوقت اپنا قرضہ ادا کیا جبکہ پہر اُسکی نسبت بسبیل مذکور مصالحت عمل میں آئی چنانچہ سماد ستخط سمنت ۱۹۴۵ کا لکہ ثبوت میں حوالہ دیا گیا۔ مسٹر شیو رام انکار نہیں کر سکتا

سنہ ۱۸۹۲ء

دمودرداس مانک لال بنام آتمارام مانک لال

کرسما دستخط سے ایسا ہی ظاہر ہوا ہے - اور بربنائے اُس شہادت کے جسکو مدعاعلیہم کسیطرح باطل نہیں کرسکے - ہماری رائے میں اظہار مذکورہ بالا منظور ہونا چاہئے - فقرہ - ۱۴ کی رقومات ۳۷۵ و ۴۰ ۷ و ۱۰۰۰ روپیہ میں سے (مندرجہ فردات ۲) جو جہگنالال کو قرض دی گئی تہیں پہلی رقم جیساکہ کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے خود جہگنالال نے لی اور بعد کی اُسکی دختر ہرکور کی شادی کے اخراجات میں قرض دی گئی تہی - ۴۰۰ روپیہ بابت ادائے اخراجات کے لکہے ہوئے ہیں جو جہگنالال کے بمبئی جانے میں خرچ ہوئے اور مبلغ ایکہزار روپیہ اُسکی موت پر اُسکی بیوہ لڑکی کو دیاگیا تہا اندراجات مذکورہ بالا ہماری رائے میں سب درست ہیں - جہگنالال جیسے کہ شہادت سے ظاہر ہوتا ہے خود خاندانی کاروبار میں شریک تہا اور اس نے خود انکو لکہا تہا - کوئی ایسی شہادت نہیں جس سے کہ مدعی کو انکا ذاتی ذمہ وار قرار دیا جائے یا ان رقومات کو عام حساب میں نہ شمار کیا جائے -

نقصانات تجارتی تعدادی مبلغ ۹۳۵ ۸ روپیہ ۱ ر ۳ پائی کی نسبت جنکا فردات میں بیان ہوا ہے مدعاعلیہم کا بیان ہے کہ ایسا کاروبار کوہٹی کے اصلی کاروبار میں شامل نہ تہا اسلئے مدعی انکا ذمہ وار ہے مگر فرد حساب سمت ۱۹۲۰ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مانک لال کے عین حیات میں شیر و غلہ وغیرہ کا بیوپار ہوتا تہا جس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ کوہٹی کے کاروبار میں شامل تہا - معاملات سوداگری کی نسبت خود مدعی کا بیان ہے کہ اُسوقت کتاب معاہدات موجود نہ تہی - کاروبار کی شرائط یا تو کوہٹی کی کتابوں سے یا اُن فریقوں کی کتابوں سے جن سے اُنہوں نے سودا کیا معلوم ہوسکتی تہی اور مدعی سے ان امور کی نسبت کوئی سوال نہیں کیاگیا کوئی ایسی صورت ظاہر نہیں ہوتی جس سے مدعی کی ذات تفرقات مذکور کی ذمہ وار قرار دیجائے اسلئے وہ مناسب طور سے عام حسابات کوہٹی میں ہی محسوب ہونگے -

اخراجات مقدمہ کی نسبت جس سے مدات ۱۷ و ۱۸ مندرجہ فقرہ - ۱۹ تحریری بیانات کے متعلق ہیں جبکہ اُنکو بیانات مدعاعلیہم سے ملاکر پڑہا جائے ہمارا اسسٹنٹ جج سے اس امر میں بالکل اتفاق نہیں کہ مدعی کے عائدکردہ اخراجات نالش فارغخطی جائداد پر بار سمجہے جائیں - ہائیکورٹ کے فیصلہ سے مدعی اور جہگنالال کی نسبت قرار دیاگیا ہے کہ اُنہوں نے دمودر کی نابالغی سے فائدہ اُٹہایا اور اُسکو اُسکے صحیح حصہ سے کمتر حصہ عطا کیا - اور دمودر کی فارغخطی کو منسوخ کیا گیا - اسلئے مدعی کے اخراجات کی کسی جزو کا بار خواہ صریحاً دمودر کے اخراجات ادا کرنے کی وجہ سے کہو صحیح طور پر مدعاعلیہم کے نقصان رسانی کے لیئے جائداد پر عائد نہیں کیا جاسکتا -

سنہ ۱۸۹۳ء

دمودرداس
مانک لال
بنام
آتمارام
مانک لال

اُن اخراجات کی نسبت جو مدعی نے قرضداروں اور کاشتکاروں پر نالشات میں صرف کئے یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ایسے مقدمات میں عائد شدہ ہیں جنہیں دمودر فریق نہ بنایا گیا تھا اسلئے انکا بار جائداد پر نہیں عائد ہوتا۔ مدعی کیطرف سے اس امر پر زور دیا جاتا ہے کہ وہ نیک نیتی سے خیال کرتا تھا کہ وہ بحیثیت مینجر اپنے نام سے نالش کر سکتا ہے اور اسلئے دمودر کو فریق نالش کرنا ضروری نہ تھا گوکہ یہ امر اسوقت نہیں ہوسکتا جبکہ دمودر اُسکو اپنے قائمقام ماننے پر اعتراض کرتا اسلئے ہماری دانست میں یہ اخراجات بھی ایسے اخراجات مقدمہ سے خارج رکھنے چاہئیں جن کا بار جائداد پر عائد ہوتا ہے۔

اور اخراجات کا بار بھی جو مدعی پر ایسی کارروائیات پر عائد ہوا جو دمودر نے تنسیخ سرٹیفکیٹ اور حساب فہی کیلئے دائر کیں۔ چونکہ فریق مخاصمت فقط مدعی اور دمودر ہیں اور اسمیں دوسرے اشخاص کا کچھ تعلق نہ تھا جائداد پر عائد نہیں ہوسکتا۔ یہی رائے مبلغ ۳۹۹۴ روپیہ ۸ رکی بابت ہوئی ہے جسکا ضمنی فقرہ ۱۸ فقرہ ۱۹ مندرجہ تحریری بیان میں حوالہ دیا گیا ہے گو وہ دمودر کی نالش فارغخطی کے اخراجات ہیں علاوہ اُن اخراجات کے جو مدعی سے اُس نے وصول کئے کیونکہ دوسرے مدعاعلیہم کسیطرح سے مدعی کی تقسیم میں بدعملی عمل میں لانے کی نسبت ذمہ وار نہیں ہوسکتے۔ مد ۱۳ فقرہ تحریری بیان میں مدعی تسلیم کرتا ہے کہ وہ ۱۵ ہزار روپیہ کا حساب جنکو اُس نے یکم اکتوبر سنہ ۱۸۸۵ء کو نالش کے دائر ہونے سے کچھ ماہ پیشتر وصول کیا اور دیگر ۵۰۴۸ روپیہ کا جن کو اُس نے بتاریخ ۱۳ جنوری سنہ ۱۸۸۶ء حاصل کیا دیندار ہے۔ حساب تقسیم کے مرتب کرنے میں دمودر کو لازم ہے کہ اُن مکانات کو جنہیں اُس نے سنہ ۱۸۶۹ء میں اُس وقت حاصل کیا جبکہ وہ خاندان سے جدا ہوا۔ اور نیز لگان ہائے کو جنہیں اُس نے اُنکی بابت وصول کیا سوائے اُس مکان کے جس میں وہ رہتا تھا محسوب کرے۔ بصورت دیگر دمودر چند دیگر سالانہ رقومات متذکرہ بیان (ا) جو بابت گذارہ تھیں اور اُن رقومات کا جو مکانات یا ان میں سے کسی ایک کی تعمیر پر صرف ہوئیں جیسا کہ فرد (ا) سے ظاہر ہوتا ہے جنکا وہ بعدازاں جبکہ خاندان میں پھر مشترک ہوگیا مستحق تھا قرضدار ہے۔

۱۸۹۲ء
دمودرداس
مانک لال
بنام
آتمارام
مانک لال

اب اُن اعتراضات پر غور کرنا باقی رہتا ہے جو اس گذارہ پر کہ مانجھا بیوہ جھگنا لال و کرشنا عرف کاشی بیوہ مانک لال اور والدہ ہر سہ مدعا علیہم اور نند کور بیوہ برادر مانک لال یعنی بیوہ پران جی داند اس کو دیا جانا تجویز کئے گئے ہیں۔ اس امر کی بابت ہمارے روبرو کوئی پیچیدہ طور پر بحث نہیں کیگئی کہ دستور قوم کے مطابق گذارہ ممنوع ہے جیسا کہ دمودر کی تحریری بیان میں ظاہر کیا ہے۔ عدالت ماتحت نے ... اور پیہ سالانہ خرچ قرار دیا اور ایک سکونت گاہ اُنکے لئے تجویز کی۔ اول کے تین اپیلانٹان اُس گذارہ پر جو مانجھا اور نند کور کو دیا گیا ہے اعتراض کرتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ مانجھا کیلئے جھگنا لال کے علیحدہ کاروبار سے جسکا انتظام مدعی تھا گذارہ کی تجویز ہو چکی تھی اور نند کور نے کسی گذارہ کی درخواست نہیں کی لیکن اس قسم کے اعتراض مانجھا کے گذارہ پر عدالت ماتحت میں نہیں پیش کئے گئے اور نہ اُنکی کسی شہادت سے تائید ہوئی ہے فقط ایک یہ امر اس موقع پر بیان کیا گیا تھا کہ اُسکا تمام مال مقبوضہ جائداد مشترکہ میں شامل ہونا چاہئے لیکن عدالت ماتحت نے تجویز کیا (جس تجویز کی صحت کی نسبت بعدازاں کوئی انکار نہیں ہوا ہے) کہ اُسکے پاس سوائے کچھہ سو روپیہ سے زیادہ نقد مال اور زیورات کے جو غیر منقولہ جائداد ہیں اور کوئی جائداد نہیں تھی۔ نند کور کی نسبت جسکو فریق نالش کیا گیا تھا دمودر کا اقبال ہے اور جس اقبال پر دوسرے مدعا علیہم میں سے کسی نے عذر نہیں کیا ہے کہ اگر دیگر بیوگان مستحق گذارہ ہیں تو وہ بھی گذارہ کی مستحق ہے۔ عدالت کی اس قسم کی قرارداد گذارہ پر جسکی مقدار برائے نام ہے اعتراض کرنے کی کوئی کافی وجوہات نہیں کیگئیں۔

کرشنا عرف کاشی مادر اول ہر سہ مدعا علیہم بحث کرتی ہے کہ وہ پانچویں حصہ خاندانی جائداد کی مستحق ہے نہ کہ فقط گذارہ کی۔ اس بحث سے ایسا سوال پیدا ہوتا ہے جو آجتک اس پریذیڈنسی کی کسی عدالت میں صریحاً بحث نہیں کیا گیا۔ گو کہ ولیٹ صاحب جسٹس نے ایک بڑی بھاری فیصلہ لیکشمن بنام سیتابھاما بائی (۱) میں اسکا حوالہ دیدیا ہے۔

بمقدمہ دمودر مصر بنام سینابتی مصرین (۲) میں متر صاحب جسٹس نے نالش تقسیم میں فیصلہ دیتے وقت فیصلہ کیا کہ جس صورت میں کہ متوفی باپ مختلف عورتوں سے اولاد چھوڑ جائے تو اُسکی ہر ایک عورت یا (بیٹوں کی حقیقی یا سوتیلی ماں) کو مطابق بڑی بڑی اسناد سبکول متاکشرا کے تمام بیٹوں کے ساتھہ برابر حصہ ملتا ہے

(۱) انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۴۹۴ لغایت صفحہ ۵۰۴ (۲) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۵۳۵ لغایت صفحہ ۵۳۹

دامودرداس مانک لال بنام آتمارام مانک لال

یہہ نتیجہ زیادہ تر متاکشرا باب ا دفعہ ۷ فقرہ ا پر جسمین لکہا ہے کہ اُن ورثا مین جو باپ کے وفات پر تقسیم کرائین مان کو انکی برابر حصہ ملیگا مبنی ہے مگر اُس سے ایسی بات کا شبہ رہجاتا ہے کہ آیا لفظ مان مین سوتیلی مان داخل ہے یا نہین۔ چونکہ عدالت نے مصنف ویرا متر ودایا صفحہ ۸۰ کی سند کو تسلیم کیا ہے کہ مصنف متاکشرا نے اُسکو اس واقعہ سے داخل سمجہا ہے کہ فقرہ مذکور بنا بر آراے درج کیا گیا ہے یہ ہدایت کیگئی ہے کہ منکوحہ عورتون کو بروقت تقسیم باپ کی حین حیات بیٹون کے برابر حصہ ملیگا۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تقسیم ویسی ہی ہوگی خواہ تقسیم باپ کی موت سے پہلے یا بعد عمل مین آوے۔ میوکہا کی عبارت مندرجہ فصل ۴ دفعہ ۴ نقرات ۱۸ و ۱۹ سے بہی اسی راے کی تائید ہوتی ہے۔ مسٹر داس دیو منجانب سپانڈنٹان ایسا امر پیش کرتا ہے کہ کاشی صرف اپنے بیٹون کے ساتہہ برابر حصہ لے سکتی ہے۔ لیکن یہہ امر قاعدہ (مندرجہ متاکشرا) بر طبق تقسیم بحیات باپ کے برخلاف ہوگا۔ تاہم یہہ عذر کیا گیا کہ بروقت تقسیم مان کے بیٹون کے ساتہہ حصہ پانیکا حق ترک ہوچکا مسٹر مین بیان کرتا ہے کہ جنوبی ہندوستان مین ایسا ہی قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اس امر کی نسبت کوئی دلیل نہین کہ اسجگہ بہی ایسا ہی قانون ہے ممکن ہے کہ رپورٹون مین اُسکا کوئی حوالہ نہ ملے مگر تعجب کی بات نہین اگر بروقت تقسیم فقط متوفی بہائیون کی بیوگان ہی زندہ ہون مگر سوال وجواب مندرجہ ڈائجسٹ ویسٹ و بہولر صاحبان بصفحات ۶۰ ۳ و ۴۲۰ و ۴۲۸ سے قطعًا یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ مان کو تاحال اس پریزیڈنسی مین حصہ وراثت کا مستحق سمجہا جاوے نہ کہ فقط گذارہ کا۔ ویسے ہی کہ دیگر فاضل مصنفان کی راے (راے اظہار کردہ راؤ صاحب مانڈلیک سے جو اسنے اپنی تصنیف مین بیان کی ہے کہ اُنکے حصہ پانیکا حق متروک ہوچکا۔ بالکل مختلف ہے

نظر بجمیع حالات ہم خیال کرتے ہین کہ ان کے حصہ متروک ہونیکی کوئی مثال بیان نہین کی گئی کلکتہ ہائیکورٹ کی اور راے کو سوتیلی مان کو اپنے بیٹون کے ساتہہ برابر حصہ پانے کا حق حاصل ہے اگرچہ یہہ راے کسی سندات کتب ہنود کے شک سے خالی نہین۔ مگر ہماری راے مین مصنف متاکشرا کی راے سے متفق معلوم ہوتی ہے جو کہ اس پریزیڈنسی کی نہایت معتبر اور مستند کتاب سمجی گئی ہے۔ اور اختیار کیجانی چاہیئے

۱۸۹۲ء

دامودرداس نانک لال بنام آتمارام نانک لال

اسلئے کرشنا جائداد کے پانچوین حصہ کا مستحق ہوگا مگر بقیہ دو بٹے حصہ رسدی کے ہمراہ دیگر شرکا بنسبت گذارہ بائیجا ونندکور کے کیونکہ ہمارے نزدیک اسکا حق نسبت حصہ جائداد خاندانی اسی وجہ سے تلف نہین ہوسکتا کہ اسنے اسوقت جبکہ وہ خاندان سے ۱۸۶۵ء مین جدا ہوا یا جبکہ دامودرداس نے اپنے حصہ یافتنی کیلئے ۱۸۶۹ء مین استدعا کی اسکا دعوی نہ کیا اس امر کی کوئی شہادت نہین کہ وہ کبھی ایسے معاملات مین شریک ہوے جنکا منیجر صریحا مدعی (یا بڑا بیٹا بذریعہ معنوی رضامندی چھگن لال کے) تہا

اب اجیبوا کے حق کا انفصال باقی رہا۔ ہمارے نزدیک اس سوال کو سبارڈینیٹ جج صحیح فیصل کرچکا ہے

تجویز تنقیح ہشتم فقط اسقدر تبدیل طلب ہے کہ مدعی آتمارام اجیبوا اور اسکی جائداد متعلقہ کے لینے اور اسکی حفاظت کرنیکا مستحق ہے گویا کہ وہ خاندانی بت اور اسکی جائداد ہے جسکی نسبت ہم باتفاق رائے سبارڈینیٹ جج قرار دیتے ہین کہ وہ اشخاص جو مردہ بس کہلائینگے اس بت کی پرستش کی اغراض کے لئے اسکی استعمال کا استحقاق رکھینگے۔

اس فیصلہ کے روسے ان کل سوالات کی تجویز کیگئی جو اپیل پر پیدا ہوئے سوائے اخراجات نالش کے جنکا بار عدالت ماتحت نے جائداد پر ڈالا ہے جیسے کہ عدالت ماتحت نے قرار دیا ہے کہ چونکہ مدعا علیہم مدعی کیطرف سے انتظام جائداد مین کوئی فریب یا بدعملی یا بددیانتی ثابت نہین کرسکے معمولی قاعدہ تقسیم نالشات کہ نالش کے اخراجات کا بار جائداد پر عائد ہوگا کی پیروی کیگئی۔ اور یہی درست ہے۔ اسلئے ڈگری مطابق آرا مندرجہ فیصلہ کی تبدیل ہونی چاہئے اور بائی کرشنا اور بائی منچہا دبائی نندکور کی اخراجات حسب فیصلہ شمار کیجائینگی۔ باقی ڈگری بدستور رہیگی اور اپیل ہذا کے اخراجات فریقین خود برداشت کرین سوائے اخراجات بائی کرشنا کے جو مدعی ادا کریگا۔

ڈگری ترمیم ہوئی۔

۱۸۹۲ء
۱۰- مارچ

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سار جنٹ صاحب چیف جسٹس و ٹیلنگ صاحب جسٹس -

کلیان موتی ابتدائً مدعی (اپیلانٹ) بنام پیٹو بہائی فال جی بہائی ابتداءً مدعا علیہ (رسپانڈنٹ)*

ایکٹ تعلقہ داران (ایکٹ بمبئی ۶ سنہ ۱۸۸۸ء) دفعہ ۳۱ فقرہ ۲- تعبیر مین عملدر آمد انتقال جائداد- منظوری -

ایک ڈگری برنبا رہننامہ جزو جائداد ایک تعلقہ دار کے برخلاف ۱۵ اگست سنہ ۱۸۸۷ء کو صادر کیگئی اور بعد ازان حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی (۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کلکٹر کے ہان بغرض اجرائے منتقل کیگئی - ۵- اگست سنہ ۱۸۸۹ء کو جائداد مذکور فروخت ہوئی لیکن کلکٹر نے نیلام مذکور کے بحال رکہنے سے انکار کیا کیونکہ منظوری گورنمنٹ کونسل حسب فقرہ ۲ دفعہ ۳۱- ایکٹ تعلقداران (بمبئی ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۸۸ء مجریہ ۲۵ مارچ سنہ ۱۸۸۹ء) حاصل کیگئی تہی -

تجویز ہوا کہ دفعہ مذکور اپنے عمل مین پس بین نہین ہے - اور اسلئے نیلام قائم رکہنا چاہئے گو کہ کوئی منظوری نہین حاصل کیگئی جبکہ ایکٹ منظور ہوا اس سے پیشتر مدعی از روئے ڈگری بنابر فروخت جائداد ایک مقبوضہ حق حاصل کر چکا تہا قیاس یہہ تہا کہ واضعان قانون کا کبہی یہ منشا نہین ہوا کہ وہ ایسی مقبوضہ حق مین دست اندازی کرین اور اس قیاس کی کسی الیسی بات سے جو خود ایکٹ مین واسطے دست اندازی اسکے ہے تردید نہین کیگئی -

یہہ ایک اپیل درباب اراضی حکم مصدرہ - ای - ایم - ایچ فلٹن صاحب ڈسٹرکٹ جج احمد آباد درباب اجرائے ایک ڈگری کے ہے مدعی مسمی کلیان موتی نے عدالت سب آرڈینٹ جج دہندکا مین برنبائے رہن سین متعلقہ ایک خاص حصہ اراضی کے جو تعلقہ دار کی جائداد کا ایک جز تہی ایک ڈگری ۵- اگست سنہ ۱۸۸۷ء کو حاصل کی - ڈگری مذکور کے روسے یہ ہدایت کیگئی تہی کہ زر واجب الادا برنبائے رہن بذریعہ نیلام اراضی مذکور کے وصول کیا جائیگا اسلئے ڈگری مذکور حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی (۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کلکٹر کے ہان بغرض اجرا منتقل کیگئی ۵ اگست سنہ ۱۸۸۹ء کو اراضی مذکور نیلام کیگئی لیکن کلکٹر نے اسکی تصدیق سے انکار کیا بدین وجہ کہ حسب ضمن ۲ دفعہ ۳۱ (بمبئی ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۸۸ء* جو کہ ۲۵ مارچ سنہ ۱۸۸۹ء کو نافذ ہوا تہا اسکے لئے گورنران کونسل کی منظوری نہین حاصل کیگئی تہی اسنے کاغذات عدالت مین اس بیان سے واپس کئے کہ نیلام نہین ہو سکتا -

* اپیل دوم نمبر ۵۸۶ سنہ ۱۸۹۱ء - ** ضمن ۲ دفعہ ۳۱ بمبئی ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۸۸ء :- تعلقدار کی کسی جائداد یا اسکے کسی جزو یا اسکے کسی حصہ یا حق واقعہ جائداد مذکور کا انتقال جو اس ایکٹ کے نافذ ہونے سے پہلے کیا گیا ہو جائز نہ ہوگا بجز اس صورت کے کہ اس انتقال کی نسبت پہلے سے منظوری گورنران کونسل حاصل کرلیجائے ایسی منظوری ہوئے اس شرط کے کہ کل ذمہ داری حصہ جمع مالگزاری و اخراجات دیہی و مواخذہ جات پولیس واجب الادا جائداد منتقلہ منتقل الیہ عائد ہونگے نہ کہ تعلقدار پر عائد نہ ہو گی -

سنہ ۱۸۹۲ء
کلیان موتی
بنام
پشوبہائی
نالجی بہائی

ابتدا ان مدعی نے جو خود بر وقت نیلام باجراء ڈگری خریدار تھا درخواست دی کہ کلکٹر کو سارٹیفکٹ نیلام دینے کا حکم صادر کیا جاوے۔ اسسٹنٹ جج نے قرار دیا کہ کلکٹر کا حکم درست ہے اور درخواست کو نامنظور کیا۔

مدعی نے عدالت ضلع مین درخواست دی جسپر حکم عدالت ماتحت بحال رہا۔

فقرہ ۴۔ دفعہ ۳۱۰ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۲ء کے ملاحظہ کرنے پر ڈسٹرکٹ جج نے اپنے فیصلہ مین حسب ذیل رائے دی ہے۔

دو ایکٹ بمبئی ۵ ۲۵ مارچ سنہ ۱۸۶۹ء کو نافذ ہوا تھا۔ دفعہ ۱ کے لفظ انتقال سے مراد انتقال ملکیت ہے دفعہ ۳۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مقتضی اس امر کے ہے کہ جب نیلام جائداد غیر منقولہ کا (حسب منظوری) ناطق ہو جاوے تو عدالت ایک سارٹیفکٹ نیلام خریدار کو دیا جاویگا اور ظاہر کرتی ہے کہ ایسے سارٹیفکٹ مین تاریخ بحالی نیلام کی درج ہونی چاہئے مگر یقین مقصد سے غرض ہے یا ان اشخاص سے جو فریقین کی معرفت یا ان کے ذریعہ سے دعویدار ہیں بعد جائداد نیلام شدہ کی تاریخ سارٹیفکٹ سے خریدار کی ذات مین داخل ہو جائیگی نہ اس سے پہلے۔

ان ہر دو دفعات مذکورہ دفعہ ۱ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۲ء کے ساتھ ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی تعلقہ دار کا نیلام نہین ہوسکتا بجز اسصورت کے کہ ۲۵ مارچ سنہ ۱۸۶۹ء سے پہلے اسکو بحال قرار دیا جاوے یا اسکی نسبت منظوری گورنر ان کونسل حاصل ہو جاوے۔

"لیکن عذر یہ کیا گیا ہے کہ گجرات کے تعلقہ داران کے ایکٹ سنہ ۱۸۸۸ء کا گذشتہ معاملات پر اثر واپس نہین ہوسکتا جس سے مدعی کے حقوق پر جو اسکو ایک سابقہ رہن اور ڈگری کے رو سے حاصل ہین اثر پہنچے۔ اسمین کچھ شک نہین کہ ایک عام قیاس برخلاف منشاء واضعان قانون بنا بر دست اندازی بہ حقوق مفوضہ موجود ہے بجز اس صورت کے کہ ایسا منشاء بلا احتمال غلطی کے ظاہر کیا گیا ہو اور تاثیر دفعہ ۶ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۶۸ء قابل غور ہے اس دفعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کسی سٹیٹوٹ یا قانون آئین کی تنقیح سے کوئی شے × × × × موثر نہین ہوگی" مگر یہ حکم صورت حال سے متعلق نہین کیونکہ گو گجرات کے تعلقہ داران کے

کہان ہتی
بنام
پیٹو بھائی
فال جی بھائی

[illegible] نتیجہ خاص صورتون مین دفعہ ۳۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی بجاے قائم ہونیکا ہے جسکے روسے عدالت کو اختیار ہے کہ حکم شرحی نیلام صادر کرے جبکہ اسکی نسبت کوئی اعتراض نہ پایا جاوے تا حال اسکو منسوخ کرتا ہے مگر دفعہ فقط ان صورتون سے متعلق معلوم ہوتی ہے جنمین قانون نے صریحًا منسوخی کی ہو اگر صورت حال ایسی [illegible] ہے تو ظاہر ہے کہ اعتراض در حت یا نیلام بر بنا دفعہ ۳۰ - ایکٹ بمبئی ۶ سنہ ۱۸۸۴ء درست ہوگا سوال [illegible] عام اصولات سے یہ قرار دیا جاوے کہ واضعان قانون کا سابقہ معاہدات کارروائیات متدائرہ کو [illegible] کرنیکا منشا نہین تہا -

[illegible] لیے ہائیکورٹ [illegible] کیا -

[illegible] اپیلانٹ :- دونون [illegible] تہا تحت اس امر سے انکار کرنیمین [illegible] کا حکم دین - فقرہ ۴ - دفعہ ۳۱ - ایکٹ العلقداران بمبئی ایکٹ [illegible] خود تعلق [illegible] کی معرفت عمل مین آوے نہ کہ نیلام بعدالت [illegible] منشا نہین ہو سکتا کہ وہ ڈگری [illegible] فریقین کو فائدہ

[illegible]

[illegible] کرنا [illegible] قبل نفاذ ایکٹ مذکور صادر ہو چلی تہی اور جائداد [illegible] ایک مردہ چہٹی ہوتی - [illegible] ڈگریات جو [illegible] تعلقداران کے نافذ ہونے پہلے صادر ہو چکی تہین گو انکا اجرا نہ ہوا [illegible] تو قرضخواہون کو انکے اپنے زرنقد سے محروم کرنا ہوگا جبکہ انکے لئے کوئی رجوع [illegible] محفوظ نرکہی جاوے -

ایسی صورت مین قرضخواہ نہ تو ایسے رہن کو تازہ کر سکتا ہے کیونکہ وہ ڈگری مین مستغرق ہے نہ وہ ڈگری کا فائدہ حاصل کر سکتا ہے - کیونکہ گورنمنٹ کی منظوری حاصل نہونیکی وجہ سے ایکٹ مذکور اسکے اجرائی اجازت نہین دیگا یہ نہین کہا جا سکتا کہ واضعان قانون کا ایسا ایکٹ کے نافذ کرنیکا منشا تہا جو مطابق اس تعبیر کے جو اسکو عدالت ہاے ماتحت سے دیگئی ہے اس رہن کو منسوخ کرتا ہے جو قبل نفاذ ایکٹ مذکور عمل مین آیا ہے -

رسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا -

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس :- بمقدمہ ہذا اپیلانٹ نے بربنا رہننامہ بابت اراضیات متنازعہ فیہ - ۵ اگست سنہ ۱۸۸۷ء کو ایک ڈگری حاصل کی تہی -

تلیاں جی تی بنام بیٹو بہائی نابھی بہائی

جوکہ تعلقدار کی جائداد کا جزو تھیں جبکہ حسب دفعہ ۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی بغرض اجرا کلکٹر کے پاس بہیجا گیا۔ مورخہ ۵ اگست سنہ ۱۸۸۹ء کو جائداد نیلام ہوئی مگر کلکٹر نے اسکے بحال رکہنے سے انکار کیا کیونکہ گورنر ان کونسل کی منظوری نہیں حاصل کیگئی تہی ہر دو عدالتہائے ماتحت کی رائے مین کلکٹر کا انکار عمدہ وجہ پر مبنی تہا

فقرہ ۲۔ دفعہ ۳۱ بمبئی ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۸۸ء کی رو سے تعلقدار کی جائداد یا اسکے کسی جزو یا کسی حصہ یا حق کا انتقال جو بعد از نفاذ ایکٹ مذکور عمل مین آیا ہو جائز نہیں بجز اسصورت کے کہ ایسے انتقال کی نسبت پہلے سے منظوری گورنر ان کونسل حاصل ہو چکی ہو جو بسوائے اس شرط کے نہیں دیجاسکتی کہ جزو جمع و اخراجات گالون اور اخراجات پولیس کی ادائگی جسکا مواخذہ اُس جائداد منتقلہ پر ہے منتقل الیہ کے ذمہ ہوگی نہ کہ تعلقدار کے ذمہ۔ عدالت اپیل ماتحت سے اسبارہ میں ہمارا اتفاق ہے کہ دفعہ ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۶۸ء مقدمہ حال سے متعلق نہیں اس ایکٹ کی کسی منشا سے ظاہر نہیں ہوتا کہ کارروائی اجرائے ڈگری ایکٹ تعلقہ دار سے پہلی شروع ہو چکی تہی۔ نیز اس امر مین بہی ہمارا عدالت اپیل ماتحت سے اتفاق ہے کہ نیلام بذریعہ عدالت جسکے بعد نیلام منظور اور سارٹیفکٹ عطا کیا گیا جو حسب معمول خریدار نیلام کی طرف انتقال ملکیت کا اثر رکہتا ہو حسب تعریف اصطلاح مذکور ایک انتقال ہے لیکن مدعی برد ڈگری محصلہ قبل از نفاذ ایکٹ مذکور کے نیلام کرانیکا حق حاصل کر چکا تہا۔ اہم سوال فیصلہ طلب ہے کہ آیا قیاس برخلاف واضعان قانون کہ انہون نے اس حق مفوضہ مین دست اندازی کا منشاء کیا ہوا تہا۔ ایک ایسے منشا ظاہر ہونیسے تردید کی گئی ہے ؟

ڈسٹرکٹ جج نے قرار دیا ہے کہ الفاظ دفعہ چونکہ انکو اثر واپسی حاصل ہے صاف واقع تہے اسمین کچہہ شک نہیں کہ دفعہ کی عبارت سے ایکٹ کے نافذ ہونیکے بعد انتقالات کی ممانعت ظاہر ہوتی ہے لیکن قانون تجاران کی مرمم ایکٹ کی عبارت بہی کچہہ کم واضح نہین ہے۔ جسکی دفعہ کے رو سے تمام حکمنامجات فائری فیشی ایک جوڈیشل حکمنامہ اجرا جو قرضدار کے اسباب کے برخلاف کسی خریدار نیک نیت بقیمت کے نقصان رسانی کا اثر رکہتے ہون منسوخ کئے گئے لیکن جو بمقدمہ ولیمز بنام سمایتھ (۱) اس فائری فیشس جو ایکٹ کے نفاذ سے پہلے جاری ہو چکا تہا متعلق نہ سمجہا گیا۔

---

(۱) [illegible]

کلیان موتی
بنام
بھیکو بھائی
نابجی بھائی

دائر کی کہ شارع عام مطابق دفعہ ۳۷ مجموعہ ضابطہ مالگذاری اراضی (بمبئی ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۷۹ع) گورنمنٹ کے قبضہ مین ہین اسکو استحقاق ہے کہ وہ مدعی کے استحقاق زمین سے انکار کرے اور حسب دفعہ ۴۲ - ایکٹ دادرسی ہند (اسنہ ۱۸۷۷ع) مدعی حسب اقتضائے استقرار عدالت برخلاف گورنمنٹ اپنے استحقاق زمین کی استقرار کرانیکا مستحق ہے اور مدعی کو اسوقت تک انتظار کرنا ضروری نہین جبتک کہ گورنمنٹ اُس زمین کا قبضہ نہ حاصل کرلے -

یہ بہی عذر کیا گیا کہ ایسے استقرار کی نسبت اختیار سماعت عدالت حسب ضمن اخیر دفعہ ۱۳۳ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی حکم کی نسبت جو مجسٹریٹ نے دفعہ ہذا صادر کیا کسی عدالت دیوانی اعتراض نہ کیا جاویگا - واپس لیا گیا ہے -

تجویز ہوا کہ مجسٹریٹ کا حکم زیر دفعہ ہذا سوال استحقاق کی نسبت کوئی قطعی غور نہین ہے -

مقدمہ ہذا ایک اپیل دوم بنا راضی فیصلہ - اے - ایم - ایچ فلٹن صاحب ڈسٹرکٹ جج ضلع احمد آباد کے ہے -
نالش لغرض استقرار ملکیت ہے - مدعی نے اس امر کے استقرار کی نالش کہ ایک خاص زمین جسپر اوٹا قایم ہے اُسکی اپنی جائداد ہے نہ کہ گورنمنٹ کی - اُسنے بیان کیا کہ یہ اوٹا اُسکی دکان کے سامنے ۶ سال سے قائم ہے اور کہ ایک نوٹس پیشتر ازین حسب دفعہ ۱۳۳ (۱) مجموعہ ضابطہ فوجداری (۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع) پر صادر ہو چکا ہے جسکے جواب مین اُسنے بیان کیا تہا کہ وہ زمین جسمین اوٹا قائم ہے - اسکی اپنی مملوکہ ہے مگر باوجود اسکے مجسٹریٹ نے اوٹا مذکور کے اٹہائے جانیکا حکم صادر کیا -
مدعا علیہ نے عذر کیا کہ نالش قائم نہین رہ سکتی کیونکہ دفعہ ۱۳۳ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی حکم کی نسبت جو مجسٹریٹ نے اپنے طور سے صادر کیا ہو کسی عدالت دیوانی مین اعتراض نہ کیا جاویگا - اور کہ زمین متنازعہ فیہ مدعی کی ملکیت نہین -
اسسٹنٹ جج احمد آباد دیارام - گیدومل نے قرار دیا کہ نالش مین حسب دفعہ ۱۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری تمادی عارض نہین - بلکہ اُسکو بدینوجہ خارج کردیا کہ اراضی مذکور جائداد مدعی کا نہین ہے -

(۱) دفعہ ۱۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری مجسٹریٹ کو شارع عام سے امر باعث تکلیف عام کے دور کرنیکا اختیار دیتی ہے -

ملیان موتی بنام خالجی بہائی

ایکٹ کا مدعا جیسے کہ اسکے دیباچہ مین تصریح ہوئی ہے اُن فرقون کا رفع کرنا ہے جوکہ بمبئی لینڈ ریونیو ایکٹ کو تعلقہ دارون کی جائداد سے متعلق کرنیمین پیدا ہوئی ہین اور اُسکے انتظام محاصل کے احکام کا صادر کرنا ہے اور اگر اس ایکٹ کے روسے گورنمنٹ کی منظوری فقط اسلئے ضروری تہی کہ اس مدعا کا تیقن ہوجاے - تو ہمارے نزدیک یہہ کہا جاسکتا ہے کہ اس صورت مین بہی منظوری کی ویسی ہی ضرورت ہوگی جیسے کہ بصورت انتقال بذریعہ اجراے ڈگری کے - لیکن اضافہ قانون کے الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ امر گورنمنٹ کے ہاتہہ مین چہوڑا گیا ہے کہ منظوری سے انکار کرین یا نہ کرین اور کسی دلیل یا وجہ کے بغیر انتقال کے عمل مین لانیکو روکین ہمارے خیال مین بدون ایسی صریح ثبوت کے جو ایکٹ کی عبارت سے ہی زیادہ تر صاف ہو ہمکو ایسا نتیجہ نہین نکالنا چاہیئے - کہ اس اصول کی ایسی صورت مین بہی جاری کرنیکا منشا ہے کہ ایکٹ کے نفاذ سے پہلے ڈگری کے روسے جائداد کے فروخت یا نیلام کرنیکی ہدایت ہوچکی ہو -

مقدمہ بیا یورنام پرایورا[1] اس امر کیلئے نہایت مناسب ہے کہ عدالت کو کسطرح ایکٹ کی ایسی تعبیر کرنیکی ممانعت ہے جس سے حق ایسی ڈگری کی رو سے موجود ہو [illegible] ہو تو تلف ہوتا ہے اس مقدمہ مین ایکٹ مذکور کا نالش تقسیم کی ڈگری کی خاص طور پر اثر پہنچتا تہا مگر یہہ بہی عدالت نے اس ایکٹ کا اثر ویسی ہونے سے انکار کیا -

اسلئے ہم کو عدالت ماتحت کا حکم منسوخ کرنا چاہیئے اور عدالت کو ہدایت کرنی چاہیئے کہ کلکٹر کو حسب رائے مذکورہ بالا ضروری ہدایات کرے -

صپیشل اپیل

باجلاس [illegible] جسٹس [illegible] جسٹس -

سکرٹری آف سٹیٹ کونسل [illegible] بنام دہرمینا بہائی [illegible] رسپانڈنٹ -

ڈگری [illegible] نمبر ۸ سنہ ۱۸۸۲ع دفعہ ۲۳ [illegible] دفعہ ۴۳ کا فقرہ - اختیار عدالت [illegible]

ایک مجسٹریٹ [illegible]

[illegible]

[illegible] سکرٹری آف سٹیٹ [illegible]

(۱) لا رپورٹ [illegible] صفحہ ۴۳

۱۸۹۳
کلیان جوتی
بنام
پانڈو بھائی
ناگجی بھائی

اسسٹنٹ جج نے اپنے فیصلہ مین مفصلہ ذیل رائے بیان کین۔

دفعہ ۱۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری سے ظاہر ہوتا ہے "کہ کسی حکم کی نسبت جو مجسٹریٹ اس دفعہ کے روسے صادر کرے کسی عدالت دیوانی مین اعتراض نہین کیا جاسکتا" وہ حکم جو اس دفعہ کے روسے صادر ہوسکتا ہے محض شرطیہ حکم ہے اور وہ خاص کارروائی کے بجالانے پر حسب دفعہ ۱۴۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری قطعی ہوسکتا ہے مدعی نے ایسی قطعی حکم پر بیشک اعتراض کیا ہے اور اُسکی شکایت کی ہر مگر اسکے مرحمہ عرضیدعوے سے فقط جواز حکم مجسٹریٹ پیدا ہوتا ہے نہ کہ اور کچھہ کلکتہ ہائیکورٹ نے اس سوال پر بعہ اسکی تمام متعلقات کے ایک اپنے نئے فیصلہ اجلاس کامل رچوبی لال بنام رام کشن (۱) مین غور کیا اور تمام اسناد پر نظر ثانی کی فیصلہ مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ بمبئی پریزیڈنسی مین کوئی مشکل عائد نہین ہوتی کیونکہ حسب دفعہ ۳ بمبئی ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۷۹ع سرکاری سڑک کی زمین سکریٹری آف سٹیٹ کی ملکیت ہے اسیطرح سے ہر ایک شارع عام کا سوال از قسم سوال متصنا دحقوق زمین ہوجاتا ہے اور ایسا ہی عمل مین آتا ہے اور نیز عدالت ہذا مین وایٹ صاحب اور فیلڈ صاحبان جسٹس نے ایک مقدمہ متی رام سہاہو بنام موہی لال رائے (۲) مین قرار دیا ہے کہ مجسٹریٹ عدالت دیوانی کو استحقاق کی تحقیق کرنے سے باز نہین رکھہ سکتا اور بمبئی ہائیکورٹ مین بھی یہی رائے سابقہ اور موجودہ ایکٹون کے روسے تسلیم کیگئی ہے۔

ویسا ہی بمقدمہ لالجی اوکھیدا بنام جودبا وُددبا (۳) وسٹروپ صاحب چیف جسٹس اور میلویل صاحب جسٹس نے نیل کنٹھا بالکاپا بنام مجسٹریٹ شولاپور (۴) اور میلویل صاحب اور ویسٹ صاحب جسٹسان نے بمقدمہ بالارام چترو لال بنام مجسٹریٹ تعلقہ اگات پوری (۵) قرار دیا ہے اسلئے نالش صاف صاف قابل سماعت ہے"۔

مدعی نے اپیل کیا اور ڈسٹرکٹ جج نے ڈگری کو منسوخ کیا اور بقرارداد اس امر کے مدعی اراضی متنازعہ کا مالک ثابت ہوتا ہے اسکے دعوے کو منظور کیا۔

ڈسٹرکٹ جج نے اپنے فیصلہ مین یہہ رائے دی۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۴۶۰ بصفحات ۴۶۲ و ۴۷۰۔

(۲) " " " " ۶ " ۲۹۱۔

(۳) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۸ (اے سی - جی) صفحہ ۹۴۔

(۴) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۶۷۰۔ (۵) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۶۷۴۔

کلیان جی بنام پھوبھائی فالجی بھائی

وہ چونکہ اس امر کی بابت جبکہ مجسٹریٹ نے شارع عام سے اوٹا کی رکاوٹ دور کرنیکا حکم صادر کیا اقرار نہین کیا گیا تو آراضی جس پر اوٹا قائم تہا مدعی کے قبضہ مین تہی اسلئے اس امر کا بار ثبوت کہ وہ مالک نہ تہا حسب دفعہ ١١٠ ایکٹ شہادت مدعا علیہ پر ہوگا بجز اسصورت کے کہ مجسٹریٹ کے حکم کا اثر ایسا ہو جیسے کہ بار ثبوت پلٹ کر مدعی پر عائد ہو۔

معلوم ہوتا ہے کہ ذیعلم اسسٹنٹ جج نے غور کیا ہے کہ اسکا ایسا ہی اثر تہا مگر مین اس سے متفق نہین ہون میری رائے مین اسکی دلیل وہ یہ بیان کرتا ہے کہ الفاظ دفعہ ١٤٣ مجموعہ ضابطہ فوجداری کہ کسی حکم کی نسبت جو مجسٹریٹ نے حسب دفعہ ہذا حسب ضابطہ صادر کیا ہو کسی عدالت دیوانی مین اعتراض نہین ہو سکتا، نالش ہذا مین کہ مجسٹریٹ کے حکم کی تنسیخ کی درخواست نہین کیگئی۔ بلکہ سکرٹری آف سٹیٹ کے برخلاف استقرار حق کے لئے درخواست سے مانع نہین ہین بیشک یہہ بحث ہو سکتی ہے کہ عرضیدعوے جس سے محض یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مدعی کو نوٹس منجانب مجسٹریٹ واسطے دور کرنے اوٹا کے ملا تہا۔ سکرٹری آف سٹیٹ کے برخلاف جو کسی طرح سے احکام مجسٹریٹ کا ذمہ وار نہ تہا کوئی بناء دعوے ظاہر نہین کرتا بالامکان نالش کا کامیابی سے یہہ جواب ہو سکتا تہا کہ وہ قبل از وقت دائر ہوئی اور نہ تو کبہی اوٹا واقعی اٹہایا نہ تہا اور زمین شارع عام شامل کر لیگئی یا بالفاظ دیگر کہ سکرٹری آف سٹیٹ نے بذریعہ ہوف (؟) لگایا ہی اسکا قبضہ حاصل کرے۔ اسکے برخلاف کوئی دعوے نہین ہو سکتا کیونکہ گورنمنٹ کو بلحاظ انتظامی حیثیت کے مجسٹریٹ کے حکم پر کوئی اختیار حاصل نہین اسلئے وہ کسی نالش کا ذمہ دار نہین ہو سکتا تاوقتیکہ وہ اس اراضی کا قبضہ نہ حاصل کرے جس سے اوٹا اوٹہانیکا مجسٹریٹ نے حکم صادر کیا۔ لیکن یہہ عذر پیش کیا گیا اس سے یہ مراد تہی کہ بروئے دفعہ ١٤٣ مجسٹریٹ کا حکم نسبت استحقاق کے قطعی تہا اور ایسا ہی رہیگا تاوقتیکہ اسکی تعمیل کیجاوے اور آراضی مذکور بقبضہ مدعا علیہ آگئی۔

تب بغرض اس امر کے کہ مدعا علیہ نے مجسٹریٹ کا حکم جس سے گورنمنٹ کو حق قبضہ حاصل ہوتا ہے قبول کیا ہے اور بناء دعوی کی نسبت سوائے اس کے کوئی سوال نہین کیا کہ حکم مجسٹریٹ سے قطعًا اُسکا حق اراضی قائم کیا گیا ہے ہم خیال کرتے ہین کہ اسسٹنٹ جج اس امر کے قرار دینے مین درست ہی کہ نالش قابل سماعت ہے۔

۱۸۹۲ء

کلیان سوئی
بنام
پتھو بہائی
قابجی بہائی

ان فیصلجات سے جنکا اسنے اقتباس کیا ہے اسبارہ مین ہائیکورٹ بمبئی و کلکتہ کی آرا صاف صاف ظاہر ہوتی ہین اور اس امر کا کافی اطمینان دلاتی ہین کہ دفعہ ۱۴۴ - اُس شخص کے درمیان جو اپنے حق کا حفاظ زمین مقبوضہ مین دست اندازی کی شکایت کرتا ہے اور سکرٹری کے درمیان سوال حقیت کا قطعی انفصال نہین کرتی اسلئے یہ امر غور طلب باقی رہتا ہے کہ اس سوال کے انفصال مین دفعہ مذکور کا کیا اثر ہے اغلبًا موجودگی حکم بروئے دفعہ ۴۴ قانون شہادت بذات خود واقعہ متعلقہ ہے جس سے میرے خیال مین بار ثبوت مدعاعلیہ سے پلٹ کر مدعی پر جسکو قابض تسلیم کیا جاتا ہی جا پڑتا ہے"۔

مدعاعلیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ۔

راؤ صاحب اسودیو جگنناتہ کرت کار (گورنمنٹ پلیڈر) منجانب اپیلانٹ :- دفعہ ۱۴۴ - مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ بابت ۱۸۸۲ء مجسٹریٹ کے حکم مصدرہ کی نسبت عدالت دیوانی مین اعتراض کئے جانیکی مانع ہے ۔ اگرچہ نالش حال صریحًا بغرض استقرار حق رسپانڈنٹ بابت اراضی ادعا دائر ہوئی ہے مگر اسکا اصلی مقصد مجسٹریٹ کے حکم کا تنسیخ کرانا ہے ۔ رسپانڈنٹ حیلۃً اسی امر کے کرنیکا قصد رکہتا ہے جسکے صریحًا کرنیسے وہ ممنوع ہے گو عدالت ہذا حسب درخواست استقرار کا حکم ہی صادر کردے مگر تاہم حکم مجسٹریٹ ویسا ہی قائم رہیگا ۔ عدالت ہذا کو کسیطرح کا اختیار نہین کہ مجسٹریٹ کے حکم مین دست اندازی کرے اور مجسٹریٹ کا اختیار ہے کہ بعدم استقرار کے جدید حکم صادر کرے ایسی صورت مین ڈگری عدالت دیوانی کوئی دادرسی عطا نہین کرتی ۔

(سارجنٹ صاحب چیف جسٹس :- ہر ایک نالش بعد حصول ڈگری استقرار یہ مجسٹریٹ کے پاس جاکر اُسکے حکم کی تنسیخ کیلئے درخواست کرسکتا ہے کیونکہ دفعہ مذکور کی کارروائی اس بناپر قائم رہتی ہے کہ زمین شارع عام کا جزو ہے) ۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مجسٹریٹ اپنے حکم کی تنسیخ کا کوئی اختیار نہین رکہتا ۔ سابقہ ضابطہ فوجداری مین کوئی ایسا فقرہ نہ تہا جو فقرہ دفعہ ۱۴۴ سے ملتا جلتا ہو ۔ بے شک اصولات مبینہ مقدمہ بردواپرشاد مستانی بنام گوراچند مستانی (۱) اور

(۱) دیکلی رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۱۶۰ -
قاعدہ دیوانی -

۱۸۹۱ء
کلسن موتی
بنام
چھیبر بھائی
ناتھی بھائی

اور میچو چیند ربنام جے ایچ ریون شا (۱) سے ظاہر ہوتا ہے ایسی تعدیات مین عدالت دیوانی کو اختیار حاصل نہین بدلائل ضبوط ایت جبکہ دفعہ ۱۳۲ ضابطہ فوجداری مین صریحًا ایک فقرہ اس تاثیر کا موجود ہے ممنوع ہے - مقدمات خدابخش منڈل بنام منگلا منڈل (۲) ہماری بحث کی تائید کرتے ہین اصولات بمبئی ہائیکورٹ محولہ اسسٹنٹ جج پرانی ایکٹ کے مطابق بیان ہوئے ہین اور سوال موجودہ نہ عدالت مین پیش ہوئے نہ اُسپر بحث ہوئی ہے فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ چونی لال بنام مرز اکشن (۳) ہمارے برخلاف ہے مگر وہ اس قیاس پر صادر ہوا ہے کہ مقدمات بمبئی مجموعہ موجودہ کے رو سے فیصل ہوئے ہین مزید بران ہم قرار دیتے ہین کہ رسپانڈنٹ کو مدعا علیہ کے برخلاف کوئی بناء دعوے حاصل نہین ہے کیونکہ وہ حکم مجسٹریٹ کا ہے جو اسکو نقصان رسان ہے نہ کہ کسی انتظامی گورنمنٹ کا کوئی حکم ہے - بہر حال اسکا بناء دعوے ابتک پیدا نہین ہوا کیونکہ اوٹلہ کے دور کرنے سے زمین کسی طرح بند نہین ہوگئی عدالت اپیل ماتحت نے غلطی سے بار ثبوت ہمپر ڈالا حکم مجسٹریٹ ہمارے حق مین ایک قیاس پیدا کرتا ہے ملاحظہ مقدمہ نادل چند بنام امی چند (۴)

چمن لال ہیرا لال منجانب رسپانڈنٹ کی کچھہ تقریر نہوئی -

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس :- مدعی مقدمہ ہذا مین استقرار حق اراضی کیلئے جسپر کہ اُسنے ایک اوٹہ بنایا تھا درخواست کرتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ وہ اسکی مملوکہ جائداد ہے نہ کہ گورنمنٹ کی - معلوم ہوتا ہے کہ مجسٹریٹ نے مطابق دفعہ ۱۳۴ ضابطہ کے اس اراضی کو شارع عام قرار دیکر اوٹہا کے جانیکے لئے حکم صادر کیا ہے شارع عام حسب ایکٹ ۵ ۱۸۷۹ء گورنمنٹ بمبئی کی ملکیت ہے چونکہ اس حیثیت سے مدعی کے حق زمین سے انکار کرسکتی ہے اسلئے حسب دفعہ ۴۲ - ایکٹ دادرسی ۱ ۱۸۷۷ء مدعی حسب اقتضائے عدالت) گورنمنٹ سے اپنے حق زمین کرانیکا مستحق ہے اندرین حالات بمقدمہ حال ڈگری استقرار یہ صادر کرنی نہین مناسب معلوم ہوتی ہے کیونکہ جیسا کہ ہم خیال کرتے ہین مدعی کو یہ نہین کہا گیا کہ وہ گورنمنٹ کی اُس اراضی کے قابض ہونے تک انتظار کرے علاوہ ازین یہ اعتراضات جیسے کہ ڈسٹرکٹ جج بیان کرتا ہے صریحًا پہلی پہل عدالت ابتدائی مین پیش کئے گئے -

(۱) ویکلی رپورٹ جلد ۱۹ صفحہ ۳۴۵ - قاعدہ دیوانی

(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۶۰

(۳) " " " ۵ " ۲۶۰

(۴) تجاویز مطبوعہ ۱۸۸۹ء صفحہ ۲۵۹

۱۸۹۲ع
کلیان ہرتی
بنام
بہوبہائی
قاسم بہائی

مگر یہ عذر کیا گیا ہے کہ عدالت کا اختیار سماعت حسب دفعہ ۱۴۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری جو متعلق اس امر کی ہے کہ کسی حکم کی نسبت جو مجسٹریٹ نے حسب دفعہ ہذا حسب ضابطہ صادر کیا ہو کسی عدالت دیوانی مین اعتراض نہین ہو سکتا" واپس لے لیا گیا ہے اس امر مین عدالت اپیل ماتحت سے ہمارا کلی اتفاق ہے کہ فیصلجات عدالت ہذا و کلکتہ ہائیکورٹ الگ الگ ایسی اسناد ہین جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکم مجسٹریٹ بحث استحقاق کا قطعی انفصال نہین کرتا ہے۔ چونی لال بنام رام کشن (۱) نسبت بار ثبوت کے ہمارا ڈسٹرکٹ جج سے اتفاق ہے کہ محض مجسٹریٹ کا حکم موجود ہونا بذات خود مدعا علیہ سے بار ثبوت کو پلٹ کر مدعی قابض جائداد پر نہین ڈالتا عدالت کا فرض تہا کہ وہ تمام شہادت کا وزن کرے اور پہر نتیجہ نکالے کہ آیا وہ اس قسم کی شہادت ہے کہ جس سے معمولی قیاس ملکیت جو قبضہ سے اخذ ہوتا ہے تنسیخ پاتا ہے ڈسٹرکٹ جج نے قرار دیا کہ اس سے قیاس مذکور تنسیخ نہین پاتا اسلئے وہ اس امر کے قرار دینے مین راستی پر ہے کہ مدعی اس زمین کا جس پر کہ اوٹا قائم ہے مالک ہے اسلئے ہم ڈگری معہ خرچہ بحال رکہتے ہین ۔

صیغہ اپیل دیوانی

۱۸۹۲
۳۰ جون

باجلاس ۔ جارڈین صاحب جسٹس و ٹیلنگ صاحب جسٹس

سوامی راؤ (سائل) بنام کلکٹر آف دہارولڈ (فریق مخالف)[*]

ایکٹ حصول اراضی ۱۰ سنہ ۱۸۷۰ع ۔ اسیسر ۔ ایک اسیسر کی ناقابلیت ۔ نسبت تقرر اسیسر موقعہ پر نہ کیا گیا ۔ عمداً تلف کر دینا ۔ نابالغ تقریر مخالف ۔ نابالغ اسیسر بحیثیت گواہ عمل کرنیکا مجاز نہین ۔

سائل ایک نابالغ کی جائداد میونسپلٹی جسلی نے حسب ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۰ع ایکٹ حصول اراضی لیلی ۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۴۶۰

[*] درخواست نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۹۲ع ۔

سنہ ۹۲
سوامی راؤ بنام کلکٹر دہار آن ولڈ

جنکے معاملات دار جو کہ میونسپلٹی کا زائد ممبر تہا دستاویز خریداری زمین مین شریک تہا نیز انہون نے کلکٹر کے روبرو بوقت تحقیقات اسکی قیمت کی شہادت دی چونکہ قیمت پیش کردہ کلکٹر سائل سے نامنظور کی گئی تہی امور یکہ حسب دفعہ ۱۸ ایکٹ مذکور ڈسٹرکٹ جج کے ہان مرسل کیا گیا تاکہ کل تعداد معاوضہ کا فیصلہ کرے۔ بمطابق اس ایکٹ کے حسب ضوابط کے معاملت دار کو کلکٹر نے اسیسر مقرر کیا۔ جسکا قیمت زمین کے بارہ مین بطور ... اظہار لیا گیا۔ مگر اسکی تقرری پر کوئی اعتراض نہ کیا گیا آخر کار ڈسٹرکٹ جج نے کلکٹر کی قیمت کو قائم رکھا۔ بعد ازان نابالغ نے درخواست حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء

تجویز ہوئی کہ اسی قسم کا معاوضہ ناجائز تہا اندرین حالات معاملت دار معاملہ متنازعہ فیہ مین ذاتی غرض رکھتا تہا جو کہ اسکی حیثیت اسیسر عمل کرنیکے لئے کافی ناقابلیت ظاہر کرتی ہے۔

کاشی رام بنام کلکٹر نیڈیاد (۱) کی تقلید کیگئی۔

نیز تجویز ہوا کہ نابالغ سائل معاملت دار کی قابلیت پر عذر کرنے سے اس واقعہ سے باز نہین رکھا کہ چونکہ اسکے ولی نے عدالت ماتحت مین ایسا عذر پیش نہین کیا۔ اسلئے اُسنے اُس حق کو زائل کردیا ہے۔

بالفرض اگر اسکا اس حق کو تلف کردینا تسلیم بہی کیا جائے تو بہی نابالغ پر کوئی پابندی عائد نہین ہوتی کیونکہ وہ کارروائی اسکے فائدہ کیلئے نہین کیگئی تہی۔

نیز تجویز ہوا کہ جو شخص حسب دفعہ ۱۹ ایکٹ حصول اراضی (نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۴ء) اسیسر مقرر ہو وہ نیم عدالتی امور بجا لاتا ہے اور اسلئے ان کارروائیون مین بحیثیت گواہ شہادت دینے سے ناقابل ہوگا۔

یہ ایک درخواست حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے تہی۔

سائل نابالغ جائداد متنازعہ فیہ کا مالک تہا چونکہ اسنے معاوضہ پیش کردہ کلکٹر لینا منظور نہ کیا اسلئے مقدمہ حسب دفعہ ۱۸ ایکٹ مذکورہ کے ڈسٹرکٹ جج کے ہان مرسل کیا گیا۔

کلکٹر نے معاملت دار علی کو جو نیز زائد ممبر میونسپل کمیٹی تہا۔ اپنی طرف سے اسیسر مقرر کیا وہ مین متنازعہ فیہ کی دستاویزات خرید و فروخت مین بہی شریک رہ چکا تہا۔

مگر معاملت دار کے اسیسر مقرر کرنیکی نسبت ڈسٹرکٹ جج کے ہان کوئی عذر نہ اٹھایا گیا تہا اور نہ اسکی نسبت اراضی متنازعہ کی قیمت کے بارہ مین شہادت دینے وقت کوئی عذر کیا گیا تہا۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۵۵۴۔

سوامی راؤ
بنام
کلکٹر دہار
آف دلاڑ

ڈسٹرکٹ جج نے باتفاق رائے معاملت دار کے کلکٹر کے عوضانہ کو بحال رکہا۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے ہائیکورٹ میں بصیغہ اختیار سماعت غیر معمولی ایک درخواست دائر کیگئی۔

... کلکٹر دہاڑوار کے نام ایک اشتہار جاری ہوا کہ وہ وجہ بیان کرے کہ کیوں فیصلہ ڈسٹرکٹ جج منسوخ نہ کیا جاوے راؤ صاحب واسدیو جی کرلکار وکیل سرکار نے وجہ ظاہر کی :- کہ چونکہ سائل معاملت دار کے عدالت ماتحت میں اسیسر مقرر ہونے پر کوئی عذر نہ کیا گیا اسلئے اسکی نسبت قیاس کرنا چاہیئے کہ اُسنے اعتراض کا موقع کہو دیا- لایق اسیسہ کو نخب کرنا ایک ایسا حکم قانونی ہے جو عہدہ داران معاوضہ کے فائدہ کیلئے ہے اور اگر وہ اسپر خوش ہوں تو وہ اسی منفعت کی جو انکو حاصل ہے پر ایسا کرتے ہیں اور چونکہ سائل کا یہ عذر در بعد از وقت ہے کہ حالت اوس اسیسر عمل کرنیکے ناقابل تہا اسلئے اسوجہ سے تمام کارروائی منسوخ نہیں ہوسکتی پارک گیٹ آئرن کمپنی بنام کوٹس (۱) ملکہ بنام میبور (۲) میکالسٹر بنام لبنٹ اف رچیشر (۳) رڈی مر بنام ہرمزجی دید یا بنام سکرٹری آف سٹیٹ فار انڈین کونسل (۴) پونمبرائن بنام چیتن (۵) کتاب میکس ول دربارہ تشریحات سٹیٹوٹس صفحہ ۳۷۴-

برخلاف اسکے مانک شاہ جہانگیر شاہ :- سائل نابالغ ہے اسکو محافظ معاملت دار کی قابلیت میں اپنا خاص اسکے حق کو زائل کرنیکا اختیار نہیں رکہتا اگر کوئی اُس قسم کا زوال حق لازم آتا ہے تو نابالغ اُسکا پابند نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ صریحاً اسکے منفعت کیلئے نہیں ہے اوڈس بنام سید ہن مینک (۶) نیز معاملت دار مقدمہ زیر بحث میں واتعی غرض رکہتا تہا کیونکہ وہ بحیثیت ممبر مینو سپلٹی دستاویز خرید و فروخت اراضی میں شریک تہا اسکا دو لوزن کلکٹر اور جج کے روبرو بحیثیت گواہ اظہار ہو چکا تہا اسلئے وہ بطور اسیسر کارروائی کرنیکے ناقابل تہا- لوری ڈامنی بنام آسام ریلوے اینڈ ٹریڈنگ کمپنی (۷) کہرک چندپال بنام نرک چندر گتیا (۸) کاشی رام بنام کلکٹر آف پونا- (۹)-

(۱) لارپورٹ کامن بلینز جلد ۵ صفحہ ۶۳۴-
(۲) کوینس بنچ ڈویژن جلد ا صفحہ ۱۹۴-
(۳) کامن بلینز ڈویژن ״ ا صفحہ ۱۹۴-
(۴) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۱۷۷-
(۵) انڈین لارپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۱۵۴-
(۶) کوئینس بنچ ڈویژن جلد ۳ صفحہ ۵۷۷-
(۷) انڈین لارپورٹ کلکتہ ״ ۱۰ صفحہ ۹۱۵-
(۸) ״ ״ ״ ״ ״ صفحہ ۱۰۳-
(۹) ״ ״ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۵۵۳-

جارڈین صاحب جسٹس :- سائل اس معاوضہ پر ڈسٹرکٹ جج نے حسب ایکٹ حصول اراضی ۱۸۷۰ء دلانا تجویز کیا ہے اسوجہ سے اعتراض کرتا ہے کہ اسیسر مقررہ کلکٹر یعنی معاملت دار جیلی جسکی رائے سے جج اتفاق کرتا ہے معاملہ زیر بحث مین ذاتی غرض رکہتا تہا اور اسلئے وہ مطابق اصول نافذہ عدالت ہذا بمقدمہ کاشی ناتہہ بنام کلکٹر آف پونا (۱) ناقابل اسکے تہا معلوم ہوتا ہے کہ معاملت دار اس میونسپل کمیٹی کا جو زمین حاصل کرنا چاہتی تہی زائد ممبر تہا اور باوجود اس حیثیت کے وہ کلکٹر کی طرف سے دستاویز خرید و فروخت مین شریک رہا اور نیز اسنے کلکٹر کے روبرو قیمت کے بارہ مین شہادت دی۔ اسلئے ہماری رائے مین مقدمہ ہذا کو یہ واقعات فیصلہ مذکورہ بالا کی تحت لاتے ہین گرفریق مخالف کیطرف سے یہ عذر پیش ہوا ہے کہ چونکہ سائل نے عدالت ماتحت مین معاملت دار کی قابلیت پر کوئی اعتراض نہین کیا اسلئے خود اسکا عملدرآمد اسکے حق اعتراض کو زائل کرتا ہے اور اسکی تسلیم یا سکوت اسکے مقابلہ مین مانع تقریر مخالف کا اثر رکہتی ہے ہمکو اس سوال کا حل کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا کوئی فریق جو اپنی ذات کیلئے عمل کرتا ہو معاملت دار کے عمل درآمد پر اسطور سے عذر کرسکتا ہے جسطرح سے کہ ایک فریق بروئے کامن لا جج پر جو کہ معاملہ زیر بحث مین انتظام رکہتا ہو عذر کرسکتا ہے سرجنٹ بنام ڈیل (۲) گو سائل کا تسلیم یا سکوت اسکے حق اعتراض کے زائل کرنیکی طرف منجر ہو تو بہی یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو معمولی کارروائی مقدمہ کی منشا رسے باہر ہے اور جیسا کہ مقدمہ روڈس بنام سوینہن بنیک (۳) مین جہانکہ رفیق ثانی نے حق اپیل کہو دیا واقع ہوا دیسا ہی صورت حال مین بہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا ایسی کل کارروائی مین نابالغ کا فائدہ تہا یا نہین بمقدمہ کاشی ناتہہ بنام کلکٹر آف پونا اسیسر کی نسبت قیاس کیا گیا کہ وہ بطور شریک جج کے نیم مناسب عدالتی عمل مین لارہا تہا اور فاضل چیف جسٹس بیان کرتا ہے کہ کسی اسیسر کی رائے سے جسکے ساتہہ جج کا اتفاق ہے مقدار معاوضہ مقرر کیا ہوا ناقابل تنسیخ ہے عدالت نے اس تقرر کو اسوجہ سے منسوخ کردیا کہ معاملت دار جو کہ ایک اسیسر ہی تہا اس معاملہ مین ایک ذاتی غرض رکہتا تہا بے شک ہے کہ اسکے دل مین واقعی طرفداری پیدا نہوئی ہو یہ اصول اُن فیصلجات سے اخذ کیا گیا ہے جنکو انسرس ابرجنٹ (دائنر صاحب کی کتاب اختصار) مین ایک نئے مقدمہ ملکہ بنام میر (۴) تک واضح کیا گیا ہے مگر یہ صریحاً اس قیاس کے برخلاف ہے۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۵۵۳ — (۳) کوئین بنچ ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۵۷۷

(۲) کوئین بنچ ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۵۷۷ — (۴) " " " " ۱ " ۱۷۳

سنہ ۱۸۹۲ء
ناگیش بنام گورراؤ

کہ ایک نابالغ کو فائدہ پہنچ سکے درحالیکہ مقدمہ کسی ایسے جج کے حضور میں پیش ہو جو خود اُسکے برخلاف حق رکھتا ہو مزید بران معلوم ہوتا ہے کہ عدالت ماتحت ڈسٹرکٹ جج کے سامنے درا ثناء دوران مقدمہ بطور گواہ شہادت دی بلحاظ تاثیر قانون ایکٹ کے اسکی ساری دانست مین دراثنے مقدمہ ملکہ بنام ڈون لی (۱) جو اسوقت جبکہ ایک جج بطور گواہ شہادت لیا جاوے اختیار کی جاتی ہے عدالت ہذا کو مقدمہ حال کی تجویز کرنے مین واجب الاتباع ہے بشرطیکہ کوئی شریک ... ہو۔

اسلئے ہم اس معاوضہ کو منسوخ کرتے ہین اور ہدایت کرتے ہین کہ ... مستصواب از سر نو کارروائی شروع ہو اور معاوضہ تجویز کیا جاوے۔

فریق مخالف کو خرچہ عدالت ہذا ادا کرنا ہوگا اور اخراجات ڈسٹرکٹ کورٹ عدالت کی معرفت جبکہ جدید معاوضہ کی تجویز ہوگی فیصل کئے جاینگے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس جارڈین صاحب جسٹس و ٹیلانگ صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۲ء
۲۳-جون

ناگیش (ابتدائی مدعا علیہ نمبر ۱) اپیلانٹ بنام گورراؤ (ابتدائی مدعی) رسپانڈنٹ ٭

دیہہ ... وراثت جائشینی - بعید تر گوتر ج ... دن مین وراثت - گوتر ج ... کے وراثت علی السبیل الادس - عملدرآمد اپیل دوم - اپیل دوم مین جدید امر اٹھایا گیا -

بعید تر گوتر ج ... مین تقسیم وراثت علی السبیل الروس ہوگی کہ علی سبیل الاطو

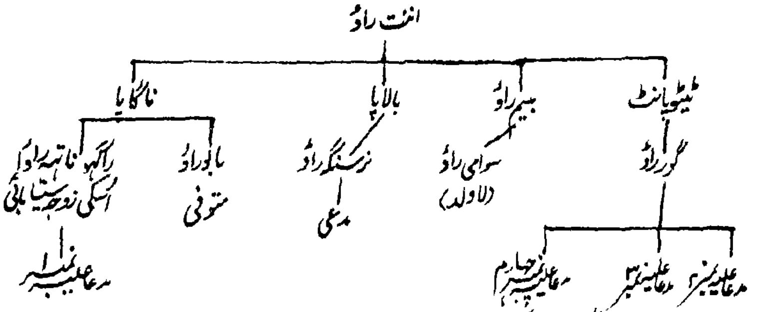
باجہ ... زست ... ہائیکورٹ بر طبق اپیل دوم اول ہی اول نیا امر پیش کیا جا سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ امر مذکور صرف ایک سوال قانونی ہو اور وہ عدالتہائے ماتحت کی تنقیحات سے پیدا ہوتا ہو اور ان تنقیحات کے علاوہ کسی اور واقعہ سے موثر نہو۔

اپیل دوم از فیصلہ ٹی ہاسٹ دیلیس اسسٹنٹ جج دھارواڑ مصدرہ اپیل نمبر ۲۷ سنہ ۱۸۹۰ء مسل ضلع ... مدعی نے بحیثیت وارث ایک شخص مسمی سوامی راؤ بھیم راؤ متوفی کے بغرض دلایا جانے حصہ جائداد مملوکہ متوفی کے نالش کی ذیل کے شجرہ نسب سے فریقین کی رشتہ داری واضح ہوتی ہے -

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۴۰۵

٭ اپیل دوم نمبر ۲۳۲ سنہ ۱۸۹۱ء -

۱۸۹۲
ایس
بنام
لورراؤ



مدعاعلیہم نے (منجملہ دیگر عذرات کے) عذر کیا کہ مدعی متوفی سوامی راؤ کا وارث نہ تھا۔

سبارڈینیٹ جج نے قرار دیا کہ مدعاعلیہ نمبر ا کی ماں سیتا بائی متوفی کی سب سے قریبی گوترج سپنڈا ہے اور اُسنے اس حیثیت سے مدعی کو خارج کر دیا اور اسلئے مدعی کا دعوے معہ خرچہ خارج کیا۔

بر طبق اپیل اسسٹنٹ جج نے قرار دیا کہ سیتا بائی چونکہ لاولد بیوہ نہین ہے اسلئے وہ بترجیح اپنے بیٹے مدعاعلیہ نمبر ا کی وارث نہین ہو سکتی اور چونکہ تمام فریقین متوفی کے برابر درجہ کے رشتہ دار ہین انکو وراثت مین حصہ علی السبیل الاصول پہنچتا ہے اور اسلئے اُسنے مدعی کو فقط ۱/۴ حصہ جائداد متنازعہ فیہ کی بابت ڈگری دی۔ اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعاعلیہ نمبر ا نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

بالاجی بھاگوت منجانب اپیلانٹ:۔ تمام فریقین شخص لاولد کے برابر درجہ کے رشتہ دار ہین انکو حصص وراثت علی السبیل الروس ملینگے نہ کہ علی السبیل الاصول۔ بھتیجے علی السبیل الاصول حصص لیتے ہین۔ دیکھو مین صاحب کا دہرم شاستر دفعہ ۵۲۶۔ ویسا ہی لڑکی کے بیٹون کو علی السبیل الروس حصہ ملتا ہے اسیطرح بھتیجون کے بیٹون کو بھی ویسا ہی حق ملتا ہے اصول یہہ ہے کہ وہ شخص جو اپنے حقوق کی بنا پر حصہ لیتے ہین علی السبیل الروس لیتے ہین دیکھو ڈائیجسٹ ویسٹ اور بولر صاحبان صفحہ ۴۵۹ و ۴۴۵ اور مانڈلیک کا ترجمہ دیا دہرم سیر کہہ صفحہ ۸۱۔

این۔ جی۔ چنداوارکر منجانب ریسپانڈنٹ:۔ امر مذکور پر کوئی سند یا حوالہ حاوی نہین۔ عام قاعدہ وراثت علی السبیل الاصول ہے۔

ٹیلنگ صاحب جسٹس:۔ وہ امر جسپر اسسٹنٹ جج نے مقدمہ ہذا مین بحث کی ہے یعنی دربارہ اس عورت کے جو رکن جائداد مشترکہ ہو اور اپنے بیٹے کو بعید رشتہ دار کے وارث ہونیسے خارج رکھتی ہو سند (۱) سے محتوی ہے۔ اور اپیلانٹ کے پلیڈر نے مناسب طور سے اسکو ترک کر دیا ہے۔

(۱) رلچاوا بنام کالنگا آپا۔ انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۲۱۷

سنہ ۱۸۹۲ء

ناگیش بنام گورراؤ

مگر اسنے اصرار کیا ہے کہ اسسٹنٹ جج نے مدعی کو جائداد کے ایک ثلث حصہ دینے مین غلطی کی ہے کیونکہ مدعی خاندان کی ایسے شش ارکان مین سے ایک رکن ہے جو کہ شخص لاولد سوامی راؤ سے یکسان قرابت رکھتے ہین بروقت سماعت ہمکو جتلایا گیا کہ چونکہ سوال صریحًا سوال قانونی ہے اور بربنائے تنقیحات عدالت ماتحت پیدا ہوا اور ان تنقیحات کے علاوہ اور کسی واقعہ پر ذرا سی بھی متاثر نہین اسلئے ہمکو اپیلانٹ کو (۱) اس امر کا عذر کرنیکی اجازت دینی چاہئے گو کہ وہ کسی عدالت ماتحت مین پیش نہین کیا گیا اور ہماری رائے مین اس سوال کو اپیلانٹ کے حق مین منفصل کرنا چاہئے اسسٹنٹ جج نے قرار دیا ہے کہ وراثت علی سبیل الاصول وارثان کو ملیگی چونکہ مدعی اپنے آپکو تین اصول مین سے ایک کا قائممقام بیان کرتا ہے اسلئے اسکو جائداد کا ثلث ملیگا مگر اس رائے کی کسی سند سے تائید نہین ہوتی۔ وراثت علی السبیل الاصول صریحًا اسصورت مین مقرر ہے جو کہ خاص ٹیکسٹ (مضمون) پر مبنی ہے اسلئے وہ ایسا قاعدہ نہین کہ جسکو اسصورت سے متعلق کرسکین جسسے کوئی صریح (مضمون) متعلق نہوسکے۔ اسی قسم کا قاعدہ تقسیم استری دہن متاکشرا (۲) مین بھی خاص ٹیکسٹ (مضمون) پر مبنی کیا گیا ہے۔ قطع نظر اس سے بعیدی ورثاء اپنے اپنے حق کے مطابق حصص لیتے ہین اور ویسا ہی شخص لاولد تک خواہ متاکشرا کے مطابق وہ ایک یا دوسرے حد شخص لاولد کے شجرہ سے تعلق رکھتے ہین لیکن امر زیر بحث کے لحاظ سے وہ کچھ ضروری نہین مثلاً اسصورت مین یہ سچ ہے کہ بعیدی وارثا بطور قائممقام شاخ انت راؤ واسوامی راؤ کے وارث ہونگے لیکن تمام ارکان خاندان مندرجہ شجرہ ایسے سلسلے سے تعلق رکھتے ہین تقسیم ہائے ضمنی سلسلہ مذکور شاخہائے ٹشو پانٹ اور بالا یا ادنا کا باہمین بر طبق تحقیقات حال بالکل غیر متعلق ہین انکے درمیان ترجیح بعید کو بعید و ہم کر دیگا مگر اس امر کیطرف بالکل لحاظ نہین کہ وہ دو اصول خاندان ہائے شخص لاولد کے الگ الگ قائممقام ہین۔ اسلئے اسصورت مین قاعدہ وراثت علی السبیل الاصول کو بعیدی کو ترجیح سپنڈون کی صورت سے متعلق کرنے کی کوئی کافی دلیل نہین۔ حالانکہ اس صورت مین کئی ایک معقول

(۱) گیریا آپا بنام سنگا آپا بر صفحہ ۱۰۰ رپورٹ ہذا سے مقابلہ کرو۔

(۲) دیکھو سٹوکس کتاب ہندو لا صفحہ ۴۹۱ و ۴۹۲ و مقابلہ کرو سمرتی چندریکا حصہ آٹھوان فقرہ (۵)

(۳) " " " " " ۴۶۳

دریافت ہوتا ہے کہ یہی قاعدہ ظاہر ہوتا ہے۔ اور بذات خود وہ قاعدہ ایسی مقدمات میں بھی بطور قاعدہ مستند مانی گئی ظاہر ہوتی ہے جنمین کہ اسناد کے روسے اسکو تعلق کرنا چاہئے۔ اور یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایسا قاعدہ نہین جسکو مقدمہ ہذا سے تعلق کر سکین اس نتیجہ کی بابت تو ان مثالون سے جنمین ہے جسکو شاستر مین معتبر سمجھا گیا۔ لڑکی کے بیٹون کی نسبت ہمیشہ سے قرار دیا ہے کہ وہ کبھی علی السبیل الاصول وراثت نہین پاتی بلکہ علی السبیل الروس۔ عدالت ہذا نے اپنے ایک تازہ فیصلہ مین بھی یہ اصول قرار دیا ہے (دیکھو پنڈورنگ گوپال بنام رام چوداموور وغیرہ منفصلہ ۲۷ جنوری سنہ ۱۸۹۳ع) اسیطرح سے بہائی کی بیٹون کی صورت مین بھی وہی اصول متعلق قرار دیا گیا ہے ان دونون صورتون مین بالواسطہ وراثت بلاواسطہ ملیگی۔ بھتیجے بحیثیت بھتیجون کے دعویدار ہونگی اور وہ چچا یا چچی سے جیسی کہ ہو اور جو شخص لاولد کے بعد زندہ رہے محروم ہو سکینگے۔ ان بھتیجون اور لعبیدی گو ترج سپنڈون کے درمیان وراثت کے بارہ مین یکسانیت کی نسبت گوترج سپنڈون اور بھائی وارثان کے زیادہ تر لحاظ ہے اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لعبیدی گوترج سپنڈون کی صورت مین اصول وراثت بقاعدہ علی السبیل الروس متعلق ہے نہ کہ علی السبیل الاصول۔ اسلئے ڈگری عدالت ماتحت تبدیل کرتی ہین اور ⅓ حصہ کی بجائے ½ حصہ کی جسکا مطابق شجرہ نسب کے ... ڈسٹرکٹ جج نے ثابت قرار دیا اور مطابق رائے مذکورہ بالا کے مدعی مستحق ثابت ہوتا ہے ڈگری صادر کرتے ہین مگر چونکہ یہ امر پہلے پہل اسی عدالت مین پیش کیا گیا اسلئے خرچہ اپیل ہذا دلایا نہین جا سکتا۔

سنہ ۱۸۹۳
گایتری
بنام
گوردن

سنہ ۱۸۹۲ء
دہونڈی با
کرشناجی وغیرہ
بنام
میونسپل کمشنر
شہر بمبئی۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس :-

ڈھونڈی باکرشناجی وغیرہ مدعیان بنام میونسپل کمشنر شہر بمبئی مدعا علیہم*

غفلت - حق آسایش - حق سہارا مکان کا اسکی متصل زمین سے - اصل مالک درگماشتہ یا ٹہیکہ دار ذمہ داری اصل مالک نسبتاً افعال ٹہیکہ دار - بمبئی میونسپل ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۸۸ء دفعہ ۵۲۷ - نوٹس کافی نوٹس کیا ہے -

مدعیان ایک ایسے گہر کے مالک تہے جنمین ایک فرش زمین اور اوپر کی منزل ۱۹ فیٹ لمبی شمال سے گہر کی جنوب کیطرف ایک گلی ۴ فیٹ ۱۰ انچ چوڑی تہی جو اسکو اور ایک اوپر کی منزل والے گہر سے فاصل تہی مدعیان نے عرضی ہذا مین عذر کیا کہ مدعا علیہ نے جنوری سنہ ۱۸۹۱ء مین اپنے نوکرون سے گلی کے ساتہہ ساتہہ ایک خندق کہدوائی تاکہ اسمین نل لگائے اور اس کام کو ایسی غفلت سے کیا گیا کہ اُس سے مدعیون کے گہر کو نقصان پہنچا اور ایسی خوفناک حالت پر پہنچا کہ جس سے اُسکے گرنیکی امید کیجاتی ہے مدعیان نے ۳۹۹۶ روپیہ کے ہرجانہ کا دعویٰ کیا مدعا علیہ نے غفلت سے انکار کیا اور بیان کیا کہ کام نہ کو اسکے ملازمان یا گماشتون نے نہین کیا بلکہ ٹہیکہ دار نے -

تجویز ہوا کہ مدعا علیہ اپنے ٹہیکہ دار کے افعال کا ذمہ دار ہے کیونکہ کام مین نقصان لایا تہا اور مدعا علیہ ٹہیکہ دار کے ملازم کرنے سے اپنے کو بری الذمہ قرار نہین دے سکتا مدعا علیہ ٹہیکہ دار مدعیان کا ذمہ دار تہا -

منجانب مدعا علیہ حجت کیگئی تہی کہ نوٹس نالش جو منجانب مدعیان حسب دفعہ ۵۲۷ بمبئی میونسپل ایکٹ (۳ سنہ ۱۸۸۸ء) دیا گیا ناکافی تہا نوٹس سے واضح ہوتا تہا کہ ایک شخص ایس آیل نے جو تمہارا ٹہیکہ دار ہے اور جو بوجہ ایسے ہونیکے تمہارا تحت اور ملازم ہے ایک خندق کہودی وغیرہ وغیرہ یہہ عذر کیا گیا کہ یہ کافی نوٹس نہ تہا کیونکہ اس سے فقط مدعا علیہ کے نوکرون اور ایجنٹون کے افعال ہی بناء دعویٰ کا پیدا ہونا ظاہر ہوتا ہے نہ کہ افعال ٹہیکہ دار سے -

تجویز ہوا کہ نوٹس کافی تہا دفعہ سے فقط اتنا ظاہر ہوتا ہے کہ نوٹس مین بناء دعویٰ کی معقول خاصیت کا بیان ہونا ضروری ہے اور یہ خاطر خواہ کیا گیا وہ شخص جسکے ذریعہ نقصان پہنچا شخص کیا گیا ہے اور ان افعال کو جو ضرر کا باعث ہوئے صاف طور سے درج کئے گئے تہے -

نالش بغرض دلا پانے زرہرجہ بقدر ۳۹۹۶ روپیہ ۱۲ آنہ بابت اس نقصان کے ہے جو مدعیان کو مدعا علیہ کی غفلت سے پہنچا عرضیدعوی مین بیان کیا گیا کہ مدعیان ایک مکان چاول واقعہ ہٹر روڈ بمبئی جسمین فرش زمین اور اوپر کی منزل ۱۹ فیٹ لمبی ۱۹ فیٹ ۱۰ انچ چوڑی شامل ہے کے مالک ہین اس مکان کے جنوب کیطرف ایک گلی ۴ فیٹ ۱۰ انچ چوڑی تہی جو دوسرے بالائی منزل چاول اور مدعیان کے چاول کی حد فاصل ہے -

* نالش نمبر ۱۴۱ سنہ ۱۸۹۱ء -

سنہ ۱۸۹۲ء
ڈہونڈی بن کرشنا جی بنام میونسپل کمشنر شہر بمبئی

جنوری سنہ ۱۸۹۱ء مین مدعا علیہ نے اپنے نوکرون کی معرفت گلی مذکور مین ایک خندق ۸ فیٹ عمیق نلون کے گاڑنیکے لیئے کہودوائی۔ خندق مکان مذکور کے ساتہہ جاتی تہی اور خندق کی دونون اطراف کے سہارا رکہی گئین تہین بلکہ کام ایسی غفلت سے سرانجام دیا گیا تہا کہ مدعیان کے مکان کی جنوبی دیوار کی تہ کو نقصان پہنچا اور وہ باہر کیطرف سے پہسل گئی اور بالاخانہ کو بہی ساتہہ لیگئی چنانچہ اُسکو نہایت خطرناک حالت مین کردیا اور اسلیئے مدعا علیہ نے حسب احکام میونسپل ایکٹ اس مکان کو گرادیا اور مصالحہ وغیرہ کو دور کردیا مدعیان نے مبلغ ۹۹۶ روپیہ ۳ آنہ ۱۳ پائی کے ہرجانہ کا دعوی کیا۔ مزید بران مدعیان نے بیان کیا کہ نالش دائر ہونیسے پہلے یعنے ۷ جنوری سنہ ۱۸۹۱ء کو انہون نے مدعا علیہ کو حسب دفعہ ۵۲۷ بمبئی میونسپل ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۸۸ء (دیکھو نوٹ*) نوٹس دیا نوٹس بجانب مختاران مدعیان (مسیرز پین وگلبرٹ وسینی) تحریر ہوا تہا اور اُسمین منجملہ دیگر امور کے مفصلہ ذیل بیان کیا "ہمکو واضح ہوا ہے کہ سیتارام لکشمی تمہارے ماتحت ٹہیکہ دار نے بحیثیت تمہاری ایجنٹ اور نوکر کے ہفتہ گذشتہ مین اس گلی مین جو ہمارے موکل کی چال (مکان) کے جنوب مین ہے ایک خندق ۸ فیٹ گہری بغرض لگانے

* نوٹ۔ دفعہ ۵۲۷۔ ایکٹ بمبئی ۳ سنہ ۱۸۸۸ء حسب ذیل ہے۔

(۱) کسی کارپوریشن کمشنر یا ڈپٹی کمشنر یا میونسپل افیسر یا ملازم میونسپلٹی پر بابت کسی فعل کی جو بتابع یا تعمیل یا منشاء تعمیل ایکٹ ہذا یا بابت کسی غفلت یا نقص بمنیہ کی جو بہ تعمیل ایکٹ ہذا عمل مین آئی ہو۔ کوئی نالش نہ ہوسکیگی۔

(الف) تاوقتیکہ بصورت کارپوریشن بعد ازانکہ نوٹس تحریری چیف میونسپل آفس مین رکہا گیا ہو یا بصورت کمشنر یا ڈپٹی کمشنر یا میونسپل آفیسر یا ملازم میونسپل کے اسکو حوالہ یا اُسکے دفتر یا جائے سکونت پر پہنچا یا گیا ایکماہ نہ گذر جاوے اور جسمین معقول خاصیت بناء دعوے ونام وجائے سکونت مدعی یا اُسکے وکیل یا ایجنٹ کی اگر کوئی ہوا بغرض ایسی نالش کے درج رہیگی۔ اور نہ۔

(ب) بجز اسصورت کے بناء دعوے پیدا ہونیکے بعد ۶ ماہ مین نالش دائر کیجائے

(ج) مدعی کو کسی اور بنائے دعوے ثابت کرنیکی اجازت نہ دیجاویگی سوا اسکے جسکا اس نوٹس مین بیان کیا گیا ہے جس کو حوالہ کیا گیا یا بہیجا گیا ہو۔

(۲) بروقت سماعت ایسی نالش کے۔

د۔ اگر دعوے ہرجانہ کا ہو تو اگر نالش کے دائر ہونیسے پہلے کافی رقم ادا کیجائے یا اگر نالش کے دائر ہونیکے بعد کافی زرنقد معہ خرچہ عدالت مین داخل کردیا جاوے تو نالش خارج کردیجائیگی۔

سنہ ۱۸۹۳ء

ڈہونڈی با کرشناجی وغیرہ بنام میونسپل کمشنر شہر بمبئی

نل پانی کے کہودی - جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ چال کی جنوبی دیوار کی تہہ کہدگئی اور وہ باہر کیطرف نہل گئی اور بالاخانہ کو ساتہہ لیگئی جنوبی دیوار اور دیگر حصص عمارت کے لئے ایسی خوفناک حالت پیدا کی جسکی تصریح میونسپلٹی نے کی ہے اور جسنے ضروری کردیا کہ کارروائیات چال کے اٹہانیکے لئے کیجاوین -

"جنوبی دیوار کے صدمہ کہانیسے مکان کا شمالی بیرونی حصہ بہی ٹوٹ گیا ہے اور اس دیوار کے افق مین ایک بڑا طویل شگاف ۲ سے ۳ فیٹ تک سطح زمین سے اونچا پڑگیا ہے اور اب معمار کو اس دیوار اور مذکورہ بالا بیرونی دیوارونکو جو نیز بیٹہ چکی ہیں ازسر نو بنانا پڑیگا -

"ہمارے موکل اپنی مذکورہ بالا مکان کا ہرجانہ جو تمہاری بے احتیاطی سے مذکورہ بالا خندق کی کہدوائی سے پہنچا - تمہارے ذمہ لگاتے ہین خندق کے اوپر کوئی کناری قائم نہ ہوئی تہی کسی قسم کا سہارا قائم نہین کیا گیا تہا اور خندق تمام گلی کے طول مین نہی کہ تہوڑے حصہ مین بلحاظ عمیق کہودائی اور تنگی گلی ہمارے موکلان کے مکان سے اُسکی بہت قریب ہونیکے اعلی درجہ کی احتیاط ضروری تہی مگر بہی بہی نہایت ضروری احتیاط سے غفلت کیگئی -

ہمارے موکلان اپنا ہرجانہ بقدر ... روپیہ بتاتے ہین اور اگر تاریخ نوٹس سے ایک ماہ کی درمیان انکا تصفیہ کیا جائیگا تو یاد رہے کہ تمہیر ہائیکورٹ مین اسکے اجرا کیلئے قانونی کارروائی کیجائیگی -

ہماری موکلہ ڈہونڈی با کرشناجی بازار مین مقابل وکٹوریا گارڈن سکونت رکہتی ہے ہیربائی کا رام پیرل روڈ پر رہتی ہے اور راگہو با رام جی ہنیز روڈ نمبر ۷ امین سکونت گزین ہے وہ سب کے سب اپنی مکانات مین رہتے ہین -

نالش ہذا کیم ماہ مئی سنہ ۱۸۹۱ء کو دائر ہوئی -

مدعاعلیہ نے ایک تحریری بیان پیش کیا اور مدعی کی بیانات خندق کی کہدائی و غفلت وغیرہ سے انکار کیا اور بیان کیا کہ کہدائی نہ تو مدعاعلیہ نے کی تہی نہ اسکی ایجنٹون یا ملازمان نے جیسا کہ عرضی دعوی سے ظاہر ہوتا ہے کی ہی بلکہ ٹہیکہ دار نے کی ہی - نیز اُسنے اظہار کیا کہ اگر کہدائی نہ بہی ہوتی تو مدعیان کو چال (مکان) کا گرادینا ضروری تہا کیونکہ وہ خوفناک حالت مین تہی بوجہ ایسی حالت کے کہ جو کہدائی سے منسوب نہین کیجا سکتی -

نیز مدعاعلیہ نے تسلیم کیا کہ نوٹس نالش جو مدعیان نے دیا حسب دفعہ ۵۲۷ میونسپل ایکٹ کافی نہین تہا اسلئے مدعیان نالش دائر کرنیکے مستحق نہین -

لینہلم ایڈوکیٹ جنرل) وجارڈین منجانب مدعیان :— یہ واقعہ کہ مدعاعلیہ نے ٹہیکہ دار کو کام سپرد کیا ہوا تہا - اُسکو ذمہ داری سے بریت نہین دے سکتا -

۱۸۹۱ء

دہونڈسی با[illegible] رتناجی وغیرہ بنام میونسپل کمشنر شہر بمبئی۔

ہیوکہس بنام پرسیول (۱) بود ربنام پیٹ (۲) ڈیلیٹن بنام اینگس (۳) کا حوالہ دیا گیا۔
سیل اور سکاٹ منجانب مدعا علیہ:- انہون نے عذر کیا کہ نوٹس نالش مورخہ ۴ جنوری ۱۸۹۱ء حسب دفعہ ۵۲۷ بمبئی ایکٹ ۳ ۱۸۸۸ء کافی نہین اور انہون نے المان بنام جسٹس آف دی پیس فار ٹاؤن کلکتہ (۴) وسٹیل بنام سوتھ ایسٹرن ریلوے کمپنی (۵) کا حوالہ دیا۔

پارسنس صاحب جسٹس:- اس مقدمہ کی بابت کارروائی کرنے مین یہ مناسب ہے کہ اول امورات قانونی یعنے نوٹس کے کافی ہونے اور مدعا علیہ کے اپنی ٹہیکہ دار کے ذمہ دار ہونے پر غور کیا جائے۔

نوٹس کا نہایت اہم حصہ جو نالش سے پیشتر منجانب مدعیان مدعا علیہم کو دیا گیا حسب ذیل تہا "احکام موصوف نے نوٹس ۴ جنوری مذکورہ بالا کو پڑہا اور بیان کیا) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنائے دعوے فقط مدعا علیہ کے گماشتون اور ملازمون کے ہاتھ سے ہی پیدا ہوئی ہے نہ افعال ٹہیکہ دار سے اور کہ بموجب مدعیان اشتہار ٹہیکہ ٹہیکہ دار کا قصور ہے اور مدعا علیہ اپنے نقص فرض کا قصوروار ہے ہرجانہ نہین دلایا جا سکتے مگر قانون (دیکھو دفعہ ۵۲۷ ایکٹ میونسپلٹی بمبئی نمبر ۳ ۱۸۸۸ء) کے رو سے صرف یہ مطلوب ہے کہ بنائے دعوے مدعا معقول مراسب نوٹس مین درج ہو اور میری دانست مین ایسا کیا گیا ہے جبکہ یہہ درج کیا گیا کہ ایک شخص سیتارام لکشمن نے جو ایک ٹہیکہ دار تمہارے ماتحت ہے اور بوجہ ایسا ہونے کے تمہارا ایجنٹ اور ملازم ہے خندق وغیرہ کہود دی "یہ سوال کہ وہ ایک ایجنٹ اور ملازم تہا بروئے قانون غیر قابل سماعت ہے بلکہ شخص مذکور بہ استعمال خاص لفظ ٹہیکہ دار کے مخصوص کیا گیا تہا اسکی حیثیت مخصوص کیگئی تہی اور وہ مختلف افعال جو باعث نقصان ہوئے صاف اور واضح طور سے درج کئے گئے ہین۔ بحالیکہ مدعیان درحقیقت بنائے دعوے مندرجہ نوٹس تک محدود کئے جاوین اسواسطے مین تجویز کرتا ہون کہ بنائے دعوے اس امر کیلیے کافی ہے کہ مدعیان نالش ہذا قائم کر سکین اور مطابق اسکے مین امر تنقیح پنجم وششم پاتا ہون۔

امر دوم یہ ہے کہ آیا مدعا علیہ مقدمہ حال اپنے ٹہیکہ دار کے افعال کا ذمہ دار ہے مقدمہ المان بنام دی جسٹس آف دی پیس فار دی ٹاؤن آف کلکتہ (۴) بغرض اظہار اس امر کے مکرر پڑہا گیا۔ کہ

(۱) مقدمات اپیل جلد ۸ صفحہ ۳۴۴۔ (۲) کوئین بنچ ڈویژن جلد اول صفحہ ۳۲۱۔
(۳) ایضاً جلد ۱۴ ایضاً ۱۴ صفحہ ۹۷، ۹۹ و ۱۰۳۔ (۴) بنگال لا رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۲۶۵
(۵) کامن بنچ رپورٹ جلد ۱۶ صفحہ ۵۵۰۔

دہنجی بائی شنا جی بنام میونسپل کمشنر شہر بمبئی

کہ اگر کسی شخص نے کوئی جائز فعل کرنا ہو اور وہ بغرض انجام دہی فعل مذکور کے کسی لایق شخص کو مقرر کرتا ہے اور فعل کے انجام سے نقصان واقع ہوتا ہے تو اصل شخص جو دوسرے کو مقرر کرتا ہے (دیکھو ہنیر سٹل بنام ملسوتھہ۔ ایسٹرن ریلوے کمپنی (۱)) مگر جب یہ مقدمہ فیصل کیا گیا ہے قانون مین کسی قدر ترمیم کیگئی ہے مقدمہ ڈالٹن بنام انگز (۲) کو ایسا سمجھنا چاہئے کہ گویا قانون اس بارہ مین اسمین مجبہ ہے مقدمہ مذکور بصفحہ ۸۲۹ لارڈ بلیک برن صاحب فرماتے ہین مقدمہ کیو رمین بنام برنٹ (۳) کے وقت یہ قانون طے شدہ سمجھا گیا ہے کہ وہ شخص جو کسی دوسرے کو تعین کرتا ہے اُسکی ذاتی غفلت کا ذمہ دار نہین ہے۔ الا اس صورت مین کہ مابین انکے رشتہ آقا اور نوکر کا موجود ہو پس وہ شخص جو کسی ٹھیکہ دار کو کسی کام کے کرنیکے لئے نہین کرتا ہے ٹھیکہ دار مذکور یا اپنے ملازمان کی غفلت کا ذمہ دار نہین ہے بصورت دیگر وہ شخص جسکو کوئی کام کرانا ہوتا ہے اور جسکا کرنا اسپر فرض قایم کرتا ہے اسوجہ سے اسی ذمہ داری سے جو اسپر فرض مذکور کے سرانجام ہونیکی ملاحظہ کی ہے۔ ایک ٹھیکہ دار کو تفویض کرنے سے بریت حاصل نہین کرسکتا وہ یہہ سودا ٹھیکہ دار کے ساتھہ کرسکتا ہے کہ وہ فرض مذکور کو سرانجام دے۔ اور اسکے ساتھہ شرط کرے کہ بصورت نہ سرانجام ہونے فرض مذکور کے اسقدر ہرجانہ لیگا۔ لیکن وہ خود اس ذمہ داری سے بریت حاصل نہین کرسکتا جو بوجہ سرانجام ہونے فرض مذکور کے نقصان رسیدہ اشخاص کی بابت ہو ہول بنام سٹگیک ریلوے کمپنی (۴) پیکارڈ بنام سمتھہ (۵) ٹرے بنام آشٹن (۶) ملاحظہ طلب اور برصفحہ ۸۱۳ لارڈ واٹسن صاحب فرماتے ہین " جس صورت مین کہ کوئی شخص متعینہ کسی کام کے کرنیکا ٹھیکہ لیتا ہے جو بصورت مناسب طور پر کئے جانیکے اُسکے ہمسایہ کے مکان کو جسکو سہارا دینا اُس کا فرض ہے کہ کوئی نقصان نہ پہنچے گا تو وہ ٹھیکہ دار کی غفلت سے نقصان منتج کا ذمہ دار نہین ہے۔

لیکن ایسی صورت ہے مین جہان کام خطرناک ہو وہ اسوجہ سے اپنے آپکو بری الذمہ قرار نہین دے سکتا کہ اُسنے احتیاط کا بار ٹھیکہ دار پر ڈالدیا یا فریق ضرر رسیدہ کے ساتھہ بحث کرنیمین اُسکا فرض ہوگا کہ اس امر کو دریافت کرے کہ آیا معاہدہ کی تعمیل ہوئی ہے یا نہین اور اسلئے وہ خود بہی ٹھیکہ دار کے ساتھہ نقصان کے تلافی کا ذمہ دار رہیگا " یہ اصول بمقدمہ ہیوگس بنام پرسیوال تسلیم کیا گیا ہے۔ اصول متذکرہ الصدر مقدمہ ہذا سے متعلق ہے کیونکہ یہ کام خطرناک تھا اور ... تھا

(۱) ... جلد ۷ صفحہ ۵۵۰ (۲) ... جلد ۶ صفحہ ۷۴۰ (۳) ... صفحہ ۴۰۹ ...
(۴) ... جلد ۲ صفحہ ۴۴۰ (۵) کامن بنچ (سلسلہ جدید) جلد ۱ صفحہ ۴۷۰ (۶) ... جلد ۱ صفحہ ۳۱۴ ... صفحہ ۳۴۴

کہ مدعا علیہ کی حق سہارا کو جو اس زمین سے اُسکو حاصل تہا جسپر مدعا علیہ کام کرتا تہا قائم رکھتا اسلیئے مین اول و ہفتم امور تنقیح کو حسب مذکورۃ الصدر فیصل کرتا ہون ۔

اب فقط اس سوال واقعہ پر غور کرنا باقی ہے جو دوم و سیوم و چہارم امور تنقیح طلب مین پیدا ہوا ہے جنکا موصوف نے شہادت کا حوالہ دیا اور بیان کیا یہ ظاہر ہے کہ خندق سے گہر کے استحکام پر اثر پہنچا بعد ایک خندق موجود تہی گہر کی ایسی نہایت غیر مامون حالت ہوگئی تہی جسکو کوئی دیگر امر اس سے زیادہ قطعی طور سے ظاہر نہین کرتا جیسے کہ یہہ واقع کہ اس خندق کو فوراً پر کیا گیا جبکہ گہر کی حالت معلوم ہوگئی اور اُسپر اسوقت تک کارروائی نہ کیگئی جب تک کہ گہر گر نہ گیا شہادت مین اس امر کی نسبت بہت اختلاف ہے کہ آیا خندق کسطرح کہودیگئی یا مدعی کے گہر کے سامنے اسکے طول مین یا کہ سامنے کے کسی حصہ تک یا کہ اسپر کوئی کنارہ قائم کئے گئے یا نہین یا زمین کا ہل قائم رکہا گیا یا نہین ۔

نالی کا اسقدر گہرا اور مدعیان کے گہر کے اسقدر قریب کہودنا در حقیقت ایک خوفناک کام تہا اور ایک ایسا امر تہا جسمین نہایت احتیاط و حفاظت بکار تہی جسقدر مدعیان کے گہر کی حالت نازک تھی اسیقدر زیادہ حفاظت و احتیاط کی ضرورت تہی ہمین کچہ شک نہین کہ کافی احتیاط و حفاظت نہین کیگئی جسکا نتیجہ یہی کہ مدعی کے گہر کی نیو کہسک گئی اور نیچے کی بنا پہسل گئی اسکے فرش اور دیوارین پہٹ گئین وہ غیر مامون اور برباد ہوگئین ۔

ایچ ۔ لے ۔ کانگا کی شہادت دربارہ حالت خندق کے جبکہ اُسنے اُسکو دیکہا نہایت مضبوط ہے نہ مدعا علیہ کی جانب سے کوئی شہادت ہے جس سے بلحاظ اعتماد و اعتبار کے مقابلہ کیا جاوے مجکو ان واقعات پر جنکی اُسنے شہادت دی ہے کافی اعتبار اور یقین ہے یہ صاف ظاہر ہے کہ خندق پر کوئی بند نہین رکہا گیا نہ ہر دو گواہان مدعا علیہ کا اس وسعت مین اتفاق ہے جو اس بند کی نسبت بیان کرتے ہین مزید بران اگر کوئی بند وہان ہوتا تو یہ معلوم ہونا ضروری تہا کہ اسکو کیا کیا گیا جبکہ خندق کو ایسی جلدی سے پر کیا گیا ہمارے نزدیک ایسے گواہان پر کچہ اعتبار نہین کیا جاسکتا جو ایسے بند ہٹنے کا دیکہنا بیان کرتے ہین جو موجود نہ تہے اور جنکا اسقدر بڑی خندق ۲۱ فیٹ لمبی ۲ فیٹ عمیق کو دیکہنا جسکا ٹہیکہ دار نامی کیسو بذات خود بحیثیت گواہ مدعا علیہ کے کہودنا بیان کرتا ہے ثابت نہین ہوتا اگر گواہان اس خندق کو نہین دیکھ سکتے تو مشکل ہے کہ وہ اسقدر زمین گہری خندق کو جو وہان تہی دیکھ سکین ۔

مقدمہ ہرمزجی
اردشیر

[illegible]

سنہ ۱۸۹۲

معاملہ ہرمزجی آردشیر

اس شہادت کو بیان کرنا اور اُسپر کسیقدر تفصیل سے بحث کرنی غیر ضروری ہے میری اسغرض کیلئے کوئی شہادت غیر معمولی نہین لی ہے بلکہ شہادت ایسے اشخاص کی ہے جنھون نے مکانات کا بعد ازانکہ نقصان ہوچکا اور مدعیان کا گھر گرگیا ملاحظہ کیا کیونکہ جیسا کہ مینے پہلے بیان کیا ہے یہ بالکل بیفائدہ ہے اس امر کے اظہار سے کچھہ زیادہ نہین ہوسکتا کہ شگاف ایکطرف تھا یا برعکس اسکے یا دو یا تین دیگر طرفون مین بیشک ایسے نقصانات جیسے کہ اس گھر کو پہنچے سوائے خندق کے اور طرح سے بھی پہنچ سکتے تھے۔ لیکن وہ خندق سے پہنچے ہین۔ اور شہادت سے صاف یہ پایا جاتا ہے کہ واقع مین وہ خندق کھودنے سے پہنچے نہ کسی اور طرح سے اسلئے مین امور تنقیح نمبر۲ و۳ و۴ کا مطابق اسکے فیصل کرتا ہون ہرجانہ کی رقم متدعویہ پر کوئی عذر نہین کیا گیا اور وہ بمقدمہ ہذا ثابت ہے اسلئے مین ڈگری مبلغ ۳۸۱۲ روپیہ ۷ رسد خرچہ بحق مدعی صادر کرتا ہون۔

اٹرنیان منجانب مدعیان میسرز پین۔ گلکبرٹ اور سیانی

اٹرنیان منجانب مدعاعلیہ میسرز۔ کراڈفورڈ۔ برڈر بک لنڈ اور بیلی۔

اختیار سماعت دیوالیہ

سنہ ۱۸۹۲ء
۱۳ و ۲۰ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ جولائی
و ۴ و ۵ و ۶ اگست سنہ ۹۲ء

باجلاس: فیرن صاحب جسٹس۔

. بمعاملہ ہرمزجی آردشیر ہرمزجی دیوالیہ۔

دیوالیہ ین۔ ایکٹ دیوالیہ ہند سٹیچوٹ ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۲۱ دفعات ۵۰ و ۵۱ طریق عمل شخص دیوالیہ جو بمنشار دفعات مذکور جرائم کی حد کو پہنچا ہو۔ طریق عمل شخص دیوالیہ بلحاظ مفصلہ ذیل الزامات کے قرضخواہ فریق ثانی کیطرف سے اسپر لگائے گئے یعنی بے احتیاطی کا سودا قرضجات کا معاہدہ درحالیکہ انکی ادائیگی کی کوئی معقول وجہ تھی معاہدہ قرضجات مین۔ بدعملی جائداد کا اخفا کرنا۔ جھوٹے بیانات سے رہائی حاصل کرنا جھوٹے دعاوی سے قرضجات کا معاہدہ۔ بیجا ترجیح۔

شخص دیوالیہ کئی سالون سے بمبئی مین سوداگری کرتا تھا۔ اس کوٹھی (میسرز بی اور ایس ہرمزجی) کو اسکے چچا اور باپ نے سنہ ۱۸۴۳ء مین قائم کیا تھا۔ موخر الذکر کی وفات پر سنہ ۱۸۶۲ء مین ایک شریک پیچھے رہگیا اور   اس وقت   سے

درہندی ناگر بنشا جی بنام میونسپل کمشنر شہر بمبئی

تاعدم ادائیگی وہ تنہا پیشہ سوداگری کرتا رہا۔ عدم ادائیگی اپریل سنہ ۱۸۹۱ء مین ہوئی یکم ماہ مئی سنہ ۱۸۹۱ء کو اسکو دیوالیہ قرار دیا گیا اُسکے ذمہ قرضہ ۲۷۹۸۵۹۱ روپیہ واجب الادا نکلا اُسکی خالص جائداد مکانات وغیرہ قیمتی ۵۱۳۹۰۳ روپیہ کی تہی مگر دیگر جائداد جو ابتک نسکیہ تہی ۶۰۰۱۴ روپیہ کی تہی اُسکی رہائی پر بمبئی کی ۶ بینکوں نے جن سے کہ وہ لین دین کہتا تہا اعتراض کیا اعتراض کی وجوہات حسب ذیل تہین۔

(۱) بے اعتنائی سے سود اسلف کرنا (۲) ایسے حال مین قرضجات کا لینا جبکہ بروقت معاہدہ قرضہ ادا کرنیکی کوئی امید معقول ہو سکتی تہی۔ (۳) قرضجات کے معاہدہ مین سخت بدعملی کا مرتکب ہونا (۴) جائداد کا اخفا کرنا (۵) قرضخواہان مخالف سے جہوٹے بیانات کرکے رہائی پانا (۶) قرضجات کی بابت جہوٹے حیلہ سے معاہدہ کرنا (۷) فریب اور اسقدر رقم تلف کرنیکی غرض سے قرضخواہان کے درمیان تقسیم کرنا یا قرضخواہان مین کسی کو اسکا قرضہ واجب الادا کرنیسے بیجا ترجیح دینی۔

معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۸۹ء کے اختتام سے پہلے کوٹہی کے کاروبار مین کوئی ایسی چیز نہ تہی جسپر کچہہ اعتراض ہو سکے سنہ ۱۸۹۰ء کی ششماہی اول مین اُسکو سوداگری کے مال پر نقصان ہوا کو جو تاریخ ۳۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء تک ۵۵۰،۶۹۴ روپیہ کی مالیتی ہے۔ ۳۰ جون کو ۲۲۹۶۱۱ روپیہ کے مالیتی باقی رہگئی اس تاریخ موخرالذکر سے بالعد شخص دیوالیہ کی طرف کچہہ قصور سمجہا گیا اس تاریخ جبکہ شخص دیوالیہ برآمد چار لاکہہ روپیہ کی مالیتی جائداد رکہتا تہا جسکی قیمت بازاری ۲ لاکہہ روپیہ حاصل ہو سکتی تہی اس حالت بیحالی نے اپنے مال و متاع کے مبادلہ کا ارادہ کیا اور ۶ ماہ مین (یعنی ۳۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء کو پہلے) اسنے برآمد تمام جائداد مالیتی چار لاکہہ روپیہ کا نقصان اُٹہایا علاوہ ازین ۱۹ - اور ۳۳ لاکہہ روپیہ کا نقصان اُٹہایا عدالت نے قرار دیا (۱) بلحاظ وجہ اول اعتراض کے کہ شخص دیوالیہ سخت بداندیش و بے احتیاطی کا مرتکب ہوا ہے مراد دفعہ ۵ ایکٹ دیوالیہ (۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۲۱) کے کوئی جرم نہین ہے کیونکہ جب شخص دیوالیہ نے معاہدہ کیا اسکے پاس سرمایہ کافی تہا اگرچہ اسکی معاملات اسکی حیثیت سے بڑہکر تہی مگر وہ معقول امید رکہتا تہا کہ اسکی جائداد کو ایسا نقصان نہین پہنچیگا جو اسکی جائداد سے بڑہکر ہوگا۔

(۲) دوم سوم وجوہات کی نسبت قرار دیا گیا کہ وے بلحاظ معاملات جو شخص دیوالیہ نے بعد دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء کے لیئے تہی ثابت ہوگئی تہین اور شخص دیوالیہ نے قرضجات کی معاہدہ کرنیمین سخت بدعملی کا مرتکب ہوا کیونکہ اسکو بروقت معاہدہ کوئی معقول یا غالب امید انکی ادائیگی کی نہ تہی اور کہ اسکا طریق عمل زیر منشار دفعہ ۵ ایکٹ دیوالیہ سند آتا ہے دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء مین (بہرحال) شخص دیوالیہ ۱۶ - لاکہہ کا دیندار تہا اور اسنے ایسی بڑے معاہدات کیئے جنسے اسوقت بہی ایک اعلیٰ نقصان ظاہر ہوتا تہا اس حیثیت مین اسنے ایک اور بہاری مبادلہ کا دل مین ارادہ کیا مگر اسوقت اسکے پاس کوئی جائداد نقد مالیت ادا کرنیکے لیئے نہ تہی۔

(۳) چہارم وجہ اعتراض کی نسبت قرار دیا گیا کہ وہ ثابت ہے (۴) وجہ پنجم کی نسبت قرار دیا گیا کہ وہ ثابت نہین ہوئی۔

۱۸ - اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کو شخص دیوالیہ نے کل قرضخواہان کو یکجا جمع کیا مگر انکے سامنے کوئی سچا بیان اپنے کاروبار کی نسبت پیش نہ کیا جسپر کوئی نتیجہ ترتیب دیا جاتا اور جلسہ کو ایک ہفتہ آیندہ تک ملتوی رکہا گیا تاکہ کمیٹی شخص دیوالیہ کی حیثیت وغیرہ کا معاینہ کریں تیاس اور ترتیب دیا گیا کہ اثناء معاینہ مین کوئی کارروائی برخلاف شخص دیوالیہ کے نہ کی جائے اور وہ اپنے کاروبار کو اسیطرح پر جاری رکہے

۱۸۹۲ء

دہنجی بائی رتنا جی
بنام
میونسپل کمشنر
شہر بمبئی

لیکن شخص دیوالیہ نے حلفاً بیان کیا کہ وہ ایسی عدم ادائیگی کو تو مدنظر رکہتا تہا اگر وہ کوٹہی کے کاروبار کے جاری رکہنے کے درپے تہا اُسی ہفتہ میں شخص دیوالیہ نے مبلغ ۳۰۰۰ ۱۳۱ روپیہ واجب الادا بربنا ایک بل ایک بنک کو اور مبلغ ۲۷۴ روپیہ واجب الادا بربنا ایک مکرر حساب جو خفیف اخراجات زمانہ حال تہے اور ۱۰۰ روپیہ اپنے سالیسٹران کو جو قرضخواہوں کی مدد بدوں کے لئے (اسٹرنمنڈ ڈیڈ) دستاویز اعتبار تیار کر رہی تہی ادا کئے۔ عدالت کی یہ رائے ہوئی کہ شخص دیوالیہ کا طریق عمل جو ان ادائگی ہائے کے ادا کرنے میں اختیار کیا گیا ہے ایسے جرم کی حد تک نہیں پہنچا جسکا پنجم وجہ اعتراض میں الزام لگایا گیا ہے یعنے کہ قرضخواہان مخالف سے جہوٹے بیانات کر کے رہائی حاصل کیجاوے۔

(۵) وجہ ششم کی نسبت قرار دیا گیا کہ یہ بہی ثابت نہیں ہوئی۔ ۱۴ ماہ مارچ کو شخص دیوالیہ کے بجوابات تحقیقات بنک منیجر چارٹرڈ بنک کو یقین دلایا کہ اُسکی کوٹہی صحیح و سلامت اور سالونٹ معقول ہے حالانکہ اسکو معلوم تہا کہ وہ ان سالونٹ ہے اس تاریخ کو منیجر مذکور نے دیوالیہ کے بل کی بابت ۲۰۰۰ پونڈ منظور کیے جنکی بابت ضمانت دیگئی بعد ازاں شخص دیوالیہ نے دیا ایک بل قیمتی ۱۰۰۰ پونڈ بنک کے پاس فروخت کیا مگر معاملہ یہی ایک سابقہ معاہدہ کی ایفا کیلئے عمل میں آیا منیجر کی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ دیوالیہ کی غلط بیانی سے نہیں کیا گیا بباعث اس معاہدے کہ اُسنے بعوض مبلغ ایک ہزار پونڈ کی ہنڈی کو خرید عدالت کی یہ رائے ہوئی کہ معاملہ مذکور دفعہ ۵ کی منشا میں نہیں آتا۔

ہفتم وجہ ترجیح بیجا کی نسبت قرار دیا گیا کہ وہ ثابت نہیں ۱۲۔اپریل ۱۸۹۱ء کو عین اُس تاریخ سے پہلے جبکہ شخص دیوالیہ نے قرضخواہوں کو یکجا جمع کیا اُسنے ۵۰۰ پونڈ میدا ایلیٹ لینڈ سینیر کمپنی کو انگلینڈ میں بہیجے اس کوٹہی نے شخص دیوالیہ کے ان بلوں کو جنکے لینے پر وہ مجبور تہی قبول کیا لیکن سب سے پہلا بل مورخہ ۳ مئی ۱۸۹۱ء سے واجب الادا نہیں تہا اُسکا دستور یہ تہا کہ وہ ایک یا دو دن قبل واجب الادا ہونے بلوں کے روپیہ ارسال کر دیا کرتا تہا عدالت نے قرار دیا کہ معاملہ مذکور حسب دفعہ ششم بیجا ترجیح نہیں کہتا۔ فی الحقیقت وہ ایک دیدہ دانستہ ادائگی تہی۔ لیکن بمنشا دفعہ مذکور فریبانہ ادائیگی نہیں سمجہی جا سکتی کیونکہ محض عمداً قرض کا ادا کرنا دفعہ مذکور کے منشا میں نہیں آتا اس قسم کی ادائیگی کیلئے ضروری ہے کہ فریب وہو یا اس امر دیدہ عمل میں آئے کہ اس رقم کو جو قرضخواہوں میں تقسیم ہونیوالی ہو تلف کیا جاوے یا قرضخواہوں میں سے کسی کو ترجیح غیر مرجح دیجاوے محض ادائگی دیدہ دانستہ سے تعزیری فریب اخذ نہیں کیا جا سکتا اس واقعہ سے اس سے زیادہ کچہہ ثابت نہیں ہوتا کہ ایک شخص حالت دیوالیہ میں دیدہ دانستہ ادائگی کرتا ہے شخص دیوالیہ جانتا تہا کہ وہ نہایت مشکلات میں پہنسا ہوا ہے مگر اُسنے یقین کیا کہ وہ ان مشکلات پر غالب آئیگا اُسنے ۵۰۰ پونڈ زیادہ تر اس منشا سے بہیجا کہ وہ انگریزی لین دین کو قائم رکہیں نہ کہ اس ارادہ سے فریبانہ ترجیح دے۔

جبکہ بیجا ترجیح تعزیری ہو تو عدالت کا اس امر کی نسبت لطمینان ہونا لازمی ہے کہ نقصان رسان ارادہ جو ملزم قرار دینے کیلئے ضروری ہے شخص دیوالیہ کے دل میں موجود ہے اور اُسکو تاوقتیکہ حالات سے کوئی اور اغلب نتیجہ نہ نکلتا ہو تسلیم نہیں کرنا چاہیئے۔

شخص دیوالیہ کا قرضہ جو واجب الادا ہو بدون ادائگی کے بری الذمہ ہونا بیشک دفعہ ۵ انڈین انسالوینٹ ایکٹ کی منشا میں داخل ہے (سٹیٹوٹ ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۲۱)۔

شخص دیوالیہ کئی سال سے کاروبار سوداگرانہ بمقام بمبئی بنام فرم سہرمزجی اینڈ سنس۔ ہرمزجی و کمپنی کرتا تہا۔

۱۸۹۱ء بحوالہ فرزی اردشیر

یکم مئی ۱۸۸۱ء کو اسے دیوالیہ قرار دیا گیا وہ مبلغات ۹۱ ۵ ۹۸ ۷ ۴ روپیہ کا ذمہ وار تہا اسکی صریح جائداد مالیتی ۵۱۳۹۰۳ روپیہ اور دیگر جائداد مشکوک مالیتی ۶۰۰۱۴ روپیہ کی تہی۔

اسکی رہائی پر چارٹرڈ مرکنٹائل بنک اور چارٹرڈ بنک انڈیا اسٹریلیا وچائنا اور نیشنل بنک انڈیا وہانگ کانگ وشانگہی بنک آگرہ بنک نیو اورینٹل بنک معترض ہوئے۔

وجوہات اعتراض شمول مسل حسب ذیل تہین۔

(۱) بے احتیاطی کا سودا۔

(۲) قرضجات جنکی بابت معاہدہ ہوا تہا حالانکہ اسوقت جبکہ معاہدہ کیا گیا کوئی معقول امید انکی ادائیگی کی نہو سکتی تہی

(۳) ان قرضجات مین جنکی بابت معاہدہ کیا گیا سخت بدعملی۔

(۴) اخفاء جائداد۔

(۵) قرضخواہان مخالف سے جہوٹے بیانات کے ذریعہ بریت حاصل کرنا۔

وجوہات اعتراض مذکورہ بالا تمام مخالف فریق قرضخواہان کیطرف سے دائر ہوئی تہین مگر چارٹرڈ بنک نے علاوہ انکی ایک اور دلیل مخالف حسب ذیل پیش کی تہی۔

(۶) جہوٹے دعاوی سے قرضجات کا معاہدہ کرنا دیوالیہ کے سوال جرح کرنیکے بعد اسکو بذریعہ اعتراض شامل مسل کرنیکی اجازت دیگئی تہی۔

(۷) فریبًا یا بارادہ تلف کرنے اس رقم کے جو قرضخواہوں کے درمیان تقسیم ہونیوالی تہی اس ارادہ سے کہ قرضخواہان کو ترجیح بیجا دیجائے دیوالیہ کا کسی قرض واجب الادا کو یا ایفا کر دینا۔

اب اُسنے حسب دفعہ ۴۷ ایکٹ دیوالیہ ہند سٹیٹوٹ ۱۱ و ۱۲ دکٹوریا باب ۲۱ کے اپنی بریت کی بابت درخواست دی۔ الویری اور سکاٹ منجانب دائنان معترض:- انہون نے اول تین وجوہات کی نسبت حوالجات مفصلہ ذیل بیان کئے۔ یکطرفہ مقدمہ مین (۱) یکطرفہ جالس (۲) یکطرفہ ددرنفورد (۳) یکطرفہ برلفورڈ (۴) یکطرفہ وائیٹ (۵) یکطرفہ سلیمن (۶) نسبت بیجا ترجیح کے نیولس بنام کاوٹر (۷) برودن بنام کیمپٹن (۸) وسٹ بنام کوپر (۹) بچر بنام سٹیڈ (۱۰)۔

(۱) لا رپورٹ چانسری جلد ۳ صفحہ ۶۵۰ (۶) کوئین بنچ ڈویژن جلد ۱۴ صفحہ ۶۳۹

(۲) ڈی گس اینڈ سمیلز رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۲۵ - (۷) لا رپورٹ پریوی کونسل جلد ۴ ص ۴۳ رائے لارڈ ویسٹبری -

(۳) " " " " ۳۹ - (۸) لا جرنل (کامن پلیز) جلد ۱۹ ص ۱۲۹

(۴) " اینڈ میکناٹن اینڈ گارڈن رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۳ (۹) کوپر رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۶۲۹ بصفحہ ۶۳۴ -

(۵) کوئین بنچ ڈویژن ج ۱۴ ص ۶۰۰ (۱۰) لا رپورٹ انگلینڈ اینڈ آئرلینڈ جلد ۷ صفحہ ۸۳۹

۱۸۹۲ء

بمعاملہ ہرمزجی اردشیر

بمعاملہ شنگ (۱) یکطرفہ گرینفہ (۲) یکطرفہ ہل (۳) سنگلٹن بنام ٹیلر (۴) ولسن بنام بالفور (۵) نسبت جہوٹے مکروحیلہ کے سکا بنام ولہمین (۶) سرکار بنام ولشٹر (۷) نیز دفعات ۵۰ و ۴۲ ایکٹ دیوالیہ ہند سٹیٹوٹ ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۲۱ جو کہ مطابق دفعات ۴۸ و ۳۲۲ اسٹیٹوٹ ۷ جارج سوم باب ۵۷ کی تہیں کے حوالجات بیان کئے گئے ۔ نیز سٹیٹوٹ ۱ و ۲ ولیم ۴ باب ۵۶ - ایکٹ دیوالیہ انگلینڈ ۱۸۴۹ء وسٹیٹوٹ ۱۲ و ۱۳ وکٹوریا باب ۱۰۶ دفعہ ۲۵۶ سٹیٹوٹ ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۳۴ دفعہ ۲۲۱ وسٹیٹوٹ ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۲ دفعہ ۱۳ کے حوالجات دئے گئے ۔

لینگ (لٹیلٹن ایڈوکیٹ جنرل) جارڈی ورسل منجانب شخص دیوالیہ - انہوں نے مارگن بنام برنٹ (۸) دیکطرفہ ڈوان ہین (۹) لمر بنام شیو پیشاد (۱۰) یکطرفہ جیکنس (۱۱) پیٹنٹ بنام منانک باندورانگ (۱۲) کا حوالہ دیا اور نیز سٹیٹوٹ ۱۲ و ۱۳ وکٹوریا باب ۱۰۶ و اسٹیٹوٹ ۶ جارج ۴ باب ۱۶ دفعہ ۳ کا حوالہ دیا ۔

فیرن صاحب جسٹس :- ہرمزجی اردشیر مرکیم مئی ۱۸۹۱ء کو دیوالیہ قرار پایا اسکی قرضجات اور ذمہ واریاں جنکا انکی فہرست مین ذکر ہوا ۔ ۷ - ۱۳ - ۱۵۹۱۸۹۷۴ روپیہ تک ہین اور اسکے مقابل ۵ و ۱۳ یا ۱۴ - لاکہہ روپیہ کی جائداد کا (اگر مناسب طور سے اسکی قیمت کا تخمینہ کیا جاوے) مالک ہے - انہوں نے ۲۸۴۶ ۱۸ روپیہ ۸ ر ۴ آنہ وصول کرلئے ہین کچہہ اور رقومات بہی خاص خاص جائداد دیوالیہ کہ جو ڈبلیو میتھی سن اکیسٹرا کمپنی لنڈن سے ادا ہو سکتی ہین مگر میرے نزدیک قومات مذکورہ بالا حساب میں شمار کرنیکے قابل ہین -

اب شخص دیوالیہ نے حسب دفعہ ۴۷ ایکٹ دیوالیہ ہند ایکٹ ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۲۱ نالش کی ہے کہ اسکی ذات کو بری الذمہ قرار دیا جاوے جسپر مفصلہ ذیل بنکوں نے جو اس سے مفصلہ ذیل قرضہ لینا کہتی ہے اعتراض کیا ہے

ڈی چارٹرڈ مرکنٹائل بنک ۱ - ۱۰ - ۸۶۵۵۴۳۰ - ڈی ہانگ کانگ شانگہی بنک ۴ - ۱۱ - ۹۶۱۴۰۳ -

ڈی نیشنل بنک ۳ - ۱۴ - ۸۶۵۶۲۲ روپیہ ڈی اگرہ بنک ۱۱ - ۰ - ۴۷۷۴۳۲ -

ڈی چارٹرڈ بنک ۸ - ۱ - ۳۳۰۶۱۷۲ روپیہ ڈی نیو اورنیٹل بنک ۵ - ۴ - ۱۲۳۳۸۳ -

ان کل رقومات کا مجموعہ ۳۸۶۰۶۹۰ - روپیہ ۱۱ ر ۵ پائی ہوتا ہے -

(۱) کوئین بنچ ڈویژن جلد ۲۵ صفحہ ۵۰۵ - (۶) کاکس رپورٹ فوجداری مقدمے جلد ۶ ص ۱۵۳ -
(۲) چانسری ڈویژن جلد ۳۴ صفحہ ۶۹ - (۷) " " " جلد ۱۲ ص ۶ -
(۳) " " " " ۶۹۵ - (۸) بینل واکس رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۲۸۹ -
(۴) یوسنگو سنیٹ ویلیز رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۸۳ - (۹) لا جرنل (مینو دیوالیہ) ۳۲۷ / ۴۹۷ -
(۵) کیمبل رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۵۷۹ (۱۰) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۸ صفحہ ۹۰ -
(۱۱) [illegible]
(۱۲) [illegible]

۱۸۹۳
دہنڈی بائی صاحبہ
بنام
میونسپل کمشنر
شہر بمبئی

باقی کے قرضخواہان بنسبت رقومات مذکورہ کے کم رقومات یعنی ۵۰۰ سے کمی لینی رکہتی ہین سوائے مول چند کے جسکا قرضہ ۱۱۳۲۷ روپیہ ۱۲ آنہ ۵ پائی بابت دلالی کے واجب الادا ہے اور خوشحال چند کے جسکا قرضہ ۱۸۱۴ روپیہ بنسبت ہنڈی کے جو جواہرات کی بابت فروخت کی گئی نکلتا ہے اور جسکا حساب فروخت بوقت تیاری فہرست وصول نہین کیا گیا تہا اور پریم چند رائچند کی جنکو رائل کمیشن کے حصہ کی بابت جو اس سے پہلے حاصل نکئے گئے ۱۴۷۵۴ روپیہ ۶ آنہ ۹ پائی واجب الادا ہین اور کیمپ بائر دی پیرس کے جو ۱۷۲۵۰ روپیہ ۱۲ آنہ ۹ پائی کا قرضخواہ تہا اور سوائے دیگر ایک شخص مسمی جان ایلیٹ اینڈ سنز آف لنڈن قرضخواہ ۳۱۲۰ روپیہ ۱۲ آنہ ۱۱ پائی و میتھیسن و کمپنی آف لنڈن کے جو ایک ۲۳ ف تو لفہرست قرضخواہان ۲۰۸۱۹۵ روپیہ ۹ آنہ ۵ پائی قرضہ کہتے ہین اور دوسری جانب بطور قرضداران ۱۸۷۱۰۴ روپیہ ۸ آنہ ۹ پائی مین درج تہے۔

اگر ایسا ہی حال ہے تو دیوالیہ کے کل قرضجات یافتنی تقریباً ۲۵۸۱۹۵ روپیہ ۹ آنہ ۵ پائی کل قرضجات واجب الادا سے منہا کرنیکے بعد ۳۹۶۰۴۰ روپیہ ۴ آنہ ۲ پائی واجب الادا رہینگے میری رائے مین رقومات مذکورہ بالا ثابت نہین ہوئین لیکن انکو فہرست مین درج کیا گیا ہے اور بغرض تحقیقات انکو صحیح تصور کر سکتے ہین اسلئے یہ سمجہنا چاہیے کہ سوائے جان ایلیٹ اینڈ سنز آف لنڈن کے تمام قرضخواہان دیوالیہ اسکی رہائی پر معترض ہین وجوہات اعتراض حسب ذیل تہین۔

(۱) بے احتیاطی کا سودا (۲) قرضجات کی بابت معاہدہ کرنا ایسے حال ہین کہ بروقت معاہدہ انکے ادا کرنیکے کوئی معقول یا اغلب امید نہ تہی۔ (۳) اسکی سخت بدعملی معاہدہ قرضجات مین اسوجہ پر غور کرتے ہوئے ان تمام قرضجات پر لحاظ کرنا ہوگا جو اسکی ادائیگی کی تمام وسائل سے جو باثنائے معاہدہ (بلحاظ اسکی واقعی جائداد و دیگر جائداد کی جسکی اسکو امید تہی) موجود تہے اس قدر کثرت سے بڑہ گئے جن سے ایسا معاہدہ کرنے مین اسکی سخت بدعملی ثابت ہوتی ہے (۴) اخفاء جائداد (۵) قرضخواہان معترض سے جہوٹے بیانات کے ذریعہ رہائی پانا۔ یہ وجوہات تمام فریقہائے معترض کیطرف سے پیش ہوئین مگر چارٹرڈ بینک نے علاوہ برین ایک اور وجہ بیان کی ہے جو اسکے نزدیک نہایت معتبر ہے (۶) جہوٹے حیلہ بہانہ سے قرضجات کی نسبت معاہدہ کرنا۔

دیوالیہ کے سوال اجرح کے ختم ہونے پر چارٹرڈ مرکنٹائل بینک کے کونسل مسٹر لانگ نے دیگر وجوہات اعتراض پیش کرنیکیلئے

بمعاملہ هرمرجی

کے لیئے اجازت مانگی۔ تمام واقعات جنسے کہ ان وجوہات کی تائید ہوتی ہے قرضخواہان معترض کو بروقت پیش کرنیکے معلوم تہین یا انکے عدم کے ذریعات مین داخل نہین یعنی بہت سے مقدمات مین ایسی اجازت دینے سے انکار کیا کیونکہ مین نے ان وجوہات سے جنکو اپنے موقع پر بیان کیا گیا ہے خیال کیا کہ شخص دیوالیہ کو اگر وہ مقدمہ کے ابتدا مین پیش نہ ہوگا اور اسپر اعتبار نہ کیا جائیگا جوابدہی مین سخت نقصان پہنچیگا اور نیز اسلئے مینے خیال کیا کہ اختیارات عدالت جو اسکو حسب قاعدہ ۴۰ عطا ہوئے ہین نہایت احتیاط سے عمل مین آنے چاہئین۔

مینے اسکو ایک اور ایسے اعتراض پیش کرنیکی اجازت دی جو صاف صاف ایسے اقبال پر مبنی تہی جو شخص دیوالیہ نے جان ایلیٹ اینڈ کمپنی کو مبلغ ۵۰۰۰ پونڈ ادا کرنیکی بابت کیا تہا کیونکہ اسکے واقعات دیوالیہ کو واقعی معلوم تہے اور کسی کے نہین اور وجہ مذکور بہ تفصیل ذیل ہے (۱) فریب سے یا بہ نیت ضائع کرنے رقم کے جو قرضخواہون کے درمیان تقسیم ہونیوالی تہی یا قرضخواہون کو ترجیح غیر واجب دینے کی نیت سے شخص دیوالیہ کو قرضہ واجب الادا سے بری الذمہ قرار دینا۔

وجہ اعتراض اول دفعات ۵۰ یا ۵۱۔ ایکٹ دیوالیہ ہند کی منشا مین داخل نہین یعنے اسکی بابت اسی امر کی کہہ صراحت نہین کیگئی کہ وہ ان دونون دفعات مین سے کسیکو اثر نفاذ دینے کیلیئے ضروری ہے اگر ایسا ثابت ہو جاوے تو مین اسوجہ سے حسب دفعہ ۷۴ ایکٹ مذکور دیوالیہ کی رہائی کو ملتوی کرنیمین راست ہونگا فقط اس امر مین شک باقی ہے بمعاملہ گوپال چند رسین (۱) ایسا ہی قرار دیا گیا مگر میرے قیاس مین بجز اسکے کہ واقعات مذکور دوسرے اور تیسرے اعتراضات کے ضمن مین داخل ہون حسب دفعہ ۵۱ جرم نہین قرار پاسکتے نہ وہ صریحاً دفعہ ۵۰ کے منشا مین آسکتے ہین۔

شخص دیوالیہ بروقت دیوالیہ قرار پانیکے ایک کوٹھی موسومہ بی اینڈ سے هرمرجی کا مالک تہا جسکو اسکے چچا اور باپ نے سنہ ۱۸۳۰ء مین قایم کیا تہا سنہ ۱۸۸۲ء مین موخر الذکر کی وفات پر شخص دیوالیہ تنہا شریک باقی رہگیا اور تا عدم ادائیگی ایسا ہی رہا اس امر کی کوئی شہادت نہین کہ اسوقت جبکہ شخص دیوالیہ تنہا مالک باقی رہا کوٹھی کا سرمایہ کیا تہا۔

لیکن دیوالیہ قرار پانیکے وقت سے اسکے کاغذات بحیث

(۱) ہولنوز جلد ۲ صفحہ ۱۱۹

۱۸۵۲ء

بمواد ہم

ہرمزجی

جن سے سنہ ۱۸۶۶ء کے اختتام پر اور اُسکے مابعد کے سالون مین کوٹھی کی حیثیت ظاہر ہوتی ہے خرچ سرمایہ جائداد سے زیرنگرانی شخص دیوالیہ کے طیار کئے گئے تھے ان کاغذات بجٹ کو کوٹھی کی بہی کتابون سے مرتب کیا گیا تھا میرے سامنے انکی صحت کی نسبت کچھ اصرار نہین کیا گیا سوا ان دو صورتون کے جنکا ذیل مین ذکر ہے -

(۱) ہر ایک سال کے اختتام پر کوٹھی کو ایسا کرنا غیر معمولی نہ تھا کہ وہ کوٹھی کے قایممقامان لنڈن کے بلز آف ایکسچینج پیش کرے اور انکو فروخت کرے اور جو کچھ اُنسے حاصل ہو اُنکو کوٹھی کے کریڈٹ مین جمع کردے جو رقومات اسطرح سے وصول ہوتی تھین کوٹھی دیوالیہ اُنکو ایسے بلون کے ایفا کیلئے جنکو اُس نے حاصل کیا ہو تا لنڈن کو روانہ کرتے اور اسیطرح کتابون مین جمع ہونیکے باعث اُنکو کوٹھی کی جائداد کا جزو کہا جاسکتا ہے -

بلاشک ایسی جائداد کے برخلاف کوٹھی کے حاصل کردہ بلون کے ایفا کی ذمہ داری کوٹھی کا [illegible] بقدر ہوگی مگر عام دستور کے مطابق اس سال کے حسابات کو جو ابھی ختم ہونیکو ہون ایسے قرضہ مین شامل نہین کیا جاتا تھا بلکہ دستور یہ ہوگیا تھا کہ سال مابعد کے شروع مین جبکہ بل کی قیمت بذریعہ تار یا دیگر طور سے لنڈن کو روانہ ہوا اُس قرضہ مین شامل کیجائے چونکہ مہاجنون (بینکرس) سے اسغرض کیلئے روپیہ لیا جاتا تھا اور اُسکو ارسال کیا جاتا تھا اسلئے وہ حسابات بینک کے ذمہ وار ہین اور اسلئے کل قایممقامان کے حسابات جو سال کے اخیر بجٹ مین مندرج ہوسکین تا اختتام سال لنڈن کے قایممقامان کے حسابات سے تطبیق کہا سکین اسحالت مین کتابون کے مرتب کرنے مین کوئی نقص نہ تھا لیکن جون ہی اُسکو مرتب کیا گیا کاغذات بجٹ جنکو بہی کہاتون سے مرتب کیا گیا تھا اُن بلون کے رقوم سے جو لنڈن کے نام لکھی اور بھیجی جاتی تہین اور جنکے کاغذات بجٹ مین ذمہ داری ظاہر نہ کیجاتی تہی کوٹھی کی صحیح حیثیت ظاہر کرنیسے رک گئے اگرچہ ایسے بلون کی آمدنی اُنمین بطور ایک جائداد کے ظاہر ہوتی ہے اسلئے مین ایسے بلون کو آیندہ "مشکوک بل (یا مذبذب بل) کے نام بیان کرونگا -

(۲) دوسری صورت جسمین کہ کاغذات بجٹ پر اعتراض کیا گیا یہ ہے کہ کوٹھی کی جائداد کی قیمت ان مین بڑھا کر لکھی گئی تہی - اعتراض نمبر ا مسمی شخص دیوالیہ [illegible]

بمعاملہ ہرمرجی

تمام جائداد و دیگر متاع کی قیمت کا غذات بحث مین وہی ظاہر کیگئی ہے جو بہی کہاتہ سے ظاہر ہوتی ہے اصلی نقد قیمت اسمین درج ہوئی ہے اسصورت مین قرضخواہان معترض عدالت کو ایک بڑی سخت رائے اختیار کرنیکی رغبت دلاتے ہین جب کوئی سوداگر کوئی سودا کرے تو اسکو اول اپنی حیثیت پر خیال کرنا لازم ہے کہ اگر اس سودا مین نقصان ہو تو آیا اسکی جائداد اغلب نقصان کے ادا کیلئے کافی ہوگی - اس تخمینہ کرنے مین اسپر لازم ہوگا کہ وہ فریب یا بددیانتی سے اپنے مال و متاع کی زیادہ قیمت نہ لگاوے لیکن برخلاف اسکے لازم نہ ہوگا کہ وہ ہر ایک قسم کی ٹہیک ٹہیک تفتیش یا تحقیقات کرے ایک ناعاقبت اندیش شخص سے ایسا ہی کرے مگر میری رائے مین مابعد کے واقعات سے ایک شخص کے طریق عمل کو جانچنے کیلئے عدالت کوئی اس سے اخلاقی یا تجارتی کاروبار مین نامعقول عملدرآمد کا مواخذہ نہ کریگی اگر وہ بروقت سودا سلف کے اپنا مال و متاع کی ایسی قیمت کو لگائے جسکو وہ نیک نیتی سے مناسب بیان کرتا ہو -

فرد بحث سنہ ۱۸۸۶ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ مال و متاع کی قیمت قرضجات مبلغ ۸۹۲۸۰.۵ روپیہ سے بڑہکر تھی سنہ ۱۸۸۶ء کے فرد بحث سے بقدر ۶۰۴۲۲۶ اور سنہ ۱۸۸۸ء سے ۵۹۴۹۹۲۳ اور سنہ ۱۸۸۹ء سے ۵۵۰۷۹۴ اور اول ششماہی سنہ ۱۸۹۰ء سے تا ماہ جون ۲۲۹۲۹۲ روپیہ کی افزونی ظاہر ہوتی ہے -

یہ کل رقومات دیوالیہ کے ہر سال کے لین دین پر (خواہ کتنی ہین) اسکے نام کتابون مین درج ہوچکی ہین -

گو کہ ہرمرجی کی دیگر جائداد خانگی ایسے اموال مین شامل نہین -

دیوالیہ کا بیان ہے کہ اس عرصہ مین تا اختتام ۳۰ ماہ جون سنہ ۱۸۹۰ء وہ ایک مفید اور بخطر کاروبار رکہتا تہا جس مین اسکو قریب ایک لاکہہ روپیہ سالانہ کی آمدنی ہوئی وہ کاروبار کچہہ تو تجارتی اور کچہہ مالی قسم کا تہا لیکن موخر الذکر نہایت معقول تہا اور اس لیئے اسکی نوعیت اور وسعت معلوم کرلینی نہایت ضروری ہے کاروبار مذکور ہوم برو اینڈ کمپنی چارٹرڈ مرکنٹائل کمپنی لنڈن اور کسی قدر ایلیٹ اینڈ کمپنی کے ساتھ جاری تہا مگر نہایت پیچیدہ طور سے ہیں ہوم برو اینڈ کمپنی کے اس کاروبار کی نوعیت بیان کرتا ہون -

شخص دیوالیہ ہوم برو اینڈ کمپنی کے نام عموماً چار ماہ کے بعد بل لکہا کرتا تہا اور اُس کو بمبئی مین بہیجتا اور اُسکی آمدنی سے بل بمیعاد چہہ ماہ خریدتا -

۵ - اپنے مال و متاع کی قیمت معمولی قیمت سے بڑہکر لگا سے اور نفع پر کہ قیمت حقیقی کا تخمینہ ایسا ہی کرے -

بمعاملہ هرمرجی

اور اسطرح سے اُسکے کاروبار کم وبیش ساتھ ساتھ جاری ہے اُسنے بل میعادی چھہ ماہ ہمبرو کمپنی کے نام ارسال کئے اور یہہ ہدایت کی کہ اسپر منتی کاٹی جاوے اور ماحصل انکے سے بل میعادی چار ماہ خرید ے جاوین - اس معاملہ کا منافع لنڈن کی شرح منتی کاٹا ایک شمار مین جو بمبئی مین چھہ ماہ میعادی بلون کے اخراجات سے مقابلہ کیا گیا شامل تہا بغرض اس امر کے وہ یہ شمار کر سکتے روزانہ لنڈن کی شرح کی نسبت تار دیجاتی تہی بعض بعض اوقات وہ بل جو ہوم برو اینڈ کمپنی کے نام لکہے جاتے تہے درشنی (عند المطالبہ) بل تہے جنکو اسنے فروخت کیا اور ماحصل سے بل میعادی چھہ ماہ خرید کئے بذریعہ تار اُسنے ہوم برو اینڈ کمپنی کو نصیحت کی کہ بل میعادی چھہ ماہ پر جو پہونچین منتی کاٹی جاوے اور اسیطرح سے اُسنے شرح مذکور حاصل کی - منافع ایسی طریق سے کیا گیا تہا جیسا کہ بصورت بل میعادی چار ماہ کے بعض اوقات اُسنے ہوم برو کے نام درشنی (عند المطالبہ) بل لکہے اور انکو بمبئی مین فروخت کیا اور حاصل کو اپنے استعمال مین لایا تا وقتیکہ درشنی ہنڈویات واجب الادا ٹہرین اور تب ماحصل ہنڈویات درشنی کو بل انکے مساوی رقوم کو بذریعہ تار بغرض ایفاء ہنڈویات درشنی ارسال کر دیا بمقدمہ ہذا منافع وہ تہا جو بمبئی مین زر نقد کے لگانیسے حاصل ہوا تہا -

میتھی سن اینڈ کمپنی کے ساتھ ساہو دہ رسم اس سے مختلف تہی اُسنے اُنکے نام میعادی چار ماہ بل لکہے اور انکو بمبئی مین فروخت کر دیا اور ماحصل کو بذریعہ تار (انتقال بذریعہ ٹیلیگراف) عند المطالبہ بل کیلئے میتھی سن اینڈ کمپنی کو بہیجدیا - بمقام لنڈن مسرز میتھی سن اینڈ کمپنی نے اسکو اس ماحصل پر جو بذریعہ تار پہنچے عند المطالبہ بل پر پانچ فیصدی سود دیدیا - تا وقتیکہ بل میعادی چار ماہ واجب الادا ٹہرے اور اُس ماحصل سے چار ماہ میعادی بل کا ایفا کیا گیا بنکون کے ساتھ بہی معاملہ بعینہٖ تہا اور وہان ایک ضمنی انتظام تہا جسکے بیان کی کچھہ ضرورت نہین ہے - مالی کاروبار مسرز ایلیٹ اینڈ کلینز کے ساتھ بالتناسب کم مقدار تہی - شخص دیوالیہ نے بیان کیا کہ اسکو ضرورت پڑے کہ وہ فروخت کر دے اور بل خرید لے تاکہ اس قسم کے کاروبار کی ضروریات کو بقدر ایک دس لاکہہ پونڈ سٹرلنگ سالانہ کے پورا کر دے چونکہ تقریباً تین مرتبہ اس سال مین لکہے گئے پس وہ نقد تقریباً ۳۰۰۰۰ پونڈ سے ۴۰۰۰۰ پونڈ تک نافذ الوقت ہونگے - یہہ فی الفور دیکہا جاویگا کہ بہت خفیف شرح منافع منتی کے اس قدر بڑے مقدار پر ایک معقول آمدنی دیگی - تعداد جو اُسنے بیان کی ہے صرف تخمیناً ہے یہہ الیسانڈر کے سوال جرح سے واضح ہوگا کہ تعداد متذکرہ کم تہی - بیان طریقہ کاروبار کے لئے یہہ ضروری نہین کہ عین ٹہیک ہو -

بمعاملہ ہرمزجی

بلحاظ مالی کاروبار کے یہ امور قابل غور ہین (۱) کہ وہ فقط اعتبار پر موقوف تہا اور بجز اسکے کبھی نہ رہ سکتا تا کہ اسکی فریقین کی تجارتی لحاظ دولتمندی مین بہت شہرت ہو (۲) ایسے اعتبار پر موقوف ہونیکے لئے یہ ضروری تہا کہ اُسکے پاس ایسی عمل درآمد کے لیے کوئی سرمایہ ہو اور اس سے وہ کل یا تقریباً کل اپنی سرمایہ متفرقہ حصص دیگر گورنمنٹ نوٹون کا جنکو اسنے تقسیم اور سود مین حاصل کیا لینے کے قابل ہو اور نیز کورٹ ملز کی آمدنی لینے کیلئے جسکا وہ ایجنٹ تہا (۳) جب تک کہ وہ کامل دولتمند گہرونکی معرفت اجرا پاتا رہا۔ اگر کچہہ نقصان کی جوکہون اوٹہانی پڑے تو نہایت کم۔ چونکہ یہہ کاروبار ایسے حساب پر چلتے تہی جو واقعی ڈسکونٹ کے نرخون اور بازار کی واقعی قدر زر پر مبنی تہا اسلئے وہ اپنی نوعیت سے سودا بامید فرید منفعت نہ تہا ایسے سودکا وصول آخر وقت انہین داخل کیا گیا جب کہ پہلے معاہدات مبادلہ ان بلون کے لئے لایق نرخ حاصل کرنیکی لئے کئے گئے جنکو شخص دلوالیہ نے اپنی مالی کارروبار کے لئے لکہنے کی تجویز کی وہ گہر جن سے شخص دلوالیہ نے اپنا کاروبار شروع کیا تہا اُنکی نسبت تسلیم کیا جاتا ہے کہ وہ اول درجہ کے مشہور تہے کسی شہادت پیش شدہ سے یہ امر صریح طور پر ظاہر نہین ہوتا کہ وہ پہلے کے نتائج اپنے مقابل کے نتائج سے ظہور مین آئے سوا اسکے کہ خود دلوالیہ کے بیان سے ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ ہر سال کے فائدہ اور نقصان کی بابت کوئی شہادت معلوم نہین ہوتی مشکوک یا مذبذب بلون کے فرد بحث مین ان کا اظہار نہ کیا جاتا اور دلوالیہ کے ہر سال کی رقومات (رقومات بل) کا نہ واضح ہونا فقط ایسے امور ہین جو نہایت فریبی رہنما ہین اسلئے ۳۱ دسمبر ۱۸۸۹ع سے پہلے انہین کسی چہوٹی سی تبدیلی کا واقعہ ہونا خواہ کیسا ہی ہو دلوالیہ کے بیان کی تصدیق کرتا ہے۔ نہایت عمدہ نتائج جو اسنے اور شہادت شخص دلوالیہ سے اخذ کئے جاتے ہین یہہ ہین کہ مقدار سرمایہ کوٹہی اس تاریخ سے پہلے معقول طور سے تبدیل نہین ہوا اور اُسنے ایک یا دوسری طرح سے تمام منافع کوٹہی کو بالامکان تہوڑا سا اس سے خرچ کے لئے حاصل کیا مذکورہ بالا مالی کاروبار کے علاوہ کوٹہی سلنے کاروبار کوٹہی تجارتی کو بہی شروع کیا۔ جس مین وہ اشیا جو دیسی جہازوالون کے ذریعہ انگلستان مین لائی جاتی تھین ۔

معاملہ ہرنرجی

اور دیگر وہ اسباب جو باہر سے کوٹھی مین لایا جاوے فروخت ہوتا تھا۔ اس کاروبار کی وسعت کی نسبت کوئی شہادت نہین کہ وہ معمولی طور اور سنجیدہ طریق سے عمل مین آتا تھا۔ اُسکا جاری رکھنا اس امر کا مقتضی تھا کہ بلون کو بمقابلہ آمدنی بمبئی نہایت معقول وسعت تک فروخت کیا جائے۔

اسلئے سنہ ۱۸۸۹ء کی اختتام سے پہلے کاد یو الیہ کے برخلاف کوئی ایسا امر نہین ثابت ہوجس سے کہ استثناء مذکور کامیابی سے پوری متعلق کیجاسکے اول ششماہی سنہ ۱۸۹۰ء مین دیو الیہ کو سخت نقصان پہنچے ہونگے کیونکہ اسکا مال تجارتی جو زرضمانت سے بڑھکر تہا اور بتاریخ ۳۰ جون سنہ ۱۸۹۰ء بقدر ۵۵۰۷۹۴ روپیہ کے تہا۔ ۳۰ جون سنہ ۱۸۹۰ء کو ۲۲۹۶۱۲ روپیہ تک گھٹ گیا اس عرصہ کی بابت کچھہ تحقیقات نہین ہوئی اور اسلئے نقصان کا باعث بہی معلوم نہین ہوا۔ جو الزامات شخص دیو الیہ پر قائم کئے گئے ہین، اسکے اس طریق عمل کے باعث ہین جیسا کہ وہ تاریخ موخر الذکر کے مابعد تہا۔ اسلئے ضروری ہے کہ مورخہ ۳۰ جون سنہ ۱۸۹۰ء کو جیسے کہ فرد بحث سے ظاہر ہوتا ہے (دیکھو فرد نمبر ۱) اُسکی صحیح صحیح حیثیت دریافت کی جاوے۔

(رقومات کی تعداد ظاہر کرنیکے بعد حکام موصوف نے بیان فرمایا) انکو اسکے تجارتی سرمایہ پر اضافہ کرنیسے جائداد دیو الیہ کا ٹہیک ٹہیک تخمینہ ۳۰ جون سنہ ۱۸۹۰ء کو ۴ لاکھہ روپیہ کی بچت ظاہر کرتا تہا۔ مگر یہہ نہایت تنگی کی حالت تہی۔ اور نیشنل بنک کے سوا جو روپیہ کہ اور بنکون سے وصول کیا گیا تہا کیٔرالتعداد تہا بلکہ ۵۳۰۰۰ روپیہ سے بہی جسکی عوض اُسکی کار آمد جائداد مکفول تہی زیادہ تہا مگر تاہم وہ برائے نام چار لاکھہ روپیہ کی جائداد کا قابض تہا اگرچہ درحقیقت اُسکی قیمت بازاری ۲½ لاکھہ روپیہ تک تہی۔ دیو الیہ نے اسصورت مین اپنے منافع یا محاصل سے مبادلہ شروع کیا یا ادہ کرتا رہا کیونکہ اُسنے اپنا کاروبار کئی سال سے بہت پہلے کا شروع کیا ہوا تہا) یا جیسا کہ اُسنے خود ظاہر کیا ہے وہ ایسا کام کرتا رہا جسسے مبادلہ ظاہر ہو چاندی کی مارکیٹ جسکے ذریعہ مبادلہ کیا جاتا تہا اسوقت نہایت قدر رکہتا تہا۔

ایسا کام کرنا جس سے مبادلہ زیادہ ظاہر ہو در اصل ویسا ہی تہا جیسا کہ اس چاندی کی بڑی بڑی خرید کرنا ہے، جو اُسکو آئندہ تاریخون پر حوالہ ہونیوالی ہو۔

بہت سے معاملات مبادلہ کی باعث جنکو کوٹھی بغرض کاروبار مالی کے عمل مین لانا چاہتی ہے اسی مبادلہ کے معاملات کو دیگر کاروبار سے الگ کرنا نہایت مشکل ہے۔ درحقیقت ہر دو کو ان مین سے ایک کو دوسرے کے ساتھہ عمل مین لایا گیا۔

بمعاملہ ہرمرجی

بہت مشکل خصوصاً اسلئے بڑھ گئی ہے کہ شخص دیوالیہ نے اوفشل اسائنی کو حسب معاملات آئندہ کا حوالہ کیا ممکن ہے کہ فہرست ہائے خرید و فروخت سے جسکو مختلف بینکون نے تیار کیا ہو آئندہ کے معاہدات کا زر معہودہ اور اُنکے خواص متحقق ہو سکین۔ مگر یہ نہایت مشکل کام ہوگا مینے اس غلطی کے خوف سے اُس کے کنارہ کیا اس فیصلہ کے لئے ایک کم درجہ کا صحیح تخمینہ بھی ہو سکتا ہے سنہ ۱۸۹۰ء مین دیوالیہ نے بل تعدادی ۸۷۱۱۸۰ پونڈ کے خرید کئے اور اس سال کے بیع نامہ کی قیمتی ۱۳۰۴۰۰ روپیہ کے خریدی۔ موخر الذکر رقم مین ایسے بل شامل ہین جنکو مسٹر ... برادرس اور مسٹر ... لکارٹ برادرس سے خریدا ہر ایک جانب سے رس ... دیوالیہ کے مالی کاروبار کے باعث اُسکے کاروبار فروخت کو تا ... کاروبار خرید کو ۱۶۸۱۴۰ پونڈ ظاہر کرتی ہے رقم موخر الذکر بباعث ایسے خرید ... مسٹر ... برادرس اور ... لکارٹ برادرس سے کیجائیگی ہمیشہ برہنی رہیگی سے بعض معاملات ایک بہت ... تخمینہ ... مین لائے گئے ناچار مین ان رقومات کو اول اور آخر ششماہی سنہ ۱۸۹۰ء کی رقومات مین تقسیم نہیں کرسکتا۔

شخص دیوالیہ کے بیان ... بابت ... مورخہ ۳۰ جون سنہ ۱۸۹۰ء اور اُسکی عدم ادائیگی سنہ ۱۸۹۱ء کے درمیان مبلغ ۵۰۷۳۵ روپیہ کا بھاری نقصان ظاہر ہوتا ہے اس بیان مین آخر ابتدا قرضخواہان نے ... اپریل سنہ ۱۸۹۱ء مین ظاہر کیا اسنے اپنے نقصانات کو زمانون پر تقسیم کیا۔

اور صاف صاف حالت جنسے کہ واقعی نقصانات مراد ہین یکم جولائی سے ۱۱ نومبر سنہ ۱۸۹۰ء تک بقدر ۱۶۴۹۹۵ روپیہ ۷ ر ۳ پائی اور تاریخ موخر الذکر سے تا ۳۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء بقدر ۲۲۴۸۰۲ روپیہ ۱۲ ر کے ہین اس بیان سے مجموعہ نقصانات مبادلہ صرف ۳۲۰۴۸۸۳۶ روپیہ ۱۱ ر ۹ پائی واضح ہوتی ہین جو کہ بہت کمتر رقم کی ہین اسلئے اغلباً اوپر کی رقومات کا بہت کم تخمینہ لگایا گیا ہے مگر بیان مذکور خود دیوالیہ نے ظاہر کیا اور وہ رقومات مذکورہ کو جہانتک اُنکی وسعت مقدار ہے صحیح سمجھتا ہے فرد بحیث جسکو ۱۳ ماہ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء سے پیشتر طیار کیا گیا اسکی جائداد کو اسکی قرضون سے بقدر ۶۱۱۶۶۹ روپیہ کے کم ظاہر کرتی ہے یا بصورتیکہ ہرمرجی کا گھر حساب مین بقدر ۴۱۱۶۶۹ روپیہ کے داخل سمجھا جاوے اسلئے یہ فرد بحیث بالکل غیر صحیح ہے کیونکہ اسمین مشکوک بل جسکا تخمینہ خود دیوالیہ نے بقدر ۷۰۰۰۰ پونڈ ظاہر کیا داخل نہین کئے ہین۔

اسلئے ۳۱ ماہ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو دیوالیہ کی ذمہ داریون کی تعداد اُسکی جائداد سے معقول مقدار تک یعنے ۲۰۰۰۰۰۰ روپیہ سے زیادہ بڑھ گئی تھیں۔

سنہ ۱۸۹۲ء
بمعاملہ
ہرمرجی

اس تجویز کے شمار سے یکم جولائی اور ۳۱ دسمبر کے درمیان کم سے کم ۴۳ لاکھہ روپیہ تک نقصان ہوا خواہ یہ رقوم ٹہیک ہون یا بیان دیوالیہ کیون نہ سمجھے جاوین نتیجہ یہ ہے کہ شخص دیوالیہ نے ایسی بڑے معاملت مین برائے نام سرمایہ چار لاکہہ روپیہ کو علاوہ ۱۹۵ یا ۳۴ لاکہہ روپیہ دیگر کے جو ۳۱ دسمبر سے پہلے ہوا یا اپنے ذریعات کی حدود کے درمیان شخص دیوالیہ ہر قسم کے سود اسلف کے خیال دوڑانے کیلئے ہر طرح سے ازاد تہا لیکن ایسا خیال بہی میری رائے مین اس سے بڑہکر ہے جسقدر کہ اُس سرمایہ سے جیساکہ وہ جولائی سنہ ۱۸۹۰ء مین تہا معاملہ کرنا جائز ہوتا نتیجہ وہی ہوگا خواہ آخری بیان (حساب) پر بہی لحاظ کیون نہ کیا جائے اُسنے جولائی سنہ ۱۸۹۰ء سے شروع ہوکر تا ختم ماہ مئی سنہ ۱۸۹۱ء ۴ لاکہہ روپیہ کے برائے نام سرمایہ سے کم ۳ لاکہہ کا نقصان اٹھایا۔ اسلئے میری دانست مین اسقسم کا بیوپار بالکل ناعاقبت اندیشی اور لاپرواہی کیطرف منجر ہے اور جیساکہ مین پہلے بہی بیان کرچکا ہون حسب دفعہ ۵۱۔ ایکٹ دیوالیہ سے کوئی جرم نہین ہوسکتا۔

جو کچہہ کہ مین دفعہ مذکور کی نسبت فیصل کرنا چاہتا ہون یہہ ہے کہ کیا قرضجات دیوالیہ یا انہین سے کوئی بروقت معاہدہ بدون کسی معقول یا اغلب امید ادائیگی کے اٹہائے گئے تہے یا آیا اُسکے کُل قرضجات اُسکی ادائیگی کے ذرائع سے جیسے کہ وہ اسوقت پر تہی جبکہ انکا معاہدہ ہوا۔ (بلحاظ اُسکی واقعی جائداد یا ایسی جائداد کے جسکی امید کیجاسکتی تہی) اسی قسم کی تہی جس سے اُنکے ایسے معاہدہ مین سخت درجہ کی بدعملی ظاہر ہو۔ اب ان معاہدات کی نسبت جنمین کہ انتہا درجہ کا نقصان ۱۶ لاکہہ روپیہ یا اسسے زیادہ روپیہ کا نومبر سنہ ۱۸۹۰ء مین ہوا میرے نزدیک یہہ قرار دینا جائز نہ ہوگا کہ وہ بدون معقول وجہ اور اغلب امید ایفائے ان نقصانات کے وقوع میں آئے تھے جو اُنکی خلاف ورزی سے وقوع مین آئی تہین۔ جبکہ دیوالیہ نے ایسے معاہدات کئے تھے تو اُسکے پاس ایک ایسا عمدہ سرمایہ تہا۔ اسوقت چاندی کا چلاؤ نہایت جلدی سے اور معقول درجہ تک بڑہ گیا تہا لیکن اس رائے سے جسپر دیوالیہ نے عمل کیا اس امر کی کوئی وجہ ظاہر نہین ہوتی کہ کیون اسوقت فوراً اور اسقدر معقول چلاؤ کا نرہنا تسلیم کیا جاوے اس لئے شخص دیوالیہ اگرچہ اسکی دوسری ششماہی سنہ ۱۸۹۰ء کے شروع مین معاہدات مقدار مین بہت بڑہکر تہے مگر وہ اسوقت سے معقول امید رکہتا تہا کہ اسکو ایسے مبادلہ مین کچہہ نقصان نہ ہوگا۔ یا ایسا نقصان نہوگا جو اُسکی جائداد سے بڑہ جائے۔

۱۸۹۲ء
بمعاملہ ہرمزجی
اردشیر ہرمزجی

تاہم حیثیت شخص دیوالیہ جو نومبر اور دسمبر ۱۸۹۰ء میں تہی بالکل بدل چکی تہی اُسوقت شخص دیوالیہ ۱۱ سے ۱۲ یا ۱۳ لاکہہ روپیہ تک کا دیوالیہ ہوچکا تہا جن میں سے ضروری نہیں کہ کسی خاص رقم کو مختص کیا جاوے علاوہ بریں اُسنے لئے گئی اور مزید معاہدات بہی کئے جن سے کہ اغلباً نقصان ظاہر ہوتا تہا اُسنے بہت سی معاہدات خرید و فروخت براد مزید منفعت بذریعہ مبادلہ کئے جنکی میں صحیح صحیح رقم بدون اسکے کہ بینک کی تمام امورات کی کامل تحقیقات کیجاوے تحریر نہیں کرسکتا ہاں اُن بلوں کی تعداد جنکو دیوالیہ نے ۱۸۹۱ء میں اپنی عدم ادائگی سے پہلے ماہ اپریل تک فروخت کیا ۴۳۲,۰۰۰ پونڈ تک اور جن کو اُس نے خریدا اُنکی تعداد ۴۷۴,۰۰۰ پونڈ تک تہی - رقم موخرالذکر میں سے ایک معقول مقدار تک ایسی خریداریاں کیگئی تہیں جو جیتنے کے معاہدات درست پیدا کرنیکے لئے تہیں - برخلاف اسکے رقومات دیگر میں سے ۱/۳ میلین (میلین لاکہہ کا ہوتا ہے) مالی بلوں کی خرید و فروخت کیلئے مہیا کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ دیوالیہ نے بحالتیکہ وہ بالکل دیوالیہ تہا ۰۰۰ ... پونڈ کے قریب سرمایہ کو فروخت کردیا جہانتک کہ ان معاملات کا اسپر بلوں ہی تعلق ہے جنکو معاہدات آئندہ کی رو سے فروخت کیا گیا معلوم ہوتا ہے کہ اُسوقت شخص دیوالیہ بینکوں کی زر نقدیوں سے محض قمار بازی کرتا (تلف کرتا) تہا۔

جنکو ان فہرست ہا سے جو فروخت بلوں کی بابت بینکوں نے شہر کی ہیں اطمینان ہوچکا ہے کہ ۰۰۰ ... پونڈ کے بل ہا فروخت شدہ میں ایک بڑی مقدار اُدہار فروختوں کی شامل تہی چنانچہ دیوالیہ خود بہی اسکو تسلیم کرتا ہے قرضخواہان کی زر سے اسقسم کی بیجا تلفی (قمار بازی) مورخہ ۱۱ نومبر ۱۸۹۰ء سے جاری تہی یہ امر نتیجہ نہیں ہوگا کہ شخص دیوالیہ جبکہ اس نے ۱۱ نومبر ۱۸۹۰ء کے بعد نئی ذمہ داریوں کو اپنے ذمہ لیا انکی ادائگی کے قابل ہونے کی معقول یا اغلب امید نہ رکہتا تہا کیونکہ جہانتک ہوسکتا تہا وہ موجودہ اشیاء کی فروخت سے یا مزید بلوں کی فروخت سے امید کرسکتا تہا کہ وہ نئی ذمہ داریوں کے ایفا کے قابل ہوگا لیکن مجھکو اطمینان بیشک یہ ہے کہ وہ ذمہ داریاں جو بلحاظ آئندہ کے معاہدات کے مورخہ ۱۱ نومبر ۱۸۹۰ء کے بعد وقوع میں آئیں جبکہ وہ قرضجات میں تحویل ہوئیں تو وہ ایسی تہیں جن سے عیاں ہوتا ہے کہ اُن سے معاہدہ کرنیکے وقت بعملی واقع ہوئی - وہ جائداد جس سے کہ اُسکو ایفا کرنیکی امید تہی بہت بڑی معقول جائداد نہ تہی -

اسلئے میری رائے میں وجہ سوم اعتراض ثابت ہے اور دیوالیہ کا طریق عمل منشاء دفعہ ۱۵ ایکٹ دیوالیہ ہند کے داخل ہے - ایڈوکیٹ جنرل نے یہ حجت پیش کی ہے کہ شخص دیوالیہ سے بینکوں کا ایسے آئندہ کے معاہدہ کرانے

سنہ ۱۸۹۲ء
معاملہ ہیرزجی
اور شیر ہیرزجی

اس قسم کا امر تہا کہ جس سے وہ دلیل مذکورہ پر اسکی رہائی پر اعتراض کرنیکی مستحق [illegible]
بینک کے ایک بورڈ نے خیال کیا ہو کہ وہ اپنے خیال میں بڑے نفع کی سوداگری کرتا [illegible]
نے اپنا ایجنٹ بمبئی کو سنہ ۱۸۹۰ء کے اختتام پر اور کسی وقت پر [illegible]
جسپر ایجنٹ مذکور نے اسکے بعد اُس سرکی ایک نئی معاملات [illegible]
ہوئی کہ تمام بینک ایک ایسی کیفیت حوالہ کریں جس سے ہیرزجی کے [illegible]
عملدرآمد ہوا۔ منیجران نے شروع سنہ ۱۸۹۱ء میں یا اختتام سنہ ۱۸۹۰ء [illegible]
دیوالیہ کی وسعت کاروبار کیطرف منعطف کی تہی مگر میری دانست [illegible]
مسٹر ہیرزجی بڑے نفع کی امید پر کاروبار کرتا ہے اسوقت [illegible]
تہی۔ بینک کا کام ہے کہ وہ اپنے بلوں کو خواہ اسوقت [illegible]
اور سوداگران سے نقد یا اور بلوں کے خریدنے سے [illegible]
تو پہر بڑے نفع پر سوداگرنا کہاں رہا۔ بلکہ اس صورت میں [illegible]
کرنے کیلئے حوالہ کریں بینکوں کو اس امر کی تحقیقات کرنا [illegible]
امید والی تجارت ہوتے ہیں یا نہیں۔ میرے نزدیک [illegible]
نہوگا کہ بینکوں نے اُس حفاظت کو جو انکو [illegible]
ہے کیونکہ اُنہوں نے ہیرزجی کے مالی [illegible]
دولتمند یقین کیا تہا اس قیاس سے کہ وہ مزید منفعت کی امید [illegible]
نہ کیا۔ درحقیقت اُس کوٹہی کی حیثیت و حالت کاروبار کی وسعت [illegible]
نے جنکو وہ کوٹہی کیطرف سے حسب معمول ظاہر کیا کرتا تہا آخر اس غلط فہمی [illegible]
وہ بڑی بڑی مہوتیں جو بینکوں نے دیوالیہ کے سوداسلف جاری [illegible]
اُنکے قائم [illegible] لئے اُسکو بڑی تحریص دلانیکا باعث ہوئے ہونگے جن کا دیوالیہ کے
طریق عمل پر بحث کرتے ہوئے لحاظ رکہنا ضروری ہے۔
میرے نزدیک جو نتیجہ یعنے فریبًا یا جہوٹے دعاوی سے رہائی حاصل کرنا ثابت [illegible]
۱۸۔ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کو دیوالیہ نے منیجران بینک کا ایک مجمع کیا [illegible]
ایک جہوٹی یا غیر مصدق کیفیت کاروبار گذرانی جسپر کچھ نتیجہ [illegible]
آئندہ ہفتہ تک ملتوی رکہا گیا لیکن تمام بینکوں کی طرف سے [illegible]

۱۸۹۲ء
بمعاملہ ہرمزجی
رفیع ہرمزجی

دیوالیہ مقرر ہوئے اور قرار پایا کہ دیوالیہ بینکوں کے سامنے چند صریح اظہارات دے اس اثنا میں مجمع مذکور سے ظاہر کیا کہ بینکوں کو ہرمزجی کے برخلاف کوئی کارروائی نہیں کرنی چاہیئے اور اسکے ہاں لین دین بطریق سابقہ جاری رہنے چاہئیں۔ ہرمزجی کا بیان ہے کہ میرے یہ قیاس کیا تھا کہ اسکو کوئی بڑی ادائیگی نہیں کرنی ہے اور وہ کوٹھی کے بحال رکھنے کر درمیانی مدت تک ایک ہفتہ کے درمیان ہرمزجی نے ۳۱۹۳ روپیہ ۱۵ر ۳ پائی واجب الوصول دیوالیہ کو کسی ایک بینک کو اور مبلغ ۷۲۴ روپیہ ۲ر ۱ پائی بربنائے حساب [illegible] اور کچھ رقم لامعلوم بابت اخراجات حال و ۰۰۰ا روپیہ اپنے سالسٹر کو ادا کیا۔

ادائیگی مذکورہ ۳۱۹۳ روپیہ ۱۵ر ۳ پائی جو کسی ایک بینک کو کیگئی ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکا منشاء یہ نہ تھا کہ کوئی اور ادائیگی نہ کیجائیگی نہ سالسٹر کو جو تنخواہوں کے پیش ہونے [illegible] بذات خود کسی ایسے قیاس کی جس پر [illegible] ظاہر کرتا ہے لیکن تاہم میں نہیں سمجھ سکتا [illegible] یہ بات باقی ہے کہ وہ مجمع مذکور میں [illegible] سے [illegible] اس امر کا کوئی ثبوت نہیں کہ ہرمزجی بروقت بھی اس ادائیگی کا ارادہ دل میں رکھتا تھا۔

اب دیگر وجہ اعتراض جو قابل غور ہے وہ ہے جسپر چارٹرڈ بینک نے انحصار کیا ہے یعنی کہ دیوالیہ نے جھوٹے حیلہ بہانہ سے روپیہ قرض لیا اسکے مختصر واقعات حسب ذیل ہیں :۔

۴ اپریل کو منیجر مسٹر سٹیون کو ہیڈ آفس سے اس مضمون کا ایک تار ملا کہ لنڈن میں افواہ ہے کہ کوٹھی بی اینڈ سے ہرمزجی نہایت مایوسی کی حالت میں ہے اور اُس سے اُسکی رپورٹ کی درخواست کیگئی مسٹر سٹیون نے افواہ مذکور کی صداقت کی تحقیقات کی جنکا بالتفصیل بیان کرنا غیر ضروری ہے مگر مختصر نتیجہ یہ تھا کہ ہرمزجی نے مسٹر سٹیون کو یقین دلایا کہ اگرچہ اُسکی کوٹھی کو بہت سے نقصانات پہنچے وہ بالکل صحیح سالم ہے اور وہ اُن نقصانات کو برداشت کرسکتی ہے اور اب بالکل معقول اور دولتمند کی حالت میں ہے حالانکہ اسوقت وہ ہرمزجی کی عالم میں بالکل مایوسی کی حالت میں تھی اور اگرچہ اسوقت اُسکے دل میں ایک قسم کا وہم تھا کہ چاندی کی قدر بڑھنے اور دیگر سودا سلف کرنیسے وہ اپنی حالت کو بہتر کرسکیگا۔

۱۸۹۲ء
معاملہ ہرمزجی
اور دوشیر ہرمزجی

یہ امر کہ اُسکے اظہارات دربارہ اُسکی حیثیت کے جھوٹے ہیں صاف ظاہر ہے مگر تاہم اس مقدمہ کو دفعہ ۱۵ کی ضمن میں لانے کے لئے یہ ضرور ہے کہ قرضہ کا معاملہ جھوٹے حیلہ و بہانہ سے کیا گیا ہو۔ اس تاریخ پر مسٹر سٹیون نے مسٹر ہرمزجی کے بل تعدادی ۳۰۰۰ ہزار پونڈ کے عوض ایسے انتقالات کے جو تار کے ذریعہ اُسکے نام کئے گئے تھے اور جنکو ہرمزجی نے دینے کا معاہدہ کیا تھا منظور کئے مگر مسٹر سٹیون نے ایسے معاملات کو بدون کفالت بجا لانے میں تامل کیا اسکے بعد آخر کار کفالت دیگئی اور بلوں کو لنڈن میں منظور اور ادا کیا گیا فقط ایک یا شاید دو معاملات میں بل غیر مکفول تھے جنکو نیز ادا کیا گیا۔ تاریخ ۱۶- اپریل کو شخص دیوالیہ نے اپنے ایک بل میسرز میتھی سن اینڈ کمپنی سے بالعوض ۵۰۰۰ پونڈ واجب الادا مابین تاریخ ۳۰ مارچ و ۳۰- اپریل ۱۸۹۱ء کے بینک کے انتقال کے جو بذریعہ تار کیا گیا تھا خریدنے کا معاہدہ کیا جسکے رو سے ہرمزجی اپنے اُس بل کی حوالگی کا مستحق قرار پایا۔ مسٹر سٹیون کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ اُسکا ہرمزجی کے کاغذ مالیتی ۱۰۰۰ پونڈ کی خریدنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایسا معاہدہ پہلے سے کر چکا تھا نہ کہ وہ جھوٹا بیان جو ہرمزجی نے اُس سے ۱۴ مارچ کو کیا تھا اگرچہ اس میں شک نہیں کہ اگر اُسکو پہلے سے ہرمزجی کی واقعی حیثیت معلوم ہوتی تو وہ اُسکے ایسے اُدھار کاغذ کو بدون کفالت کبھی منظور نہ کرتا بیشک مسٹر سٹیون اُسکو ایسے حال میں لے لیتا اگر اُسکو بتاریخ ۱۴ ماہ مارچ پہلے سے تار نہ ملتا اور ہرمزجی کے کاروبار کی نسبت اُسکو کچھہ سروکار نہوتا۔

ان حالات میں میرے نزدیک ایسا اقرار دینا کہ اُس قرضہ کا جو بل ۱۰۰۰ پونڈ کے عدم اعتبار سے عاید ہوا جھوٹے بیانات سے معاہدہ ہوا تھا قانون پر سخت حملہ کرنا ہے اسلئے میں قرار دیتا ہوں کہ اعتراض کی وجہ ششم پایہ ثبوت کو نہیں پونہچی۔

میں اب اُن سخت الزامات میں سے چہارم و ہفتم پر جن کا دفعہ ۵۰ ایکٹ دیوالیہ ہند میں ذکر ہوا ہے غور کرتا ہوں:-

۱۶- اپریل کو ہرمزجی کے اپنے قرضخواہان کا مجمع کرنے سے ایک دن پہلے اُسنے دو بجے دوپہر کے کچھہ عرصہ بعد ایک کاغذ ۵۰۰ پونڈ میسرز ایلیٹ اینڈ اسنز کے پاس ارسال کیا۔ کوٹھی مذکور نے ہرمزجی کے بلوں کو جن کو منظور کرنا اُس پر ضروری تھا منظور کیا۔

بجالمعہرم
اردسٹ
ہرمزجی

لیکن سبب پہلا تا ۳۰ ماہ مئی واجب الادا نہوا پہلے پہل اُسکا دستور تہا کہ ایسے بلوں کے لینے کیو سطے اُنکے واجب الادا ہونیسے پہلے ایک یا دو دن کا وقفہ دی بعض صورتوں میں اُس نے بلوں کے واجب الادا ہونیسے پہلے ایک ہفتہ یا چودہ دن کا وقفہ بہی دیا۔ ایسی صورتوں میں میسرز ایلیٹ اینڈ کمپنی نے اُس زر کی وصولی پر اُسکو ایک ڈسکونٹ ہاؤس میں جمع کرایا اور ہرمزجی کو اُس سود وصول شدہ پر قرض دیا مبلغ ... ۵ پونڈ بذریعہ تار کے اورینٹل بنک نے بھیجے جنکو بذریعہ چیک کے بنک بمبئی کو ادا کیا گیا جسکا دیوالیہ بکفالت کاغذات سرکاری کے نقد قرضہ دینا رکھتا تہا اس زر بہیجنے سے کوئی مالی فائدہ حاصل کرنا مقصود نہ تہا اسمیں کچھہ شک نہیں کہ وہ میسرز ایلیٹ اینڈ اسنز کے قرضہ کی ذمہ واری کے جو دیوالیہ پر عائد ہوتی ہتی تخفیف کرنیکے لیئے بہیجی گئی تہی۔ بیشک یہہ امر دیدہ ودانستہ کیا گیا۔ اب سوال یہہ ہے کہ بمنشائے دفعہ ۵۰ ایکٹ دیوالیہ ہند اُسکو فریبانہ ایفائے قرضہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔ میں نہیں خیال کرتا کہ اُسکا ایسا ہونا ثابت ہے حسب دفعہ ایکٹ مذکور ہر قسم کی دیدہ ودانستہ ادائیگی جسکو کوئی شخص بحالات دیوالیہ ہونیکے اپنے دیوالیہ قرار پانے سے پہلے دو ماہ میں ارسال کرے۔ برخلاف اسائنی منتقل الیہم دیوالیہ فریبانہ اور کالعدم متصور ہوتی ہے اور اسوجہ سے منسوخ ہو سکتی ہے۔ مگر دفعہ ہذا محض حقوق دیوالیہ سے متعلق ہے اور دفعہ ۵ خصوصاً تعزیری قسم کی ہے اور اسمیں لفظ "فریب دہ" کے معنی اُسکے معمولی معنے سمجھنے چاہئیں فریبانہ قرضہ ایفا کرنے کا جرم من قبیل جرائم ایفاء جائداد۔ دیدہ ودانستہ رجسٹروں یا کتابوں کو تبدیل کرنے وغیرہ وغیرہ ایسے اور کئی سنگین جرموں سے سمجھا گیا ہے اور اسکی سزا بصیغہ فوجداری دو سال قید ہے۔ اب دفعہ کا اصلی منشاء صاف ظاہر ہے دیوالیہ کا اپنے قرضہ واجب الادا سے کسی شخص کو بدون ادائیگی کے بری الذمہ قرار دینا صریحاً ویقیناً اس منشاء میں داخل ہے مگر محض دیدہ ودانستہ قرضہ ادا کرنا جیسا کہ میری رائے ہے اس منشاء میں نہیں آتا بلکہ لازم ہے کہ وہ فریب سے اور بارادہ تلف کرنے اُس رقم کے جو قرضخواہوں میں تقسیم ہونے والی ہو یا قرضخواہوں میں کسی کو بیجا ترجیح دینے کی عمل میں آئے۔"

محض اس واقعہ سے کہ دیدہ ودانستہ ادائیگی کیگئی۔ میرے خیال میں کوئی شخص تعزیری قسم کا فریب اخذ نہیں کر سکتا اول میں خود اس خیال کیطرف راغب تہا کہ قرضہ کے فریبانہ ایفا کو اسصورت پر محدود کروں جسمیں دیوالیہ بدون ہبل قرضہ واجب الادا کسیکو بری الذمہ کردے لیکن اب میرے خیال میں وہ تنہا وسیع معنی ہیں

۱۹۱۴

کسی قرضخواہ کو ترجیح بیجا دینے کے ارادہ سے ایک اور مشکل پیدا ہوتی ہے۔ میرے خیال میں یہ نقطہ اُس صورت میں ہے جبکہ ادائیگی کیجاوے اور کفالت دیجاوے۔ مجھے شک ہے کہ آیا ان الفاظ کو (جیسا کہ مسٹر لنگ نے بیان کیا ہے) قرضہ واجب الادا دیوالیہ کی اس نیت سے مخفی رکھنے میں کہ اسکو ایک خاص قرضخواہ کیلئے محفوظ رکھا جاوے باوجودیکہ کارروائیات دیوالیہ عمل میں آرہی ہوں اثر دیا جاسکتا ہے۔ ہاں ممکن ہے مگر میرے خیال میں اس موقع پر ایک شخص باحیثیت دیوالیہ دیدہ و دانستہ ادائیگی کرنیسے زیادہ کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ میری رائے میں جبکہ یہ ادائیگی عمل میں آئی تھی اُسوقت ہرمزجی کو کسی قسم کا خیال عدالت دیوالیہ کا دل میں تھا نہ اُسکو معلوم تھا کہ وہ نہایت مایوسی اور تکالیف میں مبتلا ہے لیکن یہ حالت انسان کی غیر معمولی حالت تھی جسکی وجہ سے میں نہایت بھروسہ سے کہہ سکتا ہوں کہ اُس نے خیال کیا ہوگا کہ اُسکا مالی اور تجارتی کاروبار اُسی قسم کا قیمتی ہے اور کورلا ملز کی آمدنی اسقدر معقول جائداد ہے کہ اُسکے قرضخواہان یقیناً چند شرائط پر اُس لین دین کرتے رہینگے اور اپنے قرضجات کا بذریعہ اقساط کے ادا ہونا منظور کرینگے مگر فقط یہ شک باقی رہگیا تھا کہ کیا وہ تمام اپنے قرضخواہوں کو یکجا جمع کرنیکے بدون اپنا کاروبار جاری رکھہ سکتا ہے یا نہیں جو کہ ایک ایسا شک ہے کہ جسکو مسٹر گریگی کے ساتھہ ۱۶ ماہ اپریل کی شام کو مشورہ کرنے سے بالکل رفع کردیا۔ اگر دیوالیہ نے ایسی آرائے اختیار کی ہوں تو میں کسیطرح سے خیال نہیں کرسکتا اور نہ قرار دے سکتا ہوں کہ دیوالیہ نے ۵۰۰۰ پونڈ میسرز ایلیٹ اینڈ سنز کو بیجا ترجیح دینے کی نیت سے بھیجا۔ مزید براں میں اتنا اور کہتا ہوں کہ یہ معاملہ محض بغرض قایم رکھنے انگلستان کے لین دین کے کیا گیا تھا اور اس غرض سے کہ میسرز ایلیٹ اُسکے ساتھہ کاروبار جاری رکھنے سے انکار نہ کرے۔

میں دیوالیہ کے اس بیان پر کہ یہ کام بطور جزو ایسے کام کے کیا گیا تھا جو ہنرمندی سے اور بغرض تحصیل منفعت کیا گیا تھا اعتبار نہیں کرتا اس لحاظ سے وہ نقصان رساں تھا جسقدر مقدمات کا مسٹر انویریٹی نے حوالہ دیا وہ سب کے سب (از روئے مختلف سٹیٹوٹس کے) ایک قرضخواہ کی دیوانی ذمہ داری پر جو دیدہ و دانستہ اس ادائیگی کو واپس کرے جسکو اُسنے حاصل کیا ہو مبنی ہیں میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کسیطرح سے امر زیر بحث کی ہدایت کیلئے مفید نہیں ہیں لیکن جبکہ دیوالیہ کا طریق عمل فریبانہ ترجیح دینے میں تعزیری قسم کا ہو تو عدالت کو اطمینان حاصل کرنا چاہئے کہ مجرمانہ ارادہ جو مجرم قرار دینے کیلئے ضروری تھا وہ دیوالیہ کے دل میں موجود تھا اور اسکو تسلیم نہیں کرنا چاہئے تاوقتیکہ حالات سے کوئی اور اغلب نتیجہ (جسکو میں ممکن نتیجہ نہیں کہہ سکتا) پایا نہ جاتا ہو۔

۱۸۹۴ء
بمعاملہ ہربز
اور دشیپر
ہربز جی

الزام موخرالذکر جو دیوالیہ پر لگایا جاتا ہے وہ از قسم تکلیف دہ ہے۔ اس سے مجکو نہائیت دقت درپیش ہے حالات اُسکے حسب ذیل ہیں (حکام موصوف نے تب شہادت پر بحث کی اور کہا) :۔
میری خیال میں (جیساکہ مشیر قانونی نے بہی ایسا ہی سمجھا ہے) نہیں آتا۔ کہ شخص دیوالیہ نے نومبر ۱۸۹۱ء میں ریٹرن کمیشن بطور فنڈ ترقیات یا مدد معاش دیوالیہ پن کے منسوخ کرنیکا مستقل ارادہ کیا میں زیادہ تر اسکے اس بیان پر یقین کرتا ہوں کہ اُس نے اس ریٹرن مذکور کے دلالے کو کاروبار سے بالکل ایک علیحدہ چیز سمجہا اور ایک ایسا فنڈ سمجہا جس سے قرضخواہان کو کوئی سروکار نہیں اب اُس نے بروقت دیوالیہ قرار پانیکے اپنے آپ کو اُس جائداد کے معقول حصہ کا قابض پایا اُسکو بدون اطلاع اپنے پاس رکہنے کی کوشش اسقدر ناقابل رکاوٹ تہی کہ اُسکی اخلاقی جرات اس قسم کی نہ تہی کہ اُسکو اپنی غلطی کے قائل کرنے کے لائق ہو جبکہ افیشل اسائنی نے اُسکا اظہار دیا۔
رقم اسقدر بہت تہوڑی ہے کہ اُس سے وہ مشیر قانونی کے خیال دربارہ قرضخواہان معترض کے تائید نہیں ہوتی اور وہ کل کی کل اغلبًا اس سے پہلے صرف ہو چکی ہے مگر تاہم میری رائے میں چہارم وجہ اعتراض ثابت ہے۔ اُن دلائل سے جنکو میں نے اپنے فیصلہ میں مرقوم کیا میں خیال کرتا ہوں کہ مقدمہ ہذا میں ایک خفیف سی سزا دینی بغرض انصاف رسانی کافی ہوگی شخص دیوالیہ جسکی رہائی ایک سال سے ملتوی ہے زیر دفعہ ۵۰ کے ۳ ماہ قید کا متوجب ہوگا۔ اور بعدازاں چونکہ اُسکی حراست کے ایام جو قرضخواہان معترض کی نالش پر حسب دفعہ ۱۵-۲ ۱ ماہ تک قرار پائے ہیں منقضی ہو گئے ہیں وہ رہا سمجہا جائیگا اسلئے وہ تمام عرصہ رہائی میں اُس تاریخ سے پندرہ ماہ آئندہ تک ملتوی رکہا جائیگا۔ یہ سوال کہ آیا اس فیصلہ کو دیوالیہ کے برخلاف حسب دفعہ ۸۶ مندرج کیا جائے یا نہیں اُسوقت فیصل کیا جائیگا جبکہ دیوالیہ اپنی رہائی کی درخواست کرے۔

"مشیر قانونی کی درخواست پر اخراجات قرضخواہان معترض اور اخراجات دیوالیہ قرار پانیکی نسبت جائداد سے اداکرنیکا حکم صادر کیا گیا"۔

اٹرنیان منجانب دیوالیہ میسرز جاک و واکر و سمیتہن۔
اٹرنیان منجانب قرضخواہان معترض میسرز کریگی اور لاینچ اور اوڈین۔

صیغۂ دیوالیہ

باجلاس بیلی صاحب (قائمقام) چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس

۲۶ و ۳۱ اگست ۱۸۹۲ء

بمعاملہ ہرمزجی آردشیر ہرمزجی دیوالیہ

دیوالیہ ہونا - دیوالیہ جسپر ثبوت جرم ہوا ہو اور حکم سزای قید حسب دفعہ ۵۰ ایکٹ دیوالیہ ہند (اسٹیٹوٹ ۱۱ و ۱۲ سنہ جلوس وکٹوریا باب ۲۱) - اپیل منجانب دیوالیہ حسب دفعہ ۴۷ - ضمانت - ہائیکورٹ کو بابت لینے ضمانت کے دوران اپیل میں اختیار حاصل ہونا -

ایک دیوالیہ پر عدالت دیوالیہ سے ایک جرم حسب دفعہ ۵۰ - ایکٹ دیوالیہ ہند (اسٹیٹوٹ ۱۱ و ۱۲ سنہ جلوس وکٹوریا باب ۲۱) ثابت قرار دیا گیا اور حکم سزای قید صادر ہوا - اُسنے بموجب دفعہ ۴۷ ایکٹ مذکور بنارضی فیصلہ و حکم سزا مصدورہ عدالت دیوالیہ اپیل کیا اور اس امر کی درخواست کی کہ تاسماعت اپنی اپیل کے وہ ضمانت پر رہا کیا جائے -

بنامنظوری درخواست تجویز ہوا کہ ہائیکورٹ کو اختیار ضمانت پر رہا کرنیکا حاصل نہیں ہے -

درخواست ضمانت پر رہا کئے جانیکی -

۲۴ - اگست کو نسبت دیوالیہ کے حکم سزای قید ۳ ماہ فیرآن صاحب جسٹس نے جو بطور کمشنر صیغہ دیوالیہ اجلاس فرماتے تھے حسب دفعہ ۵۰ - ایکٹ دیوالیہ ہند اسٹیٹوٹ ۱۱ و ۱۲ سنہ جلوس وکٹوریا باب ۲۱ صادر کیا (۱) بنارضی اُس فیصلہ اور حکم سزا کے دیوالیہ نے حسب دفعہ ۴۷ - ایکٹ مذکور کے اپیل دائر کی وہ زیر حراست تھا اور اُسنے عدالت اپیل سے تاسماعت فیصلہ اپنے اپیل کے ضمانت پر رہا ہونیکی درخواست کی -

مسٹر جارڈین منجانب دیوالیہ - کوئی دفعہ یا حکم ایکٹ دیوالیہ میں ایسا نہیں ہے جس میں اس قسم کی درخواست کا جیسی کہ یہ ہے کوئی ذکر ہو اور نہ کوئی نظیر دفتر عدالت میں بتائید یا خلاف اس قسم کی درخواست کے ملی ہے - لیکن ہماری یہ دلیل ہے کہ عدالت اپیل کو ضرور اختیار ضمانت پر رہا کرنے کا ہے ورنہ حق اپیل جو دیوالیہ کو از روئے دفعہ ۴۷ عطا ہوا ہے بیکار ہو جائیگا اپیل منظور اور داخل ہو چکا لیکن اگر دیوالیہ ضمانت پر رہا نہ کیا جائیگا تو کل یا جزو کثیر سزا کا جو اسکو دیگئی وہ اُس سے پیشتر بھگت چکیگا کہ اپیل کی سماعت یا تجویز ہو پس حق اپیل محض ایک امر نمائشی ہو جائیگا -

بیلی صاحب ایکٹنگ چیف جسٹس :- امر اول قابل تجویز یہ ہے کہ آیا عدالت ہذا کو اختیار منظور کرنے کسی درخواست کا مثل درخواست ہذا کے حاصل ہے یا نہیں بموجب قانون انگلستان کے کوئی شخص جسکی نسبت تجویز ثبوت جرم ہوئی ہو اور حکم سزا صادر ہو چکا ہو ضمانت پر رہا نہیں کیا جا سکتا

(۱) دیکھو صفحات ماقبل ۳۱۳ لغایت ۳۳۳

۱۸۹۲ء
بمعاملہ ہرمز جی . اردشیر ہرمز جی .

بلکہ اُس صورت میں جبکہ جوری کلاں نے خلاف کسی شخص کے ایک صحیح بل کو پایا ہو ضمانت نہیں لیجا سکتی) —

قواعد قانون انگلستان میرے خلاف ہیں لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ قانون فوجداری ہند زیادہ تر مشابہ ہے بلا شبہہ بموجب کامن لا کے کوئی اپیل تجویز ثبوت جرم کی ناراضی کر نہیں ہوسکتا لیکن ہندوستان میں اس قسم کے اپیل کی اجازت ہے مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) صراحتاً ایسے مقدمہ سے جیسا کہ یہ ہے متعلق نہیں ہے لیکن اُس کے احکام سے تائیداً اس دلیل کی ہوتی ہے کہ اختیار ضمانت پر رہا کرنیکا ضرور اس صورت میں جس میں اختیار اپیل دیا گیا ہے حاصل ہوگا —

مسٹر اسکاٹ نے منجانب دائنیان مخالفت درخواست کی مخالفت کی - یہ عدالت عدالت دیوالیہ نہیں ہے اور کارروائی عدالت دیوالیہ میں صرف اُسصورت میں دست اندازی کرسکتی ہے کہ ایسی دست اندازی کا اختیار بصراحت دیا گیا ہو اس عدالت کو اختیار ضمانت پر رہا کرنیکا نہیں دیا گیا ہے —

عدالت نے واسطے غور کے مقدمہ ملتوی کیا —

بیلی صاحب (ایکٹنگ) چیف جسٹس :- یہ تحریک منجانب ایچ - اے ہرمز جی دیوالیہ کے اس غرض سے ہے کہ وہ تا وقت سماعت اور فیصلہ قطعی اپیل کے جو اُسنے بناراضی فیصلہ فیرن صاحب جسٹس کے دائر کی ہے ضمانت پر رہا کیا جاوے —

۴ اگست ۱۸۹۲ء کو فیرن صاحب جسٹس نے جبکہ وہ بطور کمشنر صیغہ دیوالیہ اجلاس فرماتے ایک حکم بالفاظ ذیل صادر کیا "عدالت ہذا یہ حکم دیتی ہے اور تجویز کرتی ہے کہ ہرمز جی اردشیر ہرمز جی مذکور فوراً حراست میں جیلخانہ عام ملکہ معظمہ واقع بمبئی صیغہ فوجداری کے بذریعہ ایک وارنٹ کے جسپر مہر عدالت عالیہ کی ہولیجاوے اور وہاں تین مہینہ کلنڈرہ تک جو تاریخ اسکی گرفتاری سے جو بموجب حکم ہذا عمل میں آویگی شمار ہوگی قید میں رکھا جاوے اور یہ عدالت عالیہ مزید برآں حکم دیتی ہے اور تجویز کرتی ہے کہ ہرمز جی اردشیر ہرمز جی دیوالیہ مذکور بعد انقضائے تین ماہ مذکور مستحق استفادہ - ایکٹ مذکور بابت اُن چند قرضجات اور رقوم زر کے قرار دیا جاوے جو اُسوقت واجب تھیں یا جنکے واجب ہونیکا دعوے اُسوقت کیا گیا تھا کہ جب حکم سپردگی جایداد و ملکیت و اسباب دیوالیہ مذکور حسب ایکٹ مذکور جو اسبارہ میں ہے

۱۸۹۲ء
بمعاملہ
ہرمزجی
اردشیر ہرمز
جی

چارنس ایلگو نٹر صاحب افیشل السینی عدالت عالیہ ہذا اور السینی جایداد و مال دیوالیہ کو واسطے فایدہ اُن چند اشخاص کے صادر کیا گیا تہا جنکا نام فہرست میں بطور قرضخواہان کے درج تہا یا جو دعوے بطور قرضخواہان بابت رقوم مندرجہ فہرست مذکور کرتے تہے اور جن رقوم کی بابت اشخاص مذکور نے دیوالیہ مذکور کا اعتبار قبل صدور حکم سپردگی کے کیا تہا اور جو اُسوقت پر قابل ادا نہیں اور بابت دعاوی دیگر جملہ اشخاص کے جنکا حال دیوالیہ مذکور کو معلوم نہیں تہا اور جو منتقل الیہم یا قابضان کسی دستاویز قابل بیع و شری مندرجہ فہرست دیوالیہ مذکور تہے بجز اُن قرضجات کے جو قرضخواہان عذرداران مذکور کو واجب تہے اور بابت اُن قرضہ جات آخرالذکر کے دیوالیہ مذکور مستحق اپنی رہائی کا اُسی وقت ہوگا جبکہ دیوالیہ مذکور یعنی ہرمزجی اردشیر ہرمزجی حراست میں بارہ مہینہ کلندری تک ملکہ معظمہ کے جیلخانہ معمولی دیوانی بمبئی میں حسب استدعا کسی ایک یا زیادہ ذا تبان عذرداران مذکور یعنی چارٹرڈ مرکنٹائل بینک آف انڈیا و لنڈن و چینیا و آگرہ بینک و نیو اورنٹیل بینکنگ کارپوریشن و ہانگ کانگ و شنگہائی بینکنگ کارپوریشن و نیشنل بینک آف انڈیا لمیٹڈ و چارٹرڈ مرکنٹائل بینک آف انڈیا و اسٹریلیا و چینیا رہ چکا ہو اور یہ میعاد بارہ مہینہ قید کے بعد ختم ہونے میعاد قید تین ماہ مذکورہ بالا کے شروع ہوگی"

یہ عدالت ازروے احکام دفعہ ۴۷ (۱) و ایکٹ دیوالیہ سندر اسٹیٹوٹ ۱۱ و ۱۲ جلوس وکٹوریا (۱) اجلاس فرما ہے وہ دفعہ حسب ذیل ہے (حاکم عالیمقام نے اسموقعہ پر دفعہ مذکور

(۱) دفعہ ۴۷ - ایکٹ دیوالیہ حسب ذیل ہے :- اور یہ حکم دیا جاتا ہے کہ ہر شخص جو اپنے آپ کو کسی تجویز یا حکم یا کارروائی کسی ایسی عدالت سے جو واسطے دادرسی قرضداران دیوالیہ کے ہے مظلوم سمجھے تو جایز ہے کہ وہ ایک مہینہ کلنڈری کے اندر بعد اُس حکم کے ایک درخواست سپریم کورٹ آف جوڈیکیچر مقام بمبئی میں پیش کرے اور یہ جایز ہوگا کہ عدالت ممدوح یہ حکم دے کہ کل شہادت اگر کچھ ہو جو حسب مذکورہ بالا لی گئی ہو اور یادداشت اور کاغذات کارروائی جنکی بابت شکایت ہوئی ہو روبرو اُس کے لائے جاویں اور عدالت آخرالذکر موصوف بمعاملہ درخواست و کارروائی و شہادت مذکور تحقیقات کریگی اور اُسپر ایسا حکم صادر کریگی جو عدالت موصوف کو مناسب اور قرین انصاف معلوم ہو اور ازروے حکم یہ ہدایت کریگی کہ کون شخص اور کس طریق سے خرچہ درخواست مذکور اور کارروائیات جو بمطابق درخواست مذکور کی گئی ہوں اور قلمبند کرنے شہادت تحریری اور کارروائی شکایت مذکور کا ادا کریگا اور حکم مذکور مختتم اور قطعی بنسبت جملہ اشخاص کے ہوگا اور لازمی اور قابل پابندی اُس عدالت پر ہوگا جس میں کارروائیات جنکی شکایت ہے عمل میں آئی ہوں -

سنہ ۱۸۹۲ء بمعاملہ ہرزجی بنام اردیشیر ہرزجی

کو پڑھا اور بعد ازاں یہ فرمایا) :- یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ کبھی کوئی درخواست مثل درخواست ہذا اس عدالت میں پیش نہیں کیگئی (یا جہانتک کہ دریافت ہوا عدالت ہائیکورٹ کلکتہ یا مدراس میں بھی پیش نہیں ہوئی لہذا اس امر کا دیکھنا مناسب ہے کہ کیا حالت قانون انگلستان کی بوقت صدور ایکٹ دیوالیہ بدر سال ۱۸۳۰ع جلوس گورنر ولیم باب ۲ خصوصاً نسبت اختیار عدالت کنگس بینچ بابت ضمانت پر رہا کرنے اشخاص کے تہی۔

اب میں تمہیداً یہ بیان کرونگا کہ یہ مسلمہ اصول قانون انگلستان کا قرار پاچکا ہے کہ جس کسی شخص پر جرم خفیف کا الزام ہو وہ ضمانت جینتر کے پیش کرنے پر رہا کیا جانے کا مستحق ہے دیکھو مقدمہ ملکہ معظمہ بنام پیجرارا (لیکن بلحاظ ان اشخاص جنپر جرم تجویز شدہ قاعدہ مختلف ہے اس شخص سے ضمانت نہیں لیجاسکتی بشرطیکہ وہ مجرم بذریعہ جوری یا اقبال کے ثابت قرار پایا ہو" دیکھو کتاب ڈائجسٹ کا من لا صاحب متعلقہ ضمانت حرف (ف) (۲) یہ امر قابل لحاظ ہے کہ نہ تو عدالت ہذا (عدالت کنگس بینچ) نہ کوئی اور عدالت ایسے شخص کی ضمانت لیسکتی ہے جس پر حکم سزا کی تعمیل ہو رہی ہو یا جسکو سزائے قید بموجب کسی قانون کے بابت جرم کے دیگئی ہو اور ایک یہی وجہ ہے کہ عدالت اس معاملہ میں دست اندازی نہیں کرسکتی جب کوئی شخص بوجہ تحقیر عدالت سپرد فوجداری کیا گیا ہو دیکھو خلاصہ کتاب بیکن صاحب باب متعلقہ ضمانت (حرف د) جلد ا صفحہ ۳۴۶ و نیز کتاب قانون فوجداری مولفہ چٹی صاحب جلد ا صفحہ ۹۸ مقدمہ مشہور جان ولکس (۱) مین جسکی نسبت تجویز اور تجویز ثبوت جرم الزام چھاپنے اور شایع کرنے ایک بغاوت آمیز اور دیانامی اخبار نمبر ۴۵ تہمت تحریری کا تہا یہ کوشش کیگئی تہی کہ تا سماعت درخواست عذر جو ملزم نے داخل کی وہ ضمانت پر رہا کیا جاے یہ معاملہ روبرو عدالت کنگس بینچ کے پیش ہوا اور اسکی سماعت لارڈ منسفیلڈ صاحب چیف جسٹس اور اسٹیس صاحب اسٹن صاحب جسٹس ولسن صاحب جسٹسان نے کی منجانب مستغیث یہ گذارش کیگئی کہ اسکی ضمانت حسب احکام قانون سنہ ۷ و ۸ جلوس ولیم و میری باب ۲ ہوسکتی ہے بوقت صدور اپنی تجویز کے نسبت اس امر کے لارڈ منسفیلڈ صاحب نے صفحہ ۴۵۳ یہ فرمایا "واضح ہو کہ ممکن ہے کہ کسی قسم کی شہادت نسبت اس امر کے ہو کہ کیا امر ایکٹ پارلیمنٹ سنہ ۷ و ۸ جلوس ولیم و میری باب ۲ میں داخل ہے مگر یہ نہایت یقینی ہے کہ ایسا شخص کہ جسپر کوئی جرم خفیف ثابت ہوا ہو داخل اسکے احکام کے نہیں کیونکہ اسکا مقدمہ قابل ضمانت نہیں ہوتا پس اس سے زیادہ کوئی صاف بات نہیں ہوسکتی کہ اس شخص کا مقدمہ ایکٹ پارلیمنٹ کے اندر داخل نہیں ہوتا کیونکہ وہ ایکٹ صرف مقدمات قابل ضمانت سے متعلق ہے" چنانچہ یہی اسٹن صاحب جسٹس

(۱) بربرو رسٹ کونسلس بنچ جلد ۴ صفحہ ۲۵۸۶ ۔ ۴ رپورٹ بروس جلد ۴ صفحہ ۲۵۲۷ (۱)

نے (صفحہ ۴۲۵) فرمایا "یہ ایکٹ مقدمات فوجداری خفیف پر بعد ثبوت جرم کے حاوی نہیں ہوسکتا کیونکہ ایسی صورت میں مدعا علیہ کو استحقاق ضمانت پر رہا کیے جانیکا مطلقاً نہیں ہے" اور ولسن صاحب جسٹس نے بھی (صفحہ ۴۲۵) یہ فرمایا "بعد واقعی ثبوت کسی جرم خفیف کے مدعا علیہ ضمانت پر رہا کیے جانیکا مستحق نہیں ہے عام اس سے کہ اسکی نسبت اشتہار جاری ہوا ہو یا نہ ہوا ہو" بعد اسکے ایک درخواست مدعا علیہ کو ضمانت پر رہا کیے جانیکی باستعمال عام اختیار تمیزی عدالت کے کی گئی لیکن لارڈ مینسفیلڈ صاحب نے یہ فرمایا کہ انکو کوئی ایسا مقدمہ معلوم نہیں کہ جسمیں ایسا کیا گیا ہو (مقدمہ بادشاہ بنام برو وغیرہ (۱)) مدعا علیہم مجسٹریٹان ہیں جنہوں نے تا فیصلہ اپیل کے بعض اشخاص کو بنسبت جرم ایکٹ جسٹس آف دی پیس حسب دیگر سٹیٹ ایکٹ کے ثابت قرار دیا تھا اور جنکو سیشن آف ایکیٹی نے بھیجا تھا ضمانت پر رہا کیا مجسٹریٹان موصوف اب بر طبق صادر ہونے اس حکم کے حاضر ہوئے کہ وجہ ظاہر کریں کہ کیوں انپر استغاثہ بابت مس ڈہیٹر کے اس بنا پر نہ کیا جاوے کہ انہوں نے ان اشخاص کو جنپر جرم ثابت ہوچکا تھا ضمانت پر رہا کیا کہ کونسل نے منجانب مدعا علیہم (صفحہ ۱۹۳) یہ بحث کی کہ گو کوئی اختیار صریح از روے قانون جسکی رو سے ملزمان پر جرم ثابت قرار دیا گیا تھا کسی شخص سزا یافتہ کو ضمانت پر رہا کرنیکا نہیں دیا گیا تاہم چونکہ ملزم کو اجازت اپیل کی سشن مابعد میں دیگئی ہے لہذا یہ خواہ مخواہ لازم آتا ہے کہ اس اثنا میں وہ ضمانت پر رہا کیا جاوے ورنہ اپیل بیکار ہوگی کیونکہ اس شخص کی سزا قبل اسکے کہ اپیل کی سماعت ہوسکے ختم ہوجائیگی" منجانب دیگر اثنا تقریر میں یہ بیان کیا گیا کہ قانون اسبارہ میں صاف ہے کہ جب کوئی شخص واسطے تعمیل حکم سزا کے سپرد کیا تو اُسسے ضمانت نہیں لیجا سکتی اور اس امر سے کچھہ فرق نہیں آتا کہ اپیل کی اجازت قانون میں ہے کونسل نے یہ بحث کی کہ "گو اپیل اس صورت میں ہوسکتی ہے مگر معمولی طریقہ سزا جو بر طبق ثبوت دیگئی اسیطرح عمل میں آنا چاہیے کہ جسطور پر بر طبق تجویز عدالت قانونی مقدمہ فوجداری میں عمل میں آتا ہے جسمیں سزا قبل اسکے دیجا سکتی ہے کہ تجویز عذرات کی عمل میں آوے" ایلش ہرسٹ صاحب جسٹس نے بوقت اصدار تجویز (صفحات ۱۹۴ و ۱۹۵) یہ فرمایا "اگر یہ معاملہ صرف اسیقدر ہوتا کہ مدعا علیہم پر یہ الزام لگایا گیا کہ انہوں نے اشخاص کو بعد اسکے کہ انہوں نے نسبت تجویز ثبوت جرم کے اپیل کیا تھا ضمانت پر رہا کیا تو میں ہرگز یہ پسند نہ کرتا کہ اجازت استغاثہ کی ان لوگوں پر بنا ئے مذکور دیتا کیونکہ جب از روے ایکٹ پارلیمنٹ مجسٹریٹ کو اختیار سرسری تجویز ثبوت جرم نسبت ایسے اشخاص کے دیا گیا ہے جو داخل تعریف خانہ بدوشان ہوں اور جبکہ اُسی کے ساتھہ اُس شخص کو جسپر جرم ثابت قرار پاوے اختیار اپیل بنا راضی تجویز ثبوت جرم مذکور دیا گیا ہے تو ممکن ہے کہ کوئی مجسٹریٹ جو بخوبی قانون سے واقف نہ ہو یہ معمولی

سنہ ۱۸۹۲ء
بمعاملہ مسز جی اردشیر ہرمزجی

(۱) ٹرم رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۱۹۰۔

سنہ ۱۸۹۲ء
بمعاملہ [illegible]
اور [illegible]

جاری رہتی کرینگا کہ مراد واضعان قانون کی یہ تھی کہ ملزم پر تعمیل سزائے قید اسوقت تک نہ ہو کہ اپیل فیصل ہو جاوے اور اسلیئے اگر مجسٹریٹان نیک نیتی سے عمل کرتے تو میں محض اس بنا پر حکم استغاثہ نہ دیتا ہوں کر صاحب جسٹس نے لسنبت تغیر دیگر دیگر نیٹ ایکٹ کے یہ فرمایا کہ انکو کوئی شبہہ اسبارہ میں نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں عدالت نے بہ تعمیل حکم سزا کے ملزمان کو سپرد کیا تھا پس انکی ضمانت نہیں ہوسکتی تھی گو از روئے قوانین حق اپیل سشن بالمد میں بنا رانکی حکم سزا انکو دیا گیا ہو" اور صاحب جسٹس نے یہ فرمایا " یہ بیان کیا گیا ہے کہ یا مرتجب تھے کہ کوئی شخص متحمل سزا اسوقت میں ہو کہ جب اپیل دایر ہو لیکن ہم یہ تصور کرتے ہیں کہ یہ وہی صورت ہے جو کونسل نے بابت عذرات کے بیان کی جنسے تعمیل اُس تجویز کی ملتوی نہیں ہتی جسکی منسوخی کیلیئے عذرات مذکور ایسی گئے ہیں" اور گروس صاحب جسٹس کی یہی رائے تھی وہ فرماتے ہیں " میری صاف رائے یہ ہے کہ یہ سپردگی بہ تعمیل سزا تھی لیکن خواہ وہ ایسی ہو یا نہ ہو میری صاف رائے یہ ہے کہ یہ شخص ضمانت پر رہا نہیں کیا جاسکتا" نیز دیکھو مقدمات ہم مضمون بادشاہ بنام فلاور (۱) وملکہ معظمہ بنام گرنج (۲) وملکہ معظمہ بنام اسکیف (۳) آخر انگریزی مقدمہ جسکا میں حوالہ دونگا مقدمہ یک طرفہ ہنٹن (۴) ہے جسمیں یہ تجویز ہوئی تھی کہ محض اپیل کا دایر کرنا کوئی وجہ التوائے تعمیل حکم عدالت بنیکرپسی کی نہیں ہے۔

یہ صورت قانون انگلستان کی اُسوقت تھی کہ جب ایکٹہائے دیوالیہ ۱۸۴۹ء و ۱۸۶۹ء برٹش پارلیمنٹ سے صادر ہوئے صاف ظاہر ہے کہ اُسوقت میں کوئی شخص بعد ثبوت جرم کے ضمانت پر رہا کئے جانے کا استحقاق شاید باستثنائے اُس صورت کے کہ جب ستغیث رضامند ہو نہیں رکھتا تھا اسصورت میں اہان مخالف لسنبت درخواست کے عذر کرتے ہیں اور انکا عذر بالکل صحیح ہے مسٹر جارڈین نے یہ حجت کی کہ شخص دیوالیہ مثل اُس شخص کی ہے جو منتظر تجویز مقدمہ ہوا اور جسکی اپیل منظور ہو چکی ہوا اور حکم قطعی عدالت اپیل کا صادر ہونیوالا ہو لیکن میری دانست میں یہ دلیل قابل پذیرائی نہیں ہے جو تجویز کہ ہو چکی وہ ایک صرف تجویز قطعی تابع اپیل کے ہے بشرطیکہ شخص دیوالیہ اپیل کرنا مناسب سمجھے اکثر مقدمات میں جو عدالت دیوالیہ سے فیصل ہوتے ہیں بطور امر واقعی کے کوئی اپیل کبھی نہیں ہوتا اس

(۱) ٹرم رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۳۱۴ (۲) رپورٹ کارنگٹن و پین صاحبان جلد ۹ صفحہ ۴۴ (۳) رپورٹ ڈولنگ صاحب جلد ۱ صفحہ ۵۵۳ (۴) رپورٹ ڈیکن وچیٹی صاحبان جلد ۴ صفحہ ۷۰۴۔

سنہ ۱۸۹۲ء
بمعاملہ ہرمز
جی
اردشیر ہرمز
جی

قسم کی اپیل باستعمال عبارت پولر صاحب جسٹس محولہ بالا مثل ایک عذر غلطی کے ہے جس سے تعمیل اُس حکم کی ملتوی نہیں ہوتی جسکی منسوخی کی استدعا کی گئی ہے۔

اوّل ایکٹ دیوالیہ ہند انسٹیوٹ ۹ جلوس جارج چہارم باب ۷۳ ہے اور دفعات ۳۳ و ۳۴۔ ایکٹ مذکور کے اُسی مضمون کے ہیں جیسی کہ دفعہ ۷۳۔ ایکٹ مابعد سنہ ۱۱ و ۱۲ جلوس وکٹوریہ باب ۲۱ ہے یہ ایکٹ اب نافذ ہے اس دفعہ ۷۳ کی تعبیر سختی سے کی گئی ہے یہ تجویز ہو چکی ہے کہ کمشنر صیغہ دیوالیہ کو بموجب اس دفعہ کے یہ اختیار نہیں ہے کہ میعاد پیش کرنے درخواست اپیل بنا راضی حکم عدالت دیوالیہ کو وسعت دے بمعاملہ غلام رسول خاں (۱) ملاحظہ طلب اور نہ بصورت اپیل حسب دفعہ مذکورہ ہائیکورٹ اپیلانٹ (قرضخواہ معترض) کو یہ حکم دے سکتی ہے کہ وہ ضمانت خرچہ اپیل مذکور دے دیکھو بمعاملہ رام سوک مصر (۲) ایک مقدمہ میں جسکو سر آر گارتھ صاحب چیف جسٹس و ولسن صاحب جسٹس نے بمقام کلکتہ سنہ ۱۸۸۶ء میں فیصل کیا یہ بیان کیا گیا ہے کہ احکام صیغہ دیوالیہ احکام حسب مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہیں ہیں احکام مذکور بموجب ایک قانون مختص کے ہیں اور وہ بموجب ایسے قانون مختص کے ہیں جنمیں ضابطہ مختلف قرار دیا گیا ہے دیکھو بمعاملہ آر برون (۳)۔

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۶۳۸ میں یہ حکم ہے کہ مجموعہ ہذا کا کوئی حکم کسی حاکم ہائیکورٹ سے جو بطور حاکم عدالت دیوالیہ اجلاس فرما ہو متعلق یا منسوب نہ کیا جائیگا پس احکام دفعہ ۵۴۴ مجموعہ کے جنکی رو سے عدالت کو اختیار التوائے اجرار بحالت اپیل کے دیا گیا ہے مقدمہ حال سے متعلق نہیں ہیں بلکہ یہ حجت بھی نہیں کیگئی کہ وہ متعلق ہیں مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء مسلماً درخواست ہذا سے متعلق نہیں ہے لیکن مجموعہ مذکور اور اُن فیصلجات سے جو بموجب ایکٹ ماقبل ۱۰ (سنہ ۱۸۷۲ء) صادر ہوئے ظاہر ہوتا ہے کہ جب یہ منشا رہا کہ حکم سزا تا فیصلہ اپیل ملتوی رہے اور اپیلانٹ ضمانت پر رہا کیا جاوے تو اختیار ضمانت پر رہا کرنیکا واضعان قانون نے بالفاظ صریح عطا فرمایا دیکھو دفعہ ۴۲۶۔ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء و دفعہ ہم عنمون ۲۸۱۔ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۲ء بموجب دفعہ ۳۹ ۔ ایکٹ ماقبل (۱۰ سنہ ۱۸۷۲ء) کی اجلاس کامل ہائیکورٹ الہ آباد

(۱) بنگال لاء رپورٹ (مقدمات فوجداری) جلد ۱ صفحہ ۱۳۰ (۲) بنگال لاء رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۱۷۹ (۳) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۴۶۳ (۴)

سنہ ۱۸۹۲ء
بمعاملہ سرنر
جی.
اردبنر سرنرجی

بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام ٹہاکر پرشاد (۱) یہ تجویز ہوا کہ عدالت سشن کو کوئی اختیار حسب دفعہ مذکور کسی شخص کو ضمانت پر رہا کرنے کا جسکی نسبت تجویز ثبوت جرم ہو چکی ہو نہیں ہے کیونکہ وہ شخص جسپر جرم ثابت قرار پایا ہو شخص ملزم حسب مراد دفعہ مذکور نہیں ہے ہائیکورٹ مقام کلکتہ نے پیشتر تین مقدمات میں وہی نتایج اخذ کئے تھے ملکہ معظمہ بنام مہندر ناتھ بنک بہوش (۲) وارد آہن منڈل بنام میانخان تگا وگیر (۳) و ملکہ معظمہ بنام رتن مکرجی بوجوہ اُن دلایل کے جو مینے بیان کئے میری یہ رائے ہے کہ عدالت ہذا کو کچھہ اختیار نہیں ہے کہ ضمانت پر شخص دیوالیہ کو رہا کرے اور اگر بالفرض اس کے کہ عدالت کو ایسا اختیار ہو تو یہ مقدمہ ایسا نہیں ہے جنمیں باستعمال اپنے اختیار تمیزی کے عدالت کو یہ اجازت دینی چاہیے کہ دیوالیہ تا سماعت و قطعی فیصلہ اپیل کے ضمانت پر رہا ہو۔

پس میری دانست میں درخواست نامنظور ہونی چاہیے۔

اٹرنیان منجانب دیوالیہ مسٹران چاک و واکر و اسمتہم۔

اٹرنیان منجانب دائنیان عذر دار مسٹران کریگی ولینچ و اوزن۔

۹ و ۱۰ نومبر
سنہ ۱۸۹۲ء

پریوی کونسل

باجلاس لارڈ ہابہوس و سیکناٹن ۔ ہینن ۔ شانڈ و سر آر کریچ صاحبان

رحیم بہائی حبیب بہائی (ابتدائً مدعا علیہ) اپیلانٹ

بنام چارلس اکیگوٹرنر (ابتدائً مدعی) رسپانڈنٹ

(بمتعلق اپیل بناراضی فیصلہ ہائیکورٹ بمبئی)

حد سماعت - دفعہ ۱۸ - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کا انفیشل الیسایبنی سے مخفی رکھنا (اسیچوٹ ۱۳ و ۱۴ جلوس وکٹوریا باب ۱۴) علم اُسکے حق کرنے نالش حساب سرمایہ کا جو فریباً ایک شخص دیوالیہ نے منتقل کیا ہو - بار ثبوت اس امر کا کہ کب اوّل مرتبہ مدعی کو صاف اور بیک علم ہوا - فریق واسطے اغراض انکشاف کی - دفعات ۱۳۱ و ۱۳۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) حساب وکتاب -

اس غرض کے لئے کہ قانون حد سماعت ایسی صورت میں متعلق ہو کہ جس میں فریب اُس شخص نے کیا ہو جسنے بذریعہ فریب جائداد حاصل کی یہ ضرور ہے کہ شخص مذکور یہ ثابت

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۱۵۱ (۲) بنگال لا رپورٹ (ضمیمہ اپیل دیوانی) جلد ۱ صفحہ ۷ (۳) ویکلی رپورٹر (نظایر فوجداری) جلد ۱ صفحہ ۴۰ (۴) ویکلی رپورٹر (نظایر فوجداری) جلد ۱۴ صفحہ ۱۸

سنہ ۱۸۹۰ء
رحیم بہائی
حبیب بہائی
بنام
امپارل انشورنس

کرے کہ سیٹنٹ جسکو نقصان پہونچا صاف اور ٹہیک علم واقعات متعلقہ فریب دہی کا ایسے زمانہ میں رکہتا تہا کہ جس سے اسقدر عرصہ گذر گیا کہ اب نالش نہیں ہو سکتی اس امر کا تذکرہ کہ اسکو فریب دیا گیا اس قسم کے علم کی حد تک نہیں پہونچتا جو ازروے دفعہ ۱۸ ایکٹ حد سماعت سنہ ۱۸۷۷ء کی روسے ضرور ہے

ایک نالش میں جو افیشل اسینی نے سنہ ۱۸۸۷ء میں کی یہ ثابت ہوا کہ مدعاعلیہ نے سنہ ۱۸۶۹ء میں بذریعہ ایک انتقال بالرہن کے کچہہ جایداد شخص دیوالیہ کی لیکر اسکی مدد فریب دہی اسکے دائینان میں کی اور یہ فریب افیشل اسینی پر ظاہر نہیں کیا گیا اور جہانتک مدعاعلیہ سے ممکن تہا اُسنے افیشل اسینی کو حسابات جایداد منتقلہ کے دیکہنے نہیں دیے۔

تجویز ہوا کہ بار ثبوت اس امر کا مدعاعلیہم پر تہا کہ مدعی کو صاف اور ٹہیک علم اس بیکا میعاد حد سماعت سے زیادہ زمانہ سے تہا اس بار ثبوت سے بکدوشی بذریعہ ثابت کرنے اس امر کے حاصل نہیں کی گئی کہ کچہہ سراغ اور پتہ افیشل اسینی کو ملا تہا جس سے اسکو علم ہو جانا ممکن تہا اور یہ تجویز ہوئی کہ افیشل اسینی سے اُسکا حق نالش کرنیکا حسب مراد دفعہ ۱۸ ایکٹ حد سماعت کے مخفی رکہا گیا۔ یہ مدعاعلیہ ایک نالش سابق میں جو مدعی نے دایر کی تہی فریق بنایا گیا تہا مگر محض بغرض انکشاف کے بذریعہ ایک حکم کے جو اُس نالش میں صادر ہوا تہا لیکن کوئی ڈگری بمقابلہ اُسکے بہ حیثیت فریق مقدمہ صادر نہیں ہوئی اور نہ کوئی حکم بابت اُسکے خرچہ کے دیا گیا۔

تجویز ہوا کہ اس بیضابطہ کارروائی سے وہ اُس نالش کا فریق نہیں ہو گیا تاکہ دفعہ ۱۳ یا دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) متعلق ہو سکے۔

ڈگری مشعر اس امر کے کہ مدعاعلیہ افیشل اسینی کو حساب اُس جایداد کا دے جو اسنے دیوالیہ سے بعد تاریخ دیوالہ نکلنے کے پائی بحال کی گئی۔

اپیل باجازت خاص (۱) بنا راضی ڈگری (۲) ۱۷ مارچ سنہ ۱۸۹۰ء (۳) مصدرہ بصیغہ اپیل ہائیکورٹ عموماً مشعر بحالی بعد ترمیم ڈگری (۴) ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۸ء (۳) مصدرہ عدالت موصوف بصیغہ ابتدائی سے

یہ نالش افیشل اسینی نے ۵ مئی فروری سنہ ۱۸۸۷ء کو دایر کی اور وہ الہ دین بہائی حبیب بہائی کے دیوالہ بمقام بمبئی نکلنے سے پیدا ہوئی تجویز دیوالیہ ہونیکی حسب ایکٹ دیوالیہ سند مورخہ ۹ جنوری سنہ ۱۸۶۷ء اور درخواست جس سے حکم سپردگی متعلق تہا مورخہ ۱۷ دسمبر سنہ ۱۸۶۶ء ہتی وہ مدعاعلیہ جسکے مقابلہ میں یہ بیان کیا گیا کہ وہ افیشل اسینی کو حساب دینے کا ذمہ وار ہے حبیب بہائی رحیم بہائی برادر دیوالیہ کا ہے اور اُسکے نام جایداد دیوالیہ کی اُسوقت میں

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۹
(۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۳۱۲
(۴) " " " جلد ۱۴ صفحہ ۳۰۵

سنہ ۱۸۹۲ء

رحیم بہائی
حبیب بہائی
بنام
چارلس اگیو
ٹرنر

منتقل کیگئی تھی جب رحیم بہائی کا کار و بار ساتھ ایک اور بہائی احمد بہائی کے کرتا تھا جبکہ ساتھ وہ بمبئی میں شریک تہا اور کار و بار بنام احمد بہائی حبیب بہائی اگست سنہ ۱۸۶۹ء تک کرتا تہا ان دونوں بہائیوں کی دوکان کی ایک شاخ موسومہ رحیم بہائی حبیب بہائی بہی تہی جو ہانگ کانگ میں کار و بار کرتے تہے اور اُس مقام پر بہی الہ دین بہائی دیوالیہ کی ایک کوٹھی اسیطرح کی تہی کہ بمبئی بہی ہے۔

وہ جایداد جسکا قبضہ فریق مدعاعلیہ سے منسوب کیا گیا ہے پانچ قسم کی تہی جیسا کہ عرضیدعوے اور تجاویز عدالتہاے ماتحت (۱) میں مندرج ہے۔

نسبت تین اقسام جایداد کے نالش صیغہ ابتدائی سے ڈسمس ہوئی نسبت باقی تین اقسام کے حکم حساب مابین مدعاعلیہ کی کوٹھی اور دیوالیہ کے ہوگیا برطبق اپیل ہائیکورٹ نے اس ڈگری کو بہ ترمیم ایک امر جزوی کے بحال رکہا لیکن + + + + نسبت ایک قسم کے منجملہ تین اقسام کی جایداد کے جو عدالت مرافعہ اولی نے دلائی تہیں خلاف مدعی فیصلہ کیا اور نسبت دیگر دو اقسام کے حساب میں جنکی ڈگری کا حکم ہوا تہا یہ تبدیل کیا کہ وہ صرف اُس وقت وصول شدہ سے شروع ہو جو مدعاعلیہ نے بہ تاریخ دیوالہ نکلنے کے پایا ہو آفیشل اسینی نے کوئی اپیل نہیں کیا چنانچہ یہہ اپیل انتقال دو قسم کی جایداد پر محدود کیا گیا ہے جو از نام جایداد ملک چین اور حصہ شیئرس موسوم ہے اسمیں اصل بحث یہہ تہی کہ آیا انتقال بذریعہ رضامندی کے ساتھہ کیا گیا اور بمقابلہ دائنان سنہ ۱۸۶۶ء کے نا جائز تہا بلکہ وہ ایک فریب تہا جسکے ذریعہ سے آفیشل اسینی سے علم اسکے اس حق کا مخفی رکہا گیا کہ وہ مال مذکور کو سالہاے ماقبل درمیانی میں وصول کر سکتا اور اسوجہہ سے دفعہ ۱۸ ایکٹ حد سماعت حافظ میعاد ہے اس امر پر بہی غور کیا گیا کہ آیا وہ ڈگری جو احمد بہائی کے نام سنہ ۱۸۸۴ء میں صادر ہوئی مانع دعوے ہے یا نہیں اور نیز اس امر پر کہ آیا ترمیمات جو دربارہ لئے جانے حساب کے عدالت اپیل نے کی ہیں وہ صحیح ہیں یا نہیں۔

سنہ ۱۸۸۱ء میں آفیشل اسینی نے احمد بہائی پر نالش کی اُس نالش میں ایک حکم اس مضمون کا صادر ہوا کہ مدعاعلیہ رحیم بہائی فریق مقدمہ محض بغرض انکشاف شہادت بنایا جاوے کوئی دادرسی اُس مقدمہ میں بمقابلہ رحیم بہائی کے نہیں چاہی گئی اور نہ کوئی ڈگری بنام اُسکے صادر ہوئی لیکن بعد سپردگی نالشی ایک ڈگری بنام احمد بہائی تعدادی تین لاکھہ ساٹھہ ہزار روپیہ متعلق

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ و ۴۴۴ -

سنہ ۱۸۹۰ع
رحیم بہائی
حبیب بہائی
بنام
چارلس اگنو
ٹرنر

معاملہ متعلقہ جایداد دیوالیہ صادر ہوئی دسمبر ۱۸۸۵ع میں دوران نالش مذکور میں ایک حکم واسطے دکھلانے کتب حسابات کے جو اُسوقت میں بقبضہ رحیم بہائی رمدعا علیہ حال، تنہیں حاصل کیا گیا اسکا نتیجہ یہ ہوکہ اَور حالات دریافت ہوئے اور اسوجہ سے نالش حال دایر کی گئی۔

حالات مفصل انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۵ میں مندرج ہیں حالات مذکور بتجاویز عدالت ہائے ماتحت میں تحریر ہیں اور دو حکام کی تجویز میں جو بر طبق اپیل ہذا صادر ہوئی مندرج ہیں۔

ہائیکورٹ نے باتفاق عدالت مرافعہ اول کے یہ تجویز کی کہ نسبت جایداد چاپین کے شہادت سے ایک معاملہ فریبی بغرض نقصان رسانی دائنیان منجانب چیپین و بمبئی کی دکانات رحیم بہائی و احمد بہائی کے بسازش خود دیوالیہ کے پایا جاتا ہے نسبت حصص الفنسٹن کے بھی عدالتوں نے یہ تجویز کی کہ طریق عمل ہر سہ برادران موقوعہ سنہ ۱۸۷۶ع سے کوئی شبہہ اس امر میں باقی نہیں رہتا کہ گو انتقال بعوض قیمت کے عمل میں آیا مگر وہ بغرض اخفا ہوا اور عام تدبیر کے کیا گیا جو دائنیان کو توقعت میں ڈالنے اور انکے حق کو شکست کرنیکے لئے کی گئی تھی علیا کہ نسبت حد سماعت کے خیال کیا گیا ہے ہردو عدالتوں نے میعاد تمین سال وقت دلوانے ڈگری یعنی جنوری سنہ ۱۸۷۶ع سے قرار دی مگر عدالت موصوف نے یہ تجویز کی کہ حد سماعت ایسی صورت سے کہ جیسا کہ مقدمہ ہذا ہے جس میں مدعی بذریعہ فریب کے اپنے حق ارجاع نالش سے واقف نہیں ہونے دیا گیا متعلق نہیں ہے اُنکی بنیاد وہ نتیجہ ہے جو عدالت نے اخذ کیا کہ دیدہ و دانستہ فریب اس معاملہ میں کیا گیا جسکے ذریعہ سے مدعا علیہ نے جنکو معلوم تھا کہ کن اشخاص کو حق حاصل ہے وہ حالات مخفی رکھے جنسے حقوق مذکور پیدا ہوتے تھے تا وقتیکہ فنیشل الیسنی نے کتب حساب ملک چیپین دسمبر سنہ ۱۸۸۵ع میں ملاحظہ کیں۔

نسبت نالش متدایرہ سنہ ۱۸۸۱ع واضح ہو کہ حسب رائے عدالت مرافعہ اولی کے مدعا علیہ حال اُسمیں ایسا مدعا علیہ نہیں بنایا گیا تہا کہ مقابلہ اُسکے ڈگری بابت اصلی معاملہ کے صادر ہو سکتی اُس نالش میں یہ بیان نہیں کیا گیا تہا کہ حصص الفنسٹن کا مطلقاً دعوے ہے عدالت مرافعہ اولی نے بھی یہ تجویز بطور امر واقعی کی تہی کہ اُس دعوے پر جو ابتدا سنہ ۱۸۸۱ع میں بابت ایک جزو سرمایہ مقام چیپین کے کیا گیا تہا ثالث نے کچہہ لحاظ بوقت تجویز کرنے اس تعداد کے نہیں کیا جو اسنے فنیشل الیسنی کو دلایا اور آخر امر یہ ہے کہ وہ عبارت جس میں

سنہ ۱۸۹۲ع
رحیم بہائی
حبیب بہائی
بنام
چارلس ایگو
ترنر

حساب کتاب تیار کیے جانے کی ہدایت کی گئی ہے تجاویز عدالتہائے ماتحت سے ظاہر ہوتی ہر
مسٹر اے کوہن گیوسی اور مسٹر جے ایچ اے برنین نے بجانب اپیلانٹ یہ بحث کی کہ دعاوی
مدعی بنسبت سرمایہ چین اور حصص الفنسٹن کے زائد المیعاد تجویز ہونے چاہیے تہے اور
عدالتہائے ماتحت نے کہ احکام حافظ میعاد موقوعہ دفعہ ۱۸ - ایکٹ حد سماعت کو اس نالش
سے متعلق کرنے میں غلطی کی ہے کارروائی سنہ ۱۸۸۱ع سے ظاہر ہوتا ہے کہ افیشل اسینی
کو قبل سنہ ۱۸۸۵ع کے اقل درجہ وسایل دریافت کرنے حالات اور وسایل تحقیق کرنے خاص
.. باتوں کے حاصل تہے بربنائے اپنی واقفیت کے اُسنے کارروائی مذکور کی شہادت مزید
جسکا حوالہ مسل سے دیاگیا تہا موجود نہی جسکی بنا ر پر حسب حجت کونسل کے افیشل اسینی بمقابلہ
مدعا علیہ حال کے کارروائی کرسکتا تہا مگر اُسنے کارروائی نہیں کی عدالتہائے ماتحت کو
بربنائے واقعات یہ تجویز کرنی چاہیے تہی کہ یہ ثابت نہیں ہوا کہ مدعی بوجہ فریب مدعا علیہ
کے اپنے حق سے واقف ہونے نہیں پایا کیونکہ واقف نہ ہونے دینا ایک جزو اصلی
مقدمہ کا تہا یہ ثابت کرنا کافی نہ تہا کہ دیوالیہ نے ترجیح ناجایز یا فریبی کسی شخص کو دی یا بیزیہ کہ
رحیم بہائی نے اُسکو مدد دی کیونکہ بجز برابر مخفی رکہے جانے حالات کے منجانب مدعا علیہ کے
دفعہ ۱۸ کے مراتب پورے نہیں ہوتے۔ دربارہ ہونے وسایل واقفیت کے حوالہ مقدمہ بارنس
بنام ایڈیی (۲)، کا دیا گیا یہ بہی حجت کی گئی تہی کہ عدالتہائے ماتحت کو یہ تجویز کرنی چاہیے تہی کہ
از روے اُس تجویز کے جو بمقابلہ احمد بہائی سنہ ۱۸۸۲ع میں حاصل کی گئی تہی یہ نالش ممنوع السماعت
ہے کیونکہ نالش سابق بیانات سازشی اور فریبی انتقال جائداد پر جسکے حساب کی ڈگری ہوئی تہی
مبنی تہی یہ جوابدہی یا تو حسب دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی (نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) بلحاظ ایک راے
کے بنسبت مقدمہ کے یا حسب دفعہ ۴۳ بلحاظ دوسری راے کے قابل پذیرائی ہے کیونکہ
اگر بنسبت دو قسم کی جائداد کے جواب نزاعی بت حساب لیا جاسکتا تہا تو وہ نالش ماقبل میں
بہی داخل ہوسکتی تہی -

مسٹر آر. پی فلپے گیوسی اور مسٹر جے ڈی ہین منجانب رسپانڈنٹان کی صرف بابت
اُس ترمیم کے جو طریقے لینے حساب میں کیگئی سماعت کی گئی تہی -
مسٹر اے کوہن گیوسی نے بنسبت اس آخر امر کے جواب دیا -

(۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحات ۱۱۴ و ۱۴۴ - (۲) رپورٹ چانسری جلد ۹ صفحہ ۴۴۴

۱۸۹۰ء
رحیم بہائی
بنام
حبیب بہائی
چارلس اگنو
سرتر

ختم ہونے مباحثہ کونسل پر حکام عالیمقام کی تجویز لارڈ ہابہوس صاحب نے صادر فرمائی

لارڈ ہابہوس صاحب ÷ یہ نالش الہ دین بہائی کے منتقل الیہ نے جو ۱۸۶۶ء میں دیوالیہ ہوگیا بنام اپیلانٹ واسطے دلاپانے اُس سرمایہ کے جو ازاں دیوالیہ بیان کیا گیا ہے اور جس کا قبضہ ناجائز طور پر اپیلانٹ نے حاصل کیا دایر کی گئی ۔

اب بحث کم ہوکر صرف بابت دو رقم کے ہے ایک اُن میں سے جایداد چین کے نام سے موسوم ہے اور دوسری منحصر او پر حصص جائنٹ اسٹاک کمپنی موسومہ الفنسٹن لمیٹڈ کمپنی کی ذکر اسکی ضرورت نہیں ہے کہ بطوالت وہ واقعات بیان کئے جائیں جن میں سے بہت کم نزاعی ہیں صرف خاص بات اس مقدمہ میں یہ ہے کہ بہت عرصہ مابین زمانہ دیوالہ نکلنے اور رجوع نالش کے منقضی ہوگیا تہا حکام عالیمقام کُلیتاً اُس رائے کو قبول کرتے ہیں جو ہر دو عدالتہاے ماتحت نے قایم کی ہے یعنی یہ کہ دیوالیہ اور اسکے لڑکے اور اُسکے دو بہائی احمد بہائی اور اپیلانٹ حال رحیم بہائی نے باہم موافقت کرکے جایداد دیوالیہ کو بغرض فریباً محروم کرنے اُسکے دائینان کے مخفی رکہا ۔

اول رقم جو نزاعی ہے یعنی جایداد ملک چین وہ قسم ذیل کی ہے دیوالیہ کا کاروبار بمقام ہانگ کانگ تہا اور احمد بہائی اور رحیم بہائی اُسکے برادران بہی کاروبار اُسی مقام پر بشراکت کرتے تہے قریب وسط ۱۸۶۶ء کے دیوالیہ کی حالت بہت مضطرب تہی ستمبر ۱۸۶۶ء میں وہ روپوش ہوگیا تاکہ وہ اپنے دائینان سے پوشیدہ رہے اُسکی درخواست دیوالیہ قرار دیئے جانے کی ۷ ار دسمبر ۱۸۶۶ء کو پیش ہوئی اور ۷ رجنوری ۱۸۶۷ء کو وہ دیوالیہ قرار دیا گیا اثناے ان معاملات کے یعنی یکم جنوری ۱۸۶۷ء کو مابین تاریخ درخواست اور تاریخ تجویز دیوالیہ کے کل جایداد دیوالیہ کی جو بمقام ہانگ کانگ تہی اُسکے منیجر نے حوالہ فرم اُسکے بہائی احمد بہائی اور رحیم بہائی کے کی اور اسکی کتب حساب بہی حوالہ کی گئیں اِس امر کی بابت کوئی نزاع نہیں ہے کہ یہ انتقال حسب مرضی خود کیا گیا اور وہ قابل قایم رہنے کے نہیں ہے اور اگر یہ نالش ۱۸۶۷ء میں دایر ہوتی تو جایداد ضرور واپس دلائی جاتی لیکن یہ بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ نالش ۱۸۸۶ء تک دایر نہیں کی گئی لہذا اس میں تمادی عارض ہے جواب یہ ہے کہ یہ انتقال نہ صرف دیدہ و دانستہ اور بمقابلہ دائینان ناجایز تہا بلکہ وہ بغرض فریب دہی کیا گیا اور دائینان سے مخفی رکہا گیا اور یہ فریب ایسا تہا

سنہ ۱۸۹۲ء
رحیم بہائی
حبیب بہائی
بنام
چارلس انگلبو ٹریز

کہ جس سے اسایئنی کو علم اپنے حق دلاپانے جایداد مذکور کا نہیں ہوا اور اسوجہ سے وہ داخل منشائے دفعہ ۱۸ - ایکٹ حد سماعت ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے ہے جس میں یہ ہدایت ہے کہ ایسی صورت میں میعاد واسطے رجاع نالش اُسوقت سے شمار ہوگی جب اول ہی مرتبہ فریب اُس شخص کو دریافت ہوا جسکو نقصان اُس سے پہونچا ہو۔

آسایئنی یقیناً بیان کرتا ہے کہ اُسکو اس فریب کی سنہ ۱۸۸۵ء تک مطلقاً خبر نہ تہی مگر اُسوقت اُسکو یہ بات باثنائے ایک نالش دریافت ہوئی جو بنام احمد بہائی واسطے دلاپانے چند دیگر ترقوم کے سوا اُس رقم کے جو متعلق مال دیوالیہ کے تہی دایر ہوئی تہی -

حکام عالیمقام یہ خیال کرتے ہیں کہ جب کسی شخص نے ارتکاب فریب کا کیا ہوا اور بذریعہ اُسکے جایداد حاصل کی تو یہ ثابت کرنا اُسکے ذمہ ہے کہ وہ شخص جسکو اُسکے فریب سے نقصان پہونچا اور جو نالش دلاپانے جایداد کی کرتا ہے صاف اور مبین علم اُن واقعات کا جنسے فریب مرکب ہے ایسے وقت پر رکہتا تہا کہ جس سے اسقدر زمانہ گذر گیا کہ اب وہ نالش نہیں کر سکتا اِس امر کی کوشش مقدمہ حال میں کی گئی حکام عالیمقام یہ تصور کرتے ہیں اور اِس میں انکو ہر دو عدالتہائے ماتحت سے اتفاق ہے کہ وہ تمام جو رحیم بہائی اپیلانٹ نے ثابت کیا ہے یہ ہے کہ کچھہ پتہ اور نشان اسایئنی کو سنہ ۱۸۸۱ء میں ملا تہا اور شاید اگر وہ بکوشش اور بہ تیز فہمی اُسپر عمل کرتا تو فریب سے پورا علم ہو جاتا لیکن کوئی انکشاف حال ایسا نہیں ہوا کہ جس سے اسایئنی کو اِس بات کی خبر ہو جائے کہ جایداد دیوالیہ سے از روئے فریب سنہ ۱۸۶۷ء میں یہ جایداد رحیم بہائی نے علیحدہ کر دی تہی -

ایک چٹہی کا جس سے انتقال جایداد بوقت مذکور ظاہر ہوتا ہے اور ایک حلف نامہ دستاویزات کا جو منفصلہ نشان طریق عمل فریقین کا دیتا ہے اور بعض یادداشت ہائے موسومہ مُسلی ہوئی کتاب "کا جو ایک ملازم دفتر مرزا احمد بہائی کا مرتب رکہتا تہا حوالہ دیا گیا کہ جنسے بہی ایسا پتہ چل سکتا تہا کہ جس سے حال کہل جاتا مگر کل اس زمانہ میں اپیلانٹ اس طرح پر عمل کرتا رہا کہ کتب کارخانہ دیوالیہ کی جو اُسکے قبضہ میں تہی ظاہر نہ ہوں اور آسایئنی اُن حسابات کو دیکہنے نہ پائے جنکو وہ دیکہنا چاہتا تہا حکام عالیمقام یہ تصور نہیں کر سکتے کہ اسیئنی کو اسقدر علم ہونا اُسکو فایدہ دفعہ ۱۸ - ایکٹ حد سماعت سے محروم کر سکتا ہے لہذا حکام ممدوح یہ غور کرتے ہیں کہ نالش بوقت مناسب دایر ہوئی یعنی دو سال کے

سنہ ۱۸۹۶ء

رحیم بہائی
حبیب بہائی
بنام
چارلس انگیو
ٹرنر

اندر بعد اسکے کہ آسامئین کو اصلی حال معلوم ہوا۔

علاوہ اسکے یہ بیان کیا گیا ہے کہ نالش برخلاف احمد بہائی خود مانع نالش ہذا ہے کیونکہ رحیم بہائی اُس میں فریق تہا معلوم ہوتا ہے کہ نہایت بے ضابطہ کارروائی اس نالش میں ہوئی رحیم بہائی اُس مقدمہ میں ایک فریق صریحاً جیسا کہ حکم میں مندرج ہے محض بغرض انکشاف شہادت کے بنایا گیا تہا مگر اسکی نسبت بطور فریق کے عملدرآمد نہیں کیا گیا کوئی ڈگری اسکے برخلاف صادر نہیں ہوئی وہ حاضری سے بجز اسکے کہ مدعی اسکو اطلاع دے معذور رکہا گیا اور عدالت نے کوئی حکم بابت اسکے خرچہ کے کبہی صادر نہیں کیا۔

حکام عالیمقام یہ خیال کرتے ہیں کہ عدالتہائے ماتحت کی یہ رائے صحیح تہی کہ رحیم بہائی فریق نالش مذکور اسطور پر نہ متصور ہونا چاہیئے کہ وہ پابند کسی ڈگری مصدورہ نالش مذکور ہو یا اُسکی حفاظت اُس ڈگری سے ہو۔

مزید برآں یہ بحث کی گئی ہے کہ یہ رقم واقعی احمد بہائی سے وصول کر لی گئی تہی یہ بیان کرنا چاہیئے تہا کہ احمد بہائی اور رحیم بہائی نے سنہ ۱۸۷۱ء میں شراکت فسخ کی اور وہ اُسوقت سے حقوق جداگانہ رکھتے ہیں اسمیں کچہ شک نہیں کہ نالش بنام احمد بہائی کے ہوئی جسکا ذکر پیشتر ہو چکا ہے اور اس رقم کا دعوے بنام اُسکے اُس نالش میں کیا گیا مگر اُس نالش کا نتیجہ یہ ہوا کہ معاملہ سپرد ثالث کے ہوا اور باہم فریقین کے جب وہ روبرو ثالث کے حاضر ہوئے یہ قرار پایا کہ اس خاص رقم کی نسبت استدلال نہ کیا جاوے اور اصل رقم مذکور نالش سے علیحدہ کی گئی اور چونکہ ڈگری صرف مطابق فیصلہ ثالث کے ہے لہذا یہ تصور کرنا ضرور ہے کہ وہ رقم نالش سے خارج کی گئی۔

حکام عالیمقام تصور کرتے ہیں کہ کوئی امر مانع اسکا نہیں ہے کہ اسامئین اپنا دعوی رحیم بہائی اپیلانٹ پر کرے جو دوسرا شخص شریک فریب تہا۔

کونسل [illegible] نے اُس ڈگری کی ترمیم کی نسبت عذر کیا جو عدالت مرافعہ اولی نے کی تہی [illegible] نے یہ ہدایت کی کہ حساب عام لین دین باہمی کوٹہی رحیم بہائی [illegible] عدالت اپیل نے اُس حساب کو اس ہدایت سے محدود کیا [illegible] سے شروع ہوکر جب سے مال لیکر تاریخ دیوالیہ ہونیکے لیا گیا۔

[illegible] کہ عدالت اپیل نے صحیح اصول پر عمل کیا اور اسبارہ میں

ڈگری کی ترمیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

باقی رقم وہ ہے جسکو حصص الفنسٹن سے تعلق ہے جہانتک کہ بحث فریب کو علاقہ ہے اُس رقم کی ٹھیک وہی حیثیت ہے جو جائداد چھین کی تھی اور حکام عالیمقام بنسبت اُسکے وہی نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔

لیکن اپیلانٹ کو شکایت اُس ترمیم کی ہے جو ڈگری عدالت مرافع اولی میں عدالت اپیل نے کی ہے اور جسکی رو سے یہ ہدایت کیگئی ہے کہ اُن حصص کے مرتب کرنے میں دو رقوم جنکی مجرائی کا دعوے اپیلانٹ نے کیا ہے اُسکو دلائی جائیں صورت معاملہ یہ ہے کہ حصص مذکور از آں الہ دین بہائی تھے اُسنے حصص مذکور کو امپیریل بینک بمبئی کے پاس رہن کیا ۱۰ مئی سنہ ۱۸۶۶ء کو کوٹھی احمد بہائی اور رحیم بہائی نے دو رقوم بابت رہن حصص مذکور کے واجب تھی یعنی مبلغ ... روپیہ ادا کردیئے اور بعد ازاں اُنہوں نے ایک مطالبہ بابت حصص مذکور لغایت مبلغ ... روپیہ اور ادا کیا جب معاملہ سپرد ثالثی بمقدمہ موسومہ احمد بہائی ہوا تو احمد بہائی نے دعوے مجرائی ان دو رقوم کا کیا عدالت اپیل نے یہ تصور کیا کہ چونکہ معاملہ روبرو ثالث کے تھا یہ امر یقینی تصور کرنا چاہیئے کہ اُسنے دو رقوم مذکور مجرا دیں یا انکی قیمت دلائی اور بلحاظ اس امر کے اُسنے فیصلہ خلاف احمد بہائی کے صادر کیا حکام عالیمقام کی دانست میں یہ امر کسی طور پر یقینی نہیں ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک اقرارنامہ مابین احمد بہائی اور رحیم بہائی کے سنہ ۱۸۷۱ء میں ہوا جسکے ذریعہ سے ایک رقم ایک لاکھ ... روپیہ کی جو بموجب ایک فیصلہ ثالثی ماقبل کے از آں رحیم بہائی تھی اُسنے بجانب احمد بہائی کے منتقل کی اور وہ احمد بہائی کی ملکیت ہوگئی چند اور رقوم رحیم بہائی نے احمد بہائی کو دیں اور رحیم بہائی نے کل بقیہ جائداد شراکتی لی یہ نتیجہ اقرارنامہ سنہ ۱۸۷۱ء کا تھا عدالت اپیل نے یہ تصور کیا کہ دو رقوم مبلغ ... و مبلغ ... روپیہ متدعویہ اقرارنامہ ثالثی بمقدمہ احمد بہائی اجزائے رقم ایک لاکھ ... روپیہ کے تھے جسکو رحیم بہائی نے احمد بہائی کے حق میں منتقل کیا اور عدالت موصوف نے یہ ہدایت کی کہ حساب کرکے دو رقوم داخل رقم ایک لاکھ ... روپیہ کے ہیں بوقت مرتب کرنے حساب کے نامنظور کیجائیں۔

سنہ ۱۸۹۲ء

رحیم بھائی
حبیب بھائی
بنام
چارلس انگیو ٹرنر

حکام عالیمقام اس کہنے پر آمادہ نہیں ہیں کہ شاید کوئی ایسی شکل جیسی کہ عدالت اپیل نے پہلے سے خیال کی ہے نہیں پائی جائیگی لیکن وہ یہ تصور نہیں کرتے کہ اُنکے روبرو شہادت کافی موجود ہے کہ جسکی بنا پر اس قسم کا خیال کرنا جایز ہو ممکن ہے کہ مابین ان دو رقوم کے کچھ تعلق نہ ہو یہ ممکن ہے کہ ثالث نے یہ دریافت کرکے کہ ان دو رقوم کی کفالت بعض حصص پر ہے جو نالش موسومہ احمد بھائی میں شامل نہیں کیے گئے کل اس معاملہ کو خارج کیا ہو حکام عالیمقام یہہ نہیں کہہ سکتے کہ کیا حالات تحقیقات میں دریافت ہو سکتے ہیں عام حساب کرنیسے جسکی ہدایت عدالت مرافعہ اولی نے کی ہے کل واقعات دریافت ہوجاوینگے اور اُسوقت میں عدالت مجاز ہوگی کہ ڈگری ایسی صادر کرے کہ جس سے ٹھیک انصاف مقدمہ میں ہو۔

پس حکام عالیمقام یہ امر زیادہ قرین احتیاط نسبت موجودہ مقدمہ میں تصور فرماتے ہیں کہ کوئی ہدایت نسبت رقوم مذکورہ کے نہ کیجائے جو کچھ کہ وہ اب فرماتے ہیں اُس سے یہ مراد نہیں ہے کہ اس معاملہ پر پیشتر سے کسی جانب رائے قایم کیجائے حکام عالیمقام صرف یہ تصور فرماتے ہیں کہ تا وقت بعث دریافت ہونے حالات کے رائے قایم کرنا ملتوی رکھنا صحیح ہے۔

یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اس امر کا ذکر بیانات فریقین میں نہیں ہے اگر یہ صورت ہوتی کہ یہ دو رقوم ثالث نے حساب میں داخل کیہوتی اور اسوجہ سے حصص کو ر کفالت سے بری ہوجاتے تو یہ زیادہ تر قرین قیاس ہے کہ دفع مذکورہ بیانات میں ظاہر کیا جاتا تاکہ اُسکی تحقیقات اور توضیح اثنائے شہادت اور سماعت میں ہوتی لیکن ایسا نہیں کیا گیا اور اسوجہ سے کسیقدر ابہام اور تاریکی اس امر کے متعلق ہے جسکی وجہ سے حکام عالیمقام یہ چاہتے ہیں کہ حساب عام طور پر حسب مجوزہ عدالت مرافعہ اولی مرتب کیا جائے۔

نتیجہ یہ ہے کہ ڈگری عدالت اپیل اسطور پر ترمیم کیجائیگی کہ اُس میں سے یہ ہدایت خارج کیجاویگی کہ مدعاعلیہ کو رقوم "مد لاہاسٹ" اور "عدہ لماوٹ" جہانتک کہ ہر دو رقوم مذکور رقم ایک لاکہہ "معہ صماسٹ" میں شامل ہیں نہ دلائی جاویں اور نسبت باقی مراتب کے ڈگری بحال رہیگی۔

نسبت خرچہ اپیل کے حکام عالیمقام کی یہ رائے ہے کہ اُس ترمیم سے کہ جواب کی گئی

سنہ ۱۸۹۲ء

رحیم بہائی
حبیب بہائی
بنام
چارلس گکینو
ٹرنر

کچھہ فرق نہ ہونا چاہیئے گو یہ ممکن ہے کہ یہ امر اہم پایا جاسے مگر اپیل اس بنا پر نہیں کیگئی بلکہ زیادہ تر وسیع اور اصلی بنا پر جسکا ذکر ہو چکا ہے اور جسکی بابت فیصلہ خلاف اپیلانٹ کر صادر ہوا ہے ۔

پس حکام عالیمقام کی دانست میں دراصل یہ اپیل ساقط ہوا اور ضرور ہے کہ اپیلانٹ خرچہ ادا کرے ۔

سالیسٹران منجانب اپیلانٹ مسٹران لیٹی وہارٹ ۔

سالیسٹران منجانب رسپانڈنٹ مسٹران بین ولیٹی ۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس اسٹارلنگ صاحب جسٹس

۵ ۲ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء

مورارجی کلیان جی (مدعی) **بنام** نینن بائی وغیرہ (مدعا علیہم)*

وصیت نامہ ۔ تعبیر ۔ خیرات ۔ ہبہ واسطے کار خیر کے ۔ سدابرت ۔ ہبہ بابت ایک سدابرت معین کے ۔ ہبہ دو اغراض خیراتی کے لیے جن میں سے ایک ہبہ ناجائز ہتی ۔ ہبہ سود ایک سرمایہ کی بنام ایک شخص کے مع ہبہ ناجائز بعد وفات اُس شخص کے اُس شخص کو اصل سرمایہ کا ملنا ۔

موصی نے بذریعہ اپنے وصیت نامہ کے یہ ہدایت کی کہ بعض آمدنی سدابرت میں صرف کیجاوے اور عبارت وصیت نامہ سے یہ معلوم ہوا کہ موصی کا منشا یہ تہا کہ اُسکے اوصیاء ایک سدابرت معین ایک مقام معین پر مقرر کریں اور نہ محض مطابق اپنی رائے کے خود آمدنی جایداد کو کسی مقام غیر معین اور شاید چند مقامات پر برہمنان اور مسافران میں تقسیم کریں ۔

تجویز ہوئی کہ ہبہ بغرض خیراتی جایز ہے اور اس امر کی تحقیقات کا حکم دیا گیا کہ کس مقام پر سدابرت مذکور بوقت مناسب مقرر کیا جاوے اور یہ حکم دیا گیا کہ اُسکے انتظام کی بابت کوئی تدبیر تجویز ہو ۔

موصی نے بذریعہ اپنے وصیت نامہ کے یہ ہدایت کی کہ اگر اُسکی دختران لاولد فوت ہوں تو جایداد اُسکی دختران کی اُسکے اوصیاء دہرم کے کام اور سدابرت میں صرف کریں ۔

بہ تقلید مقدمہ ہورنیام آسبورن (۱) یہ تجویز ہوئی کہ ہبہ واسطے سدابرت کے بقدر نصف جایز ہے اور ہبہ دہرم کے کام کی بابت ناجایز ہے اور نصف جایداد کی بابت از روئے وصیت تجویز

---

* نالش نمبر ۹۶ سنہ ۱۸۹۱ء ۔ (۱) لا رپورٹ ایکوٹی جلد ۱ صفحہ ۵۸۵

۱۸۹۲ء

مورارجی کلیانجی بنام نبین بائی

نہیں ہوئی - موصی نے بذریعہ اپنے وصیت نامہ کے یہ ہدایت کی کہ اُسکی زوجہ تاحیات اپنی سود چار ہزار روپیہ کا جو ایک کوٹھی میں جمع کئے گئے تھے پاتی رہے اور بعد اُسکی وفات کے سود دھرم کے کام میں لگایا جاوے وصیت نامہ میں کوئی شرط نسبت باقیماندہ جایداد کے نہ تھی -

تجویز ہوئی کہ ہبہ بابت دھرم کے صریحاً ناجائز ہے اور چونکہ کوئی ہدایت وصیت نامہ میں بابت بقیہ جایداد کی نہیں ہے لہٰذا اصل چار ہزار روپیہ کی بابت کوئی تجویز وصیت نامہ میں نہیں ہوئی اور وہ موصی کی زوجہ کو ملیگا

نالش منجانب وصی واسطے تعبیر وصیت نامہ اور انتظام ترکہ وغیرہ کے -

بیبھا پدمسی موصی ۱۸۷۵ء میں بعد تحریر کرنے اپنے وصیت نامہ مورخہ ۴ م - اگست ۱۸۷۵ء کے فوت ہوا اور وصیت نامہ مذکور ۱۸۷۸ء میں باضابطہ طور پر ثابت کیا گیا -

وصیت نامہ کے فقرات ذیل کی تعبیر کئے جانے کی مدعی نے استدعا کی ہے -

"بعد وقوع وفات میری زوجہ کے میرے اوصیا کرایہ مکان نمبر ۷ واقع دریا استھان لین واسطے سدابرت کے کام میں لاوینگے اور اگر وہ مناسب سمجھیں تو وہ اُس مکان کو فروخت کریں اور سود اُسکا وصول کریں اور اُسکو سدابرت کے لیے ادا کریں اور دو مکانات از آں میرے واقع مودی بازار میں کرایہ مکانات مذکور اور سود سے جو بابت میرے زر نقد کے وصول ہو خواہ اُسکی کچھ ہی تعداد ہو (صہ پچاس روپیہ) ماہوار سدابرت میں صرف کرینگے اور وہ بلہاے تشخیص سرکاری ادا کرینگے اور مرمت کرائیں گے -

"نسبت دو مکانات واقع مودی بازار اور زر نقد کے جو کچھ کہ وہ ہو واضح ہو کہ اگر کوئی اولاد بطن سے میری دختران کے نہ ہو تو اُسکو یعنی جایداد دختران کو اوصیا واسطے اغراض مذہبی اور خیراتی (دھرم) اور واسطے سدابرت کے کام میں لاوینگے مزید برآں چار ہزار روپیہ (للعہ) نام سے میری زوجہ نبین بائی کے ٹھاکر ڈونگر گنگ جی کے یہاں جمع ہیں میری زوجہ بحیات اپنے سود اُن روپیوں کا پاوے گی بعد وفات میری زوجہ کے مذہبی اور دھرم کے کام میں سود زر مذکور لگایا جاوے گا"

نسبت صہ مذکورہ بالا کے جو واسطے سدابرت کے مقرر کئے گئے وہ شری نراین سراوجی کے مندر میں ادا کئے جاویں -

موصی کی دو دختران مول بائی اور نبین بائی بعد اُسکے زندہ رہیں لیکن وہ بغیر اولاد کے قبل تاریخ اس نالش کے فوت ہوئیں -

مدعا علیہا اول موصی کی بیوہ ہے اور دوم اور سوم مدعا علیہما مدعی کے ساتھ اوصیا

۱۸۹۲ء
مورارجی کلیانجی بنام نین بائی

تھے اور مدعاعلیہ چہارم شوہر موصی کی دختر نین بائی کا تھا مدعاعلیہ آخرالذکر بطور وارث اپنی زوجہ کے دعوے دار حصہ بقیہ ترکہ کا ہے اور اُسکا بیان ہے کہ دختر مذکور مستحق بقیہ ترکہ کی ہوتی اگر یہ خیراتی کالعدم تجویز ہوتی -

ایڈوکیٹ جنرل فریق مدعاعلیہ بنایا گیا -

مسٹر لینگ رفیع مقام ایڈوکیٹ جنرل اور مسٹر الوزبیٹی منجانب مدعی - کونسل موصوف نے حوالہ مقدمہ جمنا بائی بنام کھیتجی ولبھ داس (۱) اور کتاب ٹیوڈر صاحب متعلقے امانتہائے خیراتی (طبع سوم) صفحات ۹۴ و ۹۷ و مقدمہ داسن بنام اسمال (۲) و معاملہ برکٹ (۳) و کتاب تھیوبالڈ صاحب متعلقہ وصیت نامجات (طبع سوم) صفحہ ۳۷۸ فقرہ سوم کا حوالہ دیا

مسٹر جارڈین وانیڈرسن نے منجانب مدعاعلیہم نمبر ۱ و ۳ و ۴ حوالہ کتاب ٹیوڈر صاحب متعلقہ امانتہائے خیراتی (طبع) سوم صفحہ ۳۸ و کتاب تھیوبالڈ صاحب متعلقہ وصیت نامجات (طبع سوم) صفحہ ۳۷۸ کا دیا

مسٹر سٹارلنگ صاحب جسٹس - اس مقدمہ میں تین امور قابل تجویز ہیں اول یہ کہ آیا یہ وصیت مکان واقع دریا استعمال بعد وفات زوجہ موصی واسطے سدابرت کے جایز ہے یا نہیں دوم آیا یہ واسطے دھرم اور سدابرت کے بقیہ آمدنی دو مکانات واقع موڈی بازار بعد وفات موصی کی دو دختران کے جایز ہے یا نہیں سوم آیا یہ بقیہ چار ہزار روپیہ جو دیجی ... کے یہاں جمع ہے جایز ہے یا نہیں اور اگر نہیں ہے تو آیا جو انتظام کہ بابت دھرم و سدابرت کے کیا گیا وہ اُس پر بھی متعلق ہے یا نہیں یا آیا وہ بقیہ غیر منتقلہ ترکہ میں داخل ہے

نسبت اول بحث کے الفاظ وصیت نامہ یہ ہیں "بعد وقوع وفات میری زوجہ کے میرے اوصیا کرایہ مکان متذکرہ بالا کو سدابرت میں صرف کرینگے"

بعد اسکے اختیار فروخت کرنے مکان اور زر نقد کو سود پر لگانے اور آمدنی کو سدابرت کی راہ میں ادا کرنے کا دیا گیا ہے بلحاظ الفاظ وصیت نامہ کے میری یہ رائے ہے کہ موصی کا یہ منشا تھا کہ اُسکے اوصیا بعد وفات اُسکی زوجہ کے ایک سدابرت معین کسی جگہ مقررہ پر آمدنی مکان مذکور سے قایم کریں اور نہ یہ کہ محض حسب اختیار اپنے خود تقسیم آمدنی کی کسی مقام غیر معین اور شاید چند مقامات پر بہ مہمان اور مسافران میں کریں لہذا میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ یہ خیرات جایز ہے اور اسلیے ضرور ہے کہ تحقیقات اُس مقام کی کیجاے جہاں سدابرت وقت منشا

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱ (۲) لا رپورٹ ایکوٹی جلد ۸ صفحہ ۱۱۴ (۳) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۹ صفحہ ۲۷۳

سنہ ۹۲ء | پر قایم کیا جائیگا اور ایک طریقہ انتظام واسطے اُسکے اہتمام کے منضبط کیا جاوے۔
مورارجی | نسبت دوسرے امر کے الفاظ وصیت نامہ کے مختلف ہیں اُسمیں یہ تحریر ہے کہ اگر
کلیانجی | موصی کی دختران لاولد فوت ہوں تو جایداد دختران موصی کو اوصیا دہرم اور سدابرت
بنام | میں صرف کرینگے" ہبہ متعلقہ دہرم ناجایز ہے اور اسلیئے اِس امر کے تجویز کرنے کی ضرورت
نین بائی | ہے کہ آیا ایک جزو ہبہ کا جسکی مقدار غیر معین ہے ناجایز ہے اسلیئے کُل ہبہ ناجایز ہے
یا آیا جزو جایز کی بابت ایک حصہ یا کل ہبہ جایز ہے بموجب نظایر زمانہ ماضیہ کے
کُل ہبہ ناجایز قرار پاویگی لیکن فیصلجات زمانہ مابعد اِس اصول پر مبنی ہیں کہ اگر ممکن ہو تو
جزو جایز قایم رہنا چاہیئے میں تقلید مقدمات زمانہ حال کی کرونگا اور اسلیئے یہہ فیصل کرنا
ضرور ہے کہ آیا کل یا ایک جزو متعلق سدابرت کے ہوگا مسٹر انوریریٹی نے سند مقدمہ ڈاسن
بنام اسمال (۱) و بمعاملہ برکٹ (۲) یہ دلیل کی کہ کُل ہبہ داخل سدابرت ہونی چاہیئے و
چند دیگر مقدمات اسی قسم کے ہیں ہور بنام آسبورن (۳) فسک بنام اٹرنی جنرل (۴)
ہنٹر بنام بولک (۵) و بمعاملہ ولیمس (۶) دوہان بنام ٹامس (۷) بمقدمہ فسک بنام اٹرنی
جنرل و ہنٹر بنام بولک و بمعاملہ برکٹ ہبہ کسی ایسے شخص کے حق میں تہی جو موصی کا وصی
یا امانت دار نہ تہا اور جو اصول کہ اِن مقدمات میں میری دانست میں ملحوظ رکہا گیا ہے یہہ ہے
کہ جب ہبہ معین کسی خاص شخص کے لیئے معہ ایک امانت کسی غرض ناجایز کے لیئے کی گئی
ہو اور باقی مال کسی غرض جایز کیلیئے امانت کیا گیا ہو اور محض ہدایت موصی کے اوصیا
یا امانتداران کو کسی خاص طریق سے عمل کرنے کی نہ ہو تو عدالت موہوب کو اُس رقم سے محروم
نہ کریگی جو واسطے امانت کے علیحدہ کی گئی ہے اور ضرور نہیں ہے کہ وہ شخص اُس کار امانت
کو انجام دے بلکہ وہ اُس مال کو داخل بقیہ مال کرے جو غرض جایز میں صرف کئے جانیکے لیئے
ہو مجہکو معلوم ہے کہ اِس رائے سے میلنس صاحب وایس چانسلر نے بمعاملہ ولیمس (۱) اختلاف
کیا ہے بمقدمہ ڈاسن بنام اسمال (۲) و بمعاملہ ولیمس اوصیا پر لازم تہا کہ خواہش موصی کی
تعمیل کریں اور عدالت نے یہ تجویز کی کہ کل آمدنی امانت لئے جایز میں صرف کیجائے بمقدمہ
ہور بنام آسبورن و دوہان بنام ٹامس عدالت نے بخلاف اسکے یہ تجویز کی کہ مالیت

(۱) لارپورٹ ایکوٹی جلد ۱۸ صفحہ ۱۱۴ (۲) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۹ صفحہ ۵۷۶
(۳) " " جلد ۱ صفحہ ۵۸۵ (۴) لارپورٹ ایکوٹی جلد ۴ صفحہ ۵۲۱ (۵) لارپورٹ ایکوٹی جلد ۱۸ صفحہ ۱۴۳
(۶) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۵ صفحہ ۳۸۳ (۷) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۳۳ صفحہ ۱۸۷ -

سنہ ۱۸۹۲ء
موراربجی
بنام
نین بائی

امانتہائے ناجایز داخل بقیہ ترکہ ہوگی اور ہر مقدمہ میں ایک مختلف طریقہ واسطے دریافت اس امر کے اختیار کیا گیا کہ کسقدر حصہ متعلق ناجایز امانت کے اور کس قدر حصہ متعلق جایز امانت کے ہے۔

پس منجملہ اُن مقدمات کے جو میری دانست میں قریب قریب ہمشکل مقدمہ حال ہے ہیں ۲ میں فیصلہ ایک طرح پر دو میں دوسری طرح پر ہوا ہے اور باقی تین مقدموں میں اصول فیصلہ میری دانست میں ان چاروں مقدمات سے میز ہوسکتا ہے لیکن مقدمہ حال میں ہدایات زیادہ تر مبہم بہ نسبت ہدایات ہر ہفت مقدمات متذکرہ بالا کے ہیں اور میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ کل ہبہ متعلقہ دہرم وسدابرت ناجایز ہے لیکن زمانہ حال کا رجوع اس جانب ہے کہ جہانتک ممکن ہو ہبہ بصورت خیرات کے قایم رکھا جاوے پس میں تقلید مقدمہ ہور بنام اسپورن را ،کی کرونگا اور یہ تجویز کرونگا کہ ہبہ کرایہ دو مکانات اور آمدنی زرنقد بقدر نصف کا واسطے سدابرت کے جایز ہے اور تحقیقات اس امر کی ہونی چاہیے کہ کس جگہ سدابرت قایم کیا جاوے اور اُسکے انتظام کے لئے قاعدے مقرر کئے جایئں اور اس امر کی رپورٹ کیجاوے کہ آیا سدابرت جو آمدنی مکان واقع دریا استہان سے مقرر کیا جاوے وہ کلیتاً اس سدابرت سے علیحدہ ہوگا یا آیا آمدنی دیگر جایداد کی جب وہ قابل حصول ہو اس سدابرت میں شامل کیجاویگی اس طور پر نصف ان دو جایدادوں کا اور زرنقد غیر منتقل شدہ باقی رہیگا اور مدعا علیہا اول کو بحیثیت بیوہ ملے گا۔

صرف ایک امر جواب قابل فیصلہ ہے وہ متعلق چار ہزار روپیہ کے ہے ہبہ واسطے دھرم کے صریحاً ناجایز ہے اور میری دانست میں جو روپیہ کہ کسی دکان میں سود پر جمع ہے وہ لفظ زرنقد میں داخل نہیں ہے یہ الفاظ میری دانست میں زیادہ تر بہ نسبت روپیہ یا زرنقد کے محدود ہیں کوئی فقرہ وصیت نامہ میں متعلق بقیہ ترکہ کے نہیں ہے اور کوئی الفاظ بجز الفاظ زرنقد کے بہ تعلق ہبہ مکان موسی بازلد کے واقع نہیں ہوتے جنکی بنا پر یہ تجویز ہوسکے کہ یہ چار ہزار روپیہ بنظر اُن حالات کے جو وقوع میں آتے تابع امانتہائے مذکور ہیں لہٰذا میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ اصل سرمایہ چار ہزار روپیہ غیر منتقلہ ہے اور وہ بیوہ کو ملیگا لہٰذا اُسکو یہ حق تھا کہ زرمذکور کو اُس جگہہ سے نکال لے جہاں اُسکو موصی نے امانت رکھا تھا

لہٰذا میں یہ قرار دیتا ہوں کہ مدعا علیہا نین بائی مستحق قبضہ مکان

سنہ ۱۸۹۲ء
سورا رجی کلیانجی بنام نین بائی

دریا استہان اور دلایانے کرایہ مکان وسنافع کی ہے اور وہ اُسکو بہدایت وصیت نامہ کے صرف کرے گی یہ قرار دیا جاتا ہے کہ ہبہ کرایہ مکان واقع دریا استہان متذکرہ عرضیدعوے بعد وفات زوجہ موصی جایز ہے اور ہبہ مذکور اس تحریر کی روسے ثابت قرار دیجاتی ہے یہ معاملہ سپرد کمشنر کے واسطے رپورٹ کرنے اس امر کے ہوکہ آیا اُسکو دیگر سدابرت سے جسکا ذکر جدا اُسکے کیا جاویگا علیحدہ رکھنا چاہیے یا نہیں اور اگر ضرور ہو تو تحقیقات اور رپورٹ اس امر کی کرے کہ کس جگہہ وہ سدابرت قایم ہونا چاہیے اور ایک قاعدہ واسطے سدابرت مذکور کے طیار کرے یہ قرار دیا جاتا ہے کہ وہ امانتیں جو نسبت آمدنی دو مکانات واقع مودی بازار اور بابت سود کے جو موصی کے زرنقد سے وصول ہو قرار دی گئی ہیں جہانتک کہ دہرم کو تعلق ہے ناجایز ہیں لیکن بقدر نصف آمدنی مذکور اور سود کے واسطے سدابرت کے جایز ہیں معاملہ سپرد کمشنر کے واسطے تحقیقات اور رپورٹ اس امر کے کیا جاتا ہے کہ کس جگہہ سدابرت قایم ہونا چاہیے اور وہ ایک قاعدہ انتظام سدابرت مذکور تحریر کرے یہ قرار دیا جاتا ہے کہ ہدایت نسبت صرف کرنے رقم چار ہزار روپیہ کے واسطے دہرم کے جو مندرجہ وصیت نامہ ہے ناجایز ہے اور رقم مذکور از روے وصیت نامہ منتقل نہیں ہوئی اور وہ از آن نین بائی مدعاعلیہا بیوہ موصی ہے کمشنر حساب مال موصی کا جو مدعیہ کو ملا ہو یا جو اُسکے قبضہ میں آیا ہو یا اُن میں سے کسی مال کا اور جو کچھہ کہ ہوا اور اُسکے صرف وغیرہ کا مرتب کرے مدعاعلیہ چہارم خود اپنا خرچہ ادا کرے خرچہ جملہ فریق کا مابین اٹرنی و موکل کے ترکہ سے ادا کیا جاوے۔

اٹرنیان منجانب مدعی مسٹرز لٹل واسمتھ ونکلسن دیویں۔
اٹرنیان منجانب مدعاعلیہم مسٹرز بین وگلبرٹ وسیانی۔

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس سر چارلس سارجینٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس و برڈوڈ صاحب جسٹس

۱۹ اپریل ۱۸۹۲ء

نندا رام ڈالورام (ابتدا مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام نیم چند جادو چندر (ابتداءً مدعی) رسپانڈنٹ*

ثالثی - فیصلہ ثالثی - ڈگری حسب عبارت فیصلہ ثالثی - اپیل - فیصلہ تین ثالثان کا منجملہ چار ثالثوں کے - فیصلہ ناجایز -

جس حالت میں کہ کوئی ڈگری بعبارت فیصلہ ثالثی صادر ہو تو اپیل صرف اُس صورت میں ہوسکتا ہے کہ جب یہ بحث ہو کہ آیا فیصلہ ثالثی بوجہ ابتدا سے کالعدم ہونیکے ناجایز ہے یا نہیں

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر بہی لال مانک لال سبارڈینیٹ جج درجہ اول مقام احمد آباد معہ اختیارات عدالت اپیل -

نالش نمبر ۴۳۴ سنہ ۱۸۸۶ء) و نالش مخالف (نمبر ۴۰۹ سنہ ۱۸۸۶ء) بابت حساب - برطبق درخواست فریقین کے ہر دو نالش سپرد ثالثی چار پنچوں کے کی گئیں جنوری سنہ ۱۸۸۸ء میں ایک ثالث نے استعفا دیا اور ایک اور ثالث بجائے اُسکے برضامندی مقرر کیا گیا -

اپریل سنہ ۱۸۸۸ء میں ثالث مذکور نے کارروائیات میں شریک ہونا ترک کیا اور ۲۰ جولائی سنہ ۱۸۸۸ء کو دیگر ثالثان نے اپنا فیصلہ صادر کیا اُنہیں سے دو نے ایک فیصلہ اور تیسرے نے باختلاف رائے ہمجلیسان کے ایک فیصلہ علیحدہ مشتہر کیا -

مدعی نندرام نے دونوں فیصلجات کی نسبت عذر کیا اور منجملہ دیگر امور کے یہ حجت کی کہ وہ خلاف قانون ہیں کیونکہ وہ فیصلہ چار ثالثان کا نہیں ہے جو مقرر کئے گئے تھے -

سبارڈینیٹ جج نے یہ تجویز کی کہ فیصلہ دو ثالثان جو فیصلہ کثرت رائے سے داخل ہونا چاہیے اور اُنہوں نے ڈگری بعبارت فیصلہ مذکور صادر کی -

بنا راضی اُس ڈگری کے نندرام (مدعی نالش نمبر ۴۳۴ سنہ ۱۸۸۶ء) نے اپیل کیا اور عدالت اپیل نے حکم کو اِس تحریر کے ساتھ بحال رکھا "بعد غور کرنیکے نظایر محولہ جانبین پر رجوع اس جانب معلوم ہوتا ہے کہ اپیل صرف ایسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ جس میں واقعی یا قانوناً کوئی فیصلہ ثالثی نہ ہوا ہو لیکن اپیل دیگر صورت میں ہوسکتا ہے اور فیصلہ اُس بحث کا

* اپیل دوم نمبر ۶۳۵ سنہ ۱۸۹۰ء -

سنہ ۱۸۹۲ء
نندارام الوا
بنام
نیم چند جادو چند

جو منجانب رسپانڈنٹ کی گئی ہے اِس امر پر منحصر ہے کہ آیا فیصلہ ثالثی محض کالعدم ہے یا نہیں اور اِس امر آخر کا جواب نفی میں دینا واجب ہے فیصلہ ثالثی پر اعتراض اس بنا پر کیا گیا تھا کہ ثالثان نے جنہوں نے خلاف مدعی نندرام کے فیصلہ کیا فریق ثانی سے رشوت لی تھی اور فریقین نے چار ثالثوں کو مقرر کیا لیکن ثالث چہارم نے فیصلہ صادر نہیں کیا بلکہ مقام تلام کو چلا گیا اور چنی لال ثالث مقرر نہیں ہوا بلکہ سرپنچ مقرر ہوا تھا دو ثالثان نے جنہوں نے خلاف مدعی کے فیصلہ صادر کیا ایک دفعہ اپنا فیصلہ ارسال کیا تھا مگر عدالت نے اُس کو واسطے ترمیم کے واپس کیا اور ثالثان نے فریباً اس فیصلہ کو ضائع کیا اور ایک نیا فیصلہ تحریر کیا اور ثالثان نے وہ رقوم جن میں تنازعہ عارض ہے دلائی ہیں اور جو رقم کہ یافتنی ہیں بیان خلاف قانون اور ناقص ہیں اور عدالت کو اختیار سماعت حاصل نہ تھا کیونکہ رقم جانب برجہ اور نام کے حسابات میں پانچہزار روپیہ سے زیادہ ہیں -

یہ عذرات اپیلانٹ نے نسبت فیصلہ ثالثی کے کئے لیکن اُن میں سے ہر واحد یا کل ملکر اسلئے کافی نہیں ہیں کہ فیصلہ ثالثی کالعدم ہو جائے واسطے اغراض عذر ابتدائی کے جو منجانب رسپانڈنٹ کیا گیا وہ فرق کہ جو مابین فیصلہجات کالعدم اور قابل منسوخی کے ہے ذہن میں رکھنا چاہیئے اور گو وہ وجوہ جو اپیلانٹ نے پیش کی ہیں واسطے قرار دینے اِس امر کے کہ فیصلہ قابل منسوخی ہے کافی ہوں اِلّا وہ اِمکاناً اِسلئے کافی نہیں ہیں کہ فیصلہ ابتدا سے کالعدم تصور کیا جائے لہٰذا میں تجویز کرتا ہوں کہ اپیل بنا راضی ڈگری عدالت ماتحت نہیں ہوسکتا۔"

نندرام نے ہائی کورٹ میں اپیل کیا -

راؤ صاحب واسدیو جگناتھ کرتیکار (وکیل سرکار) منجانب اپیلانٹ - جبصورت میں کہ کوئی ڈگری فیصلہ ثالثی پر مبنی ہو اور نسبت جائز ہونے فیصلہ ثالثی کے اعتراض کیا جائے تو اپیل بنا راضی ڈگری کے ہوسکتی ہے ایسا فیصلہ ثالثی جس میں کل ثالثان شریک نہ ہوئے ہوں جائز نہیں ہے عدالتہائے ماتحت کی یہ تجویز غلط ہے کہ اُن اعتراضات سے جو فیصلہ مذکور پر کئے گئے وہ خلاف قانون نہیں ہو جاتا اور اسوجہ سے وہ ابتدا کالعدم نہیں ہے فیصلہ اجلاس کامل ہائیکورٹ الہ آباد بمقدمہ لچھمن داس بنام برجپال (۱) متعلق ہے - نیز دیکھو مقدمات محمد عابد بنام محمد اصغر (۲)، و گدو ساتلک چند بنام

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۷ا (۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۴ -

سنہ ۱۸۹۲ء
سندر رام ڈالرام
بنام
بیم چند عاد و چند

بھوکن گوبند شینٹ (۱) ودبیندر ناتھہ ستّا بنام لبب چرن باگچی (۲) وسمل ناتھو بنام بجے شنکر وسکھہ رام (۳) وسیو بنام گوبند چاریار (۴) وبشٹی چرن چیٹرجی بنام تارک چندر چٹرجی وغیرہ (۵)
مسٹر ایل ایم داویار بمعیت گنگا رام بی ریلی بجانب سپانڈنٹ - عدالت ماتحت نے بلاشبہہ بصراحت یہ تجویز نہیں کی کہ عدالت کی دانست میں فیصلہ خلاف قانون کے ہے چونکہ فیصلہ بنا پر ہے تو اپیل بنا راضی ڈگری کے جو اسپر بنی ہے نہیں ہوسکتی ہمکو مقدمات وشنو بنا سمبھو بنام راوجی بھاو جوشی (۶) دلو رنگ سنگ بنام سرا پال سنگھ (۷) وبھایر بنام رام غلام (۸) ورام انوگرہ چوبے بنام مسماۃ بہورتا چوبائن (۹) وسری ناتھہ گھوش بنام راج چندر پال (۱۰) وشیخ الہی بخش بنام شیخ حاجو (۱۱) ولالہ ایشری پرشاد بنام ہر بھجن تیواری وسشی چرن چکرورتی بنام تارک چندر چیٹرجی (۱۲) وسری ناتھہ چیٹرجی بنام کیلاش چندر چیٹرجی (۱۳) ومہاراجہ جنگل سنگہ بہادر بنام موہن رام مارواڑی (۱۴) وپرتاب چندر رود بنام ہرمنی داسی (۱۵) پر استدلال ہے -

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس - اسمقدمہ میں معاملات متنازعہ باہم فریقین دو نالش نمبر ۳۸۹ سنہ ۱۸۸۶ء و ۴۸۴ سنہ ۱۸۸۶ء سپرد ثالثی کئے گئے نسبت درخواست داخل کئے جانے فیصلہ کے عذرات کثیر التعداد کئے گئے لیکن انکو عدالت نے نامنظور کیا اور بالآخر ایک ڈگری بعبارت فیصلہ ثالثی صادر ہوئی بعد ازآں مدعی نالش نمبر ۴۸۴ سنہ ۱۸۸۶ء نے بناراضی ڈگری کے اپیل کیا اور عدالت ماتحت نے اپیل کو اس بنا پر ڈسمس کیا کہ کوئی اپیل بناراضی اُس ڈگری کے نہیں ہوسکتا وجوہ فیصلہ تجویز عدالت اپیل ماتحت میں مقدمہ اپیل نمبر ۹۸ سنہ ۱۸۸۹ء بناراضی فیصلہ نالش نمبر ۴۸۴ سنہ ۱۸۸۶ء مندرج ہیں اُس مقدمہ میں جج ماتحت نے جسکو اختیار سماعت اپیل ہی بعد حوالہ دینے نظایر کے یہ تجویز کی کہ جس صورت میں

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۸۳ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۹۰۵ (۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۳۵۴ (۴) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۸۵ (۵) بنگال لا رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۳۱ (۶) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۸ (۷) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ... انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۴ (۹) ویکلی رپورٹر نظایر دیوانی جلد ۲ صفحہ ۵۰۴ (۱۰) ... دیوانی جلد ... صفحہ ۱۷
(۱۱) ویکلی رپورٹر نظایر دیوانی جلد ۱۴ صفحہ ۳۳ (۱۲) ویکلی رپورٹر اجلاس ... جلد ۱۵ صفحہ ۱۹ (۱۳) ویکلی رپورٹر نظایر دیوانی جلد ۱۴ صفحہ ۴۴ (۱۴) ویکلی رپورٹر نظایر دیوانی جلد ۳ صفحہ ۹۴ (۱۵) ویکلی رپورٹر نظایر دیوانی جلد ۲۴ صفحہ ۱۸۸

سنہ ۱۸۹۲ء
سندر لعل ڈاہر لعل
بنام
نیم چند جادو چند

کہ فیصلہ کالعدم ہوا اپیل ہوسکتا ہے لیکن جس صورت میں کہ وہ قابل تنسیخ ہوا اپیل نہیں ہوسکتا

مقدمات زمانہ سابق دفعہ ۳۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی سنہ ۱۸۵۹ء پر مبنی ہیں جس میں یہ تحریر ہے کہ جب تجویز مطابق فیصلہ ثالثی کے ہو تو وہ تجویز قطعی ہوگی بمقدمہ شسٹی چرن چیٹرجی بنام تارکچند رچیٹرجی و لالہ الیشری پرشاد بنام بہنجن تیواری (۱) اجلاس کامل کلکتہ نے (با ختلاف رائے پال صاحب جسٹس) اس سوال کا جواب دیا۔ "بموجب کسی فیصلہ ثالثی کے داخل ہونیکا حکم ہوا ہوا اور تجویز مطابق اُسکے حسب دفعہ ۳۲۴-۷ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء صادر ہوئی ہو تو آیا ایسی تجویز کی اپیل ہوسکتی ہے یا نہیں" جواب "اپیلانٹ یہ ثابت کرسکتا ہے کہ وہ کاغذ جو داخل کیا گیا فیصلہ ثالثی نہیں ہے" بمقدمہ مہاراجہ جمبنگل سنگہ بہادر بنام موہن رام مارواڑی (۲) جس میں بحث روبرو پریوی کونسل کے ہوئی ایک ثالثی اثنا نالش میں بموجب ایکٹ مندرجہ بالا عمل میں آئی تھی اور ڈگری جو لعبارت فیصلہ صادر کیگئی تھی ہائیکورٹ سے برطبق اپیل اس بنا پر منسوخ کی گئی کہ فیصلہ ثالثی پر ثالثان نے علیحدہ علیحدہ دستخط نہیں کئے تھے اور ۱۰ یوم کی مہلت واسطے عذرات کے نہیں دی گئی تھی اور مقدمہ اسلئے رمعہ تحریرات لبطور عام بنسبت عذرات کے واسطے ہدایت عدالت ماتحت واپس بھیجا گیا تھا کہ یہ نقایص رفع کیئے جاویں اور عذرات متعددہ سماعت کیئے جاویں بمطابق واپسی کے مقدمہ کے فیصلہ ثالثی پر مناسب طور پر دستخط کیئے گئے اور با ضابطہ طور پر عذرات کی سماعت بعد دیئے جانے اطلاع مناسب کے عمل میں آئی اور اُنکی تجویز کی گئی اُن عذرات میں سے ایک یہ تہا کہ ثالثان مرتکب بداعمالی کے کارروائی ثالثی کرنے میں ہوئے اور اسوجہ سے فیصلہ ثالثی ناجایز ہے برطبق اپیل ہائیکورٹ نے یہ تجویز کی کہ اپیل بناراضی ڈگری کے جو لعبارت فیصلہ ثالثی ہے نہیں ہوسکتی اور برطبق اپیل بناراضی فیصلہ مذکور پریوی کونسل نے یہ تجویز کی کہ ہائیکورٹ کی یہ رائے صحیح ہے اول بنسبت منسوخی ڈگری مرافعہ اولیٰ اور واپسی مقدمہ دوم دربارہ اس تجویز کے کہ کوئی اپیل بناراضی اُس ڈگری کے نہیں ہوسکتا جو برطبق واپسی صادر کی گئی۔

بمقدمہ دیبندر ناتہہ شا بنام ابہے چرن باگچی (۳) گارتہہ صاحب چیف جسٹس نے بعد اظہار کسیقدر اشتباہ کے بنسبت تجویز اجلاس کامل بمقدمہ شسٹی چرن چیٹرجی بنام تارکچندر چیٹرجی و لالہ الیشری پرشاد بنام بہنجن تیواری (۱) یہ تجویز کی کہ ایسی صورت میں اپیل

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۳۱۵ (۲) ویکلی رپورٹر مطابق دیوانی جلد ۱۴ صفحہ ۹۴ -
(۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۵۰۹ -

سنہ ۱۸۹۳ء
سندر رام ڈالوم
بنام
نیم چند جادو چند

ہوسکتا ہے جب بحث یہ ہو کہ آیا کوئی فیصلہ جائز ہوا ہے یا نہیں اور حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ یہ بحث اُس مقدمہ میں بذریعہ اس عذر کے پیدا ہوئی کہ فیصلہ ثالثی پر تین ثالثان نے دستخط کئے تھے بمقدمہ لچھمن داس بنام برجپال (۱) جس میں بحث حسب دفعہ ۵۲۲ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ء پیدا ہوئی عدالت نے بعد حوالہ دینے فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ مہاراجہ جے منگل سنگھ بہادر بنام موہن رام مارواڑی (۲) یہ تجویز کی کہ جس صورت میں کہ واقعی یا قانونا کوئی فیصلہ ثالثی "نہ ہوا" اپیل ہوسکتا ہے اسمقدمہ میں تجویزات مصدورہ سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ آیا ان الفاظ سے کہ کوئی فیصلہ قانوناً نہ ہو" عدالت کی صرف یہی مراد نہ تھی کہ فیصلہ ثالثی ایسا ہو جسکا کچھ اثر قانونی ابتدا سے نہ ہو بلکہ ایسے فیصلے سے بھی مراد تھی جو حسب دفعہ ۵۲۲ قابل تنسیخ ہو عدالت مدراس نے بمقدمہ سیو نبام گوبند چار (۳) ظاہرا وسیع تر معنے الفاظ "فیصلہ ثالثی قانوناً نہ ہوا" کے قایم کئے ہیں بمقدمہ دیندر ناتھ سنا بنام اہیر چرن با گچی (۴) یہ امر قابل لحاظ ہے کہ جو عذر نسبت فیصلہ ثالثی کے کیا گیا یہ تھا کہ تین ثالثان جنہوں نے فیصلہ پر دستخط کئے نظر بحالات فیصلہ صادر نہیں کرسکتے تھے بعبارت دیگر کوئی ایسا فیصلہ ثالثی نہیں ہوا تھا جو ابتدا سے قانوناً اثر پذیر ہوسکے اور ہماری دانست میں یہ واضح ہوتا ہے کہ تجویز پریوی کونسل مصدورہ مقدمہ مہاراجہ جے منگل سنگھ بہادر بنام موہن رام مارواڑی (۲) کسی اور رائے کے مطابق نہیں ہوسکتی بجز اس رائے کے کہ صرف اس صورت میں کہ فیصلہ ثالثی ایک فیصلہ جائز بمعنے متذکرہ بالا نہ ہو اپیل ہوسکتا ہے

مقدمہ حال میں ایک اُن عذرات میں سے جو اپیلانٹ نے کیا ہے کہ فیصلہ تین ثالثان کا جبکہ چار ثالث مقرر کئے گئے تھے خلاف قانون ہے اور اگر یہ عذر ثابت ہو تو فیصلہ ثالثی ابتدا سے خلاف قانون ہو جائے گا لہذا ضرور ہے کہ ہم مقدمہ کو واسطے فیصلہ امر تنقیح طلب مذکور کے واپس بھیجیں۔

مقدمہ واپس بھیجا گیا

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۷۴
(۲) ویکلی رپورٹر نظائر دیوانی جلد ۲۳ صفحہ ۴۲۹۔
(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۸۔
(۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۹۰۵۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سرچارلس سارجنٹ صاحب نائیٹ چیف جسٹس وبرڈووڈ صاحب جسٹس

۲۲ اپریل سنہ ۱۸۹۲ء

چندرنایک (رسپانڈنٹ) **بنام** باسنابائی ونیک کس دیگر (فریق مخالف)

ایکٹ وطنداران رایکٹ بمبئی نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۴ء) دفعہ ۱۰ (۱) سارٹیفکٹ جو کلکٹر نے بارہ برس سے زیادہ بعد وفات قابض آخر کے جاری کیا۔ عدالت کو عمل کرنا سارٹیفکٹ پر لازمی ہے۔ حد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) مد ۱۴۸۔

باجراے ایک ڈگری کے جو بنام سنجی لنگ نایک تہی اُسکی اراضیات فروری سنہ ۱۸۷۶ء میں نیلام ہوئیں اور ہربند بہٹ نے انکو خرید کیا اور اگست سنہ ۱۸۷۶ء کو قبضہ حاصل کیا۔ سنجی لنگ نایک جولائی سنہ ۱۸۷۷ء میں فوت ہوا اور فروری سنہ ۱۸۸۸ء میں اُسکے لڑکے اور وارث نے اُس نیلام کی منسوخی وغیرہ میں کلکٹر سے درخواست سارٹیفکٹ حسب دفعہ ۱۰ ایکٹ وطنداران رایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۴ء بمبئی) کی کلکٹر نے اس معاملہ کو واسطے تحقیقات کے سپرد اسسٹنٹ کلکٹر کے کیا اور سارٹیفکٹ ۱۸ مارچ سنہ ۱۸۹۰ء کو یعنی بارہ برس سے زیادہ عرصہ بعد وفات سنجی لنگ نایک قابض آخر کے جاری ہوا۔ تجویز ہوا کہ اگرچہ بارہ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا لیکن عدالت سارٹیفکٹ کلکٹر پر عمل کرنے سے حسب محکومہ دفعہ ۱۰ ایکٹ وطنداران انکار نہیں کر سکتی۔

یہ استصواب راؤصاحب راگہوبیندر راؤ رامچند کنگولی جج ماتحت باگل کوٹ نے

(۱) دفعہ ۱۰ ایکٹ وطنداران رایکٹ بمبئی نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۴ء) جبکہ کلکٹر کو یہ واضح ہو کہ بذریعہ یا باجراے کسی ڈگری یا حکم کسی عدالت انگریزی کے کوئی وطن یا کوئی جزو اُسکا یا کوئی منافع اُسکا جو درج کاغذات مال اُس حیثیت سے ہو یا جو حسب ایکٹ ہذا درج رجسٹر ہوا ہو اور حسب دفعہ ۲۳ ایکٹ ہذا بطور اجر کسی عہدہ دار کے مقرر کیا گیا ہو بعد تاریخ نافذ ہونے اس ایکٹ کے بلا منظوری گورنمنٹ ملکیت یا قبضہ انتفاعی کسی شخص میں بجز عہدہ دار اُسوقت کے منتقل ہوا یا ہو سکتا ہو یا یہ کہ کوئی وطن یا اُسکا کوئی جزو یا اُسکا کوئی منافع جو اسطرح مقرر نہ کیا گیا ہو ملکیت یا قبضہ انتفاعی کسی شخص میں جو وطندار اُسی وطن کا نہ ہو منتقل ہوا ہو یا منتقل ہو سکتا ہو تو عدالت بر طبق پہونچنے سارٹیفکٹ دستخطی اور مہری کلکٹر کے جس میں یہ تحریر ہو کہ جایداد جس سے ڈگری یا حکم متعلق ہے ایک وطن یا جزو وطن ہے یا جایداد مذکور منافع یا جزو منافع کسی وطن کا ہے یا بطور اجر کسی عہدہ دار کے مقرر ہے اور اسوجہ سے قابل انتقال نہیں ہے قرقی یا دیگر حکمنامہ کو جو اُسوقت وطن یا کسی اُسکے جزو پر یا اُسکے منافع پر جاری ہو برخاست کریگی اور نیلام یا حکم نیلام یا انتقال جایداد مذکور کو منسوخ کریگی اور ڈگری یا حکم کو جسکی شکایت ہو جہانتک کہ وہ متعلق وطن مذکور یا اُس کے جزو یا اُسکے منافع کے ہو مسترد کرے گی۔

* استصواب صیغہ دیوانی نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۱ء

سنہ ۱۸۹۲ء
چندر نایک
بنام
یاہنا بالی

[illegible] دفعہ ۲ [illegible] دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کیا۔

[illegible] سنہ ۱۸۶۵ء کو بعض اراضیات اجرائے ایک ڈگری مورخہ ۲۹ - اگست سنہ ۱۸۶۴ء [illegible] جسکو جج [illegible] باگل کوٹ نے بنام سنگی لنگ نایک مقدمہ نمبر ۹۷ سنہ ۱۸۶۴ء صادر کیا تھا نیلام ہوئیں نیلام عدالتی میں اراضیات کو ہنمنت بھٹ بن بھیم بھٹ نے خرید کیا اور اُسنے قبضہ ۱۰ - اگست سنہ ۱۸۶۶ء کو حاصل کیا۔

سنگی لنگ نایک [illegible] جولائی سنہ ۱۸۷۰ء کو فوت ہوا اور اُسنے اپنے لڑکے اور وارث چندر نایک کو [illegible] چھوڑا ۱۹ - فروری سنہ ۱۸۸۴ء کو چندر نایک نے کلکٹر بیجاپور سے درخواست سارٹیفکیٹ [illegible] حسب دفعہ ۱۰ - ایکٹ عہدہ داران موروثی جو دیگر طور پر ایکٹ وطن (ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۴ء) مقام بمبئی کہلاتا ہے کی کلکٹر نے یہ معاملہ سپرد اپنے ماتحتوں کے [illegible] کیا اور ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۸۹ء کو سارٹیفکیٹ جاری ہوا یعنی زیادہ [illegible] سال سے [illegible] وفات سنگی لنگ نایک قابض آخر کے۔

[illegible] ہنمنت بھٹ خریدار نیلام فوت ہوا اور اُسکی بیوہ [illegible] نے اراضیات کے چھوڑ دینے سے انکار کیا اور [illegible] سارٹیفکیٹ کو جج ماتحت نے واسطے پھر غور کرنیکے واپس کیا تھا اُسکے [illegible] انکار کیا لہذا جج ماتحت نے نسبت امور ذیل کے ہائیکورٹ سے استفسار کیا۔

آیا اُنپر یہ لازم ہے کہ نیلام کو حسب خواہش کلکٹر کے جو از روئے سارٹیفکیٹ مجریہ [illegible] کی منسوخ کریں گو بارہ سال کا عرصہ وفات قابض آخر سے گذر چکا ہے۔

رائے جج ماتحت کی یہ ہوئی کہ سارٹیفکیٹ کلکٹر کا کالعدم و بے اثر ہے۔

مسٹر رام وٹھل بھنڈارکر (رفیق عدالت) منجانب سائل چندر نایک - سارٹیفکیٹ کالعدم ہے اور اُسپر عمل نہیں ہو سکتا اور اُسمیں وہ امور مندرج نہیں ہیں جو از روئے دفعہ ۱۰ ضروری ہیں [illegible] راما نند گو بنام شیو آپا (۱) ملاحظہ طلب مزید برآں کلکٹر اب کوئی کارروائی معاملہ میں بلحاظ احکام - ایکٹ حد سماعت نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے نہیں کر سکتے اُنکو چاہیئے تھا کہ تدبیر منسوخی نیلام کی تین سال کے اندر تاریخ نیلام سے کرتے مد ۱۲ ضمیمہ ۲ - ایکٹ حد سماعت ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ملاحظہ طلب۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس - احکام ایکٹ حد سماعت

(۱) [illegible] ۱۵ [illegible] ۱۸۹۰ صفحہ [illegible]

۱۸۹۲ء
چندر نایک
بنام
باہنا بائی

درخواستوں سے متعلق ہیں اس مقدمہ میں کوئی درخواست نہیں کی گئی)۔
کلکٹر اس استصواب میں کوئی فریق نہیں ہی فریقین قایمقامان خریداران نیلام داصل مدیون ہیں اگر یہ بھی خیال کیا جائے کہ کلکٹر نے خود اپنی رائے سے اس معاملہ میں کارروائی کی تاہم مدیون ڈگری یا اُسکا قایمقام دعوے استفادہ میعاد ساٹھ سال کا حسب ۱۴۹- ضمیمہ ۲- ایکٹ حد سماعت کے نہیں کر سکتا جو صرف گورنمنٹ سے متعلق ہے اگر کلکٹر مبنی بر وطندار مدیون ڈگری عمل کرتا ہے تو وہ صرف اُس حد سماعت پر استدلال کر سکتا ہی جسپر خود وطندار کر سکتا تہا دیکھو مقدمہ گنگا گوند بنام کلکٹر چوبیس پرگنات (۱) دفعہ ۱۰- ایکٹ وطن کی تعبیر بہ تعلق احکام ایکٹ حد سماعت کی کرنی چاہیے۔

حق منسوخ کرنے نیلام کا اُسوقت پیدا ہوا جبکہ خریدار نیلام ۱۰ اگست ۱۸۷۶ء کو قابض ہوا اُسوقت سے یعنی بارہ برس سے زاید عرصہ سے خریدار اور اُسکے قایمقامان بلا کسی عذر کے منجانب کلکٹر یا وطندار کے جو خود مدیون تہا قابض رہے پس خریدار نیلام کا استحقاق بوجہ اسکے قبضہ مخالفانہ کے صحیح ہے جایداد قبضہ خریدار نیلام اور اُس کے قایمقامان میں بارہ برس سے زیادہ عرصہ سے ہے اور اسوجہ سے اُسکی نوعیت وطن کی نہیں ہی مقدمہ راد ہا بائی بنام انت راو بہگونت (۲) ملاحظہ طلب۔

راو صاحب واسدیو جگنا تہ کرتیکار وکیل سرکار منجانب سرکار۔ مد ۱۷، ضمیمہ ۲- ایکٹ حد سماعت ۱۵ (۱۸۷۷ء) مقدمہ حال سے متعلق نہیں ہے کیونکہ کوئی درخواست منسوخی نیلام کی نہیں کی گئی کلکٹر نے تحقیقات کی اور علالتانہ یہ تجویز کی کہ جایداد وطن خدمتی ہی اور اس تجویز کی اُنہوں نے جج ماتحت کو اطلاع دی یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ استحقاق خریدار نیلام بذریعہ قبضہ مخالفانہ بارہ سال کے مکمل ہو گیا یہ صحیح ہے کہ بعد گذر جانے اُس میعاد کے سارٹیفکٹ عطا کیا لیکن مدیون ڈگری کے پسر نے اُس معاملہ کی تحریک ۱۸۸۴ء میں شروع کی یعنی قریب آٹھ برس بعد نیلام کے اُسکے حق و حقوق و مرافق میں محض اسوجہ سے نہ پہونچنی چاہیے کہ میعاد بارہ سال کی اثنا ے اُس تحقیقات میں گذر گئی جو کلکٹر نے کی۔

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۲۴۵۔

(۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۲۶۴۔

سنہ ۱۸۹۲ء چندر نایک بنام باہنا بائی

بمقابلہ کلکٹر کے کوئی شخص استحقاق بذریعہ قبضہ مخالفانہ قبل انفصال کے میعاد ساٹھہ سال کے حسب مد ۱۴۹ ضمیمہ ۲ - ایکٹ حد سماعت کے حاصل نہیں کرسکتا احکام ایکٹ وطنداران مشابہہ احکام ایکٹ بہاگداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۲ء مجریہ بمبئی) ہیں اور ایسی نظایر موجود ہیں جنسے یہہ واضح ہوتا ہے کہ ایکٹ بہاگداری میں کوئی میعاد سماعت واسطے پیش کرنے درخواست کے نہیں ہے پس اس قسم کی درخواست سے کوئی خاص میعاد حسب ایکٹ حد سماعت کے متعلق نہیں ہے مقدمات کلکٹر بروچ بنام راجہ رام لال داس (۱) و کلکٹر تہانہ بنام بہاسکر مہادیو (۲) ملاحظہ طلب -

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس - ارسال کرنا سارٹیفکٹ کا منجانب کلکٹر حسب منشاء دفعہ ۱۰ - ایکٹ وطنداران کوئی درخواست عدالت دیوانی سے نہیں ہے بلکہ صرف ایک کارروائی از قسم ایک اشتہار کے ہے جسکی نسبت خود ایکٹ وطنداران میں یہ حکم ہے کہ اسپر عمل عدالت دیوانی ایک خاص طریق سے کریگی پس ضمن ۱۷۸ - ایکٹ حد سماعت کو اس سے کچھ تعلق نہیں ہے ہماری دانست میں جج ماتحت سارٹیفکٹ کلکٹر پر عمل کرنیسے جیساکہ صراحتاً دفعہ ۱۰ - ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء بمبئی میں حکم ہے انکار نہیں کرسکتے اگر خریدار نے تاریخ اپنی خریداری سے کوئی استحقاق بذریعہ قبضہ مخالفانہ کے حاصل کیا تو یہ اسکا کام ہے کہ تدبیر مناسب اسکے ثابت کرنیکی بمقابلہ کلکٹر یا کسی اور فریق کے جیسی کہ صورت ہو کرے۔

حکم مطابق اسکے

صیغہ اپیل دیوانی

۲۰ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء

باجلاس بیلی صاحب قایمقام چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس

چمناجی (ابتدائر مدعی) اپیلانٹ **بنام** سکہارام وغیرہ (ابتدائر مدعا علیہم) رسپانڈنٹان

رہن - انفکاک - نالش انفکاک منجانب خریدار حق انفکاک - شہادت مدعا علیہم نے ایک رہن کی علاوہ اس رہن کے پیش کی کہ جسکی بابت نالش دایر کی گئی تہی - حق مدعی کی نسبت تجویز کرانے بحث متعلقہ رہن آخر کے - عملدر آمد - ضابطہ -

مدعی نے بحیثیت خریدار حق انفکاک کے نالش انفکاک دایر کی اُسنے ایک رہن نامہ مورخہ سنہ ۱۸۴۶ء

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۴۵ (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۹۶

* اپیل دوم نمبرہ ۵۴ سنہ ۱۸۹۱ء

بہ تعداد ما صــ بیان کیا مدعا علیہم نے رہن سے اقبال کیا لیکن یہ بیان کیا کہ وہ مختلف مالیت میں اور اُس سے زیادہ رقم کی بابت ہوا تھا بعد پیش ہونے شہادت لیکن قبل صدور تجویز کے مدعی نے ترمیم عرضیدعوے اور رہن مسلمہ مدعا علیہم کو قایم کرنے کی درخواست کی اُسکی درخواست نامنظور ہوئی اور عدالت نے نالش کو اس بنا پر ڈسمس کیا کہ مدعی نے خاص رہن مبینہ عرضیدعوے ثابت نہیں کیا ڈسٹرکٹ جج نے ڈگری بحال رکہی لیکن یہ رائے ظاہر کی کہ غالباً ایک رہن بعوض ایک بڑی رقم کے حسب مظہرہ مدعا علیہم ہوا تہا برطبق اپیل دوم منسوخ ڈگری واپسی مقدمہ تجویز ہو کہ مدعی مستحق تحقیق کرانے اس امر کا ہے کہ رہن بعوض ایک رقم کثیر تر کے ہوا تہا۔

۱۸۹۲ء	چنناجی بنام سکھارام

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ٹی ہارٹ ڈیویز قایمقام اسسٹنٹ جج پونا۔

نالش واسطے انفکاک ایک مکان مرہونہ کے۔

مدعی نے یہ بیان کیا کہ یکم فروری ۱۸۸۷ء کو اُسنے حق انفکاک بموجب ایک رہننامہ تعدادی ما صــ مورخہ ۱۸۷۹ء کے جسکو ایک شخص رکہاجی نے بنام ایک شخص شیدو جی کے تحریر کیا تہا خرید کیا۔ اُسنے اب نالش واسطے انفکاک رہن کے دایر کی۔

مدعا علیہ اول (سکھارام) پسر شیدوجی مرتہن متوفی کا ہے اُسنے رہن مظہرہ مدعی سے انکار کیا لیکن اُسنے یہ قبول کیا کہ ایک اور رہن مختلف تاریخ کا بعوض ایک مختلف رقم یعنی ما صــ کے ہوا تہا اُسنے مزید برآں یہ بیان کیا کہ نصف مکان اسکی ملکیت بطور اسکے حصہ کے ہے۔ مدعا علیہ نمبر ۲ (باباجی) پسر دوم شیدوجی کا ہے اُسنے رہن سے کلیتاً انکار کیا اور یہ دعوے کیا کہ وہ اسکا مکان ہے اُسنے یہ بھی بیان کیا کہ اُسکا بہائی سکھارام (مدعا علیہ نمبر ۱) مدعی کے ساتہہ سازش رکھتا ہے اُسنے عذر حد سماعت کا بھی کیا۔

بعد پیش ہونے شہادت لیکن قبل تجویز کے مدعی نے ایک رہن تعدادی ما صــ کا کرکے ترمیم عرضیدعوے کی درخواست کی عدالت نے درخواست نامنظور کی لیکن یہ اجازت دی کہ تعین دعوے بڑہا کر ما صــ پر کیا جاے۔ بعدہ عدالت نے نالش کو بدیں تجویز ڈسمس کیا کہ خاص رہن مظہرہ مدعی ثابت نہیں ہوا اگر عدالت کی یہ رائے تہی کہ شہادت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مکان رہن کیا گیا تہا برطبق اپیل ڈسٹرکٹ جج نے ڈگری کو بحال کیا اور یہ تحریر کیا کہ غالباً راہنان نے بحق مرتہن کسی تاریخ ماقبل ۱۸۵۵ء کو ایک رہننامہ بہ تعداد ما صــ کے تحریر کیا تہا لیکن چونکہ وہ اُس معاملہ سے جسکی بابت نالش کیگئی مختلف تہا لہذا مدعی

سنہ ۱۸۹۲ء

چیناجی بنام سکھارام

مستحق ڈگری نہیں ہے۔

مدعی نے اپیل دوم دائر کیا۔

مہادیو چمناجی آپٹے منجانب اپیلانٹ: عدالتوں کو نالش ڈسمس کرنی چاہیے تھی کیونکہ دونوں کی یہ رائے تھی کہ ایک رہننامہ منجانب انتقال کنندگان بحق مدعی بنام خاندان مدعاعلیہم تحریر کیا گیا تھا جو شہادت کہ مدعی نے پیش کی بادی النظر میں کافی تھی اور اُسکی تردید ذمہ مدعاعلیہم کے تھی۔ مقدمات ہیرو بنام بھیکاجی (۱) وجیتو بنام سوگارا (۲) ولینس بنام ونایک (۳) ورگھوناتھ اناجی بنام باباجی (۴) ملاحظہ طلب۔

مدعی کو اجازت ترمیم اپنی عرضیدعوے کی ملنی چاہیے تھی کیونکہ اُس سے نوعیت نالش میں اہم طور پر فرق نہ آتا۔ مقدمہ لکشمی بنام ہری (۵) ملاحظہ طلب۔

گنگارام بی ریلی منجانب سپانڈنٹ (مدعاعلیہ نمبر ۲): سب آرڈینیٹ جج کا ترمیم عرضیدعوے کی اجازت نہ دینا صحیح تھا درخواست بہت عرصہ بعد یعنی قریب ایک سال کے بعد داخل بیان تحریری مدعاعلیہ نمبر ۱ سے جس میں رہن مالکانہ کا بیان کیا گیا تھا اور پانچ یوم قبل صدور تجویز کے پیش کیگئی مدعی نے رہن مبینہ اپنی عرضیدعوے کو ثابت نہیں کیا اُسکو اب کسی دوسرے رہن کے ثابت کرنے کی اجازت نہیں دیجاسکتی جبکہ ایک خاص دستاویز کی بنا پر نالش کی گئی تو مدعی کو اپنا مقدمہ اُس خاص بنائے مخاصمت پر ثابت کرنا چاہیے اور نہ اُسکے ہمشکل بنا مخاصمت پر مقدمات وٹھل داس بنام عیدو (۶) ونرساپا بنام ہیمن گووا (۷) وموروبنام دادا (۸) ولکشمن تریمبک بنام بھاگیرتی بائی (۹) وگوبند راؤ بنام راگھو (۱۰) ملاحظہ طلب۔

کینڈی صاحب جسٹس مدعی نے بحیثیت خریدار حق انفکاک چند تبلیوں پر واسطے انفکاک ایک رہن کے نالش کی جو اُسکی دستاویز انتقال میں اسطور پر بیان ہوا ہے کہ شاکے ۱۷۶۱ (سنہ ۱۸۳۹ء) میں بعوض مالکانہ کے بنام شیدوجی مال لیا گیا مدعاعلیہ اول یعنی پسر کلاں شیدوجی متوفی نے یہ عذر کیا کہ رہن بعوض مالکانہ کے تھا اور شاکے

(۱) تجاویز مطبوعہ بابت سنہ ۱۸۸۸ء صفحہ ۱۳۱
(۲) ” ” ” سنہ ۱۸۸۶ء صفحہ ۲۷۴
(۳) ” ” ” سنہ ۱۸۸۹ء صفحہ ۳۷۰
(۴) ” ” ” سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۹۷
(۵) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۴۸۴
(۶) تجاویز مطبوعہ بابت سنہ ۱۸۷۹ء صفحہ ۲۷۰
(۷) ” ” ” سنہ ۱۸۸۷ء صفحہ ۱۹۰
(۸) ” ” ” سنہ ۱۸۸۹ء صفحہ ۱۵۹
(۹) ” ” ” سنہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۹۲
(۱۰) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۵۴۳

سنہ ۱۸۹۲ء
چمناجی
بنام
سکھارام

۱۷۶۱ء میں نہیں ہوا تھا مدعا علیہ دوم یعنی پسر دوم شیدوجی نے رہن سے کُلیتاً انکار
کیا اور مدعا علیہ سوم یعنی مرتہن تحتی مدعا علیہ نمبر ۱ نے دعوے کی نسبت عذر نہیں کیا
سب آرڈینیٹ جج نے اول امر تنقیح طلب میں جو اُنہوں نے قایم کیا یہ امر داخل کیا کہ آیا
زر اصل رہن ما صہ تھا یا ما صہ اور یہ اجازت دی کہ تعین دعوے بڑھا کر ما صہ پر
کیا جاسے لیکن اُنہوں نے دعوے کو بحوالہ مقدمہ انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۳۴۵
اس بنا پر نامنظور کیا کہ خاص رہن مبینہ مدعی ثابت نہیں ہوا۔

صاحب جج ضلع نے اس فیصلہ کو بحال رکھا گو اُنہوں نے اس امر کو قرین قیاس
خیال کیا کہ ایک رہن بعوض ما صہ کے ہوا تھا۔

ہماری یہ رائے ہے کہ ہر دو عدالتہائے ماتحت نے غلطی کی۔ مقدمہ گوبند راؤ بنام راگھو
راؤ جسپر جج ماتحت نے استدلال کیا، مدعا علیہ نے یہ عذر کیا تھا کہ اراضیات اُس کی
جایداد موروثی تھیں اور اس امر سے انکار کیا کہ کبھی رہن ہوا تھا مدعیان نے اپنی
کی تدبیریں اسلئے کیں کہ اپنے مقدمہ کیلئے شہادت حاصل کریں اور یہ تجویز کی گئی
کہ چونکہ خاص رہن کی بنا پر نالش کی گئی اور وہ ثابت نہیں ہوا لہذا عدالت بنا بر صادر
کرنے ڈگری کی بربناے کسی غیر معین مفروضہ رہن کے نہ تھی جسکی بنا پر یہ مدعی حسب مفروضہ
نالش نہیں کرسکتا مقدمہ مذکور بآسانی ایسے مقدمات سے ممیز کیا جاسکتا ہے جو انڈین
لا رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۵۸۴ و تجاویز مطبوعہ بابت ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۳۱ و تجاویز مطبوعہ بابت
۱۸۸۹ء صفحہ ۷۹۴ میں پائے جاتے ہیں بمقدمہ لکشمن بنام ہری (۱) مدعا علیہ نے یہ تسلیم کیا کہ مابین مدعی اور خود
اُسکے تعلق راہن اور مرتہن کا تھا لیکن عذر حد سماعت پیش کیا یہ تجویز ہوئی کہ جب بحث حد سماعت بحق
مدعی فیصلہ ہوچکا اُسوقت تعداد زر رہن طے کیجاوے مقدمہ ہیرو بنام بھیکاجی (۲) نہایت مشابہ مقدمہ
ہذا کے ہے مدعا علیہم نے تسلیم کیا کہ ایک رہن ہوا تھا لیکن یہ عذر کیا کہ وہ بابت ایک مختلف رقم
کے اور تاریخ ماقبل کا تھا لیکن مقدمہ بنام مورو بنام دادا (۳) بابت مختلف تھا کیونکہ مدعا علیہ نے تذکرہ
ایک رہن کا صرف بغرض ثابت کرنے اس امر کے کیا کہ اُسکا روپیہ بیباق ہوگیا نہ اس غرض سے
کہ اُسکی بابت کوئی ذمہ واری تسلیم کی جاوے۔

پس مقدمہ ہذا میں ہماری یہ رائے ہے کہ مدعی مستحق تحقیق کرانے بحث متعلقہ رہن تعداد ی

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۵۸۴ (۲) تجاویز مطبوعہ بابت ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۳۱۔
(۳) " " بابت ۱۸۸۹ء صفحہ ۱۵۹۔

۱۸۹۲ء
ماصہ کا ہے اور ہم ڈگریات عدالتین ماتحت کو منسوخ کر کے مقدمہ کو روئیداد فیصل کرنیکے لیے واپس بھیجتے ہیں کل خرچہ جواب تک عاید ہوا وہ مطابق نتیجہ کے لایا جائیگا۔
ڈگری منسوخ کی گئی اور مقدمہ واپس بھیجا گیا۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس جارڈین صاحب جسٹس و ٹیلینگ صاحب جسٹس

۲۷ جون ۱۸۹۲ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند **بنام** خدا اوما وغیرہ*

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۲۷ و ۲۳۷- فرد قرار داد جرم ترمیم فرد قرار داد جرم- تجویز ثبوت ایسے جرم کی جو اُس جرم سے مختلف ہو جسکا الزام ملزم پر لگایا گیا- حوالگی مجرم ملک غیر سے- قانون عدالت-

ملزمان رعایا حضور جناب مہاراجہ گائیکواڑ بڑودہ کے تھے- وے برٹش انڈیا میں ارتکاب ڈکیتی کی بابت حوالہ کیے گئے تھے اُس مجسٹریٹ نے جسنے تحقیقات ابتدائی اس معاملہ میں کی ملزمان کو سپرد عدالت سشن بجرم دفعہ ۳۹۸ مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) کیا سشن جج نے فرد قرار داد جرم ترمیم کر کے دفعہ ۳۹۵ کا جرم اس بنا پر قائم کیا کہ چونکہ ملزمان بجرم دفعہ ۳۹۵ حوالہ کیے گئے لہذا انکی نسبت صرف بموجب دفعہ مذکور کے تجویز ہوسکتی ہے اور صرف جرم دفعہ مذکور اور نہ کوئی اور جرم ثابت قرار دیا جاسکتا ہے- اختتام تجویز پر سشن جج نے یہ قرار دیا کہ ملزمان مجرم سرقہ کے تھے نہ ڈکیتی کے بمنسوخی حکم بابت تجویز ہوا کہ سشن جج مجاز ترمیم کرنے فرد قرار داد جرم کے حسب دفعہ ۲۲۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) کے تھا اور حسب دفعہ ۲۳۸ ملزم کی نسبت بابت جرم صغیرہ جو شہادت سے ثابت ہوا تجویز ثبوت جرم صادر کرسکتا تھا-

نیز تجویز ہوا کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری بطور قانون عدالت کے متعلق ہے-

اپیل منجانب لوکل گورنمنٹ بنا راضی حکم بابت مصدورہ سشن جج احمد آباد- ملزمان رعایا جناب مہاراجہ گائیکواڑ بڑودہ کے تھے انپر الزام ارتکاب ڈکیتی کا ایک موضع واقعہ ضلع احمد آباد میں لگایا گیا- اُنکی حوالگی بربنائے اس بیان مجسٹریٹ ضلع احمد آباد کے عمل میں آئی کہ شہادت بادی النظری اُنکی نسبت بہ ثبوت ڈکیتی ہے-
مجسٹریٹ نے جسنے تحقیقات ابتدائی اس معاملہ میں کی ملزمان کو بجرم اقدام ارتکاب ڈکیتی سلاح

* اپیل فوجداری نمبر ۱۹۴ سنہ ۱۸۹۲ء-

سنہ ١٨٩٢ع
ملکہ معظمہ
قیصرہ ہند
بنام
حداادما

مہلک سے مسلح ہوکر یہ ایک جرم حسب دفعہ ٣٩٨ مجموعہ تعزیرات ہند قابل سزا ہی سپرد عدالت سشن کیا سشن جج کی یہ رائے ہوئی کہ چونکہ ملزمان بجرم ڈکیتی حسب دفعہ ٣٩٥ تعزیرات ہند حوالہ کیے گئے لہذا اُنکی نسبت صرف بابت جرم مذکور کے اور نہ بابت کسی اَور جرم کے تجویز ہوسکتی تھی لہذا انہوں نے فرد قرارداد جرم کو ترمیم کرکے دفعہ ٣٩٥ مجموعہ مذکور کا جرم قایم کیا۔

تجویز کے اختتام پر سشن جج نے منجملہ اسیسران کے ایک اسیسر کی رائے سے اتفاق کرکر ملزمان کو بوجوہ ذیل بری کیا۔

"جو واقعات کہ ملزمان کے خلاف ثابت ہوئے ہیں کہ وے سیتینٹ کے کھیت میں گھاس چورانے کے لیے گئے۔ جب وہ اِس کام میں مصروف تھے اُنسے مزاحمت کی گئی اُنہوں نے مال کو چھوڑا اور بھاگ کر بچنے کی غرض سے انہوں نے اپنے متعاقبین کو ضرر پہونچایا اور اُنکو دھمکی بھی دی بتقلید نظیر ہائیکورٹ مدراس مصدورہ سنہ ١٨٦٩ع جسکا حوالہ مین صاحب اور سٹارلنگ صاحب دونوں نے اپنی تشریح مجموعہ تعزیرات ہند میں دیا ہے اور مقدمہ ملکہ معظمہ بنام کیلیورا میری یہ رائے ہے کہ ملزمان کی نسبت تجویز ثبوت جرم بابت ڈکیتی کے نہیں کیجا سکتی اور چونکہ اُنکی حوالگی واسطے تجویز کے بجرم مذکور عمل میں آئی لہذا انکی نسبت تجویز اور تجویز ثبوت جرم بابت کسی اَور جرم کے نہیں کیجا سکتی"

بناراضی اس حکم برائت کے گورنمنٹ بمبئی نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔

مسٹر لینگ قائم مقام ایڈوکیٹ جنرل معین راو صاحب واسدیو جگنات ہتہ کر نیکار منجانب سرکار۔ دفعہ ٣٩٥ مجموعہ تعزیرات ہند متعلق ہے کیونکہ شہادت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ملزمان نے جبکہ وہ اثنا ارتکاب سرقہ میں پکڑے گئے مستغیث اور اُسکے آدمیوں کو ضرر پہنچایا پس وے مجرم ڈکیتی کے ہیں لیکن بفرض اسکے کہ اُنہوں نے صرف سرقہ کا ارتکاب کیا سشن جج کو اختیار تجویز اور انکو بابت اِس جرم کے مجرم قرار دینے دونوں باتوں کا حاصل تھا یہ اختیار محض اسوجہ سے جاتا نہیں رہا کہ انکی حوالگی بابت کسی اَور جرم کے عمل میں آئی حوالگی محض ایک ذریعہ مجرمان کو روبرو عدالت مناسب کے واسطے تجویز کے حاضر کرنیکا ہے جبکہ وہ عدالت مناسب کے روبرو حاضر کیے جاویں تو عدالت کو اختیار انکی تجویز کا بابت ہر جرم کے ہے اس اختیار کو حوالگی ملک غیر سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ اختیار سماعت مقامی ہوتا ہے دیکھو کتاب کلارک صاحب بابت حوالگی ملک غیر (طبع دوم) صفحہ ١٠١۔ کوئی عہد و پیمان مانع نہیں ہے کہ سرکار انگریزی ملزمان کی بابت کسی جرم کے تجویز کرے اُس عہد و پیمان میں جو مہاراجہ گائکواڑ کے ساتھ ہوا (دیکھو کتاب

۱۸۹۲ء
ملکہ معظمہ
قیصرہ ہند
بنام
خدا او،

عہد نامجات مؤلفہ ایچیسن صاحب جلد ۴ صفحہ ۳۰۳ ۔ عموماً شرط حوالگی جملہ قسم کے مجرمان کی ہے اس میں صراحت کسی خاص جرم کی جسکی بابت مجرمان حوالہ کیجائیں یا بوقت حوالگی انکی تجویز کیجاے نہیں ہی پس معمولی قانون متعلق ہے اور سشن جج کو اختیار تجویز اور ملزمان کو مجرم ڈکیتی یا سرقہ کا قرار دینے کا تہا دفعہ ۲۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع) میں اجازت تجویز بثبوت جرم کی حسب دفعہ ۳۴۸ مجموعہ تعزیرات ہند کے بہی ہی -

منجانب ملزمان کے کوئی حاضر نہیں ہوا -

جارڈین صاحب جسٹس :- آٹھہ ملزم واسطے تجویز کے بجرم اقدام ارتکاب ڈکیتی حسب دفعہ ۳۹۸ مجموعہ تعزیرات سپرد کیے گئے سشن جج نے فرد قرارداد جرم کو ترمیم کرکے جرم ڈکیتی حسب دفعہ ۳۹۵ کے قایم کیا انکی یہ رائے ہوئی کہ چونکہ ملزمان کو مہاراجہ گایکواڑ کی بہ بیان ارتکاب ڈکیتی حوالہ کیا تہا لہذا انکی لنسبت صرف بموجب دفعہ ۳۹۵ کے تجویز ہونی چاہیئے ایک اسیسر سے اختلاف رائے اور دوسرے سے اتفاق کرکے انہوں نے ملزمان کو بری اور انکو رہا کیا - تجویز سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سشن جج کا نسبت اس امر کے اطمینان ہوگیا کہ آٹھہ ملزمان نے حسب منظہرہ چوری گہاس کا ارتکاب کیا لیکن چونکہ وہ گہاس مالکان پر تشدد کرنیکے قبل چہوڑ گئے تہے اور چونکہ تشدد اپنے بہاگ کر بچنے کی غرض سے اور نہ بغرض لینے گہاس کے کیا گیا تہا لہذا جرم ڈکیتی کا ارتکاب نہیں ہوا - انہوں نے یہ بہی تحریر کیا کہ "چونکہ ملزمان صرف واسطے تجویز جرم مذکور کے ملک غیر سے حوالہ کیے گئے تہے لہذا انکی لنسبت بابت کسی اور جرم کے تجویز نہیں کیجا سکتی اور نہ وہ مجرم قرار دیے جاسکتے ہیں" - انہوں نے تائید اس بیان کے کسی سند کا حوالہ نہیں دیا ایڈوکیٹ جنرل نے منجانب اپیلانٹ یعنی گورنمنٹ بمبئی اجلاس کونسل کے یہ حجت کی کہ برات بجرم ڈکیتی غلط ہے کیونکہ شہادت نہایت مطابق اس قرینہ کے ہے کہ جب ملزمان کو مالکان گہاس نے روکا اور انہوں نے تشدد کیا تو انکی اس تدبیر سے یہ مراد تہی کہ گہاس دینی نہ پڑے ممکن ہی کہ یہی بات ہو اور منجملہ اسیسران کے ایک نے یہی تجویز کی ہوگی لیکن بحث نیت کی خالی از شبہہ نہیں ہے اور ہماری رائے میں تجویز بثبوت جرم ڈکیتی کے لیے وجہہ کافی ظاہر نہیں کیگئی ہے مگر ہمکو ایڈوکیٹ جنرل کی اس حجت سے اتفاق ہے کہ حالات متعلقہ حوالگی ملک غیر میں ظاہرا کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے یہ رائے سشن جج کی جایز قرار پاوے کہ معمولی احکام مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عدالت سشن پر بطور قانون اسکی عدالت کے

۱۸۹۲ء
ملکہ معظمہ
قیصرہ ہند
بنام
عندااودا

قابل پابندی نہ تھے۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ عدالت موصوف مجاز ترمیم کرنے فرد قرار داد جرم کی بموجب دفعہ ۲۲۷ کے تھی اور بلحاظ اس رائے کے جو عدالت موصوف نے نسبت واقعات کے ظاہر کی اسپر بموجب دفعہ ۲۳۸ کے جرم سرقہ کا ثابت قرار دینا اسصورت میں لازم تھا کہ جب جرم سنگین ترینی ڈکیتی سے برات کیگئی جرم مذکور کا ارتکاب ضلع احمد آباد میں ہوا تھا اسوجہ سے قانون مقامی متعلق تہا۔ جرایم بلحاظ انکی نوعیت کے متعلق مقام ہوتے ہیں۔ اور اختیار سماعت جرایم مقامی ہوتا ہے۔ تجویز ڈی گرسی صاحب چیف جسٹس مصدرہ مقدمات رانیل بنام دریی لسٹ [۱] کیلی بنام بیل [۲] و دیگر مقدمات مندرجہ کانسٹیٹیوشنل لا فارسیتہ صاحب صفحہ ۴۰۴ ملاحظہ طلب ہے۔ بذریعہ اتفاق مختلف اقدام کے اُس ملک نے جس میں کہ جرم پایا جا اس ملک کی پولیس کو جسکے خلاف جرم کا ارتکاب کیا گیا مجرم کو واسطے انصاف کے حاضر کرنے میں مدد دی ہے۔ تجویز نہایتہ صاحب جسٹس مصدرہ مقدمہ میور بنام کے [۳] ملاحظہ طلب ہے۔ یہ بھی واضح ہو کہ مہاراجہ گائیکواڑ اور سرکار انگریزی کے ساتھ ۱۸۰۵ء میں ایک خاص عہد و پیمان ہوا تھا جسکی رو سے متعاقدین نے اپنے آپکو بالفاظ عام پابند حوالگی مجرمان کا قرار دیا دیکھو عہدنامجات مولفہ ایچیسن صاحب جلد ۴ صفحہ ۳۴۳۔ کوئی شرط اس مضمون کی نہیں ہے کہ جبوقت درخواست مہاراجہ گائیکواڑ سے کیجاتی ہے اسمیں جرم بالفاظ مجموعہ تعزیرات ہند بیان کیا جاتا ہے اور یا مقتضائے انصاف کہ تجویز ثبوت جرم واقعات متثبتہ پر مبنی ہو اور حکم مندرجہ دفعہ ۲۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری جسمیں اجازت تجویز ثبوت جرم صغیرہ کی جسکا الزام نہ لگایا گیا ہو موجود ہے مثلاً سرقہ کی بصورت الزام سرقہ بالجبر یا ڈکیتی کے مطلقاً اصول اتحاد ساتھہ ممالک غیر کے متناقض نہیں ہیں اور نہ اُن سے خلاف ورزی کسی عہد و پیمان سرکاری کی لازم آتی ہے ہم حکم برات آٹھہ ملزمان کو منسوخ کرتے ہیں اور انکو مجرم جرم سرقہ کا جو حسب دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے قرار دیتے ہیں اور ہم اُنمیں سے ہر ایک کی نسبت حکم سزائے قید سخت تین سال کا صادر کرتے ہیں۔

ٹیلنگ صاحب جسٹس سیشن جج نے بربنائے شہادت یہ نتیجہ اخذ کیا کہ جرم ڈکیتی ملزمان پر ثابت نہیں ہوا اور گو نسبت اس امر کے کہ آیا جب اُن سے مزاحمت کی گئی اُنہوں نے مال سرقہ چھوڑ دیا تھا ایک مختلف نتیجہ نکالنا ممکن ہے تاہم میری رائے میں شہادت ایسی نہیں ہے جس سے ہمکو نتیجہ مذکور خلاف رائے سشن جج کے نکالنا چاہئے ہوا اور اگر رائے سشن

(۱) رپورٹ ولیم بلیکس صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۸ (۲) رپورٹ فاسٹر و فنلے صاحبان جلد ۳ صفحہ ۷۹۰۔
(۳) رپورٹ ٹانٹن صاحب جلد ۴ صفحہ ۳۴۔

۱۸۹۲ء
ملکہ معظمہ قیصرہ
ہند
بنام
خداداد ما

جج کی نسبت اس واقعہ کے قبول کیا ہے تو مقدمہ مذکورہ میں مجاز حاکم موصوف ایک سند واسطے
اس تجویز کے ہے کہ الفاظ دفعہ ۱۸۸ کے متعلق نہیں ہیں ہر چند کہ سیشن جج نے اپنا یہ فیصلہ صحیح
کیا کہ ملزمان پر اس صورت میں جرم جو کہ ثابت قرار نہیں دیا جاسکتا مگر حاکم موصوف نے مزید براں
یہ فیصلہ کیا کہ ملزمان کی نسبت بابت کسی اور جرم کے تجویز یا تجویز ثبوت جرم صادر نہیں کی جاسکتی
حاکم موصوف نے عام طور پر یہ قرار دیا کہ جب حوالگی شخص ملزم کی ملک غیر سے ایک ایسے
بیان پر حاصل کی گئی جس سے اس پر ایک خاص جرم کا الزام لگایا گیا تو عدالت اس کی نسبت تجویز
صرف بابت اسی جرم کے کر سکتی ہے مطابق رائے سیشن جج کے ظاہرا عدالت مجاز سماعت کی نہیں ہے
کہ ملزم کی نسبت بابت کسی اور جرم کے تجویز یا تجویز ثبوت جرم صادر کرے گو جرم مذکور ایسی قسم کا
ہی ہو جو مشابہ جرم مستدکرہ یا حوالہ رکہا جو حوالگی ملک غیر کے ہو اور گو وہ در اصل بذریعہ انہیں واقعات
کے ہو واسطے حوالگی مجرم کے ایک غیر سے بیان کی گئی ہے ثابت بھی ہو سیشن جج نے تائید
اس رائے کے جو انہوں نے قائم کی کسی سند کا حوالہ نہیں دیا اور یقینا وہ ایسی رائے نہیں
جس کی نسبت بدیہی ہونا کہا جائے اور پہلی نظر میں بادی النظر میں یہ رائے غلط معلوم ہوتی ہے کیونکہ
اگر یہ ایک مرتبہ تسلیم کیا جائے کہ اس عدالت کو جس کے روبرو ملزمان واسطے تجویز کے آئے
ہوں اختیار انکی تجویز کا حاصل ہے تو ضرور ہے کہ عموما اختیار مذکور تمام ایسے جرایم سے متعلق ہوگا جنکا
ارتکاب اندر علاقہ عدالت مجوزہ کے کیا گیا ہو اور اسکے اختیار قانونی متعلقہ تحقیقات سے باہر نہو
حوالگی مجرم ملک غیر صرف ایک ذریعہ حاضر کرنے ملزم کا روبرو عدالت کے واسطے اختیار کے ہے مثلا یہ
مثل اجازت استغاثہ کے بھی نہیں ہے جو حسب دفعہ ۱۹۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری سال ۱۸۸۲ء کے بغرض
عطائے اختیار سماعت عدالت ضروری قرار پائی تھی مقدمہ ملکہ معظمہ بنام ونایک دیواکر[1] ملاحظہ
واضح ہو کہ اس مقدمہ میں جو ہمارے روبرو ہے بلاشبہ سیشن جج کو کلینا بلا لحاظ حوالگی کے اختیار
کامل تجویز ملزمان کا حاصل تہا اگرچہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ رعایا جناب معلی القاب مہاراجہ گائیکوار
کے ہیں مگر یہ بیان کیا گیا ہے کہ واقعات جنپر استغاثہ مذکور مبنی ہے اندر قلمرو برطانیہ کے واقع
ہوئے ہیں اور جیسا کہ لارڈ چانسلر ہالسبری صاحب نے بمقدمہ میکلیاڈ بنام اٹارنی جنرل نیو ساؤتھ
ویلیس[2] فرمایا کل جرایم مقامی ہوتے ہیں اختیار سماعت نسبت جرم کے اس ملک سے متعلق
ہوتا ہے جہاں جرم کا ارتکاب کیا ہے نیز دیکھو شرح کنٹ صاحب جسکا حوالہ کلارک صاحب
نے کتاب متعلقہ حوالگی مجرمان ملک غیر طبع دوم صفحہ ۱ میں دیا ہے پس اگر اختیار سماعت

[1] رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی رمقدمات فوجداری) جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۹ (۲) لا رپورٹ رسال ۱۸۹۱ء) صیغہ اپیل دیوانی بصیغہ ۴۵۸
نیز دیکھو رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی رمقدمات فوجداری) جلد ۸ صفحات ۲۸ و ۲۹ -)

سنہ ۱۸۹۳ء
سرکار
قیصر ہند
بنام
فدا و ما

عدالت کی نسبت عذر نہیں کیا جاسکتا ہے تو کونسا امر ایسا ہے جس سے عدالت کو بوقت تجویز مقدمہ یہ جائز ہو کہ بجز اُن قواعد اور اصول کے جنکا معمولی صورتوں میں بموجب مجموعہ ضابطہ فوجداری کے متعلق کرنا عدالت پر لازم ہے کسی اَور قواعد اور اصول پر عمل کرے میں اقرار کرتا ہوں کہ مجھکو کوئی ایسی بات معلوم نہیں ہوتی یہ صحیح ہے کہ نہایت حال کے مقدمہ معاملہ سلین کانیٹری (۱) جو ایک مقدمہ حکمتا سہیس کا رپس کا تھا اور جو ایک وارنٹ سے پیدا ہوا تھا جس میں یہ بیان تھا کہ سلین کانٹری مجرم فریب کا بہ حیثیت ضامن اور مجرم فریب کا بحیثیت کارندہ کے ہوا تھا کیونکہ صاحب جسٹس نے یہ نتیجہ اخذ کرکے کہ ثبوت بادی النظری جو از روے اسٹیٹوٹ حوالگی مجرمان ملک غیر مصدرہ سنہ ۱۸۷۰ء و سنہ ۱۸۷۳ء مطلوب ہے صرف نسبت چار جرم کے منجملہ ۱۹ جرایم کے جنکا الزام ملزم پر گورنمنٹ فرانس نے لگایا موجود ہے یہ فرمایا کہ در غرض تعمیل مندرجات مذکور کی صرف یہ ہے کہ ملزم کو یہ حق حاصل ہو اگر وہ اُسکو استعمال کرنا چاہے کہ وہ ملک فرانس میں اُن دیگر جرایم یعنی پندرہ جرایم کی بابت تجویز کئے جانے کی نسبت اس بنا پر اعتراض کرے کہ وہ ایسے جرایم نہیں ہیں جنکی بابت وہ برآمد ملک غیر سے حوالہ کیا جاسکتا تھا، مگر مقدمہ مذکور بموجب ایکٹ کے حوالگی مجرمان ملک غیر اور عہد و پیمان باہم فرانس اور انگلستان کے تھا اور تحریرات کیو صاحب جسٹس مندرجہ بالا سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اگر اس قسم کا عذر جیسا کہ حاکم موصوف نے اسمقدمہ میں بیان کیا روبرو کسی عدالت انگلستان کے کیا جاتا تو اُسکا نتیجہ کیا ہوتا۔ دیکھو کتاب کلارک صاحب دربارہ حوالگی مجرمان ملک غیر طبع دوم، صفحہ ۹۸ و صفحات مابعد لیکن بہر حال تحریرات مذکور صرف صریحاً اس صورت میں متعلق ہوسکتی ہیں کہ یہ عذر کیا جاسکے کہ جرم مذکور ایک ایسا جرم تھا جسکی بابت ملزم صحیح طور پر ملک غیر سے حوالہ نہیں کیا جاسکتا تھا یہ نہیں ثابت کیا گیا کہ اس قسم کا عذر عدالت ہذا میں قابل پذیرائی ہے بخلاف اسکے عہد و پیمان (دیکھو کتاب عہدنامجات اکچسن صاحب جلد ۴ صفحہ ۳۰۳) مابین سرکار انگریزی اور مہاراجہ گائیکواڑ کے عموماً جملہ ملزمان سے متعلق ہے دیکھو نسبت اس امر کے کتاب کلارک صاحب دربارہ حوالگی مجرمان ملک غیر طبع دوم) صفحہ ۱۴۴ - اور اسلئے اسصورت میں حوالگی مجرمان بلا کسی قسم کی قید کی کلیتاً باقاعدہ ہوگی اور اختیار سماعت بلا تعلق اُسکی غیر موثر متصور ہوگا مزید برآں بفرض اسکے کہ کارروائیات حوالگی سے کسیطرح اختیار سماعت عدالت سشن کا محدود ہوسکتا تھا لیکن صاف ظاہر ہے کہ اس مقدمہ میں ملاحظہ کارروائیات مذکور سے کوئی ایسا امر نہیں پایا جاتا

(۱) لا رپورٹ سنہ ۱۸۹۱ء، کوئینس بینچ جلد ۲ صفحہ ۱۲۲ -

سنہ ۱۸۹۲ء ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام عزادوما

کہ جس سے یہ نتیجہ نکالنا جایز ہو کہ کوئی اس قسم کی قید واقعی لگائی گئی - محض اس امر سے کہ صرف جرم ڈکیتی کا ذکر بوقت طلب حوالگی مجرم کے کیا گیا تھا خواہ یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ حوالگی صرف بغرض تجویز جرم مذکور کے اور نہ بابت دیگر جرائم کی قسم سے کی گئی اور بہر حال یہ امر کہ تجویز یا و تجویز ثبوت جرم کا بابت کسی ایسے الزام کے نہ ہوگا جو واقعات تبینہ کارروائیات حوالگی مجرمان ملک غیر سے کافی طور پر ظاہر ہو پس نظر بجملہ حالات مجھکو یہ واضح ہوتا ہے کہ عام اس سے کہ قانوناً اختیار سماعت ہماری عدالتہا میں از روے اس شرط کے جسپر حوالگی ملک غیر سے کی گئی ہو قید لگائی جا سکتی ہے یا نہیں مگر واقعی اس قسم کی کوئی قید اس خاص صورت میں نہیں لگائی گئی ہے اور اسلیے عدالت مجاز تھی اور پس اُسکا یہ کار منصبی تھا کہ ملزم کی نسبت اس مقدمہ میں بموجب انہیں قواعد کے تجویز کرتی ہو جو بموجب مجموعہ ضابطہ فوجداری کے معمولی مقدمات سے متعلق ہیں اور سشن جج کو اس مقدمہ میں ملزمان کی نسبت بابت اُس جرم صغیرہ کے تجویز ثبوت جرم صادر کرنی چاہیے تھی جسکا ارتکاب حسب واقعات ثابتہ شہادت کے ملزمان نے کیا تھا -

حکم برارت منسوخ کیا گیا -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس جارڈین صاحب جسٹس و ٹیلنگ صاحب جسٹس

۳ رجولائی سنہ ۱۸۹۲ء

وگندو (ابتداءً مدعاعلیہ) اپیلانٹ **بنام** پنچم سنگہ گنگارام (ابتداءً مدعی) رسپانڈنٹ

نیلام بعلت اجراے ڈگری - ڈگری - خریداران نیلامات اجراے ڈگری جو بعد ایک دوسرے کے ہوتے ہوں - حق جو خریدار اول کو حاصل ہوا - سارٹیفکیٹ نیلام جو خریدار دوم نے قبل حصول سارٹیفکیٹ خریدار اول کے حاصل کیا - تقدم - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۱۶ - کیا حق بموجب دفعہ مذکور کے حاصل ہوتا ہے - قیود جو احکام دفعہ مذکور کے متعلق کرنے میں ہیں منظوری نیلام - سارٹیفکیٹ نیلام -

۲۴ رفروری سنہ ۱۸۸۶ء کو مدعی نے کچھہ اراضی بہ نیلام عدالت جو بسبب اجراے ڈگری عمل میں آیا خرید کی - ۱۰ رمارچ سنہ ۱۸۸۶ء کو وہی جایداد ایک دوسری ڈگری کے اجراء میں نیلام کی گئی (؟) جو مدعاعلیہ نے خرید کیا نیلام بحق مدعاعلیہ ۳ رجولائی سنہ ۱۸۸۶ء کو منظور ہوا اور نیلام بحق مدعی ۱۲ رجولائی سنہ ۱۸۸۶ء کو منظور ہوا - سارٹیفکیٹ نیلام مدعی اور مدعاعلیہ دونو کے نام ایک ہی روز یعنی ۲۴ رستمبر سنہ ۱۸۸۶ء کو جاری ہوے ۲۴ رفروری سنہ ۱۸۸۶ء کو مدعاعلیہ کو قبضہ دیا گیا -

سنہ ۱۸۸۹ء میں مدعی نے نالش بدادرسے واسطے دلاپانے قبضہ کے رجوع کی -

مدعاعلیہ نے دفعہ ۳۱۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) پر استدلال کیا اُسنے یہ عذر کیا کہ چونکہ حسب دفعہ مذکور کے خریدار نیلام عدالت کو تاریخ منظوری نیلام سے حق حاصل ہوتا ہے لہذا اُسکا (مدعاعلیہ کا) حق بہ نسبت حق مدعی کے اعلیٰ ہے کیونکہ نیلام بحق اُسکے ۳ رجولائی سنہ ۱۸۸۶ء کو منظور ہوا تھا اور نیلام بحق مدعی بعد اسکے یعنی ۱۲ رجولائی کو منظور ہوا -

سنہ ۱۸۹۰ء
دگرو
بنام
پنجم سنگہ
گنگارام

تجویز ہوا کہ مدعی مستحق ڈگری ہے بذریعہ اپنی خریداری مقدم کے اُسنے انصافاً یعنی ناکمل حق نسبت جایداد کے حاصل کیا جسکی تکمیل بعدہ سارٹیفکٹ نیلام سے ہوگئی پس کوئی حق بجانب مدعاعلیہ از روے نیلام دوم کے جو اُسکے حق میں ہوا منتقل نہیں ہوا۔ "عبارت ملکیت جایداد نیلام شدہ" مندرجہ دفعہ ۳۱۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) سے مراد اُس پورے مکمل استحقاق سے ہے جو نیلام کے قطعی ہوجانے پر پیدا ہوتا ہے حق مذکور بموجب اُس دفعہ کے خریدار کو تا منظوری نیلام حاصل نہیں ہوتا مگر دفعہ مذکور کی خواہ مخواہ ایسی تعبیر کرنی ضرور نہیں ہے جس سے کوئی حق ادنی جو بوجہ عام اصول عدل کے پیدا ہو ساقط ہوجاتے۔

سوال۔ آیا حکم مندرجہ دفعہ ۳۱۶ بنسبت تاریخ حاصل ہونے حق خریدار کے صرف فریقین نالش اور ایسے اشخاص سے جو بذریعہ یا معرفت اُنکے دعویدار ہوں تعلق نہیں ہے۔

جارڈین صاحب جسٹس۔ ذکر فریقین اور ایسے اشخاص کا جو بذریعہ اُنکے دعویدار ہوں اسصورت میں فضول ہوتا کہ واضعان قانون کا یہ مقصود ہوتا کہ الفاظ مذکور اشخاص ثالث سے متعلق ہوں۔

اپیل دوم بناراضی فیصلہ خان بہادر این این نانا وتی سبارڈینیٹ جج درجہ اول مقام دہولیا باختیارات صیغہ اپیل بمقدمہ اپیل نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۸۹ء متدایرہ عدالت ضلع۔

پنجم سنگہ مدعی نے واسطے دلاپانے قبضہ چار کہیت رنمبر پیمایش ۶ و ۳۱ و ۴۴ و ۴۳) اور واسطے واصلات سنہ ۱۸۸۷ء اور سنہ ۱۸۸۸ء کے نالش کی۔

کہیت متنازعہ ابتداً تین بہائوں یعنی سپدو و سپت اور رہیپت کی ملکیت مشترکہ تہی۔

۲۷ رفروری سنہ ۱۸۸۶ء کو یہ کہیت مدعی نے باجرای ڈگری موسومہ سپدو اور اُسکے بہائیونکی خرید کی

۱۰ رمارچ سنہ ۱۸۸۶ء کو وہی کہیت باجراے ایک اَور ڈگری موسومہ صرف سپدو کے نیلام ہوے اور انکو مدعاعلیہ نے خرید کیا۔

نیلام موسومہ مدعاعلیہ ۳۰ رجولائی سنہ ۱۸۸۶ء کو منظور ہوا۔

نیلام موسومہ مدعی ۱۴ رجولائی سنہ ۱۸۸۶ء کو منظور ہوا۔

سارٹیفکٹ نیلام مدعی اور مدعاعلیہ دونو کے نام ایک ہی تاریخ یعنی ۴ رستمبر سنہ ۱۸۸۶ء کو جاری ہوے مدعاعلیہ کے سارٹیفکٹ نیلام پر ۱۶ را کتوبر سنہ ۱۸۸۶ء کو رجسٹری ہوئی اور مدعی کے سارٹیفکٹ پر ایک مہینہ بعد یعنی ۱۶ رنومبر سنہ ۱۸۸۶ء کو رجسٹری ہوئی۔

۱۴ رفروری سنہ ۱۸۸۷ء کو مدعاعلیہ کو قبضہ دلایا گیا۔

سنه ۱۸۹۲ء
وگدو
بنام
پنچم سنگھ
گنگارام

خاص امر تنقیح طلب مابین فریقین کے یہ تہا کہ مدعی یا مدعا علیہ میں سے کس کو نسبت اراضیات متنازعہ کے حق مقدم حاصل ہی۔

عدالت مرافعہ اولی نے اس امر تنقیح طلب کا بحق مدعا علیہ اس بنا پر فیصلہ کیا کہ اسکے سارٹیفکٹ نیلام کی قبل سرٹفکیٹ مدعیکو رجسٹری ہوئی تہی اور نیز یہ کہ اسنے قبضہ حاصل کیا تہا پس نالش بمعہ خرچہ ڈسمس کی گئی۔

بر طبق اپیل جج ماتحت نے باختیارات اپیل بر بنائے سند مقدمہ پیران گو بنام ہمنت رائے تجویز کی کہ چونکہ نیلام موسومہ مدعی بوقت نیلام دوم منسوخ نہیں ہوا تہا لہذا وہ بغرض انتقال جایداد جایز و موثر نیلام تہا پس کوئی شے ایسی باقی نہیں رہی جو بذریعہ نیلام دوم بجانب مدعا علیہ منتقل ہوتی۔

پس حاکم موصوف نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو منسوخ کرکے دعوے مدعی کو ڈگری کیا بنا راضی اس فیصلہ کے مدعا علیہ نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔

مہادیو وہی بہاٹ منجانب اپیلانٹ۔ یہ مقدمہ مابین دو خریداران نیلامات عدالتی کے ہے کہ جنکے باہم مقابلہ ہے بموجب دفعہ ۳۱۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنه ۱۸۸۲ء) کے ملکیت جایداد نیلام شدہ تاریخ سارٹیفکٹ سے اور نہ قبل اسکے خریدار کو حاصل ہوئی اور سارٹیفکٹ میں تاریخ منظوری نیلام تحریر ہونی چاہیے تہی اس مقدمہ میں قبل منظوری نیلام بحق مدعی نیلام بحق مدعا علیہ منظور ہوا پس بموجب دفعہ مذکورہ کے جایداد اوسکو پہونچی پس کسطرح ازروے منظوری نیلام کے جو بعدہ بحق مدعی ہوئی حق مدعا علیہ ایل ہو سکتا تہا۔ علاوہ اسکے مدعا علیہ کو قبضہ بہی بذریعہ خریداری کے حاصل ہوا لہذا مدعا علیہ کو ایک بہتر حق حاصل ہی مقدمات پریم چند پال بنام پورنما داسی (۱) نرنجن دیا بنام ہمیا پار (۲) و لچھمی نراین بنام اندر بہان (۳) ملاحظہ طلب۔

مہادیو وسی آپٹے منجانب رسپانڈنٹ۔ بذریعہ نیلام موسومہ مدعی بتاریخ ۲۴ فروری سنه ۱۸۸۶ء جملہ حق حقوق و مرافق مدیون ڈگری کے بجانب مدعی منتقل ہوے پس کوئی شے ایسی باقی نہیں رہی جو بذریعہ نیلام مابعد موقوعہ ۱۰ مارچ سنه ۱۸۸۶ء کو مدعا علیہ کو پہونچی۔ نیلام بحق

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۵۴۶ (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۰

(۳) تجاویز مطبوعہ بابت سنه ۱۸۸۳ء صفحہ ۴۵۴

نیلام بحق جب تک کہ منسوخ نہ ہو جائے قایم رہے۔ اُس سے انصافاً یعنی ناکمل حق مدعی کو بحیثیت خریدار حاصل ہوا اور حق مذکور وقت منظوری نیلام کے قطعی ہو گیا اور سرٹیفکیٹ نیلام پانے کا حاصل کیا۔

دگدو بنام پنچم سنگہ گنگارام

اُسکا حق جو بحیثیت ناکمل تہا بوجہ اجرا سرٹیفکیٹ نیلام کے مکمل ہو گیا۔ پس کوئی شے علاوہ جو بذریعہ نیلام دوم کے نہیں ملی مقدمات لیشونت بنام گوبند[1] و پرانگور بنام ہنمنت[2] ملاحظہ طلب ہیں۔ دفعہ ۳۱۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی خریداران نیلام سے متعلق نہیں ہے۔ وہ فریقین نالش اور ایسے اشخاص سے متعلق ہے جو بذریعہ اُنکے دعویدار ہوں اور نہ اشخاص اجنبی سے۔

ٹیلنگ صاحب جسٹس جو بحث کہ مقدمہ ہذا میں پیدا ہوئی اسکی نسبت ظاہراً ابتک کوئی مستند فیصلہ عدالت ہذا سے صادر نہیں ہوا ہے۔ ۵ فروری سنہ ۱۸۸۶ء کو جایداد متنازعہ بتعمیل ایک ڈگری نیلام ہوئی اور نیلام مدعی کے نام ختم ہوا۔ ۱۰ مارچ سنہ ۱۸۸۶ء کو جایداد پہر بتعمیل ایک ڈگری کے نیلام ہوئی اور نیلام مدعا علیہ کے نام ختم ہوا نیلام آخر الذکر ۳ جولائی سنہ ۱۸۸۶ء کو منظور ہوا اور نیلام اول الذکر بعدہ ۱۳ جولائی سنہ ۱۸۸۶ء کو منظور ہوا سارٹیفکیٹ نیلام ۲۴ ستمبر سنہ ۱۸۸۶ء کو مدعی اور مدعا علیہ دونوں کے نام جاری ہوا اور ۱۴ فروری سنہ ۱۸۸۶ء کو مدعا علیہ کو قبضہ دلایا گیا تجاویز عدالت ماتحت سے یہ بخوبی ظاہر ہے کہ نیلام موسومہ مدعا علیہ صرف بابت حصہ سپدو کے تہا اور نیلام موسومہ مدعی میں سپدو اور اُسکے سب بہائیوں کے حصے شامل تھے پس بہرحال مدعی مستحق دادرسی مستدعویہ کا نسبت حصص اور حقوق برادران سپدو کے ہے اور بحث محض نسبت حصہ سپدو کے ہے کہ آیا بلحاظ حالات موقوعہ حصہ مذکور اب ملکیت مدعی کی ہے یا مدعا علیہ کی۔

اگر ہم ہر فریق کے حقوق علیحدہ بہ تواریخ مختلفہ مذکورہ بالا تحقیق کریں تو اس سے میری دانست میں مقدمہ صاف طور پر سمجھہ میں آ دیگا۔ ۴ فروری سنہ ۱۸۸۶ء کو نیلام موسومہ مدعی عمل میں آیا اسوقت مدعا علیہ کو مسمّاً کوئی حق نسبت جایداد کے موجودہ یا آیندہ یا محصلہ یا مشروط حاصل نہ تہا اور مطابق فیصلجات ہماری عدالتوں کے مدعی کو اُسوقت بذریعہ نیلام مذکور کے انصافاً ایک حق جایداد میں حاصل ہوا۔ یہ حق بعض اوقات ناکمل اور بعض اوقات مشروط بیان کیا جاتا ہے بمقدمہ کنا یابنا م جنارون[3] مسٹر جسٹس آر ویسٹ آپ صاحب نے ایسی صورت

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۴ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۹۰ (۳) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۴۔

سنہ ۱۸۹۲ء
وگدو
بنام
پنچم سنگ
گنگارام

میں یہ بیان کیا کہ خریدار تاریخ نیلام سے "ایک حق مشروط نسبت اراضی کے یعنی مشروط
او پر منظوری ما بعد کے حاصل کرتا ہے" بمقدمہ راجہ حسین بخش خاں بنام بابو رآ دہنپت سنگھ
بہادر (۱) جو روپیہ کہ خریدار نے قبل منظوری نیلام ادا کیا تھا خریدار مذکور کو بعد منسوخ ہونے
نیلام کے دلایا گیا سر آر کوچ صاحب نے فرمایا "مدعی نے بذریعہ اپنی خریداری نیلام کے ایک حق
غیر مکمل نسبت جایداد کے حاصل کیا اگر نیلام منظور ہوتا تو خرید قطعی ہو جاتا" یہ صحیح ہے کہ یہ مقدمات
بموجب مجموعہ ضابطہ دیوانی سابق کے فیصل ہوئے تھے لیکن جو اصول کہ اون میں قرار دیا گیا تھا
احکام مجموعہ مذکور پر مبنی نہ تھا بلکہ عام اصول عدل پر (۲)

پس بحث یہ ہے کہ آیا احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی حال (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) میں کوئی امر ایسا ہے جو
مانع پیدا ہونے ایسے حقوق کا از روئے عدل کے قرار پاوے الفاظ مجموعہ مذکور یعنی دفعہ ۳۱۶
کی بادی النظر میں بلا شبہہ ظاہرا کسی قدر ایسی مراد پائی جاتی ہے دفعہ مذکور میں یہ تحریر
ہے ؛

لیکن نظر بجملہ حالات میری یہ رائے ہے کہ یہ الفاظ خواہ مخواہ اُس حق کے جو انصافاً نیلام
سے پیدا ہوتا ہے خلاف نہیں ہیں اب دیکھنا چاہیئے کہ ملکیت جایداد کے کیا معنے ہیں
میری دانست میں الفاظ مذکور کا مطابق اُن کے معمولی معنے کے صرف ایک بخوبی کامل حق
سے اور نہ مشروط یا نامکمل حق سے جسکا سر آیم آر و ایسٹراپ صاحب و سر آر کوچ
صاحب نے مقدمات محولہ بالا میں ذکر کیا متعلق ہونا تجویز ہونا چاہیئے بلا شبہہ ایسا
مکمل حق خریدار کو قبل منظوری نیلام کے نہیں حاصل ہوتا ہے لیکن کیا اُس دفعہ کی جس میں
حکم مذکورہ بالا ہے ضرورتاً یہ تعبیر کرنی چاہیئے کہ اُس سے مرادنے حق جو بوجہ عام اصول
عدل کے پیدا ہوتا ہے زایل ہو جاتا ہے میں اس امر سے مطمئن نہیں ہوں کہ یہی نتیجہ
لازمی عبارت مستعملہ واضعان قانون کا مطابق معمولی قواعد زباندانی کے ہے اور اگر
خواہ مخواہ حسب معمولی قواعد زباندانی کے یہ معنے نہیں ہیں تو میں بعض نہایت باوقعت
وجوہ تجویز کرنیکے پاتا ہوں کہ ہمکو الفاظ مذکور کے ایسے معنے نہ لینے چاہیئیں مثلاً

(۱) کلکتہ ویکلی رپورٹر جلد ۱۰ صفحہ ۴۸۹ م بہ صفحہ ۴۹۰ (۲) نیز مقابل کرو مقدمہ تخیندیا بنام ہیبا پا انڈین
لارپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۰۱ اور مقدمہ لیشونت بنام گوبند انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۴۰۳

دگدو بنام پنچم سنگھ گنگارام

فرض کرو کہ توقف حصول منظوری نیلام اوّل بعلت اجرا ڈگری میں بوجہ تکلیف دہ یا فریبی کوشش مدیون ڈگری کے جو واسطے منسوخی نیلام کے کی گئی واقع ہوا اور وہ کوشش شاید بہ سبب سازش مابین مدیون ڈگری اور ایک اور دائن کے کی گئی ہو ممکن ہے کہ اس قسم کی کوشش کا خواہ مخواہ یہ نتیجہ ہو کہ نزاع بہت دن تک قایم رہے اور جسوقت کہ وہ نزاع زیر تجویز ہو دوسرا دائن اُسی مدیون ڈگری کا جایداد کو نیلام اور نیلام منظور کرلے تو کیا خریدار اوّل کا حق خریداری ایسے حالات میں بلا اُسکے کسی خاص قصور کے اور امکاناً بوجہ فریب و سازش مدیون ڈگری اور ڈگریدار مابعد کے زایل ہوسکتا ہے بجز اسکے کہ الفاظ مستعملہ واضعان قانون سے اگر انکی معقول طور پر تعبیر کیجائے کوئی اور معنے نہ نکل سکتے ہوں تو میں یہ بات روا رکھنا پسند نہ کرونگا۔ مزید برآں اگر خریداری مابعد قایم رہے یا تو خریدار اوّل کے روپیہ کا نقصان نہایت خلاف انصاف طور پر ہوگا یا اگر اُسکو اجازت واپسی روپیہ اس بنا پر دیجاے کہ معاوضہ بالکل باقی نہیں رہا (گو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کس طرح پر عملاً واقعی یہ کیا جایگا) تاہم ڈگریدار اوّل کا ایسا خلاف انصاف نقصان ہوتا ہے جسکا معاوضہ وہ جہانتک کہ سمجھہ میں آتا ہے بالکل حاصل نہ کرسکتا بخلاف اسکے اگر یہ قرار دیا جاے کہ نیلام اول قایم رہیگا تو کوئی بے انصافی بحق خریدار مابعد جسنے مسلماً باسید فایدہ خریداری کی یا جو بہر حال مستحق حقوق خریدار نیک نیت بعوض بدل مالیتی نہیں ہی نہیں ہوتی (۱) ظاہرا میں ان خیالات سے یہ نتیجہ نکالنے پر مایل ہوں کہ ہمکو وہ تعبیر اختیار نہ کرنی چاہیے جسپر اپیلانٹان نے استدلال کیا بجز اسکے کہ الفاظ مستعملہ واضعان قانون سے معقول طور پر کوئی اور معنے اخذ نہ ہوسکتے ہوں۔

اب پھر خاص الفاظ دفعہ مذکور پر غور کیا جاتا ہے میں بیشتر ظاہر کرچکا ہوں کہ یہ الفاظ کہ ملکیت جایداد کی قبل سارٹیفکٹ کے حاصل نہ ہوگی خواہ مخواہ خلاف موجودگی ایسے حق کے نہیں ہیں جو ازروے انصاف کے خریدار کو قبل اجراے سارٹیفکٹ کے بھی کم پورے حق مکمل سے حاصل ہوا اور ان اموروں سے کہ معاملہ جو بوقت نیلام اول نیلام مکرر کہلاتا ہے۔

(۱) مقابلہ کرو مقدمہ سوبھاگ چند بنام بھائی چند تجویز سیلول صاحب جسٹس (انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۴۰)

سنہ ۱۸۹۵ء
وگدو
بنام
پنچم سنگھ
گنگارام

(یعنی ان سب باتوں سے) یہ ثابت ہوتا ہے کہ مطابق منشاء واضعان قانون کے معاملہ قبل منظوری نیلام اور اجرائے سارٹیفکیٹ کے بھی ایک معاملہ نیلام ہوتا ہے گو نیلام قابل منسوخی ہو۔ پس بلحاظ اس صورت قانونی معاملہ کے وہ محض معاہدہ بیع سے کسی قدر زیادہ ہے اور ضرور ہے کہ اسکی نسبت یہ تصور کیا جاوے کہ وہ حیطہ ان اختلاف آراء سے باہر ہے جنکا ذکر سر ایم آر ویسٹراپ صاحب نے بمقدمہ واسن بنام وہوندھیا[1] کیا ہے اور اسوجہ سے باریکی کے ساتھہ یہ تحقیق کرنا غیر ضروری ہوگیا کہ آیا کوئی واقعی حق خود جایداد میں معاملہ مذکور سے پیدا ہوا یا نہیں۔

مگر دفعہ مذکور میں ایک اور فقرہ قابل لحاظ ہے یعنی "جہانتک کہ فریقین مقدمہ اور اُن اشخاص سے جو انکی معرفت یا انکے ذریعہ سے دعویدار ہوں تعلق ہے" ہائیکورٹ کلکتہ نارس صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس[2] نے الفاظ مذکور کی تعبیر کی ہے اور عدالت موصوف نے یہ قرار دیا ہے کہ اگر حق جہانتک کہ فریقین نالش کو تعلق ہے" ایک خاص تاریخ مابعد تک حاصل نہیں ہوتا تو وہ جہانتک کہ اشخاص ثالث کو تعلق ہے کسی زمانہ ماقبل سے شروع نہیں ہو سکتا اس رائے کی وقعت کو نظر انداز کرنا غیر ممکن ہے مگر بخلاف اسکے یہ امر فراموش نہ کرنا چاہیے کہ بموجب اس تعبیر کے کل فقرہ مندرجہ بالا محض فضول ہو جاتا ہے"۔ اگر حاصل ہونا حق کا نسبت فریقین نالش کے اور اشخاص ثالث کے ایک ہی وقت میں واقع ہوتا تو کوئی صاف غرض بصراحت بیان کرنے اشخاص اول الذکر کی نہ تھی بلاشبہہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک غرض تصریح کرنیکی یہ تھی کہ حاصل ہونا حق کا جہانتک کہ اشخاص ثالث کو تعلق ہے امکاناً بعد اُسوقت کے وقوع میں آوے لیکن ایسی صورت خیال کرنا آسان نہیں ہے جسکے لئے ایسے قاعدہ کی ضرورت ہو پس ہم خود زیادہ تر یہ خیال کرنے کیطرف مایل ہوں کہ کل فقرہ متعلق وقت پہونچنے حق کے اسلئے تحریر کیا گیا تھا کہ وہ قاعدہ جو بیشتر عدالتوں نے بموجب ایکٹ ۱۸۵۹ء کے قرار دیا تھا بشکل قانون قایم کیا جاوے اور اسکی ایسی شکل قایم کرنے میں یہ مناسب خیال کیا گیا کہ فقرہ ضمنی مندرجہ بالا بلحاظ الفاظ ہم مضمون کے جو دفعہ ۳۱۶ میں درباره منظوری نیلام ہیں داخل کیا جاوے اور زیادہ قرین قیاس ہے کہ الفاظ مذکور بنظر احتیاط مزید داخل

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۲۰۶ (۲) مقدمہ پریم چند پال بنام پورنما داسی انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۵۴۶

وگندو بنام پنچ منگہ کسکالم

کئے گئے تہے اگر یہ صورت ہے تو یہ خلاف قیاس نہیں ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا نہ تہا کہ اُن حقوق میں جو اتفاقاً تکمیل نیلام سے پیدا ہوتے ہیں خلل ڈالا جائے بلکہ صرف ایسے معاملات کے لیے مثلاً جیسے کہ مقدمات بساپا بنام ماریا (۱) یا ہرکشنداس بنام بائی اچہا (۲) میں پیدا ہوتے قاعدہ مقرر کیا جائے۔ میری رائے میں یہ امر خلاف اُن قواعد کے ہوگا جو مقدمہ بینک انگلستان بنام واگلیانو برادرس (۳) میں قرار دیے گئے اور یہ امر مطابق ایک قاعدہ کے منجملہ قواعد قرار یافتہ مقدمہ ہیڈن (۴) کے ہوگا کہ قانون سابق اور اُن فیصلجات پر جو بموجب اُسکے ہوئے جہانتک کہ دفعہ ۳۱۶ کی ایسی تعبیر کرنیکے لیے ضروری ہے لحاظ کیا جائے۔

پس نظر بجملہ حالات میری دانست میں ہم مقدمہ ہذا کو بحق مدعاعلیہ بلا یہ تجویز کرنیکے فیصل نہیں کر سکتے کہ اُس سے نیلام جو بحکم عدالت اجرائے ڈگری میں عمل میں آتا ہے قبل اُسکی منظوری کے کوئی حق نہ صرف جائیداد میں پیدا نہیں ہوتا بلکہ کوئی حق کسی شئے میں یعنی اتفاقاً بھی کوئی حق جائیداد میں پیدا نہیں ہوتا ہے قطع نظر مجموعہ ضابطہ دیوانی کے میری رائے میں یہ تجویز کرنا ناممکن ہوگا۔ اور الفاظ مجموعہ سے مجھکو کوئی کافی تائید اس رائے کی کہ واضعان قانون کا یہ مقصود تہا کہ ایسے حقوق قرین انصاف جنکو عدالتوں نے ہمیشہ بطور ایک امر متعلقہ قانون اصلی کے نافذ کیا ہے اب تسلیم نہ کیے جاویں نہیں ملتی۔ پس میری یہ رائے ہے کہ ڈگری عدالت ماتحت کی صحیح ہے اور معہ خرچہ بحال رہنی چاہیئے۔

بارڈین صاحب جسٹس - میری یہی رائے ہے اور میں ڈگری مجوزہ سے اتفاق کرتا ہوں مجھکو وجوہ مبینہ اپنے ذی علم ہم جلیس سے اتفاق ہے میری رائے میں کہ فریقین اور ایسے اشخاص کا جو بذریعہ اُنکے دعویدار ہوں الفاظ اضافہ شدہ دفعہ ۳۱۶ - ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ء میں جو ۱۸۸۲ء ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء میں پہر داخل کی گئی اُس صورت میں فضول ہوتا کہ واضعان قانون کا یہ مقصود ہوتا کہ الفاظ مذکور اشخاص ثالث سے متعلق ہوں الفاظ اضافہ شدہ میں یہ حکم ہے کہ سارٹیفکیٹ پر تاریخ منظوری نیلام ثبت ہو اور دفعہ ۳۱۴ میں یہ حکم ہے کہ کوئی نیلام جائیداد غیر منقولہ کا اُسوقت تک قطعی نہ ہوگا کہ وہ منظور ہو جائے۔ الفاظ جدید مندرجہ دفعہ ۳۱۶ نسبت اُس تاریخ کے بموجب حق نسبت

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۳۳۴ (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱۵۵ (۳) لا رپورٹ سنہ ۱۸۹۱ء اپیل صفحہ ۱۰۷ (۴) رپورٹ جلد ۳ اور مقابلہ کرو مقدمہ سپلیٹن بنام ہریسن لا رپورٹر سنہ ۱۸۹۱ء کوئینس بنچ جلد ۲ صفحہ ۴۴ و مقدمہ کوتر بنام گنٹ ایضاً صفحہ ۱۵۴ اور مقدمہ لیبن لا رپورٹ سنہ ۱۸۹۲ء چانسری جلد ۱ صفحہ ۴۳

۱۸۹۲ء
وغیرہ
بنام
نیم سنگھ
ترقی کر گنگارام

جائیداد نیلام شدہ کے حاصل ہوگا میری دانست میں اصطلاحی ہیں اور اُنسے اُس حق کمل سے مراد ہے جو نیلام کے قطعی ہونے پر پیدا ہوتا ہے مثلاً ایسا حق جو اسلئے ضروری ہو کہ خریدار نالش بید خلی رجوع کرسکے لیکن وہ حق ناکمل ہے جو ایسی نالش کے لئے کافی ہو جو مطابق اصول عدل کے دائر کیجاسکے میز ہوسکتا ہے اس فرق کی توضیح ولیٹروپ صاحب چیف جسٹس نے بمقدمہ کرشناجی بنام گنیش (۱) کی ہے۔

بہت سے مقدمات رپورٹ شدہ میں حق قرین انصاف شخص ثالث دربارہ ارجاع نالش بربنائے حق ناکمل قبل ۱۸۷۹ء قرار دیا گیا ہے میری دانست میں مقدمہ اجلاس کامل ہیرز چندر بنام سوداستی دیبی (۲) ان مقدمات میں سے ایک ہے اور یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ واضعان قانون ۱۸۷۹ء اور ۱۸۸۲ء میں اُس مسئلہ طے شدہ سے آگاہ نہ تھے جو عدالتہائے ہائیکورٹ اسوقت تک متعلق کرتی تہیں جب اضافہ مذکور دفعہ ۳۱۶ میں کیا گیا چنانچہ یہ بات مقدمات لشونت بنام گوبند (۳) دیریم چندپال بنام پورنا داسی (۴) سے واضح ہوتی ہے نسبت تحریرات نارس صاحب جسٹس مقدمہ مذکور میں یہ رائے ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ ظاہرا یہ تجویز کرنا محال معلوم ہوتا ہے کہ تعبیر الفاظ جزو جدید دفعہ ۳۱۶ کی جس میں ایسے اشخاص کا ذکر نہیں ہے جو فریق نالش نہ ہوں اسطرح کیجاسکے کہ اُنہیں اشخاص مذکور استثنا داخل ہوں کیونکہ تعبیر مذکور سے ایسے حقوق زائل ہوجائینگے جو بالاستحکام متعلق کرنے اصول عدل سے محفوظ ہیں اگر واضعان قانون کا یہ منشا رہوتا تو الفاظ صریح استعمال کئے جاتے نسبت جزو آخر رائے بیورلی صاحب جسٹس بمقدمہ مذکور میں یہ بھی تحریر کرنا چاہتا ہوں کہ دلیل بمقدمہ پرانگور بنام ہنت (۵) مجھکو بطور ایک صحیح تعبیر دفعہ ۳۱۶ مرممہ کے پسندیدہ معلوم ہوتی ہے۔

ڈگری بحال کی گئی

(۱) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۲۳۹ (۲) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۱۴۱ (۳) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۳۵۴ (۴) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۵۴۶ (۵) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۵۹۷۔

صیغۂ ابتدائی دیوانی

اجلاس سٹارلنگ صاحب جسٹس

۱۶ دسمبر ۱۸۹۲ء

انند راؤ وتیہل واردی (مدعی) بنام بدرالماد پور کہا مہولہ وہرباٹو کارام واردی مدعا علیہم*

معائنہ پیشی - انکشاف - مدعا علیہم شریک - مدعا علیہ کو بمقابلہ مدعا علیہ شریک حکم معائنہ کیا گیا - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ ۔

مدعا علیہ بمقابلہ ایک مدعا علیہ شریک کے اگر شخص آخر الذکر فریق مخالف سمجھا جا سکتا ہو حکم انکشاف یا معائنہ کرانیکا حاصل کر سکتا ہے ۔

مدعی نے واسطے تنسیخ ایک رہن کے جو اُسکے چچا مدعا علیہ سوم نے مدعا علیہما نمبر ۱ و ۲ کے پاس کیا تھا - بدیں بیان نالش کی کہ مدعی کے بالغ ہونے سے چند روز بعد مدعا علیہ سوم نے بذریعہ داب ناجائز اور دہمکیوں کے اُسکو رہن مذکور میں شریک ہونیکی ترغیب دی اور یہ ظاہر کیا کہ روپیہ جو بذریعہ رہن کے لینا تھا واسطے ادائے قرضجات پدر مدعی کے ضروری تھا - مدعی نے یہ بھی بیان کیا کہ منجملہ اُس روپیے کے اُس نے کچھ نہیں وصول پایا اور مدعا علیہما نمبر ۱ و ۲ نے مدعا علیہ سوم کو مدعی کے سامنے کچھ ادا نہیں کیا - مدعا علیہما نمبر ۱ و ۲ نے حکم بنام مدعا علیہ سوم واسطے معائنہ کرانے چند بہی جات و دستاویزات کے حاصل کیا - یہ عذر کیا گیا کہ اِس نالش میں حق مابین مدعا علیہ سوم و مدعا علیہما نمبر ۱ و ۲ کے ہوئی تھی کوئی بحث مابین نہیں کی گئی اور اسوجہ سے حسب دفعہ ۱۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) مدعا علیہما نمبر ۱ و ۲ مستحق اسکے نہیں ہیں کہ انکو معائنہ کرایا جاوے ۔

تجویز ہوا کہ معائنہ کرانا ضروری ہے یہ ممکن ہے کہ جب مدعا علیہ سوم جہانتک کہ اُسکو تعلق ہے - رہن کو منسوخ نہ کرا سکا تو مدعی کے ساتھ سازش رکھتا ہو - اندریں حالات وہ اول [و] دوم مدعا علیہما کا ایک فریق مخالف سمجھا جا سکتا ہے گو بالآخر عدالت کوئی حکم مابین اُنکے اور نابرادگان کے صادر نہ کر سکے ۔

باجلاس جیمبرس - حکم واسطے کرانے معائنہ کے ۔

اوّل و دوم مدعا علیہما مارواڑی ہیں جو بشراکت از نام ڈہولا کہرا تجارت کرتے ہیں - مدعا علیہ سوم چچا مدعی کا ہے یعنے اُس کے والد متوفی کا بھائی ہے ۔

عرضی نالش میں یہ بیان کیا گیا کہ اُسکا باپ وتیہل ٹوکارام ورادی جولائی ۱۸۸۸ء میں بلا وصیت فوت ہوا اور اپنی بیوہ اور مدعی اپنے اکلوتے لڑکے کو جو اُسوقت نابالغ تھا اپنا وارث بموجب ہندو شاستر کے چھوڑا - مدعا علیہ سوم بہری بالنے چہٹیات اہتمام نسبت ترکہ وتیہل مذکور کے تا زمانہ نابالغی حاصل کیں

---

* نالش نمبر ۳۴۶ سنہ ۹۲ شاء

وہ اور وٹہل اپنے باپ ٹوکارام ورادی دادا مدعی کے ترکہ کے مشترکہ مہتمان تھے اور ہری بابعد وفات وٹہل کے اُس ترکہ کا اہتمام جسمیں مُدعی اپنے باپ کے حصّہ کا دعویدار ہے بدستور کرتا رہا ۔۔

مدعی نومبر ۱۸۸۸ء میں بالغ ہوا اُسنے یہ شکایت کی کہ ہری با (مُدعا علیہ نمبر ۳) نے میرے باپ خواہ میرے دادا کے ترکہ میں سے میرا حصّہ میرے حوالہ نہیں کیا نہ اُسکا حساب دیا اور مُدعی نے یہ بیان کیا کہ ۱۱ فروری سنہ ۱۸۹۰ء کو ہری با (مُدعا علیہ نمبر ۳) نے بذریعہ داب ناجائز اور دہمکیوں کے مجھ سے رہننامہ چند جائدادوں کا بنام مُدعا علیہما نمبر ۱ و ۲ تعدادی [illegible] بربنا اُس جہوٹے فریبی بیان کے کہ روپیہ واسطے ادا کرنے چند قرضجات میرے باپ کے ضروری تہا۔ تحریر کرایا اور مُدعی نے یہ بھی بیان کیا کہ مجھکو کوئی روپیہ مُدعا علیہما اول ودوم سے نہیں ملا اور نہ میرے سامنے ہری با نے اُن کو کچھ روپیہ ادا کیا۔ چنانچہ اُس نے یہ استدعا کی کہ رہن مذکور منسوخ کیا جاوے اور تحقیقات اس امر کی کیجاوے کہ آیا کوئی قرضجات ذمہ میرے باپ وٹہل وغیرہ وغیرہ کے ہیں یا نہیں ۔۔

نالش ۲۲- اپریل سنہ ۱۸۹۲ء کو دائر ہوئی- ہری با (مُدعا علیہ نمبر ۳) نے تحریری بیان داخل کیا جسمیں اُس نے نہایت محفوظ طریقہ کے ساتھہ بیانات مُدعی سے انکار کیا ۔۔

۱۰ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء کو مُدعا علیہما اول ودوم نے حکم اس مضمون کا حاصل کیا کہ ہری با مُدعا علیہ سوم وجہ اس بات کی ظاہر کرے کہ وہ چند بہی جات اور دستاویزات کا معائنہ اُن کو کیوں نہ کراوے ۔۔

پیٹن نے (منجانب مُدعا علیہ نمبر ۳) وجہ ظاہر کی- سامان مستحق معائنہ کے بمقابلہ اُس شخص کے جو اُن کے ساتھہ مدعا علیہ ہے نہیں ہیں- کوئی بحث مابین اُن کے پیدا نہیں ہوئی- مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۲۹ و ۱۳۱ (۱) وکتاب بیل صاحب دربارہ انکشاف

(۱) دفعہ ۱۲۹:-

مقدمہ کے دوران میں ہر وقت عدالت کو اختیار ہے کہ کسی فریق مقدمہ کو حکم دے کہ تمام دستاویزات جو اُسکے قبضہ یا اختیار میں ہوں یا رہی ہوں اور مقدمہ کے کسی امر نزاعی سے متعلق ہوں اُنکو بذریعہ تحریری بیان حلفی کے ظاہر کردے اور ہر فریق مقدمہ کو قبل سماعت اول ہر وقت اختیار ہے کہ اس طرح کا حکم دینے کے لئے عدالت سے درخواست کرے ۔۔

دفعہ ۱۳۱:-

ہر فریق مقدمہ کو اختیار ہے کہ مقدمہ کی سماعت سے پہلے یا بروقت سماعت کسی وقت کسی اور فریق کو عدالت کی معرفت اس مضمون کی اطلاع دے کہ وہ کسی دستاویز مخصوص کو واسطے

سنہ ۱۹۲۰ء

اسنداڈ وتمیل دیوانی بنام بدرا ملادغیرہ

صفحہ ۱ مقدمہ بروان بنام والکنس (۱) علاوہ بریں بیانات حلفی سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ دستاویزات ہمارے قبضہ میں ہیں *

لینگ (ایکٹنگ ایڈوکیٹ جنرل) منجانب مدعا علیہما نمبرادو۲ بتائید قاعدہ مدعا علیہم مستحق معائینہ کے ہیں مدعی واسطے تنسیخ ایک رہن کے نالش کرتا ہے جو خود اُس نے اور مدعا علیہ سوم نے اُن کے پاس کیا تھا درحقیقت مدعا علیہ سوم کو مدعی بمقدمہ ہذا ہونا چاہیئے *

سٹارلنگ صاحب جسٹس :- یہ حکم دو مدعا علیہم نے واسطے معائنہ کرنے دستاویزات مقبوضہ مدعا علیہ سوم کے حاصل کیا ہے *

مسٹر بین نے خلاف اس حکم کے وجہ ظاہر کی اور یہ بحث کی کہ اگرچہ حسب دفعہ ۱۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کوئی فریق نالش کسی دوسرے فریق نالش سے کوئی خاص دستاویز واسطے اپنے معائنہ کے پیش کرا سکتا ہے مگر یہ دوسرے فریق سے ضروری مراد فریق مخالف سے ہے - اور علاوہ اس کے بمقابلہ مدعا علیہ کے فریق مخالف سے مراد صرف مدعی سے ہو سکتی ہے اور نہ ایک معاملہ شریک سے - کونسل مذکور کی اس بحث کی تائید تجویز مقدمہ بروان بنام والکنس (۱) سے ہوتی ہے کیونکہ عدالت نے یہ رائے قائم کی تھی کہ از روئے قاعدہ زیر بحث مقدمہ مذکور کے جو ہم مضمون دفعہ ۱۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے ہے یہ جائز نہ تھا کہ مابین مدعا علیہم شریک کے حکم انکشاف دستاویزات کا دیا جاوے مگر اس مقدمہ کی نسبت عدالت اپیل میں بمقدمہ شا بنام سمتھ (۲) بحث ہوئی ہے اور عدالت نے یہ تجویز کی کہ الفاظ فریق مخالف صرف مدعا علیہ سے بمقابلہ مدعی کے یا مدعی سے بمقابلہ مدعا علیہ کے متعلق نہ تھے بلکہ ہر دو ایسے فریق سے خواہ وہ مدعی ہوں یا مدعا علیہ یا مدعیان شریک یا مدعا علیہم شریک کہ مابین جنکے تصفیہ حقوق کی ضرورت ہو متعلق تھے دفعہ مذکور کی نسبت اس رائے سے میں اتفاق کرتا ہوں پس میری یہ رائے ہے کہ ایک مدعا علیہ دوسرے مدعا علیہ شریک سے انکشاف یا معائنہ کرانیکی استدعا کرے تو اسمیں کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا بشرطیکہ وہ مدعا علیہ شریک فریق مخالف تصور کیا جا سکتا ہو *

ہ معائنہ فریق اطلاع دہندہ یا اُسکے وکیل کے پیش کرے اور فریق مذکور یا اُسکے وکیل کو اس دستاویز کی نقل لینے دیگا" کوئی فریق جو ایسی اطلاع کی تعمیل نہ کرے دستاویز مذکور کو اُس مقدمہ میں آئیندہ اپنی طرف سے بطور ثبوت کے داخل نہ کر سکیگا - اِلّا اُس صورت میں کہ وہ عدالت کا اطمینان کر دے کہ دستاویز مذکور جو قبضہ اُسی کے تھی ہر متعلق تھی یا کہ اُسکو اطلاع کی تعمیل نہ کرنے کی کوئی معقول وجہ کافی حاصل تھی۔

(۱) رپورٹ [illegible] جلد [illegible] صفحہ [illegible] * (۲) رپورٹ کوئنس بنچ ڈویژن جلد ۱۸ صفحہ ۱۹۳ *

سنہ ۹۲ء

انند راؤ وتیہل وراوی نیلام بدر املاک وغیرہ

پس مجھ کو اس بحث کا تصفیہ کرنا ہے کہ آیا مدعا علیہ سوم جس کے مقابلہ میں درخواست معائنہ کی ہے ایک فریق مخالف اول دو مدعا علیہما کا ہے یا نہیں۔

واضح ہو کہ ایک شخص وتیہل لوکا رام پدر مدعی سنہ ۱۸۸۸ء میں مدعی کو نابالغ چھوڑ کر فوت ہوا۔ اسکی وفات پر مدعا علیہ سوم نے چٹھیات اہتمام ترکہ وتیہل تا زمانہ نابالغی مدعی حاصل کیں مدعی کے بالغ ہونے کے چند روز بعد مدعی اور مدعا علیہ سوم نے رہننامہ ترکہ وتیہل کا تحریر کیا جس کی نسبت یہ ظاہر کیا گیا کہ وہ بعوض چند تومسکات ذمگی وتیہل بربنائے پرامیسری نوٹ ورقوم قرضہ کے جو مدعا علیہ سوم کو واسطے اغراض اہتمام کے دیگئی تہیں اور ایک رقم زر نقد کی جو واسطے تحریر ہونے رہننامہ کے دی گئی۔ تحریر ہوا۔ اب مدعی اس بیان سے کہ مدعا علیہ سوم کی طرف سے فریب اور بیان غلط نسبت تومسکات وتیہل اور اس روپیہ کے جو اس نے قرض لیا گیا اور دباب ناجائز عمل میں آیا اور روپیہ جو نقد ادا ہونا چاہیے تہا نہیں ادا ہوا مستدعی اس امر کا ہے کہ رہن مذکور منسوخ کیا جاوے اور جو کچھ بابت معاوضہ مظہرہ کے درحقیقت واجب الادا ہو اس کا حساب دیا جاوے۔

پس اگر معاملہ رہن ایمانداری سے ہوا ہو اور نالش مدعی نے بسازش مدعا علیہ سوم کے نہ کی ہو تو میں امید کرتا ہوں کہ اس معاملہ کے بیان تحریری میں نہ صرف انکار عام فریب وغیرہ سے ہوگا بلکہ صاف اظہار اس امر کا کہ معاوضہ کیا تہا اور صریح بیان اس امر کا ہوگا کہ روپیہ واجب الادا ہے یا ادا ہو چکا ہے۔ بجائے اس کے صرف عام انکار فریب وغیرہ سے پایا جاتا ہے مگر کوئی اظہار اس امر کا نہیں ہے کہ پرامیسری نوٹ بوقت تحریر رہن نامہ موجود تہے یا ان کی بابت کوئی بات علم میں آئی تہی۔ مدعا علیہ یہ بھی ظاہر نہیں کرتا کہ اس نے فی الواقع روپیہ واسطے اغراض اہتمام کے قرض لیا اور نہ وہ یہ کہتا ہے کہ جس قدر روپیہ کا رہن نامہ میں اس کی نسبت نقد وصول پانا لکہا ہے نقد وصول ہوا تہا۔ مزید برآں اس کو حساب کا لیا جانا منظور ہے مگر مدعی نالش ہذا میں جس حساب کی استدعا ہے وہ صرف وہی ہے جو تاریخ مصنوعی رہن نامہ کے ہے اور یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ جو حالات ثابت کیے جائیں گے وہ ایسے ہوں گے کہ جن سے عدالت کو یہ کہنا پڑے گا کہ بہ نسبت رقوم معاوضہ کا حساب لیے جانے جس قدر ثابت ہو سکے اس کے سوا کسی رقم زائد کی بابت رہن جائز نہیں قرار دیا جا سکتا

۱۸۹۲ء

مدرا اوتھیل وراوی بنام مدراملا وغیرہ

پس میری رائے میں اس امر کا بہت زیادہ امکان ہے کہ چونکہ نامبردہ جہانتک کہ اُسکو تعلق ہے رہن کو منسوخ نہیں کرا سکتا تو مُدعی کے ساتھہ سازش رکھتا ہو تاکہ مُدعی جو کچھہ کہ آگ سے بچا سکے بچاوے اندریں حالات میں اُسکو ایک ”فریق مخالف“ اول و دو مدعا علیہما کے تصور کرتا ہوں گو بالآخر عدالت کوئی حکم مابین اُس کے اور نامبردگان کے صادر نہ کر سکے ٭

پس میں یہ اجازت دیتا ہوں کہ اول و دوم مدعا علیہما کو دستاویزات مندرجہ جزو اول فہرست اول معطوفہ بیان حلفی مُدعا علیہ سوم متعلقہ دستاویزات جو ۱۱- اکتوبر سنہ ۱۸۹۲ء کو باقرار صالح تصدیق کیا گیا اور ۱۹ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء کو داخل ہوا معائنہ کرائے جاویں ٭

نسبت دیگر دستاویزات کے جنکے معائنہ کی استدعا ہے مدعا علیہ سوم صاف حلفاً بیان کرتا ہے کہ وہ اُس کے قبضہ یا اختیار یا قابو میں نہیں ہیں اور اس بیان کے تمام تر صحیح ہونے میں مجھہ کو چاہے جس قدر شبہہ ہو مگر اُس کے بیان حلفی کے دیکھنے سے کوئی امر ایسا نہیں پایا جاتا جس سے میں اسوقت تحقیقات مزید کر سکوں ٭

اٹرنیان منجانب مُدعی مسٹران چاک و اکرو اسمتھہ ٭

اٹرنیان منجانب مُدعا علیہ اول و دوم مسٹران جناردن و اردشیر ٭

اٹرنیان منجانب مُدعا علیہ سوم مسٹران بین وگلبرٹ و سیالی ٭

صیغۂ وصیت

باجلاس مسٹر ہنگ صاحب جسٹس ٭

۱۹ دسمبر ۱۸۹۲ء

یشونت بھگونت پہاڑ پاکر (مُدعی) بنام شنکر رامچندر پہاڑ پاکر (مُدعا علیہ)*

دستور- ریسور- ریسور مقدمہ وصیت- ایکٹ وراثت (نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء) دفعہ ۲۳۹ ٭

مقدمہ وصیت میں ہائیکورٹ کو اختیار مقرر کرنے ریسور کا ہے ٭

مقدمہ وصیت:- اس نالش میں ایک حکم برضامندی تباریخ ۲۶ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء صادر ہوا تھا جس کی رو سے یہ حکم دیا گیا تھا کہ مُدعی کُل زیورات جو اُس کے قبضہ میں

* مقدمہ وصیت نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۹۲ء ٭

پشوتنت بنام بہاگو

متعلق ترکہ بہاگو نائکن بہاٹر پارکر ہوں - فریقین کے اٹرنیان کے سامنے بغیر فرد ائن کی اور کل اسباب و دیگر اشیاء منقولہ متعلق ترکہ مذکور کی اٹرنیان مذکور مرتب زیورات بینک بمبئی میں از نام اٹرنیان وغیرہ امانتاً رکھے جاویں اسی حکم کی رو سے مسٹر ایل اے واٹکنس واسطے وصول کرنے آمدنی جائداد غیر منقولہ متعلقہ ترکہ مذکور کے ریسیور مقرر کئے گئے تھے "

فی الفور بعد ازاں جائداد کی تعداد کی نسبت تنازعات پیدا ہوئے اور ۳ دسمبر ۱۸۹۲ء کو مدعا علیہ نے ایک حکم نالش رسائی حاصل کیا جسکی رو سے مدعی سے وجہ اسباب کی دریافت کیگئی کہ مسٹر ایل اے واٹکنس کو جو مقدمہ میں ریسیور مقرر کئے گئے تھے یہ حکم کیوں نہ دیا جائے کہ کل ترکہ بہاگو نائکن جو اٹرنیان کے سامنے بموجب حکم ۲۶ نومبر ۱۸۹۲ء کے پیش نہیں کیا گیا قبضہ کریں

جارڈین نے منجانب مدعی وجہ ظاہر کی "

انوریرٹی منجانب فریق ثانی بتائید حکم مذکور "

سٹارلنگ صاحب جسٹس:- اس معاملہ میں مسٹر انوریرٹی نے ۲۶ نومبر کو درخواست واسطے اس حکم کے کی کہ ایڈمنسٹریٹر جنرل جائداد مال و اسباب بہاگو نائکن پر حسب دفعہ ۱۸ - ایکٹ ایڈمنسٹریٹر جنرل نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۴ء قبضہ کریں - اس درخواست کی نسبت ایڈوکیٹ جنرل نے منجانب ایک شخص پشوتنت کے اعتراض کیا جو یہ بیان کرتا ہے کہ وہ وصی وصیت نامہ بہاگو مذکور کا ہے اور اس نے اس کے پروبیٹ کی درخواست دی ہے جس کی نسبت مسٹر انوریرٹی کے موکل رگھوناتھ نرائن نے اعتراض کیا ہے بالآخر برضامندی ہر دو کونسل یہ حکم ہوا کہ کل زیورات بہاگو کے فریقین کے سالیسٹران کے سامنے پیش کئے جاویں اور انکی ایک فہرست مرتب کیجاوے اور بعد اس کے وہ بینک بمبئی میں امانتاً رکھے جاویں اور کل دیگر مال منقولہ بہاگو کا پیش کیا جاوے اور اس کی ایک فرد مرتب کیجاوے اور بعد اسکے وہ پشوتنت کے قبضہ میں رہے کہ جس نے یہ اقرار کیا کہ اسکو منتقل نہ کریگا اور مسٹر واٹکنس واسطے وصول کرنے آمدنی جائداد غیر منقولہ کے ریسیور مقرر کئے گئے "

۲ دسمبر کو یہ ظاہر کیا گیا کہ پشوتنت نے اس حکم کی متابعت نہیں کی کیونکہ اس نے کل زیورات یا اسباب خانہ داری بہاگو کا پیش نہیں کیا اور زر نقد جو متعلق اس کے ترکہ کے تھا اور نامبردہ کے قبضہ میں تھا پیش نہیں کیا

انند راؤ بیلی وراؤ ہمت بنام مذاکا بائی وکر دُنر رکچند بہاڑ بائی وکر

امر عدالت سے یہ استدعا کی گئی کہ یہ حکم صادر کیا جاوے کہ رسیور کُل مال منقولہ بہاگو پر جواب تک یشونت نے پیش نہیں کیا قبضہ کرے میں نے ایک حکم عطا کیا جس کی رو سے وجہ یشونت سے اس بات کی دریافت کی گئی کہ ایسا حکم صادر کیوں نہ کیا جاوے - ۲۱ دسمبر کو مسٹر جارڈین خلاف حکم مذکور وجہ ظاہر کرنے کے لئے حاضر ہوا - چونکہ اس درخواست کی نسبت اعتراض کیا گیا ہے لہذا مجھ کو اس امر پر غور کرنا لازم ہے کہ آیا عدالت ہذا مقدمہ وصیت میں رسیور مقرر کر سکتی ہے یا نہیں ؟

انگلستان میں عدالت چانسری اُن مقدمات میں کہ جنہیں عدالتہائے کلیسہ میں قائمقامی کی نسبت نزاع ہوتا تھا مناسب مقدمہ ثابت ہونے پر تا دوران مقدمہ رسیور اُس جائداد کا جسکی نسبت نزاع ہو کہ اُسکے مالک سابق کا قائمقام کون ہونا چاہئے مقرر کیا کرتی تھی - دیکھو مقدمہ واٹکنس بنام برنٹ (۱) و رینڈال بنام رینڈال (۲) اور وقت نافذ ہونے ایکٹ عدالت پروبیٹ ۱۸۵۷ء سے عدالت پروبیٹ وہی اختیار استعمال کرتی ہے - پارکن بنام سیڈنس (۳) لیکن یہ احکام عدالت دیوانی کے تھے جو ایسی نالشات میں صادر ہوتے تھے جو بغرض خاص حاصل کرنے رسیور کے دائر ہوئی تھیں مگر ایکٹ عدالت پروبیٹ ۱۸۵۷ء کی رو سے عدالت وصیت کو یہ اختیار حاصل ہوا کہ ایک مہتمم چند روزہ مقرر کرے کہ وہ جائداد منقولہ شخص متوفی کو تا دوران کسی نالش کے جو متعلق جواز وصیت نامہ متوفی کے ہو اپنے اختیار میں رکھے اور مہتمم مذکور یا کسی اور شخص کو رسیور واسطے وصول آمدنی اور انتظام جائداد غیر منقولہ شخص متوفی کے مقرر کرے یہ احکام وراثت ہند (۱۰ ۱۸۶۵ء) کی دفعہ ۲۳۹ میں یکجا اور منتقل کئے گئے ہیں جسکی رو سے عدالت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ ایک عہدہ دار واسطے لینے اور قبضہ میں رکھنے جائداد شخص متوفی کے تا وقتیکہ پروبیٹ یا چٹھیات مہتممی عطا نہ کیجاویں مقرر کرے مگر یہ دفعہ پھر ایکٹ پروبیٹ و اہتمام نمبر ۵ ۱۸۸۱ء میں داخل نہیں کی گئی ہے اگر وصیت نامہ ایسا ہو کہ جس سے ایکٹ وراثت ہند متعلق ہو تو مجھکو اس دفعہ کے بموجب عمل کرنے میں کچھ تامل نہیں ہونا چاہئے مگر چونکہ صورت حال میں وصیت نامہ سے ظاہرا ایکٹ پروبیٹ و اہتمام ۱۸۸۱ء متعلق ہوگا - لہذا اس بحث پر زیادہ تر غور کرنا ضروری ہے ٭

جس دفعہ کی رو سے یہ وصیت نامہ ایکٹ وراثت ہند سے خارج ہو سکتا ہے وہ دفعہ ۳۳۱ تھی

(۱) رپورٹ میلن و کریگ صاحبان جلد ۱ صفحہ ۲۰۲ ٭ (۲) رپورٹ ہیر صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۵۲ ٭

(۳) لاء رپورٹ ایکوئٹی جلد ۱۶ صفحہ ۳۴ ٭ (۴) بنگال لاء رپورٹ (صیغہ اپیل دیوانی) جلد ۴ صفحہ ۷۹ ٭

سنہ ۹۲ء

یشونت بھگونت بہاؤ باکر بنام منکر بھیند بہاؤ ساہر

لیکن اس دفعہ میں ہندؤں کی وراثت بلا وصیت یا بذریعہ وصیت اس ایکٹ کی تاثیر سے مستثنےٰ رکہی گئی ہے اور یہ ممانعت نہیں ہے کہ ضابطہ محکومہ ایکٹ مذکور (تا عطائے پروبیٹ وغیرہ) وصیت نامجات ہنود یا دیگر وصیت ناموات مستثنےٰ شدہ سے متعلق نہ کیا جائیگا۔ دیکھو مقدمہ گوکیا دین (۱) جو بابت ایک وصیت نامہ بدہ کے تہا۔ پہر کیوں یہ حکم مفید ایکٹ پروبیٹ واہتمام ۱۸۸۱ء میں داخل نہیں کیا گیا۔ خود میرا خیال یہ ہے کہ چونکہ واضعان ایکٹ مذکور نے دفعہ ۵۵ میں یہ حکم مندرج کیا تہا کہ کارروائی نسبت عطائے پروبیٹ وچٹہیات اہتمام کے بموجب مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عمل میں آوے گی اور اُس مجموعہ کے احکام متعلق رسیوران سے وہ واقف تہے اور ایکٹ پروبیٹ میں کسی حکم مندرجہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا اعادہ نہیں کرنا چاہتے تہے لہذا اُنہوں نے تقرر رسیور مطابق احکام مجموعہ مذکور کے ہونے کیلئے باقی رکہا۔ بدیں وجوہ میں بلا دقت یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ عدالت ہذا کو بصیغہ وصیت اختیار مقرر کرنے رسیور کا ہے "۔

مگر مسٹر جارڈین نے میرے روبرو ایک درخواست متعلقہ وصیت نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۱ء کا حوالہ دیا ہے جسمیں فیرن صاحب جسٹس نے بتاریخ ۱۳۔ اگست سنہ ۱۸۹۱ء رسیور مقرر کرنے سے انکار کیا تہا۔ کوئی تجویز تحریری نہیں ہے اور اس وجہ سے میں یہ تحقیق نہیں کرسکتا کہ آیا وہ انکار بربنا روئیداد یا بربنا کسی امر قانونی کے تہا۔ مگر یہ بحث کی گئی تہی کہ شخص متوفی کی جائداد کی بابت نالش نہیں تہی۔ امکاناً بلا توسط نہو۔ لیکن نالش ہذا واسطے تصفیہ اس امر کے ہے کہ شخص متوفی کی جائداد کا قابض اور مہتمم کون ہونا چاہیے۔ یعنی فی الواقع وہ شخص کون ہے کہ جس کو حقوق متوفی کے پہنچیں گے اور جو اس طرح پر مالک جائز ہوگا۔ اگر نالش بصیغہ دیوانی واسطے تصفیہ اس امر کے دائر کیجاوے کہ کس کو حق قبضہ واہتمام جائداد کا ہے تو معمولاً احکام ایکٹ دادرسی خاص نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۷ء کی رو سے استدعا قبضہ جائداد کے درج کرنے کی ضرورت ہوگی۔ لیکن دربارہ دادرسی ہائے درمیانی کے مجہکو مابین اس قسم کی نالش و نالش صیغہ وصیت کے کہ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک شخص خاص بموجب شرائط وصیت نامہ کے مستحق ہونے قائم مقام مالک متوفی کا اور اسطرح پر مستحق ہونے قابض ومہتمم اُسکی کل جائداد کا قرار دیا جائیگا کوئی فرق واقعی معلوم نہیں ہوتا "

(۱) بنگال لا رپورٹ (صیغہ اپیل دیوانی) جلد ۲ صفحہ ۷۹۔

سنہ ۱۸۹۲
شونت بھگونت بہاڑ بانگر بنام شنکر اجنبد بہاڑ بانگر

میرے نزدیک جائداد شئے متنازعہ نالش ایک صورت میں تو صریحاً اس وجہ سے ہے کہ قبضہ کی استدعا کی جاتی ہے اور دوسری صورت میں اسوجہ سے کہ ڈگری سے یہ امر طے ہو جائیگا کہ جائداد مندرجہ فہرست معطوفہ درخواست پروبیٹ یا چٹھیات اہتمام پر کس کو اختیار ملنا چاہیئے اور کون اُسکا قبضہ پانے کا مستحق ہونا چاہیئے۔ پس مجھکو قانون متعلقہ ضابطہ میں کوئی امر ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ جس کی وجہ سے میں بلالحاظ رضامندی مدعی کے اس مقدمہ میں رسیور مقرر نہ کرسکوں ۔

یہ سچ ہے کہ ایکٹ اڈمنسٹریٹر جنرل کی رو سے اڈمنسٹریٹر جنرل کو یہ اختیار اور حکم ہے کہ اشخاص متوفی کی جائداد کو جو خطرہ میں ہو اپنے اختیار میں کرے مگر تاہم مجھکو اس میں شبہ ہے کہ آیا اس حکم کی وجہ سے اُور کچھ اختیار عدالت کا ہو وہ جاتا رہتا ہے اور اگرچہ اکثر صورتوں میں ممکن ہے کہ اڈمنسٹریٹر جنرل کا مقرر کرنا نہایت باعث سہولت ہو۔ دیگر صورتوں میں ممکن ہے کہ رسیور کا مقرر کرنا بہتر ہو۔ صورت حال میں رسیور برضامندی واسطے چند اغراض کے مقرر کیا گیا ہے۔ پس میں یہ تصور کرتا ہوں کہ اگر عدالت کو کوئی کارروائی کرنی ہو تو یہ بہتر ہوگا کہ اس رسیور کے اختیارات بڑھائے جاویں۔ بہ نسبت اس کے اڈمنسٹریٹر جنرل کو سرمایہ و جائداد متوفی پر قبضہ کرنیکا حکم دیا جاوے ۔

پس کیا کوئی وجہ واسطے ایسے تقرر کے واقعات مقدمہ سے ثابت کی گئی ہے؟ اول جب حکم برضامندی صادر ہوا اُس وقت یقیناً یہ صاف سمجھہ لیا گیا تہا کہ ہر جزو جائداد منقولہ متوفی کا پیش کیا جائے اور ایک فہرست میں درج کیا جائیگا اور جو کچھہ عدالت میں وقوعیں آیا اُس سے صرف فریقین کو ہی ہدایت ہوئی ہوگی کیونکہ حکم مذکور بعد اُس کی تعمیل کے جہاں تک کہ اُس کی تعمیل کی گئی ہے چند روز بعد تحریر ہوا مگر مُدعی نے زر نقد جو اُس کے قبضہ میں تہا پیش نہیں کیا اور بعد اس کے کہ مُدعا علیہ کے سالیسٹران سے دریافت کر لیا گیا۔ مُدعی نے تعداد اُسکی بیان کی۔ بہ نسبت زیورات کے جن کو مُدعا علیہ نے متعلق ترکہ کے تسلیم کیا ہے یہ حال ہے کہ جو زیورات پیش ہوئے اور درج فہرست ہوئے ہیں وہ دو فردوں میں مندرج پائے جاتے ہیں ایک فرد تو مدعی کے ہاتہہ کی لکھی ہوئی ہے جسکا وہ ہمیشہ سے اپنے پاس ہونا بیان کرتا ہے اور دوسری کچھہ تو مدعی کے ہاتہہ کی اور کچھہ مُدعا علیہ کے ہاتہہ کی لکھی ہوئی ہے۔ جو مُدعا علیہ کے قبضہ میں چلی آتی ہے اور جہاں تک کہ ان زیورات کو تعلق ہے یہ دونو فرد مطابق ہیں ۔

۱۸۹۲ء

یشونت بھگونت بہاڑ پاکر بنام شنکر رامچندر بہاڑ پاکر

انہیں فردوں میں مندرج اور زیورات مذکورہ بالا سے مخلوط دیگر زیورات ہیں - جو مُدعی کہتا ہے کہ اُسکی زوجہ کے ہیں - لیکن ان فردوں میں کوئی بات ایسی نہیں ہے کہ جس سے یہ امر ظاہر ہو یا یہ زیورات اُن زیورات سے جن کو مُدعی بہاگو کے تسلیم کرتا ہے ممیز ہوں اور یہ سمجھہ میں آنا دشوار ہے کہ اگر وہ مُدعی کی زوجہ کے تھے تو اُس فرد میں جو صندوق کا تالا بند کئے جانے اور اُسپر مُہر کئے جانے کیوقت مُدعا علیہ کو دیگئی تھی کیوں درج کئے گئے ؞

یہ امر بھی مُشتبہ ہے کہ مدعا علیہ کی عدم موجودگی میں مُدعی نے مُہر مُدعا علیہ کی جو صندوق پر لگی تھی توڑکر زیورات جو اب متنازعہ فیہ ہیں نکال لئے - یہ بہت قرین معلوم ہوتا ہے کہ گویا چند ان زیورات میں سے بہاگو متوفی کے ہوں گے الا میں اس بحث کا تصفیہ اسوقت نہیں کرتا لیکن بنظر بجملہ حالات مقدمہ ہذا کے میری دانست میں یہ قرین انصاف ہے کہ مسٹر واٹکنس کا اختیار اسطرح پر بڑہا دیا جاوے کہ وہ ریسیور بلا ضمانت واسطے وصول کرنے اور اپنے قبضہ میں لینے کُل زر نقد اور جائداد منقولہ از آن متوفی کے مقرر کیا جاوے کہ جو مُدعی نے ہر دو فریق کے سالیسٹران کے سامنے پیش نہیں کی اور جو فہرست مرتبہ نامبردگان میں درج نہیں کی گئی - خرچہ شامل خرچہ مقدمہ کے ہوگا ؞

اٹرنیان منجانب مُدعی مسٹران منسکہ لال و دامودر و جمشید جی ؞

اٹرنیان منجانب مُدعا علیہ مسٹران جینس و موتی لال و مالوی ؞

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس و بیلی صاحب جسٹس

گوبردھنداس گوکلداس تیجپال مدعی بنام میونسپل کمشنر (مدعا علیہ)* ۲ جنوری ۱۸۹۳ء

ایکٹ میونسپلٹی (بمبئی) نمبر ۳ سنہ ۱۸۸۸ء دفعہ ۱۵۸- ٹیکس - چہوٹ - شرائط عام مقررہ سٹینڈنگ کمیٹی مشعر محدودی حق چہوٹ حسب دفعہ ۱۵۸ - خلاف اختیار *

حسب دفعہ ۱۵۸ - ایکٹ میونسپلٹی شہر بمبئی (ایکٹ بمبئی نمبر ۳ سنہ ۱۸۸۸ء) سٹینڈنگ کمیٹی نے شرائط عام مندرجہ ذیل نسبت دعاوی چہوٹ عام محصول جائداد کے جو بمبئی میں قابل وصول ہے مقرر کیں *

اول:- بجز اسکے کہ خاص منظوری کمشنر کی حاصل کی ہو کوئی دعوے چہوٹ کا درحالیکہ وہ کمشنر کے سامنے کم سے کم تین یوم قبل شروع ہونے اس ششماہی کے کہ جسکے متعلق وہ دعوے ہو پیش نہ کیا گیا ہو سماعت نہ کیا جائیگا *

دوم:- کمشنر چہوٹ ایک پانچواں عام محصول کا ان صورتوں میں جو اقسام مندرجہ ذیل میں سے کسی میں داخل ہوں منظور کریگا اور نہ کسی صورت میں *

(الف) چال یا مکانات جو ایک ایک کمرہ کرکے واسطے سکونت کے یا بطور گودام واسطے رکہنے مال کے کرایہ پر دئے جاتے ہوں *

(ب) ایسی جائداد منقولے جو کمشنر کی رائے میں عموماً یا اکثر کلیتاً یا جزواً خالی رہتی ہوں *

سوم:- کوئی منظوری چہوٹ کی کسی ایسی زمین کی بابت یا متعلق اسکے نہوگی جسپر تجارت یا دستکاری ہوتی ہو یا مال بکتا ہو *

کمشنر نے اس چہوٹ محصول کو جو بابت چند جائداد ہائے مدعی کے قابل وصول تہا اس بنا پر نامنظور کیا کہ جائدادہائے مذکور الفاظ شرائط مذکور میں داخل نہیں ہوتی تہیں تب مدعی نے نالش ہذا دائر کی مدعی کیطرف سے یہ حجت کیگئی کہ شرائط دوم وسوم مذکورہ بالا ناقص تہیں اور سٹینڈنگ کمیٹی بذریعہ شرائط عام مشتہرہ کے اس حق کو محدود یا کم نہیں کرسکتی تہی جو محصول ادا کرنیوالونکو از روے دفعہ ۱۵۸ کے حاصل تہا *

تجویز ہوا کہ شرائط مقررہ سٹینڈنگ کمیٹی خلاف اختیار تہیں اور کمشنر کا دہ چہوٹ دلانا جائز تہا *

یہ مقدمہ مسٹر ڈبلیو جی صاحب چیف جج عدالت مطالبات خفیفہ نے حسب دفعہ ۲ - ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۸۸ء واسطے فیصلہ ہائیکورٹ کے حسب ذیل ارسال کیا:-

اول:- یہ ایک اپیل بنارضی فیصلہ میونسپل کمشنر نامنظوری چہوٹ ایک پانچواں عام محصول کی جو بابت چند جائداد ہائے غیر منقولہ از آن اپیلانٹ کے قابل وصول تہا کی ہے

* اپیل نمبر ۵۴ بابت سنہ ۱۸۹۲ء *

گوبردھنداس گوکلداس تیجپال بنام میونسپل کمشنر

دوم:۔ بنسبت واقعات مقدمہ کے کوئی نزاع نہیں ہے۔ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ جملہ جائداد ہائے مندرجہ درخواست اپیل میں وہ مکانات شامل ہیں جن کے ایک ایک کمرہ کرایہ پر دئیے جاتے ہیں۔ دو مکانوں میں پہلے کمرہ میں جو کانات ہیں سوائے ان کے جملہ مکانات واسطے سکونت کرایہ داروں کے کام میں آتے ہیں لیکن وہ کل ایک ایک کمرہ کرکے کرایہ پر نہیں دئیے جاتے ہیں۔ مکانات مذکور دو یا زیادہ اشخاص کو دئیے جاتے ہیں جو علیحدہ علیحدہ قابض ہوتے ہیں اور میونسپل کمشنر نے بغرض تشخیص محصول جائداد ان مکانات کے ان میں سے ہر ایک کل مکان کو ایک جائداد تصور کیا ہے۔

سوم:۔ میونسپل کمشنر نے جائداد ہائے مذکور کی بنسبت چھوٹ بدیں وجہ نامنظور کی کہ وہ الفاظ شرائط عام مقررہ سٹینڈنگ کمیٹی میں داخل نہیں ہوئی تھیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ان شرائط عام میں سے اول کی نسبت کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔

چہارم:۔ منجانب اپیلانٹ یہ بحث کی گئی کہ دوم و سوم شرائط عام ناقص ہیں اور چونکہ ہائیکورٹ سے یہ تجویز ہو چکی ہے کہ لفظ ”کرسکتا ہے“ موقوعہ دفعہ ۱۵۸ کو بمعنی ”کریگا“ پڑھنا چاہیے۔ لہٰذا دفعہ مذکور حکمی و لازمی ہے اور سٹینڈنگ کمیٹی بذریعہ شرائط عام مظہرہ کے اس حق کو جو از روئے دفعہ مذکور محصول ادا کرنے والوں کو حاصل ہے محدود یا کم نہیں کرسکتی اور شرائط دوم و سوم آپس میں متناقض ہیں۔

منجانب ریسپانڈنٹ یہ بحث کی گئی کہ چھوٹ دینے سے مناسب طور پر انکار کیا گیا تھا خود ایکٹ میں محصول ادا کرنیوالوں کا حق بذریعہ اس کے کہ منظوری چھوٹ کی تابع شرائط عام مقررہ کے قرار دی گئی ہے محدود کیا گیا ہے اور شرائط عام مناسب ہیں بشرطیکہ سٹینڈنگ کمیٹی کو یہ کہنے کا استحقاق ہو کہ ہر صورت میں جو داخل الفاظ دفعہ ۱۵۸ کے ہو چھوٹ نہیں دیجاویگی۔

پنجم:۔ شرائط اور حالات جن کی رو سے چھوٹ بزمانہ نفاذ ایکٹ سابق کے دی جاتی تھی وہ خود ایکٹ میں مندرج ہیں (دیکھو ایکٹ میونسپلٹی بمبئی سنہ ۱۸۸۸ء دفعہ ۷۶) اور یہ واضح ہوگا کہ شرائط مقررہ حال کسیقدر زیادہ مفید محصول ادا کرنے والے کے ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا ہے کہ خود شرائط مذکور نامناسب نہیں ہیں۔ مجھ کو اس میں کچھ شبہ تھا کہ آیا بمقدمہ ہذا عدالت شرائط عام مذکورہ جو باضابطہ سٹینڈنگ کمیٹی نے مقرر کی ہیں بیشتر کے حالات پر نظر کرسکتی ہے

سنہ ۱۸ ء

گوبردہن داس گوکلداس تیجپال بنام میونسپل کمشنر

لیکن بفرض اس امر کے کہ عدالت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ دو سوال پیدا ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ آیا بروئے شرائط عام ۱۰۔ مارچ ۱۸۹۲ء حقوق محصول ادا کرنیوالوں کے جو حسب دفعہ ۱۵۸ میں محدود ہوتے ہیں یا نہیں اور دوم یہ کہ سٹینڈنگ کمیٹی کو ایسی شرائط مقرر کرنے کا اختیار حاصل ہے یا نہیں۔ ششم نسبت امور مذکورہ بالا کے اپنی رائے ظاہر کرنے میں باظہار رائے خود نسبت امور متذکرہ کے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ سوال اوّل کا جواب باثبات ہونا چاہیئے دفعہ ۱۵۸ میں بجز الفاظ "بہ تبعیت کسی شرائط عام (وغیرہ) کے اَور کوئی بات ایسی موجود نہیں ہے کہ جس سے حق محصول ادا کرنے والوں کا چھوٹ پانے کا جملہ صورتوں میں جو الفاظ دفعہ مذکور میں داخل ہوں کسی طرح پر مشروط یا محدود ہوتا ہو اور شرائط مذکور کی روسے چھوٹ کا دینا چند اقسام جائداد پر محدود کیا گیا ہے۔ نسبت اس امر کے کہ آیا سٹینڈنگ کمیٹی کو اختیار ایسی شرائط مقرر کرنے کا حاصل ہے یا نہیں۔ ایکٹہائے سابق و حال کا مقابلہ کرنے سے ظاہر ہوگا کہ واضعان قانون کا منشا یہ تہا کہ سٹینڈنگ کمیٹی کو ایسی چھوٹ میں قید لگانیکا اختیار دیا جائے اور پہلے یہ اختیار خود واضعان قانون نے استعمال کیا تہا (دفعہ ۶۷) مگر یہ امید کیجائیگی کہ اگر ایسا منشا ہوتا تو بجائے لفظ شرائط کے لفظ "حد" یا "قید" کا استعمال کیا جاتا جو زیادہ تر طریقہ منظوری چھوٹ سے متعلق ہوتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ الفاظ شرائط عام اس قدر وسیع ہیں کہ اُن میں حد یا قید بخوبی داخل ہوتی ہے اور اس وجہ سے سٹینڈنگ کمیٹی کو ایسی شرائط مقرر کرنے کا جیسا کہ متنازعہ فیہ ہیں اختیار حاصل ہے اس میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا ہے کہ اگر خلاف اس کے تجویز کیا جاوے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ بہت سی ایسی صورتوں میں چھوٹ دینا لازمی ہوگا کہ جن میں دینا اُسکا ہرگز مقصود نہ تہا اور نامناسب ہوگا"۔

دفعہ ۱۵۸۔ ایکٹ میونسپلٹی شہر بمبئی (نمبر ۳ ۱۸۸۸ء) حسب ذیل ہے:۔

(۱) جب کوئی مکان یا زمین دو یا زیادہ اشخاص کو جو علیحدہ علیحدہ قابض ہوں کرایہ پر دیجاتی ہو تو کمشنر کو جائز ہے کہ بغرض تشخیص محصول جائداد اُس مکان یا زمین کے اُسکو کُل ایک جائداد تصور کرے یا برضا سندی تحریری مالک مکان یا زمین مذکور کے اُسکے ہر جزو متقبوضہ علیحدہ کو یا کسی دو یا زیادہ اجزاء متقبوضہ علیحدہ کو ملاکر یا ہر کہن کو ایک جائداد علیحدہ تصور کرے۔

(۲) جب کمشنر نے جملہ اجزاء متقبوضہ علیحدہ مشمولہ کسی ایک مکان یا زمین کو حسب دفعہ ہذا ایک جائداد تصور کرنا تجویز کر لیا ہو تو وہ بہ تبعیت کسی شرائط عام کے جو سٹینڈنگ کمیٹی اس بارہ میں وقتاً فوقتاً

سنہ ۱۸۹۲ء

کو بمبئی میونسپل کارپوریشن بنام ... بمقابلہ ...

مقرر کرے کسی وقت کم سے کم سات روز قبل تاریخ اول اُس ششماہی کے کہ جسکی بابت قسط عام محصول کی بابت جائداد مذکور کے واجب الوصول ہوگی چھوٹ ایک خمس عام محصول کی جو اسطرح پر واجب الوصول ہو منظور کر سکتا ہے ۔

بموجب دفعہ مندرجۂ بالا کے میونسپل کمشنر نے اشتہار ذیل جاری کیا :۔

بذریعہ اسکے ۔ اطلاع دیجاتی ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی کارپوریشن نے حسب احکام دفعہ ۱۵۸ (۲) ایکٹ میونسپلٹی بمبئی سنہ ۱۸۸۸ء شرائط عام مندرجۂ ذیل بجائے اُن شرائط کے جو ابتک نافذ تھیں مقرر کی ہیں کہ جنپر بوقت منظور کرنے چھوٹ ایک خمس عام محصول کی بابت ایسی جائدادوں کے جو دو یا زیادہ اشخاص کو بقبضہ جداگانہ کرایہ پر دیجاتی ہوں عمل کیا جائیگا ۔

(۱) بجز اسکے کہ خاص منظوری کمشنر کی ہو کوئی دعوے چھوٹ کا درحالیکہ وہ کمشنر کے سامنے کم سے کم تیس یوم قبل شروع ہونے اُس ششماہی کے کہ جسکے متعلق وہ دعوے ہے پیش نہ کیا گیا ہو سماعت نہ کیا جائیگا ۔

(۲) کمشنر چھوٹ ایک خمس عام محصول کی اُن صورتوں میں جو اقسام مندرجۂ ذیل میں سے کسی ایک میں داخل ہوں منظور کریگا اور نہ کسی صورت میں ۔ یعنے :۔

(الف) چالیاں یا مکانات جو ایک ایک کمرہ کرکے واسطے سکونت کے یا بطور گودام واسطے رکھنے مال کے کرایہ پر دیئے جاتے ہوں ۔

(ب) ایسی جائدادیں جو کمشنر کی رائے میں عموماً یا اکثر کلیتاً یا جزؤً خالی رہتی ہوں ۔

(۳) کوئی منظوری چھوٹ کی ایسی زمین کی بابت یا متعلق اسکے نہوگی جسپر تجارت یا دستکاری ہوتی ہو یا نال بکتا ہو نسبت شرط دوم مقررہ سٹینڈنگ کمیٹی کے خواستگاران چھوٹ کو سپرنٹنڈنٹ وارڈ صیغہ تشخیص کے پاس اُسکے دفتر وارڈ میں ہونا چاہیے ۔

میکفرسن منجانب مدعی ۔

منجانب مدعاعلیہ ۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس :۔ ہمکو جج عدالت مطالبات خفیفہ کی اس رائے سے اتفاق ہے کہ شرائط دوم و سوم مقررہ سٹینڈنگ کمیٹی حسب احکام دفعہ ۱۵۸ (۲) خلاف اختیار ہیں اور اُنکی رو سے کمشنر کا چھوٹ نہ دلانا جائز ہے واقعی نتیجہ شرائط مذکور کا بیشک یہ ہے کہ حق چھوٹ کا نسبت مکانات کے جو متعا بضت قسم خاص کرایہ پر دئے گئے ہوں محدود ہو گیا ہے لیکن اگر منشاء واضعان قانون یہ ہوتا کہ ایسی شرائط نہ مقرر کیجاویں کہ جن سے وہ حق کسی طرح پر محدود ہو جاوے تو یہ اُمید کرنی چاہیے کہ عبارت مختلف ہوتی اور شرائط کے مقرر کرنے سے سوائے اسکے کہ قواعد نسبت ثبوت و طریقہ پیش کرنے

گوبرومنداس گوکلداس تیجپال بنام میونسپل کمشنر

دعوے حق جھوٹ کے مقرر کیئے جاویں اور کچھہ مراد جیسا کہ ظاہر کیا گیا ہے نہ تھی ❊

علاوہ بریں دفعہ مذکور میں موقع فقرہ مذکورسے جو بین بعد تذکرہ مکانات خاص قسم کے واقع ہواہے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ لفظ "شرائط" سے ایک ایسی قید یا حد سے مراد تھی جو نسبت نوعیت یا وسعت حقیقت ہائے متذکرہ سابق کے ہوسکتی ہو یہ بخوبی امید کیجا سکتی ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی جو ایک جماعت منتخب مشیر کاران میں سے ہے شرائط ضروری کے تجویز کرنے میں صحیح اصول قائم کریگی - ہم یہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ ان مختلف مکانات کی نسبت گو حق جھوٹ کا بوجہ شرائط مذکور کے جاتا رہے مگر تاہم حق واپسی کا ہوگا جبکہ اندراجات ایسے ہیں جو بحکم دفعہ ۲۵۷ میں داخل ہوتے ہیں ❊

جبکہ اس [illegible] کا شامل [illegible] قبل پیشی کے [illegible] آفیشل ہائیکورٹ اسکو بصیغہ ابتدائی ہائیکورٹ تشخیص کریگی ❊

اٹرنیان منجانب مدعی - مسٹران لٹل واسمتھ و نکلسن و بوون ❊

اٹرنیان منجانب مدعاعلیہ مسٹران کرافرڈ و برڈہم و بکلینڈ و بیلی ❊

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس جارڈین صاحب جسٹس و تیلنگ صاحب جسٹس ❊

۲۲ فروری سنہ ۱۸۹۲ء

منی لال (ابتداءً مدعاعلیہ) اپیلانٹ **بنام** بائی تارا (ابتداءً مدعیہ) رسپانڈنٹ ❊

دہرم شاستر - بیوہ - بیوہ کا اپنے شوہر کے مکان میں بعد وفات شوہر کے حق رہنے کا - مکان جو مدعیہ کے شوہر نے اپنی حیات میں رہن کیا تہا اور جو اجراء ڈگری میں نیلام ہوا - مشتری نیلام اطلاع بیوہ کے دعوے نسبت سکونت کی ❊

باجرائے ایک ڈگری صادرہ بربنائے رہن جو مدعیہ کے شوہر نے اپنی حیات میں کیا تہا - مکان متنازعہ فیہ نیلام ہوا اور مدعاعلیہ نے اُس کو خرید لیا - مدعاعلیہ کو اسبات کا علم تہا کہ مدعیہ (بیوہ راہن) بوقت نیلام عدالت مکان میں رہتی تھی - اس نالش میں مدعیہ نے اپنا حق مکان متنازعہ میں رہنے کا ثابت کرنے کے لیئے کی ❊

تجویز ہوا کہ بحالت ہونے کسی ایسے بیان کے کہ رہن جو مدعیہ کے شوہر نے کیا تہا واسطے فائدہ خاندان کے نہ تہا یا مدعیہ کو اُس کے حقوق سے کسی طرح بر

❊ اپیل دوم نمبر ۹۰ سنہ ۱۸۹۱ء ❊

سنہ ۹۲ء

منی لال بنام تاراباٰئی

محروم کرنے کے لیئے کیا گیا تہا۔ مُدعاعلیہ مشتری نیلام نے باوجودیکہ اُسکو دعوے مُدعیہ کا علم تہا مکان کو بُر احق سکونت مُدعیہ سے جو اُسکو بحیثیت ہندو بیوہ حاصل تہا خرید کیا ۰

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ جے بی الکاک ڈسٹرکٹ جج سورت بمقدمہ اپیل نمبر ۱۴۸ سنہ ۱۸۹۱ء ضلع احمدآباد

مُدعیہ بائی تارا بیوہ نندلال ہاریلال کی ہے باجرا ایک ڈگری محصلہ بربنا ر رہن کے جو نندلال اور اُسکے پسر نے کیا تہا مکان متنازعہ فیہ نیلام ہوا اور مُدعاعلیہ نے اُسکو خرید لیا ۰

اُسپر مُدعیہ نے نالش کی کہ اُس کا حق بحیثیت ہندو بیوہ مکان متنازعہ میں رہنے کا قرار دیا جائے اور ایک حکم امتناعی جاری کیا جائے کہ مشتری نیلام اُسکو بیدخل نہ کرے ۰

عدالت مرافعہ اولی نے دعوے مدعیہ کو نامنظور کیا ۰

بر طبق اپیل ڈسٹرکٹ جج نے یہ تجویز کی کہ مشتری نیلام کو اس امر سے اطلاع تہی کہ مُدعیہ مکان متنازعہ میں رہتی تہی اور اُس کو حق اس میں رہنے کا حاصل تہا اور کسی اور جائداد خاندان میں رہنے کا انتظام مُدعیہ کے لیئے نہیں کیا جا سکتا تہا پس حاکم موصوف نے بربناء نظیر ولکہہ رام بنام للّو بہائی (۱) دعوے مُدعیہ کو ڈگری کیا ۰

بنا راضی اس فیصلہ کے مُدعاعلیہ نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا ۰

مانک شاہ جہانگیر شاہ منجانب اپیلانٹ ۰

نگن داس تلشی داس منجانب رسپانڈنٹ ۰

باثناے بحث نظائر ذیل کا حوالہ دیا گیا:۔ نانا جیون بنام رام (۲) راما نادن بنام رنگمدال (۳) لکشمن بنام ست بہاما بائی (۴) گوری بنام چندر منی (۵) طالعمند سنگہ بنام رُکمنا (۶) سرستی بہاگوتی بنام کنہی لال (۷) ولکہہ رام بنام للّو بہائی (۱) ۰

جارڈین صاحب جسٹس:۔ عدالت ماتحت میں یہ تجویز ہوئی ہے کہ مُدعاعلیہ جو قائممقام مشتری نیلام عدالت کا ہے جو بعلت ڈگری محصلہ مرتہن بربنا ر رہن موسومہ شوہر مُدعیہ کے عملمیں آیا تہا اس امر سے آگاہ تہا کہ مُدعیہ کو اُس مکان میں جو اُسوقت نیلام ہوا اور جسمیں وہ اُسوقت رہتی تہی دعوے سکونت کہنے کا تہا لیکن نجات

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۲۸۲ ۰

(۲) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۶۱ء صفحہ ۲۵۲ ۰

(۳) 〃 مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۲۶۰ ۰

(۴) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۴۸ و ۴۹ صفحات ۵۱۱ و ۵۱۴ و ۵۴۰

(۵) 〃 الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۲۶۲ ۰

(۶) 〃 الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۳۵۳ ۰

(۷) بنگال لا رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۲۲۵ ۰

۱۸۹۲ء
منی لال بنام بائی تارا

نہ ہوئے کسی ایسے بیان کے کہ رہن جو مدعیہ کے شوہر نے کیا تہا واسطے فائدہ خاندان کے نہ تہا یا مدعیہ کو اُسکے حقوق سے کسی طرح پر محروم کرنے کے لیئے کیا گیا تہا۔ ہماری یہ رائے ہے کہ مشتری نیلام عدالت نے مکان کو مُبرا حق سکونت مدعیہ سے جو اُسکو بحیثیت ہندو بیوہ حاصل تہا خرید کیا۔ یہی فیصلہ عدالت ہذا سے بمقدمہ نانا جیون بنام راما اور مدراس میں بمقدمہ رام ناون بنام رنگمال (۲) ہوتا پایا جاتا ہے اس معاملہ کی نسبت بحث مقدمہ لکشمن بنام ست بہاما بائی (۳) اور روسکہہ رام بنام تلو بہائی (۴) میں بہی کیگئی ہے ؞

ان وجوہ سے ہم ڈگری ڈسٹرکٹ جج منسوخ اور ڈگری سبارڈنیٹ جج بحال کرتے مدعیہ ہر دو اپیل کا خرچہ ادا کرے

ڈگری منسوخ ہوئی

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس بر ڈوڈ صاحب جسٹس ؞

۱۰ مارچ ۱۸۹۲ء

بائی اگری وغیرہ (ابتدا مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام پٹیل پرشوتم بہدر (ابتدا مدعی) ریسپانڈنٹ *

شوہر و زوجہ - ازدواج - اعادہ حقوق زناشوئی - ازدواج مشروط - کدوکنبی - رواج - مصلحت عامہ ؞

مدعی نے جو قوم کدوکنبی کا ممبر ہے ۱۸۹۰ء میں نالش واسطے اعادہ حقوق زناشوئی کے اس بیان سے دائر کی کہ اُسکی شادی مدعا علیہا اول کے ساتھ سمت ۱۹۲۰ میں ہوئی تہی مدعا علیہم نے بیان کیا کہ تاریخ ازدواج دونوں طرف ایک مہینے کی عمر میں تہے اور شادی از قسم سانٹا (بدلا) تہی اور از روئے معاہدہ مکہ مدعی کا باپ ذمہ دار بابت اسکے کہ اُس نے اپنے لڑکے کیلیے مدعا علیہ دوم کی لڑکی لی یہ شرط قرار پائی تہی کہ مدعا علیہ دوم لڑکے کیلیے لڑکی دلاوے مدعا علیہم نے بیان کیا کہ ایسی مشروط شادیوں کا رواج اُنکی قوم میں موجود ہے اور مدعی کے باپ نے ایفائے شرط مذکور کا نہیں کیا اور مدعا علیہم نے یہ بہی بیان کیا کہ سمت ۱۹۳۲ میں مدعی کے باپ کو جب یہ معلوم ہوا کہ وہ ایفائے شرط مذکور کا نہیں کر سکتا تہا تب اُسنے (کیونکہ مدعی اُسوقت نابالغ تہا) مدعا علیہ نمبر ۲ پدر مدعا علیہا نمبر ۱ کو فارغخطی لکہدی کہ جسکی رو سے وہ مدعا علیہا نمبر ۱ کی نسبت اپنے دعوے سے دست بردار ہوا اور بعد ازاں جب مدعی بالغ ہوگیا تب نزاع پیدا ہوئی اُسوقت معاملہ برادری کے سپرد کیا گیا اور برادری نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک میعاد معین کے اندر مدعی مدعا علیہ نمبر ۲ کے لڑکے کیلیے لڑکی دلادے اور جب مدعی ایسا نہ کرسکا تو ازدواج فسخ ہوگیا۔ عدالت نے یہ تجویز کیا کہ بروئے رواج برادری کے ازدواج سمت ۱۹۲۰ جو مابین مدعی اور مدعا علیہا نمبر ۱ کے ہوا تہا صرف ایک ازدواج مشروط تہا اور فارغخطی سمت ۱۹۳۲ کا یہ اثر ہوا کہ ازدواج منسوخ ہوگیا اور بہر حال جبکہ مدعی بموجب فیصلہ برادری کے مدعا علیہ دوم کے لڑکے کو لڑکی نہیں دلا سکا تو ازدواج منسوخ ہو گیا

(۱) بمبئی ریز مطبوعہ ۱۸۸۰ء صفحہ ۳۵۴ ؞
(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۲۶۰ ؞
(۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۴۸ و ۴۹ و صفحات ۵۱۱ و ۵۱۴ و ۵۲۰ ؞
(۴) ایضاً بمبئی جلد ۲ صفحہ ۳۸۲ ؞

سنہ ۱۹۴۲ء

بائی گری
بنام
پٹیل پرشوتم بھائی

تجویز ہوا کہ مدعی نے اپنا حق مدعا علیہا نمبر ۱ کو بطور اپنی زوجہ کے واپس پانے کا ثابت نہیں کیا - رواج مذکورہ خلاف مصلحت عام نہیں ہے بموجب رواج مستدلہ کے کوئی ازدواج مکمل و واجب التعمیل حسب منشائے والدین فریقین نہیں ہوا گو معمولی رسوم مذہبی ادا کیے گئے ہیں یہ معاملہ کسی نظر سے بھی خلاف تہذیب نہیں سمجھا جا سکتا دھرم شاستر کی رو سے لڑکیوں کی شادی کرنا کلیتہً باختیار والدین کہا گیا ہے اور اگرچہ بموجب ٹھیک قاعدہ ہندو مذہب کے ازدواج رسم مذہبی کے ادا ہونے پر مکمل ہو جاتا ہے مگر تاہم نیچ قوموں میں تو کوئی وجہ کافی ایک ایسے رواج کے تسلیم کرنے سے انکار کرنے کی پائی نہیں جاتی کہ جسکی رو سے ایسے معاملات کو (جو برادری میں کم عورتیں ہونے کی وجہ سے کرنے پڑتے ہیں) اگر وہ رسوم مذہبی کے ساتھ عمل میں آتے ہیں تو بھی دونو طرف کے والدین از دواجات نامکمل و مشروط سمجھتے ہیں ۔

یہ ایک اپیل دوم بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر چُنی لال مانک لال ساہارڈینیٹ جج درجہ اول مقام احمد آباد باختیار سماعت اپیل کے ہے ۔

نالش واسطے اعادہ حقوق زناشوئی کے - مدعا علیہا نمبر ۱ دختر مدعا علیہ نمبر دوم کی ہے اور مدعی کا یہ بیان ہے کہ اُسکی شادی مدعا علیہا نمبر ۱ کے ساتھ سمت ۱۹۴۲ (سنہ ۱۸۸۶-۱۸۸۷ء) میں بذریعہ معاہدہ سا ٹا (بدلہ) کے ہوئی تھی - اس معاہدہ کی رو سے مدعی سے مدعا علیہا نمبر ۱ کی شادی اُس کے باپ مدعا علیہ نمبر ۲ نے کردی اور اُس کے عوض میں یہ قرار پایا تھا کہ مدعی کا باپ مدعا علیہ نمبر ۲ کے لڑکے کی شادی کرا دے مدعی نے یہ بھی بیان کیا کہ بموجب اس معاہدہ دوگانہ کے مدعا علیہ نمبر ۲ کے لڑکے کی شادی ایک لڑکی کے ساتھ جو مدعی کے باپ نے دلا دی تھی ہوئی اور مدعی کی شادی مدعا علیہا نمبر ۱ کے ساتھ ہوئی ۔

جس لڑکی کی شادی مدعا علیہ نمبر ۲ کے لڑکے کے ساتھ ہوئی تھی وہ بعد شادی کے تھوڑے عرصہ میں مر گئی - اس پر مدعا علیہ نمبر ۲ نے اپنی لڑکی مدعا علیہا نمبر ۱ کو تاوقتیکہ مدعی کا باپ دوسری لڑکی مدعا علیہ کے لڑکے کو نہ دلا دے اُسکے شوہر (مدعی) کے گھر بھیجنے سے انکار کیا - یہ نزاع سمت ۱۹۴۳ (سنہ ۱۸۸۶-۱۸۸۷ء) میں برادری کے سپرد کیا گیا اور برادری نے یہ فیصلہ کیا کہ مدعی ایک میعاد معینہ کے اندر دوسری لڑکی مدعا علیہ نمبر ۲ کو واسطے اُس کے لڑکے کے دے اور جب وہ لڑکی دے تب مدعا علیہ نمبر ۲ مبلغ ما ؏۱۲۵ مدعی کو ادا کرے اور مدعا علیہا نمبر ۱ کو اُس کے گھر بھیجدے - مدعی نے یہ شکایت کی کہ حسب ہدایت مذکورہ لڑکی مدعا علیہ نمبر ۲ کو دیتا تھا لیکن اُس نے اُسکے لینے سے انکار کیا اور مبلغ ما ؏۱۲۵ ادا کرنے اور مدعا علیہا نمبر ۱ کو اُس کے گھر بھیجنے سے بھی انکار کیا - پس مدعی نے یہ نالش دائر کی - مدعا علیہا اول کی شادی

سنہ ۱۸۹۰

باپو اگری
بنام
پٹیل پرشوتم

اُس کے باپ مُدعاعلیہ نمبر ۲ نے مدعاعلیہ نمبر سوم کے ساتھہ کردی ؞

منجانب مُدعاعلیہم یہ بیان کیا گیا کہ مُدعی اور مُدعاعلیہا اوّل کی شادی سمنک ۱۹ میں ہوئی تھی۔ جب وہ صرف ایک مہینے کی عمر میں تھے۔ معاہدہ شادی کا دوگونہ تھا۔ مُدعی کے باپ نے مُدعاعلیہ دوم کو کوئی لڑکی اُس کے لڑکے سے شادی کرنے کے لئے نہیں دی اور چونکہ مُدعی کے باپ نے اپنے معاہدہ کی تعمیل نہیں کی اور نہ کرسکتا تھا۔ لہذا اُس نے سمنگ ۱۹۳۶ (سنہ ۸۱-۱۸۸۰ء) میں (جبکہ مدعی نابالغ تھا) ایک فارغخطی مدعاعلیہ دوم کو لکھدی جس میں اُس نے یہ تحریر کیا کہ اُسوقت سے کوئی دعوے مُدعاعلیہا اول پر باقی نہیں رہا۔ مگر جب مُدعی بالغ ہوا تو اُس نے دعوے قبضہ مُدعاعلیہا اول کا کیا پس وہ مُعاملہ سمنگ ۱۹۴۲ (سنہ ۸۶-۱۸۸۵ء) میں سپرد ثالثان کیا گیا جنہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ مُدعی ایک میعاد مُعین کے اندر ایک لڑکی مُدعاعلیہ دوم کو دے اور پھر مُدعاعلیہا اوّل کو اپنے گھر لیجاوے لیکن اگر مُدعی اندر میعاد ایسا نہ کرسکے تو مُدعاعلیہ دوم کو اختیار ہوگا کہ مُدعاعلیہا اول کی شادی کسی اور شخص کے ساتھہ کردے مُدعاعلیہم نے بیان کیا کہ مُدعی نے اپنی طرف سے تعمیل اس فیصلہ ثالثی کی نہیں کی تب مُدعاعلیہا اوّل کی شادی مُدعاعلیہ سوم کے ساتھہ کردیگئی ؞

سبارڈینیٹ جج نے دعوے مُدعی کا نامنظور کیا اور اپنی تجویز میں یہ تحریر کیا۔ ”واضح ہوتا ہے کہ بیکھلا تیکھلا اور چوکھلا (یعنے معاہدات دوگانہ۔ سہ گانہ وچہارگانہ) کنبوں میں اس ضلع میں اکثر ہوا کرتے ہیں اور کم استطاعت کے کنبے سب سے زیادہ ایسے مُعاہدات کیا کرتے ہیں اس کیوجہ شاید یہ ہو کہ لڑکیاں کم ہوں اور چونکہ شادیاں نویں دسویں بارہویں سال ہوتی ہیں لہذا طفولیت میں شادی اکثر ہوا کرتی ہے لیکن بیاہی ہوئی لڑکیاں اُن کے شوہروں کے گھر تب ہی بھیجی جاتی ہیں کہ جب بیاہ کرنے کے لائق ہوجاتی ہیں اور قبل اس کے کہ لڑکی اُس عُمر پر پہنچے اور اُسکے شوہر کے گھر بھیجی جاوے بعض وقت بہت سے ایسے حالات وقوع میں آتے ہیں کہ جن سے مُعاہدہ شادی فسخ ہوجاتا ہے ؞

مُدعاعلیہا اول مُدعی کے گھر کبھی نہیں گئی اور نہ بھیجی گئی وہ دونوں ابتک کبھی بطور شوہر و زوجہ کے نہیں رہے۔ جبسے کہ مُدعاعلیہا اوّل کی شادی مُدعاعلیہ نمبر ۳ کے ساتھہ ہوئی ہے تب سے وہ اُسکے گھر میں بطور زوجہ کے رہی ہے۔ اندریں حالات میری دانست میں مُدعی مستحق اس کا نہیں ہے کہ مُدعاعلیہا اوّل اُس کو دلائی جاوے اور وہ اُس کے ساتھہ بطور اُس کی زوجہ کے رہے ؞

۱۸۹۲ء

بائی گنگی بنام پٹیل پرشوتم بہد

"مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ کنبیوں میں جبتک کہ لڑکیاں شادی کرنے کی عمر تک نہیں پہنچتیں تبتک اُن لوگوں میں شادیاں جو طفولیت میں ہوئی ہوں زیادہ تر شل نسبت کے ہیں اور کمتر مثل بیاہ کے خصوصاً جبکہ ایسی شادیاں بموجب انتظام معاہدہ دوگانہ سہ گانہ و چہارگانہ کے ہوئی ہوں"

اپیل میں عدالت نے ڈگری کو منسوخ کیا اُسپر مدعا علیہم نے اپیل دوم دائر کیا ۔

گوردھن رام ایمرت رایا جی منجانب اپیلانٹاں :- مدعی مستحق ڈگری اعادہ حقوق زناشوئی کا نہیں ہے شادی اُسکی مشروط تھی اور چونکہ ایفاء شرائط کا نہیں ہوا لہذا وہ شادی مکمل نہیں ہوئی ایسی مشروط شادیوں کا رواج قوم کدوا کنبی میں ہے کہ جس قوم کے فریقین ہیں یہ رواج خلاف تہذیب یا خلاف مصلحت عام نہیں ہے - بمعاملہ جیا (۱) ایسی شادی اُسر کہلاتی ہے اور محض غیر مکمل ہوتی ہے ۔

گنپت سدا شیو راؤ منجانب رسپانڈنٹ :- شادی بمقدمہ ہذا اُس قسم شادی میں داخل نہیں ہے جس کو اُسر کہتے ہیں ۔ جس وقت کہ ضروری رسوم ادا ہوگئیں اُسیوقت شادی مکمل ہو جاتی ہے اور پھر وہ منسوخ نہیں ہو سکتی جب شادی تابع ایک شرط کے کی گئی ہو تو عدالت کو چاہئے کہ شادی کو بحال رکھے اور شرط کو منسوخ کرے - سیتارام عرف کیرا ہیرا بنام مسماۃ اہیری ہیرانی (۲) شرط ضروری اُسر بیاہ کی ادا نہ رہے ۔ لیکن معاہدہ ادا نہ ہونے سے جواز شادی میں کچھہ فرق نہیں آتا - کتاب شاستر و رواج ہنود مولفہ سٹیل صاحب صفحہ ۱۶۶ دہرم شاستر میں شادی ایک عقد ناقابل انفساخ سمجھا گیا ہے - کتاب ویسٹ صاحب و بولر صاحب (طبع سوم) صفحہ ۹۰ - جس رواج کی رو سے شادی فسخ ہو جاوے وہ خلاف تہذیب ہے اور تسلیم نہیں ہونا چاہئے - مقدمہ متھرا نایکن بنام ایسو نایکن (۳) جس شخص کی دختر کی شادی کیجاوے اُس کے پسر کی شادی کرا دینے کا رواج بربناء مصلحت عامہ قائم نہیں رکھا جا سکتا ۔

اس نوبت مقدمہ پر عدالت نے تجویز درمیانی مندرجہ ذیل تحریر کی ۔

(۱) کلکتہ لاء رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۳۵۴ ۔

(۲) ویکلی رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۴۷۹ ۔

(۳) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۵۴۵ ۔

۱۸۹۲ء

باہی اگری بنام پٹیل سشوتم ہید

۲۸ ستمبر ۱۸۹۱ء **سارجنٹ صاحب چیف جسٹس** - تجویز عدالت اپیل ماتحت سے ظاہر ہوتا ہے کہ سبارڈینیٹ جج نے بصیغہ اپیل یہ فرض کر لیا ہے کہ مدعی کی شادی جائز طور پر مدعاعلیہا نمبر ا کے ساتھہ ہوئی تھی اور بربنائے اس امر مفروضہ کے یہ تجویز کیا ہے کہ یہ رواج برادری کا کہ "باپ نے اپنے لڑکے کی زوجہ کو حالانکہ لڑکا نابالغ تھا - چھوڑ دیا - خلاف تہذیب اور خلاف مصلحت عامہ کے تھا" لیکن ہمکو واضح ہوتا ہے کہ نسبت تاثیر شادی قسم ساٹا دبلہ کے جیسی کہ بموجب رواج قوم کے کی گئی ہے ضرور شبہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ اس قسم کا معاہدہ ازدواج خاص دہرم شاستر میں نہیں ہے یعنے یہ تجویز کرنا ہے کہ آیا بموجب رواج قوم کے جو کچھہ کہ سمٹ ۱۹۲۷ میں وقوع میں آیا وہ ایک مکمل جائز ازدواج مابین مدعی و مدعاعلیہا نمبر ا کے تھا یا کہ ازدواج نامکمل یا مشروط اس امر کے اوپر رہا کہ پدر مدعی اپنے جزو معاہدہ کی تعمیل کرے یعنے "مدعاعلیہ نمبر ۲ کو لڑکی اس کے لڑکے کے ساتھہ شادی کرنے کے لئے دے" ٭

قبل فیصل کرنے مقدمہ کے بربنا ان امور کے جو مصلحت عامہ سے پیدا ہوتے ہیں - ہماری دانست میں یہ مناسب ہے کہ امور تنقیح طلب واسطے تصفیہ بحث مذکور الصدر کے اور نیز اس بحث کے قائم کئے جاویں کہ آیا از روئے رواج قوم کے جو کچھہ کہ سمٹ ۱۹ میں کیا گیا تھا باپ اس کو اس طرح پر منسوخ کر سکتا تھا کہ اس کی پابندی مدعی پر ہو - پس ہمکو مقدمہ واسطے تجویز تنقیحات ذیل کے واپس کرنا چاہئے :-

(۱) آیا از روئے رواج قوم کے جو کچھہ کہ سمٹ ۱۹۲۷ میں وقوع میں آیا تھا وہ ایک مکمل وغیرہ مشروط ازدواج مابین مدعی اور مدعاعلیہا اول کے تھا یا نہیں ؟

(۲) آیا مدعی کا باپ از روئے رواج قوم کے جو کچھہ سمٹ ۱۹۲۷ میں وقوع میں آیا تھا اسکو اسطرح پر منسوخ کر سکتا تھا کہ اس کی پابندی مدعی پر ہو ؟

تجویز ان تنقیحات کی عدالت ہذا میں تین ماہ کے اندر بہیجی جاوے - فریقین کو اجازت شہادت جدید کے پیش کرنے کی دیجاوے ٭

تجویز سبارڈینیٹ جج کی نسبت ہر دو تنقیحات کے باثبات تھی - مگر اپنی وجوہ تجویز میں اس نے یہ تحریر کیا کہ ازدواج اس معنی میں مکمل تھا کہ کل رسوم ضروری عمل میں آئی تہیں - لیکن رواج مستدلہ اپیلانٹ ثابت [illegible]

بعد اس کے مقدمہ [illegible]

سنہ ۱۹۴۰ء

باپی ہگری
بنام
بٹیل پرشوتم پرجد

[سارجنٹ صاحب چیف جسٹس :- اب ہمارے سامنے صرف یہ بحث پیش ہے کہ آیا ہم رواج مذکور کو تسلیم کر سکتے ہیں یا نہیں ؟] ۔

گنپت سداشیو راؤ منجانب ریسپانڈنٹ (مدعی) :- ہم نظائر اوجی بنام ہاتھی لالو (۱) وسرکار بنام کرشن گوجا وسرکار بنام باپی روپا (۲) وسرکار بنام سمبھو راگھو (۳) پر حصر کرتے ہیں۔ رواج مستدلہ خلاف تہذیب عامہ اور نیز خلاف منشاء دہرم شاستر کے ہے۔ برادری زیادہ سے زیادہ جو یہی کر سکتی تھی کہ فریق قاصر پر بوجہ اسکے کہ اُسنے اپنے جزو معاہدہ کی تعمیل نہیں کی جرمانہ کرتی ۔

گودہردھن راماراؤ تریا ٹھی منجانب اپیلانٹان :- بموجب رواج متنازعہ کے گو تمام ضروری رسوم مذہبی ادا کیجاتی ہیں مگر جبتک کہ شوہر اپنے جزو معاہدہ کی تعمیل نہ کر دے تبتک گو تا نہیں ہونے پاتا لہذا ازدواج مکمل نہیں ہے اولے رسوم نسبت سے زیادہ کچھہ نہیں ہے۔ پس رواج مذکور خلاف تہذیب یا خلاف مصلحت عامہ نہیں سمجھا جا سکتا اور اسلئے اُسکو تسلیم کرنا چاہیئے۔ بولچند کالا بنام جانکی (۴) ۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس :- نتیجہ تجاویز امور تنقیح طلب کا جو عدالت ہذا سے تاریخ ۸ ستمبر ۱۸۹۱ء عدالت ماتحت میں بھیجے گئے تھے تجاویز مذکور کے ساتھہ ملا کر پڑھنے سے یہ پایا جاتا ہے کہ اگرچہ معمولی رسوم مذہبی اُسوقت عمل میں آ ئی تھیں مگر چونکہ کہ سمت ۱۹ میں وقوعیں آیا وہ بروئے رواج قوم کے صرف ایک ازدواج مشروط مابین مدعی اور مدعا علیہا نمبر ۱ کے تہا اور اثر فارغخطی کا جو باپ نے سمت ۱۹۳۶ میں لکھدی اور جس پر مدعی نے دستخط کئے یہ ہوا کہ ازدواج منسوخ ہوا لیکن بہرحال جبکہ ایک نزاع اُس فارغخطی سے پیدا ہوا تو فیصلہ پنچ کا کہ مدعی مدعا علیہ نمبر ۲ کے خاندان کے لڑکے کی شادی کے لئے لڑکی دلا دے مدعی پر واجب التعمیل تہا اور چونکہ مدعی نے ایسا نہیں کیا لہذا ازدواج فسخ ہوگیا ۔

مگر یہ حجت کیگئی ہے کہ عدالت کو ایسا رواج بوجہ ہونے خلاف مصلحت عامہ کے تسلیم نہیں کرنا چاہئے مقدمات محولہ یعنے سرکار بنام کرشن گوجا وسرکار بنام باپی روپا (۲) واوجی بنام ہاتھی لالو (۱) وسرکار بنام سمبھو راگھو (۳) سب منحصر اوپر رواجات قوم کے ہیں۔ جن کی رو سے عورت خود

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی صیغہ اپیل دیوانی جلد ۷ صفحہ ۱۳۳ ۔

(۲) " " " جلد ۴ صفحہ ۱۱۷ ۔

(۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۳۲۴ ۔

(۴) ویکلی رپورٹ جلد ۲۵ صفحہ ۳۸۶ ۔

سنہ ۱۸۹۲ء
بائی گری بنام بیتن شنوم ہبد

اپنی مرضی سے یا برضامندی برادری اپنے شوہر کو چھوڑکر دوسری شادی کرسکتی ہے اورجنکو عدالت نے ناجائز تجویز کیاہے اس بنا پر کہ وہ خلاف تہذیب ہیں کیونکہ اُن سے زناکاری جائز ہوجاتی ہے" اس مقدمہ میں جوبحث ہے وہ باکل مختلف قسم کی ہے کیونکہ بموجب رواج متدلہ کے کوئی تکمیل و واجب التعمیل ازدواج حسب منشائے والدین فریقین نہیں ہوتا گو رسوم مذہبی (اور قیاس یہ ہے کہ وہ رسوم جو شودروں میں ہواکرتی ہیں) اداکیجاتی ہیں ایک ایسا معاملہ جیساکہ سنہ ۱۸۶۲ء میں وقوع میں آیا تہا۔ ہماری رائے میں کسی نظر سے بہی خلاف تہذیب نہیں سمجہا جاسکتا۔ بموجب دستور قوم کے فریقین جابہ صور تو نہیں بوقت ہونے ایسے ازدواج کے بہت کم عمر کے ہوتے ہیں از روے دہرم شاستر کے لڑکیوں کی شادی کرنا کلیتًا باختیار والدین رکہاگیاہے اور اگرچہ بموجب ٹہیک قاعدہ برہمنوں کے ازدواج رسم مذہبی کے ادا ہونے پر مکمل ہوجاتاہے مگر تاہم نیچ قوموں میں توکوئی وجہ کافی ایک ایسے رواج کے تسلیم کرنے سے انکار کرنے کی پائی نہیں جاتی کہ جس کی رو سے ایسے معاملات کو (جو برادری میں کم عورتیں ہونے کی وجہ سے کرنے پڑتے ہیں) گو وہ ساتہہ رسوم مذہبی کے عمل میں آتے ہیں تو بہی دو لوطرف کے والدین ازدواجات کو ناتکمیل و مشروط سمجتے ہیں مقدمہ بولچند کالٹا بنام جانکی (۱) میں جو ایک نالش مثل نالش ہذا واسطے اعادہ حقوق زناشوئی کے تہی ہائیکورٹ کلکتہ نے ایک رواج قوم کو اثر پذیر کیا تہا کہ جس کی رو سے معمولی رسم ازدواج واجب التعمیل نہیں سمجہی جاتی تہی جبتک کہ ایک دوسری رسم قبل عورت کے بالغ ہونے اور اپنے شوہر کے ساتہہ رہنے کے عمل میں نہ آوے اور جسکی رو سے بحالت نہونے اس رسم کے عورت بعد بلوغ دوسرے شخص سے شادی کرسکتی تہی جیساکہ اس مقدمہ میں مدعاعلیہا نے کیا تہا۔

نظر کل حالات کے ہماری یہ رائے ہے کہ کوئی وجہ اُس رسم کے نہ تسلیم کرنے کی نہیں ہے جو اس مقدمہ میں ثابت ہوئی ہے اور اس وجہ سے خواہ بربنائے اُس فارخطی کے جو مدعی کے باپ نے لکہدی تہی خواہ اس بنا پر کہ مدعی نے تعمیل اُس شرط کی نہیں کی جو پنچ نے اُس کے ذمہ عائد کی تہی۔ ہمکو یہ تجویز کرنا لازم ہے کہ مدعی نے اپنا حق مدعاعلیہا اول کو بطور اپنی زوجہ کے واپس پانے کا ثابت نہیں کیا اور اس وجہ سے ہمکو لازم ہے کہ ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ اور نالش کو ڈسمس کریں اور کل خرچہ مدعی کے ذمہ عائد کریں۔

ڈگری منسوخ ہوئی

(۱) ویکلی رپورٹ جلد ۲۵ صفحہ ۳۸۶۔

صیغہ اپیل دیوانی

۱۹ اپریل سنہ ۱۸۹۲ء **باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نائٹ چیف جسٹس و برڈ وڈ صاحب جسٹس ⁂**

سکرٹری آف سٹیٹ ہند (ابتدائر مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام سیٹھ مینگھ بہائی ہاتھی سنگھ وغیرہ (ابتدائر مدعیان) ریسپانڈنٹان ⁂

الگذاری اراضی - ایکٹ بندوبست سرسری بمبئی نمبر ۷ سنہ ۱۸۶۳ء - بندوبست حسب ایکٹ مذکور ایک اقرار ہے اور تابع قانون معاہدہ کے ہے - غلطی سے بندوبست کیا گیا اور سند دیگئی - خراج جو انعامداروں نے گورنمنٹ کو بموجب بندوبست مذکور کے ادا کیا - واپسی - اقرار کالعدم - ایکٹ معاہدہ (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعات ۲۰ و ۶۵ - سند - معنی اور اثر اُس کا ⁂

بموجب ایکٹ بندوبست سرسری بمبئی نمبر ۷ سنہ ۱۸۶۳ء کے سنہ ۱۸۶۴ء میں مابین سرکار اور مدعیان کے جو انعامدار تھے بندوبست بابت موضع مانکول کے عمل میں آیا اور مدعیان کو سند عطا کی گئی کہ جسکی شرائط کے بموجب خراج قابضان اعلی کل اراضیات موضع کے بشمول اراضیات وانتا کے تھے مگر بعد ازاں یہ معلوم ہوا کہ اراضیات وانتا جائداد چند گراسیوں کی تھی جو بطور مالکان قابض تھے اور مدعیان حسب منشاء دفعہ ۳ - ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۶۳ء قابض اُن اراضیات کے نہ تھے مگر سرکار نے مدعیان سے کل خراج موضع کا بابت سمت ۱۹۳۹-۴۰ کے حسب مقررہ سند مذکور طلب کیا - مدعیان نے اعتراض کے ساتھ ادا کیا اور نالش ہذا واسطے دلاپانے اُس روپیہ (مبلغ [illegible]) کے جو بابت اراضیات وانتا کے ادا کیا گیا تھا دائر کی ⁂

تجویز ہوا کہ مدعیان مستحق واپس پانے اُس خراج کے تھے جو بابت اراضیات وانتا کے ادا کیا گیا تھا ⁂

بندوبست حسب ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۶۳ء (بمبئی) ایک اقرار ہے جو بذریعہ ایجاب و قبول عمل میں آتا ہے (دیکھو دفعہ ۲) اور تابع معمولی قواعد متعلق معاہدات کے ہے - اس مقدمہ میں دونوں فریق نے یہ باور کرکے بندوبست کیا کہ مدعیان قابضان اعلے کل اراضیات موضع کے تھے - پس ایک غلطی مشترک نسبت ایک امر واقعہ کے تھی کہ جسکو دونوں فریق نے اُسوقت جزو ضروری اقرار کا سمجھا ہوگا کیونکہ وہ خود اس ایکٹ کی رو سے جزو ضروری قرار دیا گیا ہے کہ جسکے بموجب فریقین نے یہ تصور کیا کہ وہ معاہدہ کرتے تھے ایسی غلطی سے بموجب دفعہ ۲۰ - ایکٹ معاہدہ (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) کے اقرار کالعدم ہو جاتا ہے - بندوبست نسبت اراضیات وانتا کے اُس بندوبست سے جو بابت باقی اراضیات موضع کے تھا علیحدہ سمجھا جا سکتا ہے کیونکہ وہ کالعدم ہے اور اسوجہ سے مدعیان حسب دفعہ ۶۵ - ایکٹ معاہدہ مستحق واپسی اُس خراج کے ہیں جو بابت اراضیات مذکور کے ادا کیا گیا ہے ⁂

ایسی سند میں جو حسب ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۶۳ء عطا کیجاتی ہے محض اظہار اس امر کا ہے ایکٹ مذکور میں نتیجہ اس بندوبست کا ہے جسپر گورنمنٹ

* اپیل نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۱ء ⁂

۱۸۹۲ء
سکریٹری آف سٹیٹ ہند
بنام
سیٹھ جیسنگ
بھائی ہتی سنگھ

دو قابضان اراضی و نور ضامنہ تھے یوں بیان کیا گیا ہے لیکن خود بند و بست کی وجہ سے ہی حسب منشاء ایکٹ مذکور گورنمنٹ مستحق طلب کرنے خراج مذکور کی ہے ۔

نالش واسطے دلاپانے خراج کے جو مدعیان نے گورنمنٹ کو بابت چند اراضیات وانتا کے بابت سمت ۱۹۴۰ و ۱۹۳۹ کے اعتراض کے ساتھ ادا کیا تھا اور واسطے اس استقرار وغیرہ کے کہ مدعا علیہ وصول کرنے خراج کا بابت اراضیات وانتا کے نہیں ہے ۔

اراضیات مذکور موضع مانکول میں واقع نہیں جسکے مدعیان انعامدار تھے مدعیان نے یہ بیان کیا کہ بموجب ایکٹ بند و بست سرسری بمبئی نمبر ۲ بابت ۱۸۶۳ء کے ۱۸۶۴ء میں مدعیان اور گورنمنٹ کے بیچ بابت کل اراضیات موضع کے بشمول اراضیات وانتا کے بند و بست ہوا تھا ۔ بوقت اس بند و بست کے مدعیان نے بہ نیک نیتی یہ باور کیا کہ وہ قابضان اعلیٰ اراضیات وانتا کے اسی طرح پر تھے جس طرح پر کہ باقی اراضیات کے تھے اور اسوقت دونو فریق کا یہی خیال تھا جبکہ خراج مقرر کیا گیا اور نیز گورنمنٹ نے مدعیان کو ادا کی چند گرلئے اراضیات وانتا پر قابض تھے ۔ لہذا مدعیان نے بعد ازاں ان پر نالش انکو اس امر پر مجبور کرنے کے لئے دائر کی کہ وہ حصہ اس خراج کا جو بموجب بند و بست کے انکو نول کی بابت واجب الوصول تھا ادا کریں مگر اس نالش میں مدعیان ناکامیاب ہوئے کیونکہ عدالت نے یہ تجویز کی کہ بوقت بند و بست گرلئے مالکان اراضیات مذکور کے تھے اور وہ ذمہ وار نہ تھے کہ بموجب بند و بست ۱۸۶۴ء کے فریق ہوتے ۔

بعد ازاں گورنمنٹ نے مدعیان سے خراج بابت کل موضع کے بشمول اراضیات وانتا کے بابت سمت ۱۹۳۹ و ۱۹۴۰ کے جو از روئے بند و بست ۱۸۶۴ء مقرر کیا گیا تھا طلب کیا ۔ مدعیان نے اسکو اعتراض کے ساتھ ادا کیا اور اب یہ نالش واسطے دلاپانے اس روپیہ (۱۱۷۶ روپیہ) کے جو بابت اراضیات وانتا کے ادا کیا گیا تھا اور واسطے استقرار اس امر کے کہ وہ بابت اراضیات وانتا مذکور کے ادا کرنے کے ذمہ وار نہ تھے دائر کی ۔

مدعا علیہ نے یہ حجت کی کہ مدعیان تاوقتیکہ سند ۱۸۶۴ء کی منسوخ نہو ذمہ وار ادا کرنے کل خراج کے ہیں ۔ یہ بیان کیا گیا کہ گورنمنٹ سند جدید مدعیان اور گراسیوں کی درخواست مشترک پر یا بذریعہ ان کے ڈگری حاصل کرنے کے جس سے ان کا ٹھیک حصہ لگانوں کا ظاہر ہو عطا کرنے پر آمادہ ہے ۔

۱۸۹۲ء

سکرٹری آف اسٹیٹ ہند بنام سیٹھ مینکجی بہائی ناتھی سنگھ

ڈسٹرکٹ جج نے دعوی کو بدیں قرار داد اس امر کے نامنظور کیا کہ وہ حسب دفعہ ۲۰ (۱) ایکٹ بندوبست سرسری نمبر ۷ ۱۸۶۳ء قابل سماعت عدالت کے نہ تھا۔

بریں بناء اپیل ہائیکورٹ نے مقدمہ واسطے تجویز روئدادی کے واپس کیا گیا (دیکھو تجاویز مطبوعہ ۱۸۸۹ء صفحہ ۸۲)۔

بعد تجویز ڈسٹرکٹ جج نے ڈگری بحق مدعیان منظوری کل دعوی اور باستقرار سند عطیہ صادر کی۔

مدعاعلیہ نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا:-

مرائو صاحب واسدیو جے کرتیکر (وکیل سرکار) منجانب اپیلانٹ (مدعاعلیہ):- مدعیان درسپانڈنٹان) کے اظہار واقعات پر یعنی کہ وہ تا بقضان مندرجہ رجسٹر کل اراضیات موضع کے تھے۔ گورنمنٹ نے اُن کو سند عطا کی جسپر ۱۸ سال سے زیادہ عرصہ تک عمل ہوتا رہا۔ پس مدعیان اُسکی نسبت اعتراض نہیں کرسکتے اور اس غلطی کا پتا دکار نہیں ہوسکتا (کتاب اسٹوری صاحب بابت ایکوئٹی دفعہ ۱۵۱) گراسیوں کو نالش میں شریک کرنا چاہیئے تھا جو کہ قابض ایک ثلث حصہ موضع کے ہیں۔

گورنمنٹ سند جدید کے عطا کرنے پر آمادہ رہی لیکن یہ صرف مدعیان کی مدد سے ہی ہوسکتا تھا کہ جو انعامدار ہیں اور وہ بجز اُن شرائط کے جنکو گورنمنٹ منظور نہیں کرسکتی۔ ڈال سنگ بنام کلکٹر کہیڑہ (۲) مدعیان منجانب گراسیوں کے حیثیت امنا کی رکہتے ہیں پس وہ بلا رضامندی گراسیوں کے سند کو منسوخ نہیں کرا سکتے۔

گوردھن داس ایحزنری باقھی منجانب سپانڈنٹان (مدعیان):- مدعیان علیحدہ سند لینے کو راضی ہیں اگر اُنہوں نے

(۱) دفعہ ۲۸- ایکٹ بمبئی نمبر ۷ ۱۸۶۳ء:- جب گورنر باجلاس کونسل یا کسی عہدہ دار گورنمنٹ نے جس کو باضابطہ اختیار دیا گیا ہو۔ بموجب اس ایکٹ کے تصفیہ کسی دعوے یا دعاوی معافی کل یا جزوی مالگذاری اراضی کا کیا ہو تو اپیل بنارضی کارروائیات یا احکام یا افعال عہدہ داران گورنمنٹ کے جو کسی ایسے تصفیہ کے کرنے میں شریک ہوں۔ بحضور گورنر باجلاس کونسل یا ایسے عہدہ دار یا داران کے جو گورنر باجلاس کونسل واسطے سماعت ایسے اپیلوں کے مقرر کریں کیا جائیگا۔ اور قابل سماعت کسی اور حاکم کے نہ ہوگا۔

(۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۳۶۷۔

۱۸۹۱ء

سکریٹری آف اسٹیٹ ہند بنام سیٹھ بھائی گنگا

لینے پر آمادگی ظاہر کی ہے لیکن گورنمنٹ اُن سے بشرکت گراسیوں کے درخواست کرنیکو کہتی ہے ؎

بموجب ایکٹ بند وبست سرسری بمبئی نمبر ۷ سنہ ۱۸۶۳ء کے گورنمنٹ بلا رضامندی قابض کے سند نہیں عطا کر سکتی لفظ "قابض" کی تعریف دفعہ ۲ ضمن (د) (۱) میں ہے مُدعیان قابضان اُس اراضی کے نہیں ہیں جو گراسیوں کے دخل میں ہے اور سند مُدعیان کی جو متعلق اُس اراضی کے ہے خلاف اختیار ہے ؎

بوقت عطا کرنے سند کے گورنمنٹ اور مُدعیان دونو یہ باور کرتے تھے کہ مُدعیان قابضان اراضیات داننا کے تھے یہ غلطی تھی۔ پس سند کالعدم ہے (دفعہ ۲۰۔ ایکٹ معاہدہ ہند (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) نیز دیکھو دفعات ۶۵ و ۰۷ وکتاب پالک صاحب دربارہ معاہدات (طبع پنجم) صفحہ ۴۱۰) چونکہ سند کالعدم ہے۔ لہذا بحث امر مانع تقریر مخالف کی پیدا نہیں ہو سکتی بنگھیم بنام بنگھیم (۲) ؎

[ساجنٹ صاحب چیف جسٹس نے مقدمہ جونس بنام کلفرڈ (۳) کا حوالہ دیا] ؎

راؤ صاحب واسدیو جے کرتیکار کا جواب گورنمنٹ کیطرف سے کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ مدعیان نے انفاقات گورنمنٹ سے ظاہر کئے اور ضابطہ کیگئی۔ ایک فریق کی غلطی سے معاہدہ کالعدم نہیں ہوتا

ساجنٹ صاحب چیف جسٹس :- مُدعیان گورنمنٹ سے اُس خراج کے دلاپانے کے مستدعی ہیں جو گورنمنٹ کو (ساتھ اعتراض کے) بابت سمت ۱۹۴۰ و ۱۹۴۱ کے بابت چند اراضیات داننا واقع موضع مانکول کے ادا کیا گیا تھا کہ جسکے مُدعیان انعامدار ہیں اور جن اراضیات کا گراسیوں کے دخل میں ہونا مسلمہ ہے۔ اور نیز مُدعیان یہ استقرار چاہتے ہیں کہ مُدعا علیہ اراضیات داننا کی بابت خراج وصول کرنیکا حق نہیں ہے ؎

اراضیات متنازعہ ایک بند وبست میں جو مابین مُدعیان اور گورنمنٹ کے ۱۸۶۴ء میں بابت کُل اراضیات موضع کے حسب ایکٹ بند وبست سرسری بمبئی نمبر ۷ سنہ ۱۸۶۳ء ہوا تھا شامل نہیں۔ بیان مدعیان کا یہ ہے کہ بند و بست

(۱) دفعہ ۲ ضمن (د) :- واسطے اغراض ایکٹ ہذا کے لفظ قابض کے یہ معنے سمجھے جاویں گے کہ وہ شخص جو خود یا بذریعہ اپنے کاشتکاران یا کاشتکاران ذیلی یا کارندگان کے دخیل اُس اراضی کا ہو جس کی گُلاً یا جزواً مالگذاری اراضی معاف ہو اور لفظ مذکور میں مرتہن قابض حسب مذکورہ بالا شامل ہوگا یا مینجر یا امین کسی مندر کا جو دخیل ایسی اراضیات پر ہو۔ قابض اُن اراضیات کا سمجھا جائیگا ؎

(۲) رپورٹ ویسی صاحب جلد ۳ صفحہ ۱۲۶ ؎

(۳) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۳ صفحہ ۷۷۹ ؎

سنہ ۱۸۹۰ء
سکریٹری آف اسٹیٹ آف ہند
بنام
سیٹھ جے سنگھ
بہائی ہاتھی سنگھ

مذکور یہ امر فرض کر کے کیا گیا تہا کہ مُدعیان قابضان کُل اراضیات موضع کے تہے حالانکہ گرلئے اراضیات دانتا پر بہ حیثیت مالکان اُسوقت دخیل تہے اور اب بہی ہیں جیسا کہ عدالت ہذا نے بعدہ بمقدمہ مبنگیہ بہائی بنام ہاتا جی (۱) تجویز کیا تجویز عدالت ہذا کی جو اُس نالش میں ہوئی ہے جو مُدعیان نے گراسیو پر اُن کو اس امر کے مجبور کرنے کے لیئے دائر کی تہی کہ وہ حصہ اُس خراج کا جو حسب بندوبست مذکور بابت کُل موضع کے واجب الوصول تہا ادا کریں۔ بیشک مابین مُدعیان اور گراسیوں کے نسبت اس امر کی مختتم ہے کہ اراضیات دانتا واقع موضع مذکور بوقت بندوبست ملکیت گراسیوں کی تہیں گورنمنٹ کی طرف سے اس نالش میں اُس فیصلہ کی نسبت میں اعتراض کرنیکا قصد نہیں کیا گیا ہے۔ پس جب یہ حالت شہادت کی ہے تو ہمکو یہ امر طے شدہ تصور کرنا لازم ہے کہ مدعیان نہ تو بوقت بندوبست اور نہ اُسوقت کہ جب خراج متنازعہ گورنمنٹ کو ادا کیا گیا حسب منشار دفعہ ۳۲ (د) ایکٹ بندوبست سرسری نمبر ۷ سنہ ۱۸۶۳ء۔ خواہ حسب منشار خود سند ہی کے کہ جو نتیجہ اُس بندوبست کا تہا "قابضان" اُن اراضیات کے تہے ۔۔

مُدعیان کا یہ بیان ہے کہ وقت بندوبست کے وہ بہ نیک نیتی یہ باور کرتے تہے کہ وہ قابضان اعلیٰ اراضیات دانتا کے تہے اور ساتہہ اُس یقین کے اُنہوں نے بندوبست کیا۔ بحث یہ ہے کہ جب اُنہوں نے اُس خیال سے گورنمنٹ کے ساتہہ بندوبست بابت ادائے خراج کے بابت کُل اراضیات موضع کے کیا تو آیا اب وہ مستحق کسی چارہ کار کے ہیں اور کس چارہ کار کے۔ واضح ہوتا ہے کہ جب مُدعیان کو یہ معلوم ہوا کہ وہ قابضان اعلیٰ اراضیات دانتا کے نہ تہے۔ تو اُنہوں نے گورنمنٹ سے یہ درخواست کی کہ سند مذکور جو متعلق کُل اراضیات موضع کے ہے ترمیم کیجاوے اور گورنمنٹ نے اُس کو منظور کیا۔ بشرطیکہ مُدعیان اور گرلئے اُس درخواست میں شریک ہوں خواہ مُدعیان ڈگری بابت اپنے ٹہیک حصہ موضع کے حاصل کریں اور یہی جواب اب گورنمنٹ نے اپنے بیان تحریری کے ذریعہ سے عرضی نالش حال کا دیا ہے اور ساتہہ اُس کے یہ بہی حجت کی ہے کہ تاوقتیکہ ایسی ترمیم نہو جاوے مدعیان ذمہ دار کُل خراج کے ہیں نسبت اعتراض آخرالذکر کے جو عرضی دعوے کی نسبت بیان کیا گیا ہے یہ امر قابل تحریر ہے کہ سند میں محض اظہار اُس امر کا ہوتا ہے جو دفعہ ۶ ایکٹ مذکور میں نتیجہ اُس بندوبست کا کہ جس

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۷۹۔

۱۸۹۲ء

سکرٹری آف اسٹیٹ ہند بنام سیٹھ جیسنگھ بہائی ہاتھی بہائی

گورنمنٹ اور قابضان اراضی دونوں رضامند ہوئے ہوں بیان کیا گیا ہے لیکن خود بند وبست کی وجہ سے ہی حسب محکومہ ایکٹ مذکور گورنمنٹ مستحق طلب کرنے خراج کی ہے اور اسوجہ سے بحث حال نسبت اس امر کے کہ گورنمنٹ حسب حالات مقدمہ کل خراج کے لینے پر جو بابت کل اراضیات موضع کے قرار پایا ہے مستحق اصرار کرنے کی ہے ایک ایسی بحث ہے کہ جس کا تصفیہ بالکل بلا تعلق سند کے ہونا چاہیے - پس ہمکو جائینٹ جج سے اس امر میں اتفاق ہے کہ گو سند کی ترمیم نہ بہی ہوئی ہو تاہم نالش ہذا ہو سکتی ہے ۔۔

اس مقام پر ہم یہ تحریر کرتے ہیں کہ حکم مندرجہ دفعہ ۲۸ - ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۶۳ء کہ جسکی روسے عدالت دیوانی جہاں تک کہ گورنمنٹ کے اس حق کو تعلق ہے کہ وہ اراضیات کے قابض وقت سے خراج سالانہ متعینہ حسب دفعہ ۶ وصول کرے ایسے بند وبست کی نسبت جو حسب ایکٹ مذکور کیا گیا ہو اعتراض کرنے سے ممنوع ہے - بذریعہ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۶ء منسوخ کیا گیا ہے اور نالش حال ان نالشات میں داخل نہیں ہے جن پر سے اختیار عدالت دیوانی کا بذریعہ دفعہ ۴ - ایکٹ مذکور لے لیا گیا ہے ۔

پس یہ تحریر کیا جاتا ہے کہ جس چیز کو ایکٹ مذکور میں بلفظ بند وبست جو گورنمنٹ نے قابضان اراضی کے ساتھہ کیا ہو بیان کیا ہے کہ وہ حسب مندرجہ دفعہ ۲ قابض کی اُن شرائط کے منظور کرنے سے جو گورنمنٹ حسب مندرجہ دفعہ ۱ پیش کرے وقوع میں آتی ہے یعنی وہ ایک اقرار ہے جو بذریعہ ایجاب و قبول اور تابع معمولی قواعد متعلق معاہدات کے عمل میں آتا ہے - اس مقدمہ میں ہم کو کوئی وجہ اس امر میں شبہ کرنیکی نہیں معلوم ہوتی کہ دونو فریق نے اس یقین کے ساتھہ بند وبست کیا کہ مدعیان قابضان اعلے الکل اراضیات موضع کے تہے - مدعیان کتب سرکاری میں قابضان مندرج تہے اور مدعیان کے طریق عمل مابعد سے اور خصوصاً اُس نالش سے جو اُنہوں نے گراسیون پر دائر کی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے تئیں مستحق بحیثیت ایسے قابضان کے سمجہتے تہے - پس دونو فریق نے بند وبست کرنے کے وقت ایک غلطی مشترک نسبت ایک امر واقعہ کے کی کہ جس کو اُن دونوں نے اُس وقت جزو ضروری اقرار کا سمجہا ہوگا - کیونکہ وہ خود اُس ایکٹ کی روسے اہم قرار دیا گیا ہے کہ جس کے بموجب اُنہوں نے معاہدہ کرنا تصور کیا - کیونکہ ذرہ بہی شہادت اس امر کی نہیں ہے کہ اُن کا منشا کسی اَور بنیاد پر معاہدہ کرنے کا تہا ایسی غلطی سے از روئے دفعہ ۲۰ - ایکٹ معاہدہ نمبر [illegible] ۱۸۷۲ء اقرار کالعدم ہو جاتا ہے

۱۸۹۲ء

سکرٹری آف اسٹیٹ ہند بنام سیٹھ جہانگیر بہائی ہاتھی بہائی

اس مقدمہ میں وہ بیشک صرف ایک جزو شئے منشائے معاہدہ یعنے اراضیات وانتا پر موثر ہے لیکن نوعیت معاہدہ کے دیکھنے سے کہ جسکی غرض یہ تہی کہ سرسری طور پر تصفیہ دعاوی معافی جمیع اراضیات کا بادلے ایک خراج کے جو حسب محکومہ دفعہ ۶ - اراضیات پر بشرح مساوی تشخیص کیا جاوے کر دیا جاوے - بندوبست نسبت اراضیات وانتا کے اس بندوبست سے جو باقی اراضیات موضع سے متعلق ہے جداگانہ سمجہا جا سکتا ہے اور ہمارے نزدیک یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مدعیان اس حجت کرنے کے مستحق تہے کہ بندوبست نسبت اراضیات وانتا کے کالعدم تہا اور حسب محکومہ دفعہ ۶ - ایکٹ معاہدہ مستحق واپسی اس خراج کے تہے جو بابت اراضیات مذکور کے ادا کیا گیا تہا مگر یہ ظاہر ہے کہ تعداد واپسی مقدار اراضیات وانتا پر منحصر ہوگئی ہے کہ جو بغیر حاضری گراسیوں کے تحقیق نہیں ہوسکتی کہ جس کی پابند گورنمنٹ ہو - پس تنقیحات سوم وپنجم کی تجویز اس نالش میں بلا اس کے کہ گراسئے فریق کئے جاویں نہیں ہوسکتی تہی ؀

پس ہمکو لازم ہے کہ ڈگری کو منسوخ کریں اور مقدمہ کو واپس کریں - اس غرض سے کہ فیصلہ جدید بعد اظہار تحریرات بالا بعد گراسیونکو فریق بنانے کے اور تجاویز جدید تنقیحات سوم وپنجم کی تحریر کرنے کے عمل میں آوے - ہر فریق اپنا اپنا خرچہ اس اپیل کا ادا کرے ؀

ڈگری منسوخ ہوئی اور مقدمہ واپس بہیجا گیا

صیغہ اپیل دیوانی

۴ جولائی ۹۲ء

باجلاس مسٹر بیلی صاحب جسٹس ایکٹنگ چیف جسٹس وکینڈی صاحب جسٹس ؀

کستورچند بہیرو داس وغیرہ (ابتداءً مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام ساکرمل سریرام کرکسن وغیرہ (ابتداءً مدعیان) ریسپانڈنٹان ؀

زولیفون - شراکت - مدعم استعمال - نالش از نام کوٹھی منجانب اس کے مہتم کے - شمول نام دوسرے شریک کا بطور شریک - مدعی - غلط تحریر کرنا نام مدعی کا - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۷ - ترمیم عرضیدعوے - میعاد - ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء) دفعہ ۲۲ - دستور - ضابطہ ؀

اس نالش میں جو واسطے وصول کرنے قرضہ یافتنی کوٹھی کندن مل ساکرمل دائر کی گئی مدعی کا نام بایں الفاظ تحریر کیا گیا کوٹھی کندن مل ساکرمل بذریعہ انکے مہتم ساکرمل سریرام کے مدعا علیہم نے عذر کیا کہ ایک شخص ملم چند کوٹھی میں شریک تہا وہ فریق

(۱) اپیل دوم نمبر ۵۹ ۹۱ء

۱۸۹۲ء
کستور چند بھیرو داس
بنام
ساگرمل سریرام

نالش ہونا چاہیے چنانچہ نامبردہ کا نام بزمرہ مدعی بتاریخ ۴ جنوری ۱۸۹۱ء شامل کیا گیا۔ بعد اسکے مدعا علیہم نے یہ حجت کی کہ نالش میں حسب دفعہ ۲۲۔ ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء) تمادی عارض ہے ॥

تجویز ہوا کہ:۔ یہ صورت غلطی تحریر اسماکی ہے نہ عدم اشتمال کی کیونکہ نالش از نام کوٹھی اُس کے مہتم نے دائر کی تہی۔ سلسلہ الفاظ عرضیدعوے ہندی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ساگرمل مہتم نے اپنے نام سے نالش نہیں کی مدعا علیہم مستحق اسکے تہے کہ نام دوسرے شریک کا ظاہر کرا دیں لیکن چونکہ یہ امر بطور واقعہ تجویز ہوا کہ ساگرمل کوٹھی کی طرف سے نالش کرنیکا مجاز تہا لہذا شامل کرنا مسل میں نام مالم چند کا داخل احکام دفعہ ۲۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) ہے ॥

اپیل دوم منجانب مدعی از فیصلہ ایم۔ ایچ اسکاٹ صاحب ڈسٹرکٹ جج ستارہ ॥

یہ ایک نالش واسطے دلاپانے قرضہ یافتنی کوٹھی کندن مل ساگرمل کے دائر ہوئی۔ نالش بتاریخ ۲۱ نومبر ۱۸۸۹ء بربنائے دستاویز مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۱ء داخل کی گئی۔ عرضی دعوے میں نام مدعی کا بدیں الفاظ تحریر کیا گیا "کوٹھی کندن مل ساگرمل معرفت اُس کے مہتم ساگرمل سریرام کے"۔ مدعا علیہم نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا کہ عرضیدعوے میں جملہ شرکا کوٹھی کندن مل ساگرمل کے نام ظاہر نہیں کئے گئے سبارڈینیٹ جج نے یہ تجویز کی کہ ایک شخص مالم چند شریک ساگرمل کی کوٹھی کندن مل ساگرمل میں تہا اور وہ فریق نالش ہونا چاہیے تہا۔ اس بنا پر حاکم موصوف نے نالش کو حسب دفعہ ۳۲۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) بلالحاظ کرنے اوپر روئداد مقدمہ کے ڈسمس کیا ॥

بر طبق اپیل ڈسٹرکٹ جج (سی۔ جی ڈبلیو سیکفرسن) نے اس ڈگری کو منسوخ کیا اور مقدمہ کو واسطے فیصلہ رویدادی کے واپس کیا۔ کیونکہ اُن کی رائے یہ ہوئی:۔ (الف) کہ "تجویز اس بحث کی کہ آیا ساگرمل مجاز نالش کرنے کا منجانب کوٹہی کے تہا یا نہیں از روئے شہادت ہونی چاہئے" (ب) "اگر ساگرمل مجاز نالش کا منجانب کوٹہی کے نہ تہا تو مالم چند کا نام مسل میں داخل ہونا چاہئے تاکہ فیصلہ نالش کا بربنائے روئداد عملمیں آوے" ॥

حکم ڈسٹرکٹ جج کا ہائیکورٹ سے اپیل نمبر ۵ ۱۸۹۰ء میں بحال رہا ॥

بموجب حکم مذکور کے مالم چند بتاریخ ۴ جنوری ۱۸۹۱ء بزمرہ مدعی شامل کیا گیا۔ مدعا علیہم نے یہ حجت کی کہ نالش میں اب تمادی عارض ہے ॥

۱۸۹۰ء

کستور چند بھیرو داس بنام ساگرمل سریرام

سبارڈینیٹ جج نے یہ تجویز کی کہ ساگرمل مدعی منجانب شرکا رکوٹھی کے اپنے نام سے نالش کرسکتا تھا اور نالش میں تمادی عارض نہ تھی اور دعوے کو منظور کیا ٭

اپیل میں ڈسٹرکٹ جج نے اُس ڈگری کو بحال رکھا ٭

بناراضی اس فیصلہ کے مُدعا علیہم نے یہ اپیل دوم رجوع کیا ؛-

فیروز شاہ ایم مہتا (بیتھا دیو جمنا جی اپٹے) منجانب اپیلانٹان (مُدعا علیہم) :- نالش ساگرمل نے تنہا بتاریخ ۲۱ نومبر ۱۸۸۲ء بر بنائے دستاویز مؤرخہ یکم دسمبر ۱۸۸۱ء دائر کی - مالم چند جو ایک فریق ضروری تھا - ۲۷ جنوری ۱۸۸۳ء تک شریک نہیں کیا گیا تھا - اُس وقت نالش میں تمادی عارض ہوگی - کالیداس کیول داس بنام ناتھو بھگوان (۱) و بالکرشن سوریشور کنتے بنام میونسپلٹی مہاد (۲) و ہری گوپال بنام بنام گوکلداس کوشا باسیٹھہ (۳) مدعا علیہ اس امر پر اصرار کرسکتا ہے کہ ہر شخص جسکو شئے متنازعہ نالش سے تعلق ہے شریک کیا جاوے اور اگر وہ اندر میعاد شامل نہ کیا جاوے تو نالش ڈسمس ہونی چاہئے رامدیال بنام جنجے (۴) ٭

عرضی دعوے میں جس طرح پر کہ وہ ابتداءً مرتب کی گئی تھی احکام دفعہ ۵۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) کی تعمیل نہیں ہوئی تھی - ہم نے اپنے بیان تحریری میں قبل پیشی اول کے نسبت نہونے فریق کے عذر کیا تھا - اُس وقت رسپانڈنٹ نے کوئی کارروائی مالم چند کو شامل کرنے کے لئے نہیں کی اور اسوقت کی جبکہ اُس کے لئے وقت باقی نہیں رہا تھا - دفعہ ۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں خاص صورتیں محکوم ہیں جملہ دیگر صورتوں میں نام کُل اشخاص کے جنکو بطور مُدعیان تعلق ہو مسل میں ہونے ضروری ہیں کوٹھی خود اپنے نام سے بلا اس کے کہ نام جملہ شرکا کے بالتخصیص بیان کرے نالش نہیں کرسکتی ٭

گنپت (بیتھا دیو بھاسکر چوبل) منجانب رسپانڈنٹان :- مقدمہ میں جو بحث ہے وہ صرف یہی ہے کہ آیا اشتمال مالم چند کا حسب ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء) بعد از وقت تھا نالش ساگرمل نے خود اپنی طرف سے خواہ بحیثیت ذاتی بطور مہتمم کے نہیں کی تھی کوٹھی کے نام سے نالش ہوئی تھی لہذا کوئی ضرورت ظاہر کرنے نام جملہ شرکا کی نہ تھی یہ کہیں قرار نہیں پایا ہے کہ نالش کوٹھی کے نام سے اثر ہوگی مجموعہ ضابطہ دیوانی میں کوئی امر مانع ارجاع ایسی نالش کا نہیں ہے نالش چونکہ کوٹھی کیطرف سے تھی لہذا مالم چند

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۲۱۷ ٭

(۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۲ ٭

(۳) " " جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸ ٭

(۴) " کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۷۹۱ ٭

مضاف الیہ اسکا تھا اور اسکا نام بیان کرنا ضروری نہ تھا کتاب لنڈلی صاحب دربارہ شراکت (طبع پنجم) صفحہ ۲۶۵ چونکہ کوٹھی خود مدعی ہے تو ہر ایک کوٹھی کا ایک مدعی شریک نہیں کہا جاسکتا وہ نالش میں بطور مہتمم شریک کے شامل کیا گیا [illegible] مقدمات متعلقہ میں نالش مہتمان نے بحیثیت ذاتی دائر کی تھی اور نہ خود کوٹھی نے جیسا کہ مقدمہ ہذا میں [illegible] کسو وہن بنام کروک (۱) و پراگی لال بنام میکسویل (۲) شمول مالم چند کا [illegible] احکام دفعہ [illegible] ایکٹ میعاد [illegible] خلل نہیں [illegible] ہوتا مقدمہ سبہ ہنی دیبی بنام کنور گنورداکانت (۳) بلحاظ [illegible] نالش مطابق احکام دفعہ [illegible] مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) کئے گئے تھی [illegible] صورت محض غلطی تحریر اسماکی ہے۔ ایک شریک کوٹھی کے [illegible] نالش کر سکتا ہے [illegible] بنام [illegible] (۴)۔

جواب فیروز شاہ ایہ مہتا:۔ مالم چند بطور مہتمم شریک کے شامل نہیں کیا عرضی دعوے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بطور شریک مدعی کے شامل کیا گیا۔ مقدمہ سبوہنی دیبی بنام کنور گنوداکانت رائے (۳) متعلق نہیں ہوتا کیونکہ اصل مالکان اُس مقدمہ میں ظاہر کئے گئے تھے اور نالش اُن مالکان کے کارندہ مجاز نے دائر کی تھی۔ نظیر مذکور صریحاً خلاف احکام دفعہ ۲۲۔ ایکٹ میعاد سماعت کے ہے۔ کتاب اسٹارلنگ صاحب دربارہ تمادی صفحہ ۴۴۔ ہری گوپال بنام گوکل داس کوشاباسیٹھ (۵) شرکا از نام کوٹھی نالش کر سکتے ہیں لیکن تنہا کوٹھی بلاظاہر کرنے نام شرکا کے نالش نہیں کر سکتی۔

کینڈی صاحب جسٹس:۔ اپیل ہذا میں صرف یہ دلیل پیش کیگئی ہے کہ نالش میں دفعہ ۲۲۔ ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء) عارض تھی۔ لیکن ہماری دانست میں یہ مقدمہ اُن مقدمات کثیر محولہ وکلا سے جن میں اصول نسبت عدم اشتمال مدعیان کے نالشات متعاہد میں قائم کیا گیا ہے ممیز ہونا چاہیے۔ صورتحال غلطی تحریر اسماکی ہے نہ عدم اشتمال کی کیونکہ نالش کوٹھی کے نام سے اسکے مہتمم نے کی تھی مہتمم نے خود اپنے نام سے نہیں کی سلسلہ الفاظ عرضی دعوے بندی سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے۔ پس جبکہ مدعا علیہم نے یہ عذر کیا (کہ جیکے کرنے کے وہ مستحق تھے)

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۹۶۔
(۲) " " جلد ۷ صفحہ ۴۰۴۔
(۳) " کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۴۰۰۔
(۴) رپورٹ گریگ ولمن صاحبان جلد ۲ صفحہ ۳۱۸۔
(۵) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸۔

سنہ ۱۸۹۲ء
کستورچند
بہیرو داس
بنام
سگرمل سرایم

کہ دیگر شرکار کوٹھی کا نام درج ہونا چاہیے تو سبارڈینیٹ جج کو نالش کو حسب دفعہ ۳۲ خارج کرنا جائز نہ تہا یہی رائے ڈسٹرکٹ جج (مسٹر سکیفرن) نے قائم کی تہی جو اپیل میں بحال رہی مقدمہ کے واپس ہونے اور مالم چند کا نام مسل میں داخل ہونے پر سبارڈینیٹ جج نے بطور امر واقعہ یہ تجویز کی کہ ساگرمل کوٹھی کیطرف سے نالش کرنیکا مستحق تہا اور شمول نام مالم چند کا احکام دفعہ ۲۷ میں داخل تہا نہ دفعہ ۲۲ میں ڈسٹرکٹ جج (مسٹر اسکاٹ) نے وہی رائے قائم کی اور ہماری دانست میں انکی رائے صحیح تہی پس ہم ڈگری کو معہ خرچہ بحال رکھتے ہیں ۔۔

ڈگری بحال رہی

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بیلی صاحب جسٹس ایکٹنگ چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس ۔

۰ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء

تپانا **بنام** سدرن مرہٹہ ریلوے کمپنی مدعاعلیہم*

ریلوے کمپنی - برات ذمہ داری سے - معاہدہ خاص - رسک نوٹ (یادداشت جوکہوں کی) - ایکٹ ریلوے (نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۰ء) دفعہ ۴۶ ضمن (۱) ؛ دفعہ ۲ ضمن (الف) و (ب) فقرات ذیلی (۲) و (۳) - ایکٹ بردندگان مال سنہ ۱۸۶۵ء ۔

مدعی نے مدعاعلیہم (ریلوے کمپنی) پر نالش ہرجہ بابت حوالہ کئے جانے کم مال کے اُس سے جو اُس کے پاس روانہ کیا گیا تہا دائر کی - مدعاعلیہم نے عذر بربنائے ایک معاہدہ خاص (متعلق بہیجنے والے کے کیا کہ جبکی رو سے بمعاوضہ اسکے کہ مدعاعلیہم مال کو بجائے معمولی شرح کرایہ کے ایک خاص کم شرح سے پہنچا دیں نامبردگان ذمہ داری نقصان یا ہرجے سے جو مال کو کسی وجہ سے قبل یا اثنائے یا بعد روانگی کے مدعاعلیہم کی ریلوے پر یا دیگر ریلوے پر جو اُس سے ملی ہوئی ہوں پہنچے بری کئے گئے تہے ۔۔

تجویز ہوا کہ موجب معاوضہ مذکور کے مدعاعلیہم ذمہ مدعی کے نہ تہے ۔۔

یہ استصواب راؤ صاحب ونایک وٹہل تلک سبارڈینیٹ جج باگل کوٹ نے باختیار عدالت خفیفہ حسب دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے کیا ۔۔

استصواب مذکور حسب ذیل تہا :-

"- بتاریخ ۱۲- اپریل سنہ ۱۸۹۱ء ایک شخص نے سالم سے (جو ایک اسٹیشن مدراس ریلوے کا ہے) ۲۴ بورے ناریل کے (کہ جن میں سے ہر ایک میں سو سو ناریل تہے) مُدعی کو بمقام باگل کوٹ

* استصواب دیوانی نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۲ء ۔۔

سنہ ۹۲ء

تپانا
نام
سدرن مرہٹہ
ریلوے کمپنی

(جو ایک اسٹیشن سدرن مرہٹہ ریلوے کا ہے) حوالہ کئے جانے کیواسطے روانہ کئے یہ دونوں ریلوے آپسمیں ملی ہوئی ہیں۔ مُدعاعلیہم نے صرف ۹۳۴ بورے مُدعی کے حوالہ کئے اس پر مُدعی نے نالش واسطے دلاپانے ہرجہ (مبلغ للعہ) کے بابت کم حوالہ کئے جانے کے دائر کی ؎

(۴) بموجب دفعہ ۷۶ (۱) ایکٹ ریلوے نمبر ۹ سنہ ۹۰ء کے مُدعی کے لئے یہ ثابت کرنا ضروری نہیں ہے کہ نقصان ایک بورے کا کس طرح پر ہوا اور نہ مُدعاعلیہم نے کوئی شہادت اسبارہ میں پیش کی ہے ؎

(۵) مدعاعلیہم کو استدلال اوپر دفعہ ۷۲ (۲) ایکٹ ریلوے اور رسک نوٹ (۳) (دستاویز نمبر ۷) کے ہے

(۱) دفعہ ۷۶- ایکٹ ریلوے ہند نمبر ۹ سنہ ۹۰ء :-

ہر ایسی نالش میں جو کسی ایسے جانور یا مال کے نقصان یا تلف یا خراب ہو جانے کے معاوضہ کی بابت کسی منتظم ریلوے کے نام رجوع کیجائے جو ریلوے پر لیجائے جانیکے لئے کسی منتظم ریلوے کے حوالہ کیا گیا ہو مُدعی کو یہ ضرور نہوگا کہ ایسے نقصان یا تلف یا خراب ہو جانے کا سبب کیا تھا اسکا ثبوت پہنچائے ؎

(۲) دفعہ ۷۲- ایکٹ ریلوے ہند نمبر ۹ سنہ ۹۰ء :-

(۱) ایسے جانوروں یا مال کے نقصان یا تلف یا خراب ہونیکی بابت جو منتظم ریلوے کو ریل پر لیجانیکے لئے حوالہ کئے جائیں منتظم ریلوے کی جوابدہی اس ایکٹ کے اُور اور احکام کی پابندی کے ساتھ رہی ہوگی جو ہند کے معاہدہ ایکٹ مصدرہ سنہ ۷۲ء کی دفعات ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۶۱ کی رو سے کسی کفیل کی ہوتی ہے ؎

(۲) ہر اقرار جس سے ویسی جوابدہی کا محدود کرنا مقصود ہو جہانتک کہ اُس سے حد مذکور میں اثر ہونا معلوم ہو باطل ہوگا۔ الا جبکہ وہ (الف) تحریری ہو اور اُسپر اُس شخص کے یا اُس شخص کیطرف سے کسی اَور شخص کے دستخط ہوں جو اُن جانوروں یا مال کو منتظم ریلوے کے پاس بھیجتا یا اُسکے حوالہ کرتا ہو۔ اور

(ب) جبکہ وہ اُور نہج کے ایسے نمونہ پر ہو جسکو جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل نے منظور کیا ہو ؎

(۳) عام بردگان مال کی ذمہ داری کے متعلق جانوروں یا مال کے لیجانیکی بابت انگلینڈ کے کسی عام قانون کا کوئی مضمون یا بردگان مال کے ایکٹ مصدرہ سنہ ۶۵ء کا کوئی مضمون کسی منتظم ریلوے کی اس ذمہ داری پر موثر نہوگا جو اس دفعہ میں مصرح ہے ؎

(۴) رسک نوٹ :-

(یہ حالتیں استعمال کیا جائیگا کہ جب بھیجنیوالا ایک خاص کم یا مالک کی جوکھوں کی شرح کرایہ سے ایسی چیزوں کو جنکے لئے کتاب شرح کرایہ میں کوئی دوسری معمولی یا ریلوے کی جوکھوں کی شرح دی ہو بھیجنا چاہیے) ؎ اسٹیشن تاریخ ۲۱- اپریل سنہ ۹۱ء

ہرگاہ کہ مال- جو میں نے مطابق فارورڈنگ آرڈر نمبر- مؤرخہ امروزہ واسطے روانگی کے بذریعہ ریلوے مدراس اسٹیشن- کو دیا ہے اور اُسکی بابت میں نے رسید ریلوے نمبر- اُسی تاریخ کی پائی ہے اُسکی بابت ایک خاص کم شرح بجائے معمولی شرح مندرجہ کتاب کے جو بابت- کے قابل وصول ہوتی لگائی گئی ہے لہذا میں کہ میرا نام ذیل میں درج ہے بمعاوضہ کم شرح مذکور کے یہ اقرار اور وعدہ کرتا ہوں کہ میں ریلوے مذکور کو ذمہ داری اور جملہ جوابدہی سے بابت کسی نقصان یا تلف یا خراب ہو جانے مال مذکور کے یا ہر کچھ حوالہ کو کرنے سے قبل یا اثنا یا بعد روانگی کے ریلوے مذکور یا دیگر ریلوے پر جو اُس سے ملی ہوئی ہوں

۱۸۹۲ء

تپانا بنام سدرن مرہٹہ ریلوے کمپنی

جس پر العبد بھیجنے والے کی اور گواہی گواہوں کی ہے مُدعاعلیہم یہ حجت کرتے ہیں کہ از روئے معاہدہ خاص مندرجہ رسک نوٹ کے وہ ذمہ داری ہر جہت سے بالکل بری ہیں ۔

"۶۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ رسک نوٹ مطابق اُس نمونہ کے ہے جو گورنر نے باجلاس کونسل منظور کیا ہے"۔

سب آرڈینیٹ جج نے اس بحث کی نسبت استصواب کیا :-

آیا مُدعاعلیہم ذمہ داری سے برأت کا دعوے بوجہ معاہدہ خاص مندرجہ رسک نوٹ کے کرسکتے ہیں یا نہیں رائے سب آرڈینیٹ جج کی یہ نفی تھی گو حاکم موصوف نے یہ تسلیم کیا کہ فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ مقدمہ مہیشر داس بنام کارٹر (۱) بتائید حجت مُدعاعلیہم کے ہے ۔

واجی اباجی کھرے رفیق عدالت نے بجانب مُدعی مقدمہ جوگے لال بنام کمشنران ترقی بند کلکتہ (۲) پر استدلال کیا ۔

مہادیو بھاسکر چوبل رفیق عدالت نے بجانب مُدعاعلیہم مقدمہ مہیشر داس بنام کارٹر (۱) پر استدلال کیا ۔

منجانب عدالت :- مقدمہ ہذا سب آرڈینیٹ جج نے ذیل کے سوال کی نسبت استصواب کیا ہے آیا مُدعاعلیہم ذمہ داری سے برأت کا دعوے بوجہ معاہدہ خاص مندرجہ رسک نوٹ کے جس پر مُدعی نے دستخط کئے ہیں کرسکتے ہیں یا نہیں۔ رائے سب آرڈینیٹ جج کی نفی میں تھی رسک نوٹ مذکور جیسا کہ سب آرڈینیٹ جج نے اپنے استصواب کے فقرہ ۶ میں بیان کیا ہے مسلما مطابق اُس نمونہ کے ہے جو گورنر جنرل نے باجلاس کونسل منظور کیا ہے ۔

یہ مقدمہ ایکٹ ریلوے نمبر ۹ ۱۸۹۰ء میں داخل ہوتا ہے بروئے دفعہ ۵۴ (۳) ضمن (۱) ایکٹ مذکور کے تابع نگرانی گورنر جنرل باجلاس کونسل مہتممان ریلوے ایسی شرائط جو ایکٹ مذکور یا کسی قاعدہ عام حسب ایکٹ مذکور کے خلاف نہ ہوں

---

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۴۱۰ ۔ (۲) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۷ ۔

(۳) دفعہ ۵۴ ۔ ایکٹ ریلوے ہند (نمبر ۹ ۱۸۹۰ء) :-

جناب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کے ضبط و نگرانی کی پابندی کے ساتھ منتظم ریلوے کو اختیار ہے کہ کسی جانور یا مال کے لینے یا روانہ کرنے یا حوالہ کرنے کی بابت ایسی شرائط مقرر کرے جو ایکٹ ہذا کے یا کسی عام قاعدہ تحت ایکٹ ہذا کے خلاف نہ ہوں ۔

۹۲ء

تیاپا
بنام
سدرن مرہٹہ
ریلوے کمپنی

نسبت لینے یا روانہ کرنے یا حوالہ کرنے جانوروں یا مال کے مقرر کرسکتے ہیں از روئے دفعہ ۲ ٬ فقرہ ذیلی (۲) کے ہر اقرار جس سے جوابدہی مہتمان ریلوے کی بابت نقصان ایسے مال کے جو ریلوے پر لیجانے کے لئے حوالہ کیا گیا ہو محدود کرنی مقصود ہو - جہانتک کہ اُس سے ایسی محدودی عمل میں آتی ہو کالعدم ہوگا - الا جبکہ وہ (الف) تحریری ہو اور اُسپر اُس شخص کے یا اُس شخص کیطرف سے کسی اَور شخص کے دستخط ہوں جو اُس مال کو مہتمان ریلوے کے پاس بھیجے یا حوالہ کرے (ب) جبکہ وہ اَور نہج سے ایسے نمونہ پر ہو جسکو جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل نے منظور کیا ہو ایکٹ فقرہ ذیلی (۳) اَور ہے جو حسب ذیل ہے ۔ ‘‘انگلستان کے کامن لا یا ایکٹ برندگان مال مصدرہ ۱۸۶۵ء کا کوئی مضمون متعلق ذمہ داری عام برندگان مال بابت لیجانے جانوروں یا مال کے منتظم ریلوے کی اس ذمہ داری پر موثر نہیں ہوگا جو اس دفعہ میں مصرح ہے’’۔

مسٹر کھرے نے جس نے اس مقدمہ کی بحث منجانب مُدعی کے کی یہ حجت کی کہ قانون رواجی ملک ہند میں کوئی بات ایسی ہے کہ جس سے وکیل موصوف باوجود شرائط رسک نوٹ کے ہرجہ وصول کرسکیں کہ ہماری رائے میں چونکہ اس مقدمہ میں رسک نوٹ دستخطی مُدعی کا ایسے نمونہ پر کہ جسکو جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل نے منظور کیا ہے حجت وکیل مذکور کی ضرور ساقط ہوگی - اس رسک نوٹ میں یہ لکھا ہے کہ ‘‘اُسحالتمیں استعمال کیا جائیگا کہ جب بھیجنیوالا ایک خاص کم یا مالک کی جوکھوں کی شرح کرایہ سے ایسی چیزونکو جنکے لئے کتاب شرح کرایہ میں کوئی دوسری معمولی یا ریلوے کی جوکھوں کی شرح دی ہو بھیجنا چاہے’’ - رسک نوٹ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ اس مال کی بابت جو بھیجا جاتا ہے بجائے معمولی شرح کرایہ کے جو بابت مال (۲۳۰ بورہ ناریل) کے لیجاتی ہے ایک خاص کم شرح سے کرایہ لیا گیا - لہٰذا مُدعی اس کم شرح کے لحاظ سے یہ اقرار اور وعدہ کرتا ہے کہ وہ ریلوے مذکور کو ذمہ داری اور جملہ جوابدہی سے بابت کسی نقصان یا تلف یا خراب ہوجانے مال مذکور کے یا ہرجہ کے جو مال مذکور کو کسیوجہ سے قبل یا اثنا یا بعد روانگی کے مُدعا علیہم کی ریلوے پر یا دیگر ریلوے پر جو اُس سے ملی ہوئی ہوں پہنچے بری تصور کریگا - جیسا کہ مقدمہ مہیشر داس بنام کاربر (۱) میں گارتھ صاحب چیف جسٹس نے (پرنسپ صاحب و لسن صاحب جسٹسان متفق الرائے) اور اوکینلی صاحب جسٹس نے ظاہر کیا ہے کہ اس قسم کے معاہدات کی عدالتہائے انگلستان نے اکثر تعبیر کی ہے اور اُنکی شرائط کو پورے طور پر اثر پذیر کیا ہے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ

(۲) منتظم ریلوے کو لازم ہوگا کہ اپنی ریلوے کے ہر اسٹیشن میں ان شرائط کی ایک نقل جو دفعہ ماتحت (۱) کی رو سے اس اسٹیشن میں بروقت جاری ہیں رکھدیا کرے اور لازم ہوگا کہ ہر شخص کو نقل مذکور تمام مناسب وقتوں میں بلا محصول دیکھنے دے ۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۰ و ۲۱۳ ۔

تپانا بنام سدرن مرہٹہ ریلوے کمپنی

سبارڈنیٹ جج کو کیوں شبہات پیدا ہوئے جبکہ ایک نظیر بھی ہائیکورٹ کلکتہ کی اُنکی ہدایت کے لیئے موجود تھی فیصلہ حال ہائیکورٹ کلکتہ مقدمہ چھگمل بنام کمشنران ترقی بندر کلکتہ (۱) جسپر اسقدر زیادہ استدلال مسٹر کہرے کو ہے مقدمہ حال سے متعلق نہیں ہوتا کیونکہ کوئی معاہدہ خاص دستخطی بھیجنے والے مال کا یا اُسکی جانب سے کسی اور شخص کا نہ تہا یہ مقدمہ تنہا انکار رسک نوٹ پر منحصر ہے جس سے ہماری رائے میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مدعاعلیہم کے لیئے جواب کامل اس نالش کا موجود ہے ۔۔

مسٹر کہرے نے یہ بھی بحث کی کہ قطع نظر اُس اندازہ ذمہ داری عام ریلوے کے جسکی تصریح ضمن (۱) دفعہ ۷۲ میں ہے اور اُس سے غیر متعلق ہونے قانون رواجی انگلستان یا ایکٹ بُرندگان مال سنہ ۱۸۶۵ء کے قانون رواجی ہند ایسا ہے کہ جسکا تذکرہ دفعہ مذکور میں نہیں ہے اور بموجب اُس قانون کے مدعاعلیہم براءت کا دعوے بربنائے رسک نوٹ کے نہیں کرسکتے ہمارے علم میں کوئی ایسا قانون نہیں ہے قانون رواجی جو تمام ہندوستان میں عام برندگان مال کی خدمات اور ذمہ واریوں سے متعلق ہوگیا وہ قانون رواجی انگلستان کا تہا ۔ دیکھو تحریرات پریوی کونسل بمقدمہ ایراودی فلوٹلا کمپنی بنام بھگوانداس (۲) تاثیر اُس قانون کی جہانتک کہ ریلوے کو تعلق ہے بذریعہ دفعہ ۷۲ ۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۹۰ء کے محدود کی گئی ہے ۔۔

پس بجواب امر مُرسلہ جج ماتحت کے ہماری یہ رائے ہے کہ بوجہ معاہدہ خاص مندرجہ رسک نوٹ کے مدعاعلیہم دعوے براءت کا کرسکتے ہیں ۔۔ مطابق اسکے حکم ہوا

---

(۱) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۲۴۷ ۔۔ (۲) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۶۲۰ ۔۔

صیغہ اپیل دیوانی

۲۰ جولائی ۱۸۹۲ء باجلاس جارڈین صاحب جسٹس و ٹیلنگ صاحب جسٹس

سکرٹری آف سٹیٹ ہند ابتداءً مدعا علیہ اپیلانٹ بنام بلونت رام چندر ناتو ابتداءً مدعی رسپانڈنٹ*

ایکٹ لوکل فنڈ (بمبئی) نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۹ء دفعہ ۸ - ابواب لوکل فنڈ - انعامدار - قابض اعلی - ذمہ واری انعامدار کی ابواب ادا کرنے کی۔

حسب تعریف مندرجہ ریگیولیشن ۱۷ سنہ ۱۸۲۷ء و ایکٹہائے بمبئی نمبر ۱ سنہ ۱۸۶۵ء و نمبر ۵ سنہ ۱۸۷۹ء انعامدار ایک قابض اعلی ہے پس انعامدار وہ شخص ہے جو اولاً ذمہ وار ادا کرنے ابواب لوکل فنڈ کا حسب دفعہ ۸ ایکٹ بمبئی نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۹ء کے ہے۔

کوئی حکم قانون کا ایسا نہیں ہے جسکی رو سے انعامدار اپنے خرچ وصول ابواب کو حساب میں قائم کرنے کا مستحق ہو۔

اپیل بنا راضی ڈگری ڈبلیو ایچ کرور صاحب ڈسٹرکٹ جج پونا بنالش نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۹ء۔

مُدعی انعامدار موضع کودس کا تھا اُسنے نالش واسطے واپس دلاپانے مبلغ ... کے کی جو اُس نے کلکٹر کو بطور اُجرت اہلکاران موضع بابت وصول کرنے ابواب لوکل فنڈ کے اُسکے انعام کے گانوں میں ساتھہ اعتراض کے ادا کیا تھا۔

مُدعا علیہ نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا کہ مُدعی بہ حیثیت انعامدار ذمہ وار ادا کرنے خرچ وصول ابواب کا ہے۔

ڈسٹرکٹ جج نے یہ تجویز کی کہ مُدعی قابض اعلی ہے اور بہ حیثیت مذکور حسب ایکٹہائے بمبئی نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۹ء و نمبر ۵ سنہ ۱۸۷۹ء ذمہ وار ادا کرنے اُجرت کا اہلکاران موضع کو بابت وصول کرنے ابواب کے نہیں ہے پس حاکم موصوف نے دعوے مُدعی کا ڈگری کیا۔

بنا راضی اس فیصلہ کے مُدعا علیہ نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔

راؤ صاحب واسدیو جے کرتیکر وکیل سرکار منجانب اپیلانٹ:- احکام دفعات ۶ و ۷ و ۸ - ایکٹ بمبئی نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۹ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابواب لوکل فنڈ اولاً بذمہ انعامدار ہوتا ہے جو ایک قابض اعلی ہے - پس وہ ادا کرنے خرچ وصول ابواب کا ذمہ وار ہے بموجب دفعہ ۱۳۶ مجموعہ مالگذاری اراضی بمبئی کے قابض اعلی اولاً ذمہ وار بابت مالگذاری اراضی کے ہے اور از روئے دفعہ ۸۶ مجموعہ مذکور کے وہ مستحق

* اپیل نمبر ۹۱ سنہ ۱۸۹۰ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۴۷۳۔ (۲) صفحہ ۴۵ جلد ہذا۔

سکرٹری آف اسٹیٹ ہند بنام بلونت بلچندنا

امداد کا حکام مال سے قابضان ادنٰے سے مالگذاری کے وصول کرنے میں ہے جب وہ مستحق اس فائدہ کا ہے تو مناسب یہ ہے کہ وہ کل اخراجات مناسب متعلق وصول مالگذاری کے ادا کرے مقدمہ رنگا بنام سوبا ہگدے (۱) ورام توکوجی بنام گوپال (۲) کا حوالہ دیا ۔

فیروزشاہ ایم مہتا (بمعیت مہادیو سی اپٹے) منجانب ریسپانڈنٹ :۔ انعامدار ذمہ وار ادا کرنے ابواب کا مطلقاً نہیں ہے فقرہ اخیر دفعہ ۸ - ایکٹ بمبئی نمبر ۳ ۱۸۶۹ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ آسامیاں ذمہ وار بابت ابواب کے ہیں اگر وہ اُسکو ادا نہ کریں تو مستحق امداد اہلکاران موضع کا اُسے ابواب کے وصول کرنے میں ہے دیکھو دفعات ۸۵ و ۸۶ مجموعہ مالگذاری اراضی بمبئی (ایکٹ ۵ ۱۸۷۹ء) دفعہ ۱۳۶ مجموعہ میں قابضان اعلٰی بیشک اوّلاً ذمہ وار مالگذاری اراضی کے قرار دئے گئے ہیں لیکن چونکہ انعامدار کوئی مالگذاری ادا نہیں کرتا لہٰذا وہ ایک قابض اعلٰی نہیں کہا جا سکتا وہ محض ایک شخص درمیانی گورنمنٹ کی طرف سے ہے اور اِس حیثیت سے وہ مستحق اسکا ہے کہ خرچ وصول کرنے ابواب کا کل ابواب وصول شدہ میں سے منہا کرے علاوہ بریں اہلکاران موضع پر فرض ہے کہ انعامدار کو مدد دیں وہ کارندگان گورنمنٹ کے ہیں اور کوئی اُجرت بابت اُس مدد کے جو وہ دیتے ہیں طلب نہیں کر سکتے ۔

جارڈین صاحب جسٹس :۔ بمقدمہ ہذا مُدعی جو انعامدار ایک بالکل منتقل شدہ موضع کا ہے گورنمنٹ سے ایک رقم کا دعویدار ہے جو اُس نے اہلکاران گانوں کو بطور اُجرت بابت اسکے کہ اُنہوں نے مُدعی کی آسامیوں سے روپیہ ابواب کا جو حسب ایکٹ بمبئی نمبر ۳ ۱۸۶۹ء دفعہ ۸ - فقرہ اخیر کے لگایا گیا تھا وصول کیا ادا کی تھی ۔

مسٹر مہتا نے جو منجانب مُدعی حاضر ہوئے یہ بحث کی ہے کہ یہ ابواب مطلقاً بذمہ انعامدار نہیں ہے لیکن ہماری رائے میں دفعات ۶ و ۷ - ایکٹ مذکور کی رو سے وہ اوّلاً کل جمع موضع پر اور اس طرح سے اراضی پر بطور ایک مواخذہ کے قائم کیا گیا ہے دفعہ ۸ میں یہ حکم ہے کہ یہ ابواب اُسی طور پر اور بموجب اُنہیں احکام قانون کے وصول کیا جائے جیسکہ معمولی مالگذاری وصول کیجاتی ہے حسب تعریف مندرجہ ریگولیشن نمبر ۱۷ ۱۸۲۷ء دفعہ ۳ و ایکٹ بمبئی نمبر ۱ ۱۸۶۵ء دفعہ ۲ ضمن (ب) اور ایکٹ بمبئی نمبر ۵ ۱۸۷۹ء دفعہ ۳ ضمن (۱۳) انعامدار ایک قابض اعلٰی ہے اور وہ بموجب ریگولیشن نمبر ۱۷ ۱۸۲۷ء دفعہ ۳ ۔ اور ایکٹ بمبئی نمبر ۵ ۱۸۷۹ء دفعہ ۱۳۶

(۱) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۴۷۳ ۔ (۲) صفحہ ۴۷۵ جلد ہذا ۔

۱۸۹۲ء

سکریٹری آف اسٹیٹ منہ بنام بلونت رامچندر ناتھ

کے وہ شخص ہے جو اولاً ذمہ وار ادائے مالگذاری اراضی کا ہوتا ہے۔ پس ہماری دانست میں دفعہ ۸ ایکٹ ۱۸۶۹ء کی رو سے اُس سے ابواب وصول کرنا جائز ہے اور ہم مقدمات زنگا بسابگدرے (۱) و رام تو کوجی بنام گوپال (۲) کا حوالہ دیتے ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ رائے عدالت ہذا سے منظور ہو چکی ہے۔

یہ بھی حجت کی گئی ہے کہ مدعی بہ حیثیت محض ایک شخص درمیانی از طرف گورنمنٹ کے مستحق اس کا ہے کہ اپنے اخراجات وصول ابواب کو حساب میں قائم کرے کوئی حکم قانون ایسا نہیں ہے جس سے اُسکو ایسا استحقاق ہو اور جبکہ وہ اولاً ذمہ وار ادا کرنے ابواب کا ہے تو ہمارے علم میں کوئی وجہ از روئے انصاف یا اور طرح پر ایسی نہیں ہے جس سے گورنمنٹ پر یہ بار عائد ہو کہ وہ اُس کو جو کچھ خرچ اُس کا خود اپنے فائدہ کے لئے اپنی آسامیوں سے زر ابواب وصول کرنے میں از روئے اجازت قانونی کے پڑے ادا کرے۔

بتائید حجت اول مسٹر مہتا نے یہ بحث کی کہ فقرہ اخیر دفعہ ۸ ایکٹ ۱۸۶۹ء سے جس میں الفاظ "وصول ابواب ہذا" واقع ہوئے ہیں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ اولاً ابواب کی ذمہ واری آسامیوں پر ہو اور فقرہ اول دفعہ ۸ متعلق وصول کرنے ابواب کے آسامیوں سے ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ فقرہ اول اُس ابواب سے متعلق ہے جو دفعہ ۶ و ۷ میں بیان کیا گیا ہے اور یہ ایک ایسا ابواب نہیں ہے جو کاشتکاران ذیلی سے قابل وصول ہو بلکہ کل جمع گانوں پر اور اس لئے اس مالک سے جو قابض اعلیٰ ہے قابل وصول ہے فقرہ اخیر دفعہ ۸ میں الفاظ "وصول ابواب ہذا" سے بحقیقت مراد "وصول ابواب مصرحہ دفعات ۶ و ۷" سے ہے ایکٹ مذکور میں دو قسم کے ابواب کا ذکر نہیں ہے اور صحیح طور پر کہا جاوے تو جو کچھ زمیندار اسامی سے وصول کرتا ہے وہ ابواب نہیں ہے۔

دوسری دلیل جو منجانب مدعی کی گئی ہے یہ ہے کہ انعامدار کو بوجہ دفعہ ۸ ایکٹ ۱۸۶۹ء کے اور بوجہ اس حکم دفعہ ۱۵ مجموعہ مالگذاری ۱۸۷۹ء کے کہ اسامیاں بذریعہ اہلکاران گانوں کے اور نہ اور طرح پر [illegible] یہ حق حاصل ہے کہ اسامیوں سے ابواب وصول کرنے میں اہلکاران گانوں سے [illegible] اجرت کے کام لے۔ اس بحث قانونی کی تجویز کرنے کی ہم کو ضرورت [illegible] کی صحیح ہے تو وہ اہلکاران گانوں

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد [illegible] (۲) [illegible] دفعہ [illegible] جلد [illegible]

سکرٹری آف اسٹیٹ ہند بنام بونت اپمنڈ نالو

کا مطالبہ ادا کرنے سے انکار کرسکتا تھا۔ نامبردگان فریق اس نالش کے نہیں ہیں اور کوئی حکم کلکٹر کا ہمکو نہیں دکھلایا گیا ہے اور نہ کوئی شہادت دکھائی گئی ہے کہ جس سے ہم یہ امر اخذ کرسکیں کہ اہلکاران گانوں کو روپیہ بوجہ جبر کلکٹر کے ادا کیا گیا تھا۔

بایں وجہ ہم ڈگری عدالت ضلع کو منسوخ کرتے ہیں اور دعوے مدعی معہ کل خرچہ نامنظور کرتے ہیں۔

ڈگری منسوخ کی گئی

صیغہ اپیل دیوانی

۲۵ جولائی ۱۸۹۲ء

باجلاس مسٹر جسٹس بیلی صاحب جسٹس ایکٹنگ چیف جسٹس و مسٹر جسٹس ... صاحب جسٹس

مہاداجی (ابتدائر مدعاعلیہ) اپیلانٹ بنام جوتی (ابتدائر مدعی) رسپانڈنٹ

رہن۔ سادہ رہن استغاثی حق نیلام کرنے جائداد کا۔ معاہدہ صریح واسطے ادا کرنے زر اصل کے قبضہ بعوض سود کے۔ نیلام واسطے وصول کرنے صرف زر اصل کے۔ تعبیر۔

محض رہن استغاثی سے حق نیلام کرنے جائداد مرہونہ کا حاصل نہیں ہوتا جبکہ معاہدہ صریح ادا کرنے زر اصل کا ہو اور راضی بعوض اسکے مکفول ہو تو منشاء فریقین کا یہ ہوتا ہے کہ جائداد نیلام کیجاوے ایسا معاہدہ ایک سادہ رہن استغاثی ہے اور اسکے ساتھ حق نیلام کرانے جائداد کا بحالت نہ ادا ہونے زر اصل کے ہوتا ہے۔

مرتہن جو مستحق قبضہ کا بعوض سود کے ہو اگر قبضہ نہ دے تو اسکا حق نسبت سود کے جاتا رہتا ہے اور وہ یہ استدعا نہیں کرسکتا کہ جائداد بوجہ نہ ادا ہونے سود کے نیلام کیجاوے کیونکہ جائداد صرف بعوض زر اصل کے مکفول ہوتی ہے۔

یہ اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ایم ایچ اسکاٹ صاحب ڈسٹرکٹ جج ستارہ کے ہے۔

مدعی نے ذات مدعاعلیہ سے اور بحالت اسکے نہ ادا کرنے کے جائداد مرہونہ سے مبلغ ...۱ (... اصل و ... سود) بابت رہن نامہ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۸۷۳ء کے جو بعبارت ذیل ہے دلا پانے کی استدعا کی۔

"دستاویز قرضہ ... ایہاگن بدی شک کے ۱۷۹۴ سال جوتش جسکا نام انگرا ہے۔ مطابق انگریزی سال ۱۸۷۳ء اس روز دستاویز تحریر کی جاتی ہے بنام دائن مسمی راجیشری جوتی بن راجو پاٹل یادو قوم مرہٹہ۔ پیشہ کاشتکاری × × × × × ساکن موضع پرادلے تعلقہ کراد حسب ذیل۔ میں نے آپ سے آج کے دن اصل مبلغ ... روپیہ پانچسو اسکہ گاورنمنٹ پائے ہیں نسبت سود مذکور کے میں نے پیداوار اپنی زمین (کی پیداوار) جو خاص میرے تصرف میں واقع

سنہ ۱۸۹۲ء

مہاداجی بنام جوتی

موضع پراولے × × × موسومہ سرکاری دسے وہی رچے نمبر پیمائش ۴۴ رتعدادی ۱ ایکڑ ۱۴ گنٹھ وسمل وجمعی لعہ ہے دی ہے جو حدی اُسکی یہ ہے × × × × پیداوار ارضی جو اندر چوحدی مذکور ہے میں نے باوائے سود مذکور دی ہے - اس لئے آپ سود زر مذکور کا پیداوار ارضی مذکور سے وصول کریں آپ ہی سب کچھ کریں (یعنی) ارضی مذکور پر محنت کریں اور کل پیداوار لیں - آپ جمع سرکاری ارضی مذکور کی ادا کریں اور سود وصول کریں - وعدہ (ادائے) روپیہ کا تاریخ دستاویز سے پانچسال کا ہے کہ جس کے اندر میں زر اصل عار ادا کردوں گا اور ارضی چھڑا لونگا - ارضی مذکور میں ایک کنواں ہے آپ اُس کنوئیں سے میرا حصہ پانی کا لیں اور ارضی مذکور میں فصل باغ پیدا کریں اگر بعد اُس تاریخ کے روپیہ غیر مودی رہے تو میں ارضی جبتک کہ میں روپیہ ادا نہ کروں آپ کے پاس رہنے دوں گا - میں کوئی عذر وغیرہ نہ کروں گا آپ ارضی مذکور کی مینڈوں اور نشانات سوانہ کی مرمت حسب قانون کرتے رہیں - جبتک کہ میں روپیہ ادا نہ کروں گا میں (آپکے) قبضہ ارضی میں مداخلت نہ کرونگا - یہ دستاویز میں نے ..... ضابطہ لکھدی ہے - تاریخ صدر - مجھہ مدیون نے مبلغ عار (پانچسو) مذکور سکہ سورت جو آج آپ نے مجھکو دئیے ہیں باضابطہ وصول پائے ہیں اور یہ رسید باضابطہ تحریر کردی ہے تاریخ صدر بقلم انتاجی بالکرشن وٹلے گاؤکر ساکن پراولے - ۲۷ مارچ سنہ ۱۸۷۳ء بقلم خود"۔

مُدعا علیہ نے تحریر دستاویز ہذا تسلیم کی لیکن عذر عدم ادائے زر اور تمادی کا کیا۔

سبارڈینیٹ جج نے یہ تجویز کی کہ روپیہ کا ادا کرنا ثابت نہیں ہوا اور دعوے کو نامنظور کیا۔

برطبق اپیل ڈسٹرکٹ جج نے یہ تجویز کی کہ روپیہ ادا کیا گیا تہا - پس حاکم موصوف نے ڈگری کو منسوخ کیا اور دعوے مُدعی کو ڈگری کیا۔

مُدعا علیہ نے اپیل دوم دائر کیا:-

لینگ (ایڈوکیٹ جنرل) بمعیت وشنو کرشن بھاٹو ویکل منجانب اپیلانٹ (مُدعا علیہ):- دستاویز رہن میں یہ شرط ہے کہ مُدعی جائداد پر قبضہ کرکے پانچسال تک قابض رہے اور آمدنی بجائے سود کے تصرف کرے لیکن چونکہ اُس نے قبضہ نہیں لیا لہذا جج نے ڈگری ذات مدعا علیہ پر صادر کی ہے - مدعی کی بنائے مخاصمت میں مقابلہ ذات مدعا علیہ صریحًا تمادی عارض ہے - کیونکہ نالش سنہ ۱۸۸۰ء سے پہلے دائر نہیں ہوئی علاوہ بریں عدالت ماتحت کا سود دلانا غلط ہے - بموجب شرط دستاویز کے مُدعی کو قبضہ لینا تہا اور بعوض سود کے آمدنی کو تصرف کرنا تہا اگر اُس نے قبضہ نہیں لیا تو اُس کو خود اپنی غفلت سے نقصان اُٹھانا چاہئے اور پہر جج نے یہ بھی غلطی کی کہ ڈگری واسطے نیلام جائداد کے صادر کی

سنہ ۹۲ء

مہادا جی بنام جوتی

معاملہ متنازعہ ایک رہن انتفاعی ہے جسکے ساتھ حق نیلام نہیں ہوتا۔ شیخ ادریس بنام عبدالرحمن (۱)*

[**کینڈی صاحب جسٹس**:۔ آپ نظیر اجلاس کامل مقدمہ موتی رام بنام وٹھی (۲) کو نظیر محولہ کے ساتھ کس طرح پر مطابق کرتے ہیں]۔

اُس مقدمہ میں جو رہن ہوا تھا وہ ایک سادہ رہن انتفاعی تھا منشا نسبت نیلام جائداد کہ خود دستاویز سے اخذ کرنا چاہئے اگر اُسمیں کوئی دعوے نیلام کا مندرج نہو تو نیلام نہیں ہو سکتا۔ دفعہ ۶۷ ایکٹ انتقال جائداد (نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کا یہی مضمون ہے۔ الفاظ دستاویز متنازعہ حسب ذیل ہیں "جب تک کہ میں روپیہ ادا کروں گا میں آپ کے قبضہ میں مداخلت نہ کروں گا" دستاویز میں کوئی امر ایسا مندرج نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ حق نیلام کا مرتہن کو دیا گیا تھا۔

فیروزشاہ ایم مہتا بمعیت گنیش کرشن وشمکھ منجانب رسپانڈنٹ (مدعی):۔ دستاویز متنازعہ ایک معمولی رہن نامہ ہے۔ سود میں پیداوار اراضی مکفول نہیں کی گئی تھی پیداوار کا محض بہ ادائے سود کے لینا قرار پایا تھا۔ نظیر مقدمہ شیخ ادریس بنام عبدالرحمن (۱) اس مقدمہ سے متعلق نہیں ہوتی کیونکہ اُس مقدمہ میں یہ شرط نہ تھی کہ راہن روپیہ ادا کرے۔ روپیہ جائداد مرہونہ سے وصول کرنا قرار پایا تھا۔ اس مقدمہ کی دستاویز میں یہ معاہدہ مندرج ہے کہ مدعا علیہ روپیہ بعد انقضائے پانچ سال کے ادا کریگا۔ رامیا بنام گرودا (۳) چونکہ رہن نامہ میں وعدہ ادا کرنے کا ہے تو اس سے مرتہن کو حق نالش نیلام کا حاصل ہوتا ہے جبکہ رہن انتفاعی میں معاہدہ ادا کرنے کا ہو جیسا کہ اس مقدمہ میں ہے تو وہ محض رہن انتفاعی نہیں رہتا اور اُس کے ساتھ حق نیلام ہوتا ہے درحالیکہ روپیہ میعاد معینہ کے اندر ادا نہ ہو۔ کتاب میکفرسن صاحب دربارہ رہن صفحہ ۱۱۔ بوجہ اس کے کہ مدعی نے قبضہ اراضی کا نہیں لیا مدعا علیہ نے صرف پیداوار اُسکا تصرف ہی نہیں کیا بلکہ مزید برآں فائدہ قرضہ پانسو روپیہ کا بھی اُٹھایا ہے۔ پس ہم مستحق پانے سود کے ہیں*

(۱) انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۳۰۳*

(۲) " " جلد ۱۳ صفحہ ۹۰*

(۳) " مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۲*

۱۸۹۳ء

بہاوداجی بنام جوتی

کینڈی صاحب جسٹس :- ڈگری بمقابلہ ذات مدعا علیہ کے ناقص تہی اور منسوخ ہونی چاہیئے ۔

یہ بہی حجت کی گئی ہے کہ بموجب دستاویز کے مرتہن کو حق اس استدعا کا نہ تہا کہ بحالت عدم ادا اراضی نیلام کیجاوے لیکن یہ بات اس طرح پر نہیں ہے کہ یہ محض ایک رہن انتفاعی نہ تہا کہ جس سے حق نیلام کرانے جائداد کا حاصل نہیں ہوتا ایک معاہدہ صریح ادا کرنے اصل کا تہا اور اراضی اُسمیں مکفول تہی۔ پس ہم یہ نہیں اخذ کر سکتے کہ منشا فریقین کا یہ تہا کہ جائداد نیلام نہ کی جاوے یہ ایک سادہ رہن انتفاعی تہا جس کے ساتہہ حق نیلام کرانے جائداد کا بحالت نہ ادا ہونے زر اصل کے تہا ۔

مُدعی کے وکیل کی یہ بہی استدعا ہے کہ جائداد بوجہ نہ ادا ہونے سود کے نیلام کی جاوے یہ دعوے ناقص ہے کیونکہ مُدعی مستحق قبضہ کا بعوض سود کے تہا اور اگر اُس نے قبضہ حاصل کرنے کی تکلیف نہ کی تو اُس کا حق سود کا جاتا رہا۔ اراضی اصل میں مکفول تہی۔ ڈگری ترمیم ہونی چاہیئے اور یہ فیصلہ صادر ہونا چاہیئے کہ ۔۔۔ تین ماہ کے اندر ادا کئے جاویں اور نہ ۔۔۔ اراضی نیلام کیجاوے کل خرچہ رسدی عائد کیا جاوے ۔

ڈگری ترمیم کی گئی

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس جارڈین صاحب جسٹس و ٹیلنگ صاحب جسٹس ۔

بہگوان (ابتدائً مدعی) اپیلانٹ بنام کیسر کبہرجی (ابتدائً مدعا علیہ) رسپانڈنٹ ٭

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۷۴- تجویز عدالت اپیل - وجوہ فیصلہ تحریر ہونی چاہئیں ۔

دفعہ ۵۷۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) حکمی ہے اور بموجب اُس کے عدالت اپیل کو وجوہ اپنے فیصلہ کی تحریر کرنا لازم ہے ۔

ایکٹ عدالت اپیل نے حسب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) چند تنقیحات قائم کرکے واسطے تجویز عدالت ابتدائی کے اُن کو ارسال کیا۔ تجویز کے واپس آنے پر چونکہ کسی فریق نے کوئی عذرات داخل نہیں کیئے ،

٭ اپیل دوم نمبر ۹۸ ۱۸۹۳ء ۔

بہگوان
بنام
کیسر گوبیری

لہذا عدالت اپیل نے اس تجویز کو منظور کیا مگر وجوہ اُس کے منظور کرنے کی تحریر نہیں کیں اور اپنی تجویز میں یہ بہی نہیں تحریر کیا کہ آیا اُس کو اُس تجویز سے اتفاق تہایا نہیں اور ڈگری عدالت ابتدائی کو بحال رکہا ؞

تجویز ہوا کہ تجویز عدالت اپیل کی ایک تجویز حسب قانون نہ تہی ؞

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ڈی ہملٹن صاحب قائمقام ڈسٹرکٹ جج سورت متعلقہ اپیل نمبر ۲۲ ۱۸۷۹ء رجسٹر عدالت ضلع ؞

مُدعیان نے نالش واسطے دلاپانے پنجمی حصہ ایک کہیت کے اس بیان سے کی کہ اُنہوں نے اس حصہ کہیت کو مسمی کلیان جوگی سے خرید کیا تہا جس نے اُس کو بہولالال بہائی سے وراثتاً پایا تہا ؞

جج ماتحت نے دعوے مُدعی کا ڈسمس کیا ؞

بر طبق اپیل جج ضلع نے تنقیحات ذیل قائم کیں ؞

(۱) بہولالال بہائی کا پنجمی حصہ کہیت متنازعہ میں تہا یا نہیں ؟

(۲) کلیان جوگی نے یہ پنجمی حصہ بہولا سے بذریعہ وراثت یا ہبہ حاصل کیا یا نہیں ؟

ڈسٹرکٹ جج کی یہ رائے ہوئی کہ مُدعیان کو چند گواہان کا اظہار کرانے کی اجازت دیجاوے کہ جنکا نام وہ اپنی درخواست میں پہلے بیان کر چکے تہے ۔ لہذا حاکم موصوف نے مقدمہ کو واپس کیا ۔ اس غرض سے کہ ان گواہوں کا اظہار لیکر عدالت بسبب تنقیحات مذکور الصدر تجویز تحریر کرے ؞

سبارڈینیٹ جج نے ہر دو تنقیحات کی تجویز نفی میں تحریر کی ؞

بر طبق واپس آنے اُس تجویز کے اپیل پہر سماعت کیا گیا ؞

کسی جانب سے کوئی عذرات نسبت تجویز مذکور کے داخل نہیں ہوئے لہذا ڈسٹرکٹ جج نے ڈگری عدالت ماتحت کو بحال رکہا مگر کوئی وجوہ اپنے فیصلہ کی تحریر نہیں کیں ؞

اسپر مُدعیان نے ہائیکورٹ میں اپیل دوم دائر کیا ؞

گوردہن رام ایم ترپاٹھی منجانب اپیلانٹان :۔ ڈسٹرکٹ جج کی تجویز حسب قانون نہیں ہے ۔ کوئی وجوہ فیصلہ کی اُنہوں نے تحریر نہیں کیں بموجب دفعہ ۵۷۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جج کو اپنے فیصلہ کی وجوہ تحریر کرنا لازم ہے

سنہ ۹۲ء

بھگوان بنام کیسر گو بیرجی

امید علی بنام سلیمہ بی بی (۱) ممتاز بیگم بنام فتح حسین (۲)۔

موتی لال ایم منشی منجانب رسپانڈنٹ:۔ کسی فریق نے عدالت مرافعہ اولی کی تجویز کی نسبت اعتراض نہیں کیا لہذا عدالت اپیل ماتحت کا اُس تجویز کو منظور کرنا اور ڈگری کو بحال رکہنا درست تہا۔

جارڈین صاحب جسٹس:۔ ڈسٹرکٹ جج نے حسب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی تنقیحات واقعاتی قائم کرکے اُن کو واسطے تجویز عدالت ابتدائی کے ارسال کیا برطبق واپس آنے تجویز کے ڈسٹرکٹ جج نے اپیلانٹ حال کی اس حجت کو کہ سبارڈینیٹ جج نے چند گواہوں کی شہادت لینے سے بیجا طور پر انکار کیا تہا نامنظور کیا۔ مگر یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ کوئی یادداشت عذرات کی حسب دفعہ ۵۶۷ داخل ہوئی تہی یا کوئی عذر زبانی بوقت پیشی نسبت تجویز مذکور کے اس بیان سے کیا گیا تہا کہ تجویز مذکور از روئے شہادت موجودہ مسل کے جائز نہ تہی۔ سبارڈینیٹ جج نے چپ چاپ اس تجویز کو منظور کر لیا اور کوئی وجوہ ایسا کرنے کی تحریر نہیں کیں اور اپنی تجویز میں یہ بہی تحریر نہیں کیا کہ اُن کو تجویز مذکور سے اتفاق تہا یا نہیں۔

ہمارے روبرو بتائید اس اپیل کے صرف یہ بحث کی گئی ہے کہ دفعہ ۵۷۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی حکمی ہے اور اُسکی روسے ڈسٹرکٹ جج کو نسبت اُن تنقیحات کے جو عدالت ابتدائی میں حسب دفعہ ۵۶۶ ارسال کیگئی تہیں اپنا فیصلہ اور اُسکی وجوہ تحریر کرنے ضروری تہے بتائید اس حجت کے مقدمات امید علی بنام سلیمہ بی بی (۱) و ممتاز بیگم بنام فتح حسین (۲) کا حوالہ دیا گیا ہے اس امر کا فیصلہ اس ہائیکورٹ سے ہونا پایا نہیں جاتا لیکن ہماری یہ رائے ہے کہ ان مقدمات میں تعبیر مجموعہ کی صحیح طور پر کیگئی ہے۔ دفعہ ۵۶۷ میں یہ حکم ہے کہ عدالت اپیل ماتحت کارروائی تجویز اپیل کی کرے۔ دفعہ ۵۷۱ میں یہ حکم ہے کہ وہ تجویز صادر کرے اور دفعہ ۵۷۴ اس امر کی نسبت حکمی ہے کہ اُس تجویز میں کیا ہونا چاہیے۔

پس ہم ڈگری عدالت ضلع کو منسوخ کرتے ہیں اور اپیل کو اُس عدالت میں واپس کرتے ہیں اس غرض سے کہ وہ حسب قانون تجویز تحریر کرے اور اُسکی بنا پر ڈگری صادر کرے۔ اندریں حالات ہم یہ ہدایت کرتے ہیں کہ فریقین اپنا اپنا خرچہ اس عدالت کا ادا کریں۔

ڈگری منسوخ ہوئی اور مقدمہ واپس کیا گیا

---

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۳۸۳۔

(۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۳۹۲۔

سنہ ۹۱ء

۱۸ و ۱۹ و ۲۴ و ۲۵ جون و یکم جولائی سنہ ۱۸۹۱ء
۱۹ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء

پریوی کونسل

باجلاس لارڈ ہابہوس صاحب لارڈ میکناٹن صاحب لارڈ مین صاحب لارڈ شانڈ صاحب سر آر کوچ صاحب

شیخ سلطان ثانی اپیلانٹ و شیخ عظیم الدین رسپانڈنٹ

و بذریعہ حق بس ماندگی

شیخ سلطان ثانی اپیلانٹ و بیگم بی کوم عظیم الدین وغیرہ رسپانڈنٹان

[برطبق اپیل بناراضی تجویز جناب گورنر بہادر اجلاس کونسل بمبئی بطور عدالت اپیل حسب ریگولیشن ۱۸۲۷ء]

ضبطی منجانب سرکار اُن علاقجات کی جو بصیغہ انتظام ملکی قبضہ میں تہے۔ ملی ہوئی حقیت سرانجام وانعام کی جو اسطور پر مقبوضہ تہی۔ عدالتہائے دیوانی کا عدم اختیار۔

اُن عہد و پیمان کی رو سے جو بذریعہ عہد نامہ فیما بین برٹش گورنمنٹ و راجہ ستارا سنہ ۱۸۱۹ء میں ہوئے اور اُن شرائط کی رو سے جو متعلق جاگیرداران ستارا کے ساتھ سنہ ۱۸۲۰ء میں جداگانہ مقرر ہوئیں کوئی زیادہ استقلال قبضہ کا بہ نسبت اُسکے جو بیشتر اشخاص آخر الذکر کو مرہٹوں کی حکومت میں حاصل تہا اور اُنکی جاگیریں گورنمنٹ کی مرضی پر قابل ضبطی رہیں نہیں دیا گیا تہا۔

یہ سوال کہ سرانجام یا جاگیر بعد وفات شخص قابض کے کس کو عطا کیجا دیگی ایک ایسا سوال ہے جو تنہا گورنمنٹ سے متعلق ہے اور جسکی تجویز ملکی خیالات پر کیجانی چاہئے اور کسی عدالت قانونی کو اُس فیصلہ کی نسبت تجویز ثانی کرنیکا اختیار نہیں ہے۔

انعام دیہات و اراضیات مع مقاصا جو اصل ایک سرانجام میں جو عہد مرہٹوں میں فوج کی پرورش کے لئے عطا کیا گیا تہا۔ بعد سنہ ۱۸۱۸ء کے جبکہ حکومت پیشوا کی جاتی رہی بطور ایک جاگیر دار ذاتی رخوجی کے رہی جس سے حقیت ملی ہوئی سرانجام وانعام کی قایم ہوئی بعہد سلطنت برطانیہ قبضہ پولیٹکل رہا اور اس بارہ میں کوئی فرق درمیان سرانجام کے نہیں کیا جا سکتا ہے کہ کل حقیت اُس شخص کو جسکو سرکار انپر اختیار سے بوجوہ پولیٹکل بطور معطی کے تسلیم کرے بغیر مجاز ہو کسی عدالت قانونی کے فیصلہ حاکم مال مصدرہ ساتھ کر یہ اعتراض کہ منتقل ہو گئی۔

اپیل بناراضی تجویز مورخہ ۲۸ اپریل سنہ ۱۸۸۷ء صاحب گورنر بمبئی اجلاس کونسل بطور عدالت اپیل حسب ریگولیشن ۵ سنہ ۱۸۲۷ء جسکی رو سے تجویز (۸ جون سنہ ۱۸۸۶ء) عدالت ایجنٹ سرداران دکن و خاندیس کی تبدیل کیگئی۔

مدعی (اپیلانٹ حال) اپنے آپ کو شیخ خان محمد وقار کا جو ۳۱ دسمبر سنہ ۱۸۶۲ء کو فوت ہوا اور جو ایک جاگیر دار و سردار درجہ دوم فہرست ایجنٹ سرداران تہا بیان کرتا ہے مدعا علیہ شیخ عظیم الدین ولد عبد الرزاق پسر خنر

۱۸۹۲ء

شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ عظیم الدین

برادر مسمی عبدالقادر سردار متذکرہ بالا کا ہی عبدالقادر اس پسرزادہ کو بطور ایک بنی پسر تبنی کے گود لینے کے بعد سنہ ۱۸۲۳ء میں فوت ہوگیا منتظمان حقیت یعنی راؤ بہادر گوپال ہری دیشمکھ گنیش ونکر جوشی منجانب عظیم الدین کارروائیات سابق میں حاضر ہوئے اور اسکی وفات پر یہ اپیل بمقابلہ دیگر رسپانڈنٹان متذکرہ صدر از سر نو دائر کیا گیا۔

اصل سوال یہ ہے کہ آیا حقیت ہای سرنجام والنعام جنکی نسبت دعوی بطور حصہ ورثہ کے دائر کیا گیا ہے اور وہ جائداد جو مملوکہ متوفی شیخ خان محمد کی ہے پولیٹیکل حقیت ہیں یا نہیں جنکی بابت وراثت کی تجویز صرف گورنمنٹ اپنی مرضی پر علیحدہ کسی اختیار عدالتہای دیوانی سے کرسکتی ہے۔ اخیر صدی میں جبکہ منجانب خاندان کے جسمیں شیخ خان محمد قادر داخل تھا شیخ میراں حاضر ہوا جو اسوقت راجہ ستارا کیخدمت میں تھا عطیات انعام و مقاصدا و سرانجام شیخ میراں کو دیئے گئے تھے جنمیں دیہات واقع ستارا و پونا و خاندیس شامل تھے اور انمیں سے بعض حقیتیں وہی ہیں جو متدعویہ حال ہیں اُن جاگیروں کو مرہٹہ فرمانرواسے بنام پسر متبنی شیخ میراں کے بدستور قایم رکھا جسکا وارث اُسکا پسر شیخ میراں دوم ۱۸۰۵ء میں ہوا تھا بعد اختتام تنازعات ۱۸۱۸ء کے عہدنامہ مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۸۱۹ء کی رو سے قبضہ شخص آخرالذکر کا اطمینان کردیا گیا تھا اور وہ علاوہ بریں منجملہ اُن جاگیرداروں کے ایک جاگیردار تھا جنکے ساتھ عہد و پیمان علیحدہ گورنمنٹ نے سنہ ۱۸۲۰ء میں کیا تھا وہ سنہ ۱۸۲۸ء میں دو پسران چھوڑکر فوت ہوا جن میں سے شیخ خان محمد متذکرہ بالا جو ۱۸۷۲ء میں فوت ہوگیا بڑا تھا اور شیخ عبدالقادر متذکرہ بالا جو ۱۸۷۳ء میں فوت ہوگیا چھوٹا تھا دسمبر ۱۸۳۶ء میں سلطان ثانی اپیلانٹ پیدا ہوا اور اسکی پیدائش سے شیخ خان محمد کی وفات موقوعہ ۱۸۷۲ء تک اُسکو خان محمد نے اپنا پسر ناجائز تسلیم کیا تھا مگر ساوی طور پر یہ بھی ایک امر واقعہ ہے کہ ۱۸۵۷ء میں پیدائش سلطان ثانی کی نسبت ایک جوڈیشل تحقیقات کیگئی تھی اور یہ فیصلہ ہوا تھا کہ وہ پسر شیخ یا اُسکی زوجہ کا نہیں تھا بلکہ ایک ایسا طفل تھا جو بروئے انتظام اُس وقت تبدیل کردیا گیا جبکہ وہ خاندان کی ایک خادمہ سے پیدا ہوا تھا۔ اس فیصلہ کو گورنر اجلاس کونسل و گورنمنٹ ملکہ معظمہ نے درست تسلیم کیا تھا اور اسلئے یہہ تجویز کیگئی تھی کہ خان محمد کا سرانجام اُسکی وفات پر ضبط کیا جائے۔

سنہ ۱۸۹۲ء

شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ عظیم الدین

جب شیخ خان محمد فوت ہوگیا تو گورنمنٹ نے ۲۳ - اکتوبر سنہ ۱۸۷۳ء کو ایجنٹ سرداران کو
جوڈیشل طور پر اور بعد اطلاع دعاعلیہ کے تحقیقات کرنے کا حکم دیا کہ آیا شیخ عظیم الدین جانشین
جائز افسر خاندان قرار دیا جاوے خواہ بذریعہ تبنیت خواہ بذریعہ پیدائش کے تھا ایجنٹ نے یہ
رپورٹ کی کہ مسلمانان دکن کے درمیان کوئی رواج دربارہ تبنیت کے ثابت نہیں کیا گیا
تھا مگر عبدالقادر نے قبل از وفات خود موقوعہ سنہ ۱۸۶۹ء کے ایک دستاویز بدین نیت
تحریر کی کہ شیخ عظیم الدین میرا وارث ہو ایجنٹ نے شیخ میراں کے ایک پسر سنہ ۱۸۴۴ء
میں متبنی کرنیکا بھی ذکر کیا گورنمنٹ نے ۲۷ مارچ سنہ ۱۸۷۴ء کو یہ قرار دیا کہ کافی وجوہ شیخ
عظیم الدین کو بطور سردار خاندان تسلیم کرنے کے لئے موجود ہیں اور اسکے نام سرانجام
جاری رہنا چاہیئے اسکو سکرٹری اسٹیٹ ہند نے ۱۰ جون سنہ ۱۸۷۴ء کو بحال رکھا حصہ
انعام حقیت خاندان کا بعد وفات خان محمد کے کلکٹر ستارا کے ہاتھ میں رہا ہے
جنہوں نے اسکا انتظام کیا اور نسبت اسکے "حاکم بندوبست انتقال" کی رائے طلب
کیگئی تھی - انہوں نے ۶ - اکتوبر سنہ ۱۸۷۶ء کو بدین مضمون رائے دی کہ "چونکہ کل حقیت
مسلم از روئے صلحنامہ ۳ جولائی سنہ ۱۸۲۰ء کے واپس دیگئی لہذا وہ بطور ایک حقیت
محفوظہ کے عظیم الدین کو بحیثیت سردار خاندان کے بدستور قابل قایم رکھنے" کے ہے
گورنمنٹ نے ۶ نومبر سنہ ۱۸۷۶ء کو یہ تجویز کی کہ اسکی تعمیل کیجاوے حقیت کے سرانجام و انعام
بعد ازاں سپرد مدعاعلیہ کیگئیں جسکو منتظمان مذکور الصدر نے جائداد خانگی محمد خان متوفی
سپرد کردی اسکی رپورٹ گورنمنٹ کو کلکٹر ستارا نے ۷ فروری سنہ ۱۸۷۷ء کو کی -
۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۳ء کو ایک سارٹیفیکٹ بموجب دفعہ ۶ - ایکٹ پنشن نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۷۱ء
کے گورنمنٹ نے عطا کیا تھا جسکی رو سے مدعی کارروائیات حال کرسکے جن کے
شروع کرنیکی کوشش اس نے بطور مفلس کے یکم نومبر سنہ ۱۸۸۴ء کو کی لیکن ۵ جون
سنہ ۱۸۸۵ء کو اس نے رسوم عدالت ادا کی اور نالش جس کا تعین مالیت مبلغ ۳ لاکھ
روپیہ کیا گیا تھا واسطے قبضہ (اول) چار حصص اراضی انعام اور دو قطعات
اراضی میراثی تعلقہ وائی واقع ضلع ستارا (دوم) واسطے آمدنی مقاصد عمل
و سرانجام دیہات واقع اضلاع مختلف دکن خاندیس (سوم)
واسطے اراضیات انعام و میراثی ضلع خاندیس

۱۸۹۲ء
شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ عظیم الدین

جنکے لگان از روئے حکم حکام مدعی سے چہین لئے گئے اور (چہارم) واسطے اراضیات دیوستہان کے جو جائداد بطوالت چار فہرست ہائے میں مطابق صدر کے بیان کیگئی تہی مدعی نے استقرار حق و حکم امتناعی و زر واصلات کا دعوی بطور پسر و وارث و نیز بطور موصی لہ کے از روی وصیت نامہ خان محمد نوشتہ ۲۹ ستمبر ۱۸۶۶ء کے کیا تہا۔

انتقال وصیت غیر متنازعہ ہے مگر جوابدہی مختصراً یہ ہے کہ مدعی پسر شیخ خان محمد نہیں ہے نیز یہ بہی اصرار کیا ہے کہ گورنمنٹ رزولیشن مورخہ ۲۷ مارچ ۱۸۷۴ء جو ۱۸ جون ۱۸۷۴ء کو بحال رکہا گیا تہا نسبت سرانجام و دیگر رزولیوشن مورخہ ۶ نومبر ۱۸۷۶ء نسبت اراضیات انعام کی رو سے مدعا علیہ کو استحقاق دیا گیا تہا جس سے وہ کسی عدالت دیوانی کے حکم سے محروم نہیں کیا جاسکتا ہے امور تنقیح طلب کی رو سے وہ بحثیں پیش کیگئیں جو اس جوابدہی سے ظاہر ہیں۔

ایجنٹ سرداران نے شہادت پر یہ تجویز کی کہ دعویدار صرف اکلوتا بیٹا محمد خان کا ہے اور بدیں حیثیت اُسکی کل جائداد میں حصہ لینے کا مستحق ہے جسکی نسبت عدالت مجاز ڈگری صادر کرنے کی ہے اُنہوں نے خیال کیا کہ وہ بجز سرانجاموں کے کل جائداد کی نسبت ڈگری دینے کی مجاز ہے اُنکی نسبت اُنہوں نے یہ تجویز کی کہ وہ بالکل مرضی گورنمنٹ پر منحصر ہیں نسبت باقی جائداد بشمول انعامات کے اُنہوں نے بحق مدعی ڈگری اُس حصہ جائداد کی صادر کی جسکا وہ از روئے شرع محمدی کے بطور پسر واحد کے مستحق ہوتا ہے زر واصلات اس بناء پر نہیں دلایا گیا کہ چونکہ مدعا علیہ کو قبضہ گورنمنٹ نے دلایا تہا اسلئے اُسکا قبضہ بیجا نہیں تہا ہر دو فریق نے اپیل بروئے ریگولیشن ۲۹ ۱۸۲۷ء کی بحضور گورنر اجلاس کونسل کے پیش کیا جو از روئے قانون مذکور کے عدالت اپیل عدالت ایجنٹ سے قائم کیا گیا تہا گورنر اجلاس کونسل کا یہ اطمینان نہیں ہوا کہ مدعی پسر صحیح النسب خان محمد کا ہے اور فیصلہ ایجنٹ کا اس بناء پر منسوخ کیا گیا تہا۔

جہانتک کہ تجویز اس رپورٹ کے لئے اہم ہے حسب ذیل ہے۔ بعد بیان واقعات کے گورنر صاحب بہادر اجلاس کونسل نے اسطرح بیان کرنا شروع کیا۔

"یہ لازم آتا ہے کہ سلطان ثانی کسی جائداد کا بطور وارث کے جانشین ہونیکا مستحق نہیں ہے مگر خان محمد نے ایک وصیت نامہ بحق سلطان ثانی تحریر کیا

اور چونکہ وہ بطور ایک اجنبی شخص کے خیال کیا جانا چاہیئے لہذا یہ وصیت اگرچہ وہ
بغیر رضامندی وارثان کے کیگئی ہے بقدر ایک ثلث اُس جائداد کے جایز ہے
جسپر خان محمد اور نہ گورنمنٹ کا اختیار ہے۔

"جزو کثیر جائداد جو شے متنازعہ نالش ہے مورثان خان محمد کے قبضہ میں ازروئے
عطیات زمانہ سابق کے تہا جو داخل عطیہ مکرر ازروئے اقرارنامہ باہمی شیخ میراں
وقار مورخہ ۳ جولائی ۱۸۲۰ء کے ہوا تہا جو صفحہ ۳۷۷ جلد ۴ رسالجات ایچیسن صاحب
(طبع ۱۸۷۶ء) میں پایا جائیگا۔ اس اقرارنامہ کی روسے "جاگیرین وغیرہ" شیخ میراں کو
واپس دیگئی تہیں اور دیہات انعام وطن و دیگر وظائف اُسکے نام جاری رکہے گئے
تہے خان محمد کی وفات پر گورنمنٹ نے مطابق فیصلہ کے جسکا حوالہ دیا جاچکا ہے جاگیر یا سرانجام کو
ضبط کرلیا اور تہوڑے عرصہ بعد اُسکو مدعاعلیہ عظیم الدین کو پہر عطا کیا اسمیں کسی قسم کا شک
نہیں ہے کہ سرکار کو پورا استحقاق ایسا کرنے کا ہے اور اُسکی کارروائی پر اعتراض نہیں
کیا جاسکتا ہے یہ ایک قاعدہ مقررہ ہے کہ سرکار جاگیریں یا سرانجام جسوقت اُسکی خوشی
ہو ضبط کرے اور عدالت دیوانی ایسی کارروائی پر اعتراض نہیں کرسکتی ہے اسلیئے
اگر ضبطی سرانجام کی بالکل نامناسب بہی ہو ... ہم جائز نہو گی مگر بلاشک کوئی ضبطی
زیادہ مناسب بہ نسبت ایسی ضبطی کے نہیں ہو ... ہے جو بطور سزا کے سرانجام دار کے
اسوجہ سے کیگئی ہو کہ اُس نے بذریعہ پیش کرنے ایک پسر مصنوعی بطور اپنے وارث کے سرکار
کو دہوکا دیا اسکی نسبت مشکل سی بحث کیگئی ہے اور بحث وکلا خاصکر اس اعتراض کی نسبت
ہے کہ آیا ضبط کرنا اور عظیم الدین کو انعام کا مکرر عطا کرنا جیساکہ وہ سرانجام سے میز کیا گیا ہے
بطور ایک ایسے فعل کے قائم رکہا جاسکتا ہے کہ جو قانوناً گورنمنٹ کے اختیار میں ہے۔
واضح ہو کہ اسناد سابق سے بلاشک یہ معلوم ہوتا ہے کہ انعامات اول کسیقدر مختلف
طریق پر سرانجام سے قبضہ میں تہیں اُنکی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ وہ واسطے نان و نفقہ اور
بطور انعام واسطے خدمت گذشتہ کے نہ چندان بشرط خدمت آیندہ کے عطا کیگئی تہیں
یہی فرق شاید اقرارنامہ ۳ جولائی ۱۸۲۰ء میں مدنظر ہو گو وہ بہت صاف نہیں ہے یہ بہی ظاہر
ہے کہ بعد اسکے کہ سرانجام کا ضبط کرنا تجویز کیا گیا تہا سرکار کا کچہہ عرصہ تک ضبطی انعام کا
منشا نہیں تہا مگر کسیقدر یہ منشا تہا کہ کل دعاوی انعام کی بابت بتجویز معمولی طریق بریداد عدالت دیوانی کرے

۱۸۹۲ء

شیخ سالار الدین
بنام
شیخ عظیم الدین

لیکن سنہ ۱۸۷۶ء میں جو ریزولیوشن انعام کے ضبط کرنیکی بابت اور اسکو عظیم الدین کو مکرر عطا کرنے کی بابت حکمی تجویز کی اور بحث یہ نہیں ہے کہ آیا یہ تجویز مطابق الصحت عمل آئی حاکمان سرکار کے یا مطابق اسکے خاص خیالات اور آراے سابق کے ہے بلکہ بحث یہ ہے کہ آیا ملکی کارروائی مطابق ان اختیارات کے ہے جو اسکو قانوناً دیئے گئے ہیں واضح ہو کہ احکام متضمن باب قاعدہ ۱۰ ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۵۲ء و نیز ضمن ۲ دفعہ ۱۶ ایکٹ بمبئی نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۳ء و نیز ضمن ۲ دفعہ ۲ ریگولیشن بمبئی نمبر ۲ سنہ ۱۸۲۷ء پر غور کرنے سے جناب گورنر صاحب اجلاس کونسل کی رائے میں یہ تجویز ہونی چاہئے کہ سرکار کو بربنائے پولیٹیکل خیالات کسی جایداد کے ضبط کرنیکا اختیار ہے جو بصیغہ پولیٹیکل قبضہ میں ہو اور ہر ایک حالت میں یہہ تجویز کرنا سرکار کے واسطے فرض ہے کہ آیا نوعیت قبضہ پولیٹیکل ہے - چونکہ یہ اسطور پر ہے لہذا سوال یہ ہے کہ آیا سرکار نے سنہ ۱۸۷۶ء میں انعامات خاندان وقار کو اس بنا پر ضبط کیا کہ وہ بصیغہ پولیٹیکل قبضہ میں تھے واضح ہو کہ فیصلہ گورنمنٹ کا اُنکے رزولیوشن نمبر ۶۸۳۶ مورخہ ۶ نومبر سنہ ۱۸۷۶ء میں مندرج ہے جسکی تمہید میں ایک یادداشت حاکم بندوبست انتقال کی درج ہے جسمیں اسکی یہ رائے ہے کہ چونکہ سرکار نے تبنیت (یعنی عظیم الدین کی) منظور کرلی ہے اسلیئے کل حقیت مسلم و سرانجام و انعام جو بعد لڑائی بروی صلحنامہ مورخہ ۳ جولائی سنہ ۱۸۱۲ء واپس دیگئی بطور حقیت ذمہ داری کے پسر متبنی کو بحیثیت سردار خاندان قایم رکھے جانیکے قابل ہے اور حسابات میں اسکی مطابق مثل کل دیگر حقیت ہاے صلحنامہ ملی ہوئی سرانجام و انعام کے درج ہونی چاہئیے" اور بعدازاں رزولیوشن بعبارت ذیل صادر کیا گیا ہے:- "بیانات حاکم بندوبست انتقال کے پسند فرمائے گئے ہیں اور انکی تعمیل کیجائے" پس سرکار نے رائے حاکم بندوبست انتقال کی اختیار کی اور وہ رائے صاف طور پر یہ ہے کہ بروئے عبارت صلحنامہ سنہ ۱۸۱۲ء و دیگر صلحنامجات ہمشکل کے کل حقیت ملی ہوئی سرانجام و انعام کی اُس نوعیت ملکی قبضہ میں ہوتی ہے اور وہ اُس شخص کو مسلم کو پہنچنی چاہئیے جس کو سرکار بطور سردار خاندان کے تسلیم کرے یہ رائے صحیح ہو یا غلط (اور عبارت صلحنامہ ۳ جولائی سنہ ۱۸۱۲ء کے ملاحظہ کرنیسے جناب گورنر صاحب اجلاس کونسل کو یہ کہنا مشکل معلوم ہوگا کہ وہ غلط ہے) مگر بہرحال چونکہ اسکو سرکار نے بطور وجہ اپنی کارروائی کے اختیار کیا تھا اسلیئے کسی عدالت کو یہ جائز نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اُسپر اعتراض کرے -

سنہ ۱۸۹۲ء
شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ عظیم الدین

"دوسری وجہ جسپر ضبط کرنا والنعام کا مکرر عطا کیا جانا بخوبی جائز ہو سکتا ہے کہ یہ ہے کہ صلحنامہ مورخہ ۳ جولائی سنہ ۱۸۲۰ء کی جسکی روسے جائداد انعام قبضہ میں تہی ایسی تعبیر نہیں کیجا سکتی ہے کہ وہ ایک عطیہ شیخ میراں کو اسکی خاص زندگی سے زیادہ کیواسطے تہا یہ درست ہے کہ سنہ ۱۸۴۲ء میں سرانجام حکم عدالت ڈائرکٹران کی ... کی کردیا گیا تہا مگر انعام کی بابت کچہہ نہیں کہا گیا تہا یہ بظاہر لازم آتا ہے کہ اگر جائداد انعام اُس حکم میں شامل تہی تو وہ بطور سرانجام کے تصور کیگئی تہی اور اُنہیں واقعات میں شامل تہی درحالیکہ اگر وہ شامل نہ تہی تو وہ کبہی موروثی نہیں کیگئی ہے اور سرکار کو پورا استحقاق اسکے ضبط کرنے کا حاصل ہے۔ ہر دو صورتوں میں استحقاق عظیم غیر قابل اعتراض ہے۔ یہ لازم آتا ہے کہ کل دعاوی جو نالش ہذا اور نالشات متعلقہ میں نسبت حصہ حقیت بارے سرانجام وانعام کے کئے گئے ہیں جو از روئے اقرارنامہ مورخہ ۳ جولائی سنہ ۱۸۲۰ء کے عطا کیگئی تہیں نامنظور کئے جاویں"۔

بعدازان جناب گورنر صاحب باجلاس کونسل نے دعوی جائداد خانگی خان محمد بلحاظ کیا اور یہ تجویز کی کہ نسبت جزو اس جائداد کے نالش حال میں تمادی عارض ہے عبارت ذیل اُس سے متعلق ہے جو دلایا گیا تہا اور جائداد ... امر کی خیال کیگئی تہی یعنے اول وہ جو خان محمد کے قبضہ میں تہی یا اُسکے پاس امانتاً بوقت تاریخ اُسکی وفات کے تہی اور دوم وہ جبکا وہ وارثاً بوقت وفات عبد القادر مستحق تہا۔ بعدازان تجویز اس طرح پر تہی۔ "فہرستہای جنپر نشان (الف) و (ب) و (ج) کئے ہوئے ہیں مشمولہ عرضی دعوی ہیں جائداد مندرجہ فہرست (الف) مدعا علیہ کے قبضہ میں ہے اور مدعی قبضہ دلا پانے کے واسطے نالش کرتا ہے سنہ ۱۸۷۶ء تک یہ جائداد (علاوہ سرانجام کے) سرکار نے واسطے فائدہ وارثان خان محمد و عبد القادر و بالآخر اُنکے وارثان کے قرق رکہی کوئی قبضہ مخالفانہ نہیں تہا جبتک کہ جائداد مدعا علیہ کو سنہ ۱۸۷۶ء میں نہیں دیگئی تہی اور نالش تاریخ مذکورسے بخود اندر بارہ سال کے ہے مگر دعوی نسبت جائداد مندرجہ فہرستہای (ب) و (ج) مختلف قسم کا معلوم ہوتا ہے اور ظاہراً مختلف قاعدہ تمادی میں آتا ہے جائداد مندرجہ فہرست (ب) کی نسبت عرضی دعوی میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ مدعا علیہ کے قبضہ میں نہیں ہے بلکہ شخصان ثالث کے قبضہ میں ہے اور وہ شے جسکی استقرار چاہی گئی ہے ایک حکم امتناعی مدعا علیہ کے واسطے ہے کہ وہ مدعی کی جائداد اشخاص

۱۸۹۳ء
شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ علیم الدین

ثالث سے وصول کریں مزاحمت نہ کریں جائداد مندرجہ فہرست (ج) کی نسبت عرضی دعویٰ میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ خود مدعی کے قبضہ میں ہے اور وہ امر جسکی استدعا کیگئی ہے یہ استقرار ہے کہ مدعا علیہ کو کوئی استحقاق جائداد مذکور کی نسبت حاصل نہیں ہے بعدازاں نالش بلحاظ جائداد ہائے مندرجہ فہرستہائے (ب) و (ج) محض ایک نالش واسطے حکم امتناعی و استقرار کے ہے اور جناب گورنر صاحب اجلاس کونسل کو کوئی کافی سند یہ تجویز کرنیکے واسطے معلوم نہیں ہوتی ہے کہ زیادہ میعاد بہ نسبت چھہ سال کے ایسی نالش کے لئے محکوم ہے وہ ایک ایسا دعویٰ معلوم ہوتا ہے جسکی بابت کوئی دیگر میعاد ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء میں محکوم نہیں ہے اور اسلئے وہ مد ۱۲۰ میں داخل ہے - اندریںصورت نالش بہ نسبت جائداد ہائے مشمولہ فہرست ہائے (ب) و (ج) بمقابلہ مدعا علیہ حال ممنوع السماعت ہے خواہ کوئی صورت نسبت اشخاص ثالث کے ہو جو کسی حصہ جائداد پر قابض ہوں کیونکہ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ وجہ نالش جہانتک کہ حکم امتناعی و استقرار کی نسبت استدعا کیگئی ہے سنہ ۱۸۷۶ء میں پیدا ہوئی -

"لہذا جناب گورنر صاحب اجلاس کونسل نے اپنی توجہ فہرست (الف) پر محدود کرکے یہ تجویز کی ہے کہ سلطان ثانی ازروئے وصیت نامہ کے مستحق ایک ثلث جائداد خانگی مملوکہ خان محمد کا ہے اور رحیم النساء بحیثیت وارثہ کے باقی دو ثلث پائیگی"

حکم نسبت ہر ایک حصہ جائداد کے جسکی بابت دعویٰ علیحدہ کیا تھا تجویز ختم ہوئی -

برطبق اس اپیل کے جو حسب احکام ریگولیشن ۹ سنہ ۱۸۲۷ء کے دائر کیا گیا -

مسٹر آر وی ڈائن نے منجانب اپیلانٹ یہ بحث کی کہ ایجنٹ سرداران کی اولاً رائے نسبت ڈسمس کرنے دعویٰ سرانجام کے غلط تھی اور انکا فیصلہ نسبت انعامات و نسبت باقی جائداد کے جسکی اُنہوں نے مدعی کو ڈگری دی درست تھی تجویز جناب گورنر صاحب باجلاس کونسل میں غلطی نسبت ہر دو جائداد ہائے سرانجام و انعامات کے تھی جو موروثی خاندان محمد خان متوفی کی تجویز ہونی چاہئے تھی نہ کہ قابل ضبطی بروقت اُسکی وفات کے سرانجام گو ایک ایسی جائداد تھی جو وفات قابض پر قابل ضبطی منجانب اُس حاکم فرمانروا کے تھی جنہوں نے اُس کو عطا کیا تھا بعدازاں حقیت موروثی خاندان کی ہوگئی از ذمہ واری برٹش گورنمنٹ مندرجہ صلحنامہ سنہ ۱۸۱۹ء اور اقرارنامہ کا جسکی روسے وہ جاگیردار کے سنہ ۱۸۲۰ء میں شرائط مقرر کیگئی تہیں استحقاق کے بحال رہنے کا

۱۸۹۲ء
شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ عظیم الدین

سرانجام اپنی شرائط اصلی کے تابع نہیں رہا تہا وہ پدر سے پسر تک تین پشتوں تک منتقل ہوگیا
تہا انہوں نے صلحنامہ ستارا نمبر ۱ مورخہ ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۱۵ء مندرجہ جلد ۷ رسالجات
عہد و پیمان و اسناد مولفہ ایچیسن صاحب (طبع سنہ ۱۸۶۴ء) کا جسکی رو سے مدعا میں تیفقہ
جاگیرداران کی ذمہداری کیگئی تہی و نیز اُن شرائط کا حوالہ دیا جو شیخ میراں وفادار ایک
جاگیردار منجانب جاگیرداران ستارا کے ساتھہ جو مورث خان محمد تہا عہدنامہ مورخہ
۳ جولائی سنہ ۱۸۲۰ء جلد ۶ (طبع سنہ ۱۸۶۴ء) صفحہ ۸۷ میں مقرر کیگئی تہیں اگر الفاظ صلحنامہ
کے ایسے مختتم ہوتے کہ سرانجام موروثی نہیں ہے تو کوئی وجہ بحث حال کے واسطے نہیں
ہوتی مگر وے مختتم نہیں ہیں اور وے مطابق اسکے ہیں جو بعد ازاں حقیت کو خاندان
جاگیردار میں بدستور موروثی رکہنے کے لئے واقع ہوا تہا حوالہ فقرہ جات مندرجہ باب
اخیر تواریخ مرہٹہ مولفہ گرانٹ ڈف صاحب و خط و کتابت سنہ ۱۸۳۴ء لغایت سنہ ۱۸۴۲ء
بشمول ہر دو سال فیمابین سرکار بمبئی و عدالت ڈائرکٹران نسبت نوعیت موروثی اس حقیت کے
دیاگیا تہا مطابق اسکے فیمابین عدالت و گورنمنٹ کے یہ حکم دیا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ
سرانجام کو سرکار آخر الذکر موروثی خیال کرے مگر باوجود اسکے ۵۔اپریل سنہ ۱۸۶۱ء کو
گورنمنٹ کا رزولیوشن یہ تہا کہ اگر خان کوئی پسر صحیح النسب بہی چہوڑے تو
تو سرانجام شخص موخرالذکر کے حق میں نہ رکہا جائیگا یہ عرض کیا گیا ہے کہ
اگر یہ امر محض اس غلط نتیجہ پر مبنی نہو کہ شیخ سلطان ثانی پسر خان محمد نہیں ہے
تو بہی یہ رزولیوشن اور کل کارروائیات مابعد منافی استحقاق وراثت پسر مذکور
خارج از اختیار حاکم عامل کے تہیں اپیلانٹ کا مقدمہ یہ ہے کہ سنہ ۱۸۵۳ء
میں سرکار نے یہ اختیار نہیں رکہا تہا اور یہہ اختیار حاصل نہیں تہا کہ استحقاق
وراثت آیا سرانجام یا حقیت ہائے انعام کو تبدیل کرے جسکی نسبت اُسوقت
یہ مقرر ہوگیا تہا کہ وہ پسر اکبر کو بوجہ کارروائیات متواتر تسلیم وراثت کے
خاندان خان محمد میں ملیگی مگر اپیلانٹ کا مقدمہ دربارہ انعامات کے
جو ضبط ہوگئے ہیں بمقابلہ سرانجام کے زیادہ تر قوی ہے کیونکہ جائداد
اول الذکر ایک صلہ واسطے خدمات گذشتہ کے ہے اور جائداد آخر الذکر
میں ابتداءً بغرض امداد فوجی واسطے خدمت کے لازم تہی عہدنامہ سنہ ۱۸۲۰ء میں صریحاً

۱۹۱۲ء
شیخ سالار [illegible]
بنام
شیخ نظیم الدین

[illegible] یعنی وجہات [illegible] ودیگر [illegible] گا دیا گیا ہے اور حقیقت ما بین [illegible]
[illegible] میں شامل نہیں تھا اور نہ قانوناً اُسمیں شامل ہوسکتی تھیں
کیونکہ [illegible] سوقت [illegible] تھا [illegible] وارث [illegible] کو وراثتاً ملیں اور [illegible]
[illegible] نہ [illegible] کا جسکا [illegible] سب
[illegible] تاریخ [illegible] بطور [illegible] کے [illegible]
انعامات جاری رہنی چاہئیں [illegible] عیسائی کلکٹر [illegible]
اُنہوں نے [illegible] بغیر اختیار [illegible] حقیقت [illegible] قانون وراثت حقوق [illegible]
[illegible] حوالہ مقدمات [illegible] بنام [illegible] (۱) [illegible]
[illegible] (۲) ویریم شنکر [illegible] بنام گورنمنٹ بمبئی (۳) [illegible] بنام [illegible]
[illegible] (۴) [illegible]
[illegible] تجویز عدالت [illegible]
خان محمد [illegible] تحقیقات [illegible] تحقیقات صیغہ مال میں تھی اور [illegible] تجویز کا [illegible]
[illegible] ایکٹ شہادت ہند [illegible] متعلقہ تجاویز سابق جیکہ [illegible]
[illegible] بنام [illegible] (۵) [illegible] بنام فتح لال (۶) [illegible]
[illegible] دیا جاتا ہے کہ [illegible] مقدمات [illegible]
[illegible] محمد [illegible] بنام [illegible] بیگم (۸) کا حوالہ دیا گیا [illegible]
[illegible] کو اقرار [illegible] استحقاق سرانجام
[illegible] ہونا چاہئے۔
[illegible] جانب رسپانڈنٹ۔

(۱) انڈین [illegible] جلد [illegible] صفحہ ۵۹ (۲) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد [illegible] صفحہ ۴۵ و انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۳
صفحہ [illegible] (۳) [illegible] جلد [illegible] صفحہ [illegible] (۴) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۹ صفحہ ۳۲
و انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ [illegible] (۵) [illegible] بمبئی جلد [illegible] صفحہ ۲
(۶) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد [illegible] صفحہ [illegible] (۷) [illegible] انڈین اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۹۴۔
(۸) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد [illegible] صفحہ [illegible] و انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد [illegible] صفحہ ۳۲۴۔

۱۸۹۲ء
شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ عظیم الدین

امور خاص اُنکی بحث میں جب ... میں استحقاق ... بابت ... سرانجام و انعامات دونوں کے
[illegible] ... مبینہ کو نامنظور فرما ... سابق
[illegible] ... بالاختصار ... سنہ ۱۸... ع
[illegible] ... تمامیت
[illegible] ... کی رو سے عطا
[illegible] ... کو کوئی ... نے یہہ
[illegible] ... کوئی چیز زیادہ ... قبضہ ... حیاتی کے سرانجام
یا انعامات میں ... حقیت ... کل ہیں اور اُنکی وراثت سرکار
کے حقیت ... اگرچہ ... کہ اُنکی وفات پر وارث
... سنہ ۱۸... ع میں ہوا تھا تو وہ کسی استحقاق وراثت قانونی
... کہ سرکار نے بوجہ اُنکی پیدائش اور وجود ملکی کے
... کی اجازت دی تھی ... کے بعد سرکار نے حقیت ہائے مذکور
... کہ حقوق موجودہ پر بلحاظ رواج مرہٹہ کے غور کیا جائے اور
رواج ... شرائط پر کر دیا گیا جو ستارا کو راج اس شرط پر
... جاگیرداران پر لحاظ رسم ... کے لئے اُن کے حقوق
... مگر ... بقدر اُن کے حقوق کے جو وہ زمانہ مذکور کے نتیجہ
یہ تھا کہ سرانجامات و انعامات بعد ازاں جیسے کہ وے پیشتر سنہ ۱۸۲۰ع کے
تھے اُن قابضان کے دخل میں رہے جنکے پاس اُنکا قبضہ بطور حقیت ہائے
ذاتی و فوجی کے تھا جیسی کہ حقیتیں ابتدا میں تھیں حقیتیں صرف زندگی کے واسطے
تھیں سرانجامات از روئے رواج حاکم فرمانروا کے زیر انتظام تھیں اور حقیت خاص
مقدمہ ہذا بصیغہ ملکی قبضہ میں تھی یعنے یہ کہ ایک ایسا لفظ ہے جو نسبت ایسی حقیتوں کے
استعمال کیا گیا ہے اور اُنکی بابت واضعان قانون مثلاً سنہ ۱۸۶۳ع میں مندرج ہے انعامات
متدعویہ حال کو اصل میں سرکار نے اُسی اصول پر عطا کیا تھا اور صرف واسطے حین حیات کے
نہیں اگرچہ خط و کتابت سنہ ۱۸۳۴ع لغایت سنہ ۱۸۵۲ع وقوع میں آئی مگر کوئی تبدیلی قبضہ
خان محمد کی نسبت اُسکے سرانجام و حقیت ہائے انعام کے نہیں ہوئی نسبت شہادت بابت پیدائش

سنہ ۱۸۹۲ء
شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ عظیم الدین

دعویدار کے عدالت اپیل کی رائے یہ نتیجہ نکالنے میں درست تھی کہ اُس نے اپنا استحقاق بطور پسر و وارث خان محمد کے ثابت نہیں کیا تھا اور اُسکی رائے یہ اجازت دینے میں درست تھی کہ وہ اپنا دعوی صرف وصیت نامہ اپنی پدر متبنیہ کی نسبت اُس جائداد کے مبنی کرے جسکا اسطور پر فیصلہ کیا جا سکتا ہی اس استحقاق سرکار کو کہ وہ دیگر حقیتھا ہے یعنے انعام و نیز سرانجام کی نسبت جو اسصورت میں انعامات مرہٹہ میں شامل ہو گئے ہیں اضعان قانون نے تسلیم کیا تھا اور لفظ "قبضہ ملکی" جو اُنہوں نے استعمال کیا تھا یہاں متعلق ہے۔

حوالہ ایکٹ نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۵۲ء دفعات ۱۰ و ۱۱ ضمیمہ (ب) ایکٹہا ی بمبئی نمبر ۲ و نمبر ۷ سنہ ۱۸۶۳ء و مقدمات گلاب داس جگجیونداس بنام کلکٹر سورت (۱) ردو سی بائی بنام ایشرداس جگجیونداس (۲) و مادہو راؤ منوہر بنام آتما رام کیشو (۳) کا دیا گیا۔

مسٹر آر وی ڈاین نے جواب دیا چونکہ مدعا علیہ ریسپانڈنٹ قبل صدور تجویز فوت ہو گیا لہذا ایک حکم صادر کیا گیا تھا کہ اپیل بمقابلہ ریسپانڈنٹان متذکرہ بالا کی بر قایم کیا جاوے۔

تجویز حکام عالیمقام کی ۱۹ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء کو لارڈ ہنین صاحب نے صادر کی تھی۔

لارڈ ڈھینین صاحب ۔ مدعی سلطان ثانی شیخ خان محمد کا بیٹا ہونیکا دعوی کرتا ہے جو سنہ ۱۸۷۱ء کو فوت ہو گیا اور وہ بطور پسر کے جنید جائداد ہائے کا مستحق ہونیکا دعوی کرتا ہے جنکی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ خان محمد کے قبضہ میں ہو کر قبضہ موسومہ سرانجام و جنید دیگر جائداد ہائے کے مشترک ہونیکا دعوی کرتا ہی جنکی بابت یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ از روئے قبضہ موسومہ انعام کے دخل میں رہی ہیں نوعیت اُن حقیتھا کی فی الحال خیال کی جاویگی مدعی نے جائداد کی نسبت یہ بھی دعوی کیا کہ وہ اُسکو بروئے وصیت خان محمد کے دیگئی تھی۔

نالش ایک نالش عدالت ایجنٹ سرداران یعنی ایک ایسی محکمہ میں ہے جو سنہ ۱۸۰۶ء میں (بمبئی ریگولیشن نمبر ۲۹ سنہ ۱۸۲۷ء ملاحظہ طلب) واسطے تجویز نالشات بمقابلہ جنید سرداران دکھن کے قائم کیگئی تھی جنکے اپیل کا حکم بحضور جناب گورنر صاحب اجلاس کونسل بمبئی کو دیا تھا اور بنا راضی اُسکے بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل۔

اس نالش میں مدعی نے مدعا علیہ عظیم الدین (دبشیر و ریسپانڈنٹان حال) سے اراضیات

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۶ صفحہ ۵۴ و انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۸۶ (۲) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۸ صفحہ ۱۲ و انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۲ (۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۵۱۹۔

۱۸۹۲ء
شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ عظیم الدین

سرانجام و انعام کا قبضہ دلا پانیکی استدعا کی جنپر (جیسا کہ مدعی نے بیان کیا ہے) مدعا علیہ کو گورنمنٹ بمبئی نے بیجا قبضہ بعد وفات خان محمد کے دلایا۔

اس نالش کی جوابدہی میں مدعا علیہ نے یہ بحث کی کہ مدعی پسر خان محمد نہیں ہے اور دوم قبضہ اراضیات متدعویہ کا ایسا ہے کہ سرکار وفات خان محمد پر انکو ضبط کرنے اور انکو اس شخص کے نام منتقل کرنے کی مستحق ہے جسکو وہ پسند فرمائے۔

استحقاق مدعی کی نسبت از روئے وصیت نامہ خان محمد نسبت جائداد موصی کے بحث نہیں کیگئی ہے جسپر سرکار کو ایسا اختیار فیصلہ کرنیکا حاصل نہیں ہے۔

ایجنٹ سرداران نے یہ تجویز کی (۸ جون ۱۸۸۶ء) کہ مدعی پسر خان محمد ہے مگر سرانجامات بالکل سرکار کے اختیار میں ہیں نسبت دیگر اراضیات کے جنکو انہوں نے بطور انعام کے تمیز کیا انہوں نے یہ تجویز کی کہ مدعی از روی شرع محمدی مستحق دلاپانے کا صرف بحیثیت پسر واحد موصی کے ہے۔

برابیل اپیل بحضور جناب گورنر صاحب باجلاس کونسل محتشم الیہ نے باجلاس کونسل یہ تجویز کی کہ مدعی پسر خان محمد نہیں ہے اور سرکار کو اختیار نہ صرف سرانجام کے بلکہ اس جائداد کے بھی جو انعام کہلاتی ہے ضبط کرلینے اور انکو اس شخص کے نام منتقل کرنیکا حاصل ہے جسکو وہ پسند فرمائے۔

بنا راضی اس فیصلے کے اپیل حال بحضور ملکہ معظمہ بہ اجلاس کونسل کے دائر کیگئی ہے۔

ایجنٹ سرداران اور گورنر باجلاس کونسل دونوں نے یہ تجویز کی ہے کہ اراضیات سرانجام ایسی حقیت میں کہ سرکار انکے ضبط کرنے اور انکے اس شخص کو مکرر عطا کرنے کی مستحق ہے جسکو وہ پسند فرمائے حکام عالی مقام تجویز کرتے ہیں کہ اس بحث پر اول غور کیا جائے۔

"سرانجام" کی نسبت لغت مولفہ ولسن صاحب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک انتقال اراضیات یا اُن کی مالگذاری کا منجانب سرکار واسطے امداد افواج کے ہے۔

"مقاصا" کی نسبت جو ایک ایسا لفظ ہے جو چند دستاویزات میں جن کا حوالہ بعد ازاں دیا گیا ہے پایا جائیگا معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے معنے قریب قریب مساوی معنے سرانجام کے ہیں اُسکی تعریف "بطور دیہات

۱۸۹۲ء
شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ عظیم الدین

یا اراضیات یا حصہ سلطنت اور اُنکے اور مالگذاری جو اُن سے پیدا ہو اور جو خدمت فوجی کی شرط پر بطور انعام عطا کیگئی ہوں" کیگئی ہے -

"انعام" کی نسبت ولسن صاحب نے یہ بیان کیا ہے کہ اُسکے معنی "عطیات اراضی" کے ہیں جو بلا لگان اور موروثی اور ہمیشہ کے واسطے قبضہ میں ہوں -

تواریخ جائداد جس سے یہ نالش متعلق ہے حسب ذیل ہے :-

سنہ ۱۸۰۶ء میں ایک شخص مسمی شیخ میران (یا میرا) راجہ ستارا کے ہاں نوکر تھا بعوض اُس امداد کے جو راجہ کو دی گئی "اُسنے" انعام دیہ پاسرلی و پنشن مبلغ الـــ روپیہ ماہواری پائی اور اُسکو عہدہ کمانڈر یعنے حاکم ساٹھ سواروں کا دیا گیا تھا جن کے نان ونفقہ کے واسطے اُسکے پاس مقاصا ئل (بمعنی حصہ مالگذاری) تعدادی مبلغ للعہ کا تھا پنشن شیخ میراں اول کے عہد سے بند ہوگئی اور منافعہ اُسوقت سے قریب مبلغ مد روپیہ کے رہ گیا ہے جس سے مع پاسرلی کے ابتک بعوض ادائے اُس خدمت کے جو راجہ ستارا کے واسطے مع دس سواروں کے کیجاتی ہے ابتک مستفید ہوتے ہیں" یہ حکم بہ سند لفٹنٹ کرنیل برگس کے جو سابق میں ستارا میں ہتا تھا دیا گیا ہے تاریخ معلوم نہیں ہوتی ہے جائداد جو اسطور پر عطا کیگئی ہتی اضلاع ستارا پونا و خاندیس میں واقع ہے -

سب سے اول دستاویز متعلقہ جائداد تاریخ سنہ ۱۸۰۹ء کی ہے اس دستاویز کا عنوان یہ ہے "جماعت سواروں زیر حکم ریاست" اور وہ بدیں عبارت ہے "جماعت سواران زیر شیخ میر و سرانجام کل جیسا کہ اخیر سال گذشتہ میں تھا (بموجب) فرمانوں کے" اور اُسمیں نو مواضعات متفرقہ و موضع انعام پاسرلی شامل ہیں -

دوسری دستاویز تاریخ سنہ ۱۸۱۸ء ہے اور اُسکا بھی عنوان یہ ہے "جماعت سواران زیر حکم ریاست جماعت سواران شیخ میران" اور وہ حسب ذیل ہے :- چیٹھی فرمان مع رضہ ۱۸ چاند شوال (نسبت) موضع پاسرلی وسمت جوتی پرانت وائی ایک دستاویز انعام سابق میں بابت عطیہ اس موضع کے بطور انعام شخص متذکرہ بالا کو مع کل حقوق و ابواب محصول کے حال و آئندہ اور ساتھہ سردیش مکہی کے دیگئی ہتی چونکہ دستاویز مذکور جل گئی لہذا نئی دستاویزات مرتب کرکے دیگئی ہیں :-

سنہ ۱۸۱۷ء میں اُس دستاویز میں جسکا عنوان یہ ہے "سرانجام واسطے جماعت سواران زیر حکم ریاست متعلقہ

سنہ ۱۸۹۲ء

شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ عظیم الدین

شیخ میراں "موضع پاسرنی دیہہ انعام شامل و داخل ہے" "ونیز" اراضیات انعام واقع قصبہ والی (جو قطبن کہلاتا ہے) اور جو مقام سکونت شخص متذکرہ بالا کا ہے بطور انعام عطا کیگئی ہیں"۔ قطبن کی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیخ میراں کو (جسکی تاریخ تحقیق نہیں ہے قریب سنہ ۱۸۱۰ء کے) اُس کو اور اُس کے پسر اور پسر زادہ وغیرہ کو نسلاً بعد نسلاً عطا کیا گیا تھا"

عطیہ پاسرنی کو اُسوقت کے راجہ ستارا کی ماں نے بحق شیخ خان محمد اوّل پسر شیخ میراں کے اُنہیں شرائط پر سنہ ۱۸۲۳ء میں بحال رکھا۔

اُس دستاویز میں جو روزنامچہ پیشوا کا بابت سنہ ۱۲۲۳ھ کو بیان کیا گیا ہے یہ تحریر ہے کہ "دیہات متذکرہ وغیرہ کو سرکار نے زمانہ سابق سے شیخ خان محمد کے نام جو ملازمت سرکار میں ہے قایم رکھا تہا وہ اُسی طریقہ سے بحال رکھے گئے ہیں"۔

تفصیل ان جایدادوں کے جو بیان کیگئی ہیں یہ ہیں "کل موضع پاسرنی وسمت حویلی و زراعت ذاتی مع دیش کلہی و سر دیش کلہی (حقوق) کے جو انعام ہیں"۔

سنہ ۱۸۲۷ء کے روزنامچہ پیشوا میں ایک سند واسطے قایم رکھنے سرانجام کے بنام شیخ میراد ثانی یعنی میراد دوم کے درج رجسٹر کیگئی ہے اور سرانجام کی تصریح اسطرح پر کی گئی ہے "ملک سرانجام جس میں کل (جمعدار یا گذاری) معاملات و دیہات مندرجہ داخل ہیں ونیز دیہات انعام و اراضیات زمانہ سابق سے شیخ خان محمد ولد شیخ میراں کے نام واسطے امداد فوجی کے قایم رکھے گئے ہیں چونکہ وہ فوت ہوگیا ہے لہذا دیہات سرانجام وانعام و اراضیات مثل سابق کے اُسکے پسر شیخ میراں کے نام واسطے امداد فوجی کے بحال رکھے گئے ہیں"۔ بعدازاں تصریح اُن جایدادوں کی ہے جن میں اراضیات شامل ہیں اُن جایدادوں میں سے آخر الذکر میں سے کل موضع پاسرنی وسمت حویلی و زراعت ذاتی ہے۔

یہ غور کرنا چاہئے کہ اس دستاویز میں صاف طور پر دیہات انعام و اراضیات مع مقاصا بطور حصص ایک سرانجام کے واسطے امداد فوج کے شامل ہیں۔

جبکہ اختیار پیشوا کا جاتا رہا شیخ میراد دوم اس سرانجام پر قابض تہا ایک حصہ ملک مفتوحہ کا زیر گورنمنٹ

راجہ ستارا (۱) کے رکھا گیا تھا جسکے ساتھ ایک صلحنامہ ۲۵ ستمبر ۱۸۱۹ء کو ہوا تھا جسکے رو سے یہ شرط قرار پائی تھی کہ بالکیت ہائے جاگیرداران اندر ملک راجہ کے ذمہ داری برٹش گورنمنٹ میں رہیں جس نے انتظام ادائے اُس خدمت کا معاہدہ کیا تھا جو راجہ کو مطابق رواج معینہ کے واجب تھی۔

عہد و پیمانجات جُداگانہ چند جاگیرداروں کے ساتھ ہوئے تھے جن میں سے شیخ میرا دوم ایک جاگیردار تھا عہد و پیمان شیخ میرا دوم کے ساتھ جو ۳ جولائی ۱۸۲۰ء کو ہوا تھا اسطرح شروع ہوتا ہے (۲) یہ جاگیریں وغیرہ پیشتر تمہارے قبضہ میں بطور جاگیر ذاتی و فوجی کے تھیں مگر چونکہ وے برٹش گورنمنٹ کے قبضہ میں مع باقی ملک کے آگئی ہیں اسلئے وے اب بلحاظ قدامت و شرافت خاندانی کے اب بحال رکھی جاتی ہیں کہ وے مثل سابق کے جاگیریں ذاتی و فوجی رہیں"۔

ساتویں آرٹیکل میں یہ شرط ہے کہ بغیر احکام سرکاری کے کوئی فوج زائد جمع نہیں کیجا سکتی ہے اور نہ کوئی بغرض کسی سے لڑائی کرنیکے جمع کیجا سکتی ہے بمعاملات تنازعات خاندانی متعلقہ رشتہ داری وغیرہ ہتھیاروں کی طرف رجوع لانے کی اجازت نہیں دیجا سکتی ہے بلکہ مقدمہ روبرو ایجنٹ برٹش گورنمنٹ کے دائر کیا جانا چاہئے جو گورنمنٹ مہاراجہ صاحب سے خط و کتابت کرینگے اور جو کچھہ کہ فیصلہ کیا جاوے وہ قابل پابندی شمار کیا جانا چاہئے"۔

اس عہد و پیمان میں اُن جاگیروں کی صراحت نہیں ہے جن سے وہ متعلق ہے پانچواں آرٹیکل حسب ذیل ہے :۔

"جو کچھہ دیہات انعام و وطن و دیگر وظیفہ جات ابتک مملوکہ شیخ میرا وقار اندر ممالک برٹش گورنمنٹ یا مہاراجہ صاحب موصوف کے ہوں وہ قایم رکھے جائیں اور جو کچھہ رقوم مالگذاری مملوکہ گورنمنٹ مہاراجہ صاحب موصوف کی اندر جاگیر کے ہوں وہ برابر ادا کیجا دینگی"۔

اس اقرارنامہ میں نسبت اولاد شیخ میرا کے کوئی الفاظ مندرج نہیں ہیں اور اُسمیں صاف طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ جاگیریں مثل سابق کے جاگیریں ذاتی و فوجی" رہیں۔ یہ اقرارنامہ بطور بنیاد استحقاق کے (خواہ وہ کچھہ ہی ہو) خیال کیا جانا چاہئے جو شیخ میران ثانی کو حاصل ہوا تھا۔

(۱) رسالہ ایچیسن جلد ۶ طبع ۱۸۹۲ء آرٹیکل نہایت ۷۔ (۲) رسالہ ایچیسن صاحب جلد ۶ طبع ۱۸۶۴ء صفحہ ۷۸۔

شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ عظیم الدین

بلحاظ اُن الفاظ کے جو چند اسناد میں منجملہ اسناد محولہ سابق کے نسبت اُس عطیہ کے مندرج ہیں جو اس شخص کو جو نامزد کیا گیا ہے" اور اُسکے پسر و پسر زادہ وغیرہ کو نسلاً بعد نسلاً دیا گیا ہے بہت سے مولفان مستند نے اس امر پر یہ تحریر کیا ہے کہ اسناد کی رو سے جیسا کہ خیال کیا جا سکتا ہے کوئی معین قبضہ موروثی نہیں دیا گیا ہے کرنیل ایتہرج صاحب اپنی تمہید تواریخ بمبئی انعام کمیشن میں عبارت سر ٹامس منرو کا یادداشت مورخہ ۱۵ مارچ سنہ ۱۸۲۲ء میں حوالہ دیتے ہیں جسمیں وہ بیان کرتے ہیں کہ "الفاظ" مندرجہ ایسی دستاویزات اسناد ہمیشہ کے واسطے نسلاً بعد نسلاً عطیات اہل ہنود میں جبتک کہ چاند اور سورج قایم رہیں محض طرز تحریر میں اور کبھی اُنکی بابت واہب یا لینے والے نے یہ فرض نہیں کیا ہے کہ اُنسے قیام جو اُنسے مفہوم ہوتا ہے یا کوئی قیام خلاف مرضی بادشاہ کے دیا گیا ہے" اور یادداشت مابعد مورخہ ۱۶ جنوری سنہ ۱۸۲۲ء میں سر ٹامس منرو صاحب نے یہ ظاہر کیا ہے کہ ضبطی جائداد خانگی کی منجانب شہزادگان ہند کے ملک میں خلاف انصاف معلوم ہوتی مگر عطیات جاگیر کو لوگ بصورت جائداد خانگی کے نہیں خیال کرتے تھے (کتاب مولفہ ایتہرج صاحب صفحہ ۴۴ ملاحظہ طلب ہے)۔

حکام عالیمقام کو کوئی شک نہیں ہے کہ ان عہد و پیمانجات کی رو سے جو گورنمنٹ انگلشیہ نے راجہ ستارا و چند جاگیرداران کے ساتھ کئے تہے کوئی زیادہ استحکام قبضہ کو بہ نسبت اُسکے نہیں دیا گیا تھا جس سے بیشتر جاگیرداران مذکور بہ عہد فرمانروایان دیسی مستفید ہوتے تھے اور اُنکی جاگیریں مستوجب ضبطی گورنمنٹ کی مرضی پر تہیں اگرچہ بوجوہ مصلحت ملکی کے حکام انگلستان کا یہ میلان نہوگا کہ وے اس فساد جہگڑے کو جو فتح کے ساتھ ہوتے ہیں کسی قابضان جائداد کو اُس سے زیادہ جو حفاظت کے واسطے ضرور ہو بیدخل کرکے بڑہا دیں۔

مثلاً بروقت وفات شیخ میرا دوم موقوعہ سنہ ۱۸۲۷ء سرانجام جس سے وہ مستفید ہوتا تھا اُسکے پسر شیخ خان محمد دوم کے نام جاری رکہا گیا تھا مگر نوعیت اُسکے قبضہ کی صاف طور پر اُس دستاویز میں بیان کیگئی تہی جسکی رو سے اُسکو قبضہ دیا گیا تھا" تمہارا پدر شیخ میرا و قار اس سال فوت ہو گیا اور سرانجام جو اُسکے قبضہ میں تھا اُسپر سرکار نے قرق کر لیا تھا چونکہ اب ایک عرضی منجانب تمہارے پیش ہوئی ہے لہذا یہ فیصلہ ہوا ہے کہ سرانجام تمکو مثل سابق کے بعوض اُس خدمت کے جو تم سے بجالانی چاہئے جاری رہے۔

۱۸۹۲ء

شیخ سلطان ثانی بنام شیخ عظیم الدین

لہذا قرقی اُٹھالی گئی ہے اور یہ سند تمہارے نام جاری کیگئی ہے لہذا وہ رقم جو بحیثیت خزانہ سرکار سے بابت مقاصد کے ادا کیجاتی ہے اور جو عوض سرانجام سے برابر تم کو ادا کیجاویگی نسبت اراضیات منتقلہ کے واضح ہو کہ تم آئندہ سے قبضہ میں واپس لوگے اور اُسکے مطابق دستور گذشتہ کے مستفید ہوگے اور حسب ہدایات اس اقرارنامہ کے جو تم نے سرکار کو دیا ہے تم کو چاہئے کہ ریاست داری وفاداری سے اور خدمت ادا کرو یہ اخیر فقرہ بظاہر ان اراضیات کے متعلق ہے جنکو شیخ میرا دوم سے منتقل کردیا تھا مگر جیسا کہ گورنمنٹ نے بیان کیا ہے اُسکو کوئی استحقاق ایسا کرنیکا حاصل نہ تھا۔

یہی شرائط تھیں جنپر شیخ خان محمد دوم کو رتبہ جاگیردار کا زیر راجہ ستارا کے حاصل ہوا تھا اُسی اُس رتبہ کو بطور عطیہ برٹش گورنمنٹ کے تسلیم کیا تھا جس نے سرانجام اُسکے نام جاری رکھنے کا فیصلہ کیا تھا اس دستاویز میں کوئی حوالہ اولاد خان محمد کا نہیں ہے اور عطیہ بعوض اُس خدمت کے کیا گیا ہے جو وہ کریگا اور بلحاظ اپنی شرائط کے ذاتی ہے۔

ایک بحث منجملہ اُن بحثوں کے جسکی نسبت تجویز اس مقدمہ میں ہونی چاہئے یہ ہے کہ آیا وفات خان محمد پر سرکار کو یہ اختیار فیصلہ کرنے کا کہ وہ کسکو یہ سرانجام عطا کرے حاصل تھا یا نہیں کہ جو اُس نے وفات مالک قابض سابق پر بحق خان محمد استعمال کیا تھا عطیہ مذکور کے دینے میں سرکار پر بلاشک اثر اس بات کا ہوا تھا کہ خان محمد پسر جاگیردار سابق کا تھا اور یہ ملکی طور پر مصلحت تھی کہ قبضہ سرانجام کا اُسی خاندان میں جاری رکھا جائے مگر واسطے ظاہر کرنے اس امر کے کچھ نہیں ہے کہ سرکار نے کوئی استحقاق وراثت پسر کا تسلیم کیا تھا عبارت عطیات بصورت ہر دو شیخ میرا دوم و شیخ خان محمد دوم بسمت مخالف رجوع ہوتی ہے دستور جاگیروں کا پسران جاگیرداران سابق کو مکرر عطا کرنیکا خواہ مخواہ یہ اثر ہوا کہ پسران کو اپنے پدران کے وارث ہونے کی امید پیدا ہوئی اور جبکہ یہ دستور ایک خاندان میں مدت تک جاری رہا تو اصلی نوعیت قبضہ کی جاتی رہی اس کارروائی کی تشریح بہت سے مورخان ہند نے کی ہے۔ تواریخ ہند مولفہ آنریبل مونٹ اسٹوارٹ الفنسٹن صاحب (طبع پنجم صفحہ ۴۸۰) میں یہ بیان کیا گیا ہے

سنہ ۹۴ء

شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ عظیم الدین

کہ باوجود ان تمام حفاظتوں کے معمولی نتائج ایسے عطیات (جاگیر) کے ظاہر ہونے
[illegible] نہیں [illegible] اراضیات کا اول سے میلان موروثی ہونیکا تھا اور اختیار
[illegible] بمطابق اس زمانہ کے کمزور ہوتا جاتا ہے جو انتقال اول سے گذرتا ہے مگر حصول
[illegible] عطیہ [illegible] نہیں کیا گیا تھا اور انکی شرائط پر غور کرنیکی ضرورت کی بابت
کبھی [illegible] حال کی صورت میں صرف ایک عطیہ بکر خان محمد کے
[illegible] شیخ میراں سے ہے اور اس عطیہ کی بابت نوعیت قبضہ سرانجام یا جاگیر کا
[illegible] سال حاصل ہوا تھا صریحاً بیان کیگئی ہے —
[illegible] نسبت [illegible] جاگیر [illegible] ولنسبت جاگیر شیخ میراں
[illegible] کو بتاریخ ۳ جنوری سنہ ۱۸۱۸ء
[illegible]
[illegible] شیخ میراں [illegible] ایک سردار جاگیردار
[illegible] چند سواروں سے کرتا تھا اور جسکے قبضہ میں سرانجام اسکی
[illegible] کا ملاحظہ کیا ہے اور یہ تجویز کرتا
[illegible] ایک عطیہ [illegible] حیاتی تھا معمولی شرط اسکو وراثتاً دینے کے
[illegible] موروثی سرانجاموں [illegible] پائی جاتی ہے متروک کیگئی
[illegible] عطیات [illegible] حیاتی کا اختیار کیا گیا ہے"
[illegible] یہ معلوم نہیں ہوتا ہے شاید وہ ۱۸۵۸ء کی سند سے
[illegible] کی رپورٹ پر پیدا ہوئی مسٹر الفنسٹن سے جو بندوبست
[illegible] میں مشغول تھا عدالت ڈائرکٹران نے انکی رائے کے واسطے استصواب
[illegible] سنہ ۱۸۳۰ء میں یہ سفارش کی کہ کل جاگیریں جنکو مغل بادشاہ یا تارا
[illegible] لفظاً مذکور کے موروثی ہونے چاہئیں"
[illegible] شیخ میراں [illegible] انہوں نے بیان کیا کہ میرا یہ خیال ہے کہ مورث شیخ
[illegible] مرہٹہ کی حکومت کرتا تھا اور اس نے ان شرائط
[illegible] ایک شرط جاگیر موروثی لینے کی تھی اگر یہ امر اسطور پر ہو تو ہم کو کوئی
استحقاق [illegible] اراضیات کے ضبط کرنے کا حاصل نہیں ہو سکتا الا اسصورت میں کہ ہم
[illegible] تا معات گورنمنٹ ہائے سابق کو منسوخ کر سکیں"

سنہ ۱۸۹۳ء
شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ عظیم الدین

اور اُنہوں نے یہ اور تحریر کیا کہ ملاحظہ اُنکے سکرٹری کی فہرست جاگیرداروں سے جو ۱۸۱۸ء و ۱۸۱۹ء میں طیار کیگئی تہی بحث مذکور سطے ہوجاویگی - اس فہرست کے ملاحظہ سے (جو ۲ اکتوبر ۱۸۱۹ء کو بہیجی گئی تہی) جسکا عنوان یہ ہے "فہرست سرانجامات مسٹر الفنسٹن صاحب" شیخ میرا کا نام معلوم ہوتا ہے اُسمیں اُسکی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ فرقہ سرداران یا بڑے سرداروں میں داخل ہے یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ۲۸ مارچ کو مطیع ہوگیا اور میشوا کو بدرجہ اقل ایک ماہ قبل چہوڑ دیا وہ ایک جاگیردار سابق سا ہو راجہ کا ہے اور زیر عنوان "فیصلہ" کے یہ لکہا ہے "کہ اُسکی کل جاگیریں بجز جاگیرات موقوعہ ملک نظام کے بوجہ اُسکے جلد مطیع ہونے اور خاندان قدیم کے اُسکے پاس رہیں" اور زیر عنوان "کس عرصہ کے واسطے سفارش کیگئی" یہ لکہا ہے "موروثی"۔

مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سفارش پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سفارش پر اُسوقت عملدرآمد نہیں کیا گیا تہا اور اُس عطیہ میں جو فی الحقیقت شیخ میرا کو عطا کیا گیا تہا کوئی عبارت بدیں مطلب مندرج نہیں تہی کہ عطیہ جاگیر موروثی ہے۔

بوجہ مشورہ مسٹر الفنسٹن کے عدالت ڈائرکٹران نے ایک چہٹی مورخہ ۲۶ - اکتوبر ۱۸۴۲ء میں یہ ہدایت کی کہ کل جاگیریں مندرجہ قسم اول فہرست مسٹر مل جسمیں تاریخ قبل ۱۸۱۵ء کی ہر موروثی باعتبار پورے معنی لفظ مذکور کے ہوں جیساکہ مسٹر الفنسٹن سفارش کرتے ہیں مع اُن جاگیروں کے جنکی تاریخیں معلوم نہیں ہیں مگر جنکا قدیم ہونا معلوم ہے قسم آخر الذکر میں میں اگرچہ آخر الذکر میں اگرچہ وہ چہوٹی ہے تین جاگیریں ضبط شدہ شیخ میرا و شمشیر بہادر ولشونت راو ڈہری شامل اُنہیں سے اُنمیں سے اول جو پسر مالک اخیر کو واپس دیجا چکی تہی مگر صرف واسطے حین حیات کے ہی موروثی خیال کیجانی چاہئے"۔

بلحاظ اس ہدایت کے یہ غور کرنا چاہئے کہ اُسمیں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ جاگیریں شیخ میرا کی پسر قابض اخیر (یعنے شیخ خان محمد دوم پسر شیخ میرا دوم کو) واپس دیگئی ہیں مگر صرف واسطے حین حیات کے ہی اور کوئی میعاد واسطے کارروائی کرنے نسبت وراثت کے معمولی طریق کارروائیات میں تا وقت وفات خان محمد پیدا نہیں ہوگی کوئی عطیہ جدید بحق خان محمد نہیں کیا گیا تہا اور اُسکے حقوق اُس عطیہ پر منحصر ہونے چاہئیں جو درحقیقت اُسکے اُسکے نام وفات اُسکے پدر پر کیا گیا تہا یہ تجویز کرنا گورنمنٹ کے واسطے رہا جبکہ ضرورت پیدا ہو

شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ عظیم الدین

کہ کسکو وہ عطا کیا جانا چاہئے یا کسکا استحقاق اُسکو نسبت وراثت جاگیروں کے جو اسوقت خان محمد کے قبضہ میں تہیں تسلیم کرنا چاہئے۔

یہ حالت معاملات کی سنہ ۱۸۵۸ء تک رہی جبکہ ایک شخص مسمی شیخ سلطان انعام دار نے ایک درخواست بحضور اسسٹنٹ انعام کمشنر مقام ستارا بدیں شکائت پیش کی کہ اگرچہ وہ اور دیگر اشخاص اُن انعامات میں حصہ رکھتے تہے جو خاندان خان محمد کے قبضہ میں تہے لیکن اُنکے ناموں کو بالقصد نامبردہ (خان محمد) نے کرسی نامہ میں متروک کر دیا تہا جو اُس نے روبرو معاملت واردائی کے ایک تحقیقات میں جو حصص مذکور پر موثر تہی پیش کیا تہا حالانکہ ایکٹ یہ درخواست مجسٹریٹ ستارا کے پاس بہیجی گئی تہی جنہوں نے اس الزام کی نسبت جو اسطرح خان محمد پر اس بات کا لگایا گیا تہا کہ اُس نے شخص دیگر کو بطور اپنے خاص پسر کے پیش کیا تہا تحقیقات کرنیکی ہدائیت کی۔

یہ تحقیقات اسسٹنٹ مجسٹریٹ درجہ اول لفٹنٹ سینڈ فورڈ نے (جو بعد ازاں سر ہربرٹ سینڈ فورڈ ہوئے) کی تہی جنکو جناب گورنر صاحب اجلاس کونسل بطور ایک ایسے مجسٹریٹ کے بیان کرتے ہیں جنکو بڑا تجربہ و کامل علم باشندگان و حالات ملکی ستارا کا تہا انکے ساتہ تحقیقات میں گوپال راوہری شامل تہے جنکی نسبت جناب گورنر صاحب فرماتے ہیں کہ وہ ایک ایسے حاکم تہے جو بہت معزز سمجہے جاتے تہے اور جن کو بعد ازاں چیسند عدالتی عہدے کلاں دیئے گئے تہے۔

یہ تحقیقات ایک ابتدائی تحقیقات اس غرض سے معلوم ہوتی ہے کہ کارروائیات مجرمانہ بمقابلہ خان محمد اور اُن اشخاص کے دائر کرنے کی مصلحت پر غور کیا جائے جنکی نسبت یہ خیال کیا گیا تہا کہ اُنہوں نے اُسکو ایک پسر فرضی بطور اپنے خاص لڑکے کے پیش کرنیمیں مدد دی تہی۔ تحقیقات عدالتانہ طور پر کیگئی تہی اور گواہان کے اظہار حلفیہ ہوئے تہے اور خان محمد کو موقع گواہان سے سوالات جرح کرنیکا دیا گیا تہا جنہوں نے خلاف اُسکے اظہار دیا اور اُسنے بہت سے گواہان صفائی پیش کئے۔

آخر نتیجہ میں لفٹنٹ سینڈ فورڈ و گوپال راوہری نے یہ رپورٹ کرنے میں اتفاق کیا کہ الزام ثابت ہو گیا ہے اور طفل جسکو خان محمد نے بطور اپنے پسر یعنے مدعی حال کے پیش کیا ہے اُسکا پسر نہیں ہے بلکہ پسر مانک کا ہے۔

یعنی کہ خان محمد کے بیٹے کا نام عبدالعزیز تھا جو نابالغ فوت ہو گیا اور اُسکی جگہ خان محمد نے دوسرے لڑکے کو کھڑا کیا

۱۸۹۲ء
شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ عظیم الدین

رپورٹ لفٹنٹ سینڈفورڈ اور اس شہادت کو جو انہوں نے لی تھی مجسٹریٹ ستارا نے مسٹر ایلس کو جو بطور قائمقام کمشنر مالگذاری انتقالات کے بیان کئے گئے ہیں بہیجدیا تھا اور انہوں نے انکو گورنمنٹ بمبئی کے پاس بہیجدیا مسٹر ایلس نے رائے لفٹنٹ سینڈفورڈ سے اتفاق کیا اور انہوں نے خان محمد و دیگر اشخاص متعلقہ کی نسبت تجویز سزا دینے سے عذر کیا اور بوجہ ان وجوہ کے جو انہوں نے ظاہر کئے انہوں نے ضبطی سرانجام کی سفارش نہیں کی مگر یہ ایما کیا کہ نام خان محمد کا فہرست سرداران سے کاٹ دیا جائے [illegible] وہ اُن تمام حقوق اعزازی سے محروم رکھا جائے [illegible] تھے اور صرف استثنا بحق اسکے یہ تھا کہ انتظام [illegible] روسے ایک حصہ اُسکے سرانجام کا اُسکے دائنان کے پاس منتقل کیا گیا تھا [illegible] پاس اُسکی پرورش کے واسطے رہنے دیا گیا تھا ایک چٹھی [illegible] مسٹر ایلس [illegible] گورنمنٹ مورخہ ۱۶- اپریل ۱۸۵۸ء میں انہوں نے یہ ایما کیا کہ گورنمنٹ کو یہ قرار دینا چاہئے کہ اگر خان محمد کوئی پسر جائز بھی چھوڑے تو سرانجام اسکے نام جاری نہیں [illegible] اس سفارش کو بالآخر ۵- اپریل ۱۸۶۰ء کو گورنمنٹ نے اختیار کیا اور ایک چٹھی [illegible] موسومہ کمشنر مالگذاری انتقالات کپتان [illegible] اطلاع [illegible] خان محمد کو دیگئی تھی جس نے اسپر [illegible] اجلاس کونسل بغرض نظرثانی کرنے کا [illegible]

یہ عرضی مسٹر الونیریلی کلکٹر ستارا کے [illegible] یہ رپورٹ کی کہ میری یہ رائے نہیں ہے کہ خان محمد جو اندفاع شہادت [illegible] کرنے میں جو پیش کیگئی تھی کامیاب ہوا تھا اور میں یہ سفارش نہیں کرتا [illegible] تحقیقات جدید منظور کیجائے اور ۲۹- اپریل ۱۸۶۱ء کو مسٹر [illegible] گورنمنٹ نے مسٹر الونیریلی کو یہ خبر دی کہ کل حالات اس مقدمہ [illegible] بر معلّے القاب جناب گورنر صاحب بہادر اجلاس کونسل کی یہ رائے [illegible] وجوہ خان محمد نے پیش نہیں کئے جنکی وجہ سے تحقیقات جدید [illegible] ہو اور اسلئے فیصلہ ناراضی جسکے اُس نے اپیل کیا قطعی خیال کیا جانا چاہئے [illegible] اس مضمون کی خط و کتابت خان محمد سے کرنیکی ہدایت کیگئی تھی۔

۱۸۹۳ء

شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ عظیم الدین

سنہ ۱۸۶۹ء میں خان محمد نے بحضور جناب گورنر صاحب بہادر اجلاس کونسل کے اپیل کیا اور اسکی یادداشت بتوسط ڈیوک آف آرگیل صاحب سکرٹری اسٹیٹ ہند اجلاس کونسل کے حضور ارسال کیگئی جنہوں نے ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۸۷۰ء کو مقدمہ کے دوبارہ ملاحظہ کرنیسے انکار کیا۔

خان محمد ۲۸ دسمبر سنہ ۱۸۷۸ء کو فوت ہوگیا بعدازاں یہ تجویز کرنا ضروری ہوا کہ کس کو اسکا سرانجام عطا کیا جانا چاہیے منجملہ امیدواروں کے شیخ عظیم الدین رسپانڈنٹ حال وارث شیخ عبد الخالق کا تھا جو سوتیلا بھائی شیخ خان محمد دوم کا ہے اسکی وجہ سے گورنمنٹ کا رزولیشن مورخہ ۴ اکتوبر سنہ ۱۸۷۹ء ہوا کہ ایجنٹ سرداران سے یہ التجا کیجاتی ہے کہ وہ تحقیقات عدالتانہ طور پر بعد اطلاع باضابطہ کل اشخاص متعلقہ کے اس امر کی کریں کہ آیا شیخ عظیم الدین ازروئے شرع محمدی کے وارث جائز سرداری خاندان کا آیا بذریعہ تبنیت یا وراثت کے ہے یا نہیں۔

بیرن لارپنٹ صاحب ایجنٹ سرداران نے بتعمیل رزولیشن ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۸۷۹ء کی تحقیقات عدالتانہ نسبت ان بحثوں کے جنکی بابت استفسار کیا گیا تھا بعد باضابطہ اطلاع کل اشخاص متعلقہ کے کرنی شروع کی منجملہ اشخاص کے جو روبرو انکے حاضر ہوئے سلطان ثانی تھا جو خان محمد کے پسر ہونیکا دعوی کرتا تھا۔

۲۸ نومبر سنہ ۱۸۷۹ء کو بیرن لارپنٹ صاحب نے اپنی رپورٹ تحریر کی فقرہ جات اہم حسب ذیل ہیں:

"امر تنقیح طلب چہارم واسطے فیصلہ کے باقی رہتا ہے یعنی کیا عظیم الدین ازروئے شرع محمدی کے وارث جائز سرداری خاندان شیخ خان محمد کا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ وہ نہیں ہے جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں شیخ خان محمد نے ایک دختر چھوڑی تھی اور اسکے پسران ہیں اور یہ پسران زیادہ قریب سردار خاندان کے بہ نسبت پسر و دختر شیخ عبد القادر کے ہیں۔ فیصلہ نسبت اس امر کے کہ گورنمنٹ کو بطور سردار اس خاندان کے کس شخص کو تسلیم کرنا چاہیے میری رائے میں اس خیال پر مبنی نہیں ہے کہ کون رشتہ دار قریب شیخ خان محمد کا ازروئے شرع محمدی کے ہو سکتا ہے گورنمنٹ کی نسبت مجکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی چٹھی نمبر ۱۴۷ مورخہ ۵ اپریل سنہ ۱۸۶۶ء میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ نسل شیخ خان محمد کا استحقاق وراثت نسبت حقیت کے کلیتاً ضبط ہو جائیگا فقرہ ۶ حسب ذیل ہے:- شیخ خان محمد کے غالباً کوئی دوسرا پسر اسکی خاص صلب سے نہیں ہوگا مگر جناب معلے القاب گورنر صاحب بہادر اجلاس کونسل

۱۸۹۲ء
شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ عظیم الدین

مسٹر ایلس سے یہ خیال کرنے میں اتفاق کرتے ہیں کہ وقار سے یہ کہہ دیا جائے کہ اُسکے پسر بھی ہو تو اُسکو اجازت وارث ہونیکی نہیں ہو گی۔ ضبطی بوجہ اُس فریب کے کیگئی ہے جو شیخ خان محمد نے دیا تھا اُسکا نام بھی فہرست سرداران میں سے کاٹ دیا گیا تھا اور اگرچہ بعد ازان نام پھر درج کر دیا گیا تھا مگر بچند وجوہ حکم ضبطی نہیں منسوخ کیا گیا لہذا مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی جائداد جسکی وراثت کے انتظام کرنیکا گورنمنٹ کو اختیار ہے شیخ عبدالقادر کے وارث عظیم الدین کو بوجوہ فیصلہ سابق و نیز بوجہ بڑے نقصانات کے جو خان محمد نے اپنے برادر کو پہونچائے ملنی چاہیئے"۔

۲۷ مارچ ۱۸۷۴ء کو گورنمنٹ نے رپورٹ بیرن لارپنٹ صاحب کو بعبارت ذیل منظور کیا:-

رزولیشن کارروائیات ایجنٹ سردار کی پسند فرمائی گئی ہیں اور بلحاظ اُن وجوہ کے جو بیرن لارپنٹ صاحب نے بیان کئے ہیں شیخ عظیم الدین بطور سردار خاندان کے تسلیم کیا جانا چاہیئے کہ جس کے نام سرانجام جاری رہنا چاہیئے بغرض انسداد تنازعات کے وظیفہ جات واسطے نان و نفقہ بیوگان شیخ خان محمد متوفی و شیخ عبدالقادر و کسی دیگر اشخاص کے جن کو دعوی واسطے نان و نفقہ کے حقیت پر ہو حکم گورنمنٹ سے بعد پہونچنے سفارش ایجنٹ کے طے کئے جاوینگے۔

وظیفہ جات جواب شیخ رکن الدین اور رحیمن بی کو از روئے چٹھی گورنمنٹ نمبر ۱۲۹۳ مورخہ ۲۸ مارچ ۱۸۶۱ء کے ادا کئے جاتے ہیں جاری رہنے چاہئیں"۔

اور ۱۸ جون ۱۸۷۴ء کو لارڈ سالسبری صاحب نے بحیثیت سکرٹری اسٹیٹ اجلاس کونسل کے منظوری گورنمنٹ کو نسبت رزولیوشن مذکورہ بالا کے بدیں عبارت ظاہر کیا:-

اُس صیغہ میں بجواب چٹھی آپ کی گورنمنٹ نمبر ۱۷ مورخہ ۴ مئی ۱۸۷۴ء کے جسمیں آپ رپورٹ وفات خان محمد کی کرتے ہیں ۔ اور اُسکے رشتہ دار عظیم الدین کو جو ایک وارث بسلسلہ مستقیم اول معطی لہ سرکار برطانیہ کا ہے بطور سردار خاندان کے جسکے نام سرانجام جاری رہنا چاہیئے آپ نامزد کرتے ہیں آپ کو یہ اطلاع دیتا ہوں کہ میں کوئی عذر نسبت اس انتظام کے نہیں پاتا ہوں۔ چونکہ شیخ خان محمد نے یہ کوشش کرنے میں کہ اُسکو وراثت پسر فرضی کی حاصل ہو جائے فریب کیا

۱۸۹۳ء
شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ عظیم الدین

اور بذریعہ خارج کئے جانے اُسکی خاص اولاد کے وراثت سے نامبرد سزایاب ہوا لہذا گورنمنٹ ملکہ معظمہ کی صرف یہ امید ظاہر کرسکتی ہے کہ اولاد خاندان جو اب گدی نشین ہے اپنے تئیں لائق اپنے پسند کئے جانے کے ثابت کرے۔"

بتعمیل اُن رزولیشن کے کل جاگیر و آمدنی انعام شیخ عظیم الدین کے سپرد کیگئی اور اجینٹ منقولہ ان حقیت نے جو گورنمنٹ کے انتظام میں کیگئی تھی کل اشخاص کو یہ ہدایت کی کہ وے اُسکو بطور مالک کے تسلیم کریں۔ ۶۔ اکتوبر ۱۸۷۶ء کو کرنیل ایتھرج صاحب حاکم بندوبست انتقال نے حسب ذیل رپورٹ کی:۔

میری (کرنیل ایتھرج) کی یہ رائے ہے کہ چونکہ سرکار نے تبنیت کو منظور کیا ہے لہذا کل حقیت مسلم و سرانجام و انعام جو بعد لڑائی کے از روئے صلحنامہ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۸۱۸ء کے واپس دیگئی بطور حقیت ذمہ واری کے پسر متبنی (عظیم الدین) کے نام بحیثیت سردار خاندان کے جاری رکھنے کے قابل ہے اور وہ حسابات میں اسی مطابق مثل کل دیگر حقیت صلحنامہ ملی ہوئی سرانجام انعام کے درج کیجائے"۔

۱۶ نومبر ۱۸۷۶ء کو رپورٹ کرنل ایتھرج صاحب کو رزولیوشن ذیل میں گورنمنٹ نے منظور کیا۔

تجاویز حاکم بندوبست انتقال کی پسند فرمائی گئی ہیں اور اُنکی تعمیل کیجائے"۔

اسطرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ نے خان محمد کی وفات پر اُس سرانجام کو جو اُسکے قبضہ میں تھا ضبط کرلیا اور اُسکو عظیم الدین کو اس بنا پر مکرر عطا کیا کہ گورنمنٹ کو اختیار جاگیروں کے ضبط کرنے کا حاصل ہے یہ فرض نہیں کیا جاسکتا ہے کہ یہ استحقاق تلون مزاجی کے ساتھ استعمال کیا جاویگا مگر اُسکا موجود ہونا فرض کرکے کسی عدالت کو یہ جائز نہ ہوگا کہ اُس فیصلہ گورنمنٹ کی تجویز ثانی اس بنا پر کرے کہ وجوہ جنپر اُس نے کارروائی کی غلط تھے لہذا اس بورڈ کو یہ ضرورت معلوم نہیں ہوتی ہے کہ کوئی رائے اس بحث پر ظاہر کرے کہ آیا جھوٹی پیدائش سلطان ثانی کی ثابت کیگئی ہے مگر حکام عالیمقام کوئی وجہ اسمیں شک کرنے کی نہیں دیکھتے ہیں کہ تحقیقات لفٹنٹ سینڈفورڈ کی عدالتانہ طریق پر کیگئی تھی اور ملزم کو پورا موقع اُن گواہان سے جو اُسکے خلاف طلب کئے گئے تھے سوالات جرح کے کرنیکا اور اپنے مفید گواہوں کے طلب کرنے کا دیا گیا تھا

۱۸۹۳ء
شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ ضیاء الدین

نیک نیتی لفٹنٹ۔ ہینڈ فورڈ اور اُنکے شریک گوپال راؤ ہری کی نسبت بحث نہیں کیگئی ہے اور مختلف اشخاص نے جن کا فرض تجاویز اُن حکام پر غور کرنیکا ہے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ کوئی وجہ اُن تجاویز کے منسوخ کرنے کی نہیں ہے حکام عالیمقام کی یہ رائے ہے کہ یہ بحث کہ سرانجام یا جاگیر وفات اُسکے مالک پر کسکو عطا کیجاویگی ایک ایسی بحث ہے جو تنہا گورنمنٹ سے متعلق ہے جسکی نسبت تجویز خیالات ملکی پر کیجاویگی اور کسی حکمہ قانونی کو جائز نہوگا کہ اُس فیصلہ کی تجویز ثانی کرے جسکو گورنمنٹ صادر فرمائے یہ اصول صاف طور پر ایکٹ بمبئی نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۳ء دفعہ ۴ ضمن (۳) میں اوّل مرتبہ ہی نہیں ظاہر کیا گیا ہے اور وہ اُن صورتوں میں تسلیم کیا گیا ہے جنمیں ایسی بحث پیش کیگئی ہے

یہانتک نسبت اُن سرانجامات کے ہے جنکا دعوے اپیلانٹ نے کیا ہے۔

یہ بحث کیگئی ہے کہ ایک مختلف بحث نسبت انعامات کے پیدا ہوتی ہے مگر حکام عالیمقام کی یہ رائے ہے کہ کوئی تمیز فیمابین انعام و دیگر جائداد متنازعہ کے نہیں کیجاسکتی ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے سنہ ۱۸۵۸ء میں دیہات انعام اراضیات مع مقاصد کے بطور جزو ایک سرانجام کے واسطے پرورش فوج کے شامل تھے اثر صلحنامہ ۴ جولائی ۱۸۲۰ء کا یہ تھا کہ شیخ میراں کے نام کل جائداد بشمول انعام بطور جاگیر ذاتی و فوجی کے جاری رکھی جاوے یہ کونسنٹ نے ملکی خیالات پر کیا تھا اور حقیت جو اُسکے ذریعہ سے پیدا ہوئی ملکی تھی یہ ایک ایسی رائے ہے جو گورنمنٹ نے ۱۸۷۶ء میں قایم کی تھی جبکہ اُس نے رپورٹ حاکم بندوبست انتقال کی منظور کی "کہ کل حقیت مسلم سرانجام و انعام جو بعد لڑائی کے حسب صلحنامہ ۳ جولائی ۱۸۲۰ء کے واپس دیئے گئے تھے بطور حقیت ذمہ وار کے پسر متبنی (عظیم الدین) کے نام بطور افسر خاندان جاری رکھے جانے کے قابل ہے"

اسلئے حکام عالی مقام اُس رائے سے اتفاق کرتے ہیں جو جناب گورنر صاحب بہادر اجلاس کونسل نے ظاہر کی ہے کہ ملی ہوئی حقیت سرانجام و انعام از روئے صلحنامہ جولائی ۱۸۲۰ء کے اس غرض سے عطا کیگئی تھی کہ وہ اُسی طور پر قبضہ ملکی میں رہے اور اُس شخص کو مسلم پہونچیگی جسکو گورنمنٹ افسر خاندان تسلیم کرے اور کوئی عدالت قانونی اسپر حجت کرنیکی مجاز نہیں ہے۔

شیخ سلطان ثانی
بنام
شیخ عظیم الدین

[illegible] مقدمہ ہذا مختلف دیگر بحثوں پر غور کرنا غیر ضروری ہے جنپر مباحثہ بوقت تقریر اس

[illegible]

[illegible] خلاصہ مختصرہ سے بجزیہ رپورٹ کرینگے کہ فیصلہ جناب گورنر صاحب بہادر اجلاس

[illegible] بحال رہنا چاہئے - اپیلانٹ خرچہ اپیل کا ادا کرے -

[illegible] ہوا -

[illegible] منجانب اپیلانٹ - مسٹران بلانٹ و لینچ و یٹر -

[illegible] منجانب ریسپانڈنٹ - مسٹران برٹن وائیس و ہاربرٹن -

صیغہ ابتدائی دیوانی

۲۷ جنوری ۱۸۹۳ء

[illegible] سر چارلس سارجنٹ صاحب نائٹ چیف جسٹس و بیلی صاحب جسٹس

[illegible] بھائی بھائی باریا (مدعی) بنام سبترن جی مہرانجی بروچا (مدعا علیہ)*

[illegible] بدل - ایک نیک نیت دعوی کا مصالحہ ایک جائز بدل ہے - اقرار رہن پر روپیہ قرض دینے کا - تکمیل اقرارنامہ میں توقف - ایک خاص تاریخ کے بعد سود ادا کرنیکا اقرار - بدل ایسے اقرار کا - استحقاق منسوخ کرنیکا - زمانہ جزو ضروری معاہدہ کا - نالش منجانب قارض برخلاف مقروض کے -

۲۱ اگست ۱۸۹۱ء کو مدعی نے مدعا علیہ کو مبلغ ۳۰۰۰۰ روپیہ بر رہن قرض دینے کا وعدہ کیا - بروے اقرارنامہ رہن (مدعا علیہ) پر لازم تھا کہ استحقاق صاف کر دے اور میعاد جو واسطے تکمیل اقرارنامہ کے مقرر کیگئی تھی اسکی تاریخ ۳۰ دن کی تھی [illegible] اندر اس میعاد کے جسکی شرط کیگئی تھی بوجہ نہ پیش کئے جانے قبالہ جات منجانب مرتہنان سابق کے مکمل نہیں کیا گیا تھا جنکا مطالبہ اس روپیہ سے ادا کیا جانیوالا تھا جو مدعی پیشگی دینے والا تھا - ۹ ستمبر ۱۸۹۱ء کو سالسٹران مدعی نے مدعا علیہ کو تحریر کیا اور اسکو یاد دہانی کی کہ میعاد تکمیل کی منقضی ہوگئی اور انہوں نے یہ بیان کیا کہ مدعی یہ دعوی کریگا کہ سود اس روپیہ پر ادا ہونا چاہئے جو اسکے پاس بکار تکمیل قبالہ مدعا علیہ برابر ہوا ہے - ۲۴ ستمبر ۱۸۹۱ء کو مدعی نے باضابطہ مبلغ ۳۰۰۰۰ مدعا علیہ کے روبرو پیش کئے مگر چونکہ کوئی رہن نامہ اسوقت تک واسطے دستخط کے تحریر تیار نہ تھا لہذا روپیہ اسوقت ادا نہیں کیا گیا مدعی ہمیشہ روپیہ پیشگی دینے کو تیار و راضی تھا مگر بوجہ توقف مدعا علیہ کے اخیر ۲۴ ستمبر ۱۸۹۱ء سے ادا کئے جانے پر اصرار کیا قبالہ جات بالآخر اخیر نومبر یا شروع دسمبر میں پیش کئے گئے تھے اور ۲ دسمبر ۱۸۹۱ء کو مسودہ رہن نامہ مدعا علیہ کے پاس واسطے پسند کے بھیجا گیا تھا اسمیں فقرہ مندرج تھا جسکی رو سے شرح واسطے ادائے سود ۲۴ ستمبر ۱۸۹۱ء سے کیگئی تھی

* نالش [illegible] عدالت مطالبہ خفیفہ نمبر ۴۵۹ - ۱۷۶۶۲ سنہ ۱۸۹۲ء -

۹ دسمبر ۱۸۹۱ء کو مابین مدعی و مدعا علیہ کے ملاقات کی دو امور جنکی نسبت اُسوقت بحث کیگئی تھی یہ ہیں:- (اول) کسقدر میعاد بعد تاریخ واجب الادا کے مدعا علیہ (راہن) کو واسطے ادائے سود دینی چاہیئے (دوم) آیا سود قسط اس پر ۲۴ ستمبر ۱۸۹۱ء سے چلنا چاہیئے۔ امر اول کی نسبت مدعی رضامند ہو گیا اور مدعا علیہ کو ۱۵ دن جو کہ آٹھ دن سے جیسی کی ابتدا میں شرط ملی تھی دیئے۔ نسبت امر دوم کے اُسنے روپیہ پیشگی دینے سے انکار کیا جبتک کہ ۲۴ ستمبر ۱۸۹۱ء سے سود ادا نہ کیا جائے بالآخر مدعا علیہ اس بات پر راضی ہوا رہن نامہ ضابطہ بشمول سود من بعد سے ۲۴ ستمبر ۱۸۹۱ء تحریر کیا گیا۔ اور ۲۶ جنوری ۱۸۹۲ء تاریخ تحریر مقرر کیگئی تھی مگر اس روز جب مسمی دھنراج مدعا علیہ کے سبکو دستاویز مذکور کو تحریر کرنی تھی غیر حاضر تھی اور مدعی نے روپیہ اُسوقت تک پیشگی دینے سے انکار کیا جبتک کہ دختر مذکور کے دستخط حاصل نہو جاویں بعد ازاں مدعا علیہ نے دستاویز مذکور پر دستخط کرنے سے اس بنا پر انکار کیا کہ اُسمیں فقرہ نسبت ادائے سود من ابتدائے ۲۴ ستمبر ۱۸۹۱ء مندرج تھا اُس نے یہ حجت کی کہ وہ مستوجب ادا کرنے سود کا تاریخ مذکور سے نہیں ہے مدعی نے نالش دائر کی اور مبلغ ۵۰۰ روپیہ کا دعوی بطور ہرجہ بابت عہد شکنی مدعا علیہ کے کیا عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی کہ اگرچہ اقرار نامہ اول مورخہ ۳۱ اگست ۱۸۹۱ء میں کوئی تاریخ مندرج نہ تھی جس سے سود چلنا چاہیئے لیکن مدعا علیہ نے ۹ دسمبر ۱۸۹۱ء کو اقرار اُسکے ۲۴ دسمبر ۱۸۹۱ء سے ادا کرنیکا کر لیا تھا اور کوئی عذر امر مذکور پر فروری ۱۸۹۲ء تک نہیں کیا مدعا علیہ نے یہ حجت کی کہ اگر اقرار مذکور ۹ دسمبر ۱۸۹۱ء کو کیا گیا تھا تو وہ بلا معاوضہ کے تھا مگر عدالت نے یہ تجویز کی کہ مدعی کو اُس تاریخ پر اقرار نامہ مذکور کے بالکل منسوخ کرنیکا اختیار تھا اور اُس نے سود ۲۴ دسمبر ۱۸۹۱ء سے ادا کئے جانیکے عوض میں منسوخ نہ کرنے کی نسبت رضامندی دی تھی چنانچہ عدالت ماتحت نے ڈگری بحق مدعی صادر کی۔

تجویز ضمنی - میعاد جزو ضروری معاہدہ نہیں ہے مگر

تجویز ہوئی کہ صورت میں اندر حالات کے معاوضہ واسطے اُس اقرار کے ہے جو مدعا علیہ نے سود ۲۴ ستمبر سے ادا کرنیکا کیا تھا مدعی نے بطور بر بنائے آپکے حق منسوخی کا تصور کیا اور اُس نے مدعا علیہ کی التجا پر ایسا کرنے سے درگذر کرنیکا وعدہ کیا اگر مدعا علیہ سود ۲۴ ستمبر ۱۸۹۱ء سے ادا کرنے پر راضی ہو تو دعوی استحقاق منسوخی کا بلاشک ایک اصلی دعوی ہے اور نیک نیتی کیا گیا ہے اور اُسکے نفاذ سے درگذر کرنا ایک ترغیب مدعا علیہ کو شرائط مدعی پر راضی ہونے کیلئے بخوبی ہو سکتی ہے اور اصول جو مقدمہ مالمن بنام نیوزیلینڈ الفرڈ اسٹیٹ کمپنی (۱) میں قرار دیا گیا ہے متعلق ہے۔

حالات مقدمہ واسطے رائے ہائیکورٹ کے حسب دفعہ ۶۹ - ایکٹ پریزیڈنسی عدالتہائے مطالبہ خفیفہ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء کے مسٹر جسٹس ولیم صاحب چیف جج نے بیان کئے۔

(۱) ... پلمبرز ... جلد ۲ صفحہ ۳۶۶

سنہ ۱۸۹۳ء

دادابہائی ہوا جی بہائی بارمیا بنام رستم جی مہربان جی بر رھا

(۱) یہ ایک نالش مدعی نے واسطے دلا پانے مبلغ ۵ لاکھ روپیہ بطور زر حرجہ کے ... بنا بر کی ہے کہ ... بوجہ عہد شکنی مدعا علیہ مدعی سے ایک تم بتعدادی مبلغ ۳۰۰۰۰ روپیہ ... جائداد ... مدعا علیہ قرض لینے کے ہوا ہے۔

(۲) اقرارنامہ ... متعلقہ رہن ... کی نسبت کوئی تنازعہ نہیں ہے کہ تاریخ ... اور اسمیں شرط قرضہ ایک تم بتعدادی ۳۰۰۰۰ روپیہ کی مع سود بشرح ۹ فیصدی ماہانہ ... ازعد تہا کہ حقیقت کو مطالبات سے پاک کرو اور میعاد جو واسطے تکمیل اقرارنامہ کے مقرر کی گئی تھی ... بوجہ

(۳) واقعات مقدمہ جو میں نے تجویز کئے ہیں حسب ذیل ہیں: رہننامہ اندر اس میعاد کے جسکی ... بوجہ پیش نہ کئے جانے قبالہ جات منجانب مرتہنان سابق کو جنکا روپیہ منجملہ ... ادا کرنا تھا ... ٹھہرا تہا تکمیل نہیں کیا گیا تھا وہی سالسٹران مسٹران لٹل و ... فریقین کی طرف سے کارروائی کرتے تھے اور ... اخیر جنوری سنہ ۱۸۹۱ء تک اسطرح کارروائی کرتے رہے۔

(۴) ۹ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو سالسٹران نے ایک چٹھی مدعا علیہ کو واسطے ... کے یاد دلانے کے ... کہ میعاد تکمیل کی گذر گئی اور یہ بیان کیا کہ مدعی یہ چاہیگا کہ سود اس روپیہ پر ادا ہونا چاہئے جو اسکے پاس بوجہ مدعا علیہ بیکار پڑا ہے مگر یہ خیال کیا گیا تہا کہ روپیہ باضابطہ پیش کیا جانا چاہئے اور مبلغ ۳۰۰۰۰ روپیہ اسکے مطابق مدعا علیہ کے روبرو ۲۴ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو پیش کئے گئے مگر چونکہ کوئی دستاویز اسوقت واسطے تکمیل کے تیار نہ تھی اسلئے روپیہ نہیں ادا کیا گیا ... خیال ... روپیہ پیش ... غلط تہا مگر تاریخ پیشی ۲۴ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء سے مدعی نے یہ دعوی کیا ہے کہ سود چلنا چاہئے بحث پیشی زر ... بطور غیر ضروری کی قطع نظر کرکے میں خیال کرتا ہوں کہ تاہم مدعی کو اختیار تہا کہ اقرارنامہ کی تعمیل کرنیسے انکار کرتا جسکے مکمل کرنیکی میعاد گذر گئی تہی جبتک کہ مدعا علیہ سود اس روپیہ پر تاریخ مذکور سے ادا نہ کرنیکا وعدہ نہ کرے اور درحقیقت یہی بحث تہی جو مدعی نے پیش کی تہی۔

(۵) بوجہ نہ پیش کئے جانے قبالہ جات منجانب مدعا علیہ کے توقف ... ہوا جسپر حقیت کو قرضہ سے پاک کرنیکا بار تہا کوئی اتہام غفلت کا منجانب مدعی کے نہیں ہے جو روپیہ پیشگی دینے پر ہمیشہ طیار اور راضی تہا مگر بوجہ توقف مدعا علیہ کے اس نے سود اسپر ۲۴ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء سے ادا کئے جانے پر اصرار کیا۔

(۶) دستاویزات مذکور بالآخر اخیر نومبر سنہ ۱۸۹۱ء یا شروع دسمبر میں بہم پوہنچائی گئی تہیں اور ۷ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو

۱۸۹۳ء

دادابھائی واجی بھائی باریا بنام پیتونجی مہربان جی پرءجا

مسودہ رہن نامہ مدعاعلیہ کے پاس واسطے اسکی پسند کے بہیجا گیا تہا اس مسودہ میں شرط واسطے ادائے سود من ابتدائے ۲۴ ستمبر ۱۸۹۱ء مندرج تہی مسودہ کو اسکے پسر کاؤس جی پیستون جی نے مدعاعلیہ کو پڑہکر سُنایا (وہ دونو بخوبی انگریزی پڑہتے اور سمجہتے تہے) اور چند تبدیلات پنسل سے کاؤس جی نے کی تہیں اور منجملہ دیگر الفاظ کے الفاظ "۲۴ ستمبر ۱۸۹۱ء" کو خط پنسل سے کاٹ دیا تہا اور دیگر الفاظ پنسل سے اُنکے اوپر لکہدیئے تھے۔

(۷) - ۹ دسمبر ۱۸۹۱ء کو مدعاعلیہ اور کاؤس جی مدعی کو مسٹران لیٹل واسمتھہ وفریر ونکلسن کے دفتر میں لائے جہاں معاملہ پر روبرو بہرام جی داراشاہ منتظم کلرک کے بحث ہوئی دو خاص امور متنازع یہ تھے اول کسقدر میعاد بعد تاریخ معینہ کے راہن کو واسطے ادائے سود کے دی جانی چاہیئے اور دوم آیا سود رقم اصل پر ۲۴ ستمبر ۱۸۹۱ء سے چلنا چاہیئے۔ اوّل امر پر مدعی نے یہ رضامندی دی کہ مدعاعلیہ کو پندرہ دن بجائے آٹھہ دن کے جیسی کہ اول شرط ہے دیئے جانے چاہئیں۔ نسبت امر دوم کے اُس نے مدعاعلیہ کی درخواست کے تسلیم کرنے سے یا رد بہ کسی دیگر شرائط پر بندگی دینے سے انکار کیا اور مدعاعلیہ بالآخر سود ۲۴ ستمبر ۱۸۹۱ء سے ادا کرنے پر راضی ہوا تبدیلات پنسل کو مسودہ میں بعدازاں کاؤس جی نے سرخ روشنائی سے بجز نسبت الفاظ "۲۴ ستمبر ۱۸۹۱ء" کے لکہا تہا اور خط پنسل اور الفاظ کو جو اُسکے اوپر لکہے گئے تھے اُس نے مٹا دیا تہا کاؤس جی نے بعدازاں مسودہ پر یہ عبارت ظہری لکہی "جس طور پر اندر تبدیل ہوئی واسطے اپنے اور دیگر اشخاص کے پسند کیا گیا۔ ۹ دسمبر ۱۸۹۱ء" اور اسپر مدعاعلیہ نے دستخط کئے۔

(۸) منجانب مدعاعلیہ کے مختارنامہ ضروری ایک شخص سے اُسکے مرتہنان سابق میں جو بمبئی میں موجود نہیں تہا حاصل کرنے میں کچہہ اور توقف ہوا مگر بالآخر ۲۶ جنوری ۱۸۹۲ء تاریخ تحریر مقرر کیگئی تہی رہننامہ تحریر کیا گیا اور اُسمیں شرط واسطے ادای سود من ابتدا ۲۴ ستمبر ۱۸۹۱ء مندرج کیگئی۔ ۲۶ جنوری ۱۸۹۲ء کو مدعاعلیہ اور اُسکی زوجہ اور پسران و دختران (بجز بیروزبائی کے) دفتر مسٹران لیٹل واسمتھہ وفریر ونکلسن میں واسطے تحریر کرنے دستاویز کے حاضر ہوئے جس کے تحریر کرنے پر وے آمادہ تھے مگر چونکہ بیروزبائی غیر حاضر تہی لہذا مدعی نے مسٹر نکلسن کی نصیحت پر کاربند ہوکر زر دینے سے انکار کیا جبتک

دادا بھائی واجی بھائی باریا بنام بستو بجی نہربان جی برجا

کہ اُسکے دستخط حاصل نہو جائیں اور دوسرا دن واسطے تحریر کے مقرر کیا گیا کوئی تذکرہ اُسوقت اُس تحریر کا نہیں کیا گیا تھا جس سے سود چلیگا نہ مدعا علیہ یا اُسکے پسران نے کوئی عذر نسبت صورت دستاویز کے جس طور پر وہ تحریر ہوگئی تھی کیا۔

(۹) شروع فروری میں مدعا علیہ نے دیگر سالسٹران سے مشورہ کیا مگر ۱۳ فروری ۱۸۹۲ع تک جبکہ اُنہوں نے ایک نقل اقرارنامہ کے واسطے تحریر کیا اور اُسکو حاصل کیا۔ یہ حجت پیش نہیں ہوئی کہ مدعا علیہ مستوجب ادا کرنے سود ۴ ستمبر ۱۸۹۱ع سے نہیں ہے یہ درست ہے کہ اقرارنامہ ۳۱ اگست ۱۸۹۱ع میں کوئی تذکرہ تاریخ کا نہیں ہے جس سے سود چلنا چاہئے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ اُسکی وجہ سے فریقین کو بعد ازاں اقرار زبانی کرنیسے ممانعت نہیں ہے جو مدعا علیہ پر قابل پابندی ہو لہذا میں تجویز کرتا ہوں کہ اسصورت میں مدعا علیہ نے ۹ دسمبر ۱۸۹۱ع کو سود رقم اصل پر ۴ ستمبر ۱۸۹۱ع سے ادا کرنیکا اقرار کیا اور اُس نے کوئی عذر نسبت اقرار مذکور کے ۱۳ فروری ۱۸۹۲ع تک نہیں کیا یہ بحث کیگئی ہے کہ اقرار مذکور اگر اسطور پر کیا گیا تھا بلا معاوضہ ہے مگر میں تجویز کرتا ہوں کہ یہ امر کہ مدعی کو اقرارنامہ کے منسوخ کرنیکا اور ادائے سود بہ لیاسانہ کرنیکی رضامندی دینے کا اختیار تھا کافی معاوضہ ایسے اقرار زبانی کیواسطے ہے

(۱۰) مزید براں بجانب مدعا علیہ یہ بھی بحث کیگئی ہے کہ کوئی نالش زیر ہدایات اس قسم کے مقدمات میں نہو سکیگی اور مقدمہ میں بنام قادر جل (۱) و مقدمات ہمشکل کا حوالہ دیا گیا تھا مگر میں تجویز کرتا ہوں کہ قانون متعلقہ معاملات مذکور اس ملک میں وہ ہے جو دفعات ۳، ۴ و ۷۔ ایکٹ معاہدہ ہند نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ع میں قرار دیا گیا ہے اور واسطے اس مسئلہ کے کہ ایسے مقدمات منشائے دفعہ مذکور میں داخل ہیں میرے اوپر فیصلہ فیرن صاحب جسٹس بمقدمہ ہمشکل دادو بھائی ابراہیم بنام ابوبکر مولا دینا (۲) کی پابندی ہے۔

(۱۱) اس مقدمہ میں میں خیال کرتا ہوں کہ زیر ہدایت بنا اُس نقصان سود کے جو مدعی کو ۴ ستمبر ۱۸۹۱ع سے اُس تاریخ تک ہوا دلایا جانا چاہئے جبتک کہ اُسکی نسبت معقول طور سے یہ امید ہوسکے کہ وہ اپنا روپیہ اسی قسم کی کفالت میں لگا سکتا ہے۔ فیرن صاحب جسٹس نے ۴ ماہ کی میعاد اُس تاریخ سے دی جسپر مدعا علیہ نے بالآخر معاہدہ کو نامنظور کیا۔ اور میں نے اُسکے مطابق ایسی

(۱) مقدمات ہوس آف لارڈز جلد ۷ صفحہ ۱۵۸۔

(۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۲۴۲۔

۱۸۹۳ء
دادا بہائی جرازی بہائی باریا بنام پستان جی برجا

ہی میعاد یعنی ۴ ماہ کی - ۱۰ فروری ۱۸۹۲ء سے دی روپیہ مدعی کا یا زیادہ حصہ اسکا حساب رواں میں ہانگ کانگ و شنگہائی بینکنگ کارپوریشن کے پاس تہا جہانکہ سود بشرح ؏ فیصدی ۱۰ دسمبر ۱۸۹۱ء تک دیا گیا تہا اور ایک روپیہ فیصدی بعد تاریخ مذکور کے دیا گیا چہانچہ مدعا علیہ نے اسکو بشرح معاہدہ کے فیصدی میں سے منہا کیا اور مدعی کو مبلغ الـ٥ﷲ بابت سود مبلغ بشرح ؏ فیصدی سالانہ ۲۴ ستمبر ۱۸۹۱ء سے ۳۱ دسمبر ۱۸۹۱ء تک دلایا اور بشرح ؏ فیصدی سالانہ یکم جنوری ۱۸۹۲ء سے ۱۹ جون ۱۸۹۲ء تک دلایا میں نے مدعی کو اسکا خرچہ ترجمہ کا حاصل کاہی دلایا جسکی تعداد کی نسبت یہ اقرار کیا گیا ہے کہ وہ تعداد اہل خرچہ کی جبکہ وہ تشخیص ہو جائے بشمول خرچہ تشخیص کے اگر وہ دلایا جائے ہونی چاہئے میں نے مدعی کے خرچہ اہل بینیہ کا بھی بتعین مبلغ الـ٥ کے سارٹیفکٹ دیا۔

(۱۲) وکیل مدعا علیہ نے مجھسے التجا واسطے بیان کرنے حالات مقدمہ کے بغرض رائے حکام عالی مقام کے امور ذیل پر کی۔

(۱) آیا مدعا علیہ کو رہن نامہ اُس نمونہ کا جو اُسکو تاریخ ۲۶ جنوری ۱۸۹۲ء دیا گیا تہا تحریر کرنا لازم تہا۔

(۲) اگر اُسکو لازم تہا تو آیا وہ بموجب اوس کے ہر حصہ کا اور کسقدر ہر حصہ کا مدعی کو ہرادا میں لئے اسی مطابق اپنی تجویز اپنی رائے کی شرط پر صادر کی ہے۔

(۱۳) مدعا علیہ نے مبلغ الـ٥ عدالت میں بطور ضمانت دعوی مدعی مع مبلغ صـ واسطے خرچہ کے متعلقات کے جمع کئے ہیں۔

اینڈرسن منجانب مدعا علیہ۔ مدعا علیہ نے عہد ۳۱۔ اگست ۱۸۹۱ء کی خلاف ورزی نہیں کی ہے اور اسلئے وہ مدعی کے مقابلہ میں ذمہ دار نہیں ہے از روئے اُس اقرار نامہ کے اُسپر سود ۲۴ ستمبر ۱۸۹۱ء سے ادا کرنا لازم نہیں تہا اور اسلئے اُسکو ۲۶ جنوری ۱۸۹۲ء کو رہن نامہ تحریر کرنے سے انکار کرنا جائز تہا جس میں شرط یہ تہی کہ اُس کو ایسا کرنا چاہیئے تہا یہ بیان کیا گیا ہے کہ ۹ دسمبر ۱۸۹۱ء کو ایک اقرار نامہ جدید ہوا تہا جسکی روسے اُس نے وعدہ سود ادا کرنے کا کیا تہا ہم لوگ اقرار کے ہونے سے انکار کرتے ہیں مگر ہر صورت میں مدعی نے کوئی معاوضہ اسکا نہیں دیا اور اسلئے وہ ناجائز ہے یہ بیان کیا گیا ہے کہ مدعی اوّل اقرار نامہ اوّل کے خارج کرنیکا

دھوابھائی ودتی بھائی باریا بنام بیسنتجی مہربان جی بادھیا

اور وہ ایسا نہ کرنے پر راضی ہوگیا - اگر مدعا علیہ سود ادا کرے یہ ایک معاوضہ مبینہ واسطے اقرار جدید کے ہی مگر مدعی منسوخ کرنیکا مستحق نہیں تھا کیونکہ میعاد جزو ضروری معاہدہ کی نہ تھی اور نہ کبھی ہوگئی تھی پس کوئی اقرار جدید نہیں تھا اور اقرار اوّل اقرار ہنوز جنوری سنہ ۱۸۹۲ء میں جاری تھا اور اسلئے مدعا علیہ کو رہن نامہ جو تیار کیا گیا تھا تحریر کرنا لازم نہیں تھا اور مدعی مستحق معاوضہ نہیں ہے دفعہ ۵۵ - ایکٹ معاہدہ (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) معاہدات بیع یا رہن اراضی سی متعلق نہیں ہے علاوہ بریں وعدہ مدعا علیہ رہن نامہ آٹھ یوم میں تحریر کرنیکا وعدہ مدعی دستاویز مذکور کو اندر اُس میعاد کے تحریر کرلینے پر منحصر تھا اُس نے رسالہ مولفہ پالک صاحب متعلقہ معاہدہ (طبع سوم) صفحہ ۴۰۴ و مقدمات بین بنام فادرجل (۱) و رد بنام لندن اسکول بورڈ (۲) و قانون متعلقہ بایعان و خریداران مولفہ ڈارٹ صاحب (طبع ششم) صفحات ۴۰۴ و ۱۰۴۳ کا حوالہ دیا -

لینگ ریوٹ کارنیک منجانب مدعی :- عدالت پر پابندی تجویز صاحب چیف جج کی ہے کہ ایک اقرار جدید بعوض معاوضہ جائز کے ۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو ہوا تھا رہن نامہ جو تحریر کیا جانا چاہئے بالضرور مطابق اُس اقرار نامہ جدید کے تیار کیا گیا تھا اور اُسکا تحریر کرنا مدعا علیہ پر فرض تھا -

[سارجنٹ صاحب چیف جسٹس :- کیا تم یہ کہتے ہو کہ میعاد جزو ضروری معاہدہ کا ہے]

ہم کہتے ہیں کہ وہ ہے مگر یہ بھی ہم کہتے ہیں کہ آیا اقرار نامہ ۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء درست تھا یا نہیں اگر یہ بھی فرض کرلیا جاوے کہ مدعی کو کوئی استحقاق قانونی اقرار نامہ اوّل کے منسوخ کرنیکا حاصل نہیں تھا تاہم اگر اُسکو نیک نیتی سے یہ یقین تھا کہ اُسکو حاصل ہے اور ایسا کرنیکی اُس نے دھمکی دی جبتک کہ اُسکو سود زائد نہ دیا جاوے اور اگر اندر اُن حالات کے مدعا علیہ شرائط جدید پر راضی ہو تو اقرار نامہ جو اُس وقت ہوا قابل پابندی ہے - مقدمات نائلس بنام نیوزیلینڈ امیلفورڈ اسٹیٹ کمپنی (۳) و کلیشر بنام شوف شیم (۴) ملاحظہ طلب ہے -

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس :- جواب سوال اوّل کا کہ آیا مدعا علیہ کو وہ رہن نامہ تحریر کرنا لازم تھا جو مدعی نے اُسکے روبرو بتاریخ ۲۶ جنوری سنہ ۱۸۹۲ء پیش کیا تھا اُس پر منحصر ہونا چاہئے کہ آیا اقرار مدعا علیہ مورخہ ۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء

---

(۱) مقدمات ہوس آف لارڈس جلد ۷ صفحہ ۱۵۰ (۲) لا ٹائمس جلد ۷۵ صفحہ ۱۰۲ -

(۳) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۳۲ صفحہ ۲۶۶ (۴) لا رپورٹ کوئینس جلد ۵ صفحہ ۴۴۹ -

سنہ ۱۸۹۳ء

دادابھائی واجی بھائی
بوریا
بنام
پستونجی مہربان جی
بار وجا

کہ اُس رہننامہ میں جو تحریر کیا جاویگا یہ فقرہ مندرج ہونا چاہئے کہ سود ۴ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء سے چلے اسپر قابل پابندی ہے جو یٹ جج عدالت مطالبہ خفیفہ نے یہ تجویز کی ہے کہ مدعی نے اُسدن مدعاعلیہ کی انتجار روپیہ پیشگی دینے کے قبول کرنیسے انکار کیا جب تک کہ مدعاعلیہ فقرہ بالا دستاویز میں مندرج کئے جانے پر راضی نہو مگر یہ کہا گیا ہے کہ کوئی معاوضہ اُس اقرار کے واسطے نہیں تہا اور اسلئے مدعاعلیہ اگر وہ مناسب خیال کرے اپنی خواہش بدل سکتا تہا اور رہننامہ تحریر کرنے سے بجز اُس صورت کے جو از روے معاہدہ کے محکوم تہی انکار کرسکتا تہا جسمیں یہ شرط تہی کہ سود تحریر رہننامہ سے چلے۔

تجویز جٹی صاحب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُنہوں نے یہ خیال کیا کہ آٹھہ یوم مندرجہ معاہدہ جزو ضروری معاہدہ کا ہے اور اگر یہ اسطور پر ہو تو اسمیں شک نہیں کیا جاسکتا ہے کہ مدعی کا معاہدہ کو ۹ دسمبر کو ختم تصور نہ کرنا اگر مدعاعلیہ فقرہ مذکور کے مندرج کئے جانے پر راضی ہوگیا تہا ایک معاوضہ جائز ایسے اقرار کے واسطے ہوگا لیکن یہ بحث کیگئی ہے کہ میعاد جزو ضروری اس معاہدہ کا نہیں ہے۔ یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ مقدمہ مندرجہ انڈین لا رپورٹ جلد ۱۲ سلسلہ بمبئی صفحہ ۴۴۴ جسکا حوالہ اثنائے بحث میں مدعی نے دیا ہے متعلق امر مذکور کے نہیں ہے اس مقدمہ میں بعد تحریر معاہدہ کے فریقین نے معین طور پر اقرار کیا کہ معاہدہ یکم مارچ سنہ ۱۸۸۹ء کو قطعًا طے کیا جاوے اور صرف بحث واسطے فیصلہ کے بابت اس معاوضہ کے تہی جس کا مدعی مستحق مدعاعلیہ کے بتاریخ مذکور تعمیل نہ کرنے اپنے جزو معاہدہ سے تہا اگر بحث مذکور کا فیصلہ کرنا ضروری تہا تو ہم مشکل سے شبہ کرسکتے ہیں کہ بصورت ایسے معاہدہ کے یہ قیاس کرنا چاہئے کہ فریقین کا یہ منشا نہیں تہا کہ آٹھہ دن جو اسمیں مندرج ہیں داخل جزو ضروری معاہدہ کے ہونے چاہئیں مگر ہم خیال کرتے ہیں کہ اندر حالات اس مقدمہ کے بحث مذکور کا فیصلہ کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ مقدمہ مائیلس بنام نیوزیلینڈ الفرڈ اسٹیٹ کمپنی (۱) سے ظاہر ہے کہ اقرار مذکور کے واسطے ایک عمدہ معاوضہ تہا اگرچہ مدعی کو ٹہیک ٹہیک استحقاق حاصل نہو جس کا اُس نے دعوی کیا کہ اُسکو بتاریخ ۹ دسمبر معاہدہ کو ختم تصور کرنے کا حاصل تہا اس مقدمہ میں کل صاحبان جج کی راے اگرچہ اُنکی راے نسبت متعلق ہونے قاعدہ کے اندر حالات مقدمہ کے مختلف تہی

(۱) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۳۲ صفحہ ۲۶۶۔

داداابھائی ناراین جی بھائی بابٹ بنام پیستون جی مہربان جی باردجار

اس امر پر بالکل متفق تھی کہ ایک اصلی راست دعوی کے نفاذ کرانے میں درگذر کرنا ایک جائز معاوضہ اقرار نامہ کے واسطے ہے اگرچہ وہ ایسا نہیں ہے جس کو عدالت موثر کر سکے اس مقدمہ میں اگرچہ تجویز فرائی صاحب جسٹس بمقدمہ گرین بنام سیولن (۱) سے ظاہر ہے کہ اگر ٹھیک ٹھیک طور پر کیا جائے تو استحقاق مدعی ۹ دسمبر کو معاہدہ کے خارج کرنے کا نہ تھا بلکہ مدعاعلیہ کو یہ اطلاع دینے کا تھا کہ وہ خارج کردیگا اگر مدعاعلیہ اندر میعاد معقول کے (جو مقدمہ حال میں بہت تھوڑی میعاد ہوتی کیونکہ معاملہ ۳۱۔ اگست سے برابر جاری ہے اُس کی تکمیل نہ کرے تاہم مدعی نے اپنے تئیں صاف طور پر ایسا خیال کیا کہ وہ مستحق معاہدہ کے ختم کرنے کا ہے اور اُس نے مدعاعلیہ کی التجا پر ایسا کرنے سے درگذر کرنے کا اقرار کیا اگر مدعاعلیہ سود ۴۴ ستمبر ۱۸۹۱ء سے ادا کرنے پر رضامند ہوتا دعوی استحقاق فوراً منسوخ کرنے کا بلاشک ایک اصلی دعوائے مرتب ہے اور نیک نیتی سے کیا گیا ہے اور اُس کے نفاذ کرانے سے درگذر کرنا ایک ترغیب مدعاعلیہ کو شرائط مدعی پر راضی ہونے کے واسطے بخوبی ہوسکتی ہے۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ اندریں حالات وہ اصول جو مقدمہ مائیلس بنام نیوزیلینڈ الیفورڈ اسٹیٹ کمپنی (۲) میں قرار دیا گیا ہر متعلق ہے اور اسلئے معاوضہ جائز اقرار نامہ ۹ دسمبر ۱۸۹۱ء کے واسطے ہے۔

بحث اول کا جواب اثبات میں دینا چاہئے نسبت بحث دوم کے اسمیں شک نہیں کیا جاسکتا ہے کہ مدعی مستحق معاوضہ ہوگیا جبکہ مدعاعلیہ نے رہن نامہ کے باضافہ اُس فقرہ کے جسپر وہ راضی ہوگیا تھا تحریر کرنے سے قطعاً انکار کیا اور کوئی بحث ہمارے روبرو واسطے ظاہر کرنے اس امر کے نہیں کیگئی ہے کہ عدالت مطالبہ خفیف نے غیر صحیح طور پر بلحاظ طریقہ یا حساب بے معاوضہ تشخیص کیا ہے۔

مدعی اپنے خرچہ استصواب کی تشخیص ٹیکسٹنگ ماسٹر مثل صیغہ ابتدائی ہائیکورٹ کے کرائے۔

اٹرنیان منجانب مدعی۔ مسٹران لٹل و اسمتھ و نکلسن و لون۔

اٹرنیان منجانب مدعاعلیہ۔ مسٹران آردشیر و ہرمزجی و دین شاہ۔

(۱) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۳ صفحہ ۵۸۹۔ (۲) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۳۲ صفحہ ۲۶۶۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس بیلی صاحب جسٹس

۱۰ مارچ ۱۸۹۳

بہولی بائی (ابتداءً مدعا علیہا) اپیلانٹ بنام رام رتاب سمرتہہ رامی دیکس وغیرہ (ابتداءً مدعیان) ریسپانڈنٹان*

عدم آمد مدعا علیہ کا نالش میں ایزاد کیا جانا جبکہ اجازت حسب ضمن ۱۲ فرمان شاہی ۱۸۶۵ع کے نالش کرنیکی ضروری ہو۔ ذمہ داری علی سبیل البدل۔ حکم نسبت مدعا علیہ کے ایزاد کرنیکا۔ اپیل بناراضی ایسے حکم کے منجانب مدعا علیہ ابتدائی کے۔

مدعیہ نے یہ نالش بمقابلہ مدعا علیہا بہولی بائی کے بدیں بیان دائر کی کہ اُسکی ایک دکان ہے اور کارخانہ بمقام سیہو واقع ملک بہوپال جاری تہا قبل نالش دائر کرنیکے اجازت باضابطہ حسب ضمن ۱۲ فرمان شاہی ۱۸۶۵ع کے حاصل کرلیگئی تہی اپنے بیان تحریری میں بہولی بائی نے اس امر سے انکار کیا کہ وہ مالک دکان واقع سیہو کی تہی یا وہ کسی اُسکے کاروبار کی جو ساتہہ مدعیان کے ہوا ذمہ دار تہی اُس نے بیان کیا کہ دوکان سیہو کا مالک اُسکا لیکن خاوند تہا جو سمت ۱۹۴۳ میں ایک دختر جسکا نام گولی بائی ہے اور جو نابالغ ہے اور ابتک زندہ ہے چہوڑکر فوت ہوگیا بعد ازاں مدعیہ نے ایک عرضی گذار کیا جسکی رو سے مدعا علیہا بہولی بائی کو یہ وجہ ظاہر کرنیکے واسطے ہدایت ہوئی [illegible] اضافہ کیجاوے نام گولی بائی بطور ایک فریق مدعا علیہ کے کیون نہونی چاہئے منظور کیا گیا اور حکم گولی بائی کو اضافہ کرنیکا بطور مدعا علیہا صادر کیا گیا تہا مدعا علیہا بہولی بائی نے اپیل کیا اور یہ حجت کی کہ اثر ایک مدعا علیہ کے اضافہ کرنیکا یہ ہوگا کہ نالش جدید بنام گولی بائی بلا حاصل کرنے اجازت ضروری حسب فرمان شاہی کے دائر کیجاتی تو اُس مقدمہ رام رتاب بنام پریم سکہہ چند لال (۱)

تجویز ہوئی۔ ڈسمسی اپیل یہ کہ مدعا علیہا بہولی بائی بناراضی اس حکم کے جسکی رو سے گولی بائی فریق بنائی گئی اپیل نہیں کرسکتی۔ یہ ہوسکتا ہے کہ گولی بائی اس حکم کی بابت قبل یا بوقت سماعت عذر کرے مگر صرف وہی یہ عذر کرسکتی ہے مدعا علیہا بہولی بائی عذر منجانب اُسکے نہیں کرسکتی ہے۔ مقدمہ رام رتاب بنام پریم سکہہ چند لال (۱) متعلق نہیں ہے اسلئے کہ مقدمہ میں ترمیم مجوزہ کی رو سے بنا مخاصمت تبدیل ہوگئی اس مقدمہ میں وہ ترمیم چہوڑی گئی ہے بنا مخاصمت جو عرضیدعوی میں بیان کیگئی ہے اجازت حسب ضمن ۱۲ فرمان شاہی کے مدعا علیہا بہولی بائی پر نالش دائر کرنیکی دیگئی تہی اور جہانتک کہ اُسکو تعلق ہے کوئی عذر طریق نالش میں نہیں ہے اگر اُسکا بیان درست ہے تو گولی بائی نہ کہ بہولی بائی ذمہ دار ہے بحث مذکور کا فیصلہ

اپیل بناراضی ایک حکم کے جو جج چیمبرس نے بتاریخ ۳۱ اگست ۱۸۹۲ع بدیں ہدایت صادر کیا کہ مسماۃ گولی بائی نابالغہ فریق مدعا علیہا بنائی جاوے۔

نالش ۱۲ فروری ۱۸۹۲ع کو بمقابلہ تنہا اپیلانٹہ (مدعا علیہا) بہولی بائی کے دائر کیگئی تہی عرضیدعوی میں یہ بیان کیا گیا تہا کہ اُسکی ایک دکان بمقام سیہو واقع ملک بہوپال میں تہی جہاں کہ اُسکا کاروبار بیشتر چہوٹی مل بالا رام نام سے جاری تہا اور مدعیان کا بڑا لین دین دکان مذکور کے ساتہہ تہا

* نالش نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۳ع

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۷ صفحہ ۹۴

۱۸۹۳ء

بہولی بائی
بنام
رام پرتاب
سمرتھ رائے

اور بابت لین دین مذکور کے ایک رقم تعدادی مبلغ ۵ روپیہ مدعیان کو مدعا علیہما سے واجب الادا تھی مدعیان نے استدعا واسطے ڈگری رقم مذکور یا اگر ضروری ہو واسطے حساب وغیرہ کے کی۔ قبل رجوع نالش کے اجازت باضابطہ حسب ضمن ۱۲ فرمان شاہی بمبئی ۱۸۶۵ء کی حاصل کیگئی تھی۔

۱۵ جون ۱۸۹۱ء کو مدعا علیہا بہولی بائی نے اپنا بیان تحریری داخل کیا اُس نے اس امر سے انکار کیا کہ وہ مالک دوکان سیہور کی تھی یا وہ کسی اُسکے لین دین کی جو مدعیان کے ساتھ ہوا ذمہ وار تھی اُس نے بیان کیا کہ دوکان سیہور اُسکے پسر اُتم چند کی تھی جو ۱۸۸۳ء میں ایک دختر گولی بائی نابالغ چھوڑکر فوت ہوگیا اور گولی بائی مذکور ہنوز زندہ ہے۔

بیان تحریری کے داخل ہونے پر اٹرنی مدعیان نے مدعا علیہا سے گولی بائی کو بطور مدعا علیہا اضافہ کیئے جانیکی بابت رضامندی چاہی) اُسکے انکار کرنے پر مدعیان نے ۲۵ جون ۱۸۹۱ء کو ایک سمن صاحب جج کا جاری کرایا جسکی رو سے اُسکو یہ وجہ ظاہر کرنیکی ہدایت کیگئی کہ مدعیان کو کیوں یہ اختیار نہ دیا جاے کہ وہ عرضی دعوی کی ترمیم بذریعہ اضافہ کرنے نام گولی بائی نابالغہ بطور مدعا علیہا فریق ثانی بذریعہ کرنے ایسی دیگر ترمیمات کے کریں جنکا عرضی دعوی میں کرنا ضروری ہو ۱۳ اگست ۱۸۹۱ء کو سمن قطعی کیا گیا یا ایک حکم گولی بائی کا نام بطور مدعا علیہا کے اضافہ کرنے اور دیگر ضمنی کارروائیات میں ترمیم کرنیکا جو ضروری ہو صادر کیا گیا بنا راضی اس حکم کے یہ اپیل حال مدعا علیہا بہولی بائی نے دائر کیا۔

وکاجی منجانب اپیلانٹ (مدعا علیہا):- نالش بمقابلہ ہمارے دائر کیگئی ہے جسواسطے نالش کیواسطے اجازت بلاشک حاصل کیگئی ہے مگر اب مدعیان ایک جدید مدعا علیہ کے اضافہ کرنیکی استدعا کرتے ہیں جسکا اثر یہ ہوگا کہ ایک نالش جدید بمقابلہ اس مدعا علیہا جدید کے بغیر حاصل کرنے اجازت حسب فرمان شاہی کے دائر کیجاوے وہ ایسا نہیں کرسکتے اور وہ اب اجازت حاصل نہیں کرسکتے اُس وقت جبکہ نالش دائر کیگئی اجازت حاصل کرنی چاہیے وہ بعد ازاں حاصل نہیں کیجاسکتی مقدمہ رام پرتاب بنام پریم سکھہ چند امل (۱) ملاحظہ طلب ہے۔

مسٹر میکفرسن سے منجانب ریسپانڈنٹان جواب طلب نہیں کیا گیا۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس:- ہم نہیں خیال کرتے ہیں کہ فیصلہ مقدمہ رام پرتاب بنام پریم سکھہ چند امل (۱) مقدمہ ہذا سے متعلق ہے اس مقدمہ میں اُس ترمیم کی وجہ جسکے کرنے کی تجویز

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۹۳-

بہولی بائی
بنام
رام پرتاب
سمرتہہ رائے

عرضیدعوی میں کیگئی ہتی بنائے مخاصمت تبدیل ہوگئی اور عدالتنے یہ تجویز کی کہ حسب ضمن ۱۲ فرمان شاہی ۱۸۶۵ء کے ترمیم بعد ارجاع نالش کے نہیں ہوسکتی مگر اس مقدمہ میں بنائے مخاصمت پر کچہہ اثر نہیں پوہنچتا ہے - بنائے مخاصمت مندرجہ عرضیدعوی پر اجازت حسب ضمن ۱۲ بہولی بائی کو نالش کرنیکی دی گئی ہے اور جہانتک وہ متعلق ہے کوئی عذر صورت نالش کی نسبت نہیں ہے اور وہ نوبت سماعت تک لیجا دیگی مگر اپنے بیان تحریری میں وہ یہ کہتی ہر کہ وہ ٹہیکت عا علیہا نہیں ہوئی ہر اور دوکان جسکے ساتہہ مدعا علیہا کا کاروبار تہا اُسکی نہیں ہتی بلکہ اُسکے پسر کی ہے اور اُسکا پسر فوت ہوگیا ہے اور ایک دختر گولی بائی چہوڑ گیا ہے جو ہنوز زندہ ہے اگر یہ سچ ہو تو ظاہر ہے کہ گولی بائی شخص ذمہ وار ہے اور یہہ بات کہ یہہ امر سچ ہے یا جھوٹ ایک بحث واسطے تجویز کے بوقت تجویز مقدمہ ہوگی مدعیان خوامخواہ یہ چاہتے ہیں کہ گولی بائی بطور مدعا علیہا کے اس غرض سے اضافہ کیجائے کہ اگر ممکن ہو تو ڈگری اُس نالش میں بمقابلہ ایک یا دوسرے شخص کے حاصل کیجائے یہہ ہوسکتا ہے کہ گولی بائی یہ درخواست گذران سکتی ہے کہ میرا نام مسل میں سے اس بنا پر نکالدیا جائے کہ نالش بمقابلہ میرے بغیر اجازت ضروری کے دائر کیگئی ہے یا وہ امکاناً یہ عذر بوقت سماعت کے کر سکتی ہے ہم کو کوئی رائے بحث مذکور پر دینے کی ضرورت نہیں ہے مگر ایسا عذر صرف وہی کر سکتی ہے بہولی بائی اُسکو بعوض اُسکے نہیں کر سکتی ہے فیرن صاحب جسٹس نے یہ حکم دیا ہے کہ گولی بائی فریق بنائی جائے اور بہولی بائی بنا راضی حکم مذکور کے اپیل کرتی ہے ہم نہیں خیال کرتے ہیں کہ مسماۃ ایسی شخص ہے جو اپیل کر سکے اور ہم اپیل کو معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہیں -

اٹرنی منجانب اپیلانٹہ - مسٹر ڈی ایس گارڈ -

اٹرنیان منجانب رسپانڈنٹان - مسٹران بین وگلبرٹ وسیانی -

صیغہ اپیل دیوانی

باحضور کالنس صاحب (ایکٹنگ) چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۲ء
۱۱ جولائی

مالیچند دہرمچند (ابتدا مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام دلسکہرام ہرگوبنداس لکویڈیٹر آف دی گجرات آئیل مل لمٹڈ (ابتدا مدعی) رسپانڈنٹ

کمپنی نالش منجانب لکویڈیٹر ۔ تمادی ۔ تقسیم حصص آغاز ذمہ داری حصہ دار ۔ ایکٹ کمپنی ہای ہند نمبر ۶ بابت سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۲۳۔

لکویڈیٹر گجرات کمپنی نے بماہ ستمبر سنہ ۱۸۸۹ء مدعا علیہ پر بحیثیت جسٹری شدہ حصہ دار کمپنی کے بغرض دلاپانے ایک رقم تعدادی مبلغ ۵۔ اما؎ جو اسکے ذمہ اسکے حصص کی وجہ سے واجب تہی نالش کی عرضی دعوی میں رقوم مطالبہ درج تہیں منجملہ انکے ایک رقم مبلغ ۵۔ ۱۱ کی رقم امانت تہی جو قبل تقسیم تاریخ ۱۵ جولائی سنہ ۱۸۸۶ء کو واجب الادا تہی اور ایک دوسری رقم تعدادی مبلغ ۵۔ ۱۱ کی تہی جو بوقت تقسیم بتاریخ ۱۵ جولائی سنہ ۱۸۸۶ء واجب الادا تہی نالش ہذا بتاریخ ۷ ستمبر سنہ ۱۸۸۹ء دائر کیگئی تہی اور مدعا علیہ نے عذر کیا کہ ہر دو رقوم دعوی بالا میں تمادی عارض ہے عدالت ہای ماتحت نے باوجودیکہ عرضی دعوی میں بیان تہا بطور ایک امر واقعہ کے تجویز کی کہ تقسیم حصص واقعی نومبر سنہ ۱۸۸۶ء میں ہوئی تہی ۔

پس بلحاظ اس امر کے عرصہ تین سال میعاد ہے تجویز ہوا کہ دعوی میں تمادی عارض نہیں ہے ۔ قرضہ جو مدعا علیہ سے واجب الطلب ہے اسوقت تک قابل وصول نہوا تہا جبتک کہ اسکا نام بطور ایک حصہ دار کے درج رجسٹر نہیں کیا گیا تہا ۔

اپیل دوم بناراضی فیصلہ گامور میک کارکل ڈسٹرکٹ جج احمد آباد ۔

مدعی نے بحیثیت لکویڈیٹر آف دی گجرات آئیل مل لمٹڈ نالش بغرض دلاپانے مبلغ ۵۔ اما؎ (یعنی مبلغ اصل مبلغ ۵۔ اما؎ سود) جو ذمہ مدعا علیہ بطور جسٹری شدہ حصہ دار کمپنی واجب تہی بابت حصص منقسمہ اسکے کے دائر کی ۔

رقوم دعوی مصرحہ عرضی دعوی حسب ذیل تہیں :-

زر مدخلہ جو قبل تقسیم واجب الادا تہا .... ۵۔ ۱۱

واجب الادا بوقت تقسیم بتاریخ ۱۵ جولائی سنہ ۱۸۸۶ء ۵۔ ۱۱

پہلا تقاضا بتاریخ ۱۵ نومبر سنہ ۱۸۸۶ء .... ۱۱؎

دوسرا تقاضا بتاریخ ۴ جنوری سنہ ۱۸۸۶ء .... ۱۱؎

تیسرا تقاضا بتاریخ ۱۸ اپریل سنہ ۱۸۸۶ء .... ۱۱؎

میزان ۔۔۔ ۲۰۰۰ ؎

سود .... ۵۔ اما؎

جملہ .... ۵۔ اما؎

۱۸۹۲ء
ایچینہ ...
بنام
دلسکھ رام
ہرگوبند داس

مدعا علیہ نے منجملہ دیگر امور کے نسبت پہلی دو رقوم کے عذر تمادی کیا۔ نالش ۱۰ ستمبر ۱۸۹۰ء کو دائر کیگئی تھی۔

سب آرڈینیٹ جج نے باتباع مقدمہ بارلی سپننگ اینڈ دی ونگ کمپنی لمٹڈ زیر حسابات بنام مانکجی [illegible] تجویز کی کہ دعوی مذکور میں تمادی عارض نہیں ہوا اور یہ کہ مدعی مستحق وصول کرنے سود [illegible] ۱۸۸۹ء سے ہے [illegible] مدعا علیہ کا [illegible] اور دعوی مدعی [illegible] کے ڈگری [illegible] انہوں نے اپنی تجویز [illegible] ذیل تحریر کیا ہے:۔

فہرست حصہ داران تقسیم سے نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کس تاریخ ریزولیوشن مورخہ [illegible] کو مرتب کیگئی تھی بلکہ صرف بعد اسکے کہ آخری درخواست تقسیم منجانب ہیرالال میاچند مورخہ ۱۲ نومبر ۱۸۸۶ء موصول ہوئی یہ وجہ کہ کیوں قبل یکم تاریخ ماہ مذکور کے مدعا علیہ کو حصہ تقسیم نہیں دیا گیا تھا کافی طور سے ظاہر ہے صرف رزولیوشن زیر بحث کی رو سے تقسیم حصص ان لوگ مجاز ہو سکتے ہیں جنہوں نے اسکے لئے درخواستیں دی تھیں۔ چٹھیات تقسیم سے معلوم ہوتا ہے کہ وے قریب ۲۵ جون ۱۸۸۶ء کو جاری ہوئی تھیں اور چونکہ مدعا علیہ کا نام یکم نومبر آئندہ کے بعد تک درج رجسٹر نہیں ہوا تھا اسلئے اسکو اس قبل تاریخ مابعد کے کوئی چٹھی نہیں بھیجی جا سکتی تھی۔

برطبق اپیل منجانب مدعا علیہ ڈسٹرکٹ جج نے ڈگری مذکور بحال رکھی۔

مدعا علیہ نے بعد ازاں ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔

شانتارام لنگ (بمعیت گوردھن رام ایم ترویدی) منجانب اپیلانٹ (مدعا علیہ):۔ عدالتہائے ماتحت نے بہ سند مقدمہ بارلی سپننگ اینڈ دی ونگ کمپنی لمٹڈ حسابات بنام مانک حاجی (۱) تجویز کیا کہ دعوی ہذا سے میعاد چھ سالہ متعلق ہے۔ ہم عذر کرتے ہیں کہ میعاد متعلقہ تین سال ہے اور اسلئے نسبت پہلی دو رقوم کے دعوی میں تمادی عارض ہے فیصلہ بمبئی متدلہ عدالتہائے ماتحت مبنی اوپر معاملہ وائٹ ہوس کمپنی (۲) کے ہے لیکن اس مقدمہ میں محض ایک سمن تھا اور لکویڈیٹر کمرہ چیمبرس میں حاضر ہوا تھا معمولی قاعدہ قانون یہ ہے کہ بعد تین سال کے نالش میں تمادی عارض ہو جاتی ہے لیکن سمن پانے کے وقت لیا جا سکتا ہو پھر امر متنازعہ مقدمہ وائٹ ہوس کمپنی (۲) کی

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۴۸۳۔

(۲) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۹ صفحہ ۵۹۵۔

۱۸۹۳ء
مالی چند دہرمچند
بنام
دلسکھ رائے
ہرگوبند داس

بابت حکم خاصکر خود ایکٹ کمپنی ۱۸۶۲ء میں نہا دیگر مقدمات نیشنل فنڈز ایشیورنسی کمپنی (۱) اور وائٹ ہاؤس بنام جیمسن (۲) ہیں۔ مقدمہ اوّل الذکر میں ہی لکویڈیٹر نے سمن لیا تھا۔ مقدمات بالا ہمارے مفید ہیں اور اُنسے معلوم ہوتا ہی کہ لکویڈیٹر محض منجانب کمپنی کارکن ہوتا ہی اور جب وہ بدیں حیثیت نالش کرتا ہے تو وہ صرف وہ وصول کرسکتا ہی جو کمپنی وصول کرسکتی ہے۔ مسٹر رسل (بمعیت مسٹر الیف جاک) منجانب ساونڈنٹ (مدعی) لکویڈیٹر منجانب کمپنی صرف کارکن نہیں ہے بلکہ وہ کمپنی کے قرضخواہان کا بھی قائمقام ہے اپیلانٹ نے یادداشت جلسہ پر دستخط [illegible] وہ ایک حصہ دار ہے اور بدیں حیثیت مستوجب جملہ ذمہ داریوں کا ہے دفعات ۱۴۴-۱۴۳ ایکٹ کمپنی ہائے مجریہ ہند (نمبر ۶ بابت ۱۸۸۲ء) وکتاب بکلی صاحب متعلقہ کمپنی ہائے [illegible] ورسالہ سٹارلنگ صاحب متعلقہ [illegible] کا [illegible] کمپنی (۳)۔

لکویڈیٹر کی حیثیت بطور [illegible] تصفیہ حساب کتاب کرنے کی دفعہ [illegible] ایکٹ کمپنی [illegible] ہند میں بیان کیگئی ہے۔ اگر ایک مرتبہ یہ ثابت ہو جائے کہ لکویڈیٹر مدیون کے قرضخواہان کا [illegible] تو [illegible] سوال ہوگی ہم بڑے زور سے مقدمہ پارل سپننگ اینڈ ویونگ [illegible] کمپنی [illegible] انہوں نے [illegible] کمپنی [illegible] (۵) [illegible] (۶) کا حوالہ دیا۔

کینڈی صاحب جسٹس:- فقط سوال جو اپیل دوم میں پیش ہوا صرف بابت میعاد تقاضا زر [illegible] واجب الادا تقسیم حصص کے ہے۔

[illegible] میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ رقوم واجب الادا نہیں زر امانت قبل ۱۵ جولائی ۱۸۹۶ء کے ورقم دوم بوقت تقسیم بتاریخ ۱۵ جولائی ۱۸۸۶ء واجب الادا رہتی ظاہراً تاریخ ہذا سے یہ مراد ہے کہ جون ۱۸۸۶ء میں ڈائرکٹران نے تجویز کی کہ حصص تقسیم ہونے چاہئیں اور یہ کہ رقوم واجب الوصول بمطابق تقسیم تاریخ ۱۵ جولائی ۱۸۸۶ء واجب الادا ہونی چاہئیں لیکن بطور ایک امر واقعہ کے یہ تجویز کیگئی ہے جس کی عدالت ہذا پابند ہے کہ تقسیم حصص

(۱) لاء رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۸۔ (۲) رپورٹ ہاؤس آف لارڈز اسکاٹلینڈ جلد ۱ صفحہ ۲۹۔ (۳) دیکھو ٹیمس آف انڈیا مورخہ ۳ مئی ۱۸۹۳ء۔ (۴) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۴۸۳۔ (۵) لاء رپورٹ کامن پلیز جلد ۳ صفحہ ۱۲۵۔
(۶) لاء رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۵ صفحہ ۵۰۔

۱۸۹۲ء
مالی چند دہرمچند
بنام
دلسکھرام ہرگوبند داس

زیر بحث واقعی نومبر سنہ ۱۸۸۶ء میں ہوئی تھی نالش ہذا ستمبر سنہ ۱۸۸۹ء میں دائر کیگئی تھی اور اسلیئے نالش ہیں بفرض تین سال میعاد ہونیکے تمادی عارض نہوگی کیونکہ بموجب شرط ۹ متعلقہ شرائط شرکت کے روپیہ بوقت اندراج نام مدعاعلیہ بطور قابض ایسے حصص کے واجب الوصول ہوگیا ممکن ہے کہ اسکی ذمہ داری شروع ہوگئی ہو اور قرضہ عائد ہوگیا ہو جبکہ اُس نے رجسٹری شدہ یادداشت شرکت پر العبد کیگئی لیکن قرضہ واجب الوصول نہیں ہوسکتا قبل اسکے کہ نوٹس اسکے پاس بغرض لفاذ ایسی ذمہ داری بھیجی جاوے یا کم از کم قبل اندراج اُسکے نام کے دفعہ ۱۲۵ - ایکٹ ۶ بابت سنہ ۱۸۸۲ء مقابلہ کرو) اندریں حالات ہم ڈگری ڈسٹرکٹ جج کی مع خرچہ کے بحال رکھتے ہیں -

ڈگری بحال رہی

صیغہ اپیل دیوانی

۱۸۹۲ء
۱۱ جولائی

باجلاس بیلی صاحب جسٹس ایکٹنگ چیف جسٹس کینڈی صاحب جسٹس

چھوٹے لال جھگن لال (ابتداءً مدعاعلیہ) اپیلانٹ بنام
دلسکھرام ہرگوبند داس لکویڈیٹر آف دی گجرات آئیل مل کمپنی لمٹڈ (ابتداءً مدعی) ریسپانڈنٹ*

کمپنی - نالش منجانب لکویڈیٹر بنام حصہ دار - میعاد - آغاز ذمہ داری حصہ دار نسبت حصص کے - یادداشت شراکت - دستخط کنندہ یادداشت - تصدیق العبد دستخط کنندہ - نقص تصدیق - تصدیق بے ضابطہ - ایکٹ کمپنی ہائے ہند نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۱ -

ایک نالش برخلاف ایک حصہ دار میں جو بغرض نفاذ ذمہ داری نسبت اپنے حصص کے اُس تاریخ سے جبکہ اُسکا نام بطور قابض حصص مذکور کے درج رجسٹر ہو تین سال کے اندر دائر کیگئی ہو تمادی عارض نہیں ہے -

جب یادداشت شراکت کمپنی کی درج رجسٹر ہوگئی ہو تو دستخط کنندہ بحیثیت ممبر کمپنی مذکور کے اپنی ذمہ داری سے اپنے آپ کو سبکدوش نہیں کرسکتا گو اُسکے دستخط یادداشت مذکور پر صحیح طور سے ثبت نہوں ممکن ہے کہ یہ معاملہ بے قاعدہ ہو مگر وہ خاص ناجائز نہیں ہے -

یہ ایک اپیل دوم بنا راضی فیصلہ گلمو مینک کارکل صاحب ڈسٹرکٹ جج احمدآباد کے تھا -

مدعی نے بحیثیت لکویڈیٹر آف دی گجرات آئیل مل کمپنی لمٹڈ کی مدعاعلیہ سے مبلغ ۱۵ مع مبلغ ۵ ۱۴ بابت سود کل ۱۵ ۱۴ جو اُسکے ذمہ نسبت ۵ حصص مقبوضہ اُسکی واقع کمپنی مذکور کے ہیں وصول کرنا چاہئیں

* اپیل دوم نمبر ۳۰۳ سنہ ۱۸۹۱ء -

سنہ ۱۸۹۲ء

چھوٹے لال جھگن لال
بنام
دلسکھ رام اگر چند داس

مدعا علیہ نا چھوٹے لال جھگن لال نے (منجملہ دیگر امور کے) یہ بحث پیش کی کہ نالش میں تمادی عارض ہتی اُس نے یہ بھی حجت کی کہ میں اسوجہ سے حصہ دار نہیں ہوں کہ میرے دستخط متنبہ رجسٹری شدہ یادداشت شراکت کی تصدیق باضابطہ نہیں ہوئی ہتی حقیقت یہ ہتی کہ اُس گواہ نے جسکی نسبت مدعا علیہ کے دستخط کی تصدیق کرنا کہا گیا تہا دیگر دستخطوں کی جو مدعا علیہ کے دستخط پر ثبت تہے تصدیق کی تہی اور اُس نے اپنا نام برابر کے خانہ میں لکھدیا تہا بجائے اسکے کہ وہ اپنا نام پہر اُس خانہ میں محاذی نام مدعا علیہ کے لکہے گواہ نے محض دو نشانات (وو) بنادیئے تھے جو عمومًا "ایضًا" کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

سبارڈینیٹ جج نے مدعی کی دعوی کو بقدر صرف مبلغ امارے کے منظور اور نسبت سود کے نامنظور کیا۔

بر طبق اپیل منجانب مدعا علیہ کے ڈسٹرکٹ جج نے ڈگری مذکور کو بحال رکہکر حسب ذیل غور کی:۔

یہ امر بعید از معقول شک کے قایم کیا گیا ہے کہ مدعا علیہ کے دستخط رجسٹری شدہ شرائط شرکت کے نیچے پائے جاتے ہیں مگر یہ حجت پیش کیگئی ہے کہ اُسکے دستخط کی تصدیق جیسی کہ قانونًا درکار ہی نہیں ہوئی ہی یہ سچ ہی کہ تصدیق کنندہ گواہ نے اپنا پورا نام دستخط مدعا علیہ کے محاذی نہیں لکہا ہی لیکن یہ معلوم ہوتا ہی کہ گواہ مذکور نے اُن اسماکی جو مدعا علیہ کے نام کے عین اوپر اور نیچے ہیں تصدیق کی اور مدعا علیہ کے دستخط کی تصدیق بجنسہ اسیطرح سے ہوئی ہے جیسی کہ اُن دستخطوں کی۔ مجکو معلوم ہوتا ہی کہ احکام قانون کی تعمیل پوری طور پر ہوگئی ہے جب مدعا علیہ رجسٹری شدہ شرائط شراکت پر دستخط کرنیسے حصہ دار ہوگیا تو وہ اپنی قانونی ذمہ واری سے اپنے آپکو سبکدوش نہیں کر سکتا ہی"۔

مدعا علیہ نے ہائیکورٹ میں اپیل دائر کیا:۔

چمن لال ہیرالال سیتل داد منجانب اپیلانٹ (مدعا علیہ):۔ بمقدمہ ہذا علاوہ امر میعاد کے جو بمقدمہ مالی چند بنام دلسکھ رام (۱) بحث کیا گیا ہے بحث نسبت تصدیق کے ہی بموجب دفعہ ۱۰ ایکٹ کمپنی ہای ہند (نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ء) کی تصدیق ہر دستخط کیلئے ضروری ہی۔ مدعا علیہ کے دستخط کی تصدیق نہیں ہوئی ہی۔ نشانات جنسے ایضًا ظاہر ہوتا ہی کافی تصدیق نہیں ہیں۔ مقدمات ڈی فرینڈیز بنام آرالوز (۲) دینتائی گوپال سرکار بنام نگیندر وناتہہ متر (۳) ملاحظہ طلب ہیں۔ یہ مقدمات موجود نہیں

(۱) صفحہ ماقبل ۴۶۹۔

(۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۳۸۲۔

(۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۴۲۹۔

سنہ ۱۸۹۲ء
ٹہالال جگن لال
بنام
دسکھرام گوبند داس

جنمیں یہ قرار دیا گیا ہو کہ نشان ایک کافی تصدیق ہے لیکن وہ نشان کچھ علیحدہ نشان ہونا چاہیئے اور نہ صرف نقاط۔ شرائط متعلقہ تصدیق رجسٹری فریب اور دہوکا سے بطور بچاؤ کے قایم کئے گئے ہیں اسلیئے یہ لازمی ہے کہ تصدیق بطریق معمولی ہونی چاہیئے۔

احکام دفعہ ۱۱ متعلقہ ایکٹ کمپنی ہا کی تعمیل نہیں ہوئی ہے اور مدعا علیہ مذکور کمپنی کا حصہ دار نہیں ہوا ہے۔

رسل ہمعیت مسٹر ایف جاک منجانب ساینڈنٹ :۔ دفعہ ۱۱ یہہ نہیں کہتی کہ گواہ ہر حصہ دار کے دستخط کی تصدیق کریگا اسمیں صرف یہ محکوم ہے کہ دستخط کی تصدیق کم از کم ایک گواہ کریگا مقدمہ ہذا میں گواہ کا نشان (نقاط) بنانا ایک کافی تصدیق ہے۔ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ مقدمہ ہذا کی غرض کیلئے تصدیق کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جب ایک یادداشت پر دستخط ثبت اور اُسکی رجسٹری ہوگئی تو شخص دستخط کنندہ اپنے آپ کو ذمہ داری سے سبکدوش نہیں کر سکتا ہے۔ دفعہ ۴۵ ایکٹ کمپنی ہای ہند (نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ء) ملاحظہ طلب۔

کینڈی صاحب جسٹس :۔ اپیل دوم میں دو امور پیش کئے گئے ہیں (اول) یہ کہ ہرگز مدعا علیہ حصہ دار نہیں قرار پا سکتا ہے کیونکہ اُسکے دستخط مثبتہ رجسٹری شدہ یادداشت شراکت کی تصدیق بموجب قانون باضابطہ نہیں ہوئی تھی (دوم) یہ کہ دعوے میں تمادی عارض ہے۔

امر تمادی کا فیصلہ فوراً ہو سکتا ہو بفرض اس امر کے کہ عرصہ میعاد تین سال ہے بادی النظر میں عرضیدعوے سے ظاہر ہوتا ہے کہ تین سال نہیں گذرے تھے جبکہ نالش اولاً دائر کیگئی تھی اُس تاریخ سے جبکہ مدعا علیہ کا نام رجسٹری شرکا میں بطور قابض ایسے حصص کے جو اُسنے لینے منظور کئے تھے درج ہو گیا تھا۔

نسبت امر اول کے ہماری رائے یہ ہے کہ بفرض اسکے کہ نشان جو تصدیق کنندہ گواہ کے دستخط ظاہر کرنے کو بنایا گیا تھا بیجا تھا تاہم یہ قرار دینا نہایت مشکل ہوگا کہ مدعی جسکا رجسٹری شدہ یادداشت شراکت پر دستخط کرنا ثابت ہے شریک نہیں ہے۔ دفعہ ۱۱ ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ء کے الفاظ جو ایکٹ انگلستان کے مطابق ہے کسیقدر عجیب ہیں "یادداشت شراکت پر ہر ایک دستخط کنندہ بجانب ہی بہ تصدیق کم از کم گواہ واحد کے

۱۸۹۴ء
چہوٹے لال جیکشن لال
بنام
دلسکہرام گوبندداس

دستخط کریگا" خاص صرف و نحو کے معنی میں اُسکا یہ مطلب ہوگا کہ یادداشت شراکت کی تصدیق کم از گواہ واحد کریگا نہ یہ کہ سر دستخط کنندہ کے دستخط کی تصدیق کم از کم گواہ واحد کریگا۔ نمونہ الف ضمیمۂ ایکٹ مذکور میں گواہ واحد جو جملہ دستخط کنندگان کے دستخط کی تصدیق یادداشت مذکور کے ذیل میں کریگا مدنظر ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ ایسا ہوا اور قبل جسٹری یادداشت مذکور کے اس معاملہ کا خیال کیسا ہی باوقعت کیوں نہو ہم خیال کرتے ہیں کہ جب یادداشت پر رجسٹری ہوگئی ہے تو دستخط کنندہ اپنے آپکو اپنی ذمہ واری سے سبکدوش نہیں کرسکتا ہے۔ ممکن ہے کہ معاملہ مذکور بیقاعدہ ہو لیکن وہ ناجائز نہیں ہے۔ نظر برین حالات ہم ڈگری کو مع خرچہ کے بحال رکہتے ہیں۔

ڈگری بحال رہی

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بیلی صاحب چیف جسٹس (ایکٹنگ) و کینڈی صاحب جسٹس

۱۸۹۴ء
۲۴ جولائی

بشونا تہہ بہیکاجی (ابتدا مدعی) اپیلانٹ بنام دہوندایا وغیرہ (ابتدا مدعاعلیہم) ریسپانڈنٹان *

زمیندار و اسامی۔ انعامدار۔ اضافہ لگان۔ حق زمیندار نسبت اضافہ کے۔ بیدخلی بعلت عدم ادائے لگان اضافہ شدہ۔ عذر نسبت کاشت دوامی۔ فیصلہ صاحب جج شہادت بمقدمہ پر مبنی نہیں ہے۔ عملدرآمد۔ اپیل دوم۔ تجویز واقعاتی اپیل دوم میں کب لازمی ہے۔ اراضیات شری و کہاتہ۔ حقوق اسامیان کہاتہ کے جو بموجب صریح معاہدہ کے کاشت نہ کرتے ہوں کیونکر ثابت ہوتے ہیں۔ شہادت نسبت اسامیان اسی قسم کے ویسے ہی دیہات میں قابل منظوری ہے۔

ایک نالش بیدخلی بوجہ عدم موصول لگان اضافہ شدہ میں مدعاعلیہ نے عذر کیا (اول) یہ کہ ہم اسامیان دوامی ہیں (دوم) یہ کہ مدعی کو استحقاق اضافہ کرنیکا نہ تہا (سوم) یہ کہ اضافہ مناسب ہی مناسب تہا۔ عدالت ماتحت نے تجویز کی کہ مدعاعلیہم اسامیان دوامی تہے الا لگان مناسب کا ادا کرنا انپر لازمی تہا۔ اُنکا فیصلہ شہادت موجودہ مقدمہ پر مبنی نہ تہا بلکہ اُسپر مبنی تہا جسکو بدیں عبارت لکہا ہے "ایک مشہور امتیاز مابین انعامدار کی اراضیات شری یا خانگی و کہاتہ یا اراضیات رعیت اور مقبوضہ اسامیان" بعض حقوق انتقال و ورثت وغیرہ کا استعمال بطور شہادت تقرر کاشت بشرح لگان مناسب کے تصور کیا گیا۔ برطبق اپیل دوم منجانب مدعی ہائیکورٹ میں یہ بحث کیگئی تہی کہ عدالت ضلع نے بطور ایک واقعہ کے یہ تجویز کی تہی کہ مدعاعلیہم اسامیان دوامی تہے اور انپر لگان مناسب کا ادا کرنا لازمی تہا لہذا اپیل دوم میں ہائیکورٹ اُس تجویز کی پابند تہی۔

* اپیل دوم نمبر ۲۷۹ سنہ ۱۸۹۱ء

۱۸۹۲ء

بشوناتھ بہیکاجی
بنام
دہوندا پا وغیرہ

تجویز ہوئی کہ مقدمہ ہذا بغرض تحقیقات جدید کے واپس ... کی پیروی عدالت ضلع میں اسطرح کیجاتی کہ گویا جملہ واقعات تحریر کردہ سب ارڈینیٹ جج تسلیم کئے گئے تہے تو مدعی اپیل دوم میں ان واقعات پر اعتراض نہ کرسکتا۔ لیکن یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ تسلیم کرلیا ہوتا کہ اختیار با بین اسامیان شرح کہاتے درست تہا یا یکہ ہر ایک سالی کہاتے اس حیثیت سے حقوق جیسا سب ارڈینیٹ جج کو استعمال کیا نظر بحالات یہ ظاہر ہے کہ فیصلہ ڈسٹرکٹ جج محض شہادت پر مبنی تہا اور نہ اقبال پر اور اسلئے اپیل دوم میں قابل پابندی تہا۔

حقوق اسامیان کہاتے کی تجویز کرنیمیں جنکا قبضہ بموجب غیر صریح معاہدے کے تہا بیشک بہترین شہادت اگر ممکن ہو تو شہادت دستاویز تحریریہ خاص متعلقہ کی ہے لیکن شہادت اسامیان ہم حیثیت ایسے ہی مواضع کی خارج نہیں کیجاویگی۔

میراث داران دیہ انعامی میں ہمیشہ لگان بشرح معین اداکرنیکا دعوی نہیں کرسکتے ہیں انعامدار حسب قیود و رواج کے انکے لگان کا اضافہ کرسکتا ہے۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ڈبلیو ایچ ڈی وائن صاحب ڈسٹرکٹ جج بلگام۔

نالش دلا پانے قبضہ کہیتوں کی ہے۔

مدعی نے نالش دلاپانے قبضہ کہیت بہ نمبر پیمایش ۱۲ اور مخصوص حصہ پیمایش نمبر ۱۷۵ موضع زرتمذ واد کی بدیں بیان دائر کی کہ وے بطور میرے انعام کے میرے مملوکہ ہیں اور یہ کہ وے مدعا علیہم کے قبضہ میں بطور اسامیان سالانہ کے مبلغ ۲۳ لگان پر تہے لیکن یہ کہ میں نے انکو اطلاع دیکی تہی اور یہ کہ میں نے اُن سے تقاضا کیا کہ وے مبلغ ۱ لگان اضافہ شدہ اداکریں اور اُس مضمون کی ایک یادداشت لگان تحریر کریں۔ مدعا علیہم نے اطلاعنامہ لینے سے انکار کیا تہا اور اسلئے مدعی نے یہ نالش دائر کی۔

مدعا علیہم نے اس بات سے کہ ہم کاشتکار سالانہ ہیں انکار کیا اور یہ بحث پیش کی کہ ہم مستوجب اضافہ لگان کے نہیں ہیں اور یہ کہ ہمارے خاندان میں کہیت نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۱۲ء سے چلا آتا ہے کہ جس سال موضع مذکور خاندان جینجی کاران کو بطور سرانجام عطا کیا گیا تہا یا یہ کہ کہیت نمبر ۱۷۵ ہمکو اس مدعی کے ایک شخص سے پٹہ دوامی پر سنہ ۱۸۴۳ء میں یا اسکے قریب ملا تہا الا یہ کہ اصل لگان پیمایش نمبر ۱۲ کا مبلغ ... تہا جسکا اضافہ ہوکر بعد ازاں مبلغ ... ہوگئے اور یہ کہ دوسرے کہیت کا لگان مبلغ ... مقرر ہوا تہا اور کبہی اُسپر اضافہ نہوا تہا کہ مدعی کا تقاضا سخت تہا اور ہمکو ہماری کاشت سے محروم کرنیکی غرض سے کیا گیا تہا اور یہ کہ ہم مناسب اور واجبی لگان جیسا کہ عدالت مقرر کرے اداکرنے کو طیار ہیں اور یہ کہ

بلونتراؤ بہیکاجی
بنام
دہوندیا

مُدعی اُنکے بیدخل کرنیکا مستحق اسوقت تک نہ تہا جبتک کہ لگان ادا ہوتا تہا۔
سبارڈینیٹ جج نے تجویز کی کہ مدعی اپنی خوشی سے مستحق اضافہ کرنیکا نہ تہا لیکن بیکدہ واجب لگان طلب کرسکتا تہا چونکہ اس معاملہ میں قابل اطمینان شہادت نہ تہی اُنہوں نے حکم دیا کہ امور کی تجویز بصیغہ اجرائے ڈگری کیجائے کہ آیا لگان متدعویہ حال مدعی زیادہ تہا اور اگر زیادہ تہا تو مناسب رقم کیا ہوگی۔ اُس نے مطابق اُسکے ڈگری صادر کی اُس نے اپنی تجویز میں تحریرات مندرجہ ذیل قلمبند کیں۔
ہمکو ذہن نشین رکہنا چاہیئے کہ کشت ہائے مذکور ایک انعامی موضع میں واقع ہیں مدعاعلیہم چالیس سال اور زائد سے قابض ہیں اور در اصل ایک غیر تبدیل شدہ رقم لگان کی ادا کرتے رہے ہیں مدعی چاہتا ہے کہ اُنکے ساتھ برتاؤ ایسا کیا جاوے جیسا کہ محض کاشتکاران سالانہ کے ساتھ کیا جاتا ہے جو بعد باضابطہ اطلاعنامہ کے بیدخلی کے مستوجب ہوتے ہیں لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وے کچھ اعلیٰ حقوق رکہتے ہیں۔ یہ مشہور بات ہے کہ اراضیات انعامی موضع کی اراضیات سرکاری سے جو انعامدار کے نام ہوتی ہیں اور اراضیات کہاتہ جو عام متفرق قابضان کے ہوتی ہیں منقسم ہیں باقاعدہ کارروائیات برخلاف اراضیات آخر الذکر میں واقع ہوتی ہیں لیکن اراضیات اول الذکر کی کارروائی اسطرح سے نہیں ہوتی ہے اراضیات اول الذکر کے لگان منجانب انعامدار بلا توسل غیر کے وصول کئے جاتے ہیں اور ایسے بلا توسل وصول لگان اراضیات آخر الذکر کے لئے امتناع قانونی ہے۔ انتقال کہاتہ قسم دوم میں جو انکی قبولیت اور راضی نامہ کی چاہیئے اور دوسری قسم میں یہ بات نہیں ہے دفتر رجسٹری میں بہت زیادہ شہادت موجود ہے کہ مالکان کشت ہائے کہاتہ کو اکثر رہن و بیع و خرید کیا و پٹہ پر دیا اور دیگر طرح پر انتظام کیا ہے اور انعامدار نے کبہی اُن قانونی حقوق کے استعمال پر اعتراض یا دست اندازی نہیں کی ہے کاشتکار سالانہ کسی ایسے حقوق کا استعمال صرف اسوجہ سے نہیں کرسکتا ہے کہ اُسکو بعد اختتام سال کے اپنی کاشت میں کچھ حق نہیں ہے یہ خیالات بطور کافی کو کاشت سالانہ سے ممیز کرتے ہیں لیکن ان خیالات سے اُنکی زیادہ حفاظت نہ چاہیئے بہ نسبت اسکے کہ جو اراضیات آخر الذکر کے واسطے ہوسکتی ہے۔
اثناء تصفیہ بحث اصحاب فریقین میں ایک امر اہم متعلق مدعاعلیہم کا بیان کرنا بہول گیا۔ یہ معلوم ہوگا کہ کہیت ایسی رقمیں دیئے گئے تہے جبکہ قابض کو اُنمیں تعلق حین حیاتی حاصل تہا اور بعد انتقال قابض کے کہیت قابل ضبطی سرکار

مندرجہ جیسی

۱۸۹۲ء
بہنوناتہہ بہیکاجی
بنام
دہونڈایا

تھے پس مورثان مدعا علیہم کی نسبت واجب طور سے یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ بدیں یقین قابض ہوئے تھے کہ اُنکا آخری زمیندار یعنے سرکار وہی حقوق اُنکو عطا کریگی جو وہ اپنی دیگر اسامیان کو دیگی اور یہ کہ وقت اضافہ کے اُنکے لئے ایک فیاضانہ گنجائش منافع کی چہوڑ دیجائیگی بندوبست سرسری مابعد کا اثر اس انتظام پر جسکے اثر پذیر کرنیکا انعامدار حال پابند ہے نہیں پڑ سکتا تہا"۔

مدعی نے اپیل کیا ڈسٹرکٹ جج نے بہ ترمیمات خفیف جنکا ذکر اس رپورٹ کی غرض کیلئے کرنا ضروری نہیں ہے ڈگری مذکور کو بحال رکہا۔

بعد ازاں مدعی نے اپیل دوم دائر کیا۔

باسدیو گوپال بہنڈارکار منجانب اپیلانٹ (مدعی) مدعا علیہم مدعی کے اسامیان ماحرز ہیں وہ بہت زیادہ زمانہ سے انعامدار ہے۔ عدالتہائے ماتحت نے تجویز کی ہے کہ چونکہ مدعا علیہم قبضہ عرصہ دراز سے ہے اور وہ لگان معین ادا کرتے آئے ہیں اسلئے وے اسامیان دوامی ہیں لیکن اس سے کاشت دوامی ثابت نہیں ہوتی ہے۔ مقدمات نرائن بہٹ بنام وِنتا (۱) و گنگابائی بنام کلاپا (۲) ملاحظہ طلب۔ فیصلجات عدالتہائے ماتحت واقعات مبینہ جنکی نسبت کوئی شہادت نہیں دیگئی تہی اور اُن واقعات کے نتائج پر مبنی ہیں کاشت دوامی کی کوئی شہادت نہیں ہے اراضیات متدعویہ اراضیات رعیت وار ہیں۔ مدعی نے مدعا علیہم کو نوٹس دیا کہ لگان اضافہ شدہ ادا کریں ورنہ اراضیات چہوڑ دیں اور چونکہ اُنہوں نے دونوں باتوں میں سے کسی کی تعمیل نہ کی لہذا مدعی مستحق اُنکے بیدخل کرنے کا ہے۔ مقدمہ نندلال بنام للوبہری (۳) متعلق ہے۔

مانک شاہ جہانگیر شاہ طالع یار خان منجانب ساپانڈنٹان:۔ عدالتہائے ماتحت نے فی الواقع یہہ تجویز کی کہ اراضیات متدعویہ اراضیات کہاتہ ہیں نہ اراضیات شرعی اور یہ تجویز اپیل دوم میں منسوخ نہیں ہو سکتی اراضیات کہاتہ موقوعہ مواضع انعام میں اسامیوں کو تمام ملک میں وہی حقوق موروثی حاصل ہیں جنپر اسامیان سرکاری اراضی کہاتہ میں قابض ہیں۔ سبارڈینیٹ جج نے اپنی تجویز میں ایسی اسامیان کے حقوق بالتصریح لکہے ہیں مدعی کا فعل اُسکو ہمارے حقوق کی نسبت حجت پیش کرنیسے باز رکہتا ہے اُس نے اپنے اپیل مستدائرہ عدالت ضلع میں

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۶۴۷ - (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۴۱۹ -

(۳) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۔ صفحہ ۱۱ صیغہ اپیلوانی -

دتتوباتہ بھیکاجی بنام دہوندابا

[illegible] نہیں کیا کہ سبارڈینیٹ جج نے بعدم موجودگی شہادت کے اپنے ہی علم پر بہروسا کیا تہا
[illegible] تجویز کی کہ مدعا علیہم اسامیان دوامی ہیں۔ چونکہ امر مذکور عدالت ماتحت میں پیش نہیں کیا گیا
تہا اسلئے اب وہ اپیل دوم میں اول مرتبہ نہیں لیا جاسکتا ہے۔ مقدمات مہاچندر رای بنام رام کشور
آچارجی (۱) دیوجی گوپاجی بنام گودا بہائی (۲) ملاحظہ طلب۔ امور مجوزہ سبارڈینیٹ جج پر اپیل
مرافعہ عدالت ضلع میں بحث نہیں ہوئی تہی اور اسلئے اب وہ نتائج جنکو عدالت ہائے ماتحت
نے ان امور سے اخذ کیا ہے قابل دست اندازی نہیں ہیں۔

[illegible] جسلس :۔ مدعا علیہم نے جنپر مقدمہ ہذا و مقدمات ہم قالب میں بید خلی
[illegible] نالش ہوئی ہے ایک حق بطور اسامیان دوامی کے پیش کیا۔ مدعی انعامدار نے بیان کیا کہ
[illegible] اسامیان سالانہ ہیں جنکو کہ میں نے باضابطہ نوٹس اضافہ لگان کی دی تہی۔ مدعا علیہم نے
عذر کیا کہ ہم مستوجب اضافہ لگان کے نہیں ہیں اور یہ کہ ہم سے کسی حالت میں تعداد مناسب
اور [illegible] انصاف مقررہ عدالت سے زیادہ ادا نہیں کرایا جا سکتا ہے۔

نالش نمبری ۱۲۰۳ میں مدعا علیہم نے یہ عذر کیا کہ کہیت نمبری ۱۲ ہمارے قبضہ میں سالہا سال سے ہے
اور ۱۸۸۱ع میں برضامندی ہمارے مبلغ [illegible] سے مبلغ [illegible] لگان اضافہ کیا گیا تہا یہ کہ
کہیت نمبری ۵۷ اسنہ ۱۸۴۳ع میں بموجب پٹہ دوامی کے انعامدار وقت نے ہمکو پٹہ پر دیا تہا اور
[illegible] بلا ردوبدل قائم رہا۔ مدعا علیہم نے یہ بہی عذر کیا کہ ہم نے ترقی حیثیت کہیتوں میں رقوم
[illegible] کی ہیں اور اضافہ لگان متدعویہ مدعی بہت زیادہ ہے۔

سبارڈینیٹ جج نے نالش نمبری ۱۲۰۳ میں تجویز کی کہ دونوں کہیتوں (نمبری ۱۲ و ۵۷) میں
کوئی میراثی نہیں ہے اور یہ کہ پٹہ نمبر ۵۷ اکا بیشک پٹہ دوامی نہ تہا یہ کہ معلوم ہوتا ہے کہ
مدعا علیہم نے ہر دو کہیت جبکہ وے محض اراضی بنجر تہے لے لئے تہے اور انہوں نے انکو
عمدہ اراضی قابل زراعت بنالیا ہے۔ ممدوح الیہ نے دربارہ تعداد روپیہ کے کچھہ اظہار رائے
نہیں کیا جسکی نسبت ترقیات میں خرچ کیا جانا کہا جاتا ہے انکی وجہ خاص یہ تجویز کرنیکی کہ
انعامدار مذکور کے اختیار اضافہ کی ایک حد تہی یہ ہے کہ کاشت ہائے مدعا علیہم کاشتہائے کہاتہ
تہیں جو اراضیات شری سے ممیز ہیں یعنی اراضیات جنمیں حقوق اسامی زائل ہوگئے ہیں اور جنکو
انعامدار بذریعہ اپنے ملازمین کہیت کے کاشت کرتا ہے سبارڈینیٹ جج نے اسکو ایک (۱) امر مشتہور سمجہا

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۵ صفحہ ۳۴۱ الصفحہ ۱۵۵۔ (۲) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۷۔

۱۸۹۲ء
سوتھیا بھیکاجی
بنام
دھونڈا بابا

کہ ایسی تقسیم اراضیات موضع انعام کی ہے اور قابضان اراضیات کھاتہ حقوق رہن و انتقال و علیحدہ کرنے اپنی اراضیات کے بنام دیگر اشخاص کے رکھتے اور استعمال کرتے ہیں کیونکہ اُن کی کاشت موروثی ہیں اور انعامدار نے کبھی حقوق مذکور کی نسبت اعتراض یا دست اندازی نہیں کی۔ بربنائے وجوہ مذکور سبارڈینیٹ جج نے تجویز کی کہ مدعی اپنی مرضی پر اضافہ نہیں کر سکتا مگر لگان مناسب طلب کر سکتا ہے یہ بحث کہ اضافہ حال مناسب تھا یا کیا اور اگر نہیں تھا تو کیا مناسب کیا ہے اُنہوں نے بصیغہ اجرای تصفیہ کے لئے چھوڑ دی۔

مدعی نے اپیل بحضور صاحب ڈسٹرکٹ جج ان وجوہ پر منجملہ دیگر وجوہ کے دائر کیا کہ فرق جو درمیان اراضیات شری کا شتہائے کھاتہ کے قایم کیا گیا ہے غلط ہے سبارڈینیٹ جج نے اپنی تجویز ایسے مواد پر مبنی کی ہے جو شہادت میں داخل نہیں ہے۔ صاحب ڈسٹرکٹ جج نے تجویز کی کہ ضمن دوم دفعہ ۸۳ مجموعہ مالگذاری اراضی (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۷۹ء متعلقہ بمبئی) کو تعلق نہیں ہے یعنی یہ قیاس بعدم موجودگی شہادت کے نہیں ہو سکتا کہ مدعا علیہ کی کاشت استمراری ہے کیونکہ مقدمہ ہذا میں شہادت اُسکے آغاز کی موجود ہے۔ صاحب جج ضلع نے کوئی تجویز صریح نسبت اس امر کے نہیں کی کہ مدعا علیہم میراث دار تھے یا نہیں دکیونکہ ظاہرا مدعا علیہم نے تجویز سبارڈینیٹ جج جو امر مذکور پر نفی میں ہے ونیز یہ تجویز قبول کی ہے کہ پٹہ نمبرہ ۷ اکا ایک پٹہ استمراری نہ تھا) نہ یہ تجویز کی کہ نامبردگان اراضیات کو اُسوقت لیا جب وہ افتادہ تھیں اور اُنکو کاشت میں لائے نہ یہ کہ کون رقوم (اگر کوئی ہوں) ترقیات پر صرف ہوئی تھیں مگر مندرجہ ذیل فیصلہ فرمایا۔

حسب تحریرات سبارڈینیٹ جج کے ایک مشہور فرق درمیان اراضیات شری یا خانگی انعامدار اور اراضیات کھاتہ یا رعیت دار رعایا مقبولہ کے ہے اگر ہم یہ تجویز کریں کہ رعایا موضع انعام کی اراضیات واحد کو پشت ہا پشت سے درحصل ایک شرح واحد سے کاشت کر رہی ہیں اور اراضیات قابل وراثت و انتقال ہیں اور اسامی کی وفات پر تحقیقات وراثت (مثل دیہات سرکاری کے) ہوتی ہے اور نام وارث کا ہمیشہ داخل ہوتا ہے اور اگر کاشت ہائے مذکور کا بیع رہن بلا عذر و اعتراض منجانب انعامدار کے ہوا ہے اور اگر صورت ہائے بیدخلی یا تمادہ خود خواستہ کی غیر معلوم ہیں اور اگر نام اسامیوں کے بطور کھاتہ داران مثل دیہات سرکاری کے مندرج ہیں اور اگر اراضیات اس واسطے لی گئی تھیں کہ زیر کاشت لائی جاویں اور اگر اسامیان نے روپیہ اور محنت ترقیات پر صرف کیا ہے

سنہ ۱۸۹۳ء

وشنو ناتھ بہیکاجی
بنام
دہوندا یا

تو بالعموم یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اسامیان اراضیات مذکور محض اسامیان عارضی مالک یا اسامیان سالانہ نہیں ہیں بلکہ وے درصل حق اسامی رکھتی ہیں اور اپنی کاشت میں بشرط ادائے لگان اُنکو حق مستقل حاصل ہے یہ تعلق مطابق قدیم رواج ہائے ملک کے ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک معاہدہ ضمنی پر منحصر ہے واقعات تحریر کردہ تجویز عدالت ماتحت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسامیان جنکی نالش ہذا و نالش ہم قالب میں مدعا علیہم تھے داخل قسم اسامیان مذکورہ بالا ہیں اور کوئی تنازعہ واقعی اس امر کی بابت نہیں معلوم ہوتا اگرچہ شہادت ظاہرا متعلق انکشاف امر مذکور کے نہیں ہے"

ہمارے روبرو یہ حجت کیگئی ہے کہ ڈسٹرکٹ جج نے بطور امر واقع کے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہم اسامیان مستقل مستوجب ادائے لگان مناسب کے ہیں اور اسلئے عدالت ہذا پر تجویز مذکور قابل پابندی کے ہے ممکن ہے کہ یہ بات اسطرح پر ہو بشرطیکہ تجویز مذکور شہادت پر مبنی ہو۔ مقدمہ حال میں یہ مسلم ہے کہ واقعات تحریر کردہ "سبارڈینیٹ جج متعلقہ اراضیات شری و کہاتہ بالعموم کسی شہادت پر مبنی نہیں ہیں اُنھوں نے تقسیم اراضیات شری و کہاتہ و حقوق مستعملہ قابضان اراضیات آخر الذکر کو مشہور تصور کیا مدعی اُس شہرت کی نسبت معترض تھا اور ہنوز ہے مگر ہمارے روبرو یہ بحث منجانب مدعا علیہم سپاندنٹان کے کیگئی کہ اپیل عدالت ضلع میں کوئی واقعی تنازعہ نہ تھا بلکہ یہ تسلیم ہوا تھا کہ درمیان اراضیات شری کہاتہ کے ایک مشہور فرق ہے اور قابضان اراضیات آخر الذکر استعمال حقوق متذکرہ صاحب ڈسٹرکٹ جج کا کرتے ہیں کہ استعمال مذکور عمدہ شہادت تقرر کاشت معین کی لگان مناسب پر ہے بلاشبہ اگر اپیل کی پیروی عدالت ضلع میں اس طور پر ہوئی کہ گویا جملہ واقعات تحریر کردہ سبارڈینیٹ جج تسلیم ہوئے تو مدعی بصیغہ اپیل دوم واقعات مذکور کی نسبت اعتراض نہیں کر سکتا مگر عبارت مستعملہ صاحب ڈسٹرکٹ جج موید اس تعبیر کی نہیں ہے بلاشبہ مدعی یا اُسکے وکیل نے تسلیم کیا ہو کہ مدعا علیہم واقعی قسم اسامیان میں داخل ہیں جو بالعموم اسامیان کہاتہ بیان ہوئے ہیں مگر بمقابلہ عذرات اپیل تحریر کردہ صاحب ڈسٹرکٹ جج کے یہ تجویز کرنی دشوار ہوگی کہ یہ تسلیم ہوا تھا کہ فرق جو درمیان اسامیان شری و کہاتہ کے کیا گیا ہے

سنہ ۱۸۹۲ء
پتنواتھ بھیکاجی
بنام
دھونداپا

صحیح ہے یا ہر ایک اسامی کہاتہ اسی حیثیت سے حقوق مظہرہ سباڈینیٹ جج استعمال کرتا ہو
ممکن ہے کہ صاحب جج ضلع کو کوئی خاص حجت نسبت شمول مدعاعلیہم کے قسم اسامیان موسومہ
اسامیان کہاتہ میں معلوم ہوئی ہو مگر اسکو بطور تسلیم اس امر کے تصور نہیں کر سکتے کہ جملہ تصریحات
بیان مذکور کی صحیح ہیں وہ امر جا ہے جو کچھ رہا ہو جسکی توضیح کیطرف (حسب قول صاحب
ڈسٹرکٹ جج) شہادت بالخصوص مائل نہیں معلوم ہوتی مگر یہ استعمال بعض حقوق کا منجانب
عموماً اسامیان کہاتہ کے نہیں ہوسکتا ہو کیونکہ ہمارے روبرو یہ تسلیم کیا گیا ہو کہ اس امر
کے متعلق کوئی شہادت مطلقاً نہیں ہے اندریں حالات یہ ظاہر ہے کہ فیصلہ صاحب
ڈسٹرکٹ جج کو مبنی نہ شہادت پر سمجھنا چاہئیے نہ تسلیم پر اور اسلئے وہ اپیل دوم میں قابل
پابندی نہیں ہے لہذا مقدمہ واسطے تحقیقات مناسب کے واپس بھیجنا چاہئیے۔

یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ فرق جو صاحب ڈسٹرکٹ جج نے درمیان اراضی شری کہاتہ کے
نکالا ہے اور حقوق و استحقاق جو وہ سمجھتے ہیں کہ اراضیات آخر الذکر سے متعلق کئے ہیں
فقط ان کاشت ہائے کہاتہ سے متعلق ہیں جن میں کوئی معاہدہ صریح فیما بین زمیندار و اسامی
کے نہیں ہے حسب دفعہ ۸۰ مجموعہ مالگذاری اراضی (ایکٹ بمبئی نمبر ۵ سنہ ۱۸۷۹ء) ہر قابض
اعلی موضع متعلقہ پر جسمیں پٹیل موروثی اور محاسب موضع موجود ہو لازم ہے کہ لگان یا مالگذاری
اراضی یا قسط اپنی قابضان ماتحت سے بذریعہ اہلکاران موضع مذکور وصول کرے بروئے
دفعہ ۳ قابض ماتحت سے مراد ایسے قابض سے ہے جو مستوجب ادائے لگان یا مالگذاری
اراضی کا قابض اعلی کو ہو اور "اسامی" سے مراد وہ شخص ہے جو قابض بذریعہ استحقاق قابض
اعلی کے ہو جو اسکا زمیندار کہلاتا ہے۔ پس اسامی ایک قابض ادنی ہے جس کا قابض اعلی اسکا
زمیندار ہوتا ہو ایسی صورت اراضی کی خیال کرنا آسان ہے جسکے متعلق حقوق کاشتکارانہ
انعامدار کو پہنچ گئے ہوں مگر وہ اسکو بذریعہ ملازمان اپنی کاشت کے کاشت نہ کرنا چاہے
چنانچہ وہ اسکو پٹہ پر مثلاً پٹہ پنجسالہ پر اسامی کو ساتھہ اس اختیار کے دیتا ہو کہ بعد انقضائے
میعاد مذکور پھر خود قابض ہوگا یہ کہنا بیہودہ ہوگا کہ یہ اسامی ایک اسامی مستقل ہے
جس کا لگان زائد شرح مناسب سے ہرگز قابل اضافہ کے نہیں ہے اور باایں ہمہ
اراضی داخل "اراضی کہاتہ یا رعیت دار مقبوضہ اسامی مقبولہ کے
ہوگی" اور "اسامی کا نام بطور کہاتہ دار دیہات سرکاری میں درج ہے"

۱۸۹۲ء

وشوناتھ بہیکاجی
بنام
دہونڈیا

وہ اراضیات کاشت جبری شدہ ہے اور زمیندار ممنوع ہے کہ لگان کسی دوسری شرح پر تحصیل کرے الا بذریعہ اظہار ان موقعوں میں شرح زمیندار بذریعہ پٹہ مقرر کی ہے اپنے تئیں صریحاً پابند اس امر کا کرچکا ہو کہ کبھی اضافہ لگان نہ کریگا وغیرہ ابتدا سے یہ کہا گیا ہے کہ قابضان اراضیات کہاتہ کو اسی قسم کے حقوق انتقال علیحدگی و وراثت [illegible] بعض اُن اسامیان کہاتہ کا ہے گویا جو بذریعہ معاہدات صریحی کے قابض نہیں ہیں [illegible] امر نا ممکن ہے کہ جس موضع میں اراضیات متنازعہ فیہا واقع ہیں کوئی اراضیات شرطی ایسی موجود ہیں جنکو صریح طور پر اس نام سے موسوم کرسکتے ہیں لیکن ہے کہ یا اراضیات کاشت وہ کہاتہ ہوں مدعی انعامدار نے نالش نمبر ۳۸۴ میں یہ اظہار دیا کہ کوئی اراضیات شرطی موجود نہیں ہیں ممکن ہے کہ اسامیان بعض ان اراضیات کے باوجود میراث دار نہیں ہیں بروئے رواج مختص المقام استحقاق اپنے قبضہ مدت دراز اور ادائے لگان واحد کی وجہ سے یا اور وجہ سے یہ حاصل کیا ہو کہ اپنی اراضیات پر قبضہ استمراری باداے لگان قائم رکہیں جو بروئے رواج مختص المقام قابل دریافت کے ہو صاحب ڈسٹرکٹ جج نے مقدمات متنازعہ عدالت میں کوئی خاص تجویز اس بارہ میں نہیں کی ہے کہ مدعا علیہم اور اُنکے پیشروان باعتبار استحقاق کتنے سال تک اراضیات پر قابض رہے ہیں اور آیا کوئی اراضیات اُسوقت لی گئیں جبکہ وہ محض افتادہ تہیں اور بصرف کثیر زیر کاشت لائی گئیں یہ امر اہم متعلق غور اس بحث کے ہیں کہ آیا کوئی حد زمیندار کے حق اضافہ میں ہے یا نہیں یہ کہنا کافی نہیں ہے "اگر اراضیات لیگئیں الخ" اور "اگر اسامیان نے روپیہ صرف کیا ہو والخ" اور یہ ظاہر اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہم نے واقعی اراضیات لیں اور روپیہ صرف کیا" صاف معین اقبالات یا تجاویز ان بیانات اہم کی نسبت مطلوب ہیں جو مدعا علیہم نے بتائید اپنے عذرات کے کیا ڈسٹرکٹ جج نے تجویز کی ہے کہ اُن اراضیات میں سے بعض کی نسبت اضافہ ہو سکتا ہے لیکن عدالت ضلع کی تجویز اس عام تحریر سے زیادہ صاف ہونی چاہئے "اگر ہمکو معلوم ہو کہ رعایائے موضع انعام اراضیات واحد کو پٹہ ہائے دراصل ایک شرح واحد سے کاشت کرتے ہیں الخ"

بعد ازاں یہ بحث اہم آتی ہے کہ آیا اسامیان کہاتہ جو بذریعہ کسی معاہدہ صریح کے قابض نہیں ہیں کہ جسکی رو سے حق زمیندار کا باقی یا محدود رکہا گیا ہو حقوق بہی انتقال علیحدہ کرنا اپنی اراضیات کے بدست اشخاص دیگر رکہتے اور استعمال کرتے ہیں اور کاشت ہائے مذکور موروثی ہیں اور انعامدار نے کبہی

۱۸۹۲ء

دشونا تہہ بیکاجی بنام دہوندابا

حقوق مذکور پر اعتراض نہیں کیا نہ اُنکے استعمال میں دست اندازی کی - بہترین شہادت بلاشبہ اگر دستیاب ہو سکے تو شہادت رواج اُس موضع خاص کی ہوگی مگر شہادت متعلقہ اسامیان ہم درجہ دیہات ہم قسم کی خارج نہونی چاہئے جیسا کہ مقدمہ پرتاب راؤ گوجر بنام بیاجی (۱) میں بیان کیا گیا تہا کیا نوعیت قبضہ اراضیات سے حسب قانون رواجی ضلع مذکور کے کوئی حدود نسبت اختیار معطی سرکاری کے اس بارہ میں قایم ہوتی ہیں اور وہ حدود کون ہیں کہ نامبردہ جائداد انعام اُس لگان یا زر مشخصہ میں اضافہ کرے جو بابت اراضیات مذکور کے واجب الوصول ہے - بمقدمہ بابا بنام وشوناتہہ (۲) مدعی وہی تہا جو مقدمات حال میں مدعی ہے مگر مدعا علیہ نے عذر کیا کہ اُسپر کبہی پابندی ادا کرنے کسی شرح کی علاوہ لگان معین تعدادی مبلغ لعہ کو نہیں ہے - نامبردہ ذیشل مقدمہ ہذا کے عذر نہیں کیا کہ وہ لگان مناسب ادا کرنے پر راضی ہے اور امر اہم رواج مختص المقام کا پیش نہیں کیا گیا -

ہم یہاں یہ تذکرہ کر سکتے ہیں کہ ہم کو سابردینیٹ جج سے اس بارہ میں اتفاق نہیں ہے کہ اگر اراضیات مذکور اسامیان کو کسی وقت قبل انعامدار کے قبول کرنے شرائط بندوبست سرسری کے پٹہ پر دیجاتیں تو خواہ مخواہ یہ قیاس کرنا چاہئے کہ اسامیان مذکور اپنی کاشت پر اس یقین سے قابض ہوئے کہ اگر انعام سرکار میں ضبط ہوجاے تو اُنکا لگان شرح مناسب سے زیادہ اضافہ نہ کیا جائیگا اور اسلئے انعامدار حال کو لازم ہے کہ شرط مذکور اثر پذیر کرے - مدعا علیہم نے کوئی ایسا عذر پیش نہیں کیا نہ ظاہرا اُسکو صاحب ڈسٹرکٹ جج نے منظور کیا نہ ہمکو سابردینیٹ جج سے اسمیں اتفاق ہے کہ موضع انعام میں میراث داران ہمیشہ دعوی قابض رہنے کا لگان معینہ پر کر سکتے ہیں جیسا کہ مقدمہ لکشمن بنام گنپت راؤ (۳) میں بیان ہوا ہے انعامدار لگان میراث داران کو اندر حدود رواج کے اضافہ کر سکتا ہے مقدمات حال میں اسامیان کو میراث داران نہیں تجویز ہوئے مگر دعوی اُسی حق کا کرتے ہیں -

بالآخر یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ ان مقدمات میں ایک خاص امر تنقیح طلب نسبت اس امر کے نہیں کیا گیا کہ حد لگان کی کیا ہونی چاہئے اگر اختیار اضافہ انعامدار کا محدود کیا جاے ہم یہ خیال نہیں کرتے کہ اس امر کو واسطے تجویز کے صیغہ اجرا کیلئے چھوڑا جاے ہماری راے ہے کہ چونکہ مقدمات عدالت ماتحت میں بہیجے جائینگے لہذا اس بحث کا فیصلہ تجویز مقدمہ میں ہونا چاہئے کہ آیا انعامدار کا حق اضافہ محدود پایا گیا ہے یا نہیں -

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۴۱ صفحہ ۱۴۴ (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۲۴۹ (۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۴۷۵ | نوٹ

۱۸۹۲ء
دشونا تھہ بھیکاجی
بنام
دہوندابا

بدیں غرض کہ امور مذکورہ بالا کی تحقیقات حسب ضابطہ عمل میں آوے ہم ڈگری صاحب ڈسٹرکٹ جج ضلع کو منسوخ اور مقدمہ کو واسطے تحقیقات مزید بلحاظ تحریرات بالا ساتھہ اس اختیار کے واپس کرتے ہیں کہ شہادت جدید جو ضروری اور قابل منظوری کے ہو لیجائے خرچہ جملہ عدالتوں کا فیصلہ تجویز آئندہ پر جس طور سے قرین انصاف ہو کیا جائے۔

ڈگری منسوخ اور مقدمہ واپس ہوا۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس جارڈین صاحب جسٹس و ٹیلینگ صاحب جسٹس

۲۳ اگست ۱۸۹۲ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بھیما *

ایکٹ شہادت نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء دفعات ۲۵ و ۲۶ - اقبال - اقبال جو پولیس پٹیل کے روبرو کیا جائے کا قابل منظوری ہونا - شہادت عہدہ دار پولیس -

پولیس پٹیل ایک عہدہ دار پولیس حسب منشاء دفعات ۲۵ و ۲۶ - ایکٹ شہادت مجریہ ہند (نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء) کے ہے اقبال جو روبرو پولیس پٹیل کے کیا جائے وہ ناقابل منظوری شہادت کے ہے۔

اپیل بنا راضی تجویز ثبوت جرم و احکام سزا مصدرہ راؤ صاحب و سینکٹ راؤ آرا نفا مدار جنٹ سشن جج بیجاپور بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بھیما بن ہنمایا -

ملزم پر الزام حسب دفعہ ۴۵۷ مجموعہ تعزیرات ہند یعنی نقب زنی بخانہ بوقت شب بہ نیت ارتکاب زنا بالجبر او حسب دفعہ ۳۵۴ - الزام حملہ کرنا مستغیثہ پر بہ نیت خلل ڈالنے اسکی عفت کے لگایا گیا۔

بوقت تجویز منجانب مستغیثہ شہادت میں وہ اقبال پیش کیا گیا جو ملزم نے روبرو پولیس پٹیل بموجودگی تیج کے دیا تھا -

سشن جج نے یہ اقبال اس بنا پر قبول کیا کہ پولیس کا پٹیل ایک عہدہ دار پولیس حسب معنی دفعات ۲۵ و ۲۶ - ایکٹ شہادت مجریہ ہند کے نہیں ہے -

اس اقبال پر و نیز دیگر شہادت مقدمہ پر ملزم کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعات ۴۵۷ و ۳۵۴ مجموعہ تعزیرات ہند کے کیگئی اور بابت جرم اول کے حکم سزائے قید سخت ایک سال و بابت جرم دوم کے حکم سزائے قید ششماہی کا دیا گیا -

---

* اپیل صیغہ فوجداری نمبر ۱۳۷ سنہ ۱۸۹۲ء -

۱۸۹۲ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
بھیا

بنا راضی اس تجویز ثبوت جرم واحکام سزا کی ملزم نے ہائیکورٹ میں اپیل دائر کیا۔
منجانب سرکار یا ملزم کے کوئی حاضر نہ ہوا۔

جارڈین صاحب جسٹس [illegible] سشن جج نے شہادت اقبال کو جو قیدی نے ڈسٹرکٹ پولیس کے روبرو کیا تھا در تجویز قبول کیا کہ ڈسٹرکٹ پولیس کوئی عہدہ دار پولیس حسب منشاء دفعات ۲۵ و ۲۶ ایکٹ شہادت مجریہ ہند کے نہیں ہے انہوں نے خیال کیا کہ اس جدید امر قانونی کی تائید مقدمات ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام [illegible] (۱) و قیصر ہند بنام [illegible] (۲) متعلق منصفان دیہات احاطہ مدراس کی ہوتی ہے مگران مقدمات کا فیصلہ اس لیے ہوا کہ منصفان مذکور مجسٹریٹ ہیں اور نہ عہدہ داران پولیس [illegible] ڈسٹرکٹ پولیس کے [illegible] میں نہیں کہا جاسکتا [illegible] پولیس [illegible] ۱۸۶۱ء [illegible] تقلید مقدمہ ملکہ معظمہ بنام ہری بول چندر گھوس (۳) [illegible] تجویز [illegible] واقع دفعات مذکورہ کے [illegible] زیادہ وسیع اور مشہور معنے کو سمجھنا [illegible] اقبال [illegible] ثبوت جرم بقیہ شہادت [illegible] کرتے ہیں۔

اپیل [illegible] کیا گیا

پاجلاس [illegible]

۱۱ اگست ۱۸۹۲ء

بھاسکر پرشوتم وغیرہ (ابتدائی مدعیان) اپیلانٹان بنام سرسوتی بائی (ابتدائی مدعا علیہا) رسپانڈنٹ [illegible]
دھرم شاستر ہندو بابت جائداد غیر منقولہ کا۔ دفعات واہب۔ قبضہ جو منجانب پسر واہب موہوب لہ کو دیا گیا۔

ایک شخص مسمی گنیش دہتل جسکے قبضہ میں چند اراضیات اسکی مکسوبہ جائداد تھی ۱۸۷۸ء میں فوت ہوا اپنے بستر مرگ پر اس نے اپنے پسر پرشوتم گنیش (مدعی) [illegible] (گنیش دہتل کی) دختر یعنی مدعا علیہا کو دے ۱۸۶۹ء میں پرشوتم [illegible] اراضیات مدعا علیہا کو دیں۔ دستاویز میں یہ بیان مندرج ہے [illegible] گنیش دہتل نے اپنی اراضیات مکسوبہ ذاتی نمبری ۱۰۱ و ۱۰۲ موضع [illegible] کو [illegible] تمہارے اور تمہارے اطفال کے بنام تمہارے ہبہ کیا ہے

(۱) [illegible] ۳۴۳ [illegible] (۲) [illegible] لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۵ (۳) [illegible] جلد [illegible] صفحہ ۱

سنہ ۱۸۹۳ء
بہاسکر پرشوتم
بنام
سرسوتی بائی

اور مجہہ (پرشوتم گنیش) کو ہدایت تحریر کرنے ایک وثیقہ کی بموجب قانون کے کی ہے پس (پرشوتم گنیش) اس تحریر کی رو سے ایک ہبہ نامہ تمہارے نام لکھتا ہوں" چند روز بعد تحریر دستاویز ہذا کے مدعا علیہا اراضیات پر قابض کر دیگئی اور وہ مسلسلاً آغاز نالش ہذا واقع ۱۸۸۸ء تک قابض رہی۔ مدعیان نے جو اطفال نابالغ پرشوتم گنیش کے ہیں اب استدعا دلاپانے ان اراضیات کی مدعا علیہا سے بدیں بیان کی کہ بوقت وفات اُن کے جد گنیش وتہل کے اراضیات وراثتاً اُسکے پسر پرشوتم (پدر نامبردگان) کو پہنچی تہیں اور یہ حجت کی کہ شخص آخرالذکر کو کوئی اختیار اُنکے ہبہ کرنیکا بنام مدعا علیہا کے نہ تہا عدالت ماتحت نے تجویز کی کہ یہ حجت کہ پرشوتم مجاز کرنے ہبہ اراضیات کا تہا یا نہیں اسوجہ سے پیدا نہیں ہوتی کہ اراضیات مذکور مدعا علیہا کو اُسکے پدر گنیش وتہل سے مل چکی تہیں اور پرشوتم محض ایک ذریعہ تعمیل خواہش اپنے پدر کا در تحریر کرنے ہبہ نامہ موسومہ مدعا علیہا کا تہا۔ برطبق اپیل ڈسٹرکٹ جج نے یہ خیال کیا کہ امر تجویز طلب یہ تہا کہ ہبہ منجانب گنیش وتہل بنام مدعا علیہا از روئے دہرم شاستر جائز تہا کیونکہ اُسکے ساتہ قبضہ نہیں دیا گیا تہا۔ مشارالیہ نے ہبہ کو جائز قرار دیا۔ برطبق اپیل خاص بحضور ہائیکورٹ۔

باخراج اپیل **تجویز ہوا** کہ خواہ ہبہ منجانب گنیش وتہل موسومہ مدعا علیہا ہبہ مقبوضہ ہو یا نہو کیونکہ قبضہ پیچہے سے مدعا علیہا کو دیدیا گیا تہا خواہ گنیش وتہل کی نسبت یہ تصور کیا جائے کہ اُسنے اپنے آپ کو امین قرار دیا اور پرشوتم کو امین واسطے تعمیل کرنے اپنی خواہش کے قرار دیا مدعا علیہا جائز طور پر اراضیات پر دخیل تہی اور مدعیان کو نہ شاستراً نہ بصورت دیگر کوئی استحقاق قانوناً یا انصافاً واسطے منسوخ کراپانے ہبہ نامہ موسومہ مدعا علیہا کے حاصل تہا۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ٹی ہارٹ ڈیویز صاحب قائم مقام ڈسٹرکٹ جج پونا۔

نالش واسطے دلاپانے اراضی و منسوخ کرانے ایک ہبہ منظہرہ کے ہے مدعیان نے بیان کیا کہ اراضیات متنازعہ جائداد مکسوبہ ذاتی اُنکے جد اعلیٰ گنیش وتہل گہارپورے کی تہیں اور بعد اُنکی وفات کے اُسکے پسر (پدر مدعیان) نے جسکو اراضیات مذکور باستحقاق جانشینی و وراثتاً پہنچی تہیں اُنکا ہبہ بنام اپنی ہمشیرہ (مدعا علیہا) کے بروئے ہبہ نامہ رجسٹری شدہ کے کیا مدعیان نے یہ حجت کی کہ جائداد مقبوضہ اُنکے پدر کی موروثی تہی لہذا نامبردہ کو اختیار اُسکے ہبہ کا بروئے دہرم شاستر حاصل نہ تہا لہذا نامبردگان نے استدعا منسوخ ہبہ اور دلاپانے دخل جائداد کی مدعا علیہا سے کی۔

مدعا علیہا نے یہ حجت کی کہ ہبہ موسومہ میرا جائز ہے سماۃ نے یہ بیان کیا کہ بوجہ وفات میرے پدر نامبردہ نے قبضہ اراضی کا نہیں دیا مگر بعد اُنکی وفات کے مجکو قبضہ منجانب پسر نامبردہ (واہب) کے ملا تہا

سنہ ۱۸۹۳ء
پرشوتم
بنام
سرسوتی بائی

سبارڈینیٹ جج نے تجویز کی کہ اگرچہ ہبہ موسومہ مدعا علیہا میں دخل ہائی بوقت عمل میں آنے ہبہ کے نہیں ہوئی تھی تاہم چونکہ دخل بزمانہ مابعد دیا گیا تھا لہٰذا ہبہ شاستراً جائز ہے چنانچہ منشاءً الیہ نے دعوی مدعیان نامنظور کیا۔

مدعیان نے اپیل دائر کیا اور چونکہ ڈسٹرکٹ جج نے ڈگری کو بحال رکھا لہٰذا مدعیان نے یہ اپیل دوم دائر کیا۔

(واقعات علاوہ اُسکے جو اوپر بیان ہوئے ہیں تجویز سے واضح ہوتے ہیں)

پرشوتم پرسرام کھرے منجانب اپیلانٹان (مدعیان):۔ دخل ہائی منجانب واہب اور ایجاب منجانب موہوب لہ واسطے قائم کرنے ہبہ جائز کے بروی دھرم شاستر ضروری ہیں۔ مقدمات باسدیو بنام نارائن (۱) دھرجیون نندرام بنام نارن ہری بھائی (۲) ولالو بھائی سورچند بنام بائی امرت (۳) وکتاب دھرم شاستر مولفہ مین صاحب فقرات ۱۵۳ و ۳۵ ملاحظہ طلب۔ مقدمہ ہذا میں گنیش نے ہبہ دخل نہیں دیا بدیں وجہ ہبہ ناجائز ہے علاوہ بریں بوقت وفات گنیش کے اراضیات متنازعہ اُسکے پسر (پدر مدعی) کو پہنچیں اور دخل جائداد متنازعہ مقبوضہ نامبردہ کے تھیں لہٰذا وہ اُسکو بطور ہبہ بنام اپنی ہمشیرہ (مدعا علیہا) کے منتقل نہیں کر سکتا تھا۔

مقدمہ کالیداس بنام کنہیا لال (۴) قابل امتیاز ہے اُسمیں شئے بقبضہ واہب تھی اور متنازعہ فیما بین واہب اور ایک شخص اجنبی کے تھا لیکن مقدمہ ہذا میں واہب گنیش جائداد پر دخیل تھا اور موہوب لہ کو قبضہ دے سکتا تھا علاوہ بریں بیان متنازعہ فیما بین قائمقامان واہب اور موہوب لہ کے ہے بلا شک گنیش نے اپنے پسر پرشوتم کو ہدایت تحریر کرنے ہبہ نامہ کی کی تھی مگر پرشوتم قانوناً ایسا نہیں کر سکتا تھا کیونکہ جب ہی جائداد اُسکے پاس آئی وہ اُسکے قبضہ میں موروثی ہو گئی گنیش بلا تکمیل کرنے قرار واقعی ہبہ کے فوت ہو گیا اور حوالگی قبضہ منجانب پرشوتم بزمانہ مابعد ہبہ نا مکمل پدری کو جائز نہیں کر سکتی تھی۔

دستنو کرشن بھاٹ و دیگار منجانب ریسپانڈنٹ:۔ ہم مقدمہ کالیداس بنام کنہیا لال (۴) پر استدلال کرتے ہیں بوقت کرنے ہبہ کے واہب بمقام پونا بستر مرگ پر تھا اور جائداد شس

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۱۳۱

(۲) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی صیغہ اپیل دیوانی جلد ۴ صفحہ ۱۳۱۔

(۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۴۹۹۔

(۴) لا رپورٹ بنگال جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۸ ـــ و انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۱۔

سنہ ۱۸۹۲ء

بہاسکر پرشوتم
بنام
سرسوتی بائی

مقام سے بفاصلہ ۳ میل کے تہی اندریں حالات واہب نے حتی الوسع ہبہ کی تکمیل بذریعہ کرنے اس ہدایت کے کی کہ پرشوتم ہدائیت نامہ بنام مدعاعلیہا کے تحریر کرے گنیش نے نامبردہ کو اپنی منجانب سماۃ کر بنایا پرشوتم نے امانت کی تعمیل کی اور بعد وفات اپنے پدر کے وہ جائداد پر منجانب موہوب لہ کے قابض ہوا نہ بطور وارث اپنے پدر کے۔ مقدمات ذیل کا حوالہ دیا گیا:۔ مہر علی بنام تاج الدین (۱) دہرم داس بنام نستارنی داسی (۲) و محمد بخش خاں بنام حسینی بی بی (۳)

عدالت نے غور کرنا چاہا

۱۱-اگست سنہ ۱۸۹۲ء - بیلی صاحب چیف جسٹس (ایکٹنگ) :- یہ نالش منجانب مدعیان نابالغان بذریعہ اپنی مادر رفیق قریب ترین لکشمی بائی بنام مدعاعلیہا کے دائر ہوئی ہے کہ جو ہمشیرہ پدر مدعیان پرشوتم گنیش کی ہے نالش واسطے دخلیابی دو قطعات اراضی پیمایشی ۱۴-ایکڑ ۱۶ گنٹھہ و ۴۵-ایکڑ ۲۶ گنٹھہ واقع واد گاؤں تعلقہ ماول ضلع پونا کے ہے اسکی نسبت نامبردگان کا بیان عرضی نالش میں یہ ہے کہ انکے جداعلی گنیش وتہل کی یہ جائداد مکسوبہ ذاتی تہی اور اسکی وفات پر انکے پدر پرشوتم کو باستحقاق جانشینی اور وراثت کے پہنچی اور نامبردہ نے اسکا ہبہ بنام اپنی ہمشیرہ مدعاعلیہا کے بروی ہبہ نامہ رجسٹری شدہ کردیا کہ جسکے کرنے کا شاستر انامبردہ مجاز نہ تہا نامبردگان مستدعی اس استقرار کے ہیں کہ انکے پدر کو اختیار انتقال اراضی متنازعہ کا بذریعہ ہبہ نامہ کے نہ تہا اور مستدعی منسوخی دستاویز مذکور اور دخلیابی جائداد متنازعہ کے ہیں نامبردگان مستدعی واصلات وخرچہ نالش کے بہی ہیں۔

مدعاعلیہا نے اپنے بیان تحریری میں بیان کیا کہ اراضیات متنازعہ جائداد مکسوبہ ذاتی گنیش وتہل کی تہیں اور اسکو بطور ہبہ کے دی گئی تہیں اور پدر مدعیان نے برضامندی اپنی مادر کے فعل گنیش کو منسوخ کراکر اور مبلغ ال‌ـــہ روپیہ لیکر مدعاعلیہا کو آمادہ کرایا کہ دستاویز بنام اپنے بشکل ہبنامہ کے تحریر کرائے وجہ تحریر کیئے جانے دستاویز کی بشکل مذکور یہ تہی کہ فیمابین مدعاعلیہا اور اُس کے شوہر کے تنازعات بابت نان و نفقہ سماۃ کے دائر تہے اور اس غرض سے کہ اسکے استری دہن کی رقم محفوظ ہوجا سماۃ نے ایک جزو اپنے استری دہن کا ادا کیا

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۵۶ —

(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۶۸۴—

(۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ ۱۴ صفحہ ۲۴۶—

اور دستاویز بہ تحریر کرائی کہ جو فی الواقع ہبہ نامہ نہیں ہے اگرچہ مدعیان نے اسکو اس نام سے موسوم کیا ہے اور بحالت تجویز ہونے اس امر کے کہ نالش ہو سکتی ہے مدعیان مستحق دخل اراضیات کے نہیں ہیں بجز اسکے کہ رقم مبلغ ۷۵؍ ر اور خرچہ نالش ادا کیا جائے۔ | ۱۸۹۴ء بہاسکر پرشوتم بنام سرسوتی بائی

علاوہ دیگر امور تنقیح طلب کے سبارڈینیٹ جج نے امور ذیل قرار دیئے:-

(۴) آیا پدر مدعیان نابالغ کو اختیار کرنے ہبہ مظہرہ کا تھا اور اراضیات جنکی بابت ہبہ مظہرہ ہوا ہے جائداد مکسوبہ ذاتی یا موروثی جد مدعیان کی ہیں اور نامبردہ نے انکا ہبہ کیا یا نہیں۔

(۵) آیا ہبہ نامہ مظہرہ ثابت ہے یا نہیں۔

سبارڈینیٹ جج نے نسبت امر تنقیح طلب چہارم کے تجویز کی کہ اراضیات موہوبہ جائداد مکسوبہ ذاتی جد مدعیان کی ہیں اور نامبردہ نے انکا ہبہ کیا تھا اور نسبت امر پنجم کے موصوف نے یہ تجویز کی کہ ہبہ نامہ ثابت ہے اور دعوی مدعیان مع خرچہ کے خارج کیا۔

مدعیان نے اپیل ان وجوہ کی بناء پر دائر کیا کہ یہ تجویز کرنی غلط ہے کہ جد نے ہبہ اراضیات کا کیا تھا اور ہبہ اگر ہوا ہی تو جائز نہ تھا کیونکہ اسکے ساتھ دخل نہیں دیا گیا تھا اور شہادت کا وزن غلط طور پر ہوا تھا۔

ڈسٹرکٹ جج نے یہ خیال کیا کہ امر تجویز طلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عدالت ماتحت کی تجویز صحیح تھی یا کیا کہ ہبہ منجانب جد جو بلا دخل کے تھا شاستراً جائز ہے اور کوئی امر تنقیح طلب مزید بیان نہیں کیا گیا ہے۔

ڈسٹرکٹ جج نے تجویز کی کہ واقعی حوالگی اور ایجاب بعد وفات گنیش کے ہوا لہذا امر مشتبہ ہے کہ اسکا ہبہ جائز ہے یا نہیں اور بربنائے اس عام اصول دہرم شاستر کے کہ باپ کے وعدے واجب التعمیل سمجھے جاتے ہیں اور اسکی ہدایات وقت مرگ قابل تعمیل ہوتی ہیں یہ ہبہ منجانب اسکے پسر کے جائز متصور ہونا چاہیئے موٹی الیکا میلان خاطر اس طرف تھا کہ یہ قاعدہ کہ قبضہ بحین حیات واہب کے دیا جانا چاہیئے بالعموم لازمی طور پر متعلق نہیں ہے اور اگر ہبہ دوسرے طریقوں سے کافی طور سے ثابت ہو تو وہ جائز ہوگا چنانچہ حاکم موصوف نے یہ تجویز کیا کہ ہبہ منجانب جد کے جائز تھا

بہاسکر پرشوتم
بنام
سرستی بائی

اور نسبت وقوع ہبہ کے مشار الیہ نے یہ خیال کیا کہ کوئی شبہ بلحاظ اُس شہادت کے نہ تہا جسکو سارڈینیٹ جج نے باور کیا تہا اور اُسکی تائید عبارت مندرجہ ہبہ نامہ تحریر کردہ پرشوتم پسر جد مذکور سے ہوتی ہے صاحب موصوف نے یہ خیال نہیں کیا کہ معاملہ متعلقہ مبلغ السہ ،، لار کیوجہ سے ہبہ جد کا ناجائز ہوتا تہا چنانچہ اُنہوں سے اپیل معہ خرچہ ڈسمس کر دیا مدعیان نے اپیل خاص بحضور ہائیکورٹ دائر کیا اور ہمارے روبرو واثنائے تقریر میں یہ حجت منجانب نامبردگان کیگئی کہ ہبہ منجانب گنیش وتہل بدینوجہ ساقط ہونا چاہیے کہ اُسکے ساتھہ دخل نہیں دیا گیا تہا۔

عدالتہائے ماتحت نے تجویز کی ہے کہ جد مدعیان گنیش وتہل نے بستر مرگ پر اپنے پسر پرشوتم (پدر مدعیان) سے یہ کہا کہ اراضی متنازعہ مدعا علیہا (دختر گنیش وہمشیرہ پرشوتم) کو دیدے گنیش چند روز بعد ۱۸۷۸ء میں فوت ہوا۔ پرشوتم نے ۱۸۷۹ء میں بذریعہ ہبہ نامہ رجسٹری شدہ جسکی تحریر کی نسبت کوئی حجت نہ تہی جائداد مدعا علیہا کو دی دستاویز مذکور میں یہ عبارت مندرج تہی "ہمارے والد گنیش وتہل نے اپنی اراضیات مکسوبہ ذاتی نمبری ۱۰۱ و ۱۰۲ موضع داد گانو کو واسطے پرورش تمہارے اور تمہارے اطفال کے بنام تمہارے ہبہ کیا ہے اور مجھہ (پرشوتم گنیش) کو ہدایت تحریر کرنے ایک وثیقہ کی بموجب قانون کے کی ہے میں (پرشوتم گنیش) اس تحریر کی روسے ایک ہبہ نامہ تمہارے نام لکہتا ہوں"۔

سارڈینیٹ جج نے بیان کیا ہے کہ پرشوتم نے اپنی شہادت میں بیان کیا کہ ہبہ نامہ اُس نے بلا کسی ہدایت اپنے پدر کے تحریر کیا مگر حاکم موصوف نے تجویز کی ہے کہ یہ بیان جہوٹا ہے کیونکہ علاوہ بیان مندرجہ ہبہ نامہ مذکورہ بالا کے مدعی کے گواہ نمبری ۵ ہری دہوندیو اُسکے کاتب نے یہ اظہار دیا کہ اُس نے الفاظ کہ "اراضیات مدعا علیہا کو پدر مدعا علیہا دی تہیں حسب ایما مدعا علیہا کے لکہے تہے اور پرشوتم نے اپنی رضامندی نسبت تحریر الفاظ مذکور کے دی تہی کاتب مذکور نے یہ بہی بیان کیا (حسب قول سارڈینیٹ جج کے) کہ شرط متعلقہ انتقال اراضیات ہبہ نامہ حسب ایما پرشوتم کے لکہی گئی تہی۔ سارڈینیٹ جج نے بیان کیا کہ مدعا علیہا کے گواہان ہری گنیش جوشی ماموں مدعا علیہا اور پرشوتم دہری بن گوبند اسامی اراضیات متنازعہ و درگا بائی جو مکان مدعا علیہا میں مقیم تہی

سنہ ۱۸۹۲ء
بہاسکر پرشوتم
بنام
سرسوتی بائی

اور جس کا بیان ہے کہ وہ گنیش وتہل کو بزمانہ اُسکی علالت آخری کے دیکھنے جایا کرتی تھی سب مظہر ہیں کہ گنیش وتہل سنے ہبہ اراضیات کا بنام اپنی دختر کے کر دیا اور موصی الیہ کو کوئی وجہ نہ باور کرنے بیانات گواہان مذکور کی اس بارہ میں نہیں معلوم ہوئی خصوصاً بدینوجہ کہ نامبردگان نے کامل طور پر تصدیق اس عبارت مندرجہ ہبہ نامہ کی کی ہے کہ اراضیات مدعاعلیہا کو اُسکے پدر گنیش وتہل سنے دی تھیں۔

ڈسٹرکٹ جج سنے نسبت وقوع ہبہ منجانب گنیش وتہل اُس رائے متعلقہ شہادت سے اتفاق کیا جو نسبت امر مذکور کے سبآرڈینیٹ جج سنے قایم کی تھی۔

سبآرڈینیٹ جج سنے خاتمہ تجویز پر یہ بیان کیا ہے اور ہمارے نزدیک صحیح بیان کیا ہے کہ بحث نسبت پرشوتم کے ہونے مجاز یا غیر مجاز کرنے ہبہ اراضیات بنام مدعاعلیہا پیدا نہیں ہوتی کیونکہ گنیش وتہل اُن کو دے چکا تھا اور پرشوتم محض ایک ذریعہ تعمیل خواہش دینے پدر کا اور تحریر کرنے ہبہ نامہ موسومہ مدعاعلیہا کا تھا۔

سبآرڈینیٹ جج سنے تجویز کی کہ پرشوتم سنے یہ ثابت کر دیا تھا کہ بوقت یا عرصہ قلیل بعد تحریر ہبہ نامہ سنہ ۱۸۷۱ء کے مدعاعلیہا اراضیات متنازعہ پر دخیل کر دی گئی اور مسلماً وہ آغاز نالش ہذا واقع سنہ ۱۸۸۰ء یعنی عرصہ ۹ سال تک قابض رہی۔

ایکٹ انتقال جائداد (نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) احاطہ بمبئی میں ہنوز نافذ نہیں ہے اور یہ امر کہ ہبہ منجانب گنیش وتہل ایک زبانی ہبہ تھا کوئی عذر نسبت اُسکے جواز کے نہیں ہے بشرطیکہ ہبہ مذکور بلحاظ دیگر مراتب کے مطابق دہرم شاستر کے ہو۔ بمقدمہ بالارام بنام آپا (۱) سر ایم ویسٹروپ صاحب چیف جسٹس سنے بوقت صدور تجویز عدالت کے فرمایا ہمکو یاد رکھنا چاہئے کہ بروی دہرم شاستر اہالی ہنود جو بکثرت داخل آبادی و زمینداران ملک ہذا کے ہیں کوئی دستاویز یا تحریر واسطے کرنے انتقال اراضی کی ضروری نہیں ہے انتقال مذکور کامل طور سے بذریعہ زبانی معاہدہ یا ہبہ کے عمل میں آ سکتا ہے بشرطیکہ اُسکے ساتھ قبضہ ہو۔ ہسٹری ہندو لا مولفہ سور صاحب جلد ۶ صفحہ ۴۲۶ و رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ ملاحظہ طلب ہے۔ پھر یہ امر کہ مقدمہ ہذا میں مدعاعلیہا کو قبضہ اراضیات متنازعہ پر حین حیات اُس کے پدر کے نہیں دیا گیا بلکہ سال مابعد وفات نامبردہ میں دیا گیا مضر سماعت کے اس استحقاق کے ہے کہ اُسکو بمقابلہ مدعیان کے قبضہ میں رکھے

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۲۱۔

۱۸۹۲ء

بہاسکر پرشوتم
بنام
سرستی بائی

فیصلہ جات عدالت ہذا میں مضمون موجود ہیں کہ بموجب دہرم شاستر کے بغرض جواز کامل ہبہ اراضی فیمابین واہب و موہوب لہ کو قبضہ موہوب کو ملنا چاہیئے ایک تجویز جدید مصدرہ ۱۸۹۲ء کا اس باب میں حوالہ دینا کافی ہوگا بمقدمہ باسدیو بنام نارائن (۱) سر چارلس سارجنٹ صاحب چیف جسٹس فرماتے ہیں ہمارے نزدیک عبارت اقوال مندرجہ تفصیل بمقدمہ ہرگوون بنام نارن (۲) دیکھو صفحات ۳۴۷ و ۳۴۸ تجویز (۳) ویسٹ صاحب جسٹس یہ بات حد سے زیادہ صاف وصریح ہے کہ حوالگی و ایجاب شی موہوبہ کا بصورت اراضی بذریعہ قابض کر دینے موہوب لہ کے ہونا ضرور ہے تاکہ جواز کامل ہبہ کا فیمابین واہب اور موہوب لہ کے ہو جائے اور اقوال مذکور کی سند بلحاظ اُنکے منشائے لفظی بیشتر اور عرصہ دراز سے تجاویز عدالتی میں اسطرح پر تسلیم ہوئی ہے کہ رسم مذکور (کسی نہ کسی شکل میں) غیر ضروری نہیں ہو سکتی الا بروئے قوانین مصدرہ واضعان قانون کے مقدمہ دہرم داس بنام نتائی داسی (۴) جو بحضور ہائیکورٹ کلکتہ ۱۸۷۹ء میں پیش ہوا بربنائے دفعہ ۱۲۳ ایکٹ انتقال نمبر ۴ ۱۸۸۲ء فیصل ہوا اس مقدمہ میں ایک شخص نے عرصہ قلیل قبل اپنی وفات کے ۱۸۸۲ء میں ایک ہبہ نامہ اراضی بنام اپنی دختر کے تحریر کیا مگر یہ ثابت نہیں ہوا کہ دخل جائداد کا دختر کو بحین حیات اُسکے دیا گیا بر نالش دخلیابی مرجوعہ دختر میں ڈسٹرکٹ جج نے بحالی فیصلہ منصف کے تجویز کی کہ دفعہ ۱۲۳ ایکٹ مذکور اہل ہنود سے متعلق تھی اور حوالگی قبضہ کی اب آئندہ اسلئے ضروری نہیں تھی (اگر کسی تحت ضروری رہی ہو) کہ ہبہ جائداد غیر منقولہ کا اہل ہنود میں جائز ہو ہائیکورٹ نے جسمیں مسٹر جسٹس صاحب و مسٹر جسٹس ہیورلی صاحب شامل تھے تائید رائے قائم کردہ ڈسٹرکٹ جج کی فرمائی اور یہ ارشاد کیا صفحہ (۲۴۰) "مگر ہم اس مقام پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ بموجب دہرم شاستر کو کسیطرح سے یہ امر ہمارے نزدیک نہیں ہے کہ واسطے جواز و تکمیل ہبہ جائداد غیر منقول کے دخل دلانا جائداد کا نہایت ضروری ہے دہرم شاستر [illegible] قرار دیا [illegible] [illegible] ہبہ جائز [illegible] [illegible] موہوب لہ [illegible] اور [illegible] [illegible] جائداد [illegible] [illegible] واہب اور [illegible] [illegible] قبضہ بجانب موہوب لہ کے ہے" مقدمہ مہاراجہ پہیشر بخش سنگہ بنام

(۱) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۱۳۱ بصفحہ ۱۳۲ و ۱۳۳ –

(۲) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ [illegible] جلد ۴ صفحہ [illegible] –

(۳) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۱۹۹ –

(۴) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد [illegible] صفحہ [illegible]

۱۸۹۲ء

بھاسکر پرشوتم بنام سرسوتی بائی

سمات گنگو کنور (۱) منفصلہ کمیپ مارکبی صاحب جسٹان واقع ۱۸۶۶ء کے یہ تجویز ہوئی کہ عدم موجودگی دخل کی کوئی اعتراض نسبت جواز ہبہ منجانب ہندو کے نہیں ہے۔

مسٹر مین نے اپنی رسالہ بیش بہا متعلقہ دہرم شاستر میں بصفحہ ۱۵۳ یہ لکھا ہی کہ کمتر مسائل زیادہ بہروسہ کے ساتھ قرار دیئے گئے ہیں بمقابلہ اس مسئلہ کے کہ بروی دہرم شاستر ہبہ بغیر قبضہ کے ناجائز ہی تاہم دہرم شاستر میں یعنی جسکو صحیح طور پر یوں نامزد کرسکتے ہیں ظاہرا کم استدلال ایسی قاعدہ پر کیا گیا ہی کہ وہ بالخصوص معاملات ہبہ سے متعلق ہے وہ کہتے ہیں کہ معاملات ہبہ کو مقننان قوم برہمن نے ہمیشہ پسند کیا ہی اور وجہ ظاہری یہ ہے کہ وے بالعموم بنام برہمنوں کے ہوتے تہی مسٹر مین صاحب نے لکھا ہی کہ دانشمندان اوایل نے قانون متعلقہ معاملات ہبہ کی نسبت بحث اس خاص تذکرہ سے کی ہی کہ وے مستوجب ضبطی ہیں یا امر منشای ہبہ یا حالات خاص واہب پر منحصر ہے اور بعدازاں مومی الیہ نے حوالہ مختلف اقوال دانشمندان کا اس بارہ میں دیا ہے۔

اثنائے تقریر میں ہمارے روبرو مسٹر کہری وکیل مدعیان نے ہماری توجہ طرف شہادت ہری نرگوبند اسامی اراضیات متنازعہ کی رجوع کی ہے کہ جو اُسوقت موجود تہا جب گنیش وتہل نے ہبہ مدعا علیہا کے نام کیا۔ اس گواہ کے بیان کی نسبت عدالتہای ماتحت کو وجہ نہ باور کرنیکی کوئی معلوم نہیں ہوئی اور اس نے سوالات جرح میں یہ بیان کیا کہ گنیش وتہل نے یہہ کہا تہا کہ میں نے جائداد واسطے دینے اپنی دختر کے خریدی ہے اور اگر مجکو صحت ہوگئی تو میں ایک دستاویز بنام اُسکے تحریر کرونگا ورنہ تم (پرشوتم) اور میری زوجہ ایک دستاویز بنام دختر مذکور کے تحریر کردیں"۔ پس صریحاً گنیش وتہل کا کوئی ارادہ اپنی ہبہ کو مسترد کرنیکا نہ تہا مسٹر مین نے فقرہ ۱۵۳ میں حوالہ قول ہاریت کا دیا ہی کہ اس نے عام طور پر یہ قرار دیا ہی کہ "ایک عدہ جو قانوناً بذریعہ الفاظ کیا گیا مگر بذریعہ فعل جسکی تعمیل نہیں کیگئی ایک قرضہ ایمان کا دینا اور عاقبت میں ہے"۔ قول مذکور ڈائیجسٹ کولبروک صاحب جلد ۱ میں بصفحہ ۴۴۷ مندرج ہی بصفحہ ۴۴۴ ڈائیجسٹ مذکور کے دوسرا مقولہ ہاریت کا منقول ہی "جو شخص نہیں دیتا ہی وہ شئے جسکا اُس نے وعدہ کیا اور جو شخص وہ شئے واپس لیتا ہی جو اُس نے دی ہی مختلف ممالک عذاب میں غرق ہوتا ہی اور پہر شکم کسی وحشی جانور سے پیدا ہوتا ہے"۔

ڈسٹرکٹ جج نے یہ تجویز کیا ہی کہ گنیش وتہل نے ہبہ اپنی بستر مرگ پر کیا تہا ہم نے کہا گیا

(۱) کلکتہ ویکلی ریپورٹر نظائر دیوانی جلد ۶ صفحہ ۲۴۵۔

۱۸۹۲ء

بہاسکر پرشوتم بنام سرسوتی بائی

ہے کہ دختر نامبردہ اسکے ساتھ اسوقت رہتی تھی اور صاحب موصوف نے تحریر کیا ہے کہ اراضیات متنازعہ یعنی شئے موہوبہ قریب ۳۰ میل کے فاصلہ پر مسکن واہب و موہوب لہ سے تھیں۔

ہبہ بوجہ مرگ نسبت جائداد منقولہ کے دہرمشاستر میں تسلیم ہوا ہے۔ رسالہ ولیٹ و بولر صاحبان جلد ا صفحہ ۲۱۹ (طبع سوم) ملاحظہ طلب رسالہ مذکور کی جلد ۲ صفحہ ۷۴، (نوٹ الف) میں یہ مندرج ہے کہ پدر کے وعدے واجب التعمیل متصور ہوتے ہیں بجز اسکے کہ انکا ایفا مانع تعمیل کسی اور زیادہ پاکیزہ قرض کا ہو مگر عدالتیں ایسے فرائض کو نافذ نہ کرینگی الا بہ تبعیت شرائط قانون اسٹیٹیوٹ جہانتک وہ نافذ ہو"۔

۱۸۷۰ء میں جب یہ ہبہ عمل میں آیا کوئی ایکٹ واضعان قانون کا اس پریزیڈنسی کے مفصل میں متعلق ہبہ کے ایسا نہ تھا جیسا کہ قانون زیر بحث اب ہے نہ ہنوز موجود ہے۔ یہاں ہم تذکرہ مقدمہ مارا وبند ربنام نوبین کرشن بوس (۱) کا کرتے ہیں اسمیں ایک ہندو نے اپنے بستر مرگ پر نوٹ سرکاری تعدادی مبلغ ...... اپنے پسر کو بموجودگی اینز یہ کہکر دلوائے تھے۔ "نوٹ نکال لاؤ اور وہ میرے پسر کو دیدو" لیکن اُس نے کوئی عبارت ظہری نہ لکھی اُسکی ہدایت کی بعدہ جب نامبردہ سے عبارت ظہری لکھنے کیلئے کہا گیا تو اُس نے بیان کیا "میں نہایت کمزور ہوں اتنے کاغذوں پر میں کیونکر دستخط کرسکتا ہوں جب مجھکو ذرا طاقت آویگی میں انپر دستخط کردونگا تمہارے متردد ہونیکا کیا سبب ہے"۔ فیر صاحب جسٹس نے تجویز کی کہ یہ ایک صورت جائز ہبہ بوجہ مرگ کے تھی اور اسکے معنی ہند میں وہی نہیں ہیں جو انگلستان میں ہیں۔ یہ ڈگری بر طبق اپیل بحال رہی اور سر بارنس پیکاک صاحب چیف جسٹس نے یہ تجویز کی ہر کہ ہبہ سے ٹہیک اصول قانون انگلستان متعلق نہ تھے بلکہ دہرمشاستر متعلق تہا بروئے قانون انگلستان یہ ایک صورت جائز ہبہ بوجہ مرگ کے تھی مگر بفرض اسکے کہ وہ ایک ہبہ فیمابین اشخاص حی و قائم کے تہا وہ بروئے دہرمشاستر جائز تہا سر بارنس پیکاک صاحب نے فرمایا (صفحہ ۱۴۲) "اگر ہبہ سے قانون انگلستان متعلق ہوتا اور وہ ہبہ غیر مشروط برضا و رغبت متصور ہوتا اور نہ بطور ہبہ بوجہ مرگ کے تو میری رائے میں تعلق امین اور مامون لہ کا فیمابین واہب اور موہوب لہ کے پیدا ہو جاتا" ممدوح الیہ کی تحریرات بصفحہ ۱۴۳ بھی ملاحظہ طلب ہیں اور انکا مضمون یہ ہے کہ واہب اگر زندہ رہتا یا اسکے قائمقامان بعد وفات اُسکے قانوناً موہوب لہ کو سرکاری نوٹوں کے واپس کرنے پر مجبور نہیں کرسکتے تھے۔

(۱) بنگال لا رپورٹ صیغہ استدائی دیوانی جلد ۲ صفحہ ۱۱۳۔

سنہ ۱۸۹۶ء
پرشوتم
بنام
سرسوتی بائی

ہم خیال کرتے ہیں کہ اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ فیصلہ جات عدالت ہذا نسبت ضرورت دخلیابی موہوب لہ بغرض تکمیل جواز ہبہ اراضی بروئے دہرم شاستر پر کچھ اثر کم و بیش مقدمہ کالیداس ملک بنام کنہیالال پنڈت (۱) منفصلہ جوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل واقع سنہ ۱۸۸۴ء کا ہوا ہے تین فیصلجات بمبئی مندرجہ رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی صیغہ اپیل دیوانی جلد ۴ صفحہ ۱۱ (۵) کی نسبت نکتہ چینی اور توضیح تجویز مقدمہ مذکور میں ہوئی تہی - یہ دلیل پر اصرار بحضور جوڈیشل کمیٹی منجانب مسٹر ڈائن و مسٹر بین کیگئی کہ ہبہ نامہ جو بربنای استحقاق مدعی ہے بالکل ناجائز ہے کیونکہ واہب اسوقت بیدخل تہا اور موہوب لہ کو کبہی دخل نہیں دیا گیا تہا اور ہبہ منجانب ہندو کے بلا حوالگی دخل اور ایجاب کے ناجائز ہے مگر حکام عالیمقام نے تجویز فرمائی کہ بروی دہرم شاستر ہبہ جائداد عام اس سے کہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ اثر پذیر اسصورت میں ہوسکتی ہے جہان کوئی بحث ضبطی کی پیدا ہوتی کہ موہوب لہ کو استحقاق دخلیابی حاصل ہوا اور بوجہ فوراً دخل نسکے بعد دیئے جانیکی وجہ سے وہ ناجائز نہیں ہوا اور اسلئے درحالیکہ واہب نے حتی الوسع ہبہ مکمل کیا اور اس نالش میں فریق تہی جو واسطے اسکی منسوخی کے منجانب مدعی دائر ہوئی تھی جو دعوی خلاف ہر دو فریق کے رکہتا تہا اور ہبہ کو مکمل تسلیم کیا - یہ تجویز ہوئی کہ ہبہ مذکور کلیتاً ناجائز تصور ہوکر منسوخ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ واہب بیدخل تہی اور موہوب کو کبہی دخل نہیں دیا گیا تہا -

ایک مقدمہ میں جو بحضور جوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل سنہ ۱۸۸۸ء میں پیش ہوا - یعنی مقدمہ محمد بخش خاں بنام حسینی بی بی (۲) جسمیں بحث یہ تہی کہ آیا ہبہ بفرض اسکے کہ وہ عمل میں آیا شرعاً جائز تہا یا نہیں - حکام عالیمقام فرماتے ہیں (صفحہ ۹۵) "دوسرا امر یہ تہا کہ ہبہ اس وجہ سے ناجائز ہے کہ دخل نہیں دیا گیا تہا اس مضمون پر غور ایک مقدمہ میں ہوا جو روبرو محکمہ ہذا سنہ ۱۸۸۴ء میں پیش ہوا - مقدمہ کالیداس ملک بنام کنہیالال پنڈت لارپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۸ - مقدمہ مذکور میں یہ مندرج ہے کہ اصول جسپر قواعد مبنی ہیں اسکو ان قواعد سے کچہہ تعلق نہیں ہے جو متعلق بامداد وقت جنگ کے ہیں اور تشبیہ یورپ کی زیادہ تر مقدمات متعلقہ مواخذات

(۵) اور رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی صیغہ اپیل دیوانی جلد ۲ صفحہ ۴ و رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۰۴ -

(۱) لارپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۸ -

(۲) لارپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۱۵ صفحہ ۸۱ و انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۶۸۴ -

سنہ ۱۸۹۳ء

بہاسکر پرشوتم بنام سرسوتی بائی

انتقال برضا و رغبت ہیں ملیگی کہ جس صورت میں اگر واہب نے حتی الوسع کل کارروائی واسطے تکمیل اپنے ہبہ مقصودہ کے کی تو اسکو اس سے زیادہ کرنیکے لئے مجبور نہیں کر سکتے۔ اسصورت میں حکام عالیمقام کو معلوم ہوتا ہے کہ مسمات نے حتی الوسع ہبہ مقصودہ کی تکمیل کی اور اس سے زیادہ مسماۃ کو کچھہ کرنا لازم نہ تہا ہبہ بشہرت تمام عمل میں آیا اور خود ہبہ نامہ میں موہوب لہم کو اختیار لینے قبضہ کا دیا گیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ فی الواقع اُنھوں نے قبضہ لے لیا اندریں حالات حکام عالیمقام تجویز فرماتے ہیں کہ کوئی اعتراض نسبت ہبہ کے اس بنا پر نہیں ہو سکتا کہ شہزادی کو قبضہ حاصل نہ تہا اور خود اُس نے قبضہ اُسوقت نہیں دیا"

بحث نسبت اس حق مدعا علیہا کی کہ مقدمہ ہذا میں بمقابلہ مدعیان وہ اراضیات قائم رکہے جنکا قبضہ بہ تعمیل ہدایات پدر کے مسمات کو اُسکے بہائی پرشوتم نے ۱۸۷۹ء میں یعنی اُس سال میں یا جو بعد سال وفات گنیش وتہل کے تہا ہماری رائے میں ایک دوسری نظر سے خیال کیجا سکتی ہے یہ امر قابل یاد رکہنے کے ہے کہ سبارڈینیٹ جج نے یہ خیال کیا کہ پدر مدعی پرشوتم محض ایک ذریعہ تعمیل خواہشات اپنے پدر متوفی گنیش وتہل کا تہا۔

اثنائے تقریر متعلقہ اپیل میں جو روبرو ہمارے ہوئی عدالت ہا نے ذی علم وکلا سے دریافت کیا کہ گنیش وتہل پرشوتم کو امین واسطے تکمیل اپنے ارادہ کے قرار دینے لگتا تہا یا نہیں جیسا کہ ہمارے روبرو وکلائے مدعیان نے ظاہر کیا ہری بن گوبند کاشتکار اراضیات متنازعہ نے جسکی شہادت کو ہر دو عدالتہا ماتحت نے معتبر تصور کیا یہ بیان کیا کہ گنیش وتہل نے بعد کہنے اس بات کے کہ مجہہ کو صحت ہو گئی تو میں ایک دستاویز تحریر کردونگا یہ بھی کہا کہ اگر صحت نہوئی تو پرشوتم اور میری زوجہ خود دستاویز بنام مدعا علیہا تحریر کردے۔ وقت جو بعض معاملات میں جنکی بابت مقدمات مطابق میں فیصلہ عدالتی ہوا بوجہ ان کے غیر مکمل یا ناقص ہونیکے پیدا ہوئی اسصورت میں پیدا نہیں ہوتی کہ جسمیں برامر جسکا کیا جانا گنیش وتہل کو مقصود تہا ہو گیا ہے سال بعد وفات اپنے پدر میں پرشوتم نے تعمیل خواہشات پدر کی اسقدر کی کہ نامبردہ نے دستاویز بنام مدعا علیہا کے تحریر کی اور وہ جائداد پر قابض کرادی گئی اس امر پر اب غور کرنا ضروری نہیں ہے کہ ترتیب دستاویز مذکور میں

۱۸۹۲ء

بہاسکر پرشوتم
بنام
سرسوتی بائی

پرشوتم کو کوئی اختیار اسمیں زج کرنے شرط اس مضمون کا نہ تہا کہ مدعا علیہا رہن یا بیع یا دیگر طور پر اراضیات کسی اور کے ہاتہہ منتقل کرنیسے ممنوع رہے گی اس شرط کی نسبت حسب قول اسسٹنٹ جج کے پرشوتم نے تسلیم کیا ہے کہ میں نے اسکو خود اپنی خوشی سے درج کیا اور مدعا علیہا نے کبہی اسی درج نہیں کیا یہ ظاہر ہے کہ پرشوتم نے دستاویز بغرض تکمیل خواہش اپنے پدر کے تحریر کی اسکے وسیلہ ایسا ہبہ نامہ تحریر کرنا لازمی ہوا جو کہ بوجہ وفات کے اسکا پدر لیست عین حیات با ضابطہ ہبہ نامہ تحریر کرنیسے معذور رہا اور اگر اسکو صحت ہو جاتی تو اُسکے تحریر کرنے کا ارادہ اسکا تہا۔

یہ امر ذہن میں کہنا چاہئیے کہ ہبہ اور رعایات متعلق اسکے گنیش وتہل نے حسب تجویز عدالت اپیل ماتحت اسوقت یعنی کہ جب وہ بستر مرگ پر تہا کی اور دیں۔

مقدمہ ڈفیلڈ بنام ایل ورز (۱) (منفصلہ ہوس آف لارڈس) سے جسمیں رہن کی نسبت تجویز ہوئی تہی کہ وہ ایک جائز عطیہ بوجہ مرگ تہا ظاہر ہوتا ہے کہ انگلستان میں ایک جائز ہبہ بوجہ مرگ نسبت ایسی دستاویز کے ہو سکتا ہے جسکی رو سے انتقال بذریعہ حوالگی کے نہیں ہوتا اور اوصیای واہب امتنای واہب بغرض نافذ کرانے ہبہ کے ہیں بمعاملہ ڈیلین (۲) جو بحضور عدالت اپیل سنہ ۱۸۹۰ء میں پیش ہوا اور جسمیں یہ تجویز ہوئی تہی کہ یادداشت امانت مہاجین کی بابت جائز ہبہ بوجہ مرگ ہو سکتا ہی کاٹن صاحب لارڈ جسٹس لنڈلی صاحب لارڈ جسٹس نے باثنائے تشریح مقدمہ ڈفیلڈ بنام ایل ورز (۱) فرمایا ہے کہ بصورت ہبہ غیر مکمل برضا و رغبت فیما بین اشخاص حی و قایم کے عدالت دست اندازی بغرض مجبور کرنے واہب یا اُسکے اوصیا کے دربارہ تکمیل ہبہ کے نہیں کریگی مگر ہوس آف لارڈس نے بمقدمہ ڈفیلڈ بنام ایل ورز تجویز کی اور بروئے فیصلہ مذکور یہ قرار دیا گیا کہ اصول امداد نہ کرنے ایسے شخص کا جو برضا و رغبت عمل کرے اس بارہ میں کہ ایک ہبہ ناتمام مکمل کیا جاے معاملہ ہبہ بوجہ مرگ سے متعلق نہیں ہے۔

معاملہ رچرڈس (۳) جسکا فیصلہ نارتہ صاحب جسٹس نے سنہ ۱۸۸۷ء میں کیا ایک موصیہ نے بذریعہ اپنے وصیت نامہ مورخہ سنہ ۱۸۷۳ء کی ایک رقم وصیتی تعدادی ایک سو پچاس پونڈ بنام اپنے ملازم ایلن ہرس کے چہوڑی سنہ ۱۸۸۷ء میں مسماۃ نے کاٹریل اینڈ سالیسٹر کو ایک امیسری نوٹ تعدادی دو سو پونڈ کا دستخطی اپنا حوالہ کیا کہ جو عند الطلب ایلن ہرس کو واجب الادا تہا اور کاٹریل سے یہ کہا کہ نوٹ مذکور کا تذکرہ کسی سے بجز ایلن ہرس کے

(۱) لا رپورٹ ہاؤس آف لارڈس صاحب سلسلہ جدید جلد ۱ صفحہ ۴۹۷۔ (۲) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۴۴ صفحہ ۷۶۔
(۳) لا رپورٹ چانسری جلد ۳۶ صفحہ ۵۴۱۔

سنہ ۱۸۹۴ء
بہاسکر ترمبک
بنام
سرسوتی بائی

نہ کرنا بلکہ وفات موصیہ پر اُسکو حوالہ ایلین ہرس کے کردینا اگر وہ موصیہ کیخدمت میں اُسکی وفات کے وقت تک ہی موصیہ ۱۸۸۰ء میں فوت ہوئی اور وہ ہدایت اُس نے کبھی منسوخ نہیں کی جو اُس نے کاٹریل کو نسبت نوٹ کے کی تھی یہ تجویز ہوئی کہ کاٹریل امین نوٹ مذکور کا قرار دیا گیا تھا تاکہ بعد وفات موصیہ کے وہ اسکو حوالہ ایلین ہرس کے کردے بشرطیکہ وہ شرط معینہ پوری کرے اور ایلین ہرس مستحق وصیت ثبوت کی بابت تعداد نوٹ کے اہتمام ترکہ موصیہ میں حق منجانب ایلین ہرس کے یہ بحث کیگئی کہ نوٹ کا ہبہ مکمل بنا دیا گیا تھا یا استقرار امانت نوٹ مذکور بنا میرے تابع صرف اس شرط کے تھا کہ مستلہ موصیہ کیخدمت میں اُسکی وفات تک رہے اور اس شرط کا ایفا ہوگیا تھا بجانب دیگر یہ حجت کیگئی کہ نوٹ کا ہبہ برضا و رغبت اور نامکمل تھا اور اُسکے کرنیکا محض ارادہ تھا اور واقعی وہ عمل میں نہیں آیا اور عدالت کوئی اعانت مکمل کرنے میں ایک ہبہ غیر مکمل برضا و رغبت کے نہ دیگی۔ نارتھ صاحب جسٹس نے فرمایا (صفحہ ۵۴۴)۔ "یہ کافی ہے کہ انتقال مکمل ملکیت واقع اذٹ کا ہو یا استقرار امانت نسبت اُسکے ہو موصیہ استقرار امانت اسطور پر کرسکتی تھی کہ اپنے آپ کو امین بنائے اور اُسکو یہ بھی اختیار حاصل تھا کہ شخص ثالث کو امین بغرض مذکور بنائے مجکو معلوم ہوتا ہے کہ نوٹ حوالہ مسٹر کاٹریل کے واسطے اُس غرض اور منشا کے کیا گیا تھا جو موصیہ نے بوقت دینے اُسکے ظاہر کی تھی کہ اُس منشا میں تا وقت وفات موصیہ کے کبھی تبدیل نہیں ہوئی اور اس غرض کیواسطے کافی کارروائی ہوئی تھی کہ نامبردہ امین نوٹ مذکور کا منجانب مسٹر زبراک (یعنی ایلین ہرس) کے بصورت اُسکے پورا کرنے شرط معینہ کے قرار دیا گیا تھا۔ مجکو معلوم ہوتا ہے کہ نوٹ موصیہ نے نامبردہ کے ہاتھ میں بطور امین اس غرض سے رکھا تھا کہ وہ اُسکو حوالہ مسز زبراک بوقت وقوع معاملہ خاص متذکرہ موصیہ کے کرے یہ خیال کرنا ضروری نہیں ہے کہ موصیہ کا اختیار اس اثنا میں کیا ہوسکتا تھا اگر وہ اپنا ارادہ تبدیل کرتی کیونکہ اُس نے ایسا نہیں کیا۔"

یہ بحث کہ آیا ایک شخص نے جسنے سرکاری پرامیسری نوٹ برآنام تعدادی مبلغ ؏ اپنے نام سے خرید کرکے اپنے آپ کو اُسکا امین منجانب اپنی دختر کے قرار دیا۔ بمقدمہ ہیرا بائی بنام جان محمد خلق دین (۱) پیدا ہوئی

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۲۲۹۔

جو روبرو ویسٹ صاحب جسٹس کے پیش ہوا اور بعدہ بحضور عدالت اپیل جسمیں سر چارلس سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و بیلی صاحب جسٹس شریک تہے پیش ہوا ہر دو عدالتہای موصوف نے تجویز کی کہ امانت مستطہرہ بروئے شہادت ثابت نہ ہتی اور نالش ہیر بائی دختر کی ڈسمس ہوئی مگر بلا خرچہ کیونکہ پدر کا یہ منشا ظاہر تہا کہ اُسکی دختر کو فائدہ مبلغ ہم کا ۔۔ روپے پہنچے گو نامبردہ اسکی نفاذ کرانے میں قاصر رہا تہا قاعدہ متعلقہ معاملہ ہذا کو سر چارلس سارجنٹ صاحب چیف جسٹس نے بوقت صدور تجویز عدالت اپیل کے نہایت صاحت سے بیان کیا اُنہوں نے فرمایا (صفحہ ۲۵۰) ”واضح ہو کہ دعوی مدعی یہ ہے کہ اگرچہ قانوناً ملکیت نوٹ کی نسبت انتقال کامل ہوا مگر خلفان بہائی نے اپنے آپ کو امین نوٹ کا واسطے نفع ہیر بائی کے قرار دیا اور عدالت نفاذ امانت مذکور کا کرائیگی گو وہ برضا و رغبت تھی ایک سلسلہ دراز اسناد موقوعہ عدالتہای ایکوئٹی ملک انگلستان سے یہ ثابت ہوا ہے کہ گو عدالت ہبہ غیر مکمل کی امداد نہ کریگی مگر وہ استقرار امانت واہبہ کو نافذ کریگی جبکہ وہ صریحاً قابل اطمینان ثابت ہو بلاشک تعلق مسئلہ ہذا سے صورت ہائے خاص میں بہت اختلاف رای پیدا ہوا ہے مگر ہم خیال کرتے ہیں کہ بلحاظ قیمت اسناد کے قاعدہ اب وہ تسلیم ہونا چاہیئے جو سر جی جیسل صاحب نے بمقدمہ رچرڈسن بنام دلیرج (۱) قرار دیا ہے۔ اصول نہایت آسان ہے ممکن ہے کہ ایک شخص اپنی جائداد بلا معاوضہ مالیتی کے منجملہ دو طریقوں ایک طریقہ سے منتقل کرے ممکن ہے کہ وہ ایسے افعال کرے جو قانوناً انتقال یا تفویض جائداد کی حد تک پہنچیں اور اسطور پر نامبردہ اپنے آپ کو ملکیت قانونی سے قطعاً محروم کرے کہ اسصورت میں جو شخص بذریعہ افعال مذکور جائداد حاصل کرتا ہے اُسکو اپنے فائدہ کیواسطے یا امانتاً جیسی کہ صورت ہو لیتا ہے یا مالک قانونی جائداد کا کسی ایک طریقہ مسلمہ سے جو جائز استقرار امانت کی حد تک پہنچے اپنے آپ کو امین قایم کرے اور بلا واقعی انتقال استحقاق قانونی کے جائداد کی نسبت اسطور پر عمل کرے کہ اپنے آپ کو اُسکی ملکیت و تمتع سے محروم کرے اور یہ قرار دے کہ وہ بعد اُسوقت کے امانتاً منجانب دوسرے شخص کے قابض رہیگا۔ یہ صحیح ہے کہ اُسکو یہ لفاظ استعمال کرنے ضرور نہیں ہیں ”میں اپنے آپ کو امین قرار دیتا ہوں“ مگر نامبردہ کو کوئی امر مساوی اُسکے کرنا لازم ہے اور ایسے لفاظ استعمال کرنے ضرور ہیں جنکے وہ معنی ہیں کیونکہ چاہے جسقدر عدالت کو فکر پوری کرنے ارادہ کسی آدمی کی ہو

(۱) لارپورٹ ایکوئٹی جلد ۱۸ صفحہ ۱۴ –

۱۸۹۴ء

بہاسکر پرشوتم
بنام
سرسوتی بائی

مگر اُسکو یہ اختیار نہیں ہے کہ الفاظ کی تعبیر اور نیز بلحاظ اُنکے معنی مناسب کرے"

بصفحہ ۱۵۱-چیف جسٹس صاحب فرماتے ہیں "اصول قرین انصاف انتقال ملکیت بذریعہ تسلیم امانت کے لئے درحالیکہ اُسکے ثابت کرنیکی کوشش بذریعہ شہادت زبانی کے کیگئی ضرور ہے کہ اس ملک میں احتیاط بالا کلام متعلق کیا جاوے اور ہم شبہ نہیں کرسکتے کہ اجازت دینا اس امر کی کہ تسلیم امانت بذریعہ شہادت اشخاص غرضمند کے ثابت کیجاوے جو تذکرہ اُن گفتگو وں کا کرتے ہیں جو بمرور عرصہ ۷ اسال کے ہوئی تہیں اور جنکی تائید دوسری شہادت سے نہیں ہوتی کہ جس کا میلان صاف وصریح طور پر اُسی جانب ہے ایک نہایت خطرناک طریقہ جاپہنچنے شہادت کا اس ملک میں ہوگا اور اُس سے صریح حوصلہ حلف دروغی کا پیدا ہوگا۔

مقدمہ ہذا میں کوئی ایسی دقت یا خطرہ موجود نہیں ہے شہادت تقریری ودستاویزی پیش کردہ روبرو ڈسٹرکٹ جج سے اُنہوں نے و نیز حاکم عدالت اپیل ماتحت نے یہ نتیجہ صریحی اخذ کیا ہے کہ اراضیات متنازعہ گنیش وتہل نے مدعاعلیہا کو دی تہیں اور چونکہ ایک یا دو روز بعد بوجہ اُنکی وفات کے اُسکا ارادہ پورا نہو سکا کہ ہبہ نامہ باضابطہ تحریر کیا جاوے لہذا اُسکے پسر پرشوتم نے ہبہ نامہ بتعمیل حکم و بغرض پوری کرنے خواہش اپنے پدر کے تحریر کیا اور قبضہ اراضیات مندرجہ دستاویز مذکور اُسی لئے مدعاعلیہا کو دیا گیا ہم خیال کرتے ہیں کہ گنیش وتہل کی نسبت بلحاظ اُنکی حالت قریب المرگ کے یہ تصور کرنا چاہئے کہ اُس نے واسطے پوری کرنے اپنے ارادہ کے سب کچھہ کیا جو وہ کرسکتا تہا یا قریب قریب اُسکے کیا مگر بہرحال یہ تصور کرنا چاہئے کہ اُس نے اپنے آپ کو امین اور نیز اپنے پسر پرشوتم کو امین واسطے تحریر کرنے باضابطہ ہبہ نامہ اراضیات متنازعہ بنام مدعاعلیہا کے قرار دیا اگرچہ قانوناً باضابطہ دستاویز کی ضرورت نہ تہی یہ صاف نہیں معلوم ہوتا ہے کہ پرشوتم نے کئی مہینے تک تحریر دستاویز کو کیوں معرض التوا میں رکہا آخرکار جب وہ تحریر ہوئی تو وہ اسیقدر واجب التعمیل تہی کہ گویا وہ دو دن ... روز بعد وفات ... کے لکہی گئی اُسکے تحریر کرنے میں پرشوتم نے اُس امانت کی تعمیل کی جو صریحاً اُسکے پدر نے اُسپر عاید کی تہی جائداد مسلماً مکسوبہ ذاتی گنیش وتہل کی تہی اور اُسکو اختیار تہا کہ ... مناسب سمجھے اُسکا انتظام کرے۔

۱۸۹۲ء

بھاسکر پرشوتم بنام سرسوتی بائی

مدعیان نے اپنے وجوہ اپیل مدخلہ عدالت ہذا میں یہ اعتراض کیا ہے کہ عدالت ماتحت کو دستاویز نمبر ۱۶ (ہبہ نامہ نوشتہ پرشوتم بنام مدعاعلیہا) کی تعبیر کرنی چاہئیے تھی اور اُسکو حقوق فریقین کی تجویز کرنی چاہئیے تھی کوئی دلائل ہمارے روبرو اس بارہ میں پیش نہیں کیگئیں کہ مدعاعلیہا نے بنظر حالات موقوعہ اراضیات متنازعہ میں حق حین حیاتی سے کچھہ زیادہ حاصل کیا نہ واسطے تصفیہ اپیل ہذا کے ہمکو اس مقدار حقیت پر لحاظ کرنا ضروری ہے جو اب اُسکو جائداد میں حاصل ہو تجاویز امور تنقیح طلب قایم کردہ عدالتہائے ماتحت یا تجاویز سٹانڈنگ جج یا ڈسٹرکٹ جج سے ہم یہ مستنبط نہیں کرسکتے کہ نوعیت یا وسعت حق مدعاعلیہا واقع اراضیات متنازعہ کی نسبت تقریر یا تجویز ہوئی۔

لہذا بنظر جملہ حالات کے ہماری یہ رائے ہو کہ ہبہ اراضیات متنازعہ منجانب گنیش و نہل بطور ہبہ کے متصور ہو یا نہو کیونکہ اُسکا قبضہ سن بعد مدعاعلیہا کو دیا گیا اور اُسنے لیا اور معلوم ہوتا ہے کہ گنیش و نہل نے جائداد واسطے دینے اپنی دختر کے خرید کی اور گنیش و نہل کی نسبت یہ متصور ہو یا نہو کہ اُس نے اپنے آپ کو امین قرار دیا اور نیز پرشوتم کو امین واسطے پورے کرنے اپنی خواہش کے بنایا۔ مدعاعلیہا ۱۸۶۹ء سے اراضیات متنازعہ پر بطور جائز قابض چلی آئی اور ہنوز قابض ہے اور مدعیان کو بروے دہرم شاستر نہ دیگر ہیچ پر کوئی دعوی قانوناً یا انصافاً واسطے منسوخ کرانے ہبہ نامہ (دستاویز نمبر ۱۶) یا محروم کرانے مدعاعلیہا کے قبضہ جائداد سے حاصل ہے لہذا ڈگری عدالت اپیل ماتحت کی بحال رہنی چاہئیے اور اپیل معہ خرچہ بذمہ اپیلانٹان ڈسمس ہونا چاہئیے۔

ڈگری بحال رہی۔

۱۵ اگست سنہ ۱۸۹۶ء

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بیلی صاحب (قائم مقام) چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس

انناجی دتاترے (ابتدا مدعی) اپیلانٹ

بنام

چندربائی (ابتدا مدعا علیہا) رسپانڈنٹ*

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۶۶-حق قابل قرقی-باقیماندہ حق متحصلہ-ہبہ موسومہ مساۃ سے حق حین حیاتی حاصل ہوتا ہے-

مدعی نے نالش واسطے استقرار اس امر کے دائر کی کہ ایک مکان مستوجب قرقی و نیلام بعلت اجرائے ایک ڈگری کے ہے جو اُسنے بنام پسر مدعا علیہا کے حاصل کی تھی مدعا علیہا نے جسکی عمر ۷۰ برس کی تھی یہ دعویٰ کیا کہ مکان میری ملکیت قطعی ہے اور بیان کیا کہ میرے پسر نے بموجب دستاویز اسکو بغرض انتظام میرے نان و نفقہ کے مجھے دیا تھا دستاویز میں یہ مندرج ہے کہ مساۃ مالک مکان کی کردی گئی تھی اور واہب کو کوئی حق اُسمیں نہ تھا در وہ کلیتاً ملوکہ مساۃ تھا

تجویز ہوا کہ مدعی مستحق استقرار مستدعیہ کا ہے حالات متعلقہ سے ظاہر ہے کہ مکان بعد وفات مدعا علیہا پھر واہب کیطرف عود کرنیوالا تھا اُسکو وہ استحقاق بعد وفات مساۃ کے تھا جسکو قانون انگلستان میں بلفظ باقیماندہ حق متحصلہ کہینگے اور اسلئے نامبردہ کو حق قابل نیلام بزمانہ حیات مساۃ کے حاصل تھا نامبردہ کو ایسا حق حاصل تھا جو حسب دفعہ ۲۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے قابل قرقی و نیلام تھا بصورت معاملات ہبہ کے مثل معاملات وصیت کے قاعدہ جو بخوبی ثابت ہوا ہے قابل تعمیل ہے یعنی بحالت عدم موجودگی الفاظ صریح کے جنسے ایسا ارادہ ظاہر ہو ہبہ موسومہ مساۃ سے ایک قطعی استحقاق وراثت حاصل نہیں ہوتا کہ جسکی انتقال کی مجاز ہو

یہ اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ڈاکٹر اے ڈی پالن صاحب جج ضلع بیلگام کے ہے-

مدعی نے نالش واسطے استقرار اس امر کے دائر کی کہ ایک مکان بعلت اجرائے ایک ڈگری کے قابل قرقی و نیلام تھا جو نامبردہ نے بنام راوجی رگہناتھ کارنجیکر پسر مدعا علیہا کے عدالت مطالبات خفیفہ ممبئی سے حاصل کی تھی مدعا علیہا چندربائی نے یہ حجت کی کہ مکان میری ملکیت قطعی بروے ایک تفویض کے ہے جو منجانب میرے پسر راوجی رگہناتھ کے واسطے میرے نان و نفقہ جداگانہ کے ہوئی تفویض مذکور بعبارت ذیل ہے:-

در تم میری مادر تہنیت کنندہ ہو ہم آجتک ساتھ رہے مگر اب آئندہ ہم ساتھ نہیں رہ سکتے اگر تم علیحدہ ہو تو

۱۸۹۲ ستمبر ۶
انناجی دتناترے بنام چیندربائی

غالباً میں انتظام تمہارے نان و نفقہ کا بوقت مناسب کرسکوں لہذا بغرض انتظام تمہاری پرورش کے مینے اپنا مکان تمہارے حوالہ کیا ہے اور تمکو اُسکا مالک بنایا ہے تم مکان میں رہو اور دوسروں کو کرایہ پر دو تم اسکا کرایہ بلا توسط وصول کرو مجھکو کوئی حق اُسکی نسبت نہیں ہے وہ بالکل تمہارا ہے مینے آج کی تاریخ قبضہ مکان کا تمہارے حوالہ کیا اور کرایہ داروں سے قبولیت تمہارے نام لکھالی ہے مینے مکان کو بدست دیگران رہن یا بیع نہیں کیا ہے مجھے آیندہ ایسا کرنیکا حق نہیں ہے آیندہ تمکو کوئی دعوے نان و نفقہ کا مجھپر نہ ہوگا تمکو اپنی پرورش کرایہ مکان سے کرنی چاہیے مجھے کچھ عذر نہیں ہے کہ تم مکان کا انتظام مطابق اپنی مرضی کے کرو"۔

سبارڈینٹ جج نے تجویز کی کہ مکان قابل نیلام بعلت اجرائے مقابلہ راوجی رکھتا تھا مشروط ساتھ اُس حق مدعا علیہا کے تھا کہ وہ تا وفات اپنے اُسپر متصرف رہے اور موصی الیہ نے دعوے ڈگری کیا اور استقرار مستدعیہ کر دیا۔

مدعا علیہا نے اپیل کیا اور صاحب جج ضلع نے ڈگری منسوخ کر دی۔

مدعی نے اپیل دوم رجوع کیا۔

باسدیو گوپال بھنڈارکر منجانب اپیلانٹ ۔ بحث یہ ہے کہ آیا اپیلانٹ جو ڈگریدار راوجی کا ہے مستحق نیلام کرانے مکان متنازعہ کا بعلت اجرائے اپنی ڈگری کے ہے اثر دستاویز نوشتہ راوجی موسومہ مادر خود کا یہ ہے کہ مسماۃ کو صرف حق حین حیاتی حاصل ہوا اور راوجی کو ایک حق موجودہ باقیماندہ حاصل ہے ۔ مقدمات ہیرا بائی بنام لکشمی بائی (۱) وسیٹھ مولچند بنام بائی منچا (۲) و کنج بہاری بنام پریم چندر دت (۳) ملاحظہ طلب بجز اسکے کہ اختیار صریح انتقال کا بیوہ کو از روئے خود دستاویز کے دیا جائے وہ انتقال نہیں کر سکتی ۔ مقدمات گنپت راؤ بنام رام چندر (۴) و اومیش چندر سرکار بنام ظہور فاطمہ (۵) ملاحظہ طلب لہذا یہ صورت ایک استحقاق مشروط کی نہیں ہے اور اسلیے وہ داخل احکام دفعہ ۲۶۶ (ک) مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہیں ہے ۔

مہادیو چمناجی آپٹے منجانب ریسپانڈنٹ ۔ اگرچہ دستاویز میں مادر کو اختیار انتقال نہیں دیا گیا ہے مگر بحث متعلقہ وراثت بعد وفات مسماۃ قابل کرنے لحاظ کے ہے اگر راوجی اسوقت زندہ نہو تو کوئی اور شخص وارث ہوگا لیکن اگر وہ زندہ ہوگا تو بحیثیت وارث اپنی ماں کے جانشین ہوگا لہذا اُسکا حق مشروط ہے اور نہ بمنزلہ باقیماندہ متصلہ کے لہذا مقدمہ سے دفعہ ۲۶۶ (ک) مجموعہ

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۵۷۳ (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۔ صفحہ ۴۹۱ (۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۶۸۴
(۴) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۶ (۵) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۶۴۔

۱۸۹۶ء

انباجی و تتانی بنام چندربائی

ضابطہ دیوانی متعلق ہے۔ مقدمہ رام چندر تنتر داس بنام دہرم نراین چکرورتی (۱) ملاحظہ طلب بروئے دستاویز پسر نے کل حقوق جایداد میں تا وقت وفات اپنی مادر کے ترک کر دیئے ہیں اور نامبردہ کا حق اسپر موقوف ہے کہ وہ بعد مساۃ کے زندہ رہے چونکہ بحین حیات مادر کے پدر یہ اقل استحقاق نامبردہ کا مشروط ہے لہذا وہ نیلام نہیں ہو سکتا۔ مقدمہ بی بی کوکی شروپ بنام داود ملک فریدون (۲) ملاحظہ طلب بروئے دستاویز مادر مالک منتقل ہو گئی ہے کیونکہ شروع میں دستاویز میں لفظ مالکی تیرر دستاویز ملکیت) مندرج ہے مزید برآں تین دستاویز میں یہ صریحاً لکہا ہے کہ مساۃ مالک کامل کر دیگئی اور اُسکو اختیار ہے کہ جایداد کی نسبت جیسا چاہے کرے

کینڈی صاحب جسٹس ۔ ہم اُس رائے سے اتفاق نہیں کر سکتے جو ڈسٹرکٹ جج نے قایم کی ہے کہ راوجی کو کوئی حق قابل نیلام مکان میں حاصل نہیں ہے اس بنیاد پر کہ دستاویز تحریر کردہ نامبردہ بحق اپنی مادر تبنیت کنندہ کے ایک انتقال قطعی ملکیت کامل کا ہے اور اسلیئے راوجی کا حق وراثت نسبت جایداد بوقت وفات اپنی مادر کے اگر مساۃ کو کوئی حق اُس میں بوقت اپنی وفات کے حاصل تہا تو وہ محض ایک حق مشروط ناقابل قرقی و نیلام حسب مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تہا ہم خیال کرتے ہیں کہ معاملات ہبہ میں مثل معاملات وصیت کے جو قاعدہ بخوبی ثابت ہے اُسکی تقلید ہونی چاہیئے یعنی یہ کہ بحالت نہ ہونے الفاظ صریح مشتعر ایسے ارادہ کے ہبہ موسومہ مساۃ سے قطعی استحقاق وراثت حاصل نہیں ہوتا جسکو مساۃ مذکور منتقل کر سکے (دیکہو مقدمات ہیرابائی بنام لکشمی بائی (۳) و کنج بہاری بنام پریم چندر دت (۴)) یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ بالعموم ایک شخص ہندو کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ جایداد اور بالخصوص جایداد موروثی اُسکے خاندان میں قایم رہے اور یہی فرض ہو سکتا ہے کہ ایک شخص ہندو اسبات کو جانتا ہے کہ بطور قاعدہ عام کے بہرحال عورتوں کو قطعی جایداد ہائے وراثتی نہیں پہونچتی ہیں جن کے انتقال کا انکو اختیار ہوتا ہے (مقدمہ محمد شمشل بنام سیوک رام (۵)) ملاحظہ طلب۔ اب دیکہنا چاہیئے کہ اسقدمہ میں حالات متعلقہ کیا ہیں یہ مسلم ہے کہ مدعاعلیہا یعنی مادر تبنیت کنندہ زاید از سال سے اور دستاویز نشانی الف میں مندرج ہے کہ راوجی نے اُسکو مکان متنازعہ رکہ جو مسلماً فقط ایسی جایداد موروثی ہے جو خاندان میں باقی ہے بغرض انتظام اُسکے نان و نفقہ کے دیا تہا مساۃ

(۱) ویکلی رپورٹر اجلاس کامل جلد ۱ صفحہ ۱۷ (۲) اپیلہائے ہند مولفہ مور صاحب نمبر ۶ صفحہ ۵۱۰ (۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۴۶۸ (۵) لا رپورٹ اپیلہائے ہند جلد صفحہ

سنہ ۱۸۹۲ء
اننا جی و تاترے
بنام
چند ربالی

کو اپنی پرورش بذریعہ کرایہ وغیرہ مکان اُسکے کرنی چاہیے ایسے الفاظ موجود ہیں جنکی رو سے اُسکو اختیار صریحاً انتقال جایداد کا حاصل ہے مساۃ اُسکی مالک قرار دیگئی ہے مگر یہ امر متناقض حق حین حیاتی کے نہیں ہے لہذا ہمکو کوئی شبہہ نہیں ہے کہ جج ماتحت کی یہ تجویز صحیح تھی کہ حالات متعلقہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مکان قابل واپسی طرف راوجی کے بعد وفات مساۃ کے تھا اگر یہ صورت ہے تو راوجی کو حق قابل نیلام مکان میں بحین حیات مساۃ کے تھا جج ماتحت نے حوالہ ایک مقدمہ کا دیا ہے جسمیں حقوق بسر تعلق واقع جایداد خاندان بذریعہ قرار صریحی تا وقت وفات اُسکی مادر تبنیت کنندہ کے معرض التوا میں کیے گئے تھے دیکھو مقدمہ چکور کہونا تھہ بنام جانکی (۱) اور عدالت ہذا نے اپیل دوم نمبر ۴۷۵ سنہ ۱۸۸۸ء منفصلہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۹ء میں تجویز کی کہ ایسے حقوق قرق و نیلام ہو سکتے ہیں بموجب ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء کے نظایر چاہے جیسی ہوئی ہوں مگر یہ ظاہر ہے کہ بموجب مجموعہ ضابطہ دیوانی حال کے راوجی کا حق قرق و نیلام ہو سکتا ہے مساۃ کو استحقاق حین حیاتی باختیار تصرف منافع کے حاصل تھا اور راوجی کو وہ حق بعد وفات مساۃ کے حاصل تھا جسکو عبارت قانون انگلستان میں حق متصلہ واقع شئے باقیماندہ کہتے ہیں (مقابلہ کرو مقدمہ بھگوتی بنام بھولا ناتھہ (۲)) ایسی جایداد قابل قرقی حسب دفعہ ۲۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے وہ اندر تعریف ایک حق یا استحقاق مترقبہ یا محض شرطیہ یا امکانی کے داخل نہیں ہوتا (مقدمہ اومیش چندر سرکار بنام ظہور فاطمہ (۳)) ملاحظہ طلب۔

اندریں حالات ہمکو ڈگری صاحب جج ضلع منسوخ اور ڈگری جج ماتحت بحال رکھنی چاہیے اور کل خرچہ بذمہ مدعا علیہا رہے۔

ڈگری منسوخ

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۹۔
(۲) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۲ صفحہ ۴۵۷ بصفحات ۴۵۹ و ۴۶۰۔
(۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۶۴۔

۶ ستمبر ۱۸۹۲ء

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و ٹیلنگ صاحب جسٹس

روشن لعل (ابتداءً مدعاعلیہ) سائل بنام لچھمی نراین (ابتداءً مدعی) طرف ثانی.*

ایکٹ عدالہائے مطالبہ خفیفہ پریزیڈنسی (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۳۷ - ڈگری - ڈگری یکطرفہ درخواست منسوخی ڈگری یکطرفہ میعاد - ایکٹ میعاد (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع ضمیمہ ۲ مد ۱۶۴ -

دفعہ ۳۷ - ایکٹ عدالہائے مطالبہ خفیفہ پریزیڈنسی ڈگری یکطرفہ سے متعلق نہیں ہے

درخواست منسوخی ڈگری یکطرفہ صادرہ عدالت مطالبات خفیفہ پریزیڈنسی اندر الفاظ دفعہ ۱۰۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) کے داخل ہوتی ہے اور میعاد سماعت متعلقہ درخواست مذکورہ ۳۰ یوم حسب محکومہ مد ۱۶۴ - ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) کے ہے -

یہ درخواست حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) کے ہے -

مسمی لچھمی نراین ماکھن لال نے ایک نالش عدالت مطالبات خفیفہ پریزیڈنسی میں واسطے دلاپانے ایک رقم مبلغ ۱۵۷۶ روپیہ ۱۵ آنہ ۶ پائی کے سائل روشن لال کوکہل سے دائر کی -

روشن لال کا پتہ عرضی نالش میں یہ لکہا تہا کہ وہ ہاتہرس میں سکونت پذیر تہا بمبئی میں بذریعہ اپنے نیب جگناتہ بدری داس کے کاروبار کرتا تہا -

سمن جو اُس مدعاعلیہ کے نام جاری ہوا اُسکے نیب مظہرہ پر تعمیل ہوا اور اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تعمیل کی اطلاع روشن لال کو نہیں کی -

نالش واسطے سماعت کے ۴ مارچ سنہ ۱۸۹۲ع کو پیش ہوئی اور اُس روز ڈگری یکطرفہ روشن لال پر صادر ہوئی -

ڈگری واسطے اجرا کے عدالت سب آرڈینیٹ جج علیگڈہ واقع ممالک مغربی وشمالی میں منتقل ہوئی کہ جسکے علاقہ میں مدعاعلیہ رہتا تہا -

نویں اپریل سنہ ۱۸۹۲ع کو بعض جایداد مملوکہ مدعاعلیہ بعلت اجرای ڈگری قرق ہوئی -

اسپر مدعاعلیہ نے درخواست بحضور صاحبان جج ذی علم عدالت مطالبہ خفیفہ مقام بمبئی واسطے منسوخی ڈگری یکطرفہ کے اس بیان سے دی کہ نامبردہ پر تعمیل سمن کی نہیں ہوئی اور

* درخواست نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۹۲ع

۱۸۹۶ء
روشن لال
بنام
لچھمی نراین

جگناتھ بدری داس اُسکا ایجنٹ تھا اور اُسکی طرف سے تعمیل کرانے کا مجاز نہ تھا۔
۳ مئی سنہ ۱۸۹۶ء کو یہ درخواست اسوجہ سے نامنظور ہوئی کہ وہ حسب دفعہ ۳۷۔ ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ پریزیڈنسی نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء کے ممنوع السماعت ہے۔
برطبق اسکے روشن لال مدعاعلیہ نے درخواست حال بحضور ہائیکورٹ بصیغہ نگرانی پیش کی حکم نالش ثانی صادر ہوا اور اُسکی رو سے مدعیان کو ہدایت اظہار وجہ اس امر کی ہوئی کہ ڈگری یکطرفہ کیوں منسوخ نہ کیجائے۔

جارڈین نے (بمعیت بہائی شنکر نانا بہائی) وجہ ظاہر کی۔ مقدمہ حال اندر دفعہ ۳۷ ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ پریزیڈنسی (۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء) کے داخل ہوتا ہے وہ دفعہ ہر ڈگری وحکم عدالت مطالبہ خفیفہ سے متعلق ہے باستثنائے ڈگری کے جو فیصلہ ثالثی پر مبنی ہو لہٰذا درخواست منسوخی ڈگری یکطرفہ اندر ۸ یوم محکومہ دفعہ مذکور ہونی چاہیئے ضابطہ مندرجہ دفعہ ۱۰۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی (نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) اور میعاد سماعت محکومہ مد ۱۶۴۔ ایکٹ حد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) متناقض ضابطہ خاص مندرجہ دفعہ ۳۷۔ ایکٹ عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہیں لہٰذا وہ حسب دفعہ ۴۳۔ ایکٹ آخرالذکر کے غیر متعلق ہیں مقدمہ حال میں درخواست منسوخی ڈگری یکطرفہ زاید ایک ماہ بعد تاریخ ڈگری کے پیش ہوئی لہٰذا وہ خارج المیعاد ہے۔
ہارٹ (بمعیت مانک شاہ جہانگیر شاہ) منجانب طرفثانی۔ ضابطہ محکومہ دفعہ ۱۰۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی (نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) صرف ایسا ضابطہ ہے جو واسطے منسوخی ڈگری یکطرفہ کے اختیار ہونا چاہیئے وہ متناقض احکام دفعہ ۳۷ ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ کے نہیں ہے جس میں ایسی صورتیں مدنظر ہیں جن میں ڈگری کی تجویز ثانی یا تجویز جدید کی استدعا ہوتی ہے صرف ایسے مقدمات سے میعاد سماعت ہشت یومیہ متعلق ہے درخواست منسوخی ڈگری یکطرفہ سے مد ۱۶۴۔ ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) متعلق ہے لہٰذا درخواست حال بین المیعاد ہے

پارسنس صاحب جسٹس:- ہم خیال کرتے ہیں کہ چیف جج عدالت مطالبہ خفیفہ نے درخواست زیر نگرانی سے احکام دفعہ ۳۷۔ ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ سنہ ۱۸۸۲ء اور میعاد سماعت آٹھ یومیہ محکومہ دفعہ مذکور کے متعلق کرنے میں غلطی کی

سنہ ۱۸۹۶ء
روشن لال
بنام
لچھمی نراین

درخواست واسطے منسوخی ایک ڈگری کے ہے جو سایل پر یکطرفہ صادر ہوئی تہی وہ ٹہیک اندر مضمون دفعہ ۱۰۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے داخل ہوتی ہے اور میعاد سماعت واسطے درخواست کے جو بروے دفعہ مذکور پیش کیجاوے ۳۰ یوم تاریخ تعمیل حکمنامہ متضمن نفاذ تجویز سے ہے ردیکہو ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ مدہ ۱۶۴ دفعہ ۱۰۸ منجملہ دفعات مندرجہ باب مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے اور اُس کل کی توضیح صریحاً عدالتہائے مطالبہ خفیفہ سے بروے دفعہ ۳۴ ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ پریزیڈنسی مجریہ سنہ ۱۸۸۲ء کے کی گئی ہے کہ جس میں یہ حکم ہے کہ ضابطہ محکومہ ایکٹ مذکور قابل پابندی ہے باستثنائے اُس صورت کے جس میں ضابطہ مذکور متناقض ضابطہ مندرجہ احکام خاص ایکٹ ہذا کے ہو یہ بحث کی گئی ہے کہ ضابطہ محکومہ دفعہ ۱۰۸ اخلاف ضابطہ مندرجہ دفعہ ۳۷ ایکٹ مذکور کے ہے ہم اس دلیل کو منظور نہیں کرسکتے دفعہ ۳۷ متعلق تجاویز جدید و نگرانی ڈگریات و احکام سے ہے ضابطہ جسکی روسے ڈگریات یکطرفہ منسوخ ہوسکتی ہیں کسی طور سے متناقض اُس ضابطہ کے نہیں ہے جسکے بموجب ڈگری یا حکم کی نظرثانی ہو یا تجویز جدید کا حکم دیا جاوے دونوں بموجب مجموعہ ضابطہ دیوانی کے موجود ہیں اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ دونوں حسب ایکٹ ہذا عدالت مطالبہ خفیفہ کے موجود نہ رہیں واقعی یہ منشا کہ دونوں موجود رہیں ظاہراً شبہہ سے خالی ہے دفعہ ۱۰۸ میں ایک ضابطہ ایسا مندرج ہے جسکی روسے صرف ڈگریات یکطرفہ منسوخ ہوسکتی ہیں اور اُسکی توضیح عدالت مطالبات خفیفہ سے بالکل بیجنے ہوجاوے گی اگر ڈگریات مذکور بموجب کسی خاص حکم مندرجہ خود ایکٹ مذکور کے منسوخ ہوسکیں میعاد سماعت مندرجہ دفعہ ۳۷ اسقدر قلیل ہے کہ امر مذکور منجملہ سخت متناقض اس خیال کے ہے کہ دفعہ مذکور ڈگریات یکطرفہ سے تعلق رکہتی ہے۔

ہم حکم کو قطعی کرتے ہیں اور ہم درخواست کو اسلئے واپس بہیجتے ہیں کہ اُسکا تصفیہ حسب احکام دفعہ ۱۰۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی بربناے رویداد کے ہونا چاہیئے ہم یہ حکم دیتے ہیں کہ خرچہ اس حکم کا داخل خرچہ درخواست متدایرہ عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہو۔

حکم قطعی کیا گیا۔

صیغہ اپیل دیوانی

۶ ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و ٹیلنگ صاحب جسٹس *

پتمبر داس (ابتداءً مدعی) سایل — میونسپلٹی شہر جمبوسر (ابتداءً مدعا علیہ) طرف ثانی

امر مانع تقریر مخالف ٹیکس ادا کرنا ایک سال کے ٹیکس کا بغیر عذر کے سال مابعد میں ٹیکس دینا ساتھ عذر کے۔ نالش واسطے دلاپانے ایسے ادا کئے ہوئے روپیہ کے۔ وجہ نالش۔

مدعی نے مکان کا ٹیکس بشرح مبلغ ے روپیہ کے بابت سنہ ۱۸۹۰ء بغیر کسی عذر کے ادا کیا جبکہ مدعی سے ٹیکس بشرح ہذا سنہ ۱۸۹۱ء میں وصول کرنیکی کوشش کیگئی تو اُسنے عذر کیا کہ ٹیکس نامناسب اور زیادہ تھا اور ٹیکس ساتھ عذر کے ادا کیا ازاں بعد اُسنے نالش بغرض دلاپانے مبلغ ہ بابت محصول سنہ ۱۸۹۱ء کے دایر کی جسکو وہ ایک مطالبہ زاید بیان کرتا ہے دعوے تابعہ اس بنا پر خارج ہوا کہ وہ زیادتی مظہرہ کے دلاپانے سے بوجہ ممنوع تھا کہ اُسنے محصول سنہ ۱۸۹۰ء کا بلا عذر کے ادا کیا۔

تجویز ہوئی کہ نالش ممنوع السماعت نہیں ہے وصول محصول سے ہر سال ایک نئی اور جداگانہ وجہ نالش پیدا ہوتی ہے اور ادا ہے محصول ایک سال بلا عذر سے نالش ممنوع نہیں ہے جو واسطے دلاپانے اُس رقم کے ہو جو سال مابعد میں ساتھ عذر کے بابت ایسے محصول کے ادا کی گئی جو سال مذکور کی بابت قانوناً قابل مطالبہ تھی۔

یہ درخواست حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے ہے۔

نالش ہذا مدعی نے بنام میونسپلٹی شہر جمبوسر بغرض دلاپانے مبلغ ہ، کے دایر کی جسکو وہ ظاہر ہونے ایک مطالبہ زاید بابت محصول مکان کے بیان کیا جو اُس سے سنہ ۱۸۹۱ء میں وصول کر لیا گیا تھا۔ مدعی نے بیان کیا کہ میرے مکان کی مالیت بغرض محصول کے زیادہ قایم کیگئی تھی اور اگر ٹھیک ہوتا وہ مستوجب محصول صرف بشرح ایک روپیہ کے تھا مگر اُس سے نئے سال محصول بابت سالہائے ۱۸۹۰-۱۸۹۱ء وصول کیا گیا جج ماتحت نے تجویز کی کہ مدعی نے محصول بشرح مبلغ ے بلا عذر بابت سنہ ۱۸۹۰ء ادا کیا تھا لہذا وہ دلاپانے مطالبہ زاید مظہرہ سنہ ۱۸۹۱ء سے ممنوع ہے عدالت نے تجویز کی کہ نالش میں عدم سماعت عارض ہے لہذا اُسنے دعوے مدعی نامنظور کیا۔

بنا راضی اس فیصلہ کے مدعی نے درخواست بحضور ہائیکورٹ بصیغہ نگرانی دایر کی۔

* درخواست نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۹۶ء

۱۸۹۱ء

پیتمبر داس
بنام
میونسپلٹی شہر
جمبوسر

نگن داس تلسی داس منجانب سائل۔

منجانب فریق مخالف کوئی حاضر نہیں ہوا۔

پارسنز صاحب جسٹس: فیصلہ سب آرڈینیٹ جج با اختیار عدالت مطالبہ خفیفہ نسبت امر تنقیح طلب اول کے مطابق قانون کے نہیں ہے مدعی نے محصول مکان بشرح ۶ روپے بابت سنہ ۱۸۹۰ء کے ادا کیا و نیز بابت سنہ ۱۸۹۱ء کے۔ نامبردہ نے نالش بغرض دلا پانے اُس شے کے دایر کی جسکو اُس نے مطالبہ زائد تعدادی مبلغ صہ کا بابت محصول صرف سنہ ۱۸۹۱ء کے بیان کیا سب آرڈینیٹ جج نے تجویز کی کہ اس امر سے کہ نامبردہ نے اطلاع نامہ جاری نہیں کرایا نہ درخواست نسبت مطالبہ مبلغ ۶ روپے بابت سنہ ۱۸۹۰ء کے پیش کی نامبردہ ارجاع نالش ہذا سے ممنوع ہے مگر یہ امر اسطور پر نہیں ہے وصول محصول سے ہر سال میں ایک نئی اور جداگانہ وجہ نالش پیدا ہوتی ہے اور ادائے محصول ایک سال بلا عذر کی وجہ سے ایسی نالش ممنوع نہیں ہے جو واسطے دلا پانے اُس رقم کے ہو جو سال مابعد میں اعتراض کے ساتھ بابت ایسے محصول کے ادا کیگئی جو سال مذکور کی بابت قانوناً ناقابل مطالبہ مدعی سے نہ تہا۔

نسبت تجویز امر تنقیح طلب چہارم کے (یہ کہ نالش میں تمادی عارض ہے) ہم یہ بیان کرینگے کہ اگر تعین مالیت مکان مدعی کا سالانہ عمل میں آتا تہا تو ایک جدید وجہ نالش نسبت مالیت زائد کے بہی سالانہ پیدا ہوگی بشرطیکہ تعین مالیت ہی بدستور وہی قائم رہے اور اس امر سے کہ کوئی عذر نسبت تعین مالیت سنہ ۱۸۹۰ء کے نہیں کیا گیا تہا نالش ہذا جو تعین مالیت زائد مظہرہ سنہ ۱۸۹۱ء پر مبنی ہے ممنوع السماعت نہوگی وہ بین المیعاد ہوگی بشرطیکہ وہ اندر میعاد معینہ دفعہ ۸۴ ایکٹ میونسپلٹی سنہ ۱۸۸۴ء کے جو تاریخ شکایتی یعنے تعین مالیت زائد متوقعہ سنہ ۱۸۹۱ء سے شمار کیجاوے دائر ہو۔

ہم حکم کو قطعی اور مقدمہ واسطے تجویز ہونے بربنائے روئداد کے واپس بہیجتے ہیں خرچہ درخواست ہذا شامل خرچہ مقدمہ متنازعہ ہو۔

حکم قطعی اور مقدمہ واپس کیا گیا۔

اپیل دیوانی

باجلاس بارسنز صاحب جسٹس و ٹیلنگ صاحب جسٹس

تمبر ۱۸۹۲ء ۶

بہاسکر تاتیا سیٹہہ وغیرہ (ابتدائ مدعاعلیہم) اپیلانٹان

بنام

بیجے لال ناتہو (ابتدائ مدعی) رسپانڈنٹ *

ایکٹ حد سماعت (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) دفعہ ۱۹ - اقرار منتظم خاندان شترکہ اہل ہنود - اُسکا اختیار دینا -

اقرار قرضہ خاندان کے - دہرم شاستر منتظم -

منتظم خاندان شترکہ اہل ہنود کو اختیار اقرار ذمہ داری خاندان کا بابت اُن دیون کے ہی جو اُس سے صحیح طور پر لئے ہوں اسطور پر کہ ایک میعاد سماعت جدید بمقابلہ خاندان تاریخ کرنے اقرار سے قایم ہو ہے بلکہ ایک مختار مجاز اس بارہ میں حسب منشائی دفعہ ۱۹ - ایکٹ میعاد سماعت نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ہے -

مقدمہ چنایا نیدو بنام گرونا تہم چیٹی (۱) پسند کیا گیا اور اُسکی تقلید کیگئی -

اپیلدوم بنارا ضی فیصلہ راؤ بہادر جی اسے مانکر سبارڈنیٹ جج درجہ اول مقام تہانہ با ختیارات صیغہ اپیل مقدمہ اپیل نمبر ۲۰۲ سنہ ۱۸۸۹ء متدایرہ عدالت ضلع -

مدعی نے نالش واسطے دلاپانے مبلغ ساتہہ سے زر اصل و مبلغ للعہ سود واجب بربنائی کہاتہ یعنی حساب کہ کردہ و دستخطی مدعاعلیہ نمبر ۱ واقع ۷ نومبر سنہ ۱۸۸۹ء کے دایر کی -

مدعی نے یہ استدعا کی کہ مدعاعلیہم نمبر ۲ و ۳ و ۴ ذمہ وار ادائے قرضہ متنازعہ فیہ کے بربنائی اسوجہ کے قرار دیئے جاویں کہ وہی برادران خورد مدعاعلیہ نمبر ۱ کے بشرکت نامبردہ رہتے تہے اور اسلئے پابند افعال نامبردہ بحیثیت منتظم خاندان شترکہ اہل ہنود کے ہیں -

مدعاعلیہ نمبر ۱ نے دعوی مدعی تسلیم کیا -

مدعاعلیہم نمبر ۲ و ۳ و ۴ نے عذر کیا کہ قرضہ متنازعہ واسطے فایدہ خاندان کے نہیں لیا گیا اور مدعاعلیہ نمبر (۱) کو اختیار اُن کے پابند کرنیکا بذریعہ تحریر کرنے کہاتہ متنازعہ کے نہ تہا -

ہر دو عدالتہای ماتحت نے دعوی مدعی بمقابلہ جملہ مدعاعلیہم بدیں تجویز ڈگری کیا کہ مدعاعلیہ نمبر (۱) نے قرضہ بحیثیت منتظم واسطے فایدہ خاندان کے لیا اور کہاتہ متنازعہ جملہ مدعاعلیہم پر واجب التعمیل تہا -

بنارا ضی اس فیصلہ کے مدعاعلیہم نمبر ۲ و ۳ و ۴ نے اپیلدوم بحضور ہائیکورٹ دائر کیا -

* اپیل دوم نمبر ۱۴۲ سنہ ۱۸۹۱ء

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۱۶۹ -

۱۸۹۲ء

بہاسکر تاتیا سیٹھ
بنام
بیجے لال ناتہو

باسدیو گوپال بہنڈارکر منجانب اپیلانٹان :- کہاتہ متنازعہ ایک اقرار قرضہ کا ہے بحث یہ ہے کہ آیا اقرار کافی حسب احکام دفعہ ۱۹ - ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے ہے میری بحث یہ ہے کہ منتظم جائداد ان مشترکہ مشترکہ اہل ہنود کو اختیار اقرار قرضہ کا جو خاندان سے واجب الوصول ہو اسطور پر نہیں ہے کہ وہ بدستور قایم رہے نامبردہ "مختار جو حسب ضابطہ اس باب میں مجاز ہو" حسب منشائے دفعہ ۱۹ - ایکٹ مذکور کے نہیں ہے - بمقدمہ کمار سامی نادن بنام پالانا گاپا چیٹی (۱) و دہرم شاستر مولفہ مین صاحب دفعہ ۳۰۸ ملاحظہ طلب -

راؤ صاحب وی سدیو جے کرتا منجانب رسپانڈنٹ سے جواب طلب کیا گیا -

پارسنس صاحب جسٹس :- تجویز عدالت ماتحت کہ قرضہ مدعا علیہ اول مہتمم خاندان نے واسطے فائدہ خاندان کے لیا ہے بصیغہ اپیل دوم قابل پابندی ہے اور ہم آمیں دست اندازی کرنے کی کوئی وجہ بربنائے کسی قیاس اسکے خلاف قانون ہونیکے نہیں دیکہتے یا بار ثبوت بیجا طور پر عاید کیا گیا -

دوسری بحث جو ہمارے روبرو پیش کیگئی ہے صرف متعلق اختیار منتظم خاندان مشترکہ اہل ہنود دربارہ اقرار ذمہ داری خاندان نسبت ایسے قرضہ کے ہے جو اسوقت بروئے قانون تمادی ممنوع السماعت ہو اسطور پر کہ میعاد سماعت جدید بمقابلہ خاندان اسوقت سے پیدا ہو جبکہ اقرار پر دستخط ہوئے ہوں جواب اس بحث کا جو بروئے دفعہ ۱۹ - ایکٹ حد سماعت مصدرہ سنہ ۱۸۷۷ء کے پیدا ہوئی ہے اسپر منحصر ہے کہ منتظم ایک مختار خاندان کا ہے جسکو حسب ضابطہ اسبارہ میں اختیار دیا گیا ہو بمقدمہ کمار سوامی نادن بنام پالانگا پا چیٹی (۱) یہ تجویز ہوئی کہ "تعلق شریک منتظم خاندان اہل ہنود کا اپنے شرکار کے ساتہہ خواہ مخواہ اختیار نامبردہ کو اس امر کا نہیں بخشتا کہ وہ بمقابلہ اپنے شرکار کے ایسی ذمہ داری قائم رکہے جو بصورت دیگر ممنوع ہو جاتی" اس مقدمہ کا حوالہ ظاہراً اپیند کے ساتہہ ایک بینچ عدالت ہذا نے بمقدمہ نارنجی بنام بہگوانداس (۲) دیا تہا مگر بعد ازاں اجلاس کامل ہائیکورٹ مدراس سے بمقدمہ چراپا نید و بنام گورونا تہم چیٹی (۳) یہ فیصلہ ہوا کہ "منتظم کو اختیار ادا کرنے رقوم کا واسطے خاندان کے ہے اور اسکو وہی اختیار اقرار کرنیکا ویسا ہی ہے جیسا کہ قایم کرنے قرضجات کا ہے" یہ فیصلہ جدید ہمکو صحیح معلوم ہوتا ہے

(۱) انڈین لارپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۳۸۵ -

(۲) تجاویز مطبوعہ بابت ۱۸۸۱ء صفحہ ۳۳۸ -

(۳) انڈین لارپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۱۹۹ -

۱۸۹۳ء بہاسکر تاتیا بھٹ بنام بیجے لال ناتھو

اور ہم اُسکی تقلید کرتے ہیں ہم کوئی فرق اصل درمیان اختیار قایم کرنے قرضہ و اختیار اقرار ذمہ داری قرضہ قایم شدہ کے نہیں دریافت کرسکتے ہیں بالعموم ایک فعل کے اختیار سے ضمناً دوسرے فعل کا اختیار لازم آتا ہے اور ایک فعل کیلئے بمقابلہ دوسرے فعل کے زیادہ تر اختیار کامل ہونا ضرور نہیں ہے پس اگر بروئے دہرم شاستر منتظم خاندان کو ساتھ بعض شرایط کے اختیار لینے قرضجات کا ذاتی خرچ کے واسطے خاندان ذمہ دار ہے تو اسی قانون کی رو سے ناسپردہ کو اختیار اقرار کرنے ذمہ داری خاندان بابت اُن قرضجات کے ہے جو اُس نے مناسب طور پر لئے ہوں اختیار آخر الذکر ہمارے نزدیک مساوی اختیار اوّل الذکر کے بطور جزو خدمات اُس شخص کے متصور ہونا چاہئیے جو منجانب خاندان کے منتظم ہوتا ہے ایسے اختیار کا استعمال اکثر ضروری ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ نہایت مفید خاندان کے ہو ہماری رائے میں منتظم کو بالعموم ایسا مختار جو حسب ضابطہ اس بارہ میں مجاز ہو حسب منشاء کے دفعہ ۱۹ - ایکٹ میعاد سماعت مصدرہ ۱۸۷۷ء کے سمجھنا چاہئیے بلاشک شہادت ہر صورت میں نسبت واقعات یا حالات کے دیجاسکتی ہے جنسے اسکے خلاف ثابت ہو مگر کوئی ایسی شہادت مقدمہ ہذا میں نہیں ہے کیونکہ اپیلانٹ نے اپنی جوابدہی اس بیان پر کی ہے کہ خاندان اُسوقت مشترکہ نہ تہا جبکہ اقرار متنازعہ کیا گیا ہم ڈگری معہ خرچہ بحال کرتے ہیں۔

ڈگری بحال کیگئی

صیغہ اپیل دیوانی

۱۱ و ۲۳ مارچ ۱۸۹۳ء

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس و تیلنگ صاحب جسٹس و باجلاس سٹارلنگ صاحب جسٹس

بمعاملہ پریم جی تریکم داس *

مجموعہ ضابطہ دیوانی نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۶۷ - عملدرآمد - قاعدہ ہائیکورٹ نمبر ۱۸۳ - حکم جج کا باجلاس چیمبر موکل کی نسبت واسطے ادا کرنے خرچہ مشخصہ اُسکے اٹرنی کے صادر کیا - استحقاق اٹرنی دربارہ اجرای حکم مذکور بطریق ڈگری - درخواست حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء) واسطے نظر ثانی حکم مذکور کے -

حکم جو ایک اٹرنی نے برخلاف اپنے موکل کے ایک صاحب جج باجلاس چیمبر واسطے ادای خرچہ کے حاصل کیا ہو ایک ڈگری یا حکم ہے جسکے اجرا کی نسبت احکام باب ۱۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء متعلق ہوتے ہیں -

---

* بمعاملہ نالشات نمبر ۶۵۷ ۱۸۹۱ء و ۱۴۷ ۱۸۸۶ء و ۴۷۴ ۱۸۹۰ء و ۱۳۱۴ ۱۸۹۰ء و ۱۴۶ ۱۸۹۱ء و ۸۰۹ ۱۸۹۱ء -

سنہ ۱۸۹۳ء

بمعاملہ پریم جی ترکیم داس

دفعہ ۲۶۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی مدیون ڈگری کے اُس تمام جائداد پر قابل اطلاق ہے جس سے ڈگری کا ایفا خواہ بذریعہ حوالگی بہ تعمیل ڈگری مذکور خواہ بذریعہ نیلام ہو سکتا ہے۔

الفاظ "قرق ہونیکے لائق" موقوعہ دفعہ ۲۶۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی الفاظ علیہ ہیں جن سے قسم جائداد جسکی نسبت کوئی تحقیقات کیجا سکتی ہو ظاہر ہوتا ہے یعنی کوئی جائداد جو حسب ڈگری مذکور قابل قرقی ہو۔

جائداد مدیون ڈگری جو نامبردہ نے رہن کی ہو بادی النظر میں باجرائے ایک ڈگری برخلاف اُسکے میں قرق ہونیکے لائق ہے اور یہ واقعہ کہ مدیون نے اُسکو رہن کر دیا ہوا ہے اُسکے باجرائے ڈگری مذکور تابع زر رہن قابل قرق اور نیلام کئے جانے کا مانع نہو گا۔

کسی شخص کا اظہار حسب دفعہ ۲۶۷ نسبت اُس جائداد کے لیا جا سکتا ہے جو بادی النظر میں جائداد مدیون ڈگری ہے گو شخص مذکور یہ بیان کر سکتا ہے کہ نامبردہ جائداد متفرقہ کا مرتہن بالقبضہ ہے۔

دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) اُس مقدمہ سے متعلق نہیں ہوتی جہانکہ حکم جسکی نظرثانی کی استدعا ہے مصدرہ ہائیکورٹ ہے۔ عدالت جسکا ذکر دفعہ ۶۲۲ میں کیا گیا ہے وہ عدالت علاوہ ہائیکورٹ کے ہے۔

سمن باجلاس جیمبرس۔

۲۶ جنوری سنہ ۱۸۹۳ء کو مسٹران بہائی شنکر وکانگا اٹرنیان نے ایک سمن بنام پریم جی ترکیم داس کے واسطے ظاہر کرنے وجہ اس امر کے حاصل کیا کہ نامبردہ کی نسبت یہ حکم کیوں صادر نہ کیا جائے کہ وہ انکو ایک رقم تعدادی مبلغ ... جو بقایا خرچہ مشخصہ یا فیس انکا بابت بعض نالشات کے ہے جن میں نامبردہ کا انہوں نے بحیثیت اٹرنیان کارروائی کی تہی ادا کرے سمن حسب قاعدہ ۱۸۳ قواعد ہائیکورٹ کے حاصل کیا گیا تہا وہ قاعدہ حسب ذیل ہے:

"اٹرنی جسنے بنچرل خرچہ کی تشخیص بمقابلہ اپنے موکل کے کرائی ہو حکم باجلاس جیمبر واسطے ادا اُس رقم کے حاصل کر سکتا ہے جو بوقت تشخیص دلائی گئی ہو اور حکم مذکور کا اجراء حسب باب ۱۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کرایا جا سکتا ہے"۔

۶ فروری سنہ ۱۸۹۳ء کو سمن مذکورہ بالا قطعی کیا گیا اور پریم جی ترکیم داس کو حکم ہوا کہ مبلغ ... مذکور مسٹران بہائی شنکر وکانگا کو ادا کرے۔

۹۔ فروری سنہ ۱۸۹۳ء کو مسٹر بہائی شنکر ننا بہائی شریک اعلیٰ کارخانہ بہائی شنکر وکانگا نے ایک حلفنامہ داخل کیا جسمیں اُنہوں نے بیان کیا کہ پریم جی ترکیم داس مذکور اپنے آپکو روپوش کر رہا ہے اور نہیں ملتا ہے بدین غرض کہ تعمیل سمن مذکور جو بمقابلہ اُسکے صادر ہوا تو قف ہو اور اُسکی تعمیل نہو مزید براں نامبردہ نے یہ بھی بیان کیا کہ پریم جی ترکیم داس نے بعض جائداد غیر منقولہ بدست اپنی زوجہ مسمات پریم بائی کے رہن کی ہے

۱۸۹۳ء

بمعاملہ پریم جی ترکیم داس

اور زیورات قیمتی پاس ایک رواڑی سمی جانا اوکہا کے رہن رکھے گئے اور یہ تین اشخاص یعنے پریم جی ترکیم داس پریابائی و جانا اوکہا کیفیت اُس جائداد کی بتلاسکتے تھے جو باجرائے حکم مذکور قابل قرقی تھی۔

برطبق اس بیان حلفی کے ایک حکم ۹ فروری سنہ ۱۸۹۳ء کو حسب دفعہ ۲۶۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی (نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) بدین مضمون حاصل کیا گیا کہ پریم جی ترکیم داس اور اُسکی زوجہ پریابائی اور جانا اوکہا روبرو جج کے باجلاس چیمبر میں حاضر ہوں تاکہ اُنکا اظہار نسبت جائداد مقبوضہ اُنکے جو قابل قرقی بایفائے حکم ۶ فروری سنہ ۱۸۹۳ء ہو لیا جاوے اور ایسے کل سوالات کا جواب دے سکیں جو اُنسے پوچھے جائیں الخ

اور یہ بھی حکم تھا کہ پریابائی مذکور کل دستاویزات و قبالہ جات پیش کرے جو جائداد غیر منقولہ میں سے کسی جائداد سے تعلق رکھتی ہوں کہ جسکا رہن پاس سمات منجانب پریم جی ترکیم داس کے عمل میں آیا ہو یا جس کا رہن ہونا بیان کیا گیا ہو الخ۔

اسپر پریابائی سنے ایک بیان حلفی داخل کیا جسمیں اُس نے بیان کیا کہ ۳ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو پریم جی ترکیم داس نے بعض جائداد غیر منقولہ میرے پاس رہن کی تھی اور چونکہ وہ سود رہن مذکور پر مجھے نہ دیسکا لہٰذا مرتہن نے مجھکو قبضہ جائداد کا ۱۳۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۲ء کو دیدیا اور اُس تاریخ سے میں برابر قابض ہوں اور ۹ فروری کو مسٹران بہائی شنکر وکانگا نے جائداد مذکور بذریعہ حکم ۶ فروری سنہ ۱۸۹۳ء کے قرق کرائی بربنائے بیانات مندرجہ حلفنامہ ہذا سماتے نے ۱۷ فروری سنہ ۱۸۹۳ء کو سمن بدین مضمون حاصل کیا کہ مسٹران بہائی شنکر وکانگا وجہ ظاہر کریں کہ حکم ۹ فروری سنہ ۱۸۹۳ء مذکورہ بالا کیوں منسوخ نہ کیا جاوے۔

سمن واسطے سماعت کے پیش ہوا۔

مسٹر میکفرسن نے منجانب مسٹران بہائی شنکر وکانگا کے وجہ ظاہر کی۔

مسٹر جارڈین منجانب پریابائی بتائید سمن۔

اسناد ذیل کا حوالہ دیا گیا:- بہگونت سنگہ بنام رام آدہین سنگہ (۱) و مہاراجہ راجندر کشور سنگہ بہادر بنام حمایل سنگہ (۲)، و کاشی راؤ بنام اوتہل داس (۳) و مجموعہ ضابطہ دیوانی (۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۶۷م، ۲۷۸ لغایت ۲۹۶۔

۱۳ اپریل سنہ ۱۸۹۳ء **سٹارلنگ صاحب جسٹس** :- اس معاملہ میں مسٹر بہائی شنکر نے حکم ادائے زرچہ چند نالشات میں بنام اپنے موکل پریم جی ترکیم داس کے حاصل کر کے

(۱) ویکلی رپورٹ نظائر دیوانی جلد ۴ صفحہ ۳۳۔ (۲) ویکلی رپورٹ نظائر دیوانی جلد ۱۷ صفحہ ۳۷۹۔

(۳) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۰۔

سنہ ۱۸۹۳ء
بمعاملہ پریم جی ترکیم داس

بعض جائیداد قرق کرائی کہ جسکا پریم جی مالک تھا مگر اُسکی نسبت یہ بیان کیا گیا تھا کہ نامبردہ نے اُس کو بدست اُسکی زوجہ پریا بائی کے رہن کر دیا ہے اور اسپر نامبردہ نے من بعد مسمات کو قابض کر دیا۔

۹ فروری سنہ ۱۸۹۳ء کو مسٹر بہائی شنکر نے ایک حکم بطرز نہ حسب دفعہ ۲۶۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی میرے اجلاس سے حاصل کیا جسمیں یہ ہدایت تھی کہ پریا بائی حاضر ہوکر اظہار دے۔ ۱۷ فروری سنہ ۱۸۹۳ء کو مسٹران بکینل و مردان جی و موتی لال نے منجانب پریا بائی کے ایک سمن میرے اجلاس سے حاصل کیا جسکی رو سے مسٹر بہائی شنکر کو ہدایت ظاہر کرنے وجہ اس امر کی ہوئی کہ حکم مذکور کیوں منسوخ نہ کیا جاوے۔

عذرات جنپر منسوخی حکم مذکور کی استدعا کیگئی یہ ہیں کہ مسٹر بہائی شنکر ڈگریدار نہ تھا اور دفعہ مذکور صرف اُس جائداد سے متعلق ہے جو بروئے ڈگری بجنسہ چہوڑی جانی چاہیے اور اگر وہ ایسی جائداد سے متعلق ہے جو بعیغہ اجرائے ڈگری قرق اور نیلام کیجا سکتی ہے تو جائداد مذکور قابل قرقی نہ تھی کیونکہ پریا بائی مرتہنہ قابض تھی اور یہ جائداد قابل قرقی نہ تھی کیونکہ وہ پیشتر قرق ہو چکی تھی۔

دفعہ ۲۶۷ میں یہ حکم ہے کہ عدالت مجاز ہے کہ ڈگریدار کی درخواست پر جس شخص کو طلب کرنا ضروری سمجھے طلب کرکے اُس سے نسبت کسی ایسی جائداد کے استفسار کرے جو ڈگری کے ایفا کیلئے قرق ہو سکنے کے لائق ہو الخ۔ واضح ہو کہ قاعدہ ہائیکورٹ نمبر ۱۰۳ میں یہ حکم ہے کہ جب کسی اٹرنی نے اپنا بل مختصر کرایا ہو تو وہ حکم باجلاس جسمیں واسطے ادائے رقم دہانیدہ وقت تشخیص کے حاصل کرے اور حکم مذکور کا اجرا حسب باب ۱۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کرایا جا سکتا ہے۔ دفعہ ۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں یہ حکم ہے کہ سوائے مقدمات ابتدائی اور اپیل کے ہر عدالت دیوانی کی اور تمام کارروائیوں میں اتباع اُس ضابطہ کا جو اس مجموعہ میں مقرر ہوا ہے ہوگا اور دفعہ ۶۴۹ میں یہ حکم ہے کہ قواعد مندرجہ باب ۱۹ اسبر حکمنامہ عدالت کی تعمیل سے متعلق ہونگے جو بمراد گرفتاری کسی شخص کے یا بہ نیلام جائداد یا ادائے زر کے صادر ہو جسکی کسی عدالت دیوانی نے کسی کارروائی دیوانی میں خواہش کی ہو یا جسکا حکم دیا ہو۔

ان جملہ احکام کو یکجا پڑہنے سے مجھکو یہہ تجویز کرنی لازم ہے کہ حکم جو کسی اٹرنی نے بمقابلہ اپنے موکل کے واسطے ادائے خرچہ کے حاصل کیا ہو ایک ڈگری حکم ہے جس کے اجرا سے احکام باب ۱۹ مجموعہ مذکور کے متعلق ہیں اور

سنہ ۱۸۹۳ع
بمعاملہ پریم جی ٹریکم داس

چونکہ دفعہ ۲۴۴ - ایک جزو باب مذکور کا ہے لہٰذا اسکے احکام بھی اُن کارروائیات سے متعلق ہیں جو باجرائے حکم مذکور کیجاویں علاوہ بریں کیا وہ جائداد جسکی قرقی کی استدعا بصیغہ اجرائے ڈگری زرنقد ہو" جائداد جو ڈگری کے ایفار کیلئے قرق ہونے کے لائق ہے - میرے نزدیک وہ ہے الفاظ یہ نہیں ہیں کہ "جائداد جسکی حوالگی کا حکم بروئے یا بصیغہ اجرائے ڈگری ہو" کہ جن سے اختیارات عدالت کے اس امر کے تحقیق کرنے پر محدود ہوں کہ وہ جائداد کیا ہے جس سے ڈگری متعلق ہے بلکہ وہ الفاظ یہ ہیں - "جائداد جو ڈگری کے ایفا کیلئے قرقی کے لائق ہو" اور میرے نزدیک لفظ "ایفا" کیوجہ سے دفعہ مذکور متعلق کل جائداد مدیون ڈگری سے ہوتی ہے جس سے ایفائے ڈگری ہوسکتا ہے خواہ بذریعہ ایفائے ڈگری خواہ بذریعہ نیلام کے -

میری یہ بھی رائے ہے کہ الفاظ "قرقی کے لائق" سے کسی خاص زمانہ کا اظہار نہیں ہوتا کہ جسوقت تحقیقات کا ہونا جائز ہے اسطور پر کہ تاثیر دفعہ مذکور کی زمانہ قبل اجرائے حکمنامہ پر محدود ہو جائے بلکہ وہ الفاظ مشعر تعریف ہیں جن سے نوعیت اُس جائداد کی واضح ہوتی ہے جس کی بابت تحقیقات عمل میں آسکتی ہے یعنی ہر جائداد جو بروئے ڈگری قابل قرقی ہے اب فقط وہ امر جو قابل تجویز ہے یہ ہے کہ یہ بیان پریما بائی کہ وہ مرتہنہ قابض ہے مانع اس امر کا ہے کہ "جائداد قرقی کے لائق ہو" جائداد مذکور مسلمہ جائداد مدیون ڈگری کی ہے اور اسلئے بادی النظر میں مستوجب قرقی باجرائے ڈگری موسومہ نامبردہ کے ہے اور یہ امر کہ نامبردہ نے اسکو رہن کر دیا ہے مانع اسکا نہیں کہ وہ قرقی اور نیلام سے بعلت اجرائے ڈگری بہ تبعیت قرضہ رہن کے محفوظ رہے -

یہ بخوبی صحیح ہے کہ مرتہن قابض حاضر ہوکر قرقی اُس جائداد کی واگذاشت کرا سکتا ہے جسپر وہ قابض ہے مگر میں نہیں خیال کرتا کہ اس امر سے کہ وہ شخص جسکے اظہار کی استدعا کیجائے بروئے حلف یہی بیان کرے کہ وہ مرتہن قابض ہے (درحالیکہ ایسے بیان کی نسبت عدالت سے تحقیقات و تجویز نہو) عدالت اس اختیار سے محروم ہو جاتی ہے کہ شخص مذکور کے اظہار جائداد کی نسبت لئے جانیکا حکم دے کیونکہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جسوقت حکم صادر کیا جائے اُسوقت بگمان غالب یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ مرتہن قابض ہے یا نہیں اور یہ ممکن ہے کہ بوقت اظہار لینے کے عدالت کی یہ رائے ہو کہ جس شخص کا اظہار لیا گیا وہ خواہ مطلقاً قابض نہ تھا خواہ بحیثیت مرتہن قابض نہ تھا

۱۸۹۳ء
بمعاملہ پریمجی تریکم داس

اور بعد ازاں یہ حکم صادر کرے کہ اسکی ترقی عمل میں آوے یا جاری رہے - یہ تجویز کرنا کہ ایسا ہدایت مانع عدالت کے اظہار لینے شخص مذکور کے ہوگا - میری رائے میں مدیونان ڈگری کو حوصلہ دلانا اس امر کا ہوگا کہ وے اشخاص کو تحریک رجوع کرنے دعاوی کاذبہ کی بہ حیثیت مرتہنان قابض کے کریں اور بطور پردہ تحت عدالت کے اعانت کرنے میں ڈگریداران کے ڈالیں کہ جسکے وے مستحق بشیگاہ عدالت سے ہیں لہذا میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ حکم ۹ - فروری ۱۸۹۳ء کا صحیح طور پر صادر ہوا اور حکم ۱۰ فروری ۱۸۹۳ء مع خرچہ ڈسمس ہونا چاہئے وکلا کو اطلاع دیگئی -

مقدمہ ڈسمس ہوا

۲۴ مارچ ۱۸۹۳ء کو مسٹر لینگ (قائمقام ایڈوکیٹ جنرل) نے منجانب پربھابائی درخواست بحضور عدالت (جس میں سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و تلنگ صاحب جج شریک تھے) بصیغہ غیر معمولی و بصیغہ اختیار سماعت غیر معمولی بغرض نگرانی حکم صادرہ مسٹر لنگ صاحب جسٹس واقع ۹ فروری ۱۸۹۳ء حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (نمبر ۱۴ آف ۱۸۸۲ء) و بغرض حکم ثانی سائی بدیں مضمون کہ مسٹران بہائی شنکر و کانگا وجہ ظاہر کریں کہ حکم مذکور کیوں منسوخ نہ کیا جاوے اور نیز بغرض التوائے درمیانی حکم مذکور کے پیش کی -

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس :- ہم خیال نہیں کرتے کہ ہم کو اختیار انفصال کرنے درخواست کا حسب دفعہ ۶۲۲ کے ہے دفعہ مذکور ایسی صورت سے متعلق نہیں ہے جیسی کہ یہ حجت ہے کہ جس میں حکم نگرانی طلب ہائیکورٹ سے صادر ہوا تھا اور ہمارے نزدیک عدالت مندرجہ دفعہ مذکور جسکی مسلیں طلب کیجا سکتی ہیں ایک عدالت علاوہ ہائیکورٹ کے ہے اور اسلئے ہم کو درخواست نامنظور کرنی چاہئے -

درخواست نامنظور ہوئی -

اٹرنیان مسٹران بہائی شنکر و کانگا و مسٹران کمبیل و مردانجی و موتی لال -

صیغہ ابتدائی دیوانی

۱۸۹۳ء ۱۶ و ۱۷ مارچ

باجلاس فیرن صاحب جسٹس و بر طبق اپیل باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و سٹارلنگ صاحب جسٹس۔

جعفر بہائی لدا بہائی چیٹو (مدعاعلیہ) اپیلانٹ بنام ٹامس ڈی جارڈین و رتھ وغیرہ (مدعیان) رسپانڈنٹان*

مالک دہندہ مالک و آڑہتیہ۔ روانگی مال بغرض فروخت۔ رقوم پیشگی بحساب بقیمت بر طبق روانگی مال حق آڑہتیہ نسبت فروخت مال کے جو اسکے پاس بغرض فروخت بہیجا گیا کم از قیمت مقررہ شخص ارسال کنندہ۔

جنوری ۱۸۹۰ء میں فیمابین مدعیان اور مدعاعلیہ کے ایک اقرارنامہ ہوا جسمیں یہ شرط تہی کہ مدعاعلیہ بمقام بمبئی منجانب مدعیان پیداوار کے اسباب ہای تجارتی کو بہیجا کرے بنام مدعیان بمقام لندن تاکہ مدعیان پیداوار مذکور مدعیان بمقام لندن خاص کمیشن اور دلالی پر فروخت کیجائے۔ منجملہ شرائط اقرارنامہ مذکور ایک یہ شرط تہی کہ کاروبار انگلستان میں کلیۃً مدعاعلیہ کی طرف سے کیا جاویگا اور مدعاعلیہ مدعیان کو اس بات کا ذمہ دار رہیگا کہ مذکورہ مال تجارت بری از تمام نقصانات رہیگا اور رقوم پیشگی وغیرہ کی ادائیگی کا ذمہ دار رہیگا۔

بتاریخ ۲۸ جنوری ۱۸۹۰ء مدعاعلیہ نے ۳۰ ہ گٹہڑی لونگ کی مدعیان نام بمقام لندن بہیجا اور اس مال کی بابت ایک ہنڈوی تعدادی ۲۱۰۰ پونڈ کی مدعیان نام لکہدی۔ مدعاعلیہ نے جو چٹہی ہمراہ بل مال الف کے بہیجی تہی اسکی قیمت جو نرخ کہیں جیہی تہی لیکن چونکہ مبلغ ۳۰ روپیہ کی پیشگی دیا گیا اسلئے مال مذکور مدعاعلیہ نام کو روانہ ہوا چٹہی میں درج تہا کہ "۹ پنس فی پونڈ سے کم مگر وہ امید کرتا ہے کہ زیادہ ہوگا اور مذکورہ بالا نرخ سے کم پر فروخت نہو" رقم (۲۱۰۰ پونڈ) جو اُن لونگ کی بابت لکہی گئی تہی اُنکی قیمت سے بقدر ۲۰۰ پونڈ کے زیادہ تہی اور بر طبق وصولی چٹہی مال تجارتی بتاریخ ۱۱ فروری ۱۸۹۰ء مدعیان نے مدعاعلیہ کو تار دیا کہ لو آپ ۴۰۰ پونڈ جو لونگ کی بابت زیادہ بہیجا ہے دوسرے دن مدعاعلیہ نے بذریعہ تار برقی جواب دیا کہ "میں تمکو سب سے اول ڈاک کے ذریعہ بہیجونگا" مدعیان نے منظور کرلیا اور ہنڈوی جو بابت ۲۱۰۰ لونگ کے لکہی گئی تہی سکار دی۔

لنڈن مارکیٹ میں جلدی سے لونگ کی قیمت کم ہوگئی۔ مدعاعلیہ نے وقتاً فوقتاً قیمت مقررہ کم کردی لیکن اسقدر کم نہ کی جس سے فروخت کو نقصان پہونچے۔ بتاریخ ۳۱ اکتوبر ۱۸۹۰ء اقل قیمت جو اُسنے کم کردی ۶ پنس فی پونڈ تہی۔ دسمبر ۱۸۹۰ء میں مارکیٹ میں قیمت صرف ۵ پنس فی پونڈ تہی اور مدعیان کو ۱۳۰۰ پونڈ کی کمی ہوتی تہی۔ مدعیان نے اس باقی کی بابت مدعاعلیہ کے پاس بل پیش کیا لیکن اس نے انکار کردیا۔

بتاریخ ۵ فروری ۱۸۹۱ء بعد باضابطہ نوٹس بنام کرہ ۳۵ ہ گٹہڑی قرنفل کے فروخت کیگئی جس میں منجملہ اُنکے بحساب ۳ ۳/۴ پنس فی پونڈ اور ۱۵ ہ گٹہڑی بحساب ۴ ۵/۸ پنس باقی واجب مدعیان بابت اس مال کے بعد منہائی زر ثمن کے ۱۴۴۲ پونڈ ۱۵ شلنگ تہی۔ یہ رقم اس تعداد کا جزو تہا جسکی بابت نالش حال دائر کیگئی تہی۔ مدعاعلیہ نے بحث کی کہ مدعیان قیمت مقررہ سے کم

* نالش نمبری ۱۳۹ سنہ ۱۸۹۱ء۔ اپیل نمبری ۷۳۵۔

سنہ ۱۸۹۳ع

جعفر بہائی
لدھا بہائی
بنام
ٹامسن ڈی
چارلس ورتھ

لونگ کی فروخت کرنیکے مجاز تہے یعنی ۶ پنس فی پونڈ اور ۳۲۹ پونڈ آٹھ شلنگ ۸ پنس اُنکے ذمہ باقی رہنے کا دعویدار ہوا جو فرق تہا مابین اُس تعداد کے جو فی الحقیقت بذریعہ فروخت حاصل ہوتی اور اُس تعداد کے جو حاصل ہوتی بشرطیکہ لونگ مقررہ قیمت پر فروخت کیے جاتے۔

فیرن صاحب جسٹس:- ادنیٰ عدالت نے برابر شہادت تجویز کیا:-

(۱) کہ مدعیان نے مال کو قبول کر لیا تہا اور اُسکی بابت تعداد نقد اس شرط پر پیشگی دیدیا تہا کہ بصورت خسارہ بوجہ کمی نرخ مارکیٹ کے نقد بہیں نہ بیچنے اور کہ مدعاعلیہ نرخ کمی کی بابت نقصان دینی تہی

(۲) کہ مدعیان نے اُسمیں نرخ فروخت کی بابت ہدایت دی گئی تہی بشرطیکہ شرط مذکور پیشتر رد نہ کیا گیا ہو اور کہ مدعاعلیہ نے حق متدعویہ مدعیان کو بتدلالا تسلیم کر لیا تہا نتیجہ یہ تہا کہ کاروبار اسی بنا پر چلا گیا اور کہ جسوقت شرط مذکور فسخ کیگئی تو مدعیان کا حق فروخت کرنیکا مطابق طریقہ کاروبار کے پیدا ہو گیا گو کہ مدعاعلیہ نے قیمت کی حد لگائی ہوئی تہی۔

از ماؤنٹ صاحب جسٹس:- تجویزات سے ظاہر امر کا ہے کہ جسصورت میں کہ کوٹہی دار بیع جسنے رقم ادا کر دی ہو بوجہ فروخت کرنیکے بدوان نقصان دہی مالک سودا کے تو سوال یہ ہے کہ آیا کوئی اقرار مابین فریقین برخلاف اسکے ایسا ہے خواہ صریح ہو خواہ عام طریق کاروبار یا واقعات متعلقہ خاص مال سے نتیجہ ہوتا ہو یعنی کہ کوٹہی دار برخلاف مالک اسباب تجارت کے بحالت نقصان فروخت کرنیکا مجاز رہیگا اور ثبوت کرنے ایسے اقرار نامہ کا اُس کوٹہی دار پر ہوتا ہے جسنے رقم پیشگی ادا کر دی ہے۔

از فیرن صاحب جسٹس:- لحاظ کل سندات کے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس حالمیں کہ مالک کسی غیر ملک کے سوداگر کا تہا بعوض کفالت رقم پیشگی کے دیئے گئے ہوں تو البتہ وہ ایک کوٹہی دار مال کو کمیشن پر فروخت کرنیکا مجاز ہو سکتا ہے اور جسحال میں بوجہ کمی نرخ مارکیٹ یا کسی اور سبب سے اُسکی کفالت بالیت میں کم اور ناکافی ہوتی جاتی تو سوداگر ملک غیر کو اختیار ہے کہ بعد اطلاع دینے مالک کے مال کو فروخت کر دیگا گو کہ مالک نے اُسی قیمت فروخت کی حد لگا سکتا ہے اور وہ سوداگر مذکور ان مال کو بلا فروخت رکہنا منظور کرتا ہے بشرطیکہ مالک اپنے کوٹہی دار کا اسطرح کی کمی پورا کر دینے کا ذمہ دار بنا رہے۔

مدعیان لنڈن میں کاروبار کرتے تہے مدعاعلیہ بمبئی کا ایک سوداگر تہا مدعیان نے نالش ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۰ع میں بغرض وصول کرنے رقم ۱۵۱ پونڈ ۱۵ شلنگ ۱۱ پنس (جو اُسوقت مساوی ۱۳۰۴ روپیہ کے تہی بطور بقایا یافتنی اُنکے بابت کاروبار مال مرسلہ جو اُنکے درمیان ہوا تہا دائر کی۔

مدعاعلیہ نے مختلف مال مدعیان کے پاس انگلستان میں بغرض فروخت بہیجے یا بہجوائے تہے جنپر (جیسا کہ مدعیان نے بیان کیا) ہنڈیاں تحت مال مرسلہ کے زیادہ رقوم کی تحریر کیگئی تہیں مدعیان نے یہ ہنڈیاں سکاری تہیں اور جملہ مال مرسلہ فروخت کیا تہا نتیجہ یہ ہوا کہ رقم متذکرہ بالا متدعویہ نالش یافتنی مدعیان بابت اُن کاروبار کے رہی۔

سنہ ۱۹۲۳ء

جعفر بھائی لدھا بھائی جیٹھو بنام ایس ڈی چارلس رہیہ

مدعاعلیہ نے مدعی کے حساب کی صحت تسلیم نہیں کی اور نالش مذکور سپرد ال کمیشن بغرض لینے حساب کے کیگئی تھی موسی الیہ نے یہ رپورٹ کی کہ رقم ۱۳۱۴ پونڈ اشلنگ واجب فی مہ مدعاعلیہ بحق مدعیان ۹ مارچ ۱۹۱۹ء کو تھی مدعاعلیہ نے اپنی رپورٹ مذکور کی نسبت عذرات داخل کیئے نہایت اہم عذر نسبت ایک خاص روانگی لونگ کے تھا جسکو مدعیان نے کم از حد قیمت مقررہ مدعاعلیہ پر فروخت کیا تھا مدعاعلیہ نے عذر کیا کہ وہ حساب میں مدعیان کے ذمہ زیادہ زیادہ قیمت قائم کرنیکا مستحق تھا جو لونگ کی کسی وقت میں بعد انکی فروخت کے ہوئی یا بہر حال اس فرق کے مطالبہ کرنیکا مستحق تھا جو درمیان قیمت حاصل کردہ مدعیان اور قیمت مقررہ مدعاعلیہ کے تھا۔

شہادت سے یہ واضح ہوا کہ قبل سال ۱۹۱۸ء کے مدعیان اور مدعاعلیہ باہم دیگر کاروبار کرتے تھے لیکن جنوری ۱۹۱۹ء میں منجملہ شرکاء کارخانہ مدعیان کے ایک شریک بمبئی گیا اور ایک انتظام جدید انکے درمیان بابت ان شرائط کے جنکے مطابق کاروبار بعدہ انجام پانا قرار پایا عمل میں آیا۔ یہ انتظام زبانی تھا لیکن انکی باہم حسب ذیل مراسلت ہوئی۔

۷ جنوری ۱۹۱۹ء

"بخدمت لدھا بھائی جیٹھو صاحب

جنابمن!

اب میں بخوشی اس انتظام کو جو فیمابین ہمارے زبانی دربارہ بمبئی مجوزہ کاروبار روانگی مال کے درمیان ہمارے ہر دو کے ٹھہیات طے ہوا تھا دوبارہ بیان کرتا ہوں مختصراً خاص امور یہ ہیں۔

کہ آپ ہماری طرف سے اس بات کی ترغیب دلائینگے کہ پیداوار (باستثنائے روئی کے) ہمارے پاس ارسال کیجائے۔ کاروبار اسطرف کا بالکل آپ کے نام سے کیا جائیگا اور آپ اسکے ذمہ دار ہونگے کہ ہم کل نقصانات سے جو متعلق مال مرسلہ ہوں بری رہیں اور آپ ذمہ دار ادائے زر ان ہنڈیوں وغیرہ کے ہونگے جنکا روپیہ وصول نہ ہو۔

"یہ صاف طور سے سمجھا جاتا ہے کہ کل کاروبار لیورپول فقط ہمارے ساتھ ہوگا صرف باستثناء ان صورتوں میں ہوگی جن میں کہ منازعت فیمابین ہمارے و کسی شخص منجملہ آپ کے روانہ کنندگان مال کے پیدا ہو جس صورت میں اگر شخص آخرالذکر ایسا چاہے اور بغرض کسی خاص تعلق مذکور کے روانگی مال متنازعہ کسی دیگر کوٹھی لنڈن کے سپرد کیا جاسکتا ہے جبتک کہ نزاع طے نہ ہو جاوے۔

"ہم منجانب نیز کمیشن خاص و دلالی ۱۲ فیصدی پر راضی ہیں صرف مستثنے نسبت اسکے بصورت چرم یا کھالوں یا دیگر کسی مال کے ہوگا جسپر معمولی لنڈن کی دلالی ۱ فیصدی ہے اور ایسی صورتوں میں ہماری اجرت عام ۲ فیصدی بابت کمیشن کے ہوگی۔

سنہ ۱۸۹۲ء

جعفر بھائی لدھا بھائی جیٹھ بنام ٹامس ڈی چارلس وہتھ

میں آپکی منظوری و رضامندی کی نسبت شرائط ماقبل کے منتظر ہوں اور یقین ہے کہ ایک بڑی تجارت فیمابین ہمارے واسطے فائدہ باہمی ہاسے کے پیدا ہو۔

"آپکا خادم وغیرہ"

دستخط - ڈبلیو - بی - چارلس وہتھ

جواب مدعاعلیہ حسب ذیل تھا:-

[illegible]

بنام ڈبلیو - بی - چارلس وہتھ صاحب

بجواب آپکی چٹھی مورخہ ۷ ماہ حال کے ہمکو شرائط مندرجہ اسکی منظور ہیں۔

"آپکا خادم وغیرہ"

دستخط لدھا بھائی جیٹھ

شہادت میں مدعی کا اظہار بذریعہ کمیشن قلمبند ہوا تھا اور اُس نے صاف بیان کیا کہ علاوہ [illegible] چٹھی بالا مورخہ ۷ جنوری کے انتظام زبانی میں دو اور شرائط شامل تہیں یعنی

(اول) یہ کہ تبلہ ہنڈویات متعلق مال مرسلہ میں جو مدعاعلیہ مدعیان کے نام تحریر کرے [illegible] کی درمیان تعداد ہنڈی اور قیمت مال کے علاوہ اخراجات [illegible]

(دوم) یہ کہ جب کبھی وہ گنجائش بوجہ ارزانی بازار کے نہ رکھی جا سکے تو مدعیان مدعاعلیہ نام ہنڈی تحریر کریں مدعاعلیہ نے کوئی شہادت حلفاً نہیں دی کہ آیا یہ شرائط اقرار نامہ میں [illegible] اور مدعیان کے ہوا تہا شامل تہیں یا نہیں لیکن مدعی کے سوالات جرح سے [illegible] نے اُن کو منظور نہیں کیا تہا اور چٹھی مرقومہ اُسکی موسومہ مدعیان مورخہ ۱۵ [illegible] مدعیان نے شہادت میں پیش کیا تہا یہ بیان کیا گیا کہ صرف یہ اقرار تہا کہ جب کبھی کمی تعداد ایک ہزار پونڈ پائی جاوے تو مدعیان ہنڈی بنام مدعاعلیہ واسطے اُس رقم کی تحریر کریں لیکن [illegible] اس تعبیر کی تردید مدعیان نے فوراً بذریعہ اپنی چٹھی جوابی مورخہ [illegible] مارچ ۱۸۹۰ء کے کی [illegible] تہا کہ ایک ہزار پونڈ کی کمی روا رکھنے سے اور اُنکو ایسی بڑی رقم مہینوں تک بند رکھنے پر مجبور کرنے سے اُنکی کمیشن کا جزو کثیر غائب ہو جاویگا۔ مدعی نے بھی اپنی شہادت میں صفا بیان کیا کہ اس قسم کا کوئی انتظام نہیں ہوا تہا۔

مدعاعلیہ نے جنوری ۱۸۹۰ء میں روانگی زیر بحث جسمیں ۳۵ گٹھریاں [illegible] کی تہیں کی تہی

سنہ ۱۸۹۳ء

جعفر بہائی لدہا بہائی چہوٹو بنام ٹامس ڈی چارلس ورتھہ

مال مذکور جیتر بہوج کہیم جی مدعا علیہ کا ایک گاہک تہا قبل اسکی روانگی بذریعہ جہاز انگلستان کو مدعا علیہ نے رقم تیس ہزار پونڈ کی جیتر بہوج کو پیشگی دی تب اُس نے مال خاص اپنے نام سے انگلستان کو روانہ کیا اور مال پر اعشہ پونڈ کی ہنڈی بنام مدعیان تحریر کی چہٹی متعلقہ روانگی مال کا جزو خاص حسب ذیل ہے:-

مسٹران ٹامس ڈی چارلس ورتھہ کمپنی
لنڈن
۲۵ جنوری سنہ ۱۸۹۱ء

جناب من!

ہم رسید آپکے عنایت نامہ مورخہ ۴ ماہ حال کی ارسال کرتے ہیں اور شکر گذار ہیں کہ آپنے ہمکو مختلف بازار کی رنگ سے پورے طور پر اطلاع دی براہ مہربانی اسکو ہر ایک خط میں مرعی رکہیئے۔

"ہم نے بذریعہ ڈاک حال کی آپکی خدمت میں ۴۲۵ گہٹریاں لونگ اور پانچ بکس مچہلی کی آنتوں کے بذریعہ جہاز دخانی ڈکلین سنکلیر کے روانہ کیئے ہیں اُنپر ہنڈی بابت اعشہ پونڈ کے کی ہے براہ مہربانی پیش ہونے پر سکار لیئے ...."لونگ ہمارے گاہک مسٹر جیتر بہوج کہیم جی نے روانہ کی ہیں مگر چونکہ ہم نے اسکو مبلغ اعشہ ایک ماہ پیشتر پیشگی دیئے تہے لہذا ہم نے خاص اُنکو اپنے نام سے جہاز پر لادا ہے وہ ایک بہت بڑا بہیجنے والا لونگوں کا بذریعہ جہاز کے ہے اور عموماً مال کو مسٹران اے ڈی ساسون وای ڈی ساسون کمپنی کے پاس روانہ کیا کرتا ہے مگر منجانب ہمارے بوجہ زیادہ ترغیب دینے عمدہ توجہ خاص اور احتیاط بوقت فروخت واخراجات کے جو اسصورت میں بذات خود آپکے مسٹر ویمبس نے کیا ہے اُس نے ہمکو وہ مال دیا لہذا ہمکو اُسکی بابت کوئی زیادہ تذکرہ کرنیکی ضرورت نہیں ہے لیکن ہمکو یقین ہے کہ آپ کوشش بلیغ قیمت اعلیٰ ترین کے حاصل کرنے میں کرینگے خرچ ½ ۹ پنس فی پونڈ ہے مگر اسکو امید زیادہ کی ہے اور وہ کم از شرح بالا کے فروخت نہ کیجا دیں اسنے آپ کو یہ تحریر کرنیکی بہی التجا کی ہے کہ اُسنے ۶۰۰ گہٹریاں لونگ کی مسٹران ڈیوڈ ساسون کمپنی کے پاس فروخت کے واسطے بہیجی ہیں اور وہ پہنچینگی مگر اُنکی حال کی چہٹی سے اُسکو معلوم ہوتا ہے کہ جہگڑا پیدا ہوا ہے اگر ایسا ہوگا تو وہ آپکو بذریعہ ہمارے تار اس امر کا دیگا کہ منجانب اُسکے نگرانی کیجائے اور مسٹر یہ مقرر کیئے جاسکیں اگر ضرورت ہو تو براہ نوازش کیجئیگا۔

آپکے خادم وغیرہ وغیرہ

دستخط۔ لدہا بہائی چہوٹو

اپنی شہادت میں مدعی نے یہ بیان کیا کہ رقم اعشہ پونڈ ایک رقم مناسب لونگوں پر ہنڈی کرنے کیلئے نہیں تہی رقم ۱۶۲۵ پونڈ سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے تہی مدعا علیہ نے اپنی بیچک میں لونگوں کی قیمت بشرح ۹ فی پونڈ قایم کی قیمت لونگ عمدہ قسم کی صرف ۹ پنس فی پونڈ تہی اور مدعا علیہ کی انگلیش سیاہ ادنی قسم کی لونگیں عمدہ قسم کی لونگ سے کم درجہ کی ہیں۔

برطبق لونچیز چہٹی روانگی مال کے مدعیان نے ۱۱ فروری سنہ ۱۸۹۱ء کو تار مدعا علیہ کو بمبئی میں حسب ذیل دیا "براہ عنایت ۲۰۰ پونڈ بابت اپنی ہنڈوی زاید نسبت لونگ محمولہ جہاز دخانی کلین سنکلیر کے ارسال کیجئے جواب فوراً مرحمت فرمایئے" مدعا علیہ نے جواب بذریعہ تار کے دیا جسپر تاریخ دوسری یوم کی تہی "میں بذریعہ آئندہ جانیوالی ڈاک کے روپیہ بہیجونگا"

جعفر بہائی لدہا بہائی جیٹو بنام ڈی. س ڈی پیاس در بتہ

اُسی دن مدعیان نے ایک دوسرا تار بمبئی سے پایا جسکا یہ مطلب تہا کہ وہ ایک شخص تہیر یا ٹوپن کے پاس آیا ہے جسنے اُن ہنڈویات کی ذمہ داری کی ہے جو مدعا علیہ نے کی تہیں تار حسب ذیل تہا :-

ہنڈویات لدہا بہائی کی سکار دیں ذمہ داری کرتا ہوں -

دستخط تہیر یا ٹوپن

مدعیان نے منظور کیا اور ہنڈوی ۱۰۰ ام پونڈ کی جو لوگوں پر بیچی تہی ادا کی -

بذریعہ ڈاک ۵ افروری ۹۱ء کو مدعیان نے خط ذیل مدعا علیہ کو نسبت روانگی مال متنازعہ کے تحریر کیا -

"ہمارے پاس آپکا عنایت نامہ مؤرخہ ۲۵ جنوری نسبت روانگی مال مزید کے آیا ہے جسکے واسطے ہم بہت ممنون ہیں ۵۴۰ گٹہریاں لونگ محمولہ جہاز کلین سنکلیر جسپر آپ ہنڈوی ۱۰۰ ام پونڈ کی کرتے ہیں ایسا کہ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپنے ایک بڑی غلطی اپنے حساب میں کی ہے قیمت مندرجہ تار بوقت روانگی مال بشرح ۹ پنس تہی وہ ہر ایک گٹہری پونڈ

۳۴۳ پونڈ تقریباً (زیادہ سے زیادہ) ہی اُسکی کل بابت کل	پونڈ ۸۱۰ ۔ ۔
منہائی اخراجات کرایہ جہاز وغیرہ	پونڈ ۱۱۰ ۔ ۔
....	پونڈ ۷۰۰ ۔ ۔
گنجایش حسب دستور	پونڈ ۲۰ ۔ ۔
	پونڈ ۶۸۰ ۔ ۔

لہذا ہم نے تار اادا مادہ حال کو دیا تہا - ایمپیریس کلو سنکلیر مورا کس سائیٹ یا بذریعہ تار کے اسقدر پونڈ بابت زر زائد جو کلین سنکلیر جہاز کی لونگوں کی بابت لیا گیا ارسال کیجیے جواب فوراً دیجیے دوسرے روز صبح آپکا جواب آیا کہ آپ بذریعہ ڈاک روپیہ بہیجو گے ہمارے پاس تار مسٹر ٹوپن کے پاس سے بہی آیا کہ وہ آپکا ضامن ہے بلاشک ہم ہمیشہ بہت ہی ارزانی بازار کے جوابدہ نہیں ہو سکتے اگرچہ ہم نسبت کم ہونے نرخ کے بار بار اطلاع کرتے رہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپنے بالکل نقصان وزن سفر بحری کرایہ جہاز و اخراجات کو نظر انداز کیا جیسا کہ مسٹر ڈبلیو بی جارلس نے بہت ہی بیان کیا ہے آپکا کام صرف اسطرح متذکرہ پر کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ ہمارے پاس روپیہ موجود رہے واضح ہو کہ آپکی دیگر روانگی مال پر بشرح قیمت نامنظور لحاظ کرکے ہم یہ حساب لگاتے ہیں کہ علاوہ ہنڈوی زر زائد کے جو ۳۲۵ گٹہریوں لونگ پر لگیگی کمی مابین ۶ ہزار پونڈ و ساڑہے پونڈ کی ہے اس قسم کے کاروبار سے کسی کو فائدہ نہیں ہوگا اور بالکل ہمارے خلاف ہے کسی اور دوسرے کام میں بلا مہربانی شرائط مفہومہ کے ٹہیک ٹہیک پابند رہو ہمکو استحالت پر جو حساب کی ہو گئی ہے بہت زیادہ افسوس ہے مگر یہ ہماری وجہ سے نہیں ہوئی ہے اور ہم نے تار بابت انتقال بذریعہ تار کے بوجہ کسی شک کے نہیں دیا بلکہ بالکل بطور آپکے معمولی کاروبار کے ہم ایک یادداشت اپنے حساب کی ملفوف کرتے ہیں جس سے علاوہ ۳۲۵ گٹہریوں لونگ کے کمی ۵۰۰ پونڈ کی ظاہر ہوگی اسیر ہم نے آج آپ پر ہنڈوی مبلغ ۴۷۷ پونڈ ۱۰ شلنگ جو ساٹھ روز کی ہنڈوی بشرح ۱ شلنگ ۴ پنس بحساب ۱۵ پنس فی شلنگ کے ہے چارٹرڈ بینک انڈیا و آسٹریلیا و چین کی ہے جسکو براہ مہربانی باضابطہ سکار دیجیے اور ہنوز آپکے ذمہ ایک بڑی رقم باقی رہجائیگی -

"[illegible] مہربانی خیال کیجئے کہ آپ کی ہنڈویات حسب ذیل سکاری گئیں -

[illegible] بابت ۲۵ م گٹھریوں لونگ مجوزہ کلیمن سنکلیر" واجب ۱۴ مئی

[illegible] بابت [illegible] اشو گلاس " ۱۴ مئی

[illegible] کوشش بلینڈ کرینگے ہمیں تحریرات نسبت تقرر جانچ کنندہ بابت .. ۴ گٹھریوں لونگ

[illegible] کسی طرح ہمارے دست اندازی کرینگی کہ ہی مذکور سے نہ ہوگی افسوس ہے کہ زیادہ مقدار لونگ کی جو

[illegible] ہی ہوئی یا ادنی قسم کی ہے جس سے بجالت ازانی بازار کے مختلف خریداران خواہ نخواہ زیادہ اٹھانے پرین

[illegible] دماوی نسبت سہاتی کمیشن کے بڑے ہیں تا لٹالن ہے نے اسکی تشخیص نہایت ایمانداری سے بقدر $\frac{1}{4}$

[illegible] ہے اور درحقیقت چند لاٹ اسقدر خراب ہیں کہ خریداران قسم پیش کردہ کے نامنظور کر دی

[illegible] کی ناپسندیدگی کا ارادہ مصمم کیا ہے کہ عمدہ قسم کی لونگ بحساب $\frac{1}{4}$ جو بقدر $\frac{1}{4}$ کم ہے فروخت

[illegible] جو ہم نے یہاں مال فروخت کرنا پڑیگا پندرہ ہزار گٹھریاں اتر چکی ہیں بہت سا مال عنقریب

[illegible] ن کو بتاریخ ۱۵ فروری ۱۸۸۹ء بھی گئی اور بذریعہ اس ڈاک کے مدعاعلیہ نے

[illegible] لونگ سے چٹھی ذیل تحریر کی :-

[illegible] ماہ گذشتہ کو ہم نے تار متعلقہ اماہ حال کی ہے جس سے ہمیں تحریر تھا کہ آپ ہنڈیات بابت ہماری

[illegible] کلیمن سنکلیر بذریعہ تار بھیجی جسکے جواب میں ہم نے آپکو تار دیا کہ ہم روپیہ بذریعہ

[illegible] آپ کی ذاتی [illegible] بابت سے یہ مضمون بھی کہ نیلام ہونا آپ نے بابت ہماری ہنڈیات کو

[illegible] بہت زیادہ نتیجہ پیدا کیا مگر چونکہ ایک صاف تحریر وقت اتفاقات ہمارے اور آپکے

[illegible] ٹھہر گیا تھا کہ جب کبھی آپ کو کمی تعداد کی لکھ ہزار پونڈ کی معلوم ہو تو آپ ہنڈی مذکور کی ہمارے

[illegible] نہایت قلیل گذرا ہے اور آپنے صبر کر کے ہماری ہنڈی کو کٹھری رکھتے ہیں اور ہم کو

[illegible] سے آپ ہنڈیات مذکور کو نہ سکارینگے یہ .... یہ حیرت انگیز ہے لیکن ہم آپکے

[illegible] پہلو اسقدر آمادہ کر دیا آپ کو معلوم ہوگا یعنی آپکے مسٹر ولیمسن نے آپکو بخوبی آگاہ کر دیا ہوگا کہ

[illegible] کا رجحان آپکے ساتھ کاروبار کرتے چلے آتے ہیں لیکن ہم صرف بوجہ ذاتی ترغیب مسٹر [illegible]

[illegible] کے آپکو اپنے کاروبار کا جزو کثیر دینے کیلئے راضی ہوئے تھے اور

[illegible] اچھا کا [illegible] لیکن ہم افسوس کے ساتھ کہتے ہیں کہ آپنے اسقدر جلد انتظام کو ختم کر دیا مناسب

[illegible] نتیجہ اخذ نہیں کر سکتے کہ کیوں آپ اسقدر زیادہ بےصبر ہو گئے ہیں اور ایسی رقم خفیف کی بابت آپ اندیشہ

[illegible] ختم کرنے اس ناگوار معاملہ کے ہم کو صرف یہ کہنا ہے کہ چونکہ ڈاک حال میں کوئی مال مرسلہ نہیں ہے

[illegible] آئندہ میں روپیہ بذریعہ دستاویزی ہنڈی کے بھیجینگے ہم ڈاک آئندہ تک انتظار نہ کرتے

[illegible] آپکا بابت ہر قسم کی کمی کے جو کچھ ہوا اطمینان ہو گیا لہذا ہم نے یہ مہلت لی -

[illegible] ہیں کہ یہ کافی ہوگا - راقم وغیرہ"

سنہ ۹۳ء

جعفر بہائی لدہا بہائی جیتو بنام ٹاسس ڈی چارلس برتہ

۲۱ فروری ۱۸۹۵ع کو مدعاعلیہ نے ایک چہٹی تحریر کی اور اسمیں ایک رقم ۴۱۰ پونڈ کی مدعیان کے پاس بہیجی اور یہ ہدایت کی کہ رقم مذکور ہمارے عام حساب میں یا کمی لونگ میں جیساکہ آپ مناسب سمجہیں جمع کریں۔ بعدازاں چہٹی مذکور میں یہ تحریر تہا۔

"ہم خیال کرتے ہیں کہ رقم بالا ہماری ہنڈی زاید متعلقہ روانگی لونگ محمولہ کلین سکلیر کی کمی پورا کرنیکے لئے کافی ہوگی جسکے بارہ میں آپ کو خوف پیدا ہوا اور آپنے ہمکو موجودہ ارزانی بازار پر بہی روپیہ بہیجنے کیلئے تار دیا علاوہ برین ہمارے دست مسٹر تہریا بہائی ٹوپن بہی ضامن ہوئے ہیں۔

ہمنے مال محمولہ جہاز مذکور ۹ پنس کی حد مقرر کردی ہے لیکن آمدیر اگر آپ ہماری حد تک قیمت حاصل کرسکیں تو براہ مہربانی قیمت کی نسبت تار دیجئے اور ہم اپنے گاہک مسٹر جیتز ابہو جی بہمجی سے مشورہ کرکے آپ کو جواب بہیجینگے کہ آیا پارسل کہیں ہیں یا فروخت کئے جاویں مہربانی کرکے اسکے مطابق کاربند ہوجئے یعنی اگر وہ فروخت ہوگا تو ہم تار دینگے لیکن اگر ایسا نہوگا تو ہم جواب دینگے تو براہ نوازش کچہہ عرصہ تک اسکو رہنے دیجئے لیکن ہمکو جب اطلاع آمدہ زنجبار دینز بازارگراں یہاں کی ہم امید کرتے ہیں کہ تہوڑے عرصہ میں نرخ بازار آپکی طرف بہی بڑہیگا علاوہ برین ہمنے مالک جہاز کو ۹ پنس تک گہٹانے پر آمادہ کیا ہے۔

بازار لندن میں قیمت لونگ بہت جلد گہٹ گئی ۸ مارچ ۱۸۹۵ع کو مدعیان نے مدعاعلیہ کو ایک چہٹی لکہی اور رپورٹ قیمت لونگ مقررہ دلال کی ملفوف کی چہٹی مذکور میں لوگوں کو بدرنگ اور آمیزش کی لکہا ہے اور انکی قیمت بشرح ۷ ¾ پنس فی پونڈ لکہی ہے جو حد مقررہ سے قریب قریب دو پنس کم تہی مدعیان نے ایک حساب بہی ملفوف کیا جس سے کمی قیمت مال مرسلہ کی بقدر ۴۱۶ پونڈ کے ظاہر ہوتی ہے ۱۳ مارچ کو مدعاعلیہ نے مدعیان کو تار دیا۔ لونگ رہنے دیجئے چار سو پونڈ بذریعہ ڈاک بہیجتے ہیں انہوں نے اس تار کے بعد ایک خط مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۹۵ع بہیجا جسمیں انہوں نے یہ لکہا۔

ہمنے آپکو جواب تار میں کہ بہیجا ہے کہ لونگ رہنے دیجئے چار سو پونڈ بذریعہ ڈاک بہیجے ہیں جنکو ہم اس ہفتہ بہیجتے ہیں یعنے ہنڈی ملفوف بابت تین سو ساٹہہ پونڈ مسٹران ہیلر و ڈیس ساکن منسنگ لین پر بابت کار روانگی ملفوفہ لونگ صنع عربی بذریعہ جہاز دنالی ہنٹنگڈن کے بہیجی ہے مہربانی کرکے انکے روبرو ہنڈیاں پیش کیجئے اور رقم مذکور لیکر اسے ہمارے عام حساب میں جمع کیجئے لیکن جملہ گہٹر ایل کو جنکی قیمتیں مقرر ہیں ہدایات مزید تک رہنے دیجئے ہمکو یہ بہی کہنے کی اجازت دیجئے کہ آپنے ہم سے کل رقم اپنی ہنڈی کی تین سو پونڈ جسکو آپنے لکہا نو سو ساٹہہ پونڈ پائے اور ہم ہنوز روپیہ برابر وقتاً فوقتاً بہیجتے ہیں جیسا ہم مناسب سمجہتے ہیں لیکن اگر اسپر بہی آپ کو اور زیادہ کمی کا خوف ہے اور یہ متردد کی اپنی کمیشن کے ہمارے جملہ غیر فروخت شدہ مال محمولہ جہاز پر جو آپکے قبضہ میں ہے ہمارے ساتہہ کاروبار بند کرنا چاہتے ہیں تو ہم اپنے دوستان مسٹران ہیلر و ڈیس ساکن مینسنگ لین کے پاس اسکو منتقل کرنے پر آمادہ ہیں اگر آپ اس بات پر راضی ہوں تو براہ مہربانی صرف ایک لفظ "جعفر بہائی" کا تار دیجئے اسکی رسید پر ہم فوراً اپنے دوستان متذکرہ بالا کو جملہ مال محمولہ جہاز کو اپنی سپردگی میں لینے کا تار دینگے۔"

۱۹ مارچ ۱۸۹۵ع کو مدعیان نے بدیں مضمون لکہا کہ لونگ کی اسوقت قیمت ۶ ⅝ پنس فی پونڈ تہی انہوں نے باضابطہ حساب فروخت

۱۸۹۳ء
جعفر بہائی لدھابھائی جیوڑ
بنام
ٹامس ڈی چارلس ورتھہ

کا ملفوف کیا جس سے معلوم ہوا کہ کمی مذکور سات سو ساٹھہ پونڈ تک اسوقت پونہچ گئی تھی۔

۱۸ اجون ۱۸۹۰ء کو لونگ کی قیمت اور بہی کم ہوگئی تھی لہذا مدعا علیہ نے مدعیان کو حسب ذیل تحریر کیا۔

ہم نے ہی آی فروقت پر مسٹر جیٹر بہوج کہیم جی کو اس بات پر راضی کیا کہ لونگ کی قیمت کی جو حد مقرر کی ہے اس سے کریں جو حد مقرر ہے بذریعہ اس تحریر کے دست بردار ہوتے ہیں اور آپکے اختیار میں یہ امر چہوڑتے ہیں کہ ۲۰۰ گٹھڑی جملہ ۳۲۵ گٹھڑیوں کی عمدہ ترین نرخ بازار پر خواہ متفرق خواہ تہوک بندی سے فروخت کرین لیکن ۳/۴ پنس فی پونڈ سے کم نہو اور جب ہی آپ ۲۰۰ گٹھڑیاں فروخت کر چکیں ہمکو براہ مہربانی قیمت کا تار دیں اور پہر ہم آپکی رائے مبارک پر بقیہ مال کے چہوڑنے کی کوشش کرینگے آپ بخوبی جانتے ہیں کہ اس کاروبار میں کیا بڑا نقصان ہوگا اور دیے صرف اسوجہ سے فروخت نہیں کیگئیں کہ ۱/۸ فی پونڈ کا فرق نکل جائے اور آپکے مسٹر ولیمس نے اس سے وعدہ صالح قیمت متنازعہ کے حاصل کرنیکا کیا ہے لیکن چونکہ بدقسمتی سے بازار اسقدر ارزاں ہوگیا ہے لہذا بذریعہ خوردہ فروشی کے مال کو بقیمت مذکورہ بالا فروخت کرکے کم نقصان ہونیکی کوشش کیجئے لہذا مہربانی کرکے آپ کوشش بلیغ قیمت ہای بالا و نیز ایک چوتہائی پنس کم حاصل کرنیکی کیجئے ۲۰۰ گٹھڑیوں مذکورہ بالا کو ۳/۴ پونڈ کے حساب سے کم پر فروخت نہ کیجئے اور ہمکو کامل یقین ہے کہ آپ قیمت ہای بالا حاصل کرینگے۔

۲۵ جون ۱۸۹۰ء کو مدعا علیہ نے پہر چٹھی لکھی جسمیں اُس نے یہ افسوس ظاہر کیا کہ لونگ کی قیمت اور کم ہوگئی اور یہ تحریر کیا کہ بعد بہت زیادہ کوشش کرنے اور مسٹر جیٹر بہوج کو نرخ کم منظور کرنے پر راضی کرنے کے ہمکو کوئی اور دوسرا طریقہ بجز کچہہ اور عرصہ تک عمدہ موقع کے انتظار کرنیکے نہیں ہے بجز اس پارسل لونگ اور ضمن عربی کے ہم اس تحریر کے ذریعہ سے کل حد قیمت اپنے مال سے جواب آپکے قبضہ میں ہے دست بردار ہوتے ہیں اور اسکو آپکی رائے مبارک پر اور قیمت ہای بازار عمدہ ترین پر فروخت کرنیکے واسطے چہوڑتے ہیں۔

۲۲۔ اگست ۱۸۹۰ء کو مدعیان نے خط ذیل مدعا علیہ کو تحریر کیا جسمیں انہوں نے اول مرتبہ لونگ کے فروخت کرنے کی دہمکی دی۔

ہمارے پاس کوئی چٹھی آپکی بذریعہ ڈاک مورخہ ۳۰ جولائی نہیں آئی ہے جسکی وجہ سے ہمکو بڑا تعجب ہے کیونکہ ہم مطابق آپکے وعدہ کے ایک بڑی رقم کے منتظر تہے جس سے آپکا حساب برابر ہو لہذا ہم باضابطہ حساب فروخت کل اشیاء کا جو بوجہ آپکے حدود قیمت زائد کے بلا فروخت رہ گئیں اُس حساب سے جو قیمت آج کے روز ہے ارسال کرتے ہیں و نیز حساب باضابطہ حال کا ملفوف کرتے ہیں جس سے آپکو صحیح کیفیت معاملات کی ظاہر ہوگی یعنی کمی ۸۸۳ پونڈ ۱۲ شلنگ ۹ پنس کی ہے چونکہ ہماری یہ کل رقم بیکار پڑی ہے لہذا ہم نے آپکے اوپر ہنڈویات ذیل یعنی ۲/۱۰/۴ ۴۰۰ پونڈ ایک شلنگ ۴ 1/16 پنس و ۴۰۰ پونڈ ۳ پنس بحق چارٹرڈ بینک مبلغ ۵ ۲/۱۰/۴ ایک شلنگ ۴ 1/16 پنس یعنی ۴۰۰ پونڈ ۳ پنس بحق نیوا ورنٹیل بنک تحریر کی ہیں براہ مہربانی انکی نسبت کارروائی ضروری کیجئے اور مدتی پوجنے پر روپیہ ادا کیجئے ہم نے بڑی رقم مندرجہ بالا آپکے پاس اسقدر عرصہ تک بہت صبر کرکے رہنے دی کیونکہ ہم اُس سے بہت مرتبہ اپنا بڑا فایدہ اُٹہا سکتے تہے اور ہم کو صرف یہ اور کہنا ہے کہ اگر آپ ادا کرنے سے انکار کرین تو ہم فوراً کل مال کو عمدہ ترین قیمت پر جو حاصل ہوسکیگی فروخت کر دینگے۔

آپکا خادم وغیرہ

دستخط۔ ٹامس ڈی چارلس ورتھہ

۱۸۹۳ء

جعفر بھائی لدہا بھائی جیٹھو بنام ٹامس ڈی چارلس وغیرہ

مگر یہ کہ ہمارے پاس آپکا نوازشنامہ مورخہ ۱۶ ماہ حال خیر کسی تم مرسلہ کے پہونچا جسکو ہم نہیں سمجھ سکتے ہیں کیونکہ آپ جیسا کہ ہم جانتے ہیں اپنے حساب کیحالت سے واقف ہونگے جسکے درست رکھنے کا آپنے وعدہ کیا تھا ہم دیکھتے ہیں کہ آپنے عدد و قیمت کل مال سے بجز لوگوں کے دست برداری کی ہے اور چونکہ کل بڑی کمی بالکل بوجہ روانگی ۵۳۵ گٹھریوں لونگ محمولہ جہاز کلیمن سنگلیہ کے ہوئی ہے لہذا آپ براہ مہربانی غور فرمائینگے کہ اگر آپ ہماری ہنڈیات ۰۰۰ پونڈ کی نہ سکارینگے تو ہم مال کو پورا فروخت کرنا شروع کر دینگے“ اس چٹھی کا مدعا علیہ نے جواب ذیل بھیجا جس میں ہنڈویات مدعی سکارنے سے انکار کیا اور انکو تنبیہ کی کہ لونگ فروخت نہ کریں۔

۱۰ ستمبر ۱۸۹۳ء

”جناب من۔ آپکا نوازشنامہ مورخہ ۴ ماہ گذشتہ وقت پر پہونچا مگر ہم دو ہنڈویات ہر ایک تعدادی ۰۰ پونڈ کی دیکھنے سے بہت زیادہ متحیر ہوئے ہیں جنکو آپنے ہمارے اوپر لکھا ہے اور جو بطور ایک امر لازمی کے اور جنکی آپ کو پوری امید تھی کہ وہ بالکل غیر واجب ہیں نہیں سکاری جائینگی بلکہ اُنسے انکار کیا جائیگا۔

”ہم نے آپ کو صاف طور پر ہم پر ہنڈی نہ کرنے کو تحریر کیا تھا مگر جب کبھی ہم کوئی کمی روانگی مال میں جو آپکے قبضہ میں ہو دیکھینگے تو ہم فوراً دریافت کرینگے اور ہم آپ کو یقین دلا سکتے ہیں کہ اگر حال کی کم قیمتوں پر بھی حساب کیا جاوے فرق اون شرح کا جنکو آپنے بہت کم بہ نسبت اصلی شرح مروجہ اکثر صورتوں میں حاصل کیا ہے اور فرق اخراجات میں (جو بہت بڑے ہیں) نکالا جاوے اور جنکی بابت آپکو شکایتیں بہت عرصے لکھی گئی ہیں اور کمی وزن و نیز ہماری کمیشن و نیز بشرح ۶ فیصدی کو محسوب کیا جاوے تو کوئی بڑی رقم ہمپر واجب الادا نہیں ہوگی لہذا ہمارا ہنڈویات کا سکارنا بعید از عقل ہے ہم نے آپ سے کئی بار التجا کی تھی کہ آپ اپنا کمیشن چھوڑ دیں اور ہم اپنا کل مال کسی دوسرے کارخانہ کو منتقل کر دینگے مگر آپنے ہماری تجویز منظور نہیں کی اور بیرحمی سے ہمارے گاہکوں کی گلو تراشی کی ہے جو سب ہمکو چھوڑ دیتے اگر ہم عرصہ دراز سے آپکے ساتھ کاروبار بند نہ کر دیتے اور عمدہ اشخاص کے ساتھ انتظام نہ کرتے کہ جن سے ہمکو یہ کہنے میں بڑی خوشی ہے کہ کل ہمارے گاہک بہت خوش و راضی ہیں اور کوئی وجہ کسی شکایت کی نہیں ہے لہذا یہ بیان کرنا غیر ضروری ہے کہ بوجہ آپکی خاص بے اعتنائی و غفلت کے آپنے کل ہمارے گاہکوں کو ناراض کر دیا ہے اور بوجہ محنت و کوشش کے دیگر اشخاص نے انکو رضامند کیا ہے۔ اُن اشخاص کا جنہوں نے قطعی (بلکہ ٹھیک انصافانہ طور پر) آپکی ہنڈیات زر زائد کے ادا سے انکار کیا ہے ہم آپ سے تذکرہ کر چکے ہیں اور آپ کو یہ یقین کرنا چاہئے کہ ایک ایک فلوس جو ہمکو انہیں واپس دینا پڑیگا وہ بذمہ آپکے واجب الادا ہوگا جو کچھ شکایات و لعنت ملامت ہمکو سہنی پڑی ہیں ہم بیان نہیں کر سکتے اور یہ سب بوجہ آپکی ذات شریف کے ہیں

”ہم کو یہ بھی آپ کو یقین دلانا چاہئے کہ ہم کل ثبوت پورے طور پر دینے کو آمادہ ہیں جو ہمارے بیان بالا نسبت نقصان وزن و فرق شرح و اخراجات غیر معمولی کے واسطے ضرور ہے۔

”امید کہ آپ اُن اشخاص کی دلجمعی کرنے کی ہنوز کوشش کرینگے جنہوں نے اپنی حدود ہٹادی ہیں اور اعتبار کرکے انہوں نے اپنا مال آپکی رائے مبارک پر چھوڑ دیا ہے نسبت حساب لونگ جو ہمکو بھیجا گیا ہم نے اسکو حدود ۲ پنس فی پونڈ تک کم کرنیکی ترغیب دی ہے جسپر براہ مہربانی غور فرمائیے اور یہ یاد رکھئے کہ آپ جوابدہ ہونگے اگر آپ انکو کم از حد بالا فروخت کرینگے۔

”آپکا خادم وغیرہ

دستخط۔ لدہا بھائی“

۱۸۹۳ء

جعفر بھائی لدا بھائی چھوٹو بنام ٹامس ڈی جارلس رتھہ

خط و کتابت مزید فیمابین فریقین ہوئی ۳۱- اکتوبر کو مدعا علیہ نے حد قیمت ۱۶ پنس تک بذریعہ تار کے کم کر دی مگر قیمت اسوقت حد مذکور سے اور گر گئی تھی- ۱۱ دسمبر ۱۸۹۰ء کو مدعی نے جو اسوقت بمبئی آ گیا تھا مدعا علیہ کو حسب ذیل تحریر کیا :-

"وہ مال کہ جو آپکے حساب میں اب ہمارے پاس ہے صرف ۳۵۴ گٹھریاں لونگ محمولہ جہاز "کلین سنکلیر" کی ہیں جنکی بشرح قیمت ہائے بازار حال کے قریب ۱۳۰۰ پونڈ کے ہے آپنے کئی بار مسٹر ڈبلیو بی جارلس ورتھہ سے وعدہ کیا ہے کہ آپ اس معاملہ کا تصفیہ کرینگے مگر آپنے تصفیہ نہیں کیا ہے اور ہم آپ کو اخیر مرتبہ یہ اطلاع دیتے ہیں کہ اگر آپ جواب کل (۱۲ ماہ حال) تک نہ دینگے تو ہم ہدایات اپنے ہوس مقام لنڈن کو واسطے فروخت کرنے بغیر کسی شرط کے بذریعہ تار دینگے"-

۳۵۴ گٹھریوں لونگ کا نیلام مدعیان نے ۵ فروری ۱۸۹۱ء کو کیا منجملہ انکے ۴۰ کا بشرح ۴ پنس فی پونڈ اور ۳۱۴ کا بشرح ۴ ۵/۸ پنس- حسابات باضابطہ مدعا علیہ کے پاس بھیجے گئے جسمیں دیہہ باقی یافتنی مدعیان نسبت لونگوں کے ۳۴۴ پونڈ ۱۵ شلنگ ظاہر کیا گیا تھا یہ رقم (۵۱۲ پونڈ ۱۵ شلنگ ۱۱ پنس متذکرہ بالا میں شامل ہے جسکی بابت نالش دایر کیگئی ہے حسابات لینے میں اہل کمیشن نے چند رقوم خارج کر دیں اور رقم جسکی اسنے بطور واجب الادا مدعی مارچ ۱۸۹۱ء میں رپورٹ کی ۳۱۴ پونڈ ۱۰ شلنگ تھی-

نسبت عذرات متعلقہ رپورٹ مدخلہ مدعا علیہ کے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے دسمبر ۱۸۹۱ء میں روبرو فیرن صاحب جسٹس کے بحث کیگئی-

کرک پیٹرک ورسل منجانب مدعیان- نسبت بحث کے جو بابت فروخت لونگ پیدا ہوئی انھوں نے یہ بحث کی کہ مدعیان نے روانگی مال منظور کر لی تھی اور ۱۰۰۰ پونڈ اس شرط پر پیشگی دیا تھا کہ مدعیان کے پاس جمع رہے اور چونکہ مدعا علیہ نے شرط مذکور کی خلاف ورزی کی لہذا مدعیان کا فروخت کرنا لونگوں کا بنابر ادای رقم اپنے زر پیشگی کے جایز تھا انھوں نے حوالہ مقدمات برون بنام میگران (۱) ڈیلو تھو بنام ڈاسن (۲) کا دیا-

بدر الدین طیب جی و مسٹر جارڈین منجانب مدعا علیہ- انھوں نے یہ بحث کی کہ گماشتہ کو کوئی اختیار خلاف احکام مالک کے فروخت کرنیکا نہیں ہے اور انھوں نے مقدمہ اسمارٹ بنام سانڈرس (۳) پر استدلال کیا-

۲۹ فروری ۱۸۹۲ء کو فیرن صاحب جسٹس نے بعد کسیقدر منظور کرنے اول و دوم عذرات کے یہ فرمایا-

---

(۱) رپورٹ پیٹرس صاحب جلد ۱۴ صفحہ ۴۷۹ (رپورٹ امریکہ) (۲) رپورٹ ہولٹ صاحب طبع جدید صفحہ ۳۸۳-

(۳) رپورٹ کامن بنچ جلد ۳ صفحہ ۳۸۰ و مقدمہ مذکور رپورٹ کامن بنچ جلد ۵ صفحہ ۸۹۵-

جعفر بھائی
لدھا بھائی سیٹھ
بنام
ٹامس ڈی
چارلس [illegible]

تیسرا عذر واسطے فریقین ونیز واسطے سوداگران کے بالعموم بہت اہم ہے میں خاصکر اُن واقعات کو بیان کرونگا جنکی وجہ سے وہ پیدا ہوتا ہے۔

مدعیان کی ایک دوکان سوداگری وکمیشن ایجنسی کی ہے جو لنڈن میں کاروبار کرتے ہیں اُنکی کوئی شاخ دوکان یا جائے کاروبار بمبئی میں نہیں ہے اگرچہ منجملہ شرکا کے ایک شریک دوکان کا وقتاً فوقتاً اس شہر میں آتا ہے مدعا علیہ ایک سوداگر ہے جو بمبئی میں سکونت رکھتا ہے اور کاروبار کرتا ہے قبل ۷ جنوری ۱۸۸۹ء کے مدعاعلیہ نے کاروبار روانگی مال مدعیان کے ساتھہ کیا تھا مجھکو شہادت نسبت ٹھیک شرائط کے جنپر کاروبار مذکور جاری تھا یا اسکی ٹھیک نوعیت کیا تھی معلوم نہیں ہوئی بجز اسکے کہ وہ اسی قسم کا تھا جو بعد تاریخ مذکور کے کیا گیا تھا جنوری ۱۸۸۹ء میں مدعیان و مدعاعلیہ نے ملکر کاروبار زیادہ وسیع کرنیکا ارادہ کیا اور مدعی ڈبلیو چارلس درتھہ نے جو اسوقت بمبئی میں تھا ایک چھٹی مورخہ ۷ جنوری مدعاعلیہ کے پاس جسمیں شرائط انتظام جو اُنکے باہم قرار پائے تھے مندرج تھے وہ بالفاظ ذیل تھے :۔

"جناب من! میں اب بخوشی اُس انتظام کو جو مابین ہمارے زبانی دربارہ مجوزہ بیشی کاروبار ارسال مال کے مابین ہماری ہر دو کوٹھیات کے طے ہوا تھا دوبارہ بیان کرتا ہوں۔ مختصراً خاص امور یہ ہیں۔

"کہ آپ ہماری طرف سے اس بات کی ترغیب لائینگے کہ پیداوار (باستثنائے روئی کے) ہمارے پتہ سے ارسال کیجائے۔

"کاروبار ہطرف کا بالکل آپکے نام سے کیا جاویگا اور آپ اسکے ذمہ وار ہونگے کہ ہم نقصانات سے جو متعلق مال مرسلہ ہوں بری رہیں اور آپ ذمہ وار ادا بابت ہنڈیات زر زائد وغیرہ کے ہونگے۔

"یہ صاف طور پر سمجھا جاتا ہے کہ کل کاروبار یورپ کا فقط ہمارے ساتھہ ہوگا صرف استثناء اُن صورتوں میں ہوگی کہ جن میں منازعت مابین ہمارے و کسی شخص منجملہ آپکے روانہ کنندگان مال کے پیدا ہو جس صورت میں اگر شخص آخر الذکر ایسا چاہے اور بغرض رکھنے خاص تعلق مذکور کے مال مرسلہ متنازعہ کسی دیگر کوٹھی لنڈن کے سپرد کیا جاتا ہے جب تک کہ نزاع طے نہو جائے۔

"ہم منجانب اپنے کمیشن خالص و دلالی [illegible] فیصدی پر راضی ہیں صرف استثناء نسبت اس کے بصورت جرم یا کسی دیگر مال کے ہوگا جسپر معمولی دلالی لنڈن میں

جعفر بھائی لدھا بھائی وغیرہ بنام ٹامس ڈبلیو چارلس رتھم

۱۰ فیصدی ہے اور ایسی صورتوں میں ہماری اُجرت ۴ فیصدی بابت کمیشن و دلالی کے ہوگی۔
میں آپکی منظوری و رضامندی کی نسبت شرائط ماقبل کے منتظر ہوں اور یقین ہے کہ ایک بڑی تجارت مابین ہمارے واسطے فایدہ باہمی ہمارے کے پیدا ہوا اور جناب من میں آپکا خیر خواہ ڈبلیو چارلس رتھم ہوں۔"

اس چٹھی سے یہ واضح ہوگا کہ وہ صرف اُن شرائط سے متعلق ہے جو مدعاعلیہ نے بحیثیت ترغیب دلانے واسطے روانگی مال اور مدعیان نے بحیثیت اُن اشخاص کے جنکے نام ایسی روانگی مال کی ترغیب دیجاویگی کیا کوئی تذکرہ اسمیں نسبت نوعیت و تعداد زر پیشگی کے نہیں ہے جسکا دینا مدعیان نے اگر مال پر اپنے ذمہ لیا جو روانہ کیا ہو یا نسبت شرائط کے جنپر وے زر پیشگی دینگے یا نسبت اُن حقوق کے جو بوجہ زر پیشگی مذکور کے اگر دیا گیا ہو مدعیان کو اوپر اُس مال کے حاصل ہونگے جو اُنکے پاس ارسال کیا گیا۔ یہ سب اُس طریقہ سابق کاروبار مابین فریقین و دستور تجارت (اگر کوئی ہو) و عام قانون تجارتی متعلقہ مقدمہ پر منحصر کہا گیا ہے چارلس رتھم یہ کہتا ہے کہ مابین مدعاعلیہ و اُسکے یہ زبانی اقرار ہو گیا تھا کہ ہنڈویات مدعیان پر نسبت مال مرسلہ کے کیجاوینگی اور ایسی ہنڈویات میں گنجایش ۲۰ فیصدی درمیان رقم ہنڈوی و مالیت مال علاوہ اخراجات کے ہوگی اور جب کبھی کوئی کمی بوجہ نرخ بازار کے ہو تو مدعیان مدعاعلیہ پر ہنڈوی کرینگے مگر یہ کسی جگہ خاص طور پر بیان نہیں کیا گیا ہے کہ یہ اقرار کیا گیا تھا کہ درصورت ایسی کمی ہونیکے مدعیان کو اختیار فروخت اُس مال کا جو اُنکے پاس روانہ کیا گیا ہو بلا لحاظ خواہش و ہدایات روانہ کنندگان کے ہوگا۔ بجز اسکے جو خط و کتابت سے اقرار اخذ کیا جاتا امر مذکور کی نسبت بھی کوئی شہادت نسبت دستور تجارت مابین بمبئی و لنڈن کے نہیں ہے سوا استحقاق جہانتک کہ شہادت مقدمہ ہذا متعلق ہے نتیجہ اُن خطوط پر جو پیش کئے گئے اور قانون عام پر منحصر رکھی گئی ہے مدعاعلیہ استحقاق مدعیان اسپر ہنڈوی کرنیکا جبکہ کمی پیدا ہو تسلیم کرتا ہے مگر یہ بیان کرتا ہے کہ ایسا استحقاق اُسوقت تک پیدا نہیں ہوتا جبتک۔۔۔ الپونڈ نہو یہ حد استحقاق مدعیان پر ہنڈوی بابت اُس کمی کے کرنیکے جو خط و کتابت میں ظاہر کی گئی ہے ثابت نہیں ہے اور میری دانست میں ہر صورت میں یہ تصور ہونا چاہیئے کہ اس انتظام کی ایک شرط مابین فریقین

جعفر بہائی لدہا بہائی جیٹو
بنام
ٹامس ڈی جارلس رتہہ

خواہ وہ طریق کاروبار سابق یا معاہدہ صریحی پر مبنی ہوا ہتی کہ مدعیان کو استحقاق مدعاعلیہ پر ہنڈی کرنیکا جبکہ کمی واقع ہو حاصل ہے اور اسلیئے مدعاعلیہ پر فرض ہے کہ ہنڈیات مدعیان کو جبکہ اسطور پر کی جائیں سکارے -

۲۵ جنوری ۱۸۹۰ع کو مدعاعلیہ نے ۵۳۴ گٹہریاں اگوانی کی مدعیان کے پاس لنڈن میں روانہ کیں اور مال مرسلہ کو پر ہنڈوی ۲۱۰۰ پونڈ کی بنام مدعیان کی ذیل میں انتخاب چیٹی مذکور کا ہے جسمیں روانگی مال کی اطلاع دیگئی ہتی - ہم نے بذریعہ ڈاک حال کے آپکی خدمت مبارک میں ۵۳۴ گٹہریاں اونگ بذریعہ جہاز دخانی کلین سنکلیر کے روانہ کی ہیں اور نیز ہنڈوی ۲۱۰۰ پونڈ کی کی ہے براہ مہربانی پیش ہونے جانیے پر سکار دیجئے - چونکہ ہمارے گاہک مسٹر چیہو بہو کہیم جی نے روانہ کی ہیں اگرچہ کہ ہم نے مبلغ .... اسکو ایک ماہ پیشتر پیشگی دیئے ہیں تاہم ہم نے انکو خاص اپنے نام سے جہاز پر لدوایا ہے - ہمکو یقین ہے کہ آپ کوشش بدرجہ غایت قیمت اعلی ترین کے حاصل کرنے کی کریں گے نرخ ۹ پنس فی پونڈ ہے مگر اسکو زیادہ کی امید ہے اور وہ کم از قیمت بالا فروخت نہ کیجیاویں - بیجک لونگوں کا دستاویز نمبر ۹۸ ہے وہ ہنڈوی بظاہر ہانگ کانگ کے بینک کے پاس ہتی -

اس چیٹی و بیجک کے پہنچنے پر مدعیان نے مدعاعلیہ کو تار دیا - بذریعہ تار کے ۴۰۰ پونڈ بابت ہنڈی زائد اوپر لونگ محولہ جہاز کلین سنکلیر ۵۳۴ گٹہری کے ارسال کیجئے جواب فوراً دیجئے - مدعاعلیہ نے تار کا جواب ۱۲ فروری کو دیا میں بذریعہ جانے والی ڈاک کے روپیہ بہیجونگا اسی روز ایک تار مدعیان نے پایا جو تہیر یا ٹوبن نے حسب ذیل بہیجا تہا : ہنڈیات لدہا بہائی کی سکار دیجئے میں ضامن ہوں - ان تاروں کی بابت تشریح مدعیان کی چیٹی مورخہ ۱۵ فروری میں ہے اسکے انتخابات حسب ذیل ہیں : ۵۳۴ گٹہریاں لونگ محولہ جہاز کلین سنکلیر جنپر آپنے ۲۱۰۰ پونڈ کی ہنڈوی کی ہتی آپنے ایسا کرنے میں ظاہرا بڑی غلطی اپنے حساب میں کی قیمت مندرجہ تار بوقت روانگی مال بشرح ۹ پنس تہی وہ ہر ایک گٹہری بوزن ۱۳۴ پونڈ خالص (جو سب سے زیادہ وزن خالص ہو سکتا ہے) فرض کرکے کل قیمت مال

کل قیمت مال	.. .. ..	۲۱۵۰	پونڈ
منہائی اخراجات کرایہ جہاز وغیرہ	.. .. ..	۳۲۵	پونڈ
		۱۸۲۵	پونڈ
گنجائش حسب معمول	.. .. ..	۲۰۰	پونڈ
		۱۶۲۵	پونڈ

جعفر بہائی لدہا بہائی چتو بنام ٹامس ڈیسی چارلس ورتہیہ

بعد ازاں چٹھی میں تذکرہ تاروں کا ہے اور یہ مندرج ہے "بلاشک ہم جانتے ہیں کہ تم ارزانی بازار کی بابت جوابدہ نہیں ہو سکتے ہو۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بالکل نقصان وزن سفر بحری و کرایہ جہاز و اخراجات کو نظرانداز کر دیا ہے جیسا کہ مسٹر ڈبلیو بی سی نے بیان کیا ہے تمہارا کاروبار صرف شرائط متذکرہ پر کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ ہمارے پاس روپیہ موجود رکہا جائے بعد ازاں یہہ بیان کیا گیا ہے کہ دیگر روانگی مال پر علاوہ لوگوں کے کمی ۵۰۵ پونڈ کی ہے جسکی بابت مدعیان نے ہُنڈی مدعا علیہ پر ۳۰۰ پونڈ کی کی ہے اور یہ اطلاع دی گئی ہے کہ ہنڈی ۲۱۰۰ پونڈ کی سکاری گئی۔ مدعا علیہ نے بمبئی سے بہی ۱۵ فروری کو بحوالہ اُن تاروں کے یہ اور تحریر کیا کہ "ہم آپکے ایسے تار کے پانے سے بہت زیادہ متحیر ہیں خاصکر جبکہ ایک صاف شرط مابین ہمارے اور آپکے مسٹر ولیمس کے بوقت انتظام ہو گئی تہی کہ جب کبہی آپ کو کمی بقدر ۱۰۰۰ پونڈ کے معلوم ہو تو آپ ہنڈی ہمارے اوپر بابت اُس رقم کے کریں حالانکہ صرف بہت قلیل عرصہ گذرا ہے اور آپنے بے صبر ہو کر ہماری ہنڈی کہڑی رکہی اور ہمکو یہ تار دیا کہ روپیہ ارسال کرو ورنہ آپ ہنڈی مذکور کو نہیں سکارینگے یہ حیرانگیز ہے مگر ہم آپکے ممنون ہیں کہ آپنے ہمکو اسطور پر آگاہ کر دیا ہے۔ مگر اس معاملہ ناپسندیدہ کے ختم کرنے کے واسطے ہمکو صرف یہ کہنا ہے کہ چونکہ کوئی مال بذریعہ ڈاک حال کے روانہ نہیں ہوا ہے لہذا ہم ڈاک آئندہ میں روپیہ بذریعہ دستاویزی ہُنڈی کے بہیجینگے اور ہم ڈاک آئیندہ تک انتظار نہ کرتے مگر چونکہ آپ کا بابت ہر قسم کی کمی کے جو کچہہ کہ ہو اطمینان ہو گیا لہذا ہم نے یہ مہلت لی امید کہ یہ کافی ہوگی"۔

مدعیان نے تہیر یا ٹوپن کو بہی بتاریخ ۱۵ فروری اپنے خاص کاروبار کی نسبت تحریر کیا اور اسمیں یہ فقرہ اضافہ کیا۔ "ماہ حال کو ہم نے آپکا تار پایا ہُنڈویات لدہا بہائی کی سکارنے میں ضمانت کرتا ہوں"۔ ہمارا تار دوست موصوف کو جسکی نسبت ہماری رائے عمدہ ہے نتیجہ اصول کاروبار معمولی کا ہے اس مقدمہ میں یہ بحث پیش کی گئی ہے کہ آیا تہیر یا ٹوپن نے اختیار اس تار کے بہیجنے کا دیا تہا جو اُسکے نام سے بہیجا گیا تہا یا نہیں" میں فوراً کہہ سکتا ہوں کہ مجہکو معلوم ہوتا ہے کہ مدعیان نے کبہی غیر مطلوبہ ضمانت تہیر یا ٹوپن کی بجائے ان حقوق کے (اگر کوئی ہوں) منظور نہیں کی جو اُنکو اوپر اُس مال کے حاصل رہتے جو اُنکے پاس روانہ کیا گیا تہا۔ اور اگر ضمانت بہی دی گئی ہو کہ یہ امر بہت قابل اعتراض معلوم ہوتا ہے تو اُسکا اثر حقوق قانونی فریقین پر نہیں پہنچ سکتا۔ تار اُس غرض سے بہیجا گیا تہا کہ

جعفر بھائی
لدہا بھائی چھوٹو
بنام
ٹامس ڈی
چارلس وغیرہ

مدعیان کو ترغیب ہو کہ ملا ارسال ۴۰ پونڈ بذریعہ تار کے نامبردگان ہنڈی بھارین میں اس ضمانت
بینہ کا اور زیادہ ذکر نہ کرونگا۔ ۱۴ فروری کو مدعا علیہ نے ایک ہنڈی ۲۵۰ پونڈ کی مدعیان کے
پاس بھیجی اور انکو یہ اختیار دیا کہ وہ اُسکے حساب عام میں درج کریں یا کمی لونگ میں جیسا وہ
مناسب سمجھیں چٹھی میں یہ بھی تحریر ہے "ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ رقم واسطے پوری کرنے کمی
ہماری ہنڈی زائد متعلقہ روانگی لونگ محمولہ جہاز "کلین سنکلیر" کے (جسکی نسبت آپ کو اندیشہ ہوا
تھا اور آپنے روپیہ بھیجنے کو ہمکو تار دیا تھا) ارزانی بازار حال پر بھی کافی ہوگی علاوہ اسکے ہمارے
دوست مسٹر تھیریا بھائی ٹوپن بھی ضامن ہوئے ہیں ہم نے ایک حد ۹¼ پنس کی مال محمولہ جہاز مذکور
پر مقرر کردی ہے لیکن آمد پر اگر آپ ہماری حد تک قیمت حاصل نہ کرسکیں تو براہ مہربانی قیمت
کی نسبت تار دیجئے اور ہم اپنے گاہک مسٹر چتر بھوج کھیم جی سے مشورہ کرکے آپ کو جواب
بھیجیں گے کہ آیا پارسل رکھے رہیں یا فروخت کئے جاویں۔ براہ مہربانی اسکے مطابق کاربند
ہوجیے یعنے اگر وہ فروخت ہوگا تو ہم تار دینگے لیکن اگر ایسا نہوگا تو ہم جواب نہ دینگے۔ مہربانی
کرکے کچھ عرصہ تک اُسکو رہنے دیجئے۔ ہم نے مالک جہاز کو ۹¼ پنس تک گھٹانے پر
آمادہ کیا ہے"

۸ مارچ کو ۳۵۴ گٹھریاں لونگ کی آئیں اور یہ کہا گیا کہ وے بدرنگ اور آمیزشی ہیں اور انکی قیمت
بحساب ۷⅝ پنس تخمینہ کیگئی ہے۔ مدعا علیہ کو اسکا تار دیا گیا اور اُسی روز مدعیان نے مدعا علیہ
کو حالت حساب ظاہر کرکے لکھا جس سے بڑی کمی معلوم ہوتی تھی اس چٹھی سے بھی یہ خیال
رفع ہوتا ہے کہ مدعیان کو قبل لکھنے ہنڈی کے اُسوقت تک انتظار کرنا چاہئے تھا کہ کمی
کی تعداد ۱۰۰۰ پونڈ ہوجاوے۔ ۱۳ مارچ کو مدعا علیہ نے مدعیان کو تار دیا "لونگ رہنے دیجئے
۴۰۰ پونڈ بذریعہ ڈاک بھیجتے ہیں" مدعیان نے اُسکو علاوہ ۲۵۰ پونڈ کے سمجھا جنکی نسبت مدعا علیہ
کی چٹھی مورخہ ۱۴ فروری میں جو ۱۵ مارچ سے پہلے موصول ہوئی تھی ذکر کیا تھا اور مدعیان نے ۱۵
مارچ کو یہ تحریر کیا کہ مطابق ہدایات مدعا علیہ کے ہم لونگ کو رہنے دینگے گو نامبردگان نے
یہ ظاہر کیا کہ ہمکو کمی قیمت کا اندیشہ ہے۔ مدعا علیہ نے بعد بھیجنے تار مورخہ ۱۳ مارچ کے خط
مورخہ [illegible] مارچ بھیجا۔ "ہم نے آپ کو جواب ۱۳ کو بھیجا ہے کہ لونگ رہنے دیجئے اور ہم ۴۰۰
پونڈ بذریعہ ڈاک بھیجتے ہیں جنکو ہم اسموقع پر بھیجتے ہیں یعنی دو ہنڈی ملفوفہ ۳۶۰ پونڈ کی [illegible]
پارسل تمام و کمال جسکی قیمت کی حد مقرر ہے تا ہدایات مزید رہنے دیجئے کہ آپنے ہم سے جملہ ۹۶۰ پونڈ

ہے اور ہم بھی بدستور وقتاً فوقتاً جیسا مناسب سمجھینگے روپیہ بھیجتے رہینگے لیکن اسپر بھی آپ کو اندیشہ اور زیادہ کمی کا ہے اور بہتر ہو کہ اپنی کمیشن کے ہمارے جملہ غیر فروخت شدہ مال محولہ بالا بردار آپکے قبضہ میں ہے ہمارے کاروبار بند کرنا چاہتے ہیں تو ہم آمادہ ہیں کہ انکو اپنے صاحبان سے بہتر و مسٹر ریس ہاکن منسنگ لین کے پاس منتقل کریں اگر آپ اس بات پر راضی ہوں تو ہم کو صرف ایک لفظ "جعفر بھائی" کا تار دیجئے اور ہم فی الفور اپنے احباب کو جملہ مال مذکورہ جہاز مذکور کے اپنی سپردمیں لینے کا تار دینگے" ۲۹ مارچ کو مدعیان نے مدعا علیہ کے پاس حساب بمقابلہ فروخت کا تاریخ اخیر تک بھیجا جس سے اندازاً لونگ میں ۷۰۰ پونڈ کی کمی معلوم ہوتی تھی جسکی نسبت مدعیان ۳۰۰ پونڈ کا پانا قبول کرتے ہیں اور مطابق انتظام کے باقی روپیہ کی ہنڈوی بھیجنے کا ارادہ کرتے ہیں مدعیان نے بجواب چٹھی مدعا علیہ مورخہ ۱۵ مارچ کے جعفر بھائی کا تار نہیں دیا لہذا یہ خیال کرلینا چاہیئے کہ اُنھوں نے مال مرسلہ غیر فروخت شدہ مسٹران ہیلر و دیس کو دینے سے انکار کیا۔ مدعا علیہ نے ۵ اپریل کو اس معاملہ میں یہ لکھا "ہم کو جواب کی امید بذریعہ تار کے یہ تھی کہ آپ کو منظور ہے کہ ہمارے کل مال مرسلہ کو کسی دوسرے کارخانہ کے سپرد کردیں مگر جواب نہ آنے سے ہم خیال کرتے ہیں کہ آپ نے انتظار کرنا مناسب سمجھا اور صرف یہی چارہ کار ہمارے لئے بھی باقی رہ گیا ہے"

مضمون مندرجہ بالا جزو اہم مراسلت متعلقہ روانگی لونگ اور اُن شرائط کا ہے جن کے مطابق وہ بھیجی گئی تھیں اور اُن شرائط کا ہے جنکے مطابق روانگی مال منظور کیگئی تھی ہمکو اُس سے نتیجہ مناسب قابل اخذ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ نے لونگ ساتھہ حد فروخت ۹½ پنس کے جو بعد ازیں کم ہوکر ۹¼ پنس ہوگئی ارسال کی اور یہ کہ مدعیان نے مال مرسلہ کو ساتھہ ایسی حد معینہ کے اس شرط پر قبول کیا کہ اُنکے پاس روپیہ موجود رکھا جاوے اگر کمی بوجہ ارزانی بازار یا دوسرے سبب کے درمیان قیمت مال و رقم پیشگی متعلقہ اُسکے میں واقع ہو اور یہ کہ مدعا علیہ نے شرائط مدعیان تسلیم کیں جو حقوق و چارہ ہائے کار مدعیان کے تھے اگر مدعا علیہ شرائط کی خلاف ورزی کرتا وہ خاص طور پر مذکور نہیں ہیں۔

بموجب حالات مظہرہ مدعیان کے بازار لونگ نہائیت عجلت کے ساتھہ گر گیا مدعا علیہ نے حد فروخت کم کردی مگر اس درجہ تک نہیں کہ جس سے فروخت ہو سکے مدعا علیہ نے کمی جو اسطور پر واقع ہوئی پوری نہیں کی۔

۱۸۹۳ء

معتبر بائی
لدھا بہائی جیٹھو
بنام
ٹامس ڈی
چارلس رپتھ

۲۴-اگست کو مدعیان سے نے مدعا علیہ کو کل مال کی فروخت کا حساب باضابطہ جو اسوقت انکے پاس تہا بہیجا جس سے کمی ۸۸۳ پونڈ ۱۳ شلنگ ۹ پنس کی ظاہر ہوئی تہی اس بابت انہوں نے مدعا علیہ پر ۸۰۰ پونڈکی ہنڈیاں کیں اور مدعا علیہ کو نوٹس دی کہ اگر آپ ہنڈیوں نہ سکارینگے اور ادا نہ کرینگے تو ہم فوراً لونگ کو فروخت کرنا شروع کردینگے اُسوقت صرف لونگ ہی مدعیان کے پاس تابع حد قیمت رکھے تہی اس چٹہی کا جواب مدعا علیہ نے ۱۰ ستمبر کو دیا اُس نے ہنڈیوں کے ادا کرنے سے اس بنا پر انکار کیا کہ بوجہ مدعیان کے مال شرح مقررہ سے کم پر فروخت کرنے اور اُنکی شرح اخراجات بیحد ہونے کمی وزن جو اُنہوں نے قایم کی و کمیشن والپسی جسکا اُنہوں نے حساب دینا تہا کوئی بڑی رقم آپکی یا فقتی میرے ذمہ نہیں پائی جائیگی چٹہی مذکور فقرہ ذیل پر جو نسبت لونگ کے ہو ختم ہوئی "واپس حساب لونگ جسکے بہوج کہیم جی کے ہم نے اُسے ۷ پنس فی پونڈ تک کم کرنے پر راضی کیا ہے جسکو آپ مہربانی کرکے یاد اور ذہن نشین رکہئے کہ آپ ذمہ وار ہونگے اگر آپ اس حد سے کم پر فروخت کرینگے "۔

مراسلات میں اسوقت ایک طریق اور طرز نہائیت سخت اختیار کیا گیا ۴-اکتوبر کو مدعیان نے مدعا علیہ کو تار دیا کہ ہم لونگ بازار چہارشنبہ میں فروخت کرینگے بجز اسکے کہ آپ ہمکو ۸۰۰ پونڈ کی گنجائش کا تار دینگے تار ہذا میں قیمت بازار بحساب ۵ ۳/۴ کے مندرج ہے اسکے بعد ایک تار مدعا علیہ کے پاس ۳۰ کو بہیجا گیا کہ حد قیمت مقرر کیجئے ورنہ ہم بحساب ۵ ۱/۲ کے فروخت کرینگے اگر آپ کو منظور ہو کہ ہم آپکا مال رکہے رہیں تو ۸۰۰ پونڈ کی گنجائش کا تار دیجئے ورنہ فروخت ہوگا" ۳۱ کو یہ جواب آیا "حد واسطے لونگ کے ۶ پنس" وہ حد بعد ازاں کبہی کم نہیں کیگئی۔ اُسوقت مدعیان نے فروخت نہیں کی ۱۵ نومبر کو لونگ ۵ پنس تک گر گئی۔ مدعیان نے ایک حساب طیار کیا جس سے ذمہ مدعا علیہ کے کمی ۲۹۲ ۱ پونڈ ۳ شلنگ ۱ پنس کی ظاہر ہوتی تہی اسی روز ایک تار بہیجا گیا۔

برطبق رسید چٹہی مدعا علیہ مورخہ ۲۵-اکتوبر ۱۸۹۰ء کے چارلس ورتہہ مع حساب ۱۵ نومبر کے بمبئی کو آیا اور یکم دسمبر کو بمبئی پوہنچا اور ہنڈیاں واسطے بقیہ ۱۱۹۴ پونڈ ۳ شلنگ ۱ پنس کے مدعا علیہ کے روبرو پیش کیں جن کو شخص آخر الذکر نے نامنظور کیا۔ ۵ دسمبر کو لونگ کی قیمت ۵ پنس تہی لیکن یہ قیمت برائے نام تہی مدعی اور مدعا علیہ کے درمیان چند ملاقاتیں ہوئیں

جعفر بہائی ولد بہائی جیتو بنام ٹامس ڈی چارلس ورتہہ

جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ مدعا علیہ نے ہر بات کے کرنے سے جو متعلق کمی لونگ کے تہی انکار کیا بجز اس کے کہ مدعیان اُسے ۶۰۰ پونڈ بابت اخراجات زائد وغیرہ مبیت کے مجرا دیں - لونگ اب تک ارزان ہوتی چلی جاتی تہیں مدعی چارلس ورتہہ کچھ عرصہ تک بامید تصفیہ منتظر رہا -

۳۰ جنوری سنہ ۱۸۹۱ء کو چارلس ورتہہ نے مدعا علیہ کو بذریعہ چٹہی کے یہ اطلاع دی کہ میرے پاس لندن سے ایک تار آیا ہے کہ اُسکی لونگ بذریعہ نیلام عام فروخت ہونے والی ہیں اور وے اُسکے حساب میں سب سے زیادہ بولی بولنے والے کو فروخت کردی جاوینگی چنانچہ لونگ فروخت ہوگئیں اور ۴ پنس سے ۴ ۵/۸ پنس تک قیمت وصول ہوئی -

مدعا علیہ قیمت لونگ بحساب ۲ پنس فی پونڈ کے جواب سے کم مدعا علیہ ہوئی تہی مجرا لینا چاہتا ہے فرق بقدر ۲۹۰۳ پونڈ آٹھ شلنگ ۵ پنس کے [illegible] بحث یہ ہے کہ آیا مطابق اُن شرائط کے جنپر مدعیان نے مدعا علیہ کے لئے کاروبار انکی مال کیا یا مطابق [illegible] (مدعیان کے پاس روپیہ بعوض کمی پوری کرنے ارزانی بازار کے نہیں دیا گیا تہا) فروخت کرنا مال کا حد مقررہ مدعا علیہ سے کم پر جائز تہا یا وے ذمہ دار مدعا علیہ کے بابت ایسی کارروائی کے ہیں یہ بالکل عیاں ہے کہ جب اُنہوں نے لونگ فروخت کی تو ایک بڑی کمی تہی جسکے پورے کرنے کا مدعا علیہ ذمہ دار تہا جو نتیجہ میں نے اخذ کیا ہے یہ ہے کہ مدعیان نے اس حق کا دعوی برابر کیا گو ان الفاظ میں طور پر نہیں کیا اور یہ کہ مدعا علیہ نے منشاء اُسکا قبول کیا - چٹہیات مدعا علیہ مورخہ ۵ و ۱۱ مارچ و ۱۰ ستمبر کی کوئی دوسری تعبیر مفہوم نہیں ہوتی ہے اُسکا جواب نسبت مطالبہ مدعیان بابت گنجائش کے ایک صورت میں ارسال کرنا روپیہ کا ہے اور دوسری صورت میں یہ حجت کیگئی کہ مدعیان فی الواقع پورے طور سے وصول پا چکے اس سے میں خیال کرتا ہوں کہ نتیجہ مناسب یہ نکلتا ہے کہ کاروبار مذکور کا بندوبست اس بنیاد پر کیا گیا تہا - یہ قرین قیاس ہے کہ وہ اسطور پر ہوا ہو مدعیان کو لندن میں کوئی چارہ عملی بمقابلہ ذات مدعا علیہ کے جو بمبئی میں تہا نہیں تہا نامبردگان نے اپنا روپیہ بکفالت مال کے دیا ہے اور یہ عجب طریقہ کاروبار کرنے کا معلوم ہوتا ہے کہ بحالت ارزانی بازار مدعا علیہ مانع مدعیان کا اس بارہ میں ہو سکے کہ وے اپنی کفالت سے بحالت نہ پورے کرنے اس کمی کے جو ارزانی مذکور سے پیدا ہوئی وصول کرسکیں میں یہ ذکر کرچکا ہوں کہ مدعیان نے اپنا روپیہ اس خاص مال پر نہیں دیا اور مدعا علیہ کی حد قیمت کو قبول نہیں کیا - الا ایک شرط کے

سنہ ۱۸۹۳ء

جعفر بھائی
لدہا بھائی جیٹو
بنام
ٹامس ڈوی
چارلس ورتھ

سالہا۔ چونکہ شرط مذکور کی خلاف ورزی ہوئی لہذا اثنائے کاروبار میں باوصف حد ہائیں معینہ مدعا علیہ کے استحقاق فروخت مدعی کو پیدا ہوا۔

یہ امر کہ آیا گماشتہ یا آڑھتیہ ملک غیر جسکے پاس مال بغرض فروخت بھیجا جائے اور جو اُس مال پر ہنڈیات سکارے اور روپیہ ادا کرے اُس مال کو کم از حد معینہ فریق سندہ مال کے فروخت کر سکتا ہے درحالیکہ اُسکے پاس روپیہ بغرض رفع اس کمی کے موجود نہ رکھا جائے جو ارزانی بازار کے سبب سے پیدا ہو ایک امر وقت طلب بلحاظ اسناد کے ہے اسٹوری صاحب قاعدہ کو نہایت عام طور پر قرار دیتے ہیں (۱) وہ فرماتے ہیں "چونکہ کفالت معمولی طور بجز استحقاق رکھنے مال کے اور کچھہ نہیں ہے لہذا وہ شخص مال کو فروخت یا منتقل نہیں کر سکتا الا برضامندی مالک کے جو صریحی ہو یا نوعیت و اغراض خود معاملہ مذکور سے ضمناً مفہوم ہو مثلاً اگر مال آڑھتیہ کے پاس بغرض فروخت روانہ کیا جائے اور وہ اُس مال پر قرض دے تو آڑھتیہ کو استحقاق فروخت کرنے مال کا حاصل ہو جاتا ہے اور وہ اپنے مطالبہ کا ایفائی زر ثمن سے کر سکتا ہے یا اسکو مجرا لے سکتا ہے بلکہ بعض صورتوں میں جبکہ نامبردہ نے قرضہ قرض بطور آڑھتیہ کے دیا ہو تو یہ امر صریحی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بغرض وصول کرنے قرضہ مذکور کے تمام زر باقی کے مال فروخت کر سکتا ہے بشرطیکہ شخص امانتدار کو بعد اطلاع باضابطہ کے مقدمہ فروخت اور بعد نہ کرنے روپیہ واپس نہ دے" مقدمہ اسمارٹ بنام ساندرس (۲) ہمشکل مقدمہ حال کے نہیں ہے اس مقدمہ میں قرض بعد روانگی مال کے دیا گیا تھا اور تسلیم ہوا تھا کہ اُس قرضہ کی وجہ سے اُس آڑھتیہ کو ایک کفالت حاصل ہوئی تھی جس نے قرض دیا تھا یہ حجت کیگئی کہ قرضہ کا اثر اس سے زیادہ ہوا (یعنی) اصلی اختیار آڑھتیہ کی توسیع ہوئی اور قانوناً نامبردہ کو اختیار کرنے فروخت کا بلا مرضی مالک کے حاصل ہوا یہ تجویز ہوئی کہ قرضہ سے ایسا اختیار حاصل نہیں ہوا۔ فرق درمیان صورت مذکور اور اُس صورت کے جسمیں روانگی مال (یعنی منظوری مال) اور دینا قرضہ کا ایک وقت میں عمل میں آیا ہو چینل صاحب سرجنٹ نے اپنے جواب میں بصفحہ ۹۱۲ رپورٹ کامن بنچ جلد پنجم ظاہر کیا ہے جب یہ صورت ہو تو وہ فی الحقیقت یہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ معاملہ کی وہی حالت سمجھتے ہیں جو گرو کنندہ اور گرو دار کی ہوتی ہے اور اصول مندرجہ مقدمہ پاتھوبیر بنام ڈاسن (۳) متعلق ہوتا ہے۔

(۱) کتاب اسٹوری صاحب درباب ایجنسی (طبع پنجم) صفحہ ۴۴۳ فقرہ ۳۷۱۔ (۲) رپورٹ کامن بنچ جلد ۳ صفحہ ۳۸۰ و مقدمہ مذکور رپورٹ کامن بنچ جلد ۵ صفحہ ۸۹۵۔ (۳) رپورٹ ہولٹ صاحب طبع جدید صفحہ ۳۸۳۔

سنہ ۱۸۹۳ء

جعفر بہائی لدہا بہائی حاجی بنام ٹامس ڈی چارلس و ریتھ

یہ فرق ڈائیلڈ صاحب چیف جسٹس نے بہی بوقت صدور تجویز عدالت بصفحہ ۹۱۸ رپورٹ آخر الذکر (کامن بینچ جلد ۵) قایم کیا ہے بخلاف اسکے مقدمہ بردن بنام مینلگران (۱) جو ایک سند مستحکم موید استحقاق مدعیان ہے کہ اندر حالات مشابہہ مقدمہ حال کے مال فروخت کریں نظر بہ جملہ حالات میں خیال کرتا ہوں کہ اسناد سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب مال کسی تاجر ملک غیر کے پاس بغرض اطمینان قرضہ کے روانہ کیا جائے گو نامبردہ آڑہتیہ فروخت مال بعوض کمیشن ہو اور جب بوجہ ارزانی بازار دیگر وجوہ کے اسکی کفالت کم قیمت اور ناکافی ہوجاتی ہو تو تاجر ملک غیر مذکور کو اختیار فروخت مال بعوض کمیشن ہو اور جب بوجہ ارزانی بازار یا دیگر وجوہ کے اسکی کفالت کم قیمت اور ناکافی ہوجاتی ہو تو تاجر ملک غیر مذکور کو اختیار فروخت مال بعد باضابطہ اطلاع مالک کے حاصل ہوجاتا ہے اگرچہ شخص آخر الذکر فروخت مال کی نسبت حد قایم کرے اور اسکا رکہا رہنا چاہیے بشرطیکہ مالک اپنے آڑہتیہ کے پاس روپیہ واسطے رفع اس نقصان کے موجود نہ رکہے جو بوجہ مذکور عاید ہوا لہذا مجھکو لازم ہے کہ یہ عذر نامنظور کروں۔

مدعا علیہ نے اپیل کیا۔ خاص وجوہ اپیل یہ ہیں اوّل یہ کہ مدعا علیہ پر لازم نہ تہا اور نہ وہ اسپر رضامند ہوا تہا کہ گنجایش واسطے کمی کے جو مال لونگ میں ہو رکہے دوم یہ کہ فیرن صاحب جسٹس کی یہ تجویز غلط ہے کہ بروے اقرار صریحی یا معنوی یا بروے قانون مدعیان کو اختیار فروخت کرنے لونگ کا بلا اجازت یا رضامندی مدعا علیہ کے حاصل تہا۔

مسٹر لینگ (قایممقام ایڈوکیٹ جنرل) و مسٹر جارڈین منجانب اپیلانٹ (مدعا علیہ) عدالت ماتحت نے ضمناً ایک شرط معاہدہ میں داخل کی ہے جسکی روسے مدعیان کو حق فروخت کرنے مال کا جو انکے پاس بہیجا گیا حاصل ہوتا ہے بجز اسکے کہ ان کے پاس روپیہ کافی واسطے پورا کرنے اس فرق کے موجود رکہا جائے جو درمیان قیمت مال اور اس تعداد زر کے ہو جو مدعا علیہ ادا یا وصول کرے ایسے اقرار کا کوئی ثبوت نہیں ہے عام قانون تجارتی کی روسے آڑہتیہ کو اجازت نہیں ہے کہ خلاف مرضی اپنے مالک کے فروخت کرے۔ قانون تجارتی مولفہ سمتہہ صاحب (طبع دہم) صفحہ ۱۲۶ و مقدمہ اسمارٹ بنام سانڈرس (۲) ملاحظہ طلب قانون جو اسٹوری صاحب کی کتاب میں درج ہے وہ قانون انگلستان نہیں ہے دیکہو رسالہ متعلقہ ایجنسی مولفہ اسٹوری صاحب (طبع نہم) فقرہ ۳۷۰۔ اور نوٹ اگر قانون کی روسے مدعیان کو استحقاق فروخت حاصل نہیں ہے تو شہادت میں کوئی

(۱) رپورٹ بیٹرس صاحب جلد ۴ صفحہ ۷۹۴ (رپورٹ امریکہ) (۲) رپورٹ کامن بینچ جلد ۳ صفحہ ۳۸۰ و مقدمہ مذکور رپورٹ کامن بینچ جلد ۵ صفحہ ۸۹۵۔

سنہ ۱۸۹۳ء

جعفر بہائی لدہا بہائی چہچہ بنام ٹامس ڈیبی چارلس ربتہ

شئے ایسی نہیں ہے جس سے ہم یہ مستنبط کرسکیں کہ انکو ایسا حق ہونا چاہئیے۔

مسٹران میکفرسن و کرک پیٹرک منجانب سپانڈنٹان (مدعیان) یہ ظاہر ہے کہ مدعاعلیہ نے اقرار کیا تہا کہ مدعیان کے پاس روپیہ جمع رہیگا مدعیان نے صرف اسی شرط پر مال مرسلہ مدعاعلیہ قبول کیا تہا اس شرط کی خلاف ورزی ہوئی اور مدعاعلیہ بکثرت مقروض مدعیان کا ہوگیا چارہ کار جو مدعیان ساکنان انگلستان کے واسطے باقی رہگیا صرف یہ تہا کہ اُس مال کو فروخت کریں جو اُنکے ہاتہہ میں تہا نامبردگان نے دعوی اس استحقاق کا کیا اور ضمناً مدعاعلیہ نے اُسکو تسلیم کیا مدعاعلیہ اپنی چہٹیات میں استحقاق فروخت سے منکر نہیں ہے مگر مقر ہے کہ ایسی کمی نہیں ہوتی جسکی وجہ سے فروخت جائز ہو مال درحقیقت بطور ایک کفالت کے مدعیان کی ہاتہہ میں تہا مقدمہ مرتنجے بنام کاکرین (۱) ملاحظہ طلب ہے۔

(۲) اسناد ذیل پیش کیگئیں اور اُنکی نسبت رائے ظاہر کیگئی۔ مقدمات ڈی کومس بنام پیراٹ و برون بنام میک گران (۳) ولوہتو نیر بنام ڈاسن (۴) درسالہ متعلقہ ایجنسی مولفہ اسٹوری صاحب (طبع ہنہم) فقرہ ۳۷۱۔ اور لوٹ درسالہ حوالگی مال مولفہ ہٹوری صاحب صفحات ۳۰۸ و ۳۱۰ درسالہ رہن مولفہ کوٹ صاحب (طبع ۱۸۸۴ء) صفحہ ۶۱۵ د قانون معاہدہ مجریہ ہند (نمبر ۹ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۲۰۴ و دفعات ۴۸ و ۱۷۳ و ۱۷۶۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس۔ بحث اس معاملہ اپیل میں درباب لینے حساب مابین ایسے اشخاص کے پیدا ہوئی ہے جنکو تعلق روانگی بغرض فروخت ۴۳۵ گٹھریوں لونگ کے ہے جو مدعاعلیہ سوداگر ساکن بمبئی نے بنام مدعیان تاجران و کمیشن ایجنٹان مقام لنڈن کے روانہ کیں۔

مدعاعلیہ نے کاروبار روانگی مال ساتہہ مدعیان کے قبل ۹ جنوری ۱۸۸۸ء کیا تہا اُس تاریخ کو مدعی چارلس وربتہ نے جو اسوقت بمبئی میں تہا مدعاعلیہ کو ایک چہٹی لکہی جسکی غرض یہ ہتی کہ نتیجہ ایک انتظام زبانی کا درج کیا جاے جو مابین فریقین بغرض ترقی کاروبار روانگی مال قرار پایا تہا اور وہ حسب ذیل ہے (حاکم موصوف نے چہٹی مذکورہ بالا صفحات ۳۳ و ۳۴ ۵ پڑہی) واضح ہو کہ اس چہٹی میں کچہہ تذکرہ اُن رقوم کا نہیں ہے جو مدعیان مال مرسلہ پر دیں اور اسلئے یہ مستنبط ہونا چاہئیے کہ اس بارہ میں کاروبار روانگی مال اُسی طور پر جاری رہنا قرار پایا تہا جسطرح جیسا کہ قبل انتظام جدید کے ہوتا تہا

(۱) ایپلیٹ ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۷۔ (۲) مقدمات پریوی کونسل مولفہ مور سلسلہ جدید جلد ۳ صفحہ ۱۵۸۔
(۳) رپورٹ بیٹرس صاحب جلد ۱۴ صفحہ ۳۷۹ (رپورٹ امریکہ)۔ (۴) رپورٹ ہولٹ صاحب (طبع جدید) صفحہ ۳۸۳۔

تہا کوئی شہادت دستاویزی مقدمہ میں نسبت اس امر کے نہیں ہے کہ مابین فریقین اس معاملہ میں طریق کاروبار کیا رہا ہے اور اسلئے اُسکو بیانات فریقین اور خط کتابت باہمی اُنکے سے مستنبط کرنا چاہئے جو بعد روانگی مال مذکور کے ہوئی ہم یہہ بہی تحریر کرسکتے ہیں کہ کوئی شہادت کسی رواج تجارت کی درمیان بمبئی و لنڈن کے نہیں ہے اور اسلئے حقوق فریقین کی تجویز بروئے عام اصول قانون تجارتی متعلقہ مقدمہ کے ہونی چاہئے۔

عام قانون متعلقہ کمیشن ایجنٹان جیسا کہ انگلستان کی اسنادمیں قرار دیا گیا ہے اور جسپر عدالتہائے ملک ہذا خاص کر استدلال بوقت تجویز امور تجارتی کے کرتی ہیں بمقدمہ اسمارٹ بنام سانڈرس (۱) بیان کیا گیا ہے۔ بمقدمہ مذکور رقوم پیشگی بعد روانگی مال کے دی گئی تہیں اور یہہ تجویز ہوئی تہی کہ رقوم مذکور سے ایک حق کفالت اس آڑہتیہ کو بابت فروخت مال کے حاصل تہا جس نے روپیہ دیا تہا مگر روپیہ کے دینے سے نامبردہ کو حق فروخت خلاف مرضی مالک کے حاصل نہیں ہوا۔

اثنائے بحث میں یہہ بیان کیا گیا کہ فرق درمیان اُس روپیہ کے جو بعد روانگی مال دیا گیا ہو اور اس روپیہ کے جو بوقت منظوری مال مرسلہ کے دیا گیا ہو ہوسکتا ہے۔

بمقدمہ دی کامس بنام پروسٹ (۲) حکام پریوی کونسل نے فرمایا کہ مسئلہ مقدمہ اسمارٹ بنام سانڈرس کا یہہ ہے کہ محض اُس روپیہ کے دینے سے جو آڑہتیہ خواہ بوقت اپنے تقرر کے بحیثیت مذکور دے یا بعد اُسکے دے نوعیت قابل انفساخ اختیار فروخت کی
اسکے کہ کوئی اقرار ہوا ہو اور اُس مقدمہ میں حکام ممدوح نے یہ تجویز فرمائی
صحیح طور پر اجازت تجویز جدید جسکی استدعا آڑہتیہ نے کی تہی اندر حالات متعلقہ
گفتگو و چہٹیات ماقبل و مابعد عطا فرمائی۔

نتیجہ اُن اسناد کا میری رائے میں یہہ ہے کہ اُن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جب آڑہتیہ فروخت مال جس نے روپیہ پیشگی دیا ہو دعوی حق فروخت بلا مرضی مالک کے کرے تو بحث یہہ ہے کہ آیا کوئی اقرار مابین فریقین صریحی یا ایسا جو عام طریق کاروبار سے خواہ حالات متعلقہ خاص مال مرسلہ سے ضمناً مفہوم ہو عمل میں آیا تہا کہ آڑہتیہ کسی حالت میں اور کس حالت میں اختیار فروخت خلاف مرضی مالک مال کے رکہتا ہے بار ثبوت اُسکا اُس آڑہتیہ پر ہے جو روپیہ پیشگی دے

(۱) رپورٹ کامن بینچ جلد ۵ صفحہ ۸۹۵۔

(۲) مقدمات پریوی کونسل مولفہ مور صاحب (سلسلہ جدید) جلد ۳ صفحہ ۱۵۸ لغایت صفحہ ۱۷۹۔

جعفر بہائی لدہا بہائی جیٹھ بنام ٹامس ڈی چارلس ورتھ

کونسل ر سائنڈ نٹ نے دفعہ ۲۰۴۔ ایکٹ معاہدہ اور تمثیل (ب) دفعہ مذکور کا حوالہ دیا لیکن اُنمیں یہ فرض کیا گیا ہے کہ آڑہتیہ کو اُس مال میں ایک استحقاق حاصل ہوتا ہے جو روانہ کنندہ نے بوقت روانگی علانیہ اُسکو عطا کیا ہو اور اس امر کو بحث ہذا سے کچھ تعلق نہیں ہے۔

شہادت پر لحاظ کرنیسے میں بالکل فیرن صاحب جسٹس سے اتفاق کرتا ہوں کہ مراسلات سے کوئی شبہ باقی نہیں رہ سکتا کہ مدعیان نے روانگی متنازعہ فیہ کو مع قید قیمت اقل درجہ کے جس قیمت کو لونگ فروخت ہونی چاہیئے تہی بدیں شرط تسلیم کیا کہ مدعا علیہ اُنکے پاس روپیہ واسطے پورے کرنے کمی نرخ بازار کے موجود رکہے۔

یہ امر بحث طلب نہیں ہے کہ نرخ بازار تاریخ روانگی سے گہٹ گیا تہا اور مراسلات اول سے آخر تک مابین فریقین کے قیاس مذکور پر ہوئے خطوط اور تاروں میں تقاضا کے شدید منجانب مدعیان واسطے ادائے زر بغرض پورے کرنے کمی کے کیا گیا ہے اور عذرات منجانب مدعا علیہ کے ایسے ہوئے ہیں جو محض تعداد ایسی کمی کی نسبت ہیں اور یہی نسبت اسکے ہیں کہ مدعیان کا طلب کرنا زر مزید کا زیادہ اس سے جو مدعا علیہ دے چکا تہا غیر معقول ہے خط و کتابت محض اسی قسم کی ۲۴۔ اگست تک رہی اور اُسوقت مدعیان نے ظاہراً مایوس ہوکر کہ مدعا علیہ اس امر پر راضی نہوگا کہ وہ اُنکے تقاضائے تصفیہ حساب کی تعمیل کرے یہ دہمکی دی کہ لونگ عمدہ ترین قیمت قابل حصول" پر فروخت کیجائیگی اگر مدعا علیہ اُنکی کمی ۸۸۳ پونڈ ۴ شلنگ ۹ پنس کی پوری نہ کریگا مدعا علیہ کا جواب مورخہ ۱۰ ستمبر اس چٹہی کا اہم ہے اور بعبارت ذیل ہے (حاکم موصوف نے چٹہی پڑہی دیکہو صفحہ ۵۴۹ ماقبل)

یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ اس کل چٹہی میں عذر پیش کردہ مدعا علیہ یہ ہے کہ مدعیان نے مدعا علیہ کو واقعی شرح مروجہ مجرا نہیں دی اور نامبردگان نے اخراجات کثیر کئے اور اگر حساب بصحت مرتب کیا جائے تو کوئی رقم اہم بذمہ اُسکے نہوگی" اور فقط اس بنا پر مدعا علیہ عویدار اس حق کا ہے کہ مدعیان کو اگر دیکم ازے پنس فی پونڈ فروخت کریں کہ اس حد تک وہ قیمت کے گہٹانے پر راضی ہے ذمہ دار سمجہیگا

سنہ ۱۸۹۴ء
جعفر بھائی لدہا بھائی رحیم
بنام
ٹامس ڈی چارلس رتھ

مدعیان نے مال فروخت نہیں کیا نہ وہ اپنے کمیشن سے دست بردار ہوئے نہ اُنہوں نے اپنا کاروبار حسب تجویز مدعاعلیہ کے دوسری کوٹھی میں منتقل کیا بعدازاں ایک سخت خط و کتابت شروع ہوئی اور آغاز سال مابعد تک جاری رہی اور قیمت لونگوں کی ارزاں اور مائل بکمی رہی حتی کہ یکم نومبر کو ۵ ۳/۴ پنس تک پوہنچ گئی بالآخر ۲۹ - اکتوبر کو مدعیان نے مدعاعلیہ کو یہ تار دیا کہ مال فروخت کر ڈالینگے بجز اسکے کہ ۸۰۰ پونڈ بذریعہ تار کے بابت کمی کے پوہنچیں اور یہ لکھا کہ قیمت بازار ۵ ۳/۴ ہوگی اور پھر ۳۱ - اکتوبر کو اُنہوں نے یہ تار دیا - "مقرر سمجھئے کہ ہم ۵ ۱/۲ تک فروخت کر سکتے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم مال رکھے رہیں تو ۸۰۰ پونڈ بذریعہ تار بھیجئے ورنہ ہم مال فروخت کرینگے" ۳۱ کو مدعاعلیہ نے یہ جواب دیا - "لونگ کی ۶ پنس" ۱۵ نومبر کو قیمت ۵ پنس تک گھٹ گئی اور مدعیان نے ایک حساب بذریعہ تار کے بھیجا جس سے کمی بقدر ۱۱۹۲ پونڈ ۳ شلنگ ۱۰ پنس کے ظاہر ہوتی تھی ۱۵ دسمبر کو مسٹر چارلس رتھ نے بمبئی آکر مدعاعلیہ کو اطلاع دی کہ وہ اپنی دوکان کو تار فروخت کرنے مال عمدہ ترین قیمت قابل حصول پر دیگا کیونکہ وہ انکار پوری کرنے کمی کثیر سے کرتا ہے اور ۳۰ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء کو مدعاعلیہ کو اطلاع دی کہ مال بتاریخ مذکور بلا قید قیمت بدست ایسے شخص کے فروخت ہو رہا تھا جو سب سے زیادہ رقم کی بولی بولے۔

اب اگرچہ کوئی صریح اقبال منجانب مدعاعلیہ نسبت مدعی کے حق فروخت بحالت عدم ادائے نقصانات کے چٹھیات مدعاعلیہ میں درج نہیں ہے مگر وہ سب چٹھیات اس قیاس پر مبنی ہیں کہ مطابق معمولی طریق کاروبار باہمی اُنکے مدعیان کا وہ طریقہ اختیار کرنا جائز ہوگا جس کے اختیار کرنے کی دھمکی نامبردگان نے اسصورت میں دی ہے کہ مدعاعلیہ ارسال زر میں جو مقدار کثیر کمی کو پورے کرنیکے لئے کافی ہو کوتاہی کرے اور بلحاظ نوعیت اُس کاروبار کے جسمیں خواہ مخواہ یہہ ضرور تھا کہ آڑھتیہ فروخت مقام انگلستان جس نے ہنڈیات فریندہ مال کی سکاریں اپنی نظر بالخصوص زرثمن مال پر واسطے ادا اپنی رقوم پیشگی کے رکھی نتیجہ خط و کتابت مذکور سے میری رائے میں یہ ہے کہ یہ کاروبار روانگی مال مابین فریقین اس بنیاد پر کیا جاتا تھا کہ مدعیان مستحق فروخت کرنیکے حالت ارزانی بازار میں ہونگے اگر فریندہ مال اپنا نقصان میں گردہ ۲۰ فیصدی سے زیادہ ہو تا صرف اس نتیجہ کی تائید طریق عمل مدعاعلیہ سے ہوتی ہے کہ جس نے کبھی شہادت بغرض انکار ایسے طریق کاروبار کے نہیں دی چونکہ کوئی کوشش منجانب مدعاعلیہ بوقت لینے حساب کے بغرض توضیح اس امر کے نہیں کیگئی کہ کمی اہم بوقت فروخت مال کے تھی یا یہ کہ نامبردہ واسطے ایفا کمی مذکور کے آمادہ تھا

۱۸۹۳ء

جعفر بھائی لدہا بھائی چھوٹو بنام ٹامس ڈی چارلس ورتھ

لہذا میری یہ رائے ہے کہ فیرن صاحب جسٹس کی یہ تجویز ہے کہ اندر حالات مظہرہ شہادت اور مطابق طریق کاروبار کے مدعیان کو استحقاق فروخت باوصف حد ۶ پنس معینہ مدعا علیہ پیدا ہوا اور عذر متعلقہ رپورٹ اہل کمیشن جسکی رو سے بحث نسبت مدعا علیہ کے دعوی مجرایا لینے قیمت لونگ بحساب ۶ پنس فی پونڈ پیدا ہوئی صحیح طور پر نامنظور کیا گیا اور اپیل معہ خرچہ ڈسمس ہونا چاہیئے۔

ٹامس لینگ صاحب جسٹس۔ اس مقدمہ میں امر تصفیہ طلب یہ ہے کہ آیا مدعی بحیثیت مرسل الیہ پیدا دار مستحق اسکے فروخت کرنیکا خلاف حکم مدعا علیہ فریندہ مال کے بدیں غرض ہے یا نہیں کہ وہ رقوم وصول کرے جو اس نے بطور پیشگی بوقت ارسال مال مرسلہ کے ادا کی تہیں۔ مقدمات سمارٹ بنام سانڈرس (۱) و ڈی کومس بنام پروسٹ (۲) سے جب دونوں یکجا دیکھے جائیں یہ طے پایا ہے کہ آڑہتیہ جسکو مال بغرض فروخت حوالہ کیا گیا ہو کوئی حق فروخت کرنیکا اس مال کا خلاف حکم مالک کے اس غرض سے کہ وہ روپیہ وصول کرے جو نامبردہ نے مال پر بطور پیشگی دیا ہو نہیں رکھتا عام اس سے کہ زر پیشگی بوقت حوالگی مال نامبردہ کے یا بعد ازاں دیا گیا ہو بجز اسکے کہ یہ ثابت ہو کہ اقرار بمضمون مذکور بوقت ادائے رقم پیشگی عمل میں آیا یا طریق کاروبار باہمی فریقین سے مستنبط ہو سکتا ہے۔ مقدمہ برون بنام میک گران (۳) و تمثیل (ب) دفعہ ۲۰۳۔ ایکٹ معاہدہ سے کوئی مدد نہیں ملتی ہے کیونکہ مقدمہ امریکہ میں ایک علم اختیار بوقت ادائے رقم پیشگی کے دیا گیا تہا اور تمثیل مذکور میں یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ اس قسم کا اختیار دیا گیا ہے اور یہ واضح ہوتا ہے کہ کوئی اختیار اس قسم کا مقدمہ ہذا میں نہیں دیا گیا۔

شہادت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قبل جنوری ۱۸۹۰ء کے مدعی اور مدعا علیہ کاروبار ملکر کرتے تہے مگر شرائط مفصل جنپر کاروبار مذکور کیا جاتا تہا معلوم نہیں ہوتی ہیں شروع ماہ مذکور میں کچھ گفتگو مابین انکے نسبت بیشی کاروبار وغیرہ کے ہوئی ایک چٹھی مدعی نے بنام مدعا علیہ نسبت گفتگو مذکور تحریر کی مگر ظاہرا اسمیں صرف ایک جزو ان شرائط کا تہا جنپر کاروبار مذکور کیا جاتا اور

(۱) رپورٹ کامن بینچ جلد ۳ صفحہ ۳۸۱ و کامن بینچ جلد ۵ صفحہ ۸۹۵۔

(۲) مقدمات پریوی کونسل مولفہ مور صاحب (سلسلہ جدید) جلد ۳ صفحہ ۱۵۸۔

(۳) رپورٹ پٹرس صاحب جلد ۱۴ صفحہ ۴۷۹ (رپورٹ امریکہ)۔

سنہ ۱۸۹۳ء
جعفر بہائی لدھا بہائی چھوٹو بنام ٹامس ڈی جارلس تہہ

پایا تہا ۲۵ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء کو مدعا علیہ نے ۳۵۴ گٹھریاں لونگ کی بنام مدعی روانہ کیں اور اس مال پر ہنڈی ۱۸۰۰ روپے پونڈ کی تحریر کی اور حد قیمت فروخت لونگ ۹ ۱/۴ پنس مقرر کی (وہ حد بالآخر ۶ پنس تک گہٹادی گئی) جس وقت تک کہ ہنڈی مذکور انگلستان میں آئی لونگوں کی قیمت کم ہوگئی اور مدعی نے ہنڈی کے منظور کرنیسے انکار کیا بجز اسکے کہ حفاظت نقصان کی کیجائے اس حفاظت کو مدعا علیہ نے بہت کم عذر کے ساتھہ مہیا کیا اور مدعی نے ہنڈی منظور کی مگر ساتھہ اس علم کے کہ اسکو یہ حکم دیا گیا تہا کہ قیمت مقررہ سے کم پر مال کو فروخت نہ کرے اس سے پیر مدعا علیہ نے اپنے افعال سے ظاہر کیا کہ اُسپر یہ فرض تہا کہ مدعی کا اطمینان نسبت کمی یا نقصان کے کردے اور اُسکی چٹھیات مورخہ ۱۵ فروری سنہ ۱۸۹۰ء و ۱۵ مارچ سنہ ۱۸۹۰ء و ۱۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۰ء سے صریحاً واضح ہوتا ہے کہ اُس نے یہ کبہی بیان نہیں کیا کہ اُسپر ارسال کرنا رقم کمی کا جب کبہی بوجہ ارزانی بازار اُسکی ضرورت ہو لازم نہ تہا مگر جو کچہہ کہ وہ بیان کرتا ہے وہ یہ ہے کہ رقم کمی کی ضرورت اُسوقت نہ تہی کہ جب چٹھیات لکہی گئیں پس صریحاً عدالت کو یہ تجویز کرنا جائز ہے کہ یہ جزو اُن شرائط کا ہے جنپر کار دبار کا ہونا درمیان مدعی و مدعا علیہ کے ٹہیرا تہا اب یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ مدعا علیہ نے کافی رقم کمی کی نسبت اس گٹھری لونگ کی نہیں بہیجی پس وہ چارہ کار کیا ہے جو مدعی کو ایسی صورت میں حاصل تہا مدعی کہتا ہے کہ وہ اندر حالات مستحق فروخت کرنے لونگوں کا اُس اعلیٰ ترین قیمت پر ہے جو وہ حاصل کرسکتا تہا اور اپنی چٹھی مورخہ ۲۴ اگست سنہ ۱۸۹۰ء میں اُسنے دہمکی اس بات کی دی کہ اگر گنجایش کا انتظام نہ کیا جاویگا تو وہ لونگوں کو فروخت کرڈالیگا اسکا جواب مدعا علیہ کی چٹھی مورخہ ۱۰ ستمبر مذکورہ بالا میں مندرج ہے جسمیں کوئی عذر نسبت اختیار مدعیان درباب کرنے فروخت اندر حالات مناسب کے نہیں کیا گیا ہے بلکہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ حالات مذکور کا کوئی وجود نہیں ہے کیونکہ اُسوقت کوئی کمی نہ تہی۔

۲۸۔ اکتوبر کو فروخت کی دہمکی پہر بذریعہ تار کے بصورت عدم ارسال زر کے دی گئی اور جواب جو مدعا علیہ نے دیا صرف یہ تہا کہ حد ۶ پنس تک کم کردیگئی فروخت کی دہمکی پہر بذریعہ تار خبر مورخہ ۳۱۔ اکتوبر و چٹھی یکم نومبر کے دیگئی مگر ظاہراً انکا جواب نہیں دیا گیا شروع نومبر میں مدعی بمبئی کو روانہ ہوا اور بعد اُس کے آنے کے چٹھیات مورخہ ۱۱ و ۱۳ دسمبر مدعا علیہ کو لکہی گئیں اور اُنمیں پہر دہمکی فروخت کی دی گئی اور شہادت مدعی سے یہ واضح ہوتا ہے

۱۸۹۳ء

جعفر بھائی لدہا بھائی وغیرہ بنام ٹامس بڑی چارلس و دیگر

کہ مدعا علیے نے کبھی یہ دعوی پیش نہیں کیا کہ مدعی کسی حال میں کم از حد معینہ فروخت نہیں کرسکتا تہا بلکہ اُس نے ترکیب توقف کی اختیار کی اور پہلے یہ بیان کیا کہ اُسکو مہلت جانچنے حساب کی نہ تہی اور بعدہ معاملہ کی نسبت بحث کرنیسے اسوقت تک انکار کیا کہ مدعی ایک دعوی متقابل نامبردہ کو طے کرے - اگر مطابق طریق کاروبار کے مدعی کو یہ اختیار نہ تہا کہ کسی صورت میں کم از حد معینہ مدعا علیے کے فروخت کرسکے تو یہ سب سے مقدم امر تہا کہ جو مدعا علیہ پیش کرتا مگر کسی وقت بہی نامبردہ نے اُسکو بیان نہیں کیا اور چونکہ اُس نے اپنے آپ کو بطور گواہ بہ ثبوت اس شرط کے پیش کرنیسے گریز کیا ہے اور تردید مدعی کے اس بیان کی نہیں کی کہ اُسکو استحقاق فروخت کرنیکا بصورت مہیا نہ کرنے رقم کمی کے حاصل ہے لہذا نتیجہ جو نکل سکتا ہے صرف یہ ہے کہ بموجب طریق مثبتہ کاروبار باہمی مدعی و مدعا علیہ کے مدعی مستحق فروخت کرنے لوگوں کا اُس قیمت پر جو زیادہ سے زیادہ اُسکو مل سکتی تہی خلاف مرضی مدعا علیہ کے اس صورتمیں میں تہا کہ وہ مدعی کیلئے حفاظت کافی مہیا کرے جبکہ قیمت لوگوں کی کم ہوجاوے لہذا اپیل ہذا ساقط ہونا چاہیئے -

اپیل ڈسمس ہوا

اٹرنیان منجانب اپیلانٹ (مدعا علیہ) - مسٹران ٹہاکرداس وہرم سی وکاما -

اٹرنیان منجانب رسپانڈنٹان (مدعیان) - مسٹران بین وگلبرٹ وسیاتی -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بیلی صاحب جسٹس (قائمقام) چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس -

۱۵- اگست ۱۸۹۳ء

امینا بی وغیرہ کس دیگر (ابتداءً مدعیان) اپیلانٹان بنام سیکل وغیرہ کس دیگر (ابتداءً مدعا علیہما) رسپانڈنٹان ٭

ڈگری - اجراء - اجراء دوران اپیل - زمیندار و اسامی - اضافہ لگان - ڈگری لگان اضافہ شدہ اور بحالت عدم ادا کے قبضہ دیا جاوے - اپیل منجانب مدعا علیہما - اجراء ڈگری منجانب مدعی - دوران اپیل میں قبضہ حاصل کیا گیا - ڈگری اپیل سے بحال رہی - اپیل دائر ہونیسے میعاد تعمیل ڈگری نہیں بڑہتی - درخواست منجانب مدعا علیہما واسطے قابض کرادیئے جانے بدستور سابق بحالت ادا کرنے رقم محکومہ ڈگری اپیل - دستور - ضابطہ -

۱۴ فروری ۱۸۸۹ء کو مدعیان نے عدالت ضلع ستارا میں صیغہ اپیل سے ایک ڈگری بنام مدعا علیہما کے جو مدعیان مذکور کے اسامیان تہے حاصل کی

٭ اپیل دوم نمبر ۲۱۴ سنہ ۱۸۹۲ء -

سنہ ۱۸۹۳ء

اینابائی بنام سیدو

اُسمیں یہ حکم تہا کہ نامبردگان مبلغ للعہ لگان اراضی بابت سنہ ۱۸۸۱ء اور مبلغ عہ سالانہ لگان من ابتدائے ۵- اپریل سنہ ۱۸۸۱ء کہ جس تاریخ کو مدعیان نے اُنکے نام اہلکار اضافہ لگان جاری کرایا تہا ادا کریں اگر مدعا علیہما ادا نہ کریں تو مدعیان اراضی پر دخل کرلیں مدعیان کو وہ رقوم زرجو مدعا علیہما نے بطور لگان کے سنہ ۱۸۸۱ء و سنہ ۱۸۸۳ء میں ادا کیں مجرا دینی چاہئے تہیں -

ہر دو فریق نے اس ڈگری کی ناراضی سے ہائیکورٹ میں اپیل کیا جبکہ یہ اپلیں دائر تہیں اُسوقت مدعیان نے ۱۳ فروری سنہ ۱۸۹۰ء کو واسطے اجرائے ڈگری کے درخواست کی - نامبردگان نے فوراً واسطے دخل اور واسطے مبلغ للعہ لگان واجب مندرجہ ڈگری مبلغ للعہ بابت سنہ ۱۸۸۳ء و مبلغ عہ فی سال بابت چہہ برس کے سنہ ۱۸۸۴ء لغایت سنہ ۱۸۸۹ء کے استدعا کی جج ماتحت نے درخواست کو منظور کیا اور مدعیان نے ۱۹ فروری سنہ ۱۸۹۰ء کو قبضہ حاصل کیا ۴ مارچ سنہ ۱۸۹۰ء کو مدعا علیہما نے واسطے بحالی دخل کے اِس بیان پر درخواست کی کہ اُنہوں نے ہائیکورٹ میں بناراضی ڈگری عدالت ضلع کے جسکی رو سے انکا لگان اضافہ ہوکر بحساب مبلغ عہ معین کیا گیا اپیل کیا ہے اور یہ کہ انکا اپیل ہنوز دائر ہے اور مبلغ للعہ مدعیان کو واجب نہیں ہیں کیونکہ ہم (مدعا علیہم) نے بشرح قدیم (یعنی مبلغ للعہ اہلکاران یہ کو وہ مبلغ عہ رقم ابواب کل فنڈ جملہ مبلغ عہ سالانہ بابت چہہ سال برابر ادا کیے ہیں - نامبردگان نے یہ بحث کی کہ مدعیان بطور زر صرف مبلغ عہ کے مستحق ہیں کہ مبلغ للعہ اور اُنہوں نے اراضی کے واپس پانیکا دعوی اس بنا پر کیا کہ مدعیان نے از روئے درخواست بے ضابطہ کے دخل حاصل کیا ہے -

جبکہ درخواست مورخہ ۴ مارچ سنہ ۱۸۹۰ء ہنوز دائر تہی اُسوقت مقدمات اپیل بناراضی ڈگری عدالت ضلع مورخہ ۱۳ فروری سنہ ۱۸۹۰ء ہائیکورٹ کے روبرو سماعت کے لئے پیش ہوئے عدالت موصوف نے بتاریخ ۱۷ جولائی سنہ ۱۸۹۰ء ڈگری مذکور کو بحال کیا - برطبق اسکے مدعا علیہما نے یکم اگست سنہ ۱۸۹۰ء کو مبلغ للعہ (جو فرق درمیان لگان سابق کے جو اُنہوں نے ادا کیا تہا اور لگان اضافہ شدہ قابل ادا از روئے ڈگری بحال شدہ کے تہا) عدالت میں پیش کئے اور بحالی دخل کی درخواست کی - ۲۱ فروری سنہ ۱۸۹۱ء کو درخواست مدعا علیہما مورخہ ۴ مارچ سنہ ۱۸۹۰ء واسطے سماعت کے پیش ہوئی اور اُسکو جج ماتحت نے اس بنا پر نامنظور کیا کہ مدعا علیہما نے ڈگری عدالت ضلع کی تعمیل نہیں کی برطبق اسکے مدعا علیہما نے عدالت ضلع میں اپیل کیا - عدالت مذکور نے اُس فیصلہ کو منسوخ کرکے حکم دیا کہ مدعا علیہما کو اس بنا پر قبضہ دیا جانا چاہئے کہ میعاد ادای رقم واجب از روئے ڈگری تاریخ بحالی ڈگری ہائیکورٹ سے یعنی ۱۷ جولائی سنہ ۱۸۹۰ء سے شمار ہونی چاہئے اور بذریعہ اُنکے ادا کرنے زر اہلکاران یہ کو اور اُنکے داخل کرنے زر بقیہ عدالت میں بتاریخ یکم اگست سنہ ۱۸۹۰ء مدعا علیہما نے ڈگری کی تعمیل کی اور وہ بدستور سابق قابض کرا دئے جانیکے مستحق ہیں - مدعیان نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا -

تجویز ہوئی (منسوخی حکم عدالت اور بحالی حکم عدالت جج ماتحت) کہ مدعا علیہما قبضہ نہیں پا سکتے یہ امر کہ اُنہوں نے

۱۸۹۳ء

ایمنابی بنام سیدو

ہائیکورٹ میں اپیل کیا تہا مانع اجرائے ڈگری عدالت ضلع باعث توسیع میعاد ادائے لگان ڈگری شدہ عدالت مذکور نہیں ہوسکتا کسی قسم کا التوای اجرائے ڈگری کی استدعا نہیں ہوئی اور جس امر پر جج ماتحت کو فروری ۱۸۹۰ء میں غور کرنا تہا وہ یہ تہا کہ آیا ادائے لگان مطابق شرائط ڈگری عدالت ضلع مصدورہ ۱۳ فروری ۱۸۹۰ء کیا گیا تہا مدعا علیہمانے لگان مذکور اسوقت ادا نہیں کیا تہا جب مدعیان نے ۱۹ فروری ۱۸۹۰ء کو ڈگری جاری کرائی ہتی قبل صدور ڈگری ہائیکورٹ ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء کے ڈگری باضابطہ جاری کیگئی ہتی اور اجرائے مذکور بعد ازاں بوجہ ڈگری ہائیکورٹ کے منسوخ نہیں ہوا جب ڈگری عدالت ضلع صادر ہوئی ہتی اُسوقت مدعا علیہما کو فوراً بقایا لگان جو اس ڈگری کی رو سے واجب ہتی اہلکاران دیہ کو ادا کرنی چاہئے ہتی یا جسوقت اپیل دوم ہائیکورٹ میں کیا گیا تہا اسکو التوائے اجرائے ڈگری کی درخواست کرنی چاہئے ہتی اُنہوں نے اسمیں سے کسی طریقہ کی پابندی نہیں کی اور ڈگری باضابطہ جاری کیگئی یہ ممکن ہے کہ درخواست اجرائے ڈگری مدعی میں مطالبہ زائد کیا گیا ہو لیکن مدعا علیہمانے کبہی بقدر قدیم لگان ادا کرنیکی کوشش نہیں کی۔

اپیل دوم بناراضی حکم جے ڈبلیو واکر صاحب ڈسٹرکٹ جج ستارا مصدرہ بعینہٖ اجرائے ڈگری۔

مدعا علیہما مدعیان کے اسامی بمبلغ للعہ سالانہ لگان پر ہیں۔ ۵ - اپریل ۱۸۸۳ء کو مدعیان نے مدعا علیہما کو مبلغ صہ اضافہ لگان کی نوٹس دی بعد ازاں اُنہوں نے مدعا علیہما پر بدعوی لگان بشرح قدیم تا تاریخ نوٹس اضافہ اور بشرح زائد لگان بابت زمانہ مابعد نوٹس کے نالش دائر کی۔

نالش مذکور بر طبق اپیل عدالت ضلع میں پیش ہوئی عدالت مذکور نے ۱۳ فروری ۱۸۹۰ء کو ایک ڈگری بحق مدعیان باین حکم صادر کی کہ مدعا علیہما مبلغ للعہ لگان بابت ۱۸۸۳ء اور مبلغ صہ سالانہ لگان من ابتدائے تاریخ نوٹس مدعیان ۵ - اپریل ۱۸۸۳ء سے ادا کریں بصورت مدعا علیہما کے ادا نہ کرینگے مدعیان اراضی پر دخل کرلیں مدعیان کو چاہئے کہ مدعا علیہما کو رقم جو مدعا علیہمانے بطور لگان کے ۱۸۸۴ء سے ادا کی ہتی مجرا دیں۔

ہر دو فریق نے اس ڈگری کی ناراضی سے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔ ۱۳ فروری ۱۸۹۰ء کو جبکہ یہ اپیلیں دائر نہیں مدعیان نے اجرائے ڈگری کی درخواست کی اُنہوں نے دخل فی الفور اور مبلغ للعہ رقم لگان مظہرہ واجب از روئے ڈگری یعنی مبلغ للعہ بابت ۱۸۸۳ء اور مبلغ صہ سالانہ بابت چھ سال من ابتدائے ۱۸۸۴ء لغایت ۱۸۸۹ء کی استدعا کی سابارڈینیٹ جج ماتحت نے درخواست کو منظور کیا اور دخل اراضی مدعی کو ۱۹ فروری ۱۸۹۰ء کو دلایا گیا۔

۳ مارچ ۱۸۹۰ء کو مدعا علیہمانے بحالی دخل کی درخواست دی نامبردگان نے بیان کیا کہ اُنہوں نے بناراضی ڈگری عدالت ضلع کے جس نے انکا لگان مبلغ صہ بشرح اضافہ شدہ معین کیا ہے ہائیکورٹ میں اپیل اور اُنکا اپیل منظور

سنہ ۱۸۹۳ء

امینابی
بنام
سیدو

دایر ہے انہوں نے بیان کیا کہ مبلغ ماللعہ مدعیان کا یافتنی نہیں ہے کیونکہ وے (مدعا علیہما) لگان بحساب شرح قدیم کے یعنی مبلغ للعہ اہلکاران دیہہ کو مع ابواب لوکل فنڈ مبلغ عہ جملہ للعہ سالانہ بابت چھہ برس کے برابر دیتے چلے آئے ہیں لہذا انہوں نے مبلغ للعہ مع مبلغ للعہ بابت سنہ ۱۸۹۰ء کے ادا کیا ہے اور مدعیان اسطور پر صرف مبلغ للعہ کے مستحق ہیں نہ کہ مبلغ للعہ کے۔ انہوں نے اراضی کے واپس پانیکا دعوی اس بنا پر کیا کہ مدعیان نے قبضہ اراضی کا مع فصل استادہ از روئے بیعنامہ درخواست کے حاصل کیا تھا۔

جبکہ درخواست ہذا مورخہ ۴ مارچ سنہ ۱۸۹۰ء دائر تھی اسوقت مقدمات اپیل بنا راضی ڈگری مصدرہ ۱۳ فروری سنہ ۱۸۹۰ء واسطے سماعت کے ہائیکورٹ کے روبرو پیش ہوئے عدالت موصوف نے ۱۷ جولائی سنہ ۱۸۹۰ء کو ڈگری عدالت ضلع کو بحال رکھا۔ بر طبق اسکے یکم اگست سنہ ۱۸۹۰ء کو مدعا علیہما نے مبلغ للعہ (جو فرق درمیان لگان سابق کے جو وہ ادا کرتے تھے اور اضافہ شدہ لگان کے جواز روئے اس ڈگری کے قابل ادا تھا جو ہائیکورٹ سے بحال رہی تھی) عدالت میں پیش کئے اور بحالی دخل کی درخواست کی۔

۶ فروری سنہ ۱۸۹۱ء کو درخواست مدعا علیہما مورخہ ۴ مارچ سنہ ۱۸۹۰ء واسطے سماعت کے پیش ہوئی اور جج ماتحت نے اسکو اس بنا پر نامنظور کیا کہ مدعا علیہما نے ڈگری عدالت ضلع کی تعمیل نہیں کی مدعا علیہما نے عدالت ضلع میں اپیل کیا۔ عدالت مذکور نے فیصلہ عدالت ماتحت کو منسوخ کیا اور یہ حکم دیا کہ مدعا علیہما کو اس بنا پر دخل دلایا جائے کہ میعاد ادائے زر ڈگری کی تاریخ بحالی ڈگری پیشگاہ ہائیکورٹ سے شمار ہو یعنی ۱۷ جولائی سنہ ۱۸۹۰ء سے اور یہ کہ مدعا علیہما نے اسطور پر ڈگری کی تعمیل کی کہ انہوں نے اہلکاران دیہہ کو روپیہ ادا کیا اور یکم اگست سنہ ۱۸۹۰ء کو عدالت میں روپیہ داخل کیا اور وے مستحق بحالی دخل کے ہیں۔

اس حکم کی ناراضی سے مدعیان نے ہائیکورٹ میں اپیل دوم دائر کیا۔

مانک شاہ وبجے طالع یار خاں منجانب اپیلانٹان (مدعیان) مدعا علیہما نے ڈگری عدالت ضلع کی تعمیل نہیں کی اور لگان حسب الحکم ادا نہیں کیا چنانچہ مدعیان نے اجرائے ڈگری کرائی اور دخل حاصل کیا اس امر سے کہ مدعا علیہما نے اپیل کیا تھا

امینابی بنام سیبہ و

وہ میعاد جو اُنکو واسطے تعمیل ڈگری اور ادائے روپیہ کے دی گئی تھی وسیع نہیں کی گئی یہ ڈگری انفکاک نہیں ہے مقدمہ مہنت ایشور گر بنام چداسامانا بہائی (۱) ملاحظہ طلب جبکہ مدعا علیہما نے اپنا اپیل دوم دائر کیا اُنکو واسطے التوائے اجرائے ڈگری عدالت ضلع کے درخواست کرنی چاہئے تھی لیکن بجائے اسکے اُنہوں نے بلالحاظ ڈگری کے اپنے اپیل دوم کے فیصلہ تک دیدہ و دانستہ انتظار کیا اور بعد ازاں رقم واجب کے ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ ڈگری باضابطہ جاری کیگئی ہے اور مدعا علیہما اجرائے ڈگری کو فیصلہ ما بعد اپیل کی وجہ سے منسوخ نہیں کرا سکتے ہیں۔

مہادیو جمناجی آپٹے منجانب سانڈنٹان (مدعا علیہما)۔ اسمقدمہ میں صرف یہ امر تصفیہ طلب ہے کہ آیا وہ میعاد جو مدعا علیہما کو واسطے ادائے لگان اضافہ شدہ کے دی گئی تھی تاریخ ڈگری ہائیکورٹ سے شمار ہونی چاہئے۔ مقدمات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں کہیں کہ کوئی اپیل بناراضی کسی ڈگری کے ہو تو وہ ڈگری ملتوی کردی جاتی ہے۔ مقدمات دولت بنام بھوکن داس (۲) و نور علی بنام کونی میاں (۳) وسکھارام مہادیو بنام ہری کرشنا (۴) ملاحظہ طلب۔ چونکہ ڈگری ہائیکورٹ ڈگری قطعی تھی تو وہ ڈگری جاری ہونی چاہئے اور نہ عدالت ضلع کی ڈگری۔ مقدمات شہرت سنگھ بنام برج میں (۵) و محمد سلیمان خاں بنام محمد یار خاں (۶) ملاحظہ طلب۔ قبل ڈگری ہائیکورٹ کے مدعیان نے بلاشبہ اجرائے ڈگری عدالت ضلع کی درخواست کی تھی لیکن درخواست مذکور اور اُسکا حکم یکطرفہ ہے اور بعد ازاں مدعا علیہما نے ایک درخواست از روی دفعہ ۵۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی (۱۴ ایکٹ ۱۸۸۲ء) پیش کی جبکہ دوران اپیل میں کوئی ڈگری جاری کرائی جاتی ہے تو اجرائے مذکور تابع حکم قطعی کے اپیل متصور ہونا چاہئے مقدمہ ہذا میں بناراضی ڈگری عدالت ضلع مدعیان و نیز مدعا علیہما نے اپیل کیا لیکن گو اُنہوں نے اُسکی ناراضی سے اپیل کیا اور درانحالیکہ اُنکا اپیل دائر تھا اُنہوں نے درخواست کر کے اجرا کرایا۔

بعد صادر ہونے ڈگری ہائیکورٹ کے مدعا علیہما نے لگان اضافہ شدہ عدالت میں ادا کیا اور مدعیان نے اُس کو وصول کیا اور نیز دخل حاصل کیا جو اُنکو نہیں کرنا چاہئے تھا۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۶۔
(۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۱۷۲۔
(۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۔
(۴) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۱۱۳۔
(۵) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۷۶۔
(۶) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۷۔

کینڈی صاحب جسٹس۔ مدعیان مقدمہ ہذا نے ۱۳ فروری ۱۸۹۶ء کو ایک ڈگری عدالت سے اس مضمون کی حاصل کی "مدعا علیہا مدعیان کو مبلغ للعہ لگان بابت ۱۸۹۳و۱۸۹۴ء اور مبلغ صہ لگان سالانہ من ابتدائے تاریخ نوٹس مدعیان مورخہ ۵۔ اپریل ۱۸۹۳ء ادا کریں بحالت عدم ادائے مدعیان دخل اراضی مدعا علیہا سے لیں اور جس قدر روپیہ کہ مدعا علیہا نے بطور لگان اراضی مذکور کے ۱۸۹۳و۱۸۹۴ء سے ادا کیا ہے وہ انکو مجرا دیکر صرف بقایا مدعیان کو دلا ملے"۔

۱۳ فروری ۱۸۹۶ء کو مدعیان نے عدالت جج ماتحت میں درخواست جاری کرانے ڈگری بابت بدخلی فی الفور دخل اراضی اور واسطے لگان یافتنی کے جو مبلغ ساعہ بیان کیا گیا تھا کی یہ رقم لگان بابت ۱۸۹۳و۱۸۹۴ء (مبلغ للعہ) کو چھ سال کے لگان میں جو بحساب مبلغ صہ تھا جوڑکر قائم کیگئی تھی یعنے ۱۸۹۳ لغایت ۱۸۹۹ء کے مدعا علیہا لگان سابق (مبلغ للعہ) معرفت اہلکاران دیہ برابر ادا کرتے آئے تھے (دفعہ ۸۵۔ ایکٹ ۵ ۱۸۷۹ء مجموعہ مالگذاری اراضی بمبئی)۔

جج ماتحت نے مدعیان کو فوراً دخل دلانے کا حکم فی الفور صادر کیا جسکی تعمیل ۱۹ فروری ۱۸۹۶ء کو ہوئی۔

۴ مارچ ۱۸۹۶ء کو مدعا علیہا نے جج ماتحت کے روبرو ایک درخواست مشعر عذر بیدخل کئے جانے کے بابت پیش کی کہ مدعیان کو صرف مبلغ للعہ کا تقاضا کرنا چاہیے تھا اور یہ کہ نامبردگان (مدعا علیہا) نے ایک اپیل دوم ہائیکورٹ میں بنا راضی ڈگری عدالت ضلع جسکے رو سے بحساب صہ لگان مقرر کیا گیا دائر کیا ہے اور یہ کہ وہ روپیہ جو اہلکاران دیہ کو ادا کیا گیا ہے مجرا ملنا چاہئے یعنے مبلغ للعہ لگان اور مبلغ عاعہ ابواب لوکل فنڈ جملہ عہ سالانہ اور بحالی دخل اراضی کی اس بنا پر استدعا کی کہ مدعیان نے دخل مع فصل بر بنا ایک بیضابطہ درخواست کے حاصل کیا تھا اس درخواست مدعا علیہا کو جج ماتحت نے ۲۶ فروری ۱۸۹۶ء تک قطعی طور سے فیصل کیا تھا۔

اسی اثنا میں ہر دو فریق نے اپیل دوم ہائیکورٹ میں بنا راضی ڈگری عدالت ضلع دائر کئے وہ ۲ جولائی ۱۸۹۶ء کو بحال کیگئی اور کوئی تجویز تحریری صادر نہیں ہوئی۔

بعد ازاں مدعا علیہا نے یکم اگست ۱۸۹۶ء کو ایک درخواست جج ماتحت کے روبرو مع مبلغ للعہ کے پیش کی کہ

اینابائی بنام سیدو

بظاہر رنک صاحب نے بطور تفاوت مبلغ للعہ بابت سات سال درمیان لگان منظور کردہ ہائیکورٹ (مبلغ صہ) کے اور درمیان اُس روپیہ کے تہا جو اُنہوں نے ابتک ادا کیا تہا (جسکو مدعا علیہما نے مبلغ بیسہ قائم کیا) اس حساب میں بلاشبہ یہ ایک غلطی ہتی کیونکہ مدعا علیہما نے ظاہرا ابواب لوکل فنڈ کو شامل کرلیا حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ صاحب جج ضلع کا منشا تہا کہ صہ مذکور بجائے للعہ کے باستثنائے کسی ابواب لوکل فنڈ کے ہوں۔

آخرکار حسب متذکرہ بالا ۱۶ فروری ۱۸۹۱ء کو جج ماتحت نے درخواست مدعا علیہما کو جسکی رو سے دعوے بحالی قبضہ کا کیا گیا تہا فیصل کیا حاکم موصوف نے اُنکی درخواست بایں تجویز نامنظور کی کہ اُنہوں نے شرائط ڈگری کی تعمیل نہیں کی۔

برطبق اپیل بعدالت ضلع جج نے حکم جج ماتحت کو منسوخ کیا اور بسند مقدمہ تیلوجی بنام گانو (۱) یہ تجویز کی کہ میعاد معینہ واسطے ادائے لگان واجب کے تاریخ ڈگری ہائیکورٹ سے شمار ہونی چاہیئے اور مدعا علیہما نے علاوہ مبلغ صہ کے جو اُنہوں نے عدالت میں داخل کئے تہے ۱۸۹۵ و ۱۸۹۶ء سے اہلکاران دیہہ کو مبلغ مائہ صہ ادا کئے اور یہ کہ اسلئے مدعا علیہما مستحق تہے کہ پہر دخیل کردیئے جاویں۔

ہم نتائج صاحب جج ضلع سے اتفاق نہیں کرسکتے ہیں جس مقدمہ کا حاکم موصوف نے حوالہ دیا بظاہر اُسکی نسبت کسیقدر غلطی ہے۔ نظیر مقدمہ تیلوجی بنام گانو محض یہ ہے کہ حکم ہائیکورٹ مشعر اجازت دست برداری از اپیل دوم ڈگری نہیں ہے جس سے ایک جدید میعاد واسطے ادائے زر انفکاک کے شمار کیجا سکے لیکن تجاویز حکام ذی علم میں اظہار رائے بہت خلاف اس رائے کے ہے جو صاحب جج ضلع نے قائم کی ہے مثلاً پارسنس صاحب جسٹس نے تحریر فرمایا ہے محض اس امر سے کہ اپیل دائر کیا گیا اجرا اس ڈگری کا جسکی ناراضی سے اپیل ہو ملتوی نہیں ہوتا ہے نہ وہ مانع اسکے جاری کرانے کا ہوتا ہے اور نہ اس سے اُسکی تعمیل کیلئے میعاد بڑہ جاتی ہے۔ مدعیان صرف خود قصوروار ہیں اگر اُنہوں نے اندر میعاد معینہ کے وہ روپیہ ادا نہیں کیا جسکے ادا کرنیکا اُنکو حکم تہا اُنہوں نے اندر میعاد معینہ کے وہ روپیہ ادا نہیں کیا جس کے ادا کرنے کا اُنکو حکم تہا اُنہوں نے مدعا علیہما کے اپیل کے نتیجہ کا انتظار جو کہوں پر کیا یہی صورت اس مقدمہ میں ہے مدعیان اور مدعا علیہما دونوں نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا لیکن اس امر سے ڈگری عدالت ضلع کا اجرا نہیں رُک سکتا نہ میعاد ادائے لگان کی جس کی ڈگری عدالت ضلع سے ہوئی توسیع ہوسکتی ہے

(۱) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۶ لغایت صفحہ ۱۰۹۔

سنہ ۱۸۹۳ء
اینا بی
بنام
سیدو

اگر جج ماتحت کو اختیار توسیع میعاد ادا کا دوران اجرا میں بھی ہوتا تاہم محض اس امر سے کہ اپیل دائر ہو چکا تھا کوئی خاص وجہ توسیع میعاد کی پیدا نہیں ہوتی (مقدمہ مہنت ایشر گر بنام جدا سامانا بھائی (۱) ملاحظہ طلب) التوار اجرا کی درخواست نہیں کیگئی اسلئے جج ماتحت کو فروری سنہ ۱۸۹۱ء میں صرف یہ دیکھنا چاہئے تھا کہ آیا حسب شرائط ڈگری عدالت ضلع مورخہ ۱۳ فروری سنہ ۱۸۸۹ء کے لگان ادا کیا گیا ہے یا نہیں۔

جج ماتحت کا یہ خیال کرنا صحیح ہے کہ سنہ ۱۸۸۲ و ۱۸۸۳ء سے کچھ ادا نہیں کیا گیا تھا اور اگر صحیح طور پر کہا جائے تو اہلکاران دیہہ کو بزمانہ مابعد روپیہ ادا کرنا ہی ایسا ادائے زر ہے جس کو عدالتیں تسلیم کر سکتی ہیں لیکن یہ فرض کرکے کہ عدالت ضلع کی ڈگری سے یا تو اہلکاران دیہہ کو یا عدالت میں روپیہ ادا کرنے کی اجازت ہوئی یا ہو سکتی تھی یہ ایک ایسا امر ہے کہ فروری سنہ ۱۸۹۰ء میں سوائے لگان سابق مبلغ للعہ کے اور کچھ نہیں ادا کیا گیا تھا اور علاوہ اُس لگان کے ایک پائی بھی مدعا علیہما نے اگست سنہ ۱۸۹۰ء تک نہیں دی تھی لہذا اس امر کی تحقیقات کرنی غیر ضروری ہے کہ آیا صاحب جج ضلع کا اس مقدمہ میں یہ سمجھنا صحیح تھا کہ اگرچہ عدالت ضلع کی ڈگری میں مدعا علیہما کو حکم ادا کرنے مبلغ صہ لگان سالانہ کا تاریخ نوٹس مدعیان مورخہ ۵ اپریل سنہ ۱۸۸۳ء سے تھا تاہم مدعا علیہما کا صرف (مبلغ للعہ) لگان سابق بابت سنہ ۱۸۸۳ و ۱۸۸۴ء و سنہ ۱۸۸۴ و ۱۸۸۵ء کے ادا کرنا صحیح تھا بہرحال مدعا علیہما نے اپنا واجب لگان بابت سنہ ۱۸۸۵ و ۱۸۸۶ء لغایت سنہ ۱۸۸۹ و ۱۸۹۰ء اسوقت نہیں ادا کیا جبکہ مدعیان نے ڈگری جاری کرائی نہ اُنہوں نے لگان اُسوقت اہلکاران دیہہ کے روبرو پیش کیا نہ اُنکو ادا کیا جبکہ اُنہوں نے اپنی بیدخلی کی نسبت (مارچ سنہ ۱۸۹۱ء میں عذر کیا۔

پس کیا جج ماتحت کو کارروائی اجرائے ڈگری منسوخ کرانی چاہئے تھی اور مدعا علیہما کا دخل بحال کرنا چاہئے تھا کیونکہ ۱۷ جولائی سنہ ۱۸۹۰ء کو ہائی کورٹ نے ڈگری عدالت ضلع کو بحال کیا تھا جسکی رو سے مدعا علیہما کو لگان اضافہ شدہ کے ادا کرنیکا حکم تھا اور یہ حکم تھا کہ بحالت عدم ادا کے مدعیان مدعا علیہما سے قبضہ اراضی کا لے لیں ہماری دانست میں یہ نہیں کرنا چاہئے تھا ممکن ہے کہ مدعا علیہما کے حق میں اس سے سختی ہو لیکن یہیں خود اُنہیں کا قصور ہے جبکہ عدالت ضلع کی ڈگری صادر ہوئی تھی تو فوراً اُنکو چاہئے تھا کہ اہلکاران دیہہ کو بقایائے لگان واجب مطابق ڈگری مذکور کے ادا کرتے

سنہ ۱۸۹۳ء — ایناباپی بنام سید

یا انکو بوقت اپیل دوم ہونے کے التوا اجرائے ڈگری کی درخواست کرنی چاہیئے تھی انہوں نے ہردو فریق میں سے کوئی اختیار نہیں کیا اور اسلئے قبل صادر ہونے فیصلہ ہائیکورٹ کے ڈگری حسب قانون جاری کیگئی ممکن ہے کہ دعوے مندرجہ درخواست اجرائے ڈگری مدعیان نسبت رقم لگان متدعویہ کے زیادہ ہو لیکن یہ امر بدستور قایم رہتا ہے کہ مدعاعلیہم نے کبھی لگان سابق سے کچھہ بھی زیادہ ادا کرنے کی کوشش نہیں کی بنظر ان حالات کے ہمکو حکم صاحب جج خارج کرنا اور حکم جج ماتحت کو بحال کرنا چاہیئے کل خرچہ بذمہ مدعاعلیہما۔

حکم خارج کیا گیا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باج کلاس بیلی صاحب قائممقام چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس۔

۱۸ اگست ۱۸۹۴ء

بالاجی گنیش (ابتداءً مدعی) اپیلانٹ بنام سکھارام پرسرام انگال و یک کس دیگر ابتداءً (مدعاعلیہما) ریسپانڈنٹان ✻

اقساط۔ ڈگری بربنائے رہن واسطے ادائیگی مبلغ الصہ روپیہ بذریعہ اقساط کے اور بصورت قصور کل تعداد کی بابت اجرا کا کیا جانا۔ قصور بادائیگی اقساط۔ ترک منجانب مدعی بابت حق اجرا کرانے ڈگری کے۔ مدعی کا اقساط سے زیادہ وصول کرنا کوئی ترک نہیں ہے۔ دستور ضابطہ۔ مختلف ہائیکورٹوں کے مختلف قواعد جج کا اُس ہائیکورٹ کے مقدمہ کی پیروی کرنا جسکا وہ ماتحت ہے۔

بروئے ایک ڈگری برضا مصدرہ بنالش رہن مدعاعلیہ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ مدعی کو مبلغ الصہ بذریعہ اقساط ۵ فی سال جو ہر سال کی ۳۰ اپریل کو واجب الادا ہونگی ادا کردے اور بصورت قصور بادائیگی کسی قسط کے مدعی کو اختیار تھا کہ ڈگری کا اجرا بذریعہ نیلام کل جائداد مرہونہ کے کرائے۔ مدعاعلیہم اول قسط کے ادا کرنے میں قاصر رہے جو ۳۰ اپریل ۱۸۸۸ء کو واجب ہوئی تھی اور مدعی نے اجرا کیلئے درخواست کی اور ایک حکم مشعر نیلام جائداد مذکور کے حاصل کیا بغرض اس امر کے کہ نیلام کو رکوا جاوے مدعاعلیہم نے ۱۲ نومبر ۱۸۸۸ء کو مبلغ ۵ روپیہ عدالت سے باہر ادا کردیئے اور اسپر درخواست اجراء کے ساقط کئے جانیکی اجازت دیگئی۔ بعد ازاں مدعاعلیہم نے حسب ذیل ادائیگیاں وصول پائیں یعنے مبلغ ۵ جون ۱۸۸۹ء کو اور ۲۵ روپیہ ۱۲ جون ۱۸۸۹ء کو اور ۵ یکم جنوری ۱۸۹۰ء کو اور مبلغ ۵ بدفتر ناظر ۲ جون ۱۸۹۰ء کو جو وہ دن تھا جبکہ عدالت بعد تعطیلات موسم گرما کے کھلی تھی جو ۳۰ اپریل ۱۸۹۰ء کو شروع ہوئی تھیں بتاریخ ۶ جون ۱۸۹۰ء مدعی نے پھر درخواست واسطے اجرا کے گذرانی جو سبارڈینیٹ جج نے منظور کی۔ برطبق اپیل ڈسٹرکٹ جج نے حکم مذکور برقرار رکھا اور اس امر کے مسترد کردیا کہ مدعی نے بوجہ قبول کرلینے زائد ادائیگی ہاکے اپنا حق اجرا کرانے ڈگری کا ترک کردیا ہے۔

برطبق اپیل بحضور ہائیکورٹ۔

✻ اپیل دوم نمبری ۱۸۹ سنہ ۱۸۹۴ء۔

۱۸۹۲ء
بالاجی گنیش
بنام
سکھارام بیرام
انگال

تجویز هوئی که مدعی مستحق اجرا کرانیکا تہا- ادائیگی ہا کی قبول کر لینے سی کوئی ترک ثابت نہیں ہوتا- ادائیگی بابت مذکورہ بابت اُن اقساط کے قبول نہیں کیگئی تہیں جو باقی تہیں- بلکہ بابت کل ڈگری کے قبول کیگئی تہیں اور اگر انکو بطور ادائیگی ہای زائد از اقساط کے تسلیم ہی کیا جاے تو اُس سے بجاے خود ترک ثابت نہیں ہوسکتا-

ہر صاحب جج کیلئے لازم ہے کہ اپنی پریزیڈنسی کے ہائیکورٹ کے مقدمہ کی تقلید کرے-

اپیلدوم بنا راضی حکم مصدرہ مسٹر ڈبلیو واکر صاحب جج ضلع ستارا بصیغہ اجرا ڈگری-

از روے ڈگری اقبالی مبلغ للعہ مصدرہ نالش ہن کے یہ حکم (منجملہ دیگر امور کے) دیا گیا کہ مدعا علیہم کو روپیہ بذریعہ اقساط سالانہ مبلغ صہ ہر سال ۳۰- اپریل کو ادا کرنا چاہئیے اور درصورت نہ ادا ہونے کسی قسط اندر میعاد معینہ کے مدعی بقایاے زر ڈگری بذریعہ نیلام جائداد مرہونہ اور ذات مدعا علیہم کے دلا یا دے-

۳۰- اپریل ۱۸۸۸ء کو اول قسط مبلغ صہ کی واجب الادا ہوئی اور مدعا علیہما کے روپیہ ادا نکرنے سے مدعی نے اجرا ڈگری کی درخواست کی اور ایک حکم واسطے نیلام جائداد اور اداے کل رقوم کے حاصل کیا نیلام کے رد کرنے کی غرض سے مدعا علیہ نے ۱۳ نومبر ۱۸۸۸ء کو مبلغ صہ عدالت کے باہر ادا کئے اسپر درخواست اجراے ڈگری خارج ہوگئی مدعا علیہما نے بعد ازاں چند رقوم ادا کیں یعنے مبلغ صہ ۵ جون ۱۸۸۹ء کو و مبلغ صہ ۱۲ جون ۱۸۸۹ء کو و مبلغ صہ یکم جنوری ۱۸۹۰ء کو اور مبلغ صہ دفتر ناظر میں ۲ جون ۱۸۹۰ء کو یہ وہ روز تہا جس روز عدالت بعد تعطیل موسم گرما کے جو ۳۰- اپریل ۱۸۹۰ء سی شروع ہوئی تہی پہر کہلی-

۲ جون ۱۸۹۰ء کو مدعی نے پہر درخواست واسطے اجرا ڈگری اور دلا پانے زر باقی کے جو اُسکے روسی واجب الادا تہا بذریعہ نیلام جائداد مرہونہ اور ذات مدعا علیہم کے کی-

جج ماتحت نے درخواست مذکور کو منظور کیا-

مدعا علیہما نے اپیل کیا اور صاحب جج ضلع نے اس حکم کو منسوخ کیا- اپنی تجویز میں حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا:-

"ڈگری ہذا اقبالی ہے جس میں یہ حکم ہے کہ مدیون ڈگری مبلغ صہ کی قسط سالانہ ۳۰- اپریل کو

بالاجی گنیش
بنام
سکھارام پرسرام
انگال

اداکرے۔ قسط اوّل ۳۰۔ اپریل ۱۸۸۳ء کو واجب الادا تھی اور بصورت نہ ادا ہونے کسی قسط کے کل روپیہ یکمشت واجب الادا ہوگا۔ قسط اوّل تاریخ مقررہ پر ادا نہیں ہوئی اور ڈگریدار نے کل ڈگری کے اجرا کی درخواست کی اور جائداد کے نیلام کا حکم دیا گیا لیکن حکم مذکور بروئے تحریر ظہری ڈگریدار کے کہ مبلغ ۵ سو روپے اُس نے پائے تھے منسوخ کیا یہ ظاہر ہے کہ ڈگریدار نے اپنے حق سے دست برداری کی اور کل ڈگری کے اجرا کا دعوی بوجہ عدم ادائے قسط اوّل کے نہیں کرسکتا۔

قسط دوم بھی تاریخ مناسب پر ادا نہیں کیگئی لیکن قبل تاریخ قسط سوم کے ڈگریدار نے ۵۵ یا کچھ زائد از تعداد قسط خارج المیعاد وصول کئے اور ایک رسید دی۔ قسط سوم کی تاریخ کے بعد تک اُسنے کوئی درخواست واسطے اجرائے کل ڈگری کے نہیں کی مطابق فیصلہ مقدمہ ہیرالال بنام بدہو (۱) کے رسید قسط خارج المیعاد سے کوئی دست برداری پیدا نہیں ہوئی بلکہ برخلاف اسکے ہائیکورٹ کلکتہ نے ایک حال کے مقدمہ رام کلپو بنام رامچندر (۲) میں تجویز کی ہے اور حسب وجوہ مندرجہ مقدمہ مذکور میری رائے میں یہ تجویز ہونی چاہئے کہ دست برداری ہوئی ہے کیونکہ ڈگریدار نے فی الحقیقت واجب الادا کو وصول پایا اور واسطے ادائے کل رقم واجب کے درخواست نہیں کی۔

" نسبت قسط سوم کے عدالت تاریخ واجب الادا پر بند تھی اور مدیون ڈگری نے اوّل ہی روز جب پھر عدالت کھلی رقم مذکور داخل کردی لہذا کوئی قصور نہیں ہوا۔ چونکہ مدیون ڈگری درحقیقت تاریخ واجب پر عدالت میں رقم مذکور داخل نہیں کرسکتا تھا تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اُسنے روپیہ کے ادا کرنے میں قصور کیا۔

مدعی نے اپیل دوم دائر کیا۔

شام راؤ وٹہل بجانب اپیلانٹ (مدعی) یہ تسلیم ہے کہ اوّل دو اقساط کے ادا کرنے میں قصور کیا گیا شرائط ڈگری تاکیدی ہیں اور اُنکی رو سے مدعی کو اختیار دلا پانے کل رقم یافتنی از روئے ڈگری کا درصورت عدم ادائے کسی قسط کے حاصل ہے۔ مدعی کیجانب سے کوئی دست برداری نہیں ہوئی جب اُس نے اوّل درخواست اجرا کی تب ایک حکم مشعر اجرائے ڈگری بذریعہ نیلام جائداد مرہونہ کے صادر ہوا

(۱) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۸۳ء صفحہ ۱۷۲۔

(۲) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۵۲۔

سنہ ۱۸۹۲ع
بالاجی گنیش
بنام
سکھارام پرسرام
انگال

بعدازاں مدعاعلیہمانے مبلغ سـ۵ اسکو ادا کئے اور مصالحت کے لئے کہا اسپر مدعی نے مبلغ سـ۵ کا لینا تسلیم کیا اور عدالت سے التوائے مقدمہ کی درخواست کی لیکن عدالت نے بجائے التوائے مقدمہ کے درخواست کے تصفیہ کا حکم صادر کیا۔ یہ دست برداری نہیں ہے مقدمہ ترمبک ایٹ ریور بنام سداشیو (۱) ملاحظہ طلب مبلغ سـ۵ بابت قسط اول کے ادا نہیں کئے گئے تھے بلکہ بابت کل زر ڈگری کے یا مدعی کی دی ہوئی رسید سے ظاہر ہے یہی کیفیت دیگر رقوم اداشدہ کی ہے۔

مہادیو چمناجی آپٹے منجانب سپانڈنٹان (مدعاعلیہما) اس امر سے کہ اپیلانٹ نے مبلغ سـ۵ وصول پائے یعنی مبلغ صـ۵ زر قسط اول مع مبلغ عـ۵ کے اور درخواست کو خارج ہو دیا۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسکی جانب سے دست برداری ہوئی جو شخص اپنے حق کو نافذ نہیں کراتا اُسکی نسبت ضرور یہ سمجھا جائیگا کہ اُس نے اُس سے دست برداری کی۔ مقدمات بدہولال بنام رکیب داس (۲) ننگا پا بنام اسمعیل (۳) ملاحظہ طلب۔ کوئی دست برداری از جانب اپیلانٹ نہوتی اگر وہ مبلغ سـ۵ کے لینے سے انکار کرتا اور عدالت سے کارروائی کے جاری رہنے کی درخواست کرتا۔ دست برداری ایک رعایت ہے جو مدیون کے ساتھ کیجاتی ہے اور ایک مرتبہ جب کیگئی تو ڈگریدار اپنے حق کل ڈگری کے جاری کرانے پر اصرار نہیں کر سکتا۔ اگرچہ اول دو اقساط کے ادا کرنے میں قصور کیا گیا مگر تیسری قسط عین وقت پر عدالت میں داخل کیگئی۔ میعاد ادائے قسط مذکور بلاشبہ تعطیل کے زمانہ میں گذر گئی لیکن چونکہ مدعی نے اُس روز روپیہ ادا کیا جس روز عدالت پھر کھلی تو وہ اندر میعاد ہے۔

کینڈی صاحب جسٹس:۔ صاحب جج ضلع کا ترجیح دینا نظیر ہائیکورٹ کلکتہ کو بمقابلہ نظیر ہائیکورٹ خود اپنی پریزیڈنسی کے صحیح نہیں ہے جہانکہ انہیں اختلاف ہے انکو عدالت آخر الذکر کی پابندی کرنی چاہئے (مقدمہ سامی راؤ بنام کاشی ناتھ (۴) ملاحظہ طلب ہے) نیز موصوف الیہ نے اس بات کے تحریر کرنے میں غلطی کی ہے کہ حکم جو ڈگریدار نے حاصل کیا تھا منسوخ کیا گیا مبلغ صـ۵ جو بابت قسط اول کے واجب تھے ادا نہیں کئے گئے اور اسلئے ڈگریدار نے اپنی کل ڈگری کے جاری کرانے کی درخواست بذریعہ نیلام جائداد مدعاعلیہما کی اس نیلام کے رد کرنے کے لئے مدعاعلیہ نے مبلغ سنـ۵ ادا کئے اور درخواست اجرائے ڈگری خارج ہوگئی اور اسطرح پر اُس کا تصفیہ ہوگیا۔ ظاہراً سنـ۵ بابت کل زر ڈگری کے ادا کئے گئے تھے

(۱) نجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۷۶ع صفحہ ۳۸۱۔
(۲) انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۴۸۴۔
(۳) انڈین لارپورٹ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۱۹۲۔
(۴) انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۴۱۹۔

سنہ ۱۸۹۲ء
بالاجی گنیش
بنام
سکھا رام
پسر رام
انگال

کیونکہ اسوقت صرف ص بابت قسط کے واجب الادا تہے یہی صورت زر مودی سنہ ۱۸۹۲ء کی تہی بہت عرصہ بعد واجب ہونے قسط ص کے (۳۰۔ اپریل سنہ ۱۸۸۹ء) مدعا علیہ نے چہوٹی رقوم جنکا مجموعہ ص ہوتا ہے ادا کین اور رسیدات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ رقوم بابت اس روپیہ کے ادا کی گئین جو از روے ڈگری واجب تہا ان رسیدات مین لفظ قسط کا نہین ہے جو صرف بقدر ص کے تہی مدعا علیہ کے ص دوسری جون سنہ ۱۸۹۰ء کو عدالت مین ادا کرنیسے کچہ مضرت مدعی کی نہین ہوئی جسنے ۶۔ جون سنہ ۱۸۹۰ء کو درخواست اجرا بابت باقی کل زر ڈگری کے بعد مجرا دینے اُس روپیہ کے جو جزواً ادا کیا گیا تہا پیش کی ۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ بجز ادائے زر متذکرہ بالا کے کوئی اور واقعات ایسے نہین ہین کہ جن سے دست برداری منجانب مدعی ظاہر ہوتی ہو یہ رقوم خود انپر لحاظ کرنیسے ظاہر ہوتا ہے) بابت خاص اقساط کے جو باقی تہین قبول نہین کی گئین اسطور پر کہ اُن مین اور کل قرضہ کے آدا جزوی مین فرق ہو پس رقوم مذکور ثبوت کافی دست برداری کی نہین ہین مقدمہ لنگایا بنام اسمٰعیل (۱) ملاحظہ طلب ہے اگر وہ بادائے اُن اقساط کے ہی متصور ہون جو واجب ہو چکی تہین تو اُن سے بہ تفصد دست برداری ثابت نہین ہو سکتی یہی اصول مقدمہ ہیرالال بنام مدہو (۲) مین قرار پایا ہے جسکی تقلید مقدمات مابعد مین کی گئی ہے ۔ دیکہو کوٹہی متقام راؤ بنام سدا شیو (۳) چونکہ مسلماً کوئی اور واقعات نہین ہین کہ جنکی بنا پر ہم صاحب جج کو یہ تحریر کرین کہ اس امر پر غور کرین کہ اُنکے نزدیک دست برداری ثابت ہوتی ہے یا نہین لہذا ضرور ہے کہ ہم اُنکے حکم کو منسوخ اور حکم جج ماتحت کو بحال کرین کل خرچہ ذمہ مدعا علیہ ۔

حکم منسوخ ہوا ۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۱۹۴ (۲) انتخاب فیصلہ جات مطبوعہ سنہ ۱۸۸۳ء صفحہ ۱۷۴

(۳) " " سنہ ۱۸۸۸ء صفحہ ۳۸۱ ۔

۱۸۹۲ء
۳۱ اگست

ضمیمہ اپیل دیوانی

باجلاس بیلی صاحب جسٹس (قائم مقام) چیف جسٹس وکینڈی صاحب جسٹس

سید شاہو (ابتدائی فریق مخالف) اپیلانٹ بنام **حفیظہ بیگم** (ابتدائی سائلہ) رسپانڈنٹہ*

نابالغ - ولی - تقرر ولی بذریعہ وصیت - درخواست سارٹیفکٹ ولایت - عملدرآمد - ضابطہ ایکٹ ولی و نابالغان نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ء دفعات ۷، (ضمن ۳) و ۱۳ و ۴۸ - (۱)

جس صورت میں کہ ایک شخص کا بیان ہے کہ نامبردہ بروئے ایکٹ وصیت نامہ کے ایک نابالغ کا ولی مقرر کیا گیا تو اور کوئی شخص حسب دفعہ ۷ ضمن (۳) ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ء کے ولی مقرر نہیں کیا جاسکتا اسوقت تک کہ بعد مناسب تحقیقات کے یہ معلوم ہو کہ کوئی جائز وصیت نامہ نہیں ہوا۔

ضابطہ حسب ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ء سرسری ہونا منشاء نہیں رکھا گیا۔

یہ اپیل بنا راضی حکم مصدرہ سی جی ڈبلیو میفکرسن صاحب جج ضلع بیلگام کے ہے۔

واقعات مقدمہ کے حسب ذیل ہیں۔

حفیظہ بیگم بیوہ غوث خان دیسائی نے درخواست بموجب ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ء کیواسطے سارٹیفکٹ ولایت ذات اُسکے پسران نابالغ و پسر زادگان کے گذرانی اور عدالت سے یہ استدعا کی کہ منتظم جائداد اُسکے شوہر متوفی کا مقرر کیا جاوے

---

* اپیل نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۲ء

(۱) دفعات ۷، و ۱۳ و ۴۸ ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ء حسب ذیل ہیں۔

دفعہ ۷ - ہرگاہ عدالت کو تشفی ہو کہ فلاں نابالغ کی بہبود کے لئے حکم صادر کرنا چاہئے۔

(الف) اُسکی ذات یا جائداد یا دونوں کا گارڈین مقرر کرنے کے لئے - یا

(ب) کسی شخص کو ویسا گارڈین قرار دینے کے لئے۔

تو عدالت برطبق اُسکے حکم مذکور صادر کرسکتی ہے۔

(۲) حکم تحت دفعہ ہذا سے ہر ایسے گارڈین کا برطرف ہونا سمجھا جائیگا جو بذریعہ وصیت نامہ یا کسی اور دستاویز کے مقرر نہ ہوا ہو یا جو بذریعہ عدالت کے مقرر نہ کیا گیا یا قرار نہ دیا گیا ہو۔

(۳) جب کوئی گارڈین بذریعہ وصیت نامہ یا کسی اور دستاویز کے مقرر کیا جائے یا از طرف عدالت مقرر ہو یا قرار دیا جائے تو اُسکی جگہہ میں کسی دوسرے شخص کو گارڈین مقرر کرنے یا قرار دینے کے لئے کوئی حکم از رُوئے دفعہ ہذا صادر نہیں کیا جاویگا تا وقتیکہ اُس طرح پر مقرر کئے ہوئے یا قرار دیئے ہوئے کسی گارڈین کے اختیارات ایکٹ ہذا کے احکام کی رُو سے موقوف نہ ہو جائیں۔

دفعہ ۱۳ - اُس روز جو واسطے سماعت درخواست کے مقرر ہو یا اُس روز کے بعد جسقدر جلد ممکن ہو عدالت اس وجہ ثبوت کی سماعت کریگی جو درخواست مذکور کی تائید یا مخالفت میں گذرے۔

دفعہ ۴۸ - باستثنائے اُسکے کہ جو دفعہ اخیر مرقوم الفوق اور مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۶۲۲ میں محکوم ہے حکم مصدرہ تحت ایکٹ ہذا مختتم ہوگا اور اُسپر نالش کے ذریعہ سے یا بطور دیگر اعتراض نہ ہوسکیگا۔

فریق مخالف سید شاہو عرف محمد صاحب نے اس بنا پر عذر کیا کہ وہ ولی نابالغان اور انکی جائداد کا بموجب اُس وصیت کے مقرر کیا گیا تھا۔ جو متوفی غوث خان نے ۱۵۔ جون ۱۸۹۰ء کو کی تھی۔

صاحب جج ضلع نے بعد قلمبند کرنے کچھ شہادت کے شہادت مزید اس بنا پر لینے سے انکار کیا کہ کارروائیات سرسری نہیں اور فریق مخالف کو اپنی حیثیت نالش ہٰذا میں ثابت کرانیکا اختیار تھا چنانچہ اُنہوں نے سائلہ کو سارٹیفکیٹ ولایت پسران نابالغ کا عطا کیا اور صاحب کلکٹر سے منتظم جائداد کے نامزد کرنیکی التجا کی۔

فریق مخالف نے اپیل دائر کی۔

فیروز شاہ ایم مہتا [illegible] اسکریوبل) منجانب اپیلانٹ۔ صاحب جج نے اس معاملہ کا فیصلہ سرسری طور پر مطابق ضابطہ بموجب [illegible] ۱۸۶۴ء کے کیا ہے مگر ایکٹ مذکور از روے ایکٹ نمبر ۸ ۱۸۹۰ء [illegible] تحقیقات بیانات اشخاص متنازعین کی مدنظر ہے دفعات ۱۳ [illegible]

[illegible] قرار دیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص ولی بموجب وصیت نامہ یا دیگر دستاویز [illegible] کوئی دوسرا شخص بطور ولی کے مقرر نہیں کیا جائیگا تاوقتیکہ اختیارات مقرر شدہ ولی کے ختم [illegible]

[illegible] منجانب رسپانڈنٹ :۔ ایسے ولی کی صورت سے جو بموجب [illegible] کیا ہو دفعہ ۵۔ ایکٹ نمبر ۸ ۱۸۹۰ء متعلق ہے اور دفعہ مذکور صرف رعایائے [illegible] سے متعلق ہے۔

[illegible] تقرر ولی سے متعلق ہے مگر جبکہ ولی بموجب وصیت نامہ کے مقرر کیا جائے تو [illegible] ہے۔

[illegible] صاحب جسٹس نے دفعہ ۷ کا حوالہ دیا

[illegible] نہیں کرتے ہیں کہ ایکٹ مذکور اشخاص سے بجز رعایائے برطانیہ اہل یورپ [illegible] نہیں ہے ہم کہتے ہیں کہ وہ کل اشخاص سے متعلق ہے مگر جو ہم بحث کرتے ہیں [illegible] ولی از روئے وصیت نامہ کے مقرر کیا جائے تو حکم خاص ہے جو دفعہ ۵ میں صادر کیا گیا ہے جو صرف رعایائے برطانیہ اہل یورپ سے متعلق ہے دیگر دفعات ایکٹ مذکور تقرر ولی سے متعلق ہیں مگر وے تقرر ولی سے بذریعہ وصیت نامہ یا دیگر دستاویز کے متعلق نہیں ہیں۔

بعد [illegible] صاحب جج کا [illegible] وصیت نامہ کے نہیں [illegible]
کے تقرر [illegible] صاحب جج [illegible] سے درخواست اپیلانٹ نسبت پیش کرنے شہادت [illegible]
کرنے میں بھی [illegible] صرف ایک یوم قبل حاکم [illegible]
رسانی [illegible] ان کی ہے اور اسلئے وہ انکے ولی ہونیکے قابل ہے

کینڈی صاحب جسٹس صاحب جج ضلع کو بظاہر بوجہ انکی یاد [illegible] ایکٹ مسابق [illegible]
دہوکا ہوا جس میں یہ ہدایت تھی کہ کارروائیات از روئے ایکٹ مذکور کے سرسری ہونی [illegible]
۱۳ و ۴۸ ایکٹ نمبر ۸ ۱۸۶۴ء) سے ظاہر ہے کہ بموجب ایکٹ حال کے ضابطہ سرسری ہونا مد نظر نہیں ہے

فریق مخالف نے درخواست کی نسبت اس بنا پر عذر کیا کہ وہ بموجب وصیت نامہ کے مقرر [illegible]
کرتے ہیں کہ بموجب دفعہ (۳) کے صاحب جج ضلع کسی شخص دیگر کو بطور ولی مقرر نہیں کر سکتے جبتک [illegible]
تحقیقات ضابطہ کے یہ تجویز نہ کریں کہ کوئی وصیت جائز نہیں ہے جیسا کہ طرف ثانی نے بیان کیا [illegible]
وہ شہادت سننے سے انکار کیا جسکا حوالہ درخواست طرف ثانی مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۸۹۱ء میں دیا گیا [illegible]
کہ شہادت بہت ناوقت پیش کی گئی تھی بلکہ اسوجہ سے کہ کارروائیات سرسری ہیں اور عدالت [illegible] واسطے تجویز [illegible]
کھلی ہوئی ہیں، اندریں حالات ہم حکم صاحب جج ضلع کو منسوخ کرتے ہیں اور مقدمہ [illegible]
قانون کے واپس بھیجتے ہیں [illegible] خرچہ کی نسبت عدالت ماتحت میں تجویز کیا جاوے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس [illegible] صاحب جسٹس [illegible] قائم مقام [illegible]

بھوکن داس [illegible]

للو بھائی کاشی داس [illegible]

امر تجویز شدہ - نالش بہ بنا ایک [illegible] کی [illegible] علیہم کے [illegible]
کا برخلاف چند مدعا علیہم کے [illegible] ہونا - نالش مابعد بہ بنا [illegible] مذکور [illegible]
عدالت میں - مجموعہ ضابطہ دیوانی (نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعات ۴۲ و ۴۳ +

[illegible] ہائیکورٹ بمبئی میں ایک نالش (نمبری ۹ [illegible] برخلاف [illegible] مدعا علیہم [illegible]

* اپیل دوم نمبر ۲ [illegible] ۱۸۹۱ء

متفرقہ نہ
نہوکن داس
بوج بہوکن داس
بنام
للوبھائی کاشی داس

نسبت بعض جائداد کے جو وہاں واقع تھے لکھا گیا تھا دائر کی - اقرار مکرر ادائیگی کا مشترک اور جداگانہ تھا - دوم اور سوم مدعا علیہم مقدمہ مسند کورنے (مدعا علیہم مقدمہ حال) جو باشندگان سورت تھے یہ عذر کیا کہ جو بابت خلاف اُنکے عدالت کو اختیار سماعت حاصل نہیں ہے پس مقدمہ بمقابلہ اُنکے بوجہ نقص اختیار سماعت کے خارج کیا گیا لیکن برخلاف مدعا علیہ نمبر اول کے جو بمبئی میں رہتا تھا عدالت نے بحق مدعی ڈگری صادر کی - اسپر مدعی نے نالش حال برخلاف مدعا علیہم کے عدالت سورت میں واسطے نفاذ اُسکی ذمہ داری کے بسبب رہن کے نالش کی مدعا علیہم نے عذر کیا کہ دعوی برخلاف اُنکے بوجہ اخراج نالش سابقہ کے ممنوع تھا -

تجویز ہوئی کہ نالش ممنوع نہیں تھی - نالش سابقہ میں جبکہ برخلاف ان مدعا علیہم کے کوئی فیصلہ بربنائے روئداد کے نہیں ہوا تھا اور کارروائیات برخلاف اُنکے کالعدم تھیں (اپیل دیوانی ۷ ستمبر ۱۸۹۲ء)

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ سی جی ڈبلیو میفکرسن صاحب جج ضلع سورت -

اس نالش میں مدعی نے مبلغ للعہ ماہ دلاپانے کی استدعا کی جسکی نسبت اُس نے یہ بیان کیا کہ وہ بابت ایک رہن نامہ کے واجب الادا تھے جو بحق اُس کے مدعا علیہم اور ایک شخص جکشینداس پرشوتم داس نے تحریر کیا تھا -

عرضی دعوی میں بیان کیا گیا ہے کہ مدعی نالش نمبر ۱۶۹ (۱۸۸۰ء) بربنائے رہن بمقابلہ کل راہنان کے بصیغہ ابتدائی ہائیکورٹ کے دائر کر چکا ہے اُس نالش میں مدعا علیہم نے یہ عذر کیا کہ عدالت کو کوئی اختیار نہیں ہے کیونکہ جائداد مرہونہ سورت میں واقع ہے جہاں کہ وے رہتے ہیں اور جہاں کہ رہن نامہ تحریر کیا گیا تھا - اسپر ہائیکورٹ نے نالش بمقابلہ اُن کے بوجہ اختیار سماعت نہ ہونے کے ڈسمس کی مگر ڈگری بمقابلہ اُنکے مدعا علیہ نمبر ایک جکشینداس پرشوتم داس کے جو بمبئی میں رہتا تھا صادر کی -

مدعا علیہا نے اب یہ بحث کی کہ یہ نالش بمقابلہ اُنکے بوجہ ڈسمسی نالش نمبر ۱۶۹ (۱۸۸۰ء) کے ممنوع السماعت ہے جج ماتحت درجہ اول نے ڈگری بحق مدعی صادر کی -

مطابق اپیل منجانب مدعا علیہم صاحب جج ضلع نے ڈگری منسوخ کر دی اپنی تجویز میں بعد حوالہ دینے دفعات ۲۴ و ۴۳ و ۱۶ و ۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء) کے اُنہوں نے یہ فرمایا -

واضح ہو کہ میری دانست میں ان کل احکام کا منشا خلاف اسکے ہے کہ مدعی دو یا زیادہ نالشات اُس صورت میں دائر کرے کہ معاملہ متنازعہ کا فیصلہ ایک نالش میں کیا جاسکتا ہو اور خلاف اسکے ہے کہ مدعا علیہم کو بلا ضرورت تکلیف پہنچائے اور اُن احکام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسی نالش عموماً اُس عدالت میں دائر ہونی چاہئے جس کے علاقہ اختیار کی حدود اراضی کے اندر جائداد متنازعہ واقع ہو یا بنائے مخاصمت پیدا ہوئی ہو

سنہ ۱۸۹۲ء

بھوکن داس
برج بھوکنداس
بنام
نتھو بھائی ہرداس

وہ ایسی عدالت میں دائر کیجا سکتی ہے جسکی حدود اراضی کے اندر مدعا علیہ یا منجملہ مدعا علیہم کے ایک شخص سکونت رکھتا ہو مگر صرف اندر خاص حالات کے۔

"مقدمہ حال میں تمسک کی رو سے جو صورت میں جیکیشن داس و مدعا علیہم حال نے تحریر کیا تھا مدعی کے پاس ایک مکان واقعہ سورت رہن کیا گیا تھا مگر مدعی نے راہنان پر بمبئی میں نالش دائر کرنا پسند کیا اور ایک ڈگری بابت کل رقم تمسک کے بمقابلہ جیکیشن داس حاصل کی جو بمبئی میں رہتا ہے حالانکہ اسکا دعویٰ بمقابلہ مدعا علیہم حال کے بوجہ اختیار سماعت نہونے کے نامنظور کیا گیا تھا بعد ازاں مدعی نے نالش دوم بمقابلہ انکے عدالت جج ماتحت سورت درجہ اول میں دائر کی اور ایک دوسری ڈگری بابت کل رقم تمسک کے حاصل کی ہے اور بحث یہ ہے کہ آیا یہ ڈگری دوم بحال رکھی جا سکتی ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ بحال نہیں رکھی جا سکتی ہے۔

"مطابق الفاظ دفعہ ۴۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نالش بمقام سورت دائر کرنے سے فیصلہ قطعی بمقابلہ کل راہنان کے حاصل کرنا اور اس طرح سے نزع مزید کا روکنا ممکن تھا اور میری یہ رائے ہے کہ جبکہ مدعی نے اپنی نالش اس عدالت میں دائر کرنا پسند کیا جسکو اختیار نسبت صرف ایک مدعا علیہ کے تھا تو اُس نے درحقیقت اپنا دعویٰ بمقابلہ دیگر اشخاص کے ترک کر دیا بلاشک اگر اسکو مختلف بنائے مخاصمت بمقابلہ مختلف مدعا علیہم کے حاصل ہوتیں تو وہ نالشات مختلف دائر کر سکتا ہے لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ جبکہ ایک مکان کو اسکے مالکان شرکاء نے ایک یکمشت رقم زر نقد کیواسطے رہن کیا تو مرتہن کو صرف ایک بنائے مخاصمت حاصل ہے وہ ایک یا دو یا زیادہ پر یا ان سب پر نالش دائر کر سکتا ہے مگر وہ ایک نالش سے زیادہ نہیں دائر کر سکتا ہے اور میں نہیں خیال کرتا ہوں کہ فقرہ مندرجہ تمسک کی رو سے جسکی وجہ سے راہنان مشترکاً و منفرداً ذمہ دار (جیسے کہ اس مقدمہ میں) کئے گئے ہیں تردید احکام قانون خلاف کثرت نالشات کے ہوتی ہے جبکہ بطور ایک امر واقعہ کے کل جائداد کو اُسکے تمام مالکان نے رہن کیا ہو۔"

مدعی نے اپیل دوم دائر کیا۔

مسٹر لینگ قائم مقام ایڈوکیٹ جنرل منجانب اپیلانٹ۔ اِس مقدمہ میں ذمہ داری ایک ذمہ داری مشترکاً و منفرداً ہے ڈسمسی نالش سابق بمقابلہ مدعا علیہم بوجہ نہ ہونے اختیار سماعت بلا کسی فیصلہ روئداد کے بطور ایک امر فیصل شدہ کے کارروائی مابعد میں بمقابلہ اُن کے موثر نہیں ہو سکتی ہے اگر ذمہ داری از روئے تمسک مشترکاً ہوتی اور منفرداً نہ ہوتی تو ڈسمسی نالش سے اثر امر فیصل شدہ کا نہیں ہو سکتا۔

[illegible] (۱) ہمندر وکمار بنام راجندر لعل (۲) وکنگ بنام ہبر (۳) ودہنپت سنگھ [illegible] (۴) ملاحظہ طلب۔

[illegible] شاہ جہانگیر شاہ طالع یار خان منجانب رسپانڈنٹان۔ عرضی دعویٰ [illegible] میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ روپیہ رسپانڈنٹان کو بمقام بمبئی ادا کیا جانا چاہئے اور [illegible] مخاصمت کا بمبئی میں پیدا ہونا بیان کیا گیا ہے اندریں حالات اپیلانٹ کو اپیل بنا راضی حکم ہائیکورٹ مشعر ڈسمسی نالش بوجہ نہ ہونے اختیار سماعت کے کرنا چاہئے تھا اور حکم مذکور منسوخ کرانا چاہئے تھا چونکہ وہ منسوخ نہیں کرایا گیا لہذا وہ بطور ایک امر مانع نالش حال کے اثر پذیر ہوتا ہے مسٹر لینگ نے جواب دیا خود رسپانڈنٹان نے عذر اختیار سماعت نہ ہونے کا ہائیکورٹ میں پیش کیا تھا لہذا اب انکو یہ بحث کرنے کا اختیار نہیں ہو سکتا ہے کہ حکم [illegible] کو اپیل میں منسوخ کرانا چاہئے [illegible] میں یہ نہیں بیان کیا گیا ہے کہ روپیہ بمبئی میں ادا ہونا چاہئے چونکہ دستاویز صورت میں تحریر کی گئی لہذا قیاس یہ ہوگا کہ روپیہ صورت میں ادا کیا جانا چاہئے الا جبکہ کوئی خاص شرط خلاف اسکے ہو۔

بیلی صاحب (قائم مقام چیف جسٹس) [illegible] رائے ہے کہ فیصلہ صاحب جج ضلع کا بحال نہیں رکھا جا سکتا ہے انہوں نے بظاہر فرض کیا ہے ذمہ واری مشترکہ و منفردا پر خیال نہیں کیا ہے مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ نے نالش نمبر [illegible] ابتدائی ہائیکورٹ میں اپنے بیان تحریری میں یہ عذر کیا کہ بمقابلہ انکے عدالت کو [illegible] اختیار نہیں ہے عدالت موصوف نے اس طرح پر فیصلہ کیا اور نالش بمقابلہ ان کے ڈسمس کی کوئی [illegible] بمقابلہ انکے عدالت مذکور میں کالعدم نہیں مقدمہ کنگ بنام میور (۲) کا جو بطور سند قابل پابندی کے بمقدمہ کنڈال بنام ہملٹن (۱) ہوس آف لارڈ [illegible] تصدیق کیا گیا تھا بظاہر حوالہ نہیں دیا گیا ہے نہ وہ صاحب جج ضلع کے ذہن میں موجود [illegible] کر رہے تھے

---

(۱) مقدمات اپیل جلد ۴ صفحہ ۵۰۴۔

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۳۵۳۔

(۳) رپورٹ مین و ویلز بی صاحبان جلد ۱۳ صفحہ ۴۹۴۔

(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۲۹۱۔

دفعات مجموعہ ضابطہ دیوانی محولہ صاحب جج ضلع کو ... اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

لہٰذا ہم ڈگری صاحب جج ضلع کو منسوخ اور ڈگری جج ماتحت کو بحال کرتے ہیں۔ کل خرچہ مدعاعلیہ پر عاید ہوا۔ ڈگری منسوخ ہوئی۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و ... صاحب جسٹس

بلب داس ہیراچند (ابتدائے طرف ثانی) سائل بنام **کرشنا بائی** (ابتدائے سائلہ طرف ثانیہ)

ایکٹ ولی و نابالغان (نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ع) دفعہ ۴۱ ضمن ۳ و دفعہ ۵۱ - اسکا تعلق اُن اُن ... جو قبل نفاذ ایکٹ مذکور کے ولی نہیں رہے - ولی و نابالغ -

ایکٹ متعلق ... نابالغان نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ع ... ضمن ۳ و دفعہ ۵۱ ایکٹ کا اُن اولیا ... ایکٹ مذکور ... ولی و نابالغ -

ایکٹ متعلق گارڈین و نابالغان نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ع ... اُن اولیا پر اطلاق نہیں ... اُنکے نابالغان کے بالصورت دیگر قبل ... ہونے ایکٹ ... ہو چکے ہوں -

لفظ گارڈین مندرجہ دفعہ ۵۱ ایکٹ مذکور سے مراد وہ ولی ہے جو بوقت نفاذ ایکٹ مذکور ولی تھا۔

(الف) بموجب ایکٹ نابالغان بمبئی نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۶۴ع (ب) کی جائداد کا ولی مقرر ہوا (ب) سنہ ۱۸۸۶ع میں بالغ ہو گیا ... نے صاحب جج ضلع کے ہاں درخواست واسطے ایک حکم مشعر بہ ہدایت (الف) کو بنا بر حوالگی جائداد (ب) کے معہ اُسکے متعلقہ حساب کتاب کے گذرانی صاحب جج ضلع نے حکم مستدعیہ حسب دفعہ ۴۱ ضمن ۳ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ع صادر کیا

تجویز ہوئی کہ صاحب جج ضلع کو حسب ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ع حکم زیر بحث صادر کرنیکا اختیار نہ تھا کیونکہ (الف) ... نفاذ ایکٹ مذکور کے ولی ہونے سے مسدود ہو گیا تھا (اپیل دیوانی ۷ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ع) +

یہ درخواست حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) کے ہے۔

۳۰ جنوری سنہ ۱۸۷۹ع کو سائل منتظم حقیقت طرف ثانی کرشنا بائی کا جو اُسوقت نابالغ تھی حسب دفعہ ۶ ایکٹ نابالغان بمبئی نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۶۴ع کے مقرر کیا گیا تھا۔

کرشنا بائی سنہ ۱۸۸۶ع میں بالغ ہوئی

کرشنا بائی نے ایک پسر متبنی کیا اور ایک انتظام فیمابین منتظم حقیقت و اُسکے قرار پایا جس کی رو سے اُسکو مبلغ ... نقد ادا کیا جانا ٹھہرا اور باقی اُسکی جائداد منتظم کے قبضہ میں امانتاً واسطے فائدہ پسر متبنی کے رہنی قرار پائی -

* درخواست نمبر ۱۰۸ سنہ ۱۸۹۲ع بصیغہ اختیار سماعت غیر معمولی

۱۸۹۲ء
بلب داس
ہیراچند
بنام
کرشنا بائی

۲۵- مارچ ۱۸۹۲ء کو اُسنے درخواست بحضور صاحب جج ضلع حسب ایکٹ (نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ء) کے بدیں استدعا گذرانی۔ کہ سائل کو کل جائداد جو اُسکے پاس مملوکہ اُسکی موجود ہے مع حسابات و دیگر کاغذات متعلقہ اُسکے حوالہ کرنیکا حکم دیا جائے۔

صاحب جج ضلع نے یہ درخواست حسب دفعہ ۴۱ ضمن ۳- ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ء کے بدیں تجویز منظور کی کہ ازروئے دفعہ ۱۵ کے ایکٹ حال اُن دلیوں سے متعلق ہے جو بموجب ایکٹ بمبئی نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۶۴ء کے مقرر کئے گئے ہوں۔

بنا راضی اس فیصلہ کے درخواست حال ہائیکورٹ میں بصیغہ اُسکے اختیار نگرانی کے گذرانی گئی۔

مسٹر برنیس نے (جمعیت راؤ صاحب واسدیو جگناتھ کرتیکار) وجہ ظاہر کی۔ سائل حسب ایکٹ بمبئی نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۶۴ء کے ولی مقرر کیا گیا تہا جائداد اُسکے نابالغان کی ہنوز اُسکے قبضہ میں ہے لہذا ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ء مقدمہ حال سے متعلق ہے مقدمات سری راوما بائی بنام سری باسدیو پنڈت (۱) ورامچند ربنام جمنا بائی (۲) دیجاجی بنام ناظر عدالت ضلع پونا (۳) ملاحظہ طلب۔

مسٹر اپوبربرٹی (بمعیت مہادیو چمناجی آپٹے) منجانب طرفثانی۔ دفعہ ۱۵- ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ء دفعہ ۴ کے ساتھ پڑھنی چاہئے۔ دفعہ ۴ میں ولی کی تعریف یہ ہے کہ وہ ایسا ولی ہو جو حیثیت مذکور بوقت نافذ ہونے ایکٹ مذکور کے کاربند ہو لہذا دفعہ ۱۵ ایسے ولی سے متعلق نہیں ہے جسکا عہدہ قبل تاریخ ایکٹ جدید کے ختم ہوگیا ہو مقدمہ حال میں نابالغ سنہ ۱۸۸۶ء میں بالغ ہوا اور اسپر اختیارات ولی جاتے رہے ایسی صورت میں عدالت ماتحت کو کوئی اختیار بموجب دفعہ ۴۱ ضمن (۳) ایکٹ جدید کے صادر کرنے حکم واپس دلانے جائداد طرفثانی کا نہیں تہا مقدمہ حال سے ایکٹ نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۶۴ء متعلق ہے اور ازروئے ایکٹ مذکور کے عدالت کو کوئی اختیار حکم مذکور کے صادر کرنے کا نہیں تہا مقدمات سری اوما بائی بنام سری واسدیو پنڈت (۴) ورامدیال بنام امرت لعل (۵) وودلن سنگہ بنام ٹورل نراین سنگہ (۶) ملاحظہ طلب۔

تیلنگ صاحب جسٹس۔ صاحب جج عدالت ماتحت نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ بموجب احکام ایکٹ نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۶۴ء کے اُن کو کوئی ایسا حکم صادر کرنیکا اختیار نہ ہوتا

(۱) تجاویز مطبوعہ بابت سنہ ۱۸۸۵ء صفحہ ۱۸۹۔

(۲) تجاویز مطبوعہ بابت سنہ ۱۸۷۹ء صفحہ ۱۵۔

(۳) تجاویز مطبوعہ بابت سنہ ۱۸۸۱ء صفحہ ۴۰۔

(۴) تجاویز مطبوعہ بابت سنہ ۱۸۸۵ء صفحہ ۱۸۹۔

(۵) ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۵۵۵۔

(۶) " " جلد ۴ صفحہ ۳ (اپیل متفرقہ)

۱۸۹۲ء

بلب داس
ہیراچند
بنام
کرشنا بائی

جیسا کہ اُنہوں نے اِس مقدمہ میں صادر کیا ہے مگر اُنکو ایسے حکم کے حسب ایکٹ ولی و نابالغان ۱۸۹۰ء دفعہ ۴۱ ضمن (۳) کے صادر کرنیکا اختیار تہا بلحاظ مقدمات مثلاً مقدمات رامچندر بنام جمنا بائی (۲) وچہاجی بنام ناظر عدالت ضلع پونا (۳) و نیز بربنائے وجوہ عامہ کے میں یہ کہنے پر آمادہ نہیں ہوں کہ صاحب جج کی رائے نسبت ایکٹ نمبر ۴۰ ۱۸۵۸ء کے درست ہے اور فیصلہ مقدمہ سری ادما بائی بنام سری سیدیو (۴) جسکا وہ حوالہ دیتے ہیں بالضرور اس مقدمہ سے متعلق ہے میں معلوم ہوتا ہے بخلاف اسکے اسمیں بدرجہ اقل شبہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ آیا ایکٹ جدید متعلق ہے اور میرا میلان بجانب یہ تجویز کرنے کے ہے کہ مسٹر انویریرٹی کی بحث درست ہے اور دفعہ ۱۱ کا جبکہ تعریف ولی مندرجہ ایکٹ مذکور سے مقابلہ کیا جائے وہ اثر نہیں ہو سکتا ہے جو صاحب جج ضلع نے اُسکو دیا ہے لیکن میں ان دونوں امور میں سے کسی پر زیادہ غور کرنا ضروری نہیں خیال کرتا ہوں تجویز صاحب جج ضلع سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل نے روبرو ہمارے ایک انتظام خاص پر استدلال کیا تہا جو فیما بین اُس کے وطرف ثانی کے بعد بالغ ہونے شخص آخر الذکر کے ہوا تہا۔ بہ تعمیل جس کے ایک رقم تعدادی ۵۰۰۰ سائل نے طرف ثانی کو ادا کی تہی اور سائل نے بقیہ جائداد اپنے پاس واسطے فائدہ اُس پسر کے رکہنا اختیار کیا جسکو طرف ثانی نے متبنی کیا تہا صاحب جج ضلع نے اس امر پر بالکل غور کرنے سے انکار کیا مگر میری یہ رائے ہے کہ خواہ ولی اند معمولی حالات کے حق شخص ثالث کا پیش کر سکتا تہا یا نہیں کہ اسکی نسبت دیکہو مقدمات اسٹون بنام گاڈفرے (۱) وینوسم بنام فلاورس (۲) لیکن قبل صادر کرنے حکم واسطے واپسی جائداد کے عدالت کا اُن بیانات کی بابت تحقیقات کرنا فرض تہا جو اس مقدمہ میں متعلق انتظام خاص فیما بین ولی واُسکے نابالغ کے کئے گئے تہے جس کی رو سے امانت سابق کا ایفا کل اغراض ومقاصد کے واسطے ہو گیا تہا اور ایک امانت جدید واسطے پسر متبنی کے قائم کی گئی تہی حکم مصدرہ صاحب جج بالکل انتظام بینہ کے خلاف ہے اور تاہم واقعہ انتظام مذکور کی نسبت بالکل تحقیقات نہیں کی گئی ہے اس بنا پر میں حکم عدالت ضلع کے منسوخ کرنے پر اتفاق کرتا ہوں اور فریقین کو ایسی کارروائیات کے جیسی کہ وے مصلحت سمجہیں واسطے نفاد اپنے حقوق کے جو کچھ کہ وے ہوں کرنے کا اختیار رہے۔

(۱) رپورٹ ڈیجکس میکناٹن وگارڈن صاحبان جلد ۵ صفحہ ۶۷ (۲) رپورٹ بیون صاحب جلد ۳۰ صفحہ ۴۶۱

سنہ ۱۸۹۳ء
طلب ...
ہیرا چند
بنام
کرشنا بائی

پارسنس صاحب جسٹس۔ جنوری سنہ ۱۸۷۹ء میں سایل ولی جائداد فریق مخالف کا بسبب ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۴ء کے مقرر ہوا طرف ثانیہ سنہ ۱۸۸۶ء میں بالغ ہوئی اور مارچ سنہ ۱۸۹۲ء میں اُسنے صاحب جج ضلع پونا سے استدعا کی صدور حکم کی کہ سائل کو ہدایت کیجائے کہ مسماۃ کی جائداد اُسکو معہ کل حسابات متعلقہ اُسکے حوالہ کرے۔ صاحب جج ضلع نے بعد سماعت بیان سائل کے حکم مستدعیہ صادر کیا۔ و [illegible] نے اب عدالت ہذا سے درخواست کی ہے کہ اپنا اختیار سماعت غیر معمولی استعمال کرے اور حکم مذکور منسوخ کرے۔

صاحب جج ضلع نے فرمایا کہ بروئے قانون سابق ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۴ء کے کوئی اختیار صدور کسی ایسے حکم کا موجود نہ تھا اور انہوں نے اپنا حکم بروئے احکام دفعہ ۴۱ ایکٹ گارڈین وارڈ سنہ ۱۸۹۰ء صادر کیا تھا اور یہ تجویز کی ہے کہ ایکٹ مذکور متعلق مقدمہ بروئے دفعہ ۵۱ ہے امر تصفیہ طلب یہ ہے کہ آیا ایکٹ سنہ ۱۸۹۰ء ایسے اولیا سے متعلق ہے جنکے اختیارات بوجہ بلوغ نابالغان یا بوجہ دیگر قبل صدور ایکٹ مذکور ختم ہو گئے ہوں اس امر کی تجویز میں نفی میں کرتا ہوں۔

الفاظ مندرجہ دفعہ ۵۱ "ولی جو منجانب عدالت دیوانی مقرر ہو یا سارٹیفکٹ اہتمام رکھتا ہو" جب بشمول تعریف مندرجہ دفعہ ۴ (۲) پڑھے جائیں تو اُن سے مراد صرف ایسے ولی سے ہو سکتی ہے جو بوقت نفاذ ایکٹ کے یہ حیثیت رکھتا ہو اون سے مراد ایسے ولی سے نہیں ہو سکتی جو مقرر ہوا تھا۔ جسکے پاس سارٹیفکٹ موجود تھا مگر جو ولی باقی نہیں رہا تھا بدینوجہ کہ نابالغ سن بلوغ کو پہنچ گیا اور اُسکے اختیارات قبل صدور ایکٹ مذکور کے ختم ہو گئے میری اس رائے کی تائید خود بذریعہ الفاظ مندرجہ دفعہ ۴۱ کے ہوتی ہے ضمن ۳ دفعہ ہذا میں یہ مندرج ہے "جب کسی وجہ سے اختیارات ولی کے جاتے رہیں الخ" الفاظ جاتے رہیں سے یہاں ضرور یہ مراد ہے کہ بعد نفاذ ایکٹ کے جاتے رہیں۔ میں اُنکی تعبیر اس طور پر نہیں کر سکتا کہ وہ مساوی ان الفاظ کے ہیں جاتے رہے یا ان الفاظ کو بعد اُنکے پڑھوں۔ "یا جاتے رہے" بروئے اس تعبیر ایکٹ کے میں تجویز کرتا ہوں کہ صاحب جج ضلع کو کوئی اختیار بروئے ایکٹ سنہ ۱۸۹۰ء حکم مذکور کے صادر کرنے کا نہ تھا ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۴ء اس مقدمہ سے متعلق ہوگا۔

مجھے یہ بھی تجویز کرنا چاہیے کہ صاحب جج ضلع کی رائے خطا پر تھی جب اُنہوں نے انکار تحقیقات کرنے سے نسبت اس بیان سائل کے کیا کہ طرف ثانیہ نے ایک پسر متبنیٰ کیا ہے اور بعد پہنچنے سن بلوغ کے نامبردہ کو امین پسر مذکور نسبت جائداد متنازعہ کے قرار دیا

۱۸۹۲ء ۵ اکتوبر

یہ ظاہر ہے کہ اگر بیان مذکور ثابت ہو اور اگر سائل جائز طور پر امین بسبب مذکور مقرر ہو تو کوئی حکم بدیں ہدایت صادر نہیں ہوسکتا کہ سائل جائداد بابانی امانت کو بخلاف ورثاء متوفی مذکور حوالہ کرے میں حکم کو قطعی قرار دیتا ہوں اگرچہ میرے ذی علم مجلسہ کو اُس رائے سے اختلاف ہے جو صاحب جج ضلع نے نسبت اپنے اس اختیار کے قائم کی ہے کہ حسب ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۴ء وہ حکم صادر کرسکتے ہیں کہ اس رائے سے اتفاق کرنے میں مانع ہے بنابراں لہذا عدالت ہذا صرف حکم صاحب جج ضلع کو بدیں وجہ منسوخ کرتی ہے کہ وہ بلا اختیار حسب ایکٹ ولی ونابالغان ۸ سنہ ۱۸۹۰ء کے صادر کیا گیا ہے اور طرف ثانیہ کو اختیار رہے گا کہ اگر اُسکو ایسا مشورہ دیا جائے عدالت ضلع میں حسب ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۴ء درخواست کرے طرف ثانیہ کو لازم ہے کہ خرچہ سائل کا جو عدالت ہذا و عدالت ضلع میں عائد ہوا ہے ادا کرے

حکم منسوخ ہوا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و ٹیلنگ صاحب جسٹس

وٹھل راؤ (ابتدائے مدعا علیہ نمبر ۵) اپیلانٹ بنام

واگھوجی (ابتدائے مدعی) رسپانڈنٹ*

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۶۔ نالش واسطے دلاپانے زر رہن بذریعہ نیلام جائداد مرہونہ بیرون علاقہ اختیار سماعت۔ حد اختیار سماعت۔

نالش منجانب مرتہن واسطے دلاپانے زر رہن کے راہنان سے ذاتی طور پر ویسا ہے بذریعہ نیلام جائداد مرہونہ کے ایک ایسی نالش ہے جو ضمنہائے (ج) یا (د) دفعہ ۱۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے اندر آتی ہے اور اُس عدالت میں رجوع کیجاسکتی ہے جسکی حدود اختیار سماعت کے اندر جائداد مرہونہ واقع ہے۔

عدالت کو ایسی نالش کی سماعت کا اختیار سماعت حاصل نہیں ہے جو اُس جائداد کی بابت ہو جو بیرون از حدود عدالت مذکور کے واقع ہے

اپیل بنا راضی ڈگری راؤ بہادر چنی لال مانک لال جج ماتحت درجہ اول مقام پونا مصدرہ نالش نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۹ء۔

مدعی نے نالش دلاپانے مبلغ ۱۹۲ روپیہ کی بربنائے رہن نامہ نوشتہ مدعا علیہما نمبر ۱ و ۲ مورخہ ۲۸ مئی سنہ ۱۸۸۲ء کے دائر کی۔

* اپیل نمبر ۷۳ سنہ ۱۸۹۱ء

۱۸۹۲ء

دہل راؤ
بنام
داگھوجی

بعد تاریخ رہن کے ایک ڈگری زر نقد ایک شخص ثالث نے بمقابلہ مدعا علیہ نمبر ۱ کے حاصل کی اور باجرائے ڈگری مذکور جائداد مرہونہ نیلام ہوئی اور مدعا علیہ نمبر ۵ نے خرید کی۔

مدعی مستدعی ڈگری بمقابلہ ذات مدعا علیہما و بغرض نیلام جائداد مرہونہ کے ہے۔

جائداد ملک سیچن میں جو بیرون برٹش انڈیا ہے واقع ہے مدعا علیہما نمبر ۱ و ۲ (راہنان) بھی سکنائے ملک سیچن ہیں مگر چونکہ مدعا علیہ نمبر ۵ خریدار نیلام حق راہنی ساکن پونا ہے لہذا نالش بعدالت جج ماتحت درجہ اول مقام پونا کے دائر ہوئی۔

مدعا علیہم نے (منجملہ دیگر عذرات کے) یہ عذر کیا کہ عدالت کو اختیار سماعت نالش حاصل نہیں ہے۔

جج ماتحت نے بتقلید نظیر انکو یا بنام رام بہاجی (۱) تجویز کی کہ نالش دائر ہوسکتی ہے کیونکہ یکے از مدعا علیہم ساکن اندر علاقہ اختیار سماعت عدالت ہے موصی الیہ نے دعوے مدعی بمقابلہ صرف جائداد مرہونہ واسطے بیع کے ڈگری کیا۔

بناراضی اس فیصلہ کے مدعا علیہ نمبر ۵ نے اپیل بحضور ہائیکورٹ دائر کیا۔

مسٹر جارڈین (بمعیت مہادیو چمناجی آپٹے) منجانب اپیلانٹ۔ یہ نالش منجانب مرتہن بغرض نفاذ اپنے مواخذہ رہن کے بذریعہ نیلام جائداد مرہونہ کے ہے جائداد مرہونہ ریاست غیر میں واقع ہے اس لئے عدالت ماتحت کو اختیار سماعت کرنے اس نالش کا نہتا ایسی نالش صرف اُس عدالت میں رجوع ہوسکتی ہے جسکے علاقہ حدود ارضی کے اندر جائداد واقع ہو الفاظ دفعہ ۱۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) صاف ہیں یہ دفعہ مجموعہ مذکور کی مختلف دفعہ ۵ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء سے ہے جس کے بموجب مقدمہ انکو یا بنام رام بہاجی (۱) فیصل ہوا تہا فیصلہ مذکور کو مقدمہ حال سے تعلق نہیں ہے۔

مسٹر برنیس (بمعیت راؤ صاحب واسدیو جے کرتیکار) منجانب رسپانڈنٹ۔ یہ ڈگری محض ایک ڈگری استقراریہ ہے اُسکی رو سے کوئی حکم واسطے نیلام جائداد مرہونہ کے نہیں دیا گیا ہے مقدمہ دیو چند ساہو بنام تلک سنگہ (۲) کا حوالہ دیا گیا۔

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۲۔

(۲) ویکلی رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۰۔

۱۸۹۲ء

وٹھل راؤ
بنام
داگھوجی

پارسنس صاحب جسٹس نالش ہذا بربنائے ایک رہن نامہ نوشتہ مدعاعلیہ نمبر ۱ کے بغرض دلاپانے زررہن بذریعہ نیلام جائداد مرہونہ رجوع کی گئی کہ یہ جائداد بذریعہ خریداری بقبضہ مدعاعلیہ نمبر ۵ منتقل ہوگئی تھی مدعاعلیہ نمبر ۱ ساکن ملک غیر کا ہے اور رہن نامہ اُسی ریاست غیر میں تحریر ہوا اور وہیں جائداد واقع ہے مگر چونکہ مدعاعلیہ نمبر ۵ ساکن پونا ہے لہذا جج ماتحت نے بتقویت فیصلہ مقدمہ اینکوبا بنام رام بھاجی (۱) کے تجویز کی کہ اُن کو اختیار سماعت حاصل تھا اور دعوی بہ تعداد مبلغ معمہ سہ و خرچہ کے بمقابلہ جائداد مرہونہ ڈگری کیا۔

ہمارے نزدیک مومی الیہ کو اختیار سماعت حاصل نہ تھا عبارت دفعہ ۵ ایکٹ ۸ ۱۸۵۹ء وہی نہیں ہے جو دفعہ ۱۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۸۸۲ء کی ہے ایکٹ اول الذکر میں صرف یہ درج تھا نالشات بابت اراضی یا دیگر جائداد غیر منقولہ ایکٹ آخرالذکر میں تذکرہ چھ مختلف اقسام نالشات کا ہے اور اُن میں نالشات (ج) بابت بیعیات یا انفکاک رہن جائداد غیر منقولہ و نالشات (د) بابت تجویز کسی دیگر حق یا مرافق واقع جائداد غیر منقولہ کے داخل ہیں ہم خیال کرتے ہیں کہ نالش ہذا ان دونوں اقسام میں سے کسی ایک قسم میں داخل ہے۔ اور اس لئے صرف اُس عدالت میں رجوع ہوسکتی ہے جس کے حدود علاقہ اختیار سماعت میں جائداد مذکور واقع ہو ہماری اس رائے کی تائید فیصلہ ہائیکورٹ الہ آباد مصدورہ مقدمہ گدری لال بنام جگناتھ رام (۱) سے ہوتی ہے مقدمہ حال میں جائداد برٹش انڈیا میں بھی واقع نہیں ہے علاوہ بریں چارہ کار مستدعیہ کسی طور سے بذریعہ تعمیل ذاتی مدعاعلیہ نمبر ۵ کے حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ نامبردہ اصالتاً ذمہ وار دعوی مذکور کا نہیں ہے چارہ کار مستدعیہ صرف بذریعہ کرنے کارروائی بمقابلہ جائداد کے حاصل ہوسکتا ہے۔

ہم ڈگری جج ماتحت کو منسوخ کرتے ہیں اور یہ حکم دیتے ہیں کہ نالش مدعی بمقابلہ اپیلانٹ معہ خرچہ کل مقدمہ کے ڈسمس ہونی چاہئے۔

ڈگری منسوخ ہوئی۔

---

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۱۷۱۔

استصواب صیغہ فوجداری

۱۸۹۳ء
۱۷ جنوری

باجلاس تیلنگ صاحب جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصرہ بنام بالکرشن وٹھل*

ازالہ حیثیت عرفی۔ مجموعہ تعزیرات (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ع) دفعہ ۴۹۹۔ بیان منجانب گواہ۔ رعایت۔ گواہ۔ کوئی گواہ ازالہ حیثیت کی بابت استغاثہ نہیں کیا جا سکتا نسبت اُن بیانات کے جو گواہ مذکور نے بوقت دینے شہادت کے بحیثیت گواہ کے دیئے ہوں

یہ ایک استصواب بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع) کے ہے۔

واقعات اس مقدمہ کے حسب ذیل ہیں مستغیث نے ایک نالش عدالت دیوانی میں ملزم پر دائر کی اُس نالش میں ملزم نے اثنائے اپنے اظہار میں بطور گواہ مدعی بیان حسب ذیل کیا۔

"مدعی نے یہ جھوٹی نالش میرے اوپر دائر کی ہے اور وہ تھانہ کے جیلخانہ میں قید رہا ہے اور وہ ایک شخص خراب چلن کا ہے"۔ بعد فیصلہ نالش دیوانی کے مستغیث نے ملزم پر مقدمہ بابت الزام ازالہ حیثیت عرفی دفعہ ۵۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے دائر کیا۔ مجسٹریٹ مجوزہ نے ملزم کو مجرم اُس جرم کا قرار دیا جسکا اوسپر الزام لگایا گیا تھا اور اُسکو مبلغ ۵۰ جرمانہ کی سزا دی۔ چونکہ سشن جج تہناگری کی یہ رائے ہوئی کہ تجویز ثبوت جرم خلاف قانون ہے اور نظیر مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ بنام باباجی کے خلاف ہے اسلئے اُنہوں نے حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مقدمہ ہائیکورٹ میں ارسال کیا۔

گھنشام نیلکنٹھ بطور رفیق عدالت منجانب ملزم۔ گواہ قطعاً نسبت الفاظ ازالہ حیثیت عرفی کے جو اُسنے بوقت ادائے شہادت استعمال کئے محفوظ ہے۔ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ بنام باباجی (۱) ملاحظہ طلب اگر وہ کوئی جھوٹا بیان کرے تو وہ مستوجب اسکا ہے کہ مقدمہ حلف دروغی کا اُسپر قایم کیا جائے مگر اُسپر بابت ازالہ حیثیت عرفی کے استغاثہ نہیں کیا جا سکتا قانون انگلستان کی رو سے پوری رعایت فریقین و گواہان کے حق میں بابت اُن الفاظ کے جو وے بوقت ادائے شہادت کہیں کی گئی ہے مقدمہ سیمین بنام بیدر کلفٹ (۲) ملاحظہ طلب "الفاظ یا باتیں جو تلفظ سے ادا کیجائیں" الخ مندرجہ دفعہ ۴۹۹ مجموعہ تعزیرات ہند اُن الفاظ سے متعلق نہیں ہے جو بوقت گواہی دینے کے تلفظ سے ادا کئے جائیں۔

---

* استصواب صیغہ فوجداری نمبر ۱۴۸ سنہ ۱۸۹۲ء

(۱) دیکھو صفحہ ماقبل ۱۲۷

(۲) رپورٹ کامن پلیز ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۵۴۰

۱۸۹۳ء
ملکہ معظمہ قیصرہ
بنام
بالکرشن وٹھل

کونسل موصوف نے مقدمات بھیکھیر بنام بیچارام (۱) ومنجایا بنام شیشا سیٹی (۲) وددان سنگہ بنام بھیت سنگہ (۳) کا حوالہ دیا میں مزید براں یہ بحث کرتا ہوں کہ بیان متضمن ازالہ حیثیت عرفی بنیہ نیک نیتی سے کیا گیا ہے مجسٹریٹ مجوز نے اس امر پر غور کرنا متروک کیا ہے۔

راو صاحب واسدیو جے کرتیکار وکیل سرکار منجانب سرکار محض یہ امر کہ بیان متضمن ازالہ حیثیت عرفی ملزم نے اسوقت کیا جب وہ ایک کارروائی عدالتی میں شہادت دے رہا تھا کوئی جوابدہی نہیں کی۔ الفاظ دفعہ ۴۹۹ مجموعہ تعزیرات کے بخوبی صاف ہیں الفاظ مذکور کو انکے صاف معنی نحوی میں پڑھنا چاہئے بنابر اظہار اس امر کے کچھ نہیں ہے کہ واضعان قانون کا منشا احکام دفعہ مذکور سے ان الفاظ متضمن ازالہ حیثیت عرفی کے مستثنی کرنیکا تھا جنکو گواہ نے بوقت گواہی کے استعمال کیا اور اگر یہ منشا واضعان قانون کا ہوتا تو وہ عبارت صریح میں ظاہر کیا جاتا عبارت دفعہ ۴۹۹ اسقدر وسیع ہے کہ اوسمیں مقدمہ مثل مقدمہ حال داخل ہے وہ اندر کسی استثنا منجملہ مستثنیات مندرجہ دفعہ مذکور کے داخل نہیں ہے خیالات مصلحت عامہ صریح احکام قانون تعزیری پر غالب نہیں ہو سکتے ہیں کونسل موصوف نے مقدمات کراؤفرڈ بنام اسپونر (۴) ویسٹرن کونٹی ریلوے کمپنی ہائے بنام میرج (۵) ومنشی بدل الرحیم بنام شمس النسا بیگم (۶) وانا جی بنام باپوچند (۷) کا حوالہ دیا ہے بموجب دفعہ ۱۰۵ ایکٹ شہادت (نمبر ا سنہ ۱۸۷۲ء) کے ملزم پر نیک نیتی ثابت کرنا لازم ہے مقدمات ملکہ معظمہ قیصرہ بنام اسلیٹر (۸) وناتھہ جی ٹلیشنر بنام لال بہائی (۹) وملکہ معظمہ قیصرہ بنام دہوم سنگہ (۱۰) وہیر بنام کرسچین (۱۱) ملاحظہ طلب۔ ایسا کرنے سے وہ قاصر رہا۔

تیلنگ صاحب جسٹس - میں قبول کرتا ہوں کہ اگر امر مذکور جو اس مقدمہ میں پیدا ہوتا ہے غیر فیصل شدہ ہوتا تو میری یہ رائے ہوتی کہ تجویز ثبوت جرم بحال رہنی چاہئے میں یہ رائے اختیار نہیں کرسکتا ہوں کہ کسی اصول صحیح تعبیر پر ہم کو معنی الفاظ دفعہ مجموعہ تعزیرات ہند کے جن میں ازالہ حیثیت عرفی کی تعریف ہوئی ہے ایسے محدود کرنے چاہئیں کہ جس سے اسمیں سے وہ شہادت مستثنی ہوجائے جو کسی گواہ نے روبرو عدالت انصاف کے دی ہو جو تسلیم کیا گیا ہے

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۲۶۴ (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۷۴ (۳) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۳۲۵ (۴) اسپیہائے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۴ صفحہ ۹۷ الصفحہ ۱۰۷ (۵) مقدمات ہاؤس آف لارڈس جلد ۹ صفحہ ۳۶ (۶) اسپیہائے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱ صفحات ۵۵۱ و ۶۰۴ (۷) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۵۴ (۸) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۱۵۳ (۹) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱۰۰ (۱۰) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۲۰ (۱۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۸ صفحہ ۱۴۰۔

سنہ ۱۸۹۳ء
ملکہ معظمہ قیصرہ
بنام
بالکرشن وٹھل

کہ وہ الفاظ شہادت مذکور کے شامل کرنیکے لئے کافی وسیع ہیں اور میں نہیں خیال کرتا ہوں کہ قصبہ عدالتی کی روسے صحیح طور پر انکا منشا محدود ہوسکتا ہے خواہ بلحاظ عام خیالات متعلقہ مصلحت شفوظ ... سے خواہ بوجہ ہنوز قائم نہ کیے جانے استغاثوں کے ایسی صورتوں میں یہ بلاشک درست ہے کہ ... تناقض ہوتا ہے کہ ایک خاص فعل جو بطور معیار کے قانون دیوانی کی روسے تسلیم نہیں کیا گیا ہے تاہم بطور ایک جرم کے قانون فوجداری کی روسے قابل سزا ہو مگر تناقض مذکور کی وقعت خواہ وہ بحث بغیر دیگر مقدمات میں کسی وقعت کی مستحق ہو اس مقدمہ میں زیادہ نہیں ہوسکتی ہے کیونکہ وہ بیشک دوسرے امر قانون ازالہ حیثیت عرفی میں موجود رہتی ہے بموجب تشریح متعلقہ دفعہ ۴۹۹ کے مقدمہ بابت ازالہ حیثیت عرفی کسی شخص متوفی کے قائم کیا جاسکتا ہے مگر برخلاف اسکے مقدمہ لکھم سی راجی بنام برن سی (۱) میں یہ تجویز کی گئی ہے کہ کوئی نالش بابت ہرجہ کے ایسے مقدمہ میں نہ ہوسکیگی ان تشریحات سے بھی جنکی طرف میں نے توجہ اثنائے بحث میں مایل کی ہے ظاہر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قاعدہ قانون دیوانی قاعدہ قانون فوجداری کے کلیتاً موافق نہیں ہے اندرین حالات میرا میلان الفاظ مجموعہ تعزیرات ہند کو اُنکے معمولی معنی میں سمجھنے کا ہوتا اور نہ اُنکے محدود کرنیکا جیسا کہ مسٹر نادکرنی نے اپنی بحث میں بیان کیا ہے مگر عدالت ہذا سے خلاف (۲) اسکے فیصلہ ہوچکا ہے اور عدالت موصوف نے ایسا بتقلید اُس رائے کے کیا ہے جو ہائیکورٹ مدراس نے ظاہر کی ہے لہذا میں ایسے فیصلے کی تقلید کرنے پر قانع ہوں خاصکر اس وجہ سے کہ میرے ہم جلیس فلٹن صاحب کو اُس سے اتفاق ہے اور میں تجویز ثبوت جرم کے منسوخ کرنے میں اتفاق کرتا ہوں اور جرمانہ واپس دیئے جانے کا اگر وہ ادا ہوچکا ہو حکم دیتا ہوں۔

فلٹن صاحب جسٹس ملزم کی نسبت تجویز ثبوت جرم بابت ایک جرم ازالہ حیثیت عرفی کے کی گئی ہے سشن جج نے مقدمہ اس عدالت میں واسطے صدور احکام کے (منجملہ دیگر وجوہ کے) اس بنا پر ارسال کیا ہے کہ الزام جس کی بابت استغاثہ کیا گیا ہے اثنائے ادائے شہادت ایک کارروائی عدالتی میں لگایا گیا تھا یہ واضح ہوتا ہے کہ مستغیث نے نالش ملزم پر دائر کی جس سے درحالیکہ وہ شہادت منجانب مدعی دے رہا تھا یہ پوچھا گیا تھا کہ آیا اُسپر مقدمہ فوجداری قائم کیا گیا تھا اور اُسکا بدیں مضمون جواب دینا بیان کیا گیا ہے کہ مدعی تھانہ کے جیلخانہ میں تھا بیان مذکور اُسقدر باضابطہ طور پر ثابت نہیں کیا گیا ہے جسقدر کہ وہ ثابت کیا کرنا چاہیے تھا کیونکہ وہ شہادت میں بیان کیا گیا تھا اُس کے الفاظ نقل مصدقہ اظہار پیش کر کے ثابت کرنے چاہئیں تھے

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۵۸۰ (۲) دیکھو صفحہ ماقبل ۱۲۷۔

سنہ ۱۸۹۳ء

قیصر ہند بنام بالکرشن گوٹھل

مگر چونکہ ملزم نے خود اُس کا تحریر کرنا تسلیم کیا ہے لہٰذا اس بے ضابطگی اصطلاحی پر بحث مزید کرنا غیر ضروری ہے بجانب ملزم مسٹر گھنشام نلکینٹھہ نے جنہوں نے مقدمہ کی نسبت بحث بطور رفیق عدالت کے کی ہے ہماری توجہ دو مقدمات کی طرف مائل کی ہے جن میں صریح طور پر یہ تجویز ہو چکی ہے کہ گواہ پر مقدمہ فوجداری بابت ازالہ حیثیت عرفی نسبت اُن بیانات کے قائم نہیں کیا جا سکتا ہے جو اُسنے بوقت ادائے شہادت کئے ان مقدمات میں سے اول مقدمہ (منجایا بنام شیشا شیٹی (۱)) میں کالنس صاحب چیف جسٹس نے بعد تذکرہ تحریرات کاک برن صاحب چیف جسٹس بمقدمہ سیمین بنام بندر کلفٹ (۲) و تحریرات فیلڈ صاحب جسٹس بمقدمہ گافن بنام ڈونیلی (۳) و تجویز ہائیکورٹ مدراس بمقدمہ ہند بنام بادری (۴) کے حسب ذیل فرمایا۔ حکام نے اُس مقدمہ (ہنڈ بنام باڈری) میں یہ فرمایا کہ اصول مصلحت عامہ کی رو سے بیانات گواہ نالش سے محفوظ ہیں خواہ بیانات براہ عداوت ہوں یا نہوں میں خیال کرتا ہوں کہ تحریرات مذکور متعلق ہونگی اگر قانون فوجداری کے بموجب کارروائی کیجائے اور کارروائیات بموجب دفعہ ۵۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے کیجائیں۔ اور شیپرڈ صاحب جسٹس نے اُس رائے کی طرف توجہ مائل کرائی جو جوڈیشل کمیٹی نے بمقدمہ بابو گنیش بنام مگنی رام (۵) باستحکام ظاہر کی تھی کہ گواہان دیگر نتائج سے نسبت اُن بیانات کے جو انہوں نے کئے بجز منتیجہ الزام حلف دروغی کے محفوظ ہیں دوسرا مقدمہ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ بنام باباجی (۶) کا ہے جس میں برڈاوڈ صاحب و پارسنس صاحب جسٹسان نے فیصلہ مدراس محولہ بالا کی تقلید کی۔

برخلاف اِس کے وکیل سرکار نے منجانب سرکار یہ بحث کی ہے کہ جب تک حالات کی رو سے ایسا ثابت نہ ہو جائے کہ جس سے مقدمہ کسی مستثنیٰ منجملہ مستثنیات دفعہ ۴۹۹ مجموعہ تعزیرات ہند میں داخل ہو جائے اُس وقت تک بیانات ازالہ حیثیت عرفی کرنا خواہ وہ بوقت ادائے شہادت کئے جائیں یا کسی اور وقت بلاشبہ تعریف ازالہ حیثیت عرفی مندرجہ دفعہ مذکور میں داخل ہے یہ بحث کی گئی ہے کہ خیالات مصلحت عامہ صریح الفاظ مجموعہ تعزیرات پر غالب نہیں آسکتے اور ہماری توجہ بجانب تحریرات پریوی کونسل و عدالت ہذا جو بمقدمات ذیل کی گئیں کرافورڈ بنام اسپونر (۷) و منشی بدل الرحیم بنام شمس النسا بیگم (۸) و اناجی

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۷۴ بصفحہ ۷۹ (۲) رپورٹ کامن پلینز ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۵۳ (۳) رپورٹ کوئینس بینچ ڈویژن جلد ۸ صفحہ ۳۰۰ (۴) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۳ (۵) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۱

(۶) صفحہ ماقبل ۱۲۷-

(۷) ایپلہائے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۴ صفحہ ۱۸۷- (۸) ایپلہائے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۹۰

سنہ ۱۹۱۳ء

قیصر ہند
بنام
بالکرشن دہل

بنام باپو چیند (۱) و تحریرات لارڈ یرام ویل صاحب بر مقدمہ ہل بنام ایسٹ و ویسٹ انڈیا ڈاک کمپنی مطبوعہ مقدمات اپیل جلد ۹ صفحہ ۴۶۴ مائل کی گئی۔

مین صاحب کی شرح استثنا نہم دفعہ ۴۹۹ مجموعہ تعزیرات ہند کا بہی حوالہ دیا گیا منجانب ملزم باستدلال یہ بحث نہیں کی گئی کہ مقدمہ کسی استثنا میں داخل ہے وہ اول استثنا میں داخل نہیں ہے کیونکہ بیان مذکور راست ثابت نہیں ہوا اور نہ استثنا نہم میں داخل ہے کیونکہ یہ ثابت نہیں ہوا کہ وہ نیک نیتی سے کیا گیا مقدمات ذیل ناتہہ جی مولیشور بنام لال بہائی (۲) و ملکہ معظمہ قیصرہ بنام سلیٹر (۳) و ملکہ معظمہ قیصر بنام دہوم سنگہ (۴) و ہیز بنام کرسچین (۴) کا حوالہ وکیل سرکار نے بہ ثبوت اس امر کے دیا کہ بار ثبوت نیک نیتی کا ملزم پر ہے اور دفعہ ۱۰۵ ایکٹ شہادت سے کوئی شبہ اس امر میں باقی نہیں رہتا مگر مسٹر گہنشام نے یہ بحث کی کہ دفعہ ۴۹۹ اسوجہ سے کلیتاً متعلق نہیں ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا رنہ تہا کہ بیانات جو بوقت ادائے شہادت کئے جاویں تعریف ازالہ حیثیت عرفی میں داخل ہوں الفاظ دفعہ مذکور کے حسب ذیل ہیں جو کوئی شخص ایسی باتوں کے ذریعہ سے جو تلفظ سے ادا کیجائیں یا جنکا پڑھا جانا مقصود ہو یا اشارہ کے ذریعہ سے یا نقوش مرتبہ کے ذریعہ سے کسی شخص کی نسبت کوئی اتہام لگائے یا مشتہر کرے بہ نیت کرکے کہ اُس شخص کی نیکنامی کو نقصان پہنچائے یا یہ جانکر یا یہ باور کرنیکی وجہ رکہکر کہ وہ اتہام اُس شخص کی نیکنامی کو نقصان پہنچائیگا تو سوائے اُن حالتوں کے جو نیچے مستثنیٰ کی گئی ہیں کہا جائیگا کہ اُس نے اُس شخص کا ازالہ حیثیت عرفی کیا۔ یہ بحث کی گئی ہے کہ اگرچہ عبارت اُس دفعہ کی اسقدر وسیع ہے کہ اُس میں الفاظ خواہ وہ کسی جگہہ کہے جائیں داخل ہیں تاہم وہ اُن الفاظ سے متعلق نہیں ہونی چاہیئے جو شہادت میں کہے جائیں کیونکہ وے واضعان قانون کے ذہن میں نہ تہے۔

لہذا ہم کو یہ تجویز کرنا ضرور ہے کہ وہ کیا منشا رتہا جس کا ظاہر کرنا مقصود تہا کیونکہ جیسا کہ رسالہ مولفہ میکسویل صاحب متعلقہ تعبیر اسٹیٹیوٹ ہائے صفحہ ۴۲ میں بیان کیا گیا ہے یہ ایک اصلی قاعدہ تعبیر کا ہے کہ کوئی بات جو عبارت اسٹیٹیوٹ میں داخل ہو اسٹیٹیوٹ مذکور میں داخل نہیں ہوتی ہے بجز اسکے کہ وہ منشائے واضعان قانون میں داخل ہو ایسے معنیٰ کا متحقق کرنا بعض وقت ایک بہت مشکل کام ہے اول اصول تعبیر کا یہ ہے کہ واضعان قانون کا منشا وہی ہے جو صاف طور پر اونہوں نے ظاہر کیا اور

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۵۲۰۔
(۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۹۷۔
(۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۳۵۱۔
(۴) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۲۰
(۵) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۲۲۰
(۶) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۴

سنہ ۱۸۹۳ء
ملکہ معظمہ ہند
بنام
بالکرشن و
نہا کرداس

جبکہ الفاظ کے صرف ایک معنی ہو سکتے ہوں تو عدالت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ منشاء کی نسبت قیاس کرے یا ایکٹ کی تعبیر مطابق اپنے خاص خیالات اُس امر کے کرے جو اُس میں منضبط ہونا چاہئے تھا۔ مقدمہ منشی بدل الرحیم بنام شمس النسا بیگم (۱) میں جوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل نے یہ تحریر فرمایا کہ اگر الفاظ قانون صاف وصریح ہیں تو وے تابع کسی خیال مقاصد اُس فریق کے نہیں ہو سکتے جس سے کہ وہ متعلق کیا جائے اور نہ وے اُس سے محدود کئے جا سکتے ہیں جو حکام جو اُسکو متعلق کریں در وجوہ اُسکے منضبط کرنیکے خیال کریں مگر بہت سے مقدمات کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جن میں اس غرض سے کہ بے انصافی ابہام نہو عام معنی کے الفاظ خاص معنی پر محدود کئے گئے ہیں تمثیل ایسے محدود کئے جانیکی فیصلہ ہاؤس آف لارڈس مصدورہ مقدمہ ہل بنام ایسٹ و ویسٹ انڈیا ڈاک کمپنی (۲) میں ملیگی جس میں کثرت رائے حکام عالی مقام سے یہ ضروری قرار پایا کہ معنی دفعہ ۲۳-ایکٹ دیوالیہ کے اسقدر محدود کئے جائیں کہ اُسکا اثر مطابق اغراض ایکٹ مذکور کے ہو جائے دیگر تمثیلات بہت سے مقدمات میں ملیں گی جن میں یہ تجویز ہو چکی ہے کہ جبکہ قانون کا اثر حقوق محصلہ پر مضر طور سے ہو تو اُسکی عبارت بہ تعلق زمانہ گذشتہ موثر نہیں کیجاویگی جبتک کہ ایسا اثر صاف طور پر مقصود نہ ہو۔

ٹھیک وسعت جہانتک کہ خاص صورتوں میں معنی الفاظ عام اسٹیٹیوٹ کے محدود کرنے جائز ہیں ہمیشہ ایک بحث بہت باریک ہے بلاشبہ یہ ایک دشوار امر ہے کہ معنی الفاظ کے ایسے ایکٹ میں جو مثل مجموعہ تعزیرات ہند کے بہت ہوشیاری سے بنایا گیا ہے محدود کئے جائیں اور وہ ایک ایسا امر ہے جسکی کوئی عدالت کوشش نہیں کریگی جب تک کہ یہ عملی طور پر ٹھیک نہ ہو کہ معاملہ جسکو علیحدہ یا خارج کرتا ہے داخل منشاء واضعان قانون کے نہیں ہے مگر مقدمہ حال میں ایسی صورت تحقیق معلوم ہوتی ہے نالشات دیوانی میں ایسی سند اعلی پر جس سے کوئی نہ رہے یہ قرار دیا گیا ہے کہ ہندوستان میں کوئی نالش ہرجہ بابت ان الفاظ متضمن ازالہ حیثیت عرفی کے نہ ہو سکیگی جو بوقت ادائے شہادت کہے گئے ہوں سب سے حال کا فیصلہ مطبوعہ عدالت ہذا کا اس بارہ میں مقدمہ ناتھہ جی بنام لال بہائی (۳) ہے جس میں ذی علم چیف جسٹس نے حسب ذیل تحریر فرمایا۔ "ہمکو اس امر میں شبہ ہے کہ آیا حالات ملک ہذا میں کوئی ایسا امر ہے جسکی رو سے

(۱) ابیلیائے ہند مؤلفہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۶۰۴ (۲) مقدمات اپیل جلد ۹ صفحہ ۴۴۸۔

(۳) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۹۷

۱۸۹۳ء

ملکہ معظمہ قیصرہ
بنام
بالکرشن وٹھل

بلحاظ مصلحت عامہ متعلقہ عوام و معدلت گستری جیسا کہ پریوی کونسل نے مقدمہ محولہ بالا دابو گنیش بنام منگنی رام میں ظاہر کیا ہے" یہ حکم قابل اپیل ہو کہ ایسے بیانات کی نسبت گو وہ غلط اور عمداً نہ ہوں کسی صورت میں نالش دیوانی کا پیش ہونا بلا لحاظ اس امر کے کہ وہ از روے قانون فوجداری قابل سزا ہیں یا نہیں نہو سکے مقدمہ دابو گنیش بنام منگنی رام (۱) میں پریوی کونسل نے یہ تجویز کی کہ ہندوستانمین گواہون پر نالش بوجہ عدالت دیوانیمین بابت اوس شہادت کے نہیں کیجا سکتی ہی جو کہ حلفاً کارروائی عدالتی میں دین اسکی وجہ یہہ ہے کہ یہہ امر عوام معدلت گستری سے متعلق ہی کہ اون گواہون کو عدالتمین حلفاً شہادت دینے میں نالشات بوجہ ایذا پہونچنے کا خوف نہ رہے بلکہ صرف سزا جو اونکو ملنی چاہیئے اگر وے جھوٹی شہادت دین الزام حلف دروغی کا ہونا چاہیئے —

علاوہ برایں اگر یہ تسلیم کیا جاوے جیسا کہ مین خیال کرتا ہون کہ تسلیم کیا جانا چاہیئے کہ مصلحت عامہ کی بابت یہہ ضرورت ہے کہ گواہونکو خوف نالشات بوجہ ایذا نہیں دیجاویگی مین خیال کرتا ہون کہ یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ یہ طریق مساوی ناپسندیدہ ہے کہ وہ مستوجب استغاثہ ازالہ حیثیت عرفی کی بابت منشاے واضعان قانون گواہون کو خوف استغاثہ ہای نامناسب سے بچانیکا دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری سے ظاہر ہوتا ہے جسکی روسے اونپر مقدمہ فوجداری بابت حلف دروغی کے قائم کرنا بلا اجازت صریح اوس عدالت کے ممنوع ہے جو اوس مقدمہ کے واقعات سے واقف ہو جسمین شہادت کا دیا جانا بیان کیا گیا ہے مگر یہہ کل تردد اور یہہ حفاظت کا بالکل بیکار ہو جائیگا اگر کسی شخص خاص کو استغاثہ بابت ازالہ حیثیت عرفی کسی گواہ پر کرنیکا اختیار ہو جسنے کوئی ایسا بیان کیا ہو جو وہ مستدعی نامور کی کے تصور کرتا ہو جھوٹی شہادت دینے کی بابت مقدمہ قائم کرنے میں مستغیث پر بار ثبوت اس امر کا ہوتا ہے کہ شہادت مذکور جھوٹی ہے مگر استغاثہ ازالہ حیثیت عرفی میں عموماً دوسری صورت ہوگی اور اگر الفاظ مذکورہ بادی النظر میں مشعر ازالہ حیثیت عرفی تصور کئے جائیں تو ملزم پر بار ثبوت ثابت کرنا فرض ہوگا کہ اوسکا بیان بالکل درست تھا یا کہ وہ اوسکو نیک نیتی سے باور کرتا تھا کہ وہ سچا تھا تا کہ وہ مستحق فائدہ دفعہ ۹، یا استثنا نمبر ۱ یا ۹ دفعہ ۴۹۹ مجموعہ تعزیرات ہند ہو جاوے

(۱) بنگال لا رپورٹ (پریوی کونسل) جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۹ —

سنہ ۱۸۹۲ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

بنام

بالکرشن وٹہل

اندرین حالات حیثیت گواہ کی بہت خطرناک ہی اور وجہ اُسکی حفاظت کی عدالت ہاے دیوانیمین جبکہ استطرق سے اُسکے لئی خطرات عدالتہائی فوجداری مین موجود ہین بعید الفہم ہوگی یہ بہی بحث نہین کیجاسکتی ہے کیونکہ دیکو نالشات دیوانی سے جو واسطے فایدہ اشخاص کے ہون جنکو ذاتی عداوت ہو بیجا نا پسند یدہ ہی لہذا فایدہ عوام کے لئے یہ ضرور ہی کہ وہ مستوجب استغاثہ فوجداری بابت ازالہ حیثیت عرفی ہے کیونکہ استحقاق استغاثہ ایسے مقدمات میں صریحًا از روئے دفعہ ۱۹۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اوس شخص پر محدود کیا گیا ہے جسکو ایذا پہونچے ۔

ان خیالات کیوجہ سے مین مستحکم طور پر اس امر کے یقین کرنے کیطرف رجوع ہوتا ہون کہ دفعہ ۴۹۹ کا منشا اُن بیانات کے داخل کرنیکا نہین ہے جو بوقت گواہی کئے گئی ہون مگر ایک وجہ مزید ایسی خیال کرنے کی ہی جو یہ ہے کہ مجموعہ تعزیرات ہند کے نفاذ سے ایک خیال عام ان اشخاص مین معلوم ہوتا ہے جنکا فرض قانون کے نافذ کرنیکا رہا ہی کہ ایسا الزام جیسا کہ اب زیر بحث ہے نہین قایم ہو سکیگا کسی مقدمہ مندرجہ پر ہماری توجہ نہین دلائی گئی ہی جسمین یہ تجویز ہوئی ہو کہ ایسا استغاثہ قابل پذیرائی ہے اگر وہ قابل پذیرائی ہوتا تو بہت کم شبہہ ہو سکتا ہے کہ رپورٹون مین بہت سی مقدمات اس قسم کے مندرج ہوئے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ استغاثہ ازالہ حیثیت عرفی اگر وہ جایز ہو تو ایک بہت زیادہ آسان چارہ کار اوس شخص کے واسطے جسکو شہادت گواہ سے ایذا پہونچی ہو بہ نسبت استغاثہ بابت دینے جہوٹی شہادت کے ہوگا لیکن اگر یہ صحیح ہو کہ صاحبان جج اور مجسٹریٹون اور اہلی قانون پیشہ کی اب تک یہ رائے رہی ہے کہ دفعہ ۴۹۹ کا یہ منشا نہین رکہا گیا ہے کہ وہ اون بیانات سے متعلق ہو جو گواہ نے کئے ہون تو یہ یقین کرنا غیر واجب معلوم نہین ہوتا ہے کہ کوئی منشا منجانب واضعان قانون اور بیانات سے متعلق کرنیکا نہین تہا تعبیر قانون کی جو مطابق رواج کے ہو عمدہ ترین ہوتی ہے یہ ایک مقولہ قدیم ہے جسکا جائز ہونا بہت عرصہ سے تسلیم کیا گیا ہی ۔

اندرین حالات مین خیال کرتا ہون کہ ہم فیصلجات ہائیکورٹ مدراس و عدالت ہذا متذکرہ بالا کی تقلید بلا اندیشہ کر سکتے ہین اور یہ تجویز کر سکتے ہین کہ گواہ کو سزا بابت ازالہ حیثیت عرفی بوجہ اُن بیانات کے نہین دیجا سکتی جو بوقت دینے شہادت بطور گواہ کے کئے گئے ہون ہماری توجہ تذکرہ جج مندرجہ تشریح متعلقہ استثناد ہفتم

سنہ ۱۸۹۲ء دفعہ ۴۹۹ کی طرف مائل کی گئی کہ اوس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کل بیانات جو اثنائے کارروائیات عدالتی میں کئے گئے ہوں محفوظ نہیں ہیں مگر یہ اوس تشریح سے اخذ کرنا بمشکل درست ہوگا جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ہر جو طریق عمل گواہ پر نیک نیتی سے اعتراض کرے اندر استثناء ہفتم کے داخل ہے اور اگر وہ نیک نیتی ثابت کرنے سے قاصر ہے تو وہ مستوجب سزا ہوگا کیونکہ وہ صریحا دفعہ مجموعہ مذکور کی رو سے محفوظ معلوم ہوتا ہے اور بہرحال اگر یہ بھی تجویز ہو سکے کہ صورت جرم کی اندر منشاء دفعہ ۴۹۹ کے باوجود احکام دفعہ ۔۔ کے داخل ہے تو یہ لازم نہیں آویگا کہ تعریف ازالہ حیثیت عرفی مساوی طور پر اوس گواہ سے متعلق ہوگی جس سے دیگر خیالات متعلق ہونگے شاید یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگرچہ دفعہ ۴۹۹ کا منشا ان گواہان سے متعلق ہونیکا نہیں ہے جنہوں نے شہادت متعلقہ دی ہو تاہم اوسمیں صورت اوس گواہ کی داخل ہو سکتی ہے جو از خود بیانات بالکل غیر متعلق کارروائیات کے کرے اس امر کی نسبت رائے ظاہر کرنا غیر ضروری ہے کیونکہ مقدمہ حال میں چونکہ کارروائیات شہادت میں پیش نہیں کیگئی ہیں لہذا اس امر کو ثابت شدہ تجویز کرنا غیر ممکن ہے کہ بیان ملزم درحقیقت غیر متعلق ہے بوجوہ بالا میں تجویز ثبوت جرم منسوخ کرونگا اور ہدایت کرونگا کہ جرمانہ واپس کیا جاے

ملاحظہ مقدمہ ... بیان ... بابت ... مشکل

تجویز ثبوت جرم منسوخ ہوئی ۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سٹارلنگ صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۳ء ۲۱ مارچ

ونائک راؤ دہوندراج مدعی — بنام — نروتم انندجی مدعاعلیہ

ملاحظہ ۔ انکشاف پیش کرنا دستاویز استحقاق ۔ انکار پیش کرنیسے بیدخلی ۔ دستور ۔

مدعی نے نالش واسطے بیدخلی مدعاعلیہ کے خاص ٹکڑون اراضی مملوکہ خود سے جو اوس رستہ کے حصص تھے جپر مدعاعلیہ نے تصرف بیجا کیا تھا کی ۔ اپنے تحریری بیان میں مدعاعلیہ نے مدعی کے استحقاق سے انکار کیا اور بیان کیا کہ اوسکا استدلال اون خاص دستاویزات پر ہے جو فہرست منسلکہ میں درج ہیں ۔ اپنے حلفی بیان نسبت دستاویزات میں جو بعد میں داخل کیا گیا اوسنے دستاویزات مذکور مدعی کو ملاحظہ کرانیکے لئے پیش کرنیسے بدینوجہ انکار کیا کہ وہ تمامی اسکے اپنے استحقاق نسبت اراضی متنازعہ فیہ سے متعلق ہیں اور وہ کسیطرح سے استحقاق مدعی کو ثابت یا اوسکی تائید نہیں کرتیں تجویز ہوئی کہ مدعاعلیہ دستاویز کے پیش کرنے سے انکار کرنیکا مستحق تھا اور عدالت مدعاعلیہ کے حلفی بیان نسبت دستاویزات پر عود نہیں کر سکتی ۔

* نالش نمبر ۱۸۲ سنہ ۱۸۹۱ء

سنہ ۱۸۹۲ء
وناﺋک اودھوجی
بنام
نروتم اسدبل

اجلاس جج جیرس - مدعی نے مدعا علیہ پر بدین بیان نالش کی کہ مدعا علیہ نے ایک راستہ ازان مدعی پر بذریعہ بنانے دو اوٹلون کے تصرف کر لیا ہے مدعی کی یہ استدعا تھی کہ مدعا علیہ کو حکم دیا جاوے کہ ہر دو قطعات زمین متصرفہ کا قبضہ چھوڑدے اور اُن اوٹلون کو دور کرے علی سبیل البدل مدعی نے یہ استدعا کی کہ اُسکا حق راستہ اوپر اراضی مذکور کے قرار دیا جاوے اور مدعا علیہ کو حکم دیا جاوے کہ تصرفات کو دور کرے -

مدعا علیہ نے استحقاق مدعی سے انکار کیا اور منجملہ دیگر عذرات کے عذر تمادی پیش کیا اپنے بیان تحریری مین مدعا علیہ نے یہ تحریر کیا کہ وہ بعض دستاویزات مصرحہ فہرست منسلکہ بیان تحریری پر استدلال کریگا -

بعد ازان مدعا علیہ نے ایک حلفنامہ بابت دستاویزات مقبوضہ خود بابت معاملہ متنازعہ مقدمہ پیش کیا اس حلفنامہ مین مدعا علیہ نے اُن دستاویزات کے واسطے معاینہ مدعی کے پیش کرنیسے اس بنا پر انکار کیا کہ دستاویزات مذکور متعلق محض استحقاق خاص مدعا علیہ کے نسبت اراضی متنازعہ کے ہین اور کسی نہج پر بجانب ثبوت یا تائید استحقاق مدعی کے نسبت اراضی مذکور کے مائل نہین ہین -

فہرست منسلکہ بیان حلفی مین منجملہ دیگر دستاویزات کے بالتصریح اُن دستاویزات کی تہی جنکا ذکر اُسکے بیان تحریری مین تہا -

مدعی نے سمن بنام مدعا علیہ بغرض اظہار وجہ اس امر کے حاصل کیا کہ نامبردہ دستاویزات مذکور کا کیون معاینہ نکرادے -

رک پٹرک نے منجانب مدعا علیہ وجہ ظاہر کی -

لنگ ایڈوکیٹ جنرل منجانب مدعی تائید سمن -

اسناد ذیل کا حوالہ دیا گیا - مارسن بنام ایڈورڈس (۱) ولائل بنام کنیڈی (۲) وار برٹس بنام اوپنہیم (۳)

سٹارلنگ صاحب جسٹس - یہہ ایک نالش بیدخلی ہے جو مدعی نے بنام مدعا علیہ بابت دو قطعات اراضی واقع ایک راستہ کے جسکی نسبت مدعی دعوے ملکیت کرتا ہے دائر کی ہے اور بیان یہہ ہے کہ ہر دو قطعات مذکور پر اندر بارہ سال قبل رجاع نالش بذریعہ بنانے دو اوٹلون کے مدعا علیہ نے مداخلت بیجا کی ہے ایک استدعا علی سبیل البدل یہ ہے کہ اگر مدعی مالک اراضی متنازعہ کا تجویز نہو

---

(۱) رپورٹ کومیس بنچ ڈویژن جلد ۳ صفحہ ۲۸۷ -

(۲) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۰ صفحہ ۴۸۴ -

(۳) ,, ,, جلد ۲۶ صفحہ ۴۲۷ -

۱۸۹۳ء

دہایکنڈ ہونمولج

بنام

نروتم انستہا

تو یہ قرار دیا جاوے کہ اسکو اراضی مذکور پرحق رستہ حاصل ہے ۔

مدعا علیہ اپنی بیان تحریری مین استحقاق مدعی سے انکار کرتا ہے اور سوا اسکے یہہ کہتا ہی کہ اگر مدعی یا اسکے پیشرو کو نسبت ان قطعات اراضی کے استحقاق حاصل تہا تو اسکے دعوی پر نسبت اوسکے تمادی عارض ہوگئی ہی علاوہ اسکے مدعا علیہ اپنی بیان تحریری مین یہ لکہتا ہے کہ وہ بتائید اپنے مقدمہ کے بعض دستاویزات مصرحہ فہرست منسلکہ بیان تحریری مذکور پر استدلال کریگا ۔

بتاریخ ۹ فروری سنہ ۱۸۹۳ء مدعا علیہ نے اپنا حلفنامہ دستاویزات داخل کیا اور فہرست منسلکہ حلفنامہ مذکور مین ان دستاویزات کو درج کیا لیکن مدعا علیہ نے بربنائے اسکے کہ دستاویزات مذکور محض متعلق اسکے استحقاق خاص کے ہین اونکے پیش کرنیسے انکار کرنیکا دعوی پیش کیا بر طبق اسکے بتاریخ ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء مدعی نے سمن واسطے معائنہ ان دستاویزات کے جاری کرایا اور وہ امر جسکا فیصلہ مجکو کرنا ہے یہ ہی کہ آیا مدعا علیہ کو پیشی سے انکار کرنیکا حق حاصل ہی یا نہین ۔

بتائید حجت مدعا علیہ مجکو حوالہ مقدمات مارس بنام ایڈورڈس (۱) ڈلائیل بنام کینیڈی (۲) ورابرٹس بنام اوپنہیم (۳) کا دیا گیا ہے فیصلہ مقدمہ دوم اوس معاملہ سے جسکا تصفیہ مجکو اس مقدمہ مین کرنا ہے وسیع تر معاملہ سے متعلق ہی اور میرے نزدیک متعلق نہین ہی علاوہ بریں فیصلہ مذکور ہوس آف لارڈس سے بمقدمہ مندرجہ مقدمات اپیل جلد ۱ صفحہ ۱۷۰ منسوخ ہوگیا لہذا مین اب اوسکا ذکر نہ کرونگا اول مقدمہ مین جس طور پر کہ رپورٹ اسکی جلد ۳۴ رپورٹ کوئنس بینچ ڈویژن مین درج ہی معاملہ اسباب جمیرز و دو حکام ڈویژن کورٹ کی ایک رائے تہی او تین حکام عدالت اپیل کی [illegible] کےہین یہ کہہ سکتا تہا کہ مجہہ پر اوسکی تقلید کرنا لازم نہین ہی [illegible] پہنچا اور پانچ لارڈ صاحبان کی [illegible] نے فیصلہ [illegible] کیا تجویز [illegible] رپورٹ اس مندرجہ مقدمات اپیل جلد ۱۵ مین بصفحہ ۳۰۹ ملیگی تجویز ہوس آف لارڈس مین [illegible] صاف طور پر قرار دیا گیا ہی کہ جب نالش بیدخلی مین کوئی فریق دعوی انکار پیشی دستاویزات اس بنا پر کرے کہ دستاویزات مذکور محض اوسکے خاص استحقاق سے متعلق ہین اور اون سے کسی طرح پر ثبوت یا تائید استحقاق فریق مخالف نہین ہوتی تو عدالت اوسکے حلفنامہ متضمن بیان مذکور کے پیچہے نہین جا سکتی

(۱) رپورٹ کوئنس بینچ ڈویژن جلد ۳۴ صفحہ ۲۸۷ ۔

(۲) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۴۸۴ ۔

(۳) " " " ۲۶ " ۷۲۴

سنہ ۱۹۳ء
ونانگ راؤ
دہونڈ راج
بنام
نروتم اندجی

اوراسبات کی تحقیقات نہین کرسکتی کہ بیان مذکور صحیح ہی یا نہین بلکہ نامبردہ حق متدعویہ کا مستحق ہے -

مقدمہ رابرٹس بنام اوپنہیم سے مزید برآن ظاہر ہوتا ہی کہ حق مذکور مین اس امر سے فرق نہین آتا کہ جن دستاویزات کی نسبت حق مذکور کا دعوی کیا جاتا ہی اونکا تذکرہ کاغذات سوال و جواب مین ہی اور تذکرہ مذکور کا نتیجہ محض یہ ہی کہ اگر فریق تذکرہ کنندہ دستاویزات مذکور اونکو برطبق اطلاعنامہ واسطے معائنہ فریق ثانی کی پیش کری تو وہ انکو بوقت سماعت مقدمہ بطور شہادت استعمال نہین کرسکتا بجز اسکے کہ وہ عدالت کو مطمئن کری کہ دستاویزات مذکور محض اسکی استحقاق خاص سے متعلق ہین یا اسکو کوئی دیگر وجوہ کافی واسطے عدم تعمیل اطلاعنامہ کی ہین دفعہ ۱۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء)

اندرین حالات ہمیرا یہ تجویز کرنا لازم ہی کہ مین اسمقدمہ مین مدعاعلیہ کے حلفنامہ دستاویزات کی بیچھی نہین جا سکتا اور مجھپر لازم ہی کہ دعوے مدعاعلیہ کو دربارہ انکا پرستی منظور کردون پس یہ سمن مع خرچہ ڈسمس ہونا چاہیے -

اڈوکیٹ بجانب مدعی - مسٹران رڈتن و برن -

اٹرنیان بجانب مدعاعلیہ - مسٹران بین وگلبرٹ و سیانی -

صیغہ ابتدائی دیوانی

۴ مارچ سنہ ۱۹۳ء

باجلاس جناب سر چارلس سارجنٹ صاحب نائٹ چیف جسٹس و جسٹس اسٹارلنگ صاحب جسٹس -

بادبچی نیلیٹ وسوڈا فیکٹری (ابتدا مدعیان) اپیلانٹان بنام

مانک جی نوروجی کانٹریکٹ (ابتدا مدعاعلیہ) رسپانڈنٹ *

نشان سوداگری عیب نالش پیٹ تفصیلات مختلف لیکن عام جو دہوکہ دینے کیلئے زیادہ موید ہون حکم امتناعی

مدعیان نے مدعاعلیہ پر ... ... انکے لیبل کے جو رنگ دسمہ کی ٹین پر استعمال کی گئی جو انہونے بمبئی بہیجا اس کی لیبل ٹین کے سر پر ہوتی ہے - اور اسپر تحریر بدا ہیٹی کے وسط میں ایک ہاتہی کی تصویر ہوتی ہے باقی لیبل بوجہ ہونے ایک مرکب کے سبز اور سرخ اور سنہری ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سکون کی بنی ہوئی ہے اور اسکے اکثر حصہ پر نقشے اور نشانات ہوتے ہین مدعاعلیہ بمقام بمبئی کیسلاد کمپنی ڈنبک فورٹ کا ایجنٹ تہا - قبل از سنہ ۱۸۹۲ء کیلاد کمپنی نے بمبئی میں ٹین میں بند کرکے جسپر کہ لیبل لگے تھے رنگ دسمہ بہیجا تہا - مگر مدعیان نے لیبل مذکور کی بابت کوئی شکایت نہین کی - لیکن جنوری سنہ ۱۸۹۲ء میں کیلاد کمپنی نے ایک نئی لیبل تجویز کی اسپر بہی ہاتہی کی شکل تہی جو اوس شکل سے کسیقدر مختلف تہی جو مدعیان کی لیبل پر تہی اور اسکے گرداگرد جدید نشانات تہے اگر انکو علیحدہ علیحدہ فرض کیا جاوے تو منجملہ اون کے کسی پر بہی مدعیان کا کوئی اعتراض نہ تہا

* نالش نمبر ۴۴۳ سنہ ۱۸۹۲ء اپیل نمبر ۷۷۹

۱۸۹۳ع
بادشجی نیلیس وڈا
دفیبرک
بنام
مانک جی شاپورجی
کاٹرک

لیکن اُنہون نے یہ شکایت کی کہ بلحاظ عام تاثیر کے یہ جدید لیبل اُنکے نشان سوداگری سے ایسی مشابہہ ہی کہ گویا اُنکے رنگ کی نقل کی گئی ہے اور خریداران کو اس دہوکہ ہونیکا زیادہ تر احتمال تہا تجویز ہوئی کہ مدعی ایک حکم انتناعی کا برخلاف مدعا علیہ کے مستحق تہا۔

ازسارجینٹ صاحب چیف جسٹس:۔ اس قسم کے مقدمہ مین سوال یہہ نہین ہوتا کہ دلالان یا تیرگاہکان بمبئی پر کیا تاثیر ہوگی بلکہ یہہ ہوتا ہے کہ لیبل مذکور خریداران بے خبر اور ناواقف کو کسقدر متعجب کریگی جیسا کہ خاصکر مفصل مین زیادہ تر پایا جائیگا۔ بعد امتحان باحتیاط مزید مجھے اسمین کوئی شبہہ معلوم نہین ہوسکتا کہ عام تاثیر لیبل سے ایسے خریداران کو توجہ کی ہادیگی اور کہ وجود فرق کے جو بیک ملاحظہ رنگ و رقم ہا ہی اور بعض دیگر امورات کے موجود ہے لیبل کی نسبت یہ خیال ہوگا کہ یہ مدعی کا ہی مال ہی آرائے لارڈ ستبرن بمقدمہ جانسٹن بنام اورایونگ (۱) پر حصر کیا گیا۔

ٹارلنگ صاحب جسٹس:۔ اُس لیبل کا جسکے رنگ کی نقل دوسرے لیبل پر نہین کیگئی دوسرے لیبل کی رنگت مین نقل ہونی بالکل ممکن ہی اور اوسکے عام شکل مین مشابہہ ہونیسے یہ اغلب کہ خریداران کو دہوکہ ہو۔

نالش بابت خلاف ورزی نشان تجارت۔

عرضی دعوی مین یہ بیان تہا کہ مدعیان بنانیوالے انیلائین رنگ کے ہین اور چند سال سی اپنا رنگ واسطے فروخت کے بمبئی مین ٹین کی بکسونمین بہر کر لاتی ہین اور اُن بکسونپر ایک لیبل لگا ہوتا ہے جسپر نشان انگریب ای کا ہے (جو تنہا مدعیان کے استعمال مین رہتا ہے اور جسکی نسبت اونکو دعوٰے ہے کہ وہ اُنکا نشان تجارت ہے) اس لیبل سے ٹین کے بکس کا موہنہ ڈہکا ہوتا تہا اور اُسکے وسط مین تصویر ہاتہی کی ہوتی تہی اور اوسکے چاروں طرف بعض چہپے ہوئے حرف ہوتے تہے اور باقی حصہ لیبل مین سبز اور سرخ اور سنہرا رنگ ملا ہوا ہوتا تہا اور وہ زیادہ تر عکس سکون اور متغون اور نقش و نگار کے ہوتے تہے اس نشان تجارت کی رجسٹری مدعیان نے ممالک جرمنی و انگلینڈ مین کرائی تہی مدعیان کے رنگون کی شرقی ملکون مین بڑی شہرت تہی اور مدعیان کی لیبل سے بطور علامت ممیز اُنکے مال کے لوگون کو بخوبی واقفیت ہوگئی تہی۔

مدعیان کی یہ شکایت تہی کہ زمانہ حال مین مدعا علیہ نے بمبئی مین انیلائین رنگ ٹین کی بکسونمین لانا اور فروخت کرنا شروع کیا ہی اور اُن بکسونپر ایسے لیبل لگائے ہین جو ظاہراً نقل نشان تجارت مذکور کی ہین اور ایسے اُسکی خلاف ورزی ہوتی ہے، مدعا علیہ کی بکسونمین بہ نسبت مدعیان کے ادنی قسم کے رنگ ہوتے تہے اور وہ کمتر قیمت پر فروخت ہوتے تہے مدعیان مستدعی استقرار اس امر کے ہین کہ مدعا علیہ کا لیبل نشان حرف (ب) ایک ظاہری نقل ہی اور حکمنامہ انتناعی جاری ہو۔

(۱) مقدمات اپیل جلد ۷، صفحہ ۲۱۹۔

سنہ ۱۸۹۳ء

پھونجی تیلین سوڈا ایبرک بنام ہاکنجی شاپورجی کاٹرک

مدعاعلیہ نے جوابدہی بیانات مندرجہ صدر سے انکار کیا اور ضریہ براں یہ بیان کیا کہ وہ خود تاجر انیلائین نگو نہ تھا نہیں ہے بلکہ صرف آڑہتیہ اپنے مال منگانیوالونکا ہے ۔

شہادت سے واضح ہوا کہ مدعیان بمبئی میں انیلائین رنگ سنہ ۱۸۸۳ء سے لاتے تہے اور مدعاعلیہ نے صرف جنوری سنہ ۱۸۹۲ء میں نیبہر رنگ ساتھ ان لیبلونکی جنکی نسبت شکایت ہے بطور گماشتہ مسٹران لیوپولڈ کسیلا و کمپنی فرینکفورٹ والونکی فروخت کرنا شروع کیا اس دکان والے چند دفعہ قبل اس وقت کے انیلائین رنگ ساتھ ایک لیبل اگزہبیٹ نمبر ۶ کر لائے تہے جسمیں خاص علامت ایک ٹہی تہا مگر مدعیا نکو اس لیبل کی شکایت نہ تہی اپنے اظہار میں مدعاعلیہ نے بیان کیا کہ وہ اخیر سنہ ۱۸۹۱ء میں مسٹران کسیلا و کمپنی سے بمقام فرینکفورٹ بغرض کرنے کاروبار رنگ کے منجانب انکے بمبئی میں ملا۔ مدعاعلیہ کا یہ بیان تہا۔

"نامبردگان نے مجکو ٹین کے بکس ارغوانی رنگ کے دکہلائے اور مجہسے کہا کہ اپنی تجارت کی بمبئی میں کوشش کرن اسد فعہ اول ہی مرتبہ میں نے لیبل ب دیکہا تہا اسوقت جو نامبردگان نے مجہکو دکہلائے اونپر وہ لیبل لگا ہوا تہا میں نے کبہی لیبل الف نہ تہا نہ دیکہا تہا میں فرینکفورٹ سے روانہ ہوچکا تہا اور سبیل میں تہا کہ جب چٹہی مورخہ ۴ جنوری سنہ ۱۸۹۲ء میری پاس پہنچی میرے اسسٹنٹ بمقام بمبئی نے وہ چٹہی و نمونہ جات متذکرہ چٹہی مذکور لے لئے جب میں یہاں اخیر مارچ میں آیا تب میں نے انکو دیکہا وہ نقل حرف ب کی تہے اور انکے سرے پر ٹکٹ لگے ہوئے تہے جنمیں لفظ نیو ملا لکہا ہوا تہا اور لیبل مثل ب کے لگے ہوئے تہے بعد ازاں جسقدر ٹین کے بکس میں نے منگوائے انپر ٹکٹ اور لیبل مثل ب کے لگے ہوئے تہے"

مراسلات مابین مدعاعلیہ و کسیلا و کمپنی منجملہ دیگر امور کے متعلق لیبل متنازعہ کے شہادت میں پیش کئے گئے تہے بعد کسیقدر مراسلت ابتدائی کے مدعاعلیہ نے بتاریخ ۲۰ فروری سنہ ۱۸۹۲ء ایک چہوٹا سا حکم امتحاناً واسطے ۳۰ بکس انیلائین رنگ کے بنام لیوپولڈ کسیلا و کمپنی کے بہیجا بتاریخ ۱۱ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء کسیلا و کمپنی نے مدعاعلیہ کو حسب ذیل لکہا۔

"آپکے عنایت نامجات ۱۳ و ۲۰ فروری پہنچے اور بجواب انکے ہمکو اس بات سے خوشی ہے کہ آپنے حکم امتحانی واسطے ۳۰ بکس رنگ ارغوانی کے حسب انڈینٹ نمبر ۱ ارسال کیا اوسکی تعمیل بلا توقف کیجائیگی اور ہم امید کرتے ہیں کہ اول دفعہ کا مال جہاز پر جلد روانہ کرینگے۔

"درباب لیبل ٹہی کے ہم آپ کو اطلاع دیتے ہیں کہ مسٹران ارن تہا وسین کلکتہ والون نے ایک چٹہی میں جو انہون نے بنام ہمارے دوستون مسٹران دیل و کمپنی کلکتہ والونکے بہیجی اس امر کا دعوی کیا ہے کہ انکو اس بات کا حق حاصل ہے کہ ہمکو آئندہ استعمال لیبل مذکور سے منع کرین ہمکو معلوم نہیں کہ انکا یہ دعوی کس امر پر مبنی ہے چنانچہ ہم نے مطابق اسکے ہندکو لکہہ بہیجا ہے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر مسٹران ارن تہا وسین کا دعوی جایز ہو تو ہر آئینہ ہم اس بات کا اقرار نہین کرسکتے کہ بعد ازین اسی لیبل کے ساتہ مال بہیجین بہر صاف ہوجانے اس معاملہ کے ہم آپ کو مطلع کرنیسے قاصر نہ رہینگے۔

بہرحال یہ بہتر ہوگا کہ آپ کوئی اور مدہ ٹکٹ منتخب کرین تاکہ بحالت ضرورت ہم اوسکو بجائے ٹکٹ حال کے قایم کرین۔

۱۸۹۳ء

بادشجی اپلیین سوڈا فیبرک بنام ناکاسی خسابرجی کا ایک

بجواب اسکے مدعا علیہ نے بتاریخ ۲۰ اپریل ۱۸۹۲ء یہ لکھا۔

"ہمنے باحتیاط اوس ٹکٹ کو پڑہا جو آپنے درباب لیبل لکھی اظرف مسٹران مہا دیو ٹیبل [illegible] ولمبنی مقام بنگلے جو گماشتگان مسٹران پی ایس دسوڈا فیبرک کے ہین رکہا

جہانتک کہ ہمکو دریافت ہی ہم باور کرتے ہیں کہ آپکے استحقاق مقدم استعمال اس ٹکٹ کا حاصل ہے کیونکہ ایسی قسم کا [illegible] کہ سوڈا فیبرک نے اسکا استعمال کرنا شروع کیا استعمال کرتے تھے یا اقل رہا ایک اتفاق مساوی نسبت اسکے [illegible] لینے کا اگر آپ اس ٹکٹ کو آزادانہ استعمال کر سکیں تو نہ کہ ہم سوڈا فیبرک رنگ اغوانی کا بازار [illegible] کی ہر کہ استعمال اس ٹکٹ کا آپکی طرف سے مسدود کرا دیوے اینہ آپ بآسانی انکے عوض کو قبول کر لینگے بلا عیب [illegible] اس معاملہ میں جو خط وکتابت آپسے ہو رہی ہے اوسکے نتیجہ کے سننے کے ہم مشتاق ہین۔

"رہا آپکا یہ کہنا کہ بجائے لیبل ب کے دوسرا لیبل منتخب کیا جاوے انکی بابت گذارش ہے کہ ہمارا ایسے لیبل کے بازار میں داخل کرنے مین بہت سا مانہ صرف ہوگا اور اسسے دقت غیر ضروری پیدا ہوگی"

بحوالہ اس چٹھی اخیر کے مدعا علیہ نے اپنے اظہار مین یہ بیان کیا۔

"تاریخ ۲۰ اپریل مین بمبئی مین چٹھی پڑہی گئی ہے اس بات کا مشتاق تہا کہ رنگ ارغوانی لیبل نشان ب کے فروخت کا استحقاق حاصل کر دن میری ایک خاص غرض تہی کہ بذریعہ استعمال اس لیبل کے سوڈا فیبرک کے رنگ ارغوانی کو بازار سے نکالدون میری مراد تحریر اس [illegible] ہے کہ اگر آپ بازار میں آزادانہ استعمال کرین الخ وہی ہے جو میں نے لکہی جیو لجی نے مجھ سے یہ کہا تہا کہ سوڈا فیبرک رنگ اغوانی با [illegible] آنے کے بازار میں بہیجتے ہیں میں نے لیبل الف دیکھا نہ تہا جیو نے مجھسے یہ نہیں بیان کیا کہ کس قسم کا مال بہیجتے ہیں جیو نے مجھ سے یہ کہا [illegible] سوڈا فیبرک اسی قسم لیبل کے ذریعہ سے مال بہیجتے ہیں یعنی اوسی قسم لیبل کے ذریعہ سے کہ لیبل چہپا نشان (ب) ہے میں نے سوڈا فیبرک کا ذکر صرف [illegible] کہا تہا کہ سوڈا فیبرک کا ٹکٹ اسی قسم کا ہے میری خاص یہ رائے تہی کہ اگر ہم لیبل ب کو استعمال کرین تو ہم سوڈا فیبرک کو بازار سے باہر نکالدینگے میں ایسی [illegible] نہیں کہہ سکتا کہ جیو لجی نے مجھ سے یہ نہیں کہا کہ سوڈا فیبرک کا مال سب سے زیادہ مقبول ہوتا ہے اور انکا مال سب سے زیادہ تر جب میں نے یہ چٹھی لکہی سو [illegible] لیبل (ب) سے متعلق کرتا تہا اسکی وجہ یہی تہی کہ شکل لیبل (ب) کے تہا جیسا کہ اسکا حال جیو لجی نے مجھ سے بیان کیا تہا میرے نزدیک اسی وجہ سے جیو لیبل (ب) کو ہم سمجہتا تہا میرا مطلب اس تحریر سے یہ تہا کہ ہم لیبل بازار میں داخل کرین بہت زمانہ لگیگا الخ وہی ہے جو میں نے لکہا ٹکٹ (ب) ایک نیا ٹکٹ تہا اور بازار میں داخل نہیں ہوا تہا...... مین جانتا ہون کہ لیبل (ب) مشابہہ چہپا آی کے ہے اور یہ کہ مدعیان لیبل آ کو ۱۸۸۶ء سے استعمال کرتے ہیں مجھکو یہ خیال ہوا کہ یہ مناسب ہوگا کہ کیسلا کو مشورہ دیا جاوے کہ استعمال لیبل (ب) کا موقوف کرے بخلاف اسکے مین کیسلا برادرس کا سو رد دیا الخ مجھکو یہ تہا حق کہ لیبل (ب) کا د...... یہ تہا حق کہ جیو لجی سے کہا تہا جو کچہ بازار میں ملک تہا اسے مرحوم جیو بھائی نے مجھ سے کہا تہا کہ کیسلا کا رنگ بہ نسبت مدعیان کے رنگ کے کچہ سستا ہے یہی وجہ تہی جس سے ہمکو امید تہی کہ مدعیان کے رنگ کو بازار سے نکالدینگے لیبل (ب) دوسری وجہ تہی"

ایک چٹھی مین جو بنام مدعا مسٹران لیوپولڈ کیسلا کمپنی نے بتاریخ یکم دسمبر ۱۸۹۱ء تحریر کی نامبر کان نے یہ تقریر کیا تہا۔ "ہمنے مدعا کا لیبل قبل اسکے دیکہا تہا کہ ہمنے اپنا لیبل جرمنی میں رجسٹری کرایا اور چونکہ ہمارے مصور نے لیبل ہم کو گذشتہ ۱۸۹۰ء کہا تہا لندن میں

۱۸۹۳ء
ہاڈنی سلیپن
سڈ ابید ک
بنام
مانیکجی پابو نر
ڈاکٹر

[illegible] ہو خاص حیثیت [illegible] نقشہ اسطور سے بنایا جاوے کہ اسکا کوئی جزو نقل لیبل مدعیان کی متصور نہو سکے ''

[illegible] سماعت جو امر تنقیح طلب اہم پیدا ہو وہ یہہ تہا کہ آیا لیبل مدعا علیہ نشان ب ۲ ایک نقل نمائشی نشان حرفہ مدعیان کی [illegible] ہے یا نہیں یا داخل خلاف ورزی نشان حرفہ مدعیان ہی یا نہیں ۔

[illegible] ولیلشیمر منجانب مدعیان ۔

[illegible] قائم مقام ایڈوکیٹ جنرل) وانوریرلی منجانب مدعا علیہ ۔

[illegible] ۱۹ جنوری سنہ ۱۸۹۳ء پار سنس صاحب جسٹس ۔ قانون متعلق معاملہ صاف ہے اور بغرض فیصلہ امر تنقیح طلب دوم جسمیں امر کا تجویز کرنا ہی وہ صرف متعلق واقعات ہے یعنی یہ کہ آیا لیبل ب ایسی قریب نقل [illegible] ہی کہ جس سے معمولی خریداران کو دہوکا ہونا قرین قیاس ہے اور جس سے وہ اس غلطی کیطرف مائل ہو [illegible] کو مدعیان کا رنگ سمجہیں اب [illegible] شک نہیں ہوسکتا کہ ایک خاص مشابہت یا یکسانیت مابین یکسی مین [illegible] دونون [illegible] جسامت اور شکل کے ہین دونو سرخ رنگے ہوئے کاغذ مین لپٹے ہوئے ہیں اور دونو [illegible] سفید [illegible] ہولیٹ اور دونون سرد پیر گول کٹون سی محدود ہین دونو پر سرخ روغن [illegible] کی تصویر دان ملکہ کی ہین دونو مین لفظ و حرف اسکار لٹ آرہا [illegible] برنہا ہوا ہے اور صورت ایک ہاتہی کی وسط مین بنی ہوئی ہے لیکن اگر ہم [illegible] مدعیان کی ہوئی چیزیں لیکر اندامین جو ملکیت مشترکہ تجاران ہین یعنی سرخ روغن دائرہ اور سرخ کاغذ پیر حرف [illegible] اور اسکارلٹ ہر سفید ہین برابر ہاتہی تو میرے نزدیک بہت کم مشابہت [illegible] باہم ہاتہیون کے قطعاً کوئی مشابہت نہیں ہے انکی جسامت اور رنگ اور موقع اور شکل مین اختلاف ہے ایک ہاتہی کی پیٹہہ پر دوسرے پر سرخ چمکتی ہوئی جہول ہے اس امر مین گنجائش گفتگو نہین ہے کہ ہاتہی فریقین کے علیحدہ ہین اور ہر فریق کو حق استعمال اس ہاتہی کا حاصل ہے جو اُسنے استعمال کیا ہے پس مدعا علیہ کو یہ استحقاق حاصل ہے کہ اپنے ہاتہی کے چاروں طرف جس قسم کا چوکہٹہ یا کام چاہے بناوے مگر شرط صرف یہ ہے کہ مدعا علیہ جس چوکہٹہ یا کام کو پسند کرے اوس سے خلاف ورزی اس چوکہٹہ یا کام کی نہو جو مدعیان قبل اوسکے پسند کر چکے ہین اور جو مدعیان کے استعمال میں تہا نہ وہ مدعیان کے چوکہٹہ یا کام کی نقل ہو مدعا علیہ کو کوئی استحقاق اس بات کا نہیں ہے کہ اپنے ہاتہی کے ساتھ اپنے تمغون اور نشانات تجارت کو اسطور پر جمع کرے کہ جس سے نقل مجموعہ مدعیان کی پیدا ہو اور اسطرح پر اپنے لیبل کی صورت ظاہری مشابہہ لیبل مدعیان کے بنادے ۔

سنہ ۱۸۹۳ء

ہارڈی اسٹین سن وغیرہ بنام آرڈی شیر جی کاٹرک

سوال یہہ ہی کہ آیا مدعا علیہ نے ایسا کیا ہے یا نہین اس بارہ مین مجکو شہادت مدعیان کی کارندہ اوسٹر میر کی بہت اہم معلوم ہوتی ہی وہ تسلیم کرتا ہی کہ وہ مدعا علیہ کے لیبل کے چار دو نظرف کے کام کی نسبت بطور خلاف ورزی نشان تجارت اوسوقت تک نہ کریگا کہ وہ کام کسی دوسرے جانور کے چار دو نظرف بنایا جاوے لیکن اگر ایسا واقعہ کام ایسا ہی کہ بکو مدعا علیہ جائز طور پر سوا ہاتھی کے کسی دوسرے جانور کے چار دو نظرف بنا سکتا ہے تو وہ اوسکو چار دو نظرف ہاتھی کی بنا سکتا ہے کیونکہ مدعا علیہ کو استحقاق استعمال تصویر جانور مذکور کا حاصل ہی میری دانست مین یا تو چار دو نظرف کا کام ہر صورت مین داخل نقل ناجائز ہوگا خواہ کسی جانور کے درمیان بنا یا جاوے یا وہ بالکل داخل نقل ناجائز نہین ہوسکتا کیونکہ مین یہ مشکل خیال کر سکتا ہون کہ وہی چار دو نظرف ایک طرح کے وسط کے ساتھ جائز اور دوسری طرح کے وسط کے ساتھ ناجائز ہو۔

مگر قطع نظر اس اقبال اوسٹر میر کے بلحاظ تمام حالات مقدمہ کے مجکو تجویز کرنا چاہیئے کہ آیا کوئی نقل ایسی ہی جو خلاف ورزی نشان تجارت کی حد تک پہنچتی ہو اس بارہ مین شہادت ناقابل اطمینان بلکہ قریب قریب بیکار ہے فی الحقیقت وہ گواہ جو کچھہ بھی کار آمد ہی صرف کالبنان ہے جو خود زنگریز ہے اوسکا یہ بیان ہی کہ اسکو سے دہوکا ہوگا اور میرے نزدیک اوسکا یہ کہنا بالکل صحیح ہی کیونکہ مین یہ خیال نہین کر سکتا کہ کسی شخص کو ظاہری مشابہت مین یکسونی کے بوجہ محض لیبلون کے دہوکہ ہوسکتا ہی اولاً فرق درمیان ہاتھیون کے جیسا کہ مین کہہ چکا ہون بہت نمایان ہے ممکن نہین ہی کہ یہہ فرق کسی شخص کے خیال مین نہ آوے یا کسی شخص کی یہہ غلطی ہو کہ مدعا علیہ کا ہاتھی مدعیکا ہاتھی سمجھے پہر موٹا سفید خط چہار جانب لیبل مدعی کی خاص طور پر قابل تمیز ہے رنگ غالب لیبل مدعی میں سبز ہی اور لیبل مدعا علیہ مین سرخ - وہ موٹے خطوط مستقیم جو لیبل مدعا علیہ کے نیچے ہین جنمین الفاظ "اسکارلٹ آر" اور "ساختہ جرمنی" لکھے ہین نمایان طور پر خلاف اوس خط منحنی کے ہین جسمین "اسکارلٹ آر" لیبل مدعی مین ہے اور وہ جوڑی سپاری کو رنگ کی بیضادی شکل جو ہاتھی کے چار دو نظرف ہے اور جسپر ساخت کرنیوالے کا نام لیبل مدعی مین لیبل ہوا ہے اوس گول پٹی سے جو دو مقام پر کٹی ہوئی ہے اور اوپر سیاہ اور نیچے سفید ہے اور مدعا علیہ کے ہاتھی کے چار دو نظرف ہی بالکل مختلف ہے بجواب مدعیان کے نشان تجارت اور تمغہ کے جو دائرہ کے بیچ بیچ مین آگئے ہیں مدعا علیہ کے لیبل مین کوئی چیز نہین ہے مدعیان کے لیبل پر چھوٹے چھوٹے تمغہ چارون گوشون پر ہین مدعا علیہ کے لیبل مین اوسکا نشان تجارت کلان دائرہ مین اوپر کے گوشون لیبل مدعا علیہ مین ہے

[illegible] ایکسچوڑی سرخ پٹی ہے لیبل مدعا علیہ مین بہت قابل امتیاز [illegible] مدعیون کا
[illegible] ہاتہ کے نیچے دونون طرف لمبے پہلو نکاہوا ورد و تمغہ اور ایک [illegible] لیبل
[illegible] علاوہ برین مدعیان کے پیپہ پر سور افعا رنہدسی مین اور [illegible]
[illegible] صورت مین جو مدعا علیہ کے یکسون پر نہین ہین۔ ولکیجی نیدو کا
[illegible] غیر ممکن ہے مدعا علیہ کا لیبل ایک نقل نمالیتی یا خلاف ورزی کاٹرک

[illegible]

[illegible] نقل کی گئی ہی میری دانست مین مدعا علیہ نے ایسا
[illegible] مین بالکل مع ہاتہی کے نشان والے رنگ کی جگہ حاصل ہے اس بات کا
[illegible] کو حاصل تہا صورت بالکل گرگون ہوتی اگر مدعا علیہ کو
[illegible] حاصل ہو کہ ایسے رنگ لیتی کے
[illegible] اوسکو عام بیان تشبیہ کی نسبت بارہ
[illegible] نہین ہے کیونکہ مین کوئی ایسا نزاع [illegible] کا نہین دیکہا
[illegible] نقل کی گئی ہے میری یہ رائے نہین ہے کہ دونون لیبلوں
[illegible] حاصل ہو سکے۔

[illegible] میری تجویز نسبت امر دوم و سوم کے بعید نفی ہے
[illegible] ہون۔

[illegible]

[illegible] نالش ہذا ایک کمیشن ایجنٹ یا آڑہتیہ کر
[illegible] فریکفورٹ کے ہین مدعیان سنہ ۱۸۹۲ع سے بمبئی مین نیلا رنگ
[illegible] بازار بمبئی مین اس مال کو بڑی ناموری حاصل ہے مدعا علیہ نے انیلائن
[illegible] ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۲ع بازار بمبئی مین داخل کیا دونون لیبلون پر تصویر ہاتہی کی ہے

سنہ ۱۸۹۳ء

باڈیشی اینڈ کمپنی لمیٹڈ

بنام

ہرگوبند داس وغیرہ

اوسکی ہمکو شکایت نہین ہے چند مرتبہ پہلے کیلاڈ کمپنی انیلائین رنگ بمبئی مین ساتھ ایک لیبل (اگزبیٹ نمبر ۶) کی لاتی تہے جسمین ایک ہاتہی کی تصویر تہی لیکن ہمنے اوس لیبل کی نسبت اعتراض نہین کیا پس پہلا سوال جو پیدا ہوتا ہی وہ یہہ ہے کہ پرانا لیبل (اگزبیٹ نمبر ۶) کیون ترک کیا گیا اور نیا لیبل (اگزبیٹ ب) کیون اختیار کیا گیا وہ اس لیئے اختیار کیا گیا کہ مدعیان کا رنگ بازار بمبئی سے نکالدیا جاوے اور لیبل کی مدعیان کو شکایت ہے یہہ لیبل خریدار کو دہوکا دینے کے لئے اختیار کیا گیا ہی اور اوس سے خریدار کو دہوکہ ہونا قرین قیاس ہے جج عدالت ماتحت نے لیبل آے اور لیبل ب کی تشریح کی اور اونکے باہمی فرقون کی فہرست بنائی ہم یہہ عرض کرتے ہین کہ ایسے مقدمہ کی نسبت جیسا کہ یہہ ہی تجویز کرنیکا طریقہ نہین ہے ہمکو لیبل ب مین کسی خاص چیز کی شکایت نہین ہے ہمکو اوسکی شکایت بحیثیت مجموعی ہے اور ہم یہہ حجت کرتے ہین کہ بحیثیت مجموعی اوسکی مشابہت ایسی ہے جس سے دہوکا ہوتا ہی پارسنس صاحب جسٹس کے سامنے دونون لیبل تہے تب حاکم ممدوح نے اونکے فرق دریافت کیے خریدار بازار کو یہ موقع حاصل نہین ہوتا معیار یہی کہ آیا یہ دونون لیبل ایسے کافی طور پر مشابہ ہین کہ جس سے فروشندہ دغاباز ایسے خریدار کو جو مدعیان کا رنگ خریدا کرنا چاہتا ہے مدعا علیہ کا رنگ دیسکتا ہی مراسلت سے ظاہر ہوتا ہی کہ مقصد داخل کرنے لیبل ب کا بمبئی مین یہہ تہا کہ لیبل آے کی شہرت کا فایدہ اوٹہایا جاوے اور رنگ آے بازار سے نکالدیا جاوے اور جس مصور نے لیبل ب بنایا اوسکے روبرو لیبل آے موجود تہا ظاہر ہی کہ مقصد دہوکا دینے کا تہا اور یہ واقعہ شہادت قوی اس امر کا ہی کہ لیبل مذکور سے دہوکا ہوگا اثبات کی ضرورت نہین ہے کہ نیت دہوکا دینے کی ہو مقدمہ بیڈ ایسے کمپنی بنام تہیم ہرپ اینڈ کمپنی (۱) لیکن جسوقت نیت مذکور ثابت ہو تو مقدمہ قوی تہے ٹیلر بنام ٹیلر (۲) ڈٹیلر بنام ویراسامی (۳) ورالی بنام فلیمینگ (۴) دوتہراجہون بنام کری (۵) وجانسٹین بنام آرلیونگ (۶) واباٹ بنام بیکرس اینڈ کنفکشنرس ٹی الیسوسی ایشن (۷) وہیو بالفور کمپنی بنام کلیرن کمپنی (۸)

لینگ (ایڈوکیٹ جنرل) وانوریبل منیجانب سپانڈنٹ (مدعا علیہ) ہماری یہ کوشش جائز ہے کہ بذریعہ داخل کرنے ارزان تر رنگ کے مدعیان کے مال کو بازار سے نکالدین۔ رسالہ سبیس ہین صاحب متعلق نشانات تجارت (طبع سوم صفحہ ۱۴۲) ہم یہہ کہتے ہین کہ معمولی خریدار کو جو معمولی ہوشیاری سے خریداری کرے دہوکا نہ ہوگا دونون لیبلون مین خاص تصویر ہاتہی کی ہے

---

(۱) ٹائمس رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۴۴۲

(۲) لا جنرل چانسری جلد ۲۳ صفحہ ۲۲۵۔

(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۶ صفحہ ۱۰۸

(۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۱۴۱ لغایت صفحہ ۴۴۲۔

(۵) لا رپورٹ ہوس آف لارڈس جلد ۵ صفحہ ۵۰۸۔

(۶) مقدمات اپیل جلد ۷ صفحہ ۲۱۹ لغایت صفحہ ۲۲۳

(۷) ویکلی نوٹس بابت ۱۸۷۱ء صفحہ ۳۱۔

(۸) رپورٹ ایڈ صاحب جلد ۱ صفحہ ۲۷۰۔

بادیشی انیلین ڈ سوڈ فیبرک بنام مانکجی دنشاہ پوتی کاٹرک

مگر مدعاعلیہ کے لیبل کا ہاتھی مدعیان کے لیبل کے ہاتھی سے بالکل مختلف ہے مدعیان مانتے ہین کہ وہ صریح طور پر تنہا استحقاق کا نسبت ہاتھی کے دعوی نہین کر سکتے مگر مدعیان غیر صریح طور پر اس حق کے حاصل کرنیکی کوشش کرتے ہین فی الحقیقت ہاتھی کی ہی وجہ سے خریدار کی توجہ مائل ہوتی ہے اور اوسی کے ذریعہ سے وہ انتخاب مال کا کرتا ہے نیت اس امر کی کہ نشان تجارت کی نقل کیجاوے اہم نہین ہی - اولم بنام ریٹکلف (۱) - مگر مدعاعلیہ کی نیت یہ نہ تہی کہ مدعیان کے نشان کی نقل کرے مدعاعلیہ جو کچہہ چاہتا تہا وہ صرف یہ تہا کہ ایسا لیبل ہو جسپر ہاتھی کی تصویر ہو اور اوسکا حق مدعاعلیہ کو حاصل تہا دلیل یہ ہے کہ بوجہ متعلقات کے وہ خاص تصویرین دونون لیبلون کی ایک دوسرے کی یکسان ہوجاتی ہین جو جدا گانہ طور پر بالکل مختلف ہین لیکن جب خاص تصویر مختلف ہی تو یہ حجت کیونکر ہوسکتی ہے کہ کل مشابہ ہے ہم یہہ کہتے ہین کہ نہ صرف ہاتھی مختلف ہے بلکہ اُسکے چار دنطرف جو چیزین ہین وہ بہی مختلف ہین کوئی شہادت دہوکے کی نہین ہی جو کچہہ شہادت کہ ہی وہ تعلق دلالون کی شہادت سے یعنی دلالون یا دیگر اشخاص کی جو یہہ چاہتے ہین کہ مدعیان کے مال کی فروخت کی ترقی ہو -

میکفرسن نے جواب دیا - اس بات کے ثابت کرنیکی ضرورت نہین ہی کہ دہوکا ہوا یہ کافی ہی کہ دہوکے کا ہونا قرین قیاس ہے مدعاعلیہ نے اپنے پہلے لیبل کی جگہ جسمین بہی ایک ہاتھی تہا لیبل ب کیون قائم کیا بمعاملہ نشان تجارت ورتہنگٹن وکمپنی (۲) وسول سروس سپلائی الیسوسی ایشن بنام ڈین (۳) ہمکو نسبت ہاتھی کے یا ان چیزونکی جو اُسکے چار دنطرف ہین اعتراض نہین ہی ہمارا اعتراض نسبت ٹکٹ کے بحیثیت مجموعی ہی اگر مدعاعلیہ ہاتھی کی تصویر چہوڑ دے تو وہ چار دنطرف کی چیزین رکہہ سکتا ہی یا وہ چار دنطرف کی چیزین چہوڑ دے اور ہاتھی کو رہنے دے ہمکو اسبات کی کچہہ پرواہ نہین ہی کہ وہ دونو مین سے کسکو چہوڑ دے ہمکو اعتراض نسبت مشابہت ہیئت عام کے ہے -

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس :- مدعیان ساخت کرنیوالے انیلائین رنگون کے ملک جرمنی مین ہین اور من ابتدائے ۱۸۸۲ء وہ اُن رنگون کو اس ملک مین چہوٹے ٹین کے بکسون مین جنپر رنگین روغن دار کاغذ لپٹا ہوتا ہے جسپر لیبل منقش ہوتے ہیں لاتے ہین جملہ گواہون کی شہادت کے بموجب مدعیان کے ارغوانی رنگ کی خرید و فروخت کرنیوالون مین بہت شہرت ہوگئی تہی اور اُسوقت تک نکی کوئی بہت بکری ہی جب شروع ۱۸۹۲ء مین مدعاعلیہ نے رنگ ارغوانی ساخت کیسلا دکمپنی واقع جرمنی اوسیقدر کے بکسون مین ساتہ ویسے ہی اوپر کے کاغذ اور لیبلون کے لانا شروع کیا

(۱) رپورٹ ایچ دایم جلد ا صفحہ ۲۵۹ -

(۲) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۴ صفحہ ۸ -

(۳) " " " ۱۳ " ۵۱۲ -

۱۸۹۳ء

بائرجی ایلین سوڈا فیبرک بنام مانکجی شاپورجی کاٹرک

جنکی نسبت مدعیان کو شکایت ہے کہ وہ نمائشی نقل انکے خاص اور بڑے کاغذون اور لیبل کی ہین اور اُنسے مدعیان کی تجارت مین ضرر کا احتمال ہے ۔

مدعیان کی لیبل (اگزبیٹ آے) مین خاص چیز تصویر ایک ہاتھی کی ہی لیکن یہ امر مسلّم ہی کہ باختلاف حالتون اور اختلاف لوازمات کی یہ تصویر اُن تمام لیبلون مین ہی جو دیگر آرندگان ان رنگونکے استعمال کرتے ہین فی الاصل اس امر مین نزاع نہین ہی کہ یہ تمام رنگ جو ملک مین لائے جاتے ہین عام طور پر ہاتھی کے نشان والے رنگ مشہور ہین ۔

شروع مین اس امر کا بیان کر دینا قرین آسائش ہوگا کہ مدعیان (قطع نظر اسکے کہ اُنکے سالیسٹران کی پہلی چھٹھی سی کچھہ ہی ظاہر ہوتا ہو) دعوی تنہا استعمال تصویر ہاتھی کا اپنے لیبلون پر نہین کرتے نہ مدعیانکا اسبات پر استدلال ہے کہ انکا مال بازار مین کسی ایسے نام یا شناخت یا نشان سی مشہور ہے جسکو کسی چیز سے جو انکے لیبل مین ہے تعلق ہو کہ جس سے مدعیان کیوجہ شکایت داخل فیصلجات مقدمہ بادلے گلین فیلڈ (وتہر اسپون بنام گری) (۱) یا مشہور مقدمہ ہاتھی جانسٹن بنام اینگ (۲) کے ہو مدعیانکا بیان یہ ہی کہ صورت عام یا شکل لیبل کی جو مجموعہ ہاتھی اور اُسکے لوازمات اور چار ونطرف کی چیزون وغیرہ سی پیدا ہوتی ہی ایک اہم چیز اونکی ہی اور مدعاعلیہ کا لیبل اس بارہ مین ایک نمائشی نقل مدعیان کی لیبل کی ہے اور اِس سے اس امر کا احتمال ہے کہ خریداران رنگ ارغوانی مدعاعلیہ دہوکے سے یہ خیال کرین کہ وہ درحقیقت مدعیانکا مال خرید رہے ہین ۔

وہ اصول جنکی بنا پر عدالت اس قسم کے مقدمات مین دادرسی عطا کرتی ہی حکام ذی علم عدالتہائے ایکوٹی انگلستان نے اکثر بیان فرمائے ہین اور میرے نزدیک میرے لئے شاید اس سی بہتر دوسرا طریقہ نہو گا کہ تجویزات لارڈ کنگسڈون صاحب بمقدمہ لیدر کلاتہہ کمپنی بنام امریکن لیدر کلاتہہ کمپنی (۳) و لارڈ لینگڈیل صاحب پیری بنام ٹرفٹ (۴) کا حوالہ دون جنکو لارڈ بلیکبرن صاحب نے بوقت صدور تجویز مقدمہ جانسٹن بنام آریونگ بطور رہنما وہی صحیح کے قبول کیا تہا لارڈ کنگسڈون صاحب نے مقدمہ اول الذکر مین یہہ فرمایا ہی "قاعدہ اصلی یہ ہی کہ کسی شخص کو یہ حق نہین ہی کہ اپنے مال کو واسطے فروخت کے بطور مال تاجر رقیب کے پیش کرے" لارڈ لینگڈیل صاحب نے یہ فرمایا ہی "کہ کسی شخص کو اجازت اس امر کی نہین دیجا سکتی کہ ایسے نام و نشانات وحروف و دیگر علامات استعمال کرے جنسے وہ خریداران کو اس بات کے باور کرنے کی طرف مائل کرے کہ وہ مال جو وہ فروخت کرتا ہے ساختہ دوسرے شخص کا ہے"

(۱) رپورٹ ہاؤس آف لارڈس جلد ۵ صفحہ ۵۰۸ ۔

(۲) مقدمات اپیل جلد ۲ صفحہ ۲۱۹ بصفحہ ۲۲۳ ۔

(۳) مقدمات ہاؤس آف لارڈس جلد ۱۱ صفحہ ۵۳۸ ۔

(۴) رپورٹ بیون صاحب جلد ۶ صفحہ ۶۶ ۔

اور آگے بڑھ کر سلسلہ تجویز اس امر کے کہ آیا مدعا علیہ نے حقوق مدعیان کی خلاف ورزی کی ہی یا نہین لارڈ صاحب موصوف نے یہہ فرمایا ہی "یہہ امر اس سوال پر منحصر ہی کہ کس حد تک نشان تجارت مدعا علیہ ایسا مشابہہ نشان تجارت مدعی سے ہی کہ یہہ امر قرین قیاس ہے کہ بے احتیاط خریدار دہوکا کہا ہو۔

ان تین ڈبیلسون کو ملاحظہ کرکے جنمین فریقین اپنے اپنے رنگ بند کرتے ہین ہمکو دریافت ہوتا ہی کہ اونکا قد و شکل یکسان ہین اور وہ سرخ روغندار کاغذ مین لپٹے ہوئے ہین جنکی پشت پر بڑا آر سنہرا لکہا ہوا ہے اور سر و زیر گول ٹکٹ لگے ہین اور مدعیان کے لیبلون مین سفید زمین پر جو نیچے کا حصہ ایک مدور پٹی کا چارون طرف ہاتہی کے ہی لفظ "اسکارلٹ" (ارغوانی) بر رنگ سرخ مع ایک یا دو یا تین آر کے لکہا ہی اور مدعا علیہ کے لیبل مین لفظ و حروف اسکارلٹ آر ویسے ہی ہین لیکن ایک مستقیم سفید پٹی پر نیچے تصویر ہاتہی کے جسپر سرخ جہول بہ نسبت جہول کے مدعیان کی زیادہ تر ہلکے رنگ کی ہے دونون مین ہاتہی ایک منحنی پٹی کے اندر ہی جو مدعیان کے لیبل مین مدور ہی اور مدعا علیہ کے لیبل مین بیضاوی ہے اور دونون مین پٹی منحنی کے اندر ہاتہی کے چارونطرف چہوٹے چہوٹے تمغون کی تصویرین ہین جو لیبلون کے گوشون مین بنائی گئی ہین اور ہاتہی کے ہر دو طرف ترتیب سے قائم کی گئی ہین مدعیان کے بکس کی چارونطرف ایک پتلی نیلگون پٹی ہے جو مدعا علیہ کے لیبل مین نہین ہی جسکی زمین ہاتہی کی تصویر کے باہر سب جگہ سرخ ہے دونون مین ایک مربع لیبل بکس کے ہر دو سرون پر ہے۔

عام اثر دونون لیبلون مین سے کسی لیبل کیطرف دیکہنے سے بلا جزئیات پر غور کرنیکے بلا شبہہ یہہ ہوتا ہے کہ ایک ہاتہی کی تصویر ایک منحنی پٹی کے وسط مین ہے جسکے چارونطرف چہوٹے چہوٹے تمغے ہین اور ہاتہی کے نیچے سفید پٹی ہے جسپر لفظ "اسکارلٹ" سرخ رنگ سے لکہا ہوا ہے اور دعوے مدعیان کا جس طور پر کہ اونکے کارندہ مسٹر اوسٹر میر نے اور مدعیان کے خاص گواہ مسٹر برینڈن برگ نے جسکو تجارت کا بہت تجربہ ہوا ہے بیان کیا ہے یہہ ہے کہ خریدار کی نظر یکسانیت عام اثر پر پڑے گی یعنی مجموعہ تصویر ہاتہی اور اوس کے لوازمات اور اشیاے گردو پیش پر اور وہ اونکے اختلافات متعلق جزئیات پر لحاظ نہ کریگا۔ حاکم ڈویژن کورٹ نے اس راے کو پسند نہین کیا اونکی یہہ راے ہوئی کہ

۱۸۹۳ء

باڈیچی ایلین و سوتو افیبرک بنام انگی نن یوجی کا ٹرک

بلحاظ اُن باتون کی جنمین فرق ہی کسی شخص کو محض بوجہ لیبلون کے ظاہرا مشابہت لکسون سے دہوکا نہوگا بجلو مشکل سے شبہہ ہے کہ بصورت دلالان بمبئی کے یہ صورت ہوگی جنکی نسبت بیان کیا گیا ہی کہ وہ تیز قسم کے لوگ ہین اور قرین قیاس ہی کہ وہ لیبلون کو بلحاظ جزئیات کی دیکھینگے اور اُنکے باہمی فرق کو دریافت کرینگے لیکن اس قسم کے مقدمہ مین جیسا کہ یہہ ہی سوال یہہ نہین ہی کہ بمبئی کے دلالون یا دوکانداروں پر کیا اثر ہوگا بلکہ یہہ کہ بہ احتیاط یا دیا جیسا کہ لارڈ چلیمسفورڈ صاحب نے بمقدمہ دو تھر اسپون بنام کری نامزد کیا ہی کہ خبر خریداران پر جو خصوص مفصل مین پائے جاتے ہین لیبلون کا کیا اثر ہونا قرین قیاس ہے اگر اوس قسم کے لوگ خواہ اوپر ملک کی خوردہ فروشون یا رنگریزون کا اسطور پر دہوکا کہانا قرین قیاس ہے تو ظاہر ہے کہ دلالون اور تہوک فروشون کو بڑا موقع حاصل ہوگا کہ بازار مین فروخت رنگ ارغوانی مدعا علیہ کو بنقصان فروخت رنگ مدعیان کے ترقی دین اور اس طرح نگاہ سے جسکو میرے نزدیک حاکم ڈویژن کورٹ نے نظرانداز کیا ہی بجنسہ اس امر کو دیکھنا چاہیئے کہ آیا مشابہت نمائشی ہی یا نہین۔

اسکی نسبت میری رائے مین شہادت دلالان دوکانداران بمبئی کو کچھہ تعلق حاصل نہین ہی بجز اسکے کہ جہانتک اوس سے طریقہ کاروبار کا بمبئی مین ظاہر ہوتا ہے اور بلحاظ اُسکے کچھہ شک نہین ہو سکتا کہ تجارت مین لیبلون کو ایک وقعت جداگانہ حاصل ہی اور دلالون اور بڑے دوکانداروں کو عظیم موقع اسبات کا ضرور حاصل ہوگا کہ اوپر کی ملک کے بیوپاریون اور بذریعہ اُنکے اوپر کی ملک کے چھوٹے چھوٹے خریدارون اور رنگریزون کو اس امر کی ترغیب دین کہ وہ اُس نشان کی مال کو قبول کرین جسکو وہ بازار مین ترقی دینا چاہین پس عدالت کو بعد مقابلہ لیبلون کی یہہ کہنا ہی کہ آیا یہہ امر قرین قیاس ہے یا نہین کہ اُن اقسام کی اشخاص کو جنکا مین نے ذکر کیا ہی دہوکا ہوگا۔

لیبلون کی بغور دیکھنے کی بعد میرے دل مین کچھہ شک نہین رہتا کہ توجہ اُن اقسام کے خریدارون کی عام اثر لیبل پر پڑیگی اور نسبت فرق جزئیات مثل رنگ قد و قامت ہاتھی و رنگ و شکل پٹی جنپر وہ لحاظ کر سکین گے دکیونکہ یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ یہ نہ پڑہ سکین گے کہ تمغہ پر کیا لکھا ہے اور عاقلانہ طور پر باہم اُنکے فرق نہ کر سکین گے) غالباً اونکا خیال یہہ ہوگا کہ یہہ فرق خود مدعیان نے اپنے ہی اغراض کے لیئے کیئے ہین

۱۸۹۳ء
بادشمجی نسین وسوڈا فنبرک بنام مانک جی نا پوجی کاوک

جیساکہ لارڈ سیلبورن صاحب نے بمقدمہ جانسٹن بنام آربونیک (۱) بوضاحت بیان کیا ہی یا بعبارت دیگر خریداران بذکور باوجود ایسے فرقون کی لیبلونکو نشان مال مدعیان تصور کرینگے اس نتیجہ کا اخذ کرنین یہہ بات غیر ممکن ہی کہ طریق عمل ان دونون اشخاص یعنی مدعاعلیہ و کیسیلا و کمپنی اور اُنکے خط وکتابت باہمی آغاز ۱۸۹۲ء کا جو متعلق داخل کرنی کیسیلا و کمپنی کی زرد رغوانی کی بمبئی مین ہی دل پر اثر نہو۔ اور یہ ایسی قسم کی شہادت ہے جسکو لارڈ بلیکبرن صاحب نے بمقدمہ جانسٹن بنام اربونیک بہت با وقعت واسطے ثبوت اس امر کی قرار دیا کہ اس مشابہت سے دہوکا ہونا قرین قیاس ہے کیسیلا و کمپنی جرمنی مین ایک ہاتہی کی لیبل کی رجسٹری کرا چکے ہین اور جرمنی و جاپان مین اوسکو استعمال کر چکے ہیں پس جب اُنہون نے ارادہ کیا کہ ایسے رنگ ارغوانی کو بازار ہند مین بہیجین تو انہون نے اوس لیبل کو کیون استعمال نہین کیا شہادت سے یہہ بہی پایا جاتا ہے کہ ابتداءً اونہون نے لیبل اگزبیٹ نمبر ۶ کو بطور لیبل ہاتہی کی استعمال کیا تہا سوال یہہ ہی کہ وہ اوسکو کیون استعمال نہین کرتے رہے اور بجائے اُسکے اُنہون نے کیون مدعیان کا لیبل (اگزبیٹ آے) اپنے مصور کی سامنے بغرض طیار کرانی اگزبیٹ (ب) کی رکہا نامبردگان کا بیان یہہ ہی کہ ہم نے اپنے مصور کو یہہ ہدایت کی تہی کہ ہمارا لیبل اس طرح کا طیار کرے کہ اوسکا کوئی جزو نقل لیبل مدعیان کی نہ سمجہی جاوے لیکن یہ نتیجہ کیونکر پیدا ہوا کہ درحالیکہ کوئی حصہ اُن چیزون کا جو لیبل پر بنی ہین دونون مین بہمہ جہت یکسان نہین ہے مشابہت عام دونون لیبلون مین اس درجہ نمایان ہے اگر نیت اصلی نامبردگان کی یہ تہی کہ نقل ظاہری نہو اس امر مین شبہہ نہین ہو سکتا کہ مدعاعلیہ و کیسیلا و کمپنی دونون طیاری لیبل کو سب سے زیادہ اہم امر سمجہتے ہین اپنی چہٹی مورخہ ۲۱- اپریل سنہ حال مین کیسیلا و کمپنی مین مدعاعلیہ اپنی بشاشت نسبت لیبل کے ظاہر کرتا ہے اور لکہتا ہے "ہمکو امید قوی ہے کہ اگر آپ ازادانہ طور پر اس ٹکٹ کو استعمال کرتے رہین تو اُسکی مدد سے ہم سوڈا فیبرک کے ارغوانی رنگ کو بازار سے خارج کردینگے اور اُسی کے خوف سے انہون نے یہ تدبیر کی ہی کہ آپکی جانب سے استعمال ٹکٹ مذکور کا مسدود کرادین" اپنے اظہار مین مدعاعلیہ نے بلاشبہہ توضیح کی ہی کہ اُسنے اُس وقت تک اگزبیٹ اے نہ دیکہی تہی اور × × × × × × × ×
اُسکا مطلب صرف ہاتہی کی طرف اشارہ کرنیکا تہا یہ بات قریب قریب نا ممکن ہی کہ اس بیان مدعاعلیہ کو یقین کیا جاوے کیونکہ وہ اُس مقابلہ مین جو عین قریب زمانہ مین باہم ہر دو ساخت کنندگان رنگ کے ہونے والا تہا بہت جی لگاتا تہا مگر بہر آئینہ مدعاعلیہ کو تسلیم ہے کہ جو لیبل اسکو معلوم ہوگیا تہا کہ مدعیان کا چہاپا گیا ہے اور جب مدعاعلیہ کو معلوم تہا جیسا کہ اُسکو ضرور معلوم ہوگا اکثر باہر سے رنگ لانیوالے لیبلون مین تصویر ہاتہی مشترک سے ہے تو اُسکی بشاشت کی وجہ نسبت لیبل کیسیلا و کمپنی کے معقول طور پر

(۱) مقدمات اپیل جلد ۷ صفحہ ۲۱۹

سنہ ۱۸۹۳ع
بادیبی انیلائن وسوڈا فیبرک بنام نانک جی شاپور جی کا ٹرک

صرف اس یقین مدعا علیہ سے ہوسکتی ہے کہ لیبل مذکور سے بوجہ اُسکی مشابہت عام کے ساتھہ لیبل مدعیان کے نہایت عمدہ مدد مدعیان کے رنگ ارغوانی کے خارج کرنے اور مدعا علیہ کے رنگ کے داخل کرنے میں ملیگی۔

ان وجوہ سے مین نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مدعیان نے قابل اطمینان طور پر ثابت کیا ہے کہ مدعا علیہ کے لیبل سے بے خبر خریداروں کا دہو کا کہانا قرین قیاس ہے جو باعث مضرت مدعیان ہے اور مدعیان مستحق اُس حکمنامہ امتناعی کے ہین جسکی وہ استدعا کرتے ہین پس ضرور ہے کہ ڈگری مذکور منسوخ کیجائے اور ڈگری بالفاظ عرضید عوائے صادر کیجاوے ریسپانڈنٹ اپنا خرچہ عدالت ہذا و عدالت ماتحت کا پاویگا۔

سٹارلنگ صاحب جٹس۔ مدعیان مقدمہ ہذا یعنی بادیبی انیلائن وسوڈا فیبرک مستدعی استقرار اس امر کے ہین کہ مدعا علیہ کا لیبل (اگزبیٹ بی) ایک ظاہری نقل لیبل مدعیان (اگزبیٹ اے) کی ہے اور اسبات کے مستدعی ہین کہ مدعا علیہ بذریعہ حکمنامہ امتناعی ایسی پیکٹ انیلائن اسکارلٹ کے فروخت کرنے سے روکا جاوے جنپر اگزبیٹ بی لگا ہوا ہو۔

مدعا علیہ ایک پارسی باشندہ بمبئی ہے جو من ابتدائے جنوری سنہ ۱۸۹۲ع انیلائن رنگ ارغوانی ساختہ کسیلا وکمپنی فرینکفورٹ بمبئی مین لاتا رہا ہے اور جن پیکٹون مین یہ رنگ ہوتا ہے لیبل بی لگا ہوتا ہے۔

شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدعیان سنہ ۱۸۸۲ع سے برابر انیلائن رنگ ارغوانی ایسی پیکٹون مین جنکے باہر لیبل اگزبیٹ بی لگا ہوتا ہے بمبئی مین لاتے اور فروخت کرتے رہتے ہین جو رنگ اسطور پر پایا جاتا ہے اُسکی قدر ہوتی ہے اور اُسکی بکری مین ترقی رہی ہے اُسوقت سے تین اور ہاتہی کے ٹکٹ (اگزبیٹ نمبر ۱۰ و ۱۲ و ۶) علاوہ اگزبیٹ بی کے بمبئی مین متعلق انیلائن رنگ ارغوانی کے لائے گئے ہین لیکن بمقدار قلیل اور اُنکی نسبت کسی نہج پر یہ نہین کہا جاسکتا کہ وہ نقول ہاتہی مدعیان کے ٹکٹ کی ہین اگزبیٹ نمبر ۶۔ ایک ٹکٹ کسیلا وکمپنی کا تہا اور یہ وہ اشخاص ہین جنکو فی الواقع نتیجہ نالش ہذا سے تعلق ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بعد کچہہ زمانہ کے نامبردگان نے استعمال اُس ٹکٹ کا قطعاً بند کردیا امکاناً اسوجہ سے کہ اُنہون نے یہ دریافت کیا کہ بازار مین اُسکی قدر نہین ہوتی اسطور سے سنہ ۱۸۹۲ع تک کوئی لیبل انیلائن رنگ ارغوانی پر لگا ہوا ایسا نہ تہا جو کچہ مشابہ لیبل مدعیان کے ہو یا جسکی نسبت یہ بات قرین قیاس ہو کہ اُس سے دہوکا لیبل مدعیان کا ہوگا سنہ ۱۸۹۲ع مین یا کچہ زمانہ قبل آغاز سنہ مذکور کسیلا وکمپنی نے لیبل (ب) مرتب کرایا

سنہ ۱۸۹۳ء

بادیشی انیلائن وسوڈا فیبرک بنام مانکجی شاہ پورجی کاڑک

اور جن حالات مین وہ ترتیب دیا گیا تہا نامبردگان کی چٹہی مورخہ یکم دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء موسومہ مدعاعلیہ مین بیان کئے گئے ہین (۱) اور اس چٹہی مین نامبردگان نے یہ لکہا ہے "ہم نے مدعیان کا لیبل قبل اُسکے دیکہا تہا کہ ہمنے اپنا لیبل جرمنی مین سنہ ۱۸۹۲ء مین رجسٹری کرایا اور چونکہ ہمارے مصور نے لیبل مذکور کو بیشتر سے دیکہہ لیا تہا لہذا ہم نے اُسوقت خاص ہدایت کی تہی کہ نقشہ اسطور سے بنایا جاوے کہ اُسکا کوئی جزو نقل لیبل مدعیان کی تصور نہو سکے" اب یہ بات بالکل ممکن ہے کہ ایک لیبل جسکا کوئی حصہ نقل دوسرے لیبل کی نہو ایک نقل ظاہری اُس دوسرے لیبل کی ہو اور بلحاظ صورت عام کے ایسا مشابہ اُسکے ہو کہ یہ امر قرین قیاس ہو کہ اُس سے خریدارون کو دہوکا ہوگا یہی صورت مقدمہ اربوتہنٹ (۲) مین تہی اور میرے نزدیک ممکن ہے کہ خاص ہدایت کیسلا وکمپنی کے ساتہہ یہ ہدایت ہی رہی ہو اور غالباً تہی کہ اسکا لیبل ایسا بنایا جاوے کہ اُسکی عام صورت لیبل مدعیان کی سی ہو۔ یہہ لیبل کس غرض سے تیار کرائے گئے تہے مدعاعلیہ کا بیان ہے کہ وہ کیسلا وکمپنی کے پاس بمقام فرنکفورٹ اس غرض سے گیا تہا کہ ان سے تہا استحقاق فروخت میگنٹا رنگ کا حاصل کرے۔ مدعاعلیہ یہ حق حاصل نکر سکا کیونکہ ہ حق مذکور کسی دوسرے شخص کو دیچکے تہے لیکن نامبردگان نے ٹین کے بکس اسکارلٹ رنگ کے لیبل لگا ہوا تہا دکہلائی اور اُس سے یہ درخواست کی کہ وہ بمبئی مین اُنکے فروخت مین مدد کرے ... لیبل اسی غرض صریح کے لئے طیار کرایا گیا تہا کہ رنگ ارغوانی کے ان ٹین کے بکسون پر لگایا جاوے جو بمبئی مین واسطے فروخت کے بہیجے جاوین جہان اُنکے پہلے ہاتہی کے لیبل (نمبر ۲) کی قدر ... ہو چکی تہی۔ اس ٹکٹ کے استعمال کی نسبت مدعاعلیہ کا جو خیال تہا وہ اُسکی چٹہی مورخہ ۲۔ اپریل سنہ ۱۸۹۳ء موسومہ کیسلا وکمپنی سے ظاہر ہوتا ہے "ہمکو قوی امید ہے کہ اگر آپ اس ٹکٹ کو لگاتار استعمال کر سکین تو تہوڑی مدت سے ہم سوڈا فیبرک کے رنگ ارغوانی کو بازار سے نکال دینگے × × × رہا آپکا یہ ایما کہ بجائے لیبل ہاتہی کے دوسرا لیبل منتخب کیا جاوے اُسکی نسبت گذارش یہ ہے کہ ہر ایک نئے لیبل کے بازار مین داخل کرنے مین بہت زمانہ صرف ہوگا اور اور دقت غیر ضروری پیدا ہوگی" اگر یہ بالکل غیر مشابہ لیبل کے ہوتا اور یہ قرین قیاس تہا کہ اُس سے دہوکا نہ ہوگا تو ٹکٹ بہی ایک نیا ٹکٹ ہوتا اور اُسکے بازار مین داخل کرنے مین بہت زمانہ صرف ہوتا اور فرق مابین استعمال اس کے اور کسی دوسرے ٹکٹ کے صرف یہ ہو سکتا تہا کہ یہ ایسا مشابہ کسی دوسرے ایسے ٹکٹ کے ہے کہ جسکو بازار مین قدر حاصل ہو چکی ہے کہ یہ بات ممکن ہو کہ یہ چپکے سے بازار مین داخل کر دیا جاوے اور دوسرے ٹکٹ کے شہرت کا فائدہ حاصل کیا جاوے بازار مین جو ٹکٹ اُس وقت مشابہ اسی کے تہا۔

(۱) دیکہو صفحہ قبل ۵۸۷ (۲) تقدمات اپیل جلد ۷ صفحہ ۲۱۹

[redacted]

سنہ ۱۸۹۳ع
بادرسی ابلین وسوڈا فیکٹری بنام کالبھی نتھا و پرچا

وہ صرف ٹکٹ مدعیان کا تہا میرے نزدیک ایسی شہادت سے جو نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے وہ محض یہ ہے کہ کیلاڈ کمپنی نے ٹکٹ بلی اس غرض سے مرتب کرایا تہا کہ بمبئی مین نیا زنگ ارغوانی مدعیان کا رنگ کرکے فروخت کرین اور چونکہ مدعا علیہ کی یہ رائے تہی کہ ایسا کرنا ممکن ہے لہذا اُسنے اس غرض مذکور لیا ایسی صورت مین عدالت بلا تحقیقات مزید مدعا علیہ کو رد کرے گی دیکھو مقدمہ بنام ایونس (۱)

علاوہ برین خلاف مدعا علیہ کے خود اُسی کا طریق عمل گواہ ہے اور میرے نزدیک اُسکا یہ عمل ایسا ہے جس سے اُسکا اقبال یہ ثابت ہوتا ہے کہ مشابہت باہمی ٹکٹون سے دہوکا ہونا اغلب قیاس ہے دیکھو تجویز لارڈ بنبری صاحب مقدمات اپیل جلد ۷ صفحہ ۲۳ (۲) اب رہی صرف [illegible] کی یہ بالکل صحیح ہے [illegible] کا نقل [illegible] کا نہین ہے اور کوئی شخص [illegible] [illegible] مقابلہ کرکے [illegible] نہین [illegible] لیکن [illegible] پر نہین دیکھتے [illegible] بات کو دیکھتے ہین [illegible] صورت عام [illegible] کہ عدالت استعمال کسی [illegible] جو کچہ ضروری ہے وہ صرف [illegible] ایسا [illegible] قرین قیاس ہے کہ خریدار خیال کرینگے کہ [illegible] مین جو شاہی استعمال لیبل مدعا علیہ کا ہے (دیکھو مقدمہ [illegible]) [illegible] لیبلون کا [illegible] اور وہ فرق جو اول مرتبہ دیکھنے سے آنکہہ کو [illegible] سے [illegible] ہاتہی کی ہے لیکن مجکو بہت شبہہ ہے کہ آیا معمولی خریدار معمولی [illegible] اسپر لحاظ کریگا [illegible] تو اُسکو یہ یاد رہیگا کہ مدعیان کے لیبل مین جو اُسنے پہلے دیکھا تہا جدول تہی یا نہین اور اگر [illegible] یاد رہیگا تو میری دانست مین سب سے زیادہ قرین قیاس امر یہ ہے کہ وہ اُسکی وجہ یہ [illegible] کہ خود مدعیان نے کچھ تغیر و تبدیل کیا ہے (دیکھو تجویز مقدمہ آر ایلونگ) نظر بہ جملہ حالات بہ لحاظ اسی خاص [illegible] کے نسبت لیبلون کے اور بہ لحاظ ان ہاتہی کے [illegible] سے آ [illegible] اسے دبلی کے جو بازار مین رائج تہے اور بلحاظ طریق عمل مدعا علیہ کے مین نے [illegible] اخذ کیا ہے کہ مدعا علیہ کے لیبل کی قرین قیاس ہے کہ خریدار کو یہ یقین ہو کہ مال مدعا علیہ کا مدعیان کا ہے

(۱) لا رپورٹ اکوٹی جلد ۱۰ صفحہ ۱۳
(۲) اپیل مقدمات جلد ۷ صفحہ ۲۱۹

۱۸۹۳ء — بادیجی نسرابن ورسرا اپلینٹ بنام مانٹ جی تاپو جی کاٹرک

بہلی طریق عمل کسیلا کمپنی و مدعا علیہ کے مین نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اپیل مذکو ر بغرض مذکور داخل کیا گیا تہا اسقدر واسطے فیصلہ مقدمہ ہذا کے کافی ہے اور میری یہہ رائے ہے کہ ڈگری پارسنس صاحب جج منسوخ ہونی چاہیئے اور ڈگری بحق مدعیان صادر ہونی چاہیئے ۔

نسبت ایک دلیل کے منجملہ اُن دلائل کے جو منجانب مدعا علیہ پیش کیگئی تہین مین یہ اور لکہہ سکتا ہون کہ میرے نزدیک عملاً سیّی کے واسطے یہ امر غیر ممکن تہا کہ خریداروں سے فی الواقع دہوکہ کہانیکی شہادت حاصل کرسکتا اول مال کسیلا محمولہ جہاز صرف آخر جنوری ۱۸۹۲ء مین روانہ ہوا اور شروع مارچ مین مدعیان نے نسبت استعمال ٹکٹ کسیلا کے مزاحمت اور اعتراض شروع کردیا تہا اور شروع جولائی مین یہ نالش دائر کیگئی اور بعد مزاحمت مدعیان کے مدعا علیہ کے لئے یہ بات قریب قریب غیر ممکن تہی اور بالتحقیق انکے مقدمہ مین نہایت مضر ہوتی کہ وہ اس بات کی کوشش کرتا کہ کسیلا کے مال کو بطور مال مدعیان فروخت کرے اگر مدعا علیہ ایسا کرنیمین کامیاب ہوتا تو وہ اپنے فریق ثانیون کے لئے نہایت قوی شہادت فراہم کردیتا ۔

ڈگری منسوخ ہوئی

اٹرنیان منجانب اپیلانتان ۔ مسٹران بین دگلبرٹ دسیانی ۔
اٹرنیان منجانب سپانڈنٹ ۔ مسٹران نیشن جی رستم جی دکولہا ۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس بیلی صاحب جسٹس

۱۸۹۳ء ۲۹ و ۳۰ مارچ و ۳-۴ اپریل

گوسوامی سری گردہر جی مہاراج سری گوبندرائے جی مہاراج تکیت مدعی **بنام**

مادہو داس پریم جی دگوسوامی سری گوبردہن لالجی گردہر جی مہاراج مدعا علیہما ﴿﴾

بت ۔ جائداد جو ایک بت کے نام وقف کیگئی ہو ۔ مالک معبد ۔ فعل یا نیت ۔ معزولی مالک اپنی حیثیت سے بوجہ ایک فعل یا ست کے جو باختیار غیر ہو ۔ تاثیر معمولی ۔ حق جائداد واقعہ بمبئی پر امین ۔ وصیت نامہ اختیار تقرری

بموجب اُس اختیار کے جو اُسکو بروئے وصیت نامہ اپنے شوہر کے حاصل تہا ایک عورت نامی کستور کو حق وقف کرنے ایک خاص مکان واقعہ بمبئی کا حاصل تہا نامبردہ ۱۸۷۳ء مین فوت ہوگئی اور بروئے اپنے وصیت کے مسماۃ مذکور نے مکان متنازعہ فیہ امناء اور اُسکے ورثا وغیرہ کو اس شرط پر وقف کیا کہ امانت مذکور مین اُسکا لگان معبد یا گدی سری ناتہہ جی کو ہمیشہ کے لئے ادا کیا جایا کرے اور اسپر صرف کیا جاوے جس نے

نالشن نمبر ۴۴۳ بابت ۱۸۹۱ء

۱۸۹۳ء

گوسوامی سری گرو ہرجی وغیرہ
بنام
مادہوداس جی گوکلجی وغیرہ

تاحیات حق رہنے کا اول منزل مکان مذکور مین بلاکسی کرایہ کے امنا اور اُنکے ورثاء کو دیدیا ہوا تہا۔ معبد سری ناتہہ جی بمقام نادوارا ریاست حضور مہاراجہ کودے پور مین واقع ہے اور وشنو فرقہ کے ہندو اشخاص اسکی بہت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے اور وہ بہت مالدار تہا۔ مدعی ۱۸۶۶ء تک مہاراجہ نادوارا کے مہاراجہ کی گدی پر متمکن رہا اور جائداد متعلقہ معبد مذکورہ کا انتظام کرتا رہا۔ مگر اُس سال مین ۱۸۶۵ء اعلی حکام کو دیپور نے عہدہ مذکور سے معزول کیا گیا اور نادوارا سے جلاوطن کیا گیا اور اُسکا بیٹا جو مدعا علیہ دوم تہا بجائے اُسکے گدی پر بیٹہایا گیا۔ اُسوقت سے مدعی کبہی واپس آنیکے لئے اجازت نہ دیا گیا اور نہ اُسکو معبد مذکور سے کوئی سروکار رہا۔ مدعا علیہ دوم (اسکا بیٹا) اپنی ممتازی کے دن سے عبادت کرتا رہا اور جائداد متعلقہ معبد کا انتظام کرتا رہا گو مدعی نے اس نالش مین تاحال ہونے جائز مالک اور قایممقام معبد کے دعوی کیا اور اسلئے جس مکان متنازعہ فیہ اور اُسکے منافعات کا مساۃ کستور کی وفات کے وقت سے مستحق ہے۔ مدعا علیہ اول ایک معتبر ان امنا کے تہا جنکا نام وصیت نامہ کستور مین درج تہا اور جبکو مکان مذکور امانت مین وقف کیا گیا تہا مدعی نے اپنے عرضیدعوے مین نیز یہ بحث کی کہ فقرہ وصیت نامہ کستور جو مذکورہ بالا امنا کو مکان مین بلا ادائے کرایہ رہنے کا حق دیتا تہا اس اختیار تقرری کے خلاف تہا جو مساۃ مذکور کو بروے وصیت اپنے شوہر کے دیا گیا تہا۔

مدعا علیہم نے اس امر سے انکار کیا کہ اپنے معزولی کے دن سے مدعی جائز مالک اور قایممقام معبد سری ناتہہ جی کا تہا انہون نے بحث کی کہ بوجہ معزولی اور نادوارا سے جلاوطن کئے جانیکے وہ لگانہائے کو معبد کے قیام مین صرف کرنیکا مستحق نہ تہا اور کہ اگر مکان مذکور اسکو دیا جاوے تو کستور کی وصیت کی امانتہائے شکست ہو جاوینگی۔ انہون نے بحث کی کہ مدعا علیہ دوم بلحاظ اپنے عہدہ کے لگانہائے کے وصول لینے کا مستحق تہا اور کہ نالش ہذا خارج ہونی چاہیئے۔

تجویز ہوئی کہ مدعی مکان مذکورہ کا مستحق تہا۔ مکان مذکور جو ازرا گدی کے نام وقف ہوا تہا بتاریخ وقف مدعی واقعی ویسا ہی اصلی حقدار قابض معبد اور اُسکی جائداد کا تہا اسکا گدی سے معزول کیا جانا ایک فعل ریاست غیر تہا اور اسکے حق نسبت جائداد واقعہ بمبئی پر موثر نہین ہوا۔ اگر مابعد وہ بطور مالک جائداد مذکور کے خیال کیا گیا ہے تو اُسنے بوجہ معزولی اپنا حق نسبت جائداد مذکور زائل نہین کر دیا۔ اور اگر وہ محض ایک امین تہا تو وہ اپنے عہدہ سے کسی حاکم مجاز سے معزول نہین کیا گیا۔

نیز تجویز ہوئی کہ بموجب وصیت کستور کے مدعا علیہ اول مکان متنازعہ فیہ کے اول منزل مین تاحیات خود بلا ادائی کرایہ کے رہنے کا مستحق تہا۔

اس نالش مین مدعی کا یہ بیان تہا کہ وہ مالک و قایممقام قانونی گدی سری ناتہہ جی واقع نانہہ دوارا کا قلمرو مہارانہ اودے پور مین ہے اور اس گدی کو ہندو یعنی اہل فرقہ ولشنو بہت مانتے ہین اور بحیثیت مذکور مدعی دعویدار ایک مکان واقعہ بمبئی کا تہا جو ۱۸۰۳ء مین بذریعہ وصیت نامہ واسطے گدی مذکور کے چہوڑا گیا تہا بخلاف اسکے مدعا علیہا کو جنمین سے مدعا علیہ نمبر ۲ پسر مدعی تہا) اس امر سے انکار تہا کہ مدعی اب مالک یا قایم مقام قانونی گدی مذکور کا تہا مدعا علیہا کا یہ بیان تہا کہ عہدہ داران ملکی اودے پور نے مدعی کو عہدہ مذکور سے ۱۸۷۶ء مین برطرف کرکے نانہہ دوارا سے نکال دیا تہا

سنہ ۱۸۹۳ء
گوسامی سری گردہرجی بنام ادہو داس پریم جی -

اور اسوجہ سے وہ مجاز انصرام خدمات عہدہ مذکورکا نہین رہا تہا اور بوقت اُسکے گدی سے اُتارے جانیکے اُسکا پسر (مدعا علیہ نمبر ۱) بجائے اُسکے گدی پر بٹہالا یا گیا تہا اور اسوقت سے اہتمام جائداد مندر کا کرتا ہے اور اب مدعی زر کرایہ کو گدی کے کام مین صرف نہین کرسکتا تہا اور اگر مکان مدعی کو دیا جائیگا تو اُس امانت کی جو بذریعہ وصیت مذکور قائم کیگئی ہے کلیتاً خلاف ورزی ہوگی - حالات مقدمہ حسب ذیل تہے -

ایک شخص مسمی بہان جی بہم جی متوطن بمبئی سنہ ۱۸۶۴ء مین فوت ہوا نامبردہ نے بذریعہ اپنے وصیت نامہ کے ایک خاص مکان واقعہ نارائن دہورو اسٹریٹ اپنی دو زوجگان کو اور انمین سے بعد وفات دوسری کے زندہ رہے اُسکو چہوڑا اور بعد وفات بیوہ باقیماندہ کے ایسے شخص یا اشخاص کو چہوڑا جنکو وہ مقرر کرے اور بحالت نہ مقرر کئے جانے ایسے شخص کے نامبردہ نے یہ ہدایت کی کہ مکان پر ورثا یا اوصیا یا مہتمان زوجہ باقیماندہ امانتاً اس غرض سے قابض رہین کہ زر کرایہ اسکا ہمیشہ صرف گدی سری ناتہہ جی مین خرچ کرین اور لگائین عبارت وصیت نامہ کی حسب ذیل تہی -

" مین اُس مکان سکونت کو جسمین اب مین رہتا ہون اور جو گوشہ نارائن دہورو اسٹریٹ مین جسکا دوسرا نام بہار بہائی محلہ ہے مانڈوی سڑک پر بہ نمبر ۱۳ تشخیص واقعہ ہے اپنی زوجگان مذکورہ داجی بائی وکستو رعرف ننہی بائی کو اور انمین سے جو اسکو بعد دوسری کے زندہ رہے تاحیات اُنکے دیتا اور ہبہ کرتا و وصیتاً چہوڑتا ہون اور یہ ہدایت کرتا ہون کہ میرے زوجگان مذکور یا انمین سے جو بعد دوسرے کے زندہ رہے مکان مذکور مین سکونت رکہے اور اُسکا کرایہ و منافع وصول کرے اور اسکو اپنے صرف و کام مین لاوے اور مین ہدایت کرتا ہون کہ وقت وفات زوجہ باقیماندہ سے منجملہ زوجگان مذکورہ کے مکان و جائداد مذکورہ اُس شخص کو پہنچے گا جسکو میری زوجگان مذکورہ بذریعہ تحریر دستخطی اپنے مشترکاً مقرر کرین یا جسکو میری زوجہ باقیماندہ بذریعہ دستاویز یا وصیت نامہ مقرر کرے اور بصورت نہ مقرر کئے جانے ایسے شخص کے مین یہ ہدایت کرتا ہون کہ مکان و جائداد مذکور پر ورثا و اوصیا یا مہتمان زوجہ باقیماندہ منجملہ میری زوجگان مذکورہ کے تابع امانتہائے مذکورہ بالا (۱) قابض رہیں اور مین یہ بہی وصیت کرتا ہون اور قرار دیتا ہون کہ جس شخص یا جن اشخاص کو بعد وفات میری باقیماندہ زوجہ کے منجملہ ہر دو زوجگان مذکورہ بالا کے نسبت مکان و جائداد مذکور کے حق حاصل ہے وہ اُس پر امانتاً اسلئے قابض رہینگے کہ ماہواری کرایہ و آمدنی و منافع اُسکا وصول کرین اور اسکو بعد ادائے جملہ اخراجات مرمت مکان و جائداد مذکور و ادائے لگان اراضی و ٹیکس تشخیص و دیگر بل جو بابت اُسکے واجب الادا ہون ہمیشہ گدی سری ناتہہ جی کے حوالہ کرین اور گدی مذکور کے کام مین لاوین اور

(۱) لفظ مذکورہ بالا غالباً غلط ہے موصی کا مطلب ہے مذکورہ مابعد دیکہو صفحہ ۶۱۵ مابعد

سنہ ۹۳ء

گوسوامی گردہر جی
عام
ماہوداس پریم جی

اور میں بذریعہ تحریر ہذا یہ اقرار دیتا ہوں کہ مکان وجائداد بعد ازیں کبہی کسیوقت پر بیع یا رہن نہ کیجاٹیگی نہ اسپر کوئی مواخذہ یا کسی دوسری قسم کا بار عائد کیا جاویگا اور میں قرار دیتا ہوں کہ اگر مکان وجائداد مذکور رہن یا بیع کیجاٹے یا اسپر کوئی مواخذہ عائد کیا جاوے تو بیع یا رہن یا مواخذہ مذکور کالعدم ہوگا ۔۔

منجملہ دو وجگان مذکورہ بالا کے کستور بعد دوسری کے زندہ رہی کستور ۳ مئی سنہ ۷۳ء کو ایک وصیت نامہ مورخہ ۱۸ جنوری سنہ ۷۱ء چہوڑکر فوت ہوگئی اور اس وصیت نامہ کا پروبیٹ دو اشخاص نے منجملہ اوصیا مندرجہ اسکے یعنی ماہوداس پریم جی مدعا علیہ اور ایک شخص مسمی پرہہوداس تلشی داس نے حاصل کیا بذریعہ اپنے وصیت نامہ کے کستور نے مکان مذکور امانتاً واسطے امانتداران کے چہوڑا کہ زر کرایہ وصول کرکے ہمیشہ گدی سری ناتہہ جی کو دیں اور کستور نے امانتداران اور اسکے ورثا وغیرہ کو یہ حق عطا کیا کہ منزل اوّل مکان مذکور میں بلا ادائے کرایہ سکونت رکہیں عبارت وصیت نامہ حسب ذیل تہی :-

"میرا یہ مکان کہ جسمیں اب میری سکونت ہے اور جو گوشہ نارائن ہورواسٹریٹ میں جسکا دوسرا نام [illegible] محلہ ہے واقع ہے [illegible] پرہہوداس تلشی داس پریم جی وشاماد ہوداس پریم جی وشا پرہہوداس تلشی داس اور انکے ورثا ومفوض الیہم کو امانتاً ہبہ کرتی اور وصیت کرتی ہوں تاکہ مکان مذکور کو کرایہ پر دیں اور اسکا کرایہ وغیرہ منافع ماہواری وصول کرکے اوسمیں سے جملہ محصولات و اخراجات مرمت یا تعمیر مکرر مکان مذکور کے ہمیشہ گدی سری ناتہہ جی کو دیں لیکن میں ہدایت کرتی ہوں کہ بہی امانتداران مذکور یا امانتدار یا انمیں سے باقیماندہ امانتداران یا امانتدار یا انکے خواہ اسکے ورثا یا قائممقامان قانونی یا مفوض الیہم کو جائز ہوگا کہ بحیات اپنے منزل اوّل مکان وجائداد مذکور کی نسبت یہ آخری وصیت وہبہ کیجاتی ہے بلا ادائے کرایہ سکونت رکہیں میں بذریعہ تحریر ہذا یہ قرار دیتی ہوں کہ تا تلشی داس پریم جی وشاماد ہوداس پریم جی وشا پرہہوداس تلشیداس یا انمیں سے جو باقی رہیں یا ورثا یا اوصیا یا منتظمان ایسے باقیماندہ کے جو کسیوقت میں امانتداران یا امانتدار میرے اس وصیت نامہ کے ہوں مکانات و جائداد مذکور کو جو قبل ازیں دیگئی اور منتقل کیگئی یا جسکا دینا اور منتقل کرنا مقصود ہے یا انکے کسی جزو کو رہن یا بیع نکریں گے نہ اسپر کوئی مواخذہ عائد کرینگے نہ دیگر بار ڈالینگے اور بیع و رہن اسکا یا اسکے کسی جزو کا قطعاً باطل و کالعدم ہوگا ۔۔"

بعد ازاں پرہہوداس تلشیداس دوسرا وصی وصیتنامہ مذکور فوت ہوگیا مدعا علیہ نمبر ۱ کہ وہ بہی ایک وصی ہے تاریخ نالش ہذا اور وقت وفات کستور سے قابض مکان تہا اور اسکا کرایہ ومنافع وصول کرتا تہا ۔۔

مدعی نے اپنی عرضی نالش میں یہ بیان کیا کہ وہ مالک قانونی وقائممقام گدی سری ناتہہ جی کا ہے اور بحیثیت مذکور اسکا یہ دعوی تہا کہ بموجب وصیت نامہ کستور کے وہ مستحق مکان متنازعہ اور کرایہ ومنافع مکان مذکور من ابتدائے تاریخ وفات کستور ہے مدعی کی یہ بہی حجت تہی کہ یہ ہدایت مندرجہ وصیت نامہ کستور کہ اسکا امانتداران یا امانتدار یا امانتداران یا امانتدار باقیماندہ

سنہ ۱۸۹۳ء
گوسوامی سری گردھرجی
بنام
مادہوداس پرشوتم جی

اور اُنکے یا اُسکے ورثا و قائممقامان قانونی یا منوہن الیوم کو بحیات اپنے جائز ہوگا کہ منزل اول مکان مذکور میں بلا ادائے کرایہ کے سکونت رکھیں خلاف اختیار کشور بہو جی کی مرضی کے واسطے استقرار اس امر کے استدعا کی کہ وہ بحیثیت مالک و قائممقام گدی سری ناتہہ جی قطعاً مستحق مکان مذکور کا ہے اور مدعا علیہ نمبر ۱ مکان مذکور حوالہ مُدعی کر دے اور من ابتداء وفات کشور بہو جی حساب زر کرایہ و منافع مکان مذکور کا دیا جاوے اور مدعا علیہ نمبر ۱ زر کرایہ و منافع حوالہ مُدعی کرے

مُدعا علیہ نمبر ۱ نے بیان تحریری داخل کیا اور اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ مُدعی موجودہ مالک و قائممقام گدی سری ناتہہ جی کا ہے اور حسب ذیل بیان کیا:-

"۳- مُدعا علیہ کا بیان ہے کہ سالہا سال سے مابین مدعی اور اُسکے پسر کے منازعات و مناقشات بابت اس امر کے رہی ہیں کہ کون شخص سری ناتہہ جی کی گدی پر بیٹھے اور جائداد سری ناتہہ جی کے اہتمام کا مستحق ہے اور پسر مُدعی کو اب بہت برسوں سے رونق افروز گدی سری ناتہہ جی بمقام ناتہہ دوارا ہے اور جائداد گدی اُسکی سپُردگی و اہتمام میں ہے مُدعا علیہ عرض کرتا ہے کہ مُدعی کا پسر مذکور فریق نالش ہذا ہونا چاہیے تھا ؛

۴- مدعا علیہ کا یہ بیان ہے کہ موجب وصیت نامجات متذکرہ عرضی نالش کے مُدعا علیہ بحق سکونت مکان مندرجہ عرضی دعویٰ اُس طریق پر ہے جس طریق سے وہ اب اُس میں رہتا ہے اور مُدعی اس بات کا مستحق نہیں ہے کہ مُدعا علیہ کو اُس سے بیدخل کرے ؛

۵- مُدعا علیہ کا یہ بیان ہے کہ موجب شرائط وصیت نامجات مذکور کے زر کرایہ خالص گدی سری ناتہہ جی کو ادا ہونا چاہیے تاکہ اخراجات پوجا میں صرف کیا جاوے اور تمتع ذاتی کسی مہتمم مندر مذکور یا دیگر مصرف میں صرف نہیں کیا جا سکتا ؛"

بعدہ پسر مُدعی اس نالش میں مُدعا علیہ نمبر ۲ بنایا گیا ؛

مُدعا علیہ مذکور نے ایک بیان تحریری داخل کیا جس میں اُس نے بیان کیا کہ وہ اور نہ مُدعی مالک و قائممقام گدی سری ناتہہ جی تہے۔ دفعات مندرجہ ذیل بیان تحریری مُدعا علیہ مذکور میں حالات مقدمہ نامبردہ درج تہے :-

"۲- اس مدعا علیہ کا یہ بیان ہے کہ قطع نظر بحث بہ ملکیت گدی مذکور یعنی گدی سری ناتہہ جی کے مدعی مستحق اُس دادرسی کا نہیں ہے جس کی استدعا اس نالش میں ہے ۔ سنہ ۱۸۷۶ء سے کہ جب مُدعی منصب مہاراجہ ناتہہ دوارا سے بحکم حکام مقام میوار و بحکم گورنمنٹ برطانیہ برطرف کیا گیا اب تک برابر مُدعی کو کوئی تعلق گدی سری ناتہہ جی مذکور خواہ سری ناتہہ جی سے نہیں رہا اور اُس وقت سے اُسکو بطور قائممقام گدی سری ناتہہ جی یہ منصب حاصل نہیں رہا نہ اب حاصل ہے نہ کبھی حاصل ہو سکتا ہے کہ زر کرایہ مکان متذکرہ عرضی نالش وصول کرے یا صرف کرے ؛"

۱۸۹۳ء
گوسوامی سری گردہری جی بنام مادہوداس پریم جی

"۳- یہ مُدعاعلیہ تاریخ مذکور سے قائمقام واقعی گدی سری ناتہہ مذکور اور اُسپر قابض رہا ہی اور اس مدعاعلیہ کا یہ بیان ہے کہ وہ تاریخ مذکور سے قانونی قائمقام بہی گدی مذکور کا رہا ہے اور زرکرایہ مکان متذکرہ عرضی نالش ان مُدعاعلیہ کو واسطے صرف گدی سری ناتہہ جی مذکور کے وصول ہونا چاہیئے"۔

"۴- اُس مدعاعلیہ کا بیان ہے کہ اگر مکان متذکرہ عرضی نالش حوالہ مُدعی کیا جاویگا تو وہ گدی سری ناتہہ جی سے بالکل نکلجاویگا اور وہ امانت جو بہان جی بہیم جی مذکور نے بحق گدی مذکور قائم کی ہے بالکل باطل ہوجاویگی"۔

بوقت سماعت یہ بحث کی گئی کہ مکان متنازعہ از آن گدی ہے اور مُدعی کو اُسکی نسبت نالش کرنیکا حق نہیں ہے امور ذیل تنقیح طلب قرار دیئے گئے:-

(۱) آیا مُدعی مالک و قائمقام حال گدی سری ناتہہ جی کا ہے یا نہیں؟

(۲) اگر نہیں ہے تو وہ مستحق مکان متنازعہ عرضی نالش و اُسکے زرلگان و منافعہ کا ہے یا نہیں؟

(۳) بلحاظ اس امر کے کہ مُدعی اپنے منصب قابض گدی مذکور سے برطرف کیا گیا اور ناتہہ دوارہ سے نکالدیا گیا جیسا کہ مُدعاعلیہ نمبر ۲ نے اپنے بیان تحریری میں بیان کیا ہی تو وہ مستحق قبضہ مکان متدعویہ و اُسکے زرکرایہ و منافع کا ہے یا نہیں؟

(۴) آیا مکان مذکور بطور جائز واسطے گدی سری ناتہہ جی کے ہبہ کیا گیا ہے؟

(۵) آیا بلحاظ اُن حالات کے جو مُدعاعلیہ نمبر ۲ کے بیان تحریری میں بیان کئے گئے ہیں مدعی کو کوئی دعوی نسبت مکان یا اُسکے اہتمام کے حاصل ہے یا نہیں؟

(۶) آیا بلحاظ شرائط وصیت نامجات متذکرہ عرضی نالش کے مُدعاعلیہ نمبر ۱ کو کوئی استحقاق قانونی سکونت کا کسی جزو مکان متنازعہ میں بطوریکہ وہ اب سکونت پذیر ہے حاصل ہی یا نہیں؟

(۷) اگر حاصل نہیں ہے تو مُدعی کو کوئی استحقاق مُدعاعلیہ مذکور کے بیدخل کرنیکا حاصل ہے یا نہیں؟

(۸) (از جانب مدعی پیش کیا گیا) آیا تنقیح نمبر ۱ امر تجویز شدہ ہے یا نہیں ہے؟

منجانب مُدعاعلیہ ایک گواہ (جیٹہہ بہوج مرارجی) پیش کیا گیا جس نے یہ بیان کیا کہ میں فرقہ ویشنو سے ہوں اور دو مرتبہ ناتہہ دوارا ہو آیا ہوں اُسکا بیان یہ تہا:-

"[illegible] بعد نکال دیئے جانے مُدعی کے گیا ہوں دیوتا کے درشن کرنے اور مہاراج یعنے مُدعاعلیہ نمبر ۲ سے ملاقات کرنیکو گیا تہا دیوتا اب بہی وہیں ہے۔ مُدعاعلیہ نمبر ۲ پوجا کرتا ہے جب سے مُدعی نکالا گیا تب سے وہ پوجا کرتا ہے مُدعاعلیہ نمبر ۲ تمام کاروبار دیوتا و جائداد کا اہتمام کرتا ہے

۱۸۹۳ء

گوسائیں گردہرجی بنام ادہو داس گوکل چند جی

خزانہ دیوتا کا سپرد مدعا علیہ نمبر ۲ کے ہے گدی سری ناتہہ جی کی مقام ناتہہ دوارہ ہے مدعی اب واسطے پوجا دیوتا کے کچہہ باہر بہیجتا ہے مدعی نے اسوقت سے کہ جب سے وہ نکالا گیا کچہہ بہی واسطے خرچ پوجا کے نہیں دیا مدعی پوجا و بندوبست شیخ کہیں نہیں ہوتا وہ بالکل وہاں نہیں جاتا نہ اسکے کوئی کارندے وہاں ہیں علاوہ اس جانے کے یہ غیر ممکن ہے کہ مدعی پوجا یا انتظام کاروبار کا کرسکے میں نے مدعی کو جب سے وہ نکال دیا گیا ہے اکثر بمبئی میں دیکہا ہے میں اس سے بحیثیت مہاراجہ ملاقات کرنے کو گیا تہا وہ ٹکیت مہاراجہ نہیں ہے جو گدی پر ہوتا ہے وہ ٹکیت مہاراجہ ہوتا ہے جو پوجا سری ناتہہ جی کی کرے وہ ٹکیت کہلاتا ہے جملہ مہاراجگان جنکی تعداد دنیا میں ۵۰ یا ۵۲ ہے اچاریا کہلاتے ہیں مدعی کا ناتہہ دوارہ سے نکالا جانا ایک امر ناانصافی ہے ہم اب بہی اسکی تعظیم کرتے ہیں لیکن صرف ٹکیت ہی پوجا کرسکتا ہے ... میں ایک منجملہ ان اشخاص کے ہوں جنہوں نے مدعی کے نکالے جانے کو پسند نہیں کیا مجھکو اس بات سے خوشی ہوتی کہ مدعی کو پہر ناتہہ دوارہ جانے کی بغرض اہتمام گدی اجازت دیجاتی مگر چونکہ اسکو واپس جانے کی اجازت نہیں دیگئی لہذا میں نے اسکے پسر کو بطور ٹکیت مہاراجہ کے تسلیم کیا ... از طرف ٹکیت مہاراجہ پوجا دیوتا کی دن بہر میں آٹہہ دفعہ ہوتی ہے ٹکیت دیوتا پاس جاتا ہے اور خود دیوتا کی پوجا کرتا ہے مورت دیوتا کے مندر میں قائم ہے وہاں سے کبہی جدا نہیں کیجاتی ٹکیت مہاراجہ پر فرض ہے کہ بحالت تندرستی دن بہر میں آٹہہ مرتبہ پوجا دیوتا کی کرے اگر ٹکیت مہاراجہ بیمار ہوتا ہے تو کوئی شخص اسکے لازموں میں سے پوجا کو انجام دیتا ہے ۔،

میکفرسن و رسل و سیتہنا منجانب مدعی :- مدعی مستحق جائداد کا ہے وہ بلاشبہ منصب ٹکیت مہاراجہ سے اوتار دیا گیا ہے مگر وہ ایک عمل خسروانہ ریاست غیر کا تہا جسکو عدالت ہذا تسلیم نہیں کرسکتی اسکے حق نسبت جائداد واقع اختیار سماعت عدالت ہذا پر عمل ریاست غیر کا کچہہ اثر نہیں پہنچتا اس امر کا فیصلہ ہوچکا ہے دیکہو مقدمات سریان گوسوامی بنام گوسامی سری گردہرلال جی (۱) و نانا بہائی بنام سریان گوسوامی گردہاری جی (۲) و گوسوامی سری گردہاری جی بنام رسن لال جی (۳) بذریعہ ان فیصلوں کے مدعی کا حق نسبت جائداد کے امر تجویز شدہ ہے ۔،

ہم یہ حجت کرتے ہیں کہ کستور کو کوئی اختیار اس بات کا حاصل نہ تہا کہ حق سکونت اس مکان میں عطا کرے جو اختیار کہ اسکو دیا گیا تہا وہ صرف یہ تہا کہ امانتدار یعنی اشخاص واسطے وصول کرنے زر کرایہ کے نامزد کرے نہ زیادہ اس سے ہبہ زر کرایہ و زر منافع بنام گدی سری ناتہہ جی واسطے ہمیشہ کے ایک ہبہ بنام اس شخص کے ہے جو مستحق گدی کا ہو اور وہ شخص مدعی ہے اگرچہ بلاشبہ ایک ریاست غیر نے اسکو منصب سے اوتار دیا ہے وہ مثل ایک ہبہ کے بنام کرون (تاج) کے ہے دیکہو لفظ کرون لغت قانونی ہوارٹن صاحب میں کونسل موصوفان نے حوالہ ٹیگور لا لیکچرز بابت ۱۸۷۸ء صفحہ ۲۱۶ کا دیا ۔

(۱) دیکہو صفحہ مابعد ۶۲۰ (۲) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۳۳۱ (۳) لاء رپورٹ اپیلہاء ہند جلد ۱۶ صفحہ ۱۳۷ ۔

۱۸۹۳ء
گوسوامی سری گردہری جی
بنام
مادہو داس پریم جی

بنام ... قائمقام ایڈوکیٹ جنرل اور کرپا شنکر ایڈوکیٹ انوبری پرستی منجانب مدعا علیہم :- جو امانتدار کہ بذریعہ وصیت نامہ ... مقرر کئے گئے ہیں وہ امانتدار بغرض پہنچنے زر کرایہ و منافع مکان کے مندر واقع ناتہہ دوارا میں ہیں ... ہے وہ گدی بمقام ناتہہ دوارا ہے جہاں مورت دیوتا کی ہے امانتدار ان کو کچھہ اختیار نہیں ہے کہ زر کرایہ و منافع اس مدعی کے بہیجیں کیونکہ وہ دوسرے مقام پر ہے یہ ہبہ بنام ایک دیوتا کے ہے نہ بنام کسی شخص کے - دیکہو دہرم شاستر مولفہ مین صاحب فقرہ ۳۹۵ (طبع پنجم) ... بنام گرشنا جی گوبند (۱) مدعی کو یہ موقع حاصل نہیں ہے کہ روپیہ کو مناسب طور پر صرف کرے پس وہ مستحق پانے زر کرایہ کا نہیں ہے اور وہ بہر نہج ایک امانتدار دیوتا ہے اور من ابتدا ۱۸۷۶ء بوجہ منفصت اوتار دئے جانے کے ناقابل ہو گیا ہے جن مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے اُن میں مدعی کو قبضہ حاصل رہا تہا - لیکن اس مقدمہ میں اسکو کبہی قبضہ حاصل نہیں رہا یہ تسلیم ہے کہ وفات کستور سے برابر مدعا علیہ نمبر ا قابض رہا ہے یہ ہبہ بنام گدی کے ہے جس کا قائمقام اب مدعی نہیں ہے رہا وصیت نامہ کستور کا اُسکو اختیار تقرر کا دیا گیا تہا اور اُس نے اختیار مذکور کا استعمال مناسب طور پر کیا ہے ۔

عدالت نے مقدمہ میں غور فرمایا

واقع ۲۱ جون ۱۸۹۳ء **بیلی صاحب جج** :- اس نالش میں جو ابتدا ً بنام مادہو داس پریم جی مدعا علیہ رجوع ہوئی تہی مدعی کی استدعا یہ ہے کہ استقرار اس امر کا کیا جاوے کہ وہ بحیثیت مالک و قائمقام گدی سری ناتہہ جی واقع قلمرو رانا صاحب اودیپور قطعاً مستحق ایک مکان سکونتی واقع محلہ بابولناتہہ بر سڑک مانڈوی ویسی بلدہ بمبئی کا ہے اور مدعا علیہ کو یہ ہدایت کیجاوے کہ وہ مکان مذکور کو بجانب مدعی منتقل کرے اور حوالہ مدعی کر دے اور وہ جملہ افعال عمل میں لاوے اور وہ جملہ دستاویزات و اقرار نامجات تحریر کرے جو مکان کی نسبت مدعی کو استحقاق مکمل اور درحد کے واقعی پہنچنے کے لئے ضروری ہوں اور من ابتدا وفات مسماۃ کستور عرف نوی بائی کے جو ۳۱ مئی ۱۸۷۶ء کو واقع ہوئی حساب زر کرایہ و منافع مکان مذکور کا کیا جاوے اور مدعا علیہ کو ہدایت کیجاوے کہ بعد مجرائی جملہ اخراجات ضروری و مناسب کے زر مذکور حوالہ مدعی کرے اور نسبت مدعی کے خرچہ نالش کے حکم صادر فرمایا جاوے - مدعی یہ بہی استدعا کرتا ہے کہ وہ دیگر و مزید دادرسی جو بلحاظ نوعیت مقدمہ ضروری ہو عطا فرمائی جاوے

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۶۹ ۔

گوسوامی گنیش دہوبا بنام راہو وادن میم جی

راہو وادن میم جی نے اپنے تحریری بیان میں اس امر سے انکار کیا کہ مدعی مستحق وادہی متدعیہ یا کسی جزو وادہی مذکور کا ہے نامبردہ نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ مدعی موجودہ مالک و قائممقام قانونی گدی سری ناتہہ جی کا حسب بیان اپنے ہے نامبردہ کا یہ بیان تہا کہ سالہا سال تک مابین مدعی و اُسکے پسر کے نسبت اس امر کے تنازعات و مناقشات رہی کہ کون مستحق گدی پر بیٹھنے اور جائداد سری ناتہہ جی کے اہتمام کرنیکا ہے اور بہت برسوں سے مدعی کا پسر مذکور گدی سری ناتہہ جی واقعہ ناتہہ دوارا پر رونق افروز ہے اور جائداد مندر اُسکی سپردگی و اہتمام میں ہے اور نامبردہ نے یہ عرض کیا کہ مدعی کا پسر مذکور فریق نالش نہ ہوا چاہئے مدعاعلیہ مذکور نے علاوہ اسکے یہ بیان کیا کہ بموجب وصیت نامہ مہاراج جی بہیم جی کے جو بتاریخ ۲ ستمبر ۶۲ ۱۸ء یا قریب اُسکے فوت ہوا اور وصیت نامہ کستور عرف نوابائی مذکورہ کے کہ ان دونوں وصیت ناموں کا ضمیمہ عرضی دعویٰ میں ذکر ہے مدعاعلیہ کو مکان متنازعہ میں جس میں وہ اب سکونت پذیر تہا سکونت رکہنے کا حق حاصل ہے اور مدعی کو مدعاعلیہ کے اُس سے بیدخل کرنیکا حق حاصل نہیں ہے مدعاعلیہ مذکور نے یہ حجت کی کہ بموجب شرائط وصیت نامہ مذکور زرکرایہ خالص گدی سری ناتہہ جی کو دیا جاتا چاہئے تاکہ وہ اخراجات پوجا میں صرف کیا جاوے نہ کہ فائدہ ذاتی کسی مہتمم مندر یا دوسرے شخص میں صرف ہو اور مدعاعلیہ نے یہ عرض کیا کہ بلحاظ حالات مندرجہ صدر یہ نالش بہ حد خرچہ ڈسمس ہو جانی چاہئے۔

وجب ایک حکم جج کے مرتفع نالش بتاریخ ۷ اپریل ۹۲ ۱۸ء ترمیم کیگئی اور پسر مدعی مدعاعلیہ بنایا گیا:

بتاریخ ۵ جولائی ۹۲ ۱۸ء قائمقام ناتہہ دوارا مہنت نے ایک بیان تحریری کی تصدیق کی جو بتاریخ ۳ اگست مابعد داخل کیا گیا اس بیان تحریری میں نامبردہ نے یہ بیان کیا کہ میں مالک و قائممقام گدی سری ناتہہ جی ہوں اور قطع نظر بحیثیت مہنت [illegible] مذکور کے [illegible] ادرسی متدعیہ کا مالک تہا اور برابر سن ابتداء ۱۸ء [illegible] کے جب حکم [illegible] ہوا [illegible] مدعی کو منصب مہاراجہ ناتہہ دوارا سے اوقاف و جائداد کی [illegible] نہیں رہا اور اُس وقت سے [illegible] کی حیثیت قائمقام مدعی [illegible] اور وقت مذکور سے مدعاعلیہ

۹۳ ۱۸ء

گدی [illegible] بنام [illegible]

[illegible]

[illegible] گدی سری [illegible] در نالشات میں [illegible] گوسوامی سری [illegible]

[illegible] عدالت [illegible] مدعا علیہ نمبر ۲ ہے بنام اپنے [illegible] اعلی پوجاری مندر سری ناتھ جی واقعہ [illegible] مندر مذکور کو [illegible] گئی ہے اور یہ استدعا کی تہی کہ وہ مستحق جملہ زرنقد و جائداد منقولہ دکان نونیتسد داس پرشوتم داس واقعہ بلدہ بمبئی کا قرار دیا جاے اور مدعا علیہ نالش مذکور کو یہ ہدایت کیجاے کہ وہ زرنقد و جائداد مذکور حوالہ اس کے کر دے دفعہ ۵ عرضی دعوی نالش مذکور میں یہ بیان کیا گیا تہا کہ ۱۸۷۶ء تک مدعا علیہ نالش مذکور اعلی پوجاری مندر مذکور و مہتمم تمام جائداد مندر مذکور کا تہا مگر بتاریخ ۴ مئی ۱۸۷۶ء بحکم پولیٹکل ایجنٹ میواڑ و رانا صاحب اودیپور بوجہ بدچلنی کے اپنے منصب یں گدی سے اُتار دیا گیا اور ناتہہ دوارا سے نکال دیا گیا اور برطبق اس کے مدعی اُسکا پسر بطور پوجاری اعلی گدی پر بٹہالا گیا اور اُس نے مندر پر قبضہ کر لیا اور اُسوقت سے اہل فرقہ ولیشنو نے اُسکو اپنا پوجاری اعلی مان لیا ہے ؞

(۱) دیکہو صفحہ ماقبل ۶۰۵ ؞

(۲) " " مابعد ۶۲۰ ؞

سنہ ۱۸۹۳ء
گوسائیں سری گردہری جی
بنام
مدہوداس پریم جی

جس تاریخ عرضیدعوی نالش مذکور پیش کیگئی یعنی تاریخ ۲۲ اپریل ۱۸۸۷ء اُس تاریخ کو عرضی ثانی
واسطے حکمنامہ امتناعی و رسیور کے حاصل کیا گیا بہت کثرت سے اور بہت بڑے بڑے حلفنامے دونوں
طرف سے داخل ہوئے اور کُل تواریخ مندر کی اُسوقت سے بلکہ جب بنا مندر کی بعہد شاہ اورنگزیب
ڈالی گئی تہی پورے طور پر بیان کیگئی مُدعی کو نالش مذکور میں موقع کافی واسطے پیش کرنے حلفنامہ جات
متعلقہ اپنے مقدمہ کے حاصل تہا اور جواب میں اُسکی طرف سے وزیر اعظم اور چند ممبران پریوی کونسل
دربار اودیپور نے حلفنامجات تصدیق کیے اور علاوہ اسکے دیگر اشخاص نے تصدیق کئے اور نقول
ترجمہ اسناد رانایان سابق اودیپور اور دیگر دستاویزات کی شامل حلفنامجات مذکور کیگئیں حلفنامجات
میں یہ بیان کیا گیا تہا کہ آمدنی سالانہ مندر کی زرلگان دیہات اور چڑہاوا تمام الوس منجانب ہندوں
راجپوتانہ و ہند سے اور دیگر ذرائع سے زائد از سات لاکہ روپیہ تہی ۔

تاریخ ۵ دسمبر ۱۸۸۷ء خلاف حکم مذکور وجہ میرے سامنے ظاہر کی گئی اور آٹھ روز تک تقریر ہوئی
کونسل نے یہ بیان کیا کہ نالش مذکور سے ایسے سوالات پیدا ہوتے ہیں جو قبل اسکے کہ عدالت واقع
ہند کے روبرو پیش نہیں ہوئے ہیں عدالت نے تاریخ ۲۰ اپریل ۱۸۸۸ء اپنا فیصلہ صادر کیا
اور یہ تجویز کی کہ چونکہ مُدعی نے اپنی نالش ہائیکورٹ میں بابت جائداد واقع بمبئی کے دائر کی لہذا
اُسکو وہ قانون جو عدالت موصوف میں جاری ہے قبول کرنا چاہئے اور اُسکے حقوق بنسبت جائداد
واقعہ قلمرو اودیپور کے کچھ ہی ہوں اُسپر لازم ہے کہ قبل اسکے کہ وہ بذریعہ نالش ہذا مدعا علیہ کو جائداد
واقع بمبئی سے بیدخل کرے) کہ یہ ثابت کرے کہ بموجب اصول قانون یا عدل کے جن کے بموجب عدالت
ہذا عدالت گستری کرتی ہے اُسکو بمقابلہ مدعا علیہ بہتر حق بنسبت جائداد مذکور کے حاصل تہا اور اگر گدی
سے اُتار جانا ایک عمل خسروانہ سمجہا جاوے تو کسی نظیر کا حوالہ نہیں دیا گیا جس سے یہ ثابت ہو کہ عمل
خسروانہ بنا ایسی نالش کا عدالت قانون یا عدل واقع انگلستان میں ہو سکتا ہے اور عمل مذکور بطور
یا مشابہ تجویز ریاست غیر کے متصور نہیں ہو سکتا اور فریق وہی اشخاص نہ تہے کہ جو نالش مذکور میں
فریق تہے کیونکہ نالش مذکور پسر نے بنام اپنے باپ کے رجوع کی تہی یعنی قابض مظہر گدی نے بنام مہنت
سابق کے جس کو دربار نے منظوری پولیٹیکل ایجنٹ گورنمنٹ آف انڈیا کے جبراً نکال دیا تہا
اور کوئی عدالت نہ تہی جس نے مقام اودیپور کوئی فیصلہ صادر کیا ہو اور

سنہ ۱۸۹۳ء

گوسوامی گردہری جی بنام مادہوداس پریم جی

دربار فریق نالش تہا۔ اگر وہ کارروائی جو وہاں ہوئی بطور نالش سمجھی جاسکے اور فیصلہ ہیں اگر کوئی فیصلہ ہوا تہا انصاف طبعی نہ تہا کیونکہ خود دربار نے اپنی آپ کو معاملہ میں جج قرار دیا اور دستاویزات معطوفہ حلفنامجات بجانب ثبوت اس امر کے مائل تہیں کہ اس بیان کی بخوبی تردید تہی کہ مدعا علیہ بوجہ اپنی بدچلنی کے اپنے منصب سے اوتار دیا گیا تہا اور مدعا علیہ کا گدی سے اُترا جانا مطابق رواج خاندان کے نہ تہا اور مدعا علیہ نے فی الحقیقت اسوجہ سے گدی سے اوتارا گیا اور مُلک سے نکال دیا گیا کہ اُس نے اختیار دربار کو تسلیم نہیں کیا۔ جسکی نسبت اُسکو صحیح طور پر یا غلط طور پر اعتراض تہا اور تہا یہ اعتراض مذکور مدعا علیہ کو مختلف عطیات و اسناد نوشتہ پہلے رانا یان اودیپور موسومہ اُسکے پیشتروان گدی پر مستقل تہا اور پولیٹیکل ایجنٹ نے دربار کو بلایا کیا تہا کیونکہ رانا صاحب اودیپور اسوقت نابالغ تہے) کہ مدعا علیہ گدی سے اوتار دیا جائے چنانچہ دربار نے ایسا کیا اور اس غرض سے فوج لیکر اور مدعی کو اپنے باپ کی پالکی سے نکال کر دربار نے مدعا علیہ کو اودیپور سے نکال دیا ساتہ اسکے تجویز کی اور بوجہ اس امر کے کہ اگر مقدمہ کی سماعت ہوگی تو مدعی کامیاب نہوگا عدالت نے دعویٰ مذکور کو معہ خرچہ ڈسمس کر دیا۔

مدعی نالش مذکور نے بنارضی حکم بوجوہ ذیل اپیل کیا:- (۱) صاحب جج کو یہ تجویز کرنا چاہئے تہا کہ مدعی نے بنیاد دعوی نسبت ریورسل مکتوبات مدعی کے ثابت کر دیا (۲) صاحب جج کو یہ تجویز کرنا چاہئے تہا کہ مدعی نے ایک بادی النظر میں حق نسبت جائداد متنازعہ نالش کے ثابت کر دیا ہے (۳) صاحب جج کو یہ تجویز کرنا چاہئے تہا کہ خطرہ اسبات کا ہے کہ قبل سماعت نالش مدعا علیہ جائداد کو ضائع یا صرف کر دیگا یا علاقہ اختیار عدالت سے ہٹا دیگا (۴) صاحب جج نے حکم ثانی سماعت کو معہ خرچہ کے دینے میں غلطی قانونی و غلطی واقعات دونوں کیں (۵) اقل درجہ خرچہ مدعا علیہ داخل خرچہ مقدمہ کرنا چاہئے تہا اور اُسکی نسبت یہ حکم نہونا چاہئے تہا کہ مدعی اُسکو ادا کرے

اپیل واسطے سماعت کے بتاریخ ۲ - اگست ۱۸۹۲ء باجلاس سر ایم ویسٹراپ صاحب چیف جسٹس و سر چارلس سارجینٹ صاحب پیش ہوئی اور حکام ممدوح نے حکم ۲۹ - اپریل ۱۸۹۱ء کو بحال کیا اور اپیل کو معہ خرچہ ڈسمس کیا۔

دوسری نالش جس میں اسی قسم کے امور پیدا ہوئے تہے مدعی حال نے عدالت جج ماتحت پونا میں بابت بعض جائداد متعلق اودے پور

سنہ ۱۸۹۲ع
گوسامی گردھاری لال جی
بنام
...

سے مندر سری ناتھ جی کے تیار کی ہے جو یونا میں واقع ہے اور جس کے اہتمام کے لیے مدعی حال نے چار ولی مدعا علیہما ... نالش مذکور کو مقرر کیا تھا کہ نذرانگان وصول کریں اور پاس اُنکے بمقام ناتھ دوارہ بھیجیں ... سے جانے اور مکانات سے نکال دیے جانے مدعی کے سنہ ۱۸۷۶ع میں مدعا علیہم مذکور ان ... جائداد واقع یونا کا مدعی کو دینا بند کر دیا تھا اور سنہ ۱۸۸۰ع میں مدعی نے نالش بنام اُن کے واسطے دلا پانے جائداد مذکور کے دائر کی (نالش نمبر ۲۱۲ بابت سنہ ۱۸۸۰ع) تعین نالش اقدر سے ... کیا گیا تھا۔ ... مدعی سری گدی پر دہیں لالجی اپنی درخواست پر بزمرہ مدعا علیہم داخل کیا گیا تھا اور اُس نے مدعی کے حق پانے جائداد سے اس بنا پر انکار کیا کہ اُسکو راجہ صاحب اودیپور نے گدی سے اُتار دیا تھا اور مکانات سے نکال دیا تھا اور جائداد اُسکے حوالہ کر دی تھی جسے مدعا علیہم دیکے۔ بتاریخ ۱۲ جنوری سنہ ۱۸۸۵ع سبارڈینیٹ جج یونا نے ڈگری بعہ خرچہ بحق مدعی صادر کی چنانچہ مدعا علیہم نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا (اپیل نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۵ع) کو سنہ ۱۸۸۸ع میں نانا بہائی ہریداس صاحب قائم مقام ... صاحب جسٹسان نے سماعت کیا اور ڈگری کو بحال اور اپیل کو مع خرچہ ڈسمس کیا۔ نانا بہائی بنام سریمان گوسوامی گردھاری جی (۱) حکام عدالت اپیل نے بوقت صدور تجویز جو تحریری تھی یہ فرمایا کہ (حکام عالیمقام نے اس موقع پر تجویز صفحہ ۳۴۳ کو پڑھا اور بعدہٗ یہ فرمایا):-

اگرچہ اُن حکام ذیشان نے جنہوں نے فیصلہ مقدمہ کا ہائیکورٹ میں کیا تو الٰہ نالش سابق صیغہ ابتدائی (سریمان گوسوامی بنام گوسوامی سری گردھاری لال جی (۲)) کا نہیں رہا لیکن مسٹر ایم بین نانا دتی سبارڈینیٹ جج یونا نے اپنی تجویز کے شروع میں یہ لکھا کہ اُن پر بہت اثر اُس فیصلہ کا ہوا جو عدالت مرافعہ اولیٰ نے نالش سابق میں کیا تھا اور بر طبق اپیل بحال رہا تھا۔

اب چونکہ مدعی محض ملکی اور انتظامی وجوہ سے گدی سے اوتار اگیا جیسا کہ حلفنامجات و دستاویزات محطوفہ حلفنامجات مدخلہ مقدمہ سریمان گوسوامی سری گردھاری لال جی (۲) سے ثابت ہوا تھا لہٰذا عدالت ہذا کو نسبت اس امر کے تحقیقات کرنے کا نہ اختیار ہے نہ خواہش ہے کہ عمل مذکور از طرف دربار اودیپور قرین مصلحت یا مناسب تھا یا نہیں۔ مگر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ نالش ہذا میں جو شہادت دی گئی ہے اُس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اکثر وشنو ...

---

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۳۳۱۔

(۲) دیکھو صفحہ مابعد ۶۲۰۔

سنہ ۱۸۹۳ء

گوسائی گری ہر جی بنام اہرداہرن کیم جی

جو مندر سری ناتہہ جی اور اسکے توابعں کو مانتے ہیں مدعی کے گدی سے اُتارے جانے اور ملک سے باہر نکال دیئے جانیکو بہ نظر پسندیدگی نہیں دیکھا میرے روبرو منجانب مدعا علیہم بوقت سماعت حال جو گواہ پیش کیا گیا صرف مسٹر جیر بہوج مرارجی ہے جو ایک مشہور تاجر بمبئی ہے اور فرقہ وشنوول میں داخل ہے اُس نے بوقت سوالات جرح بیان کیا کہ مدعی کا ناتہہ دوارے سے نکال دینا ایک عمل خلاف انصاف تہا اور وہ اہل وشنو اب بہی مدعی کی تعظیم کرتے ہیں ؞

ایک حلفنامہ مسٹر جیر بہوج مرارجی و دیگر اشخاص نے نالش نمبر ۱۲ بابت ۱۸۷۸ء میں تصدیق کیا اور جب وہ اُسکو دکہلایا گیا تو اُس نے بیان کیا کہ بیانات مندرجہ اُسکے صحیح ہیں یہ حلفنامہ بوقت سماعت شہادت پیش کیا گیا اور اُسپر بطور کاغذ و نشان ڈالا گیا اُس حلفنامہ کی دفعہ ۳ میں یہ عبارت ہے :- "اور ہمارا یہ بیان ہے کہ باوجود جبراً نکال دیئے جانے مدعا علیہ مذکور کے ناتہہ دوارے کہ اس بات کو اکثر وشنول جیسا کہ ہمکو دریافت ہوا ہے اور ہم یقیناً باور کرتے ہیں نہایت خلاف انصاف و ظالمانہ و بیجا سمجھتے ہیں اشخاص مذکور اور نیز قریب قریب جملہ پیروکاران سری ٹلبہہ جارج معہ گوسائیان بمبئی اب بہی مدعا علیہ کی وہی عزت کرتے ہیں اور اُسیطور پر مانتے ہیں کہ جسطور پر قبل اسکے نکالے جانے کے کرتے تہے اور مانتے تہے اور جیسا کہ ہم باور کرتے ہیں اسکو اب بہی اچارج یا پوجاری اعلی اور مستحق تعظیم بطور قائممقام سری ٹلبہہ اچارج سمجھتے ہیں اور اُسیطور پر اُسکے ساتہہ برتاؤ کرتے ہیں" ؞

مقدمہ حال میں منجانب مدعا علیہ نمبر ۲ یہ دلیل کیگئی ہے کہ مدعی محض امانتدار تہا اور بوجہ عمل دربار اودیپور کے وہ اب فرائض کو بحیثیت امانتدار انجام نہیں دیسکتا تہا یہی امر اپیل میں مقدمہ پونا پیش کیا گیا تہا مگر ہائیکورٹ نے اس حجت کو یہ کہکر طے کیا کہ اگر مدعی محض امانتدار تہا تو اُسکو اب تک کسی محکمہ مجاز نے اس عہدہ سے برطرف نہیں کیا - اسمقام میں یہ لکہہ سکتا ہوں کہ بوقت وفات ہر دو موصیان مقدمہ ہذا بتاریخ ۲۲ ستمبر ۱۸۶۴ء و ۱۳ مئی ۱۸۷۳ء مدعی واقعی اور نیز حقدار قابض مندر و جائداد سری ناتہہ جی کا تہا کیونکہ وہ قبل ۸ مئی ۱۸۷۶ء گدی سے اوتارا اور ملک سے نکالا نہیں گیا تہا ایڈوکیٹ جنرل ذیعلم نے یہ ایما کیا کہ مقدمہ پونا مقدمہ حال سے بدیں وجہ مختلف تہا کہ مقدمہ پونا میں مدعی اُس جائداد پونا کہ قبل اپنی گدی سے اوتارے جانے کے قابض رہا تہا اور اُسوقت بذریعہ اپنے مہتمان کے جو نالش مذکور میں اول چار مدعا علیہ تہے قابض تہا -

۱۸۹۳ء

گوسائیں گدی ہرجی بنام دواجی مارکنڈ بری

یہ صورت بلا شبہ تھی مگر امر مذکور کوئی بنا فیصلہ عدالت تہا فیصلہ عدالت یہ تہا کہ اگر مدعی مالک جائداد واقعہ پونا تصور کیا جاوے تو قانوناً اُسکا استحقاق بحیثیت مذکور بوجہ عمل رانا صاحب اودیپور کے زائل نہیں ہوا اور اگر مدعی محض امانتدار تہا تو اُسکو کسی محکمہ مجاز نے اُس عہدہ سے برطرف نہیں کیا ؛

اصل امر جو مقدمہ حال میں بیانات تحریری ہر دو مدعا علیہم سے پیش کیا گیا ہے یعنی یہ کہ نسبت جائداد متنازعہ واقع احاطہ بمبئی کے مدعی کے حقوق بحیثیت ٹرسٹی تہا اجہ گدی کی بری ناتہ جی کے زمانہ اُنکے اوتارے جانے سے جو کہ ۱۸۷۱ء میں بجانب اُس کے پسر کے منتقل ہو گئے تہے اور اُنکے پسر کو حاصل ہو گئے تہے ہر دو نالش سابق میں مابین مدعی اور اُسکے پسر کے صریحاً اور حق الاصل متنازعہ فیہ تہا اور اُنکو فیصلہ مختتم طور پر ان دونو نالشوں میں سے ہر ایک میں پیشگاہ ہائیکورٹ سے عمل میں آیا تہا میں اس مقام پر اس بات کا ذکر کرسکتا ہوں کہ مسل عدالت ہذا سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعد فیصلہ عدالت اپیل کے بتاریخ ۲ اگست ۱۸۷۹ء (۱) یعنی بتاریخ ۲ نومبر ۱۸۷۹ء مسٹر اشبرنر کونسل مدعی نالش مذکور نے روبرو حاکم سابق گرین صاحب جسٹس کے یہ تحریک کی تہی کہ مدعی کو با انعقاد ارجاع نالش جدید بابت معاملہ مذکور نالش سے دست برداری کی اجازت دیجاوے اور بعد سماعت گفتگو مسٹر لیتہم کونسل مدعا علیہ کے جس نے تحریک مذکور کی مخالفت کی عدالت نے یہ حکم دیا کہ مدعی کو نالش سے دست برداری کی اجازت دیجاوے اور اجازت دیگئی اور یہ بہی حکم دیا کہ مدعی مدعا علیہ کو کل خرچہ نالش سوائے اُسکے کہ جسکی بابت حکم ہو چکا تہا ادا کرے کوئی اجازت حسب دفعہ ۳۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی جو اُسوقت نافذ تہا یعنی ایکٹ ۱۰ ۱۸۷۷ء واسطے ارجاع نالش جدید کے بابت اُسی شئے متنازعہ نالش کے نہیں دیگئی اور بدیں وجہ بذریعہ دفعہ مذکور مدعی اس بات سے ممتنع ہوا کہ بابت اُسی شئے متنازعہ نالش کے نالش جدید رجوع کرے ؛

اب میں اُس امر پر غور کروں گا جو بذریعہ امر تنقیح طلب چہارم کے پیش کیا گیا ہے یعنی آیا مکان مذکور بطریق جائز گدی بری ناتہ جی کو وصیتاً دیا گیا یا نہیں ۔ وصیت نامہ بہاو جی پہیم جی میں جو بزبان انگریزی تہا اور جو بتاریخ ۱۵ مئی ۱۸۵۰ء زائد از چہ سال قبل اُسکی وفات کے تحریر ہوا تہا اور جسپر مسٹر سی ای اینجر لیتہس مرحوم سالسٹر سپریم کورٹ اور اُسکے کلارک نے گواہی کی تہی اور جسکا ترجمہ راتن دینا ناتہ جی مرحوم نے کہ از خاص مترجمان عدالت موصوف کے تہا منجملہ دیگر امور کے) بعد ہدایت اس امر کے کہ اُسکا کریا کرم شایان قوم برپا کیا جاوے

(۱) دیکہو صفحہ مابعد ۶۲۰ ؛

۱۸۹۳ء

گوسائی گردھر جی بنام ادھو امن رام جی

پسر اُسکے چچازاد بھائی کا انجام دے اُسکا مکان سکونت کہ وہی مکان متنازعہ ہے وصیتاً اُسکی ہر دو زوجگان واجی بائی و کستور عرف نوئی بائی کو اور انمیں سے جو بعد دوسری کے زندہ رہی اُسکو تاحیات اُن کے ساتھہ اس اجازت کے دیا گیا تھا کہ مکان مذکور میں سکونت کریں اور اُسکا زر کرایہ و منافع وصول کریں اور اُسکو اپنے فائدہ و کام میں صرف کریں بعد ازاں موصی مذکور نے یہ لکھا ہے " اور میں ہدایت کرتا ہوں کہ وقت وفات زوجہ باقیماندہ منجملہ زوجگان مذکورہ کے مکان سکونت و جائداد مذکورہ اُس شخص کو پہنچیگا جسکو میری زوجگان مذکورہ بذریعہ تحریر و دستخطی اپنے مشترکاً مقرر کریں یا جسکو میری زوجہ باقیماندہ منجملہ میری زوجگان مذکورہ کے تابع امانت ہائے مذکورہ بالا قابض ہیں " لفظ مذکورہ بالا ظاہراً غلطی سے بجائے متذکرہ مابعد کے استعمال کیا گیا ہے جہاں تک میں دریافت کر سکتا ہوں لفظ مذکورہ بالا کے اگر کچھ معنے ہو سکتے ہیں بعد اُسکے یہ شرط مندرج ہے کہ بعد وفات باقیماندہ زوجہ کے منجملہ زوجگان موصی کے زر کرایہ و منافع مکان (بعد مجرائی اخراجات مرمت و لگان اراضی و تشخیص و دیگر بل متعلقہ اُسکے) ہمیشہ گدی سری ناتھہ جی کو دیا جائے اور گدی مذکور کے کام میں صرف کیا جائے ۔

معلوم نہیں ہوتا کہ بیوگان نے مشترکاً کسی شخص کو مقرر کیا مگر زوجہ باقیماندہ کستور عرف نوئی بائی نے بذریعہ اپنے وصیتنامہ ۲ جنوری سنہ ۱۸۹۰ع کے کہ وہ بھی انگریزی میں تھا کہ جسپر مسٹر ایلی کرافورڈ نے از منجملہ دو گواہان مسٹر [illegible] کرافورڈ اور اُنکے کلارک نے گواہی کی تھی اور جسکا ثبوت حسب ضابطہ کر دیا گیا تھا مکان متنازعہ کو بہ الفاظ ذیل منتقل کیا " میں اس مکان کو جس میں اب میری سکونت ہے (اس موقع پر مکان کا پتہ تحریر ہے) اُنکا گوسائیں [illegible] جی وشنو داس پرسوتم جی دلشنو اور داس گوساٸیں داس اور اُنکے ورثاء عوض الیہم کو امانتاً دیتی و ہبہ کرتی اور وصیتاً منتقل کرتی ہوں تاکہ مکان مذکور کو کرایہ پر دیں اور اُسکا کرایہ و آمدنی و منافع ماہواری وصول کریں اسکو بعد ادائے جملہ محصولات و اخراجات مرمت یا تعمیر مکرر مکان مذکور کے ہمیشہ گدی سری ناتھہ جی کو دیں لیکن میں ہدایت کرتی ہوں کہ میرے امانتداران مذکور یا امانتدار یا اُنمیں سے باقیماندہ امانتداران یا امانتدار یا اُن کے خواہ اُس کے ورثاء یا قائممقامان ذاتی قانونی مفوض الیہم کو جائز ہوگا کہ بحیات اپنے منزل اول مکان و جائداد مذکور میں جسکی نسبت آخری وصیت ہبہ کیجاتی ہے بلا ادائے کرایہ سکونت رکھیں

١٩٣٨ء
گوسائی جی گردہر جی
بنام
مادھوداس پریم جی

بعدہٗ کستور یہ قرار دیتی ہے کہ اشخاص مذکورہ بالا مکان و جائداد مذکور کو بیع خواہ رہن نہ کریں نہ کسی نہج پر کوئی مواخذہ یا بار اُسپر عائد کریں بموجب وصیت نامہ بہان جی بہیم جی اُسکی دونو بیوگان کو یہ اختیار دیا گیا تہا کہ مکان سکونت و جائداد مذکور ایسے شخص یا اشخاص کو دیں جنکو وہ بذریعہ تحریر دستخطی اپنے منشر کا مقرر کریں یا اُنمیں سے باقیماندہ بیوہ بذریعہ دستاویز یا وصیت نامہ کے مقرر کرے میری رائے میں جو عمل کستور بیوہ باقیماندہ نے منجملہ ہر دو بیوہ مذکورہ کے بذریعہ اپنے وصیت نامہ کے کیا وہ مطابق اُس اختیار کے تہا جو بموجب وصیت نامہ اُسکے شوہر کے اُسکو دیا گیا تہا اور اس لئے میری یہ رائے ہے کہ بذریعہ اثر مشترکہ ان دونو وصیت ناموں کے مکان متنازعہ تابع اس حق امانتداران کے کہ منزل اول میں سکونت رکہیں جائز طور پر گدی سری ناتہہ جی کو وصیتاً دیا گیا اس بات سے انکار نہیں کیا گیا ہے کہ ہبہ وصیتی آمدنی جائداد سے جائداد قابل وراثت (فی) منتقل ہوتی ہے۔ بیناکس بنام گریز (۱) یہ قاعدہ ایکٹ وراثت ہند (ایکٹ نمبر ۱۰ ۱۸۶۵ء) دفعہ ۱۵۹ تشریح (ج) میں اختیار کیا گیا "زید نے زندگان اپنی اراضیات واقعہ ایکس کا بکر کو وصیتاً چہوڑا بکر مستحق اراضیات کا ہے"۔

اب ماحق مادہوداس پریم جی کہ مکان میں سکونت رکھے دفعہ ۷ عرضی نالش میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ہدایت مندرجہ وصیت نامہ کستور کہ اُسکے بجز تین امانتداران یا امانتدار باقیماندہ اور اُنکے یا اُسکے ورثاء یا قائمقامان قانونی یا مفوض الیہم کو بحیات اپنے جائز ہوگا کہ منزل اول مکان و جائداد مذکور میں بلا ادائے کرایہ کے سکونت رکہیں خلاف اختیار کستور مذکورہ تہی۔ لیکن چونکہ اُن حالات میں جو واقع ہوئے کستور کو بموجب وصیت نامہ اپنے شوہر کے یہ اختیار تہا کہ بذریعہ دستاویز یا وصیت نامہ کے جس شخص یا اشخاص مذکور اور اُس شخص کے جو بعد دوسروں کے باقی رہے جائز ہے اور چونکہ مادہوداس پریم جی مدعا علیہ نمبر ایک منجملہ اُن تین نامزد شدہ کے ہے لہذا میری یہ رائے ہے کہ اُسکو تاحیات اپنے اول منزل مکان و جائداد بلا ادائے کرایہ سکونت رکہنے کا حق ہے میں یہ مستنبط کرتا ہوں کہ بقیہ دو امانتدار فوت ہوگئے ہیں۔

نسبت عمل و اثر اختیار تقرر مندرجہ وصیت نامہ اہل ہند و ایک مقدمہ حال صیغہ ابتدائی عدالت ہذا میں جو روبرو عدالت اپیل کے پیش ہوا تہا تجویز کیا گیا تہا (جادو بائی بنام کیلی بائی) (۲) اُس مقدمہ میں ایک ہبہ وصیتی بحق ایسے شخص

---

(۱) لاء رپورٹ ایکویٹی جلد ۱۴ صفحہ ۴۵۶۔ (۲) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۲۹۲۔

سنہ ۱۸۹۳ء
گوسامی گری دہر جی بنام ملوہو دھاس جیو جی

یا اشخاص کے ہے جنکو موصی کا بھائی جمنا داس دستاویز یا تحریر کے مقرر کرے اُس حاکم ذیشان نے جنہوں نے تجویز نالش کی کی یہ خیال کیا کہ دہرم شاستر اہل ہنود میں اختیار تقرر کی جگہہ یا تاخیر ممکن ہے (دیکھو صفحہ ۴۹۷) **سر چارلس سارجنٹ صاحب چیف جسٹس** نے بوقت صدور تجویز عدالت اپیل کے فرمایا (صفحہ ۴۹۷) لیکن زیادہ دقت طلب بحث جواز و اثر ایسی ہبہ کے غور کے لئے باقی ہے بفرض اس امر کے ہبہ جیسا کہ بالآخر دہ ہوگیا ہے) بحق مسماتان و مسماۃ حی القائم کے اور بعد وفات مسماۃ حی القائم بحق اُن اشخاص کے جنکو جمنا داس بذریعہ دستاویز یا تحریر کے مقرر کرے عملمیں آیا ہونا ہماری دانست میں اس قسم کا ہبہ کبھی کسی ہائیکورٹ میں یا حکام پریوی کونسل کے روبرو واسطے غور اور لحاظ کے پیش نہیں ہوا" بعد ازاں اس امر کے نشان دہنے کے بعد کہ دہرم شاستر میں وجود اختیارات کا نسبت بعض اشیاء محدود کے جداگانہ ملکیت اشیاء مذکور سے تسلیم کیا گیا ہے مثلاً اختیارات انتظام یا وہوات اور نہایت اہم اختیار جو بیوہ کو بابت عملمیں لانے تبنیت کے دیا جاتا ہے۔ حاکم ممدوح نے یہ فرمایا ہے "دیگر اختیارات بھی جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر وصیتناموں ہنود میں پائے جاتے ہیں ایسی صورت میں کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ کوئی عام اصول دہرم شاستر میں ایسا ہے جو مانع اختیار وصیتاً مقرر کرنے ایسے شخص کا ہو کہ جو خاص واقعہ کے ظہور پذیر ہونے کی حالت میں جانشین ہوگا اور اس امر کا مانع ہو کہ اختیار مذکور موجب شرائط وصیتنامہ کے تسلیم و ناقص کیا جائے اس قسم کے اختیارات بلاشبہ عملاً نہایت آسائش کے ہیں اور واضح ہو کہ صریحاً یہی لحاظ حکام پریوی کونسل نے مقدمہ سری متی سورجی منی داسی بنام دین بندہو ملک (۱) کیا بعد غور کامل کرنے نسبت امر بحث طلب مذکور کے ہماری یہ رائے ہے کہ دہرم شاستر میں کوئی ایسا صریح اصول نہیں ہے جو مانع اس امر کا ہو کہ ایسی ہبہ کی تعبیر جیسی کہ غور طلب ہے بموجب اُسکے صاف و صریح الفاظ کے مگر (یہ امر ضروری ہے) تابع انہیں قیود کے جواز روئے دہرم شاستر متعلقہ وصیت کے موصی پر عائد ہوتی ہیں کیجائے یعنی یہ کہ تعزر قابض حین حیاتی کی زندگی میں کیا جائے تاکہ شخص مقرر شدہ اُسوقت تحقیق ہو کہ جب وہ واقعہ ظہور پذیر ہو کہ جس کے واقع ہونے پر نامبردہ مستحق جائداد کا ہے اور نامبردہ ایسا شخص ہونا چاہیے جو وقت وفات موصی کے زندہ ہو۔

تینوں امانتداران وصیتنامہ کستور جنکو بذریعہ وصیتنامہ مذکور کے یہ اجازت دیگئی ہے کہ منزل اول مکان متنازعہ میں بحیات اپنے

(۱) موروز انڈین اپیل جلد ۹ صفحہ ۱۳۵

۹۳ گوسائیں گوردھن جی بنام ... داس ... جی

سکونت رکہیں وصیتنامہ مذکور ... بس تلشی داس پریم جی وہادرداس پریم جی (مدعا علیہ نمبرا) بطور
برادران موصیہ اور پربہوداس بیرین بعد رتبیجہ موصیہ کے بیان کئے گئے ہیں یہ ایما نہیں کیا گیا تہا کہ وہ
بوقت وفات بہان جی بہیم جی جو ستمبر ۱۸۶۱ء میں واقع ہوئی زندہ تہے پس میری یہ رائے ہے کہ
مدعی مستحق قبضہ مکان وجائداد متنازعہ کا آیا بحیثیت مالک یا بحیثیت مانند اس امر کے تجویز کرنے کی ضرورت
نہیں ہے تابع اس حق مدعا علیہ نمبرا کے ہے کہ تاحیات اپنے منزل اول میں سکونت رکہے۔
نسبت امور تنقیح قرار دادہ کے میں تجویزات ذیل قائم کرتا ہوں نسبت امر اول تنقیح طلب کے میں
تجویز کرتا ہوں کہ مدعی مالک وقائمقام موجودہ گدی ناتہہ جی کا ہے جہاں تک کہ جائداد متنازعہ نالش ہذا کو تعلق ہے
نسبت امر تنقیح طلب دوم کے۔ تابع اس امر کے جسکا فیصلہ امر تنقیح طلب ششم میں کیا گیا ہے مدعی مستحق
مکان متدعویہ اور اسکے زر کرایہ اور منافع کا ہے نسبت امر تنقیح طلب سوم کے۔ باوجود اس کے
کہ مدعی اپنے منصب سے بحیثیت قابض گدی اوتار دیا گیا ہے اور ناتہہ دوار سے نکالدیا گیا جیسا
کہ بیان تحریری مدعا علیہ نمبر۲ میں بیان کیا گیا ہے مدعی مستحق قبضہ مکان متدعویہ کا اور اسکے زر کرایہ و
منافع کا تابع اس امر کے ہے جسکا فیصلہ امر تنقیح طلب ششم میں کیا گیا ہے نسبت امر تنقیح طلب چہارم
مکان مذکور جائز طور پر گدی سری ناتہہ جی کو دیا گیا ہے نسبت امر پنجم بلحاظ ان حالات کے جو بیان تحریری
مدعا علیہ نمبر۲ میں ... کئے گئے ہیں مدعی کو دعوے جائز نسبت
مکان مذکور یا اسکے ... تابع اس حق مدعا علیہ نمبرا کے حاصل ہے کہ تاحیات اپنے منزل اول مکان
میں سکونت رکہے نسبت امر ششم بلحاظ شرائط وصیتنامہ متذکرہ عرضی نالش مدعا علیہ نمبرا کو حق
قانونی سکونت رکہنے کا تاحیات اپنے صرف منزل اول مکان مذکور میں بلا ادائے کرایہ مگر نہ کسی دوسرے
حصہ مکان مذکور میں حاصل ہے نسبت امر ہفتم ... کو یہ استحقاق حاصل ہے کہ مدعا علیہ کو بعد ازاں مکان
مذکور سے سوائے منزل اول کے بیدخل کرے نسبت نمبر ہشتم کے۔ امر تنقیح طلب نمبرا جہاں تک جائداد
گدی واقعہ ... کو علاقہ ہے اس تجویز شدہ ہے اور میں ڈگری بحق مدعی صادر کرتا ہوں۔
بدیں قرار دیتا ہوں کہ مدعی بطور مالک وقائمقام گدی سری ناتہہ جی کے مستحق قبضہ مکان متدعویہ ... کا تابع اس حق

سنہ ۱۸۹۳ء
گوساجی بھگوانداس گردھری
بنام
مادھوجی پریم جی

مادھوجی پریم جی مُدعا علیہ نمبر ۱ سے کہ وہ تاحیات منزل اول مکان مذکورہ میں بلا ادائے کرایہ کے سکونت رکھے اور میں یہ حکم دیتا ہوں کہ مُدعا علیہما مکان سکونت مذکورہ کو بجز منزل اول کے جانب مُدعی منتقل کر دیں اور اُسکے حوالہ کر دیں اور وہ جملہ اسنادِ تملیکی لا دیں اور دستاویزات اور اقرارنامجات مذکورہ پیش کریں حاکم اجلاس جو ہمیں اُسے تملیں آوے اور یہ حکم دیتا ہوں کہ حکم بنام کمشنر عدالت ہذا جاری ہو کہ حساب زر کرایہ و منافع مکان مذکور کا سوائے زر کرایہ و منافع منزل اول مکان مذکور کے سے ابتدائے اسی سنہ جو بعد مُجرائے جملہ ضروری و منافع اخراجات کے کرے اور جب زر مذکور اس طور پر تحقیق ہو جاوے تو مُدعا علیہما یا وہ شخص اُن میں سے جس نے زر مذکور پایا ہو اُسکو حوالہ مُدعی کر دے ۔

رہا خرچہ۔ مُدعی نے مُدعا علیہ نمبر ۱ کے حق سکونت منزل اول مکان سے تاحیات اُسکے انکار کیا اور اسبات کو مدعی ثابت نہ کر سکا مُدعا علیہ نمبر ۱ نے اپنے بیان تحریری میں حق مُدعی سے نسبت حاصل کرنے دادرسی کسی قسم کے انکار کیا اور یہ استدعا کی کہ نالش معہ خرچہ ڈسمس کیجاوے چونکہ اُن دونو فریق میں سے ایک جزو ہارا اور جزو جیتا لہٰذا میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ باہم اُن دونوں فریق کے ہر فریق اپنا خرچہ بابت نالش ہذا ادا کرے۔ رہا مُدعا علیہ نمبر ۲ سو امر تنقیح طلب مابین اُسکے و مُدعی کے دو مرتبہ خلاف اُسکے پیشتر فیصلہ ہو چکا ہے اور امر تجویز شدہ ہے۔ میں حکم دیتا ہوں کہ مُدعا علیہ نمبر ۲ مُدعی کو اُسکا (مدعی کا) خرچہ نالش ہذا ادا کرے سوائے خرچہ کے جسکی نسبت مابین اُسکے و مُدعی کے حکم دینا ملتوی رکھا گیا ہو اور مُدعا علیہ نمبر ۱ اپنا خرچہ نالش کا ادا کرے بقیہ ہدایت و خرچہ مزید کی نسبت حکم دینا ملتوی رکھا جاتا ہے۔ جملہ فریقین کو اجازت دیجاتی ہے کہ جیسا اُن کو مشورہ دیا جاتا ہے مطابق اُسکے درخواست کریں۔

اٹرنی منجانب مُدعی مسٹر کھانڈے راؤ موہروجی ۔

اٹرنیان منجانب مُدعا علیہ نمبر ۱ مسٹران کرافورڈ و برڈر و کمپنی ۔

اٹرنیان منجانب مُدعا علیہ نمبر ۲ مسٹران بھائی شنکر و کانگا ۔

نوٹ

صیغہ ابتدائی دیوانی

قبل جسٹس [illegible] صاحب

۱۸۹۳ء [illegible] دسمبر

[illegible] گوسرا [illegible] بنام [illegible] گوبند [illegible] (مدعاعلیہ)

[illegible] نسبت [illegible] واقع بیرون [illegible] دو [illegible]

[illegible] قبضہ [illegible] تقرر [illegible]

[illegible]

[illegible]

ذکو [illegible] اعلت [illegible] مستقل نہ لیا جائے ۔

[illegible] مجوزہ [illegible] نسبت [illegible] کے ثابت ہوئی [illegible]

قابض [illegible] تھا اور بہت برسوں سے قابض رہا تھا [illegible] ریاست غیر مدعاعلیہ کے [illegible]

اور مدعی کو واسطے گدی کے بجائے مدعاعلیہ کے تجویز کیے جانے سے نسبت [illegible] واقع [illegible] کے حق [illegible]

مدعی منتقل نہیں ہے اور جو محل تصرف ہے اسلئے اسکی بناپر نالش نہیں ہوسکتی اور وہ بطور [illegible] ریاست غیر کے [illegible]

مدعی سنے واسطے استقرار اس امر کے نالش کی کہ وہ مستحق تھا بمعاوضہ متعلقہ دکان [illegible] سونے کا [illegible]

بھائی [illegible] بمقام بمبئی ہوتا تھا

مدعی لیہ [illegible] مدعاعلیہ کے [illegible] دعوی قبضہ اہتمام [illegible] متنازعہ کا بذریعہ [illegible] استحقاق کے کیا کہ وہ بوجہ بری اعلی مندر [illegible]

مقام [illegible] واقع ہوا تعلقہ ہزہائنس مہارانا صاحب [illegible] کا ہے ۔

[illegible] عوی ہے یہ بیان تھا کہ مندر مذکور کو ہندو [illegible] فرقہ [illegible] مانتے ہیں اور اسکی تعظیم کرتے ہیں اور بہت سی [illegible] اور [illegible]

اور [illegible] دقتاً فوقتاً اہل فرقہ مذکور نے مختلف حصص ہند [illegible] مندر مذکور کو چڑھائی ہیں اور چڑھا دی ہیں [illegible] جسکو [illegible] اور [illegible]

[illegible] چڑھاتی میں بغرض [illegible] اور سبب مذکور آسانی وصول کیجا سکیں [illegible] اور چڑھاوہ مذکور [illegible] مندر مناسب [illegible] کام میں آوی

نالش نمبر [illegible] بابت ۱۸۹۳ء

۱۸۸۵ء
[illegible] بنام [illegible]

تہ یہان بعض دکانات مختلف حصص ہند میں جو مبئی کے شہر گلی [illegible] دکان [illegible]
پرشو [illegible] مکان [illegible] بنایا گیا تھا -

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مالک [illegible] تسلیم کیا -

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مدعا علیہ نے اپنا بیان تحریری داخل کیا جسمین [illegible] پوجاری اعلی [illegible]

[illegible] اور مدعی کو نسبت انکے [illegible]

واقعات پنجم و ششم بیان تحریری حسب ذیل ہین

۵- مدعا علیہ عذر کرتا ہے کہ مدعی نے اپنی خوشی سے نالش ہذا دائر نہین کی ہے بلکہ دربار اودے پور مذکور نے اُسکو نالش کے دائر
کرنے پر مجبور کیا ہے اور دربار موصوف نے ۱۸۷۶ء سے تمام کل دربار مذکور [illegible] حفاظت خزانہ مند [illegible] انتظام اُسکے
روپیہ کا اپنے اختیار مین لے لیا ہے اور اب بھی دربار مذکور کے اختیار مین ہے

۶- دربار اودے پور نے بطریق تذکرہ دفعہ ملحق الذکر اس وجہ سے عمل کیا کہ مدعا علیہ نے بحیثیت پوجاری اعلی مذکور دربار موصوف
کی حکومت دنیوی سے قلمرو مذکور [illegible] اور دربار موصوف کے اس حق کے تسلیم کرنے سے انکار کیا کہ دربار موصوف قلمرو مذکور
مین تجویز ثانی اور اختیار سماعت اپیل کا استعمال کرے اور مدعا علیہ حجت کریگا کہ وہ ایسا انکار صحیح طور پر کرسکتا ہے ۔

مدعی نے ایک سوال بنام مدعا علیہ واسطے اظہار وجہ اس امر کے داخل کی کہ وہ کیون اس بات سے نہ روکا جاوے کہ دکان مذکور
کے روپیہ کو وصول و صرف کرے اور بہی کھاتہ مین تصرف کرے الخ اور رسیور کیون مقرر نہ کیا جاوے -

سوال واسطے سماعت کے بتاریخ ۵- دسمبر ۱۸۸۴ء پیش ہوئی اور سماعت اسکی آٹھ روز تک ہوتی رہی -

سری ہالگی سامی بنام گوسامی شری گردہر لال جی

لیتہم وسیکفرسن و نوبر برٹی نے منجانب مدعاعلیہ وجہ ظاہر کی

کونسل موصوفان نے حوالہ اسناد ذیل کا دیا۔ ڈنکلینڈ بنام ایم گنسی (۱) و مقدمہ نخور (۲) و عہدنامجات مجموعہ ایچسین صاحب جلد ۴ صفحہ ۴ لغایت ۷-۱۲ و سری بیج بہوکن جی مہاراج بنام سری گوکلستو جی مہاراج (۳) و کتاب وقائع دعالات قدیم رجہتھان مصنفہ ٹاڈ صاحب جلد اول باب ۱۹ صفحہ ۴،۷،۴ (طبع دوم) و فارسٹیر بنام سکرٹری آف اسٹیٹ (۴) و راجہ سالگرام بنام سکرٹری آف اسٹیٹ (۵) و کیسٹر یکٹ بنام امری (۶) و گوڈ ارڈ بنام گرے لے (۷) و گوبن بنام ایڈمسن (۸) و سیر بنام انی (۹) و رنا بنام پیڑوکا چنیو (۱۰)

جل و اسٹار لگٹ ٹیلنگ نے منجانب مدعی تائید دلائل کی۔

کونسل موصوفان نے حوالہ اسناد ذیل کا دیا۔ ٹالیٹ بنام ہو اسکاٹ (۱۱) و سرد ا بہگوان سنگہ بنام سکرٹری آف اسٹیٹ ہند (۱۲) و راڈکنور بائی بنام گہول سری سر سنگ جی (۱۳) و فارسٹر بنام سکرٹری آف اسٹیٹ (۱۴) و عہدنامجات مجموعہ ایچسین صاحب جلد ۴ صفحہ ۱ وکتاب وقائع وغیرہ رجہستان مصنفہ ٹاڈ صاحب جلد اول (طبع سوم) صفحہ ۴،۷،۴ و کتاب ٹیل صاحب صفحہ ۲ دفعہ ۴ در باب قانون باہمی اقوام مولفہ ہوئیٹن صاحب دفعات ۱۰،۹،۱۲ و ۳۳ مقدمہ واسطے غور کے ملتوی کیا گیا

واقع ۲۹ اپریل ۱۸۹۳ء بیلی صاحب جسٹس۔ استعدمدعی جسکی عمر اب ۴ برس کی ہے یہ بیان کرتا ہے کہ وہ اعلی پوجاری مندر سری ناتہہ جی واقع ناتہہ دوارکا ہے اور اس حیثیت سے یہ دعوی کرتا ہے کہ وہ مستحق تمام جائداد متعلقہ مندر مذکور کا ہے۔ حلفنامجات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مندر مذکور کی آمدنی سالانہ کرایہ دیہات اور دیگر ذرائع سے مبلغ سات لاکہہ روپیہ سے زیادہ ہے اور خرچ روزانہ متعلق قیام مندر پوجا کے قریب دس ہزار روپیہ کے ہے

مدعاعلیہ پدر مدعی ہے اور ۱۸۷۶ء تک بطور پوجاری اعلی اوس گدی نشین مندر تہا اور مہتمم کل جائداد کا تہا

واضح ہوتا ہے کہ عہدہ پوجاری اعلی کا موروثی ہے اور مدعاعلیہ ۳ برس تک اس منصب پر مامور رہا۔ حلفنامجات سے ثابت ہوتا ہے کہ مدعاعلیہ لا مستقیمہ بڑی شاخ خاندان میں ہوکر اس شخص کی ہے جو بوجہ آزار رسانی شاہ اورنگ زیب کے راجپوتانہ میں بہاگ آیا اور وہان آباد ہوا اور جس نے بالاخر بمقام ناتہہ دوارا مندر متنازعہ قائم کیا اور اسمین وہ سب زیادہ پاک مورت سہاپن کی جسکو کثیر التعداد اور ذی مقدور اہل فرقہ ولیشنو یا بلبہہ چاری پوجتے ہین۔

بتاریخ ۸ مئی ۱۸۷۶ء مدعاعلیہ بعلت کسی بدچلنی مظہرہ کے بحکم صاحب پولیٹکل ایجنٹ میواڑ و رانا صاحب اودے پور گدی سے اوتار دیا گیا اور ناتہہ دوارہ سے نکالدیا گیا اسوقت مدعی اسکا پسر گدی پر بٹہا لا گیا اور اوسنے بحیثیت پوجاری اعلی مندر پر قبضہ کیا اور اسوقت سے اہل فرقہ ویشنو اسکو بطور پوجاری اعلی کے مانتے ہین نقل سارٹیفکٹ کرنیل امپی صاحب پولیٹکل ایجنٹ میواڑ منسلک کیے از حلفنامجات ہے اور وہ حسب ذیل ہے۔

(۱) رپورٹ نیپ صاحب جلد ۱ صفحہ ۳ (۲) ایپلیاٹ ہند مولفہ مور صاحب جلد ۷ صفحہ ۴۷۴ و مقدمات پریوی کونسل دافعہ مور صاحب جلد ۱۳ صفحہ ۲۲-
(۳) رپورٹ بورڈیل صاحب جلد ۱ صفحہ ۳۰۲ (۴) بنگال لارپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۲۰ (۵) بنگال لارپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۷-
(۶) لارپورٹ ہوس آف لارڈس جلد ۴ صفحہ ۱۳۴ (۷) لارپورٹ کومنس بنچ جلد ۲ صفحہ ۱۳۹ (۸) لارپورٹ انگلش جلد ۱ صفحہ ۳۴۵ بر طبق اپیل کمپیجکر دو بٹرن جلد ۱ صفحہ ۱ (۹) رپورٹ کاسن پلینز و دینسلن جلد ۱ صفحہ ۳۵۰ - (۱۰) مقدمات پریوی کونسل مولفہ مور صاحب جلد ۸ (سلسلہ جدید) صفحہ ۳۷۵ (۱۱) رپورٹ کے دجالس صاحان جلد ۴ صفحہ ۴۹ (۱۲) لارپورٹ اپیلیاٹ ہند جلد ۴ صفحہ ۴۳ -
(۱۳) رپورٹ ۔۔۔ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۱۵۰ (صیغہ ابتدائی دیوانی) (۱۴) بنگال لارپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۰

۱۸۹۳ء

سرمان گوسامی
بنام
گوسامی شری
گردھر لال جی

"تصدیق کیجاتی ہے کہ گردھاری لعل جی عہدہ پوجاری اعلی مندر مہاراج ناتھ دوارا واقع میواڑ سے بحکم پولٹیکل ایجنٹ دربار کے بتاریخ ۔۔ مئی ۱۸۷۶ء اتارا گیا تھا اور ناتھ دوارا سے نکالدیا گیا تھا اور گوبردھن لال جی پسر گردھاری لال جی موصوف گدی ناتھ دوارا پر بطور پوجاری اعلی مندر کے بٹھالایا گیا تھا کہ بجائے اپنے باپ مہاراجہ سابق گوسامی گردھاری لال جی کے تمام آمدنی و حلوفات متعلقہ مندر مذکور پر متصرف ہوا در گردھر لال جی اب مہاراجہ ناتھ دوارا کا ہے"۔

یہ قیاس کرلینا چاہیے کہ حکام ریاست اودے پور نے یہ خیال کیا کہ طریق عمل مدعاعلیہ کا ایسا ہے کہ جس سے اُسکا گدی سے اُتارنا جائز ہے مگر حکام موصوف نے منجملہ آمدنی مندر کے وظیفہ مبلغ الــــ ماہواری مدعاعلیہ کو عطا کیا فوراً بر طبق گدی سے اُتارے جانے مدعاعلیہ کے مدعی گدی پر بطور پوجاری اعلی کے بٹھلایا گیا اور اُسوقت سے برابر مدعی اُس منصب پر ہے۔

مقدمہ حال میں مدعی نے بحیثیت پوجاری اعلی مندر مذکور کے ستدعی دلا پانے ایسی جائداد کا ہے جو علاقہ دربار اودے پور میں واقع نہیں ہے بلکہ بلدہ بمبئی میں اور اندر علاقہ عدالت ہذا کے واقع ہے رو لی ہائی بالی حال مدعی نے بنام مدعاعلیہ اسلئے اظہار و جواس امر کے تمال کی ہے کہ وہ کیون اس بات سے منع کیا جاوے کہ زر نقد و جائداد منقولہ متعلقہ دکان بنیت داس پرشوتم داس کو لیا یا اُسکو تصرف کرے اور بہی کہا تہ میں ست اندازی یا تغیر و تبدل کرے اور نیز وجہ اس بات کی ظاہر کرے کہ رسیور کیون مقرر کیا جاوے یہ امر ہمارا نزدیک ظاہر ہے کہ مدعی پر لازم ہے کہ نسبت اس جائداد کے جسکا وہ دعویدار ہے منصب ثابت کرے اور مدعی پر پابندی استقرار مدعی کی لازم ہے جو اُسکی عرضی نالش میں بیان کیا گیا ہے انتیاں چند رسنگہ بنام شاما چرن بہٹو (۱)

دو خاص امور کی نسبت بحث کی گئی ہے۔ اولاً آیا مدعاعلیہ کا گدی سے اتارا جانا جائز تہا ثانیاً آیا مدعاعلیہ کے بحکم حکام اودے پور گدی سے اتارے جانے سے اُسکے حق میں نسبت جائداد واقع بمبئی کے جسپر وہ زمانہ دراز تک قابض رہا تہا خلل آیا یا نہیں اور آیا اُسکا اثر کسی نہج پر ہوا تہا یا نہیں کہ اُسکا حق نسبت جائداد مذکور بجانب مدعی منتقل ہوگیا۔

ان دونوں امور کی وجہ سے ہمکو اس بات پر غور کرنا لازم آتا ہے کہ مدعاعلیہ کی حیثیت بطور پوجاری اعلی کے کیا تہی اور باہم اُسکے اور دربار اودے پور کے کیا تعلق تہا۔ حاکم عالی مقام نے تذکرہ تواریخ و نوعیت مندر کا جسطور پر کہ تواریخ راجستہان مصنفہ ٹاد صاحب و تصنیفات ہورلیس ہیمین ولسن صاحب میں بیان کی گئی ہے فرمایا اور بعدہ یہ فرمایا) جائداد بمبئی متعلق عہدہ پوجاری اعلی سری ناتھ جی کے تہی جو مندر ناتھ دوارا کے قائم ہونے سے بہت پہلے سے تہا اس شہادت سے جو روبرو عدالت کے موجود ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مدعاعلیہ کا منصب اور حیثیت پوجاری اور وہ عجیب تعظیم جو اُسکی کیجاتی ہے اُسکی نسبت سے پیدا ہوتی ہے اور اُسکے معتقدان اول درجہ بہت سے انہیں سے مدعاعلیہ کو بطور اوتار دیوتا کے سمجہتے ہیں مدعاعلیہ کا بیان ہے اور حلفنامجات سے ظاہراً اُسکی تائید ہوتی ہے کہ ابتدا زدہ اُسکے مورث مداخلت و نگرانی دربار اودے پور سے بالکل علیحدہ تہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حالت ۱۸۲۶ء تک رہی (بعدہ حاکم عالیمقام نے بسلسلہ حوالہ حلفنامجات کا تعلق وجہ گدی سے اتارے جانے مدعاعلیہ کے دیا اور بعدہ یہ فرمایا) مدعاعلیہ بوجہ بدچلنی کے گدی سے نہیں اتارا گیا بلکہ اسوجہ سے کہ وہ ایسے حقوق کا دعوی کرتا تہا جو دربار اور پولٹیکل ایجنٹ کے مزاج کے خلاف تہے فی الحقیقت مدعاعلیہ اسوجہ سے گدی سے اتارا گیا کہ وہ اختیار دربار کو قبول نہ کرتا تہا میرا یہ ارادہ نہیں ہے کہ نسبت جواز یا عدم جواز مدعاعلیہ کے گدی سے اتارے جانیکی کوئی امر ظاہر کرون خواہ وہ فعل خسروانہ تصور کیا جاوے خواہ وہ مشابہہ تجویز ریاست

(۱) اپیلہائے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱ صفحہ

[illegible] کسی صورت میں [illegible] حق [illegible] نہیں [illegible] اگر [illegible]

[illegible] عدالت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ول مسترد ہوئی۔

[illegible] اپیل کیا گیا بتاریخ [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] کیا اور حکم جج صاحب [illegible] بحال رکھا۔

[illegible]

[illegible] جانب [illegible] مسٹران [illegible]

اجلاس کامل

باجلاس بیلی صاحب جسٹس (قائم مقام) و جارڈین صاحب جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس | سنہ ۱۸۹۲ ۲۴ جولائی

بائی گنگو (سائلہ) بنام شوتو یار (رسپانڈنٹ)*

طلاق شوہر و زوجہ۔ ڈگری جو محض بربنائے تسلیم بر بلا قلمبند کرنے شہادت کے ہو۔ زنا۔ سازش عمداً آمد ضابطہ۔ ایکٹ طلاق ہند (نمبر ۴ بابت سنہ ۱۸۶۹ع) دفعات ۳ ضمن ۲۳ و ۱۴ و ۱۷۔

ڈگری انفساخ ازدواج محض بربنائے تسلیم او بلا قلمبند کرنے شہادت کے صادر نہیں ہو سکتی

یہ استصواب بی میکا رکل ڈسٹرکٹ جج احمد آباد نے بموجب دفعہ ۱۷ ایکٹ طلاق ہند (۴ سنہ ۱۸۶۹ع) کے کیا بائی گنگو عیسائی ساکن شاہ آباد ضلع احمد آباد نے ایک نالش بنام اپنے شوہر

---

(۱) لا ریپورٹ گورنمنٹ بنچ ڈویژن جلد ۶ صفحہ ۱۳۹ * استصواب نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۹۱ع

سنہ ۱۹۵۵ء

[illegible]

شوہر کو یہ حق ہے حسب احکام ایکٹ طلاق ہنود نمبر ۲۵ سنہ ۱۹۵۵ء بغرض حصول ڈگری انفساخ ازدواج [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

(۱) لا رپورٹ پریوی کونسل جلد ا صفحہ ۱۸۰۔

(۲) لا رپورٹ پریوی کونسل جلد ا صفحہ ۳

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۶۸۸

سنہ ۱۸۹۳ء
الی سنکو بنام مشوتوبا

مقدمہ واسطے تحقیقات مزید شہادت کے عدالت ضلع مین واپس جانا چاہیے کیونکہ سائل پر ثابت کرنا ازدواج وسکونت اور زنا اور چھوڑنا دونون کا لازم ہے اور بلحاظ دفعہ ۱۷ ایکٹ طلاق ہند جو حکم اجرائے ڈگری انفساخ نکاح کے بابت کرنا واجب ہے نتیجہ کی تصدیق عدالت ہائی کورٹ مین اندر چار ماہ کے ہونی چاہیے ۔

مسل اپیل اسکے حکم ہوا

استصواب فوجداری

باجلاس جارڈین صاحب جسٹس وٹیلنگ صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند بنام بوستان ولد فتح خان

مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) دفعہ ۸۱۔ فعل جس سے نقصان کا احتمال ہو بلا نیت مجرمانہ اور بغرض انسداد نقصان دیگر کے کیا گیا ہو ۔

ملزم ایک سپاہی ہندوستانی رجمنٹ پیدل کا تھا بوقت لگنے آگ کے شہر احمدنگر مین ملزم اور بقیہ سپاہی ایک کمپنی کے آگ کے بجھانیمین مدد کرنیکے لئے آئے ملزم اور دیگر سپاہیون کو اُنکے افسر نے ساتھ اس حکم کے تعینات کیا کہ اس مکان کے محاذ مین جسمین آگ لگی تھی کسیقدر میدان صاف رکھین اور کسی شخص کو جو وردی پہنے ہو اُس جگہ مین مداخلت کرنے دین ملازمان پولیس بھی بماتحتی اپنے چیف کانسٹبل تھے کے اُس مقام پر جہان آگ لگی تھی کام مین مصروف تھے اور جب بعض ان ملازمان پولیس مین سے گھوڑے پیچھے سے آئے تو سنتریون نے انکو آگاہ کیا کہ علیحدہ رہین باہم سپاہیان جنگی اور پولیس کے تکرار ہوئی اور ملزم نے چیف کانسٹبل کے لات ماری اسکی بابت اسپر روبرو مجسٹریٹ کے الزام لگایا گیا اور جرم بالارادہ ضرر پہنچانیکے حسب دفعہ ۳۲۳ مجموعہ تعزیرات اُسپر جرمانہ ہوا شہادت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ملازمان پولیس نے گارڈ جنگی کے بیچ مین ہوکر جانا چاہا جسکے روکنے کو وہ تعینات کیا گیا تھا اور مزید برآن ثابت ہوا کہ چیف کانسٹبل وردی پہنے نہ تھا اور ملزم کو معلوم نہ تھا کہ وہ کون ہے ، یہ بیان نہین کیا گیا تھا کہ لات ضرورت سے زیادہ زور سے ماری گئی تھی ۔

تجویز هوئی کہ تجویز ثبوت جرم ناقص ہے چونکہ مجسٹریٹ نے یہ تجویز کی کہ چیف کانسٹبل وردی پہنے ہوئے نہ تھا اور ملزم نہین جانتا تھا کہ وہ کون ہے لہذا لات بطریق جائز اسغرض سے بہ نیک نیتی ماری گئی کہ حسب دفعہ ۸۱ مجموعہ تعزیرات ہند اُس سے عظیم تر نقصان روکا جاوے اور اسغرض سے کہ بذریعہ اُسکے تعمیل حکم فوجی عمل مین آوے

یہ استصواب حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) منجانب صاحب مجسٹریٹ احمدنگر کیا گیا تھا

استصواب بعبارت ذیل تھا ۔

"ملزمان سپاہی اٹھوین رجمنٹ بمبئی انفنٹری کے ہین یکم اپریل سنہ ۱۸۹۲ء کی رات کو شہر احمدنگر مین ایک جگہ آگ لگی اور رجمنٹ مذکور کی ایک کمپنی اُسکے بجھانیمین مدد دینے کیلئے آئی ملزمان کو مع دیگر سپاہیون کے

نوٹ ۔ استصواب فوجداری نمبر ۲۹ سنہ ۱۸۹۲ء

۱۸۹۲

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام بوستان ولد حق نواز

انکے افسر نے ساتھ اس حکم کے تعینات کیا کہ اُس مکان کے سامنے جسمین آگ لگی ہی نسبتاً قدرے سوا اپنے ہاتھ رکھین بذریعہ لٹیس۔ مگر سپاہیان انکو یہ حکم ملا تھا کہ کسی شخص کو جو وردی نہ پہنے ہوا اُس میدان کے اندر داخل نہ ہونے دین ملازمان پولیس ہی یہ ماتحتی چیف کانسٹبل شہر کے اُس مقام پر جہان آگ لگی تہی کام کر رہے تہے اور جب بعض اُنمین سے پیچھے سے گھوم کر نکل رہے کے محاذ مین آئے تو انہون نے دیکھا کہ سنتریون نے الٹے علیحدہ ہٹنے کو کہا معلوم ہوتا ہے کہ باہم جھگڑا ہوا اور ملازمان پولیس کے تکرار ہوئی اور بیان کیا جاتا ہے کہ اثنائے اُس تکرار مین ملزم جو سنتری تہا چیف کانسٹبل مذکور کے ایک لات ماری

راؤ بہادر ہور وچنتامن جوشی مجسٹریٹ درجہ اول نے ملزم کو مجرم بالارادہ ضرر پہونچانا چیف کانسٹبل کو تجویز کیا اور حسب دفعہ ۳۲۳ مجموعہ تعزیرات ہند حکم سزائے جرمانہ عہ کا صادر کیا۔

"میری دانست مین بوستان نے ارتکاب کسی جرم کا نہین کیا عدالت نے یہ نتیجہ غلط اخذ کیا کہ ایسے سنتری کو جو ایسے موقع پر کہ جہان ملزم متعین تہا ہو جائز نہ تہا کہ کسی شخص کے کوئی کیا بکہ نہو جو اُسکے گارڈ مین ہوکر جانا چاہتے لات مارے مین اس بات کے کہنے پر آمادہ نہین ہون کہ ایسے حالات مین سنتری کیا کر سکتا ہے لیکن مین خیال کرتا ہون کہ اُسکو ہر قسم کا جبر معقول استعمال کرنا جائز ہے اور استعمال قانون کا خاص حالات مین غیر معقول نہین ہو سکتا یہ امر بالکل تحقیق ہے کہ ملازمان پولیس نے اُسکا گارڈ کے بیچ مین ہوکر جانا چاہا جو حسب ہدایات ایڈجوٹینٹ تعینات کیا گیا تہا مزید برآن شہادت سے پایا جاتا ہے کہ اور مجسٹریٹ نے بہی یہی تجویز کی ہے کہ چیف کانسٹبل بلا وردی کے تہا اور ملزم کو اسبات کا کچھ علم نہ تہا کہ وہ کون ہے۔ یہ بیان نہین کیا گیا ہی کہ لات ضرورت سے زیادہ زور کی تہی یا آنکہ اُس سے کوئی ضرر پہونچی اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ٹہیک اسیقدر استعمال لات کا تہا کہ جو اس غرض سے ضرور ہو سکتا تہا کہ اُس میدان مین مداخلت کرنیوالا جسکی حفاظت کیلئے سنتری تعینات کئے گئے تہے وہان سے ٹال دیا جاوے یہ بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ اگر وہ شخص جسکے سنتری کی لات لگی معمولی آدمی ہوتا تو استغاثہ دائر نہو تا یا اگر دائر ہوتا تو اُسمین کامیابی نہوتی میری یہ رائے ہی کہ حکم سزا مسترد ہونا چاہیے"

منجانب سرکار خواہ منجانب ملزم کوئی شخص حاضر نہین ہوا۔

جارڈین صاحب جٹس ۔ شہادت مین نسبت اس امر کے کسیقدر اختلاف ہی کہ آیا جیسا ایک گواہ نے بیان کیا ہے جنگی سپاہیون کو یہ حکم تہا کہ کسی شخص کو جو وردی نہ پہنے ہو مکان کے محاذ مین نہ آنے دین یا صرف یہ حکم تہا کہ کسی شخص کو اُس وقت تک وہان نجانے دین

سنہ ۱۸۹۲ء

قیصر ہند بنام لوبستان ولد فتح خان

که یه تحقیق هو جاوے که وه فی الحقیقت اپنے منصبی کام پر ہے ہمکو کچہ شک نہین ہے که بموجب حکم کے گارڈ فوجی کو یه ہدایت تہی که اشخاص محکمہ سول کو جس حد تک آنے دینے کی بموجب قانون کے اجازت ہونی چاہیئے آنے دین کیونکہ گارڈ جنگی پر بہ ماتحتی حکام سول جو بزمانہ صلح ذمہ دار قائم رکہنے انتظام عام کے ہین کام کرنا اسی طور پر لازم تہا که جسطور پر دیگر خیر اندیش باشندگان شہر جو اپنے اس حق قانونی کو استعمال مین لاوین که دیگر اشخاص کی ذات و جائداد کو تشدد یا غارتگری بیجا سے بچا دین یہ مقدمہ ایسا نہین ہے جس سے باب ۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری (نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) واسطے حفاظت اس جنگی سپاہی کے متعلق ہو جو کسی مجمع خلاف قانون کے منتشر کرنے مین بمتابعت ایسے حکم کے عمل کرے جسکی متابعت کرنا بموجب قانون فوجی لازم ہے اسصورت کی نسبت غور کرنیکی ضرورت نہین ہے که کوئی جنگی سپاہی بمتابعت ایسے حکم کے ایسے سول افسر کو جبکو وہ جانتا ہو که ایسا افسر ہے انصرام اُسکے فرایض مین معمولی زمانہ امن مین روکے مقدمہ حال مین کوئی نیت مجرمانہ نہ تہی لات مارنا ایک ملائم اور بلا خونریزی کا طریقہ تعمیل حکم فوجی کا تہا اور تجویز ہوا ہے که ملزم یہ نہین جانتا تہا که چیف کنسٹبل کون ہے اور یہ تجویز نہین ہوا ہے که بلحاظ جملہ حالات اُسکو قیاس کر لینا چاہیئے تہا که وہ چیف کنسٹبل ہے ہمکو کچہ شک نہین ہے که اگر چیف کنسٹبل ایک عہدہ دار نہوتا تو سپاہی جنگی بموجب قانون معمولی اُسکے روکنے اور بحالت ضرورت لات مارنے مین مجرم کسی جرم کا نہوگا اگر سپاہی مذکور بہ نیک نیتی یہ خیال کرتا که وہ شخص جو گارڈ کے بیچ مین ہو کر نکلتا ہے ایسا کرنے مین اُس حفاظت جائداد کو دور کرتا ہے جو بذریعہ موجودگی گارڈ قائم کی گئی ہے لات مارنا بموجب دفعہ ۸۱ مجموعہ تعزیرات (۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) اس نظر سے که وہ بہ نیک نیتی بغرض انسداد عظیم تر نقصان یعنی لوٹے جانے مکان کے یا پہیلنے آگ کے ماری گئی اُسی اصول پر جائز ہوگا که جس اصول پر وہ شخص بذریعہ دفعہ مذکور معاف ہے جو عظیم آتشزدگی مین اور لوگون کے مکان اسغرض سے منہدم کرے که آگ آگے نہ بڑہے چونکہ لوبستان چیف کنسٹبل کو اعتبار عہدہ نہین جانتا تہا اور یہ لاعلمی نسبت ایک امر واقعہ کے تہی نہ امر قانونی کے لہذا اُسکی نسبت اسطور پر عمل کرنا چاہیئے که گویا چیف کنسٹبل ایک معمولی تہا اور صاحب مجسٹریٹ ضلع احمدنگر کی یہ رائے قانونی صحیح ہے که تجویز ثبوت جرم و حکم سزا غلط ہین اب ہم تجویز ثبوت جرم و حکم سزا کو منسوخ کرتے ہین۔

تجویز ثبوت جرم منسوخ کی گئی۔

---

۲۵ - اگست ۱۸۹۲ء

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بیلی صاحب چیف جسٹس (قائم مقام) وکینڈی صاحب جسٹس

اجیل نرسنگہ ہیگڈے و یک کس دیگر (ابتدائً مدعا علیہما) اپیلانٹان - بنام

شمرکولی تما یا ہیگڈے - (ابتدائً مدعی) رسپانڈنٹ نمبر ۱

مجموعہ ضابطہ دیوانی (نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۴۴ - تاثیر حکم بکارروائیات اجرائے ڈگری کوئی ضروری فریق اس تحقیقات کا نہین ہے جو ایک کارروائی قرقی کے کیجاوے

مدعی نے ایک ڈگری حاصل کی - مدعا علیہم نے اپیل کیا - بروقت سماعت اپیل بعدالت ضلع ایک بحث نسبت اس امر کے اٹھائی گئی کہ ایا مدعا علیہم بروے میعاد دیڑہ اور رہن جوازی اور صلیت سے انکار کرنیسے ممنوع نہین ہین کیونکہ نامبردگان حاصل کارروائیات اجرائے مین جو ۱۸۹۰ء مین واقع ہوئین ایسا کرنیمین ناکامیاب ہوئے ہین یہ ظاہر ہوا کہ باجرائے ایک ڈگری برخلاف باپ اور چچا مدعا علیہم مین یہ اراضیات قرق ہوچکی تہین - مدعی اُس وقعہ مزاحم ہوا اور اپنا رہن اور پٹہ جو اُسنے پیش کیا قائم کیا وے ثابت ہوئے تجویزا ور اراضیات کی بابت حکم دیا گیا کہ تابع رہن مدعی کی فروخت کئے جاوین -

برنباے ان واقعات کے ڈسٹرکٹ جج نے تجویز کی کہ بوجہ قرقی اپنی اراضیات کے جو ان کارروائیات اجرا میں عمل مین آئے مدعا علیہم یا تو ڈگریدار کی وجہ اور مدعی کی وجہ کا جسنے مزاحمت کی جوابدہ تہے اور بدینوجہ نامبردگان وہ فریق ہے " برخلاف جسکے حکم صادر کیا گیا تہا " حکم مذکور اپنی تاریخ سے ایک سال کے اندر انکے برخلاف مختتم ہوگیا کیونکہ انہون نے کوئی نالش واسطے قائم کرانے اپنے حق کے (دفعہ ۱۱ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد سنہ ۱۸۷۷ء) نہین کی لہذا وہ اُسنے ڈگری عدالت مرافعہ اولی بحال رکہی -

بر طبق اپیل بحضور ہائیکورٹ بمنسوخی ڈگری عدالت ماتحت **تجویز ہوئی** کہ مدعا علیہم کو بالضرور بطور ان فریق کے خیال نہین کیاجاسکتا برخلاف جنکے حکم بکارروائیات اجرا کے صادر کیا گیا تہا خواہ انہون نے واقعات متعدمہ پر حصر کیا تہا یا نہین - مدالت نے مطابق اُسکے مقدمہ ایسن بہیجا کہ ڈسٹرکٹ جج کو لازم ہے کہ تحقیقات نسبت واقعات کے کرے اور مطابق اُسکے ڈگری صادر کرے -

اپیل دوم بنا راضی ڈگری لے ایچ الوز صاحب ڈسٹرکٹ جج کنارا †

یہ نالش مدعی نے واسطے دلاپانے زر بقایا لگان و سود زر مذکور کے دائر کی تہی مدعی نے قبولیت پیش کی

جسے اُسنے اپنا و ستیلا مدعی کیا -

---

† اپیل دوم نمبر ۲۹۷ ... مقدمہ ہائیکورٹ کی رو سے ایک مختلف امر کی نسبت پہلے پیش ہوا تہا دیکھو انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ...

سنہ ۱۸۹۲ء
اپیل نرسنگ سنگ بنام شنکر

مدعاعلیہما نے (منجملہ دیگر عذرات کے) یہ عذر کیا کہ قبولیت بنائے دعوی اصلی نہیں ہے اور یہ کہ قبولیت انکو متعلق ایک فریبی معاملہ رہن کے جو مدعی نے کیا تہا لکہہ دیگئی تہی -

سبارڈنیٹ جج نے یہ تجویز کی کہ قبولیت ثابت ہے اور ڈگری بحق مدعی صادر کی -

بطبق اپیل منجانب مدعاعلیہما صاحب ڈسٹرکٹ جج نے یہ بحث قائم کی کہ آیا مدعاعلیہما بعلیت جواز رہننامہ (دستاویز نمبر ۴۹) و قبولیت (دستاویز نمبر ۴۶) مستدلہ مدعی سے انکار کرنیسے ممتنع ہیں واضح ہو اکہ اراضی متنازعہ باجرائے ایک ڈگری کے جو بنام ہیرو چچا مدعاعلیہما ایک نالش متدائرہ عدالت سرسری (نمبر ۵۰۹ سنہ ۱۸۸۵ء) مین حاصل کیگئی تہی قرق ہوئی تہی مدعی اسوقت بہ اظہار اپنے رہننامہ دیٹہ کے عذردار ہوا اور اسنے دستاویزات نمبر ۴۹ و ۴۶ پیش کین اس تحقیقات مین جو سبارڈنیٹ جج نے اسوقت کی انہون نے یہ تجویز کیا کہ رہننامہ کاغذ نمبر ۴۹ ثابت ہے اور یہ حکم دیا کہ اراضیات مقروقہ تابع رہن نامہ مدعی نیلام کیجادین برنبا ران واقعات کے ڈسٹرکٹ جج نے بوقت صدور اپنی تجویز کے اسمقدمہ مین یہ تحریر کیا" معلوم ہوتا ہے کہ اب یہ حجت کیجاتی ہے کہ مدیون ڈگری یعنی مدعاعلیہما کو کچہہ اطلاع کارروائیات مذکور کی نہین ہوئی اور وہ فریق کارروائیات مذکور نہ تہے اور اسلئے فیصلہ انپر قابل پابندی نہین ہے مگر مین یقین کرتا ہون کہ یہ حجت بالکل قابل پذیرائی ہے بوجہ قرقی انکی اراضیات کے انکو ضرور اطلاع کافی ہوگئی ہوگی اور کارروائی مابعد مین وہ یا تو ڈگریدار کی جگہ یا مرتہن عذردار کی جگہ" بطور فریق تحقیقات دعوی داخل ہوگئے ہونگے - دیکہو مقدمہ نیٹی ٹم بنام ٹائن باری (۱) اور اسلئے مدعاعلیہما اسیقدر ایسے فریق کے تہے کہ جنکے مقابلہ مین حکم حسب دفعہ مذکور (دفعہ ۲۸۸ - ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء = ۲۸۴ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ء) جسکے بموجب حکم عدالت سرسری صادر ہوا تہا) صادر ہوا کہ جسقدر انکا ڈگریدار پس حکم مذکور بعد انقضائے ایک سال کے تاریخ اسکے صدور یعنی ۵ فروری سنہ ۱۸۹۰ء سے بلا اسکے کہ وہ کوئی نالش واسطے اثبات اپنے حق کے مبرا رہننامہ دیٹہ مظہرہ عذردار سے دائر کرین بمقابلہ انکے قطعی ہوگیا (مد ا ضمیمہ دوم ایکٹ حد سماعت نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) علاوہ برین انکو اس حکم سے یہ فائدہ ہوا کہ انکا قبضہ واقعی قائم رہا "

مدعاعلیہما نے اپیل دوم دائر کیا -

شام راؤ وٹہل منجانب اپیلانٹان - حکم مینکا کارروائیات اجرائے ڈگری بمقابلہ ہمارے واجب التعمیل نہین متصور ہوسکتا

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۲۷۴

جیبل نرسنگ سیلڈی بنام شنکر کوئی ما یا ہیگڈے

کیونکہ ہم کوئی فرق حکم مذکور مین نہتہے شوا پا بنام دادناگا (۱) وکدارناتہہ چیٹرجی بنام رکہل داس چیٹرجی (۲) جو حکم اُسوقت صادر ہوا اسکو اثر امر تجویز شدہ کا حاصل نہین ہوسکتا۔

نارائن گنیش چنداورکر منجانب رسپانڈنٹ۔

ازعدالت۔ صاحب ڈسٹرکٹ جج نے بسند مقدمہ تیٹیم پیریگری پروم بنام ٹامن باری پر مینشورن (۳) یہ تجویز کیا ہے کہ وہ حکم جو عدالت سے کاروائی قرقی مین صادر ہوا قطعی ہے مگر سند مقدمہ مذکور کی نسبت شبہہ کیا گیا ہے دیکھو شوا پا بنام دادناگا یا (۱) وکدارناتہہ چیٹرجی بنام رکہل داس چیٹرجی (۲) جیسا کہ ان مقدمات مین سے پہلے مقدمہ مین نشان دیا گیا تہا مدیونڈگریکی نسبت یہ تصور نہین کیا جا سکتا کہ وہ خواہ مخواہ تحقیقات تہا اور اُسکے مقابلہ مین حکم صادر ہوا بلکہ یہ بات حالات مقدمہ پر منحصر ہوگی۔

پس ضرور ہے کہ ہم ڈگری صاحب ڈسٹرکٹ جج کو منسوخ کرین اور مقدمہ کو واپس کرین تاکہ وہ تحقیقات حالات کی کرین اور مطابق اُسکے حکم صادر کرین خرچہ متعاقب نتیجہ کے ہوگا۔

ڈگری منسوخ ہوئی اور مقدمہ واپس بہیجا گیا

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بیلی صاحب جسٹس (قائمقام) و کینڈی صاحب جسٹس

لالو گگل (ابتدا مدعی) اپیلانٹ بنام بائی موتن بی بی (ابتدا مدعا علیہا) رسپانڈنٹ*

صاحب زمین اور آسامی۔ نالش منجانب اسامی واسطے دلا پانے قبضہ کے بدعویداری بحیثیت مالک کامل کے دعوی مابعد بحیثیت اسامی سالوار جو ناجائز طور پر بیدخل کیگئی ہو۔ نوٹس بیدخلی۔ انکار از استحقاق صاحب زمین۔

مدعی نے بدین بیان نالش واسطے دلا پانے قبضہ خاص کہیت یا وغیرہ کے کی کہ نامبردہ ایک مستقل آسامی علاقہ جسنے حق ذخیلکاری سابق دخیلکار اراضی مذکور سے خرید کیا تہا عدالت ماتحت نے تجویز کی کہ بایعان مدعی محض اسامیان سالوار تہے نہ کہ اسامیان مستقل مگر بیع اُنکے استحقاق کی جو بحق مدعی تہی جائز تہی اور کہ مدعی ناجائز طور پر مدعا علیہ سے بیدخل کیا گیا ہے اور نہ کوئی نوٹس بیدخلی دیا گیا ہے لیکن

تجویز ہوئی کہ مدعی دلاپہین پاسکتا جہانتک کہ اُسکا عرضیدعوے اور طریق مقدمہ اپنے صاحب زمین (مدعا علیہ) کے استحقاق سے انکار کی حد تک پہنچا ہے اپنی نالش مین مدعی کامل ہونیکا دعویدار رہا ہے اور وہ بعدازآن قبضہ پر بحال کئے جانیکے نسبت دعوے بربنا اسوجہ کے نہین کرسکتا کہ وہ بوجہ ہونے ایک اسامی سالوار کے

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۱۴۔
(۲) ” ” کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۶۷۴۔
(۳) رپورٹ ہائی کورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۴۷

* اپیل خاص نمبر ۵۲۲ بابت ۱۸۹۱ء

سنہ ۱۸۹۳ء

لالو گگل
بنام
بائی موتن بی بی

نوٹس بیدخلی کا مستحق تہا جو کہ نہیں دیا گیا تہا۔ دتہو بنام دہندی (۱)

اپیل دوم بناراضی فیصلہ آی ایم ایچ فلٹن صاحب جج ضلع احمد آباد بمقدمہ اپیل نمبر ۳۴۳ سنہ ۱۸۹۹ء

مدعی نے واسطے دلائے پانے دخل بعض کہیتون اور مکانات کے بربنائے بیانات مندرجہ ذیل نالش کی تہی۔

"ٹہوٹی مبارک مین ایک کہیت مدسگہ کا ہے جو بہالا رہا کی دخیلکاری مین تہا اور وہ اسپر قابض اور متصرف تہا نامبردہ نے اس کہیت کو بعوض صہ بذریعہ بیعنامہ رجسٹری شدہ مورخہ ۴ مئی ۱۸۸۶ء بدست میرے بیع کر دیا اور اُس کہیت پر میرا قبضہ کرا دیا گیا تب سے مین پورا مالک ہون علاوہ اسکے دو مکانات متصل چوپال کے اور چار قطع کہیت بیمائشی قریب ملوسگہ کے مین جو ازان لدہا سونا بذریعہ حق مالکانہ مین نامبردہ نے انکو بعوض مبلغ مالہ صہ بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ مورخہ ۱۹ مئی ۱۸۸۶ء بدست میرے بیع کر دیا اور انپر میرا قبضہ کرا دیا۔

"اُسوقت سے مین بہمہ جہت پانچ کہیتون اور دو مکانات کا پورا مالک ہون مین نے بذریعہ اپنے ملازمان کے اُن پانچون کہیتون کی کاشت شروع کی لیکن مدعا علیہم نے جولائی سنہ ۱۸۸۹ء مین میرے ساتہ مزاحمت کی نہ مجکو کہیتون کو کاشت کرنے دیا نہ مکانات پر قبضہ کرنے دیا جولائی سنہ ۱۸۸۹ء مین مدعا علیہم نے جائداد متنازعہ پر دخل کر لیا"

مدعا علیہ نے مدعی کے حق دلا پانے (جائداد سے) بدین بیان انکار کیا کہ بایعان مدعی مالک جائداد متنازعہ نہ تہے بلکہ محض اسامی تہے جو تابع مدعا علیہ قابض تہے، اور بیع سازشی و خلاف قانون تہا، اور مدعی کو نسبت جائداد متنازعہ کے کوئی حق حاصل نہ تہا۔

سبارڈینیٹ جج نے تجویز کی کہ بایعان مدعی اسامیان استمراری تہے اور اُنکو بذریعہ بیع یا رہن اپنے حقوق دخیلکاری کے منتقل کرنیکا حق حاصل تہا اور بیع بدست مدعی جائز تہی لہذا سبارڈینیٹ جج نے دعوی مدعی کو منظور کیا۔

برطبق اپیل ڈسٹرکٹ جج نے تجویز کیا کہ بایعان مدعی اسامیان استمراری نہ تہے بلکہ اسامیان سال بسال تہے اور بیع بدست مدعی جائز تہی اور مدعا علیہ نے اسکو بیجا طور پر بیدخل کر دیا تہا مگر جج موصوف نے تجویز کی کہ چونکہ مدعی اسامی سال بسال ہے اور بلا اجرائے اطلاعنامہ منجانب مدعا علیہ بیدخل ہونیکی نالش نہیں کر سکتا تہا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۷۴

سنہ ۱۸۹۲ء
لالو گگل
بنام
بائی سوتن بی بی

کہ وہ اسامی سال بسال ہے اور بلا اجرائے اطلاع نامہ منجانب مدعا علیہ بیدخل ہوا۔ مگر مدعی نے ایسا نہین کیا بلکہ اُسنے بذریعہ اپنی عرضی نالش اور پیروی اپنے مقدمہ کے حق مدعا علیہ (زمیندار) سے کلیتہً انکار کیا ہے صاحب ڈسٹرکٹ جج نے یہ لکھا۔

"اُسکی عرضی نالش اور وہ طریق جسمین اس مقدمہ کی پیروی کیگئی ہے بمنزلہ انکار حق پٹہ دہندہ کے ہین وہ دعویٰ بحالی قبضہ کا صرف اس بیان کے ساتھہ کر سکتا تہا کہ وہ اسامی سال بسال ہے اور بلا اجرائے اطلاع نامہ بیدخل کر دیا گیا ہے یہ نہین ہو سکتا کہ وہ عدالت مین یہ دعویٰ ہو لئے اسامی استمراری کے آوے اور جب وہ اُس دعویٰ کے ثابت کرنیسے قاصر ہے تو اُسکو خرچہ وہرجہ بحیثیت اسامی سال بسال کے جو بطریق خلاف قانون بیدخل کیا گیا ہے دلایا جاوے ظاہرا اصول قرار یافتہ مقدمہ بابا بنام وشوناتہہ (۱) اس مقدمہ سے متعلق ہے ہمنے مقدمہ پرشوتم بابو بنام دتاتری (۲) اور فیصلجات مطبوعہ تجویزات سنہ ۱۸۸۵ء صفحہ ۱۰ اور ۲۵ (راجچند سایاجی بنام دولت جی وہری یماجی بنام مابائے پر غور کیا ہے لیکن ان جملہ مقدمات مین اسامیان مدعا علیہ تہے اور اُنکی نسبت تجویز ہوا تہا کہ وہ جوابدہی علی سبیل البدل پیش کرنیکے مجاز ہین اسمقدمہ مین واقعات مختلف ہین مدعی عدالت مین اپنے آپکو مالک بیان کرکے آیا اُسکی مراد پیروی مابعد مقدمہ سے معلوم ہوتی ہے کہ اسامی استمراری سے تہی اور چونکہ وہ بیان جسپر اُسکا دعویٰ مبنی ہے ثابت نہین ہوا لہذا اُسکا دعویٰ ساقط ہونا چاہیئے"۔

ان وجوہ سے صاحب ڈسٹرکٹ جج نے ڈگری سابارڈنیٹ جج کو منسوخ کیا اور دعوی مدعی کو نامنظور کیا۔

بناراضی اس فیصلہ کے مدعی نے اپیل دوم ہائیکورٹ مین پیش کیا۔

برنیسن (بمعیت گنپت سداشیوراؤ) منجانب اپیلانٹ (مدعی)۔ مدعی مستحق دلاپانے قبضہ کا ہے اسکو مدعا علیہ نے بلا اجرائے اطلاعنامہ بیدخلی کے بیدخل کر دیا ہے یہ سچ ہے کہ مدعی نے دعوی بحیثیت اسامی استمراری کے کیا تہا لیکن بیان کیا جانا کاشتکاری استمراری کا از جانب مدعی بمنزلہ ایسی انکار حق زمیندار کے نہین ہے کہ جس سے ضرورت اجرائے اطلاعنامہ بیدخلی بنام اسامی نرہے کالی کشن بنام غلام علی (۳) دکالی کرشن بنام غلام علی (۴) اسمقدمہ مین کوئی اطلاعنامہ ترک کاشت مدعی کو نہین دیا گیا اور اسلئے

(۱) انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۲۲۸
(۲) " " " جلد ۱۰ صفحہ ۶۶۹
(۳) " " کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۳
(۴) " " " " صفحہ ۴۴۲

سنہ ۱۸۹۳ء

لالو گنگل بنام بائی سونتن بائی

وہ مستحق بحالی قبضہ کا ہے۔ نظیر مقدمہ بابا بنام وشونا تہہ (۱) سے بمقدمہ ٹہو بنام موہندی (۲) اختلاف کیا تہا۔

جارڈین صاحب بھائی شنکر وٹتا وکا لگا جناب سیانڈنان۔ مدعی نے بحیثیت مالک کے نسبت اسامی سال بسال کے دعوی بحالی دخل اراضیات متنازعہ کا کیا ہے عرضیدعوے مین اُسنے یہ ہی بیان نہین کیا کہ وہ اسامی استمراری مستحق قابض رہنے کا اسوقت تک کہ جبتک وہ لگان ادا کرے ہی بیان مذکور اُسنے بہت پیچھے کی نوبت مقدمہ مین کیا تمام طریق عمل مدعی انکار حق زمیندار کی حد تک پہنچتا ہے پس مدعی مستحق کسی اطلاعنامہ بیدخلی کا نہین ہے۔

کینڈی صاحب جسٹس۔ صاحب ڈسٹرکٹ جج نے یہ تجویز کیا ہے کہ یہ نہین ہوسکتا کہ مدعی عدالت مین بدعوی کاشتکاری استمراری سکے آوے اور جب اس بیان کے ثابت کرنیمین قاصر رہے تو اُسکو قبضہ اور سرچہ بطور اسامی سال بسال کے جو بطریق خلاف قانون بیدخل کیا گیا ہو دلایا جاے ظاہرا اصول قرار یافتہ مقدمہ بابا بنام وشوناتہہ جوشی (۱) اسمقدمہ سے متعلق ہے × × × × چونکہ وہ بیان جسپر دعوی مدعی کا مبنی تہا ثابت نہین ہوا لہذا اُسکا دعوی ساقط ہونا چاہیے"۔

یہ حجت کی گئی ہی کہ چونکہ مقدمہ بابا بنام وشوناتہہ (۱) سے بمقدمہ ٹہو بنام دہوندی (۲) اختلاف کیا گیا تہا لہذا یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ مستحق دلاپانے قبضہ کا حسب دعوی ہو ہم اس حجت کے قبول کرنیسے معذور ہین۔

بمقدمہ بابا بنام وشوناتہہ (۱) زمیندار نے بیدخلی کی نالش اس بیان سے دائر کی تہی کہ وہ اطلاعنامہ جائز ترک کاشت بنام مدعا علیہ اسامی کے جاری کرچکا ہے مدعا علیہ نے منجملہ دیگر حجتون کے یہ حجت پیش کی کہ وہ اسامی استمراری ہے اور اُسوقت تک مستوجب بیدخلی نہین ہے کہ جب تک وہ زر لگان مقررہ ادا کرتا رہے اور مدعی کو کچہ حق تعمیل اطلاعنامہ ترک کاشت کا اسپر نہ تہا۔ عدالت نے بحوالہ مقدمہ شہاجان بنام ہالیا (۳) یہ تجویز کی کہ "جب مدعا علیہ اپنا اسامی سال بسال ہونا قبول نہین کرتا تو وہ اُس اطلاعنامہ کا دعوی نہین کرسکتا جو صرف بصورت اسامی سال بسال تعمیل ہونا چاہیے"

اور بحوالہ مقدمہ ڈوین بنام موٹ (۴) و دیگر مقدمات انگلستان کے یہ تجویز کی کہ "بجواب دعوی اضافہ لگان کے اس استحقاق کا پیش کرنا کہ مدعا علیہ مستحق دخل بہ ادائے لگان مروجہ ہے بمنزلہ انکار حق زمیندار ہے جسکی وجہ سے زمیندار کو ضرورت تعمیل اطلاعنامہ بیدخلی باقی نہین رہتی۔

بمقدمہ ٹہو بنام دہوندی (۲) مدعی زمیندار نے نالش بیدخلی اس بیان سے کی تہی کہ وہ اطلاعنامہ جائز ترک کاشت کی تعمیل کراچکا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۲۲۸
(۲) " " " جلد ۱۵ " ۸۰۷
(۳) تجاویز مطبوعہ بابت سنہ ۱۸۷۳ء صفحہ ۶۶
(۴) لا رپورٹ چانسری جلد ۱۶ صفحہ ۷۳۰

سنہ ١٨٩٢ء

لالو گنگل
بنام
بالا ہوتن بی بی

مدعا علیہ نے عذر ہونے اسامی استمراری کا پیش کیا جسکی نسبت عدالت اپیل ماتحت نے تجویز کیا کہ ثابت نہین ہے عدالت ہذا سے یہ تجویز ہوئی کہ اطلاعنامہ مظہرہ مدعی مطابق قانون کے نہ تھا اور اسلئے حق [illegible] کاشت کا نہین ہوا اور بلا ایسے انفصام قانونی کے مدعی مستحق دلا پانے قبضہ جائداد کا اسامی [illegible] برین بحوالہ ہردو مقدمات محولہ بالا کے یہ بات نشان دیگئی تھی کہ ان مقدمات مین سے جنمین تجویز [illegible] موصوف مصدرہ مقدمہ بابا بنام وشوناتھہ مین استدلال کیا گیا ہے کسی مقدمہ مین بالاستثناء مقدمہ شہاب خان بنام بالیا انکار بعد داخل ہونے نالش مدعی کے وقوع مین نہین آیا تھا اور چونکہ مقدمہ [illegible] مذکور کا فیصلہ عدالت ہائے انگلستان کے ہوا تھا لہذا یہ ظاہر کرنا مناسب ہوگا کہ [illegible] (١) "جب انکار پر استدلال کیا جائے تو یہ جائز ہونا چاہیئے کہ وہ قبل یا بر [illegible] اسوقت جب وعویدار مستحق قبضہ تہا کیا گیا تہا" اور عموماً نالش بیدخلی مین مدعی کے حق [illegible] نسبت یہ ثابت کیا جانا چاہیئے کہ بتاریخ یا قبل اس تاریخ کے پیدا ہوا جس تاریخ کو قبضہ کا [illegible] (٢) مین کیا گیا ہے" اور اگر تاثیر قانونی انکار کی "ضبطی حقیت یا انفصام تعلقہ مطابق [illegible] زمیندار کی [illegible] نسبت تحریرات مقدمہ پرشوتم بنام دوتا تریا (٣) اور کتاب اڈفال صاحب بابت زمیندار و کاشتکار صفحہ [illegible] اہم ہین) ہمارے نزدیک ایسی ضبطی یا انفصام سے بربنائے اصول عام ایسے مدعی کو مدد نہین ملنی چاہیئے جسکی نالش قبل اسکے وقوع مین آنیکے دائر ہوئی ہو رپورٹ مقدمہ بابا بنام وشوناتھہ یا تجویز مقدمہ شہاب خان بنام بالیا سے ظاہر نہین ہوتا ہے کہ اس فرق کا ذکر اثنائے بحث مین کیا گیا تھا یا یہ کہ وہ امر ہیچ ہیر عدالت کے ذہن مین تھا" علاوہ برین خاصکر بحوالہ مقدمہ بابا بنام وشوناتھہ یہ نشان دیا گیا تھا کہ اس امر مین [illegible] بخوبی شبہہ ہوسکتا ہے کہ آیا بخوبی کسی شخص کا یہ دعوی کرنا کہ وہ اسامی میراثی ہے فی نفسہ منزلہ انکار حق زمیندار [illegible] ہونا چاہیئے اور یہ بات دکھلائی گئی تہی کہ جو امور قابل لحاظ ہائیکورٹ کلکتہ نے بمقدمہ کالی کشن بنام غلام علی (٤) و کالی کرشن بنام غلام علی (٥) تحریر فرمائے ہین و تحریرات عدالت ہذا بمقدمہ [illegible]

---

(١) کتاب اڈفال صاحب دربارہ زمیندار و کاشتکار صفحہ [illegible] - طبع جہارم

(٢) کتاب کول صاحب دربارہ بیدخلی صفحہ [illegible]

(٣) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ١٠ صفحہ ٦٦٩

(٤) " " کلکتہ جلد ١٣ صفحہ ٣ -

(٥) " " " صفحہ [illegible]

سنہ ۱۸۹۳ء

لاو گنگل بنام بال سوتن پلی

بنام وینکٹا دا دا۱۱؍ ظاہر ارو بیرو ان حکام کے جنہون نے فیصلہ مقدمہ بابا بنام دشونا تہہ کا کیا پیش نہین ہوسکتی تہین اسلیئے مقدمہ دٹہو بنام دہونڈی یہ فیصلہ ہوا کہ وہ نالش بید خلی قائم نہین رہ سکتی۔

اب مقدمہ حال مین مدعی ایک خریدار منجانب اسامیان ہے اور اُسنے یہ نالش دعوی ہونیکے پورے مالک کے دائر کی تہی اور یہ شکایت کی تہی کہ مدعا علیہ زمیندار نے اُسکے قبضہ مین خلل اندازی کی مدعا علیہ نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر پیش کیا کہ بابت مدعی کو کوئی حقوق ملکیت حاصل تہے صاحب ڈسٹرکٹ جج نے یہ تجویز کی کہ مدعی اپنے آپ کو مالک بیان کر کے عدالت مین آیا اور کارروائی مابعد مقدمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالک سے مُراد اسامی استمراری تہی کچہہ شک نہین کہ جیسا صاحب ڈسٹرکٹ جج تحریر کیا ہے عرضی نالش اور وہ طریق جسمین مقدمہ مدعی کی پیروی کی گئی ہے انکار حق پٹہ دہندہ کی حد تک پہنچتے ہین۔

پس سوال یہ ہے کہ آیا مدعی بموجب احد ان ترار یافتہ مقدمہ دٹہو بنام دہونڈی دعوی بحالی قبضہ اور دلا پانے ہرجہ کا اس بنا پر کرسکتا ہے کہ وہ بحیثیت اسامی کے ان حق اس طلاعنامہ کا ... ہمارے نزدیک نہین کرسکتا اُن مقدمات مین جنکا حوالہ اوپر دیا گیا ہے دعاوی پیش کردہ زمیندار مدعی اطلاعنامہ ترک کاشت مشعرہ پر مبنی تہے جنکی نسبت یہ تجویز ہوا کہ وہ ناجائز تہے اور اسطور پر کوئی اختتام قانونی حقیت اسامیان کا نہین ہوا تہا بنیاد دعاوی ساقط ہوئی تہی اس مقدمہ مین کوئی عذر دربارہ اطلاعنامہ کے نہین ہوسکتا تہا کیونکہ بموجب شکل نالش اسامی کے ایسا عذر قطعاً غیر متعلق تہا چنانچہ فی الواقع کوئی ایسا عذر پیش نہین کیا گیا اور نسبت حقوق فریقین بہ بنا ہونے کاشت سال بسال کے کوئی امر تنقیح طلب قرار نہین دیا گیا نہ اُسکی نسبت تجویز ہوئی اندرین حالات ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ نظیر مقدمہ دٹہو بنام ہونڈی مقدمہ حال سے متعلق نہین ہے اور ہم ڈگری صاحب ڈسٹرکٹ جج کو معہ خرچہ بحال کرتے ہین۔

ڈگری بحال کی گئی۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۵۱۴ دیکہو انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۵۱۴ نوٹ فیلی (الف)

سنہ ۱۸۹۲
۶ ستمبر

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر [illegible] صاحب چیف جسٹس (قائم مقام) وکینڈی صاحب جسٹس

خسرو بہائی نوشیروانجی (ابتداءً مدعی) اپیلانٹ بنام ہرمزشاہ فیروزشاہ (ابتداءً مدعا علیہ) رسپانڈنٹ*

ایڈمنسٹریٹر (منتظم) ذمہ داری بوجہ زائل ہونے جائداد کے ـ دعوی کا تعلق منجانب منتظم کے نالش بابت منجانب ایک اس جائداد کے واسطے منسوخی صلحنامہ مذکور اور واسطے ہرجہ بوجہ غفلت منتظم کے ایکٹ وراثت ہند نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ دفعات ۲۸ و ۳۲۲ ذمہ داری منتظم بوجہ اس غفلت کے جو متوفی کی جائداد کے کسی جزو کے حاصل کرنے میں ہوئی ـ

ایک شخص فیروزشاہ نے خاص جائداد [illegible] ہومجی بہائی [illegible] بعوض مبلغ [illegible] روپیہ کے رہن کی ـ ہومجی بہائی نے فیروزشاہ کے نام نالش واسطے دلایانے [illegible] دائر کی نالش مذکور کے فیروزشاہ سنہ ۱۸۸۰ء میں فوت ہوگیا ـ اسپر ہرمزشاہ بیٹا فیروزشاہ نے جائداد متوفی کی نسبت چٹھیات مہتممی حاصل کین اور ہومجی بہائی کے دعوی کی بابت معترض ہوا ہومجی بہائی نے عدالت مرافعہ اولی مین ڈگری واسطے نیلام جائداد مرہونہ کے حاصل کی اور بذریعہ اجرائے ڈگری کے جائداد مذکور بعوض مبلغ [illegible] روپیہ کے نیلام ہوئی اور ہومجی بہائی نے خرید کی ـ بعدازان ڈگری مذکور [illegible] جج سے مسترد کردی گئی [illegible] ہومجی نے ہرمزشاہ سے صلحنامہ [illegible] شاہ اپنا دعوی حسب ڈگری صیغہ اپیل صادرہ [illegible] جج سے [illegible] مبلغ لاغلہ روپیہ جو اسنے بذریعہ نیلام کرانے جائداد مرہونہ کے وصول کر لیتا [illegible] ہو اور کہ ہومجی بہائی ہرمزشاہ کو مبلغ [illegible] روپیہ بابت اسکے خرچہ کے [illegible] نالش [illegible] کر لینے مین اسپر عاید ہوا ادا کرے ـ صلحنامہ مذکور کو ۱۶ نومبر سنہ ۱۸۸۳ء کو نافذ کیا گیا تہا ـ

اسی اثنار مین ۱۳ ستمبر سنہ ۱۸۸۳ء کو مدعی نے ایک شخص رانی بہیکاجی سے ایک سابقہ ڈگری جو متوفی فیروزشاہ کے جائداد کے مقابل مین غیر مودی تہی خرید کرلی تہا بتاریخ ۱۳ ستمبر سنہ ۱۸۸۳ء مدعی نے اس ڈگری کا اجرا بمقابلہ جائداد مرہونہ کرانیکی استدعا کی ـ اس کوشش مین ناکامیاب رہ کر مدعی نے ایک نالش برخلاف ہرمزشاہ واسطے استقرار اس امر کے دائر کی کہ صلحنامہ مورخہ ۱۶ نومبر سنہ ۱۸۸۳ء بہ نیت فریب بغرض اس امر کے لکہا گیا تہا کہ اسکے (مدعی) دعوی کو شکست کیا جاے اور واسطے دلاپانے مبلغ [illegible] روپیہ کے بطور ہرجہ کے مدعا علیہ سے بباعث اسکے فریبی اور غفلتی طریق عمل کے بوجہ ہونے منتظم جائداد اسکے متوفی والد کے کی ـ ہردو عدالتہائے ماتحت نے نالش ہذا برنبا اسوجہ کے خارج کردی کہ چونکہ اور بہی داینان ہین جنکو بمقابلہ جائداد کے دعاوی حاصل ہین پس مدعی کیلئے مناسب طریقہ کار یہ تہا کہ ایک نالش مہتممی دائر کرتا جو عدالت کو تمام داینان کے دعاوی کا اندازہ لگانیکے قابل کرتی ـ

بمنسوخی ڈگری عدالت ماتحت تجویز ہوئی کہ مدعی واپس دلاپانے کا مستحق تہا بروئے صلحنامہ مورخہ ۱۶ نومبر سنہ ۱۸۸۳ء مدعا علیہ نے اپنا حق حسب ڈگری عدالت اپیل مورخہ [illegible] اگست سنہ ۱۸۸۳ء بوجہ ادا کرینے مبلغ لاغلہ روپیہ ہومجی بہائی کے ترک کردیا تہا اور جس سے جائداد مین اسقدر نقصان واقع ہوا ـ بدینوجہ وہ مدعی کو اسقدر تعداد کے پورا کرنے کا حسب دفعہ ۳۲۸ ـ ایکٹ وراثت ہند (نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء) مگر تابع ایک منہائی حسب دفعہ ۲۸ ایکٹ مذکور بنسبت ان اخراجات کے جو اسپر چٹھیات مہتممی حاصل کرنیمین عائد ہوئے تہے اور خرچہ بارے اس جوڈیشل کارروائی کے جو واسطے انتظام جائداد کے ضروری ہون ـ ذمہ دار تہا

... اضی فیصلہ مسٹر جی - ڈبلیو میکفرسن صاحب ڈسٹرکٹ جج سورت بمقدمہ اپیل نمبر ۱۲۵ سنہ ۱۸۹۲ء تہا -
... مقدمہ ہیڈ نوٹ و تجویز مین پورے طور پر درج ہین -
... رمبہیت مانک شاہ جہانگیر شاہ منجانب اپیلانٹ - مدعا علیہ مہتمم ترکہ اپنے پدر متوفی کا تہا بحیثیت مذکور
... ڈگری بنام ایک شخص مسمی ہورمجی بہائی کے حاصل کی مگروہ اجراء ڈگری مذکور سے قاصر رہا نا سپردہ بلیے اہر
... ڈگری مذکور برد کے ایک تصفیہ کیے جو اُسنے ساتہ ہورمجی بہائی کے کیا ترک کیا ایسا کرنیسے اُسنے
... متوفی کا کیا پس اُسپر لازم ہے کہ نقصان کو پورا کرے - دیکہو رسالہ ولیمس صاحب در باب اوصیاء
... ۱۸۹۲ء دیکہو دفعہ ۳۳۸ - ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء وصی یا مہتمم کو کچہہ اختیار نہین ہے کہ
... یا متوفی ترکہ کے کوئی تصفیہ کرے یا اُسکی نسبت فارغخطی دے پس تصفیہ مذکور نا جائز اور خلاف
... تصفیہ مذکور علاوہ اسکے فریبی و سازشی ہے اور صریحاً اسغرض سے عمل مین آیا ہے کہ اتلاف
... ہو نالش پیشکی موجودہ قابل جواز ہے کوئی ضرورت دائر کرنے نالش اہتمام کی نہین ہے
... نہین ہوئی ہے کہ اور لوگ جو دائن متوفی کے ہین جنکے دعاوی قانوناً قابل وصول ہین -
... الو بہائی رمبہیت گنپت سدا شیو راؤ منجانب رسپانڈنٹ - مدعی کی نالش واسطے دلاپانے
... مدعا علیہ کے بربناء فریب غفلت سے ہر دو عدالت ماتحت نے تجویز کیا ہے کہ مدعا علیہ نے
... کسی فریب یا غفلت کا نہین کیا - رہا نقصان جسکی نسبت بیان ہے کہ ترکہ کا ہوا مدعی کو کوئی منصب نالش
... نہین ہے کیونکہ وہ قایم مقام ترکہ کا نہین ہے ثابت ہوا ہے کہ اور بہی دائن ترکہ کے ہین اور تا وقتیکہ وہ
... نالش اہتمام مین شریک نہون دعاوی تنہا ایک دائن کی نسبت لحاظ نہین کیا جا سکتا نالش بحیثیت
... نہین ہو سکتی علاوہ برین یہ کہنا غلط ہے کہ مدعا علیہ نے ہورمجی بہائی سے کچہہ وصول کرنیمین غفلت
... ہورمجی بہائی سے کچہہ وصول ہونیکو نہین تہا ہورمجی بہائی قبل خریداری حق الفکاک کے جائداد مرہونہ
... پر بحیثیت مرتہن قابض تہا یہ زر رہن اُس قیمت سے بہت زیادہ تہا جسپر اُسنے حق الفکاک کو خرید کیا تہا
پس بوجہ تصفیہ کے ترکہ کا کوئی نقصان نہین ہوا -

سنہ ۱۸۹۱ع

خسرو بھائی نوشیروانجی
بنام
ہرمزشا فرامرزشا

بیلی صاحب جسٹس (قائم مقام) - بتاریخ ۱۵ نومبر ۱۸۸۶ع مدعی نے اپنی عرضی نالش مقدمہ مین بنام ہرمزشا وغیرہ بہائی فیروزشا واسطے دلاپانے مبلغ الــ ـ ہرجہ کے دائر کی مدعی نے دعوی اس ہرجہ کا بوجہ ایک غلط تصفیہ کے کیا جو مدعا علیہما نے بتاریخ ۱۶ نومبر ۱۸۸۳ع بابت ایک ڈگری صادرہ اپیل نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۸۱ع کے کیا تہا اس تصفیہ کی نسبت مدعی کا بیان تہا کہ وہ مدعا علیہما نے فریبًا بسازش یکدیگر بغرض اتلاف دعوی مدعی کے جو اسوقت اسکو بمقابلہ متروکہ ایک شخص مسمی فیروزشا شاپورجی بدرستونی مدعا علیہ نمبر ۲ کے حاصل تہا کیا تہا اور مدعا علیہ نمبر ۱ نے عدالت ضلع سورت سے چہٹیات اہتمام ترکہ اپنے باپ کے حاصل کین -

بعد دائر ہونے نالش کے مدعا علیہ نمبر ۲ ہرمزجی بہائی فوت ہوگیا اور بمقابلہ اسکے نالش ساقط برداری ہوکر کارروائی بمقابلہ ہرمزجی شک کے کیگئی -

بتاریخ ۱۴ ستمبر ۱۸۸۸ع سبارڈینیٹ جج مقام سورت نے دعوی کو نامنظور کیا اور یہ حکم دیا کہ فریقین اپنا اپنا خرچہ برداشت کرین مدعی نے اپیل کیا اور بتاریخ ۳۰ جون ۱۸۹۰ع ڈسٹرکٹ جج سورت نے ڈگری عدالت ماتحت کو بحال کیا اور یہ حکم دیا کہ خرچہ فریقین بابت اپیل ذمہ فریقین رہے -

ڈسٹرکٹ جج نے اپنی تجویز مین واقعات مقدمہ حسب ذیل بیان کیے -

ایک شخص مسمی فیروزشاہ شاپورجی ۱۸۶۸ع مین بیان کیا گیا ہے کہ بقدر مبلغ ــ کے مقروض فوت ہوا اور رہوم جی بہائی - راتہد اُسکا مدعا علیہ نمبر ۲ نے جسنے قبل وفات فیروزشاہ واسطے دلاپانے ایک رہن کے دائر کی تہی عدالت ضلع سے درخواست اجرائے چہٹیات اہتمام کی کی ہرمزشا مدعا علیہ پسر فیروزشاہ نے روبل حاصل کرنے چہٹیات اہتمام کے انکار کیا لیکن آخرکار اُسنے چہٹیات اہتمام حاصل کین اور دعوی ہوم جی بہائی کی جوابدہی کی ہوم جی بہائی عدالت جج ماتحت مین کامیاب ہوا لیکن بر طبق اپیل بتاریخ ۲ اگست ۱۸۸۳ع اسسٹنٹ جج سورت نے ڈگری کو منسوخ کیا اس اثنا مین اور قبل منسوخی ڈگری کے پیشگاہ اسسٹنٹ جج مین جائداد مرہونہ کہ ظاہرا وہی جائداد فیروزشا کی تہی بابت اجرائے ڈگری سبارڈینیٹ جج بعوض مبلغ لاعــ کے نیلام ہوگئی اور رہوم جی بہائی ڈگری دار نے خرید کرلی اور نیلام منظور ہوگیا بعد فیصلہ اپیل عدالت اسسٹنٹ جج سے لیکن قبل انقضائے اُس میعاد کے جسکے اندر رہوم جی بہائی

۱۸۹۲

خسروجی بہائی بنام بائی بہمن شاہ فیروز شاہ

ہائیکورٹ مین اپیل کر سکتا تہا معلوم ہوتا ہے کہ ہومجی بہائی نے ہرمزشا کے ساتہہ جس سے اُسکی لڑائی تہی بذریعہ ڈاکٹر دوسابہائی کے جو دونون کا دوست تہا بابت تصفیہ معاملہ کے گفتگو شروع کی اور بعد مشورہ مسٹر لاڈ کو یا وکیل کے ایک معاہدہ ہوا جسکی شرائط یہ تہین کہ ہومجی بہائی ہائیکورٹ مین اپیل نہ کرے اور جائداد مرہونہ اپنے پاس رہنے دے لیکن ہرمزشا کو مبلغ ۱۲۰۰ روپیہ کا خرچہ نالش اور خرچہ حصول چہٹیات اہتمام حسب تشخیص لاڈ کو ادا کرے تصدیق اس تصفیہ کی جو قبل انقضائے میعاد اپیل ہائیکورٹ کے عمل مین آیا تہا حسب ضابطہ کی گئی۔

مگر مدعی حال نے بعد اسکے کہ اسسٹنٹ جج نے ڈگری جج ماتحت منسوخ کر دی تہی بائی بیکاجی سے ایک پرانی ڈگری ۱۸۸۱ء تعدادی مبلغ ۲۱۰۰ روپیہ وخرچہ کی جو تاریخ ۲ مارچ ۱۸۸۱ء بائی بیکاجی نے نالش نمبر ۴۴ ۱۸۸۱ء مین فیروز شاہ شاپورجی پدر مدعاعلیہ نمبر ا حاصل کی تہی اور جو ہنوز نافذ تہی بعوض مبلغ ۱۲۰۰ روپیہ تاریخ ۴ ستمبر ۱۸۸۳ء خرید کی اور اس ڈگری کو بمقابلہ جائداد مرہونہ یعنی اس جائداد مرہونہ کے جسکو ہومجی بہائی نے بعوض مبلغ ۱۴۵۰ روپیہ بروے اُس ڈگری کے جسکو بعد ازان اسسٹنٹ جج نے منسوخ کیا خرید کیا تہا جاری کرانا چاہا اور مدعی نے حسب دفعہ ۲۳۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی درخواست اجرا اُس ڈگری کے بمقابلہ ہرمزجی شاپورجی قائمقام قانونی فیروزشا کے گذرانی سبارڈینٹ جج نے ایک حکم بہ ہدایت اس امر کے صادر کیا کہ بقدر مبلغ ۱۲۰۰ روپیہ اجرا بمقابلہ ذات ہرمزجی شا کے عمل مین آوے صاحب ڈسٹرکٹ جج نے اُس حکم کو برطبق اپیل منسوخ کیا اور برطبق اپیل دوم بعدالت ہائیکورٹ ڈگری عدالت ضلع کو معہ خرچہ بحال رہی مقدمہ ہائیکورٹ کی رپورٹ انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۴ مین درج ہے ہائیکورٹ نے یہ تجویز کی کہ دفعہ ۲۳۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین یہ حکم نہین ہے کہ کارروائیات اجرا ڈگری مین قائمقام نہ صرف بقدر اس جائداد کے ذمہ وار کیا جاوے جو فی الواقع اُسکے قبضہ مین آئی ہو بلکہ بابت اُس جائداد کے بہی جو بذریعہ اُسکی کوشش کے اُسکے قبضہ مین آسکے اور واضعان قانون کا یہ منشا نہ تہا کہ قائمقام دوسری صورتون مین سوائے نالش نمبری کے دیگر نہج پر ذمہ وار قرار دیا جاوے۔

تب مدعی نے نالش حال ساتہہ اس حجت کے رجوع کی کہ تصفیہ بغرض اتلاف اسکے دعوے کے عمل مین آیا تہا کیونکہ وہ اور مدعاعلیہ سخت دشمن ہین اور اسطور پر مدعی مبلغ ۱۲۰۰ روپیہ سے محروم کیا گیا

جو محسوب پورا [illegible] ہوتا ہے اور مدعی کی حجت ہے کہ اسقدر اُس روپیہ کے [illegible]
خاص ذمہ دار اسکا ہے ۔

ڈسٹرکٹ جج نے بیان کیا ہے کہ مثل سے ظاہر ہوتا ہے [illegible]
سے بہت سا روپیہ [illegible] جج نے اپنی تجویز کے اخیر مین بیان کیا ہے [illegible]
ثبوت اس امر کے پیش کی کہ مدعی نے ایسا ڈگری [illegible]
لاعہ وصول کر [illegible] بھائی سے کے جاری کرانا چاہا ہو لیکن سب آرڈینیٹ جج نے اس امر پر [illegible]
ضروری نہ سمجھا کہ اس سے یہانتک تائید مقدمہ مدعیہ کی ہوتی ہے [illegible] نہین ہوتا
کہ ڈسٹرکٹ جج نے یہ تجویز کیا ہو یا بیان کیا ہو کہ بمقابلہ فیروزشاہ متوفی بابت [illegible] ڈگری دار ہے ۔
مدعی کے وجوہ اپیل مین بعدالت ضلع بنا راضی فیصلہ جج ماتحت جو ذیل ہین یہ کہ عدالت ماتحت نے اس
بات کی تجویز کرنے مین غلطی کی کہ مدعاعلیہ پر یہ بات فرض تھی کہ [illegible] لاعہ جو ہرمزجی بھائی سے
پانتی تھا وصول کرتا یہ کہ عدالت ماتحت کو یہ تجویز کرنا چاہیئے تھا کہ تصفیہ ساتھ ہرمزجی بھائی کے خلاف
قانون و فریبی تھا اور [illegible] سے کیا گیا تھا کہ مدعی کو نقصان پہنچے اور تصفیہ مذکور بغرض فائدہ ترکہ
فیروزشاہ متوفی کے نہین کیا گیا تھا یہ کہ عدالت ماتحت کو یہ تجویز کرنا چاہیئے تھا کہ مدعاعلیہ بالارادہ مبلغ لاعہ
کے ہرمزجی بھائی سے وصول کرنیمین قاصر رہے اور اس طور پر مانع اجرائے ڈگری مدعی ہوا اور اسطور پر بذات
خاص ذمہ دار ہوا اور اسلئے عدالت ماتحت کو ڈگری حسب استدعائے مدعی صادر کرنی چاہیئے تھی

ڈسٹرکٹ جج نے یہ تجویز کی کہ امر تصفیہ طلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدعی نے اپنا دعوی بابت اُس زرِ ہرجہ
کے جسکا وہ دعویدار ہے یا بابت اُسکے کسی جزو کے ثابت کیا یا نہین اور جج موصوف نے تجویز
امر مذکور کی بصیغہ نفی کی ۔

ڈسٹرکٹ جج نے لکھا ہے کہ اپیلانٹ نے اس امر کی استدعا کی امور تنقیح طلب مشمولہ مثل قائم کئے
جاوین جنمین چوتھا امر حسب ذیل تھا "آیا ہرمزجی نے بحیثیت مہتمم کسی جزو جائداد متوفی کے حاصل
کرنے مین غفلت کی اور قرضہ تعدادی لاعہ یافتنی جائداد مذکور کو ذکی ہرمزجی بھائی کی غفلۃً فارغخطی
لکھہ دی آیا ہرمزجی مذکور نے ناحق اور فریباً اُسکی فارغخطی کر دی آیا نامبردہ بذات خاص ذمہ دار مدعی کا
بابت قرضہ مذکور کے ہے" لیکن ڈسٹرکٹ جج لکھتے ہین کہ اُنکے نزدیک سواے [illegible] امور تنقیح طلب واسطے
فیصلہ اپیل کے ضروری نہین معلوم ہوتے ۔

ہم اُن ارائے سے اتفاق نہین کرسکتے جو سبارڈینیٹ جج اور ڈسٹرکٹ جج نے قائم کی ہین قریب اختتام حصہ قابل نفاذ اقرارنامہ تصفیہ مورخہ ۱۶ نومبر ۱۸۷۳ء (دستاویز نمبر ۲۲) کے مدعاعلیہ کا یہ بیان ہے۔ مین بہ اعتوی انسبت اُس استحقاق کے جو مجکو بموجب ڈگری اسسٹنٹ جج کے جو بحق میرے ہے حاصل ہوا ہے یعنی یہ کہ ہو مجی بہائی سے دہ روپیہ واپس لون۔ جو اُسنے بموجب ڈگری سبارڈینیٹ جج وصول کیا ہے ترک کرتا ہون"

دفعہ ۲۷۰ ایکٹ وراثت ہند (نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء) مین کہ وہ ایکٹ مدعاعلیہ پر جو پارسی ہے اور جو عرضی نالش مین شاکی مدعی صاف صاف صورت بیان کیا گیا ہے قابل پابندی ہے یہ حکم ہے کہ مہتمم ترکہ پر لازم ہے کہ کوشش معقول کے ساتھ جائداد شخص متوفی کو جمع کرے اور اُن قرضجات کو وصول کرے جو بوقت وفات شخص مذکور یا فتنی اُسکے ہین بموجب دفعہ ۲۸۰ کے جو اخراجات حصول چٹہیات اہتمام مین پڑین مع اُس خرچے کے جو کسی کارروائی عدالتی مین پڑے جو بغرض اہتمام ترکہ ضروری ہو بعد اخراجات میت اخراجات حالت نزع کے ادا ہونے چاہئین اور دفعہ ۲۸۲ مین یہ حکم ہے کہ سوائے اسکے کہ جیسا اوپر مذکور ہوا کسی دائن کو کسی دوسرے دائن پر بوجہ اسکے ترجیح حاصل نہو گی کہ اُسکے قرضہ کی بابت دستاویز مہری موجود ہے خواہ کسی اور وجہ سے بلکہ مہتمم پر لازم ہوگا کہ جملہ قرضجات مذکور کو جنکا علم اسکو ہو مع قرضجات یافتنی خود مساوی اور رسدی طور پر جہانتک جائداد شخص متوفی مین گنجایش ہو ادا کرے۔

بموجب دفعہ ۲۷۳ جسصورت مین وصی یا مہتمم جائداد متوفی کو بیجا طور پر صرف کرے یا اُسپر نقصان یا ہرجہ عاید کرے تو مستوجب اس بات کا ہے کہ نقصان یا ہرجہ مذکور کو پورا کرے بموجب دفعہ ۲۳۸ جب وصی یا مہتمم نقصان ترکہ بذریعہ غفلتہً نہ حاصل کرنے کسی حصہ جائداد متوفی کے کرے تو وہ مستوجب پورا کرنے اُس تعداد کا ہے تشریح (الف) دفعہ ۲۸ مین یہ لکھا ہے" موصی نے ایک قرضہ یافتنی شخص متوفی ذمگی ایسے شخص کا جو مستطیع ہے معاف کردیا یا ایسے شخص سے تصفیہ کرلیا جو دینے کے لائق ہے وصی مستوجب پورا کرنے اُس روپیہ کا ہے۔

بمقدمہ نیل کنول شا بنام ریڈ (۱) سر آر کوچ صاحب چیف جسٹس اور امبسلی صاحب جسٹس نے یہ فیصلہ کیا تہا کہ جب کوئی شخص ڈگری بنام وصی حاصل کرے تو وہ مستحق اس بات کا ہے کہ اپنی ڈگری کا ایفا متروکہ متوفی سے کرادے

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۷

سنہ ۱۸۹۳ع

مسٹر بنانی بوشیر رام
بنام
ہرمز شا فیروز شا

اور دفعہ ۲۴۴ ایکٹ وراثت ہند مزاحم حق مذکور نہین ہے -

مقدمہ ریمفری بنام ڈی پننگ (۱) ڈگری زر نقد بنام ایک شخص کے حاصل کیگئی تہی جو بعد ازان بلا وصیت فوت ہوگیا چنانچہ اہتمام اُسکے ترکہ کی ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال کو عطا ہوئین ڈگریدار نے درخواست اجراء ڈگری کے بمقابلہ جائداد متبوضہ ایڈمنسٹریٹر جنرل کے درخواست گذرانی - بجٹ صاحب جج نے یہ تجویز کی کہ وہ مستحق ایفائے اپنی ڈگری کا جائداد متوفی سے ہے اگرچہ جائداد مذکور بوجہ درستے طور پر ایفائے جملہ مطالبات ذمگی ترکہ کے واسطے کافی نہ تہی - بجٹ صاحب جسٹس نے یہ فرمایا کہ اُن پر پیروی اُس طریقہ کی کرنا لازم ہے جو ایک مقدمہ غیر مطبوعہ مین اختیار کیا گیا تہا جسکا حوالہ اثناء تقریر مقدمہ ڈی ایلائنس بینک شملہ بنام ہاف مین دیا گیا تہا جسکو کننگہیم صاحب جسٹس نے سنہ ۱۸۶۴ع مین فیصل کیا تہا اُس مقدمہ مین یہ حکم دیا گیا تہا کہ ڈگری بمقابلہ وصی مدیون ڈگری بابت پوری تعداد ڈگری کے جاری کیجاوے اگرچہ جائداد موصی واسطے ادائے اُسکے جملہ قرضجات کے کافی نہ تہی -

جن مقدمات کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے اُنمین سے پہلے مقدمہ مین سر آرکوچ صاحب چیف جسٹس نے یہ فرمایا "بموجب حکم مندرجہ دفعہ ۲۰۳ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع ڈگریدار مستحق اس بات کا تہا کہ اپنی ڈگری کا ایفا جائداد شخص متوفی سے کرالے یا جائداد مدعا علیہ وصی سے اگر یہ ثابت ہو کہ اُسنے جائداد متوفی کو مناسب طور پر صرف نہین کیا - دفعہ ۲۴۴ ایکٹ وراثت ہند سے اُس حق مین فرق نہین آیا"

ظاہرا ہر دو مقدمات مابعد کا فیصل بموجب بہ تشبیہ ہم مضمون دفعہ ۲۵۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع کے عمل مین آیا جو متعلق ڈگری بنام قایم مقام شخص متوفی ہے جسکا ایفاء جائداد متوفی سے ہونا چاہیئے اور دفعہ مذکور مین یہ حکم ہے کہ اگر جائداد شخص متوفی کی بقبضہ مدیون ڈگری کے رہے اور وہ عدالت کو نسبت اس امر کے مطمئن کرنے مین قاصر رہے کہ اُسنے اُسقدر جائداد شخص متوفی کو جسکا اُسکے قبضہ مین آنا ثابت ہے مناسب طور پر صرف کیا تو ڈگری کا اجرا بمقابلہ مدیون ڈگری کے بقدر اُس جائداد کے جسکو اُسنے مناسب طور پر صرف نہین کیا اُس طریق پر ہو سکتا ہے کہ گویا ڈگری بمقابلہ اُسکی ذات خاص کے صادر ہوئی تہی -

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۹۲۹

سنہ ۱۸۹۳ء
خدیجہ بائی
نوشیروانجی
بنام
ہرمزشاہ فیروزشا

ان دونون مقدمات مین ڈگریان بنام مدیون متوفی حاصل کی گئی تہین یہی کارروائی مقدمہ مین ہوئی تہی ڈگری بنالش نمبر ۴۳ سنہ ۱۸۶۷ء مرجوعہ بائی بہیکاجی بنام فیروزشا شاپورجی بتاریخ ۲۷ مارچ سنہ ۱۸۶۷ء صادر ہوئی اور اُسکے صدور کے بعد فیروزشا فوت ہوگیا اور بعد ازان اُسکے پسر مدعا علیہ نے چہیات اہتمام اُسکے ترکہ کی حاصل کین۔

اب مدعا علیہ نے بذریعہ تصفیہ نسبت مطالبہ ہرمزجی بابت اپنے رہن رجسکی نسبت اُسوقت یہ تجویز ہوچکا تہا کہ بے بنیاد ہے کیونکہ اسسٹنٹ جج نے یہ فیصلہ کیا تہا کہ وہ ادا ہوچکا ہے) اور اپنے دعوی متعلق اُس حق کے ترک کرنیمین (جیسا کہ اقرارنامہ تصفیہ (دستاویز نمبر ۴) مورخہ ۱۶ نومبر سنہ ۱۸۹۳ء مین بیان کیا گیا ہے) جو اُسکو بموجب ڈگری اسسٹنٹ جج بحق اُسکے نسبت اس امر کے حاصل ہوا تہا کہ ہرمزجی سے دہ روپیہ واپس لے جو اُسنے بموجب ڈگری سابق دیکر اُسسے وصول کیا تہا بلاشبہہ ترکہ کا نقصان بذریعہ غفلت درباب حاصل کرنے ایک جزو جائداد متوفی کے کیا اور بموجب دفعہ ۳۲۸ ایکٹ وراثت وہ مستوجب پورا کرنے زر مذکور کا ہے۔"

اگر مدعا علیہ جائداد مالیتی مبلغ ۱۶ عہ وصول کرلیتا جیسا کہ اُسکو وصول کرنی چاہیئے تو وہ کلاً یا جزواً ایفاء ڈگری مدعی کے واسطے کارآمد ہوتی لیکن چونکہ اُسنے اُس جزو جائداد فیروزشاہ کے وصول کرنیمین غفلت کی لہذا وہ ذمہ دار مدعی کا بابت پورا کرنے تعداد مذکور کے ہے۔

بموجب دفعہ ۲۸۰ ایکٹ وراثت ہند (نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء) مدعا علیہ اولاً اُن اخراجات کے منہا کرنے کا مستحق ہے جو حصول چہیات اہتمام مین پڑے جنکی نسبت ہمارے نزدیک بوقت تقریر روبرو ہمارے یہ بیان کیا گیا تہا کہ بقدر مبلغ مارکے ہین۔ اور نیز اُس خرچہ کا جو بابت کسی کارروائی عدالتی کے جو بغرض اہتمام ترکہ اسکو کرنا پڑے عائد حال اُسکے ہو اور خرچہ مذکور کی نسبت یہ ہدایت ہے کہ عین بعد اخراجات بیت وحالت نزع کے ادا ہونا چاہیئے یہ خرچ صیغہ اجرا ڈگری حال مین دریافت ہوسکتا ہے۔ مالیت اُس جائداد فیروزشا کی جو مدعا علیہ کو حاصل کرنی چاہیئے تہی مبلغ ۱۶ عہ تصور کرکے زر بقایا مع سود بشرح ۶ فیصدی سال من ابتدائے ۱۶ نومبر سنہ ۱۸۹۳ء از طرف مدعا علیہ کے مدعی کو ادا ہونا چاہیئے۔

ڈگری ڈسٹرکٹ جج منسوخ کیجاتی ہے اور بحق مدعی ڈگری مطابق تحریرات بالا صادر کیجاتی ہے کل خرچہ بذمہ مدعا علیہ ہیگا -

ڈگری منسوخ ہوئی -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و ٹیلنگ صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۸۳ء ۱۳ نومبر

گنپت رامجی بہائی (ابتدائً مدعی) سائل بنام رنچھور ہری بہائی (ابتدائً مدعا علیہ) فریق ثانی

ایکٹ معاملہ داران بمبئی نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۷۶ء، نالش بعدالت معاملت داران - ضابطہ جبصورت کہ ایک منجملہ مدعیان ایسی نالش مین فوت ہوجاتا ہے اور حق نالش پسماندہ مدعیان کے لیئے باقی نہین رہتا - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) باب ۲۱ - اسکا اطلاق ایک نالش بعدالت معاملہ داران پر بشمول ضابطہ

ایکٹ معاملہ داران بمبئی نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۷۶ء مین کوئی ایسا حکم نہین ہے جسکی روسے بصورت وفات احد الفریق کے اسکے ورثا کا نام درج کیا جاسکے اور باب ۲۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کا کارروائیات بعدالت معاملہ داران پر اطلاق کرنا تجویز نہین کیا جاسکتا پس جس صورت مین کہ ایک نالش بابت قبضہ کے عدالت معاملہ داران مین منجانب دو اشخاص کے داخل کیگئی ہو اور ایک انمین سے بدوران نالش فوت ہوگیا اور یہ ظاہر ہوا کہ حق نالش تنہا پسماندہ مدعی کے لیئے باقی مین تو تجویز ہوئی کہ معاملت دار کے لیئے بجز خارج کردینے نالش کے اور کوئی چارہ نہ تھا -

یہ درخواست حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) تھی -

ایک شخص مسمی گنپت رامجی بہائی و آدیسنگ ہیم داس نے ایک نالش عدالت معاملہ داران مین واسطے دلاپانے قبضہ بعض جائداد کے دائر کی اور اثنائے دوران نالش مین ادیسنگ فوت ہوگیا -

گنپت رام کی درخواست پر مقدمہ دو ہفتہ کے لیئے اسغرض سے ملتوی کیا گیا کہ ورثا وقائمقامان قانونی مدعی متوفی کے فریق نالش بنائے جانیکا موقع دیا جائے -

چونکہ شخص متوفی کے ورثا نے بطور مدعی شریک کئے جانیکی نسبت رضامندی ظاہر نہین کی لہذا معاملہ دار نے حسب دفعہ ۱۳ - ایکٹ نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۷۶ء عرضی نالش کو بدین تجویز ڈسمس کیا کہ بعدم موجودگی ایک مدعی کے نالش مین کارروائی نہین ہوسکتی -

بر طبق اسکے بیوہ ادیسنگ متوفی نے ظاہرا حسب دفعہ ۱۰۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء)

* درخواست نصف اخذ ا رساعت غیر معمولی نمبر ۱۰۶ سنہ ۱۸۸۳ء فیصلہ ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۸۳ء

عدالت مین درخواست اسغرض سے گذرانی کہ نالش بازبہ نمبر سابق رجسٹر مین قایم کیجاوے عاملتدار نے اس درخواست کو نامنظور کیا اور یہ تجویز کی کہ اسکو کچھہ اختیار اسکی سماعت کا نہ تھا۔

بنا ار اضی اس حکم کے درخواست حال ہائی کورٹ مین بصیغہ اختیار سماعت نگرانی پیش کیگئی۔ ایک حکم ثانی ساتی بنام فریق ثانی واسطے اظہار وجہ اس بات کے صادر ہوا کہ حکم عاملتدار کیون منسوخ نہ کیا جاوے۔

گوبردہن مادہورام ترپاتی نے منجانب فریق ثانی وجہ ظاہر کی۔ حکم عاملتدار کا صحیح ہے ایکٹ عاملتداران نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۶ء) مین کوئی حکم بابت فریق نالش بنائے جانے قایمقامان مدعی متوفی کے نہین ہے نہ ایکٹ مذکور مین کوئی حکم بابت اسکے ہے کہ جب کوئی نالش بعدم پیروی ڈسمس ہوجاوے تو وہ بازبہ نمبر سابق رجسٹر مین قایم کردیجاوے احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی بابت اُن دونون امور کے متعلق نہین ہین ایکٹ بمبئی نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۶ء مین ایک خاص ضابطہ قایم کیا گیا ہے اور ایکٹ مذکور مین کوئی ایسی بات نہین ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا اُن صورتون مین متعلق ہونا مقصود تھا کہ جنکی بابت ضابطہ خاص مین حکم نہین ہے قاسم صاحب بنام ماردتی (۱)

گوکلداس کاہنداس پارکھہ منجانب سائل بتائید رول ستغیث عدالت عاملتدار ربختی ہوگی۔ اگر یہ تجویز کیا جاوے کہ برطبق وفات تنہا مدعی یا وفات ایک مدعی کے منجملہ چند مدعیان کے نالش منجانب ورثا شخص متوفی محض اسوجہ سے قایم نہین رہسکتی کہ ایکٹ عاملتداران مین کوئی حکم خاص بابت داخل کرنے نام ورثائے شخص متوفی کے شامل مین نہین ہے ایسی صورت مین معمولی ضابطہ مندرجہ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء متعلق ہونا چاہیئے بموجب دفعہ ۶۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے احکام مجموعہ مذکور جملہ کارروائیات عدالتی سے خواہ وہ کسی عدالت دیوانی سے ہے لہذا باب ۲۱ مجموعہ مذکور نالشات عدالت عاملتدار سے متعلق ہے پس عاملتدار نے برطبق وفات مدعی مقدمہ ہذا کے نالش کے ڈسمس کرنے مین غلطی کی۔

ٹیلنگ صاحب جسٹس ۔ چونکہ غرض ایکٹ عاملتدار کی جیساکہ بمقدمہ بساپا بنام لکشما پا (۲) نشان دیا گیا ہے "محض چند روزہ تھی اور خاصکر یہ مقصد تھا کہ انتظام کاشت اراضی کا اور انسداد

---

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۵۵۲۔

(۲) تجاویز مطبوعہ بابت سنہ ۱۸۸۰ء صفحہ ۵۸۔

۱۸۹۲ء

گنپت اپاجی بہائے
بنام
رگھوناتھ ہری بہائی

نقص اس کا جبتک کہ عدالت دیوانی سے تصفیہ تنازع نہ ہو [illegible] کس قسم کا تہا۔ ایکٹ مذکور میں کوئی حکم بابت قائم رکہے جانے [illegible] کے نہین اور ہم اس بات کے کہنے کیلیے آمادہ نہین ہین کہ [illegible] تجویز کرنا کہ باب مذکور متعلق ہے اور وارث فریق [illegible] تاریخ وفات فریق مذکور سے شریک نالش ہو جاتے [illegible] ایکٹ کے ہوگا۔ بمقدمہ قاسم صاحب بنام [illegible] تجویز کی کہ دفعہ ۳۴۳ و دفعات مابعد مجموعہ ضابطہ دیوانی کارروائیات حسب ایکٹ معاملہداران سے متعلق نہین ہین اور جن دلائل پہ فیصلہ مذکور مبنی ہے وہ ہمارے نزدیک بدرجہ مساوی حالت باب سے متعلق ہین ہماری توجہ بجانب مقدمہ نانا بیاجی بنام پانڈورنگ پاسدیو (۲) کے مبذول کرائی گئی ہے جسمین تحریرات ایک دوسری ڈویزن بنچ اس نتیجہ کی طرف مائل کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہین کہ ایسی کارروائیات مین دفعہ ۳۴۳ مجموعہ مذکور سے چارہ جوئی کی جاسکتی ہے مگر امر مذکور فی الواقع روبرو عدالت کے واسطے فیصلہ کے پیش نہ تہا۔

یہ دلیل کیجا سکتی ہے کہ یہ بات بہت عجیب ہے کہ جب کوئی نالش ایکدفعہ باضابطہ دائر ہو جاوے تو کوئی حکم واسطے اسکے قائم رہنے کے بحالت وفات کسی فریق کے موجود نہو لیکن یہ یاد رکہنا چاہیے کہ غرض ایکٹ بمبئی نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۶ء کی جسطور پر کہ تمہید مین بیان کی گئی ہے یہ تہی کہ قانون متعلقہ اختیارات و ضابطہ عدالت معاملہداران یکجا و ترمیم کیا جاوے اور بجز اسکے کہ ہم یہ تجویز کرین کہ دفعات قانون خود دفعات ایکٹ مین اپنا مقصد جمع کرنے قانون متعلقہ ضابطہ عدالتہاے معاملہداران کا پورا نہ کرسکے ہم یہ دلیل قبول نہین کرسکتے کہ یہ منشا تہا کہ بہت سے مختلف امور مین ضابطہ مذکور مہ بذریعہ لینے ضابطہ مندرجہ مجموعہ مذکور کے پورا کیا جاوے مگر کوئی وجہ اسبات کی نہین ہے کہ واضعان قانون سے قصور نہ پورا کرنے کسی ایسے مقصد کا منسوب کیا جاوے چونکہ وہ خاص غرض جو ذہن مین تہی یہ تہی کہ زودتر اور محض عارضی دادرسی عطا کیجاوے لہذا غالباً یہ بات خلاف مصلحت سمجہی گئی کہ کوئی حکم در باب جاری رکہے جانے نالش کے بعد وفات ایک فریق نالش کے دیا جاوے

---

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۵

(۲) " " " جلد ۹ صفحہ ۹۷

سنہ ۱۹۱۲ء
گنپت رام بہائی
بنام
رنچھوڑ ہری بہائی

کیونکہ ممکن تہا کہ فوراً بوقت وقوع مین آنے وفات کے وارث کو فریق بننے پر مجبور کرنے سے قبل اسکے کہ اسکو موقع کافی تحقیق کرنے مقدار اپنے حقوق کا حاصل ہوے انصافی دائمی ظہور مین اوے اور چہہ مہینے تک اسکو اپنی حالت پر غور کرنے کیلئے موقع دینے سے فوت مقصد بباعث درازی کارروائی کے ہوتا اگرچہ یک بیک ختم ہو جانے نالش سے روبرو معاملت دار کے بوجہ وفات ایک فریق کے ممکن ہے کہ فریق حی القائم کو دقت ہو تاہم وہ دقت محض عارضی قسم کی ہوگی کیونکہ اسکو یا ورثا کو اختیار رہیگا کہ کسی وقت معمولی عدالت ہائے دیوانی سے چارہ جوئی کرین"

ان حالات مین ہماری یہ رائے ہے کہ جہانتک مقدمہ مدعی نمبر ۲ کو تعلق تہا معاملتدار کو کوئی چارہ بجز اسکے نہ تہا کہ اسکی وفات پر نالش کو ڈسمس کرتا۔

رہا مدعی نمبر ۱۔ بلاشبہہ معاملتدار کو اپنے وجوہ بابت اس تجویز کے بیان کرنے چاہئین تہے کہ اب نالش بابت مدعی مذکور کو باقی نہین رہا لیکن چونکہ معلوم ہوتا ہے کہ دعوی اس قسم کا تہا کہ مدعی مذکور نے استحقاق تہا قبضہ کا بیان نہین کیا تہا اور چونکہ یہ بیان نہین کیا گیا ہے کہ حق مدعی نمبر ۲ بذریعہ باقیماندگی کلیتہً مدعی نمبر ۱ کو پہنچا لہذا عیان ہے کہ مدعی نمبر ۱ تنہا نالش کے قائم رکہنے کا مجاز نہ تہا اور اسوجہ سے معاملتدار کا نالش کو ڈسمس کرنا درست تہا۔

بوجوہ مندرجہ صدر ہماری یہ رائے ہے کہ یہ رول مع خرچہ مسترد ہونی چاہئے

رول مسترد ہوئی۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

[illegible]

نرنجہور داس متہابہائی بنام ہانک لال گوردہن داس

مدعی نے بیان کیا کہ مذکورہ بالا میدان اس غرض کے لیے تہا کہ اُسکے مکان کے دخیلکاران اُسکو ہمیشہ استعمال کیا کریں اور کیا کرتے تہے ۔ اور باشندگان واسطے اغراض آرام اور بچاؤ کے جہانکہ صلیب کوہڑی تہی استعمال کیا کرتے تہے کئی سال تک کرسچین (عیسائی) عبادت کنندگان صلیب کو دیکہا کرتے تہے جو وہاں دعا مانگا کرتے اور عبادت کیا کرتے تہے نیز مدعی نے یہ بیان کیا کہ علاوہ عام استعمال میدان کے وہ اور اُسکے سابق جانشینان استحقاق اور دخیلکاران اُسکے مکان مذکورہ بالا کے زائد از عرصہ بیس سال بطور راستہ پیدل اور گاڑیاں اور دیگر گاڑیاں وغیرہ کے مکان مذکور میں پہنچنے اور وہاں کہڑے ہونے اور وہاں سے واپس ہونے کے لئے استعمال کرتے رہے ہیں ۔ اُسنے شکایت کی کہ مدعا علیہ نے ناجائز طور پر صلیب مذکور کو اکہاڑ دیا ہے اور مذکورہ بالا میدان کے بہت حصہ پر احاطہ کر لیا ہے اور اُسنے استدعا واسطے استقرار اس امر کے کی کہ وہ اور اُسکے مکان کے دخیلکاران میدان مذکور کو بغرض آرام اور راستہ پیادوں اور راستہ گاڑیوں کے استعمال کرنیکے مستحق تہے ۔ اور نیز استدعا واسطے ایک حکم امتناعی کے کی ۔ مدعا علیہ نے جواب دیا کہ سابق میں یہ کل میدان پرتگیزوں کی ایک مذہبی مجلس کا مملوکہ تہا جو اُسکے اور مدعی کی جائداد کے فرزندان تہے اور اس مجلس نے اُس اراضی پر صلیب کہڑا کرنیکی اجازت دی تہی جہانکہ باشندگان مکانات مدعی اور دیگر متصل مکانات کے جو اسوقت پرتگیزی مذہب رکہتے تہے وہاں جمع ہوتے اور دعا مانگا کرتے تہے اور چونکہ پرتگیزوں نے وہ جگہہ چہوڑ دی ہے پس صلیب اُٹہا دیگئی اور وہ حصہ میدان کا جسپر مدعا علیہ نے احاطہ کر لیا ہوا تہا مجلس مذکور نے سنہ ۱۸۸۴ء میں مدعا علیہ کے ہاتہہ فروخت کر دیا مدعا علیہ نے مدعی کے مبینہ استعمال سے انکار کیا **تجویز ہوئی** کہ شہادت واسطے قایم کرنے اس امر کے کافی نہیں تہی کہ اراضی متنازعہ فیہا عام کیلئے وقف کیگئی ہو لیکن بر طبق شہادت عدالت اس امر کے قیاس کرنیکی مجاز تہی کہ قیاس کیا جاوے کہ فرزنداری مالکان اور رستے گلی کی بابت بشمول اُسکے بالائی حصہ کے اُن مکانات کے استعمال کئے جانیکے لئے محفوظ رکہنے کا اقرار کیا تہا جو اراضی پر ملحق تہے اور یہ قرار کی بابت اُنکے تصور تہیں کیا جا سکتا جبکہ مالک اراضی فرزنداری آسامیان کو ایک مستقل حیثیت پر بشرح لگان مقررہ کارت بنانے کے لئے اراضی دیتا ہے اور اس حصہ تہیں کہ مدعی کسی خاص اراضی پر مداخلت کرنیسے روکنے کیلئے نالش کرتا ہے جسکی بابت یہ بیان کیا گیا ہو کہ اراضی مذکور واسطے آسائش کے علیحدہ رکہی گئی ہے لیکن شہادت سے ثابت ہوتا ہو کہ اراضی بغرض مفید قبضہ اُن مکانات کے عموماً علیحدہ رکہی گئی ہے جو اُسکے گرداگرد ہیں (جسمیں اغراض آسائش بہی شامل ہونگی) ۔

تجویز ہوئی کہ مدعی کو مقدمہ کی تردید میں شہادت پیش کرنیسے باز رہنے کی ترغیب دیگئی تہی ۔

مدعی ایک مکان واقعہ گلی پرتگیزان واقع گرگام (بمبئی) شہر کا مالک تہا مدعا علیہ ایک مکان واقعہ گلی مذکور کا مالک تہا ۔ مدعی نے بیان کیا کہ غرب میں اُسکے مکان کے اور جنوب میں مدعا علیہ کے بیچ میں سے زیادہ ایک خالی زمین تہی جسمیں ایک صلیب ایک چبوترہ پر بنی ہوئی تہی

۱۸۹۰ء

رنچھوڑداس بنام انکسلال گوبردہن داس

وہ خالی زمین پیمائش میں ۲۴ فٹ شمالاً جنوباً اور ۳۴ فٹ شرقاً غرباً ایک جانب اور ۴۴ فٹ بجانب دیگر تھی:۔

عرضیدعوے کے فقرہ ہا مندرجہ ذیل میں مدعی کا بیان دعوے مندرج ہے:۔

"۳۔ خالی زمین مذکور کا سوائے اسجگہہ کے جہاں صلیب بنی ہوئی تھی ابتداءً یہ مقصود تھا کہ باشندگان مدعی کے مکان مذکور کے اور ساکنان گلی مذکور کے بالاشتراک اُسکو واسطے اغراض تفریح کے استعمال کریں اور وہ ہمیشہ اسکو اسطرح پر استعمال کرتے رہے ہیں۔ بالخصوص زمانہ گذشتہ میں عیسائی پرستش کنندگان ہمیشہ پاس صلیب کے آتے رہے جو وہاں دعا مانگتے اور دیگر طرح پر پرستش کرتے تھے"۔

"۴۔ مدعی بیان کرتا ہے کہ علاوہ عام استعمال اس خالی زمین کے وہ اور اُسکے پیشروان حق اور باشندگان اُنکے مکان مذکور کے بیس برس سے بہت زیادہ قبل اُن افعال مدعاعلیہ سے جنکی شکایت ہے استعمال خالی زمین مذکور کا بطور رستہ پیدل اور رستہ گاڑیوں اور دیگر پہیہ دار سواریوں کے بغرض جانے کے مکان مذکور تک اور کھڑے رکھنے اور وہاں پر پھیر سکنے سواریوں کے کرتے رہے مدعی یہ بھی بیان کرتا ہے کہ پانی اُس کے مکان مذکور سے بہت برسوں تک ایک نالی میں ہوکر جو اُس خالی زمین کے نیچے تھی جاتا رہتا ہے اور نالی مذکور نقشہ مذکور میں دکھلائی گئی ہے اور مدعی کی نالی تحریر کی گئی ہے"۔

مدعی نے یہ شکایت کی ہے کہ مدعاعلیہ نے حال میں بیجا طور پر اُس صلیب کو دور کر دیا اور اُس خالی زمین کے جزو کثیر پر بذریعہ تعمیر کرنے دیواروں وغیرہ کے احاطہ بنالیا ہے اور صرف ایک تنگ رستہ جانب شرق وغرب زمین مذکور کے چھوڑ دیا ہے۔ نامبردہ نے یہ استدعا کی کہ استقرار اس امر کا کیا جاوے کہ وہ اور اُسکے باشندگان مکان کے مستحق ہیں کہ زمین مذکور کو واسطے اغراض تفریح اور بطور رستہ پیدل اور رستہ گاڑی کے بلامزاحمت وخلل استعمال کریں اور حکم امتناعی کی استدعا کی نامبردہ نے استدعا نیز واسطے استقرار اپنے اُس حق کے کی کہ اپنے مکان کا پانی اُس نالی میں ہوکر نکالے جسکا ذکر عرضیدعوے کے فقرہ چہارم میں ہے:۔

مدعاعلیہ نے اپنے بیان تحریری میں بیان کیا کہ وہ کل خالی زمین پیشتر ایک خاص پرتگالی مذہبی جماعت کی تھی جو فیضدران جائداد مدعی اور مدعاعلیہ دونو کے تھے اور اُس جماعت نے ایک صلیب اُس اراضی پر تعمیر کرنے دی تھی۔ جہاں

رنچھوڑ داس
اشبھا بھائی
بنام
مانک لال
گوردھن داس

پرتگالی باشندگان جو اُسوقت میں مکانات مذکور میں رہتے تھے اور جن میں اب مُدعی اور مُدعا علیہ رہتے ہیں اور ساکنان دیگر مکانات متصلہ واقع اراضی مملوکہ جماعت مذکور جمع ہوتے اور پرستش کرتے تھے اور چونکہ پرتگالیان اُس مقام سے چلے گئے لہذا صلیب دور کردیگئی اور ایک جزو خالی زمین کا جسپر اب مُدعا علیہ نے جماعت یا بیت عبادت مذکور سے ۲۲ جولائی ۱۸۸۷ء کو اُسکے ہاتھ فروخت کیا تھا نامبردہ نے انکار کیا کہ خالی زمین بطور رستہ کے تصرف کے استعمال کیجاتی تھی یا مُدعی اور اُسکے پیشروان حق نے اُسکو بطور رستہ پیدل یا رستہ گاڑی کے بیس برس تک استعمال کیا ہے اُس نے یہ بھی بیان کیا کہ واسطے رستہ پیدل اور گاڑی کے کافی جگہہ چھوڑ دیگئی ہے ۔۔

مسٹر جارڈین و اینڈرسن منجانب مُدعی } حاضر ہوئے
مسٹر لینگ و ایٹوبہ پرلی منجانب مُدعا علیہ }

عدالت ماتحت (پارسنس صاحب جسٹس) نے یہ تجویز کی کہ مُدعی مستحق استعمال کرنے اُس نالی کا ہے جسکا عرضیدعوے میں ذکر ہے لیکن نسبت دیگر دعاوی مندرجہ عرضیدعوے کے نالش معہ خرچہ ڈسمس کی عدالت موصوف نے یہ تجویز کی کہ ابتداءً یہ مقصود نہ تھا کہ باشندگان مُدعی کے مکان کے جیسا کہ عرضیدعوے میں بیان کیا گیا ہے زمین مذکور کو استعمال کریں اور اُنہوں نے استعمال نہیں کیا ہے اور مُدعی اور اُسکے پیشروان حق اور باشندگان اُسکے مکان نے زمین مذکور کو بطریق مندرجہ عرضیدعوی بیس برس سے زیادہ عرصہ تک استعمال نہیں کیا ہے اور مُدعی مستحق نہیں ہے کہ زمین مذکور کو بطور رستہ پیدل یا گاڑی کے استعمال کرے ۔۔

مدعی نے اپیل کیا ۔۔

مسٹر میکفرسن (قائمقام ایڈوکیٹ جنرل) و مسٹر اینڈرسن نے منجانب اپیلانٹ (مُدعی) یہ حجت کی کہ اسمقدمہ میں وجہ یہ تجویز کرنیکی ہے کہ زمین متنازعہ ایک رستہ عام تھا اور نسبت اس امر کے مقدمہ ذیل کا حوالہ دیا سرکار بنام لانڈر (۱) و سرکار بنام بار (۲) درگبی جیرٹی بنام میری تھر (۳) ورتن بنام دیبٹری آف سینٹ جیمس ویسٹ منسٹر (۴) لیکن یہ ضروری نہ تھا کہ اُسکا دعوی بطور شارع عام کے کیا جاوے نسبت حق متدعویہ مدعی بطور حق آسائش کے یا ایک ایسے حق کے جو عطیہ معنوی سے پیدا ہو حوالہ مقدمات ذیل کا دیا سلیمی بنام کرسٹل پیلیس ڈسٹرکٹ گیس کمپنی (۵) برک بنام ڈیوس (۶) و کتاب گوڈرڈ صاحب در بارہ حقوق آسائش (طبع چہارم) صفحہ ۱۰۱ ۔۔

---

(۱) رپورٹ کیمبل صاحب جلد ۱ صفحہ ۲۶۰ ۔۔
(۲) " " جلد ۴ صفحہ ۱۶ ۔۔
(۳) رپورٹ ایسٹ صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۳۷۵ نوٹس ۔۔
(۴) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۴۴۹ ۔۔
(۵) رپورٹ بیون صاحب جلد ۳ صفحہ ۶۰۲ ۔۔
(۶) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۴ صفحہ ۱۱۰ ۔۔

سنہ ۱۸۹۰ء

رنچھوڑ داس اچھا بھائی بنام مانک لال گوردھن داس

مسٹر ان لینگ و انویریرٹی نے منجانب رسپانڈنٹ (مدعا علیہ) یہ بحث کی کہ کوئی شہادت نہیں ہے کہ اراضی متنازعہ عامہ خلائق کے لئے مخصوص کیگئی یا وہ واسطے غرض ایک مکان متصلہ سے دوسرے مکان کو آنے جانے کے استعمال کیگئی ::

فیرن صاحب جسٹس:- شہادت موجودہ مسل ہماری رائے میں واسطے اثبات اس امر کے ناکافی ہے کہ اراضی جو گرد صلیب کے متنازعہ ہے عامہ خلائق کے لئے مخصوص کیگئی تھی کوئی ثبوت اس امر کا نہیں ہے کہ کسی جماعت عام نے خبرگیری یا روشنی مقام مذکور کی اپنے ذمے لی یا عوام کبھی اُس اراضی پر آتے تھے بجز اسکے کہ سرکار جماعت رومن کیتھلک مقام بمبئی صلیب کے پاس جاتے تھے اور اسکے قریب پرستش کرتے تھے گر صلیب کو حسب ہدایات قائمقامان جماعت مذکور کے دور کردیگئی اور حق جانیکا مقام مذکور پر بغرض کرنے پرستش کے صلیب کے پاس (اگر ایسا حق کبھی عوام کو حاصل تھا) بوجہ دور کرنے صلیب کے جاتا رہا اگرچہ جائے تفریح مثل اسکے معناً عامہ خلائق کے لئے مخصوص کیجا سکتی ہے (دیکھو مقدمات وارڈن بنام وسٹری آف سینٹ جیمس و ایسٹ منسٹر (۱) و سرکار بنام لارڈ وڈانیل بنام نارتھ (۲) لیکن بغرض ثابت کرنے تخصیص ایسی جگہہ کے اس سے زیادہ قوی شہادت درکار ہے کہ جیسی واسطے ثابت کرنے اس امر کے مطلوب ہے کہ تخصیص کسی ایسے رستہ یا سڑک کی کی گئی ہے جس کے دونوں سروں پر دروازہ یا اطلاع اس امر کی نہو کہ وہ راستہ خانگی ہے بوجہ نہونے ثبوت اور نہونے بیان عرضیدعوے ہیں کہ وہ جگہہ عامہ خلائق کے لئے رکھی گئی۔ ہم کو ان دلائل پر غور مزید کرنے کی ضرورت نہیں رہی جو عدالت کے روبرو بنسبت اُس شکل مقدمہ کے پیش کی گئی ہیں ::

اسکے بعد جو امر کہ واسطے غور کے پیدا ہوتا ہے یہ ہے کہ آیا شہادت سے یہ ثابت ہوتا ہے یا نہیں کہ اُسکو فیضنداری مالک اور رٹ نے واسطے زیادہ آسائش سے متمتع ہونے مختلف مالکان اُن مکانات کے جو متصل اور رٹ مذکور اور متصل اُس تنگ رستہ کے ہیں جہاں ہوکر اُس تک راستہ کلاں سے جاتے ہیں علیحدہ کیا جسکا مفہوم یہ ہے کہ اُسکو واسطے اُن اغراض کے استعمال کیا جائے جن کے لئے وہ خالی زمین جس کے گرد مکانات ہوتے ہیں عموماً استعمال کیجاتی ہے اور جس میں اُسکا استعمال بغرض اُسپر چلانے گاڑیوں اور دیگر پہیہ دار سواریوں کے اور اُسپر اُنکو پھیرنے کے داخل ہے حقیقت قسم مکان پر اراضی اسطرحپر بذریعہ عطیہ یا معاہدہ کے علیحدہ رکھی جاتی ہے

(۱) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۶ صفحہ ۹۴۹ ۔ (۲) رپورٹ ایسٹ صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۳۷۲ ۔

رنچھوڑ داس استہابہائی بنام مانک لال گوردہن داس

اور جائز ہے کہ عطیہ یا معاہدہ مذکور صریحاً یا معنوی ہو مقدمہ سیلئی بنام آرشل پیلیس ڈسٹرکٹ گیس کمپنی (۱) ثبوت قائم کرنے ایک حیثیت مکان سے اراضیات بذریعہ معاہدہ صریح کے علیحدہ کر دیگئی تہیں تاکہ وہ بطور سڑک کے استعمال کیجائیں گویا وہ شارع عام تہیں اسپلے بنام ولکس (۲) مقدمہ ایک معاہدہ معنوی یا عطیہ منجانب واہب کے تہا وہ اراضی جو نقشہ منسلکہ عطیہ میں بطور رستہ جدید کے درج کیگئی تہی۔ اقل درجہ بطور رستہ خانگی کے رکہی جاسکے کسی قدر مشابہہ مقدمہ برون بنام ایلیٹ (۳) ہے جسمیں ایک عطیہ ایک مکان کا معہ ایک باغ کے جو اسکی پشت پر تہا یہ تصور کیا گیا تہا کہ اسکے ساتھہ میں حق رستہ کا سڑک مقررہ پر ہوکر اس باغ میں جانے کے لئے تہا جو پشت پر تہا گو وہ ایک رستہ ضرورت نہ تہا وہ بطور ایک مسلسل اور عیاں حق آسائش کے منتقل ہوا اس سے پہلے کے تمام نظائر اس مقدمہ میں بحث کئے گئے ہیں اور انکی اس مقدمہ میں جمع کئے گئے ہیں اور انکی اس مقدمہ میں تشریح کیگئی ہے ؁

لیکن ان تمام مقدمات میں آغاز معطی لہ کے استحقاق اور حالات جنمیں عطیہ کیا گیا تہا معلوم تہے اور ایک معنوی عطیہ یا معاہدہ خود معاہدہ کے حالات معلومہ سے قیاس کر لیا گیا تہا مگر مقدمہ موڈی بنام سٹیگلس (۴) ایک ایسا مقدمہ تہا جس میں وہ حالات جن میں حق متدعویہ مدعی پیدا ہوا نامعلوم تہے اور عدالت نے عرصہ دراز کے اور بلا فصل استعمال سے عطیہ قیاس کیا اسیطرح پر مقدمہ ... (۵) بہی ایک عطیہ قیاس کر لیا گیا تہا۔ فرائی صاحب جسٹس نے مقدمہ اول الذکر میں قاعدہ اسطرح پر بیان کیا ہے جس حال میں کہ کسی جائداد کا تصرف عرصہ دراز سے ایک خاص طریق پر ہو تو بہ استواری اور میری دانست میں فرض عدالت ہے کہ جہاں تک وہ جائز طور پر کر سکے امر واقعہ کو استحقاق سے منسوب کرے۔ لہذا اگر مقدمہ ہذا کی شہادت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ خالی جگہہ جو مدعی کے مکان کے محاذی ہے باشندگان و مالکان اسکے اور دیگر مکانات واقع اورٹ مذکور کے ایک خاص طریق پر سالہا سال تک استعمال کرتے رہے ہیں تو میرے نزدیک عدالت پر یہ نتیجہ نکالنا فرض ہے کہ اس استعمال کی بناء جائز تہی ؁

اس سے ہمکو خواہ مخواہ شہادت مقدمہ حال پر غور کرنے کی ترغیب ہوتی ہے کوئی ایسی تحریر ثبوت صریح موجود نہیں ہے جس کے ذریعہ سے وجہ اس امر کی تجویز کرنی ممکن ہو کہ کیوں وہ تنگ رستہ جو رستہ کلاں سے جاتا ہے اس خالی زمین میں جو اسکے شمالی سرے پر ہے

(۱) رپورٹ بیون صاحب جلد ۳ صفحہ ۶۰۶ ؁ (۲) لا رپورٹ ایکسچکر جلد ۷ صفحہ ۲۹۸ ؁

(۳) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۳۷ صفحہ ۴۹۱ ؁ (۴) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۲ صفحہ ۲۶۱ ؁

(۵) رپورٹ کامن بنچ (سلسلہ جدید) جلد ۵ صفحہ ۷۱ ؁

رنچھوڑ داس
اشھا بھائی
بنام
ہانک لال
گوردہن داس

کشادہ ہوست دیا گیا تھا ممکن ہے کہ وہ جگہہ اسلئے خالی چھوڑ گئی ہو کہ پرستش کنندگان کو جائے وسیع ملے کہ صلیب کے پاس سجدہ کریں اور اُسکے گرد کہڑے ہوں ممکن ہے کہ صلیب وہاں اِس سبب سے بنائی گئی ہو کہ مناسب خالی جگہہ وہاں پہلے سے چہوٹی ہوئی تہی اور کسی اَور وجہ سے خالی چہوڑ دیگئی تہی اس امر سے کہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ صلیب مذکور عوام سے چند دیگر تعمیر کیگئی تہی زیادہ تر اصول آخر الذکر صحیح معلوم ہوتا ہے لیکن یہ ایک امر قیاسی ہے جسکو نقشہ (کاغذ نمبر ۴) سے معلوم ہوتا ہے کہ رستہ تنگ تہا اور اُسکے شمال خالی زمین مذکور سے قریب بالکل ویسی ہی تہی کہ جیسی وہ اب ہے اور اُسپر اُسوقت صلیب مذکور تعمیر کیگئی تہی جو مکانات کہ اسوقت ہیں اور شرط مذکور میں تہیں وہ غیر مخصوص قسم کی تہیں جنکو ہو بہو ٹھٹی کی بیان کیا گیا ہے اور جو ہدایت کہ بیت بالا خطر متیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ چہوڑنا خالی جگہہ کا اور دیا جانا قطعات کا واسطے تعمیر کے ایک ہی زمانہ میں ہوا صرف نقشہ (کاغذ نمبر ۴) سے یہ صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ آیا اُس زمانہ میں وسیع میدان مذکور جزو رستہ کا تصور کیا جاتا تہا یا نہیں اُسکی رنگت نقشہ میں وہی ہے جو اُس تنگ رستہ کی ہے جو وہاں جانے کے لئے ہے اور قطعات نمبر ۵ و ۶ و ۷ اور شمالی حصہ قطعہ نمبر ۸ پر پہنچنے کے لئے اُسپر ہوکر جانا ضروری ہے۔ بخلاف اُسکے نقشہ میں یہ الفاظ "رستہ اور ٹ مرانت" کا اُسکا مطلب شمالی حد پر ترچہی بیرونی جانب تک بہرگئے ہیں گویا نقشہ نویس نے وسیع تر جگہہ میں بہت سے اعتنا کیا مگر اس امر سے کہ اُن قطعات پر جنکا ہم نے ذکر کیا ہے پہنچنے کے لئے رستہ صرف اُس خالی زمین پر ہوکر ہے اور دستاویز سابق سنہ ۱۸۲۹ع (کاغذ نمبر) میں اُس خالی جگہہ کو رستہ لکہا ہے اور کوئی نشان یا خط نقشہ میں ایسا نہیں ہے کہ جس سے وہ تنگ رستہ سے علیحدہ ہو جاوے میری دانست میں یہ نتیجہ قوی طور پر نکلتا ہے کہ اُسوقت میں یہ خالی جگہہ اُس رستہ کا ایک سلسلہ سمجہی گئی تہی اور الفاظ بیان رستہ کے اُس جانب پہیر کر لکہے جانیکا زیادہ تر یہ مقصود تہا کہ زمین جو مابین قطعات ۸ و ۹ کے ہے رستہ میں شامل ہو نہ کہ وسیع خالی زمین اُس سے خالی کیجاوے۔

جہانتک کہ گواہان زندہ کو پچہلا حال یاد ہے یہ جگہہ خالی چلی آتی ہے اور باشندگان اور ٹ اُسکو واسطے اغراض ہر قسم کے استعمال کرتے رہے ہیں گاڑیاں اور رتہہ جو تنگ گلی میں آتے ہیں اُسپر پہرتے ہیں اور شہادت اس امر کی ہے کہ گاڑیاں جب مکانات از سر نو تعمیر کئے جاتے ہیں یا اُنکی مرمت کیجاتی ہے شمالی حد تک ہانککر پہنچائی جاتی ہیں مصالحہ تعمیر اُسپر ڈالا جاتا ہے باشندگان اور اُسکے پاس آنیوالے اُسپر ہوکر گذرتے ہیں۔ کپڑے اور پاپڑ وغیرہ اُسپر خشک کرنے کے لئے ڈالے جاتے ہیں تقریبات کے موقعوں پر پنڈال کہڑے کئے جاتے ہیں

سنہ ۱۸۹۰ع

رنچھوڑ داس استہا بہائی بنام مانک لال گوردہن داس

اور بچے اُسپر کھیلتے ہیں ایک بدررو جو تنگ راستہ میں ہو گئی ہے اور اُسکی دو شاخ ہو کر شرقی و غرب کیجانب اُس مقام سے ہو گئی ہیں نہایت بہت چوڑی ہے سنہ ۱۸۶۸ع میں اُسمیں ہوکر بذریعہ چندہ اکثر باشندگان اور سٹ کے واسطے نکالنے غلیظ پانی کے اُن کے مختلف مکانات سے بنائی گئی تھی پانی کا نل کچھہ عرصہ بعد اُسمیں لگایا گیا تھا یہ سب جہانتک کہ شہادت سے ظاہر ہوتا ہے اور سٹ مذکور کے مالکان قبضداری سے بلا اجازت مانگنے یا دئے جانے کے کیا گیا تھا مگر ایک چٹھی مورخہ ۲۶ اپریل سنہ ۱۸۸۲ع میں جو داخل کی گئی یہ مندرج ہے کہ قبضہ دار گلی کو کوئی عذر نہیں ہے کہ ہر خاندان اپنی بدرروں کو اُس عام بدررو میں ملادیں جو اُسوقت تعمیر کی گئی تھی لیکن سوا اُن مکانات کے جو تنگ گلی میں تھے اور اُن مکانات کے جو وسیع میدان کے گرد تھے یکساں متعلق تھا اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ قبضہ دار سے کبھی فی الواقع نسبت امر مذکور کے مشورہ کیا گیا بیان مذکور صریحاً بغرض ترغیب دینے و سوال کنندہ کے کیا گیا تھا کہ مالکان مکانات نمبر ۴۱ و ۴۲ بدررو پر دباؤ ڈالا جاوے کہ اپنا حصہ خرچ تعمیر بدررو عام کا ادا کریں میرے نزدیک اس اندیشہ سے کہ ممکن ہے کہ وہ یہ بیان کریں کہ اُنہوں نے اپنی بدرروں کو اُسمیں ملانے کی درخواست نہیں کی تھی نسبت استعمال گلی اور خالی جگہہ کے ہمارے نزدیک نظر بحالات اس بیان کی بنا سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ استعمال گلی اور خالی جگہہ کا اجازتاً تھا زیادہ سے زیادہ اُس سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُس نے یہ خیال کیا کہ رضامندی قبضہ دار کی اسلئے ضروری تھی کہ اہالی خاندان کو کھودنا ارضی کا واسطے اسطرح بدررو ملانے موریوں کے جائز ہو ۔

ان حالات میں ہمارے نزدیک عدالت کو یہ قیاس کرنا جائز ہے اور قیاس کرنا چاہئے کہ اور سٹ مذکور کے مالکان قبضہ داری کیطرف سے یہ معاہدہ تھا کہ گلی مذکور کو معہ اُسکے اوپر کے سرے کے واسطے استعمال مالکان اُن مکانات کے جو اُسکے متصل ہیں کھلا رکھینگے ہماری یہ رائے ہے کہ ایسا معاہدہ نسبت اُس مالک ارضی کے بھی قیاس کر لینا چاہئے جو ارضی واسطے اغراض تعمیر کے کرایہ داران قبضہ داری کو بحیثیت دوامی بکرایہ معین دے اور نسبت اُس شخص کے جو ارضی کو قطعی طور پر واسطے اغراض تعمیر کے فروخت کرے ۔

مگر وہ صورت جسکا ثابت ہونا ہم نے اس طرح پر شہادت سے ظاہر کیا ہے وہ صورت نہیں ہے جو اثنائے بحث میں روبرو حاکم ذیعلم عدالت ماتحت کے پیش کی گئی تھی اور وہ کسیقدر اُس صورت سے مختلف ہے جو عرضی دعوے میں درج کی گئی تھی

سنہ ۹۰ع

بنچھور داس اشتھا بھائی بنام مانک لال نوردھن داس

اسمیں مندرج ہے کہ میدان وسیع کا چھوڑنا منجانب مالکان قبضہ داری کے واسطے باشندگان گلی مذکور کے مقصود تھا بس ہے ہماری قیاس میں یہ مراد ہے کہ وہ اس کام کے لیئے مخصوص کیا گیا تھا اور نامبردگان نے اسکو بالاشتمال واسطے اغراض تفریح کے استعمال کیا - مُدعی اپنے حق چلانے اور پہیرنے اپنی گاڑیوں اور پہینے اسواریوں کا اوپر سے اس امر پر مبنی کرتا ہی کہ اُسکا استعمال اس طریق پر خود وہ اور اُسکے پیشروان بیس برس سے بہت زیادہ برسوں تک کرتے رہی ہیں اُسکی ادعا یہ ہی کہ یہ قرار دیا جاوے کہ وہ اور باشندگان اُسکے مکان کے مستحق ہیں کہ بلا مزاحمت اور بلا تخلل استعمال خالی جگہہ کا واسطے اغراض تفریح اور بطور رستہ پیدل و گاڑی کے اپنے مکان سے اور بطور ایسی جگہہ کے کریں جسمیں گاڑیاں کہڑی ہوسکیں اور پہیری جاسکیں وہ دادرسی کہ جسکا وہ از روئے شہادت مستحق ہے فی الواقع وہی ہے جسکا وہ مُستدعی ہے یعنے یہ کہ وہ میدان وسیع جسکو مدعا علیہ نے دیوار سے محیط کر لیا ہے بار وک رکہا جائے یہ صحیح ہے کہ مُدعی صرف مطابق اُسکے جو ثابت کیا گیا بلکہ مطابق اسکے بہی جو بیان کیا گیا کامیاب ہونا چاہیئے لیکن ہمارے نزدیک یہ تجویز کہ چونکہ مُدعی نے یہ بیان کیا کہ وہ جگہہ واسطے تفریح کے مخصوص کیگئی تہی اور شہادت سے یہ ثابت ہوا کہ وہ عموماً واسطے زیادہ آسائش سے رہ سکنے کے مکانات متصلہ زمین مذکور میں (جسمیں اغراض تفریح داخل ہیں) چہوڑ دیگئی تہی - لہذا مدعی کو بالکل ناکامیاب رہنا چاہیئے اور اُسکو اختیار دائر کرنے نالش جدید کا رہنا چاہیئے ایک از حد اصطلاحی رائے متعلق بیانات فریقین ہوگی اگر مُدعا علیہ کو غلط فہمی واقع ہوتی یا اُسکو یہ ترغیب ہوتی کہ بیان مذکور کی تردید کے لیئے شہادت طلب کرنے سے باز رہے تو یہ طریقہ اختیار کیا جا سکتا تہا - لیکن اس مقدمہ میں مدعا علیہ نے شہادت طلب کی ہے جو بالخصوص شہادت مُدعی کے مطابق ہے "

ہمکو اس امر کا ذکر کرنا ترک نہیں کرنا چاہیئے کہ قبل اسکے کہ مُدعا علیہ نے خریداری کی اور خالی جگہہ کو محیط کیا مُدعی جزو اُس ارضی کا خرید کرنا چاہتا تہا لیکن مدعی نے صرف حال ہی میں اپنا مکان واقع اور ٹ خرید کیا ہے اور ممکن ہے کہ اُسکو اس امر سے غلطی ہوئی ہو کہ مالک قبضہ داری تحتانی زمین کے بیچنے کی خواہش ظاہر کی مُدعا علیہ کو اس سے غلطی واقع نہیں ہوئی کیونکہ معاہدہ مندرجہ اُسکے قبالہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکو معلوم تہا کہ وہ ایک مشتبہ حق کو اور ایسے حق کو خرید کرتا ہے جس کی بابت غالباً اُسکو نالش کرنی پڑیگی "

ان وجوہ سے ہمارے نزدیک مُدعی مستحق پانے ڈگری کا مطابق عبارت استدعا مندرجہ اپنی عرضی دعوے کے ہے جسکی روسے بعبارت صریح وہ جگہہ دعوے سے خارج رہنی چاہیئے جہاں اُس سے تبنیر فی الواقع

سنہ ۱۸۹۰ع

رنچھوڑ داس انتہا بہائی بنام ہانک لال گوردہن داس

صاحب نہی ہوئی تہی کیونکہ مقدمہ عدالت ہذا میں اُس سے بالکل مختلف صورت میں پیش کیا گیا ہے کہ جسمیں وہ عدالت ماتحت میں پیش کیا گیا تہا جسکا سبب بلاشک وہ طریقہ ہے جس سے مُدعی نے اپنا مقدمہ دائر کیا تہا لہذا ہم اپیل کو معہ خرچہ منظور کرتے ہیں لیکن باخرچہ عدالت مرافعہ اولی کے اور ڈگری اُس حد تک ترمیم کرتے ہیں جو ہم نے ظاہر کی ہے ۔

اپیل منظور ہوا

اٹرنی منجانب مدعی ۔ مسٹر مرزا حسین خان

اٹرنیان منجانب مدعا علیہ ۔ مسٹران اردشیر ہرمزجی و دین شا

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس

۴ اپریل سنہ ۱۸۹۰ع

خمیس بن شیخ عیسی بن خلیفہ وغیرہ مدعیان بنام شیخ عیسی بن خلیفہ وغیرہ مدعا علیہم *

ڈگری ۔ اجرا ڈگری ۔ تبدیل ڈگری ۔ ڈگری بایفاء حکم منع حکم منجملہ دیگر امور ۔ حوالگی جائداد غیر منقولہ ۔ جائداد غیر منقولہ مذکورہ کا تلف ہونا اور بعدمیں حوالگی سے قاصر رہنا ۔ درخواست واسطے درج کرنے ڈگری میں ایک حکم ۔ ادائے قیمت جائداد مذکور کے بصورت قصور حوالگی کے ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعات ۲۰۶ لغایت ۲۰۸ دستور ۔

نالش تقسیم ہونے جائداد ایک بیٹے کے برخلاف اپنے باپ کے دائر کیگئی تہی سپرد ثالثی ہوئی ۔ بتاریخ ۹ جنوری سنہ ۱۸۹۰ع حکم ثالث مشتہر کیا گیا اور ۲۴ مارچ سنہ ۱۸۹۰ع کو مدعا علیہم نے کارروائی کی اور ایک ڈگری بالفاظ حکم حاصل کی جسکے رُو سے ڈگری یہ حکم دیا گیا تہا کہ بایفاء دعوی مدعی مدعا علیہ کو لازم ہے کہ اُسکو مبلغ ۱۰۵۰۰۰ روپیہ بطریق بیعنامہ ڈگری مذکور ادا کردے یعنی مبلغ للعہ ابہی ادا کیا جاتا ہے اور باقی مبلغ عہ بطبق حوالگی بعض خاص جائداد کے مدعی کیطرف سے مدعا علیہ کو متعلق جہاز یا بنگلوں کے ہے جنکو باترتیب ترسی اور سمبوک بیان کیا گیا ہے کسی طرح سے بہی مدعا علیہ کیلئے یہ ضروری نہ تہا کہ مبلغ عہ قبل از ۱۵ نومبر سنہ ۱۸۹۰ع ادا کرے ۔ بتاریخ صدور ڈگری جہاز سمبوک ابہی سفر پر تہا اور ۱۸ جون سنہ ۱۸۹۰ع کو بجائیکہ ابہی سفر میں تہا تلف ہوگیا ۔ بتاریخ ۱۵ نومبر سنہ ۱۸۹۰ع مدعی کے اٹرنی نے باقی مبلغ عہ کی ادائگی کیلئے تقاضا کیا ۔ اُنہوں نے دیگر جائداد مندرجہ ڈگری حوالہ کرنے کے لئے پیش کیں لیکن بیان کیا کہ جہاز سمبوک تلف ہوگیا ہے اُنہوں نے اُسکی قیمت ادا کرنیکے لئے پیش کی جسکا تخمینہ اُنہوں نے ال لگایا مگر مدعا علیہ نے بنگلوں کی حوالگی کی بابت تقاضا کیا جسکی بابت اُس نے اُنکا بہت زیادہ قیمت کی مالیت میں ہونا بیان کیا چونکہ مدعا علیہ نے حسب حالات مبلغ عہ ادا کردینے سے بہی انکار کیا تہا پس مُدعی نے درخواست واسطے اجراء ڈگری مذکور کے کی جو انکار کیگئی تب اُس نے مدعا علیہ کے نام بغرض

سنہ ۱۸۹۱ء

احمد بن شیخ خلیفہ بنام شیخ عیسیٰ بن خلیفہ

نہ کیجاوے [illegible] اسکی تصدیق نہ کرائی جاوے یہ بیان اس امر کے کہ اگر جہاز مبوک حوالہ نہ کیا جاسکے کیونکہ اسکی حوالگی ناممکن ہو گئی [illegible] اسقدر روپیہ جو مدعا علیہ کو ادا ہونا ہے بطور ایک بدل کے ادا کرنا چاہیے ۔

تجویز ہوئی کہ حکم مذکور منسوخ کیا جانا چاہیے ۔ اعتراض نسبت حکم کے تہا نہ کہ نسبت ڈگری کے ۔ حتی الامکان فریقین نسبت حکم کے اعتراض کر سکتے تہے قبل اسکے کہ وہ شامل کیا گیا تہا بر بنا اسوجہ کہ اسمیں تعداد درج ہونی چاہیے تہی جو مدعا علیہ کو بصورت عدم حوالگی کسی چیز کے ادا کیا جانا تہا ۔ اگر کوئی ایسا اعتراض کیا گیا ہے تو عدالت حتی الامکان حکم مذکور کو [illegible] یا اسکو شامل کرنے سے انکار کر دیتی مگر ایسا کوئی اعتراض نہیں کیا گیا تہا اور حکم شامل کیا گیا تہا اور [illegible] صادر ہو [illegible] حکم مذکور عدالت سے ترمیم نہیں کیا جاسکتا اور نہ ڈگری جسکے لئے ضروری تہا کہ مطابق حکم مذکور کے ہوتی ۔

[illegible] مدعی [illegible] مدعا علیہ اول کا ہے اور اس نے نالش مذا [illegible] ستمبر ۱۸۹۶ء میں بدین استدعا دائر کی کہ [illegible] ان اشخاص کے جو مستحق اسکے پانے کے ہیں مطابق انکے حقوق [illegible] ۔

[illegible] کے جو نالش میں ۱۵ اگست ۱۸۹۶ء کو صادر ہوا نالش اور تمام معاملات [illegible] جنوری ۱۸۹۹ء کو ثالثان نے اپنا فیصلہ صادر و مشتہر کیا جو ۱۱ مارچ [illegible] کو بر طبق درخواست مدعا علیہم ڈگری مطابق عبارت فیصلہ ثالثی کے [illegible]

[illegible] یہ حکم ہوا کہ بابت کل دعویٰ مدعی کے مدعا علیہ اوّل کو لازم ہے کہ مدعی کو ایک لاکھ [illegible] فوراً ادا کرے اور باقی [illegible] تحت [illegible] شیخ عیسیٰ بن خلیفہ مذکور کو پانچ بکس مندرجہ فقرہ پنجم عرضیدعوے اور [illegible] کے بیان تحریری حلفی میں ہے اور کل جائداد غیر منقولہ [illegible] یہی حکم تہا کہ کسی صورت میں مدعا علیہ سے مطالبہ باقی [illegible] نہ کیا جائے گا ۔

تاریخ ڈگری [illegible] سمندر میں سفر کر رہی تہی اور ۸ جون ۱۸۹۹ء کو درحالیکہ وہ سفر میں تہی ضائع ہو گئی ۔

۵ انومبر ۱۸۹۰ء کو مدعیان کے اٹرنیان نے مدعا علیہم کے اٹرنیان کو یاد دہانی کی اس تاریخ کو ... واجب الوصول ہوگئے ہیں اور انکے ادا کرنے کی درخواست کی انہوں نے دیگر جائداد ... ڈگری حوالہ کرنیکی خواہش کی لیکن بیان کیا کہ کشتی سمبوک سمندر میں ضائع ہوگئی اُس مراسلت میں جو ... آئی مدعیان نے کہا کہ ہم قیمت کشتی سمبوک کی دینے کو تیار ہیں لیکن مدعیان و مدعا علیہم کے مابین نسبت قیمت کے اتفاق نہیں ہوا مدعیان نے تخمینہ اُسکی قیمت کا ایک ہزار روپیہ کیا لیکن مدعا علیہم کے اٹرنیان نے ایک چٹھی مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۹۰ء میں یہ تحریر کیا "ہمارا موکل ... ایک شرط منجملہ شرائط ڈگری کے وہی بگلو چاہتا ہے کیونکہ آپکے موکلان (مدعیان) ... بگلو بالتخصیص حوالہ کریں اور کیونکہ وہ ہمارے موکل کے اندازہ میں کثیر المالیت ہے"۔

چونکہ مدعا علیہ نے ان حالات میں ... روپیہ ادا کرنے سے انکار کیا لہذا مدعی نے درخواست ... کی لیکن ۱۶ جولائی ۱۸۹۱ء کو اُسکی درخواست نامنظور کی گئی ۔

بعد ازاں مدعی نے (۹ مارچ ۱۸۹۲ء کو) ایک حکم اظہار وجہ بنام مدعا علیہ اول حاصل کیا ... اس امر کی ظاہر کرے کہ کیوں ڈگری ۲۷ مارچ ۱۸۹۰ء کی اس طرح پر ترمیم یا تصحیح نکیجاوے کہ ... علی سبیل البدل تعداد اُس روپیہ کی درج کردیجاوے جو مدعا علیہ اول مذکور کو اگر حوالگی کشتی ... سمبوک کی مدعا علیہ اول مذکور کو عمل میں نہ آسکے ادا کیجاوے اور کیوں ایسا مزید حکم صادر نہ کیا جاوے جیسا از روئے انصاف و نیک نیتی بسبب نقصان کشتی سمبوک مذکور اور بوجہ اُن جملہ حالات مقدمہ کے جو بیانات تحریری حلفی مذکور میں ظاہر کئے گئے ہیں ضروری ہے اور کیوں (اگر ضرورت ہو) تعداد اُس روپیہ کی جو علی سبیل البدل واسطے حوالگی کشتی مذکور کے مقرر کیجاوے یہ عدالت عالیہ باتفاق ... عبدالعزیز بن علی ابراہیم جو اس سے بیشتر مقدمہ ہذا میں مقرر ہوچکا ہے بعد لینے ایسی شہادت کے جو ضروری ہو تحقیق نہ کرے" اپنے بیان تحریری حلفی میں مدعی نے بیان کیا کہ "مدعیان ڈگری مذکور کو بابت اُس کی باقی اور سود کے بلا اس کے کہ ڈگری مذکور کی ترمیم عدالت عالیہ ہذا بطریق ذیل کرے یعنے بابت حوالگی کشتی سمبوک مذکور کے کہ جسکی حوالگی

۱۸۹۲ء

احمد بن شیخ عیسٰے خلیفہ بنام شیخ عیسٰے بن خلیفہ

بوجہ فعل خود کے ناممکن ہوگئی ہے جاری نہیں رکھ سکتے ہیں [illegible] بموجب الذکر عدالت [illegible] یہ حکم صادر کر کہ ڈگری مذکور کی ترمیم اسطرح پر کیجاوے کہ اسمیں نقد روپیہ کی یعنی قیمت کشتی ممبوک مذکور کی جو مدعا علیہ کو بعوض حوالہ کرنے کشتی مذکور کے ادا ہونی چاہیے درج کیجاوے"

مسٹر جارڈین نے منجانب مدعا علیہ وجہ ظاہر کی کہ ڈگری مذکور مطابق عبارت ایک فیصلہ ثالثی کے ہے عدالت اسکو تبدیل نہیں کر سکتی ہے ڈگری مذکور میں حکم تھا کہ بد لینے مدعی کے حوالہ کرنے بعض [illegible] کے جس میں جہاز ممبوک داخل تھا [illegible] ادا کئے جائیں اگر جہاز مذکور حوالہ نہیں کیگئی ہے تو مدعا علیہ پابند ادا کرنے روپیہ کا نہیں ہے دفعہ ۲۰۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی (۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) متعلق نہیں ہے [illegible] منجملہ [illegible] ہائیکورٹ کا حوالہ دیا۔

مسٹر کرک پیٹرک نے منجانب مدعی فریق ثانی جواب دیا کہ ہم [illegible] نہیں [illegible] صرف یہ استدعا کرتے ہیں کہ عدالت کو لازم ہے [illegible] اعانت [illegible] دفعہ ۲۰۸ مجموعہ (۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے [illegible] ہے اس امر سے کہ ڈگری بنیاد ایک فیصلہ ثالثی کے ہے [illegible] فرق نہیں [illegible] مصدورہ فریقین از روئے دفعہ ۲۰۸ عدالت کو [illegible] جلد صفحہ ۲۴۲ (طبع ششم) [illegible] بنام [illegible] (۱) [illegible] بنام [illegible] بمعاملہ [illegible] (۵) عدالت نے بحالت [illegible] دستگیر بنام [illegible] بنام [illegible]

پارسنس صاحب جج [illegible]

ثالثی کے ہیروستانداری [illegible]

---

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۳۱۶ [illegible]

(۳) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۳ صفحہ [illegible] [illegible]

(۵) لا جرنل اکوئٹی سلسلہ جدید جلد ۲۴ صفحہ ۲۱۱

(۶) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۸

(۷) " " مدراس جلد ۹ صفحہ ۴۸۳

(۸) " " بمبئی جلد ۲ صفحہ ۵۰۲

(۹) " " " جلد ۱۱ صفحہ ۴۴۲

۱۸۹۲ء

احمد بن نصیر عیسے خلیفہ
بنام
شیخ عیسے بن خلیفہ

اور جو فیصلہ ثالثی صادر کیا گیا وہ حسب دفعہ ۵۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (۱۴ ؁ ۱۸۸۲ء) داخل کیا گیا اور مطابق اُسکے ڈگری صادر ہوئی۔ ممکن ہے کہ فریقین کو قبل داخل ہونے فیصلہ ثالثی کے یہ عذر کرنے کا اختیار ہوتا کہ فیصلہ ثالثی میں وہ تعداد روپیہ کی درج ہونی چاہیے تھی جو اُس رقم سے منہا کیجائیگی جو مُدعی کو اُس صورت میں واجب الادا ہوگی کہ مُدعی وہ تمام جائداد منقولہ حوالہ نہ کر سکے جسکی نسبت حکم تھا کہ قبل پانے ... کے مُدعا علیہ کو حوالہ کرے اگر ایسا عذر کیا جاتا تو ممکن تھا کہ عدالت یا تو فیصلہ ثالثی کو واپس بھیجتی یا اُسکے داخل کرنے سے انکار کرتی مگر ایسا کوئی عذر نہیں کیا گیا اور عدالت نے برضامندی جملہ فریق مقدمہ کے حکم داخل ہونے فیصلہ ثالثی کا دیا اور بعد ازاں ڈگری مطابق فیصلہ ثالثی کے صادر ہوئی اب یہ ناممکن ہے کہ عدالت اُس ڈگری کو منسوخ کرے اور فیصلہ ثالثی کو ثالث کے پاس اسلیئے واپس بھیجے کہ وہ از سر نو تجویز اس امر کی کرے کہ مُدعی کو اب جبکہ جہاز ضائع ہو گیا ہے اور ممکن نہیں ہے کہ مُدعی جہاز مذکور مُدعا علیہ کو حوالہ کر سکے کیا رقم ملیگی اور عدالت کو اس امر کا تجویز کرنا بھی بطور مساوی ناممکن ہے کہ خود جہاز مذکور کی اُسوقت میں قیمت کیا تھی اور یہ حکم دینا کہ مُدعی رقم ... کی بمنہائی قیمت مذکور بوقت مُدعا علیہ کو حوالہ کئے جانے کل جائداد باستثناء جہاز کے پاوے فیصلہ ثالثی کو عدالت اس طرح پر ترمیم نہیں کر سکتی ہے اور اگر فیصلہ ثالثی ترمیم نہیں ہو سکتا تو وہ ڈگری بھی جو مطابق اُسکے ہوئی ترمیم نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ مطابق فیصلہ ثالثی کے ہونی چاہیے اس مقدمہ میں [illegible] کیونکہ حوالگی جائداد کی [illegible] ممکن تھی اور ممکن ہے کہ ناممکن ہونا [illegible] جائداد کا اُسوقت ثالث کے ذہن میں ... جب اُس نے فیصلہ ثالثی صادر کیا۔

حکم اظہار وجہ خارج کیا گیا

اٹرنیان منجانب مدعی۔ مسٹران پین و گلبرٹ و سیانی۔

اٹرنیان منجانب مدعا علیہ۔ مسٹران لٹل و اسمتھ و نکلسن و لیوین۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس جناب سر چارلس سارجنٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس و سٹارلنگ صاحب جسٹس

گردہرداس مودر (مدعی) بنام کاشی گرہیراگر (مدعا علیہ)* ۷ جولائی ۱۸۹۳ء

اختیار سماعت - باشندہ ملک غیر - غیر مسکن باشندہ ملک غیر کا معرفت اپنے مینم کے بمبئی میں کار کرنا - عدالت مطالبہ خفیفہ ایکٹ عدالت ہائے مطالبہ خفیفہ (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۸ :-

جس صورت میں کہ کسی باشندہ ملک غیر نے جو بمبئی میں نہ رہتا تہا وہاں معرفت اپنے مینم کے کاروبار چلایا تو **تجویز ہوئی کہ** بسبب دفعہ ۱۸ (۱) ایکٹ عدالتہاء مطالبہ خفیفہ (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء) عدالت مطالبہ خفیفہ بمبئی کو اختیار حاصل تہا کہ نالش متدائرہ برخلاف اُسکے تجویز کرے :-

از سارجنٹ صاحب چیف جسٹس : بادی النظر میں لفظ "مدعا علیہم" مندرجہ ضمن (ب) دفعہ ۱۸ کے ہر صورتوں میں جن میں ضمن مذکور عدالت کو اختیار سماعت دیتا ہے -

---

* نالش عدالت مطالبہ خفیفہ نمبر ۴ ۲۱۸۶ سنہ ۱۸۹۲ء :-

(۱) دفعہ ۱۸ - ایکٹ عدالتہاء مطالبہ خفیفہ بریزیڈنسی (۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء) :-

تابع مستثنیات مندرجہ دفعہ ۱۹ کے عدالت مطالبہ خفیفہ کو اختیار تجویز تمام نالشات قسم دیوانی کا حاصل ہوگا :-

جبکہ تعداد یا مالیت متنازعہ نالش کی دو ہزار روپیہ سے زیادہ نہو اور

(الف) وجہ نالش کلاً یا جزواً اندر حدود علاقہ عدالت مطالبہ خفیفہ کی پیدا ہوئی ہو اور عدالت نے اُن وجوہ سے جو عدالت موصوف تحریر کریگی اجازت قبل دائر ہونے

(ب) تمام مدعا علیہم بوقت دائر ہونے نالش کے فی الواقع اور از خود اندر حدود علاقہ مذکور کے سکونت رکہتے ہوں یا کاروبار کرتے ہوں یا بذات خاص واسطے فائدہ کے کام اندر حدود مذکور کے کرتے ہوں یا

(ج) مدعا علیہم میں سے کوئی بوقت دائر ہونے نالش کے فی الواقع اور از خود اندر حدود علاقہ مذکور سکونت رکہتا ہو یا کاروبار کرتا ہو یا بذات خاص واسطے فائدہ کے اندر حدود اضلاع مذکور کام کرتا ہو اور یا تو عدالت نے قبل دائر ہونے نالش کے اجازت دی ہو یا مدعا علیہم جو حسب مندرجہ بالا سکونت نہیں رکہتے ہیں یا کاروبار نہیں کرتے ہیں یا بذات خاص واسطے فائدہ کے حسب مذکورہ بالا کام نہیں کرتے ہیں ارجاع نالش مذکور کو تسلیم کریں -

تشریح ۱ - جبکہ کسی نالش میں رقم متدعویہ بذریعہ متہار مسلمہ و تعین گشتکر استعدہ باقی رہجاوے کہ دو ہزار روپیہ سے زیادہ نہو تو عدالت مطالبہ خفیفہ کو نالش مذکور کی سماعت کا اختیار حاصل ہوگا -

تشریح ۲ - درحالیکہ کوئی شخص سکونت مستقل ایک جگہہ رکہتا ہو اور قیام گاہ دوسری جگہہ صرف واسطے غرض عارضی کے رکہتا ہو تو یہ تصور کیا جائیگا کہ وہ بلحاظ کسی ایسی وجہ نالش کے جو مقام میں پیدا ہو جہاں وہ قیام عارضی رکہتا ہو دونوں جگہہ سکونت رکہتا ہے -

تشریح ۳ - یہ تصور کیا جائیگا کہ کارپوریشن یا کمپنی نے مدد یا خاص دفتر واقع برٹش انڈیا میں بانسبت کسی ایسی وجہ نالش کے جو کسی ایسے مقام پر پیدا ہو جہاں اُسکا دفتر ماتحت بہی ہو مقام مذکور میں کاروبار کرتی ہے -

۱۸۹۳ء

گردہر واسودیو
بنام
کاشی گیریاگر

ایک ہی معنی ہونگے اور چونکہ لفظ مذکور میں صاف طور سے رعایا غیر سرکاری منجملہ اُن مدعا علیہم کے جن پر ضمن مذکور اختیار سماعت دیتا ہی شامل ہوتی ہی بشرطیکہ وہ "ساکن" یا "ذاتی طور پر بغرض حصول فائدہ کے" کام اندر حدود ارضی عدالت مطالبہ خفیفہ کے کرتے ہوں کہ یہ قرار دینا ایک معیوب تعبیر ہوگی کہ اسمیں منجملہ مدعا علیہم شامل نہیں ہیں جنپر ضمن مذکور بربنائے اسوجہ کے اختیار سماعت دیتا ہی کہ وہ "اندر حدود ارضی کے کاروبار کرتے ہیں"۔

گو یہ سچ ہے کہ رعایا غیر سرکاری جو ذاتی طور پر عدالت مذکور کی حدود اراضی کے اندر کاروبار نہیں کرتی برٹش انڈیا کے قانون میونسپل کے تابع نہیں ہوتی تاہم برٹش انڈیا میں اپنا کاروبار کرنے سے جس سے وہ نفع حاصل کرنیکی اُمید رکھتی ہے وہ اپنی کاروبار کے لحاظ سے اور اپنی اُس جائداد کے لحاظ سے جو اُس سے پیدا ہوتی ہی مقامی حکام کی پناہ منظور کرتی ہے اور عمدہ طور سے عدالتہائے ملک کو تسلیم کرتی ہوئی خیال کیجا سکتی ہے۔

حالات اس مقدمہ کے سی ڈبلو چیٹ صاحب چیف جج نے واسطے رائے ہائیکورٹ کے حسب دفعہ ۶۹ ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ پریزیڈنسی (۱۵ ۱۸۸۲ء) تحریر کئے۔

نالش مذکور مدعی نے عدالت مطالبہ خفیفہ میں بنام مدعا علیہ واسطے دلا پانے مبلغ ۱۱ر۲ر۶ بابت قیمت اُس مال کے جو مدعی نے مدعا علیہ کے ہاتھہ بمبئی میں فروخت کیا دائر کی تہی۔

یہ تسلیم کیا گیا کہ مدعا علیہ کچہہ میں بیرون علاقہ عدالت رہتا ہے اور وہ کاروبار بمبئی میں بذریعہ اپنے منیم کے کرتا ہے۔ یہ بہی امر واقعہ ہے کہ اجازت عدالت کی واسطے دائر کرنے نالش کے حاصل نہیں کی گئی۔

بہت سے عذرات جوابدہی میں منجانب مدعا علیہ بوقت تجویز کئے گئے لیکن صرف ایک جوابدہی جو واسطے رپورٹ ہذا کے ضروری ہے یہ تہی کہ عدالت کو اختیار تجویز نالش ہذا نہیں ہے بوقت ختم ہونے سماعت کے چیف جج نے تجویز بحق مدعی صادر کی لیکن برطبق درخواست مدعا علیہ کے حاکم موصوف نے حالات مقدمہ واسطے ہائیکورٹ کے تحریر کئے۔ منجملہ دیگر امور کے ایک امر جسکی نسبت ہائیکورٹ کی رائے طلب کیگئی تہی حسب ذیل تہا:-

آیا عدالت کو اختیار سماعت حاصل ہے یا نہیں۔ مدعا علیہ باشندہ بمبئی یا رعیت برطانیہ نہیں ہے بلکہ ساکن کچہہ ہے اور کوئی اجازت واسطے داخل کرنے نالش ہذا کے حاصل نہیں کیگئی ہے۔

مسٹر سکیفرسن و مسٹر انویریرٹی منجانب مدعا علیہ:- مدعا علیہ باشندہ ملک غیر ہے جو بمبئی میں سکونت نہیں رکہتا ہے اور ہم یہ حجت کرتے ہیں کہ عدالت کو بدیں وجہ اختیار سماعت حاصل نہیں ہے اختیار سماعت عدالت کا فقرہ (الف) یا فقرہ (ب) دفعہ ۱۸ ایکٹ عدالت مطالبہ خفیفہ پریزیڈنسی (۱۵ ۱۸۸۲ء) پر مبنی ہونا چاہئے

گردہردا مودر بنام کاشی گر سپراگر

ان فقرات کی روسے اختیار سماعت دیا گیا ہے اول درحالیکہ وجہ نالش کلاً یا جزءً اندر حد علاقہ کے پیدا ہوئی ہو اور اجازت حاصل کیگئی ہوتا نیاً درحالیکہ مدعاعلیہ (الف) اندر حد علاقے کے فی الواقع اور از خود سکونت رکہتا ہو یا (ب) اندر حدود مذکور کاروبار کرتا ہو - یہ نالش واسطے دلاپانے قیمت اُس مال کے جو مدعاعلیہ کے ہاتہہ بمبئی میں فروخت کیا گیا دائر کیگئی ہے چونکہ وجہ نالش اسطرح پر بمبئی میں پیدا ہوئی لہذا عدالت کو بابت اُس صورت میں اختیار سماعت حاصل ہوتا کہ اجازت حاصل کیجاتی (دفعہ ۱۸) لیکن یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اس مقدمہ میں اجازت حاصل نہیں کیگئی پس اختیار سماعت (اگر کوئی ہو) کسی اور امر سے پیدا ہونا چاہئے - اور فقرہ (الف) قابل لحاظ نہیں ہے یہ بہی تسلیم کیا گیا ہے کہ مدعاعلیہ اندر حد علاقہ کے نہیں رہتا ہے پس صرف ایک وجہ جسکی بنا پر دعویٰ اختیار سماعت اوپر مدعاعلیہ کے کیا جا سکتا ہے یہ ہے کہ بذریعہ اپنے منیب کے وہ کاروبار بمبئی میں کرتا ہے اور بحث یہ ہے کہ آیا اس امر سے عدالت واقع بمبئی کو اختیار سماعت اوپر غیر ساکن باشندہ ملک غیر کے حاصل ہوتا ہے یا نہیں ہم کہتے ہیں کہ اُس سے حاصل نہیں ہوتا ہے ہم بحث کرتے ہیں کہ عبارت "یا کاروبار کرتا ہو" موقوعہ فقرہ (ب) کو اسطرح پڑہنا چاہئے "یا رعایا برطانیہ ہوکر کاروبار کرتا ہو" موجودگی الفاظ "رعایا برطانیہ ہوکر" سمجہہ لینی چاہئے کیونکہ واضعان قانون ہند کو یہ اختیار نہیں ہے کہ بذریعہ اپنے قوانین کے اپنی عدالتوں کو اختیار سماعت نسبت غیر ساکن باشندگان ملک غیر کے عطا کریں یہ ایک ایسا اصول ہے کہ جو تمام واضعان قانون اور عدالت ہائے انصاف نے تسلیم کیا ہے رپورٹ ہائے اسٹیٹ ٹرایلز سلسلہ جدید جلد ۴ صفحہ ۱۳۳ و مقدمہ لو بیز بنام برسلیم (۱) اور دیکہو مقدمہ کشیوجی دامودر جیرام بنام کہیم جی جیرام (۲) واضعان قانون صرف اُن باشندگان ملک غیر کی نسبت قانون بنا سکتے ہیں جو انکی قلمرو کے اندر سکونت رکہتے ہیں مقدمہ میکلوڈ بنام اٹرنی جنرل نیو سوتہہ ویلز (۳) یہ تجویز ہوئی کہ ایک ایکٹ واضعان قانون نیو سوتہہ ویلز میں جسکی روسے بابت ازدواج ثانی کے جاہی کسیجگہہ وہ ازدواج ثانی عمل میں آیا ہو سزا مقرر کیگئی تہی لفظ جاہے کسیجگہہ کی یہ تعبیر کرنی چاہئے کہ "جاہی کسیجگہہ اس نو آبادی میں" ہم اس دلیل کو اختیار کرتے ہیں کہ جو عدالت کے روبرو منجانب مدعاعلیہ مقدمہ کشیوجی دامودر جیرام بنام کہیم جی جیرام (۲) کی گئی (دیکہو صفحات ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ رپورٹ مذکور)

اسکاٹ منجانب مدعی فریق مخالف :- عدالت کو اختیار سماعت حاصل ہے عدالت ہذا کو تعبیر کرنے کسی ایکٹ واضعان قانون میں یہ اختیار نہیں ہے کہ اُس میں الفاظ اضافہ کرے میں یہ بحث کرتا ہوں کہ فیصلہ مقدمہ کشیوجی دامودر جیرام بنام کہیم جی جیرام (۲)

(۱) مقدمات پریوی کونسل مؤلفہ مور صاحب جلد ۴ صفحہ ۳۰۰ بصفحہ ۳۰۵ ؛

(۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۵۰۷ ؛ (۳) لا رپورٹ ۱۸۹۱ء مقدمات اپیل صفحہ ۴۵۵ ؛

گردہرداس ودو. بنام کاشی گر بیراگر

غلط ہوا تہا اور اُسکی تقلید نہیں کرنی چاہیئے اور میں وہ دلیل اختیار کرتا ہوں کہ جو مقدمہ مذکور میں منجانب مدعی کی گئی (دیکہو صفحہ ۵۱۳ رپورٹ مذکور) اُس مقدمہ میں اسکاٹ صاحب جسٹس نے فرمان شاہی میں الفاظ اضافہ کیئے وہ مقدمہ خلاف مقدمہ ہری ولبہ داس بنام اوتم چند (۱) ہے جسپر میں استدلال کرتا ہوں کونسل مذکور نے مقدمہ ڈانیل بنام اوگلبے (۲) کا بہی حوالہ دیا ۔۔

مسٹر میکفرسن نے جواب دیا :- اگر الفاظ "رعیت برطانیہ ہوکر" دفعہ ۸ ضمن (ب) میں داخل نہ کیئے جائیں تو ایک منشا ایسے امر کے کرنیکا واضعان قانون ہند سے منسوب ہوگا کہ جسکے کرنیکا منشا الیہ کو اختیار نہیں ہے ۔۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس :- صرف ایک امر جسکی نسبت ہمارے دربرواس مقدمہ صیغہ عدالت مطالبہ خفیفہ میں بحث کیگئی ہے یہ ہے کہ آیا فقرہ (ب) دفعہ ۱۸ - ایکٹ عدالت مطالبہ خفیفہ (۵ سنہ ۱۸۸۲ء) کی رو سے عدالت مطالبہ خفیفہ کو اُس صورت میں اختیار دیا گیا ہے یا نہیں جبکہ مدعا علیہ رعیت برطانیہ نہیں ہے اور بیرون حد علاقہ عدالت کے رہتا ہے لیکن اندر علاقہ مذکور بذریعہ منیب کے کاروبار کرتا ہے ۔ میرے نزدیک یہ امر متنازعہ نہ تہا کہ کرنا کاروبار مذکور کا بذات خاص ضرور نہیں ہے فیصلہ عدالت مدراس مقدمہ متہایا چیٹی بنام ایلین (۳) بربنا انہیں الفاظ فرمانشاہی اور اُن وجوہ کے جو ٹرنر صاحب چیف جسٹس نے واسطے ایسی تجویز کرنے کے تحریر فرمائے میرے نزدیک قطعی ہیں نسبت صحت فیصلہ عدالت مدراس ماقبل کے جو خلاف اُسکے بمقدمہ سیارایا موڈالی بنام گورنمنٹ وغیرہ (۴) صادر ہوا میں تحریر کرسکتا ہوں کہ ساسی صاحب چیف جسٹس اور آرنولڈ صاحب جسٹس نے بمقدمہ فرانجی کاؤس جی بنام ہرمزجی کاؤس جی (۵) شک کیا ۔۔

اب نسبت اصل بحث متعلقہ استصواب ہذا کے یعنی آیا یہ صورت کہ مدعا علیہم اندر حد علاقہ عدالت مطالبہ خفیفہ کے (جسکی نسبت یہ تحریر کیا جانا چاہیئے کہ حد علاقہ مذکور وہی ہے جو ہائیکورٹ کا ہے) کاروبار کرتے ہوں رعایا برطانیہ ہی پر محدود ہونا چاہیئے یا نہیں ایسا نہیں ہے کہ جسکی نسبت کوئی سند نہو بمقدمہ کیشوجی وامودر بنام کہیم جی جیراؤ (۶) اسکاٹ صاحب جسٹس نے ایسے ہی الفاظ موقوعہ دفعہ ۱۲ فرمانشاہی سنہ ۱۸۶۵ء کی تعبیر کرنمیں یہ تجویز کی کہ وہ رعایا برطانیہ پر محدود ہونے چاہئیں ۔۔

شروع میں یہ امر قابل تحریر ہے کہ عام لفظ "مدعا علیہم" کل فقرہ (ب) کے پہلے ہے اور اُس سے متعلق ہے اور بدین وجہ بادی النظر میں مقصود تہا

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۲۳۱ (صیغہ ابتدائی دیوانی) ۔۔ (۲) سائیسٹرس جنرل جلد ۲۸ صفحہ ۴۷۷ ۔۔

(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۲۰۹ ۔۔

(۴) رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۸۶ ۔۔

(۵) " " بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۲۱ ۔۔

(۶) " " " جلد ۲ صفحہ ۵۰۷

گردہر دامودر بنام کاشی گریہیر اگر

کہ اُسکے وہی معنی ہوں جبکہ اُسکو اُن تینوں مختلف صورتہا متذکرہ فقرہ مذکور کے ساتھہ پڑہا جاوے جنکی رو سے عدالت کو اختیار سماعت دیا گیا ہے اور چونکہ رعایا غیر برطانیہ صریحاً تابع اختیار سماعت مذکور ہیں اگر وہ اندر حدعلاقہ عدالت مطابقہ حقیقہ کے سکونت رکہتے ہیں یا بذات خاص واسطے فائدہ کے کام کرتے ہیں تو یہ تجویز کرنی فقرہ مذکور کی تاویل بیجا ہوگی کہ نامبردگان خارج رکہے گئے ہیں جبکہ وجہ اختیار سماعت کی یہ ہے کہ نامبردگان اندر حدود مذکور کے "کاروبار کرتے ہیں" وہ حاکم ذیعلم جس نے فیصلہ مقدمہ کیشو جی دامودر بنام کہیم جی جیرام کا کیا اُس وقت سے جو رعایا غیر برطانیہ کے خارج کرنیمیں ہو نا واقف نہ تہا لیکن حاکم موصوف نے یہ تجویز کیا کہ حاکم موصوف کو اُسپر لحاظ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ حاکم موصوف نے فرمایا کہ دیگر نہج پر تجویز کرنے [illegible] زری اس قاعدہ کی ہوگی کہ جہانتک سازروی عبارت کے ممکن ہو ہر قانون کی اسطرح پر تعبیر کیجاوے اور اُسپر اسطرح پر عمل کیا جاوے کہ وہ خلاف انضباط اقوام مختلف یا قواعد مستمرہ باہمی ممالک غیر کے نہو۔"

کوئی سند جس سے میں واقف ہوں ایسی نہیں ہے اور نہ اُسکا حوالہ اثناء تقریر میں دیا گیا ہے کہ ایسا کوئی قاعدہ تعبیر ہے جو ایسے عام الفاظ میں موجود ہو وہ قاعدہ جو لارڈ الینبر صاحب باشتراک ڈی ولس نے مقدمہ امکمپینیہا ڈی ہوز بینک بنام برٹش سوتہہ افریقہ کمپنی (۱) میں تحریر فرمایا ہے یہ ہے کہ "یہ امر کہ آیا عدالتہائے کسی قوم کی اختیار سماعت کسی نزاع کا اختیار کرینگی یا نہیں صرف قوم مذکور کو یعنی بذریعہ اپنے قانون ملکی کے تجویز کرنا چاہئے اگر بذریعہ وضع قانون صریح کے عدالتوں کو یہ حکم ہے کہ اختیار سماعت عملمیں لائیں تو عدالتوں کو اُسکی تعمیل کرنی چاہئے اگر انہیں مفہوم مناسب اُسکے مضمون کا ہے تو نتیجہ وہی ہے لیکن بعض قواعد ایسے ہیں کہ جنکی رو سے بذریعہ رضامندی عوام کے ایسے امور ظاہر کئے گئے ہیں جنسے نتیجہ صحیح طور پر نکالا جاسکتا ہے" ان قواعد میں ایک جیسا کہ عدالت نے مقدمہ کیطرفہ بلین (۲) تحریر کیا ہے یہ ہے کہ بادی النظر میں تمام وضع قانون اُس معنی پر جسمیں جیمیس صاحب لارڈ جسٹس نے تحریر کیا ہے متعلق قلمرو خاص کے ہوتا ہے بجز اسکے کہ قانون میں اُسکے خلاف بصراحت حکم ہو یا صاف طور پر مفہوم ہو وضع قانون برطانی باشندگان ملک غیر سے متعلق ہے جنہوں نے جو انگلستان میں آکر عرصہ دراز یا عرصہ قلیل کیلئے اپنے آپکو تابع اختیار انگلشیہ کے کیا ہے چنانچہ عدالت موصوف نے اُس مقدمہ میں یہ تجویز کی کہ ایکٹ دیوالیہ کی نسبت یہ نہیں کہا جائیگا کہ عدالت دیوالیہ کو یہ اختیار دیا جاوے کہ کسی ایسے باشندہ ملک غیر کو دیوالیہ قرار دے جو سوائے کسی ایسی کوٹہی انگلستان کا ہے انگلستان میں کاروبار کرنی [illegible] انگلستان میں نہیں آیا۔

(۱) لا رپورٹ ۱۸۹۲ء [illegible] جلد ۱ صفحہ ۳۲۱ ۵۰

۱۸۹۳ء

گردھر دامودر بنام کاشی گوبراگر

اور تمک سے کی فیصل ہوا کہ اگلستان میں نہیں ہوا اصول مندرجہ بالا بلاشبہ فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ لوپز بنام بریلیم (۱) اور نیز ہوس آف لارڈس نے بمقدمہ جیفریز بنام بوسی (۲) اختیار کیا تھا جس میں تجویز ہوئی کہ ایکٹ حق تصنیف ایسے باشندگان ملک غیر سے متعلق نہیں ہے جو باہر رہتے ہوں اور علاوہ بریں مقدمہ میکالوڈ بنام اٹارنی جنرل نیو ساؤتھ ویلز (۳) میں پریوی کونسل نے یہ تجویز کی کہ ایک مقنن واضعان قانون نیو ساؤتھ ویلز جو بول نے نسبت جرم ازدواج ثانی کے قانون بنایا ہے فعل یہ تحت در ہونا چاہئے جو اندر علاقہ نیو ساؤتھ ویلز کے کیا گیا لیکن یہ تحریر کیا جانا چاہئے کہ یہ سب ایسے مقدمات ہیں جن میں واضعان قانون نے بطور تعزیر ایسے فعل کے جو کیا گیا یا ترک کیا گیا ہو کوئی قاعدہ عطا یا کوئی تاوان عائد کیا ہو لہذا وہ تعبیر ایسے ایکٹ کے جیسا کہ زیر لحاظ ہے صریحاً متعلق نہیں ہیں جب یہ کہ آیا واضعان قانون کا یہ منشا تھا یا نہیں کہ عام قواعد متعلق ملک کی خلاف ورزی کریں ممکن ہے کہ یہ صحیح ہو کہ رعایا غیر برطانیہ جو برٹش انڈیا میں نہیں رہتے ہیں وہ خود اپنی ذات کو تابع عام قانون مدنی برٹش انڈیا کے نہیں کرتے ہیں تاہم بذریعہ قائم کرنے اپنے ایسے کاروبار کے برٹش انڈیا میں جس سے وہ امید حاصل کرنے منافع کی کرتے ہیں وہ حفاظت کے کام کے واسطے اپنے کاروبار اور اپنی اثر جائداد کے جو اس سے متعلق ہو تحصیل کرتے ہیں اور بذریعہ ابتدا کرنے کے وہ اچھی طور پر یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ تابعداری اختیار سماعت عدالت ہائے برٹش انڈیا کی قبول کرتے ہیں علاوہ بریں اس امر پر غور کرنا ہیں کہ صحیح منشا واضعان قانون کا کیا تھا یہ نسبت حالات خاص بلاد پریزیڈنسی ملک ہذا کو نسبت اس کثیر تعداد اشخاص کے ذہن میں رکھا جائے جو رعایا برطانیہ نہیں ہیں اور خود بذات خاص یا بذریعہ منیب اور دیگر ایجنٹان کے تجارت کرتے ہیں اور جنہیں رعایا برطانیہ سے لین دین کرتے ہیں جنسے وجوہ نالش اندر اور باہر بلاد پریزیڈنسی کے پیدا ہوتے ہیں جنہیں سے وجوہ آخر الذکر فقرہ (الف) میں داخل نہیں ہوتے ہیں اور یہ ایک امر ایسا ہے کہ جسکا اثر بخوبی واضعان قانون پر بوقت تجویز کرنے اختیار سماعت عدالت ہائے بلاد پریزیڈنسی کے دربارہ مدعا علیہم کے ہوا ہوگا ۔۔

ان خیالات سے اور بوجہ عام عبارت فقرہ مذکور کے جسکی رو سے جیسا کہ پیشتر تحریر کیا گیا ہے یہ لازم ہے کہ اسکی تعبیر اسطور پر کیجائے کہ اختیار تجویز نالشات بمعاملہ ایسے مدعا علیہم کے بالعموم دیا گیا ہے۔

---

(۱) مقدمات پریوی کونسل مولفہ مور صاحب جلد ۴ صفحہ ۳۰۰ ۔۔

(۲) مقدمات ہوس آف لارڈز جلد ۴ صفحہ ۸۱۵ ۔۔

(۳) لا رپورٹ (۱۸۹۱ء) مقدمات اپیل صفحہ ۴۵۵ ۔۔

گردہر داموور بنام کاشی گرسیراگر

جو کسی ایک شرط میں منجملہ شرائط مندرجہ فقرہ مذکور کے قطع نظر اُنکے ہونے رعایا برطانیہ یا غیر برطانیہ کے داخل ہوتے ہوں میری رائے میں ایک قوی قیاس پیدا ہوتا ہے کہ کم سختی کے ساتھ اصول تعبیر متعلقہ قلمرو متذکرہ بالا پر بہ نسبت اُسکے جو مقدمہ کیشوجی داموور بنام کہیم جی جیرام (۱) اختیار کیا گیا تہا عمل کیا جائے اور میں یہ خیال نہیں کر سکتا کہ خیالات مندرجہ بالا اس سبب سے قابل کم وقعت کے ہیں کہ از روئے تعبیر مذکور عدالتہائے پریزیڈینسی میں نالشات بنام رعایائے غیر برطانیہ بر بنائے ایسی وجوہ نالش کے دائر ہو سکینگی جو بیرون برٹش انڈیا بلکہ بیرون ہند پیدا ہوں اس قسم کی بنائے مخاصمت خواہ نخواہ نالشات ذاتی ہونگی جنسے قاعدہ متعلق داخل ہونے قلمرو کا انگلستان میں کبہی متعلق نہیں کیا گیا بابت یہ بیان کیا گیا تہا کہ دیگر ملکوں کی عدالتیں تجویز عدالت مطالبہ خفیفہ مصدورہ ایسے مقدمات کو نافذ نہیں کرینگی لیکن ایسی دلیل اگر وہ بالتمام بالکل غیر متعلق نہیں ہے تو قابل وقعت نہیں ہے چنانچہ لارڈ ہابہوس صاحب نے بوقت صادر کرنے تجویز مقدمہ الیشری بنام الیس (۲) رائے بعبارت ذیل ظاہر کی ہے کہ "جب تجویز کسی عدالت کی واسطے نفاذ کے کسی اور ملک میں آتی ہے اُسکی تاثیر عدالتین ملک مذکور بلحاظ جملہ حالات مقدمہ کے تجویز کرتی ہیں"۔

نظر حالہ حالات میری یہ رائے ہے کہ عدالت مطالبہ خفیفہ کو اختیار تجویز نالش ہذا حاصل ہے اور بدینوجہ امر متعلقہ اختیار سماعت کا جواب اثبات میں دیا جانا چاہیئے۔

اسٹار لنگ صاحب جسٹس:- اس مقدمہ میں مُدعی نے مُدعاعلیہ پر جو رعیت ایک ہندوستانی ریاست کا ہے نالش بابت ایک ایسی بنائے مخاصمت کے جو کلیتاً اندر علاقہ عدالت مطالبہ خفیفہ بمبئی کے پیدا ہوئی اس بیان سے دائر کی کہ نامبردہ اندر حد علاقہ مذکور کے کاروبار کرتا ہے اس امر سے کہ بنائے مخاصمت اندر حد علاقہ مذکور کے پیدا ہوئی اس مقدمہ میں دائر کرنا نالش کا جائز ہوگا کیونکہ اجازت عدالت کی واسطے اُسکے دائر کرنے کے مطابق فقرہ (الف) دفعہ ۱۸- ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء حاصل نہیں کیگئی لہذا صرف ایک امر جسپر عدالت کو غور کرنا ہے یہ ہے کہ "آیا ایسے غیر ساکن باشندہ ملک غیر پر جو شہر بمبئی کے اندر کاروبار کرتا ہے عدالت مطالبہ خفیفہ میں نالش کیجا سکتی ہے یا نہیں"۔ واضح ہو کہ میری دانست میں اسمقدمہ میں ہمکو امور متعلقہ قانون باہم اقوام سے کچھ تعلق نہیں ہے ہمکو صرف نسبت اس امر کے

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۵۰۷۔

(۲) لا رپورٹ (سنہ ۱۸۹۳ء) مقدمات اپیل صفحہ ۳۳۹۔

گوبردھن داس
بنام
کاشی گر بیراگی

تجویز کرنی ہے کہ آیا مدعاعلیہ ایسا شخص ہے یا نہیں جسکے نام واضعان قانون نے اجازت واثر کرنے نالش کی ایسی عدالت ہائے ملک ہذا میں دی ہے جنسے ڈگری صادر ہوسکتی ہے اور اس ملک میں مقابلہ اُسکی ذات کے اگر وہ اندر علاقہ مذکور کے آوے جاری کیجاسکتی ہے اور میری یہ رائے ہے کہ مدعاعلیہ جو مسلمانا ایک ایسی کوٹھی بمبئی میں رکھتا ہے کہ جسمیں وہ کاروبار بذریعہ اپنے منیب کے کرتا ہے ایسا شخص ہے اس نتیجہ کے نکالنے میں میری تائید مقدمہ بکیطرفہ بلین (۱) سے ہوتی ہے جس میں جیمس صاحب لارڈ جسٹس نے بصفحہ ۵۲۶ یہ فرمایا ہے " بلاشک اُن کو یعنی واضعان قانون انگلستان کو یہ استحقاق ہے کہ کسی باشندہ چلی یا کسی دیگر باشندہ ملک غیر سے یہ کہیں کہ " اگر آپ کوئی معاہدہ انگلستان میں کریں یا مرتکب کسی عہدشکنی کے انگلستان میں ہوں تو بموجب ایک خاص ایکٹ پارلیمنٹ کے ایک خاص کارروائی کیجاسکتی ہے جس کے ذریعے سے ہم فی الواقع تجویز امر معاہدہ مذکور یا عہدشکنی مذکور کی کرسکتے ہیں اور مقابلہ آپ کی کسی جائداد واقع ملک ہذا کے ڈگری جاری کرسکتے ہیں" لیکن یہ بات اسوجہ سے کہی جاسکتی ہے کہ جائداد مذکور زیر حفاظت اور تابع اختیارات قانون انگلستان کے ہے یہ امر کہ کس حد تک فیصلہ امر مذکور کا غیر ملک میں کیا جائیگا غور کرنے کے لئے باقی رہتا ہے اور وہ غیر ملک کی عدالتوں میں تجویز کیا جائیگا اگر کسی باشندہ ملک غیر نے جسپر حکمنامہ حسب احکام ایکٹ جو ذکر کیا گیا ہو حاضر ہونا پسند نہیں کیا اور واضعان قانون نے یہ فرمایا کہ اگر آپ حاضر نہوں تو آپ اُسطرح پر مرتکب عدم پیروی کے ہونگے اور ہم خلاف آپ کے تجویز صادر کرینگے یہ امر کہ آیا اُس تجویز کو ان ممالک کی عدالت ہائے ملک غیر بطور تجویز مطابق قانون باہمی اقوام اور عام اصول انصاف کے تسلیم کرینگی یا نہیں ایک ایسا معاملہ ہے جو خود اُنکو تجویز کرنا چاہئے" کاٹن صاحب لارڈ جسٹس نے بھی بصفحہ ۵۳۱ تحریر فرمایا ہے " ہم نسبت اُس امر کے تجویز نہیں کرتے ہیں جو اُسصورت میں پیدا ہوسکتا ہے کہ کسی انگلستان کے ایکٹ پارلیمنٹ میں صریحاً یہ حکم ہو کہ بمقابلہ رعیت چلی کے یا کسی اور بیگانہ کے جو کبھی انگلستان میں نہیں آیا ہے عدالت کو لازم ہے کہ برطبق بعض واقعات ثابت ہونے کے کسی درخواست کو منظور کرے اور ڈگری بلا تعداد دے ایسی صورت میں ممکن ہے کہ اُس عدالت پر جو بہ تعمیل ایکٹ پارلیمنٹ انگلستان عمل کرتی ہو خواہ نتائج کچھ ہی ہوں اور اقوام غیر کچھ ہی عذر کریں یہ کہنا فرض ہو کہ یہ قانون انگلستان ہے اور ہمکو اُسپر عمل کرنا لازم ہے اور اُس حجت پر جو آپ ایک باشندہ ملک غیر پیش کرتے ہیں ہمپر لازم ہے کہ لحاظ نہ کریں" ۔

(۱) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۴ صفحہ ۵۲۲ ۔

گرد ہر داس ودر بنام کاشی رام گردھر

واضح ہو کہ یہ دو فقرات میری دانست میں اس مقدمہ سے بخوبی متعلق معلوم ہوتے ہیں واضعان قانون نے یہ قانون بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص اندر حد علاقہ کے کاروبار کرتا ہے تو بنام اسکے نالش دائر کیجا سکتی ہے اور میرے نزدیک ہمکو نہ چاہئے کہ اس ایکٹ کے الفاظ صریح کے معنے یہ بیان کریں کہ وہ شخص جو اندر حد علاقہ کے کاروبار کرتا ہے ایسا شخص نہیں ہے جسپر نالش دائر کیجائے بلکہ صرف رعایائے برطانیہ پر نالش کیجا سکتی ہے یہ امر کہ عدالت ملک غیر اگر کسی ڈگری مصدرہ کی بنا پر نالش کی بنایہ آیا عدالت میں نالش کیجائے کیا کریگی ایسا امر نہیں ہے جسپر ہمکو بحث کرنے کی ضرورت ہو اور یہ امر مقدمہ الیشری بنام املیس (۱) میں صریحاً قرار دیا گیا ہے ۔۔

مقدمات صیغہ دیوالیہ سے امر حال کے حل کرنے میں بہت مدد نہیں ملتی ہے کیونکہ وہ ایکٹ قانون مقامی ہے جو صرف انگلستان سے متعلق ہے اور اسکے بہت سے احکام نہایت تعزیری قسم کے ہیں ۔۔ مقدمہ یکطرفہ کرسبین (۲) یہ تجویز ہوئی کہ کوئی باشندہ ملک غیر جو چند روز کے لئے انگلستان میں آئے اور قرضجات لے اور بعد ازاں مرتکب فعل دیوالہ کا ہو دیوالیہ قرار دیا جا سکتا ہے گو وہ بوقت داخل ہونے درخواست کے غیر ملک میں ہو یہ فیصلہ کبھی ناپسند نہیں کیا گیا ہے بلکہ بخلاف اسکے اسکو پسند کرکے اسکا حوالہ مقدمہ یکطرفہ بیسکل (۳) دیا گیا ہے جسمیں صفحہ ۵۱۲ میلش صاحب لارڈ جسٹس نے مقدمہ مذکور کا حوالہ دیا ہے اور یہ تجویز کی ہے کہ اس سے کچھ فرق نہیں ہوتا ہے قرضجات ملک غیر میں لئے گئے تھے ان مقدمات میں اصل معیار یہ ہے کہ آیا مدعاعلیہ نے اندر حد علاقہ کے بذات خاص یا بذریعہ اپنے ایجنٹ ذی اختیار کے کوئی ایسا فعل کیا یا نہیں جسکے ذریعہ سے وہ داخل عبارت اس قانون کے ہوتا ہے جو اسکے مقدمہ سے متعلق ہے اور مجھکو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ کیوں تجارت کرنا کسی باشندہ ملک غیر کا بذریعہ اپنے ملازمان کے اندر حد علاقہ کے ایسا فعل تصور نہ کیا جائے ۔۔

مقدمہ یکطرفہ بلین پر مدعاعلیہ نے اور نیز اسکاٹ صاحب جسٹس نے مقدمہ کیشو جی جیرام بنام کھیم جی (۴) یہ ثبوت اس امر کے استدلال کیا ہے کہ ایسے ایکٹ جیسے ایکٹ دیوالہ اور ایکٹ حال ہیں ایسے باشندگان ملک غیر پر جو بیرون علاقہ رہتے ہیں اثر پذیر نہیں ہو سکتے۔ میرے نزدیک مقدمہ یکطرفہ بلین کی یہ تاثیر نہیں ہے میرے نزدیک وجہ فیصلہ مقدمہ مذکور یہ تھی کہ شرکائے ملک چلی کبھی اندر حد علاقہ کے نہیں آئے تھے اور بدیں وجہ بذات خاص مرتکب

(۱) لارپورٹ (سنہ ۱۸۳۰ع) متفرقہ اپیل صفحہ ۳۳۹ ۔ (۲) لارپورٹ چانسری جلد ۸ صفحہ ۳۷ ۔۔
(۳) لارپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۵۰۹ ۔ (۴) انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۵۰۷ ۔۔

گردہر داس ودر بنام کاشی گر ہیراگر

کسی فعل دیوالہ کے بذریعہ کسی خاص فعل اپنے ایجنٹان (شرکاء انگلشیہ) کے جنکو اُنہوں نے اختیار نہیں دیا تہا اور جسکی اُنکو اطلاع نہ تہی نہیں ہو سکتے تہے اور چونکہ یہ صورت تہی عدالت نے یہ قیاس نہیں کیا کہ واضعان قانون کا یہ منشا تہا کہ کوئی فعل شرکاء انگلستان کا جسکا اختیار شرکاء ساکن جلی نے نہیں دیا اشخاص آخر الذکر پر جو فی الواقع تابع اختیار سماعت عدالت ہذا کے نہیں ایسی صورت میں موثر ہو کہ اُسکے موثر ہونے کا نتیجہ یہ ہو کہ مجبوراً انگلستان میں اصالتاً حاضر ہونا پڑے اگر یہ رائے نسبت مقدمہ مذکور کے صحیح ہو تو مقدمہ مذکور کسی طرح پر مخالف اُس نتیجہ کے نہیں ہے جو میں نے اخذ کیا ہے۔

اس امر میں کبہی شک نہیں کیا گیا ہے کہ اندر بعض حالات کے نالش بنام باشندہ ملک غیر انگلستان میں دائر کیجا سکتی ہے اور جو بحثیں کہ پیدا ہوئیں وہ ہمیشہ یہ نہیں کہ حکمنامہ کی تعمیل صحیح کیا ہے عموماً یہ کہ آیا اُسکی تعمیل بطور معمولی کیجانی چاہئے یا حاکم کی اجازت حاصل کرنی چاہئے یا آنکہ نالش کی صرف اطلاع دینی چاہئے یہ تحریر اُن جملہ مقدمات سے متعلق ہے جنکا حوالہ دربارہ قواعد حال حسب ایکٹ ۱۸۵۲ء جوڈیکیچر نسبت مقدمات بنام کوٹہیا سے دیا گیا ہے شرکاء پر اب از نام ٹکی کوٹہی کے نالش کیجا سکتی ہے اور جو بحثیں کہ پیدا ہوئیں یہ تہیں کہ کس طرح پر تعمیل حکمنامہ کی نالش میں کیجائیگی معلوم ہوتا ہے کہ حکام کی یہ رائے تہی کہ تعمیل حسب قاعدہ معمولی سے بعض صورتوں میں خلاف ورزی قانون باہمی اقوام کی ہوگی لیکن با این ہمہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکام ممدوح نے تسلیم کیا کہ باجازت حاکم کے حکمنامہ کی تعمیل ہونی ممکن ہے لہذا یہ مقدمات میری رائے میں تعبیر بعض جدید اور زیادہ تر پیچیدہ قواعد عملدرآمد سے متعلق ہیں جنسے فی الواقع ہمکو کوئی واقعی مدد مقدمہ حال میں نہیں ملتی ہے علاوہ بریں بحث یہ نہیں ہے کہ آیا حکمنامہ کی تعمیل ہو سکتی ہے یا نہیں بلکہ یہ ہے کہ آیا نالش دائر کیجا سکتی ہے یا نہیں اگر کوئی شخص اُن تبدیلات کو جو خود قواعد مذکور میں کیگئی ہیں اور مخالف فیصلجات عدالت ہائے مختلف متعلقہ قواعد ہذا کو دیکھے تو یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ بالفعل انگلستان میں عملدرآمد کسی ایسی بناء قابل اطمینان پر مبنی ہے کہ جس سے ہمکو ایسے مقدمہ میں جیسا کہ مقدمہ حال ہے ایسی ہدایت ہو سکتی ہے کہ جس میں غلطی واقعہ نہو۔

اٹرنیان منجانب مدعی:۔ مسٹران ہائی شنکر و کانگا۔

اٹرنیان منجانب مدعا علیہ:۔ مسٹران لیٹل و سمتھ و نکلسن و بودین۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس

بمعاملہ گلاب داس بہائی داس* ۱۵ ستمبر ۱۸۹۲ء

کمپنی ایکٹ ہائے ہند (نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۸ - شیرز (حصص) جاری کردہ ایسے تھے کہ گویا ادا کردہ - حقوق خریدار با اطلاع جس نے خریدار بلا اطلاع سے لئے ہوں - نوٹس - حصہ رسدی "

بیس حصہ بیلا سپائننگ و یونگ و مینوفکچرنگ لمیٹڈ (یعنے کاتنے - بُننے اور کپڑا بنانیوالی کمپنی) بیلا محدودہ کے در صل (الف) کو حصہ بحیثیت کامل اداشدہ حصص کے جزوی بعوض کام کردہ کے اور جزوی بعوض اُس کام کے جو کمپنی کیلئے کیا جانا تھا حصہ میں دئے گئے تھے - اقرارنامہ بموجب جسکے یہ حصص سطرح سے دئے گئے تھے جیساکہ بروے دفعہ ۲۸ (۱) ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۸۲ء مطلوب ہے رجسٹری نہیں ہوئے تھے "

(الف) نے منجملہ اُنکے تین حصص (د) کے ہاتھہ فروخت کری جسکو اس امر کا پُورا علم نہ تھا کہ وے پورے ادا شدہ میں (د) نے وہی تین حصص (گ) کے ہاتھہ فروخت کر دیئے جو کمپنی مذکور کا منیجنگ ڈائرکٹر تھا کمپنی کو بموجب عدالت بند کیگئی تھی تو بند ہونیکے (گ) تین حصص مذکورہ کا قابض تھا فہرست حصہ سدیوں کے ترتیب دینے میں عدالت نے حکم دیا کہ (گ) کا نام بھی فہرست میں نسبت اُن تین حصص کے درج کیا جاوے "

تجویز ہوئی کہ (گ) بطور ایک حصہ رسدی کے ذمہ دار نہ تھا گو کہ (گ) کمپنی مذکور کا منیجنگ ڈائرکٹر تھا - چونکہ بیان مذکور صحیح ہے کہ حصص کو بطور کامل اداشدہ حصص کے بلا تعمیل کرنے دفعہ ۲۸ ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۸۲ء کے جاری کی گئی تھی پہر اسبارہ میں اس قابل

اپیل بنا راضی حکم مصدورہ جے بی ال کاک صاحب ڈسٹرکٹ جج سورت جو کارروائیات موقوفی کاروبار حسب ایکٹ متعلقہ کمپنی ہائے ہند ۶ سنہ ۱۸۸۲ء میں صادر کیا گیا "

بیلا اسپننگ و یونگ و مینوفکچرنگ کمپنی لمیٹڈ کو عدالت سے سنہ ۱۸۹۱ء میں حکم موقوفی کاروبار کا ہوا "

بیس حصص اس کمپنی کے ابتداءً ایک شخص مسمی دارابجی اکایا ٹھیکہ دار کے نام بطور پورے ادا ہوئے حصص کے جزواً بعوض ایسے کام کے جو کمپنی کیلئے کیا گیا اور جزواً بعوض ایسے کام کے جو کمپنی کیلئے کیا جانیوالا تھا دئے گئے تھے وہ اقرارنامہ جسکے بموجب حصص مذکور اسطرح پر دئے گئے تھے مطابق دفعہ ۲۸ - ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۸۲ء رجسٹری نہیں کرایا گیا تھا "

[illegible]

---

* اپیل نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۹۲ء " (۱) دفعہ ۲۸ - ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۸۲ء میں حسب ذیل حکم ہے :-

"کمپنی کے ہر حصہ کی بابت یہ سمجھا جائیگا کہ وہ اس شرط پر کمپنی کیطرف سے جاری ہوا ہے اور حصہ دار کیطرف سے قبول کیا گیا ہے کہ کل تعداد قیمت نقد ادا کیجائیگی الا صورتیکہ کسی اقرارنامہ باضابطہ میں جو حصص کے اجرا کے وقت یا اُسکے قبل لکھا گیا ہے شرکت کے رجسٹرار کے پاس داخل ہوا ہو دوسرے طور پر طے ہوا ہو "

۱۸۹۲ء

بمعاملہ گلابداس بہائی داس

داراب جی نے ان حصص میں سے تین حصص ایک شخص مسمی وادی شیٹ کے ہاتہہ فروخت کیے جسکو یہ اطلاع نہ تہی کہ انکا پورا روپیہ ادا نہیں ہوا ہے۔

وادی شیٹ نے تین حصص مذکور گلاب داس کے ہاتہہ فروخت کیے جو کمپنی مذکور کا ڈائرکٹر مہتمم تہا تاریخ موقوف ہونے کاروبار کے گلاب داس کا نام رجسٹری کمپنی میں بطور قابض تین حصص مذکور کے درج تہا۔

بوقت تیار کرنے فہرست حصہ رسدی دہندگان کے عدالت ڈسٹرکٹ جج کی یہ رائے ہوئی کہ چونکہ گلاب داس کمپنی مذکور کا ایک ڈائرکٹر مہتمم تہا لہذا یہ تصور کرنا چاہیے کہ اسکو اس امر کی اطلاع تہی کہ حصص مذکور کا پورا روپیہ ادا نہیں ہوا ہے اور اس امر سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے کہ قابض درمیانی کو اطلاع نہ تہی لہذا عدالت موصوف نے یہ تجویز کی کہ گلاب داس بطور حصہ رسدی دہندہ کے ذمہ وار ادائے پوری تعداد زر مطلوب حصص مذکور کا تہا۔ چنانچہ گلاب داس کا نام فہرست حصہ رسدی دہندگان میں درج کیا گیا۔

بنا راضی اس حکم کے گلابداس نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔

کالا بہائی لالو بہائی منجانب اپیلانٹ:- اپیلانٹ نے حصص مذکور ایک ایسے شخص سے خرید کیے جسکو اطلاع نہ تہی کہ حصص مذکور کا پورا روپیہ ادا نہیں ہوا ہے یہ امر کہ اپیلانٹ کو اطلاع تہی غیر اہم ہے تجویز مقدمہ اسپیل فورڈ کالیری کمپنی (۱) نسبت امر حال کے قطعی ہے۔

گنپت سداشو راو منجانب رسپانڈنٹان (آفیشل لکویڈیٹران) اپیلانٹ ایک ڈائرکٹر مہتمم بلکہ [illegible] کا تہا بہ حیثیت مذکور اسکو معلوم ہوگا کہ جو حصص اسنے خرید کیے فی الواقع یا از روئے قانون ایسے حصص نہ تہے جنکا روپیہ پورا ادا ہوگیا ہو لہذا وہ اپنے آپ کو اس قاعدہ سے مستفید نہیں کر سکتا جسکی رو سے وہ مشتری بلا اطلاع محفوظ ہے جس نے مشتری بلا اطلاع سے خریداری کی ہو۔ مسئلہ مذکور مقدمہ حال سے متعلق نہیں ہے۔ الفاظ دفعہ ۲۸ ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۸۲ع کے مطابق دفعہ مذکور ہر حصہ دار پر لازم ہے کہ کل روپیہ بابت ان حصص کے جو اسکے پاس ہوں نقد ادا کرے بجز اسکے کہ کوئی اقرارنامہ رجسٹری شدہ خلاف اسکے ہوا ہو۔ [illegible] کوئی ایسا اقرارنامہ نہیں ہے لہذا اپیلانٹ کا نام فہرست حصہ رسدی دہندگان میں صحیح طور پر درج کیا گیا تہا۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس:- یہ حصص [illegible] حصہ دار کو بطور ایسے حصص کے جنکا پورا روپیہ ادا ہوگیا دیئے گئے اور اسکا نام درج رجسٹر ہوا جن میں سے تین حصے بنام مسٹر وادی شیٹ

(۱) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۴ صفحہ ۴۳۲۔

سنہ ۹۲ء

مہادیا گجاپا بنام بہائی داس

کے فروخت اور منتقل ہوئے اور یہ امر مسلم ہے کہ اُسکو اطلاع نہ تھی کہ حصص مذکور کا روپیہ پورا ادا نہیں ہوا
فیصلہ مقدمہ سٹیل فورڈ کالیری کمپنی (۱) سے ظاہر ہوتا ہے کہ مابین کمپنی اور مشتری دعی ثبت تین حصص
مذکور ایسے متصور ہونے چاہئیں کہ گویا اُن کا روپیہ ادا ہو چکا ہے اور اُسکو خریداری حق حاصل ہو سکتا
خواہ اُسکو اطلاع تھی یا نہ تھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ حصص مذکور اپیلانٹ گوپال داس کے ہاتھ فروخت
کئے گئے جو کمپنی مذکور کا ڈائرکٹر منیجر تھا اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ بحیثیت مذکور اُسکو ضرور معلوم تھا کہ
حصص مذکور بطور ایسے حصص کے جنکا پورا روپیہ ادا ہو گیا ہے بالتعمیل دفعہ ۲۸ ایکٹ ۱۸۶۶ء کے
جاری کئے گئے ہیں اور بدیں وجہ وہ اُس قاعدہ سے مستفید نہیں ہو سکتا جسکی رو سے مشتری بلا اطلاع
جس نے مشتری بلا اطلاع سے خرید کی ہو محفوظ ہے مگر ہر اپیل [illegible] کالج اپیل [illegible]
(۱) کی گئی تھی جس میں اپیلانٹ اور اُسکا باپ جھگڑا [illegible]
ساتھ ٹھیکہ دار کے تھا اور [illegible] عدالت اپیل نے یہ تجویز کی [illegible]
اُسکے حق میں کوئی فرق نہیں ہوا ۔

ہم مقدمہ حال میں اُس مقدمہ سے جسکا حوالہ دیا گیا ہے [illegible]
کہ حکم مہارڈ نیشنل جج مشتہر قائم کرنے تمام مسٹر کاٹ اس [illegible]
اپیلانٹ کو اُسکا کل خرچہ جملہ عدالتوں کا دلایا جاویگا ۔ حکم منسوخ کیا گیا

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس

۱۵ ستمبر ۱۸۹۲ء

وکیلٹیں کھنڈو ویک کس و دیگر مدعیان بنام شتاب گوا (مدعا علیہ)*

فیصلہ ثالثی مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۲۵ - درخواست واسطے شمول فیصلہ ثالثی کر بطور ایک نالش کے درج رجسٹر کیگئی - اعتراضات جو مدعا علیہ نے کئے - عدالت کا فیصلہ ثالثی کے داخل کرنے سے باز رہنا ۔

ایک درخواست جو واسطے شامل کرنے فیصلہ ثالثی کے تھی بطور ایک نالش کے درج رجسٹر کی گئی اسپر مدعا علیہ نے اعتراضات اُٹھائے اور حسب ذیل امور تنقیح طلب قرار دئیے گئے ۔

(۱) آیا کوئی خاص ثالث بطور ایک منجملہ ثالثان منجانب مدعا علیہ مقرر کیا گیا تھا منظور کیا گیا تھا یا نہیں ؟

(۱) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۴ ۔

* استصواب صیغہ دیوانی نمبر ۱۱ سنہ ۹۲ء ۔

سنہ ۱۸۹۲ء

وینکٹیش کہنڈو بنام جناب گووا

(۲) آیا فیصلۂ ثالثی میں کوئی بیضابطگی ظاہر تہی اور وہ کیا تہی ؟

(۳) آیا کارروائیات جو منجانب ثالثان عمیں آئیں بیضابطہ تہیں یا نہیں ؟

تجویز ہوئی کہ اُن اعتراضات نے جو مدعاعلیہ کیطرف سے کیئے گئے تہے اور جو بنشا امور تنقیح طلب مذکورہ بالا کے تہے عدالت کو فیصلۂ ثالثی کے شامل مسل کرنیسے باز رکہا ہے ؛۔

یہ استصواب راؤبہادر وٹہل وینکٹیش واگل سبارڈینیٹ جج درجہ اول مقام دہارواڑ نے حسب دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی (۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کیا ؛۔

استصواب حسب ذیل تہا :-

"یہ ایک درخواست تہی جو بطور ایک نالش کے حسب دفعہ ۵۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی (۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) واسطے داخل کیئے جانے ایک ایسے فیصلۂ ثالثی کے درج رجسٹر ہوئی جو اُن ثالثان نے کیا تہا جنکو فریقین نے بلا توسط عدالت مقرر کیا تہا ؛۔

"مدعاعلیہ نے نسبت داخل کیئے جانے فیصلۂ ثالثی کے بوجوہ ذیل عذر کیا :-

"(۱) درخواست میں تمادی عارض تہی ؛۔

"(۲) فیصلۂ ثالثی بلا اختیار صادر کیا گیا تہا اور ناجائز تہا ؛۔

"(۳) اُسکے دستخط اقرارنامہ سپردگی ثالثی پر ۱۸- اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کو بلا ظاہر کرنے اسماء ثالثان کے کرلیے گئے تہے - ایک شخص مسمی کرشناجی ترکو کا نام بجا رسری پدنایک کے نام کے اقرارنامہ کے حاشیہ پر فریباً درج کیا گیا تہا اور فریقین کے اظہارات اُسی روز دیگر دو ثالثان نے کرشناجی ترکو کی غیبت میں لیئے تقرر کرشناجی کا جو اسطرح پر کیا گیا تہا ناجائز تہا ؛۔

"چونکہ سری پدنایک نے بطور ثالث عمل کرنے سے انکار کیا لہذا اُس (مدعاعلیہ) نے واسطے تقرر ایک لنگاؤت ثالث کے جسکو وہ معتبر خیال کرتا تہا درخواست کی مگر اُس سے کہا گیا کہ یہ امر بعد میں ہوسکتا ہے اور بالفعل سوائے جانچ حساب کے اور کچھہ نہیں کیا جائیگا بذریعہ اس غلط بیانی کے اُسکے دستخط ایک اقرارنامہ اسٹامپ پر ۲۸- اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کو بلا ظاہر کرنے اُسکے مضمون کے کرالیے گئے اُس روز سے اخیر روز تک بالکرشن شاستری کبہی شریک ثالثی نہیں ہوا "

"(۵) جو کارروائیات کرشناجی اور بالکرشن کی غیبت میں کیگئیں ناجائز ہیں اور فیصلۂ ثالثی جو اُسپر مبنی ہے اور بہی زیادہ ناجائز و کالعدم ہے ؛۔

بمعاملہ گلاب داس بہائی داس

"(۶) فیصلہ ثالثی جیسا کہ اُس سے ظاہر ہوتا ہے ۱۵ جون ۱۸۹۱ء کو صادر نہیں کیا گیا بلکہ ماہ ستمبر میں صادر کیا گیا"۔
"(۷) مدعا علیہ نے بار بار نسبت اُس کارروائی کے عذر کیا جو باقی ثالثان نے بلا مقرر کئے جانے اشخاص مناسب کے بجائے بالکرشن کے جو غیر حاضر ہے اور شہری پد کے جس نے عمل کرنے سے انکار کیا ہے کیا تھا لیکن انہوں نے اُسپر توجہ نہیں کی اور لینے درخواست تحریری سے جو اُس نے دی تہی انکار کیا بر طبق اسکے اُس نے اپنی درخواست بذریعہ ڈاک ۱۵ جون ۱۸۹۱ء کو بہیجی انہوں نے فیصلہ ثالثی سادہ کاغذ پر تحریر کیا اور اُسپر قریباً پہلے کی تاریخ ڈالدی بالکرشن شاستری کے دستخط کارروائی مذکور پر بعد میں کرائے گئے اور اُسکو نقل فیصلہ ثالثی کی نہیں دی گئی"۔
"(۸) مدعیان کو ایسی رقوم دلائی گئی ہیں جنکے ہیں تمادی عارض تہی اور بیجا طور سے اُن رسیدات پر اعتبار نہیں کیا ہے جو مدعی کے پدر متوفی نے بابت بعض رقوم ادا کے دی تہیں"۔
"(۹) دو ثالثان نے جنہوں نے فی الواقع کارروائیات مذکور کیں اُسکے بیانات صحت کے ساتھ قلمبند نہیں کئے اور اُسکا پورا اظہار نہیں لیا انہوں نے اُس شہادت کو جو اُس نے پیش کی نامنظور کیا اور ناقابل پذیرائی شہادت منجانب مدعیان منظور کرکے فیصلہ ثالثی طرفداری کے ساتھ بسازش مدعیان صادر کیا"۔
"(۱۰) فیصلہ ثالثی داخل نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ کارروائیات ثالثان ناجائز و فریبانہ و خلاف انصاف ہیں"۔
بر طبق اسکے عدالت نے کل آٹھ امور تنقیح طلب قرار دئے جن میں سے نمبر ۱ و ۲ و ۳ حسب ذیل ہیں:-
"(۱) آیا کرشنا جی ترگو کو بطور احد الثالثان کے مدعا علیہ نے نامزد یا منظور کیا تہا یا نہیں؟
"(۲) آیا کوئی یا کیا بےضابطگی بادی النظر میں فیصلہ ثالثی میں ظاہر ہوتی ہے؟
"(۳) آیا وہ کارروائیات جو ثالثان نے کیں ناجائز تہیں یا نہیں؟"
سبارڈینیٹ جج نے امر مندرجہ ذیل واسطے فیصلہ کے ارسال کیا:-
"آیا عدالت کو یہ اختیار ہے یا نہیں کہ نسبت اُن بیانات کے جو مدعا علیہ نے کئے ہیں تحقیقات کرے اور بعد ازاں مطابق اُن حالات کے جو تحقیقات سے معلوم ہوں فیصلہ ثالثی داخل کرے یا سائلان کو علیحدہ نالش دائر کرنے کی ہدایت کرے جیسا کہ اُسکے نزدیک مناسب معلوم ہو"۔

سنہ ۱۸۹۲ء

دھونڈو ایشور کہنڈو بنام نارائن جی کودا

بار ڈینیٹ جج کی رائے نسبت امر مذکور کے اثبات میں تھی ۔۔

دھونڈو ایم شترگری (رفیق عدالت) منجانب مدعیان ۔۔

نارائن جی چندر اورکر (رفیق عدالت) منجانب مدعا علیہ ۔۔

سار جنٹ صاحب چیف جسٹس ۔ فیصلہ مقدمہ سائل بنام جے شنکر (۱) جسکی تقلید مقدمہ ہیرجی بہائی بنام جمشید جی (۲) کی گئی اور جو مطابق تحریرات عدالت کلکتہ مقدمہ بیجادہر بنام منوہر (۳) کے ہے اس امر کی نسبت قطعی ہے کہ ان عذرات سے جو نسبت فیصلہ ثالثی کے مدعا علیہ نے کئے ہیں اور جو منشاء امور تنقیح طلب ۲ و ۳ کے ہیں عدالت کو داخل کرنا فیصلہ ثالثی کا ممنوع ہے بجز اسکے کہ جیسا ویسٹ صاحب جسٹس نے مقدمہ سائل بنام جے شنکر (۱) ظاہر کیا ہے عدالت عذرات مذکور کو صریحاً بے بنیاد تصور کرے" کہ یہ تصور کرنے کی کوئی وجہ مقدمہ حال میں نہیں ہے لہذا جو بحث کہ فیصلہ مقدمہ دندیکر بنام وندیکرس (۴) میں پیش کیگئی تہی پیدا نہیں ہوتی ہے اور اسپر غور کرنیکی ضرورت نہیں ہے ۔۔ حکم مطابق اسکے صادر ہوا ۔۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بیلی صاحب چیف جسٹس (قائم مقام) و کینڈی صاحب جسٹس

ستمبر ۱۸۹۱ء

پرشوتم و من سومن (ابتداءً مدعا علیہ) اپیلانٹ **بنام** کاشیداس جیچند سیٹھ (ابتداءً مدعی) ریسپانڈنٹ ۔

اراضیات ۔ کہوتی ۔ رہن ۔ نیلام بعلت اجراء ڈگری بربنا رہن ۔ نالش بابت قبضہ منجانب منتقل الیہ ۔ خریدار بوقت ایسے نیلام کے ۔ رضامندی کہوت دربارہ انتقال ۔۔

ایک شخص باشاہ نے جو خاص اراضیات واقع موضع کوٹہی کا درج رجسٹر شدہ خیلکار تہا ایک شخص دلجی کے ہاتہ اراضیات مذکور رہن کیں جس نے بربنا رہن مذکور ایک شخص نیاچند کے ہاتہ فروخت ہوئیں جس نے وہ اراضیات مدعی کے نام منتقل کردیں جنوری ۱۸۷۸ء میں مدعا علیہ نے بحیثیت کہوت اراضیات مذکور کا قبضہ حاصل کیا بدیں بیان کہ باشاہ کو رہن کنندہ کا کوئی حق حاصل نہ تہا اور کہ اُسنے موضع مذکور چہوڑ دیا ہوا تہا اور اپنی خیلکاری کو ضبط کرادیا تہا اور کہ اُس (مدعا علیہ) نے ۱۸۷۸ء میں صحیح طور سے اراضی مذکور کا قبضہ حاصل کرلیا تہا اور کہ ۱۸۷۸ء میں حکام مال نے حسب دفعات ۵۳ و ٦۲ مجموعہ مالگذاری اراضی بمبئی (ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۷۹ء) خیلکاری مذکور کو ضبط شدہ قرار دیا تہا ۱۸۸۸ء میں مدعی نے نالش بغرض دلاپانے اراضیات مذکور کے دائر کی ۔ عدالت ماتحت نے تجویز کیا کہ مدعا علیہ کے مرتہن رکان منظور کرنیسے ثابت ہوتا ہے کہ اُس نے

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۲۵۴ ۔۔
(۲) تجاویز مطبوعہ بابت سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۵۰ ۔۔
(۳) 〃 کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۱ ۔۔
(۴) 〃 بمبئی جلد ٦ صفحہ ٦٦۳ ۔۔

* اپیل دوم نمبر ۳۰۷ سنہ ۱۸۹۱ء

۱۸۹۲ء

پرشوتم داس سومن بنام کاشی چند جے چند سیٹھ

منسوخی ڈگری عدالت ماتحت **تجویز ہوئی** کہ مدعی بر بنا تقویت اپنی خرید کے جو اُس نے نیلام عدالت سے ۱۸۸۲ء میں کی تھی مدعا علیہ کو بیدخل کرنیکا حق نہیں رکھتا تھا ۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ مصدرہ ایم پی کہرے گہاٹ اسسٹنٹ جج تھانہ ۔

نالش واپانے دخل بعض اراضیات کی اراضیات متنازعہ اُنپر اراضیات کہوت تھیں جن کا تعلق مندرجہ تحریر ایک شخص مسمی بابشا عرف باجی سے متعلق تھا جس نے اراضیات مذکور [illegible] کے پاس رہن [illegible] کی تھیں مرتہن نے [illegible] ڈگری [illegible] بحکم عدالت نیلام ہوئیں [illegible] مدعی کے حق میں منتقل کیگئی [illegible] مدعا علیہ پرشوتم داس سومن کہوت اُس موضع نے جسمیں اراضیات مذکور واقع تھیں [illegible] کیا مدعی نے [illegible] دخل پانے واسطے اراضیات مذکور کی اس بیان سے [illegible] کہ مدعا علیہ [illegible] قبضہ کر لیا ہے ۔

مدعا علیہ نے یہ حجت کی کہ چونکہ اراضیات [illegible] کہوت تھیں [illegible] کاشتکار کو کوئی حق اُن کے منتقل کرنیکا حاصل نہ تھا اُس نے بیان کیا کہ چونکہ بابشا موضع مذکور [illegible] کے عرصہ تک [illegible] گیا تھا اُس مدعا علیہ نے بحیثیت کہوت گورنمنٹ ۱۸۸۲ء میں درخواست کی کہ [illegible] اراضیات مذکور کی لگان [illegible] کہوت کی جائیں درج اور چونکہ اُسکی درخواست منظور ہوگئی تہی اور اراضیات مذکور پر بطور مالک [illegible] متصرف رہا ہے [illegible] ڈگری [illegible] اور اُسکے بموجب خریدار کی اور مدعی مستحق پانے قبضہ کا بعد اسکے کہ اراضیات مذکور کی کاغذات سرکاری میں بطور کہوتی [illegible] درج ہو چکیں ہیں ۔

سبارڈینیٹ جج (راؤ صاحب بی ایس جوشی) نے دعوی مدعی منظور کیا ۔

مدعا علیہ نے اپیل کیا لیکن اسسٹنٹ جج نے ڈگری بحال رکھی ۔

مدعا علیہ نے اپیل دوم دائر کیا :-

پرشوتم پرسرام کہری منجانب اپیلانٹ (مدعا علیہ) :- جج موصوف نے یہ تجویز کی کہ چونکہ ہم نے لگان تہن ۳ ملی سے لیا

سنہ ۹۲ء

پرشوتم داس سومن بنام کاشی داس جے چند سیٹھ

لہذا ہم [illegible] باستثناء [illegible] رضامند ہوئے حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ ہم نے اپنے اس حق سے کہ [illegible] کے دست برداری کی ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ گو ہم نے [illegible] حق رہائش یا انکے انتقال کنندہ نیلام دار پر رضامند [illegible] نیلام مذکور کی یہ تاثیر تھی کہ حقوق خیارات کی [illegible] مذکور کا [illegible] ہوتی خانہ درج ہو گئیں [illegible]

[illegible] اس سے زیادہ حاصل نہیں کیا جو اصل کاشتکار کو حاصل ہو سکے [illegible] ہماری رضامندی صرف بنسبت انتقال اول اور اسکے [illegible] ضروری نتیجہ اصل انتقال یعنی معاملہ [illegible] مذکور کی ہو لیکن وہ حق [illegible] اراضیات متنازعہ اسکے [illegible] ہوا [illegible] انکے [illegible] قبضہ [illegible]

[illegible]

کہ [illegible] صاحب [illegible] واسطے دخل بعض اراضیات کے [illegible] انتقال [illegible] جو مشتری نیلام بعلت اجرائے ڈگری زر رہن موسومہ [illegible] کھوتی کے تھا دائر کی مدعی نے بیان کیا کہ [illegible] بطور پر جنوری ۱۸۷۸ء میں قبضہ کر لیا [illegible] اب شاہ کو کوئی حق نہ تھا کہ اراضیات کو رہن کرے اور بذریعہ موضع سے چلے جانے کے [illegible] شاہ کا حق [illegible] ہو گیا اور اس (کھوت) نے ۱۸۷۹ء میں قبضہ کر لیا۔

۱۸۹۲ء

پرشوتم داس سوامن بنام کاشی راؤ جیچند ...

سباڈینیٹ جج نے یہ تجویز کی کہ مُدعی بحیثیت مُشتری کے جس نے پاناچند (مشتری نیلام عدالت) نے خریداری کی مستحق دائر کرنے نالش کا ہے اور قابض اراضیات کہوتی واقع مواضع مُدعاعلیہ انتقال اپنے حقوق خیلکاری کا بذریعہ رہن یا بیع کے کرسکتے تھے اور اراضیات مذکور قسم کہوتی خالصہ میں داخل کرنیکے قابل نہیں کیونکہ گو باشندہ موضع سے چلا گیا تھا اُسکا پسر وہاں رہتا تھا اور حکم حکام مال (کاغذ ۱۲) منشر یا اشتہار اس امر کے کہ اراضیات مذکور بطور کہوتی خالصہ کے درج کیجائیں اگست ۱۸۸۰ء میں بعد دائر ہونے نالش کے صادر کیا گیا تھا برطبق اپیل جو کہوت نے عدالت ضلع میں دائر کیا اسسٹنٹ جج نے یہ تجویز کی کہ ذرا بھی شہادت اس امر کی نہیں ہے کہ کسی کاشتکار نے کبھی دعوے منتقل کرنے اپنی خیلکاری کا بطور حق کے کیا اور کہوت ایسے دعوے پر رضامند ہوا یا اُس نے کبھی کاشتکاران کو یہ اُمید کرنے دی کہ وہ ایسے حق کی بابت نزاع نہیں کریگا بخلاف اسکے اُسکی درخواست ۱۸۸۰ء سے جو معاملتدار کے روبرو پیش کی گئی اور جس میں اُس نے یہ استدعا کی کہ اُن اراضیات کو جو کاشتکاران نے چھوڑ دی ہیں اُسکے نام منتقل کیجائیں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بخوبی آمادہ تہا کہ استعمال اپنے حق کا جب کبھی موقع ہو کرے۔ لیکن اسسٹنٹ جج نے یہ تجویز کی کہ کہوت کی رضامندی نسبت انتقال خاص متنازعہ کے اس امر سے ثابت ہوتی ہے کہ اُس نے مرتہن کو قابض رہنے دیا اور اُس سے لگان (جمع) چھہ یا سات برس تک لیا۔ بنا برآں اسسٹنٹ جج نے فرمایا کہ منتقل الیہ کو اُس سے زیادہ حق نہیں ہے جو اصل کاشتکار کو تہا اور بوجہ وہ اسکی انتقال مزید نہیں کرسکتا کیونکہ رضامندی مذکور صرف نسبت انتقال اول ہو اور اسکے نتائج ... ...

برطبق اپیل جو ... کہوت نے دائر کیا یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ از روئے تجویز اسسٹنٹ جج کے مُدعی مستحق کامیابی نہیں ہے کیونکہ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ کہوت مذکور اُس رہن خاص پر رضامند ہوا جو باشندہ نے ویلجی سے پاس کیا تہا جسکی نسبت تجویز عدالت ذیل بمقدمہ گردہاری بنام گنیش (۱) کا حوالہ دیا جاسکتا ہے) اور نتیجہ ضروری انتقال مذکور کا وہ نالش تہی جو ویلجی نے بر بنا رہننامہ دائر کی اور وہ نیلام عدالت تہا جس میں پاناچند مشتری ہوا یہ مزید نتیجہ ضروری نہ تہا کہ پاناچند اپنے حقوق مُدعی کے ہاتہ فروخت کرے اسکا جواب وکیل مُدعی یہ دیتا ہے کہ مدعی ایک برادر غیر منقسمہ ویلجی اصل مرتہن کا ہے ممکن ہے کہ یہ صداقت ہو لیکن نالش مذکور مُدعی نے بحیثیت مرتہن دائر نہیں کی

(۱) تجاویز مطبوعہ ۱۸۹۱ء صفحہ ۱۰۷

سنہ ۱۸۹۱ء

پرشوتم ... بنام ... چند

دعوی مذکور صریحاً اس امر پر مبنی ہے کہ پاناچند نے اپنے حقوق بطور مشتری عدالت مدعی کے حق میں منتقل کیے تھے اور مدعی درحالیکہ وہ بذریعہ اپنے کاشتکاران کے قابض تھا جنوری ۱۸۸۱ء میں بیدخل کیا گیا اسسٹنٹ جج نے یہ تجویز کی ہے کہ کہوت نے اراضیات مذکور پر ۱۸۸۰ء یا ۱۸۸۱ء میں قبضہ کیا (اور اسوقت سے برابر بقبضہ ہے) اور اسنے بعد ازاں حکام مال سے درخواست واسطے ضبطی حق دخیلکاری کے کی (دفعات ۸۶ و ۱۵۳ مجموعہ مالگذاری) یہ بھی ظاہر ہے کہ دخیلکاری مذکور بحق کہوت ضبط ہونے کا اعلان اگست ۱۸۸۷ء میں قبل دائر ہونے نالش ہذا کے کیا گیا تھا نہ بعد اسکے جیسا کہ سبارڈینیٹ جج نے تصور کیا ہے عام اس سے کہ باشاہ کا پسر موضع میں تھا ہو یا نہ رہتا ہو یہ حجت نہیں لگسکتی ہے کہ قابض مندرجہ رجسٹر یا کسی اور شخص نے منجانب اسکے ۱۸۷۹ء سے جمع ادا یا پیش کی چنانچہ یہ ظاہر ہے کہ مدعی کو بہ تقویت اپنی خریداری کے جو پاناچند سے ۱۸۸۰ء میں کی کوئی حق بیدخل کرنے کہوت کا نہیں ہے اندران حالات کے ہمکو لازم ہے کہ ڈگری اسسٹنٹ جج کو منسوخ اور دعوی کو نامنظور کریں کل خرچہ جملہ عدالتوں کا بذمہ مدعی ہے ۔

ڈگری منسوخ کی گئی

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نائٹ چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس

۱۰ ستمبر ۱۸۹۱ء

بہادو (ابتداءً مدعاعلیہ نمبر ۲) اپیلانٹ بنام لکشمن (ابتداءً مدعی) رسپانڈنٹ *

اختیار سماعت - ایکٹ دربارہ اختیار سماعت مال (نمبر ۱۰ ۱۸۷۶ء) دفعہ ۴ (ج) رہن نالش واسطے انفکاک کے - نیلام اراضی مرہونہ منجانب دیسی سردار بعلت باقیات مالگذاری - خرید بوقت نیلام - دعوی منجانب خریدار برخلاف راہن و مرتہن ۔

مدعی نے نالش واسطے انفکاک حاصل اراضی مرہونہ کے جو اُسنے مدعاعلیہ نمبر اول کے پاس رہن کی تھی کی مدعاعلیہ دوم نے بحیثیت مالک بیان اراضی کی بابت دعوی کیا کہ راہن اور مرتہن اراضی مذکور کی بابت دیسی سردار کو جسکو مالگذاری واجب تھی مالگذاری ادا کرنے میں قاصر رہے ہیں پھر دیسی سردار نے اُسکو بذریعہ نیلام عام بغرض وصول کرنے مالگذاری کے فروخت کردیا اور اُس (مدعاعلیہ دوم) نے اراضی کو خرید لیا - عدالت ابتدائی نے مدعی کا دعوی بربنا اِس وجہ کے نامنظور کردیا کہ نالش حسب احکام ایکٹ دربارہ اختیار سماعت مال (نمبر ۱۰ ۱۸۷۶ء) اور مجموعہ مالگذاری اراضی بمبئی ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۷۹ء بر طبق اپیل عدالت ضلع نے ڈگری مذکور کو مسترد کردیا اور مقدمہ کو واسطے تجویز بربناء روداد بہ بحالی حکم عدالت ضلع تجویز ہوئی کہ گورنمنٹ نے کارروائیات بغرض وصولی مالگذاری منجانب دیسی سردار

* اپیل نمبر ۲۲ ۱۸۹۲ء

سنہ ۱۸۹۳ء

مہادو بنام لکشمن

میں کوئی امداد نہیں دی۔ پس اختیار سماعت عدالت دیوانی کا بروئے دفعہ ۴ (ج) ایکٹ اختیار سماعت مقدمات (ممبئی) نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۷۶ء سے نہیں لیا گیا تھا۔

اپیل تجویزی بحکم مسٹر جی ہی ایبٹ ورتھ صاحب ڈسٹرکٹ جج ناسک۔

مدعی نے نالش اسلئے کی کہ بعض اراضی جو اسنے مدعا علیہ نمبر ۱ کے پاس رہن کی تھی واگذار کی مدعا علیہ نمبر ۲ تا ۴ قابض تھا مدعا علیہ نمبر ۱ (دہو) نے جواب دیا کہ زر رہن بیباق نہیں ہوگیا اور ایک رقم کثیر ہنوز اسکو واجب الوصول ہے مدعا علیہ نمبر ۴ (مہادو ولد شاما) نے دعوی کی جوابدہی کی اُس نے تسلیم کیا کہ اراضی متنازعہ ابتداءً مدعی کی تھی اور اُسنے مدعا علیہ نمبر ۱ کے پاس رہن کی تھی لیکن اُسنے بیان کیا کہ وہ زر جمع سرکار جو زمین پر موجود کر واجب الوصول تھی ادا کرنے سے قاصر رہے رئیس مذکور نے بر طبق اسکے اراضی مذکور بغرض وصول باقیات جمع کے نیلام کی اور اُسنے (مدعا علیہ نمبر ۴ نے) اُسکو خرید کیا لہذا اُسنے دعوی کیا کہ وہ اراضی مذکور پر بطور مالک قابض ہے۔

سبارڈینیٹ جج نے دعوی مدعی بوجوہ ذیل منظور کیا۔

اب بحث محض یہ ہے کہ آیا بعد اسکے کہ اراضی بوجہ عدم ادائے بقایات مالگذاری ... مذکور بمقابلہ قابضان اراضی نیلام ہوگئی ہے عدالت دیوانی کو اختیار سماعت درو اپس دلانے اراضی کو کو قابض کرنے یا نہیں ... دفعہ ۴ دونوں فقرہ کے ضمن (ج) و اخیر فقرہ ضمن (د) ایکٹ اختیار سماعت ... کے عدالتہائے دیوانی کو سماعت کرنا دعاوی کا خلاف گورنمنٹ یا دیگر اشخاص ... بابت مالگذاری اراضی بابت قبضہ اراضی خالصہ ممنوع ہے مقدمہ میں اگر کوئی دعوی مدعی یا مدعا علیہ نمبر ۱ کا ہے تو وہ متعلقہ مدعا علیہ نمبر ۴ کے نہیں ہے بلکہ بمقابلہ ... کے ہے جو فریق مقدمہ نہیں بنایا گیا ہے ... کی نسبت اراضی مذکور کی یہی حیثیت ہے جو برٹش گورنمنٹ کی نسبت اراضیات مالگذار واقع برٹش انڈیا کے ہے اور جس طرح ... کاروائیات کلکٹر حسب دفعات ۵۶ و ۵۷ مجموعہ مالگذاری اراضی (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۷۹ء) کے عدالتہائے دیوانی ... نہیں کر سکتی ہیں اسیطرح پر چونکہ رئیس سچین کرائم قبضہ

۱۸۹۲ء
مہادو بنام لکشمن

سب دفعات ۵۶ و ۷۵ مجموعہ مالگذاری اراضی بابت اراضیات متنازعہ کے بابت باقیات مالگذاری کے عمل میں لایا ہے لہذا عدالت دیوانی سماعت نہیں کر سکتی ؛؛

بر بطبق اپیل منجانب مدعی عدالت ضلع نے ڈگری کو منسوخ کیا اور مقدمہ کو واسطے تجویز بربنا ر روئداد کے واپس بھیجا صاحب جج نے یہ تحریر کیا ؛؛

"میرے نزدیک سبارڈینیٹ جج نے یہ غلطی کی ہے کہ ونچورکر کو بجائے گورنمنٹ واسطے اغراض مجموعہ مالگذاری اراضی وا بکٹ اختیارات باعث صیغہ مال کے تصور کیا ہے اگر ونچورکر ایک ریاست میں جو مسرح ہوتا تو ونچور برٹش انڈیا میں داخل نہ ہوتا اور ایکٹ ہائے متذکرہ ہرگز متعلق نہ ہوتے لیکن یہ مسلم ہے کہ ونچورکر قابض ایک جاگیر انجام کا ہے اور اختیارات دیوانی و فوجداری بموجب اسناد عطیہ گورنمنٹ انگریزی کے عمل میں لاتا ہے اور کوئی ثبوت اس امر کا نہیں ہے کہ انکو اس سے زیادہ اعلی حقوق معاملات مال میں حاصل ہیں کہ جسقدر قابضان مواضع منتقلہ کو بموجب مجموعہ مالگذاری اراضی کے عطا کئے جا سکتے ہیں ان میں قبضہ ضبطی اراضی داخل نہیں ہے صرف ضبطی واسطے گورنمنٹ کے تسلیم کی گئی ہے (دفعہ ۱۵۳) اور گورنمنٹ کو اس معاملہ میں تعلق نہ تھا ۔ اگر اراضی بوجہ عدم ادا کے نیلام کی گئی تو وہ تابع حق مطالبہ مدعا علیہ اول کے نیلام کی گئی تھی اگر وہ نیلام نہیں کی گئی تو وہ اب بھی از ان مدعی تابع مدعا علیہ اول کے حق مطالبہ کے ہے"؛؛

مدعا علیہ نمبر ۲ نے اپیل دوم دائر کیا :-

شورام وٹھل ھنڈ اہکر منجانب اپیلانٹ ؛؛

واجی اباجی کھرے منجانب ریسپانڈنٹ ؛؛

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس :- چونکہ تجویز سبارڈینیٹ جج سے یہ ظاہر ہے اور ڈسٹرکٹ جج نے بھی تصور کیا ہے کہ گورنمنٹ نے کارروائیات وصول مالگذاری منجانب ونچورکر میں جس پر مدعا علیہ نمبر ۲ استدلال کرتا ہے مدد نہیں دی لہذا ہمکو یہ تجویز کرنی چاہئے کہ اختیار سماعت عدالت دیوانی از روئے دفعہ ۴ (ج) ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۶ء چھین نہیں لیا گیا ہے اور ہم بر بنو جہ حکم مذکور معہ خرچہ بحال کرتے ہیں ؛؛

حکم بحال کیا گیا

اجلاس کامل

باجلاس سرچارلس سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و برڈوڈ صاحب جسٹس و ٹیلنگ صاحب جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس

۱۸۹۲ء ۲۲ اپریل و ستمبر

زولال نگیلداس مدعی **بنام** برج بھوکن پرسہورام مدعاعلیہ٭

اسٹامپ۔ حکم متعلق ادائیگی زرنقد بنام اُس شخص کے جو مہاجن (بینکر) نہیں ٭

مُدعی نے مُدعاعلیہ کو واسطے ادا کرنے اُس کے زر قرضہ تجارت وغیرہ کے زرنقد قرض دینے کا اقرار کیا۔ بہ تعمیل اقرارنامہ مذکور مُدعاعلیہ نے اپنے دائنان کو کسقدر تعداد کی ”چٹھیات“ دیں۔ یہ ”چٹھیات“ بنام مُدعی تھیں اور جن میں اُس سے واسطے ادا کرنے تعداد مندرجہ کے استدعا تھی اُس نے ایسا کر دیا اور اب واسطے اُس تعداد ادا کردہ کے نالش کی۔ منجانب مدعاعلیہ یہ بحث کی گئی کہ چونکہ ”چٹھیات“ مذکور چک یا بل آف ایکسچینج (ہنڈویات) تھیں پس وہ شہادت میں قابل پذیرائی نہیں کیونکہ بلا اسٹامپ تھیں۔ عدالت نے تجویز کیا کہ بروئے اقرارنامہ مذکور مدعی مُدعاعلیہ کا بینکر (مہاجن) حسب معنی ضمن (۲) دفعہ ۳۔ ایکٹ اسٹامپ مصدرہ ۱۸۷۹ء کے نہیں ہو گیا تھا ٭

تجویز ہوئی کہ ”چٹھیات“ مذکور پر اسٹامپ مطلوب نہ تھا ٭

یہ استصواب خان بہادر بزورجی ایڈلجی مودی جج عدالت مطالبات خفیفہ مقام سورت نے حسب دفعہ ۴۹ ایکٹ اسٹامپ ہند (۱ سنہ ۱۸۷۹ء) کیا ٭

واقعات جو استصواب میں بیان کئے گئے حسب ذیل ہیں:۔

مدعی نے اقرار کیا کہ وہ مُدعاعلیہ کو جسقدر روپیہ شخص آخر الذکر کو واسطے ادائے اُسکے قرضجات تجارت وغیرہ کے ضرور ہوگا قرض دیگا بموجب اس اقرارنامہ کے مُدعاعلیہ نے مابین ۲۴ جولائی سنہ ۱۸۸۸ء اور ۸ نومبر سنہ ۱۸۸۸ء اپنے دائنان کو چٹھیات بنام مُدعی لکھدیں یہ تمام چٹھیات مطابق نمونہ مندرجہ ذیل کے تھیں بنام سیٹھ رتولعل نگیلداس نوشتہ برج بھوکن داس پرسہورام مبلغ (یہاں تعداد مندرج ہے) (یہاں نام یا بندہ کا مندرج ہے) کو دیدیجئے تاریخ وغیرہ ٭

چٹھیات مذکور مُدعی کے روبرو پیش کیگئیں جس نے رقوم مندرجہ انکی ادا کیں اور ہر چٹھی کی پشت پر رسید لکھائی مدعی نے بعد مجرا دینے بعض رقوم اداشدہ کے نالش بابت اسما بقیہ کے دائر کی مدعاعلیہ نے یہ حجت کی کہ چٹھیات مذکور شہادت میں ناقابل مقبولی ہیں بجز اسکے کہ اُنپر ایک آنہ کا اسٹامپ بطور ہنڈوی یا چک کے لگایا جاوے اور رسوم اور تاوان حسب دفعہ ۳۴۔ ایکٹ اسٹامپ ۱ سنہ ۱۸۷۹ء لیا نہیں جا سکتا

٭ استصواب صیغہ دیوانی نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۱ء ٭

سنہ ۱۸۹۲ء

رتولال نگین داس بنام وج بھوکن بہنسوام

صاحب جج نے امر مندرجہ ذیل واسطے فیصلہ کے ارسال کیا:۔

"آیا چٹھیات مذکور۔ قابل اخذ رسوم اسٹامپ ایک آنہ کے بموجب مد ۹ ضمیمہ ۱۔ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۹ء بطور چکٹ بموجب کسی اور حکم ایکٹ اسٹامپ کے ہیں یا نہیں"۔

جج کی یہ رائے تھی کہ چٹھیات مذکور قابل اخذ رسوم اسٹامپ نہیں ہیں کیونکہ وہ چکٹ نہیں ہیں۔

ٹیلنگ صاحب جسٹس:۔ بیان اقرارنامہ کا عرضیدعوی میں جیسا کہ خلاصہ جج عدالت مطالبہ خفیفہ نے کیا ہے بہت مبہم ہے اور بیان مذکور سے صحت کے ساتھ ان تعلقات فریقین کا معلوم کرنا آسان نہیں جو اقرارنامہ مذکور سے پیدا ہوئے میرے نزدیک یہ بہتر ہوگا کہ جج عدالت مطالبہ خفیفہ کو تحریر کیا جاوے کہ شہادت نسبت نوعیت اصل اقرارنامہ کے (جو ظاہرا تحریری نہیں معلوم ہوتا ہے) لے اور اپنی تجویز بر بنائے شہادت مذکور قبل اسکے کہ ہم کوئی رائے نسبت اس سوال کے جو کیا گیا ہے ظاہر کریں ارسال کرے بلحاظ صورت موجودہ معاملہ کے ہیں یہ خیال کرنے پر مائل ہوں کہ مدعی ساہوکار نہ تھا اور چٹھیات بابۃ البحث پر اسٹامپ کی ضرورت نہ تھی معلوم ہوتا ہے کہ مدعی نے صرف یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ روپیہ واسطے اغراض مصرحہ کے قرض دیگا اور بنا اس سے وہ مدعا علیہ کا ساہوکار ہرگز نہیں بن سکتا۔

برڈووڈ صاحب جسٹس:۔ مجھکو واپس بھیجنے مقدمہ سے اتفاق ہے امر تنقیح طلب مندرجہ ذیل واسطے تجویز کے ارسال کیا جا سکتا ہے۔

"آیا مدعی از روئے اقرارنامہ مظہرہ مدعا علیہ کا ساہوکار حسب مراد ضمن (۶) دفعہ ۳۔ ایکٹ اسٹامپ ہند مصدرہ سنہ ۱۸۷۹ء مقرر کیا گیا تھا یا نہیں"۔

ہر دو فریق کو اجازت ہونی چاہیئے کہ نسبت نوعیت اقرارنامہ کے شہادت دیں اور تجویز تین مہینے کے اندر ارسال کیجاوے۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس:۔ مجھکو اتفاق ہے۔

چنانچہ مقدمہ واپس بھیجا گیا اور تجویز صاحب جج کی نسبت امر تنقیح طلب مندرجہ بالا کے نفی میں تھی۔ مقدمہ روبرو اجلاس کامل کے مکرر پیش ہوا۔

از عدالت:۔ چونکہ جج مطالبہ خفیفہ نے تجویز امر تنقیح طلب کی نفی میں کی ہے لہذا جواب استصواب ہذا بھی نفی ہونا چاہیئے۔

حکم مطابق اسکے صادر ہوا

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سرچارلس سارجنٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس وکینڈی صاحب جسٹس

بیا بائی اپیلانٹہ بنام سرسٹی بائی نابالغہ اینڈ دلی گنگادھر بھگونت فریق مخالف * ۲۷ ستمبر ۱۸۹۲ء

وصیت - پروبیٹ - درخواست واسطے پروبیٹ کو عدالت ضلع نے بربنا اسوجہ کے نامنظور کردیا کہ وصیت ثابت نہیں ہوئی - برطبق اپیل تجویز ہائیکورٹ کہ وصیت ثابت ہوگئی تھی درخواست مابعد کا واسطے پروبیٹ کے عدالت ضلع میں کیا جانا ہائیکورٹ میں - دستور - ضابطہ ::

جس صورت میں کہ برطبق اپیل از عدالت ضلع ہائیکورٹ سے یہ تجویز کیا گیا ہو کہ وصیت ثابت ہوگئی تھی

تجویز ہوئی کہ درخواست مابعد واسطے پروبیٹ کے عدالت ضلع میں کرنی چاہیئے ::

یہ درخواست بنا راضی حکم مصدورہ ڈاکٹر اے ڈی پولن صاحب ڈسٹرکٹ جج پونا کے تھی ::

مسماۃ بیا بائی نے ایک درخواست عدالت ضلع مقام پونا میں واسطے حاصل کرنے پروبیٹ ایک وصیت نامہ حسب ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۱ء پیش کی ڈسٹرکٹ جج نے یہ تجویز کی کہ وصیت نامہ صادر نہیں ہوا ہے اور درخواست نامنظور کی بیا بائی نے اپیل کیا اور ہائیکورٹ نے حکم مذکور بدیں تجویز منسوخ کیا کہ شہادت سے وصیت نامہ ثابت ہے اور یہ ہدایت کی کہ مسماۃ کو پروبیٹ عطا کیا جاوے (دیکھو تجاویز مطبوعہ بابت سنہ ۱۸۹۱ء صفحہ ۱۴۶) ::

بتعمیل حکم ہائیکورٹ بیا بائی نے ایک درخواست جدید عدالت ضلع میں واسطے عطا پروبیٹ کے ۱ فروری سنہ ۱۸۹۲ء کو پیش کی درخواست مذکور کو بھی صاحب جج نے بوجوہ ذیل نامنظور کیا ::

"درخواست عطاء پروبیٹ اُس عدالت میں پیش کیجانی چاہیئے جس نے عطاء پروبیٹ کا حکم دیا عدالت ہذا یہ اعلان نہیں کرسکتی کہ وصیت نامہ عدالت موصوف کے روبرو ثابت کیا بلکہ وہ یہ تجویز کرچکی ہے کہ وصیت نامہ ثابت نہیں ہوا ہے پروبیٹ مساوی ایک ڈگری کے ہے اور جب کوئی ڈگری برطبق عدالت اپیل سے منسوخ کیجاتی ہے تو عدالت اپیل ڈگری جدید صادر کرتی ہے" ::

بعدازاں بیا بائی نے ہائیکورٹ سے درخواست عطائے پروبیٹ کی ::

مہادیو چمناجی آپٹے منجانب سائل ::

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس ڈسٹرکٹ جج نے دینے پروبیٹ سے بدیں وجہ عذر کیا ہے کہ حاکم مذکور یہ فرماتے ہیں کہ وہ یہ اعلان نہیں کرسکتے کہ وصیت نامہ روبرو عدالت ضلع کے ثابت

* درخواست صیغہ دیوانی نمبر ۴۴۲ سنہ ۱۸۹۲ء ::

بیا بائی
بنام
رستی بائی

ہوا بلاشک عدالت ضلع کو پروبیٹ میں یہ تحریر کرنا ہوگا کہ وصیت نامہ اُسکے روبرو ثابت ہوا لیکن بعد اس فیصلہ عدالت ہٰذا کے کہ وصیت نامہ مذکور شہادت سے ثابت ہوا ہے اُسکا ثابت ہونا منظور ہونا چاہیئے بغرض تعمیل حکم عدالت ہٰذا کے پروبیٹ (جیسا کہ ڈسٹرکٹ جج نے خیال کیا ہے) ڈگری عدالت نہیں ہے بلکہ نقل وصیت نامہ مُہری عدالت ہے (دفعہ ۲ - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۱ء) تیار اور جاری کرنا چاہیئے جو بموجب دفعہ ۵۸ عدالت ماتحت کا کام ہے - لہٰذا ہمکو لازم ہے کہ اس درخواست کو نامنظور کریں کہ عدالت ہٰذا سے پروبیٹ عطا کیا جاوے اور عدالت ضلع کو ہدایت کریں کہ پروبیٹ عطا کرے ۔۔

درخواست نامنظور کی گئی

اجلاس کامل

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و برڈوڈ صاحب جسٹس و ٹیلنگ صاحب و کینڈی صاحب جسٹس

۲۹ ستمبر ۱۸۹۲ء

*پربھو داس کشن داس نکا (مدعی) بنام وتھل دیو کرشن جی گوپال (مدعا علیہا)

اسٹامپ - تمسک - انتقال کی عبارت ظہری - دفعات ۳ و ۲۴ و ۳۴ - ایکٹ اسٹامپ مجریہ ہند (نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۹ء) ۔۔

انتقال کی عبارت ظہری کے لیئے جو ایک سادہ تمسک پر جو بلا اسٹامپ چھپاں شدہ پر تحریر کی گئی ہو اسٹامپ مطلوب ہے وہ حسب دفعہ ۳۴ - ایکٹ اسٹامپ مجریہ ہند (نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۹ء) کے اسپر اسٹامپ لگایا جا سکتا ہے۔

یہ استصواب راؤ صاحب سکھا رام مہادیو کرندیکر سبارڈینیٹ جج دیوگڈہ ضلع رتناگری نے حسب دفعہ ۴۹ - ایکٹ اسٹامپ ہند (۱ سنہ ۱۸۷۹ء) کیا ۔۔

مُدعا علیہا دتہو دا آتمانے ایک سادہ تمسک روپیہ بحق ایک شخص مسمی رام شیٹ ولد شیٹ کہٹا یا تحریر کیا جس نے بعد ازاں اپنا حق متعلقہ تمسک مذکور بحق مدعی پربھو داس کشن نکا نے منتقل کیا دستاویز انتقال پشت اُس کاغذ اسٹامپ منقش پر تحریر کی گئی تہی جس پر اصل تمسک تحریر کیا گیا تہا چونکہ یہ بحث پیدا ہوئی کہ آیا دستاویز انتقال پر اسٹامپ ضروری تہا یا نہیں سبارڈینیٹ جج نے امر مندرجہ ذیل واسطے فیصلہ کے ارسال کیا :-

(۱) آیا اُس دستاویز انتقال پر جسکی بناء پر مُدعی نے نالش کی ہے عدالت ہٰذا حسب دفعہ ۳۴ - ایکٹ اسٹامپ ۱ سنہ ۱۸۷۹ء اسٹامپ لگا سکتی ہے یا نہیں ؟"

* استصواب صیغہ دیوانی نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۹۲ء

پرہلاد لکشمن ماؤ لکانے بنام وتھبو

رائے جج ماتحت کی اثبات میں تھی ؞

فریقین میں سے کوئی حاضر نہیں ہوا ؞

ٹیلنگ صاحب جسٹس:- ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ عبارت ظہری انتقال مقدمہ ہذا داخل اس استثناء کے متصور نہیں ہوسکتی جسکی اجازت از روئے شرط متعلقہ دفعہ ۱۳ کے دیگئی ہے جو بالفاظ صریح صرف ایسی عبارت ظہری سے متعلق ہے جسپر پورا اسٹامپ لگا ہو یا جسپر رسوم قابل اخذ نہو حسب مسئلہ عبارت ظہری مقدمہ ہذا پر پورا اسٹامپ نہیں ہے اور اسپر رسوم قابل اخذ ہے لہذا یہ تصور کرنا چاہیئے کہ وہ داخل اصل فقرہ دفعہ ۱۳ کے ہے جس میں امتناع ہے کہ کوئی دوسری دستاویز بخلاف ورزی دفعہ ۱۳ کے لکھی گئی ہے لہذا حسب دفعہ ۱۴ وہ بلا اسٹامپ تصور ہوگی اور علاوہ بریں دفعہ ۳۴ اور اسکے شرائط جو تمام دستاویز بلا اسٹامپ سے متعلق ہیں خواہ وہ فی الواقع یا تعبیراً ایسی ہوں اثر پذیر ہوا چاہئیں ہماری دانست میں یہ صحیح تعبیر دفعہ مذکور کی ہے لیکن مقدمہ ہنما یا (۱) میں یہ رائے ظاہر کیگئی ہے کہ کلکٹر پر لازم ہے کہ عبارت ظہری مذکور پر اسٹامپ منقش کرنے سے انکار کرے کیونکہ وہ بخلاف ورزی دفعہ ۱۳ کے تحریر کیگئی ہے اس سے میرے نزدیک یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے مقدمہ میں اختیار درست کرنے معاملہ کو کا بذریعہ انفاذ تادان کے جیسا کہ ایکٹ میں اور جگہہ پر حکم ہے متعلق نہیں ہے جہانتک کہ ہمکو بالفعل معلوم ہے ہم آمادہ نہیں ہیں کہ اس حد تک جائیں ایسا کرنا مساوی اسکے ہوگا کہ اس قاعدہ میں جو دفعہ ۱۳ میں قرار دیا گیا ہے علاوہ اس قید کے جو دفعہ ۱۴ میں محکوم ہے ایک قید اضافہ کیجائے ہماری نزدیک یہ ایک صحیح تعبیر ایکٹ کی نہیں ہے ہم نے اس امر کی نسبت سارجنٹ صاحب چیف جسٹس سے مشورہ کیا اور حاکم موصوف نے ہمکو یہ تحریر کرنیکا اختیار دیا کہ حاکم ممدوح کو اس رائے سے اتفاق ہے جو ابھی ظاہر کیگئی ہے اور مقدمہ ہنما یا (۱) میں عدالت کی یہ مراد نہ تھی کہ اس امر کا فیصلہ کرے جو اس مقدمہ میں پیدا ہوا جواب اس سوال کا جو سپارڈینیٹ جج نے کیا ہے اثبات میں ہونا چاہیئے ؞

حکم مطابق اسکے صادر ہوا

(۱) انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۱ ؞

صیغہ اپیل دیوانی

۲۹ ستمبر ۱۸۹۲ء

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس

فردون جی اسپندیار جی (ابتداءً فریق مخالف) اپیلانٹ بنام نوازبائی (ابتداءً سائل) رسپانڈنٹ*

چٹھیات مہتمی کا عطیہ متوفی کا ضلع میں کوئی مقررجائے رہائش یا جائداد کا نہونا - اختیار سماعت ڈسٹرکٹ جج دفعہ ۲۴۰ - ایکٹ وراثت ہند (نمبر ۱۰ ۱۸۶۵ء) ؞

ڈسٹرکٹ جج کسی پارسی کو چٹھیات مہتمی عطا نہیں کر سکتا جس حال میں کہ متوفی کی بوقت اُسکی وفات کے کوئی مقررہ جائے رہائش یا کوئی جائداد اُسکے ضلع میں نہو - ملاحظہ ہو دفعہ ۲۴۰ - ایکٹ وراثت ہند (نمبر ۱۰ ۱۸۶۵ء)

اپیل بنا راضی حکم معدورہ جے بی الکاک صاحب ڈسٹرکٹ جج سورت ؞

ایک شخص مسمی اسپندیار جی بعد تحریر کرنے وصیت نامہ اپنی جائداد کے اور کرنے ہبہ بحق اپنی دختر جاجی کے جو جزو اُسکی جائداد پر مقام سورت قابض تہی فوت ہوا وصیت نامہ ثابت کیا گیا اور جاجی نے اپنی جائداد موہوبہ پائی بعد ازاں نوازبائی بیوہ منچرجی اسپندیار جی (پسر موصی) نے نالش بنام جاجی عدالت سبارڈینیٹ جج مقام سورت میں واسطے اہتمام اسپندیار جی کی جائداد کے دائر کی جاجی دوران مقدمہ مذکور میں فوت ہوئی بر طبق اسکے نوازبائی نے ایک درخواست عدالت ضلع مقام سورت میں حسب دفعہ ۲۴۲ - ایکٹ وراثت ہند (۱۰ ۱۸۶۵ء) گذرانی کہ بہا کر داس اسکے نامزدہ شخص کو چٹھیات مہتمی جاجی کے ترکہ کی عطا کیجائیں ؞

فریق مخالف فردونجی اسپندیار جی جاجی کے ایک بہائی نے یہ حجت کی کہ عدالت کو کوئی اختیار منظور کرنے درخواست کا نہ تہا کیونکہ جاجی نے کوئی جائداد اندر علاقہ عدالت ضلع مقام سورت کے نہیں چہوڑی اور وہ بمبئی میں سکونت رکہتی تہی ؞

ڈسٹرکٹ جج سورت نے اس تجویز سے درخواست مذکور منظور کی "جاجی کے قبضہ میں ایک جزو جائداد متروکہ اسپندیار جی کی واقع سورت تہا مسماۃ مذکور کو بموجب اُس کے وصیت نامہ کے سوا ایک حصہ وصیتی کے کچھ نہیں ملا جو وہ لے چکی ہے وصیت نامہ ثابت ہو گیا اور اہتمام جائداد سورت میں کیا گیا لہذا عدالت ہذا کو اختیار ہے کہ حسب دفعہ ۲۴۲ حکم صادر کرے" ؞

فریق مخالف نے بنا راضی اس حکم کے اپیل کیا :-

گوبردہن رام ایم ترپاٹہی منجانب اپیلانٹ :- درخواست صرف حسب احکام دفعہ ۲۴۰ - ایکٹ وراثت ہند منظور کیجا سکتی ہے خود جاجی کی کوئی جائداد بمقام سورت نہ تہی

* استدعا صیغہ دیوانی نمبر ۴۸ ۱۸۹۲ء ؞

نہ وہ یہاں کی ساکن تہی محض اس امر سے کہ نالش اہتمام ترکہ سورت میں ہو رہی ہے اور جانجی اسپندیار کی جائداد مقام سورت پر قابض تہی ڈسٹرکٹ جج کو اختیار سماعت درخواست اہتمام جائداد جانجی کا حاصل نہیں ہو سکتا*

مانک شاہ بجے طالع یار خاں منجانب رسپانڈنٹ ۰۰

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس - عدالت سورت کو جس مین نالش اہتمام ترکہ اسپندیار جی دائر کی گئی ہے اختیار عطا کرنے چٹہیات اہتمام جانجی کے ترکہ کا حاصل نہ تہا از روئے دفعہ ۲۲۲ - ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء مدعی کو اختیار ہے کہ درخواست واسطے جاری کئے جانے چٹہیات اہتمام بنام اسے نامزدہ شخص کے گذرانے لیکن عدالت جسکو درخواست مذکور دیجانی چاہئے وہ عدالت تہی جو از روئے دفعہ ۲۲۰ تجویز کی گئی ہے اور چونکہ جانجی سکونت مستقل خواہ جائداد مملوکا اندر ضلع ڈسٹرکٹ جج سورت کے بوقت وفات اپنے نہیں رکہتی تہی لہذا عدالت موصوف کو اختیار عطا کرنے چٹہیات اہتمام مستدعیہ کا حاصل نہ تہا ۰۰

لہذا ہمکو لازم ہے کہ وہ حکم جسکی نارضی سی اپیل ہی خارج کریں لیکن بلا خرچہ ۰۰ حکم منسوخ ہوا

اجلاس کامل

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و بایرڈ ووڈ صاحب جسٹس و تیلنگ صاحب جسٹس

گدادہر بہٹ (ابتدا مدعی) اپیلانٹ بنام چندر بہاگا بائی (اصل مدعا علیہا) رسپانڈنٹ*

دہرمشاستر - وراثت - جائداد منقولہ بہو کا اپنی سسر سے جائداد منقولہ وراثتاً حاصل کرنا - ایسی جائداد میں بہو کا ملک حاصل کرنا - بیوہ املاک بیوہ منقولہ جائداد ہا میں برو وصیت منقولہ جائداد ہا کے خرچ کر دینی کا کسی اختیار کا حاصل نہونا ۰۰

جسصورت میں کہ بیٹا اپنی باپ سے پیشتر فوت ہوگیا ہو اور بیٹے کی بیوہ بعد میں اپنی خسر کی جائداد کی بطور اسکی وارثہ کے جانشین ہوگئی تو اسکو ویسا ہی املاک جائداد میں حاصل ہوتا ہے جیساکہ اسکو اس صورت میں حاصل تہا جبکہ وہ اپنی شوہر کی جانشین ہوتی ۰۰

بموجب قانون شاستر بیوہ کو اس جائداد منقولہ کے ہبہ کر دینی کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے جو اسکو اپنی شوہر سے وراثتاً پہنچی ہو ۰۰

بمبئی پریزیڈنسی میں وہ جائداد ہا منقولہ جو وراثتاً کسی بیوہ کو ملی ہو بعد اسکی (بیوہ) وفات کے اسکے شوہر کے ورثا میں پہنچی ہیں ۰۰

اگر فیصلہ مقدمہ دامودر بنام پرمانند داس (۱) ایسا خیال کیا جاوے جسکی رو سے بالضرور بیوہ کے ورثا کو اسکی وفات پر ایسی منقولہ جائداد ہا جو اسکے شوہر سے اسکو وراثتاً پہنچی ہیں بجا دیں جیسی کہ وہ بیوہ بلا کسی خرچ کر دینے کے رہتی ہیں تو وہ کوئی سند نہیں سمجہنا چاہئے ۰۰

---

* اپیل نمبر ۴۲ سنہ ۱۸۹۰ء ۰۰

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۱۵۵

اپیل اول بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر نارو مہادیو تہو سر جج ماتحت درجہ اول احمد نگر ۔

مدعی گدادہر بہٹ نے نالش دلاپانے جائداد اپنے چچا بہائم بہٹ سکہارام کی (دیکھو شجرہ جو ذیل تجویز جارڈین صاحب جسٹس میں مندرج ہے) جو ۱۸[illegible]ء میں فوت ہوا دائر کی بہائم بہٹ کا ایک پسر مسمی کاشی ناتہہ تہا جو اپنے باپ سے پہلے فوت ہوا اور وہ ۱۸[illegible]ء میں لاولد فوت ہوا اُس نے ایک بیوہ مسماۃ وتہابائی چہوڑی جو بہائم بہٹ کی وفات پر ۱۸[illegible]ء میں اُسکی جائداد پر قابض ہوئی اور اپنی وفات تک جو ۱۸[illegible]ء میں واقع ہوئی قابض رہی مسماۃ مذکور کی وفات پر اُسکی ہمشیرہ چندربہاکابائی مدعا علیہا نے قبضہ حاصل کیا جس کا دعوےٰ اُس نے بذریعہ وصیت نامہ وتہابائی کے کیا مدعی نے اب نالش اُس جائداد کی بدعوی وراثت بہائم کے کی ۔

سبارڈینیٹ جج نے یہ تجویز کی کہ مدعی وارث بہائم کا ہے اور وصیت نامہ وتہابائی نسبت جائداد غیر منقولہ کے ناجائز لیکن نسبت جائداد منقولہ کے جائز ہے ۔

مدعی نے اپیل کیا :-

اپیل پیش مقدمہ روبرو جارڈین صاحب جسٹس و پارسنس صاحب جسٹس کے پیش ہوا جنہوں نے امر مندرجہ ذیل اجلاس کامل میں ارسال کیا :-

"آیا بموجب قانون متاکشرا کے وتہابائی کو یہ اختیار تہا یا نہیں کہ مدعا علیہا کو بذریعہ اپنے وصیت نامہ کے وہ جائداد منقولہ جو مسماۃ کو مسماۃ کے شوہر سے پہنچی تہی ہبہ کرے" ۔

بوقت سپردگی مقدمہ حکام نے اپنی رائے حسب ذیل بیان کی :-

جارڈین صاحب جسٹس :- یہ اپیل مدعی نے بنا راضی ڈگری ابتدائی مصدورہ سبارڈینیٹ جج درجہ اول بمقام احمد نگر کے کی ہے مدعی نے دعوی بعض جائداد موروثی منقولہ و غیر منقولہ کا مدعا علیہ سے برپا بیان کیا کہ وہ مستحق بحیثیت وارث بہائم بہٹ کے ہے مدعا علیہا نے عذر استحقاق کا بموجب وصیت نامہ اپنی بہن وتہابائی متوفیہ بیوہ کاشی ناتہہ ولد بہائم بہٹ کے جو کاشی ناتہہ کے بعد زندہ رہا کیا معلوم ہوتا ہے کہ کاشی ناتہہ نے کوئی اولاد نہیں چہوڑی رشتہ مندی شجرہ مندرجہ ذیل سے ظاہر ہوتی ہے ۔

۱۸۹۲ء

گدادھر بھٹ بنام چندر بھاگا بائی

میگھا شام بھٹ

رام چند	سکھا رام
نانا	بھالم بھٹ
گدادھر بھٹ	(۱۸۵۱ء میں فوت ہوا)
(مدعی)	کاشی ناتھ
	(۱۸۸۰ء میں وتھا بائی بیوہ چھوڑ کر فوت ہوا)
	جو ۱۸۸۷ء میں فوت ہوئی

سبارڈینیٹ جج نے تجویز کی کہ مدعی بھالم بھٹ کے ساتھہ خاندان میں شامل نہ تہا اور بوقت وفات وتھا بائی کے وہ صحیح وارث بھالم بھٹ کا نہا اور وصیت نامہ جو وتھا بائی کا تحریر کیا ہوا معلوم ہوتا ہے ثابت کیا گیا ہے اور وہ بنسبت انتقال جائداد غیر منقولہ کے ناجائز تہا اور بنسبت ہبہ جائداد منقولہ کے جائز تہا ۔

صرف ایک امر جسکی بحث ہمارے روبرو اپیل میں کیگئی ہے ایک امر قانونی ہے یعنی آیا وتھا بائی کو یہ اختیار تہا یا نہیں کہ جائداد منقولہ کو جس میں بعض وہ تمسکات داخل ہیں جو مدعا علیہا کے قبضہ میں آئے ہیں بذریعہ وصیت کے ہبہ کرے ۔

وجوہ بابت اس جزو فیصلہ حاکم موصوف کے سبارڈینیٹ جج نے حسب ذیل تحریر کئے ہیں ۔ بھالم بھٹ کو صرف ایک تعلق روپیہ کا اس جائداد میں تہا جو اس نے بذریعہ رہن لی تہی بس جو کچھہ کہ اس نے اپنی بیوہ وتھا بائی کو چھوڑا محض ایک حق زر نقد تہا یعنی اسقدر روپیہ کل حق مرتہنی جو چھوڑا اس میں رہنیا جات اور دیگر جائداد منقولہ جسمیں زیورات و تمسکات زر نقد داخل تہے میری دانست میں ایک ایسی قسم کی جائداد تہی جسکو وتھا بائی مدعا علیہا کے حق میں بذریعہ وصیت منتقل کرنیکی مجاز تہی اگر مسماۃ مذکور اس جائداد کو اپنی حیات میں منتقل کرتی تو میرے نزدیک مسماۃ کے منصب انتقالی کی بنسبت کوئی اعتراض نہ کر سکتا اگر یہ صورت اسکی حیات میں تہی تو میرے نزدیک یہ کیا جا سکتا ہے کہ بعد اسکی وفات کے بھی وہی باقی رہی ۔

مسٹر جارڈین نے منجانب اپیلانٹ یہ حجت کی کہ جائداد منقولہ جو بیوہ نے اپنے شوہر کے خاندان سے وراثتاً پائی ہو استری دھن نہیں ہے اور بوجہ اسکی جائداد ایسی قانونی نہیں ہے کہ بذریعہ وصیت کے جس طرح پر چاہے منتقل کرے مسٹر برڈسن نے ان مسائل کے خلاف جناب رینالڈ صاحب کی بوقت تحریر کرنے تجویز بنسبت نظائر کے جن میں سے بعض تجویزات اسکاٹ صاحب جسٹس

۱۸۹۲ء

گلاد ہر بہٹ بنام چندیہا گابائی

مقدمہ دامودر بنام پرمانند داس (۱) میں جمع کی گئی ہیں مسٹر جارڈین نے تسلیم کیا کہ جائداد منقولہ جو بیوہ کو بذریعہ ہبہ یا وصیت شوہر کے ملی ہو استری دہن ہے اور بیوہ کے اختیار میں ہے اور فیصلہ مذکور نسبت اُس جائداد کے صحیح تھا جو در باب اسکاٹ صاحب جسٹس کے متنازعہ تھی اور جو بیوہ کو بذریعہ ہبہ وصیتی اپنے شوہر کے ملی تھی لیکن کونسل نے یہ حجت کی کہ جج ذیعلم نے یہ رائے صفحہ ۱۶۴ ظاہر کرنے میں اصلیت سے تجاوز کیا یعنی یہ کہ نتائج فیصلجات حال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اکثر نظائر میں بالاتفاق یہ تجویز ہوئی ہے کہ بیوہ نسبت ایسی جائداد منقولہ کے جو اُسکے شوہر سے وراثتاً ملی ہو قطعی طور سے عمل کر سکتی ہے"۔

مسٹر جارڈین نے اول حوالہ مسٹر مین دفعہ ۵۷۴ دہرم شاستر مین صاحب (طبع پنجم) کا جس میں تین مقدمات کا حوالہ رپورٹ بورڈیل صاحب جلد ۱ سے دیا گیا ہے چُنی لال بنام جسوا (۲) و دولبھ بنام جیوی (۳) وامرت بنام کلیان داس (۴) و یکٹارما بنام وینکٹا سوریہ (۵) بتامہ بیان مندرجہ ذیل کے دیا۔

"ایسی عورت کو جسکا بیاہ ہوگیا ہو جائز ہے کہ بابت اپنی استری دہن یا کسی اور جائداد کے جو قبضہ یا خود اُسکے اختیار میں ہو وصیت کرے لیکن وہ ایسی جائداد کو منتقل نہیں کر سکتی جو اُسکو ذکور سے وراثتاً پہنچی ہے کیونکہ اُسکا حق جائداد مذکور میں بوقت اُسکی وفات کے زائل ہو جاتا ہے"۔

مسٹر مین کی آرا زیادہ بسط کے ساتھ باب ۲ متعلقہ استری دہن میں بیان کی گئی ہیں جس میں نسبت تعریف استری دہن مندرجہ متاکشرا کے بخوبی بحث کیگئی ہے دفعہ ۵۶۷ میں مصنف موصوف نے ذکر اختیار بیوہ کا اوپر جائداد منقولہ کے کیا ہے اور دفعہ ۵۹۰ میں خاتمہ پر حسب ذیل تحریر کیا ہے:

"جب کبھی امر مذکور واسطے فیصلہ قطعی کے پیدا ہو یہ بہتر ہوگا کہ تحریرات جوڈیشل کمیٹی مقدمہ ہیگو ہاندین بنام مینا بائی (۶) ذہن میں رکھی جائیں اُنسے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اقوال جن کی رو سے عورت کو اختیار ہے کہ اُس جائداد منقولہ کو جو اُسکو اُسکے شوہر نے دی ہو قطعی طور پر منتقل کرے اُن اقوال سے مختلف ہیں جو انتقال ایسی جائداد سے تعلق رکھتے ہیں جو اُس نے وراثتاً پائی ہو اور یہ کہ ممکن ہے کہ مسماۃ کو جائداد اول الذکر بہ نسبت جائداد آخر الذکر کے زیادہ اختیار ہو یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قول متاکشرا (باب ۲ فصل ۱۱ دفعہ ۲) پر جسکی

---

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۵۵۔

(۲) رپورٹ بورڈیل صاحب جلد ۱ صفحہ ۶۰۔

(۳) " " جلد ۱ صفحہ ۷۵۔

(۴) " " جلد ۲ صفحہ ۳۴۴۔

(۵) انڈین لا رپورٹ مدراس مقدمات پریوی کونسل جلد ۲ صفحہ ۳۳۳۔

(۶) مور انڈین اپیل جلد ۱ صفحہ ۱۱ مقدمات ۱۵ و مقدمہ مذکور رپورٹ سدرلینڈ صاحب جلد ۹ (پریوی کونسل) صفحہ ۲۳۔

سنہ ۱۸۹۲ء

گرداویہ بہت بنام چندا بہاگا بائی

نسبت بہت مباحثہ رہا ہے اب اس بارہ میں استدلال نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اُسکی رو سے کوئی مشابہت مابین جائداد کے جو عورت کو وراثتاً ملی ہو اور اُسکے استری دہن کی نسبت مسماۃ کے حق منتقل کرنے جائداد مذکور کے ہے نظائر جنکا حوالہ دیا گیا ہے وہ نظائر ہیں جو دفعہ ۵۶۷ میں بصفحہ ۶۰۷ مندرج ہیں ٹھاکر بنام رای بالاک رام (۱) بھگواندین بنام مینا بائی (۲) کلکٹر مسولی پٹیم بنام کولی وینکٹا (۳) کیرت بنام کولاہل (۴) نظائر مندرجہ بالا میں میں ستو ودوگاندہا بنام دورانگہ (۵) اور شامل کرونگا دیکھو فقرہ بصفحات ۱۰۸ و ۱۰۹ جسکا حوالہ مقدمہ جانکی بائی بنام سندرا(۶) میں دیا گیا ہے*

مگر مسٹر برنس نے اُن آراء پر استدلال کیا ہے جو مقدمہ وجیا رنگم بنام لکشمن (۷) ویسٹ صاحب جسٹس نے ظاہر کی ہیں کہ کل جائداد جو کسی عورت کو بذریعہ وراثت کے ملی ہو متاکشرا کی رو سے قسم استری دہن میں ہے اس امر کی نسبت میں ابھی فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ بہاگیرتھی بائی بنام کاہن جی راؤ (۸) اور تعبیر فیصلہ مذکور مقدمہ جانکی بائی بنام سندر کا حوالہ دونگا مگر جائداد کے استری دہن ہونے سے بطور نتیجہ کے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ بیوہ کو بلاقید جنسیا انتقال حاصل ہے بصفحہ ۲۲۶ ریورٹ مقدمہ وجیا رنگم ویسٹ صاحب جسٹس نے یہ فرمایا ہے "بیوہ کو اختیار ہے کہ جس طرح پر چاہے اُس جائداد کو منتقل کرے جسکی نسبت یہ اختیار صریحاً عطا کیا گیا ہے لیکن اس تسلیم کرنے سے کہ جو جائداد وراثتاً ملی ہے جزو اُسکے استری دہن کا ہے کسی طرح پر یہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ مسماۃ اُسکو بلا ہیچم وجہ کے منتقل کرسکتی ہے" دیکھو کتاب ویسٹ و بوہلر صاحبان صفحات ۳۱۷ لغایت ۳۲۲ بابت اس بحث کے اور مقابلہ کرو دفعہ ۵۴۸ دہرم شاستر مولفہ مین صاحب یہی دلیل پہنچتی ہے اُس جائداد منقولہ سے بوقت وفات بیوہ کے جو شوہر سے ملی ہو اور استری دہن تصور کیگئی ہو مقدمہ ہریلال بنام پران ولبھ داس (۹) سارجنٹ صاحب چیف جسٹس نے متعلق کی*

اس سے پہلے کے مقدمات مندرجہ رپورٹ بورڈل صاحب بطور نظائر بہت اہم نہیں ہیں اُنکی نسبت اظہار آراء مقدمہ بہاگیرتھی بائی (۱۰) کیا گیا ہے مقدمہ پران جیوندا س بنام دیوکنور بائی (۱۱) جو جزیرہ بمبئی میں پیدا ہو سر ایم ساسی صاحب چیف جسٹس سوپریم کورٹ نے نتیجہ مندرجہ ذیل اخذ کیا

(۱) مورز انڈین اپیل جلد ۱ صفحات ۱۳۹ و ۱۷۳* (۲) مورز انڈین اپیل جلد ۱ صفحات ۴۷۴ و ۵۰۹*

(۳) " " جلد ۸ صفحہ ۵۲۹* (۴) " " جلد ۲ صفحہ ۳۳۱*

(۵) لا ریورٹ ایپلہار ہند جلد ۸ صفحہ ۹۹ صفحات ۱۰۸ و ۱۰۹ و مقدمہ مذکور انڈین لا ریورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۲۹۰*

(۶) انڈین لا ریورٹ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۶۱۲ (۷) ریورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۲۴۴ صفحات ۲۶۰ و ۲۷۲ (صیغہ ابتدائی دیوانی)

(۸) " " جلد ۱۱ صفحہ ۲۸۵* (۹) انڈین لا ریورٹ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۲۲۹*

(۱۰) " " جلد ۱۰ صفحہ ۵۸* (۱۱) ریورٹ ہائیکورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۳۰ (صیغہ ابتدائی دیوانی)

سنہ ۹۲ء

گدادہر بہٹ بنام چندربہاگا بائی

نظر بحالہ حالات میری نزدیک منشاد اور عملدرآمد دہرم شاستر وجیسا کہ ہند غربی میں تسلیم کیا جاتا ہی اسطور پر بہتر تعبیر ہوگی کہ یہ تصور کیا جاوے کہ بیوہ کو جائداد غیر منقولہ پر غیر محدود اختیار ہے" مقدمہ ونایک بنام لکشمی بائی (۱) چیف جسٹس صاحب ممدوح نے فرمایا ہے کہ فیصلہ مندرجہ بالا بعد عرصہ تک غور کرنے کے اوپر ان اسناد کے جو دستیاب ہوسکیں صادر کیا گیا تہا اور مسئلہ درباب دختران نا صکر ندمیو کہ پر مبنی ہے مقدمہ بیچر بنام رائی لکشمی (۲) گجرات کا تہا وہ دبرو فوربس صاحب جسٹس ارسکن صاحب جسٹس و ویسٹراپ صاحب جسٹس کے پیش ہوا احکام ممدوح کی یہ رائے ہوئی کہ دہرم شاستر مروجہ اس جانب ہند کی روسے بیوہ کو اختیار قطعی اُس جائداد منقولہ اپنی شوہر متوفی پر دیا گیا ہے جو مسماۃ نے وراثتاً پائی ہو مقدمہ لکشمی بائی بنام گنپت (۱) از نولاڈ صاحب جسٹس نے یہ فیصلہ کیا کہ بیوگان علیحدہ شدہ ہندوؤں کی جو بلا چہوڑنے اولاد قسم ذکور کے فوت ہوئے ہوں بطور ورثا قطعی مستحق اپنے شوہر کے حصص جائداد منقولہ کی ہیں مقدمہ مذکور جزیرہ ہذا میں پیدا ہوا تہا ؛

فیصلہ جات مذکور الصدر وہ فیصلجات ہیں جن میں امر حال فی الواقع عدالتہا پریزیڈنسی ہذا سے طے ہوا ہے دیگر مقدمات میں وہ اقوال ہیں جن پر مسٹر برنسن نے استدلال کیا ہے مقدمہ بلونت راؤ بنام پرشوتم (۴) میں جس میں اجلاس کامل نے فیصلہ امر حد سماعت کا کیا حکام نے یہ فرمایا "اُس پریزیڈنسی میں بیوہ کو صرف ایک حق محدود اپنے شوہر لاولد یا پسر کی جائداد غیر منقولہ میں ملتا ہے لیکن وہ جائداد منقولہ قطعی طور پر پاتی ہے بیچر بنام بائی لکشمی (۲) ونایک بنام لکشمی بائی (۱) ہیران جیون داس بنام دیو کنور بائی (۵) چندربہاگا بائی بنام کاشی ناتہہ (۶) مقدمہ میا رام بنام موتی رام (۷) صرف جائداد غیر منقولہ متنازعہ تہی۔ اسی طرح پر مقدمہ تلجا رام بنام متہرا داس (۸) بحث روبرو عدالت کے صرف متعلق ایسی جائداد غیر منقولہ کے تہی جو بیوہ کو بذریعہ ہبہ ملی تہی ہماری دانست میں فقرہ مندرجہ ذیل موتوعہ تجویز ویسٹراپ صاحب چیف جسٹس بصفحہ ۶۷۰ واسطے فیصلہ اُس مقدمہ کے ضروری نہ تہا یعنی "یہاں پریزیڈنسی ہذا میں بیوہ جو بحیثیت بیوہ جائداد اپنی شوہر کی پاتی ہی جو بلا چہوڑنے اولاد ذکور کے اور اپنی رشتہ مندان سے علیحدہ ہو کر فوت ہوا ہو باستثناء بعض اغراض محدود کے منتقل کرنی خود

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۲۴ صیغہ ابتدائی دیوانی (۲) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۵۶ صیغہ اپیل دیوانی ؛

(۳) " " " جلد ۴ صفحہ ۱۶۲ " (۴) " " " جلد ۹ صفحہ ۱۱۱ ؛

(۵) " " " جلد ۱ صفحہ ۱۳۰ " (۶) " " " جلد ۲ صفحہ ۲۲۳ ؛

(۷) " " " جلد ۲ صفحہ ۳۱۳ ؛

(۸) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۶۶۲ ؛

سنہ ۱۸۹۲ء
گدادہر بہٹ بنام چندر بہاگا بائی

جائداد مذکور سے جو غیر منقول ہو ممنوع ہے جائداد مذکور میں مساۃ کو صرف ایک حق زمانہ بیوگی میں حاصل ہے لیکن وہ مستحق شوہر کی جائداد منقولہ کی قطعی ہے - بیران جیونداس بنام دیوکنور بائی (۱) ومیوکہہ باب ۲ فصل ۸ اشلوک ۲ و ۴ و نیز دیکہو رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۱۵۶ صیغہ ابتدائی دیوانی و رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱۶۲ صیغہ ابتدائی دیوانی و رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۱ و ایکٹ ۵ اسکٹ ۱۸۵۵ء دفعہ ۲،۱۰
اسکے بعد مقدمہ ماہو در بنام پرمانند داس (۲) ہے جسکو اسکاٹ جسٹس نے سنہ ۱۸۸۳ء میں فیصل کیا تہا جس قول کا بہی حوالہ دیا گیا ہے وہ محض اظہار رائے نسبت ایسی جائداد منقولہ کے ہے جو وراثتاً پہنچی ہو حاکم ذیعلم نے صریحاً فرمایا ہے کہ امر قانونی جو روبرو حاکم موصوف کے تہا متعلق اُس جائداد کے تہا جو بیوہ کے لئے بذریعہ اُسکے شوہر کے وصیت نامہ کے چہوڑی تہی - نظائر مندرجہ ذیل جنکا حاکم موصوف نے حوالہ دیا ہے نسبت وصیتوں اور ہبہ جات کے ہیں - کنجہاری ہر بنام پریم چندر (۳) دینکٹارام بنام دینکٹا سوریہ (۴) و دیوہار میوکہہ باب ۴ فصل ۱ - اشلوک ۹ اسکے بعد کا مقدمہ کہ اُسکا بہی حوالہ حاکم موصوف نے دیا ہے متعلق اُس جائداد کے ہے جو وراثتاً پہنچی ہو اور تینوں میں سے اخیر مقدمہ میں محض اظہار رائے ہے - بہنیجر بنام بائی لکشمی (۵) پرانجیونداس بنام دیوکنور بائی (۱) دبلونت راؤ بنام پرشوتم (۶) اُس قول کا تبائن ہیں جسکو اسکاٹ صاحب جسٹس نے جائداد غیر منقولہ پر محدود کیا ہے بلاشبہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ دونوں" مطابق رائے پریوی کونسل بمقدمہ بہگوان دین (۷) کے داخل ہیں اور اُنکے بعد ٹرنر صاحب چیف جسٹس اور متوسامی آئر صاحب جسٹس نے بمقدمہ تارا مہابنام دینکٹا دری (۸) اُسکی یہ تعبیر کی کہ اُسمیں جائداد منقولہ داخل ہے حکام ممدوح نے بصفحہ ۲۹۲ یہ رائے ظاہر کی و یوہار میوکہہ باب ۴ فصل ۸ - اشلوک ۴ میں نسبت کا تباین کے قول کے صریحاً لکہا ہے کہ وہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ سے متعلق ہے" اسکاٹ صاحب جسٹس نے بعض فیصلجات پریوی کونسل کا بہی حوالہ دیا ہے بغرض جواب دلیل ہیں صاحب مندرجہ دفعہ ۵۹ حاکم موصوف نے تحریر کیا ہے کہ جوڈیشل کمیٹی نے اپنے فیصلہ مقدمہ بہگوان دین کو ٹہیک ٹہیک اُن مقدمات پر محدود کیا ہے جن سے دہرم شاستر مروجہ بنارس متعلق ہے اور حاکم موصوف نے مشہور تحریر بمقدمہ ٹہاکرینام رائے بالک رام (۹) کا حوالہ دیا ہے کہ نتیجہ اسناد مذکور کا ہمارے نزدیک یہ معلوم ہوتا ہے کہ گو بموجب دہرم شاستر مروجہ

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۳ صیغہ ابتدائی دیوانی + (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۱۵۵ (۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۶۸۴ (۴) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۸۱ - اور پریوی کونسل بر طبق اپیل انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۳۳۳ + (۵) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۵۶ صیغہ اپیل دیوانی (۶) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۱۱ (۷) مورز انڈین اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۵۱۱ + (۸) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۸ صفحہ ۱۰۶ (۹) مورز انڈین اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۱۷۵ +

سنہ ۹۲ء

[illegible] بنام [illegible]

مالک ہونے کی بیوہ کو اختیار منتقل کرنے اُس جائداد منقولہ کا حاصل ہو جو اُس نے اپنے شوہر سے ورثہ میں پائی ہو کہ یہ اختیار اُسکو بموجب قانون ہندو کے حاصل نہیں ہے مسماۃ کو از روئے مروجہ قانون [illegible] ایسی جائداد منقولہ کا جو اُس نے اس طرح وراثتاً پائی ہو منتقل کرنا ہر وقت اُسکی وفات تک [illegible] منقولہ اگر [illegible] جائداد مذکور کو [illegible] منتقل نہ کیا ہو تو ورثا قریبہ [illegible] اُسکے شوہر کو [illegible]

[illegible] بیوی کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بیوہ کا [illegible] [illegible] جائداد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جائداد کو جو [illegible] وراثتاً ملی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دفعہ ۵۷ [illegible] بیوہ [illegible] اور بوقت بیوہ کی وفات کے جائداد شوہر کے ورثا کو [illegible]

مقدمہ [illegible] (۱) میں جو سنہ ۱۸۶۸ء میں فیصل ہوا جوڈیشل کمیٹی نے لفظ استری دھن کی تعریف اور بیوہ کے اختیار منتقل کی تعیین کیا ہے بعد حوالہ دینے متاکشرا کے اور بحث کرنے کے نسبت اقوال نارد اور کاتیاین کے جو ڈائجسٹ کولبروک صاحب میں پائے جاتے ہیں (اقوال ۴۷۶ و ۴۷۷) حکام ممدوح نے فرمایا ہے کہ ”غلبہ شاید یہ ہے کہ جانب اس اصول کے ہے کہ عام اس سے کہ بیوہ کو اختیار منتقل کرنے اُس جائداد منقولہ کا جو وراثتاً ملی ہو حاصل ہو یا نہیں جائداد مذکور غیر جائداد غیر منقولہ اگر منتقل نہ کی گئی ہو مسماۃ کی وفات پر شوہر کے ورثا قریبہ کو پہنچتی ہیں“ بصفحہ ۱۲ ۵ یہ تحریر کیا گیا ہے کہ دو اد چنتامنی اور میوکھ دونوں میں استری دھن کو تعریف متاکشرا کی تابع پر محدود کیا ہے مصنفان مذکور نے اُس جائداد کو جو وراثتاً ملی ہو اور دیگر مکسوبات کو خارج کیا ہے جو اخیر فقرہ متاکشرا میں داخل ہیں مگر جنکو ولومیکناٹن صاحب نے خارج کیا ہے بصفحہ ۱۵۱۲ یہ رائے ظاہر کیگئی ہے کہ ”وہ اُن قیود کے جو دھرم شاستر کی رو سے بیوہ کے اختیار میں نسبت اُس جائداد کے لگائے گئے ہیں جو وراثتاً اُسکو شوہر سے پہنچی ہو خواہ وہ اس امر پر مبنی ہوں کہ وہ قدرتاً دست نگر اوروں کی ہے اور اُسپر فرض ہے

(۱) مور انڈین اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۵۱۱۔

۱۸۹۲ء

گدادھر بھٹ بنام جینندر بھاگا بائی

کہ ابدانہ طریق پر رہے یا اس امر کے خلاف مصلحت ہوئے پر کہ ایک خاندان کی دولت دوسرے خاندان میں منتقل ہو جائے بطور مساوی اُس جائداد منقولہ سے جو اسطرح پر خاندان کے کام میں لگائی گئی ہو کہ اُس سے آمدنی ہوتی ہو متعلق ہے کہ جسقدر اراضی سے متعلق ہے زیادہ قدیم زمانہ کے اقوال مشعر لگانے قید کے عام ہیں بذریعہ اُن اشخاص کے جو یہ دعوی کرتے ہیں کہ جائداد منقولہ تابع قید مذکور نہیں ہے ثابت کرنا اس امر کا ہے کہ وہ قاعدہ عام سے مستثنیٰ ہے" یہ تحریرات اُس فیصلہ سے مطابقت رکھتی ہیں جو نسبت جائداد منقولہ اُس نالش کے ہوا تھا۔

چند فیصلجات پریوی کونسل ایسے ہیں جنکا ذکر اسکاٹ صاحب جسٹس نے نہیں کیا ہے بمقدمہ چھوٹے لال بنام چھنولال (۱) مقدمات بمبئی پر حکام کلکتہ نے نظر ڈالی اور اُن مختلف آراء پر جو مسٹر آرنولڈ صاحب نے مقدمہ بھاسکر بنام مہادیو (۲) اور ویسٹ صاحب جسٹس نے مقدمہ وجیا رنگم (۳) کہ اس مقدمہ کی نسبت یہ تصور کیا گیا ہے کہ بر بنا دمیوکہہ فیصل ہوا ہے قائم کی ہیں غور کیا گیا ہے بصفحہ ۱۳۱ پریوی کونسل نے نسبت حق دختر کے یہ فرمایا ہے "بلا شک علے النہاد بمبئی میں بنجا دیز اور مسائل موید اس رائے کے ہوئے ہیں کہ دختر کو کل جائداد ملتی ہے حکام عالیمقام کو اس امر کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی بالخصوص بعد اسکے کہ خود اُنکے فیصلجات نسبت حقوق بیوگان کے ہو چکے ہیں کہ جانچ مقدمات ہند کی کریں"۔

مقدمہ ہولو ودگنا دہ (۴) مثل مقدمہ آخر الذکر کے متعلق نوعیت حق دختر کے اُس جائداد میں تھا جو اسکو باپ سے وراثتاً ملی۔ پریوی کونسل نے نسبت فقرہ متاکشرا ادہیا ۲ ستری دہن باب ۲ فصل الشلوک ۲ تجویز کی اور بصفحہ ۱۰۸ فرمایا کہ اسکی تعبیر کرنی ناممکن ہے کہ اسکی رو سے ایسی عورت کو جسکو جائداد وراثتاً کسی مرد سے ملی ہو وہ ایسا ستری دہن ہے جو خود مساۃ کے ورثا کو پہنچے حکام مدوح نے نسبت مقدمات ٹھاکر دئی و بھگواندین و چھوٹے لال کے یہ فرمایا ہے کہ ان جملہ مقدمات قانون متاکشرا متعلق تھا مقدمہ بھگواندین کو حکام کلکتہ نے سند اس امر کی تصور کیا ہے کہ ہندو بیوہ کو بموجب قانون مذکور یہ اختیار نہیں ہے کہ اُس جائداد منقولہ کو جو اسکے شوہر سے ملی ہو بمضرت شوہر کے ورثا کے منتقل کرے شیو لوچن سنگھ بنام صاحب سنگھ (۵) بوقت کرنے بحث نسبت مقدمات چھوٹے لال و ہولو ودگنا دہا کے۔ مقدمہ جانکی بائی (۶) میں بیان ہے یہ تحریر کیا کہ وہ مقدمات بمبئی نہیں ہیں اور حکام عالیمقام نے تعبیر متاکشرا کی

---

(۱) لاء رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۱ صفحہ ۱۵۔

(۲) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱ صیغہ ابتدائی دیوانی

(۳) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۴۴ صیغہ ابتدائی دیوانی

(۴) لاء رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۴ صفحہ ۱۰۸۔

(۵) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۹۔

(۶) بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۶۱۲

سنہ ۱۸۹۲ء

گرداد سرسہٹ بنام جیٹہ بہاگا بائی

بنا استعمال کرنے میو کہہ کے کی ہی جیسا کہ اُسحالت میں تصور کیا جاسکتا ہے کہ حکام ممدوح کرتے اگر حکام موصوف قانون پریزیڈنسی ہذا قرار دیتے تجویز حال میں میں نے یہ امر ظاہر کیا ہی کہ مقدمہ بھگواندین میں حکام ممدوح نے میو کہہ و نیز کا بتائن و نارد کو ملاحظہ فرمایا اسکاٹ صاحب جسٹس نے مقدمہ داموددر میں فرمایا ہی کہ حاکم موصوف میو کہہ کی تقلید کرتے ہیں اور حاکم موصوف نے باب ۴ فصل ۱ اشلوک ۹ کا حوالہ دیا ہی جو متعلق صرف ہبہ جات کے ہی حاکم موصوف نے حوالہ قول نارد کا دیا ہی لیکن حاکم موصوف نے توضیح پریوی کونسل نسبت اُسی قول مندرجہ مقدمہ بھگواندین (۱) پر لحاظ نہیں کیا جسکی رو سے قول مذکور ہبہ جات سے محدود کیا گیا ہی اور صریحًا وراثت کو خارج کیا ہے ۔

مقدمہ حال احمد نگر کا ہے جہاں کا قانون متاکشرا پر مبنی ہے اور میو کہہ متاکشرا کی تعبیر کرنے میں استعمال کیا جاسکتا ہے گو میو کہہ ایسی خاص اور قریب قریب سب سے بڑی سند نہیں ہے کہ جیسی وہ گجرات میں ہوگئی ہے مقدمہ بہاگیرتی بائی (۲) ملاحظہ طلب میو کہہ صرف ایک دوسرے درجہ کی سند ملک مرہٹہ میں ہے ۔ کتاب بیسٹ بوار صاحبان صفحہ ۱ ۔ الغرض توضیح اور بطور تتمہ متاکشرا کے وہاں کار آمد ہی لیکن اُسکی تقلید صرف اُس حد تک کیجا سکتی ہے کہ اُسکے مسائل خلاف احکام صریح یا اصول عام متاکشرا کے نہوں دیکھو مقدمہ جانکی بائی ۔ سخیال ہے وقعت مقدمات پران جیون بنام دیوکنور بائی و داموددر بنام پرمانند داس و نیز اُن مقدمات کی کمی ہو گئی ہے جو بر بنا ر قانون جزیرہ بمبئی و دیگر ممالک کے جہاں میو کہہ سند خاص ہے فیصل ہوئے ہیں اس سے وقعت اظہار رائے حکام نامور میں بہی اُس صورت میں کمی آتی ہے کہ جب وہ میو کہہ پر مبنی ہوں مثلاً مقدمہ تلجا رام بنام متہرادا اس فیصلہ مقدمہ بھگواندین جسکو اسکاٹ صاحب جسٹس نے ملک متعلقہ قانون بنارس پر محدود کیا ہے فی الواقعہ ایک تعبیر متاکشرا کی بعد کرنے کسیقدر غور اوپر میو کہہ کے ہے اور پریوی کونسل نے اُسکو اُن مقدمات سے متعلق کیا ہے جو پریزیڈنسی مدراس میں پیدا ہوں ۔

لہذا یہ امر اہم ہوگیا کہ آیا تیاسی وقعت نظائر کی اسلئے کافی ہے یا نہیں کہ عدالت ہذا کو فیصلجات بمبئی کی پیروی کرنی چاہئے اور نہ مقدمات پریوی کونسل کی نسبت اُن مقدمات کے جنسے متاکشرا متعلق ہے جیسا کہ مقدمہ ہذا سے ہے واضح ہو کہ منجملہ اُن تین مقدمات کے جن میں سوپریم کورٹ اور ہائیکورٹ نے فی الواقع فیصلہ اُس امر کا جو ہمارے روبرو پیش ہے کیا داس جزیرہ میں ہوئے اور اس پر پروح

(۱) مورز انڈین اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۵۱۰ و ۵۱۱ ۔

(۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۳۹ ۔

کاسی [illegible] بنام جیسنگ بھائی [illegible]

در حالیکہ ان دیگر تین مقدمات میں جن کا حوالہ مذکور ہو چکا ہے عدالت کے فیصلے منتہی بطور [illegible] بنام [illegible] بنام [illegible] بنام [illegible] (۱) فی الواقع ایسے مقدمات ہیں جو سوکھ کے [illegible] متعلق [illegible] [illegible] مقدمہ [illegible] پر فیصلہ ہوا تھا اور [illegible] صاحب جسٹس نے [illegible] کے فیصلہ [illegible] صاحب چیف جسٹس ویسٹ صاحب [illegible] مقدمہ چھوٹے لال [illegible] تصور کیا اور [illegible] کے مقدمہ کے ایک فیصلہ پر بنا ہونا تصور کیا [illegible] اس رائے [illegible] صاحب جسٹس نے ظاہر کی خلاف رائے [illegible] پریوی کونسل [illegible] تصور کیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ "[illegible] [illegible] کہ [illegible] طور پر فیصلہ نہیں ہوا تھا [illegible] [illegible] اس پر سب سے زیادہ زور دیتا ہوں کہ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ حاکم موصوف [illegible] ہی [illegible] تسلیم کرنے پر آمادہ نہ تھے جبکہ اقوال مذکور متناقض ان تعبیرات متناکشہ [illegible] کونسل نے کی نہیں مقدمہ جانکی بائی میں میں نے اپنا یقین ظاہر کیا ہے کہ [illegible] مقدمہ چھوٹے لال متعلق رجیا رنگم کے مقدمہ کے نہیں تھی وہ مقدمہ [illegible] متعلق قانون [illegible] جیسا کہ مقدمہ جانکی بائی (صفحہ ۲۱۶) میں [illegible] سارجنٹ صاحب چیف جسٹس [illegible] [illegible] فیصلہ پر بنا ہو کہ مقدمہ رجیا رنگم کی نسبت [illegible] جائداد جو وراثتاً ملی ہو [illegible] یہ تصور کیا ہے کہ انہیں بحث از روئے فیصلہ پریوی کونسل [illegible] از سر نو شروع ہوئی [illegible] صاحب (صفحہ ۶۷) چونکہ تحریرات [illegible] جس کے فیصلہ [illegible] ایک نہایت احتیاط کے ساتھ غور کیا ہوا مقدمہ [illegible] گیا [illegible] نہایت [illegible] درجہ تک فیصلہ جات ان حکام عدالت ہذا کے [illegible] فیصلہ [illegible] کو تابع [illegible] پر محدود کیا ہے بلا شک ہم کو لازم ہے کہ [illegible] [illegible] باقی رہتی ہے کہ کونسے فیصلہ جات کو [illegible] [illegible] فیصلہ جات [illegible] قانون خاص ہو [illegible] [illegible] فیصلہ جات کا بیرون جزیرہ ہذا و دیگر ممالک [illegible] نہیں [illegible] کوئی فیصلہ [illegible] [illegible] جو ڈوڈا بجسٹ فیصلہ جات غیر رپورٹ شدہ میں مندرج ہیں جائداد غیر منقولہ کے متعلق معلوم ہوتے ہیں۔ باقی جہنا بنام بھائی [illegible] (۲)

(۱) انڈین لاء رپورٹس بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۰۱ صفحہ ۳۰۲۔
(۲) [illegible] جلد ۱۲ صفحہ ۳۳۳۔

سنہ ۱۸۹۳ع

گدادہر بہٹ
نام
چندربہاگا بائی

منصفہ برڈووڈ صاحب جسٹس و پارسنس صاحب جسٹس مین واسودیو بنام پرمانند داس کا حوالہ اسقدر کیا
بطور ایسے مقدمہ کے دیا گیا ہے جسمیں قانون دربارہ اُس جائداد منقولہ کے مندرج ہے جو وراثتاً ملی ہو
اور بیوہ کی حیات میں منتقل نکیگئی ہو لیکن اصول مذکور بیوہ کے ہبہ بالوصیت اُس جائداد منقولہ سے جو
وراثتاً ملی ہو متعلق نہیں ہے اور بخلاف اسکے مقدمات ٹہاکر دیئی و بہگوان دین متعلقہ مذکور کی تقلید کیگئی ہے
یہ تین تجاویز جیسا کہ بیشتر تحریر ہو چکا ہے موجب قانون ہیں کیونکہ یہ تین اظہار رائے اگر چہ فی الواقع
مقدمات میں پر مبنی ہیں ایسا ہی مقدمہ وجیار نگم تہا اور اُس مقدمہ میں ویسٹ صاحب جسٹس نے فرمایا ہے کہ
باوجود اُنکی رائے نسبت وسعت لفظ استری دہن کے یہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ بیوہ کو غیر محدود اختیار انتقال
حاصل ہے صفحہ ۴۶۹ سطر ۲ اسیطرح پر حاکم موصوف نے الفاظ حق قطعی کو محدود کیا ہے ؛
بعد اسکے کہ فیصلہ مقدمہ لیبت بنام بہگوان کا عدالت ہذا سے و مقدمات چہوٹے لال و موتو و دونو
کا پریوی کونسل سے ہو چکا تہا مقدمہ بہاگیرتہی بائی بنام کاہن جی راؤ (۱) روبروئے اجلاس کامل عدالت ہذا کے
جسمیں سر جینٹ صاحب چیف جسٹس و ویسٹ صاحب جسٹس و برڈووڈ صاحب جسٹس اجلاس فرماتے تھے پیش ہوا
مقدمہ جانکی بائی میں جسمیں میں نے برڈووڈ صاحب جسٹس کے ساتھ اجلاس کیا میں نے اپنی وجوہ صفحہ ۳۶۳
واسطے تصور کرنے اس امر کے کہ فیصلہ مذکور فی الواقع میوکھہ پر مبنی تہا تحریر کئے میوکھہ جہاں کہیں کہ وہ خلاف
نہیں ہے بطور سند درجہ دوم کے استعمال کیا جاتا ہے اجلاس کامل نے تجاویز پریوی کونسل پر غور کیا صفحہ ۱۷
خود میں نے یہ رائے ظاہر کی کہ ہمکو اُس فیصلے سے یہ تصور کرنا چاہئے کہ ”اُسکی رو سے یہ قرار دیا گیا ہے کہ بمبئی پریزیڈنسی
ہذا میں بموجب متاکشرا یا ہیوتا میوکھہ کے اُس دختر کو جس نے اپنے باپ سے ورثہ پایا ہو حق قطعی نہ حین
حیاتی ملتا ہے میرے نزدیک ہم بھی مقدمہ مذکور کو ایک سند واسطے اس تجویز کے تصور کرتے ہیں
کہ دختر کو ترکہ مذکور بطور استری دہن بلحاظ معنی لفظ مذکور کے لحاظ سے ملتا ہے صفحہ ۶۲۰ میں اُس فقرہ
کا حوالہ تجویز اجلاس کامل سے دیا ہے ؛
”اگر دختر کو ایک حق قطعی ملتا ہے تو یہ سمجہا گیا ہے کہ دختر سے بصورت نہونے کسی صریح قاعدہ خلاف کے
وہ خود اُسکے وارثوں کو پہنچیگا بعد ازاں میں نے یہ تحریر کیا ”میری دانست میں ضمناً یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ
کے ثابت ہونے سے کہ دختر کو حق قطعی ملتا ہے دو اور مسئلہ بھی ثابت ہوتے ہیں یعنی یہ کہ جائداد استری دہن ہے
اور وہ بحیثیت مذکور وراثتاً پہنچی ہے لیکن دیکھو ٹیگور لا لکچرس بابت ۱۸۷۹ع صفحہ ۳۰۲ ؛

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۸۵ ؛

سنہ ۱۸۹۲ء

گنگادہر بہٹ بنام چندر بہاگا بائی

اگر میری یہ تحریر صحیح ہے تو یہ امر کہ آیا وہ جائداد جو کاشی ناتہہ کی بیوہ نے اسمقدمہ میں جج ہماری (دبر) سے وراثتاً پائی مطابق اُن معنی تنگ و مخصوص کے جو میوکہہ باب ۴ دفعہ ۱ فقرات ۱ و ۲ میں ہیں یا مطابق معنی لغوی اور وسیع تر کے جو متاکشرا باب ۲ دفعہ ۱۱ فقرات ۳ و ۴ میں ہیں استری دہن ہے یا نہیں فیصلہ اجلاس کامل کی نسبت رائے قائم کرنیمیں بہت کم نتیجہ رکہتا ہے جہانتک کہ حال مشابہ ہے اول ثابت کرنا اس امر کا ضروری ہے کہ بیوہ نے حق قطعی پایا چونکہ یہ بات ثابت ہوگئی تو پنچ موصوف کو یہ تجویز کرنا چاہیئے تہی کہ وہ استری دہن ہے اور میرے نزدیک مسٹر برینسن کی دلیل برعکس اور خلاف سند کے ہے کیونکہ مشارٌالیہ یہ حجت کرتے ہیں کہ اگر جائداد مذکور استری دہن ہے تو بیوہ کو غیر محدود اختیار انتقال حاصل ہے یہ صحیح ہے کہ تجویز اجلاس کامل میں مقدمہ دیوکنور بائی پر نسبت اختیار انتقال کے بہند کے ساتہہ بحث کیگئی (صفحات ۲۹۲-۳۱۱) لیکن جیساکہ میں تجویز مذکور کو سمجہتا ہوں یہ امر یعنی بیوہ کا اختیار انتقال وہ امر نہ ہا جسکی نسبت استصواب یا فیصلہ کیا گیا بر طبق کرنے غور اوپر استصواب و دلائل و نیز عبارت تجویز کے بالآخر میں نے یہ رائے قائم کی کہ اس امر سے کہ آیا دختر جو اپنے والدین سے ورثہ پائے حق قطعی پاتی ہے یا نہیں یہ مراد ہی کہ آیا وہ دختر کے ورثہ کو پہنچتا ہے اور نہ ورثاء اُسکے باپ کو بصفحہ ۳۰۹ جج ذیعلم نے یہ فرمایا ہے کسی عورت کا حق ایسی جائداد میں جو وراثتاً ملی ہو مکمل ہونے سے خواہ مخواہ پوری خود اختیاری عمل کرنیکی نسبت جائداد مذکور کے لازم نہیں آتی ہے متاکشرا میں اس مسئلہ کے قائم کرنیمیں احتیاط کی گئی ہے کہ ایک عورت کیلئے پوری ملکیت ہونے کیواسطے اُسیقدر متابعت شایان ہے کہ جسقدر طفل کے لئے اور یہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ وجنیشر نے اس متابعت کو اُس حق وسیع کا محافظ تصور کیا جو اُس نے عورات کو دیا ہے یہ رائے ویسٹ صاحب جسٹس کی عبارت کی نسبت وہ رائے ہے کہ جو مطابق اُس تدل کے ہے جو حاکم موصوف نے وجیا رنگم کے مقدمہ میں فرمایا بصفحہ ۱۰۳ حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا ہے کہ "تابع ہونا عورت کا نسبت متعلقہ انتقال کے بالکل مطابق پوری ملکیت صاحب حاصل ہونے مسماۃ کے ہے" میں اسمو قعپر یہ رائے ظاہر کرسکتا ہوں کہ ڈاکٹر جولی نے گو اُنہوں نے ویسٹ جسٹس کی اس رائے کو نسبت اس امر کے کہ استری دہن میں کیا چیزیں شامل ہیں مقابلہ مسٹر مین کے (ٹیگور لا لکچرس بابت سنہ ۱۸۸۳ء صفحہ ۲۴۳) تسلیم کیا مگر اپنی تاریخ جائداد متعلقہ عورات کو اس بیان کے ساتہہ ختم کیا ہے کہ دہرم شاستر متاکشرا نے بذریعہ لگانے قیود کے اختیار میں اُن نتائج کو رفع کردیا جو استری دہن اور عورت کی جائداد مام کو ایک سمجہنے سے پیدا ہوتے ہیں مشارٌالیہ نے یہ بتلایا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۸ صفحہ ۲۹۰۔

گداد ہر بھٹ بنام چندر بھاگا بائی

کہ کوئی ایسی سند نہیں ہے جس سے بمبئی اور ہند جنوبی میں وہ فرق قائم رکھا جائے جو قانون متعلقہ مابین جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے جو بیوہ نے وراثتاً پائی ہو پایا جاتا ہے مشارالیہ نے نسبت میوکھہ کے بحث کی ہے صفحات ۲۵۲ و ۲۵۹ - اور یہ تحریر کیا ہے کہ "لہذا یہ دعوی اطمینان کے ساتھ کیا جاسکتا ہے کہ اب کوئی وجہ واسطے قائم رکھنے اس امتیاز کے نسبت اس جائداد کے نہیں ہے جو ذکور سے بمبئی اور ہند جنوبی میں وراثتاً ملی ہو جہاں اس امر کی نسبت اب بھی بہ نسبت بنگالہ و بنارس کے جہاں نہونا ایسے امتیاز کا جیسا کہ یہ ہے بہت عرصہ ہوا کہ از روئے سند کے طے ہوگیا ہے بحث ہوسکتی ہے" تحریر مندرجہ بالا سے اسکاٹ صاحب جسٹس کی اس تحریر میں کہ کل شارحین کی ایک ہی رائے ہے جہانتک کہ وہ متعلق جائداد منقولہ کے ہے جو وراثتاً ملی ہو ضعف آگیا ہے اسی طرح پر فیصلجات بنگال اور زیادہ حال کے فیصلجات مدراس کا بھی وہی نتیجہ ہے مقدمہ سندر سنگ بنام وینکٹاوری (۱) منفصلہ سنہ ۱۸۸۴ء ایک تعبیر متاکشرا کی نسبت اس جائداد منقولہ کے جو شوہر سے وراثتاً ملی ہو حسب منشاء میوکھہ و کتب مستند جنوبی کے ہے مگر اُن میں ذکر تجاویز اور اظہار رائے بمبئی کا نہیں ہے حکام ذیعلم نے یہ فرمایا ہے "مثل متاکشرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیوہ کو ملکیت کامل خلاف محض حق استعمال کے حاصل ہے گو مسماۃ کو اُسپر اختیار کرنے ہبہ یا بیع کا مطابق اپنی مرضی کے از روئے اقوال صریح ممنوع ہے چنانچہ ان لوگوں نے جنہوں نے خیال کیا کہ قول کا بنا بر صرف جائداد غیر منقولہ سے متعلق ہے اس امر کی نسبت شک کیا کہ آیا بیوہ کو منتقل کرنا جائداد منقولہ کا ممنوع ہے یا نہیں مگر نسبت اس حد کے جس حد تک بیوہ کا اختیار انتقال اعلی شروح ملک جنوبی میں محدود تصور کیا گیا ہے نتیجہ میں بہت کم فرق ہے یا مطلقاً نہیں ہے چنانچہ جوڈیشل کمیٹی نے مقدمہ کلکٹر مسولی پٹم بنام کاویلی میں یہ تحریر فرمایا کہ قیود نسبت بیوہ کے اختیار انتقال کے جزو اصلی اُسکے ورثہ کی ہیں بفرض اسکے کہ بیوہ کو جائداد منقولہ پر بہ نسبت جائداد غیر منقولہ کے زیادہ اختیار ہے اختیار مذکور اُس سے زیادہ نہیں ہوسکتا جو باپ ایک خاندان ہندو کو بموجب قول یاگوولک کے دیا گیا ہے جسکا حوالہ متاکشرا باب ۱ دفعہ ۱ اشلوک ۲۷ میں ہے مسٹر سیل صاحب نے دفعہ ۲۲۹ میں تحریر کیا ہے کہ اختیار مذکور کو عموماً ایسی ضروریات یا مناسب اغراض سے محدود تصور کرنا چاہیئے جو داخل ہوا اختیار امور خاندانی کے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۸ صفحہ ۲۹۰ -

ہم یہ بات بہتر سمجھتے ہیں کہ نوعیت جائداد منقولہ کی ایسی ہے کہ بہت سی صورتوں میں بغرض تصرف اُسکی تبدیل ضروری ہے۔ لہذا بیوہ کو اُسکا تبدیل کرنا ممنوع نہیں ہے لیکن سرمایہ کو قائم رکھنا چاہیئے بجز اسکے کہ اُسکا خرچ کرنا بوجہ ناکافی ہونے آمدنی واسطے انتظام نان و نفقہ ساداتکے ضروری ہو تاہم اسمیں یہ قید ہے کہ کہ اسکو اختیار واسطے امور مذہبی کے ایک جزو مناسب کے منتقل کرنیکا ہے۔ نرسنگہ بنام وینکٹادری (۱) [illegible] یہ ذکر کیا جا سکتا ہے کہ فیصلہ پریوی کونسل مقدمہ لکشمن [illegible] (۲) [illegible] بنام [illegible] کا حوالہ دیا ہے۔ [illegible] مسٹر آپٹے نے جانب اپیلانٹ نسبت [illegible] بذریعہ وصیت انتقال کرتے دیا ہے ۔

مقدمہ حال میں دراصل بحث فی الواقع [illegible] عدالتی کے گیگئی ہے اور میرے نزدیک یہ ضرور نہیں ہے کہ اقوال دہرم شاستر کی جانچ تشریح کیجائے نسبت اسناد کے [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ بیوہ کے اختیار انتقال کی بحث کا حل کرنا اسقدر تعریفات استری دہن [illegible] نہیں ہے [illegible] اُن دلایل دہرم شاستر پر جن کی روسے بیوہ کو اختیار ملکیت میں قید لگائی گئی ہے پریوی کونسل نے مقدمہ بھگواندین اور دیگر مواقع پر وجوہ مذکور بیان کئے ہیں تجاویز پریوی کونسل متاکشرا پر مبنی ہیں تین تجاویز بھی میوکھہ پر مبنی ہیں اُن میں یاد دہ تر تجویز نسبت تعریف استری دہن اور کمی نسبت قیود اختیار کے کی گئی ہے۔ مختلف اظہار رائے کی تائید دراصل نظائر متعلقہ میوکھہ سے ہوتی ہے۔ اور گو اکثر آرائے مذکور نسبت اُس امر کے جو ہمارے روبرو پیش ہے سوچی سمجھی ہوئی اور بخوبی غور کی ہوئی ہیں تاہم اُنپر اور نیز اُن نظائر کی نسبت دیگر عدالتوں نے اعتراض کیا ہے میری دانست میں بحث نسبت جائداد منقولہ کے ایسی مضبوطی کے ساتھہ از روئے فیصلجات ابھی طے نہیں ہوگئی ہے کہ ہمکو نظائر مذکور کی پیروی لازم ہو اُسکا جواب ہمیشہ بذریعہ سلسلہ فیصلجات پریوی کونسل کے ہوتا رہا ہے جیسا کہ اسکوٹل صاحب کی دلیل مقدمہ وجیارنگم میں ظاہر کیا گیا ہے بعض نظائر مذکور صرف ایک حاکم کی تحریرات ہیں مقدمہ نرسنگہ بنام وینکٹادری (۱) اور ڈاکٹر جولی کے لیکچرس کو اُس وقت سے فروغ ہوا ہے کہ اسکاٹ صاحب جسٹس نے فیصلہ مقدمہ دامودر کا کیا تھا [illegible] ظاہر ہوتا ہے کہ امر مذکور کی نسبت ہمیشہ بحث ہوتی رہی ہے میرے نزدیک اُسکا کچھہ ذکر فیصلہ اجلاس کامل [illegible] بھی باقی

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۸ صفحہ ۲۹۰ ۔

(۲) " بمبئی جلد ۵ صفحہ ۴۸ ۔

(۳) " مدراس جلد ۷ صفحہ ۹۳ ۔

سنہ ۱۸۹۲ع

گرداکر بیوہ دادا جی بنام پانڈورنگ کا کا جی

مین نہین ہے جسکی نسبت مین یہ کہہ سکتا ہون کہ ہمارے روبرو سوال [illegible] پیدا ہوا تو میری
رائے کا یہ ہے کہ مقدمہ جگوان [illegible] منفصلہ پریوی کونسل کی لحاظ [illegible]
کہتا ہون کہ اُن مقدمات مین جو موجب قانون متاکشرا کے مین کوئی [illegible]
جسکے اختیار [illegible] منتقل ہوئی ہو اور [illegible]
اور بخیال اُن [illegible] جو خط [illegible] جو عدالت [illegible]
ہون کہ جنمین سے [illegible] اجلاس [illegible] اختیار [illegible]
منقولہ کو جو شوہر سے وراثتاً ملی ہو جسطرح چاہے منتقل کرے اب میری [illegible] کو چاہئے
کہ اجلاس کامل سے نسبت امر مندرجہ ذیل کے استصواب کرین

آیا بموجب قانون متاکشرا کے وتہابہائی کو یہ اختیار تہا یا نہین کہ [illegible]
وصیت کے وہ جائداد منقولہ جو اُسکو اپنے شوہر سے وراثتاً ملی تہی ہبہ کرے۔

پارسنس صاحب جسٹس۔ مجکو استصواب مجوزہ مین سے اتفاق ہے بلفرض اسکے کہ وتہا
بائی کو اختیار منتقل کرنے جائداد منقولہ متنازعہ کا اپنی حیات مین حاصل تہا یہ ضروریات لازم نہین
آتا ہے کہ وہ اسکو بذریعہ وصیت کے منتقل کر سکتی تہی میری رائے مین وہ منتقل نہین کر سکتی تہی اسلئے کہ وقت
اُسکی وفات کے جائداد مذکور ورثائے اُسکی شوہر کو پہنچیگی اور اُسکی کوئی جائداد بموجب وصیت کے منتقل ہونے
کو باقی نہ رہیگی بمقدمہ بائی جینا بنام بہائی شنکر(۱) برڈوڈ صاحب جسٹس نے اور مین نے یہ تجویز کی
کہ ہا مین اُس جائداد کے جو کسی عورت نے اپنے شوہر سے پائی ہو اور اُس جائداد کے جو اُس نے
بطور استری دہن حاصل کی ہو فرق ہے دونون جائدادین استری دہن کی جا سکتی مین لیکن صرف
وہ قانوناً مساۃ کی ایسی جائداد ذاتی متصور ہو سکتی ہے جو بوقت اُسکی وفات کے جائداد ذاتی ہو اور
بحیثیت مذکور خود مساۃ کے ورثار کو پہنچتی ہو مگر چونکہ ایسے فیصلجات عدالت ہذا کی اب ہمکو اطلاع کیگئی
ہے جنکی رو سے معنا بیوہ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ بذریعہ وصیت کے ایسی جائداد کو منتقل کرے لہذا امر
مذکور ایک ایسا امر ہے جسکی تجویز قطعی طور پر اجلاس کامل سے ہونی چاہئے۔

مقدمہ ہذا جسمین اسطرح استصواب کیا گیا واسطے بحث کے روبرو اجلاس کامل کے پیش ہوا جسمین
سارجنٹ صاحب چیف جسٹس وتیلنگ صاحب جسٹس اجلاس فرماتے تہے۔

مسٹر جارڈین (بمعیت مہا دیو چمناجی آپتے) منجانب اپیلانٹ (مدعی) بموجب
متاکشرا کے جو ایک اعلیٰ ترین سند دکن مین ہے کسی ہندو بیوہ کو اختیار منتقل

(۱) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۹۱ع صفحہ ۷۷ و انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۲۳۳

سنہ ۱۸۹۳ء

گداد ہر بہٹ بنام چندر بہاگا بائی

کرنے اُس جائداد منقولہ کا حاصل نہین ہے - جو اُسنے اپنے شوہر سے وراثتاً پائی ہو ہندو باپ کو بہی جسکے حقوق بموجب دہرم شاستر کے بہ نسبت حقوق ایک بیوہ کے زیادہ وسیع ہین جو محض حق حیز حیاتی باقی ہے مستحق نہین ہے کہ تمام موروثی جائداد منقولہ منتقل کرے مقدمہ لکشمن داد انایک بنام رامچندر داد انایک (۱) ملاحظہ طلب گو ممکن ہو کہ کوئی بیوہ اُس جائداد منقولہ کو جو مسماۃ کو اپنے شوہر یا شوہر کے رشتہ داران سے وراثتاً ملی ہو اپنی حین حیات مین منتقل کرے مگر وہ بذریعہ وصیت کے ایسا نہین کرسکتی مسماۃ کا اختیار انتقال بوقت اُسکی وفات کے ختم ہوجاتا ہے جو جائداد کہ بیوہ کو اپنے شوہر کے خاندان سے وراثتاً ملے وہ اُسکا استری دہن نہین ہو - دہرم شاستر مولفہ مین صاحب (طبع چہارم) دفعہ ۷ سہجنی لال بنام جیو (۲) دلبہہ بنام جیوی (۳) وامرت بنام کلیانداس (۴) وینکٹا راما بنام وینکٹا سوریہ (۵) و نرسنگہ بنام وینکٹاری (۶) وبہگواندین بنام مینابائی (۷) وشیولوچن سنگہ بنام صاحب سنگہ (۸) وہرلال بنام پران بلبہہ داس (۹) ونیز دیکہو لیسری دت کنور بنام ہنس تہی کنوراین (۱۰) وگودری ریدی بنام چنامار (۱۱) ومسماۃ جہا کردئی بنام رائے بالک رام (۱۲) وجہوٹے لال بنام چہنو لال (۱۳)

گنگا رام لی ریلی منجانب ریسپانڈنٹ (مدعا علیہ) - ہندو عزنی مین بیوہ کو اختیار ہے کہ اُس جائداد منقولہ کو منتقل کرے جو مسماۃ نے اپنے شوہر کے خاندان سے وراثتاً پائی ہو - بہگوان دین بنام مینابائی (۱۴) یہ ایک قاعدہ مستمرہ ہے کہ ہندو بیوہ جائداد منقولہ کو اپنی حیات مین منتقل کرسکتی ہو اور ایسے انتقال پر بعد اُسکی وفات کے اعتراض نہین کیاجاسکتا اگر کسی بیوہ کو اپنی حیات مین اختیار کلی حاصل ہے تو اُسکو یہ اختیار کیون نہو کہ بذریعہ وصیت کے منتقل کرے اس کہنے سے کہ وہ بذریعہ وصیت کے ایسا نہین کرسکتی ہے گو وہ اپنی حیات مین مالک قطعی ہے مسماۃ کے اختیار مین قید قایم ہوتی ہے اور یہ دو صورتین مخالف یکدگر ہونگی ایسی کوئی تجویز صریح نہین ہو کہ بیوہ بذریعہ وصیت کے اُس جائداد منقولہ کو منتقل کرسکتی ہو جو اُسنے اپنے شوہر سے وراثتاً پائی ہو لیکن ایسا انتقال ہمارے نزدیک محض ایک استعمال اُسکے حق قطعی مسلمہ کا ہو اور یہ نتیجہ نکالنا معقول ہے کہ مسماۃ کو وہ اختیار حاصل ہے جو مطابق اسکے حق کے ہے - بہگوان

(۱) انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۴۸
(۲) سپلورٹ بوریڈل صاحب جلد ۱ صفحہ ۹۰
(۳) " " " جلد ۱ صفحہ ۵۵
(۴) " " " جلد ۱ صفحہ ۳۱۴
(۵) انڈین لارپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ - پریوی کونسل
(۶) " " " جلد ۸ صفحہ ۲۹۰
(۷) ایپلہائے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۴۸۷
(۸) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۸۷
(۹) " " بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۲۲۹
(۱۰) " " کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۴
(۱۱) " " مدراس جلد ۷ صفحہ ۹۳
(۱۲) ایپلہائے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۹
(۱۳) لارپورٹ ایپلہائے ہند جلد ۶ صفحہ ۱۵
(۱۴) ایپلہائے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۵۱۰

گداد ہر بہٹ
بنام
چندر بہاگا بائی

بنام بائی لکشمی (۱)، دہنایک آنند راؤ بنام لکشمی بائی (۲)، پران جیونداس بنام دیوکنور بائی (۳)، سیارام بنام سوتی رام (۴)، چندر بہاگا بائی بنام کاشی ناتہ (۵)، لکشمی بائی بنام گنپت مرو با (۶)، بہاسکر ترمبک بنام مہادیو رامجی (۷)، وجیا رنگم بنام لکشمن (۸)، بلونت راؤ بنام پرشوتم (۹)، تلجا رام بنام متہرا داس (۱۰)، دامودر بنام پرمانند داس (۱۱)، بہاگیرتھی بائی بنام کانہوجی راؤ (۱۲)، ہیرالال بنام پران بلبہ داس (۱۳)، دکتاب ویسٹ و بولر صاحبان صفحات ۳۱۲ و ۳۱۴ و ۳۱۷ –

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس :- چونکہ کاشی ناتہ اپنے باپ بہاؤ بہٹ سے پیشتر فوت ہوا تہا مستحق وراثت بطور بیوہ بہاؤ بہٹ کے تہی اور چونکہ وہ خاندان گوربین رلیہ ازدواج کے داخل ہوئی تہی لہذا وہ بربنائے کسی اصول معقول کے اُس سے مختلف حق نہین پا سکتی تہی کہ جس وہ اس حالت مین مستحق ہوتی گو اُسکا شوہر اپنے باپ کے بعد زندہ رہتا دیکہو تحریرات ویسٹر اپ صاحب چیف جسٹس بمقدمہ راما نند رام مرارجی بنام متہرا داس وغیرہ (۱۴) لہذا اس امر پر غور کرنا ضروری ہوا کہ وہ حق کیا ہی جو ایک بیوہ کو اُس جائداد منقولہ مین حاصل ہوتا ہے جو اُسنے اپنے شوہر سے وراثتاً پائی ہو قبل اسکے کہ نظائر عدالت ہذا پر غور کرنا شروع کیا جاوے یہ امر موجب سہولت ہوگا کہ اُن بعض تجاویز ات پریوی کونسل پر جو نسبت امر ہذا مین غور کیا جاوے –

بمقدمہ بہگوانداس تیوارے بنام مینا بائی (۱۵) بحث یہ تہی کہ (دیکہو صفحہ ۴۹۵) کہ آیا بموجب قانون مروجہ بنارس کے ہندو بیوہ مجاز ہے یا نہین کہ بذریعہ وصیتنامہ یا ہبنامہ کے اُس جائداد منقولہ یا غیر منقولہ کو جو اُسنے شوہر سے وراثتاً پائی ہو بصرف اپنے ورثائے قریب ترین کے منتقل کرے اور حکام عالیمقام نے بعد حوالہ دینے فیصلجات ہائی کورٹ مدراس و بمبئی کے جنمین یہ بیان کیا گیا تہا کہ ایسی جائداد غیر منقولہ و منقولہ کے امتیاز کیا گیا ہے اور بعد ظاہر کرنے اس امر کے کہ وہ اسناد جنپر امتیاز مذکور مبنی کیا گیا ہے بنارس مین تسلیم نہین کیگئین نسبت قانون مذکور کے بلالحاظ فیصلجات مذکورہ (جیسا کہ حکام عالیمقام نے فرمایا ہے) بحث کی ہے اور نتیجہ اخذ کیا ہی کہ امتیاز مذکور قابل پذیرائی نہین ہے،

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی صیغہ اپیل دیوانی جلد ۱ صفحہ ۵۶ –
(۲) " " " جلد ۱ صفحہ ۱۱ –
(۳) " " " " " ۱۳۰ –
(۴) " " " جلد ۲ صفحہ ۳۱۳ –
(۵) " " " جلد ۲ صفحہ ۳۲۳ –
(۶) " " " صیغہ ابتدائی دیوانی جلد ۴ صفحہ ۱۵۰
(۷) " " " " جلد ۶ صفحہ ۱

(۸) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی صیغہ ابتدائی دیوانی جلد ۸ صفحہ ۲۴۴
(۹) " " " " جلد ۹ صفحہ ۹۹
(۱۰) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۶۶۲ –
(۱۱) " جلد ۵ صفحہ ۱۵۵ –
(۱۲) " " جلد ۱۱ صفحہ ۲۸۵ –
(۱۳) " " جلد ۱۶ صفحہ ۲۲۹ –
(۱۴) " " جلد ۵ صفحہ ۶۷۰ –
(۱۵) ایضاً بمبئی رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۶ –

اور بیوہ کا اختیار انتقال جائداد منقولہ و غیر منقولہ دونون پر خاص اغراض کیلئے محدود ہے اور بوقت اُسکی وفات کے دونون قسم کی جائداد اُسکے شوہر کے ورثاے قریب ترین کو پہنچتے ہین "۔

زیادہ حال مین بمقدمہ متوداد وگنا دہاتیو ربنام دوراسنگہ تیور (۱) جسمین بحث نسبت حق دختر کے تہی پریوی کونسل نے بعد حوالہ دینے مقدمہ بہگوان دین دوبے بنام مینا بائی (۲) عام طور پر بطور قاعدہ قرار یافتہ کے یہ قرار دیا ہے "نسبت جائداد منقولہ و غیر منقولہ دونون کے عورت جو جائداد وراثتاً کسی ذکور سے پاوے صرف ایک حق محدود رکہتی ہے جو خیر مالک قسم مذکور کے وارث کو اُسکی وفات پر پہنچتی ہے "۔ اگرچہ عیان ہے جیسا کہ حکام عالیمقام نے فقرہ دوم اپنی تجویز مین بصفحہ ۱۰۹ تحریر کیا ہے کہ یہ فیصلہ متاکشرا پر جسطور پر کہ وہ بنارس سے متعلق ہے مبنی ہے اور اُنکا یہ منشا نہیں ہے کہ اس حجت کے امکان کو کہ تعبیر متاکشرا کی دیگر حصص ہند سے متعلق نہ تہی رفع کرین اور حکام ممدوح نے بعد ازان یہ تحریر فرمایا ہے کہ نسبت کرنے کسی جوابان وہ مقدمہ جو روبرو اُنکے پیش تہا پیدا ہوا دیگر اسناد کرنا تک علاوہ متاکشرا یعنی سمرتی چندر کا و دتاے بہاگ سے کوئی وجہ واسطے یہ تجویز کرنیکے حاصل نہیں ہوتی ہے کہ بنیاد استحقاق کی عورت مین نہیں بلکہ اُسکے باپ مین ہے" اس جانچ تجویز اہم پریوی کونسل سے ہمارے نزدیک صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حکام عالیمقام نے یہ تصور کیا کہ قانون نسبت نوعیت حق بیوہ کے اُس جائداد مین جو اُسنے اپنے شوہر سے پائی ہو نہ صرف بنارس اور دیگر ممالک غربی مین اُس سے مختلف ہو سکتا ہے کہ جو بنگالہ مین ہے بلا ممکن ہے کہ قانون مذکور بنارس و ممالک غربی مین بہی بلحاظ اُس تعبیر کے مختلف ہو جو متاکشرا کی (کہ وہ اکثر اعلی سند اُن ممالک مین ہے) بذریعہ ٹیپ جانے مطابق منشائے دیگر اسناد ممالک مذکور بشمول مقامی رسم و رواج کے ہو سکتی ہو یہ نتیجہ نظائر پریوی کونسل سے زیادہ صراحت کے ساتہہ تجویز مقدمہ بہاگیرتہی بائی بنام کا ہنوجی راؤ (۳) مین ظاہر کیا گیا ہے

اسکے بعد نظائر بمبئی متعلقہ امر ہذا پر غور کرنے کی طرف متوجہ ہونیسے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ بہت عرصہ پیشتر یعنی ۱۸۵۹ء مین سمر میتہو سا ہر صاحب نے بمقدمہ پران جیونداس بنام دیو کنور بائی (۴) یہ قرار دیا کہ "مطابق منشا و عملدرآمد دہرم شاستر کے جو غربی ہند مین تسلیم کیا جاتا ہے ۔

(۱) اپیل ہاے ہند جلد ۸ صفحہ ۹۹ ۔

(۲) اپیلہاے ہند مؤلفہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۵۰۷ ۔

(۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۲ ۔

(۴) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۳۰ ۔

گدادہر بہٹ بنام جیند ربہیکا باثی

بیوہ کو جائداد منقولہ پر اختیار غیر محدود حاصل ہے لیکن جائداد غیر منقولہ میں حق حین حیاتی سے زیادہ حاصل نہیں ہے" [illegible] میں مورس صاحب جسٹس اور سکن صاحب جسٹس و ویسٹراپ صاحب جسٹس نے بہی مقدمہ بیجر بنام بائی لکشمی (۱) یہ تجویز کی کہ "اگرچہ موجب شاستر اس جانب ہند کے بیوہ کو اختیار مطلق جائداد منقولہ اپنے خاوند متوفی پر جو اُس سے وراثتاً باثی ہو حاصل ہے لیکن کوئی اختیار منتقل کرنے جائداد منقولہ کا اُسے اندر بعض حالات کے حاصل نہیں ہے"

وقت ہونے ان فیصلجات کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نسبت بحث ختم ہو گئی اس جائداد منقولہ میں جو اسکو اپنے شوہر سے وراثتاً باثی ہو ضرورت فیصلہ عدالتی کی پریزیڈنسی ہذا میں نہیں ہوئی مگر ان تجاویز جو مقدمات لکشمی بائی بنام گنپت مرد یا (۲) ولابھنہ ٹرم دیال بنام گومتی بائی وگہیلا بہا بنام گومتی بائی (۳) وتلجا رام مرارجی بنام متہرا داس وغیرہ (۴) میں صادر ہوئیں ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ سرایم ویسٹراپ صاحب نے فرمایا کہ یہ قانون بخوبی قرار یافتہ [illegible] کو جائداد منقولہ میں درا تنا ایک حق قطعی ملتا ہے یہ دشوار ہے کہ اس بیان [illegible] قانون [illegible] اس معنی کو سمجھا جاوے کہ بیوہ جائداد منقولہ بطور خود اپنی جائداد کے وسیع ترین معنی عبارت مذکور میں باتی تہے اور [illegible] مرارجی گوکلداس بنام بہروتی بائی (۵) میں یہ قیاس کیا گیا تہا کہ بیوہ اب نہ شوہر کی جائداد منقولہ کی بابت وصیت [illegible] مقدمہ [illegible] تہا [illegible] کہ آیا وہ نسبت [illegible] ہو چکے [illegible] آسکا وصیت [illegible] ہوا یا نہیں مگر بمقدمہ [illegible] بنام [illegible] (۶) [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] قانون [illegible] اختیار منتقل کرنے جائداد [illegible] حاصل ہے [illegible] اسکو ممانعت [illegible] [illegible] [illegible]

(۱) [illegible]
(۲) [illegible]
(۳) [illegible]
(۴) [illegible]

سنہ ۱۸۹۲ء

گنگادہر بہٹ
بنام
چندربہگا بائی

حکام عالیمقام نے فرمایا "غلبہ اسناد کا بلاشک بجانب بعض اصول کے ہے کہ عام اُس سے کہ بیوہ کو اختیار منتقل کرنے اُس جائیداد منقولہ کا جو اُسکو وراثتاً ملی ہو حاصل ہو یا نہیں جائیداد ہائے مذکور و نیز جائیداد غیر منقولہ اگر منتقل نہ کیگئی ہو مسماۃ کی وفات پر شوہر کے ورثائے قریب ترین کو پہنچتی ہے" بمقدمہ جیکشن داس گوپالداس بنام ہرکشن داس ہرلوچن داس و یک کس دیگر (۱) گرین صاحب جسٹس نے اُسکو ایک قاعدہ قرار یافتہ بسند بیانات مصرحہ بالا مندرجہ ایلیکا مندر مولفہ مور صاحب جلد ۱ بصفحات ۱۳۹ و ۴۸۷ و نیز تحریرات مندرجہ مقدمہ وجیا رنگم بنام لکشمن (۲) تحریر فرمایا ہے اور اس رائے قانونی متعلقہ توریث جائیداد منقولہ بوقت وفات بیوہ کی تقلید سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و نانا بہائی صاحب جسٹس نے بہی بمقدمہ ہری لال ہرجیونداس بنام پرمانند داس پربہوداس (۳) ایک مقدمہ احمدآباد میں اور علاوہ بریں برڈوڈ صاحب جسٹس و پارسنس صاحب جسٹس نے بمقدمہ بائی جمنا بنام بہائی شنکر (۴) کی ہے۔ اُن آرا کو جو نظائر مندرجہ بالا سے ظاہر ہوتی ہیں کہ عدالت ہذا میں نسبت حق قطعی بیوہ کے جائداد منقولہ میں اور پونہچنے جائیداد مذکور کے بوقت وفات بیوہ کے قائم ہوئی ہیں بلاشک مطابق کرنے میں بہت دقت ہے اور یہ ایک ایسی دقت ہے جو بذریعہ قائم کرنے ایک فرق کے مابین متاکشرا کے جبکہ اُسکی تعبیر تنہا کیجاوے اور اُسی کتاب مستند کی تعبیر جبکہ بلحاظ میوکہ کے کیجائے رفع نہیں ہوسکتی کیونکہ ان دونوں اسناد میں جائداد عورت میں دیگر جائیداد سوائے اُسکے خاص استری دہن کے داخل تصور کیگئی ہے اور سادہ دونوں کے یہ امر کہ آیا اُس "دیگر جائیداد" میں وہ جائیداد داخل ہے یا نہیں جو بیوہ نے اپنے شوہر سے وراثتاً پائی ہو۔ ٹہیک ایک ہی حالت میں واسطے فیصلہ کے چہوڑا گیا ہے جیسا کہ بذریعہ مقابلہ کرنے باب ۴ فصل ۸ فقرہ ۲ سے (۱) و (۲) میوکہ کے ساتھہ باب ۲ فصل ۱ فقرہ ۳۹ متاکشرا کے معلوم ہوسکتا ہے لہذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ میوکہ سے کوئی مدد متاکشرا کی تعبیر اُس سے مختلف معنی میں جسطرح پر کہ اُسکی تعبیر پریوی کونسل نے کی ہے کرنے میں ملتی ہے اور بلاشک تجویز ویسٹ صاحب جسٹس مقدمہ وجیا رنگم بنام لکشمن (۵) سے جسمیں حاکم ذیعلم موصوف نے نسبت صحت پریوی کونسل کی تعبیر متاکشرا کے بحث کی ہے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی دلیل جدید میوکہ سے بامداد اُس رائے کے نہیں ملتی جسپر حاکم موصوف کو استدلال تہا یعنے وہ جائیداد جو کوئی

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ بصفحہ ۲۲۔
(۲) بنگال ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۲۴۴
(۳) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۳۳۔
(۴) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱۲ بصفحہ ۲۳۷۔
(۵) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۸ بصفحہ ۲۵۷۔

سنہ ۹۲ء

گنگا دیہ بہب بنام چندبہاگا بائی

بیوہ اپنے شوہر سے وراثتاً پاتی ہے عورت کی جائداد حسب متاکشرا باب ۱۱ دفعہ ۱۱ فقرہ ۸ میں سے ۳ و ۴ کے ہے نسبت اُس نتیجہ کے جو [illegible] سے صاحب نے اخذ کیا ہے کہ بیوہ کو اختیار انتقال کا اوپر جائداد منقولہ کے حاصل ہے تجویز مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نتیجہ تحریر مندرجہ کتاب اسٹیل صاحب قانون ورواجات اقوام ہنود کا ہے ۔

اس حالت اسناد میں ہماری نزدیک تجویز بریوی کونسل کہ جو جائداد کوئی بیوہ اپنے شوہر سے وراثتاً پاتی ہے شوہر کے ورثاء کو بوقت وفات بیوہ کے پہنچتی ہے کل پریزیڈنسی میں نسبت پہنچنے جائداد منقولہ کے جو اسطرح پر وراثتاً ملی ہو نافذ کیجانی چاہیے اور اس حد تک اگر نسبت فیصلہ مقدمہ امو در بنام برمانند داس (۱) کے خواہ مخواہ یہ تصور کیا جائے کہ اسکی رو سے وہ جائداد منقولہ جو باقی رہتی ہے بیوہ کے ورثاء کو دیجاتی ہے تو یہ تصور کرنا چاہیے کہ وہ کوئی نظیر نہیں ہے ۔ پس یہ تصور کرکے اور یہ تصور کرنا ضروری ہے کہ جو جائداد منقولہ بوقت وفات بیوہ موجود ہوتی ہے وہ اسکے شوہر کے ورثاء کو وراثتاً پہنچتی ہے ۔ ہمارے نزدیک بیوہ کا اختیار انتقال اوپر جائداد منقولہ کے ایسا تصور نہیں کیا جا سکتا کہ اُس میں اختیار بذریعہ وصیت اسطرح پر دینے جائداد کا بوقت اپنی وفات کے داخل ہے کہ حق وراثت اپنے شوہر کے ورثاء کا زائل کرے لہذا ہمکو لازم ہے کہ جواب اُس امر کا جو ہمارے پاس ارسال کیا گیا ہے نفی میں دیں ۔

چونکہ جواب استصواب کا نفی میں دیا گیا لہذا ڈویژن بنچ نے ڈگری منسوخ کی ۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

بہ اجلاس سٹارلنگ صاحب جسٹس

۱۲ اپریل ۹۳ء [illegible]

منیچرجی فردونجی مہتا و فیروز بائی (مدعیان) بنام نور محمد بہائی پیر لج بہائی پیر بہائی وغیرہ (مدعا علیہم)

رہن ـ نیلام منجانب مرتہن ـ نوٹس نیلام ـ اسی جائداد کا مابعد کا رہن ـ نوٹس نیلام بنام راہنان ـ نوٹس نیلام بنام مرتہنان مابعد ـ توقف فروخت میں منسوخی نوٹس نیلام ـ نالش منجانب مرتہن واسطے منع رکہنے نیلام کے ـ رہن مشترک کے انفکاک کے لئے پیش کرنا ـ حق مرتہن نسبت فروخت کرنے جائداد مرہونہ کے ۔

سنہ ۱۸۸۷ء میں تمام جائداد بعوض مبلغ ۔۔۔۔۔ بدست مدعا علیہم رہن کی گئی اور رہن نامہ میں یہ شرط درج تھی کہ راہنان یا اُنکے منتقل الیہم کو نوٹس دیکر معمولی اختیار نیلام حاصل ہوگا ۔ قرضہ ادا نہ کیا گیا

(۱) [illegible]

اور مدعا علیہم نے ۱۳ - اگست ۱۹۱۸ء کو راہنان کے نام نوٹس نیلام دیا لیکن اس سے زیادہ اور کوئی مزید کارروائی نہیں کیگئی تین یوم بعد اس نوٹس کے یعنی ۴ ستمبر ۱۹۱۸ء کو راہنان نے جائداد مذکور مدعیان کے ہاتھ بعوض ۶۰۰۰ روپے کے رہن کردی تاریخ ۱۸ نومبر ۱۹۱۸ء مدعیان نے بذریعہ چٹھی اپنے رہن کو بدست مدعا علیہم منتقل کر دینے کے پیش کیا تاکہ انکو جائداد مذکور کے فروخت کرنے میں شامل کر لیا جاوے چونکہ مدعا علیہم نے انکی درخواست کو بھی منظور نہ کیا پس مدعیان نے مدعا علیہم سے التجا کی کہ اُس رقم کا حساب کیا جاوے جو انکو (مدعا علیہم) کو واجب تھی تاکہ وہ (مدعیان) اگر ایسا مناسب سمجھیں تو مدعا علیہم کے رہن کا انفکاک کرا سکیں ۱۸ دسمبر ۱۹۱۸ء کو مدعیان نے بذریعہ چٹھی دریافت کیا کہ آیا مدعا علیہم بر طبق وصولی ایک خاص رقم کے جائداد مرہونہ کو منتقل کرنا چاہتے ہیں جو اُس رقم سے کم تھی جسکے مدعا علیہم مدعی تھے لیکن فی الواقع انہوں نے مدعا علیہم کو نہ تو وہ تعداد اور نہ وہ جو انکو واجب تجویز ہو پیش کی ۱۷ اپریل ۱۹۱۹ء میں مدعا علیہم نے بلا دینے نوٹس نیلام بنام مدعیان کے جائداد مذکور کے ۲۷ ماہ مذکور نیلام ہونیکا اشتہار دیا اور اسی دن مدعیان نے ایک نالش دائر کی اور ایک حکم امتناعی بنام مدعا علیہم کہ جائداد کو نیلام کی کارروائیات سے محفوظ رکھا جاوے حاصل کیا حکم مذکور کی دلیل میں منجانب مدعیان یہ بحث کیگئی تھی اول کہ مدعا علیہم کو کوئی اختیار فروخت حاصل نہیں ہے کیونکہ دوئم انکی دستاویز رہن کے یہ ضروری تھا کہ وہ راہنان یا انکے منتقل الیہم کے نام اول نوٹس نیلام دیتے اور مدعیان کو کوئی ایسا نوٹس نہیں دیا گیا جو بوجہ تجویز مرتہنان بابت حق انفکاک کے منتقل الیہم تھے دوم وہ نوٹس جو راہنان کے نام ۱۳ - اگست ۱۹۱۸ء کو دیا گیا منسوخ ہو چکا تھا بہ نوجہ ایک جدید نوٹس دیا جانا ضروری تھا اور سوم جہانتک مدعیان مدعا علیہم کے رہن کے انفکاک کرانیکے خواہشمند تھے نیلام منع رکھا جاوے ۔

تجویز ہوئی (۱) کہ مدعیان کو نوٹس دیا جانا ضروری تھا مناسب نوٹس راہنان کے نام ۱۳ - اگست ۱۹۱۸ء کو تین یوم قبل اسکے کہ مدعیان نے کوئی حق انفکاک حاصل کیا تھا دیا گیا تھا یہ ضروری نہ تھا کہ کوئی مزید نوٹس اُس شخص کے نام دیا جاتا جو اُس وقت تک بحیثیت منتقل الیہ نہ تھا بغرض اس امر کے کہ مدعا علیہم حسب نوٹس منکو فروخت کرنیکے قابل ہوں منتقل الیہ کے لئے اُس جائداد میں کسی چیز کو حاصل کرنا طور صحیح جیسے کہ اُسکو ملتا ہے اور یہ دعوی نہیں کر سکتا کہ ان حقوق کو تبدیل کیا جاوے جو قبل اسکے کہ نابردہ نے کوئی حق مداخلت کا حاصل کیا ہو پیدا ہو چکے ہوں ۔

(۲) نوٹس نیلام مورخہ ۱۳ - اگست ۱۹۱۸ء مدعا علیہم سے منسوخ نہیں کیا گیا تھا جو کسی نوٹس دینے کے قبل اسکے کہ نیلام کو ۲۷ اپریل ۱۹۱۹ء کو منعقد ہونا اشتہار دیا گیا تھا پابند تھی محض تاخیر کہ نوٹس نیلام کے تکمیل کرنے اور اصل نیلام میں بہت سی تاخیر ہوگئی ہے یہ ضروری نہیں کرتا کہ کوئی جدید نوٹس دیا جاتا (۳) کہ ایسی کوئی شہادت پیش نہیں ہوئی کہ مدعیان مدعا علیہم کے رہن کے انفکاک کرانیکے قابل تھے یا خواہشمند تھے اصل روپیہ مدعیان پاس نہ تھا اور عدالت کسی تحقیقات نیلام کا انتظار نہیں کر سکتی تھی محض نہ دلالت کرکہ ممکن تھا کہ مدعیان تعداد و جب ادا کرنیکے لئے کوئی انتظام کرتے جسمیں کہ جائداد رہن مرتہن کی وہ مرتہن کا ایسا نیلام پا لیا ہو نیز یہ شرط درج ہو کہ جائداد کا رکھنا راہنان اور انکے تحت منتقل الیہم کا کسی قسم کے حق سے نہیں تھا [illegible] قیمت نیلام ہو کر اپنی مناسب قیمت کے جاوے گی کہ جسکی بابت نیلام میں نقصان ہونگے تو -

۱۸۹۳ء

منچیرجی نوروجی بھتا
بنام
نور محمد بھائی جیراج بھائی بیر بھائی

بربنا رسند مقدمہ پری جیدیشام ولسن (۱) یہ **تجویز ہوئی** کہ عدالت کوئی حکم امتناعی مرتہن کو جائداد مرہونہ کے فروخت کرنے سے باز رکھنے کے لئے صادر نہیں کریگی۔

حکم اظہار وجہ بابت اجراء حکم امتناعی مشعر امتناع نیلام جائداد مرہونہ منجانب مرتہنان کے

مدعیان مرتہنان دوم جائداد متنازعہ کے تھے اول تین مدعا علیہم مرتہنان مقدم تھے باقی مدعا علیہم (نمبر ۴ لغایت ۸) مالکان و راہنان تھے ۔

عرضیدعوی میں یہ بیان کیا گیا کہ اول تین مدعا علیہم مرتہنان جائداد متنازعہ کے بذریعہ رہن نامہ مورخہ ۷ ستمبر ۱۸۸۵ء بعوض ۶۰۰۰ روپیہ کے تھے اور اُنکے پاس ایک دستاویز مشروط الرہن بھی جائداد مذکور کی مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۰ء تعدادی ۹۰۰۰ روپیہ تھی ۔

جائداد مذکور مدعیان کے پاس ۴ ستمبر ۱۸۹۱ء کو عـ روپیہ کو رہن ہوئی بتاریخ نالش باقتنی مدعیان بابت اُنکے رہن کے لعـ روپیہ تھا اور ایک رقم کثیر باقتنی اول تین مدعا علیہم کی بھی بابت اُنکے رہن مقدم مورخہ ۷ ستمبر ۱۸۸۵ء اور دستاویز مشروط الرہن کے تھی ۔

مدعیان نے عرضیدعوی میں یہ بیان کیا کہ اول تین مدعا علیہم جائداد کو اپنے واسطے حاصل کرنا چاہتے تھے اور بسازش راہنان اُسکی مالیت گھٹانے کی کوشش کرتے تھے اور اسطرح بر مدعیان کی کفالت کو گھٹاتے تھے ۔ مدعیان نے یہ بیان کیا کہ اول تین مدعا علیہوں نے سال گذشتہ میں جائداد کو چار مرتبہ باوقات مختلف مشتہر بہ نیلام کرایا اور بعد اُسکے بلا وجہ نیلام ملتوی رکھا اور اسطرح بر خریداران کو مایوس کیا ۔

مدعیان نے یہ بھی بیان کیا کہ ۱۰ نومبر ۱۸۹۲ء کو اُنہوں نے بذریعہ چٹھی کے اپنا رہن اول تین مدعا علیہم کے پاس منتقل کرلینے خواہ جائداد کے نیلام کرانے میں اُن کے ساتھ شریک ہونیکی درخواست کی اور اگر وہ اُن میں سے ایک بات کو بھی قبول نہ کریں تو یہ درخواست کی کہ اول تین مدعا علیہم مدعیان کو اپنی رقم باقتنی کا حساب بتلادیں تاکہ اُنکے رہن کا انفکاک کرایا جاسکے مگر مدعا علیہم مذکور نے اُن میں سے کسی بات کو منظور نہ کیا ۔

مدعیان نے یہ بھی ظاہر کیا کہ اول تین مدعا علیہوں نے ظاہراً بتعمیل اپنے اختیار نیلام از روئے اپنے

سینبعر جی دہجی بھائی بنام نور محمد بہائی گیراج بہائی پیر بہائی

رہننامہ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۸۸۵ء کے اور بسازش راہنان کے بغرض ہضم کرنے زر مُدعیان کے حال میں بتاریخ ۲۷ اپریل سنہ ۱۸۹۳ء روز پنجشنبہ جائداد کو بہ مشتہرہ نیلام کرایا اس نیلام کی بابت مُدعیان کو کوئی اطلاع نہیں پہنچی ۔

مُدعیان نے یہ بیان کیا کہ جو وقت سال کا اول تین مدعا علیہم نے اختیار کیا وہ واسطے نیلام جائداد کے بہت ہی نامناسب تھا اور اشتہار نیلام بہت ہی کم میعاد کا اور اور طرح پر بالکل ناکافی تہا اور اگر ۲۷ اپریل کو نیلام ہو جاویگا تو جائداد اسکی مالیت سے یقیناً بہت ہی کم قیمت پر نیلام ہوگی اور وہ قیمت بالکل ناکافی واسطے ادائے مطالبات رہن ناجات کے ہوگی اور اسطرح پر مُدعیان کو بڑا نقصان ہوگا ۔

عرضیدعوی میں استدعا انفکاک اور حساب فہمی اور بشرط ضرورت نیلام وغیرہ کی کیگئی ۔

عرضیدعوی ۲۷ اپریل کو پیش ہوئی اور اُسی روز مدعیان نے ایک حکم نالش سازی حاصل کیا جسکی رو سے اول تین مدعا علیہوں سے وجہ اسکی دریافت کیگئی کہ وہ جائداد مذکور کے نیلام کرانے سے منع کیوں نہ کئے جاویں اور اُسی کے ساتہہ ایک حکم امتناعی درمیانی نسبت نیلام کے جو ہونیوالا تہا عطا کیا گیا ۔

حکم مذکور اب واسطے بحث کے پیش ہوا :-

میکفرسن نے منجانب اول تین مدعا علیہم کے وجہ ظاہر کی اور کتاب کرصاحب دربارہ احکام امتناعی (طبع سوم) صفحات ۵۲۴ و ۵۲۵ و مقدمات بل بنام گرسا وڈ (۱) ولکمن بنام ڈارلو (۲) و بریجڈ بنام ولسن (۳) کا حوالہ دیا ۔

انوریری ٹے نے منجانب مُدعیان حکم مذکور کی تائید کی اور مقدمات نارن پرسوتم بنام دولت رام ہیر چند (۴) دموہن منور بنام تیجو اوکہا (۵) روڈس بنام ہک لینڈ (۶) ہول بنام اسمتھ (۷) و کتاب گوٹ صاحب دربارہ رہن صفحہ ۴۷۲ و مقدمہ ٹامی بنام و بیٹ (۸) کا حوالہ دیا ۔

سٹارلنگ صاحب جسٹس :- مُدعیان اس نالش میں مرتہنان جائداد واقع بمبئی موسومہ بہ امام بارہ کے ہیں اور انکا رہن جو ۳ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو ہوا تہا تابع چند رہن ناموں کے جو اول تین مدعا علیہم کے ہیں جائداد مذکور کو ان مدعا علیہم نے چند مرتبہ نیلام کیواسطے مشتہر کرایا تہا قبل اسکے کہ مُدعیان نے کوئی کارروائی صحابہ کی

(۱) ویکلی رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۳۵۸ ۔ (۲) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۳ صفحہ ۶۹۰ ۔
(۳) جورسٹ (سلسلہ جدید) جلد ۱ صفحہ ۳۴۳ ۔ (۴) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۸ ۳۵ صفحہ ۴۰۵ ۔
(۵) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۴ ۔ (۶) رپورٹ بیون صاحب جلد ۶ صفحہ ۲۱۲ ۔
(۷) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴ ۔ (۸) لا رپورٹ ہوس آف لارڈز جلد ۴ صفحہ ۹۴ ۔

منیجر جی مہونجی ہتا بنام نورمحمد بہائی جیراج بہائی پیر بہائی

اخیر سنہ ۱۸۹۲ء میں خط کتابت درمیان سالیسٹران مدعیان و مدعا علیہم کے ہوئی جو بظاہر دسمبر سال مذکور میں ختم ہوئی اپریل سنہ ۱۸۹۳ء میں مدعا علیہم نے جائداد ہائے مرہونہ کو واسطے نیلام کے بتاریخ ۲۷ ماہ مذکور مشتہر کرایا اور اسی روز مدعیان نے نالش دائر کی اور حکم اظہار وجہ مع حکم امتناعی درمیانی کے حاصل کیا جسکی رو سے مدعا علیہم کو ممانعت کارروائی نیلام کے کرنے کی کیگئی اور بحث جسکی نسبت مجھکو تجویز کرنی ہے یہ ہے کہ آیا حکم مذکور و حکم امتناعی منسوخ ہونے چاہئیں یا نہیں ؞

مسٹر انوریریٹی نے منجانب مدعیان یہ بحث کی کہ مدعا علیہم کو اسوقت بالکل اختیار نیلام کرانے کا حاصل نہیں ہے کیونکہ رہننامہ میں یہ شرط ہے کہ اطلاع راہنان یا اُنکے منتقل الیہم کو دینی چاہئے اور اُنہوں نے اطلاع مدعیان کو نہیں دی جو بطور مرتہنان مابعد کے منتقل الیہم حق راہنی کے تہے اور اُنہوں نے نسبت امر مذکور کے مقدمہ ہول بنام اسمتھ (۱) کا حوالہ دیا جس میں فرائی صاحب جسٹس نے یہ تجویز کی تہی کہ ایسی صورت میں یہ تجویز کرنا ناممکن ہے کہ راہن پر تعمیل کرائی جانا کافی ہے بعد اسکے کہ اُس نے اپنا حق راہنی منتقل کر دیا ہو مگر معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہم اطلاع نیلام راہنان کو بتاریخ ۳۱ - اگست سنہ ۱۸۹۱ء دی یعنی تین یوم قبل اسکے کہ مدعیان کو کوئی استحقاق حق راہنی میں حاصل تھا اور چونکہ وہ مجھہ کو ایک مناسب اطلاع معلوم ہوتی ہے لہذا میں نہیں خیال کرتا ہوں کہ کوئی اطلاع مزید کسی شخص کو جو اُسوقت منتقل الیہ نہیں تہا اس غرض سے دیجانی ضرور تہی کہ مدعا علیہم بذریعہ اطلاع مذکور کے نیلام کرا سکیں کیونکہ میری یہ رائے ہے کہ منتقل الیہ کو لازم ہے کہ جیسی صورت ہو اُسی کے مطابق عمل کرے اور وہ اُن حقوق کے تبدیل کرنیکا دعوی نہیں کر سکتا ہے جو قبل اسکے کہ اُسکو کوئی اختیار دست اندازی کا حاصل ہوا پیدا ہوئے ہوں ؞

مگر منجانب مدعیان یہ بحث کیگئی ہے کہ اطلاعنامہ مورخہ ۳۱ - اگست سنہ ۱۸۹۱ء کا منسوخ ہو گیا اور اس لئے اطلاعنامہ جدید ضروری ہے - بتائید اس امر کے [illegible] ٹامی بنام ویسٹ (۲) کا حوالہ دیا گیا اُس مقدمہ میں مدیون نے اپنا مکان و کارخانہ بنابر ادائے اپنے قرضہ کے منتقل کیا تھا - اور مدیون قابض چھوڑا گیا اور اختیار امین کو جائداد کے نیلام کرانیکا بعد دینے اطلاع مدیون کے دیا گیا امین نے اطلاع مناسب دی جو بعد ازاں برضامندی دائنان و امین کے واپس لیگئی اور عدالت نے یہ تجویز کی کہ اندریں حالات امین بعد ازاں بغیر دینے اطلاع جدید کے نیلام نہیں کرا سکتا ہے

(۱) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۷ صفحہ ۴۲۴ ؞

(۲) لا رپورٹ ہوس آف لارڈز جلد ۲ صفحہ ۴۹ ؞

سنہ ۱۸۹۳ء

منیجر حرمی دنجی بھائی بنام نور محمد بھائی چراغ علی پیر بھائی

محض اس امر سے کہ درمیان انقضائے میعاد اطلاع نیلام و نیلام واقعی کے بہت زیادہ توقف ہوا اطلاع جدید کی ضرورت نہیں ہوتی دیکھو مقدمہ ٹرس بنام بردن (۱) جسمیں توقف قریب چار سال کے ہوا تھا اسلئے بغرض متعلق کرنے مقدمہ نامی بنام وائیٹ (۲) کے میری نسبت میں یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ اطلاعنامہ مؤرخہ ۱۲ - اگست سنہ ۱۸۹۱ء سے فی الواقع دست برداری ہوئی تھی مگر مجھکو کوئی شہادت معلوم نہیں ہوتی کہ ایسا کیا گیا تھا جو کچھ کہ مدعا علیہم نے کیا وہ حسب درخواست راہنان اور بعوض اُن کے یہ وعدہ کرنے کے کیا کہ وہ چند افعال نیلام کے ملتوی کرانے کے لئے بعض صورتوں میں کرینگے اور ایک صورت میں ایک خاص نیلام کو ملتوی کرا دینگے مجھکو کوئی مقدمہ نہیں ملسکا جسمیں یہ اصول قرار دیا گیا ہو کہ نیلام کے ملتوی کرانے یا مسدود کرانے سے بھی اثر دست برداری کا اطلاع پر پہنچتا ہے جسکے ذریعہ سے نیلام ہونیوالا ہے اور اگر ایسے مقدمہ کا حوالہ دیا جاویگا تو میں متعجب ہونگا بنظر اسکے کہ مرتہنان کو بالعموم پورا اختیار دیا گیا ہے کہ وے خود خرید لیں یا معاہدہ نیلام کو منسوخ یا تبدیل کریں اور بغیر ذمہ دار ہونے کسی نقصان کے جو اسکی وجہ سے ہو پھر نیلام کرا دیں اور اگر مرتہن نیلام کو بذریعہ خود خریدنے یا منسوخ کرانے معاہدہ کے ملتوی کرا سکے تو مجھکو نہیں معلوم ہوتا کہ اسکو یہ اختیار کیوں نہ دینا چاہیئے کہ وہ نیلام کو بذریعہ دینے اطلاع نیلام کنندہ کے کہ اسکی نسبت کارروائی نہ کرے ملتوی کراوے لہذا میری یہ رائے ہے کہ مدعا علیہ نے اُنکی اطلاع نیلام منسوخ نہیں کرائی اور اُنپر اطلاع جدید قبل نیلام کے دینا لازم نہ تھا جسکا ۲۷ اپریل گذشتہ کو عمل میں آنا مقصود تھا اور اسوقت اطلاع راہنان و مدعیان یا بہرحال مدعیان کو ضروری ہوتی اگر اطلاع جدید دینی ہوتی ۔

بعد ازاں بہ سند مقدمہ ٹروس بنام ہکلینڈ (۳) کے یہ بحث کیگئی کہ چونکہ مدعیان انفکاک کرانے پر راضی ہیں اور مدعا علیہم نے اُنکی استدعا منظور کرنے سے انکار کیا اور نیلام کرانیکی دہمکی دی لہذا عدالت نیلام کا ہونا منع کریگی واضح ہو کہ مجھکو بالکل یقین نہیں ہے کہ مدعیان انفکاک کرانے پر (جسمیں انفکاک کرانے کی قابلیت بھی شامل ہونی چاہیئے) راضی تھے مسٹر انوریریٹی نے تسلیم اپنی بحث میں یہ تسلیم کیا تھا کہ مدعیان کے پاس روپیہ موجود نہ تھا اور اُنکو انتظامات بغرض حصول روپیہ کے کرنے پڑتے اور مجھکو مرتہن کے استحقاق کرانے نیلام میں دست اندازی کرنے سے محض اس اتفاق پر کہ مدعیان انتظامات ادا کرنے رقم یافتنی کے کسی وقت غیر معین پر کرسکیں نہایت افسوس ہوگا

(۱) لا جرنل چانسری جلد ۳۳ صفحہ ۹۷ ۔

(۲) لا رپورٹ ہوس آف لارڈز جلد ۴ صفحہ ۴۹ ۔

(۳) [illegible]

۱۸۹۳ء

مینچرجی فرامجی بہائی
بنام
نوشیروان جی بہائی جیراج بہائی

بمقدمہ روڈس بنام نبکلینڈ (۱) مدعی نے یہ اطلاع دی کیونکہ اطلاع ادا کرنے اُس روپیہ کی جسکا ادا کرنا مقصود تھا ضروری تھی) کہ ایک خاص وقت پر مسماۃ اُس رقم کے ادا کرنے پر آمادہ ہوگی جو واجب الادا ہو مگر اس مقدمہ میں جو کچھہ مدعیان نے ۸ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء کو کیا (اور وہ صرف بصورت علی سبیل البدل وہ یہ تھا کہ حسابات اس غرض سے طلب کرے کہ نامبردگان "اگر ایسا مشورہ دیا جاوے انفکاک کرا سکیں کہ یہ ایک بہت مختلف امر ہے اور ۳ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء کو مدعیان نے صرف یہ دریافت کیا کہ آیا مدعا علیہم ایک خاص رقم کے ادا ہونے پر جو اسمیں مندرج تھی اور جو رقم متدعویہ مدعا علیہم سے کم تھی جائداد مرہونہ کے واگذاشت کرنے پر رضامند تھے یا نہیں مگر صریحاً یہ نہیں کرتے ہیں کہ وہ مدعا علیہم کو یا تو وہ رقم یا جسقدر واجب نکلے دینے پر آمادہ ہیں مگر میری رائے میں مدعیان کبھی انفکاک کرانے پر راضی اور تیار نہ تھے مگر بخوف اسکے کہ وے پوری رقم یا نہیں پردے اپنے رہن کے وصول نہ کرسکیں گے نامبردگان نے مدعا علیہم کو یہ ترغیب دینی چاہی کہ اُنکا روپیہ ادا کریں اور اُنکی کفالت منتقل کرالیں چٹھی مورخہ ۱۸ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء کا خاص مقصد یہی معلوم ہوتا ہے مگر اس قاعدہ کے قطعی ہونیکی نسبت ایک دوسرا عذر ہے رہن نامہ میں یہ شرط ہے کہ جملہ ہائے کار راہنان اور اُنکے وارثان و مہتممان ترکہ و منتقل الیہم کی نسبت کسی خلاف ورزی دفعات یا شرائط کے جو بالآخر اُس میں اُسکے قبل مندرج ہیں (یعنی نسبت اشتہارات و نیلامات کے) یا نسبت کسی قسم کی ناجوازی اور بیضابطگی کے جو کچھہ کہ ایسے نیلام میں ہو بذریعہ دعوے برجہ ہونگے" اور مقدمہ برٹ بچرڈ بنام ولسن (۲) میں یہ قاعدہ قرار دیا گیا ہے کہ ایسی صورت میں عدالت انصاف حکم امتناعی بنابر التواء نیلام عطا نہیں کریگی نتیجہ یہ ہے کہ قاعدہ و حکم امتناعی درمیانی مورخہ ۱۷ اپریل گذشتہ منسوخ ہونا چاہئے مگر چونکہ مدعا علیہم اُس استدعا کے منظور کرنے پر راضی ہیں جو مدعیان نے نامبردگان کو مبلغ ایک لاکھ ... اندر دو ہفتہ کے ادا کرنے کی کی ہے لہذا قاعدہ و حکم امتناعی درمیانی اسوقت تک ملتوی رہیگا اور جس صورت میں کہ رقم مذکور اندر اُس میعاد کے ادا ہو جاوے قاعدہ قطعی ہو جاویگا۔ مدعیان خود اپنا خرچہ ادا کرینگے اور اول تین مدعا علیہم کا خرچہ شامل خرچہ مقدمہ ہوگا اگر رقم مذکور اندر میعاد محدودہ کے ادا نہ کیجاوے تو حکم معہ خرچہ کے منسوخ ہوگا *

اٹرنیان منجانب مدعیان:۔ مسٹران فرامجی وموس *

اٹرنیان منجانب مدعا علیہ:۔ مسٹران ٹھاکر داس و دہرم سی وکاپا *

---

(۱) رپورٹ بیون صاحب جلد ۶ صفحہ ۲۱۲ *

(۲) جورسٹ سلسلہ جدید جلد ۲ صفحہ ۲۳۰ *

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سٹارلنگ صاحب جسٹس

۲۹ جولائی ۱۸۹۳ء

کوبیرجی ہیرجی (مدعی) **بنام** دیوسی بہو جا مدعا علیہ اور نیبا دیوسی وغیرہ دعویداران *

دہرم شاستر - خاندان مشترک - جائداد جدی - قرضہ ذمگی باپ (ڈگری برخلاف باپ) اجراء ڈگری ذمہ واری جائداد خاندانی - خریدار - مجموعہ ضابطہ دیوانی (نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۳۱۸ و ۳۲۲ و ۳۳۳ *

ایک نالش میں جو واسطے تعمیل مختص ایک خاص معاہدہ بابت فروخت اراضی کے جسکی تعمیل کرنے سے مدعا علیہ ناکامیاب رہا ہوئی تھی مدعی نے ایک ڈگری برخلاف مدعا علیہ کے واسطے واپس وصول اپنے اصل زر نقد اور خرچہ مقدمہ کے حاصل کی - باجرائے اس ڈگری کے مدعی نے کل جائداد جسکی فروخت کا مدعا علیہ نے اقرار کیا تھا قرق کرائی ایک باضابطہ وارنٹ نیلام جاری ہوا اور دعاوی کی بابت اشتہار دیا گیا - اسپر پسران مدعا علیہ صاحب کمشنر کے حضور حاضر ہوئے اور تین چوتھائی جائداد مذکور کے مستحق ٹھہرائے جانیکے دعویدار ہوئے جسکی بابت اُنہوں نے جدی ہونا بیان کیا تھا اُنکے دعوی کی نسبت کوئی تحقیقات نہیں کیگئی تھی لیکن وقت کے بچانیکے لئے یہ اقرار کیا گیا تھا کہ تشہیر نیلام میں ایک نوٹ دینا چاہئے کہ پسران اراضیات اور مکانات مذکور میں بربناء اسوجہ کے مستحق ٹھہرائے جانیکے دعویدار ہیں کہ وہ جدی ہیں اور کہ صرف ایک چہارم حصہ مدعا علیہ قابل دائن نیلام کرا سکتا ہے - بموجب اس تشہیر کے حق حقوق و مرافق مدعا علیہ واقعہ جائداد مذکور نیلام کیئے گئے تھے بروقت نیلام پسران نے اپنے دعوی کا نوٹس دیا جائداد باضابطہ طور سے نیلام کیگئی تھی اور خریدار دعویداران کو بیدخل کر کے قابض کرادیا گیا تھا تب دعویداران نے حسب دفعہ ۳۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) ایک سمن بغرض طلبی خریدار واسطے اظہار امر وجہ کے حاصل کیا کہ کیوں انکو پھر قابض کرا دیا جاوے * **تجویز ہوئی** (۱) کہ زر قرضہ جو مدعا علیہ سے واجب تہا ایسا تہا جسکو مدعی (اگر ضرورت ہو) برخلاف جدی جائداد مقبوضہ مدعا علیہ اس درجہ تک نافذ کر سکتا تہا جہانتک کہ مدعا علیہ اور اُسکے پسران کے حقوق اسمیں واقعہ تھے کیونکہ یہ کوئی ناجائز یا خلاف تہذیب قرضہ نہ تہا (۲) کہ بفرض اس امر کے جائداد متنازعہ فیہ جدی تہی وہ جو کچھ خریدار نے خرید کیا کل جائداد تہی نہ محض وہ حق جو مدعا علیہ کو بحیثیت باپ خاندان کے بر مطابق تقسیم بطور ایک حصہ کے ملسکتا تہا مدعی نے بظاہر دعویداران کے کسی حق کا اقرار نہ کیا لیکن اُس بہت بڑے حصہ کو فروخت کرنیکا منشاء رکہا تہا جو مدعا علیہ کو جائداد مذکور میں حاصل ہونا ممکن تہا چونکہ زر قرضہ ایک ایسا قرضہ تہا جسکی بابت خاندانی جائداد ذمہ وار تہی خاندان مشترک کی کل جائداد تہی * (۳) کہ خریدار جس نے کل حقوق خاندان واقعہ جائداد کو خرید کیا تہا اس کل کے قبضہ کا مستحق تہا جو اُس نے خرید لیا اور اسکو کچھ ضرورت نہ تہی کہ نالش تقسیم دائر کرتا کیونکہ تمام شریک حصہ داران کے حصص اُسکو منتقل ہو گئے تہے * (۴) بفرض اس امر کے کہ جائداد جدی تہی دعویداران اسکی بابت قابض نہ تہے لہذا وہ حسب دفعہ ۳۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) باز قابض کرا دئے جانے کے مستحق نہ تہے - کوئی رکن کسی ہندو مشترک خاندان کا یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اپنی بابت کسی خاص حصہ جائداد مشترکہ کے قابض ہے - اُسکا قبضہ خاندان کا قبضہ ہے

۱۸۹۳ء
کو بیرجی ہیرجی
بنام
دیوسی بھوجا

(۵) کہ تمام پسران جو مستحق تھے اُنکے لئے ضرور تھا کہ واقعہ یا اصلیت قرضہ واجب مدعی کی بابت اپنی ذاتی نالش میں تجویز کرتے۔ ایسی نالش میں نامبردگان کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ قرضہ مذکور ایسا نہ تھا جو نیلام کو جائز کردے (ابتدائی دیوانی ۲۹ جولائی ۱۸۹۳ء)

اجلاس چیمبرس۔ ۲۔ اپریل ۱۸۹۲ء کو مدعی کو بیرجی ہیرجی نے ایک ڈگری دو ہزار نو سو پانچ روپیہ پانچ آنہ نو پائی کی مدعلیہ پر حاصل کی۔ اجرائے ڈگری میں ایک خاص اورٹ موقوعہ مٹنگا واقع بمبئی قرق کی گئی بر طبق اسکے دعویداران نے جو پسران مدعاعلیہ تھے دعوی اورٹ کا پیش کیا اُنہوں نے بیان کیا کہ پیشتر وہ جائداد خاندانی مملوکہ ہماری اور ہمارے پدر کی ایک جزو تھی مگر بٹوارہ ہوگیا اور اورٹ مذکور ہمکو ملی۔

۵۔ اکتوبر ۱۸۹۲ء کو شیرف بمبئی نے اجرائے ڈگری مذکور میں بذریعہ نیلام کے حق حقوق و منافع مدعاعلیہ اول واقع اورٹ مذکور بدست مسمی دامجی جٹھیا بعوض مبلغ ا۔۔۔ عہ روپے کے فروخت کئے بوقت نیلام دعویداران (پسران مذکور) نے اپنے دعوی کا اعلان روبرو بولی بولنے والوں کے کیا۔

۶۔ فروری ۱۸۹۳ء کو شیرف نے پسران مذکور کا قبضہ اجرائے ڈگری میں اُٹھا دیا۔ اور خریدار دامجی جٹھیا کو قبضہ دیا۔

بعد ازاں دعویداران (پسران مذکور) نے ایک سمن حسب دفعہ ۳۳۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) جاری کرایا کہ خریدار وجہ ظاہر کرے کہ کیوں انکا قبضہ جائداد متدعویہ پر بحال نہ کیا جاوے۔

انویریرٹی منجانب دعویداران تائیہ تھمن

میکفرسن نے منجانب مدعی و خریدار کے وجہ ظاہر کی۔

مقدمہ رائے بابو جہابیر پرشاد بنام رائے مارکنڈے ناتھ (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

سٹارلنگ صاحب جسٹس۔ مقدمہ ہذا میں ایک ہندو مدعاعلیہ نے جسکے خاندان میں پسران ہیں ایک معاہدہ مدعی اور ایک شخص دیگر کے ساتھ کیا جسکے بموجب حقوق آخر کار مدعی کو پہنچے کہ وہ ایک خاص جزو اراضی موقوعہ مٹنگا فروخت کریگا اور مدعاعلیہ نے رقم مبلغ ا۔۔۔ عہ بطور زر بیعانہ کے حاصل کی۔ مدعاعلیہ نے معاہدہ مذکور کی تعمیل نہیں کی اور مدعی نے نالش بنام مدعاعلیہ واسطے تعمیل مخصص معاہدہ کے ورنہ واسطے واپسی زر بیعانہ و سود کے دائر کی۔

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۷ صفحہ ۱۱

سنہ ۱۸۹۲ع
کوبیرجی ہیرجی
بنام
پوسی بہوجا

جب مقدمہ مذکور سماعت کے لئے پیش ہوا فیرن صاحب جٹس نے عطاے حکم تعمیل مختص سے انکار کیا لیکن ڈگری بحق مدعی نسبت تعداد زر بیعانہ وسود وخرچہ نالش کی صادر کی۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ مدعا علیہ مدعی کے مبلغ ۱۳۱۵ روپیہ ۵ آنہ ۶ پائی کا قرضدار ہوگیا اور یہہ ایک ایسا قرضہ تھا جسکو میری راے میں مدعی اگر ضرورت نہ ہو جائداد موروثی مقبوضہ مدعا علیہ سے بقدر کل حق مدعا علیہ واسکے پسران از قسم جائداد مذکور کے وصول کرسکتا تھا کیونکہ وہ قرضہ ناجائز یا خلاف قانون نہ تھا۔

بعد صدور اس ڈگری کے مدعی نے کل جائداد جسکے فروخت کرنے پر مدعا علیہ رضامند تھا اجراے ڈگری میں قرق کرالی جائداد کی قرقی مذکور ہونے پر دعویداران حال حاضر نہوئے اور نہ یہہ درخواست کی کہ قرقی مذکور کا اثر کسی طرح سے محدود کیا جاوے جیسا کہ وہ کرسکتے تھے باضابطہ حکمنامہ نیلام جاری ہوا اور معمولی اشتہار نسبت دعاوی جائداد مذکور کے جاری ہونے پر دعویداران جو مدعا علیہ کے پسران ہیں روبرو اہل کمیشن کے حاضر ہوئے اور یہہ دعوی کیا کہ مدعا علیہ صرف ایک چہارم جائداد کا مستحق ہے اور یہہ کہ ہم بحیثیت اسکے پسران کے بوجہ اسکے کہ جائداد موروثی ہے مستحق اسکے تین چہارم کے ہیں یہہ امر کہ آیا جائداد مذکور موروثی ہے یا نہیں مشتبہ ہے مدعا علیہ اپنے بیان تحریری میں کہتا ہے کہ وہ میری جائداد مکسوبہ خاص ہے اور دعویداران اب اسکو موروثی بیان کرتے ہیں لیکن میں انکے بیانات حلفی میں کوئی ثبوت انکے بیان کا نہیں پاتا ہوں مگر میں اس قیاس پر عمل کرتا ہوں کہ وہ موروثی ہے۔ دعوی دعویداران کی تحقیقات اور منظوری منجانب اہل کمیشن کے عمل میں نہیں آئی بلکہ بغرض کفایت وقت یہہ قرار پایا کہ اشتہار نیلام میں یہہ یادداشت درج کیجاوے کہ پسران نے دعوی حق کا نسبت اراضیات مذکور ومکانات کے اس بنا پر کیا کہ وے موروثی ہیں اور یہہ کہ صرف ایک چہارم حصہ مدعا علیہ کا داین قارق نیلام کرا سکتا ہے" بموجب اس اشتہار کے جائداد مذکور بدست مسمی وانجی جیٹھا کے فروخت کیگئی نیلام مذکور مشروط بہ دعوی دعویداران کے نہیں ہوا تھا اور یہہ ظاہر ہے کہ مدعی نے کوئی حق دعویداران کا تسلیم نہیں کیا بلکہ نہایت ہی بڑے حق کے فروخت کرنیکا ارادہ جو مدعا علیہ کا جائداد مذکور میں ہوسکتا تھا کیا

سنہ ۱۸۹۳ء
کوبیرجی میرجی
بنام
دیوسی بھوبا

بفرض اسکے کہ وہ خاندان مشترک ہندو کا باپ قابض جائداد موروثی تھا جو بوجہ اسکے کہ یہہ قرضہ ایسا تھا کہ جسکے لئے جائداد خاندانی ذمہ وار تھی خاندان مشترک کی کل جائداد تھی۔ اسلئے میں یہہ تجویز کرتا ہوں کہ جو کچھ دامجی جیٹھا نے خریدکیا وہ کل جائداد تھی اور نہ صرف حق بابت حصہ جسکو مدعاعلیہ بحیثیت پدر خاندان بوقت تقسیم پاسکتا تھا۔

بعدازاں شیرف نے خریدار کو جائداد مذکورہ پر قابض کرادیا اور اُسکی تعمیل میں دعویداران بیدخل کردیئے گئے اور اب وے حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دعوی بحالی قبضہ کا کرتے ہیں۔

اب مجکو یہہ واضح ہوتا ہے کہ خریدار نیلام جسنے جملہ حقوق خاندان واقع جائداد مذکور خرید کئے ہیں۔ بادی النظر میں مستحق قبضہ اُس شے کا ہے جو اُسنے خرید کی مسٹر انوریریلی نے میرے روبرو حوالہ دفعہ ۲۳۶ دھرم شاستر مولفہ مین صاحب کا دیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خریدار مقدمہ ہذا کو ایک نالش تقسیم دائر کرنی چاہئے تھی۔ لیکن دفعہ مذکور صرف اُن مقدمات سے متعلق ہے جنمیں صرف باپ کا حصہ فروخت کیا گیا ہو اور نہ اُن مقدمات سے جنمیں مثل مقدمہ حال کے کل خاندان کے حقوق نیلام ہوئے ہوں۔ مقدمات قسم اول الذکر میں نالش تقسیم بھی ایک چارہ کار ممکن الحصول ہے۔ کیونکہ اول باپ کے حصہ کی تحقیق ہونی چاہئے قبل اسکے کہ وہ خریدار کو دیا جاسکے لیکن مقدمہ ہذا میں کوئی ضرورت تحقیق کرنے حصص حصہ داران کے نہیں ہے کیونکہ حق جملہ حصہ داران کا بجانب خریدار منتقل ہوگیا۔

اِس امر کی نسبت بحث مزید کی گئی کہ دعویداران اپنی طرف سے قابض تھے اور اِسلئے اُنکا قبضہ بحال رہنا چاہئے۔ مَیں نہیں خیال کرتا کہ وے قابض تھے۔ مشترک خاندان ہندو کا کوئی شخص یہہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ وہ اپنی طرف سے کسی خاص جزو جائداد مشترکہ پر قابض ہے اُسکا قبضہ قبضہ خاندان کا ہے بجز اسکے کہ شہادت سے یہ ثابت ہو کہ اُسنے مخالف خاندان کے ایک حق نسبت خاص جزو اراضی کے پیش کیا تھا جسکی نسبت ہمیشہ یہہ تجویز ہوئی ہے کہ اُسکا ثبوت نہایت مستحکم ہونا چاہئے اِسلئے میں تجویز کرتا ہوں کہ دعویداران اپنی طرف سے قابض اراضی حسب منشائے دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی نہ تھے جس سے اُنکا قبضہ اُٹھا دیا گیا۔

نتیجہ یہہ ہے (مطابق عبارت پریوی کونسل بمقدمہ دینڈیال (۱)) کہ پسران صرف یہہ دعوی کرسکتے ہیں کہ وے واقعہ یا نوعیت قرضہ کی تجویز سے خود اپنی نالش میں باز رکھے جانے چاہئیں

(۱) لا رپورٹ اپیل ہائے ہند جلد ۱۳ صفحہ ۱۸

سنہ ۱۸۹۳ع
کوبیرجی ہیرجی
بنام
دیوسی بھوجا

اور بفرض اِسکے کہ اُنکو ایسا استحقاق ہے اِس امر سے اُنکو کچھ فائدہ نہوگا تاوقتیکہ وے یہہ ثابت نہ کرسکیں کہ قرضہ مذکور ایسا نہ تھا جسکی وجہ سے نیلام جائز ہو۔

اِسوقت تک میں نے مقدمہ ہذا میں اِس طور پر بحث کی ہے کہ گویا مدعاعلیہ اور اُسکے پسران خاندان مشترکہ اور غیر منقسمہ اہل ہنود کے اشخاص تھے اور یہی بنیاد تھی جسپر مسٹر الویریڈی نے مقدمہ میں بحث کی لیکن دعوی داران نے یہہ دعوی اُسوقت پیش نہیں کیا جبکہ اُنہوں نے سمن حاصل کیا تہا بعدازاں اُنہوں نے اس بنا پر قبضہ کا دعوی کیا کہ اُنکے اور اُنکے باپ کے باہم تقسیم ہوگئی تھی۔ اور یہہ کہ وے حصہ منقسمہ جایداد موروثی پر قابض ہیں مگر وے یہ نہیں بیان کرتے کہ کوئی دستاویزات یا فارغخطیاں یہ ثبوت تقسیم موجود ہیں اور یہہ واضح ہوتا ہے کہ تقسیم اگر کبھی تقسیم ہوئی جسکی نسبت مجھے بہت شک ہے بعد قرقی جائداد مذکور کے ہوئی بلکہ بعد اجرائے اشتہار نیلام کے ہوئی (دیکھو اُنکی چٹھی موسومہ شیرف مورخہ یکم فروری سنہ ۱۸۹۳ع منسلکہ بیان حلفی نیبھا دیوسی مورخہ مارچ سنہ ۱۸۹۳ع) اور اس صورت میں دفعہ ۳۳۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی مانع اِس امر کی ہے کہ دفعہ ۳۳۲ متعلق ہو کیونکہ اگر تقسیم بوقت میعنہ ہوئی۔ تو مدیون ڈگری کو اپنا حق اور اپنا غیر منقسمہ حصہ واقع جایداد متدعویہ منتقل کرنا اور بعد دایر ہونے نالش مذکور کے جسمیں ڈگری ہوئی تھی اپنا دعوی نسبت حصص غیر منقسمہ دعویداران جائداد مذکور کے ترک کرنا چاہیئے تھا دفعہ ۳۱۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی مستدلہ مسٹر میکفرسن منجانب خریدار میں بھی یہ حکم ہے کہ خریدار مستحق دلائے جانے قبضہ جائداد خریدکردہ اپنی کا ہوگا اگر وہ ایسے شخص کے قبضہ میں ہے جو بذریعہ حق قائم کردہ مدیون ڈگری بعد قرقی جایداد مذکور کے دعوے کرے۔

اندریں حالات ضرور ہے کہ سمن ڈسمس ہو بجز اسکے کہ دعویداران اندر میعاد ایک ماہ کے نالش دائر کریں۔

اٹرنیان منجانب دعویداران۔ مسٹر دفتری و فریرا
اٹرنیان منجانب خریدار۔ مسٹر وادیا و گھانڈی

سنہ ۱۸۹۳ء
۲۵ و ۲۷
و ۲۹ جولائی

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سٹارلنگ صاحب جسٹس

رائے سیٹھ چاندمل ہمیرمل ویک کس دیگر مدعیان **بنام** گریٹ انڈین پنینشولا ریلوے کمپنی مدعاعلیہم

ریلوے کمپنی۔ ایکٹ ریلوے ہند (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۹ء) دفعہ ۱۱۔ نقصان مال۔ ذمہ واری کمپنی۔ برندہ۔ ضمانت۔ تاثیر اظہار اصلیت اور قیمت مال کی اور زائد محصول کی ادائیگی کی۔ ایکٹ معاہدہ (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۱۵۱۔ ایکٹ میعاد (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) مد ۳۰ ضمیمہ دوم۔

بلحاظ اُس مال کے جسکی بابت حسب دفعہ ۱۱۔ ایکٹ ریلوے ہند نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۹ء ریلوے کمپنی اُسوقت تک کہ "کوئی زائد محصول" کا ادا ہونا مال کو اسی ذمہ واری میں دیتا ہے جیسا کہ وہ مال اُس صورت میں ہوتے ہیں جن کا خاصکر دفعہ مذکور میں ذکر نہیں ہے یعنے ذمہ داری معمولی خاندان کے "کسی زائد محصول" کا ادا کرنا بیمہ کے برابر نہیں ہے۔

جنوری سنہ ۱۸۹۰ء میں مدعیان نے مدعاعلیہ کمپنی کو ایک بکس جسمیں نقدی چاندی تھی سوگار لیجانیکے لئے حوالہ کیا۔ بروقت حوالگی مذکور کے حالات ظاہر کئے گئے تھے اور معمولی پارسل کے محصول سے علاوہ زائد محصول ادا کیا گیا تھا۔ بکس مذکور بجالیکہ ابھی سفر میں تھا گم ہوگیا۔ لیکن مدعاعلیہ کیطرف سے کوئی شہادت بغرض اظہار اِس امر کے طلب نہ کیگئی تھی کہ مابین اترسی اور سوگار کے بکس کو کیا ہوگیا۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں مدعی نے مدعاعلیہ کے نام نالش واسطے ڈگر دلاپانے اسکی قیمت کے دائر کی **تجویز ہوئی** کہ مدعاعلیہ اِس بار سے سبکدوش نہیں ہوئی جو اُن پر بغرض اظہار اس امر کے تھا کہ نامبردگان نے فرائض ایک ضامن کی جو دفعہ ۱۵۱ ایکٹ معاہدہ (نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء) میں درج ہیں پوری کردئے تھے اور کہ وے تعداد متدعویہ کے ذمہ دار تھے۔ نیز تجویز ہوئی کہ نالش زائد المیعاد نہیں تھی۔ اور کہ مد ۳۰ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) جیسا کہ بحث کیا گیا ہے مقدمہ سے متعلق نہیں ہے۔

مدعیان نے نالش واسطے دلاپانے مدعاعلیہم سے مبلغ سمہ ـــــــ روپیہ قیمت صندوق کے رجوع کی۔ جو مدعاعلیہ کمپنی کو بمقام بمبئی بغرض روانہ کرنے ساگر کے منجانب اُنکے حوالہ کیا گیا تھا مگر وہ گم ہوگیا۔

مدعیان نے بیان کیا کہ صندوق متنازعہ میں مبلغ سمہ ـــــ روپیہ تھے اور ۲۳ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء کو نامبردگان نے اُسکو بغرض روانگی پاس گھوناتھ داس امیرمل متقام ساگر کے حوالہ مدعاعلیہم کے کیا۔ صندوق مذکور وزن میں ۲ من سے زیادہ تھا اور اسپر باضابطہ مُہر لگی تھی اور انگریزی اور مرہٹی دونو زبان میں پتہ لکھا تھا۔

ساگر ایک اسٹیشن انڈین مڈلینڈ ریلوے پر قریب ۶۵۴ میل بمبئی سے ہے اور خاتمہ ایک شاخ سڑک کا ہے جو بینا جنکشن سے نکلتی ہے جو سڑک کلاں ریلوے مذکور پر نصفا نصف درمیان ہوپال و جھانسی کے واقع ہے

سنہ ۱۸۹۲ع
سیٹھ عبدالحلی
... مل
بنام
گریٹ انڈین پننشولا
ریلوے کمپنی

بوقت حوالگی صندوق کے مدعاعلیہم کو اُسکے اندر کی اشیاء ظاہر کردیگئی تھیں اور محصول زائد علاوہ محصول معمولی پارسلوں کے بنابر روانگی ادا کیا گیا تھا اور رسید ریل باضابطہ مدعیان کو دیگئی تھی۔ ... دعوی ... مدعیان نے یہہ بیان کیا کہ کوئی اطلاع اُنکو نہیں دیگئی کہ محصول زائد بابت بیمہ صندوق اور اشیائے مذکورہ صندوق مذکور کے تھا اور نامبردگان رقم مزید جو کمپنی مذکور طلب کرتی ادا کردیتے اگر اُنکو یہہ اطلاع دیجاتی کہ رقم مزید ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

مدعاعلیہم نے (منجملہ دیگر امور کے) یہہ عذر کیا کہ بموجب احکام دفعہ ۱۱ (۱) ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۷۹ع کے وہ ذمہ دار نقصان صندوق متنازعہ کے نہیں ہیں۔ اور اگر صندوق میں بوقت حوالگی زر نقد تھا۔ جیسا کہ مدعیان نے بیان کیا ہے تو زر نقد یا تو اثنائے روانگی یا ساگر اسٹیشن میں گم ہوگیا۔ زر نقد مذکور کو بکوشش تلاش کیا گیا تھا مگر کچھ نہیں ملا اُنہوں نے عذر تمادی بھی کیا۔

انوریرٹی ورسل منجانب مدعیان۔ اُنہوں نے ایکٹ ریلوے ہند نمبر ۴ سنہ ۱۸۷۹ع دفعہ ۱۱ و مقدمات سکرٹری آف سٹیٹ ہند بنام بدہوناتھ پودر (۲) وایرا و دی فلوٹلا کمپنی لمیٹیڈ بنام بھگوانداس (۳) وبریڈبری بنام سٹن (۴) وگل بنام مینچسٹر و شفیلڈ وغیرہ ریلوے کمپنی (۵) ورسالہ سٹارلنگ صاحب متعلق حد سماعت (طبع دوم) صفحہ ۱۵۲ کا حوالہ دیا۔

لینگ (قائم مقام ایڈوکیٹ جنرل) و میکفرسن منجانب مدعاعلیہم۔ کونسلان موصوف نے حوالہ مقدمات وینکٹاچلا بنام ساوتھ انڈین ریلوے کمپنی (۶) ورابنسن بنام ساوتھ ولسٹیرن ریلوے کمپنی (۷)

(۱) دفعہ ۱۱۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۷۹ع

جب کوئی مال مندرجہ ضمیمہ دوم متعلقہ ایکٹ ہذا کسی پارسل یا گٹھری میں ہو جو حوالہ باربردار ریلوے کے کیگئی ہو تو باربردار مال مذکور کی نسبت وہ ذمہ دار نقصان یا اتلاف یا خرابی یا ہرجہ کا نہوگا اِلّا اُس صورت میں کہ بوقت حوالگی کے قیمت و نوعیت مال مذکور کی شخص ارسال یا حوالہ کنندہ مال مذکور نے ظاہر کردی ہو یا کوئی اقرار محصول مذکور کے ادا کرنے کا کسی ملازم ریلوے نے جسکو خاصکر اِس بارہ میں اختیار دیا گیا ہو کرلیا ہو۔

جبکہ کوئی مال جسکی قیمت و نوعیت بموجب اِس دفعہ کے ظاہر کردی گئی ہو گم یا تلف ہوجائے یا اُسکو نقصان پہنچے یا خراب ہوجائے تو معاوضہ جو بابت ایسے نقصان یا اتلاف یا ہرجہ یا خرابی کے وصول کیا جاسکتا ہے وہ اُس قیمت سے زیادہ نہوگا جو اِس طور پر ظاہر کی گئی ہو۔

(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۵۳۸ (۳) لا رپورٹ اپیل ہائے ہند جلد ۸ صفحہ ۱۳۱ ومقدمہ مذکور انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۶۲۰

(۴) ویکلی رپورٹر جلد ۱۹ صفحہ ۸۰۰ ومقدمہ مذکور ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۸ (۵) لا رپورٹ کوئنس بینچ جلد ۸ صفحہ ۱۸۶

(۶) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۲۰۸ (۷) لا جرنل (کامن پلیز) جلد ۳۴ صفحہ ۲۳۴

سنہ ۱۸۹۳ء
دا کیسٹھ چاندمل ہمیرمل
بنام
گریٹ انڈین پنشولا ریلوے کمپنی

والجی بھائی بنام گریٹ انڈین پنشولا ریلوے کمپنی (۱) اسٹیٹوٹ سنہ ۱۳ و ۱۴ جلوس وکٹوریا باب ۸۳ کا دیا۔

سٹارلنگ صاحب جج - اس مقدمہ میں مدعیان نے مدعا علیہم پر نالش واسطے دلا پانے اُن سے رقم تعدادی مبلغ سمہ ـــــ رو قیمت صندوق محمولہ نقد سکہ نقرئی کے رجوع کی جسکی نسبت یہہ بیان کیا گیا کہ وہ بیکلا اسٹیشن پر واسطے روانگی ساگر کے ۳ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء کو حوالہ کیا گیا تھا مگر وہ اپنے مقام مقصود پر کبھی نہیں پہنچا۔ اول امر واسطے تجویز کے یہہ ہے کہ آیا اس قسم کا صندوق مدعا علیہم کو واسطے روانگی ساگر کے حوالہ کیا گیا تھا یا نہیں (حاکم ممدوح نے حوالہ شہادت کا دیا اور فرمایا)۔ مجھکو یہہ نتیجہ اخذ کرنا چاہئے کہ صندوق جسکی رسید کاغذ نشانی حرف ب ہے حوالہ مدعا علیہم کے کیا گیا تھا اور اسمیں مبلغ سمہ ـــــ رو سکہ نقرئی تھے۔ صندوق مذکور مقام ساگر نہیں پہنچا۔ ساگر جبکہ کارندہ مکتوب الیہ ساگر اسٹیشن پر ۶ جنوری کی صبح کو مع دستاویز نشانی حرف ب کے گیا تو اُسکو ایک صندوق جو ٹاٹ میں بندھا ہوا تھا اور جسپر کوئی مُہر نہ تھی اور جو صرف ۳۶ سیر وزن میں تھا اور جسمیں بعد ازاں کوئی چیز بجز سیاہ مٹی اور دو بڑے سر ہتوڑے آہنی کے نہیں ملی حوالہ کیا گیا تھا۔ چونکہ صندوق مرسلہ اپنے مقام مقصود پر حوالہ نہیں کیا گیا لہذا یہہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ آیا مدعا علیہم اُسکی عدم حوالگی کے ذمہ دار ہیں یا نہیں۔

اوّل جوابدہی جسپر مدعا علیہم نے استدلال کیا متعلق حد سماعت کے ہے وے بیان کرتے ہیں کہ مد ۳۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ حد سماعت (نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) متعلق ہے اور چونکہ یہہ نالش اندر دو سال کے تاریخ نقصان سے دائر نہیں ہوئی ہے لہذا وہ ممنوع السماعت ہے مگر بہت سے مقدمات ہیں جن سب کا حوالہ صفحہ ۲۳۱ سٹارلنگ صاحب کے ایکٹ تمادی میں دیا گیا ہے جن سے ظاہر ہے کہ مد مذکور متعلق مقدمہ مثل مقدمہ حال سے نہیں ہے اور چونکہ یہہ نالش اندر تین سال کے رجوع کی گئی ہے لہذا وہ اندر میعاد ہے

بعد ازاں مدعا علیہم نے یہہ بیان کیا کہ چونکہ اشیاء محمولہ صندوق سکہ نقرئی تھا اور وہ بغیر بیمہ کے بھیجا گیا لہذا وہ ذمہ وار اُسکے نقصان کے کسی حالات میں نہیں ہیں اس امر کی تجویز میں ضرور ہے کہ ریلوے کمپنی کی ذمہ داری پر بروئے ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۷۹ء نسبت اُس مال کے بحث کیجائے جو اُنکے حوالہ بنا بر روانگی کیا جائے۔

بنا بر اغراض اس تجویز کے میں فرض کرتا ہوں کہ فیصلہ مقدمہ کویرجی تلسی داس بنام جی آئی پی ریلوے کمپنی (۲) پر تجویز پریوی کونسل متعلقہ ایراودی فلوٹلا کمپنی بنام بھگوانداس (۳) جہاں تک کہ ریل ایکٹ دائرہ ہند کو تعلق ہے موثر نہیں ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۵۳۷ (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۰۹
(۳) اپیل ہائے ہند جلد ۱۸ صفحہ ۱۲۱ و مقدمہ مذکور انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۶۲۱

سنہ ۱۸۹۳ء
کوبیرجی ہیرجی
بنام
دی پوسی بہوجا

اور معمولی ذمہ واری کمپنی ہائے مذکور کی جنوری سنہ ۱۸۹۰ء میں صرف ذمہ واری مفوض الیہم کی تھی۔
اور انکو اُس مال کی جو اُنکے حوالہ بنا بر روانگی کیا گیا تھا اُسقدر خبرداری کرنی لازم تھی جس قدر ایک شخص
معمولی عقل کا اندر اُنہیں حالات کے اپنے خاص مال کی جو اُسی مقدار و نوعیت و قیمت کا ہوتا جیساکہ واسطے
روانگی کے حوالہ کیا گیا تھا خبرداری کرتا اور نہ زیادہ اُس سے۔ بعدازاں دفعہ ۱۱ میں یہ حکم ہے کہ نسبت
خاص اقسام قانون کے جنمیں چاندی یا سکہ چاندی داخل ہے کوئی ذمہ واری کسی قسم کی اُن سے نسبت
نقصان وغیرہ مال مذکور کے متعلق نہیں ہوگی اِلّا اُس صورت میں کہ بوقت حوالگی بغرض روانگی کے
قیمت و نوعیت مال مذکور کی ظاہر کردیگئی ہو اور محصول زائد واسطے محفوظی و روانگی مال مذکور یا اقرار
محصول زائد مذکور کے ادا کرنیکا ریلوے کمپنی نے منظور کرلیا ہو۔ لہذا درحالیکہ معمولی حالت کمپنی کی
نسبت مال مذکور کے بالکل مبرا ذمہ واری سے ہے تو کیا ذمہ واری اُس سے متعلق ہوگی۔ اگر
اظہار ضروری کیا جائے اور محصول زائد ادا کیا جائے انگلستان میں امر مذکور کا فیصل کرنا زیادہ تر
آسان ہے کیونکہ باربرداران بیمہ کرانے والے ہیں اور کلیتاً ذمہ دار واسطے حفاظت اُس مال کے
عموماً ہیں جو اُنکے سپرد واسطے روانگی کے کیا گیا ہو۔ اِلّا اُس صورت میں کہ ذمہ داری مذکور سے
وے قانوناً بری کئے گئے ہوں اور یہ صورت نسبت خاص مال کے ہے اِلّا اُس صورت میں
کہ خاص شرائط پوری کی جاویں لیکن اگر شرائط مذکور پوری ہوجاویں تو اُنکی ذمہ واری معمولی متعلق ہوگی
کہ یہ جو ذمہ واری بیمہ کرنے والوں کی ہوتی ہے اس پریزیڈنسی میں کمپنی ہائے ریلوے سنہ ۱۸۹۰ء میں
از روئے نظیر عدالت ہذا (کوبیرجی تلشی داس بنام جی آئی پی ریلوے کمپنی (۱) ملاحظہ طلب) ذمہ داری بیمہ کرنیوالوں
سے بالکل بری کی گئی تھیں اور صرف تابع معمولی ذمہ واری ہائے مفوض الیہم کے تھیں لیکن اگر انگلستان میں
چند شرائط نسبت خاص مال کے پورا کرنے سے باربرداران کی معمولی ذمہ واری بطور بیمہ والوں کے
ہوجاتی ہے تو مجکو نہیں معلوم ہوتا کہ کیوں اس ملک میں ویسی ہی شرائط کی پورا کرنے سے ریلوے
کمپنیاں اپنی معمولی ذمہ واری پر بطور مفوض الیہم کے عود کریں کیونکہ دفعہ مذکور میں یہہ حکم نہیں ہے
کہ اگر شرائط محکومہ پوری ہوجاویں تو ریلوے کمپنی بطور بیمہ والے کے ہوجاویگی مگر صرف یہ کہ معمولی ذمہ واری
متعلق نہیں ہوگی۔ اِلّا اُس صورت میں کہ شرائط مذکور پوری ہوجاویں۔ لہذا میری یہ رائے ہے۔ کہ اگر
شرائط محکومہ دفعہ ۱۱ کو روانہ کنندہ مال مندرجہ دفعہ مذکور نے پورا کردیا ہو تو ریلوے کمپنی مال مذکور کی بابت
اُسی طرح ذمہ وار ہوجاویگی جسطرح وہ اُن اقسام مال کے لئے ہے جنکی نسبت خاصکر حکم دفعہ مذکور میں نہیں ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۰۹

سنہ ۱۸۹۲ع
۲۷ سیٹھ چاندمل ہیمرمل
بنام
گریٹ انڈین پنیسولا ریلوے کمپنی

یعنی لبطور مفوض الیہم کے "بہر محصول زائد" سے کیا مطلب ہے میں نہیں خیال کرتا ہوں کہ محصول بیمہ ایک محصول زائد حسب منشائے دفعہ ہذا کے ہے۔ معاہدہ بیمہ سے بجز اسکے کہ اُسمیں دیگر طور پر شرط ہو ایک ضمانت قطعی نسبت اس امر کے مفہوم ہوتی ہے کہ مال بیمہ شدہ اپنے مقام مقصود پر محفوظ پہنچیے لیکن اگر میری یہہ رائے تجویز کرنے میں صحیح ہے کہ شرائط مصرحہ دفعہ ۱۱ کے پورا کرنے سے کمپنی کی معمولی حیثیت لبطور مفوض الیہم کے ہو جاتی ہے تو اُنکی ذمہ داری بلاشک ذمہ داری بیمہ کرنے والوں کے نہیں ہے۔ لہذا محصول زائد بمنزلہ ایک ایسے اوا کے نہیں ہو سکتا ہے جسکی وجہ سے اُنکی ذمہ واریاں بہ نسبت معمولی ذمہ داری ہائے مفوض الیہم کے زیادہ ہو جائیں۔

اب ہمکو یہہ دیکھنا چاہیئے کہ اُسوقت کیا واقع ہوتا ہے جب پارسل ایک ریلوے اسٹیشن کو واسطے روانگی دوسرے اسٹیشن کے لائی جاتی ہے۔ معمولی صورتوں میں بکنگ کلرک (یعنی محرر گیرندہ مال) کوئی سوالات نہیں پوچھتا ہے اور روانہ کنندہ کوئی اطلاع نسبت اشیاء محمولہ پارسل کے نہیں دیتا ہے مگر معمولی محصول پارسل کا لیا جاتا ہے (جو مقدمہ حال میں مبلغ لعہ ہوتا) اور رسید پارسل کی دیجاتی ہے اور اُسکی نسبت ریلوے کمپنی پر لازم ہے کہ اُس قدر احتیاط کرے جو معمولی مفوض الیہ کو کرنی چاہیئے اور نسبت کسی اشیاء مندرجہ دفعہ ۱۱ کے جو اُسمیں ہوں بالکل ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر بکنگ کلرک کو یہہ اطلاع دیجائے کہ پارسل میں خاص اشیاء ہیں تو وہ فوراً اُس شرح کتاب محصول میں دیکھیگا اور محصول مناسب بابت اُن اشیاء کے لیگا خواہ وہ معمولی شرح پارسل سے کم ہو یا زیادہ۔ اگر شرح بہ نسبت شرح معمولی کے زیادہ ہو اور اشیائے محمولہ پارسل ایسی ہوں۔ جو داخل مستثنیات دفعہ ۱۱ کے ہوں تو میں خیال کرتا ہوں کہ شرح مذکور حسب منشائے دفعہ ۱۱ کے "محصول زائد" ہوگا۔ خرچ واقعی ریلوے کمپنی کا ایک من چاندی کے لینے ولیجانے وحوالہ کرنے میں بہ نسبت خرچ ایک من آہن کے زیادہ نہیں ہے۔ پس کیوں زیادہ رقم لیجاتی ہے بجز اسکے کہ وہ بمعاوضہ اُس جوکھوں مزید کمپنی کے ہو جو اُسکو بوجہ بیشی قیمت اُسی وزن ومقدار کے بالنسبت دیگر اشیاء کے بوجہ اُنکے زیادہ مستوجب نقصان ہونے کے اُٹھانی پڑتی ہے دیگر طور پر یہہ تجویز کرنا بمنزلہ یہہ تجویز کرنے کے ہوگا کہ بابت ایک پارسل کے جسکی نسبت کمپنی نے کوئی ذمہ داری کسی قسم کی نہیں کی اور جسکی روانگی کی بابت کمپنی کا کچھ صرف زائد نہیں ہوا وہ ایک رقم زائد طلب کرسکتی ہے جو بہ نسبت محصول اُس پارسل کے زیادہ ہو جسکی بابت کمپنی ذمہ دار ہوتی ہے ......

۱۸۹۳ء
پیٹے چاندمل ہمیرمل
بنام
گریٹ انڈین پننسولا
ریلوے کمپنی

اور قبل اسکے کہ وہ [illegible] قانونی [illegible] پارسل اوسکو دیا گیا ہے وہ مستحق دو مطالبات زائد کے
کرنیکا ہے جنکی شرح [illegible] اور [illegible] فیصلہ [illegible] امر شرح زائد نسبت اشیائے
مستثنی کے قبول کرنے [illegible] کی ذمہ داری [illegible] پہلے سے شرح قائم کرنے والوں کے
ذمہ [illegible] بصورت [illegible] جو [illegible] شرح میں جو شہادت ہیں
پیش کیگئی ہے [illegible] شدہ ذمہ داری [illegible] ہوتا ہے۔ بیان مذکور
غیر ضروری ہوتا اگر [illegible] ہوتا [illegible] انہوں نے کیگئی ہے گو وہ ایسے صریح
الفاظ میں نہیں ہے اور حوالہ اس صفحہ کا دیا گیا [illegible] میں [illegible] درج ہیں۔ اسی طرح پیرا فاعدہ
۱۰ میں صفحہ ۷ جہاں [illegible] ان اشیا کا ہے جو از روئے دفعہ ۷۵ مستثنی ہیں۔ اگرچہ کمپنی نے عام
طرح بیان نہیں کیا ہے [illegible] اشیا [illegible] جو لکھوں پر ہیں جہاں سکے کہ انکا بیمہ کرایا جاوے
مگر [illegible] سے بیمہ [illegible] ہے کیونکہ [illegible] پر وہ حوالہ [illegible] کا دیتی ہے یہاں شرح
بیمہ مندرج ہیں [illegible] قواعد [illegible] مندرج ہیں جو فی الواقع از روئے قانون قائم کیگئی
ہیں اور اگر [illegible] کمپنی [illegible] الیسوت کہ ہوجاتی ہے تو وے بیکار ہیں۔ الا
اُس صورت میں [illegible] مضمون [illegible] مجملہ دیگر [illegible] تحریری ہونا چاہئے اور جس پر دستخط
روانہ کنندہ کے یا اُسی [illegible] ہونے چاہئیں [illegible] دفعہ ۱۰ ملاحظہ صاحب)۔ یہ قید ضروری
جسکی نسبت مدعاعلیہم نے کوشش کی ہے [illegible] صورت [illegible] جا سکتی ہے کیونکہ سوا
کوئی اقرار نسبت قید ذمہ واری [illegible] نہیں ہے۔ پھر [illegible] روانہ کنندہ نے [illegible] پابندی اُسکے
کئے گئے ہوں۔ لہذا مدعاعلیہم [illegible] بحث کے فیصلہ پر موقوف ہے کہ آیا [illegible] بمنزلہ
بیمہ کے ہے یا نہیں [illegible] میری رائے میں [illegible] ہے۔ لہذا چونکہ مطابق شہادت
بکنگ کلرک یعنی [illegible] پارسل لائے تھے نہ ظاہر ہوتے یہ کہا تھا کہ اسمیں چاندی کا رط
یا سکہ نقرئی ہے اور [illegible] بڑا [illegible] کیا۔ لہذا میری یہ
رائے ہے کہ مدعاعلیہم ذمہ وار [illegible] اس صورت کے کہ وے یہ ثابت کرسکیں
کہ انہوں نے اُس [illegible] کی جو از روئے دفعہ (۷۵)۱- ایکٹ سن ۱۸۹۰ (نمبر ۹ بابت ۱۸۹۰ء)
کے ضروری ہے میں یہ [illegible] کہ میں نے یہ بات قائم کی ہے کہ اُن اشخاص نے
جنہوں نے پارسل [illegible] ظاہر [illegible] یہ بھی کہا [illegible]

سنہ ۱۸۹۲ع
سیٹھ چاندمل بھیرمل بنام گریٹ انڈین پنینسولا ریلوے کمپنی

موتی لال دو بوریا کہتے ہیں کہ انہوں نے ایسا کیا [illegible] لئے انکو کچی کی بابت یہ گفتگو کرتے ہوئے سُنا کہ انہیں [illegible] انہوں نے [illegible] اُس سے نہیں کہا گیا کہ اُس غرض [illegible] کیا تو [illegible] نہیں [illegible] کرسکتا ہوں [illegible] کیا جاتا ہے کہ آیا محصول جو لیا گیا [illegible] جیسا کہ [illegible] صاحب [illegible] ریلوے کمپنی [illegible] گیا تھا [illegible] ہے کہ مدعا علیہم کی کیا ذمہ داری ہے [illegible] کی رو سے تصفیہ اُس [illegible] واسطے [illegible] اُنکی خاص اقسام مال سے اپنی [illegible] اور اُنکی رو سے [illegible] نہیں رہا گیا ہے۔ کہ نسبت مال مذکور کے مدعا علیہم کی کیا ذمہ داری ہے اُسکی نسبت ایک مصدرہ کونسل واضعان قانون میں حکم ہو چکا ہے اور کسی ریزولیوشن گورنمنٹ کی رو سے ذمہ داری مذکور میں جو اس طور پر معلوم ہے تبدیل یا ترمیم نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ ایکٹ مذکور میں اجازت ایسی تبدیل کی نہیں دیگئی ہے۔

اب دیکھنا چاہئے کہ شہادت نسبت اُس احتیاط کے کیا ہے جو اس پارسل کی مدعا علیہم نے کی تھی مناسب جگہ جہاں پارسل سکو جیسا کہ چاہئے لیجا کر رکھا جائے جیسا کہ کتاب محصولات سے جو شہادت میں پیش کیگئی ہے معلوم ہوتا ہے بریک وان زیر نگرانی گارڈ ہے جہاں وہ اُسپر نظر رکھ سکتا ہے اور دیکھ سکتا ہے کہ اُسکو کوئی شخص نہ چھوئے لیکن بمبئی میں پارسل ایک روڈ وان میں رکھا گیا جس میں قفل نہیں لگا تھا اور برابر نگرانی گارڈ سے علیحدہ تھا مگر خوش قسمتی سے پارسل محفوظ طور پر اٹارسی پہنچا اور وہاں سے ریل مدلینڈ کو منتقل ہوا بعد اسکے کچھ حال معلوم نہیں ہوتا۔ کوئی شہادت کسی قسم کی نسبت اس امر کے نہیں دیگئی ہے کہ درمیان اٹارسی و ساگر کے پارسل کی نسبت کیا کارروائی ہوئی یا اُسکی کیا خبرداری کی گئی۔ اگرچہ معمولی طریق کار و بار میں وہ ایک گاڑی سے بمقام بینا نکالا جاتا اور دوسری گاڑی میں واسطے روانگی ساگر کے رکھا جاتا جو ایک شاخ سٹرک ریل پر ہے اور کاغذ نشانی حروف ت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بینا پر عرصہ چند گھنٹوں کا لگتا ہے جسمیں پارسل اسٹیشن پر یا گاڑی یا بریک ان میں جو امکانا پلیٹ فارم سے کسی قدر فاصلہ پر ہوتی ہے با انتظار اُس ریل کے جو ساگر کو جاتی ہے پڑا رہتا ہے اور اگر شہادت پارسل کلرک اور اسٹیشن ماسٹر مقام ساگر پر اعتبار کیا جائے تو پارسل کی نسبت اُسوقت دست اندازی ہو چکی تھی جبکہ وہ وہاں پہنچا۔ بعدم موجودگی کسی شہادت نسبت اس امر کے کہ پارسل کا درمیان اٹارسی و ساگر کے کیا کیا گیا تھا یہ تجویز کرنا غیر ممکن ہے

سنہ ۱۸۹۲ء
رائے سیٹھ چاند مل
، ہیرمل
بنام
گریٹ انڈین پننسولا
ریلوے کمپنی

کہ مدعا علیہم اُس بارسے سبکدوش ہوگئے ہیں جو اُنپر یہہ ثابت کرنیکا تھا کہ اُنھوں نے نسبت پارسل مذکور کے فرائض مفوض الیہ مندرجہ دفعہ ۱۵۱ - ایکٹ معاہدہ کے پورے طور پر ادا کئے۔

یہ معلوم ہوگا کہ میں نے نسبت اثر مقدمہ سکرٹری آف سٹیٹ بنام بدھوناتھ (۱) کے بحث نہیں کی ہے کہ مجھکو یہ معلوم ہوا کہ میں مقدمہ کا فیصلہ بحق مدعی اس قیاس پر کرسکتا ہوں - کہ مقدمہ کو بیرجی تلشی داس بنام جی آئی پی ریلوے کمپنی (۲) میں عمدہ قاعدہ مندرج ہے - اور چونکہ واضعانِ قانون نے ایکٹ ریلوے سنہ ۱۸۹۰ء میں اُس رائے قانونی کو اختیار کیا ہے جو بمقدمہ مذکور مندرج ہے لہذا میں نے یہہ خیال کیا کہ فیصلہ انہیں اصول پر اُسوقت کارآمد ہوگا - لیکن اگر یہہ تجویز کیجائے کہ مقدمہ سکرٹری آف اسٹیٹ بنام بدھوناتھ (۱) کی روسے مقدمہ کو بیرجی تلسی داس بنام جی آئی پی ریلوے کمپنی (۲) منسوخ ہوگیا ہے تو بعد ادائے "محصول زائد" منجانب روانہ کنندہ کے جیساکہ بیشتر بیان کیا گیا ریلوے کمپنی کی حیثیت فوراً بیمہ کرنیوالوں کی ہوجاتی ہے اور کوئی ضرورت یہہ تحقیقات کرنے کی نہیں رہتی ہے کہ کس قدر احتیاط کمپنی نے پارسل مذکور کی کی تھی - لہذا مجھکو ڈگری بحق مدعیان بابت مبلغ سمہ ــــــ رر کے صادر کرنی چاہئے - اور بطریق ہرجہ بابت عدم حوالگی پارسل کے اُنکو سود بشرح ے ر فیصدی رقم مذکور پر ۶ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء سے آجتک دلانا چاہئے - خرچہ و سود ڈگری پر بشرح ے ر فیصدی ہوگا -

اٹرنیان منجانب مدعیان - مسٹران کرافرڈ و بروڈر بکلینڈ و بیلی -

اٹرنیان منجانب مدعا علیہم - مسٹران لٹل و اسمتھ و نکلسن و بودن -

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۳۲۸

(۲) " " بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۰۹

استصواب صیغہ فوجداری

باجلاس برڈ وڈ صاحب جسٹس و پارسنس صاحب جسٹس

۱۸۹۱ء
۲۲-جنوری

میونسپلٹی احمد آباد بنام جمنا پونجا*

ایکٹ بمبئی نمبر ۶ سنہ ۱۸۷۳ء دفعہ ۸۴-کارروائیات جو حسب دفعہ ۸۴ واسطے دلاپانے میونسپل ٹیکسوں کے کئے گئے ہیں-ایسی کارروائیات جوڈیشل ہیں نہ کہ خدمتی-فرض مجسٹریٹ حسب دفعہ مذکور-

کارروائیات جو روبرو مجسٹریٹ واسطے دلاپانے جوب ادر ٹیکس ہائے میونسپل کے حسب دفعہ ۸۴ ایکٹ بمبئی نمبر ۶ سنہ ۱۸۷۳ء رجوع کی گئی ہو ایک فوجداری استغاثہ ہے اور اُس طریق سے کی جانی چاہئے واسطے تجاویز سرسری کے حسب باب ۲۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) بیان کیا گیا ہے کسی ایسی کارروائی میں کوئی مجسٹریٹ ایسا حکم صادر کرنیکا پابند نہیں ہے کہ کامل تعداد متدعویہ میونسپلٹی ادا کیجاوے بلکہ اُسکو قاصر کی قانونی ذمہ داری کی حد تک قبل از صدور حکم برخلاف اُسکے کے اپنا اطمینان کرنا ضروری ہے-

یہ استصواب بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) کے ہے-

ملزم پر میونسپلٹی احمد آباد نے ٹیکس ایک روپیہ سالانہ واسطے رفع کرنے آب کثیف کے لگایا تھا اُسنے ٹیکس مذکور کے ادا کرنے سے انکار کیا اور اُسپر میونسپلٹی نے استغاثہ حسب دفعہ ۸۴-ایکٹ بمبئی نمبر ۶ سنہ ۱۸۷۳ء کے کیا-

مجسٹریٹ مجوز نے یہ تجویز کی کہ ملزم مستوجب ادا کرنے صرف نصف اُس ٹیکس کا ہے جو لگایا گیا ہے اور موعی الیہ نے نا سپردہ کو روپیہ مذکور کے ادا کرنے کا حکم دیا-

برطبق اِسکے مجسٹریٹ ضلع نے استصواب ذیل ہائی کورٹ سے کیا-

آنریری مجسٹریٹ نے بجائے جاری کرنے وارنٹ حسب درخواست بنا بر وصول یابی بقایائے محصول کے شہادت اس امر کی لی کہ آیا اشخاص متعلقہ پر تشخیص صحیح طور پر کیگئی ہے یا نہیں یعنی آیا اُنکے نام صحیح فہرستوں یا درجوں میں قائم کئے گئے یا نہیں اور اُسنے یہ تجویز کی ہے کہ اُنپر تشخیص بہت زیادہ کی گئی ہے اور موعی الیہ نے کم رقم کے دلانے کا حکم دیا ہے-

دفعہ ۸۴-ایکٹ میونسپلٹی کے معنی پر لحاظ کرنے سے مجکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنریری مجسٹریٹ نے بالکل اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے ورنہ آنریری مجسٹریٹ تمام مقدمات محصول میونسپلٹی میں

* استصواب صیغہ فوجداری نمبر ۱۳۸ سنہ ۱۸۹۰ء

۱۸۹۱ء
میونسپلٹی احمدآباد
بنام
جمنا پونچا

حاکم اپیل ہو سکتا ہے [illegible] ایسی آسان ترکیب کے لایا جاسکتا ہے۔

نتیجہ ایکٹ میونسپلٹی [illegible] بنابر سماعت مقدمات اپیل بنا ر عدم تحصیل میونسپلٹی [illegible]

ایک [illegible] امر [illegible] مجسٹریٹ کے احمدآباد میں وصول ٹیکس بابت [illegible] سفارات بابت انکار ادائے ٹیکس [illegible]

اِس استصواب [illegible] سے کیا گیا ہے۔

شانتارام [illegible]

چمن لال [illegible]

ازعدالت [illegible] بابت نکالنے آب کثیف کے [illegible] یکم جون سنہ ۱۸۸۹ء [illegible] میونسپلٹی [illegible] ٹیکس بابت [illegible] کے ادا کرنے سے انکار کیا اور میونسپلٹی نے [illegible] مجسٹریٹ [illegible] ٹیکس مذکور حسب دفعہ ۸۴ - ایکٹ بمبئی نمبر ۶ سنہ ۱۸۷۳ء کے گذرانی۔ مجسٹریٹ نے [illegible] حسب قسم (و) دفعہ ویلی کے ذمہ وار صرف نصف اُس ٹیکس کا ہے جو [illegible] گیا ہے۔ مجسٹریٹ ضلع نے مقدمہ میں استصواب ہائی کورٹ سے کیا ہے کیونکہ انکی یہ رائے ہے کہ مجسٹریٹ کو جو تجویز کسی درخواست کی حسب دفعہ ۸۴ - ایکٹ میونسپلٹی کے کرنا ہو [illegible] نسبت مناسب ہونے کسی دعوی کے جو میونسپلٹی نے کیا ہو اعتراض کرے بلکہ اُسکو اپنا وارنٹ [illegible] ٹیکس کی بابت جاری کرنا چاہئے جو باقیدار پر لگایا گیا ہو۔ یہ بحث کی گئی ہے کہ ایسے مقامات میں مجسٹریٹ کارروائی عاملانہ اور منصفانہ کرتا ہے۔ ہم اس تعبیر قانون کو منظور نہیں کر سکتے ہیں۔ مجسٹریٹ کو حسب دفعہ ۸۴ - کے یہ اختیار دیا گیا ہے کہ ٹیکس بذریعہ کارروائی سرسری کے اُس طریق سے وصول کرے جو مجموعہ ضابطہ فوجداری نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء میں محکوم ہے یعنی کارروائی سرسری۔ "وہ کارروائی ہونی چاہئے جسکے لئے بابِ مجموعہ (ضابطہ فوجداری) میں حکم ہے۔ مجموعہ مذکورہ میں کوئی دوسرا حکم نہیں ہے جو بظاہر مقدمہ سے متعلق ہو

سنہ ۱۸۹۱ء
میونسپلٹی احمدآباد
بنام
جمنا پونچا

وکیل سرکار یہہ بحث کرتے ہیں کہ کارروائی محولہ وہ ہے جو دفعہ ۳۸۶ میں مندرج ہے جسمیں یہہ حکم ہے کہ جبکہ مجرم کو جرمانہ ادا کرنے کا حکم دیا جائے تو عدالت صادر کنندہ حکم سزا کو اختیار ہے کہ وارنٹ واسطے وصول رقم مذکور بذریعہ قرقی و نیلام کسی جائداد منقولہ کے جاری کرے جو متعلق مجرم ہو۔ اگرچہ حکم سزا میں یہہ ہدایت ہوتی ہے کہ بصورت نہ ادا کئے جانے جرمانہ کے مجرم قید کیا جائیگا۔ مگر یہہ راے مطابق نظیر عدالت ہذا بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام کرناشنکر بھائی شنکر (۱) کے نہیں ہے جس سے ظاہر ہے کہ کارروائیات روبرو مجسٹریٹ حسب دفعہ ۸۴ ایکٹ میونسپلٹی کے استغاثہ جات فوجداری ہیں۔ ایسے استغاثوں کی نسبت کارروائی مطابق قواعد متعلقہ تجاویز سرسری کے ہونی چاہئے۔ لہذا مجسٹریٹ پر لازم ہے کہ قبل اسکے کہ وہ باقیدار حاکم سزا ٹیکس سے ادا کرنے کا دے اپنا اطمینان کرے کہ کس قدر ذمہ داری قانونی نامبردہ پر ہے اور انہوں نے مقدمہ حال میں کارروائی بغیر اختیار کے بدیں وجہ نہیں کی کہ انہوں نے نسبت اصلیت روئداد کے تحقیقات کی مگر انہوں نے بغیر اسکے کہ اول بربنائے شہادت باضابطہ قلمبند شدہ کے یہہ تجویز کریں کہ بابت کے کوئی کھلا کنڈی اور کوئی حوض اسکے مکان میں نہیں تھا ٹیکس قائم کیا۔ وہ صرف بنائے تجویز مذکور کے قانوناً یہہ قرار دے سکتے تھے کہ مقدمہ قسم (ز) دفعہ ذیلی قواعد میں داخل تھا اور نہ جزو اول قسم (و) میں۔ حکم مجسٹریٹ کو منسوخ کرتے ہیں اور انکو یہہ ہدایت کرتے ہیں کہ وہ مقدمہ کی سماعت مکرر کریں۔

حکم منسوخ ہوا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس*

۴- اکتوبر ۱۸۹۲ء

پاروتی شنکر درگا شنکر (ابتدا مدعیہ) اپیلانٹ بنام بائی نول (ابتدا مدعا علیہا) رسپانڈنٹ

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۶۲- ریمانڈ (واپسی)- دستور- ضابطہ

مدعا علیہا نے ایک نالش بربنائے رہن میں اس دن جو سماعت کے واسطے مقرر تھا یہہ اپنی بیماری کے التوا کی درخواست کی اسکی یہہ درخواست نامنظور کیگئی- اور عدالت نے مقدمہ کی سماعت یکطرفہ کی اور ایک ڈگری بحق مدعی صادر کی- مدعا علیہا نے ڈسٹرکٹ جج کے ہاں اپیل کیا جس نے ڈگری کو منسوخ کر دیا- اور مقدمہ کو بربنائے اس وجہ کے واپس بھیجدیا کہ مدعا علیہا کی درخواست واسطے التوا کو منظور کرنا چاہئے تھا- بر طبق اپیل بحضور [illegible] ہائیکورٹ

(۱) نقل فوجداری نمبر ۵۶ مورخہ ۳- دسمبر سنہ ۱۸۸۵ء * اپیل نمبر ۳۸ سنہ ۱۸۹۱ء

۱۸۹۳ء
پاروتی شنکر
درگا شنکر
بنام
بائی نول

بمنسوخی حکم واپسی **تجویز** ہوئی کہ چونکہ نالش کی تجویز روئداد پر ہوئی تھی۔ ڈسٹرکٹ جج مقدمہ کو حسب دفعہ ۵۶۲ واپس نہیں بھیج سکتے تھے۔ بلکہ انکو لازم تھا کہ حسب دفعات ۵۶۸ و ۵۶۹ کارروائی کرتے۔

یہ اپیل بناراضی حکم واپسی مصدرہ جے بی ایلکاک صاحب جج ضلع سورت کے ہے نالش واسطے دلاپانے مبلغ الف مالیعہ ۵ روپیہ بابتی بربنائے رہن۔

مدعا علیہا بائی نول بیوہ بھوانی سنگھ گمان سنگھ نے درخواست التوا ے اس بنا پر گذرانی کہ وہ بیمار تھی اور اپنا بیان تحریری داخل نہیں کرسکتی تھی۔ عدالت نے ایک ماہ کی مہلت منظور کی۔ روز معینہ پر مدعا علیہا نے درخواست مہلت مزید کی گذرانی اور عذر اپنی بیماری علی الاتصال اور عدم موجودگی امداد کا بطور حیلہ کے کیا۔ عدالت نے درخواست نامنظور کی اور مقدمہ کی سماعت شروع کی۔ ڈگری بحق مدعی صادر ہوئی۔

مدعا علیہا نے اپیل کیا اور صاحب جج ضلع نے بمنسوخی ڈگری مقدمہ بنابر تجویز اس بنا پر واپس کیا کہ مدعا علیہا کی درخواست التوا منظور کی جانی چاہئے تھی۔

مدعی نے اپیل دائر کیا۔

گمنداس تلسیداس معرفتیا منجانب اپیلانٹ۔ صاحب جج کی رائے مقدمہ کے واپس کرنے میں غلط تھی واپسی صرف حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے ہوسکتی ہے۔ عدالت ماتحت نے مقدمہ امر ابتدائی پر فیصل نہیں کیا۔ مقدمہ کی سماعت کی گئی تھی۔ اور رہن از روئے شہادت کے ثابت کیا گیا تھا اور دعوی مدعی بربنائے رہن منظور کیا گیا۔ اگر کوئی نقص تجویز میں تھا تو صاحب جج ضلع کو لازم تھا کہ اُس نقص کو خود رفع کرتے۔

کالا بھائی للو بھائی منجانب رسپانڈنٹ۔ مقدمہ یکطرفہ فیصل کیا گیا اور اسلئے یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ وہ روئداد پر فیصل ہوا۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس۔ چونکہ جج ماتحت نے نالش روئداد پر فیصل کی اور نہ امر ابتدائی پر لہذا صاحب جج ضلع مقدمہ کو حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے واپس نہیں کرسکتے تھے بلکہ انکو کارروائی حسب ہدایت دفعات ۵۶۸ و ۵۶۹ کرنی چاہئے تھی۔ لہذا ہمکو حکم عدالت ماتحت کا منسوخ کرنا چاہئے۔ اور مقدمہ عدالت ماتحت اپیل میں واپس بھیجنا چاہئے۔ کہ وہ فیصلہ مطابق قانون کے کرے۔ خرچہ نتیجہ پر منحصر ہوگا۔

حکم منسوخ کیا گیا

صیغۂ اپیل دیوانی

بااجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس کینڈی صاحب جسٹس

ادمی نسپیل لون ایسوسی ایشن لمیٹڈ (مدعیان) بنام جارج بیلیم ہیتیج و یک کس دیگر (مدعاعلیہم)* ۶-اکتوبر ۱۸۹۲ء

مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۶۱۷ - استصواب ایک ڈگری کے اجرا میں - ڈگری مختتم -

اس سوال کی بابت جو باجرا ایک ڈگری پیدا ہو حسب دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے واسطے فیصلہ ہائیکورٹ کے استصواب نہیں کیا جاسکتا بجز اس صورت کے کہ ڈگری مختتم ہے -

یہ استصواب منجانب ڈبلیو بی کرکپ نیل صاحب جج عدالت کا نسولر مقام زنزبار حسب دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے ہے -

بعلت اجرائے ڈگری (نمبر ۱۶۴ سنہ ۱۸۹۱ء) مورخہ ۱۷ نومبر سنہ ۱۸۹۰ء جسکو ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر مقام بمبئی نے (بصیغہ ابتدائی) بمقام جارج بیلیم ہیتیج و یک کس دیگر کے صادر کیا تھا نصف تنخواہ جو ہیتیج کو نواب زنزبار سے بحیثیت کمانڈر فوج پولیس کے اسوقت ملتی تھی بمقام زنزبار قرق کرانے کی استدعا منجانب مدعیان کیگئی - مدعاعلیہ نے یہ بحث کی کہ ڈگری ہائیکورٹ ایک ڈگری عدالت ریاست غیر حسب دفعہ ۱۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے ہے اور اسلئے وہ جاری نہیں کیجا سکتی بلکہ صحیح طریقہ مدعیان کے لئے یہ تھا کہ وے نالش زنزبار میں بر بنائے اُس ڈگری کے دائر کرتے - صاحب جج عدالت کا نسولر زنزبار کی یہ رائے ہوئی کہ ڈگری انکی عدالت سے جاری ہو سکتی ہے مگر انہوں نے یہ امر واسطے فیصلہ ہائیکورٹ کے ارسال کیا -

مسٹر لوٹ کارنیک (بمعیت مسٹر چاک) منجانب مدعی - از روئے دفعہ زنزبار آرڈر اجلاس کونسل سنہ ۱۸۸۴ء کے احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) زنزبار سے متعلق کئے گئے ہیں اور از روئے دفعہ ۱ مجموعہ مذکور کے عدالت مقام زنزبار ایک عدالت ضلع اس مقام کی زیر حکومت ہائیکورٹ بمبئی کے قرار دیگئی ہے لہذا عدالت موصوف پر ڈگری مصدرہ ہائیکورٹ کا جاری کرنا لازم ہے -

مانک شاہ جے طالع یار خاں منجانب مدعاعلیہ - اگر یہ فرض کیا جائے کہ عدالت زنزبار ایک عدالت ضلع ہے تو صاحب جج عدالت مذکور کی

---

* استصواب دیوانی نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۹۲ء -

ستمبر ۱۸۹۲ء — ادینیپل لرن الیسوی ایشن لمٹڈ بنام چارلس جیلیم تھریج

نے دربارہ کرنے استصواب حسب دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کو غلطی ہے کیونکہ استصواب بموجب دفعہ مذکور کے صرف اُس وقت ہو سکتا ہے جبکہ ڈگری قطعی ہو لیکن یہ ڈگری جو زیر بار کو نفوذ اجرا بھی کی گئی تھی ایک ڈگری قطعی نہیں تھی وہ ڈگری ڈویژن بنچ کی ہے جسکی اراضی سے اپیل ہو سکتا ہے اور حکم جو بصیغہ اجرا سے اُس ڈگری کے ہوگا ایک ڈگری حسب دفعہ ۲۴۴ ہوگی جسکی نارامنی سے اپیل ہو سکیگا لہٰذا اس بحث کی نسبت استصواب نہیں کرنا چاہئے تھا۔

سار جنٹ صاحب چیف جسٹس۔ بحث جسکی نسبت استصواب صاحب جج عدالت کانسٹولر نے کیا ہے ایک ایسی بحث ہے جو اجرا ڈگری میں پیدا ہوئی ہے مگر دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) میں صرف اجازت استصواب واسطے فیصلہ اس عدالت کے بصیغہ اجرائے ڈگری کے ہے جبکہ ڈگری قطعی ہو کہ یہ صورت اس مقدمہ میں نہیں ہے لہٰذا صاحب جج عدالت کانسٹولر کو فیصلہ بحث مذکور کا خود کرنا چاہئے اور درخواست اجرا کا تصفیہ کرنا چاہئے۔ وہ فریق جس کو اس سے نقصان پہنچے بعد ازاں اپنا اپیل اس عدالت میں دائر کر سکتا ہے خرچہ شامل خرچہ مقدمہ کے ہوگا۔

اسکے مطابق حکم دیا گیا

صیغہ اپیل دیوانی

اکتوبر ۱۷ - سنہ ۱۸۹۲ء

باجلاس بیلی صاحب جسٹس (قائمقام) چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس

ونایک بار اماجی یانی (ابتدا مدعی) اپیلانٹ بنام سکھری دھرناڑن یانی (ابتدا مدعا علیہ) سپانڈنٹ*

صاحب زمین و اسامی۔ اسامی جو بعلم اور برضا صاحب زمین کے اراضی پر روپیہ صرف کرتی ہے۔ خاموشی۔ مانع تقریر مخالف۔ برطبق بیدخلی حق اسامی واسطے واپس وصول کرنے روپیہ صرف کردہ کے۔ عمارت استادہ بر اراضی کا بموجب پٹہ کے مقبوضہ ہونا۔ ایسی عمارت کا دور کر دینا۔

مدعا علیہ بعض اراضی پر باجازت مدعی جو مالک تھا قابض ہوا اور عمارت تعمیر کی اور اسپر اور طرح سے روپیہ خرچ کیا۔ مدعی اور مدعا علیہ رشتہ داران تھے اور ایک دوسرے کے قریب قریب رہتے تھے۔ مدعی ہمیشہ اراضی کو دیکھا کیا کرتا تھا اور اس امر سے واقف تھا جو مدعا علیہ کیا کرتا تھا لیکن کوئی اعتراض نہ کیا۔ ازاں بعد مدعی نے یہ فکر کرکے کہ مدعا علیہ سے اپنے (مدعی کے) استحقاق کا اقرار کرالے۔ مدعا علیہ کو (بلا کسی غلط بیانی یا فریب کے) یہ ترغیب دے کہ یادداشت لگان پر دستخط کردے۔ عدالت نے تجویز کیا کہ گو یادداشت لگان بالفاظ ایک پٹہ میعادی ایک سال تھا

* اپیل دوم نمبر ۳۹ سنہ ۱۸۹۱ء۔

دتاتریہ راجی پائی
بنام
سہری دہر نرائن پائی

تاہم فریقین کی یہ نیت نہ تہی کہ مدعاعلیہ بعد انقضائے سال مذکور کے یا کسی مابعد کے مطالبہ پر مدعی کو اراضی مذکور معہ اُن عمارتوں کے جو اُس نے مدعی کے مفہوم رضامندی سے تعمیر کی تہیں بلا وصول لینے اسقدر خرچ کے جو اُس نے برداشت کیا تہا حوالہ کردے اور کہ بعد تحریر یادداشت لگان کے مدعاعلیہ نے دیگر عمارت ہی بنائی تہیں اور مدعی کو اسبارہ میں علم تہا جس نے کوئی اعتراض نہ کیا۔

تجویز ہوئی کہ مدعی بلا ادا کرنے اسقدر روپیہ کے جو مدعاعلیہ نے صرف کیا تہا نہ تو قبضہ اراضی حاصل کرسکتا ہے اور نہ ان عمارتہا کو دور کرسکتا ہے۔ مدعی مدعاعلیہ کے دعوی کے انکار کرنیسے باز رکہا گیا ہے وہ خاموش رہا حالانکہ اُسکی اسامی اسکی اراضی پر اپنا روپیہ صرف کرتی تہی۔

یہ اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ایچ بیٹی صاحب قائممقام ڈسٹرکٹ جج رتناگری کے تہی۔

مدعی نے نالش واسطے دلاپانے مدعاعلیہ سے اراضی مع بقایائے لگان تین سال کے دائر کی۔ اُس نے بیان کیا کہ اراضی مذکور جز و اُسکے انعامت مراجی باغ کی تہی اور اُس نے اراضی مذکور مدعاعلیہ کو بذریعہ ایک کرایہ نامہ مورخہ ۱۲۔ اپریل ۱۸۸۰ع کے واسطے ایکسال کے دی تہی اور بعد انقضائے میعاد مذکور مدعاعلیہ نے برضامندی نامبردہ (مدعی) کے قبضہ کرلیا اور اسپر مکانات تعمیر کئے اُس نے بعد ازاں مدعاعلیہ سے درخواست عمارتوں کے دور کرنے اور اراضی کے چہوڑنے کی کی مگر مدعاعلیہ نے انکار کیا۔

مدعاعلیہ نے (منجملہ دیگر امور کے) یہ جوابدہی کی کہ کرایہ نامہ مناط نالش مدعی نے غلط بیانی سے حاصل کیا تہا اُس نے مدعی کے اسامی سالانہ ہونیسے انکار کیا اور بیان کیا کہ وہ مالک شریک اراضی کا مدعی کے ساتہہ ہے اُس نے بیان کیا کہ اُس نے دو مکانات اور ایک اصطبل تعمیر کئے ہیں اور ایک چاہ اراضی مذکور پر بعلم و بلا عذر مدعی کے کہودا تہا اور اسلئے وہ عمارات کے دور کرانے کی استدعا کرنے سے ممنوع ہے اُس نے یہ تسلیم کیا کہ اصطبل بعد تحریر کرایہ نامہ مناط نالش کے تعمیر کیا گیا تہا مگر یہ بیان کیا کہ دیگر عمارات بیشتر تعمیر ہوئی تہیں اُس نے یہ حجت کی کہ مدعی مستحق قبضہ نہیں ہے جبتک کہ وہ قیمت عمارات کی ادا نہ کرے۔

سبارڈنیٹ جج نے یہ تجویز کی کہ کرایہ نامہ مناط نالش بذریعہ کسی غلط بیانی یا فریب منجانب مدعی کے حاصل نہیں کیا گیا تہا اور انہوں نے دعوی قبضہ و بقایای لگان کا منظور کیا اور مدعاعلیہ کو اجازت دی کہ وہ تعمیرات اراضی سے دور کرے۔

دتاتریا راماجی پائی بنام سری دہرنرائن پائی

مدعاعلیہ نے اپیل کیا اور قائمقام صاحب ڈسٹرکٹ جج نے ڈگری بہ قرار دیگر ترمیم کی کہ مدعی مستحق قبضہ و دور کرانے عمارت کا صرف مدعاعلیہ کو مبلغ السنہ روپیہ کے ادا کرنے پر ہے جو تخمیناً خرچ عمارات کا ہے اپنی تجویز میں صاحب ڈسٹرکٹ جج نے یہ تحریر کیا۔

"گواہان مدعاعلیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ بہت عرصہ قبل تحریر کرایہ نامہ کے مکان تعمیر کیا گیا تھا اور گواہان مدعی میں بوجہ اختلافات و اشتباہات کے یہ امر خلاف قیاس نہیں ہے محض قیمت ان مکانات سے اس عدالت کو یہ بہت خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے کہ مدعاعلیہ نے انکو بعد نہ صرف امتناع منجانب مدعی بلکہ بعد اسکے کہ اُس نے قبولیت تحریر کرنے کی رضامندی ظاہر کی تعمیر کیا۔ یہ یقین کرنا مشکل ہے جیسا کہ گواہان مدعی نے تسلیم کیا ہے کہ مدعاعلیہ بقدر مبلغ ہمہ کے اُس اراضی پر جسکو مدعاعلیہ جانتا تھا کہ وہ اُسکی نہیں ہے بلا اُمید یا ترغیب لانے منجانب اصلی مالک کے کہ وہ کافی عرصہ تک اپنے خرچ کا عوض حاصل کرنیکے لئے قابض رہنے دیا جاویگا صرف کرتا چونکہ مدعی اس مقدمہ میں اس جگہ کے بہت قریب رہتا تھا اور برابر وہاں جایا کرتا تھا لہذا اُسکو ان مکانات کے تعمیر ہونے کا ضرور علم تھا جیسا کہ گواہان سے جو منجانب اُسکے پیش کئے گئے ہیں معلوم ہوتا ہے تاہم اُس نے کوئی عذر نہیں کیا اگر عمارات کرایہ نامہ کے بعد کی تہیں (جسکی نسبت مدعی بیان کرتا ہے کہ اس سے ایسی تعمیر ناجائز کا روکنا مقصود تھا) تو رضامندی مدعی بصورت عمارت قیمت مذکور شہادت نسبت معاہدہ ضمنی کے ہوگی ۔۔ صورت حال میں اراضی اغراض کاشت کے واسطے کارآمد نہیں معلوم ہوتی ہے عمارات از قسم چند روزہ نہیں تہیں بلکہ انمیں مکان سکونت و چاہ داخل تھا تعمیرات روبرو مدعی کے جاری تہیں وہ جانتا تھا کہ وہ ہو رہی ہیں اور اُنکا بنتا جانا دیکھتا تھا اُس نے کوئی عذر نہیں کیا تعمیرات مذکور آسانی سے دور نہیں کیجاسکتی تہیں وہ یہ نہیں سمجھ سکتا تھا کہ مدعاعلیہ کا یہ منشا تھا کہ وے صرف چند روز کے واسطے ہیں وے اقل درجہ قریب سال تک قایم رہیں اور تو بھی مدعی نے مدعاعلیہ سے اصرار نہیں کیا کہ وہ اراضی کو چھوڑ دے (مقابلہ کرو ویکلی رپورٹ جلد ۱۷ صفحہ ۴۷۶) کوئی جگہ کاشت کے واسطے نہیں رہی تھی اور گو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مکانات بعد تحریر کرایہ نامہ کے تعمیر کئے گئے تھے تو مدعاعلیہ صرف یہ باور کرکے عمل کرسکتا تھا اور مدعی نے کسی عذر مثبتہ یا اطلاعنامہ بیدخلی سے اس خیال میں خلل نہیں ڈالا) کہ کوئی منشاء تعمیر مذکور کے روکنے کا نہیں تھا

سنہ ۱۸۹۲

وناتر یا راجی بالی بنام سری ہرزائن بالگی

اگر عمارات قبل حوالگی کرایہ نامہ کے تعمیر کیگئی تہیں جیساکہ مدعاعلیہ نے بیان کیا ہی تو یہ معلوم ہوگا کہ قبل اسکے کہ مدعاعلیہ نے استحقاق مدعی تسلیم کیا مدعی نے اُسکو عمارات مذکور کی تعمیر پیش کرنے کسی عذر کے تکمیل کرلینے دی خاموشی و رضامندی ضمنی مدعی کے نامبردہ اس امر سے ممنوع ہوگا کہ بغیر پورا معاوضہ دینے کے وہ اُنکے دور کرنیکی استدعا کرے (رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۸ ویکلی رپورٹر جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۱)۔

مدعی نے اپیل دوم دائر کیا۔

دوجی باجی کہرے منجانب اپیلانٹ (مدعی) صاحب جج نے صاف طور پر وہ تاریخ تجویز نہیں کی ہے جبکہ مدعاعلیہ نے عمارات تعمیر کی تہیں اور یہ تجویز کی ہے کہ مدعی اسوجہ سے ممنوع ہے کہ وہ اُسوقت جبکہ یہ عمارات تعمیر ہوئیں ساکت رہا مگر محض ساکت رہنے سے امر مانع تقریر مخالف نہیں پیدا ہوتا ہے۔ مقدمات سدہیشر بنام راجندر راؤ (۱) داذبکارا بنام سوباجی پانڈورنگ (۲) وبسنت آپا بنام رانو (۳) ملاحظہ طلب۔ مقدمہ رامسڈن بنام ڈائسن (۴) مفید مدعی ہے عدالت ماتحت کو اس امر کی نسبت تجویز کرنی چاہئے تہی کہ آیا مدعی نے عمارات مذکور کے تعمیر کرنے کی ترغیب مدعاعلیہ کو دلائی۔ اسامی کو لازم ہے کہ اراضی اپنے زمیندار کو اسی حالت میں واپس دے جس حالت میں کہ وہ اُسوقت تہی جبکہ وہ اُسپر قابض ہوا۔

مانک شاہ جے طالع یارخاں منجانب رسپانڈنٹ۔ دعوی مدعی یہ تہا کہ مدعاعلیہ نے اراضی مذکور پر بعد تحریر کرایہ نامہ کے تعمیر کی مگر عدالت ماتحت نے اس بحث پر استدلال نہیں کیا ہے ہم کہتے ہیں کہ جبکہ زمیندار ساکت رہے اور اپنے اسامی کو عمارت پختہ اپنی اراضی پر تعمیر کرلینے دے تو وہ بعد ازاں اسامی سے عمارت کے دور کرنے پر اصرار نہیں کرسکتا ہے وہ ممنوع ہے ایسی صورتوں میں زمیندار مستحق صرف معاوضہ کا ہے مقدمہ بمبئی مادہب بنام جکیشن (۵) ملاحظہ طلب۔ اثر تجویز عدالت ماتحت کا یہ ہے کہ مدعاعلیہ نے اراضی مذکور پر مکان نیک نیتی سے یہ باور کرکے تعمیر کیا کہ مدعی تعمیرات کو قائم رہنے دیگا۔ یہ درست ہے کہ جب کوئی شخص بیجا طور پر کسی دوسرے شخص کی اراضی پر مکان تعمیر کرے تو وہ عمارات مذکور کے دور کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے مگر ہم مقدمہ ہذا میں مدعاعلیہ کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ اُسنے بیجا طور پر تعمیر کی بلکہ ضرور ہے کہ فریقین باہم اجنبی

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۴۶۳
(۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۱
(۳) ” ” ” جلد ۹ صفحہ ۸۶
(۴) لا رپورٹ ہوس آف لارڈس جلد ۱ صفحہ ۱۷۰
(۵) کلکتہ ویکلی رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۴۹۵ -

سنہ ۱۸۹۲ء

ناتریا راماجی بابی بنام سری ہرنرائن بابی

نہیں ہیں کے ایک ہی خاندان سے ہیں اور ایک دوسرے کے قریب رہتے ہیں اپنے بیان تحریری میں مدعا علیہ یہ بیان کرتا ہے کہ میں نے نیک نیتی سے یہ یقین کیا کہ اراضی مذکور میری مدعی کی مشترکہ مملوکہ تھی۔ واجی وباجی کہرے نے جواب دیا۔ اگر یہ بھی فرض کیا جاوے کہ مدعا علیہ نے مکانات قبل تحریر کرایہ نامہ کے تعمیر کئے تاہم صرف اس امر سے کہ اُس نے کرایہ نامہ تحریر کیا اُسکو ہوشیار ہو جانا چاہیئے تھا اور عمارات جدید کے بعد ازاں تعمیر کرنیسے باز رہنا چاہیئے تھا جبکہ اُس نے کرایہ نامہ لکھدیا تو وہ ہر صورت میں اس امر سے واقف ہو گیا کہ وہ محض ایک اسامی ہے اور نسبت استحقاق اراضی کے اُنکی غلط فہمی رفع ہونی چاہیئے تھی اگر اُس نے عمارات بعد تحریر کرنے کرایہ نامہ کے تعمیر کیں تو انصافاً اُسکو حق نہیں ہے مقدمات بینگ بنام آرمیٹج (۱) ڈیلمر بنام میر وغیرہ مقام ولینگٹن (۲) ملاحظہ طلب۔

کینڈی صاحب جسٹس ہماری دانست میں یہ سمجھنا چاہیئے کہ صاحب ڈسٹرکٹ جج نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ اس اراضی پر باجازت مدعی قابض ہوا اور جبکہ وہ اسطرح قابض تھا اُس نے مکان بصرف مبلغ ... تعمیر کیا اور ایک چاہ بصرف مبلغ ... تعمیر کیا اور چونکہ مدعی رشتہ دار مدعا علیہ کا تھا اور اُسکے قریب رہتا تھا اور ہمیشہ اُس جگہ جایا کرتا تھا لہذا اُسکو مکان وچاہ کے تعمیر ہونے کا علم تھا تاہم اُس نے کوئی عذر نہیں کیا اور بعد ازاں چونکہ مدعی کو مدعا علیہ کے ایک اقرار نسبت اپنے (مدعی) استحقاق اراضی کے حاصل کرنے کی فکر ہوئی لہذا اُس نے مدعا علیہ کو کرایہ نامہ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۸۱ء پر دستخط کرنے کی ترغیب دی اور اسمیں کوئی غلط بیانی یا فریب منجانب مدعی نہیں تھا لیکن اگرچہ کرایہ نامہ بلحاظ اُسکی عبارت کے پٹہ سادہ اراضی کا معہ درختوں کے ایک سال کیواسطے تھا تاہم منشای فریقین کا یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ مدعا علیہ بعد انقضای سال مذکور یا کسی تقاضائے بعد پر اراضی مذکور کو مع اُن عمارات کے جو مدعا علیہ نے برضامندی معنوی مالک اراضی کے تعمیر کی تھیں بغیر واپسی اُس روپیہ کے جو اُس نے اسطرح صرف کیا حوالہ کر دے اور بعد تحریر کرایہ نامہ کے مدعا علیہ نے ایک اصطبل اراضی مذکور پر بصرف مبلغ ... تعمیر کیا اور مدعی کو تعمیر اس مکان کا علم تھا مگر اُس نے کوئی عذر نہیں کیا۔ ان واقعات پر صاحب ڈسٹرکٹ جج نے یہ تجویز کی کہ مدعی اُس دعوے مدعا علیہ کے انکار کرنے سے ممنوع ہے

(۱) لا رپورٹ دیسی سیق صاحب جلد ۱۴ صفحہ ۷۸۔

(۲) مقدمات اپیل جلد ۹ صفحات ۹۹ لغایت ۱۱۷۔

دتاتر یا راماچی بابئی بنام سریتی ہرنرائن بابئی

کہ اسکو وہ روپیہ جو اُس نے عمارات کی تعمیر میں صرف کیا واپس ملے اور یہ عمارت زمیندار کے امید دلانے یا ترغیب پر تعمیر کیگئی ہوگی لہذا مومی الیہ نے مدعی کو مستحق قبضہ و دور کرانے تعمیرات کا صرف مدعا علیہ کو مبلغ الـ ... ادا کرنے پر قرار دیا۔

ہم خیال کرتے ہیں کہ واقعات مجوزہ صاحب ڈسٹرکٹ جج کی رو سے مقدمہ اندر اُن اصول کے داخل ہوتا ہے جنکو لارڈ کنگس ڈون نے بمقدمہ رامسڈن بنام ڈائسن (۱) بیان کیا ہے اور بعدازاں جنکی توضیح پریوی کونسل نے بمقدمہ بلیر بنام میر وغیرہ مقام ولینگٹن (۲) کی ہے اسمقدمہ میں خاص حالات ہیں یعنی رشتہ داری قریب فریقین کی اور انکا ایک دوسرے کے نہائت قریب رہنا اور انکا اراضیات قرب جوار کا ہونا جنسے یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ مدعی نے اپنے طریق عمل سے تعمیر مکان وچاہ کو منظور کر لیا اور امید و ترغیب مدعا علیہ کو دی کہ وہ اراضی مذکور پر بامن قابض رہیگا یا اقل درجہ بغیر دیئے جانے معاوضہ معقول اس روپیہ کے جو اُسنے صرف کیا وہ بیدخل نہیں کیا جاویگا۔

لہذا ہم خیال کرتے ہیں کہ مقدمہ حال ایک ایسا مقدمہ ہے جسمیں حق انصاف کا دعوی کیا جا سکتا ہے کیونکہ زمیندار خاموش رہا اور اُسکے اسامی نے روپیہ اُسکی اراضی پر صرف کیا اور چونکہ کوئی نزاع نسبت اُس طریق کے نہیں ہے جس سے حق رسی ہونی چاہئے لہذا ہم ڈگری صاحب ڈسٹرکٹ جج کو معہ خرچہ بحال رکھتے ہیں۔

ڈگری بحال رکھی گئی۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس

نرائن لکشمن (ابتدأ مدعی) اپیلانٹ بنام بابو ولد ہیبت راؤ وغیرہ (ابتدأ مدعا علیہم) رسپانڈنٹان ٭

رجسٹری۔ بایع و مشتری۔ تقدم۔ نوٹس قبضہ خریدار مابعد باطلاع حاصل کرنے قبضہ اور ادا کرنے رہن کے حق دلاپانے اس رقم کا جو رہن کے ادا کرنے میں صرف کیگئی ہے۔

مدعی نے نالش واسطے حصول اراضی کے جو نامبردہ نے ۱۸۶۸ء میں مدعا علیہ اول سے خریدی ہتی اور جو مقبوضہ مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ و ۴ کے ہتی دائر کی

---

(۱) لا رپورٹ ہوس آف لارڈس جلد ۱ صفحہ ۱۷۰۔ (۲) مقدمات اپیل جلد ۹ صفحہ ۱۰۷۔

٭ اپیل دوم نمبر ۷۰۴ سنہ ۱۸۹۲ء۔

دستاویز انتقال بنام مدعی باضابطہ طور سے رجسٹری ہوگئی۔ مدعا علیہ سوم نے جزو اراضی مذکور کا بروے بیع بحق خود واقع ۱۸۸۳ء منجانب مدعا علیہ اول کے دعوی کیا۔ اُسکے نام کی دستاویز انتقال بہی باضابطہ رجسٹری شدہ تہی۔ مدعا علیہ سوم نے باقی اراضی کا بروے بیع بحق خود منجانب مدعا علیہ اول بعد بیع بحق مدعی جسکی بابت اُسکو کوئی علم نہ تہا دعوی کیا۔ اُس نے اپنے قابض ہونے کے واقعہ پر استدلال کیا اور بیان کیا کہ زر ثمن جو اُس نے بابت اراضی مذکور کے ادا کیا تہا مدعا علیہ اول نے اُس مرتہن کو ادا کرنے میں صرف کیا ہی جو بتاریخ اُسکی خرید کے قابض تہا۔ اُس نے بہر کیف اس رقم کو واپس وصول لینے کا دعوی کیا ہے۔

تجویز ہوئی (۱) کہ مدعی اراضیات مقبوضہ مدعا علیہ سوم کا مستحق نہ تہا کیونکہ موخر الذکر اول خریدار دستاویز انتقال باضابطہ رجسٹری شدہ کے تہا۔

(۲) مدعی اراضی مقبوضہ مدعا علیہ چہارم کا مستحق تہا جسکی نسبت یہ خیال ضرور کیا جا سکتا ہے کہ اُس نے باطلاع مقدم خرید مدعی کے خرید کی تہی جہانتک کہ دستاویز انتقال بنام موخر الذکر رجسٹری شدہ تہی۔

(۳) کہ اگر مدعا علیہ چہارم کا زر ثمن اُس رہن کے ادا کرنے میں صرف ہوا تہا جو مدعی کے بصورت دیگر ادا کرنا تہا پس مدعی مدعا علیہ چہارم کو اسقدر زر ثمن ادا کئے بغیر جو اسطرح سے صرف ہوا تہا انصافاً اراضی مذکور واپس نہیں لا پا سکتا۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ جی سی ہویٹ ورتہہ صاحب ڈسٹرکٹ جج خاندیس۔

مدعی نے نالش واسطے دلاپانے اراضی مقبوضہ مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ و ۴ کے دائر کی اُس نے بیان کیا کہ میں نے اُسکو مدعا علیہ اول سے بذریعہ ایک دستاویز رجسٹری شدہ مورخہ ۱۶ جولائی ۱۸۸۶ء کے خرید کیا ہے۔

مدعا علیہم اول و دوم حاضر نہیں ہوئے۔

مدعا علیہ سوم نے بیان کیا کہ میں نے جزو اراضی مذکور کا ۲ ستمبر ۱۸۸۵ء کو بذریعہ ایک دستاویز رجسٹری شدہ تاریخ مذکور کے ایک شخص مسمی بہادر پرشاد کہانکریا سے خرید کیا ہی جسکے ہاتہہ پیشتر مدعا علیہ اول نے پیشتر اراضی مذکور کو بیع کیا تہا۔

مدعا علیہ چہارم نے بیان کیا کہ اُس نے باقی اراضی دسمبر ۱۸۸۵ء میں مدعا علیہ اول اور اُسکے پسر سے بعوض مبلغ ۵۰۰ روپیہ خرید کی ہتی اور قبضہ حاصل کیا تہا اور اُسکو اطلاع خریداری مدعی کی نہیں ہتی اور زر ثمن جو اُس نے ادا کیا تہا مدعا علیہ اول نے یہ ادائے مطالبہ بہادر پرشاد کہانکریا کے صرف کیا جو مرتہن بالقبض تہا۔

سب آرڈینیٹ جج نے یہ تجویز کی کہ بیع موسومہ مدعی موقوعہ ۱۸۸۶ء ثابت ہے مگر مدعی بمقابلہ مدعا علیہ سوم کے قبضہ نہیں پا سکتا کیونکہ شخص آخر الذکر بذریعہ بیع ما قبل موسومہ اپنے قابض ہے اور وہ بمقابلہ مدعا علیہ چہارم کے ڈگری نہیں پا سکتا

۱۸۹۲ء
نرائن لکشمن
بنام
بابو ولد بہت راؤ

کیونکہ شخص آخر الذکر کو وہ مشتری مابعد تہا قبضہ حاصل کرچکا ہے -

لہذا دعوی مدعی کا نامنظور کیا گیا -

برطبق اپیل منجانب مدعی صاحب ڈسٹرکٹ جج نے ڈگری کو بحال رکہا -

مدعی نے اپیل دوم دائر کیا -

مانک شاہ جہانگیر طالع یار خان منجانب اپیلانٹ (مدعی) دونوں عدالتہاے ماتحت نے یہ تجویز کرنے میں غلطی کی کہ جہانتک کہ مدعا علیہ نمبر ۴ سے سروکار ہے ہم مستحق تقدم کے اسوجہ سے نہیں ہیں کہ گو ہمارا بیعنامہ رجسٹری شدہ تہا مگر اُسکے ساتہہ قبضہ نہیں دیا گیا ہمارا بیعنامہ مورخہ ۱۶ جولائی ۱۸۸۲ء ہے اور اُسیکے دوسرے روز رجسٹری ہوئی چونکہ بیعنامہ رجسٹری شدہ تہا لہذا مدعا علیہ کو جبکہ اُس نے جائداد دسمبر ۱۸۸۳ء میں خرید کی ہمارے بیع کا علم تہا اور اسلئے ہم مستحق تقدم کے ہیں مقدمات لکشمن داس بنام دہرتہہ (۱) و رادہا بائی بنام شامراد (۲) داگر چند بنام رکہما (۳) ملاحظہ طلب -

رسپانڈنٹان نمبر ۱ و ۲ (مدعا علیہما نمبر ۱ و ۲) حاضر نہیں ہوئے -

مہادیو چمناجی آپٹے منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۳ (مدعا علیہ نمبر ۳) ہردو عدالتوں نے یہ تجویز کی کہ ہماری خریداری ثابت ہے اور خریداری مدعی سے پہلے کی ہے لہذا وہ ہماری اراضی مقبوضہ پر قبضہ نہیں پاسکتا -

دہوندو شامراد گارو (مع واجی اباجی کہرے) منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۴ (مدعا علیہ نمبر ۴) بموجب دہرمشاستر کے اُس استحقاق پر جسکے ساتہہ قبضہ ہو استحقاق ماقبل پر جسکے ساتہہ قبضہ نہو غالب نہیں آسکتا ہے بلحاظ قبضہ کے ہبہ و بیع ایک ہی قسم کی ہوتی ہیں مقدمات للو بہائی بنام بائی امرت (۴) وکالی داس ملک بنام کنہیا لال پنڈت (۵) ملاحظہ طلب - رجسٹری بمنزلہ قبضہ کے نہیں ہے مقدمہ بابد لو بہٹ بنام نرائن واجی وسلے (۶) ملاحظہ طلب -

---

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۱۶۸ -

(۲) " " " جلد ۸ صفحہ ۱۶۸ -

(۳) " " " جلد ۲ صفحہ ۶۷۸ -

(۴) " " " جلد ۲ صفحہ ۱۹۹ -

(۵) لا رپورٹ ایسکا ہند جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۸ -

(۶) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۱۳۱ -

سنہ ۱۸۹۲ع نرائن لکشمن بنام بالو لعل سیت بلگو

ہمنے زر رہن بہادر پرشاد کا اپنے روپیہ سے ادا کیا اور اسلئے اپیلانٹ کو قبضہ بغیر واپسی ہمارے اُسی روپیہ کے جو ہم نے ادا کیا نہیں دلانا چاہئے اگر ہم زر رہن ادا نہ کرتے تو اپیلانٹ کو وہ روپیہ ادا کرنا پڑتا۔ مقدمہ محمد سمل بنام سیو کرام (۱) ملاحظہ طلب۔

مانک شاہ جے طالع یار خاں نے جواب دیا۔ مقدمہ لکشمن داس بنام دسرت مین نسبت امر قبضہ و رجسٹری کی کامل طور پر بحث کیگئی تھی اور تجویز کیگئی تھی کہ رجسٹری مساوی قبضہ کے ہے۔ رسپانڈنٹ نمبر ۲ محض ایک شخص اجنبی ہے اور اسپر زر رہن کا ادا کرنا لازم نہیں ہے مزید براں اُسنے انتقال مرتہن سے نہیں لیا ہے لہذا وہ اس امر پر اصرار نہیں کرسکتا ہے کہ اُس کو زر رہن ادا کیا جائے۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس۔ فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ لکشمن داس سروپ چند بنام دسرتھ (۲) سے جسکی تقلید مقدمہ اگر چند گمان چند بنام رگھناتھ ہنمنت (۳) میں کیگئی تھی ظاہر ہے کہ چونکہ دستاویز قبالہ مدعی کی رجسٹری ہو چکی تھی جبکہ مدعا علیہ چہارم نے خریداری کی لہذا شخص آخر الذکر کی نسبت یہ تصور کرنا چاہئے کہ اسکو اسکی اطلاع تھی اور اسوجہ سے وہ دعویٰ تقدم اس بنا پر نہیں کرسکتا کہ خریداری مدعی کی ساتھ قبضہ نہ تھا ہم یہ تحریر کرسکتے ہیں کہ مقدمہ للو بھائی مور چند بنام بائی امرت (۴) میں بیعنامہ ماقبل پر جو بلا قبضہ تھا اسوقت تک رجسٹری نہیں ہوئی تھی کہ خریداری مابعد عمل میں آچکی پس اثر رجسٹری کا کہ اطلاع نہ تھی پیدا نہیں ہوا لیکن اگر زر ثمن مدعا علیہ چہارم کا جزواً باداے زر رہن موقوعہ سنہ ۱۸۶۱ع بہادر پرشاد کے صرف کیا گیا تھا جو مدعی کو دیگر تیج پر ادا کرنا پڑتا تو مدعی انصافاً پابند ہو بغیر ادا کرنے مدعا علیہ چہارم کو اسقدر زر ثمن کے جو اسطور پر صرف کیا گیا ہو نہیں پاسکتا دیکھو مقدمہ محمد سمل بنام سیو کرام (۱) ملاحظہ طلب۔

پس ہم ڈگری جز نسبت مدعا علیہ سوم کے کہ جسکی نسبت وہ بحال رہنی چاہئے منسوخ کرنی چاہئے اور مقدمہ کو واسطے فیصلہ جدید کے نسبت دیگر مدعا علیہم کے واپس بھیجنا چاہئے اپیلانٹ مدعا علیہ سوم کو اسکا خرچہ ادا کرے اور باقی خرچہ مطابق نتیجہ اپیل کے عاید ہوگا۔

ڈگری جزواً منسوخ کیگئی

---

(۱) لا رپورٹ اپیلہای ہند جلد ۲ صفحہ ۱۷۔ (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۱۶۸

(۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۵۹۴۔ (۴) " " " جلد ۱۲ صفحہ ۲۹۹۔

۱۷- اکتوبر ۱۸۹۲ء

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سرچارلس سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس

نانک پرسوتم کھیلادو (ابتداءً مدعی) اپیلانٹ بنام گند ہرب فتح لال گوکلداس (ابتداءً مدعاعلیہ) رسپانڈنٹ *

حق استفادہ - حق راستہ - استعمال قدیم - حق استعمال قدیم مدعاعلیہ نسبت اس امر کے کہ مدعی کی اراضی پر اپنے درختان کی شاخیں لٹکتا رکہے - حق مدعاعلیہ نسبت جانے اوپر اراضی مدعی کے واسطے جمع کرنے میوہ درختان کے - درختان کی شاخوں کو لٹکتا رکہنے کے حق سے علیحدہ ہے اور اُسکے ساتھ شامل نہیں -

چونکہ مدعاعلیہ کو مدعی کی اراضی پر درختان کی شاخیں لٹکتا رکہنے کا حق حاصل تہا عدالتہائے ماتحت نے تجویز کیا کہ اسکو مدعی کی اراضی پر جاکر میوہ درختان جمع کرنیکا حق حاصل ہے - بربنائے اسوجہ کے کہ مدعی کی اراضی پر اُسکے درختان کی شاخیں لٹکتے رہنے کے حق استعمال قدیم کے ساتھ ایک "مشمولہ" حق متمتع ہونے شاخوں درختان سے ایک بہتر ممکن طریق میں موجود ہے (بمنسوخی ڈگری عدالتہائے ماتحت) تجویز ہوئی کہ حق مدعی کی اراضی پر جاکر میوہ جات شاخوں سے چننے کا اراضی پر شاخوں کے لٹکتے رہنے کے استعمال قدیم سے بالکل جداگانہ ہے اور بوجہ اس امر کہ حق مذکور کی حدود کے اندر سے موخرالذکر حق کے ساتھ مشمولہ نہیں کیا جا سکتا -

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ وینکٹ راو دار التعام دار قایممقام جنٹ جج احمد آباد -

مدعی نے نالش (اول) واسطے اس استقرار کے کہ مدعاعلیہ مستحق نہیں ہے کہ وہ اراضی مدعی پر بغرض ملاحظہ کرنے اپنی خاص دیوار کے جو اُس نے حال میں تعمیر کی تہی اور بغرض چننے ثمرات اپنے درختوں کے جنکی شاخیں اراضی مدعی پر لٹکتی تہیں جاوے (دوم) واسطے حکم امتناعی کے کہ مدعاعلیہ اراضی مذکور پر بنا بر اغراض مذکور جانے سے باز رکہا جاوے دائر کی -

مدعاعلیہ نے حجت کی کہ مجہکو بوجہ استعمال زمانہ دراز کے استحقاق رستہ اوپر اراضی متنازعہ کے حاصل ہو گیا اور کوئی دوسرا رستہ نہیں ہے جس سے میں جاکر اپنی دیوار دیکھ سکوں اور ثمر درختان لے سکوں -

سب آرڈینیٹ جج درجہ دوم صاحب این این ناناوتی نے ڈگری بعبارت ذیل صادر کی :-

"مدعاعلیہ کو کوئی استحقاق نہیں ہے کہ اراضی مدعی پر ہر وقت و ہر موقع پر بجز اس قسم کے کہ جب اپیل حال اور جب بضرورت شاخوں یا لکڑی کو دور کرنیکی یا مرمت کرنے دیوار وغیرہ کی پیدا ہو جاوے اور مدعاعلیہ اراضی مدعی

سنہ ۱۸۹۲ء
نانک بہ سوتم گھیلا
بنام
گندھرب تیج لال
گوکلداس

پر اوقات مذکور میں باجازت مدعی جاوے جس سے مدعی کو انکار نہ کرنا چاہیے"

بنا راضی ڈگری مذکورہ بالا کے مدعی نے اپیل روبرو عدالت ضلع کے کیا اور مدعا علیہ نے عذرات مخالف بموجب دفعہ ۵۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے پیش کئے۔

قائمقام جائنٹ جج نے امور تنقیح طلب مذکور کی نسبت یہ تجویز کی (اول) کہ مدعا علیہ کو استحقاق زمین مدعی پر گذر کا حاصل ہے (دوم) نسبت نوعیت استحقاق مذکور کے کوئی کافی مواد مسل میں استحقاق قطعی بینہ مدعا علیہ ثابت کرنے کے لیے نہیں ہے۔

اسلئے صاحب جج نے ڈگری بدین تحریر بحال رکھی۔

درختان متنازعہ بہت پرانے ہیں اور انکی شاخیں اراضی مدعی پر بلعہ یا ۔ سال سے دور تک ٹنگ رہی ہیں اسکے پیشروان استحقاق مستحق تھے کہ ان شاخوں کو اراضی مدعی پر پھیلنے سے روکتے اس استحقاق میں ضمناً استحقاق حاصل کرنے فائدہ کا شاخہای مذکور سے بطریق عمدہ ترین جو ممکن ہو داخل ہے اور اس استحقاق سے استفادہ نہیں ہو سکتا ہے بجز اسکے کہ اراضی مدعی پر بوقت ضرورت گذر ہو اندریں صورت میں خیال کرتا ہوں کہ مدعا علیہ زمین مدعی پر بغرض سیر جانیکا مستحق ہے کہ استحقاق بالا کا استعمال اور اپنی دیوار وغیرہ کا بجانب کو ملاحظہ کرے اور دیگر حقوق کا جو ضروری ہوں استعمال کرے۔

مدعی نے اپیل دوم دائر کیا

چمن لال اتیج سیتل واد منجانب اپیلانٹ (مدعی) شاخہای درختان مدعا علیہ اپنی اراضی پر اسوجہ سے ٹنگنے ندیں کہ انسے ہمکو کوئی تکلیف نہ ہوتی مگر شاخہای مذکور کے ٹنگنے دینے سے مدعا علیہ کو یہ استحقاق نہیں ہو سکتا ہے کہ ہماری اراضی پر آکر ثمر توڑے اور اپنی دیوار ملاحظہ کرے دیوار کو رسپانڈنٹ نے اپنی خاص اراضی پر بزمانہ قریب سنہ ۱۸۸۱ء میں تعمیر کیا ہے دیوار تنہا اسی کی ہے اور اگر وہ اسکو دیکھنا چاہتا ہے تو وہ بغیر ہماری اراضی پر آنیکے دیکھ سکتا ہے۔

راؤ صاحب واسدیو جگن ناتھ کرتیکار (وکیل سرکار) منجانب رسپانڈنٹ (مدعا علیہ) عدالت ہائے ماتحت نے یہ تجویز کی کہ ہم اراضی مدعی پر جانے کے مستحق بذریعہ ایک استحقاق ضمنی کے استفادہ اپنی جائداد کے ہیں اگر ہمکو استحقاق حاصل ہو گیا ہے (اور عدالتہائے ماتحت نے تجویز کی ہے کہ وہ ہو گیا ہے) کہ ہماری

سنہ ۱۸۹۲ء
مانک پرشوتم گھیلا
بنام
گندہرب تیج لال
گوکلداس

شاخیں اراضی مدعی پر لٹکتی رہیں تو ہم کہتے ہیں کہ ہمکو استحقاق اُسکی اراضی پر اس غرض سے جانیکا بھی حاصل ہوگیا ہے کہ ثمر شکستہ ہوئی شاخوں سے توڑیں مقدمہ الیسو بہائی بنام دامودر (۱) ملاحظہ طلب
فی الواقع ہم دعوی استحقاق راستہ کا اوپر اراضی اپیلانٹ کے کرتے ہیں۔

استعمال جو اجازت کی حد تک پہونچتا ہے از قسم حق آسایش اگرچہ وہ ٹہیک حق آسایش کی حد تک نہیں پہونچتا جسکو صحیح طور پر حق آسایش کہتے ہیں۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس - ہر دو عدالتہا ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ مدعا علیہ کو یہ حق از روی شد آمد قدیم حاصل ہو گیا کہ اُسکے درختوں کی شاخیں اراضی مدعی پر لٹکتی رہیں اور شہادت سے استحقاق شد آمد قدیم راستہ مدعا علیہ کا اوپر اراضی مدعی کے ثابت نہیں ہوتا ہے مگر عدالتہای موصوف نے یہ تجویز کی ہے کہ اُسکو استحقاق اراضی مدعی پر اس غرض سے جانیکا کہ وہ ثمر درختان جمع کرے اس بنا پر حاصل ہے کہ اس استحقاق شد آمد قدیم میں کہ اُسکے درختوں کی شاخیں اراضی مدعی پر لٹکتی رہیں یہ ضمنی استحقاق داخل ہے کہ وہ شاخوں سے فائدہ بطریق عمدہ ترین جو ممکن ہو حاصل کرے اور ایسا بجز اس صورت کے کہ وہ اراضی مدعی پر جا نہیں سکتا ہے ہم اس رای سے اتفاق نہیں کر سکتے ہیں استحقاق اراضی مدعی پر واسطے توڑنے ثمر شاخوں کے جانیکا بالکل اس استحقاق قدیم سے مختلف ہے کہ شاخہای مذکور اراضی پر لٹکنے دیجائیں اور وہ حق ضمنی استحقاق آخر الذکر کا اس معنی میں نہیں کہا جا سکتا کہ وہ استحقاق مذکور میں داخل ہے گو مدعا علیہ کے لئے یہ حق جاہے جسقدر مفید بلکہ ضروری بدیں غرض ہو کہ وہ فائدہ شاخوں سے جو اسطرح پر لٹکتی ہوں پورے طور پر حاصل کر سکے۔

نسبت اس استحقاق مدعا علیہ کے کہ وہ اراضی پر واسطے مرمت کرنے دیوار کے جاوی ظاہر نہیں ہے کہ کس بنا پر عدالت ماتحت اپیل نے اُسکو منظور کیا ہے دیوار مذکور ایک دیوار مشترک یا ایسی دیوار نہیں ہے جسکا درست رکہنا مدعی پر لازم ہو اور اگر مدعا علیہ اُسکی مرمت کرنا چاہتا ہے تو اُسکو بغیر مداخلت اوپر اراضی اپنے ہمسایہ کے مرمت کرنی چاہئے۔

لہذا ہمکو ڈگری عدالت ماتحت منسوخ کرنی چاہئے اور استقرار مستدعیہ عطا کرنا چاہئے اور مدعا علیہ کو بروے حکم امتناعی کے اراضی مدعی پر واسطے اغراض مندرجہ عرضی دعوی کے جانے سے باز رکہنا چاہئے اپیلانٹ اپنا خرچہ کل مقدمہ کا پاوے۔

ڈگری منسوخ ہوئی

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۵۵۲ -

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و ٹیلنگ صاحب جسٹس

۱۷ اکتوبر ۱۸۹۲ع

بمعاملہ رتن لال رنگیلداس ٭

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعات ۵۱۷ و ۵۲۳ - جائداد جو پولیس نے باثناء دائر رہنے کسی تحقیقات یا تجویز حسب ایک وارنٹ تلاشی مجریہ عدالت کے گرفتار کی ہو - اختیار مجسٹریٹ بنسبت کارروائی کرنے بابت ایسی جائداد کے جس حالتمیں کہ کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا گیا -

دفعہ ۵۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع) اُس جائداد سے متعلق نہیں ہے جو روبرو کسی عدالت کے باثنا کسی تحقیقات یا تجویز بموجب وارنٹ تلاشی مجریہ عدالت مذکور حسب دفعہ ۹۶ مجموعہ مذکور کے پیش کیگئی ہو ایسی جائداد سے تنہا دفعہ ۵۱۷ متعلق ہوگی اگر اس بارہ میں کوئی جرم تجویز نہو تو عدالت کوئی حکم صادر نہیں کر سکتی - جائداد مذکور اُس قبضہ میں واپس دیجانی چاہیئے جس سے یہ آئی ہے -

مضمون دفعہ ۵۲۳ اس جائداد سے محدود کیا جانا چاہیئے جو پولیس نے بتحریک خود بتعمیل اختیارات مفوضہ بروئے قانون گرفتار کی ہو مثلاً حسب دفعہ ۵۱ یا ۵۴ یا ۱۶۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے -

از ٹلنگ صاحب جسٹس - حسب دفعہ ۵۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مجسٹریٹ کو لازم کہ قبل از صدر کسی حکم متعلقہ حق نہ صرف مالکانہ بلکہ قبضہ جائداد کے جو پولیس نے گرفتار کی ہو تحقیقات رجوع کرائے -

درخواست بہ استدعا حسب دفعہ ۴۳۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع)

واقعات مقدمہ حسب ذیل ہیں - مسماۃ گلاب بائی نے ایک استغاثہ بعدالت مجسٹریٹ درجہ اول مقام سورت بنام اچھارام رسکداس و آتم رام اچھارام بالزام خیانت مجرمانہ بابت بعض زیورات و جواہرات جو نامبردگان کو واسطے فروخت کے سپرد کیئے گئے تھے دائر کیا -

بہ تعمیل ایک وارنٹ تلاشی مجریہ مجسٹریٹ حسب دفعہ ۹۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع) پولیس نے بعض جواہرات جو منجملہ سامان کے ایک سائل رتن لال رنگیلداس کے قبضہ میں تھے گرفتار کیئے -

دیگر سائل اچھارام ملہہ نے پولیس کو بفور اُنکے پہنچنے معہ وارنٹ تلاشی کے بعض زیورات طلائی جنکو نامبردہ بیان کرتا ہے کہ ملزمان میں سے ایک نے اُسکے پاس گرو رکھے تھے حوالہ کیئے -

مجسٹریٹ نے بعد تجویز مقدمہ بموجب شہادت کے جو اُنکے روبرو پیش ہوئی تھی ملزمان کو بدیں تجویز رہا کیا کہ کسی خیانت مجرمانہ کا ارتکاب ملزمان نے نہیں کیا -

٭ بمعاملہ نظر ثانی فوجداری نمبر ۱۳۳ سنہ ۱۸۹۲ع -

بمقابلہ رنگیلہ

نسبت مال پیش شدہ کے جسکو پولیس نے گرفتار کیا تھا مجسٹریٹ نے دوران تجویز میں بلا کرنی کسی تحقیقات کے ایک حکم حسب دفعہ ۵۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری صادر کیا کہ وہ مستغیث کے حوالہ کردیا جاوے۔ وہ حکم حسب ذیل ہے:۔

"اب میں مال کی نسبت تجویز کرتا ہوں جسکو پولیس نے ایسے حالات میں گرفتار کیا جن سے ارتکاب جرم حسب دفعہ ۵۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کا شبہ پیدا ہوتا تھا تمام مال گرفتار شدہ کا مملوکہ مستغیثہ ہونا وافر طور سے ثابت ہوا ہے اور اسمیں سے بیشتر خصوصاً جواہرات کا ملکیت مستغیثہ ہونا تسلیم ہو چکا ہے لہذا میں حکم دیتا ہوں کہ تمام مال پیش شدہ عدالت بعد ایک ماہ کے یعنی بعد اختتام مدت اپیل کے مستغیثہ کو واپس دیا جاوے"

بناراضی اس حکم کے سائلان نے جنکے قبضہ سے مال پولیس نے لیا تھا اپیل صاحب سشن جج کے روبرو کیا لیکن مشارٌالیہ نے دست اندازی کرنے سے اس بنا پر انکار کیا کہ مجسٹریٹ کا حکم حسب دفعہ ۵۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے صحیح تھا۔

برطبق اسکے سائلان نے بحضور ہائیکورٹ بصیغہ نظر ثانی درخواست پیش کی۔

گنپت سداشیو راؤ مینی نسبت سائلان۔ دفعہ ۵۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری اس مقدمہ سے متعلق نہیں ہے وہ ایسے مال سے جسکو پولیس بذریعہ وارنٹ تلاشی حسب دفعہ ۹۶ مجموعہ مذکور گرفتار کرے متعلق نہیں ہے۔ ایسی صورت میں گرفتاری پولیس کی اطلاع مجسٹریٹ کو ضروری نہیں ہے کیونکہ گرفتاری خود مشارٌالیہ کے حکم سے ہوئی ہے۔ دفعہ ۵۲۳ صرف اُن صورتوں سے متعلق ہے جو اسمیں صریحاً مخصوص ہیں۔ موجودہ صورت اسمیں داخل نہیں ہے ایسی صورت میں مال اُن اشخاص کو واپس دیا جانا چاہیے جنکے قبضہ سے دوران تجویز میں وہ لے لیا گیا تھا دیکھو بمقابلہ پونا بائی (۱) و مقدمہ ملکہ معظمہ بنام کوساکوم لکشمن (۲) ملکہ معظمہ بنام احمد (۳) لیکن بغرض اسکے کہ دفعہ ۵۲۳ مقدمات مذکورہ سے متعلق ہے مجسٹریٹ کو لازم ہے کہ حسب دفعہ مذکور تحقیقات کرے کہ کون شخص قبضہ کا مستحق ہے قبل اسکے کہ مال کی بابت کوئی حکم دے یہ تحقیقات مقدمہ ہذا میں نہیں کیگئی

(۱) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۳۰۶۔

(۲) نظائر فوجداری مورخہ ۲۴ اپریل ۱۸۸۴ء۔

(۳) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۴۴۸۔

بمقابلہ رتن لال رنچھوڑ داس

مجسٹریٹ نے مال کے مستغیثہ کو دیئے جانیکا محض اسوجہ سے حکم دیا کہ اُنہوں نے یہ تجویز کی کہ مسمات اسکی مالک ہے یہ صاف طور پر غلط ہے حسب دفعہ ہذا عدالت کو یہ تجویز کرنی چاہیئے کہ مال کے قبضہ کا حق کسکو ہے مقدمہ ہذا میں قبضہ کا حق سائلان کو حاصل ہے جنکا متنازعہ پر مطالبہ ہے۔

مسٹر رینیں (بمعیت گنگداس ہسی داس) منجانب طرف ثانی۔ مجسٹریٹ کا یہ حکم دینا کہ مستغیثہ کو جو مالک ہے مال واپس دیا جاوے صحیح تھا صرف مسمات مال کے قبضہ کی مستحق ہے۔ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام جوتی رجناک (۱) ملاحظہ طلب۔ نظیر بمقابلہ انڈیورنا بائی (۲) مجموعہ ضابطہ فوجداری سابق سے بموجب صادر ہوئی تھی، دفعہ ۵۲۳ جدید ضابطہ کی دفعہ ۴۱۵ یا ۴۱۶ ضابطہ سابق سے زیادہ تر وسیع ہے بموجب قانون جدید کے مجسٹریٹ کو اختیار ہے کہ اس شخص کو مال دلا جانیکا حکم دے جسکو وہ مستحق سمجھے اگر دفعہ ۵۲۳ متعلق نہیں ہے تو میں بحث کرتا ہوں کہ دفعہ ۵۱۷ متعلق ہے۔ ان ہر دو دفعات کی رو سے مجسٹریٹ کو وسیع اختیار مال کی نسبت حکم دینے کا حاصل ہے اُس اختیار میں عدالت ہذا استعمال اپنے اختیار صیغہ نظرثانی کے دست اندازی نہ کریگی بلکہ فریق مظلوم کے اختیار میں یہ بات چھوڑے گی کہ اپنے حقوق عدالت دیوانی میں پیش کرے حوالہ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام تر بھوون (۳) کا دیا۔

پارسنس صاحب جسٹس۔ واقعات یہ ہیں۔ بائی گلاب نے الزام خیانت مجرمانہ کا بعض اشخاص پر لگایا مجسٹریٹ نے جنکے روبرو استغاثہ دائر ہوا وارنٹ تلاشی حسب دفعہ ۹۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) جاری کیا اور مال متنازعہ حال بقبضہ سائلان ملا اور روبرو مجسٹریٹ پیش کیا گیا۔ گو جن اشخاص کے قبضہ میں مال پایا گیا اشخاص ملزم نہ تھے اور گو مشارالیہ نے یہ تجویز کی کہ اس مال کی نسبت کسی جرم کا ارتکاب نہیں ہوا تھا تاہم اُنہوں نے مستغیثہ کو مال حوالہ کئے جانیکا حکم دیا۔ مشارالیہ نے کوئی جداگانہ تحقیقات نہیں کی اور اُنہوں نے یہ تجویز نہیں کی کہ مستغیثہ قبضہ کی مستحق تھی بلکہ محض یہ کہ مسمات مال مذکور کی مالک ہے اصل امر جو پیدا ہوتا ہے یہ ہے کہ آیا مشارالیہ کو حکم کے صادر کرنیکا اختیار تھا یا نہیں کیونکہ اگر نہ تھا تو دست اندازی کرنا اور اُسکو منسوخ کرنا ہمپر فرض ہے اگر اختیار تھا دیگر امور قابل غور ہونگے

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۲۳۸۔

(۲) 〃 〃 〃 جلد ۱ صفحہ ۶۳۰۔

(۳) 〃 〃 〃 جلد ۹ صفحہ ۱۳۱۔

[illegible] کی تائید کی [illegible] دفعہ ۵

[illegible] کی راے [illegible]

[illegible] ایسے مال [illegible]

[illegible] وارنٹ [illegible]

[illegible] پولیس [illegible]

[illegible] گرفتار [illegible]

[illegible] پاس [illegible]

[illegible] جسکے مسترد ہونے

[illegible] صاحب وارنٹ [illegible]

[illegible] اطلاع گرفتاری مال [illegible]

[illegible] وارنٹ [illegible]

[illegible] دفعہ ۵

[illegible] یا

[illegible] مال سے تعلق

[illegible] اس مال کی بابت

[illegible] یہ اختیار صرف مجسٹریٹ

کو عطا کیا [illegible] مال سے جسکی بابت کوئی تجویز فوجداری

ہوئی ہو متعلق نہیں [illegible] ضابطہ فوجداری پرنسپ صاحب طبع نہم

صفحہ ۵۸۴ [illegible] ایسا کرنا غیر ضروری ہے۔ اور شاید میں خیال

کرتا ہوں کہ کسی تحقیقات یا تجویز کے [illegible] مال گرفتار کردہ پولیس ہو جس سے دفعہ ۵۲۳ متعلق ذکر

[illegible] مورخہ ۱۳۔ فروری ۱۸۹۱ء کا یہی مطلب معلوم ہوتا ہے

مجھے کچھ شک نہیں ہے کہ دفعہ ۵۲۳ کا کچھ تعلق ایسے مال سے نہیں ہو سکتا۔ [illegible] عدالت

دوران تحقیقات یا تجویز [illegible] . . . .

تجارتیہ تو عدالت موصوف کے پیش ہو ایسے مال سے صرف دفعہ ۵۱۷ متعلق ہوگی اور اگر اُس مال کی نسبت کوئی جرم قرار نہ پاوے تو عدالت کوئی حکم نہیں دے سکتی۔ اُس مال کو اُس شخص کے قبضہ میں پھر واپس دینا چاہئے جسکے قبضہ سے کہ وہ لیا گیا ہو پس میں تجویز کرتا ہوں کہ حکم بلا اختیار کے صادر کیا گیا۔ اور میرے ذیعلم ہم جلیس کو مجھ سے اتفاق ہے۔ لہذا ہم مجسٹریٹ کے حکم متعلقہ مال مقدمہ ہذا کو منسوخ کرتے ہیں۔ اسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ مال اُن اشخاص کے قبضہ میں واپس دیا جاویگا جنہوں نے کہ اُسکو حوالہ کیا تھا یا جن سے کہ وہ لیا گیا تھا۔

ٹیلنگ صاحب جسٹس - یہہ درخواستیں بصیغہ اختیار سماعت غیر معمولی عدالت ہذا بغرض نظر ثانی بعض احکام متعلقہ سپردگی مال مصدورہ مجسٹریٹ درجہ اول مقام سورت حسب دفعہ ۵۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری پیش کی گئی تہیں۔ اصل مقدمہ جس میں بحث نسبت مال متنازعہ کے پیدا ہوئی۔ بائی گلاب نے بنام اچھارام رسکداس وانتم رام اچھارام کی بابت خیانت مجرمانہ دائر کیا تہا۔ چونکہ مجسٹریٹ کی یہہ رائے ہوئی کہ گو امانت ثابت تھی مگر اُسکی خلاف ورزی بہ بدنیتی ثابت نہیں ہوئی لہذا اُنہوں نے ملزمان کو رہا کیا۔ سائل ان مقدمات میں سے مقدمہ اول میں ملزمان میں سے ایک شخص کا شریک تھا اور مال متنازعہ اُسکی درخواست پر پولیس کو دوران تلاشی میں جو حسب وارنٹ تلاشی عطیہ مجسٹریٹ بموجب احکام دفعہ ۹۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی گئی دستیاب ہوا۔ مقدمہ دوم میں سائل نے بعض اشیاء قسم جواہرات کو ایک شخص کے پاس سے جسکے پاس اُنکو ملزمان میں سے ایک نے مکفول کیا تہا گرو رکہا۔ مستغیثہ نے مجسٹریٹ سے درخواست وارنٹ تلاشی موسومہ نامبردہ بھی کی تھی لیکن مجسٹریٹ کا یہ حکم تہا کہ اولاً نامبردہ سے اشیاء دینے کے لئے کہا جائے اور بحالت انکار اُسکے وارنٹ تلاشی کی تعمیل کیجاوے۔ ہمارے روبرو یہ بیان کیا گیا ہے کہ سائل نے پولیس کے روبرو طلب کرنے پر اشیائے مذکور پیش کیں اور وہ باضابطہ طور پر عدالت مجسٹریٹ میں آئیں۔ اندریں حالات مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ مختلف اشیاء اور چیزیں جو سائلان کے قبضہ سے لی گئیں مستغیثہ بائی گلاب کو دیجائیں اور موسومی الیہ نے یہہ حکم حسب منشائے دفعہ ۵۲۳ کے صادر کیا۔

سنہ ۱۸۹۲ء
بمقابلہ رتن لال
رنگیلداس

میری یہہ رائے ہے کہ دفعہ ۵۲۳ کا کوئی تعلق ایسے مقدمہ سے جیسا کہ مقدمہ ہذا ہے نہیں ہے اس دفعہ کے احکام کے احکام دفعہ ۹۶ اور دیگر دفعات مجموعہ ضابطہ فوجداری سے مقابلہ کرنے سے یہ میری یہہ رائے ہوتی ہے کہ دفعہ ۵۲۳ صرف اُن مقدمات سے متعلق ہے جنمیں پولیس نے مال گرفتار کیا ہو جیسا کہ اہالی پولیس بعض مقدمات میں باعتبار اپنے خاص اختیارات کے اور بغیر تعمیل حکم کسی مجسٹریٹ کے مجاز گرفتار کرنے کے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ اُس دفعہ کے احکام کی عام نوعیت سے بانضمام اس ہدایت خاص کے کہ رپورٹ بحضور مجسٹریٹ ہونی چاہئے مستحکم طور پر یہ واضح ہوتا ہے کہ اہالی پولیس نے باختیار خود گرفتاری کی ہو مقدمات ہذا میں گرفتاری صریحاً اُس قسم کی نہ تھی مقدمہ رتن لال میں گرفتاری حسب وارنٹ تلاشی عطیہ مجسٹریٹ حسب دفعہ ۹۶ کی گئی جسمیں خاص قاعدہ بابت طرز اُس کارروائی کے مندرج ہے جو بعد و مجسٹریٹ بر طبق برآمد ہونے مال کے حسب وارنٹ عمل میں آنی چاہئے۔ مقدمہ اچھارام ملیہ میں بھی گرفتاری حسب حکم مجسٹریٹ جو ظاہرا حسب دفعہ ۹۴ مجموعہ مذکور صادر ہوا تھا کی گئی میں خیال کرتا ہوں کہ دفعہ ۵۲۳ ان ہر دو مقدمات سے جنکے بموجب مجسٹریٹ نے کارروائی کرنا بیان کیا ہے متعلق نہ تھی۔

لیکن یہ بیان کیا گیا ہے کہ از روئے دفعہ ۵۱۷ بہر حال مجسٹریٹ کو اس حکم کے دینے کا اختیار کافی حاصل ہے مگر مجھکو نہیں معلوم ہوتا کہ دفعہ ۵۱۷ مقدمہ ہذا سے کس طرح متعلق ہو سکتی ہے۔ دفعہ بلحاظ الفاظ ایسے مال سے متعلق ہے جسکی بابت یہہ معلوم ہو کہ کسی جرم کا ارتکاب ہوا ہے۔ مقدمہ ہذا میں ملزم کو مجسٹریٹ نے اس بنا پر رہا کیا کہ کوئی خیانت مجرمانہ قابل اطمینان موصی الیہ ثابت نہیں ہوئی پس صاف طور پر یہ تصور کرنا چاہئے کہ انہوں نے خیال کیا کہ کسی جرم کا ارتکاب نہیں ہوا۔ مسٹر بہنین نے یہ بحث کی کہ مجسٹریٹ کی تجویز خلاف منطق ہے اور یہ کہ ہر شخص اُسکی تجویز سے یہ معلوم کر سکتا ہے کہ موصی الیہ کا یہ خیال تھا کہ ملزم نے مستغیث کے ساتھ مناسب برتاؤ نہیں کیا۔ مگر میری دانست میں تجویز مجسٹریٹ میں خواہ مخواہ کوئی امر خلاف منطق نہیں ہے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ موصی الیہ کا یہ خیال تھا کہ ملزم نے مستغیثہ کے ساتھ مناسب برتاؤ نہیں کیا مگر ملزمان کے افعال کسی جرم فوجداری کی حد تک نہیں پہنچے بلکہ صرف قسم دیوانی کی حد تک پہنچتے ہیں۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ یہہ بہر حال ظاہر ہے کہ مال مقدمہ ہذا ایسا مال تصور نہیں کیا جا سکتا جسکی نسبت ظاہرا کسی جرم کا ارتکاب کیا گیا ہو

سنہ ۱۸۹۳ء
بمعاملہ [illegible] لال
رنگیلداس

کیونکہ [illegible] شخص [illegible] ہو یا نہ ہو سکتا ہو درحقیقت رہا کر دیئے گئے اور وہ تجویز [illegible] دست اندازی کرنے [illegible] چکے ہیں جب تک کہ وہ قائم ہے [illegible] کے ہے کہ کسی جرم کا ارتکاب نہیں ہوا مگر [illegible] سے [illegible] کہ اگر دفعہ [illegible] یا دفعہ [illegible] ان مقدمات سے نہ بھی تعلق ہو تاہم عدالت [illegible] دست اندازی کرنی چاہیے کیونکہ اشخاص مظلوم کے لئے عدالت ہائے دیوانی میں چارہ کار [illegible] لیکن [illegible] جہاں تک [illegible] واقفیت ہے اُس شکایت سے جو ظاہر کی گئی ہے [illegible] عدالت [illegible] ذمہ داری سے متعلق نہیں [illegible] گیا ہے۔ وکیل [illegible] مقدمات دفعہ ۱۴۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے منسوب کیا گیا ہے لیکن مقدمات [illegible] قبضہ مال سے [illegible] نوعیت زیادہ تر دیوانی کی ہے اور [illegible] کی تاہم اُنکا تصفیہ [illegible] ۱۴۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تحت ہونا چاہیے۔ علاوہ اسکے یہ ممکن ہے کہ عدالت کو مختلف صورتوں [illegible] اندازی کا استعمال بحیثیت افسر ذاتی ایسی حالت میں کرنا چاہیے۔ جبکہ عدالت ماتحت نے [illegible] نسبت تجویز کی ہو جو اسکے اختیارات معمولی میں داخل ہوں اور جبکہ اُس عدالت نے اُن امور کی نسبت جو واضعان قانون نے بوجوہ خاص و بحالات خاص اُسکے سپرد کئے ہوں کارروائی سرسری کی ہو۔ لیکن مقدمہ ہذا میں معاملہ مجکو یہ معلوم ہوتا ہے جسمیں خاص طور پر ضرورت دست اندازی کی ہے صرف وہ دفعہ ہے جسکے بموجب یہہ کہا جا سکتا تھا کہ عدالت کو ایسے حکم [illegible] جیسا کہ اس مقدمہ میں صادر ہوا ہے اختیار نہ تھا غیر متعلق ثابت ہو چکا ہے اور [illegible] عدالت [illegible] ہے کہ عام قاعدہ مندرجہ مقدمہ بمعاملہ ان پورنا بائی (۱) کو متعلق کریں کیونکہ قانوناً کوئی موقعہ واسطے استعمال کسی اختیار تمیزی عدالتی کے مجسٹریٹ کو ایسی صورت میں نہ تھا۔ اگر کسی اختیار تمیزی کا استعمال [illegible] تو شاید ہم اُس اختیار کے استعمال میں جو عدالت ماتحت نے کیا دست اندازی [illegible] پر مائل ہوتے۔ اگرچہ یہ امر قابل تحریر ہے کہ ان مقدمات میں ایک [illegible] کی [illegible] ہوتی یعنی یہ کہ مجسٹریٹ نے اُن احکام کی بنیاد جو انہوں [illegible] تحقیقات پر قائم نہیں کی تھی کہ موصی الیہ کو قبل صادر کرنے اُن احکام کے [illegible] تھی۔ . . . .

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد [illegible] صفحہ [illegible]

جو تعلق حقوق [illegible] ورثا [illegible] میں جنکی موصی الیہ [illegible]
کوئی فریق نہ تھے لیکن [illegible] جیسا کہ جسٹس ظاہر کیا ہو ان اقسام کے [illegible]
دخل [illegible] شائے دفعات [illegible] اور اسلئے قانون [illegible] مسٹر جسٹس [illegible]
[illegible] اس غرض کے پوری ہو
پر اس شخص [illegible] کو کوئی اختیار [illegible]
[illegible] اپنے قبضہ میں وہ اسوقت
نہیں [illegible] شاید [illegible] اور بابت مسٹر جسٹس کی دلیل کی نسبت
کہہ سکتا ہوں [illegible] بالمقابل یہ تجویز کرنے کے لئے مدد نہیں ملتی ہر کہ [illegible] خاص مقدمہ
[illegible] اپنے حقوق قسم دیوانی متعلق مال متنازعہ کے نالش
کرنے میں [illegible] بخوبی خیال کرسکتا ہی جنمیں اس طور پر بوجہ جاتے رہنے
[illegible] کے قبضہ [illegible] ہو سکے اور اسلئے یہ امر خالی از خطر
[illegible] اپنی دلیل میں ظاہر [illegible]
[illegible]

[illegible]

اپیل دیوانی

[illegible]

۱۸-اکتوبر ۱۸۹۲ع [illegible] رسپانڈنٹان

[illegible] نمبر [illegible] ۹۱ و ۱۴۴ -

[illegible] اُنکے اپنے ہونے
[illegible] دعویدار [illegible] اُنکا انتظام مدعا علیہ
کے [illegible] کی تمام جائیداد کا [illegible] منتظم مقرر کیا گیا تھا۔
جو تاریخ نالش [illegible] مدعا علیہ نے بیان کیا کہ [illegible] ختم ہو چکی
تھی۔ اور ایک [illegible] مورخہ [illegible] اکتوبر [illegible] جو [illegible]

---

* اپیل دوم نمبر ۵۵۹ سال ۱۸۹۱ع

۱۸۹۲ء
نواب میر سلیمان خاں
بنام
لٹیں خاں

اور مدعیان کی طرف سے تحریر شدہ معلوم ہوتی ہے پیش کی۔ مدعیان نے دستاویز مذکور کے علم سے باخبر ہونے سے بالکل انکار کیا اور یہ استدعا کی کہ دستاویز منسوخ کیجاوے۔ مدعا علیہ نے منجملہ دیگر امورات کے یہ بحث کی کہ نالش زائد المیعاد ہے۔ اور قبضہ مخالفانہ کا عذر کیا۔

تجویز ہوئی کہ نالش زائد المیعاد نہیں ہے۔ اور کہ مدعیان دلاپانے کے مستحق تھے۔ اول بدین وجہ کہ دستاویز بالکل ضبط تحریر میں نہیں لائی گئی تھی قبضہ منتظم اُسوقت تک مخالفانہ نہ تھا جب تک بہبودی کا انتظام نہ چھوڑ دے۔ دوم اگر دستاویز مذکور صرف منجانب ورثا تحریر شدہ ہے تو دفعہ ۹۱ ایکٹ میعاد (مجریہ ۱۸۷۷ء) متعلق ہوگی۔ سوم گو اولیائے نے جنکا نام دستاویز میں ظاہر کیا گیا ہے واقعی دستاویز کو لکھا ہے تو بھی چونکہ مدعا علیہ نے دستاویز کا قبضہ بوجہ اسکے حاصل کیا تھا بلکہ صرف بغرض اپنی حیثیت کے اُسنے اسکو استعمال کیا ہے دفعہ ۹۱ متعلق ہوگی (لوجیت بونام سٹاناگر (۱)) ملاحظہ ہو۔

اپیل دوم بناراضی فیصلہ ڈی ہارٹ ڈیونیر صاحب اسسٹنٹ جج مقام پونا

مدعیان نے بغرض دلاپانے مدعا علیہ سے بعض اراضیات کے جنکی نسبت وہ اپنی مملوکہ ہونے کا دعوی کرتے ہیں نالش کی۔ نالش بزرگان کا بیان ہے کہ اُنکی نابالغی میں اُنکی ماں اور دادی نے جو عورات پردہ نشین تھیں مدعیان کی جائداد کا انتظام مدعا علیہ کے سپرد کیا تھا جو رشتہ دار قریبی تھا اور یہ کہ بعد وفات عورات مذکور کے مدعیان نے مدعا علیہ سے قبضہ اراضیات کا طلب کیا لیکن اُسنے بیان کیا کہ اراضیات میرے ہاتھ فروخت ہو گئی ہیں اور ایک بیعنامہ جو عورات متوفی کا اور مدعیان کا تحریر کردہ بیان کیا جاتا تھا پیش کیا۔ مدعیان نے بیعنامہ کے علم سے قطعی انکار کیا جسکی منسوخی کی وہ استدعا کرتے ہیں۔ مدعا علیہ نے (تمادی کا عذر کیا) بیان کیا کہ ۲ اکتوبر ۱۸۶۶ء کو عورات متوفی اور مدعیان نے جو اُسوقت بالغ ہو گئے تھے ایک بیعنامہ جائداد متنازعہ اور ایک مکان کا جو مدعیان کے قبضہ میں تھا بنام اُسکے لکھا۔ اور یہ کہ دستاویز اصلی ہے۔ اور معاوضہ قیمتی یعنی مبلغ الصمار روپے کی لکھی گئی اور یہ کہ تاریخ بیع سے مدعا علیہم اراضیات اور اُنکے منافع سے بطور مالک متمتع ہوتے رہے۔ مزید براں اُنہوں نے یہ حجت کی کہ دعوی منسوخی دستاویز میں تمادی عارض ہے۔

جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ منجانب مدعیان امانتدار تھا۔ اور یہ کہ اُسوقت جبکہ دستاویز کا لکھا جانا بیان کیا گیا ہے مدعیان نابالغ تھے اور یہ کہ دستاویز ناجائز تھی کیونکہ اُسکا کچھ معاوضہ نہیں دیا گیا۔ لہذا دعوی مدعیان منظور کیا گیا۔

سنہ ۱۸۹۲ء
ذوا بھائی بہ علیلم
بنام
اسماعیل خان

برطبق اپیل بجانب ۔ مدعا علیہم صاحب جج ضلع نے ڈگری کو بہ تحریرات ذیل بحال رکھا۔ بیع موسومہ مدعا علیہ متوفی بلاشک عمل میں آئی۔ لیکن نسبت معاوضہ کے اشتباہ ہے۔ گواہ اس معاوضہ کی نسبت کچھ نہیں جانتے نہ وے صاف طور سے یہ بیان کرسکتے ہیں کہ عورات واقف مضمون بیع نامہ تھیں۔ لہذا بجملہ حالات میں خیال کرتا ہوں کہ عدالت ماتحت کی یہ تجویز صحیح ہے کہ مدعا علیہ متوفی در اصل ایک امانت دار قابض جائداد ہے۔ اسلئے دعوی میں تمادی عارض نہیں ہے اور بیع موسومہ نامبردہ بوجہ ناجائز و فریبی ہونے کے منسوخ کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ وہ بحق خود امانت دار کے اسوقت عمل میں آیا جبکہ مالکان نابالغ تھے۔ اور بدیں لحاظ اپیل ڈسمس کیا جاتا ہے

مدعا علیہ نمبر ۱ نے اپیل دوم دائر کیا۔

واسدیو گوپال بھنڈارکر منجانب اپیلانٹ (مدعا علیہ) بیعنامہ موسومہ مدعا علیہ ورخہ ۶۔ اکتوبر سنہ ۱۸۷۶ء ہے اور وہ اسوقت سے برابر مخالفانہ قابض ہے نالش میں اب تمادی عارض ہے۔ مدعا علیہ اب امانت دار نہ تھا۔ مدعیان کو منسوخی دستاویز کے اندر تین سال کے بعد حصول سن بلوغ نالش کرنی چاہئے تھی۔ اور موصی الیہ نے مقدمات رام جانکی کنور بنام راجہ اجیت سنگھ (۱) وحسن علی بنام نازو (۲) کا حوالہ دیا۔

مہادیو چمنا جی آپٹے منجانب رسپانڈنٹان (مدعیان) ہر دو عدالت ہائے ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ مدعا علیہ امانت دار تھا لہذا جائداد کا انتظام اسکے سپرد کیا گیا۔ کوئی قبضہ مخالفانہ سنہ ۱۸۸۸ء تک نہ تھا کہ اسوقت مدعا علیہ متوفی نے مدعیان کو قبضہ دینے سے انکار کیا۔

واسدیو گوپال بھنڈارکر نے جواب دیا چونکہ دستاویز کو نابالغان نے تحریر کیا اور اسکی رجسٹری کرائی۔ لہذا اسکی پابندی انپر لازم ہوگی تاوقتیکہ وہ باضابطہ منسوخ نکی جاوے۔ دستاویز تحریر کردہ نابالغ بے شک قابل ناجوازی ہے لیکن بجز اسکے اور تاوقتیکہ وہ اسکو کالعدم نکرادی اسکی پابندی اسپر لازم ہے۔ مقدمات ہنومنت بنام جیا راو (۳) و منشی بھوشن دت بنام جادو ناتھ دت (۴) و محمد عارف بنام سرسوتی دیبیا (۵) و رسالہ معاہدہ مولفہ پالک صاحب طبع پنجم صفحات ۵۵ و ۶۰ ملاحظہ طلب

(۱) انڈین اپیل جلد ۱۴ صفحہ ۱۴۸ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۴۵۶
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۵۰ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۵۵
(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۴۵۹

۱۸۹۳ شیخ عالم خان بنام یسین خان

سر چارلس سارجنٹ صاحب [illegible] چیف جسٹس - اگر دوسری کیا جاوے [illegible] مسئلہ [illegible] زندگی ہوتی جیسی کہ جج ماتحت نے تجویز کیا ہے تو نابالغان کے قبضہ [illegible] کی میعاد [illegible] تک شروع ہوگی کہ قبضہ مینیجر تھا اُنھوں نے [illegible] اور یہ امر اُسوقت تک [illegible] نہیں ہوگا کہ مینیجر نے اُس سے انکار نہ کیا [illegible]

اگر [illegible] عورت [illegible] انگریزی [illegible] اور دفعہ ۱۹ قانون [illegible] متعلق ہوگی [illegible]

متعلقات [illegible] [illegible] اور اگر نابالغان [illegible]

نام [illegible] درحاصل [illegible] چونکہ مدعا علیہ نے [illegible] بموجب [illegible]

واسطے تحفظ اپنی حیثیت کے اُسکو [illegible]

متعلق نہوگی - لہذا بہر صورت [illegible] ہوگی [illegible]

صیغہ اپیل دیوانی

۱۹ اکتوبر ۱۸۹۳ء

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و [illegible]

منی لال ریوادت (ابتدائی مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام بائی ریوادر [illegible]

دھرم شاستر - وراثت - استری دھن کا پہنچنا عورت کی جائداد کا جو [illegible] مطابق

میوکھا کے پہنچنا - جائداد جو کسی عورت کو ایک مالک ذکور سے وراثتاً پہنچی ہو [illegible] مناسب

استری دھن کی قسم سے نہ ہو جبکہ [illegible] وفات کے آخری مالک ذکور کے [illegible] اُس اصول کا

جو لفظ سے متعلق ہے استری دھن تک وصول نہ ہونا معنی عبارت [illegible] ورثا اُستعمال

دفعہ ۱ فقرہ ۲۶ باب ۴ میوکھا کے - ڈگری نان ونفقہ جو زوجہ نے [illegible] برخلاف حاصل کی ہو -

اپیل منجانب شوہر بنا راضی اُس ڈگری کے - وفات زوجہ در دوران اپیل - لڑکی کا واسطے غرض اپیل کے جانشین

قائم مقام متوفی کا ہونا - دستور ضابطہ

ان مقدمات میں جن سے دیا و یرا میوکھا قابل اطلاق ہے - عورت کی لڑکی نہ اُسکا شوہر اُسکی جائداد کا بحق

گو وہ جائداد از قسم "مناسب استری دھن" کے نہیں ہے -

یہ مسئلہ کہ جائداد جو کسی عورت نے وراثتاً حاصل کی ہو بر طبق اُسکی وفات کے آخری مالک ذکور کے ورثا کو منتقل ہوگی استری دھن ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۵۹ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ [illegible] صفحہ ۲۰۴

(۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۲۷۹ [illegible]

سنہ ۱۸۹۲

منی لال ریوا داس بنام بائی ریوا

ہوگی استری دہن کے منتقل ہونے تک توسیع نہیں کیا جاویگا وہ وارثان جو جانشین ہونگے خود عورت مذکور کے ورثا ہونگے گو کہ اسکے ورثا شوہر کے خاندان میں ہوں ۔

فقرہ "پسران اور باقیماندہ" سند ریجاب چہارم دفعہ ۱ فقرہ ۴۲ میوکھ سے مراد محض "لڑکے ۔ پوتے ۔ پرپوتے" ہیں اور فقرہ "لڑکیاں اور باقیماندہ" سند جدید فقرات ۳۱ و ۳۲ و ۴۳ سے مراد "لڑکیاں اور انکی اولاد" ہیں جیسا کہ "لڑکے ۔ پوتے ۔ پرپوتے" سے مقابلہ کیا گیا ہے بلحاظ اس جائداد کے جو اصطلاحی معنوں میں عورت کی جائداد کی قسم سے نہیں ہے لڑکے اور باقیماندہ "لڑکیاں اور باقیماندہ" پر ترجیح رکھتے ہیں اگر لڑکے یا لڑکیاں نہوں تو "مناسب استری دہن" اور "غیر مناسب استری دہن" کے ورثا مطابق ہونگے ۔

مصنف میوکھ (مصنف متاکشرا کیطرح استری دہن کے خاص اقسام کتاب سمرتی میں کامل طور پر بیان نہیں کرتا وہ نام کے نیچے وہ تمام شامل کرتا ہے جو بزرگ قانون جائداد مذکور ہو جاتی ہے مرد مصنف متاکشرا سے مختلف) وہ ان خاص اقسام کو جو کتب میں بیان ہوئے ہیں ان سے ممیز کرتا ہے جو واسطے اغراض وراثت کے اسطرح سے بیان نہیں کئے گئے ہیں ایسا کرنے میں یہ درج کرنا بالکل معقول معلوم دیتا ہے کہ بلحاظ اس قسم کے جائداد کے جو بیا کید عورت کی جائداد ہے کیونکہ پرانے اتاروں نے اسکا یہی نام رکھا ہے اولاد قسم تانیث اولاد ذکور پر ترجیح رکھی گئی ہے بجائیکہ بلحاظ اس جائداد کے جو ایسی نہیں ہے وہ عام ترجیح جو بروئے دہرم شاستر اولاد ذکور کو اولاد تانیث پر دیگئی ہے نافذ ہونی چاہیے ۔ بصورت دیگر کوئی ایسی وجہ ظاہر نہیں ہے کہ کیوں بصورت رشتہ داران جدی کے کوئی اس قسم کا امتیاز ہر دو اقسام میں ملحوظ رکھا جاوے ۔

بموجب قاعدہ وراثت محولہ بالا کے عورت بطور ایک جدید منبع وراثت کے سمجھی گئی ہے یہ قابل یاد رکھنے کے ہے کہ جائداد جس سے قاعدہ زیر بحث متعلق ہو وہ محض ایسی جائداد نہیں ہے جو عورت مذکور بذریعہ وراثت حاصل کرتی ہے بلکہ اس میں وہ جائداد بھی شامل ہے جو نہ تو کبھی اسکے شوہر کی اور نہ کسی اور رشتہ دار کی خواہ وہ شوہر کے سلسلہ سے ہو یا اپنے باپ کے سلسلہ سے مملوکہ ہے بلکہ اسکی ذاتی محصلہ ہے ایسی جائداد عورت مذکور کی جائداد ہے نہ کہ اسکے شوہر کی ۔ تب کیوں یہ بر وقت اسکی وفات کے کسی اور کو بجز ان اشخاص کے جو وارث عورت مذکور ہیں منتقل ہوگی اور کیونکہ قاعدہ مذکور نسبت آخری مالک ذکور کے ایسی جائداد کی نسبت کلیتاً قابل اطلاق بن جاسکتا ہے ۔

ایک ہندو زوجہ نے برخلاف اپنے شوہر کے ایک ڈگری بابت نان و نفقہ حاصل کی شوہر نے اپیل کیا در حالیکہ اپیل ابھی دائر تھا زوجہ مذکور دو لڑکیاں پیچھے چھوڑ کر فوت ہوگئی تب یہ سوال پیدا ہوا کہ آیا اسکا شوہر یا اسکی لڑکیاں اپیل میں متوفیہ کی قائمقام ہوں گی ۔

تجویز ہوئی کہ واسطے اغراض اپیل کے متوفیہ کی لڑکیاں اسکی جائز قائمقام تھیں ۔

یہ ایک اپیل بنا راضی حکم ای ایم ایچ فلڈن صاحب ڈسٹرکٹ جج احمد آباد کے ہے ۔

مدعیہ نے اپنے شوہر کے نام واسطے وصولیابی بقایا زر نان و نفقہ و نیز واسطے حکم نان و نفقہ آئندہ خود اپنے اور نیز اپنی دو نابالغہ دختران مسماۃ دولا ... اور ... رکھنے کے نالش دائر کی

سنہ ۱۸۹۲ء

منی لال ہرداس بنام بائی ریوا

سبارڈینیٹ جج نے دعوی ڈگری کیا اور مدعا علیہ کو یہ حکم دیا کہ وہ بقایا ادا کرے اور آئندہ ایک شرح معین سے نان و نفقہ دیا کرے ۔

مدعا علیہ نے اپیل کیا اور دوران اپیل میں مدعیہ نے ضمانت دیکر زر نان و نفقہ وصول کیا قبل اسکے کہ اپیل سماعت کیواسطے پیش ہو (مدعیہ رسپانڈنٹ) کا انتقال ہوا۔ اپیلانٹ (مدعا علیہ) نے اسپر یہ درخواست کی کہ سماۃ رسپانڈنٹ کے ضامن کا نام بطور اسکے قائمقام کے مسل میں درج کیا جاوے مگر یہ درخواست نامنظور ہوئی ۔

بعد ازاں اپیلانٹ نے یہ درخواست کی کہ رسپانڈنٹ کی دو بیٹیوں کے نام بطور اسکی قائمقاموں کے اس بنا پر مسل میں درج کئے جاویں کہ وے اسکے استری دھن پانیکی (اگر کچھ ہو) مستحق ہیں یہ درخواست بھی نامنظور کیگئی کیونکہ ڈسٹرکٹ جج کی یہ رائے تھی کہ بموجب میوکھ کے جسکی سند مقدمہ سے متعلق تھی لڑکی اپنی ماں کے استری دھن کی صرف انحالتیں وارث ہوسکتی ہے کہ جب وہ ان چھ اقسام میں سے جنکا خاصکر ذکر کیا گیا ہے کسی قسم میں داخل ہو اور نان و نفقہ کا حق جو مقدمہ میں استری دھن بیان کیا گیا ہے اور جسکی بنسبت اپیل دائر کیا گیا ان اقسام میں سے کسی میں داخل نہیں ہے اور اسوجہ سے وہ دختران کو نہیں پہنچتا ہے بلکہ شوہر کو۔ صاحب ممدوح نے اپنی تجویز میں یہ فرمایا :-

"اپیل کی سماعت سے پیشتر جو اسکے شوہر نے دائر کیا تھا سماۃ (بائی ریوا) فوت ہوئی بر طبق اسکے اسنے یہ درخواست کی کہ سماۃ کا ضامن اپیل کی تکمیل کی غرض سے رسپانڈنٹ قرار دیا جاوے لیکن یہ درخواست بھی نامنظور کیگئی ۔ ۔ ۔

"اس نے اب یہ درخواست دی ہے کہ متوفیہ کی نابالغ لڑکیوں کے نام اس بنا پر درج کئے جاویں کہ وے اسکے استری دھن کے وراثتاً پانیکی (اگر کچھ ہو) مستحق ہیں لیکن درخواست میں یہ بیان نہیں کیا گیا ہے کہ آیا اس قسم کا کوئی استری دھن موجود ہے گجرات میں میوکھ کی رو سے وہ استری دھن جسکی دختر بترجیح دوسرے وارثوں کے مستحق ہے چھ قسم کی ہے جو خاصکر بیان کی گئی ہیں دوسری جائداد کے بارہ میں شوہر نہ کہ بیٹیاں وارث ہیں کیونکہ (درصورت نہونے کسی بیان یا ثبوت مخالف کے) قیاس یہ ہے کہ شادی کسی طریقہ پسندیدہ سے ہوئی تھی شئے متدعویہ نالش ہذا یعنے روپیہ جسکی کہ زوجہ بطور نان و نفقہ کے مستحق ہوتی اس دوسری قسم کی جائداد ہے جسکا وارث شوہر ہے

۹۲

منی لال ریو
بنام
بائی ریو

پس دختران اس نالش کے مقاصد کیواسطے جائز قائمقام زوجہ کے نہیں ہیں"۔

مُدعاعلیہ نے بنا رضی اس حکم کے اپیل کیا:۔

گوکلداس کے پارکہ منجانب اپیلانٹ:۔ ڈسٹرکٹ جج کی یہ تجویز غلط تھی کہ جائداد متنازعہ کی نسبت دختران متوفیہ کی جائز قائمقامان نہیں ہیں جو قسم کسی عورت کے نان ونفقہ کیواسطے مقرر کیجاوے گو وہ اصطلاحاً استری دہن میں شامل نہیں کیجاویگی تاہم وہ استری دہن ہے اور جبکہ وہ استری دہن ہے تو جو اشخاص اُسکے پانے کے مستحق ہیں وہ اُسکے وارث ہیں نہ کہ اُسکے شوہر کے وارث بیوہار میوکہ باب ٤ فصل ١٠ اشلوک ٢٦ لغایت ٢٨ میوکھ میں اس امر کی بخوبی صاف صاف تصریح نہیں ہے اس امر کے قرار دینے کی غرض سے کہ عورت کے "جائز قائمقام" سے کیا مراد ہے متاکشرا اور میوکھ کے اُن فقرات کو جو اس امر سے متعلق ہیں باہم ملاکر پڑھنا چاہئے۔

چمن لال ایچ سیتل واد از جانب نابالغ ریسپانڈنٹان (دختران):۔ ہم مقدمہ وریارنگم بنام لکشمن (١) و رسالہ ولیٹ و بولر صاحبان صفحہ ١٥٠ و ١٥١ و بنرجی کا قانون ازدواج و استری دہن صفحہ ٣٤٤ پر استدلال کرتے ہیں میوکھ کے الفاظ یہ ہیں پتر آد (پسران) وغیرہ یعنے بیٹے اور دوسرے وارث ایک غیر اصطلاحی استری دہن کے وارث ہوتے ہیں چونکہ اس سے خیال داخل ہونے دختران کا رفع ہوتا ہے بصورت استری دہن اصطلاحی اور استری دہن غیر اصطلاحی کے درباب وراثت فرق ہوتا ہے استری دہن کی مقدار ایک اصطلاحی استری دہن نہیں ہے اسلئے بیٹیاں وارث نہیں ہوسکتیں چونکہ اس صورت میں پسران نہیں ہیں اسلئے شوہر متوفیہ کا وارث ہے جس حالت میں کہ بیٹیاں پتر آد کے لفظ سے صاف خارج کی گئی ہیں اسلئے وہ ان قواعد کے بموجب جو غیر اصطلاحی استری دہن سے متعلق ہیں وارث نہیں ہوسکتیں لیکن وے اس علم قانون کے بموجب جو وراثت سے متعلق ہے اس قسم کی جائداد کی وارث ہوسکتی ہیں بشرطیکہ کوئی دوسرا وارث نہو۔

ٹیلنگ صاحب جسٹس:۔ جو بحث کہ صریحاً اس مقدمہ میں پیدا ہوتی ہے یہ ہے کہ کون شخص عورت متوفیہ کا اس اپیل میں قائمقام ہونیکا مستحق ہے جو اُس کے شوہر نے بنا رضی اس ڈگری کے دائر کیا جو نان ونفقہ کی بابت اُس نے حاصل کی تھی استحقاق قائمقامی مذکور حق وراثت پر منحصر ہے اور چونکہ نان ونفقہ کے روپیہ کی نسبت ہر دو فریق کو تسلیم کیا ہے کہ وہ اس قسم کا نہیں ہے

(١) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی صیغہ ابتدائی دیوانی جلد ٤ صفحہ ٤٤ ٢۔

سنہ ۱۸۹۲ء

منی لال رولا بنام بائی ریوا

جو بیوہار میوکھ میں ٹھیک استری دہن بیان کیا گیا ہے کہ جسکی سند اس مقدمہ سے متعلق ہے اسلئے جو امر تصفیہ طلب ہے اُسکی یہ شکل ہے کہ آیا عورت متوفیہ کا شوہر یا اُسکی بیٹی بیوہار میوکھ کے بموجب اُس عورت کی جائداد کی وارث متقدم ہے جو اُس قسم کی جائداد نہو جو ٹھیک استری دہن قرار دیگئی ہے ٭

اس سوال کا حل ہونا بیوہار میوکھ کے باب ۴ فصل ۱۰۔ اشلوک ۲۶ (۱) کی صحیح تعبیر پر منحصر ہے اور یہ ایک ایسا فقرہ ہے جسکی نسبت بلا تامل یہ بات تسلیم کرنی چاہیئے کہ وہ نہایت مہمل ہے اور جسکی نسبت ہماری دو معتبر کتب متعلقہ دہرم شاستر میں بالکل دو متناقض طریقوں میں تعبیر کیگئی ہے ویسٹ و بولر صاحبان کے ڈائجسٹ صفحہ ۱۵۰ وا۱۵ میں جو رائے اس امر کی نسبت ظاہر کیگئی ہے وہ اُس رائے کے مطابق ہے جو مقدمہ وزیارنگم بنام لکشمن (۲) میں ویسٹ صاحب جسٹس نے ظاہر کی تھی اُنہوں نے اس فقرہ کی تعبیر کی نسبت حسب ذیل فرمایا "نیل کنٹھ کا یہ قول ہے کہ گو جائداد جو وراثتاً پہنچی ہو استری دہن ہے لیکن چونکہ وہ استری دہن کی اُن اقسام میں سے نہیں ہے جنکی نسبت اقوال میں خاص طریقہ وراثت قرار دئے گئے ہیں اسلئے وہ عورت کی وفات پر اُسکے پسران وغیرہ کو اُسی طرح پر پہنچتی ہے کہ گویا مسماۃ ایک مرد تھی اور یہ بھی باوجود اس بات کے کہ اُس نے دختران چھوڑی ہوں (بیوہار میوکھ باب ۴ فصل ۱۰۔ اشلوک ۲۶) ملاحظہ طلب چونکہ وہ فقرہ جسمیں یہ مسئلہ قرار دیا گیا ہے مسٹر بوڑیمل کے ترجمہ میں کسقدر مہمل ہے اس لئے اس بات کا بیان کرنا مناسب ہے کہ اُسکا اصلی مطلب یہ ہے - یہ بات ظاہر ہے

(۱) اشلوک ۲۶ و ۲۶ - اُس باب میوکہہ کا جسکا حوالہ دیا گیا ہے حسب ذیل ہے :-

بیٹوں اور اُنکی اولاد کا حق کا پا اقسام ملکیت پر محدود ہونا — دختران وغیرہ کا حق وراثت جائداد مادری میں صرف اُس دولت سے ہوتا ہے جو دادہ اگنی کیونت اور ادہیا دہانا اور دوسری اقسام منسوبہ اقوال مرقومہ بالا (دفعات ۱ و ۲ و ۳) میں جنہیں عورت کی ملکیت کی تصریح کیگئی ہے دیگئی ہو کیونکہ اگر قول مذکور اُس تمام دولت سے متعلق ہو جسمیں اُنکی ماں کوئی حق ملکیت رکھتی ہو تو اُس سے وہ اقوال منسوخ ہو جاویں گے جن کی رو سے وہ ۶ - اقسام پر محدود کیگئی ہے ٭

عورت کی جائداد پسران کے عام حق سے مستثنے ہے - ۱۵۹ — لیکن یاگوولک کا یہ قول "پسران کو اپنے والدین (کی وفات) کے بعد جائداد اور قرضہ کو برابر تقسیم کرنا چاہیئے اُس شئے سے متعلق ہے جو ازروئے تقسیم وغیرہ حاصل ہو باستثناء اُس شئے کے جو اقوال منسوبہ صدر میں (عورت کی ملکیت) بیان کیگئی ہے اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ اگر دختران بہی موجود ہوں تو پسران یا دیگر ورثا مادر بھی جائداد مادری کے وارث بجز اُس چیز کے ہونگے جو عورت کی جائداد بیان ہوئی ہے ٭

(۲) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی (صیغہ ابتدائی دیوانی) صفحہ ۲۶۰ ٭

سنہ ۱۸۹۲ء

منی لال بیوا بنام بائی ریوا

کہ گو بیٹیاں موجود ہوں تاہم بیٹوں یا دیگر ورثاء کو ترکہ ماں کا پہنچتا ہے جہانتک کہ وہ اس جزو سے متمیز ہو جسکی نسبت بیان ہوچکا ہے کہ وہ ان اقوال کے بموجب جو استری دہن کے خاص خاص اقسام سے متعلق ہیں خاص قاعدہ توریث کی تابع ہیں ؞

بخلاف اسکے مسٹر مین بیان کرتے ہیں کہ "یہ امر نہایت مشتبہ ہے کہ آیا نیلکنٹھ کی مراد اس قسم کی کسی بات سے ہے اور اُنہوں نے خود نیلکنٹھ کی رائے کی تعبیر بہ الفاظ مندرجہ ذیل کی ہے "میرے نزدیک اس سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ" ماں کی جائداد بموجب اُن قواعد کے جو استری دہن سے متعلق ہیں نہیں پہنچتی ہے بلکہ اس قسم کے وارث خواہ وہ لڑکے ہوں یا اور کوئی اُسکو اُسیطرح پر پاتے ہیں کہ گویا عورت کے قبضہ میں اُسکے آنے کا اتفاق کبھی وقوع میں نہیں آیا تھا پس جبکہ جائداد ایک مرد کے پاس ماں کو پہنچی ہو تو وہ پھر اُسی مرد کے وارثوں کو عود کریگی۔ بعد غور کامل کے جو ہم اسمعاملہ میں کرسکتے ہیں ہم اس نتیجہ کے قرار دینے پر مجبور ہوئے ہیں کہ ان دونو تعبیر و بیوہار میوکھ میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے ؞

پہلے مسٹر مین کی رائے پر غور کرکے ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم نیلکنٹھ کی رائے میں کوئی بات ایسی نہیں پاتے ہیں جس سے ظاہر ہو کہ وہ جائداد کا عورت کو پہنچنا ایک امر اتفاقیہ تصور کرتے تھے یا یہ کہ اُنہوں نے اس مسئلہ کو تسلیم کیا کہ جب وہ اتفاق بوجہ وفات عورت کے ختم ہو جاوے تو جائداد مالک اخیر قسم ذکور کے ورثاء کیجانب جائداد کے عود کرنیکا مسئلہ اس قسم کا ہے کہ جہانتک کہ ہم واقف ہیں وہ متاکشرا یا میوکھ میں کہیں بیان نہیں کیا گیا ہے وہ جیموت واہن کا ایک مسئلہ معلوم دیتا ہے اور اگرچہ غالباً اسوجہ سے کہ پریوی کونسل کے ابتدائی فیصلے جو بنگالہ کے مقدمات میں صادر کئے گئے تھے ان مقدمات سے متعلق کئے گئے جو دوسرے صوبوں میں پیدا ہوئے یہ مسئلہ جائداد کے عود کرنیکا سنداً ایک یا دو دوسرے مقدمات میں قرار پایا لیکن ہماری دانست میں یہ امر ضروری یا جائز نہیں ہے کہ استری دہن کے مسئلہ میں اسخیال کو بجز اُسکے داخل کریں کہ اُسکے واسطے کوئی بنیاد اصلی اسنادوں میں پائی جاوے ہم اس قسم کی کسی بنیاد سے واقف نہیں ہیں بخلاف اسکے ہماری یہ رائے ہے کہ نیلکنٹھ نے بہر کیف ایک فقرہ میں بالفاظ صاف و صریح اس خیال کو مسترد کیا ہے باب ۸ فصل ۱۰ اشلوک ۲۸ میں شوہر کے نہونے کی حالت میں استری دہن کی

۱۸۹۲ء

منی لال ریوادت بنام بائی ریوا

وراثت کی بحث میں نیلکنٹھ نے رائے مندرجہ متاکشرا بیان کی ہے اور وہ یہ خیال کیجاسکتی ہے کہ ورثہ شوہر کے رشتہ داروں کو بحیثیت مذکور پہنچتا ہے اور اسکے بعد اس نے بیان کیا ہے کہ اس قسم کا قیاس غلط ہوگا اور آخرکار یہ رائے قرار دی ہے کہ متاکشرا کی تعبیر ایک ایسے معنے میں کرنی چاہیئے جو خاص اُسکی رائے کے مطابق ہو اور وہ رائے یہ ہے کہ وارث جنکو ترکہ پہنچیگا خود عورت کے وارث ہیں گو وہ وارث اُسکے شوہر کے خاندان میں ہوں اُس نے صاف صاف اُس عام قاعدہ کا حوالہ دیا ہے جو منوسنہ باب ۹ ۔ اشلوک ۱۸۷ میں قرار دیا ہے اور اُس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ صرف متوفی کی قرابت سے نسبت جائداد متوفی کے شوہر کے حق میں پیدا ہوتا ہے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نتیجہ اور جن دلائل پر وہ مبنی ہے وہ دونوں اُس مسئلہ کے خلاف ہیں جو مسٹر مین نے قرار دیا ہے علاوہ اسکے یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ مسٹر مین کی تعبیر کے بموجب جہانتک کہ ہم اسکو صحت کے ساتھ دریافت کرسکتے ہیں اُس جملہ سے جو نیلکنٹھ نے استعمال کیا ہے یعنے بیٹوں یا دوسرے وارثوں سے جنکو مسٹر مین نے دوسرے الفاظ میں اس قسم کے وارث خود وہ لڑکے ہوں یا کوئی اور بیان کیا ہے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ اُس سے ما کی قرابت جسکے ترکہ کی نسبت تنازعہ ہو ظاہر ہوتی ہے بلکہ کسی پہلے قابض قسم مذکور کی قرابت ظاہر ہوتی ہے اگر ایسا نہو تو ہم نہیں سمجھ سکتے ہیں کہ فقرہ زیر بحث میں خود کا مسئلہ کیونکر پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر مسٹر مین کی رائے کی یہ صحیح تعبیر ہے تو ہم اس بات کا کہنا فرض ہے کہ وہ ہماری دانست میں اُن الفاظ کے بالکل غیر مطابق ہے جو نیلکنٹھ نے واقعی اس مقام پر استعمال کئے ہیں اور جنکے لحاظ سے یہ امر ضرور تاً لازم ہے کہ "دختران کی رشتہ داری ایک طرف اور پسران یا دوسرے وارثوں کی رشتہ داری دوسری طرف ضرور اُسی شخص یعنی ماں سے منسوب ہوگی جسکی جائداد متنازعہ ہو۔ علاوہ بریں یہ امر بھی قابل لحاظ نہیں ہے جیسا کہ ظاہر کیا گیا ہے کہ نیلکنٹھ کا یہ قاعدہ مسٹر مین کی تعبیر کے بموجب جسکی مدد میں تشریح کیگئی ہے صرف اُس صورت سے متعلق ہو سکتا ہے جبکہ کسی عورت نے از روئے وراثت کے کسی قابض سابقہ کی جائداد بمحرومی دیگر ورثاء پسران وغیرہ قابض سابق کے پائی ہو لیکن عموماً وہ صورت جسمیں وارث قسم ثا کیوجہ سے پسران وغیرہ کی محرومی ہو صرف ایسی جائداد کی نسبت واقع ہوگی جو بطور استری دھن ایک عورت کو اپنی ماں یا دادی سے پہنچے اگر دوسری صورتوں میں ہوں تو وہ یقیناً بہت شاذونادر ہونگی اگر یہ صورت ہے تو اس فقرہ سے قاعدہ عود بجانب ورثاء شخص آخر قسم مذکور کی

سنہ ۱۸۹۲ء

منی لال ریوادت بنام بائی ریوا

نہایت تنگ بنیاد (بشرطیکہ کوئی بنیاد ہو) حاصل ہوتی ہے بس اس قسم کے وجوہ پر جبکہ یہ ہیں ہم اُس تعبیر کو تسلیم نہیں کرسکتے ہیں جو مسٹر مین نے فقرہ زیر بحث کی نسبت کی ہے ۔

نسبت دوسری تعبیر کے واضح ہو کہ اولاً ہمکو خود ایکٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طور پر قاعدہ مذکور کی تعمیل بطور مفصل کیجائیگی وہ قرار نہیں دیا گیا ہے" اور یہ ظاہر ہے کہ بالکل ابتدا میں ہمکو ایک دقت پیش آتی ہے نہرست ورثا میں جنکا حوالہ واسطے اغراض مذکورکے دیا گیا ہے بیوہ داخل ہے لہذا جب یہ قاعدہ کسی مورث قسم اناث سے متعلق کیا جاوے تو اُسکی ترمیم نہایت ضروری ہوجاتی ہے اور اُسوقت یہ ایما کیا جاتا ہے کہ لفظ مذکور سے مراد قرابت مشابہہ تصور کرنی چاہیئے اور واسطے اغراض اس طور پر قاعدہ کے کام میں لانے کے اُس سے مراد شوہر سے سمجھنی چاہیئے ہم اعتراف کرتے ہیں کہ ہمکو یہ ایک دقت عظیم معلوم ہوتی ہے اور ہمکو کوئی ایسی صورت یاد نہیں آتی ہے جسمیں ہماری کسی کتاب میں استعمال کسی ہم جنس کا مع لفظ آدو غیرہ کے کیا گیا ہو اور جسمیں اسی قسم کی ترمیم ضرور پائی گئی ہو ثانیاً یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ الفاظ" گویا کہ مساۃ ایک مرد تھی" نیلکنٹھ کے الفاظ نہیں ہیں ہم قیاس کرتے ہیں کہ الفاظ مذکور بغرض توضیح فقرہ" پسران وغیرہ" کے داخل کیئے گئے ہیں اور وہ فقرہ متعلق کل جماعت ورثا علیحدہ شدہ گرہست قسم ذکور کے پسر سے لیکر آخر تک اُس سلسلہ کے جو سلسلہ یکجائی موسوم ہوتا ہے مفہوم ہوتا ہے اخیر میں ہم یہ ثابت کرینگے کہ الفاظ" پسران وغیرہ" کی تعبیر بلحاظ فہرست ورثاء علیحدہ شدہ گرہست کے کرنی غیر ضروری ہے لیکن اسمقام پر ہم ایک خفیف وقت علاوہ اسکے بیان کرتے ہیں جو دربارہ تعبیر مذکور کے پیشتر ظاہر کیگئی ہے کل جماعت ورثاء مشمولہ فقرہ مذکور فی الحقیقت بطور ایک جماعت کے بیوہار میوکھ میں اسمقام پر مندرج نہیں ہے جہانکہ اولاً واسطے غرض اصلی اور صریح کے بیان کی گئی ہے اولاد قسم ذکور سلسلہ مستقیم جو اُس سلسلہ وراثت کے آغاز میں ہے بطور جداگانہ اور بطور خود اندر مدوراثت پرت بند کے داخل ہوتی ہے کہ یہ لوگ بطور ایک علیحدہ سلسلہ وراثت کے قائم ہوئے ہیں علاوہ اسکے بیوہ و ورثاء مابعد کا تذکرہ جداگانہ اندر مد وراثت پرت بند کے کیا گیا ہے اور خود بیوہار میوکھ میں ان دونو اجزاء سلسلہ وراثت کی علیحدگی بذریعہ بحث ان امور کے کی گئی ہے جو بٹوارہ اور جائداد غیر قابل تقسیم سے متعلق ہیں

منی لال ریوادت بنام بی ریوا

ہماری دانست میں یہ امر کسیطرح سے قطعی نہیں ہے مگر ہم خیال کرتے ہیں کہ وہ کسیقدر باوقعت دربارہ تجویز کرنے اس امر کے ہے کہ آیا جس طور پر کہ قیاس کیا گیا ہے نیلکنٹھ کے ذہن میں ایک جماعت خیالی تھی جسکا تذکرہ خود اُنہوں نے کسی اَور مقام پر بطور ایک جماعت واحد مجموعی کے نہیں کیا ہے ؛

ہم خیال کرتے ہیں کہ منجملہ کل سلسلہ مباحثہ کے جسمیں باب ۴ فصل ۱ اشلوک ۲۶ داخل ہے الفاظ پسران وغیرہ کی وسعت الی رگنی اُس درحقیقت زیادہ تر مقابلہ اُسکے کم ہے جو تعبیرات مجوزہ میں صاحب اور مندرجہ ڈائجسٹ ویسٹ و بولر صاحبان میں قرار دیگئی ہے الفاظ مذکور کے معنے ہمکو یہ معلوم ہوتے ہیں بیٹے اور پوتے اور پرپوتے اس سے زیادہ کچھ معنے نہیں معلوم ہوتے اشلوک ۱ فصل ۱۱ سے بحث بنسبت وراثت جائداد عورت کے شروع ہوتی ہے اور اشلوک ۲۷ تک مختلف امور متعلقہ وراثت مذکور یا ہم اولاد قسم اناث کے وارث ہوتے ہیں اور دیگر صورتوں میں اولاد قسم آخرالذکر کلیتاً اولاد قسم اول الذکر کو محروم کرتی ہے اور دیگر بعض صورتوں میں اولاد اول الذکر اولاد آخرالذکر کو محروم کرتی ہے واضح ہوگا کہ خاص اسی معاملہ کی نسبت بحث اشلوک ۱ سے ۲۷ میں کیگئی ہے بلاشک بعض معاملات خفیف پر بھی لحاظ کیا گیا ہے مگر اصل امر یہی ہے اور بعد ختم کرنے اُس جزو مباحثہ کے نیلکنٹھ نے اشلوک ۲۸ مابعد میں بعد اشلوک ۲۷ کے تذکرہ حقوق متعلقہ جائداد عورت بنسبت دیگر ورثاء علاوہ سلسلہ مستقیم قسم مذکور یا اناث عورت متوفی کے کیا ہے ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عام رائے متعلقہ منشاء مختلف حصص مابہ البحث سے واضح ہوتا ہے کہ الفاظ مذکورہ بالا غالباً محدود مذکور بصدر کے منشاء پر محدود ہیں معائنہ فصل اشلوک مذکور سے تائید اس نتیجہ کی ہوتی ہے اشلوک ۱۱ میں بنسبت دو خاص اقسام استری دھن کے یہ مندرج ہے کہ عورت کے "اطفال" وارث استری دھن کے ہوتے ہیں اشلوک ۱۲ تک اس عام قاعدہ کی توضیح کی گئی ہے اور بعض امتیازات ترمیمات بیان کئے گئے ہیں اشلوک ۱۷ میں ایک قاعدہ دوسرے خاص قسم استری دھن کا بیان کیا گیا ہے کہ جسکی رو سے ترکہ صرف دختر ناکتخدا کو ملنا بالتخصیص اشلوک ۹ سے ماقبل میں حکم ہے اور جسکی نسبت یہ کیا گیا ہے کہ وہ دختران کو پہنچتے ہیں اشلوک ۲۴ مابعد میں نیابت اشلوک ۲۵ تفصیل

سنہ ۹۲

منی لال ربوا بنام بائی ریوا

ضروری متعلقہ معاملہ مذکور مندرج ہے اور اشلوک ۲۵ میں صاف طور سے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ جملہ قواعد متعلقہ اُس استری دہن کے ہیں جو اصطلاحاً اس نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اشلوک ۲۶ میں عورت کی جائداد کا جو اصطلاحی قسم کی نہیں ہے ذکر ہے اور اس مقام پر یہ بیان ہوا ہے کہ پسران وغیرہ اُس جائداد کو بموجودگی دختران کے بھی پاتے ہیں۔ ازاں بعد اشلوک ۲۷ میں قواعد متعلقہ توریث جائداد درحالیکہ کوئی اولاد از قسم ذکور یا اناث نہو مندرج ہیں اور اسطور پر مزید برآں اُس سے وہ امر مفہوم ہوتا ہے جو بیان ہوچکا ہے کہ اشلوک ہائے سابق کا منشا صرف تفریح حقوق جداگانہ اولاد قسم ذکور یا اناث سے تھا جس حالت میں کہ وہ موجود ہوں ۔

علاوہ بریں اگر ہم استعمال لفظ "آد" پر بسلسلہ اس مباحثہ کے غور کریں تو واضح ہوگا کہ تائید نتیجہ مذکور کی ہوتی ہے۔ اشلوک ۲۴ میں ہمکو الفاظ "دختران وغیرہ" کے ملتے ہیں اور بحالت عدم موجودگی اُنکے یہ بیان کیا گیا ہے کہ پسران وارث ہونگے۔ صریحاً لفظ آد ہماری رائے میں اس مقام پر اولاد دختران پر اُس معنی میں محدود ہونا چاہیے جسکی توضیح پیشتر کیگئی ہے "دختران وغیرہ" پھر ملتے ہیں اور پھر ہماری رائے میں اُنکی تعبیر اُسی معنی محدود میں ہوسکتی ہے جو یہاں ظاہر کئے گئے ہیں اُسی اشلوک میں یہ الفاظ ملتے ہیں "بیٹے اور پوتے وغیرہ جائداد پاتے ہیں" اور سند جو تائید اس مسئلہ کے بیان کیگئی ہے بالفاظ صریح صرف "پسران" سے متعلق ہے لہذا یہ ظاہر لازم آتا ہے کہ اُس جگہ الفاظ مذکور سے مراد صرف بیٹوں اور پوتوں اور پرپوتوں سے ہوسکتی ہے علاوہ بریں اشلوک ۲۴ میں ہر ایک مرتبہ ہمکو الفاظ "دختران وغیرہ" ملتے ہیں اور عبارت ملحقہ سے واضح ہوتا ہے کہ اُنکی مراد دختران اور اُنکی اولاد سے بخلاف بیٹوں اور پوتوں اور پرپوتوں کے ہے با آخر الفاظ "پسران وغیرہ" ہمکو اشلوک ۲۶ میں ملتے ہیں اور ہمکو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کیوں معنی الفاظ مذکور کے "بیٹوں اور پوتوں وغیرہ" سے مختلف اشلوک ۲۶ میں سمجھے جائیں حالانکہ برعکس اسکے ہماری دانست میں کل عبارت ملحقہ مقتضی اختیار کئے جانے تعبیر مذکور کی ہے ۔

علاوہ بریں واضح ہو کہ اُس قاعدہ کو جو زیر تجویز ہے مصنف میوکھ نے قول یاگولک مندرجہ اشلوک ۲۶ سے کہ جسمیں صرف پسران موسوم ہوئے ہیں اخذ کیا ہے قول مذکور کا حوالہ متعلق جائداد پدری کے بیوہار میوکھ کے باب ۴ فصل ۴ اشلوک ۱۷ میں دیا گیا ہے (رسالہ اسٹوک صاحب صفحہ ۵۲ ملاحظہ طلب) فقرہ مذکور فصل متعلقہ وراثت اپرتی بندھ میں مندرج ہے اور اس لئے حقوق اولاد ذکور سلسلہ مستقیم یعنے بیٹے اور پوتے اور پرپوتوں

منی لال ریوادت بنام بائی ریوا

پر محدود ہیں اسکو کچھ تعلق اُس مقام پر وراثت ورثائے شمول سلسلہ مجموعی سے جسکا آغاز بیوہ
ہوتا ہے نہیں ہے اس امر سے بھی ہمکو ظاہراً کچھ نشانات اُن حدود کے معلوم ہوتے ہیں جن کے
معنی لفظ آد کے اشلوک ۲۶ میں محدود ہونے چاہئیں *

اس طور پر واضح ہوگا کہ فقرہ مابہ البحث میں جو کچھ قرار دینے کا منشا نیلکنٹھ کا ہے وہ یہ ہے کہ
اُس جائداد کے جو بمعنی اصطلاحی جائداد عورت میں داخل نہیں ہے " پسران وغیرہ " کو دختر
وغیرہ " پر تقدم حاصل ہے مگر یہ بحث باقی رہتی ہے کہ دیگر ورثائے جائداد مذکور کے بحالت عدم موجودگی
پسران ونیز دختران کے کون ہیں بلاشک حسب تعبیر ولیسٹ صاحب جسٹس ونیز تعبیر مین صاحب
کے کوئی بحث اس قسم کی پیدا نہیں ہوسکتی کیونکہ کل سلسلہ جماعت ورثا جنکی تعریف دور
کی گئی ہے اسکی رو سے داخل سلسلہ ورثائے عورت متوفیہ قرار پانے چاہئیں مگر بلحاظ تعبیر کے
کیگئی ہے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ جواب سوال مذکورہ بالا کا یہ ہونا چاہئے کہ استری دہن صحیح وا
دہن غیر صحیح کے ورثا مرد واحد ہیں باستثناء اسکے کہ مابین اولاد قسم ذکور اور اناث کے اولاد آخرالذکر
حق مرجح نسبت صحیح استری دہن کے حاصل ہے اور اولاد اول الذکر کو ویسا ہی حق نسبت غیر صحیح
استری دہن کے حاصل ہے بلاشک یہ تسلیم ہونا چاہئے کہ کچھ تھوڑی سی دقت دربارہ اختیار
اس رائے کے اس امر سے پیدا ہو جاتی ہے کہ بیوہار میوکھ میں جہاں نوبت ہائے اغیر توریث جائداد
تذکرہ ہے وہاں صرف استری دہن صحیح کا ذکر ہے حالانکہ بلحاظ اس رائے کے یہ امید ہوسکتی تھی
مصنف مذکور ہر دو اقسام استری دہن کا تذکرہ اکٹھا کریگا یہ صحیح ہے مگر ہماری دانست میں یہ و
بالکل بصورت ایسی تصنیف کے نہیں ہے جو مثل میوکھ کے ہو جبکہ یہ بات ذہن میں رکھی جائے
کہ مصنف کا منشا سراسر یہ ہے کہ اپنے مسائل کو اقوال مصنفان زمانہ قدیم سے نکالے مثلاً
خاص میں گو یہ صحیح ہے کہ اشلوک ۲ میں جو قاعدہ کہ قرار دیا گیا ہے بالفاظ صریح صرف صحیح
دہن سے متعلق ہے مگر بلحاظ اُس رائے کے جو یہاں ظاہر کیگئی ہے اسکا درحقیقت ہر دو اقسام
استری دہن سے متعلق ہونا مقصود ہے تاہم یہ کہنا ممکن ہے کہ امر مذکور کی کسیقدر توضیح ا
سے ہوسکتی ہے کہ اشلوک مذکور محض نقل ایک قول یا گوتم کی ہے کہ جسکے ساتھ ایک
نیلکنٹھ کی بطور دیباچہ کے ہے اور نہ اُس سے کچھ زیادہ - چونکہ نیلکنٹھ نے قول مذکور کو م
استری دہن سے متعلق سمجھا لہذا وہ اُسکو صرف بطور ... مسئلہ کے استعمال کر سکتا تھا

منی لال بلوادت بنام بائی ریوا

مذکور پر محدود ہے اور اگر اُسیوقت اُنہوں نے اس امر کو ظاہر نہیں کیا کہ وہ مسئلہ غیر صحیح استری دہن سے بھی متعلق ہونا چاہیئے تو اسکی وجہ غالباً یہ ہے کہ اُنہوں نے یہ خیال کیا ہوگا کہ چونکہ اُنہوں نے کوئی دوسرا قاعدہ نسبت اسکے قرار نہیں دیا لہذا یہ عام قاعدہ متعلق متصور ہونا چاہیئے اور علاوہ بریں اسوجہ سے بھی کہ اُنہوں نے غالباً یہ خیال کیا کہ واسطے جملہ اغراض اور مقاصد کے وہ یہ ظاہر کر چکے ہیں کہ ہر دو اقسام استری دہن کے سلسلہ وراثت کا اختلاف اُس امر واحد پر محدود ہے جو اُس سلسلہ میں وہ بیان کر چکے ہیں۔ قطع نظر ان خیالات کے ہماری یہ رائے ہے کہ چونکہ ہمکو اس صورت میں ایک قاعدہ توریث ایک قسم استری دہن کا تجویز کرنا ہے کہ جہاں کوئی قاعدہ بالفاظ صریح بیان نہیں ہوا ہے لہذا یہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ مقصد مُصنف موصوف کا یہ ہو کہ وہ قاعدہ اُس قاعدہ میں دستیاب ہو جو نسبت دوسری قسم جائداد جنس مذکور کے قرار دیا گیا ہے خصوصاً بدیں وجہ کہ جملہ اقسام جنس مذکور کا تذکرہ ایک فصل واحد میں ہوا ہے اور یہ چنداں قرین قیاس نہیں ہے کہ اُنکا منشاء یہ ہو کہ ہمکو واسطے ہدایت کے حوالہ اُس قاعدہ کا دیا جاوے جو نسبت ایک بالکل مختلف جزو کتاب میں مندرج ہے اور وہ اس طور پر مندرج ہوا ہے کہ بلا ترمیم کے اُس قسم کی جائداد سے مسلماً متعلق نہیں ہو سکتا جو اسوقت زیر غور ہے اگر سلکنٹھ کا یہ منشاء ہوتا کہ قاعدہ آخر الذکر اُس صورت سے متعلق ہوتا تو ہم بطور معقول اُمید کر سکتے ہیں کہ قاعدہ مذکور زیادہ صراحت کے ساتھ بیان کیا جاتا بہ نسبت اسکے کہ وہ واقعی فقرہ زیر بحث میں بیان کیا گیا ہے۔

بر بنا وجوہ عام یہی ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ قاعدہ جس طور پر کہ اب بیان کیا گیا ہے مطابق مسائل سیوکھ کے ہے مصنف رسالہ مذکور مثل مُصنف متاکشرا کے شمار خاص اقسام استری دہن مندرجہ اقوال مرتی قدیم کو جامع و مانع خیال نہیں کرتے وہ اُس نام میں اُس سب جائداد کو داخل سمجھتے ہیں جو قانوناً جائداد عورت کی ہو جاتی ہے اور بخلاف مصنف متاکشرا کے وہ خاص اقسام مندرجہ اقوال مذکور کو واسطے اغراض وراثت (۲) کے اُن اقسام سے ممیز کرتے ہیں جو اسطور پر مندرج نہیں ہیں اور اس طور پر ممیز کرتے ہیں یہ امر نہایت معقول معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرار دیا جاوے کہ نسبت اُس قسم کی جائداد کے جو بالخصوص عورت کی جائداد ہے

---

(۱) باب ۴ فصل ۱۰ اشلوک ۳ دیکھو دہرم شاستر اسٹوک صاحب صفحہ ۹۸۔

(۲) کتاب اسٹوک صاحب صفحہ ۱۰۴ (اشلوک ۲۴) وصفحہ ۱۰۵ (اشلوک ۲۶) یہاں ایک لفظ اصل ترجمہ سے چھوٹ گیا ہے دیکھو بومبے منڈلیک صفحہ ۹۷۔

اور بزرگان سلف نے بصراحت اسطور پر اسکو نامزد کیا ہے کہ اولاد قسم اناث کو اولاد قسم ذکور پر تقدم حاصل ہو
اور بہ نسبت اُس قسم کی جائداد کے جو ایسی نہیں ہے عام ترجیح جو اولاد قسم ذکور کو بردے دہرم شاستر اولاد
قسم اناث پر حاصل ہے اثر پذیر ہو بخلاف اسکے کوئی وجہ ظاہری نہیں ہے کہ کیوں بصورت قرار تبدل ان
طرفی کے اُسی قسم کا امتیاز مابین ہر دو اقسام کے قائم رکھا جاوے بلا شک اگر عورت جسکی جائداد متنازعہ
ہے بطور ایک جدید ذریعہ توریث کے مطلقاً نہ سمجھی جاوے (کہ یہ رائے مسٹر مین کی نسبت غیر صحیح
استری دہن کے ہے) تو یہ سب خیالات خارج از بحث ہیں +

لیکن قطع نظر اُن امور کے جنپر بحث ہوچکی ہم مقر ہیں کہ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک مرتبہ ہم عورت
کی ملکیت جائداد میں اُس طریق سے تسلیم کریں جس طریق سے کرنیلکنیٹھ نے اُسکو تسلیم کیا ہے تو درحقیقت
مساۃ کو بطور ایک جدید ذریعہ توریث کے تسلیم کرنا ہوگا بجز اسکے کہ کوئی قوی وجوہ بجانب دیگر پیش
کئے جاسکیں ہم کوئی وجہ ایسے یہاں نہیں پاتے بلکہ صورت برعکس اسکے ہے کیونکہ یہ یاد رکھنا
چاہئے کہ جائداد جس سے قاعدہ مذکور متعلق ہے نہ محض وہ جائداد ہے کہ جو عورت وراثتاً پاتی ہے
بلکہ اسمیں وہ بھی شامل ہوسکتی ہے جو کبھی اُسکے شوہر کی یا کسی دوسرے رشتہ دار شوہری یا پدری
کی نہ تھی بلکہ خود مساۃ کی ابتدائی مکسوبہ جائداد ہے (۱) ایسی جائداد عورت کی جائداد ہوتی ہے وہ شوہر
کی جائداد نہیں ہے۔ پس عورت کی وفات پر وہ جائداد کسی شخص کو بجز ان اشخاص کے کیوں نہ پہنچی
جو عورت کے ورثا ہیں اور قاعدہ اخیر مالک قسم ذکور ایسی جائداد سے کیونکر متعلق ہوسکتا ہے +

ان وجوہ سے ہماری یہ رائے ہے کہ دختران بائی ریوا متوفیہ اُسکی قائمقامان قانونی واسطے
اغراض اپیل ہذا کے ہیں اور اسلئے حکم عدالت ماتحت منسوخ اور اپیل بغرض فیصلہ عدالت ماتحت
واپس ہونا چاہئے خرچہ نتیجہ پر منحصر ہوگا +

حکم منسوخ ہوا

---

(۱) باب ۴ فصل ۱ - اشلوک ۲ لغائت ۱۲ و کتاب اسٹوک صاحب صفحات ۹۹ لغائت ۱۰۲ +

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس

۱۸۹۲ء ۱۹-اکتوبر گوبند ونیکاجی کلکرنی (ابتداءً مدعی) اپیلانٹ بنام سدشیو ہرشیٹ یکس وغیرہ (ابتداءً مدعا علیہما) رسپانڈنٹان*

اراضی پر جبراً دخل - حکم امتناعی ہرج جائز حقوق مالک اراضی - مالک کو بجائے رفع کرنے جبراً دخل کے معاوضہ کے منظور کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ۔

ایک نالش میں جو واسطے حصول اراضی متصل ایک مندر مملوکہ مدعا علیہم کے تھی جس پر مدعا علیہم نے برآمدہ بنا کر جبراً دخل کر لیا تھا عدالت ماتحت نے تجویز کیا کہ اراضی جس کی بابت نالش کی گئی ہے تابع حقوق مدعا علیہم کے کہ مندر کو آیا جایا کریں مدعی کی جائداد تھی اور مدعا علیہم کو ہدایت کی کہ بباعث جبراً دخل کرنے کے مدعی کو معاوضہ ادا کریں مدعی نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا ۔

تجویز ہوئی کہ جبکہ اراضی مدعی کی ہونی تجویز ہوئی ہے عدالتیں مدعی کو اسکے جائز حقوق سے جدا کرنے اور برخلاف اسکی مرضی کے اسکو معاوضہ منظور کرنے پر مجبور نہیں کرسکتیں گو یہ معقول ہونا ظاہر ہو - پس مدعا علیہم کو حکم دیا گیا کہ برآمدے جنکی بابت شکایت کی گئی ہے اٹھا دئے جاویں ۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ڈاکٹر اے - ڈی پولن صاحب ڈسٹرکٹ جج متعام بیلگانوں ۔

مدعی نے نالش واسطے اثبات اپنے حق اور دلاپانے قبضہ بعض حصص اراضی کے جو ایک مندر کے متصل تھی اور جس پر مدعا علیہما نے برآمدے بنا کر مداخلت کی تھی دائر کی مندر مملوکہ مدعا علیہما ہے اور اس کے کل گرد کی اراضی مملوکہ مدعی ہے ۔

مدعا علیہما نے مدعی کے حق سے انکار کیا اور عذر تمادی پیش کیا ۔

سبارڈینیٹ جج نے تجویز کی کہ اراضی متنازعہ مملوکہ مدعی ہے اور مدعا علیہما کو یہ حکم دیا کہ مدعی کو معاوضہ بابت اپنی مداخلت کے ادا کریں ۔

مدعی نے اپیل کیا اور ڈسٹرکٹ جج نے بدیں تجویز کہ مندر کے گرد کی زمین مملوکہ مدعی تابع حق مدعا علیہما کے ہے کہ وہ مندر میں جاویں اور اسکو استعمال کریں ڈگری بالفاظ ذیل صادر کی :-

"بہ تجویز اس امر کے کہ مدعی اراضی متنازعہ موقوعہ جانب شمال و مشرق مندر کا حسب مندرجہ عرضی نالش مالک ہے اور دلانے اسکے کل خرچہ کے میں ڈگری کو ترمیم کرتا ہوں اور بقیہ ڈگری کو میں بحال رکھتا ہوں" ۔

*اپیل دوم نمبر ۲۲۴ سال ۱۸۹۱ء

۱۸۹۳ء

گوسند وبکاجی بنام سلوشیو مرہ بھگیٹ

مُدعی نے اپیل دوم دائر کیا:۔

بالاجی اباجی بھاگوت منجانب اپیلانٹ۔

بی۔ ایم مہتا (بمعیت بی۔ این۔ بھاجی کر) منجانب رسپانڈنٹ۔

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس:۔ ہر دو عدالت ہائے ماتحت نے تجویز کی ہے کہ اراضی متنازعہ مملوکہ مُدعی ہے لیکن تابع حق آمد ورفت مندرجہ کے جیسی کہ عدالت اپیل نے تجویز کی ہے چونکہ تجاویز بابت ملکیت اراضی ایسی ہیں لہذا عدالت ہائے موصوف مُدعی کو اپنے قانونی حقوق کے علیحدہ کرنے اور اپنی اراضی کے خلاف معاوضہ قبول کرنے پر مجبور نہیں کر سکتی ہیں گو یا امر کیسا ہی معقول معلوم ہو۔

لہذا ہمکو عدالت ماتحت کی ڈگری بجز حکم متعلقہ خرچہ کے منسوخ کرنی چاہئے اور یہ حکم دینا چاہئے کہ مدعا علیہما اُن برآمدوں کو منہدم کریں جنکی مدعی نے شکایت کی ہے اور مدعا علیہما اپیل ہذا کا خرچہ مُدعی کو ادا کریں۔

ڈگری منسوخ کی گئی

نوٹ:۔ بعد صدور فیصلہ ہائیکورٹ کے مُدعی نے ایک درخواست تجویز ثانی میں استدعا کی ڈگری میں ہدایت دیئے جانے قبضہ کی تجویز ہونیکی کی عدالت نے بر طبق اُسکے ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو ڈگری اس طور پر ترمیم کی کہ بعد الفاظ اُن برآمدوں کو منہدم کریں جنکی مُدعی نے شکایت کی ہے"۔ یہ الفاظ اضافہ کئے" اور مُدعی کو بہر اراضی پر قبضہ دیں"۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر چارلس سارجنٹ صاحب نیٹ چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس

۱۸۹۳ء اکتوبر

ایرنگوڈا (ابتداءً مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام شیشاپا (ابتداءً مُدعی) رسپانڈنٹ*

دستور ضابطہ۔ نالش منجانب ڈگریدار واسطے اس امر کے کہ ایک مکان کو تابع قرقی باجراء بوجہ پہنچنے جائداد مدیون ڈگری کے ظاہر کیا جائے۔ ڈگری بحق مُدعی بہ بنا اسوجہ کہ مدیون ڈگری گو کہ مالک مکان مذکور نہیں بوجہ ہونے مستقل اسامی کے اسمیں ایک قابل قرقی حق رکھتا ہے عدالت بحق مُدعی کوئی جدید مقدمہ قائم نہیں کر سکتی۔

مُدعی کا مقدمہ یہ تھا کہ خاص مکان اُسکی مدیون کی ملکی جائداد ہے اور کہ بدیں وجہ نامبردہ (مدعی) باجراء اپنی ڈگری کے اُسے قرق کرانیکا مستحق تھا۔ سبار ڈینیٹ جج نے تجویز کیا کہ مدیون مالک مکان مذکور نہ تھا اور دعوی مُدعی نامنظور کیا۔ عدالت اپیل نے تجویز کیا کہ گو مدیون مالک نہیں تھا تاہم نامبردہ کو بحیثیت ہونے مستقل اسامی کے مکان مذکور میں ایک حق قابل قرقی حاصل تھا اور مُدعی کے دعوے کو منظور کیا۔ بر طبق اپیل بعنوان ہائیکورٹ منجانب مدعا علیہ

* اپیل دوم نمبر ۴۹۴ سنہ ۱۸۹۱ء۔

۹۲

تجویز ہوئی کہ حکم عدالت اپیل نے مُدعی کے لئے ایک بالکل جدید مقدمہ بنا دیا ہے جو نامبردہ کی وقت تجویز برا بنا قائم نہ کیا تھا اور کہ ڈگری عدالت اپیل ماتحت مسترد ہونی چاہئے ۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر کاشی ناتھ بالکرشن مراٹھی سبارڈینیٹ جج درجہ اول باختیارات سماعت اپیل مقام دھارواڑ ۔

نالش بغرض منسوخی حکم واگذاشت قرقی ۔

مُدعی نے بیان کیا کہ اُس نے ایک ڈگری مقابلہ ایک شخص سنگن بسا پا کے حاصل کی اور اُس کے اجراء میں مکان متنازعہ کو بطور جائداد سنگن بسا پا کے قرق کرایا ۔ برطبق اسکے مُدعا علیہ نے ایک درخواست واگذاشت قرقی اس بنا پر پیش کی کہ مکان مملوکہ اُس کا ہے اور نہ سنگن بسا پا کا اور واگذاشت قرقی کا حکم حاصل کیا ۔ بعد ازاں مُدعی نے نالش حال بغرض منسوخی اُس حکم کے اور واسطے استقرار اس امر کے کہ مکان مذکور مستوجب قرقی اور بطور جائداد سنگن بسا پا باجرائے ڈگری مُدعی موسومہ نامبردہ مستوجب نیلام ہے دائر کی ۔

مُدعا علیہ نے بیان کیا کہ مکان مذکور اُسکی جائداد موروثی ہے اور سنگن بسا پا اُسکا کرایہ دار ہے لہذا وہ مستوجب قرقی و نیلام بعوض قرضہ سنگن بسا پا نہیں ہے ۔

سبارڈینیٹ جج نے تجویز کی کہ مکان ملکیت سنگن بسا پا نہیں ہے اور اسلئے وہ باجرائے ڈگری مُدعی مستوجب نیلام نہیں ہے برطبق اپیل منجانب مُدعی کہ سنگن بسا پا مالک تھا کیونکہ مسلمہ قابض تھا سبارڈینیٹ جج نے باختیارات اپیل تجویز کی کہ مکان ملکیت مُدعا علیہ ہے جس نے صرف حق پانے کرایہ کا اپنے لئے باقی رکھا ہے اور یہ کہ سنگن بسا پا کرایہ دار مستقل ہے اور مستقل کرایہ داری ایسا حق ہے جس کے قرق و نیلام کرانے کی مُدعی کو اجازت دیجا سکتی ہے لہذا حاکم موصوف نے سبارڈینیٹ جج کی ڈگری مشعر استقرار مستدعیہ مُدعی کو مسترد کیا ۔

مُدعا علیہ نے اپیل دوم رجوع کیا :-

نارائن گنیش چنداورکر منجانب اپیلانٹ (مدعا علیہ) :- مُدعی نے اپنی عرضی نالش میں یہ بیان نہیں کیا کہ اُسکا مدیون ڈگری مکان میں بطور کرایہ دار مستقل کے حق سکونت رکھتا ہے اور یہ کہ وہ حق بعینہٖ باجرائے ڈگری نیلام ہونا چاہئے اُسکا دعوے یہ ہے کہ اُسکا مدیون ڈگری جائداد کا مالک

۱۸۹۲ء
ایرنگوڈا
بنام
شیفا

کا مل ہے اور حق ملکیت کا مل نیلام ہونا چاہیے عدالت مرافعہ اولی نے صحیح طور پر دعوی کو نامنظور کیا عدالت اپیل ماتحت کا بحق مدعی ایک ایسا مقدمہ قائم کرنا کہ جسکا نامبردہ نے کبھی ذکر نہیں کیا اور جسکی نسبت کسی تنقیح کی عدالت مرافعہ اولی میں درخواست نہیں کیگئی بیجا ہے۔ عدالت ماتحت مقدمہ کو ایسی بنا پر جو عرضیدعوی یا تنقیحات عذرات میں قائم نہیں ہوئی فیصل نہیں کرسکتی تھی"

بشنو کرشنن بہاٹو دیگر منجانب مدعی

سارجنٹ صاحب چیف جسٹس۔ مقدمہ مدعی جیسا کہ اُسکے عرضیدعوی میں تحریر ہے یہ تھا کہ نامبردہ فرق کرانے مکان کا بطور ملکیت قطعی سنگن بسایا کے مستحق تھا تنقیح اول سہارڈنیٹ جج نے اسی قیاس پر قائم کی اور مذید چہارم خود مدعی کے اپیل متدائرہ سہارڈینیٹ جج میں تھا کہ عدالت مرافعہ اولی کا یہ تجویز کرنا غلط تھا کہ سنگن بسایا مکان کا مالک ہے لہذا مقدمہ کی تجویز صرف بر بنا فیصلہ اس امر کے ہوئی ہے کہ آیا سنگن بسایا مکان کا مالک تہا یا نہیں۔ مگر عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ اگرچہ مدعاعلیہ مالک ہے تاہم سنگن بسایا کو اُس ہی حیثیت کرایہ دار مستقل کے ایک حق قابل قرقی حاصل ہے۔ لیکن یہ ایک بالکل جدید مقدمہ بحق مدعی قائم کرنا ہے جبکو کہ دوران تجویز میں خود اُس نے کبھی قائم نہیں کیا۔

لہذا ہمکو عدالت ماتحت کی ڈگری منسوخ کرنی چاہیے اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کی معہ خرچہ عدالت ہذا و عدالت ماتحت کے جو ذمہ مدعی ہوگا بحال کرنی چاہیے۔

ڈگری منسوخ کی گئی

انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱۷ بابت سنہ ۱۸۹۳ء

تمام ہوئی